نام ردیف وار

انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲

بابت ۱۸۹۵ء

تمام شد

مطبوعہ ... پریس

انڈکس ردیف وار

انڈین لاء رپورٹ

پٹنہ

سلسلہ کلکتہ جلد ۴۲ بابت ۱۹۱۵ء

سنہ ۱۸۳۰ء کے پہلے قوانین کو آئین کہتے ہین

دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ
آئین ۸ سنہ ۱۸۹۳ء		آئین ۵ سنہ ۱۸۱۳ء		ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء		ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء		ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء	
۵۴	۶۸۰	۳	۶۸۰	(حفاظت جایداد مجانین)		(بنگال)		(مجموعہ تعزیرات ہند)	
۴۵	"	آئین ۹ سنہ ۱۸۱۲ء		۰	۸۶۴	۵	۷۳۸	۲۱	۸۵۹
آئین ۸ سنہ ۱۸۹۸ء		۲	۱۵۶	۱۱	۸۲۹	۳۷	۲۵۴	۱۴۶۲۳	۸۱۷
۵۱	۲۱۴	ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء		ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۵۸ء		۵۳۰	"	۸۴	۸۱۷
۲۸	"	۵۳	۷۸۲	۱۸	۵۴۵	۵۴	۶۴۱	۱۴۰	۲۷۶

دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ
(بنگال)		۷۴	۳۳	۱۴۸ (۳)	۳۸۴	۴۳۶	۵۷۳	۲۲۳	۳۷۵
قانون مالکان معزز اراضیات		۸۵	۳۲	〃	۳۸۷	۴۳۸	〃	〃	۷۶۴
چھوٹا ناگپور		۸۶	〃	۱۶۳	۵۰	۴۳۹	۹۹۸	〃	۸۲۷
۸۸	۴۶۷	۸۸	〃	۱۹۲	۸۹۸	〃	۳۹۱	〃	۹۲۱
ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء		〃	۹۳۱	۱۹۳	۵۰	۴۷۸	۱۰۰۴	۲۲۶	۷۹۴
(اسٹامپ)		۸۹	۹۲۴	۱۹۵	۱۷۶	۴۸۸	۲۹۱	۲۳۰	۹۲۱
۳ (۲) (ب)	۷۵۷	〃	۹۳۱	〃	۴۸۷	۵۲۴	۷۶۱	۲۳۴	۵۵۸
۶۱	۷۵۷	〃	۳۳	〃	۵۷۳	۵۲۸	۸۹۸	۲۴۴	۲۵
ضمیمہ ۱	〃	〃	〃	〃	۵۸۶	۵۳۷	۱۷۶	〃	۴۸۳
ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۹ء		۹۱	〃	〃	۱۰۰۴	〃	۳۹۱	〃	۵۰۱
معاملات چھوٹا ناگپور		۹۲	〃	۲۲۱	۳۹۱	۵۶۰	۵۸۶	۲۳۸	۲۴۴ (ج) ۹۲۱
۰	۱۱۲	۹۶	〃	۲۲۲	〃	ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء		〃	۵۵۹
ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۰ء		۹۷	〃	۲۲۵	۲۷۶	(مجموعہ ضابطہ دیوانی)		۲۴۹	〃
(بنگال)		۹۹	۸۱۳	۲۳۶	۳۷۷	۱۳ تشریح ۳ و ۳	۶۹۲	۲۵۱	۵۹۶
۰	۴۱۹	〃	۹۰۳	۲۳۸	۱۰۰۶	۲۵	۸۷۱	۲۵۲	۲۵۹
ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء		〃	۸۵۹	۳۳۷	۵۰	۲۶	۸۳۲	۲۵۳	۲۵
(انتقال جائداد)		۱۰۰	〃	۳۴۹	〃	۲۷	〃	۳۱۰ (الف)	۷۹۵
۴۸	۳۳	۱۰۷	۷۵۲	۳۹۰	۱۰۰۶	۳۱	〃	۳۱۳	۵۶۵
۵۳	۱۸۵	۱۰۸ ج	۸۳۰	۳۶۴	۸۱۷	۵۳	۷۵۲	۳۳۱	۸۳۰
۵۴	۱۷۹	۱۰۸ ی	۴۹۳	۳۶۷	۲۲۱	۵۰	۸۸۹	۳۶۱	۹۲
۵۸	۳۳	ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء		۳۷۴	۵۰	۱۰۲	۸	۳۶۲	〃
۶۰	۳۳	(مجموعہ ضابطہ فوجداری)		۳۸۹	۹۳۵	۱۰۳	۸	۳۶۵	〃
۶۷	〃	۴	۸۹۸	〃	۱۳۹	۱۰۸	۹۸۱	۳۶۷	〃
〃	۸۱۳	۱۴۴	〃	۴۰۳	۳۷۷	۱۱۵	۲۶۸	۳۹۶	۴۲۵
〃	۸۵۹	۴	۲۹۷	۴۲۳	۳۷۷	۱۲۹	۹۸	۴۳۱	۴۲۲
〃	۹۰۳	۱۴۶	۲۹۷	۴۲۴	۲۲۱	۱۳۶	〃	۴۳۴	〃

دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ
۴۳۵	۲۶۸	مطالبہ خفیفہ بلاد پریزیڈنسی		۱۶۷	۳۶۴	۴	۱۲۳	ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۴ء	
۴۴۰	۷۲۹	۳۷	۴۸۴	۱۷۱	۷۶۷	ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء		ترمیم ضابطہ دیوانی	
۴۵۱	۷۷۰	ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۴ء		”	۸۰۰	(نابالغان)		۰	۷۶۷
۴۶۴	۷۰۹	(میونسپلٹی بنگال)		۱۶۴	”	۳۱	۵۴۵		
۴۹۲	۴۵۹	۱۳۳	۱۳۱	۱۶۹	۳۶۴				
۵۰۳	”	ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۵ء		۳ ضمیمہ	۶۴۴				
۵۶۶	۴۱۹	(لگان بنگال)		ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۶ء					
۵۷۸ ۱۰۳	۵۵۸	۳ (ہ)	۶۸۰	(انتہائی میعاد نالشات)					
۵۸۳	۵۰۱	۱۵	۳۳۷	۱	۶۹۲				
۵۸۶	۶۸۰	۱۶	”	ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء					
”	۴۳۴	۲۳	۷۴۲	(عدالتہائے دیوانی بنگال)					
۵۸۸	”	۴۸ (ح)	۳۲۴	۱۳	۸۷۱				
۵۹۱	۹۸۱	۵۵	۴۸۰	ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۸ء					
”	۷۳۴	۶۵	۳۶۴	(بنگال)					
۵۸۸	”	۶۷	۲۱۴	۸	۷۱۷				
۵۹۱	۹۸۱	۶۹	۴۸۰	۱۴	۷۱۷				
”	۷۳۴	۷۰	”	۲۰	”				
۵۹۵	۹۲۸	۷۴	۶۸۰	۲۲	”				
۶۰۸	۱	۹۵	۶۳۴	۲۳	”				
۶۱۶	۹۶۰	۱۰۱	۲۴۴	۳۱	”				
۶۲۲	۷۶۷	۱۰۲	”	۳۲	”				
”	۷۸۴	۱۰۶	۳۴۷	۸۰	۵۸۱				
۶۲۹	۳	۱۰۸	”	ضمیمہ ۲	۵۸۱				
”	۷۳۴	۱۵۵	۷۷	ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء					
ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۲ء		۱۹۱	۳۶۴	(سرٹیفکیٹ وراثت)					

مضمون	صفحہ
(ب)	
بار ثبوت	۷۵۹۴۷۳
بار ثبوت اس امر کا کہ مزارعہ خلیکا درخت واقعہ اراضی مذکورکو نہیں کاٹ سکتا بذمہ مالک ہے۔	۴۴۲
بار ثبوت معنے ”مالک“	۴۷۳
بار ثبوت۔ نسبت ثابت کرنے مجرمانہ نیت کے اسصورت مین جبکہ نابالغہ پیشہ کرانیکی غرض سے بیچ لیگئی ہو	
کسی بالغہ کا پیشہ کرانیکی نیت سے خریدنا	۱۲۴
بریت۔ بریت سابقہ جبکہ مزید تجویز کے لئے کوئی امر مانع نہو فعل واحد سے کسی جرائم قایم ہوتے ہوں ۲	۳۷۷
بلوہ۔ بلوہ جو اسلحہ مہلک سے مسلح ہوکر کیا جائے اگر ایک رکن مجمع خلاف قانون کا مسلح ہو تو دیگران پر الزام عائد نہیں ہوسکتا	۲۴۷
بیانات ازخود فصلوں کا بحکم کلکٹر راناشامل کرانا	۴۸۰
بیان تحریری۔ تصدیق بیان تحریری تصدیق منجانب کارپردازان شرکہ مثل خسرہ کمپنی رجسٹری	
طریق عدالت بر جاری نامندرتصدیق۔	۲۶۸
بیوہ۔ سبب سے کہ نیلام کی تقسیم	

سنہ ۱۸۹۴ء
۱۸ اجلالی

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ

پریوی کونسل

چہتر پت سنگہ دگا (مدعا علیہ سائل) بنام دوارکا ناتہ گہوس (ڈگریدار)†

[برطبق اپیل از ہائیکورٹ مقام کلکتہ]

اجرا ڈگری - التوائے اجرا حکم واسطے التوائے اجرا ڈگری کے - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۰۸ ضمن (ج) پریوی کونسل کا عملدرآمد -

ہائیکورٹ نے حسب دفعہ ۶۰۳ ضمن (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی منظوری اپیل کی بنا رہنی اپنی ڈگری کے ظاہر کرکے حکم مندرجہ حسب دفعہ ۶۰۸ ضمن (ج) واسطے التوائے اجرا ڈگری کے تا فیصلہ اپیل صادر کرنے سے انکار کیا کیونکہ حکم میں جو عدالت موصوف میں اجلاس کرنے تہے نسبت اس امر کے خلاف ہوا کہ مقدمہ مذکور ایسا ہے یا نہیں کہ درخواست مذکور منظور کیجاکر حکام عالی مقام نے یہ فیصلہ کیا کہ اجرا ڈگری تا فیصلہ اپیل ملتوی کیجائے ایک حکم جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا اجلاس کونسل بمضمون مذکور صادر ہوا -

درخواست التوائے اجرا ڈگری (۲۰ - اپریل سنہ ۱۸۹۴ء) مصدرہ ہائیکورٹ جسنے بذریعہ حکم (۹ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء) اپیل بحضور جناب ملکہ معظمہ اجلاس کونسل بنا رہنی ڈگری مذکور منظور کیا اور بذریعہ حکم (۲۷ - اپریل سنہ ۱۸۹۴ء) التوائے اجرا ڈگری کو نامنظور کیا نیز واسطے اجازت اپیل خاص بنوٹس کونسے اپیل بنارہنی حکم آخرالذکر کے -

درخواست مذکور مین یہ مندرج تہا کہ سنہ ۱۸۸۸ء مین چندر نراین سنگہ نے جسکے وہ بیٹا سکے بموجب ہسپانڈنٹان اوسکے اوصیا رہے تہے سائے بہی پت سنگہ پر عدالت جج ماتحت ہگلی مین نالش دایر کی اور ۳ مئی سنہ ۱۸۸۸ء کو بطور بیت ایک مندر کے ڈگری واسطے قبضہ ایک قطعہ اراضی زیارآمد

† اجلاس لارڈ واٹسن صاحب لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ مارس صاحب سر آر کوچ صاحب -

سند جو بینڈ ادر واسطے زر واصلات کے حاصل کی برطبق اپیل متجانب مدعا علیہ عدالت سے تنیسے
اول ۲ ستمبر ۱۸۹۰ء کو جایداد اراضی دلائی اور بعدازان ۲۰ - اپریل ۱۸۹۱ء کو تجویز ثانی میں اکل
دعوی للعلما ہوسنگہ اور بعد ایک مبلغ کا بطور زر واصلات تین برس کے ڈگری دیکی اور دوران مسل
میں راے کنہی پت فوت ہوا اور بجائے اوسکے سائل کا نام قایم کیا گیا اور چونکہ ہندر نراین سنگہ
بھی فوت ہوگیا تہا لہذا رسپانڈنٹان کا نام مسل میں داخل ہوا۔

۵ جولائی ۱۸۹۲ء کو ہائی کورٹ نے منظوری اپیل کی حسب دفعہ ۶۰۳ ظاہر کی بعد ازان
حکم عدالت مرافعہ اولی سے واسطے اجراے ڈگری ۲۰ - اپریل ۱۸۹۱ء کے صادر ہوا برطبق اوسکے
مدعا علیہ نے حسب دفعہ ۶۰۸ ضمن (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی ہائیکورٹ سے درخواست واسطے
صادر کیے جانے حکم التواے اجراے ڈگری کے کی اور ۱۲ دسمبر ۱۸۹۳ء کو حکم واسطے ظاہر کرنے وجہ
اس امر کے حاصل کیا کہ کیون حکم اوس مضمون کا برطبق دینے ضمانت کے صادر کیا جاوے وجہ یہ
اول ممکن ہے کہ اراضی اگر انتظام اچہا نہ کیا جاوے بے قدر ہو جاوے دوم ممکن ہے کہ نشان
حدود خطہ بہت معدوم کیے جاوین جس سے اراضی متنازعہ کی بابت تنازعات پیدا ہون سوم چونکہ ڈگریداران ایسے شخص کے قبضہ میں جو سبینہ وس منہ رکہ تہا جسکو قبضہ
دلائی گئی تہی لہذا ممکن ہے کہ تنقیح کسی جانشین عہدہ مذکور کے ساتھ نسبت زر واصلات والی کے
حساب و دیگر امور کے پیدا ہون۔

ڈگریدار کی سماعت ۲۷ - اپریل ۱۸۹۴ء کو ہوکر یارن صاحب جسٹس اعلی حاکم بنچ کی یہ راے
ہوئی کہ مقدمہ کے ایسے حالات خاص نہین ہین کہ التواے اجراے ڈگری چاہئے ہو اس تجویز سے
حاکم موصوف کے مجلس بنرجی صاحب جسٹس نے اتفاق نہین کیا اور یہ تجویز کی کہ بلحاظ
درخواست اجراے ڈگری ڈگریداران اور قسم اراضی متنازعہ کے جو ایک چا ہے یہ ایک مناسب
مقدمہ واسطے حکم التواے اجراے ڈگری کے برطبق دینے ضمانت کے ہے تجویز مخالف حاکم
اعلی کی غالب رہی اور حکم مذکور کے صادر کرنے سے انکار کیا گیا۔

یہ درخواست واسطے اجازت خاص اپیل کے بنارا ضی حکم ۲۷ - اپریل ۱۸۹۴ء نیز واسطے
التواے اجراے ڈگری ۲۰ - اپریل ۱۸۹۲ء کے تہی درخواست مذکور یکطرفہ تہی۔

مسٹر جے ایچ اے برنین نے بتائید درخواست بیان کیا کہ درخواست مذکور بابت [illegible] واسطے
اجازت کے نے اپیل بنارا ضی حکم ۲۷ - اپریل ۱۸۹۲ء کے اور نیز واسطے التواے اجراے ڈگری کے

۱۸۹۴ع ہرپرشاد سنگہ بنام دوارکا ناتہ

اس سبب سے کی گئی تہی کہ یہ سمجہا گیا تہا کہ ابتک کبہی التوا سے اجرا ڈگری ملک ہذا مین منظور نہین ہوا ہے جب عدالت ہند منظور کنندہ اپیل نے التوائے اجرا ڈگری کو نا منظور کیا ہو لیکن اتو اصف اوصورت مین منظور کیا گیا تہا جب اجازت خاص اسلئے کہ اپیل سے حکام عالیمقام سے حاصل کی گئی تہی کہ نوٹ متعلقہ مقدمہ اندر کنور بنام جسپال کنور (۱) ہویلر صاحب کی کتاب قانون پریوی کونسل مین بصفحہ ۲۴۴ اسبارہ مین ہے کونسل موصوف نے ذکر اوس اختلاف رائے کا جو مابین حکام ماتحت کے تہا اس بحث سے کیا کہ اون وجوہ سے جو حکام ممدوح کے روبرو پیش کئے گئے حکام موصوف کو لازم تہا کہ التوائے اجرا ڈگری کا مطابق اوس اختیار تمیزی کے حکم دیتے جو حکام ممدوح کو از روئے دفعہ ۶۰۸ ضمن (ج) کے عطا کیا گیا ہے۔

حکام عالیمقام کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ دو حکام عدالت ماتحت مین اختلاف رائے ہوا لہذا اونہون نے اپنا اختیار تمیزی استعمال نہین کیا جسکے استعمال کرنے کا اونکو اختیار حسب دفعہ ۶۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بلا ضرورت عطائے اجازت خاص کے نے اپیل بنا راہنی حکم ۲۷ - اپریل ۱۸۹۴ع کے تہا یہ مقدمہ ایسا ہے جس مین التوائے اجرا ڈگری کا حکم درخواست پر ہونا چاہیے۔

درخواست منظور کی گئی

حکم جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا اجلاس کونسل مورخہ ۵ - اگست ۱۸۹۴ع صادر ہوا۔

- الیسٹران منجانب سایل - مسٹران بیر دو واجرس -

۶ جون ۱۸۹۴ع

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس وامیر علی صاحب جسٹس

ہرنندن سہاے (مدعی) بنام بہاری سنگہ (مدعاعلیہ)

اپیل - حکم متعلق منظوری تجویز ثانی مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۶۲۹ - بنا راہنی حکم متعلق منظوری تجویز ثانی کے سوائے صورت محکومہ دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل نہین ہوسکتا ہے بمبئی و پرشیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی بنام ابراہیم نرداس (۱) کی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۷ و لا رپورٹ اسپیشل نمبر جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۷ -

* اپیل از ڈگری متفرقہ اپیل نمبر ۳۰۸ ۱۸۹۳ع بنا راہنی ڈگری مسعد مسعود بابو کرشن ناتہ سب ڈے قایم مقام جج ساکن مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۳ع مشعر منسوخی ڈگری مسعد مسعود بابو اپندرا ناتہ بوس منصف چھپلیہ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۸۹۲ع

۱۸۹۳ء ہرنندن سہائے بنام بہاری سنگھ

تعمیل کی گئی۔

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ اہم ہین تجویز عدالت اپیل ماتحت مین جو حسب ذیل مندرج ہین۔

"یہ ایک اپیل بنارضی فیصلہ وڈگری منصف عدالت مراد آباد ولی چہرہ مصدرہ ایک ایسی نالش سے جو مدعی ہرنندن سہائے نے واسطے استقرار اپنے حق لسنت ایک ٹکڑہ قطعہ اراضی کرد کی تہی جو مابین کسی او مدعا علیہ اپیلانٹ کی اراضی کے واقع ہے۔ نالش مذکور اولاً ۴ ستمبر ۱۸۹۱ء کو بنا پر ادس شہادت کے جو بد حاکم موصوف کے تہی ڈسمس کیگئی تہی درخواست واسطے تجویز ثانی فیصلہ حاکم موصوف نے پیشکی تہی اور وہ منظور ہوئی تہی فریقین کو اجازت دیگئی تہی کہ شہادت جدید پیش کریں اور نالش جو کو بحق مدعی صادر ہوئی اپیل کرتا ہے"۔

مدعی کی نالش ابتدا اُسی حالات مندرجہ ذیل ڈسمس ہوئی تہی فریقین لینے اپنے گواہ ۔ ۹ ستمبر ۱۸۹۱ء کو حاضر لئے لیکن مدعی نے ایک درخواست خاص ہنیں کی جس مین محض مدعا علیہ بہاری سنگہ کی شہادت پر انحصار کیا گیا تہا بشرطیکہ وہ ایک خاص شکل کے حلف سے ادائے شہادت کرے اوسوقت مدعا علیہ بہاری سنگہ عدالت مین موجود نہ تہا اوسکی جانب سے ایک درخواست واسطے عطائے مہلت کے گذری تہی اور ۴ ستمبر ۱۸۹۱ء واسطے تجویز کے اس ہدایت کے ساتہہ مقرر ہوئی تہی کہ تاریخ مذکور کو گواہان پیش کئے جاوین۔

۴ ستمبر کو مدعا علیہ بہاری سنگہ معہ اپنے گواہان کے حاضر ہوا لیکن بہاری سنگہ نے اوس خاص حلف پر جو اوس سے طلب کیا گیا تہا شہادت دینے سے انکار کیا مگر اوس نے اقرار صالح پر شہادت دینے کے لئے رضامندی ظاہر کی بعد اسکے وکیل مدعی نے مدعا علیہ بہاری سنگہ کا اظہار معمولی اقرار صالح پر لیا اور اوسنے بجائے ثابت کرنے مدعی کے بیان کے خود اپنے بیان کی تائید کی بعد ازان منصف نے مدعی کے وکیل سے کہا کہ کوئی اور شہادت مقدمہ مین پیش کریں لیکن چونکہ کوئی اور ایسی شہادت نہین پیش کیگئی لہذا نالش اس بنا پر ڈسمس کیگئی کہ مدعی خود اپنا بیان ثابت کرنے سے قاصر رہا"۔

بر طبق اسکے مدعی نے درخواست تجویز ثانی بر بنائے چار وجوہ کے پیش کی۔

"۱ - اگر مدعا علیہ وہ خاص حلف جسکی درخواست کیگئی تہی اوٹہاتا تو مدعی کو ضرورت کسی اور شہادت کی نہوتی اور اسوجہ سے مدعی نے اپنے گواہان کو حاضر نہین کیا۔

۲ - چونکہ ۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کو مدعا علیہ موجود نہین تہا سبب درخواست خاص اسکے اظہار کیگئی تہی لہذا ایک درخواست عطائے مہلت اوسکی جانب سے باقرار اس امر کے کہ وہ حلف خاص اوٹہائیگا پیش کیگئی تہی

سنہ ۱۸۹۴ء
ہرنندن سہائے
بنام
بہاری سنگھ

جنکے سبب سے ۴ ستمبر واسطے سماعت کے مقرر کی گئی اور کوئی صاف حکم فریقین کے لئے واسطے پیش کرنے گواہان کے
بتاریخ مذکور صادر نہین کیا گیا تھا لیکن اگر کوئی ایسا حکم تھا تو فریقین اوسکو نہین سمجھے اور سہو سے فریقین نے
ذو حاضری اپنے گواہان کی ۴ ستمبر ۱۸۹۱ء کو ارسال نہین کی اور مدعی کا وہ گواہ جو حاضر تھا یہ باور کرکے کہ
مدعا علیہ حلف خاص اوٹھاویگا چلا گیا۔

۳۔ مدعی نے یہ سمجھا تھا کہ مدعا علیہ کو حلف خاص کے اوٹھانے مین کچھ عذر نہین ہے اور صرف ۴ ستمبر ۱۸۹۱ء کو مقرر ہونے
کے لئے مہلت چاہتا ہے اور شہادت مذکور بمقدمہ واسطے علاحدہ ہوئیگا اوس نے عدالت مین حاضر ہونیکی ضرورت
نہین سمجھی اور وہ یعنی مدعی جو ایک مختار ہے واسطے پیروی اپنے موکل کے مقدمہ کے جو اوسوقت ڈپٹی مجسٹریٹ کے
روبرو دورہ مین پیش ہونیکو تھا مقام اکوا کو چلا گیا لیکن اسنے یہ خیال کیا تھا کہ اوسکو وہ گاڑی ملجاے گی
جو دوپہر کو پہونچتی ہے مگر وہ اوسکو بوجہ نہونے وقت کے نہین ملی۔

۴۔ مدعا علیہ ۴ ستمبر ۱۸۹۱ء کو حاضر ہوا لیکن اوس نے کوئی عذر تحریری نسبت اوٹھانے حلف خاص کے نہین کیا
بلکہ بطور انکار کے اوٹھانے حلف خاص مطلوبہ مدعی کے وکیل نے درخواست مہلت اسوقت دی جب مدعا
نے اوس سے اپنے گواہان کے پیش کرنیکے لئے کہا لیکن عدالت نے بلا لحاظ اوسکی درخواست کے مقدمہ کا
فیصلہ کیا۔

بعد بعد صادر کرنے تجویز کے اوسکی درخواست مہلت نامنظور کی۔

اسجگہہ پر یہ ذکر کیا جانا چاہئے کہ مدعی نے بذریعہ ایک سوال ۲ نومبر ۱۸۹۱ء کے عذر منظور کے جزو اخیر سے
دست برداری کی اور یہ استدعا کی کہ الفاظ "بعد صادر کرنے تجویز کے" فقرہ چہارم اوسکے عذر نامہ سے خارج کئے جاوین۔

مدعا علیہ اپیلانٹ نے درخواست مذکور پر اعتراض کیا اور مدعی کے کل بیان سے انکار کیا۔

منصف ذیعلم نے بلا لینے شہادت راستی یا ناراستی بیانات مدعی کے تجویز ثانی کو دوسری بنا پر صرف
یہ تجویز کرکے منظور کیا "اگرچہ کہ مدعی قبل ۴ ستمبر ۱۸۹۱ء کے یہ نہین جان سکتا تھا کہ آیا مدعا علیہ خاص قسم کی
قسم کہانے پر رضامند ہوگا یا نہین اور چونکہ مدعی کو بالخصوص یہ حکم نہین دیا گیا تھا کہ اپنے گواہان پیش
کرے لہذا میرے نزدیک بغرض انصاف یہ درخواست منظور کیجانی چاہئے۔

مدعا علیہ اپنے اپیل مین یہ حجت کرتا ہے کہ منصف ذیعلم کی کارروائی خلاف احکام دفعات ۶۲۳ و ۶۲۶
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے اور حاکم موصوف کا حکم مشعر منظوری تجویز ثانی منسوخ کیا جانا چاہئے اور
اوسکل کارروائیات جو حاکم موصوف نے بعد ۲ نومبر ۱۸۹۱ء کے کی ہین منسوخ ہونی چاہئین۔

مدعی رسپانڈنٹ کا وکیل نسبت مدعا علیہ کے پیش کرنے عذر مذکور کے اپیل مین اس سبب سے

سنہ ۱۸۹۴ع
[illegible]
بنام
[illegible]

عذر کرتا ہے کہ اسکو از روئے دفعہ ۶۲۹ کے اس عذر کا کرنا ممنوع ہے اوسکے دلائل یہ ہیں کہ دفعہ مذکور میں یہ حکم ہے کہ حکم عدالت کا دربارۂ منظوری اوس درخواست کے قطعی ہوگا لیکن جبکہ ایسی درخواست منظور ہو تو منظوری فقط بربنائے وجوہ مفصلہ ذیل ہوسکتا ہے (الف) یہ کہ وہ خلاف احکام دفعہ ۶۲۴ ہے یا (ب) یہ کہ وہ خلاف احکام دفعہ ۶۲۶ ہے یا (ج) یہ کہ بعد گذرنے میعاد کے جو ایسی درخواست کے لئے مقرر ہے داخل کی گئی ہے اور کوئی وجہ کافی اوسکی نہیں ہے۔

"ایسا عذر فوراً بذریعہ اپیل بناراضی حکم منظوری درخواست کے کیا جاسکتا ہے یا کسی اپیل بناراضی ڈگری یا حکم کے جو نالش میں صادر ہوا ہو کیا جاسکتا ہے۔"

"دفعہ ۶۲۶ میں یہ حکم ہے اگر عدالت کو دریافت ہو کہ تجویز ثانی کی کوئی وجہ کافی نہیں ہے تو وہ درخواست کو نامنظور کریگی اگر عدالت کی رائے میں تجویز ثانی کی درخواست منظوری کے لائق ہو تو وہ تجویز ثانی منظور کریگی اور حاکم عدالت منظوری کی وجوہ اپنے قلم خاص سے قلمبند کریگا مگر شرط یہ ہے کہ (الف) ایسی درخواست منظور نہوگی بغیر اسکے کہ فریق ثانی کو اطلاع دیجائے الخ (ب) ایسی درخواست بربنائے دریافت ہونے امر یا شہادت جدید کے اسوقت منظور نکیجائیگی بدون اسکے کہ بیان مذکور کا ثبوت قوی ہو" لہذا نامبردہ یہ حجت کرتا ہے کہ چونکہ مقدمہ حال اندر شرائط مذکورہ کے نہیں آتا ہے اور منصف نے یہ تجویز کی ہے کہ وجہ کافی واسطے منظور کرنے تجویز ثانی کے ہے اور چونکہ تجویز ثانی بخلاف قواعد دفعہ ۶۲۶ کے منظور نہیں کیگئی تہی لہذا مدعا علیہ کو کوئی حق اپیل از روئے دفعہ ۶۲۹ نہیں ہے اور تائید اپنی حجت کے نامبردہ نے حوالہ تجویز ہائیکورٹ بمقدمہ بمبئی و پرشیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی بنام ایس ایس زواری (۱) کا دیا۔

"حاکم عالیمقام سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے تعبیر دفعہ ۶۲۶ کی وہی کی ہے جو دفعہ ۶۲۹ میں استعمال کیگئی ہے کہ اوس سے یہ مراد ہے کہ اس بنا پر اپیل ہوسکتا ہے کہ عدالت نے تجویز ثانی بلا پہلے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے کہ وجہ کافی ہے یا بلا دیئے اطلاع درخواست تجویز ثانی کے فریق مخالف کو یا بلا ٹھیک ٹھیک ثبوت اوس بیان کے جسکا ذکر شرط (ب) میں ہے منظور کی ہے حاکم عالیمقام نے بعد ازان یہ تحریر کیا ہے مقدمہ حال میں ہماری دانست میں اوس حاکم ذیعلم کی جس نے حکم صادر کیا یہ رائے تہی کہ واسطے تجویز ثانی کے وجہ کافی ہے چنانچہ حاکم موصوف نے درخواست منظور کی یہ حجت نہیں کیگئی ہے کہ کوئی خلاف ورزی قواعد مندرجہ شرائط متعلقہ دفعہ ۶۲۶ کی ہوئی ہے اور بدینوجہ ہمکو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ بناراضی حکم مذکور کے اپیل نہیں ہوسکتا ہے۔"

"یہ تعبیر دفعہ ۶۲۶ کی جو دفعہ ۶۲۹ میں استعمال کیگئی ہے ہماری ہائیکورٹ نے بمقدمہ [illegible] مہنت بنام لوچن مہنت (۲) پسند کی ہے۔"

"اون دو مقدمات کا فیصلہ برطبق اون عذرات کے کیا گیا تہا جو فوراً بذریعہ اپیل بناراضی حکم مشعر منظوری درخواست

ہرسندن سہائے بنام بہاری سنگھ

تجویز ثانی کے سپرد کیے گئے تھے اور نہ کسی ایسے اپیل مین جو بنا ء اونکی اخیر ڈگری یا حکم صدور نالش کے تہا لیکن ہمارے پاس نظیر حسب مجموعہ ضابطہ سابق کے ہے کہ جسکی رو سے منظوری تجویز ثانی کی قطعی نہی کہ اپیل مین حکم منظوری تجویز ثانی کی نسبت اعتراض کیا گیا کہ وہ مقدمہ پران ناتہ بہادری بنام سری کانت لاہوری (۱) ہے۔

"اوس مقدمہ مین منصف نے نالش کو ڈسمس کیا تہا بعد ازان حاکم موصوف نے ایک حکم بنام مدعاعلیہ کے اظہار کرنے وجہ اس امر کے جاری کیا کہ کیون تجویز ثانی منظور نہ کیجائے مدعاعلیہ نے وجہ ظاہر کی لیکن اوسکے عذرات نا منظور کیے گئے اور تجویز ثانی منظور کیگئی مدعی اور مدعاعلیہ دونو نے شہادت جدید پیش کی اور ڈگری بحق مدعی صادر ہوئی بطریق اپیل جج ماتحت نے اس فیصلہ کو برہنا اوس وجہ کے منسوخ کیا جسپر مدعاعلیہ نے عدالت ماتحت مین وجہ ظاہر کرنے مین استدلال کیا تہا یعنی یہ کہ مدعی نے یہ ثابت نہین کیا ہے کہ باوجود سعی قرار واقعی کے وہ تجویز ابتدائی مین اوس شہادت کو جسپر اوسکی درخواست تجویز ثانی مبنی تہی پیش نہین کرسکتا تہا یعنی عدالت اپیل نے اس امر کی نسبت رائے قایم کی کہ آیا تجویز ابتدائی مین اوس شہادت کے پیش کرنے مین جسپر اوسکی درخواست تجویز ثانی مبنی تہی سعی قرار واقعی ہوئی یا نہین اسی طرح پر مقدمہ حال مین مدعاعلیہ استدلال کرتا ہے کہ اپیل مین اس امر پر غور کیا جائے کہ آیا منصف نے لعلم کی تجویز یا وجہ کافی صحیح یا نہین یعنی آیا حکم درسانی مشعر منظوری تجویز ثانی برہنا ے ایسے مواد کے صادر کیا گیا تہا یا نہین جو عدالت ماتحت کے نتیجہ سے اتفاق کرنے کے لیے کافی تہا میرے نزدیک مجھکو با جلاس صیغہ اپیل بنا ء ہنی فیصلہ عدالت مرافعہ اولے اس امر پر غور کرنیکا منصب حاصل ہے کہ آیا حکم مذکور صحیح طور پر صادر ہوا تہا یا نہین مقدمہ گوپال چندر لاہری بنام سولومن (۲) سے بہی اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔

"وکیل اپیلانٹ بیان کرتا ہے کہ مدعی نے بذریعہ کسی شہادت یا بیان حلفی تحریری کے یہ ثابت نہین کیا کہ اسکو بذریعہ کسی حکم ۹ ستمبر ۱۸۹۱ع کے غلط فہمی واقع ہوئی حکم مذکور حسب ذیل ہے "مدعی نے ایک درخواست دی ہے کہ مدعاعلیہم واسطے ادا ے شہادت کے کہا جاے اور یہ استدعا کی ہے کہ فیصلہ مقدمہ کا مطابق اوسکے کیا جاے لیکن مدعاعلیہ غیر حاضر ہے درخواست واسطے التوا کے منجانب مدعاعلیہ کے گذری ہے کہ وہ حاضر ہو سکے لہذا یہ حکم دیا جاتا ہے کہ مقدمہ واسطے فیصلہ کے ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ع تک ملتوی رہے وکیل مدعاعلیہ کو چاہیے کہ اوس تاریخ کو مدعاعلیہ کو پیش کرے اور گواہان بہی پیش کرنے چاہئین عبارت حکم مذکور سے کوئی گنجایش شبہہ کی باقی نہین رہتی کہ فریقین کو یہ حکم ہوا تہا کہ اپنے اپنے گواہان اوس تاریخ کو پیش کرین جو اس طرح پر مقرر کیگئی تہی منصف نے تحریر کیا ہے کہ مدعی کو بالخصوص یہ حکم نہین ہوا تہا کہ اپنے گواہان پیش کرے مین یہ نہین سمجھتا کہ کیون کسی فریق کا نام حکم پیش کرنے اوسکے گواہان مین خاص کر تحریر کیا جاے حکم مذکور عام ہے اور مین کافی طور پر یہ ہدایت ہے کہ فریقین کو معہ اپنے گواہان کے طیار آنا چاہیے اگر مدعی نے حکم مذکور کے معنی غلط سمجھے تہے تو اوسکو چاہیے تہا کہ بطور گواہ کے اظہار دیتا اور اوس جزو اپنے

(۱) انڈین لا رپورٹس [illegible] ۲۵۴ (۲) انڈین لا رپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۹۲

بیان کی تائید کرتا لیکن اوس نے ایسا نہیں کیا نہ اوس نے اوس جزو اپنے بیان کو بدریعہ کسی بیان حلفی تحریری کے ثابت

کیا لہذا مین یہ تصور کرتا ہون کہ منصف ذیلیہ نے یہ غلطی کی کہ درخواست تجویز ثانی منظور کی جبکہ حاکم موصوف سے حکم کر

وہ تعبیر ظاہر نہین ہوتی جو اوسکی درخواست تجویز ثانی مین کی گئی ہے اور یا خصوص جبکہ [illegible] یہ عذر کیا کہ حکم

مذکور کے وہ معنی نہین ہین جو عدالت ماتحت نے بوجوہ چند کو بے بنیاد تصور کیا اور جسکو [illegible] کی ضرورت نہین ہے۔

چونکہ حکم منظوری تجویز ثانی کا غلط ہے لہذا میرے نزدیک گنا اوس شہادت کثیر پر غور نہین کرنا [illegible] حکم مذکور کے

قلمبند ہوئی اور لی گئی۔ اوس شہادت سے جو شامل قبل منظوری مدعی کی درخواست تجویز ثانی تجویز منصف کی ہے

منصف کے فیصلہ دوم کی تائید نہین ہوتی ہے لہذا اپیل ڈگری کیا جاویگا اور مدعی کی نالش معہ خرچہ عدالتہائے و مسں کیجائیگی

بر طبق اپیل عدالت ہائیکورٹ بنا راضی فیصلہ ہذا دفتر جاتھ یہ تھی کہ بنا راضی حکم منصف منظوری تجویز

ثانی کے اپیل نہین ہوسکتا تھا۔ یہ توجیہ عدالت ماتحت اپیل کو یہ تجویز کرنیکا اختیار تھا کہ حکم مذکور غلط تھا۔

بابو للی ترنجن چٹرجی منجانب اپیلانٹ۔ [illegible] منجانب ریسپانڈنٹ

تجویز عدالت (ٹریولین صاحب جسٹس وامیر علی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

اسمقدمہ مین یہ بحث ہوتی ہے کہ آیا بنا راضی حکم منصف منظوری تجویز ثانی کے اپیل

ہوسکتا تھا یا نہین جتنی بحث نسبت امر مذکور کے سماعت کی ہے اور ہمارے رائے مین فیصلہ

ایک بنچ ہائیکورٹ بمبئی مقدمہ بمبئی وپرست یا اسٹیم نیویگیشن کمپنی بنام اپیل ایس زور [illegible] (۱) سے قدر

سے صحیح متعلق ہے پہلو الیسے حالات معلوم نہین ہوتے کہ مقدمہ مذکور تقدمہ [illegible] نہ کیا جاے

اور جبکہ کوئی وجہ اس سے اختلاف کرنے کی نہین معلوم ہوتی اگر خود ہمکو امر مذکور کا فیصلہ کرنا ہوتا

تو ہم اوسکو بالکل اسی طرح فیصل کرتے وجوہ فیصلہ پورے طور پر تحریر کیے گئے ہین اور ہماوا ان سے بالکل

اتفاق ہے ہماری رائے مین بنا راضی حکم منصف منظوری تجویز ثانی کے اپیل نہین ہوسکتا

ہمارے نزدیک ہمکو یہ بھی تحریر کرنا چاہیے کہ اس منظوری تجویز ثانی پر منصف نے بخوبی غور کیا

تھا اور حاکم موصوف کے روبرو مواد واسطے منظوری تجویز ثانی کے تھا۔

مقدمہ عدالت ماتحت اپیل مین واسطے فیصلہ دیگر امور کے جو اپیل مین پیدا ہون واپس جانا

چاہیے خرچہ حسب قسمت نتیجہ کے ہوگا۔ مقدمہ واپس بھیجا گیا

سنہ ۱۸۹۴ء
نرمندا سنگھ
بنام
ہامی سنگھ

باجلاس ٹریولین صاحب جسٹس وامیر علی صاحب جسٹس

۱۴ اگست ۱۸۹۴ء

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۷۱۔

۱۸۹۴ء
لال شیچرن لال
بنام
رام نندن کا

لالہ شیچرن لال و بیک کسن و دیگر (مدعاعلیہما) بنام رام نندن دوبے و بیک کسن و دیگر (مدعیان)†

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۰۲ و ۱۰۳ – نالش جو رفیق قریب ترین نابالغان نے دایر کی اور جو بوجہ غیر حاضری اسکے خارج ہوگئی – غفلت شدید منجانب رفیق قریب ترین کے – قاعدہ قانون انگلستان – قاعدہ عدل و نیک نیتی –

غفلت شدید منجانب رفیق قریب ترین کے بیروی ایسی نالش مین جو منجانب کسی شخص نابالغ کے دایر کی گئی ہو تاثیر امتناع مندرجہ دفعہ ۱۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نسبت رجوع نالش جدید منجانب شخص مذکور کے جبکہ نابالغ قابلیت قانونی حاصل ہو جاوے – ہوتا ہے –

ایک نالش بابت بعض جایداد کے منجانب دو نابالغان کے اونکے رفیق قریب ترین نے دایر کی اور بسبب شدید بے پرواہی اور بے توجہی رفیق قریب ترین کے نالش مذکور حسب دفعہ ۱۰۲ بوجہ غیر حاضری کے خارج ہوئی ایک نالش جو بعد ازان اونھین مدعیان نے بوقت بالغ ہونیکے دایر کی تجویز ہوئی کہ نالش مذکور از روے دفعہ ۱۰۳ مجموعہ کے ممنوع ہین ہے۔ قاعدہ قانون انگلستان نسبت مرد کے بطور قاعدہ عدل و نیک نیتی کے عدالت نے مقدمہ مذکورہ بصورت نہونے کسی حکم قانون کے متعلق کیا۔

جایداد متنازعہ مقدمہ ہذا یعنی ایک آنہ چار پائی حصہ موضع جگدیش پور پرگنہ بال ابتدا ایک شخص سنیہی رام کا تھا جس سے وہ اوسکے پسر چھتر دہاری لال کو وراثتاً پہونچی جسنے اوسکو سنہ ۱۸۶۹ء مین سنگت لال دوبے کے پاس جو اپنے ساتھ مدعیان بطور خاندان مشترک کے رہتے تھے رہن کیا۔ سنگت لال دوبے نے بیعیات کرائی اور سنہ ۱۸۷۲ء مین قبضہ حاصل کیا اور داخل خارج کرایا۔ ممدوح سنہ ۱۸۸۱ء مین فوت ہوا اور اوسکی وفات پر جایداد مدعیان کو بطور اوسکے ورثا کے پہونچی مگر وہ اوسوقت نابالغ تھے اور نیز سنہ ۱۸۸۰ء جبکہ مدعا علیہما نے بہ تقویت ایک قبالہ ظاہرا نوشتہ سنیہی رام مورخہ سنہ ۱۸۳۳ء کے عذر حق مخالفانہ کا کیا اور بموجب ایکٹ رجسٹری اراضی مصدرہ سنہ ۱۸۷۶ء کے درخواست اندراج اپنے نام کی بطور مالکان جایداد کے پیش کی اور ۲۸ فروری سنہ ۱۸۸۱ء کو کلکٹر نے اونکے بیعنامہ کو منظور کیا اور اونکے نام درج رجسٹر کرنے کی اجازت دی بیوہ سنگت لال دوبے و نیز مدعیان نے برطبق اسکے اونکی جانب سے نالش واسطے اثبات اونکے حق نسبت

† اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۵۰ سنہ ۱۸۹۲ء بنارسی ڈگری صادرہ بابو اننت رام گہوس جج ماتحت سارن مورخہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء مشعر منسوخی ڈگری صادرہ بابو جوگندر ناتھ چکرورتی منصف چہپرا مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۹۱ء

سنہ ۱۸۹۴ع
لالہ شیو چرن لال
بنام
بابو ہری سندر دت

جایداد مذکور کے دایر کی لیکن یہ نالش حسب دفعہ ۱۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بوجہ غیر حاضری مدعیان ۴ نومبر
سنہ ۱۸۸۸ء کو ڈسمس ہو گئی انوراگی نے درخواست تجویز ثانی پیش کی لیکن درخواست مذکور نامنظور ہوئی اور بعد
ازان سماۃ نے بنا بر حکم منسوخی مسمی نالش کے اپیل کیا لیکن اپیل مذکور ۲۲ مئی سنہ ۱۸۸۹ع کو ڈسمس ہوا اور
مدعا علیہما نے ڈگری خرچہ ان تمام کارروائیات کی حاصل کی جسکو اونہون نے بمقابلہ مدعیان جاری کرایا۔
اور چونکہ اشخاص آخر الذکر اوسوقت مین بالغ ہو گئے تھے لہذا اونہون نے نالش حال بنام مدعا علیہما واسطے
منسوخی ڈگری کے جو بمقابلہ اونکے نالش سابق مین حاصل کیگئی تہی اور واسطے استقرار اپنے حق نسبت
جایداد او دخل بحالی اپنے قبضہ جایداد مذکور کے دایر کی۔

مختلف جوابات نالش کے پیش کئے گئے لیکن صرف ایک جواب جو واسطے رپورٹ ہذا کے
اہم ہے یہ تہا کہ چونکہ نالش ہذا بر بنا اوسی وجہ مخاصمت کے ہے جس پر نالش سابق تہی لہذا وہ
از روئے دفعات ۱۰۲ و ۱۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع ہے۔

منصف نے یہ تجویز کی کہ بنا ہائے نالش ہر دو نالشات مین ایک ہی تہین اور مدعیان کو نالش کا
دایر کرنا ممنوع تہا مدعیان نے بوقت سماعت یہ حجت پیش کی کہ انوراگی کنور اونکی ولیہ جایز نہین تہی اور اوس
نے احتیاط مناسب اور توجہ کے ساتہہ نالش سابق مین عمل نہین کیا اور سماۃ کی غفلت سے اونکو
نقصان نہین پہونچنا چاہیئے لیکن منصف نے ان دونون حجتون کا فیصلہ اونکے خلاف کیا اور نالش کو
ڈسمس کیا۔

جج ماتحت نے بر طبق اپیل یہ تجویز کی کہ انوراگی کنور نالش سابق مین مدعیان کی ولیہ یا گارڈین لٹیگنٹ
یا فتہ نہی لیکن حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ بنا ہائے نالش دونون نالشات کی ایک ہی نہ تہین
اور نالش سابق مین ناکامیابی بسبب شدید بے احتیاطی اور بے توجہی انوراگی کنور کے ہوئی جو سماۃ
کی بد اعمالی کی حد تک پہونچتی تہی اور بحوالہ مقدمات گرش چندر مکرجی بنام ملدا (۱) و کیلو پرشاد
بنام ہر جیون رائن (۲) لطور لطاہر متعلقہ امر مذکور کے یہ تجویز کی کہ مدعیان پابند ڈگری صادرہ
نالش سابق کے نہ تہے حاکم موصوف نے اپیل کو منظور کیا اور ڈگری منصف کو منسوخ کیا۔

مدعا علیہما نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو ادما کالی مکرجی و بابو نلنی ناتہہ سین منجانب اپیلانٹان۔

بابو راجیندر ناتہہ بوس منجانب رسپانڈنٹان۔

(۱) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۷ (۲) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۶۹۔

لالہ شیو چرن لال بنام رام سندر داس

تجویز عدالت ڈاکٹر یولین صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس احسب ذیل ہے۔

واقعات ضروری واسطے تجویز اپیل ہذا کے حسب ذیل ہیں۔

عدالت ماتحت اپیل نے بطور امر واقعہ کے یہ تجویز کی ہے کہ مدعیان کو حق صحیح نسبت اراضی متنازعہ کے حاصل ہے اور وہ اور انکے پیشروان حق اوسپر سنہ ۱۸۴۲ء سے قابض ہے ہیں۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں منجانب مدعیان حال کے جو اوسوقت نابالغ تھے اونکی ممی نے جسنے اپنے آپکو اونکی ماں اور رفیق قریب ترین بیان کیا اور جسنے ایک سارٹیفکٹ قایم مقام نسبت اونکی جایداد کے حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء حاصل کیا تھا نالش دایر کی نالش مذکور بنام مدعاعلیہما حال تھی اور اوسمین استدعا واسطے بحالی قبضہ ایک آنہ کے منجملہ ایک آنہ چار پائی حصہ کے تھی جو نالش حال مین متنازعہ ہے ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۸۱ء کو نالش مذکور منصف نے بوجہ غیر حاضری کے خارج کی اور برطبق اپیل حکم منصف بحال رہا۔

عدالت ماتحت اپیل نے مقدمہ ہذا میں بطور امر واقعہ کے یہ تجویز کی ہے کہ نالش سنہ ۱۸۸۰ء میں جو پیروی نہ کیا گیا بوجہ شدید بے پروائی اور ... رفیق قریب ترین کے ہوئی حاکم موصوف نے یہ بھی تجویز کی ہے کہ ... غفلت ... کی پیروی باحتیاط مناسب کرنے میں اوسکی ہدایت مالی ہے" مدعیان نے بالغ ہوکر یہ نالش ... ہے کہ ڈگری صادرہ نالش دیگر اور وہ کارروائیات جو بموجب اوسکے ... نافذ ہیں ... آئین ناقابل نفاذ ہیں اور نیز واسطے استقرار اپنے حق نسبت جایداد کے دایر کی ہے۔

جوابدہی بربنائے امتناع قانونی مندرجہ دفعہ ۱۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیگئی ہے جسمین یہ حکم ہے کہ جب بموجب دفعہ ۱۰۲ کے کوئی نالش کلاً یا جزاً ڈسمس کیجائے تو مدعیکو مختار نہوگا کہ اوسی بناء دعوے پر نالش جدید کرے۔

لہذا بحث یہ ہے کہ آیا غفلت شدید منجانب رفیق قریب ترین کے مانع تاثیر امتناعی ہدایات نہیں۔ امتناعی قانونی مندرجہ دفعہ ۱۰۳ کا۔ اوس سے زیادہ اثر نہیں ہوسکتا جو امتناع مندرجہ دفعہ ۱۳ کا ہے یا بالفاظ دیگر جب کہ کسی نابالغ کا رفیق قریب باوصف فریب یا غفلت سے حاضر نہو تو وہ اوس سے بدتر حالت میں نہیں ہوسکتا کہ جب وہ حاضر ہو اور فریب یا غفلت سے کسی ڈگری کو منظور کرے یا اور بیچ پر حق نابالغان کو نقصان پہونچائے لہذا بحث صرف اسقدر رہجاتی ہے کہ آیا غفلت رفیق قریب ترین مانع تاثیر قاعدہ امر تجویز شدہ کے ہوسکتی ہے یا نہیں۔

مطابق قانون مروجہ انگلستان کے غفلت شدید و نیز فریب مانع تاثیر امتناع مذکور کے ہے ...

سنہ ۱۸۹۴ع
ابنیو بیجرن لال بنام مہندن دوبے

کتاب ایکفرسن صاحب درباره نابالغان صفحه ۳۸۶ مین ہمکو عبارت ذیل ملتی ہے -

"مدعی نابالغ کو اوسیطرح سے اثنائے نالش مین رعایت کیجائیگی اوسی قدر پابند ڈگری اوسکا کارروائیات مقدمہ کا ہے جیسا کہ کوئی شخص بالغ ہے اور وہ خود [illegible] کارروائیات کو پھر شروع نہین کرسکتے بجز بربنائے مواد جدید یا بربنائے غفلت شدید یا فریب اور سازش کے احتمال کے کارروائیات عدالت ہائے انصاف اوسی قدر قابل منسوخی [illegible]" -

سمپسن صاحب کے قانون نابالغان [illegible] عبارت ذیل ملتی ہے -

"ڈگری پر بھی اوس صورت مین اعتراض [illegible] غفلت شدید جانب رفیق فریق مین کے پیروی مقدمہ نابالغ [illegible] جدید دریافت ہوا ہو" -

بقدمہ معاملہ [illegible] (۲) [illegible]

"[illegible] نابالغ [illegible] مین حاصل [illegible] غفلت یا ناواقفیت [illegible] نہایت سخت نقصانات ہو [illegible] کی شکل ہو یہ اصول [illegible] خلاف عقل ہے [illegible] ایسا شخص ہو جو توجہ کرتا ہو [illegible]" -

اس سے یہ صاف [illegible] انگلستان [illegible] غفلت شدید نابالغ کے رفیق فریب [illegible] کارروائیات کا ہو جاتا ہے جو اوسکی جانب سے کیگئی ہون ہمکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی [illegible] کوئی نابالغ [illegible] عدالت مین ہو مقدمات [illegible] کہ بصورت نہونے حکم قانون [illegible] قواعد [illegible] کو متعلق کرین انکا قواعد مین اوس سے زیادہ قید نہین لگائی جاسکتی ہے کہ جیسے قواعد جو اکوٹی مین لگائی جاتی ہے بمطابق انگلستان مین عدل گستری کیجاتی ہے -

کوئی ایسی نظیر ملک ہذا مین نہین ہے جو ہمکو قاعدہ انگلستان کے نافذ کرنے کی مانع ہو -

ہمارے روبرو فیصلہ ایک بینچ عدالت ہذا مصدرہ مقدمہ ایسا نجہند رسانوی بنام شدانی دیا گی[۲]

(۱) طبع دوم صفحہ ۶۱۲ (۲) لارپورٹ ہیند ایکڈی جلد ۱۸ صفحہ ۵۰۳ (۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۷ -

لالہ شیو چرن لال بنام رام نندن دوبے

پر استدلال کیا گیا ہے اوس مقدمہ مین کوئی بحث فریب یا غفلت کی نہ تھی حکام موصوف نے یہ بھی یہ رائے ظاہر کی کہ مدعی اپنے آپکو فریب سے تین طریقون مین سے ایک طریقہ پر بچا سکتا تھا اول بذریعہ دینے درخواست کے عدالت کو اوس مقدمہ مین جس مین دست برداری عمل مین آئی دوم بذریعہ کرنے نالش اپیل کی بغرض منسوخی اوس تجویز کے جو دست برداری پر مبنی تھی یا سوم بذریعہ دایر کرنے نالش جدید کے بر بنائے اوسی وجہ کے اور عذر کرنے فریب کے بطور جواب تمادی قانونی کے چونکہ ہماری رائے مین فریب و غفلت یکسان ہین لہذا مدعی کو دونون صورتون مین سے ہر صورت مین ایک ہی دادرسی حاصل ہے صرف وہ فقرات سنہا وہ نر مقدمہ ات بچند سا قوئی کے جنکی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ خلاف اوس اصول قانون کے ہین جو ہم قرار دے رہے ہین وہ ہین جن مین سر آرتھر صاحب جسٹس نے صفحہ ۸۸۸ پر یہ فرمایا ہے یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ کیون کوئی نالش جو صحیح طور پر منجانب کسی ایسے شخص کے دایر کی گئی ہو جو خود اپنی طرف سے کارروائی نہین کر سکتا (جہانتک کہ بحث حال کو تعلق ہے) تابع دیگر قواعد کا بہ نسبت اون قواعد کے ہوجاوے جو اون نالشات سے متعلق ہین جو فریقہای مقدمہ نے خود اپنے نام سے دایر کی ہون" اور جن مین کنگھیم صاحب جسٹس نے صفحہ ۳۶ پر یہ فرمایا ہے میرے نزدیک ہمکو تصور کرنا چاہیئے کہ قانون یہ ہے کہ جس صورت مین نابالغ کا قایم مقام بطریق محکومہ قانون ہو اور وہ شخص جو اسطرح پر قایم مقام ہو سکتا ہو ایسی کارروائی اختیار کرے جس سے از روئے مجموعہ کے نتایج خاص متعلق ہون تو اون نتایج کا اثر نابالغ پر پہونچے گا۔

یہ عام اصول جیسا کہ بانی تجاویز مذکورہ سے ظاہر ہوتا ہے تابع استثناے فریب کے ہے ہمکو کوئی شک نہین ہے کہ اگر بحث غفلت شدید کی کسی طرح پر روبرو حکام ممدوح کے ہوتی تو حکام موصوف اوس صورت کو بھی مستثنی کرتے۔

ایک نظیر ایسی ہے جس سے کسیقدر تایید اوس رائے کی ہوتی ہے جو ہمنے مقدمہ ہذا مین قایم کی ہے بمقدمہ کیلاش چندر سرکار بنام گروچرن سرکار (۱) حکام نے یہ فرمایا ہے اب باقی رہا اپیل خاص کیلاش چندر کا بنسبت اس امر کے ہمارے نزدیک صاحب جج سنہ سرکا غلطی کی ہے حاکم موصوف نے ایک خاص جز دعوی کو اس بنا پر ڈسمس کیا کہ وہ اوس نالش ابتدائی مین جو گوکل منی نے دایر کی تھی شامل ہونا چاہیے تھا اور چونکہ وہ اس طرح پر شامل نہین کیا گیا لہذا کیلاش پسر کو از روئے دفعہ ۔ ایکٹ سنہ ۱۸۵۹ء اوسکا پیش کرنا ممنوع تھا اوسکی نسبت ہم یہ تحریر کرتے ہین کہ جب گوکل منی نے نالش منجانب کیلاش کے ایکی تب شخص آخر الذکر نابالغ تھا اور ایسا کوئی قانون نہین ہے جو ایسا مکلف نہ ہو

سیتاچرن لال بنام بنامندن روپے مندلہ

نابالغ جب وہ بالغ ہو جائے خود اپنے نام سے نالش کسی ایسے شے کی کرے جو اوسکے ولی نے بوجہ لاعلمی یا غفلت کے نہین کی تھی اگر ایسا قانون ہوتا تو کوئی نابالغ محفوظ نہوتا اور ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ کس طرح پر کیلاش کو جب وہ بالغ ہو گیا مخالفت دعوی کرنے کی اوس نالش مین جو ابتداً اوسکے ولی نے دایر کی تھی بابت ایسی جایداد کے ہوسکتی ہے جو ولی مذکور نے ضمیمہ عرضی دعوی مین مندرج کی ہوتی [illegible]

دفعہ ۷ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع مطابق [illegible] ۴۳ مجموعہ ضابطہ [illegible] ۲ [illegible] ولی ملا منلرع قانونی ہے کہ جسقدر دعوی [illegible] دفعہ ۴۳ [illegible] ہو جاتا ہے تو اوسی طرح امتناع مندرجہ دفعہ ۱۰۳ [illegible]

جاری رہے آمین [illegible] عدالت ماتحت [illegible] اپیل مسموع ہوا

سیتاچرن ۱۸۹۴ع

باچیلال گرو [illegible]

نراین کماری دیبی [illegible]

وصی [illegible] معاہدہ [illegible] معاہدہ [illegible]

اوسکی خدمات کے حق [illegible]

دفعہ ۲۳ معاہدہ ناجایز ہونے [illegible]

حیثیت حقوق اوصیا [illegible]

مدعاعلیہا کے بھائی نے [illegible] جائداد [illegible] اپنے [illegible] وصیت نامہ کے [illegible] اور ایک شخص کے [illegible] مقرر کیا [illegible] مدعی [illegible] کام [illegible] سکینی وغیرہ نے کہا اور وصیت قبول کر لیا کہ مبلغ مارہ [illegible] ماہواری بابت [illegible] کام [illegible] دیئے جاوین لیکن قبل اسکے کہ کوئی باقاعدہ معاہدہ تحریر ہو [illegible] مدعاعلیہا کے دیوان نے مدعاعلیہا کی طرف سے مدعی سے یہ کہا کہ آپ ایک پروانہ [illegible] ماہواری کا بحساب کے [illegible] مدعاعلیہا سے کہا لیکن [illegible] مدعی رضامند ہو گیا [illegible] مدعاعلیہا سے ایک پروانہ لیا جس میں مسماۃ نے یہ اقرار کیا تھا کہ [illegible] ہٹنے [illegible] اوس وقت تک جبکہ وہ بکار کرتا ہے وہ کام وصی [illegible] متعلق [illegible] اور اوسکے بھائی کے [illegible] مسماۃ کو حاصل کرتا ہے گا بموجب [illegible] مدعی نے بشمول دوسرے وصی کے پروبیٹ وصیت نامہ کا حاصل کیا۔

۴ حکم صیغہ دیوانی نمبرہ ۹۸ سنہ ۱۸۹۳ع۔

سنہ ۱۹۲۳ء
نراین کمار
بنام
سجنی کانت

المدعی الخدمت قرار یافتہ کچھ عرصہ تک لئے ہوتا رہا اور پھر بند ہوگیا ایک نالش بابت تنخواہ اوس عرصہ کے جس میں مدعی نے بطور وصی کے عمل کیا تہا اور جسکی بابت روپیہ نہیں دیا گیا تہا دائر کیگئی تجویز ہوئی کہ معاہدہ کا بدل صحیح تہا علاوہ ایسا معاہدہ بوجہ دفعہ ۲۳ ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل (۲ سنہ ۱۹۱۳ء) کے ناجائز نہیں ہے الفاظ "لینا اور اپنے پاس رکھ لینا" دفعہ مذکور میں متعلق لیلینے یا رکھ لینے کمیشن یا خرچ کے منجانب وصی یا مہتمم کے آمدنی ترکہ سے ہیں۔ اور نہ اوس حق الخدمت سے جو اوسکو کوئی شخص ثالث ادا کرے یہ بھی تجویز ہوئی کہ معاہدہ مذکور بموجب دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ کے بوجہ ہونے ناجائز یا خلاف مصلحت عامہ کے کالعدم نہیں ہے اور نالش بر بنائے اوسکے بلحاظ حالات قابل پذیرائی ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا جسکی تجویز جج ماتحت نے باستعمال اپنے اختیارات بطور جج عدالت مطالبہ خفیفہ کے کی تجویز حاکم موصوف میں جو حسب ذیل ہے مندرج ہیں۔

یہ نالش واسطے دلاپانے مبلغ ... کے ہے یہ وہ رقم ہے جو مدعی کو بطور وظیفہ ماہ ... اگہن و پوس و ... سنہ رواں (۱۳۰۰) (نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء) کے واجب تہی یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہا نے یہ وظیفہ مدعی کو بشرح ماہ ... ماہواری کے مطابق اوس پروانہ کے دینے کا وعدہ کیا جو مدعی کے نام مسماۃ نے بہ ثبت اپنی مہر کے کسی تاریخ ماگہ سنہ ۱۲۹۹ (جنوری سنہ ۱۹۲۳ء) کو لکہا تہا۔

واقعات مقدمہ یہ ہیں کہ لالہ لنکن گوپال جو مدعا علیہا کا بہائی تہا پوس سنہ ۱۲۹۹ (دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء) میں بعد تحریر کرنے وصیت نامہ اپنی جائداد مورخہ ۱۵ کاتک سنہ ۱۲۹۹ (۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء) کے جس میں منجملہ دیگر اشخاص کے مدعی کا نام بطور وصی کے مندرج تہا فوت ہوا مدعی ایک وکیل عدالت ضلع کا ہے۔ یہ مشہور کیا کہ وہ بطور وصی کے کام نہیں کریگا بجز اسکے کہ اوسکو کچہ حق الخدمت بابت اوسکی خدمات بطور وصی کے دیا جائے لہذا کچن موئی جو بیوہ لالہ لنکن گوپال کی اور ایک منجملہ اوصیا وصیت نامہ کے تہی کہا کہ وہ مدعی کو ماہ ... ماہواری خود اپنے پاس سے اگر مدعی کام وصی کا قبول کریگا دیا کریگی مدعی اس رقم پر رضامند ہوگیا لیکن قبل اسکے کہ کوئی باضابطہ دستاویز کچن موئی نے بالاقرار ادا کرنے اس رقم کے بحق مدعی تحریر کی مدعی سے یہ دریافت کیا گیا کہ وہ ایک پروانہ اس رقم ماہ ... کا مدعا علیہا سے بجائے کچن موئی کے لیگا یا نہیں مدعی رضامند ہوگیا اور پروانہ محولہ بالا مدعی کے پاس ۱۵ ماگہ سنہ ۱۲۹۹ (۲۷ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء) کو مدعا علیہا کے پاس سے آگیا جسکے ذریعہ سے مسماۃ نے یہہ ذمہداری کی کہ مدعی کو بشرح ماہ ... بابت ماہ ہر ماہ کے بطور وصی کام کرنے کے خود اپنے پاس سے واسطے فائدہ جائداد مذکورہ کہ اپنے برادر متوفی کے دیا کریگی اس امر میں کہ یہ پروانہ مدعا علیہا نے عطا کیا بلحاظ جملہ حالات اور امور قرین قیاس مقدمہ کے کچہ شک نہیں ہوسکتا مدعا علیہا کو ایک نوٹس معہ ...

بی کماری بیبی بنام بنی کانت چیرجی

مطابق دفعہ ۱۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دیگئی تہی جسمین مسماۃ سے یہ دریافت کیا گیا تہا کہ وہ کاغذ مذکور سے اقبال کرتی ہے یا انکار لیکن اس نوٹس کا جواب نہین دیا گیا اور بعد ازان اوس بیان تحریری بر جو مسماۃ نے اسمقدمہ مین بجواب بیان مدعی داخل کیا اوسکی جانب سے صرف یہ عذر کیا گیا کہ مدعا علیہا کی جانب سے بذریعہ پروانہ متذکرہ بالا کوئی معاہدہ جائز نہیں ہوا اوسمین نہ تو باضابطہ طور پر اقبال یا صریحاً انکار اس کاغذ سے کیا گیا یہ امر کہ مدعا علیہا جانتی تہی کہ وہ اس امر کا وعدہ کرنے سے کہ مدعی کو ماہواری حق الخدمت مادمعہ بابت اوسکے قبول کر لینے کام وصی کے ادا کرنے کی کیا ذمہ داری لیتی ہے اوس گفتگو زبانی سے معلوم ہوتا ہے جو باہم مدعی اور مدعا علیہا کے بعد تحریر پروانہ کے ہوئی ماسوائے اسکے مسماۃ نے اپنی شہادت اسمقدمہ مین نہین دی ہے یہ بہی ایک امر واقعی ہے کہ کار تک گذشتہ تک وظیفہ بشرح قرار یافتہ مدعی نے مدعا علیہا سے جیسا کہ اوس کتاب سے ظاہر ہوتا ہے جو مدعا علیہا مقدمہ ہذا نے حسب درخواست مدعی پیش کی پایا تہا۔

دو خاص حجت منجانب مدعا علیہا مقدمہ ہذا یہ ہے کہ مدعی مستحق دادرسی مستدعیہ کا بر بنائے اوس دستاویز کے جو اوسنے پیش کی نہین ہے کیونکہ اوس سے کوئی بدل ظاہر نہین ہوتا ہے اسلئے کہ یہ خیال نہیں کیا جاتا ہے کہ مسماۃ کو کوئی فائدہ ذاتی بطور نتیجہ معاہدہ مذکور کے حاصل ہوگا مین اس دلیل کا صحیح ہونا پذیرا نہین کر سکتا ہون یہ امر دستاویز محولہ بالا نیز شہادت مدعیان سے جو بالکل بلاتردید ہے صاف ظاہر ہے کہ وہ امر جس سے مدعی کو یہ ترغیب ہوئی کہ اپنے اوپر ذمہ داری عہدہ وصی کی لے وہ وعدہ منجانب مدعا علیہا تہا جو بذریعہ پروانہ کے ماہ بماہ اوسکو دینے کا اس شرط سے کیا گیا تہا کہ وہ وصی ہونا متروکہ مسماۃ کے برادر متوفی کا قبول کرے جسکی خوش انتظامی سے مسماۃ کو تعلق تہا مدعی بیان کرتا ہے کہ وہ بطور وصی کے عمل کرنے سے انکار کرتا اگر وظیفہ مذکور کے ملنے کا اوسکو یقین نہ دلایا جاتا بعد دلائے جانے اس یقین کے منجانب مدعا علیہا حسب پروانہ محولہ بالا مدعی نے بشمول دیگر اوصیا کے ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۸۱ع کو درخواست عطائے پروبیٹ وصیتنامہ کی گذرانی میرے نزدیک ایک بدل جائز واسطے معاہدہ مذکور کے تہا اسوجہ سے اوسکی پابندی مدعا علیہا پر لازم ہے (دیکہو تعریف "بدل" مندرجہ ایکٹ معاہدہ و کتاب انڈین صاحب بابت معاہدات صفحہ طبع چہارم) مین یہ تحریر کرنے پر آمادہ نہین ہون کہ معاہدہ مذکور مفت اور بلا بدل تہا۔

اسمقدمہ مین یہ بحث پیدا نہین ہوتی ہے کہ آیا اس معاہدہ کی پابندی مدعا علیہا پر ہمیشہ کے لئے ہے یا نہین اور آیا مسماۃ اوسکو جائز طور پر منسوخ کر سکتی ہے یا نہین یہ کہنا صحیح نہین ہے کہ وہ گفتگو کہ معاملہ جو مدعی اور مسماۃ کے ساتھ اوس معاہدہ حق الخدمت کے قبل اسکے کہ مدعا علیہا آئی اور اوسنے کہا کہ وہ اوسکو وظیفہ مذکور خود اپنی طرف سے دیا کرتی ہوئی تہی بجہت ہو کہ ایک معاہدہ قابل پابندی کی حد تک پہونچ گئی تہی کیونکہ کوئی استحکام معاہدہ

سنہ ۱۹۰۴ء
[illegible] کمار
نسبت
بنام
سجنی کانت چٹرجی

مدعا علیہا نے مدعی کے نام دستاویز لکھنے کے ذریعہ سے نہین کرنا چاہا تہا۔
مین اس نالش کو بحق مدعی مع خرچہ بابت بہ تعداد بارہ سو کے ڈگری کرتا ہون۔
برطبق اسکے مدعا علیہا نے ہائیکورٹ مین درخواست پیش کی کہ مثل مقدمہ طلب کیجائے اور عرض کیا
کہ فیصلہ عدالت ماتحت بعض بوجوہ مندرجہ ذیل منسوخ ہونا چاہئے۔
عدالت ماتحت کو یہ تجویز کرلی چاہئے تہی کہ معاہدہ متنازعہ مفت اور بلا بدل تہا اور رو سے خود مدعی کے
بیان کے اور رو سے اوس شہادت کے جو مقدمہ مین پیش ہوئی (کیونکہ نامبرد مدعی نے کبہی مدعی کو
اصل شخص ذمہ دار ادائے حق الخدمت کا تصور کیا اور واقعی ایک قسط حق الخدمت کی کبہی نہین دی ہو
پائی (عدالت ماتحت کو یہ تجویز کرنی چاہئے تہی کہ مدعا علیہا ذمہ دار مدعی کی نہ تہی اور مدعی کا
چارہ کار اگر کوئی تہا بمقابلہ کبہی دینے کے تہا اور عدالت کو یہ تجویز کرنی چاہئے تہی کہ مدعا علیہا قانوناً
ذمہ دار ادا کرنے رقم متدعویہ کی نہ تہی اور دعوی مدعی ناجائز اور بموجب دفعہ ٦ ٥ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع
ممنوع تہا اور عدالت ماتحت کو یہ تجویز کرنی چاہئے تہی کہ کوئی معاہدہ جائز از روئے سند متدعویہ مدعی کے
نہ تہا اور مدعا علیہا کی ذات ذمہ دار مدعی کی بموجب سند کے نہ تہی اور از روئے واقعات مسلمہ یا ثابتہ
مقدمہ کے عدالت ماتحت کو لازم تہا کہ نالش کو بمقابلہ مدعا علیہا کے ڈسمس کرتی۔
ہائیکورٹ نے حکم واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے عطا کیا کہ کیون تجویز مذکور منسوخ نہ کیجائے۔
ایڈوکیٹ جنرل (مسٹر چارلس پال) و بابو کروند ہو کم مجی تائید حکم اظہار وجہ۔
مسٹر ڈبلیو سی بنرجی و بابو ہرنا تہ چٹرجی نے وجہ ظاہر کی۔
دلائل و متعدبات معہ تجویز عدالت (گہوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب
جسٹس) بنا جو حسب ذیل ہے بخوبی مندرج ہین۔
سائلہ نے یہ حکم اظہار وجہ حاصل کیا مہارانی بردوان ہے اور فریق مخالف سجنی کانت چٹرجی ایک
وکیل ہے جو عدالت ضلع مقام مذکور مین وکالت کرتا ہے واقعات مختصراً حسب ذیل ہین لالہ بنگسا گوپال چند
مہارانی کا بہائی جو سنہ ۱۲۹۹ع مین ایک وصیت نامہ چہوڑکر فوت ہوا تہا اس وصیت مین اوس نے اپنی زوجہ کنچن دیبی
و جگت چند ہو ستر وکہ سجنی کانت چٹرجی کو اپنا اوصیا مقرر کیا چونکہ سجنی کانت بطور امر وصی عمل کرنے
پر رضا مند نہ تہا بجز اسکے کہ اوسکو کچہ حق الخدمت بابت اوسکی خدمات کے ملے لہذا کنچن دیبی نے اوس سے
کہا اور اوس نے منظور کرلیا کہ ایک رقم ماہ عسہ ماہوار کی اوسکو بطور حق الخدمت واسطے کرنے کار
وصی کے دیجائے مگر قبل اسکے کہ کوئی باضابطہ معاہدہ عملین آسکے مہارانی کے دیوان نے

سبجنی کانت سے کہا کہ نامبردہ کو چاہیے کہ مبلغ [illegible] ماہواری کا پروانہ بولت کنور [illegible] کے [illegible] مہارانی طرف سے منظور کرے سبجنی کانت اسپر رضامند ہوگیا چنانچہ ۱۱ اگست سنہ ۱۸۹۲ (۲۷ سراون) سنہ ۱۲۹۹ع) کو اوسکے پاس پروانہ منجانب مہارانی کے [illegible] ماہواری جب تک وہ کام وصی منذکرہ کرے اور متوفی مسماۃ [illegible] سبجنی کانت نے ۱۶ اگست کو [illegible] چند [illegible] درخواست [illegible] کا حاصل کیا اور نامبردہ مہارانی سے حق الخدمت [illegible] روپیہ کا ملنا بند ہوگیا چنانچہ سبجنی کانت نے مہارانی پر عدالت [illegible] سات مہینے کی بابت اپنی تنخواہ ماہ ماہ آٹھ روپیہ [illegible] نے اوسکا دعوی کیا بعدازاں مہارانی نے عدالت [illegible] درخواست کی [illegible] کی وجہ [illegible] کے جاری ہوا کیونکہ [illegible] درخواست [illegible] نسبت حکم مذکور کے ہمارے روبرو ذریعہ ایڈوکیٹ جنرل [illegible] منجانب فریق مخالف بحث کی۔

اول مرجوذ بعلم ایڈوکیٹ جنرل نے پیش کیا یہ تھا کہ معاہدہ مظہرہ [illegible] تھا لیکن ہم اس رائے کو پذیر نہیں کر سکتے ہیں پروانہ اور شہادت مدعی کے ایک [illegible] سے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ معاہدہ مظہرہ کا بدل تھا مہارانی چاہتی تھی کہ جا بیداد اوسکے برادر متوفی کا اہتمام کیا جاوے چنانچہ اس غرض سے مہارانی نے پروانہ مذکور میں وعدہ کیا کہ مدعی کو مبلغ [illegible] ماہواری [illegible] کے جب تک کہ وہ کام وصی کا کرتا ہے ادا کرتی رہیگی مدعی نے جو قانوناً پابند اسکا نہ تھا کہ عہدہ وصی کو قبول کرے حسب خواہش مہارانی کے جسکی اطلاع مہارانی کے پروانہ میں دیگئی درخواست عطائے پروبیٹ بطور وصی کے گذرانی اور پروبیٹ حاصل کرکے اوسنے کام وصی کا انجام دیا اور چندماہ تک حق الخدمت قرار یافتہ مہارانی سے پاتا رہا پس ہمارے نزدیک ایک صحیح بدل معاہدہ مظہرہ کا تھا (دیکھو ایکٹ معاہدہ مجریہ سنہ ۱۸۷۲ع دفعہ ۲ و کتاب پلاک صاحب بابت معاہدات صفحہ ۲ طبع پنجم اور کتاب پلاک صاحب در بارہ معاہدات طبع پنجم صفحہ ۱۷۶)۔

دوسرا عذر جو ہمارے روبرو کیا گیا ہے یہ ہے کہ بموجب دفعہ ۲۳۔ ایکٹ معاہدہ کے بدل معاہدہ مظہرہ کا ناجائز ہے کیونکہ ایسا معاہدہ ازروے قانون کے صریحاً ممنوع ہے یا وہ ایسی قسم کا ہے کہ اگر اوسکی اجازت دیجائے تو اوس سے مراد احکام قانون کی فوت ہوگی قانون

[illegible] سنگھ بنام [illegible]

مسئلہ [illegible] - ایکٹ [illegible] انڈین سٹرٹیجیز ایکٹ جس میں حسب ذیل صراحت ہے کوئی شخص [illegible] انڈین [illegible] کام کرسکے کوئی کمیشن یا خرچے اکٹھی [illegible] [illegible] یا پرسنٹیج یا [illegible] [illegible] ذاتی [illegible] [illegible] ایک [illegible] اسی [illegible] نوٹ ایکٹ [illegible] [illegible] [illegible]

حوالگی ہون یا [illegible] کرے لیگا یا اپنے پاس رہنے دیگا"۔

دلیل [illegible] کہ لفظ "لیگا" کے معنی [illegible] یہ ہین کہ کسی شخص سے لیگا اور [illegible] واسطے [illegible] مال مین [illegible] کرے قانون [illegible] کسی حق یا خدمت کا [illegible] ہو یا [illegible] کام [illegible] مگر [illegible] نہین مین کہ لفظ "لیگا" [illegible] کے [illegible] بلحاظ [illegible] عبارت [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ [illegible] کے معنی [illegible] اور الفاظ مذکورہ [illegible] یا [illegible] لینے یا اپنے پاس رہنے [illegible] [illegible] کسی شخص [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

[illegible] نہین ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] الخدمت [illegible]

[illegible] نہین ہوئی ہے کہ [illegible] یا خدمت [illegible] کوئی [illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible]

[illegible] (۳) [illegible] جاتے اور بطور [illegible] کوئی [illegible] کسی [illegible] یا [illegible] ذاتی لکلیف اور نقصان دقت کے جو [illegible] کام کی انجام دہی [illegible] نہین ہے [illegible]

(۱) رپورٹ [illegible] صاحب جلد [illegible] صفحہ ۲۴۹ (۲) رپورٹ [illegible] صاحب صفحہ [illegible] (۳) رپورٹ [illegible] صاحب صفحہ [illegible]

انگلستان مین جسپر ہماری توجہ مائل کیگئی ہے یعنی مقدمہ جیتیم بنام آدے (۱) مین لارڈ چانسلر صاحب نے ایک وصی کو ہندمین لوٹ جانے اوسکے حسابات کے انگلستان مین آمدنی یا خرچ متعلق اوس عملدرآمد کے جو اوسوقت ہند مین تہا کمیشن دلایا مقدمات ہائے انگلستان متعلقہ امر مذکور مقدمہ مین بنام پیٹ (محولہ بالا) اور وہ مقدمات مین جنکا اوسمین حوالہ دیاگیا ہے اور جو اصول کہ ان فیصلجات سے پایا جاتا ہے یہ ہے کہ ایسے حالات جنسے وصی کو اغراض جایداد سے حق الخدمت ملے اس سبب سے ناپسند ہونے چاہئین کہ اون سے جایداد برباد ہوتی ہے مگر یہ اصول مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے۔

گر ہمارے روبرو یہ باستدلال حجت کیگئی ہے کہ معاہدہ حال خلاف مصلحت عامہ کے ہر کیونکہ اوس سے ایک حق خلاف کار منصبی کے پیدا ہوتا ہے (دیکھو مقدمہ آنچرچ بنام مل برون (۱) یعنی اگر وصی کو بابت اوسکی خدمات کے حق الخدمت دیا جاوے تو اوسکو ترغیب اس امر کی ہوگی کہ اپنے کام مین غفلت کرے اور بجائے احتیاط اور توجہ سے کام کرنے کے انتظام کو زیادہ عرصہ تک قایم رکہے ہمارے نزدیک اس حجت کو بہت وقعت ہے لیکن اسکے ساتہہ ہی کو معاہدہ اس قسم کا بوجہ مندرجہ بالا کسیقدر خلاف مصلحت عامہ کے ہو مگر ہم یہ تجویز کرنے پر آمادہ نہین ہین کہ ایسا معاہدہ خواہ مخواہ ناجایز ہے ہمارے نزدیک یہ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ اگر کوئی وصی واحد یا جس صورت مین کہ ایک سے زیادہ وصی ہو اور جملہ اوصیا مستعفی ہو جاوین تو ممکن ہے کہ جایداد موصی کی بلا اہتمام رہجائے بجز اسکے کہ وصی یا اوصیاء معہودہ مذکور کسی شخص غیر سے حق الخدمت پانے پر منظور کرین اور یہ بالکل ممکن ہے کہ زیادہ عام نقصان اور دقت اس سبب سے ہو کہ جایداد بلا اہتمام رہجائے بہ نسبت اسکے کہ کسی وصی کو بابت اوسکے اہتمام کے معاوضہ دیا جائے مقدمہ حال مین ہمارے نزدیک شہادت سے بالکل ظاہر ہے کہ سیجی کانت اپنے ذمہ وصی کا کام نہ لیتا بجز اسکے کہ اوسکو حق الخدمت دیا جاتا اور ہم یہ کہنے پر آمادہ نہین ہین کہ بلحاظ حالات جو معاہدہ کہ مابین اوسکے اور مہارانی کے ہوا ناجایز تہا بلحاظ حالات کے ہمارے نزدیک ڈگری عدالت جج عدالت عالیہ خفیفہ مین دست اندازی نہونی چاہئے چنانچہ حکم اظہار وجہ معہ خرچہ کے خارج کیا جاویگا۔

حکم اظہار وجہ خارج کیا گیا

(۱) ملخصات ہوس آف لارڈس جلد ۱ صفحہ ۲۵۰۔

۱۸۹۴ء
... کاری دیبی
بنام
... کلت چٹرجی

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

نیم چند بابو وغیرہ (مدعیان) بنام جگ بندہو گھوس (مدعا علیہ)*

ایکٹ مدسماعت سنہ ۱۸۷۷ء دفعات ۵۷ و ۱۲۰ — نالش بربنائے رہن جایداد منقولہ — استدعا مندرجہ عرضی دعوی واسطے ڈگری ذاتی اور واسطے حق نفاذ مطالبہ کے جایداد مرہونہ پر

ایک نالش بربنائے رہن بعض جایداد منقولہ کے جو بابت ایک قرضہ منعقدہ ۱۰ فروری سنہ ۱۸۸۷ء کے کیا گیا ۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو دایر کیگئی عرضی دعوی مین استدعا واسطے ڈگری زرنقد کے جو قرضہ دیا گیا تہا بذات مدعا علیہ پر اور نیز واسطے نفاذ مطالبہ مذکور کے شے مرہونہ پر تہی تجویز ہوئی کہ جہانتک کہ استدعائے ڈگری ذاتی کو تعلق تہا نالش سے دفعہ ۵۷ ضمیمہ ۲ ایکٹ مدسماعت متعلق ہے اور تمادی عارض ہے لیکن جہانتک کہ مدعی نے استدعا نفاذ اپنے مطالبہ کی بابت شے مرہونہ پر کی ہے نالش مذکور مین داخل نہین ہوتی ہے بلکہ دفعہ ۱۲۰ ضمیمہ مذکور مین داخل ہوتی ہے اور بدینوجہ ممنوع السماعت نہین ہے۔

اس مقدمہ مین مدعا علیہ نے ۲۹ ماگہہ سنہ ۱۲۹۳ (۱۰ فروری سنہ ۱۸۸۷ء) کو مدعیان سے مبلغ ۷۵ روپیہ کی قرض لی اور اسوقت نامبردگان کے پاس بعض زیورات رہن رکھے گئے جن کی فہرست لکہی گئی اور ذیل مین یہ یادداشت تحریر کیگئی "مین قرضہ ۷۵ روپیہ کا برہن ان اشیاء کے لیتا ہون مین اسپر سود بشرح ایک روپیہ فیصدی ماہواری ادا کرونگا" اسپر مدعا علیہ نے دستخط کئے مدعیان بیان کرتے ہین کہ بوقت دیئے جانے قرضہ کے مدعا علیہ نے یہ اقرار زبانی کیا تہا کہ زر مذکور اگہن سنہ ۱۲۹۴ (نومبر و دسمبر سنہ ۱۸۸۷ء) مین ادا کریگا لیکن اس سے مدعا علیہ نے انکار کیا۔

نالش ۱۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو بابت رقم ۱۴۴ روپیہ کے جو اسوقت واجب الوصول تہی دایر کیگئی عرضی دعوی مین یہ استدعا تہی (۱) عدالت ڈگری بابت رقم ۱۴۴ روپیہ مذکورہ معہ سود سود مع ابتدائے تاریخ اجراء نالش لغایت وصول صادر کرے (۲) عدالت ڈگری واسطے وصول زر ڈگری شدہ معہ سود تا وصول و خرچہ نالش کے زیورات مرہونہ مذکورہ سے اور بذریعہ نیلام دیگر جایداد ہائے مدعا علیہ کے صادر کرے۔ جوابدہی اہم صرف یہ تہی کہ نالش ازروئے قانون [illegible]

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۰۲ سنہ ۱۸۹۳ء بنارضی ڈگری مصدرہ [illegible] صاحب جج ضلع بردوان مورخہ ۲۵ فروری سنہ ۱۸۹۳ء مشعر منسوخی ڈگری مصدرہ بابو [illegible] چندر [illegible] بوس جج ماتحت ضلع مذکور مورخہ [illegible] مارچ سنہ ۱۸۹۲ء

سنہ ۱۹۴۲ء [illegible] چند بابو بنام [illegible] سنگھ

حد سماعت کے ممنوع السماعت ہے۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اقرار زبانی مظہرہ [illegible] کہ نالش [illegible]

جس کے حاکم موصوف نے مد ۱۲۰ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ حد سماعت [illegible]

صاحب جج نے بر طبق اپیل یہ تجویز کی کہ اقرار زبانی مظہرہ [illegible] ثابت نہیں کیا [illegible]

عذر حد سماعت کے حاکم موصوف نے حسب ذیل تحریر فرمایا۔

اسکے بعد کثیر میعاد سماعت متعلقہ کی پیدا ہوتی ہے۔ [illegible]

میعاد بموجب مد ۷ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت کے ہے [illegible]

۱۲۰ ضمیمہ مذکور کے مطابق ہے جس کی رو سے چھ برس کی میعاد دی گئی ہے [illegible]

محض نالش زر نقد بابت دس روپیہ کے جو قرض دیا گیا ہے [illegible]

فی الواقع یہ نالش واسطے دلا پانے دس روپیہ کے ہے جس کا مطالبہ [illegible]

ضمیمہ میں کسی اور جگہ کوئی میعاد مندرج نہیں ہے اور بموجب [illegible]

جو بابت جائداد غیر منقولہ کے مد ۱۲۰ میں حکم ہے [illegible]

قسم کی نالش متعلقہ جائداد منقولہ کے کوئی حکم [illegible] وکیل موصوف نے [illegible]

میری دانست میں بالفرض ایک نالش واسطے دس روپیہ کے [illegible]

وہ میعاد ہے جو مد ۱۲۰ میں مذکور ہے یعنی تین برس [illegible]

کے فیصلہ مقدمہ [illegible] بنام [illegible] کو فیصلہ [illegible] گردانیں

واقعات مقدمہ حال سے متعلق ہونگے۔ لہذا میں یہ تجویز [illegible]

اپیل منظور کیا جائیگا اور مدعی کا دعوی [illegible]

ڈسمس ہوگا۔ وکیل رسپانڈنٹ بحث کرتا ہے کہ [illegible]

کہ قیمت زیورات اگر [illegible] روپیہ کے [illegible]

اپنے پاس رہنے دے اسکا جواب صاف یہ ہے کہ [illegible]

درخواست خود رسپانڈنٹ کے ختم ہو گئی ایک وجہ [illegible]

قرضہ میں شادی عارض ہونے کے زائل ہو گئی جس کے اطمینان کے لئے [illegible] قائم کیگئی تھی

میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ رسپانڈنٹ کو لازم ہے کہ [illegible] زیورات کا واپس دے۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ [illegible] جلد ۱ صفحہ ۵۰۰

نیم چند بابو بنام جگبندھو گھوس

مدعیان نے بنا راضی اس فیصلہ کے صرف بربناے حد سماعت اپیل کیا۔

مسٹر جیکسن و ڈاکٹر راس بہاری گھوس و بابو تارک ناتھ سین منجانب اپیلانٹان۔

ڈاکٹر ترلکھا ناتھ متر و بابو شلیمنی رنجن چٹرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز ہائیکورٹ (**گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس**) حسب ذیل ہے۔

یہ اپیل ایک نالش سے جو بربناے کفالت جایداد منقولہ کے تہی پیدا ہوا ہے کفالت مابہ البحث ۲۹ ماگھ سنہ ۱۲۸۸ مطابق ۱۰ فروری سنہ ۱۸۸۲ع کو کی گئی تہی۔

نالش ۱۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ع کو یعنے چھہ برس کے اندر لیکن تین برس کے بعد تاریخ رہن سے دایر کیگئی عدالت ماتحت اپیل نے نالش کو اس بنا پر ڈسمس کیا کہ وہ حسب دفعہ ۵۷ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت ممنوع السماعت ہے اور خاص امر جسکی تجویز ہمکو اپیل ہذا مین کرنی ہے یہ ہے کہ آیا مقدمہ سے دفعہ ۵۷ یا دفعہ ۱۲۰ ایکٹ حد سماعت متعلق ہے۔

جہانتک کہ غرض دعوی مین استدعا ڈگری زرقرضہ کی جو قرض دیا گیا بمقابلہ ذات مدعا علیہ کے ہماری یہ راے ہے کہ وہ از روے دفعہ ۵۷ ممنوع السماعت ہے دفعہ مذکور حسب ذیل ہے بابت روپیہ کے جو زر قرضہ کی بابت واجب الادا ہو تین برس اوسوقت سے جب "قرضہ دیا گیا" اور ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہانتک دعوی واسطے دلاپانے روپیہ کے بمقابلہ مدعا علیہ کے ہے وہ داخل دفعہ مذکور کے ہوتا ہے لیکن ہم عدالت ماتحت اپیل سے یہ تجویز کرنے مین اتفاق کرنے پر آمادہ نہین ہین کہ جہانتک مدعی یہ استدعا کرتا ہے کہ نفاذ اپنے مطالبہ کا شے مرہونہ پر کرے مقدمہ داخل دفعہ مذکور کے ہے۔

اسمین کوئی شک نہین ہوسکتا کہ جب جایداد منقولہ کسی شخص کے پاس بعوض اوس روپیہ کے جو قرض دیا گیا رہن کیجاے اوسکو جایداد مذکور مین ملکیت خاص حاصل ہوتی ہے اور اوسکا مطالبہ جایداد مذکور پر واسطے ایفاے اوس قرضہ کے جو دیا گیا ہوتا ہے اور اوسکو بموجب دفعہ ۱۷۶ ایکٹ معاہدہ کے استحقاق ہے کہ نالش بنام راہن کے بربناے قرضہ یا وعدہ کے دایر کرے اور مال گروشدہ کو بطور کفالت مزید کے اپنے پاس رکھے یا وہ اشیاے مرہونہ کو فروخت کی اطلاع مناسب دیکر فروخت کرے اور جب وہ نالش بغرض اثبات نفاذ اپنے حق فروخت کرنے شے مرہونہ کے واسطے ایفاے اپنے دعوی کے

سنہ ۱۸۹۴ع
نیم چند بابو
بنام
کمبند مہو کیرس

دیکہو - نالش مذکور ایک نالش واسطے نفاذ اوسکے مطالبہ کے اشیا مذکور پر ہے -

ہم باور کرتے ہین کہ یہ اب بخوبی طے ہو چکا ہے کہ جب کوئی مرتہن جایداد غیر منقولکا نالش دلاپانے اوس روپیہ کی جو قرض دیا گیا ہو بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے کرے تو وہ ایک نالش واسطے نفاذ اوسکے مطالبہ کے جایداد مذکور پر ہے اور ہمکو بذریعہ مشابہت کے یہ خیال کرنا چاہیے کہ دعوی گرد وارکا بابت اوسی قسم کی دادرسی متعلقہ جایداد منقولہ کے ایک نالش واسطے نفاذ اوسکے مطالبہ کے جایداد مذکور پر ہے -

بلحاظ اس رائے متعلقہ معاملہ کے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ ہذا داخل مد ۵۷ - ایکٹ حد سماعت کے نہین ہوتا ہے اور چونکہ کوئی اور مد ایکٹ مذکور مین متعلق اوسکے نہین ہے لہذا ہمکو یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ داخل مد ۱۲۰ کے ہوتا ہے جسمین چھہ برس کی میعاد مقرر ہے -

جو رائے کہ ہم قایم کرتے ہین ایک ایسی رائے ہے جسکو چیفکورٹ پنجاب نے بمقدمہ دولت رام بنام جیون مل تسلیم کیا تہا (دیکہو ایکٹ حد سماعت مطبوعہ ریوز صاحب طبع دوم صفحہ ۱۰۴ ذیر داکیپیٹ برنین صاحب صفحہ ۲۱۹) -

ہمکو یہان یہ ذکر کرنا چاہیے کہ حاکم ذیعلم عدالت ماتحت نے بتایید اپنی رائے کے مقدمہ تو ملا کامتی بنام کلیکر (۱) کا حوالہ دیا ہے وہ ایک نالش بربنائے ایک تمسک کے تہی جسکے ذریعہ سے بعض جایداد منقولہ مقبوضہ مدیون بطور کفالت کے گرو کی گئی تہی اور جس امر پر کہ بحث کیگئی تہی یہ تہا کہ آیا مد ۸۰ یا مد ۱۲۰ - ایکٹ حد سماعت متعلق تہی اور حکام ذیعلم نے یہ تجویز کی کہ دہا تک نالش واسطے دلاپانے ایک قرضہ یافتنی بموجب تمسک کے تہی اوس سے مد ۸۰ متعلق تہی اور اختیار نیلام کرانے جایداد منقولہ کا ایک لازمہ از قسم ضمنی حق دلاپانے قرضہ کے ہے اور اگر حق مذکور نا قابل نافذ کئے جانے کے بسبب گذر جانے تین برس کے ہو جائے تو اختیار نیلام کرانے شئے مکفولہ کا بہی قابل عملمین لانے کے نہین رہتا ہے"

مگر ہم اس رائے سے اتفاق نہین کر سکتے ہین اور اوسکے متعلق ہم تحریرات سر بارنس پیکاک صاحب بمقدمہ سرون حسین خان بنام غلام محمد (۲) منفصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا کا حوالہ دیسکتے ہین اوسمقدمہ مین اوس نامور حاکم نے (دیکہو صفحہ ۴۲ ارپورٹ مذکور)

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۰۳

(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۱۷۱ و بنگال لارپورٹ جلد ہشتم صفحہ ۸۲۹

سنہ ۱۸۹۴ع
تیم چند بابو
بنام
جگبندہو گہوش

ہموالاسی قسم کی دلیل کے جوبابت ایک نالش نفاذ ایک مطالبہ کے اوپر جایداد غیر منقولہ کے بھی پیدا ہوئے مذکور کو نامنظور کیا اور حاکم موصوف نے حسب ذیل تحریر فرمایا" اگر اراضی بہ کفالت کسی قرضہ کے علاوہ معاہدہ ادائے زر کے رہن کیجائے تو مرتہن کو جائز ہوگا کہ راہن پر خلاف ورزی معاہدہ کی نالش کرے اور اسکو یہ بھی جائز ہوگا کہ نالش بید خلی واسطے دلاپانے اراضی مرہونہ کے بطور کفالت عند کے کرے ہم کو واضح ہوتا ہے کہ ایسے مطالبہ سے جو اراضی پر ہو ایک حق ازروے انصاف اسمیں اراضی مین پیدا ہوتا ہے اور جو نالش کہ واسطے نفاذ مطالبہ مذکور کے دایر کیجاوے واقعی اور حقیقت ایک نالش واسطے دلاپانے حق مذکور کے ہے"۔

بالفاظ دیگر جو ہمنے ابہی ظاہر کی ہے دیگر امور جنکی بابت ہمارے روبرو بحث کیگئی ہے [illegible] ہوتے ہین۔

[illegible] کہ مدعی سندی نفاذ اپنے مطالبہ کا بمقابلہ اشیاے گروی [illegible] منظور کیجاویگا ہر فریق اپنا اپنا خرچہ ادا کرے۔ اپیل جزواً منظور ہوا۔

باجلاس گہوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

نوکہن سنگہ عرف روپ نراین سنگہ وغیرہ ڈگریداران بنام اودونت سنگہ (مدیون ڈگری)†

ضامن۔ نفاذ کفالت۔ ضامن زرڈگری کا دوران اپیل میں۔ اجراے ڈگری۔ نالش علیحدہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۵۳۔

جب صورت مین کہ کوئی شخص اپیلانٹ کا ضامن عدالت اپیل مین حسب دفعہ ۵۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوا ہو تو ضمانت نامہ کا نفاذ اجراے ڈگری مین حسب دفعہ ۲۵۳ کے نہین ہوسکتا بلکہ ایک نالش علیحدہ بنام نالش دایر کرنی چاہیئے۔

کالیچرن سنگہ بنام بالگوبند سنگہ (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

اسمقدمہ مین درخواست اجراے ڈگری بنام ضامن کے پیش کیگئی جسمین ضامن اپیلانٹ کا جوب

---

† اپیل از حکم صیغہ اپیل نمبر ۲۸۷ سنہ ۱۸۹۴ع بنارضی حکم صادرہ ایچ ہولم اوڈ صاحب قایم مقام جج بہاگلپور مورخہ نہم جولائی سنہ ۱۸۹۴ع منسوخی حکم صادرہ بابو پاربتی کمار مترجج مانحت مونگیر مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۸۹۳ع (۱) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۷۸۴۔

سنہ ۱۸۹۴ء
بیم چند بابو
بنام
پاینہ سوکپہ

کیا کہ کارروائی [illegible] ذریعہ نالش کے کی جاتی ہے اور [illegible] طور پر بصیغہ اجرائے ڈگری میں [illegible] اس عدالت [illegible] نے یہ تجویز کیا۔

جائداد [illegible] دفعہ ۲۰ بموجب [illegible] دیوانی کے بلا دائر کرنے نالش [illegible] ڈگری کا [illegible] کی ہوتی ہے [illegible] منظور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ڈگری [illegible] متعلق ہے [illegible] اور انہوں [illegible] ۲۵ [illegible] عدالت مرافعہ [illegible] صاحب جج کے بغرض رفع کرنے اختلاف [illegible] ارادہ [illegible] کیا گیا ہے۔ [illegible] صاحب جسٹس [illegible] صاحب جج [illegible] تجویز کلکتہ [illegible] مقدمہ [illegible] ناقابل اعتراض و مسلمہ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ [illegible] (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۲
(۳) ایضاً جلد [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ ۱۸۹۲ع نیم چند بابو بنام جگیندو گھوس

قرار دیا گیا ہے کیونکہ فیلڈ صاحب جسٹس نے یہ فرمایا ہے واضح ہو کہ یہ ظاہر ہے کہ وہ شخص جس کے مقابلہ مین اجراء ڈگری کی درخواست ہے قبل صادر ہونے ڈگری مقدمہ بنام اسکے ضامن نہین ہوا اور بموجب عبارت [illegible] دفعہ ۲۵۳ متعلق نہین ہے لہذا [illegible] کہ صاحب موصوف نے اس امر کا غور کیا ہے کہ آیا ڈگری اور دفعہ متعلق ہے یا نہین اور یہ تجویز کی ہے کہ کوئی [illegible] نہین ہے مصنف کا حکم مقدمہ مین حسب دفعہ ۲۵۳ ہے اور اگر [illegible] اوس سے [illegible] اور یہ [illegible] کی ہوتی کہ آیا کوئی طرف ضامن [illegible] اجراء ڈگری مین [illegible] یا نہین تو تجویز کلکتہ مین [illegible] کے لئے [illegible] دوسرے [illegible] کہ جو ضامن نے [illegible] ڈگری داخل کیا لہذا ڈگری [illegible] دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے [illegible] ہو سکتا [illegible] یہ تجویز کرتا ہوں [illegible] داخل کرنا زر ڈگری شدہ کا ایک شرط [illegible] ضامن کے قرار [illegible] اوسوقت [illegible] تھا [illegible] اجراء ڈگری ختم نہین [illegible] نہین اپیل ڈگری کیا جاتا ہے۔

[illegible] ہائیکورٹ [illegible] رپورٹ [illegible] صاحب [illegible] کی [illegible] ڈگری [illegible] بمقابلہ ضامن کے [illegible] نہ [illegible] کرے۔

[illegible] ضامن [illegible] قدرات [illegible] [illegible] ۱۸۹۲ [illegible] بنام [illegible] (۵) [illegible]

تجویز عدالت (گھوش صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس حسب ذیل ہے۔)

جو حیثیت [illegible] آیا احکام دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی [illegible] ضامن سے متعلق [illegible] یا نہین [illegible] ضامن [illegible] حسب دفعہ ۲۵۳ مجموعہ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۸۴ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۶۰۴ (۳) ایضاً ،، کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۳ (۴) ایضاً ،، کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۹۷ (۵) ،، ،، بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۴۱۱ -

سنہ ۱۹۰۰ع [illegible] سندری بنام [illegible] چندر سرکار

حکم ہوا تھا اور جبکہ اسکی اطلاع مدعیہ کو ہوئی مدعیہ نے زر کو بغرض حفاظت جایداد کے نیلام سے ادا کیا اور صاحبان انس نے اوسکی واپسی کا دعوی کیا ہے۔ مدعا علیہا نے دعوی جایداد متنازعہ کا بطور [illegible] جایداد کے کیا اور [illegible] دس رقم سے جسکی واپسی [illegible] دعوی کیا گیا تھا اونہوں نے یہ عرض کیا کہ رو[illegible] از خود ادا کی گئی تھی جسکی بابت مدعیہ [illegible] [illegible] [illegible] تھا۔

[illegible] عدالتہاے ماتحت نے تجویز کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جایز کیے گئے ہیں اور زیادہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ضروری متعلق رپورٹ [illegible] [illegible] مدعیہ نے روپیہ از خود ادا کیا یا نہیں [illegible] [illegible] ہایکورٹ مین تھی کیونکہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی تھی کہ زر کو [illegible] [illegible] برطبق [illegible] عدالت [illegible]

بالو کنتو[illegible] لال گوسائین منجانب [illegible] [illegible] [illegible]

تجویز ہایکورٹ (گھوش [illegible] جسٹس و [illegible] [illegible] جسٹس [illegible])

صرف ایک امر جو اپیل ہذا مین پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا روپیہ مدعیہ نے [illegible] [illegible] جو زمیندار نے بنام مدعا علیہا حاصل کی تھی ادا کیا از خود ادا کیا یا نہین۔

واقعات جنسے امر مذکور پیدا ہوا ہے یہ ہین کہ جایداد متعلقہ [illegible] جایداد تھی [illegible] [illegible] [illegible] بیوہ سدھامنی داسی اور ایک دختر یعنے مدعیہ [illegible] چھوڑ کر فوت ہوا سدھامنی [illegible] [illegible] نند کنو کے ترکہ کی وارث ہوئی اور جبکہ وہ ترکہ [illegible] [illegible] تھی اوسنے جایداد [illegible] [illegible] فروخت کی بیع [illegible] [illegible] میں سدھامنی داسی فوت ہوئی اور مدعیہ [illegible] [illegible] وارث اپنے باپ کے پائی سنہ [illegible] میں یعنی اوسی سال مین جسمین مدعیہ کی ماں [illegible] [illegible] ایک ڈگری بنام مدعا علیہا بابت لگان جایداد [illegible] جو [illegible] [illegible] قبضہ تھا اور ایک [illegible] جایداد کے حاصل کی جس [illegible] بابت لگان کے مندرجہ تھا [illegible] ڈگری حاصل کیگئی تھی وہ قبل وقت کے [illegible] [illegible] وفات سدھامنی [illegible] [illegible] زمیندار نے اس ڈگری کو جاری کرایا اور جایداد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اوسکی [illegible] نیلام کے بالمقابلہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تعلق نہ صرف جایداد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھی ظاہر [illegible] [illegible] [illegible] جایداد [illegible] [illegible] زر ڈگری ادا کیا اور [illegible]

بعدانان بالتن حال واسطے مدعا علیہا کے دلاپانے اوس روپیہ کے جو اوس سلتے اس طرح ادا کیا تہا دائر کی مدعیہ نے دعوی دیگر دامدسی کا بہی کیا جس مین سے ایک واسطے دلاپانے اوس جایداد کے تہی جسکا دعوی مدعا علیہا نے بذریعہ اپنی خریداری کے اور مدعا علیہ سے کیا تہا لیکن صرف ایک امر جس سے ہمکو اپیل ہذا مین تعلق ہے متعلق اوس روپیہ کے ہے جو مدعیہ نے بایفاے ڈگری محصلہ زرمنیدار کے ادا کیا۔

مدعا علیہا نے جہانتک کہ دعوی نصف جایداد کو تعلق ہے یہ حجت کی کہ اونہون نے بذریعہ اپنی خریداری کے مادرمدعیہ سے ایک حق قطعی حاصل کیا ہے مگر اس حجت کو عدالتہاے ماتحت نے منظور نہین کیا اور ہم یہ تصور کرتے ہین کہ بطبق وفات مسماۃ مذکورہ کے حق نسبت جایداد کے مدعیہ کو بموجب قانون وراثت کے پہونچا اور مدعا علیہا کو اوسوقت جبکہ زر مذکور مدعیہ نے ادا کیا تہا فی الواقع کوئی حق جایداد مذکور مین نہ تہا مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت جب زمیندار نے ڈگری حاصل کی تہی مدعا علیہا نے دعوی جایداد مذکور کا بطور اپنی جایداد کے کیا تہا اور جو امر کہ ہمکو اپیل ہذا مین تصفیل کرنا ہے یہ ہے کہ آیا انحالات مین زر مذکور از خود ادا کیا گیا یا نہین۔

اسمین کچہ شک نہین ہو سکتا کہ اگر مدعیہ نے ڈگری زمیندار کا ادا نکرتا تو یہ جایداد نیلام ہو جاتی بلا شبہہ یہ ایک امر دیگر ہے کہ اگر خریدار جایداد کو بذریعہ نیلام خرید کرتا تو اوسکو کیا حق حاصل ہوتا یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ صرف حق حقوق و مرافق مدعا علیہا کے خواہ وہ کچہ ہوتے حاصل کرتا لیکن جایداد مذکور مستوجب نیلام بابت اجراے ڈگری محصلہ زمیندار کے تہی اور اوسوقت مابین فریقین یہ بحث تہی کہ آیا جایداد مذکور فی الواقع مدعیہ کی تہی یا مدعا علیہا کی انحالات مین مدعیہ نے زر ڈگری ادا کیا اور جایداد کو نیلام سے بچایا ہماری دانست مین مسماۃ کو ادائے زر سے تعلق تہا اور بوجہ مذکور مدعیہ نے زر مذکور واسطے بچانے جایداد کے نیلام سے ادا کیا۔

بلحاظ اس راے متعلق معاملہ مذکور کے مقدمہ داخل دفعہ ۶۹ - ایکٹ معاہدہ کے ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ ہماری دانست مین مقدمہ مذکور داخل دفعہ ۷۰ - ایکٹ مذکور کے بہی ہو اور وہ حسب ذیل ہے جس حال مین کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے کوئی امر بطور جایز کرے یا کوئی شے اوسکو دے اور مفت کرنے یا دینے کی نیت نہ ہو اور وہ دوسرا شخص اوسکی منفعت سے متمتع ہو تو اوسپر لازم ہے کہ جو شے شخص سابق الذکر دے اوسکو واپس کرے یا اوسکا معاوضہ دے اب یہ دیکہنا چاہئے کہ ڈگری مذکور جیسا کہ ہمنے بیشتر ذکر کیا ہے ایک ایسی ڈگری تہی جو بمقابلہ مدعا علیہا

حاصل [illegible] کو تعلق تہا اوس کے مدعا علیہا روس ترضہ سے

[illegible] ہوئے [illegible] ظاہر ہے کہ جب مدعیہ نے زر بابت

ادا کیا تو [illegible] کے واسطے ادا کیا اور ظاہر ہے کہ ادا نہین کیا اسمین کچھ شک

نہین ہو سکتا مدعا علیہا [illegible] فایدہ سے متمتع ہوئے کیونکہ جب کہ ہم [illegible] بیچ مین آئے

[illegible] سبکدوش ہوئے۔

[illegible] داخل ہے ہمارے نزدیک دو باتین متعلق

[illegible] اول مقدمہ [illegible]

[illegible] ہوا سے خو کیا

[illegible] کو

[illegible] جیسن

[illegible] کی

[illegible] ورمی نے

[illegible]

[illegible]

[illegible] روپیہ کا

تہا جو [illegible] مقدمہ

دو فی [illegible] بنام [illegible] (۲) منفصلہ پریوی کونسل پر غور کیا اور تعلقات مقدمہ کے جو روبرو

پریوی کونسل [illegible] ہے جنسے ہمکو مقدمہ [illegible] مین تعلق ہے

لیکن ہمارے نزدیک [illegible] اصول [illegible] پایا جاتا ہے مقدمہ حال سے بھی بدرجہ

مساوی [illegible]

[illegible] ظاہر ہے کہ [illegible] حوالہ دیا ہے اور [illegible] جو روپیہ

[illegible] خود تصور نہین کیا جا سکتا اور بدینوجہ ساہ مستحق دلایا اوس نے روپیہ

[illegible] معاہدہ کے ہو یا [illegible]

نتیجہ یہ ہے کہ [illegible] کیا جاتا اور [illegible] زر مدعویہ کے معہ خرچہ جملہ عدالتون کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ ۳۰۲ (۲) [illegible] جلد ۵ صفحہ ۶۸۶ (۳) [illegible] جلد [illegible] صفحہ ۹۲۸

ولا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲ صفحہ ۹۳۔

سکے پاس سے گی - اپیل منظور ہوا - اپیل منظور ہوا

باجلاس گہوس صاحب جسٹس وگارڈن صاحب جسٹس

۲۰-اگست ۱۸۹۷ء

کانتی رام وغیرہ مدعیان بنام قطب الدین محمد وغیرہ مدعاعلیہم

رہن - نیلام جایداد مرہونہ - نالش واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے بلا انفکاک رہن ماقبل کے - تعمیل ڈگری - ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۴۸ و ۵۵ و ۶۰ و ۶۷ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۴ و ۹۶ و ۹۷ -

ایک نالش بربنائے رہن نامہ منجانب مرتہن دوم مین جس مین مرتہن اول فریق تہا لاحق مین مدعی نے یہ استدعا کی تہی کہ جو روپیہ مبرده کو واجب الوصول ہے بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ وصول کیا جائے عدالتہائے ماتحت سے نالش کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ مدعی مستحق نیلام کرانے جایداد مرہونہ کا بلا انفکاک رہن ماقبل کے نہین ہے تجویز ہوئی کہ یہ ڈگری غلط ہے اور مدعی مستحق حکم نیلام جایداد مرہونہ کا تابع مطالبہ مطالبہ ماقبل کے ہے -

الفاظ جایداد غیر منقولہ موقوعہ دفعہ ۸۵ - ایکٹ انتقال جایداد سے بلحاظ تعریف جایداد غیر منقولہ موقوعہ دفعہ ۳ ضمن ۵ - ایکٹ اجتماع عبارات عامہ (ایکٹ ۱ ۱۸۶۸ء) کے نہ صرف نفس جایداد سے مراد ہے جو ایسے حق انفکاک سے منفک ہو سکتی ہے جو راہن کو جایداد مذکور مین حاصل ہے بلکہ اوسمین وہ حقوق راہن واقعہ جایداد مرہونہ بہی ہو بوقت رہن دوم اوسکو حاصل ہون یا بالفاظ دیگر حقوق انفکاک جایداد مذکورہ شامل ہین لہذا رہن دوم مثل رہن اول ایک رہن جایداد غیر منقولہ خاص کا حسب دفعہ ۸۵ کے ہے مقدمات وینکٹ چلے کندین بنام منجی ناوان (۱) و خوب چند بنام کلیان داس (۲) مدگہنا تہہ پرشاد بنام جٹادون رائے (۳) دگنگا دہر بنام شودرام (۴) وادیش چند رسرکار بنام ظہور فاطمہ (۵) کا بابت حق مرتہن دوم نسبت کرانے نیلام تابع مطالبہ مرتہن ماقبل کے حوالہ دیا گیا اور وہ پسند کئے گئے

یہ نالش واسطے دلاپانے لعاحت کے تہی جو بربنائے رہن نامہ رہن سادہ مورخہ یکم کاتک ۱۲۹۵ ف

---

† اپیل ڈگری عینیہ اپیل نمبر ۷ ۱۸۹۵ء بنا رضی ڈگری صادرہ ایف ڈبلیو مٹیکا کراپ صاحب جج ضلع بہاگلپور مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۹۵ء مشتہر سالی ڈگری صادرہ بابو اکہل چند ر بوس قایم مقام منصف مونگیر مورخہ ۳۰ مارچ ۱۸۹۴ء (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۲ (۲) ایضاً الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۴ (۳) ایضاً جلد ۴ صفحہ ۱۰۵ (۴) ایضاً مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۶ (۵) ایضاً کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۴۱۶ و لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۱ -

۱۹ مارچ ۱۸۹۴ء
منشی رام
بنام
نیاز الدین محمد

(۲- اکتوبر ۱۸۸۳ء) کے واجب الوصول تہے جسکے ذریعہ سے ایک حصہ جایداد غیر منقولہ مدعا علیہ اول بحق مدعی مکفول کیا تہا دوم وسوم مدعا علیہما مرتہنان مابعد اوسی جایداد کے بیان کیے گئے تہے اور مدعا علیہما چہارم کی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ مشتری جایداد متنازعہ کا بعلت اجراے ڈگری تہا مدعیان نے وصول اوس روپیہ کی جو ازروے رہن مذکور واجب الوصول تہا بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے بلا مواخذہ کفالت مرتہن مابعد کے استدعا کی -

صرف مدعا علیہم نمبر ۲ حاضر ہوے اور اونہوں نے یہ حجت کی کہ وہ مرتہنان ماقبل ہین اور اگر مدعیان مستحق ڈگری ہون تو وہ تابع اونکی کفالت کے صادر ہونی چاہیے -

منصف نے بربناے واقعات یہ تجویز کی کہ مدعا علیہم نمبر ۲ مرتہنان ماقبل ہین اور یہ تجویز کرکے کہ مدعیان جایداد کو بلا ادل انفکاک کرانے رہن ماقبل کے نیلام نہین کرا سکتے نالش کو ڈسمس کیا -

مدعیان نے اپیل کیا اور صاحب جج نے اپیل کے ڈسمس کرنے مین تجویز ذیل صادر کی -

وکیل اپیلانٹ مقدمہ ماتادین کسودہن بنام کاظم حسین (۱) کا حوالہ دیتا ہے اور یہ حجت کرتا ہے کہ مرتہن مابعد کو جایز ہے کہ مرتہنان ماقبل کا روپیہ ادا کرے یا نالش دایر کرے اور جایداد کو تابع رہن کا ماقبل نیلام کراے وہ یہ بیان کرتا ہے کہ بموجب دفعہ ۷۴ - ایکٹ انتقال جایداد کے مرتہن نالش کر سکتا ہے اور ایسا کوئی حکم نہین ہے کہ مرتہن مابعد کو لازم ہے قبل نالش کرنے کے تمام مرتہنان ماقبل کا روپیہ ادا کرے وہ یہ بہی دلیل کرتا ہے کہ دفعہ ۹۶ ایکٹ انتقال جایداد کا صریحاً یہ مقصود ہے کہ نیلام جایداد تابع رہن قبل کے کیا جاے - وکیل رسپانڈنٹ یہ عذر کرتا ہے کہ بموجب دفعہ ۸۵ - ایکٹ انتقال جایداد کے تمام اشخاص کسی مقدمہ مین شامل مقدمہ کے روبرو عدالت کے حاضر ہون عدالت کو لازم ہے کہ حقوق مرتہنان مابعد اور حقوق مرتہنان ماقبل کے تجویز کرے اور اوس صورت مین احکام دفعہ ۹۶ متعلق ہوتے ہین اور صرف ایک حق جو مرتہن مابعد کو حاصل ہے یہ ہے کہ مرتہن ماقبل کا روپیہ ادا کرے وکلا نے کسی مقدمہ کلکتہ کا بہی بالکل مطابق ہو حوالہ نہین دیا اور مجہکو کوئی ایسا مقدمہ نہین ملتا میرے نزدیک مین کوئی شک نہین ہے کہ غرض دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جایداد کی یہ ہے کہ تمام مرتہنان روبرو عدالت کے حاضر کیے جاوین اور میرے نزدیک صرف ایک وجہ اونکے ایسے طور پر حاضر کیے جانے کی ہے یعنی یہ کہ اونکے جدا گانہ حقوق تجویز کیے جاوین وکیل اپیلانٹان بیان کرتا ہے کہ وہ صرف فریق ضروری واسطے تجویز جواز اونکے رہنون کے ہوتے ہین لیکن یہ بیان ہے کہ اگر حقوق مدعا علیہم کے اوس نالش مین طے کیے جاوین تو مزاحمات مین کمی ہوگی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۲

کاشی رام بنام مطلب الدین محمد

ایسا کرنے مین کوئی دقت نہو گی پس مجکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کیون عدالت فیصلہ فرما اس امر کے کہ آیا رہون مذکور جائز تہے یا نہین اور کیون زیادہ تر اہم امر تجویز کرنے سے یعنی حقوق مدعا علیہم بمقابلہ ایک دوسرے کے کہا ہین قرار کرے جب جملہ اشخاص ایک مرتبہ روبرو عدالت کے حسب دفعہ ۸۵ حاضر ہون تو مجکو کوئی شک نہین ہے کہ دفعہ ۸۵ متعلق ہوتی ہے اور اسصورت مین مرتہنان مابعد کو کوئی حق علاوہ اوسکے نہین ہوسکتا ہے جو اونکو حاصل تہا یعنی حق ادا کرنے مطالبہ مرتہن ماقبل کا یہ صحیح ہے کہ عبارت دفعہ ۸۵ کی عام ہے لیکن میرے نزدیک دفعہ ۸۵ کی روسے حق مرتہن مابعد کا بمقابلہ مرتہن ماقبل کے محدود کیا گیا ہے دفعہ ۹۶ میرے نزدیک اہم نہین ہے بلاشک ایسے مقدمات ہوتے ہین جن مین بوجہ مرتہن ماقبل کے فریق نالش نبلائے جانے کے جایداد تابع رہن ماقبل کے نیلام کیجاتی ہے اور اس دفعہ مین صرف یہ حکم ہے کہ مرتہن ماقبل کو ایسی صورت مین کیا کرنا چاہیئے اپیل منظور ہو ڈسمس کیا جاتا ہے۔

بمقابلہ اس فیصلہ کے مدعیان نے اس وجہ پر اپیل کیا کہ نالش کلیتاً ڈسمس نہین کیجانی چاہیئے تہی بلکہ مدعیان مستحق نیلام کرانے جایداد کے تابع رہنہائے ماقبل کے تجویز کیے جانے چاہیئے تہے۔

بابو ساتک رام سنگہ و بابو مہابیر سہائے منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر سی گریگری و بابو اجندر ناتہ بوس منجانب رسپانڈنٹان۔

واقعات مقدمات مجوزہ تجویز عدالت (گہوس صاحب جسٹس وگارڈن صاحب جسٹس) مین بموجب ذیل بہ تحقیق مندرج ہین۔

یہ نالش واسطے نفاذ کفالت رہن کے ہے رہن نامہ متنازعہ ایک شخص مسمی چودہری محمد منعم نے بحق مدعیان ۱۱ اکتوبر ۱۸۸۵ء کو تکمیل کیا جسکے ذریعہ سے ۵-۴ پائی حصہ موضع سیر چکلا بطور کفالت مزید زر قرضہ کے مکفول کیا گیا تہا مدعیان نے یہ استدعا کی کہ جو روپیہ اونکو واجب الوصول ہے بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے وصول کیا جائے۔

اسمقدمہ مین بطور مدعا علیہم کے مختلف دیگر اشخاص جن مین سے بعض کے پاس رہن نامجات اوسی جایداد کے تاریخہائے ماقبل زمانہ رہن مدعی کے اور دیگر اشخاص کے پاس رہن نامجات تاریخ مابعد کے تہے بنائے گئے تہے مگر مدعی نے اون سبکے رہنہا درہم تصور کیا اور حقیقت مذکورہ پر استدعا کی کہ جو جایداد رہن ہے بری مطالع مدعا علیہم مرتہنان ماسبق نیلام کیجائے۔

نالش مذکور کو مرحوم عدالت ابتدائی نے اسبنا پر ڈسمس کیا کہ مدعی مستحق نیلام کرانے

سنہ ۱۸۹۹ع
بانی رام
بنام
اللہ دین محمد

جایداد مرہونہ کا بلا ادائے انفکاک کرانے رہن ہائے ماقبل کے نہین ہے۔

اپیل ہذا منجانب مدعیان کے ہے۔

منجانب اپیلانٹان یہ حجت کیگئی ہے کہ عدالتہائے ماتحت نے بربنائے غلط رائے نسبت قانون متعلقہ امر ہذا کے کارروائی کی ہے اور نامبردگان مستحق ہین کہ جایداد مرہونہ کو تابع کفالت مرتہنان ماقبل کے نیلام کرائین اور جو کچھہ کہ مشتری کو از روئے نیلام کے حاصل ہوگا حق انفکاک ہوگا جو راہن کو بوقت رہن دوم کے حاصل تہا یعنی یہ حق راہن کہ رہون ماقبل کا انفکاک کرائے۔

بخلاف اسکے منجانب رسپانڈنٹان محض مقدمہ ماتادین کسودہن بنام کاظم حسین[*] جو ایک فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ الہ آباد کا ہے استدلال کرکے یہ حجت کیگئی ہے کہ حق مدعیان مرتہنان دوم بمقابلہ مرتہنان ماقبل صرف اوس حق پر محدود ہے جو راہن کو بمقابلہ مرتہنان ماقبل کے حاصل ہوتا ہے یعنی حق انفکاک اور یہ کہ لفظ جایداد سے حسب تعریف مندرجہ ایکٹ انتقال جایداد مراد فی الواقع جایداد غیر منقولہ مرہونہ سے ہے اور نہ محض خاص حقوق ومرافق واقع جایداد مذکور سے جو نفس جایداد سے ممیز ہو سکتے ہین اور محض حق انفکاک بموجب ایکٹ انتقال جایداد کے نیلام نہین ہو جا سکتا یہ حجت عام طور پر کیگئی ہے کہ جب تک کہ رہنہائے ماقبل کا انفکاک نہو جائے مدعیان کو یہ حق نہین ہے کہ جایداد مرہونہ کو نیلام کرائین۔

جو امر کہ ہمارے روبرو پیش کیا گیا ہے بلاشک ایک مشکل امر ہے اور اوسپر باحتیاط غور کرنیکی ضرورت ہے۔

ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ اولاً بعض دفعات ایکٹ انتقال جایداد کا جو متعلق امر ہذا ہین تذکرہ کیا جائے۔ دفعہ ۵۸ مین تعریف رہن کی مندرج ہے اور اوسمین تحریر ہے۔ (الف) لفظ رہن سے مراد ہے انتقال حقیت واقع کسی خاص جایداد غیر منقولہ کا جو بغرض اطمینان ادائے اوس روپیہ کے جو بطور پیشگی یا بطور قرضہ حال یا آیندہ کے دیا گیا ہو یا جسکے دینے کا اقرار ہوا ہو یا اطمینان تعمیل کسی معاہدہ کے جس سے کوئی ذمہ داری نقدی پیدا ہو گیا ہو۔ اور ضمن (ب) دفعہ مذکور مین تعریف رہن سادہ کی مندرج ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ بلا دینے دخل جایداد مرہونہ کے راہن اپنی ذات کو اسبات کا پابند کرے کہ زر رہن ادا کریگا اور صریحاً یا ضمناً اقرار کرے کہ درصورت ادا نکرنے دین مطابق معاہدہ کے مرتہن مستحق ہوگا کہ جایداد مرہونہ کو نیلام کرائے اور زر ثمن نیلام کو حسب ضرورت ہونیکے

[*] انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۲۔

۱۸۹۴ء
کانتی رام
بنام
قطب الدین

بیباقی کرنے مین لگائے تو یہ معاملہ رہن سادہ کہلاتا ہے اور ایسا مرتہن مرتہن سادہ کہلاتا ہے۔
واضح ہو کہ مقدمہ حال مین بموجب شرائط اپنے رہن نامہ کے مرتہن کو یہ استحقاق ہے کہ اوس جایداد کو جو اوسکے پاس رہن ہے نیلام کرائے اور وہ جایداد راہن کی خاص جایداد غیر منقولہ ہے جسپر بار مطالبہ ماقبل کا ہے یعنے جایداد راہن بلبہائی اوس حق کے جو وقت پیشتر حق مرتہن ماقبل کے منتقل کیا یعنی بالفاظ دیگر وہ حق جو راہن کو بوقت رہن دوم حاصل تہا۔
دفعہ ۶۰ ایکٹ مذکور مین حقوق اور ذمہ داریان راہن کی معین کیگئی ہین اور ایک امر منجملہ ان امور کے جنکا ذکر دفعہ مذکور مین ہے یہ ہے کہ نامبردہ کو یہ حق ہے کہ جب وہ زر اصل جو اوسکو قرض دیا گیا ہے واجب الادا ہو تو فک الرہن کرائے۔
دفعہ ۶۷ مین تعریف حقوق ذمہ داریہائے مرتہن کی گئی ہے اور اوسکی عبارت حسب ذیل ہے "درصورت نہونے کسی معاہدہ خلاف اوسکے بعد واجب الادا ہو جانے زر رہن کے اور قبل صدور ڈگری انفکاک رہن جایداد مرہونہ کے یا قبل اوسکے کہ زر رہن حسب ضابطہ ادا یا داخل کیا جاے مرتہن کو ہر وقت استحقاق حاصل ہے کہ عدالت سے یہ حکم صادر کرائے کہ راہن کا حق انفکاک رہن قطعاً ساقط کیا جائے یا نیلام جایداد کا عمل مین آئے" یہ دفعہ جیسا کہ واضح ہوگا مرتہن اول پر محدود نہین ہے بلکہ اوسمین لفظ "مرتہن" استعمال کیا گیا ہے جو ہماری دانست مین ہر مرتہن سے متعلق ہے خواہ وہ اول ہو یا بعد اور اوسکی رو سے حقوق مرتہن دوم مین اس امر کی قید نہین لگائی گئی ہے کہ نفاذ اوسکے حقوق کا جو بموجب رہن نامہ کے ہون تاوقتیکہ رہن اول کا روپیہ وصول ہو یا اوسکا انفکاک کرایا جائے ملتوی رہے۔
دفعہ ۷۴ مین یہ حکم ہے "ہر مرتہن ثانی یا موخر مجاز ہے کہ ہر وقت جب اوسکے رہن یا عین ماقبل کے رہن کا روپیہ واجب الادا ہو جائے تو رہن دار ماقبل کے روبرو رہن ماقبل کا روپیہ حاضر کرے اور رہن دار ماقبل کو لازم ہے کہ اوس روپیہ کو لیکر اوسکی رسید لکہدے اور بپابندی شرائط قانون مجریہ وقت کے جو بابت رجسٹری دستاویزات کے نفاذ پذیر ہون) مرتہن موخر کو رسید متذکرہ صدر حاصل کرنے کے بعد جایداد مذکور پر جملہ حقوق اور اختیارات اوس مرتہن کے حاصل ہو جائینگے جسکے روبرو اوسنے روپیہ حاضر کیا ہو" اور بعد ازان دفعہ ۷۶ مین یہ حکم ہے "ہر مرتہن ثانی یا ثالث وغیرہ کو جہانتک اوسکے استحقاق شے مرہونہ کے انفکاک رہن یا بیعیات یا نیلام کرانے سے غرض ہے بمقابلہ اوس مرتہن یا مرتہنون کے جو اوسپر مقدم ہون وہی حقوق حاصل ہین جو اوسکے

برکاتی رام
بنام
بدرالدین محمد

راہن کو ایسے مرتہن یا مرتہنان مقدم پر حاصل ہین یا اونپر بمقابلہ مرتہن یا مرتہنان موخر اپنے کے (اگر کوئی ہون) وہی استحقاق حاصل ہین جو بمقابلہ اپنے راہن کے اوسکو حاصل ہین ان دو دفعات مین سے بموجب دفعہ اول کے مرتہن مابعد کو استحقاق ہے کہ رہن اول کا روپیہ ادا کرے اور اوسکا انفکاک کرائے اور دوسری دفعہ مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسے مرتہن مابعد کے حقوق بمقابلہ مرتہن ماقبل و نیز بمقابلہ مرتہن موخر کے کیا ہونگے لیکن یہ واضح ہوگا کہ دفعہ مذکور مین یہ قرار نہین دیا گیا ہے کہ حقوق مرتہن دوم کے بمقابلہ راہن کے کیا ہونگے اور اس سلسلہ مین ہم دفعہ ۴۸ ایکٹ مذکور کا حوالہ دیکتے ہین جو حسب ذیل ہے جب کوئی شخص چند انتقالات کی رو سے اوقات مختلف پر کسی جایداد غیر منقولہ مین یا اوسکی بابت حقوق مختلف قایم کرے اور یہ غیر ممکن ہو کہ وہ حقوق ایک ہی وقت وجود پذیر ہون یا اونکا نفاذ کامل ایک ہی وقت ہو تو ہر حق جو بزمان موخر قایم کیا گیا ہو بصورت نہونے کسی معاہدہ خاص یا ذمہ داری لاحقہ انتقال اران مقدم کے پابند ان حقوق کا رہے گا جو اوس سے پہلے قایم کئے گئے تھے" ہمارے نزدیک دفعہ ہذا سے ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ ہر مرتہن کو یکے بعد دیگرے یہ حق حاصل ہو کہ نفاذ اپنے رہن کا مطابق اوسکی شرائط کے تابع حقوق مرتہنان ماقبل کے کرائے۔

دفعہ ۸۵ مین یہ حکم ہے۔ "بلحوظی شرائط مندرجہ دفعہ ۳۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ضرور ہے کہ جملہ اشخاص جنکو اوس جایداد سے تعلق ہو جسکی بابت معاملہ رہن ہوا ہو ہر نالش مین فریق کئے جائین جو اس باب کے مطابق رہن مذکور کی بابت رجوع کیجائے بشرطیکہ مدعی کو ایسے تعلق ہونے کی اطلاع پہونچی ہو" ممکن ہے کہ یہ بحث ہو سکے کہ آیا مرتہن ماقبل ایسا شخص ہے یا نہین جسکو کوئی حق اوس جایداد مین حاصل ہو جو رہن مابعد مین حسب مراد دفعہ ہذا داخل ہو لیکن ہمارے نزدیک بیطرفی کرنا زیادہ بخیطر ہے کہ وہ ایسا شخص تصور کیا جائے اور وہ نالش نفاذ رہن دوم مین فریق بنایا جائے ہمارے نزدیک وجہ اس امر کی کہ کیون یہ دفعہ بنائی گئی تھی یہ ہے کہ حفاظت حقوق ان تمام اشخاص کی کیجائے جنکا کوئی نہ کوئی تعلق بطور مرتہنان ماقبل یا مرتہنان مابعد کے جایداد مرہونہ سے ہوتا کہ عدالت ڈگری پر اثر منتعر تصفیہ حقوق جملہ اشخاص متعلق کے صادر کر سکے۔

دفعہ ۸۶ مین ذکر نالش بیعیات کا ہے۔

دفعہ ۸۸ مین ذکر نالش مرتہن کا ہے اور اوسمین یہ منضبط ہے کہ اگر نالش ایسی بنا سے رجوع ہو اور مدعی کامیاب ہو جائے تو عدالت کو لازم ہے کہ ڈگری متضمن اوس حکم کے صادر کرے

سوہنی رام بنام قطب الدین محمد

جو دفعہ ۸۶ کے فقرہ ۱ و ۲ مین مندرج ہے اور اوسمین یہ بہی حکم شامل ہے کہ درصورت نہ ادا ہونے زر یافتنی حسب مندرجہ دفعہ مذکور منجانب مدعاعلیہ کے جایداد مرہونہ یا اوسکا جزو بقدر کافی نیلام کیا جائے اور زر ثمن نیلام (بعد وضع کرنے اخراجات نیلام کے زر ثمن مذکور سے عدالت مین جمع ہوکر اوسمین سے وہ مبلغ جو یافتنی مدعی قرار پایا ہو ادا کیا جائیگا اور جو باقی رہے اگر کچہہ باقی ہو وہ مدعاعلیہ یا اور لوگون کو دیا جائیگا جو اوسکے پانے کے مستحق ہون" جو الفاظ کہ دفعہ ہذا مین استعمال کئے گئے ہین "جایداد مرہونہ" ہین اور ہمارے روبرو یہ حجت کیگئی ہے کہ یہ الفاظ خاص جایداد غیر منقولہ متذکرہ دفعہ ۵۸ سے متعلق ہین اور نہ محض حق راہن اور مرتہن دوم سے لیکن دیکہنا چاہئے کہ جایداد مرہونہ کیا ہے وہ جایداد اور راہن کی ہے جسپر مطالبہ قبل کا ہے۔

دفعہ ۸۹ مین وہ ضابطہ معین کیا گیا ہے جو عدالت حکم قطعی نیلام کے صادر کرنے مین اختیار کریگی اور اوسمین وہی الفاظ "جایداد مرہونہ" استعمال کئے گئے ہین۔

دفعہ ۹۱ مین مختلف اقسام کے اشخاص علاوہ راہن کے مندرج ہین جو مستحق انفکاک جایداد مرہونہ کے ہوسکتے ہین منجملہ (الف) ہر شخص (جو مرتہن اوس حیثیت کا نہو جسکا انفکاک رہن مطلوب ہو) اور جو جایداد مرہونہ مین کسی طرحکا حق یا اوسپر مطالبہ رکہتا ہو منجملہ (ب) ہر شخص جو جایداد کے انفکاک رہن کے استحقاق مین کچہہ شرکت یا اوسپر مواخذہ رکہتا ہو اسمین کوئی شک کسی قسم کا نہین ہوسکتا کہ مدعیان مرتہنان دوم کو ایک تعلق حق انفکاک رہن جایداد سے ہے اور ممکن تہا کہ وہ اگر ایسا کرنا پسند کرتے دادرسی مذکور کی استدعا مقدمہ حال مین کرسکتے تہے لیکن بعد ازین بحث یہ ہے کہ آیا نابرد گان باوجود دفعہ ہذا و نیز دفعہ ۸۵ کے جسکا ہم پیشتر حوالہ دیچکے ہین مستحق نیلام کرانے جایداد کے اوس حیثیت سے ہین یا نہین رہیں سے وہ اوسکے پاس رہن کی گئی تہی۔

دفعہ ۹۲ متعلق ڈگری مصدورہ نالش انفکاک کے ہے اور اوسمین بعد ذکر اوس حکم کے جو واسطے کئے جانے حساب زر مدعی راہن کے عدالت مین داخل کرنے اوس روپیہ کے ہو جو بابت زر رہن واجب الوصول ہو حسب ذیل حکم ہے۔ اگر مبلغ مذکور روز مقررہ عدالت تک یا اوسکے قبل ادا نہ کیا جائے تو مدعی قطعاً جایداد مذکور کے فک الرہن کرنے سے ممنوع ہوجائیگا (الا اوس صورت مین کہ رہن محض یا از قسم بیع بالوفا یا بندہک کے رہا ہو) یا کہ جایداد کا نیلام کیا جائیگا (بجز اوس صورت کے کہ رہن از قسم بیع بالوفا ہو) تا لفظ "جایداد" مستعملہ دفعہ ہذا کی نسبت یہ

سنہ ۱۸۹۹ء
سگانتی رام بنام ... الدین محمد

کرتے ہین کہ اوس سے مراد جایداد مرہونہ سے ہے اور یہ امر ہمارے نزدیک دفعہ ما بعد ۹۰ سے ظاہر ہوتا ہے جس مین ذکر اس حکم کا ہے کہ جایداد مرہونہ اگر راہن کی طرف سے اندر میعاد مقررہ عدالت کے زرباقی مرتہن کے ادا مین قصور ہو نیلام کیجائے ۔

دفعہ ۹۶ متعلق نیلام جایداد مرہونہ کے تابع رہن ماقبل کے ہے یہ دفعہ اور دفعہ ما بعد ۹۷ اوس جزو ایکٹ مین واقع ہین جسکا عنوان یہ ہے "بابت نیلام جایداد بحفظ رہن ماقبل" دفعہ اول الذکر مین یہ حکم ہے "اگر کوئی جایداد جسکے نیلام کے لئے اس باب کے مطابق حکم دیا جائے زیر مواخذہ رہن ماقبل کے ہو تو عدالت کو اختیار ہے کہ مرتہن ماقبل کی منظوری سے جایداد کے بلا مواخذہ رہن نیلام ہونے کا حکم دے اور مرتہن ماقبل کو زر ثمن نیلام مین وہی حق دلائے جو اوسکو جایداد نیلام شدہ مین حاصل تہا" الفاظ "جایداد جسکے نیلام کے لئے اس باب کے مطابق حکم دیا جائے زیر مواخذہ رہن ماقبل کے ہو" ہماری دانست مین بے معنی ہین ہماری رائے مین واضعان قانون ایس دفعہ کے بنانے مین نیلام اوسی جایداد کا جو زیر مواخذہ رہن ماقبل کے ہو مد نظر تہا ورنہ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ کیون یہ الفاظ استعمال ہی کئے گئے اور ہم کسی طرح یہ تجویز کرنے پر آمادہ نہین ہین جیسا کہ ہمارے روبرو بسند تجویز ہائیکورٹ الہ آباد حجت کیگئی ہے کہ الفاظ مذکور محض الفاظ زائد بے معنی ہین یہ بہی واضح ہوگا کہ از روئے دفعہ مذکور کے عدالت کو یہ حکم دینے کا اختیار دیا گیا ہے کہ اگر مطالبہ دار ماقبل اسپر راضی ہو جاوے تو جایداد بری ہر مطالبہ ماقبل سے نیلام کیجائے اور یہ امر بہی ہماری رائے مین پر معنے ہے کیونکہ ہماری دانست مین عدالت کو جایز ہے کہ جس صورت مین کوئی مطالبہ دار ماقبل مدعا علیہ ہو یہ حکم دے کہ نیلام جایداد کا تابع رہن ماقبل کے عمل مین آئے یا آنکہ وہ بری مطالبہ رہن مذکور سے اگر مطالبہ دار ماقبل اسپر رضامند ہو جائے نیلام کیجائے ۔

دفعہ ۹۷ مین ذکر صرف کئے جانے زر نیلام کا ہے اور اوسمین یہ مندرج ہے کہ وہ اس طرح صرف کیا جاے اولاً اون تمام اخراجات کے ادا کرنے مین جو نیلام سے متعلق یا کسی نیلام مقصودہ کی کارروائی مین بطور جایز عاید ہوے ہون ثانیاً اگر جایداد بلا خلش رہن ماقبل کے نیلام ہوئی ہو تو اوس روپیہ کے ادا کرنے مین جو رہن ماقبل کی بابت واجب الوصول ہوتا ثالثاً اوس زر رہن کے کل سود کے ادا کرنے مین جسکے وصول کے لئے نیلام کا حکم ہوا ہو اور اوس مقدمہ کے خرچہ کی بیباقی مین جس مین ڈگری مشعر مراتب نیلام صادر ہوئی تہی رابعاً زر رہن مذکور کی بابت جسقدر زر اصل واجب الوصول ہو اوسکے ادا کرنے مین عبارت دفعہ ہذا سے تائید اوس رائے کی ہوتی ہے جو ہم نے نسبت دفعہ ۹۶

سنہ ۱۸۹۷ء [illegible]

سے ظاہر کی ہے کیونکہ وہ بھی یہ حکم ہے کہ نیلام اراضی رہن ماقبل میں صرف بابت اس جائیداد مذکور کے ہو سکتا ہے [illegible] نیلام [illegible] بموجب دفعہ ۱۵۱ [illegible] میں صرف کیا جا سکے جسکے سبب سے نیلام مذکور کا حکم ہوا ہے۔

امر دوم کی نسبت [illegible] بحث کی گئی ہے کہ الفاظ خاص جائیداد غیر منقولہ مندرجہ دفعہ ۸۵ سے مراد نفس جائیداد سے ہے جو حق انفکاک رہن سے جو راہن کو جائیداد مذکور میں اوس وقت حاصل ہو ممیز ہو سکتی ہے۔ الفاظ جائیداد غیر منقولہ کی تعریف ایکٹ ۱۰ بابت سنہ ۱۸۹۷ء میں کی گئی ہے دفعہ [illegible] ۱۵۱ میں بھی مندرج ہے [illegible] جائیداد غیر منقولہ میں اراضی اور منافع جو اراضی سے پیدا ہوں [illegible] جو زمین سے ملحق ہوں یا کسی شئے کے ساتھ [illegible] رہن [illegible] حق انفکاک [illegible] ایک حق [illegible] جائیداد [illegible] ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جب کوئی جائیداد تابع رہن ماقبل [illegible] یعنی جب راہن کا حق انفکاک واقع جائیداد مذکور کو دوسرے شخص کے پاس [illegible] تو وہ [illegible] رہن جائیداد غیر منقولہ خاص کا بسبب مراد دفعہ مذکور کے نہیں ہے۔

ہمارے روبرو یہ بھی حجت کی گئی ہے کہ بموجب دفعہ ۷۵ ایکٹ انتقال جائیداد کے وہ حق جو مرتہن دوم کو حاصل ہے صرف حق انفکاک ہے لیکن جیسا کہ ہم نے پیشتر بیان کیا ہے دفعہ مذکور متعلق صرف حق مرتہن دوم کے بمقابلہ مرتہنان ماقبل و مابعد کے ہے اور یہ امر کہ حقوق مرتہن دوم کے بمقابلہ راہن کے کیا ہو سکتے ہیں دیگر احکام ایکٹ مذکور سے دریافت کرنے چاہئیں۔

ہم نے مختلف دفعات ایکٹ مذکور پر بخوبی غور کیا ہے لیکن ہم وکیل ذی علم ریسپانڈنٹان سے بہ تصور کرنے میں اتفاق نہیں کر سکتے کہ اگر نالش مرتہن دوم میں جو بغرض نفاذ اوسکے رہن کے ہو مرتہن ماقبل مدعاعلیہ بنایا جاوے تو اوسکی نالش ڈسمس ہونی چاہئے بجز اسکے کہ وہ بغرض انفکاک رہن ماقبل کے ہو ہمارے نزدیک ایکٹ مذکور میں کوئی ایسی عبارت

۱۸۹۴ء

اسوہتی رام
بمقابلہ
قطب الدین محمد

نہین ہے جو مفید اس بحث کے ہو۔

ہمارے نزدیک اب یہ قانون قرار پاگیا ہے کہ راہن کو جائز ہے کہ اپنے باقی حق واقعہ جایداد کو جو وہ پہلے رہن کر چکا ہے قطعی طور پر فروخت یا رہن کرنے کو رہن نامہ ماقبل مین شرط مشعر امتناع ایسی فروخت یا رہن مابعد کے ہو مشتری یا مرتہن دوم اوس صورت مین قایم مقام راہن کا ہوتا ہے اور جایداد کو تابع مطالبہ ماقبل کے لیتا ہے جب مرتہن دوم استدعا نفاذ اپنے رہن کی کرتا ہے تو ہمکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ کس طرح حق مرتہن ماقبل کو ذرا بہی نقصان اوس صورت مین پہونچ سکتا ہے کہ عدالت یہ حکم دے کہ راہن کا حق موجودہ واقع جایداد نیلام کیا جائے اسمین شک نہین ہے کہ کوئی حکم صریح باب ۴ - ایکٹ انتقال جایداد مین مشعر انحفاظ حق مرتہن ماقبل کے سوا اوسکے نہین ہے جو دفعات ۹۶ و ۹۷ - ایکٹ مذکور مین مندرج ہونا تصور کیا جاتا ہے با اینہمہ ہمکو یہ معلوم نہین ہوتا کہ کس طرح مرتہن کے حقوق کو کسی طرح کا نقصان اوس صورت مین پہونچ سکتا ہے کہ یہ حکم دیا جاوے کہ حقوق راہن خواہ وہ حقوق کچہہ ہی ہون نیلام کیے جاوین کیونکہ [illegible] نیلام کے مشتری کوئی ایسے اعلی حق حاصل نہین کر سکتا ہے جو راہن کو بر وقت رہن دوم کے حاصل تہا اور جو کچہہ کہ مشتری بذریعہ نیلام کے حاصل کریگا محض حق انفکاک رہن راہن کا ہے۔

مگر ہمارے روبرو اثناے بحث مین ذکر ایک رہن انتفاعی کا دیا گیا تہا اور یہ حجت کیگئی تہی کہ ایسی صورت مین احکام باب ۴ - ایکٹ انتقال جایداد جہانتک کہ وہ متعلق نیلام جایداد غیر منقولہ کے ہین اوس حالت مین کارآمد نہین ہوسکتے کہ جو راے کہ ہم نے ظاہر کی صحیح ہو لیکن ہماری دانست مین اس خیال کی کچہہ وقعت نہین ہے کیونکہ بصورت رہن انتفاعی ماقبل کے مشتری اوس نیلام کو جو حسب درخواست مرتہن دوم کے ہو صرف حق انفکاک رہن انتفاعی کا باوجود باقی ہونے میعاد رہن انتفاعی کے یا بعد گذرنے میعاد مذکور کے جیسا کہ ازروے شرائط باہمی فریقین کے ممکن ہو حاصل ہوگا اور اوسکو یہ اجازت نہوگی کہ قبضہ جایداد مذکور کا برطبق اپنی خریداری کے حاصل کرے تا وقتیکہ رہن انتفاعی ماقبل کا انفکاک نہ کرایا جاوے۔

ایسے مقدمہ مین جس مین مرتہن ماقبل فریق مقدمہ نہ بنایا گیا ہو ہمارے نزدیک یہ ڈگری نہین ہوسکتی ہے کہ وہ جایداد جو بپابندی رہن ماقبل کا ہو نیلام کیجاوے اور مشتری کو حق

راہن (جو بوقت رہن دوم کے تہا) اور حق مرتہن دوم حاصل ہوگا اور وہ بحیثیت مذکور مستحق انفکاک رہن ماقبل کا ہوگا ہمکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ کیون کوئی حکم نیلام ایسی نالش مین صادر نہین کیا جاسکتا جس مین مرتہن ماقبل ایک فریق ہو یعنی یہ کہ حکم جایداد تابع رہن ماقبل کے نیلام کیجاوے -

بملاحظہ قانون مندرجہ مقدمات متعلقہ امر ہذا ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے چند مقدمات ہین جن مین ایسے ہی حالات مین عدالت نے حکم نیلام صادر کیا تہا منجملہ ان مقدمات کے حوالہ مقدمہ وینکٹا چلے کندین بنام رنگیا دین (۱) کا دیا جاسکتا ہے جس مین مسٹر صاحب چیف جسٹس نے یہ فرمایا -

"جب کوئی رہن دوم حق ایک ایسے شخص کے قایم کیا جائے جو مرتہن رہن اول کا نہین ہے تو مرتہن دوم مستحق ہے کہ زر رہن اول کو ادا کرے یا جایداد کو تابع مطالبہ اول کے نیلام کرائے چونکہ یہ اصول ہے کہ حقوق جملہ فریق کے ملحوظ ہین اور چونکہ اسی [illegible] اور استحقاق کا ہوتا ہے جو رہن اول سے پیدا ہوتا ہے لہذا مین نہین سمجہہ سکتا کہ کیون تو خریداری اوس حق کے جو اصل مالک کو باقی رہتا ہے مرتہن اول کے اپنے مطالبہ کو نافذ کرائے اگر مرتہن نے حقوق باقیماندہ مالک کو نہ حاصل کیا ہوتا تو اسمین کچہہ گنجایش بحث کی نہین ہے کہ مرتہن ثانی اس امر کا مستحق ہوتا کہ جایداد کو بحفظ حقوق مطالبہ دار اول کے نیلام کرائے اوسکا استحقاق بوجہ ایسے معاملہ کے تلف نہونا چاہئے کہ جس مین وہ شریک نہ تہا اگر نسبت تحفظ اوسکے استحقاق کے یہ اعتراض کیا جاوے کہ ممکن ہے کہ مرتہن اول بعد کو عدالت سے استدعائے حکم نیلام کرے اور میری دانست مین یہ اعتراض نہین ہو سکتا ہے کیونکہ خریدار بعلت زر رہن دوم رہن اول کا انفکاک کراسکتا ہے اور نیلام کو روک سکتا ہے تو حکم نیلام جایداد کا بغرض ادائے ہر دو رہن کے ہونا چاہئے تہا اور زرثمن دونون دین رہن کے ادامین تقدم کو ملحوظ رکہہ کر صرف کیا جانا چاہئے تہا لیکن میری دانست مین جس طریق سے معاملات کی عمدہ طور پر تکمیل ہوتی اور فریقین کا تحفظ ہوتا تہا کہ نیلام معہ بار مطالبہ اول کے عملمین آتا"

یہی علت ہے مقدمہ گوبند چند بنام کلیانداس (۲) اختیار کیگئی تہی بمقدمہ مذکور کہنا تہ پیرو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۲۴ (۲) ایضا ایضا الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۰۴ -

[illegible] تجویز کی جسمین حاکم اعلیٰ
[illegible] میں یہ تجویز کی کہ مرتہن و م
[illegible] ان حقوق سے جو مرتہن
اول کو [illegible] مقدمہ مذکور [illegible] کی مطابق اسکی
[illegible] نے بمقدمہ [illegible]
[illegible] تجویز کی [illegible]
[illegible] صاحب نے ضلع
[illegible] تمام مطالبات
[illegible] کے
[illegible] حکم نیلام کو
[illegible]
[illegible] فریقین کا [illegible]
[illegible] مذکور نالش انفکاک
[illegible] اسکی نسبت
[illegible] واسطے نیلام کے ہے اور مدعی نے سماعت
اپیل [illegible] یہ بیان [illegible] عدالت نسبت جائداد کے کسی اور طریق پر عمل کرے
[illegible] نیلام کا حکم صحیح ہے [illegible] مدعی اور مسمی ظہور کے نسبت نیلام کے
[illegible] نہیں ہوسکتا ہے کہ مدعی [illegible] انفکاک ظہور کے دعویٰ کا کرے"

بعض مقدمات ہائیکورٹ الہ آباد و ہائیکورٹ بمبئی کا حوالہ دیا گیا یعنی گنگا پرشاد بنام سالک پرشاد (۳) و ہر پرشاد بنام [illegible] (۵) و موجند کو بیر بنام للو نرسکیم (۶) [illegible] بنام گرند سنگہ (۷) جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اصول مخالف پر عمل کیا گیا لیکن بر طبق جانچ واقعات مقدمات مذکور کے یہ معلوم ہوگا کہ مرتہن اول نے بعد

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۶ (۲) ” ” ” مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ (۳) ” ” ” کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۴ و لارپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۷ صفحہ ۲۰۴ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۶۸۲ (۵) ” ” الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۹۶ (۶) ” ” بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۴۰ (۷) ویکلی نوٹس

سنہ ۱۸۹۴ء
کانتی رام
بنام
قطب الدین

راہن دوم کے حق انفکاک راہن کا خرید کیا تھا اور یہ تجویز ہوئی تھی کہ مرتہن دوم یا ازانجا کہ راہن اول کا انفکاک کرائے اور حالات واقعات مین ہم یہ کہنے پر مائل ہین کہ مرتہن دوم مستحق نہین ہے کہ حق راہن کو نیلام کرائے کیونکہ وہ حق اب راہن کو حاصل نہین ہے وہ مرتہن اول کے حق مین منتقل ہو گیا ہے -

[illegible] علاوہ قانون کو [illegible] ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ انتقال جایداد کے مستثنی کرنے [illegible] دفعہ ۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے [illegible] مختلف ڈگریان [illegible] حسب ذیل حکم ہے جب وہ جایداد جو صیغہ اجرای ڈگری سے نیلام ہونے کے [illegible] پاس مرہون ہو یا اوسپر کچھ مواخذہ ہو تو [illegible] کہ [illegible] مرتہن یا مواخذہ دار کے یہ حکم دے کہ جایداد بلا بار [illegible] نیلام کیجائے اور مرتہن یا مواخذہ دار کو نسبت زرثمن نیلام کے وہی استحقاق عطا کرے جو اوسکو جایداد نیلام شدہ کی نسبت حاصل تھا حکم مندرجہ دفعہ ہذا کا منشا ہماری دانست مین مطابق منشاے دفعات ۹۶ و ۹۷ ایکٹ انتقال جایداد کے ہے -

ان وجوہ سے ہماری یہ رائے ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت منسوخ ہو اور نالش مدعیان قائم رہے ہماری رائے مین مدعیان مستحق حکم نیلام جایداد مرہونہ کے تابع مطالبہ دار ما قبل کے ہین اور ہم یہ حکم دیتے ہین کہ معمولی ڈگری رہن مطابق ایکٹ انتقال جایداد کے مرتب کیجائے -

نسبت خرچہ کے ہم کوئی حکم نہین دیتے -

اپیل منظور کیا گیا

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس ہیوبلی صاحب جج و بنرجی صاحب جج

بسونتی ادہیکارنی (سائلہ) بنام بیدو راہم اولیتا (فریق مخالف) †

ازالہ حیثیت عرفی - [illegible] بابت جماعت [illegible]

شریک [illegible] تحریر [illegible]

بسونتی گروہ [illegible] قوم [illegible]

کانون [illegible]

ایک [illegible] قوم کے [illegible]

معاملات [illegible]

بیدو راہم کولیتا [illegible]

بیانات مندرجہ چٹہی متعلق [illegible]

کئے گئے اور یہ مقدمہ [illegible]

تسلیم کیا کہ بسونتی [illegible]

ہے اگر [illegible] معاملات کا [illegible] کہ اوسکی [illegible]

کیا گیا ہے اور بیان [illegible] کیا گیا کہ چٹہی بسونتی سے [illegible]

رہتی بیان کے جاری کی تہی عدالت ماتحت نے تجویز ثبوت جرم [illegible] کیا۔

تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم غلط ہے کیونکہ بہ معاف ظاہر ہے کہ بیانات مندرجہ چٹہی بہ نیک نیتی بغرض انحفاظ تعلقات دنیوی و روحانی اوس جماعت جسکی بسونتی گروتہی کئے گئے تہے اور جہانتک کہ اوسکی مرد [illegible] عمل بیدو رام کولیتا کی زوجہ سے تہی بیانات مذکور از روے اوس اختیار کے جائز تہے جو بسونتی کو بطور مذہبی بزرگ جماعت کے حاصل تہا اور بدینوجہ مقدمہ داخل تہا نوین مستثنی دفعہ ۴۹۹ کے ہوتا ہے۔

اس مقدمہ میں الزام ازالہ حیثیت عرفی لگایا گیا تہا اور اوسکی تجویز روبرو اسسٹنٹ کمشنر گوالپارہ کے ہوئی تہی اور حسب دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات تجویز ثبوت جرم کی گئی

---

† صیغہ نظر ثانی فوجداری نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۹۵ء بہ نارا ضی حکم صادرہ ۲۸ اپریل [illegible] صاحب اسسٹنٹ کمشنر گوالپارہ مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۴ء

اور فتنہ کی سنرا سے جرمانہ دیگئی۔

ملزمہ گروہ اوس قوم کی تہی جس مین مستغیث تہا اور الزام ایک چٹھی یا اجن تہرسے پیدا ہوا تہا جسکی رو سے مستغیث کی زوجہ جات سے خارج کی گئی تہی اور جو اوسکے موضع کے باشندگان کے پاس بہیجی گئی تہی خاص جواب ہی مقدمہ کا یہ تہی کہ بیانات مندرجہ چٹھی مذکور اس سبب سے مستثنا تہی کہ وہ سچ تہے اور بہ نیک نیتی اور واسطے فایدہ عامہ خلایق کے کئے گئے تہے۔

واقعات مقدمہ [illegible] اسسٹنٹ کمشنر [illegible] ہائیکورٹ مین تجویز مندرج ہین۔

تجویز اسسٹنٹ کمشنر حسب ذیل ہے۔

[illegible] مقدمہ مین ملزمہ پر الزام ازالہ حیثیت عرفی کا حسب دفعہ ۴۹۹ لگایا گیا ہے واقعات مقدمہ [illegible] ہین۔

مستغیث ایک شخص [illegible] ہے اور ملزمہ ایک شخص [illegible] ہے کچھ عرصہ ہوا [illegible] ایک چٹھی کہی اور مستغیث کے گانوں کے باشندگان کے پاس [illegible] کہ کوئی شخص [illegible] ساتہ کہانا کہا سکے [illegible] سے خارج کی [illegible] خارج کرنیکی وجہ یہ ہے کہ مستغیث کی زوجہ [illegible] ساتہ [illegible] اس حکم سے مستغیث کی زوجہ اور خود مستغیث جات سے خارج ہوگئے۔

شنیدہ تہر مذکور [illegible] کیا گیا ہے اور جن بیانات مزیل حیثیت عرفی جنکی شکایت ہے مندرج ہین منجانب ملزمہ یہ عذر کیا گیا ہے کہ مستغیث کی نالش مسموعہ ہونی چاہئے نہی کیونکہ بیان مزیل حیثیت عرفی نسبت مذہب کے کیا گیا تہا ہائیکورٹ سے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ جو کہ شوہر نسبت حکم مذکور کے جات سے خارج ہوا ہے لہذا وہ بخوبی دعوی کرسکتا ہے کہ اوسکی حیثیت عرفی کا ازالہ ہوا ہے پس دلیل مذکور ساقط ہوگئی ملزمہ جو تسلیم کرتی ہے کہ اوسنے حکم متعلقہ تحریر کیا بذریعہ اس بیان کے اپنی جواب دہی کرتی ہے کہ بیان مذکور صحیح تہا اور واسطے فایدہ عامہ خلایق کے الزام مذکور مشتہر کیا گیا تہا میرے نزدیک یہ ثابت نہین ہوا ہے اوس امر کو خیال کر کے جو اس قسم کے حکم گروہ کا ہوتا ہے اور کیا وہ کسی شخص کی زندگی کو اگر وہ جات سے خارج ہو جائے خراب کردیتا ہے میرے نزدیک بہت ہی نامناسبت ہے اوس فایدہ کے جو بذریعہ مشتہر کرنے ایسے بیان کے گو وہ سچ ہو ہوگا اور اوس مصیبت کے ہے جو اوس شخص کو ہوگی جو جات سے خارج کیا گیا تا ثیر حکم مذکور کی مقدمہ ہذا مین

سنہ ۱۸۹۴ء
بنام
ام کولیتا

ایک حیرت انگیز مثال ہے یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ مستغیثہ نے کوئی مرد [illegible] سکے یا ہے مگر اس سبب سے کہ اوسکی زوجیت خارج کی گئی ہے وہ بھی خارج کیا گیا ہے [illegible] بیگیا ہے۔ تاہم اسکو بھی اوسی قدر تکلیف اوٹھانی پڑی [illegible] کہ سا توانا۔ مستثنیٰ دفعہ مذکور کا متعلق ہے [illegible] اختلاف [illegible] اختیار رکھتا ہے وس غلب سکے حاصل تہا جسکی تشریح مستثنیٰ [illegible] یا نہین اختلاف ہوسکتا ہے لیکن بہرحال جو بیان اگو [illegible] لحاظ و توجہ کے ساتھ ہونا چاہئے میرے [illegible] مذکور کا حقہ لحاظ و توجہ کے ساتھ دیا ہے [illegible] کی زوجہ اور ایک مرد کو زنا کرنے [illegible] کرنے صحیح حال کی نہین کی [illegible] یہ بھی دلیل کیگئی کہ [illegible] سکے لگا یا گیا تہا مین تجویز [illegible] متعلق نہین ہے۔

"اسقدر بہین مستغیثہ کا نہایت نقصان [illegible] کی حیثیت مین ہون اور جنکو یہ اختیارات ہون کہ [illegible] جلد ممکن ہو [illegible] آگاہ کرنا چاہئے کہ اونکو اپنا غلبہ [illegible] مناسب [illegible] استعمال کرنا [illegible] مین ازالہ حیثیت عرفی ثابت کیسکے اوسکو کوئی چارہ کار نہین ہے اور اوسکی تمام زندگی [illegible] ایک بے پرواہی کے نقطہ کے جو کوئی ایسا شخص سکے جسکو وہ اپنا [illegible] برباد ہوگئی ہے۔
میری رائے مین ملزم مجرم ازالہ حیثیت عرفی کا ہے [illegible] حسب دفعہ مذکور کرتا ہون اور اوسکو بحکم سزا دیتا ہون [illegible] جو مستغیثہ کو بطور معاوضہ کے ادا کئے جاوینگے"۔

چار ملی تجویز مذکور ملزم نے ہائیکورٹ مین درخواست کی خاص وجوہ یہ تہے کہ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ ملزم [illegible] حیثیت عرفی [illegible] نہین کیا گیا تہا اور [illegible] وجوہ یہ تجویز کرنیکے علاوہ تہے [illegible] مذکور مستحق تہا [illegible] عذرات کئے گئے تہے لیکن وہ واسطے غرض رپورٹ ہذا کے اہم نہین ہین علاوہ چار وجہ پر بحث درخواست مذکورہ جانچا گیا

سنہ ۱۸۹۴ء
لبھوتی اپیلانٹ
بنام
بدہ رام کولیتا

واسطے سماعت کے ۵ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کو پیش ہوا۔

بابو بسنت کمار بوس منجانب سائل بتائید حکم اظہار وجہ۔

کوئی شخص واسطے ظاہر کرنے وجہ کے حاضر نہین ہوا۔

تجویز ہائیکورٹ (بیورلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

جو بحث کہ مقدمہ ہذا مین پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ آیا تجویز ثبوت جرم سائلہ لبھوتی اوسکا رانی کی بموجب دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے جائز ہے یا نہین۔

واقعات مقدمہ ہذا مختصراً یہ ہین کہ سائلہ نے جو گرو اوس قوم کی ہے جسمین بدہ رام کولیتا مستغیث داخل ہے مستغیث کے گانون کے باشندگان کے نام ایک چٹھی موسوم اجن تیرا حکم بالی پور ساز یعنی فرقہ مذہبی کا بدین مضمون جاری کیا کہ چونکہ دو اشخاص مسمیان جیرام و نارائن ساکنان موضع مذکور آئے اور اونہون نے سائلہ کو اطلاع کی کہ ایک عورت مسماۃ کوئی باڑی ساکن موضع مذکور ایک مرد قوم جوگی کے ساتھہ پکڑی گئی لہذا چٹھی امتناعی بمضمون کی جاری کیجاتی ہے کہ جب تک مسماۃ کے مقدمہ کا فیصلہ نہو کوئی نائی یا برہمن یا رشتہ دار یا ہم مذہب مسماۃ کے پاس آمد و رفت نہ کرے اور اگر وہ ایسا کرینگے تو وہ مجرم پانچ گناہون اور کرنے انحراف کے اپنے گرو سے ہونگے کچھہ عرصہ بعد جاری ہونے اس چٹھی کے بدہ رام شوہر کوئی باڑی نے بطور احد الاشخاص مظلوم کے سائلہ پر استغاثہ کیا کہ اوسنے بذریعہ مشتہر کرنے چٹھی امتناعی کے اوسکی زوجہ کی بدنامی کی ہے جوابدہی یہ ہوئی کہ بیان مندرجہ چٹھی مذکور استحقاقی ہے کیونکہ وہ سچا ہے اور یہ نیک نیتی واسطے فائدہ عامہ خلایق کے کیا گیا ہے اور مقدمہ داخل ایک استثنا دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات کے ہوتا ہے عدالت ماتحت نے ملزمہ کو بجرم ازالہ حیثیت عرفی کا تجویز کیا اور مسماۃ کی طرف سے یہ حجت کیگئی ہے کہ تجویز ثبوت جرم غلط ہے۔

خاص وجہ جسپر نسبت صحت تجویز ثبوت جرم کے ہمارے روبرو اعتراض کیا گیا ہے یہ ہے کہ بیان مشعر ازالہ حیثیت عرفی منظہرہ استحقاقی ہے اور بیان مذکور داخل کسی نہ کسی اخیر چار مستثنیات متعلقہ دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات کے ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک حجت مذکور بخوبی مستحکم ہے خود مستغیثہ نے تسلیم کیا ہے کہ ملزمہ کو کوئی عداوت اوس سے یا اوسکی زوجہ سے نہین تھی اور یہ مستور ہے کہ گرو تصفیہ ایسے معاملات کا کہ جیسے اوسکی زوجہ کے متعلق پیدا ہوئے ہین کیا کرتا ہے شہادت جیرام اور نارائن سے جسکا ذکر بطور مخبرون کے چٹھی امتناعی مین

سنہ ۱۸۹۴ء
ستی اد یسکاری بنام رام کولین

کیا گیا ہے جو بیان کرتے ہین کہ وہ گواہ چشم دید بد چلنی ستغیث کی زوجہ کے ہین ثابت ہوتا ہے کہ
ملزمہ نے حکم امتناعی بعد کرنے تحقیقات لنسبت رستی انہام کے جاری کیا تہا اور ڈپٹی
اسسٹنٹ کمشنر نے اپنے جواب مین یہ تحریر کیا ہے نوعیت تحقیقات کی عدالت موصوف کے روبرو
پہلے ہی قابل اطمینان ثابت ہو چکی ہے اور اپنی تجویز کے صادر کرنے مین ہم نے اوس کیفیت تحقیقات
مذکور کو پذیرا کیا ہے جو گواہ ملزمہ نے بیان کی تہا لہذا ہمارا بخوبی اطمینان ہے کہ بیان مندرجہ چٹہی مجریہ
ملزمہ به نیک نیتی واسطے حفاظت فواید دنیوی و روحانی اوس جماعت کے کیا گیا تہا جسکی ملزمہ رکن
تہی اور جہانتک کہ اوس سے مراد سرزنش لنسبت طریق عمل ستغیث کی زوجہ کے تہی بیان مذکور راز مد
اوس اختیار کے جایز تہا جو ملزمہ کو بطور مذہبی بزرگ جماعت کے حاصل تہا لہذا ہماری دانست مین
مقدمہ داخل نوین اور نیز داخل سانوین مستثنیٰ دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوتا ہے یہ راے
بالکل مطابق فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام کاشی ناتھ بہاجی گجول (۱) اور نیز راے
ٹرنر صاحب چیف جسٹس و متوسامی ائر صاحب جسٹس بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام سنکر (۲) اسکے ہے سمقدمہ
آخر الذکر مین حکام تعلیم نے یہ تجویز کی تہی کہ بیانات مثل انہین بیانات کے جو اوسمقدمہ مین کئے
گئے ہین جواب ہمارے روبرو پیش ہے استحقاقی ہین گو حکام ممدوح نے یہ تجویز کی کہ ملزم مجرم ازالہ
حیثیت عرفی کی بوجہ اوس طریقہ بے تمیزی کے ہوئی کہ جس طریقہ سے بیان مذکور و مشتہر کیا۔

اون وجوہ سے جو اوپر تحریر کئے گئے ہین ہماری نزدیک ملزمہ کی نسبت بیجا تجویز ثبوت جرم
ہوئی ہے لہذا ہم تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو منسوخ کرتے ہین اور یہ حکم دیتے ہین کہ جرمانہ اگر
کیا گیا ہو ملزمہ کو واپس دیا جائے۔

تجویز ثبوت جرم منسوخ کی گئی

۱۸۹۴ء
۱۵ مئی

استصواب صیغہ فوجداری

باجلاس بیورلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جگت چندر مالی دیگر کس دیگر (ملزمان) †

وعدہ معافی سزا- واپس لے لینا اوسکا- شرطیہ وعدہ معافی سزا کا قیدی لسے - اختیار
عدالت سشن بابت تجویز ایسے شخص کے جو سپرد نہین کیا گیا - گواہ شاہی کی شہادت - مجموعہ ضابطہ
فوجداری دفعات ۱۶۴ و ۳۳۷ و ۳۳۹ و ۳۳۰ و ۳۴۷- ایکٹ شہادت دفعات ۲۴ و ۳۰-
رو اشخاص جگت چند معاوضت نار ابر الزام قتل عمداً .... کے شوہر کا لایا گیا اور اثنا ے

---

† استصواب صیغہ فوجداری نمبر ۱۲۹۸ سنہ ۱۸۹۴ء متعلقہ اپیل فوجداری نمبر ۲۰۱ سنہ ۱۸۹۴ء جو اسیج کاکس صاحب سشن جج
.... ۵ جون سنہ ۱۸۹۴ء کو کیا

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ فوجداری جلد بیسم ۱۶۸ (۲) .... مدراس جلد ششم ۳۸۱-

سنہ ۹۴ء
بسو تی دہیکا ... بنام ... بعد سام کو لیتا ... دہا

تفتیش پولیس مین کہ بیانات پولیس کے روبرو کیے گئے بعد ازان ملکو پولیس نے ایک ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس واسطے تصدیقات کے بہیجا جگت چند نے تین بیانات ۲۸ فروری و یکم مارچ و دو مارچ سنہ ۱۸۹۴ء کو کیے جنمین سے دو تو اقبالات تھے اور تیسرا انحراف اقبالات مذکورہ تہا اودے تارا نے بہی دو بیانات ۲ و ۵ مارچ کو کیے جن مین سے اول ایک اقبال تہا اور دوسرا اوس سے انحراف تہا ۲۴ - اپریل کو اودے تارا سے وعدہ معافی سزا کا کیا گیا اور اوسکے بعد سے بطور ایک گواہ شاہی کے تصور کی گئی کہ جس حیثیت سے ادس نے شہادت خلاف جگت چند کے دی بعد ازان جگت چند عدالت سشن مین واسطے تجویز کے سپرد کیا گیا اودے تارا بطور ایک گواہ کے بہیجی گئی عدالت سشن مین اودے تارا اپنے بیان سے جو روبرو مجسٹریٹ کے کیا منحرف ہوئی اور اوسوقت اور اوس جگہ بطور شخص ملزم کے گرفتار کی گئی اور اوسکی تجویز دوسرے ملزم کے ساتہ شروع ہوئے اور اظہار مسبوق الذکر بطور شہادت کے شامل کیا گیا دونون ملزمان کی نسبت تجویز ثبوت جرم محض بربنائے اونکے اقبالات کے جگت چند کی بابت بجرم قتل عمد اور اودے تارا کی بابت بجرم اعانت قتل کے عمل مین آئی۔

تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم اودے تارا کی ناقص ہے کیونکہ عدالت سشن کو کوئی اختیار کرنے تجویز کا نسبت سماۃ کے اس سبب سے نہین تہا کہ اوسکو عدالت موصوف مین کسی مجسٹریٹ مجاز نے سپرد نہین کیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم نسبت جگت چند کے بہی ناقص تہی۔

(۱) اس سبب سے کہ اودے تارا کا بیان روبرو پولیس کے شہادت کے قابل پذیرائی نہین تہا۔

(۲) اس سبب سے کہ سماۃ کے بیانات ۲ و ۵ مارچ کو نظر بحالات شہادت مین قابل مقبولی نہ تہے کیونکہ سماۃ کی نسبت تجویز جائز طور پر شمول اوسکے بابت ایک ہی جرم کے ہونیوالی تہی۔

(۳) سماۃ کا اظہار ۲۴ - اپریل کا شہادت مین اس سبب سے قابل پذیرائی نہ تہا کہ قطع نظر اور وجوہ کے جگت چند کو موقع سماۃ سے سوالات جرح کرنے کا نہ تہا۔

(۴) اس سبب سے کہ جگت چند کا اقبال بہ نظر حالات برضا و رغبت و از خود اقبال جرم نہ تہا بلحاظ کل مقدمہ کے **تجویز ہوئی** کہ قطع نظر بیانات و اقبالات مسبوق الذکر کے شہادت کافی واسطے جواز تجویز ثبوت جرم کے نہین ہے - ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ہام تنو[1] کی توضیح کی گئی۔

یہ ایک ایسا مقدمہ تہا جسمین دو اشخاص مسمیان جگت چند مالی اور اودے تارا کی نسبت ایک تجویز

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۳۵۲ -

سنہ ۱۸۹۴ع
بیوہنی ادہکاری
مہام
ماسم کولیتا

مین جو روبرو سشن جج پٹرہ کے بامداد اسیسران بابت قتل عمد ایک شخص مسمی برندابن مالی شوہر ملزم دوم کے ہوئی تجویز ثبوت جرم عمل مین آئی اور شخص اول الذکر کی نسبت حکم سزائے موت اور شخص آخر الذکر کی نسبت حکم سزائے حبس دوام کا صادر ہوا۔

مقدمہ ہائیکورٹ مین واسطے منظوری سزائے موت کے ارسال کیا گیا اور دونون ملزمان نے اپیل کیا۔

واقعات مقدمہ جہانتک کہ اونکا بیان کرنا بغرض رپورٹ ہذا کے ضروری ہے حسب ذیل ہین۔

معلوم ہوتا ہے کہ برندابن متوفی کا بیاہ اودے تارا سے دس بارہ برس ہوئے ہوا تھا اور وے عرصہ تخمیناً دو برس تک قبل وفات شخص اول الذکر کے شرت چند سالی کی باڑی واقع کندی پور ضلع پٹبرہ مین رہا کیا۔ یہ شرت چند اودے تارا کا بہائی تہا جگت چند سالی ملزم اول ایک بہتیجہ شرت چند اودے تارا کا تہا معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی کوئی معین جائے سکونت نہ تہی بلکہ بعض اوقات کندی پور مین شرت کی باڑی مین اور بعض اوقات کرلولا واہر گنج مین رہتا تہا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودے تارا سے بہت چہوٹا تہا اور یہ بیان کیا گیا تہا اور وہ ایک جزو بیان ثبوت تہا کہ مابین اوسکے اور اودے تارا کے چندسال سے آشنائی تہی اور مسماۃ اور اوسکے شوہر برندابن کے باہم بہت موافقت نہین تہی اور باہم اونکے نزاعات اکثر رہا کرتے تہے۔

۲۶ فروری سنہ ۱۸۹۴ع کی شب کو برندابن قتل کیا گیا اوسکی لاش بانس کے درختون مین جو اوس مکان سے بہت دور نہ تہے جسمین وہ اور اوسکی زوجہ اوسوقت مین شرت چندر کے ساتہہ رہتے تہے اور اون سب کے پاس ایک کمرہ تہا پڑی ہوئی ملی نوعیت ضربون سے صاف ظاہر ہوتا تہا کہ وہ ایسی ضربون سے ہلاک کیا گیا تہا جو لاٹھی یا کسی اور قسم کے آلہ حرب سے پہونچائی گئی نہین جسوقت کہ لاش پائی گئی تہی جان نکل نہین گئی تہی اور شہادت بہ ثبوت اس امر کے تہی کہ اوسکے کراہنے کی آواز بانگلے مین سے کچہہ آواز نکلتی تہی جہانتک کہ شہادت قطع نظر اون بیانات کے ہے جو دو ملزمان نے کئے اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شرت کی توجہ اوس آواز کی طرف جو باڑی کے باہر سے آتی تہی رات کو قریب ساڑہے بارہ بجے کے اودے تارا نے جسنے اوسکو جگایا تہا مائل کی شرت و برندابن و اودے تارا اور دو لیبران برندابن کے یہ سب ظاہرا اوس رات کو ایک ہی کمرے مین سوتے تہے جاگنے پر شرت نے دیکہا کہ برندابن کمرہ مین نہین ہے اور آواز سنکر ایک چراغ لایا اور اوس جگہہ کو جہان سے آواز آتی تہی چلا مگر اوسوقت اودے تارا نے اوس سے کہا کہ اکیلا مت جا چنانچہ اوس نے ایک ہمسایہ

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام جگت چندر مالی

مسمی جگن ناتہہ کو بلایا اور تب وہ تینون بانس کے درختون کے پاس گئے جہان اونکو معلوم ہوا کہ برندابن ٹہا ہے اور کراہ رہا ہے مضروبہ حامل ہوگئی اور جب اوسے تارا سے سوال کیا گیا تب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوسنے یہ کہا تہا کہ وہ نہین جانتی کہ کس طرح یہ واقع ہوا ہے لیکن اوسکا باپ بحالت دورہ مرض مین وہان گر پڑا تہا اور شاید شیطان نے برندابن پر بہی حملہ کیا اور اوسکو مار ڈالا ہے بعد ازان برندابن کو مکان مین لے گئے اور معلوم ہوتا ہے کہ تہوڑی دیر بعد وہ مرگیا پولیس مین اطلاع اوس رات نہین کیگئی لیکن صبح کو ظاہراً قریب آٹہہ بجے کے شریف تہانہ مین گیا اور اس بیان سے اطلاع کی کہ شیطان نے برندابن کو مار ڈالا ہے یہ خبر گو ظاہرا ضابطہ طور پر پولیس نے درج کر لی لیکن اوسکو پولیس نے درج کر لی لیکن اوسکو پولیس نے اول خبر تصور نہین کیا بلکہ اوسکو چہپایا اور بوقت تجویز پیش نہین کیا۔

اس خبر کے آنے پر ایک سب انسپکٹر پولیس اور ایک کانسٹبل موقع واردات پر بغرض تحقیقات معاملہ کے گئے اور اوسوقت بعض بیانات قلمبند کئے منجملہ اونکے ایک وہ بیان تہا جو اوسنے تارا نے کیا اور جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ½ ۹ بجے صبح کے ۷ جنوری روز شنبہ کو کیا گیا اور جسکو پولیس نے اور تمام کارروائی مابعد مین خبر اول تصور کیا ہے اوس بیان مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوسے تارا نے تسلیم کیا کہ باہم اوسکے اور جگت چندر کے آشنائی تہی اور اوسنے یہ بہی کہا کہ برندابن اس امر سے آگاہ تہا یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ مسماۃ نے یہ بہی بیان کیا کہ جگت چندر باڑی مین پہلے اتوار کو آیا تہا اور وہ رام رتن مالی ایک قریب ہمسایہ کے مکان مین اوس رات کو سویا تہا اور اوس رات کو دس بجے مسماۃ اوس سے قریب ایک تالاب کے جو اوسکی باڑی کے شرق جانب ہے ملی تہی جب مسمی مذکور نے یہ دہمکی دی تہی کہ برندابن کو مار ڈالونگا اور اوسکو بہی اگر وہ اوسکا ذکر کریگی کاٹ ڈالونگا اور اوسنے یہ بات اپنے شوہر سے کہدی تہی اور جگت پہلے دن پہر رہا تہا اور رات کو آٹہہ بجے چلا گیا بعد ازان بیان حسب ذیل تہا۔

"کل رات کو مین و میرا بہائی لٹہرت چندر مالی و میرے دو پسران نابالغ اور میرا شوہر اپنے جنوبی مکان مین کہانا کہانے پر سوئے قریب گیارہ بجے رات کے جگت چندر مالی ہماری باڑی مین آیا اور ہمارے سونے کے مکان کے غرب مین دروازہ کے پیچہے سے اوس نے پکارا "سیشرما" اوٹہو دیکہو اوسکی شوہر نے کہا مین نہین جا سکتی اوسوقت میرا شوہر اوسکی تلاش مین باہر گیا لیکن اوسکو نہ دیکہکر وہ مکان مین پہر چلا آیا تہوڑی دیر بعد وہ واسطے رفع حاجت کے باہر گیا تہوڑی دیر بعد مین نے اپنے شوہر کے چیخنے کی آواز

سنہ ۱۸۹۴ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام بابت چندا مالی

تالاب کی طرف سُنتی اور بعد ازان مین مکان کے باہر نکلی اور دیکھا کہ جگت چندر نے میرے شوہر کو بانس کے درختون مین گرا دیا اور بعد ازان شمال کی طرف بہاگ گیا اوسکے ہاتھہ مین ایک موٹی لاٹھی تہی۔

چونکہ چاندنی رات تہی مین اوسکو بخوبی پہچان سکتی اور دیکھہ سکتی تہی مین خیال کرتی ہون کہ میرے شوہر کو بانس کے درختون مین اس لیے پہینکا تہا کہ لوگ یقین کر لین کہ اوسکو شیطان نے ہلاک کیا ہے یہ دیکھکر مین ڈر سے چلائی اور میرا بہائی شرت مالی مکان سے نکل آیا اور تیمبر مالی اور جگبن تانہہ مالی کو بلایا اور میرے شوہر کو گہر مین لایا وہ اوسوقت صرف کراہ سکتا تہا لیکن بول نہین سکتا تہا اوسکے بعد وہ مر گیا مین نے بسبب خوف کے کوئی بات بابت واردات کے ظاہر نہین کی مین یہ بیانات بدین استدعا کرتی ہون کہ نسبت جگت چندر مالی کے تحقیقات کیجائے۔

معلوم ہوا کہ ملزم جگت چندر مالی چہار شنبہ آیندہ یعنی ۲۸ فروری کو ایک شخص مسمی رام کمار مالی کے مکان واقع کرنولا سے گرفتار کیا گیا اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ بفاصلہ قریب ڈیرہ پہر کے راستہ کے کندی پور ہے اور اُس رات کو گیارہ بجے اوسکو روبرو بابو ہرندر لال کسنا گری ڈپٹی مجسٹریٹ کے اس غرض سے لیگئے کہ وہ بیان جو اوسنے کیا اور جو اقبال موسوم کیا گیا قلمبند کیا جائے وہ بیان جو نامبردہ نے اوسوقت کیا۔ ذیل تہا۔

"جمعہ گزشتہ کو بارہ بجے مین شرت کی باڑی مین آیا اوس سے پہلے مین اپنے برادر ہمزاد رام کمار مالی ساکن موضع کرنولا کے مکان مین رہتا تہا بندرابن شرت کے مکان مین رہتا تہا مین شرت کی باڑی مین جمعہ کو پہر اتوار کو رہا اس عرصہ مین بندرابن کی زوجہ ودے تارا نے مجھسے کہا کہ بندرابن کو مار ڈالو اور مجھکو اپنے ساتھہ لے چلو دو برس سے میری آشنائی ودے تارا سے تہی چونکہ وہ مجھہ سے بہی ہوئی تہی لہذا بندرابن اوسپر نگرانی کرتا تہا اس سبب سے اودے تارا نے مجھسے کہا تہا کہ بندرابن کو مار ڈالو اودے تارا مجھسے ایسا کرنے کو دو برس سے کہہ رہی تہی سوموار کو بہی بارہ بجے اوسنے مجھسے کہا کہ بہتر ہے کہ بندرابن کو مار ڈالو اگر تم ایسا نکروگے تو مین خودکشی کر لونگی یا بندرابن کو مار ڈالونگی اور اگر تم چاہو تو دیکھہ لو۔ تن مالی کے گہر دوپہر کا کہانا کہانے کے بعد مین کلیا دوری کو گیا کلیا دوری سے مین شام کو شرت کے مکان پر آیا میرے دل مین شبہہ تہا کہ اودے تارا یا تو خودکشی کر لیگی یا بندرابن کو مار ڈالے گی پہلے دو موقعون پر اودے تارا چاہتی تہی کہ پہانسی گلے مین رسی سے لگا لے مین اوسکو روکا بعد شرت کے مکان مین آنے کے مین اوسکے مکان کے شرقی چبوترہ پر بیٹہا مین وہان چراغ جلنے کے بعد آیا تہا اوس رات کو شرت ملانی صاحب کے گہر سے نو بجے واپس آیا تہا بعد رات کا کہانا کہانے کے شرت اور بندرابن بغرض سونے کے لیٹ رہے بندرابن کی زوجہ گیارہ بجے رات تک چراغ جلائے بیٹہی رہی ایک بجے رات کو بندرابن نے شرت کو پکارا اور پیشاب کرنے باہر گیا

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
جگت چند مالی وغیرہ
بندرا

بندرابن پیشاب کرنیکے مکان مین آیا اسکے تہوڑی دیر بعد اودے تارانے پہر بندرابن سے کہاکہ باہر جاؤ بغرض پیشاب کرنیکے باہر جانیکے لیئے بندرابن کی زوجہ نے بندرابن کو پکارا بعد پکارنے کے بندرابن باہر جانیکے لئے اوٹہا میں اور دتا گوکن کے بانس کے درختون کے نیچے جاکر کہڑا ہوا بندرابن اور اودے تارا مکان سے باہر نکلے اور دونون ایک جگہ پر شرت کی بہن صحن کی پشت پر بیٹہے بندرابن کی زوجہ شمال کی طرف گئی بعد ہان پیشاب کرنیکے وہ پہر بندرابن کے قریب بیٹہ گئی بعد ازان ان دونون نے ایک دوسرے سے بات چیت کی اسوقت شرت پیچہے سے آیا اور بندرابن کے کندہے پر ایک لاٹہی ماری بندرابن وہ ضرب کہاکے چیخ اوٹہا اوسوقت اودے تارانے اوسکا مونہہ اپنے ہاتہون سے بند کیا بعد ازان شرت نے جو اوسکا چہرہ کپڑے سے ڈہک لیا اسکے بعد شرت اور اودے تارا بندرابن کو کہینچکر تالاب کی طرف لے گئے تالابکا پانی خشک ہوگیا تہا بندرابن کو تالاب کے گہاٹ کے نیچے پہینک دیا بعد ازان شرت نے بندرابن کے سر پر پہر لاٹہی مارنی شروع کی مین نے یہ سب بانس کے درختون مین سے دیکہا بندرابن کا سر پہوٹ گیا اور اوسمین سے خون نکلا اوسکے بعد بندرابن کو بانس کے درختون مین لے گئے وہ مجہکو نہین دیکہہ سکے بعد ازان شرت اور اودے تارا گہاٹ پر واپس گئے وہان شرت کی بہن اودے تارانے سوکہی ہوئی جگہ پر پانی ڈالا شرت نے اپنے ہاتہون سے اوس جگہ کا خون رگڑنا شروع کیا شرت نے اپنی لاٹہی پانی پر ڈالدی اوسکے بعد شرت اور اودے تارا اپنے مکان میں واپس گئے اوسی رات کو مین کرتوالا گوا یا جو اندر تہانہ بورکا شہ کے ہے شرت اور اودے تارانے مجہکو نہین دیکہا مین نے اس واردات کا حال کسی شخص سے نہین کہا سوموار کے روز دن مین اودے تارانے مجہسے کہاکہ میرے گہر مین واپس چل آ۔

یکم مارچ کو جگت چند مالی نے ایک اور بیان روبرو ایک ڈپٹی مجسٹریٹ بابو لتبیشر بہٹاچارجی کے کیا جسمین وسنے خود اپنے اوپر اور اودے تارا پر الزام قتل عمد کا لگایا بیان مذکور کی نقل حسب ذیل ہے

سوال - تمنے کیا کیا۔

جواب - مینے بندرابن کی زوجہ کے ساتہ جماع کیا نو برس ہوئے کہ میری اوس سے آشنائی ہے دو برس سے بندرابن کی زوجہ مجہسے کہہ رہی تہی کہ بندرابن کو ہلاک کرا دو مجہکو پہل بندرابن خرچ میرے کہانے کا یا کپڑے وغیرہ کا نہین دیتا ہے مین اوسکی زوجہ کو دہتکارتا ہون مسماۃ نے مجہسے کہا کہ نامبردہ کو ہلاک کرا دو کیا کہ اگر تم یہ نہین کروگے تو مین خودکشی کرونگی یا اوسکو ہلاک کرونگی نسبت اسکے کہ مین نے بندرابن کو ہلاک نہین کیا اوسکی زوجہ چند دفعہ تون کو گئی کہ اپنے آپکو درخت مین لٹکا کر پہانسی دے یہ دیکہکر مین اوسکو واپس لایا دس بارہ روز ہوئے مین موہی پال کو گیا تہا مین گذشتہ جمعہ کو دوپہر کیوقت واپس آیا پہر بندرابن کی زوجہ نے

سنہ ۱۸۹۴ء
ملکہ قیصرہ ہند
بنام
... ت چند مالی

مجہسے اوسکے ہلاک کرنے کو کہا لیکن اوسوقت بہی مین نے ایسا نہین کیا جمو سنیچر اور اتوار گذر گئے اور بدہوار کی دوپہر کو اوسنے کہا اگر تم اوسکو ہلاک نہین کروگے مین اپنے آپکو ہلاک کرونگی اوسوقت بہی مینے اوسکو روکا لیکن اوسنے اوسکا خیال نہین کیا اوسنے ایک طانسل دس روز دوپہر کو دیا اسنے مجہسے کہا کہ اوسمین سے ایک لاٹہی نکال لو اور نابہردہ کو ہلاک کرو قریب گیارہ ساڑہے گیارہ بجے رات کے برندابن کی زوجہ نے برندابن کو پکارا اور اوسکو تالاب کے کنارہ لیگئی وہ دونون ایک ہی جگہہ بیٹہے مین تالاب کے کنارے تہوڑے فاصلہ پر تہا برندابن کی زوجہ نے اپنے ہاتہہ اپنے سر پر رکہکر مجہکو اشارہ کیا کہ برندابن کو مارو لیکن اوسوقت بہی مین نے بذریعہ سماۃ کو اشارہ کرنیکے ایسا کرنیسے انکار کیا اوسکے بعد سماۃ نے اپنے ہاتہون سے اوسکے مارنے کے لئے مجہسے اشارہ کیا اس تکلیف کو گوارا نہ کرکے مین نے اوسکے کنپٹی پر لاٹہی ماری جب برندابن چیخ اوٹہا اور اوسکی زوجہ نے اپنے ہاتہہ اوسکے منہہ پر رکہے اور اوسکو گرادیا اور وہ سر چڑہ بیٹہی اور پہر مجہسے کہا کہ اوسکے سر پر مارو اوسنے تین مرتبہ مجہہ کو پکارا اوسوقت بہی مین نہین بولا اوسنے پہر مجہہ سے مارنے کو کہا تب مین اوسکے سر پر مارا تب وہ مرگیا برندابن کی زوجہ نے کہا کہ اوسکو یہان نہین چہوڑنا چاہئے اوسکو بانس کے درختون مین لیجانا چاہئے اور اوس تنگ جگہہ مین رکہنا چاہئے جہان بانسون کے ہین تاکہ لوگ جانین کہ اوسکو کسی بہوت نے ہلاک کیا ہے جیسے میرے باپ کو کسی بہوت نے ہلاک کیا تہا مین نے کہا کہ مین اکیلا اوسکو وہان نہین لیجاسکونگا ہم دونون نے اوسے اوٹہایا اور بانس کے درختون مین لیگئے اور اوسکو ایک جگہہ مین جو بانسون کے درمیان تہی رکہدیا رات مین برندابن کی زوجہ نے وہ خون دہو ڈالا جو گہاس پر گرا تہا وہ خون بہی دہو ڈالا جو سماۃ کے کپڑون پر تہا وہ کپڑا زرد رنگ کا تہا اوسکے بعد اوسنے مجہسے کہا کہ اس جگہ سے رات کو چلے جاؤ مین نے کہا مین رات کو کہان جاؤنگا سماۃ نے کہا کسی نہ کسی طرح تمکو اسی رات چلے جانا چاہئے اوسکے بعد مین اوس رات کو چلا آیا۔

سوال - وہ لاٹہی کہان ہے۔

جواب میننے اوسکو قریب مکانات مسلمانون کے جو غرب مین اوس سڑک کے ہین جو غرب مین پورانے ڈاکٹر خانہ کے ہے اور جو جانب جنوب جاتی ہے پہینک دیا۔

سوال - کیا تمنے یہ بیانات برضا و رغبت کئے یا تمنے بسبب خوف یا ترغیب کسی شخص کے کئے۔

جواب مین نے یہ بیانات برضا و رغبت کئے میننے اصل واقعات بیان کئے کیا ضرورت ہے کہ جہوٹے بیانات عدالت انصاف مین کئے جائین۔

بعد قلمبند ہونے اس بیان کے اوسپر تارا پر بہی الزام قتل عمد کا لگایا گیا اور معاملہ سپرد کیا گیا

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند بنام جگت چند نام بندربا

اوسکا یہ بیان روبرو بابو شنیشر بہٹاچارجی ڈپٹی مجسٹریٹ کے ہوا بیان مذکور حسب ذیل تہا۔

سوال۔ تم بابت ہلاکت برنداین کے کیا جانتی ہو۔

جواب۔ گذشتہ سوموار کی رات کو جگت چندر نے برنداین کو ہلاک کیا اوسکے کہنے سے مین نے برنداین کے دونو ہاتہ پکڑ لئے تہے۔

سوال۔ تمنے کیون ہلاک کیا اور تم نے کس طرح پر ہلاک کیا۔

جواب۔ قریب ایک مہینے کے ہوا کہ مابین میرے شوہر برنداین اور جگت چندر کے جہگڑا ہوا تہا جگت چندر نے مجہسے کہا تہا "کسی نہ کسی طرح پر مین تیرے شوہر کو ہلاک کرونگا" تو اسکی شام کو جگت چندر نے مجہسے کہا "سوموار کی رات کو تم اوسکو تالاب کے کنارہ پر کسی بہانہ سے لے آنا تم اوسکے چہرہ کو کپڑے سے ڈہککر اوسے پکڑ لینا اور اوسوقت مین اوسکو مارونگا اگر تم ایسا نکروگی تو مین تمہاری کہوپڑی پر مارونگا" اوسنے مجہے دہمکایا اور مین نے اوسکی تجویز کو منظور کیا سوموار کی رات کو جگت چندر نے مجہسے کہا "تالاب کے کنارہ [illegible] رفع حاجت کیلئے آنا" بارہ بجے رات کے مین اوسکو کنارہ تالاب پر لے گئی اور مینے رفع حاجت کی بعد تالاب کے پانی مین جانے کے مین اوس سے کہا کہ آگے بڑہو مجکو ڈر لگتا ہے میرا شوہر آگے بڑہا اور زمین پر بیٹہہ گیا جگت چندر نے اوسکے کندہے پر ضرب لگائی اور اوسے اس طرح نیچے گرا دیا کہ اوسکا چہرہ اوپر تہا اور کہا کہ "اوسکو پکڑ لے" "اوسکو پکڑ لے" اوس نے مجہے کہا کہ اوسکا چہرہ پکڑ لے مین نے کہا مین اوسکا چہرہ نہین پکڑ سکتی مینے اپنے شوہر کے دونون ہاتہہ پکڑ لئے بعد اوسکے جگت نے تین ضربین اوسکے کندہے سر اور چہرہ پر مارین بعد اوسکے اوس نے مجہسے کہا کہ گہر چلی جا اور دیکہہ کہ میرا بہائی جاگتا ہے کہ نہین مین گئی اور دیکہا کہ میرا بہائی نہین جاگتا ہے اپنے واپس آنے پر مینے دیکہا کہ میرے شوہر کو اپنی گودی مین اوٹہائے ہوئے بانس کے درختون کیطرف جاتا ہے مین نے کہا تم اوسکو بانس کے درختون مین کیون لئے جاتے ہو اوسنے کہا اگر اوسکو بانس کے درختون مین لیجاؤنگا تو لوگ خیال کرینگے کہ اوسکو بہوت نے ہلاک کیا ہے اوسنے مجہسے کہا کہ اسکی ٹانگین پکڑ لے مین نے کہا کہ مین اوسکی ٹانگین نہین پکڑ سکتی اوسکے بعد مین نے اوسکا سر پکڑ لیا اوسکو بانس کے درختون مین رکہکر جگت اور مین تالاب پر آئے اور اپنے ہاتہہ دہوئے جگت نے لاٹہی زمین پر رکہدی مین چاہتی تہی کہ لاٹہی پانی مین پہینکدیجائے اوسنے کہا کہ لاٹہی کو پانی مین مت پہینکو اگر تم پہینکوگی تو باعث بربادی ہوگا تم میری لاٹہی مجہے دیدو اوسکے بعد جب ہمنے اپنے ہاتہہ اور پیر دہولئے اوسنے کہا جاؤ اور مکان مین سو رہو مجہے اپنے رستہ چلنے دو اوسنے مجہے اپنے بہائی کے پکارنے سے روکا جگت چندر اپنے دروازہ پر کہڑا تہا بعد مکان مین جانیکے مین نے حقہ پیا اور سو رہی بعد جگت کے باڑی سے چلے جانیکے

مارچ ۱۸۹۹ء
بلکہ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
جگت چند مالی

میں نے اپنے بہائی کو پوکارا اوسنے جواب دیا اور کہا تو نے مجھے کیوں پکارا میں نے کہا کیا صبح ہوگیا ہے پوڑا (یعنی ہوئے چاول) طیار کرنیکا ذکر تہا اوسنے کہا کہ ابہی رات باقی ہے میں نے کہا کہ دیکہو لاب کی طرف ہو ہو کی آواز کون کرتا ہے میرے بہائی نے اپنے کان لگا کر آواز کو سنا اور بعد ازان اپنے ہاتہ بچہونے پر پہیلائے اور کہا کہ بزدل میں یہان نہین ہے اوسنے مجہسے کہا کہ چراغ جلاؤ مین نے ایک چراغ جلایا اوسکے بعد میرے بہائی نے باہر جانا چاہا مین اوسے یہ کہکر روکا کہ اگر تم اکیلے جاؤگے تو تم ڈر جاؤگے۔ اب اوسنے جگن ناتہہ اور تہمبر کو جنکے دروازے ہمارے دروازہ کے متصل تہے پکارا وہ تینون گئے مین بہی وہان ... اپنے ہاتہہ مین چراغ لیکر باہر گئی بانس کے درختون کیپاس وہ تینون میرے شوہر کو [illegible] میرے باپ کو وہان ہلاک کیا ہے یہہ ہی وہ [illegible] ہلاک کیا گیا ہے [illegible] وہ مرگیا۔

سوال۔ اوس جہگڑے کا [illegible]

جواب۔ جگت چند [illegible]

سوال۔ جگت چند [illegible] ہلاک کیا۔

جواب۔ مین جگت چند [illegible] اوس کو جگت چند نے آشنائی تہی۔

سوال۔ تو نے یہ بات سوقت کیون نہین کہی جب [illegible] پہلے میرے روبرو اظہار دیا تہا۔

جواب۔ جب تک مین نے نہین کہا اوس کے سبب مجہسے اوپر ڈالا تہا لہذا مین نے کہدیا۔

سوال۔ تمکو کس طرح معلوم ہوا کہ سب الزام [illegible] اوپر ڈالا تہا۔

جواب۔ اوسوقت اوسنے جیلخانہ مین کورٹ بابو سے کہا تہا کہ [illegible] اوسکو [illegible] آخر کو اوسنے اپنا بیان بدلا اور کہا عشرت کو کچہہ معلوم نہین ہے اوسنے اور مین نے اوسے ہلاک کیا ہے۔

سوال۔ جو بیان کہ تمنے پیشتر کیا وہ صحیح ہے یا وہ بیان جو تمنے اب کیا ہے صحیح ہے۔

جواب۔ جو بیان کہ مین اب کہا ہے صحیح ہے۔

سوال۔ کیا کسی نے تمکو ایسا بیان کرنے کے لئے ڈرایا یا تہپرترغیب دلیا ہے۔

جواب۔ نہین۔

سوال۔ کیا کورٹ بابو یا انسپکٹر بابو جیلخانہ گیا تہا۔

جواب۔ کورٹ بابو اور انسپکٹر بابو دونون جیلخانہ گئے تہے۔

۹۔ مارچ کو جگت چند اور اودے تارا دونون نے اپنے اقبالات سے روبرو اوسی ڈپٹی مجسٹریٹ کے انکار کیا وہ بیانات جو اونہون نے لبعد ازان کئے حسب ذیل ہین۔

سنہ ۱۹۰۴ء ۵۹

کلکتہ

سرکار بنام جگت چند

سرکار معظمہ قیصر ہند بنام جگت چند

۲۲

سوال - آیا جو بیانات کہ تمنے میرے روبرو اسکے پیشتر کئے سچ ہین یا تم کچھہ کہنا چاہتی ہو جگت چند کی بابت۔

جواب - بیانات مذکور سچ نہین ہین مین نے اسے ہرگز نہین مارا۔

سوال - تمنے پہلے اقبال کیون کیا تہا۔

جواب - داروغہ بابو اور انسپکٹر بابو نے مجکو ایسا کہنے کے لئے دہمکی دی تہی مجہے کہا تہا کہ تو اقبال کرلے ورنہ تجہکو پہانسی ہوجائیگی اونہون نے چار کانسٹبلون کو حکم دیا تہا کہ مجہے مارین اونہین نے دونے میرے دو گہونسے مارے اونہون نے کہا تہا کہ تو ایسا بیان کردے ورنہ تو بانس سے دبادیا جاویگا۔

سوال - آیا جو اقبال کہ تمنے میرے روبرو کیا ہے سچ ہے یا تم کچھہ اور کہنا چاہتی ہو۔ بس اوسنے مارا

جواب - وہ سچ نہین ہے مین نے بابت قتل کے کہا مینے کہا کہ اوسنے ہلاک کیا ہے اسنے ہلاک نہین کیا یعنے جگت چند نے ہلاک نہین کیا ہے۔

سوال - تمہارے شوہر کو کسنے ہلاک کیا۔

جواب - مین نہین کہہ سکتی۔

سوال - تم نے کیا دیکہا۔

جواب - بارہ بجے مین نے آواز آہٹ کی تالاب کے کنارہ پر سنی بعد اوسکے مین نے اپنے بہائی کو پکارا اور ایک چراغ جلایا مینے اوس سے کہا کہ کیلا دجا اوسنے جگن ناتہہ کو بلایا اور بعد ازان تالاب کے کنارہ پر گیا ہم جگن ناتہہ وشرت اوسکو اوٹہا کر گہر مین لائے۔

سوال - تم نے پہلے کیون کہا تہا کہ اوسنے اوسکو ہلاک کیا۔

جواب - داروغہ نے مجکو دہمکایا تہا وہ مجکو پٹنا چاہتا تہا وہ جہیر دست درازی کرنی چاہتا تہا اوسنے مجہسے کہا تہا کہ اوسکا نام لیدے ورنہ تب تو بچ جاویگی۔

جرم کی اوسنے مارا تجویز ثبوت جب ہوئی مجسٹریٹ کے اثنائے اوس تحقیقات ابتدائی مین جو روبرو اوس مجسٹریٹ کے کیا گیا تہا اور چونکہ وعدہ مذکورہ وعدہ معافی منظر احسان کا مو دفعہ ۳۳۷ بموجب ضابطہ فوجداری کے منظور کرلیا گیا تہا لہذا اسماۃ کا اظہار ۲۴- اپریل کو قلمبند کیا گیا وہ بعبارت ذیل تہا۔

"میرے بہائی تصرت کی ایک باڑی کندہی پور مین ہے مین اور میرا شوہر اوسی باڑی مین اوسکے ساتہہ تا زندہ رہے ہمارے پاس صرف ایک گہر تہا جگت میرے ساتہہ قریب ایک برس کے رہا اور وہان سٹر دلالی کے گہر کام کیا کرتا تہا وہ ہماری باڑی سے پوس مین اس سبب سے چلا گیا کہ میرے بہائی نے کہا کہ اوسکو نکلجانا چاہئے کیونکہ لوگ ذکر کرتے ہین کہ میری اوس سے آشنائی ہے میری اوس سے آشنائی تہی اس آشنائی کی ابتدا تخمیناً تین برس پہلے جگت کے مکان چہوڑ جانیسے ہوئی تہی میرا جاوہ ہم

سنہ ۱۸۹۴ء
زمانہ قیصرہ ہند
بنام
جیندامائی

تخمیناً دس برس ہوئے اور آشنائی کی ابتداء چار برس بعد بیاہ کے ہوئی جگت اپنی چچی کے گہر کندی پور مین بعد ہماری باڑی چہوڑ جانیکے گیا وہان سے وہ برور آگیا سنیچر کو بہاگن مین جگت ہماری باڑی مین آیا اوسنے دوپہر کو ہماری باڑی مین کہانا کہایا وہ رات کو رتن کی باڑی مین سویا اتوار کی رات کو جگت نے رتن کے گہر چوڑا اطبار کئے سوموار کی صبح کو اوسنے کہانا رتن کی باڑی مین کہایا اور کہا کہ مین برورا جاؤنگا بدہ وسنے رتن کی باڑی مین کہا جب مین وہان موجود تہی قریب بارہ بجے دن کے اوسنے مجہسے تالاب کے کنارہ پر کہا کہ مین برورا نہین جاؤنگا لیکن کہین راستہ مین ٹہہر جاؤنگا تمہاری باڑی مین آٹہ بجے رات کے آجاؤنگا اور تیرے شوہر کو بلاکر لے جاؤنگا اوسنے کہا کہ مین تمہارے دروازہ پر آؤنگا اور اوسکے درخت کے نیچے انتظار کرونگا اوسنے مجکو صلاح دی تہی کہ اپنے شوہر کو بارہ بجے رات کے بہانہ رفع حاجت کے بعد اوسکے کہ شوہر کہانا کہا لے اور سو رہے باہر لاؤ بارہ بجے مین نے اپنے شوہر سے کہا میرے ساتہ چلو مجہے حاجت ہے بعد صحن مین آنے کے جیسے مین کنارہ تالاب کی طرف جانیکو تہی میرے شوہر نے مجہسے کہا کہ کہان جاتی ہے اب عرب جوڑہ پر جاؤ مین نے کہا کہ مین کنارہ تالاب پر نہین جاؤنگی کیونکہ تالاب مین پانی ہے میرا شوہر میرے آگے آگے گیا مین اوسکے پیچہے پیچہے تہی جب ہم دونون آدہی دور گئے تو تالاب مین اوتری میرا شوہر اوسوقت کچہ فاصلہ پر تہا مین نے اوسے کہا کہ میرے پاس آجا مجہے ڈر لگتا ہے وہ میرے پانچ چہہ ہاتہ کے فاصلہ پر آگیا تہا جگت وہان بانس کے درختون کے نیچے سے آیا اور اوسنے میرے شوہر کے ایک لاٹہی گردن پر ماری میرا شوہر بیہوش ہوکر چیخ کر چت گر پڑا جگت نے تب مجہسے کہا کہ اسکی گردن پکڑلے مین نے کہا مین نہین پکڑسکتی اور مین نے اپنے شوہر کے ہاتہ پکڑلئے جگت نے اوسوقت میرے شوہر کے منہہ پر لاٹہی ماری منہہ پر قریب تین لاٹہی کے مارین بعد ازان جگت نے مجہسے کہا کہ دیکہہ تیرا بہائی جاگتا ہے کہ نہین مین گئی اور دروازہ کے پاس کہڑی رہی اور معلوم ہوا کہ وہ جاگتا نہین تہا پہر آئی اور مجکو معلوم ہوا کہ جگت میرے شوہر کو بانس کے درختون مین لئے جاتا ہے جگت نے مجہسے کہا کہ اوسکی ٹانگ پکڑلے مین نے اوسکا سر پکڑلیا کہ سر زمین پر نہ گرے میرے شوہر کو بانس کے درختون مین لیگئے جہان اوسکی لاش کو بانس کے درختون مین اسطرح ٹہونس دیا کہ پیر اوپر کو اور سر نیچے کو رہا اوسوقت جگت نے مجہسے کہا کہ اپنے گہر مین چلی جا اور لیٹ رہ اور یہ بہی کہا کہ مین برورا جاؤنگا اور بدہ یا جمعرات کو واپس آؤنگا جگت اپنی لاٹہی لیگیا مین نے لاٹہی ولی پانی مین کنارہ پر پہینک دی تہی لیکن جب جگت کو اوسکی اطلاع کی کہ اوسنے کہا کہ یہ باعث بربادی ہوگی اور لاٹہی کو لیگیا جگت نے کہا کہ اگر لاش بانس کے درختون مین پہینک دیجاویگی تو لوگ یہ کہینگے کہ شیطان نے اسکو ہلاک کیا ہے میرے شوہر کی جان اوسوقت باقی تہی کہ جب اوسکو بانس کے درختون مین رکہا تہا وہ وہان کراہ رہا تہا لیکن بول نہین سکتا تہا جب جگت نے مجہسے کہا کہ اپنے کمرہ مین جا تو مین نے کہا کہ مجہے اکیلے جانے ڈر لگتا ہے وہ میرے ساتہ کمرے تک آیا اور بعد ازان چلا گیا مین نے حقہ پیا اور پان کہایا اور پہر لیٹ رہی آدہ گہنٹہ کے بعد مین نے اپنے بہائی شرت کو جگایا کہ چیوڑا اطیار کر کہ نکی طیاری تہی میرا بہائی کہا ابہی رات بہت ہے بعد ازان مین نے اوس سے کہا کہ تالاب کی طرف سے ہوہو کی آواز آتی ہے کیا آتی ہے میرا بہائی بچہونے کو ٹٹولا اور کہا کہ تیرا شوہر وہان نہین ہے

بعد ازان اوسنے مجہسے کہا کہ چراغ روشن کرے مینے چراغ روشن کیا اور دروازہ کہولا اور جیسے کہ میرا بہائی باہر جانیکو تہا مین اوسسے کہا کہ اکیلا مت جاؤ ورنہ جانور دار جائیگا اوسنے جگت نامی تہیدار جو میرا چچیرا بہائی تہا پکارا جگت نامی تہیدار بہی آئے وہ اور میرا بہائی اور مین بعد ازان میرے شوہر کو باہر لیکر بانسکے درختون مین لائے میرا شوہر اوسوقت بہی کراہ رہا تہا وہ قریب ایک گہنٹہ کے بعد مرگیا میرے شوہر کے گہر باقی رات میں اوسوقت موجود تہی جب وہ مرنے لگے تہے گہر کی تلاشی لی اور اسنے دو کپڑے خون سے بہرے ہوئے ایک مین اور ایک ٹوپی ہوتی تہی اور دوسرا ایک کرسے مین مونڈہ ہے یہ تہا یہ کپڑا کسی چیز سے ڈہکا ہوا نہین تہا یہ کپڑا اسکا میرا تہا وہ میرے شوہر کے سرپر کمر تک لپٹا گیا اور اس سبب سے خون مین بہرگیا تہا جو کپڑا کہ میرا اوڑہے ہوئی تہی وہ اوسوقت خون سے بہرگیا تہا جب میں اپنے شوہر کو بانسکے درختون مین گہر سے لیکر گئی میرا کپڑا اوسوقت خون مین نہین بہرا تہا جب میرا شوہر گہاٹ سے بانسکے درختون مین لایا گیا تہا۔

(جگت ملزم کو شناخت کیا) سوالات جرح نہین کئے گئے۔

(بجواب سوال عدالت) مینے جہوٹ کہا تہا جب مینے اپنے پہلے اظہار مین بیان کیا کہ میری آشنائی جگت سے آٹھ برس پہلے تہی۔

اوسکے بعد جگت چند عدالت سشن مین بجرم قتل عمد سپرد کیا گیا اور مقدمہ واسطے سماعت کے ۳۰ جولائی کو مسٹر سشن جج اور معہ اسیسرون کے پیش ہوا جگت چند کیطرف سے جوابدہی ہوئی اور عذر بیگناہی کیا گیا اوسکا اول گواہ تہی جو مدعی کی طرف سے طلب کی گئی اور اوسوقت اوسنے حسب ذیل اظہار دیا۔

میرے بہائی کا نام شرت ہے میرا شوہر اور مین شرت کی باڑی مین رہا کرتے تہے بروز انتقال میرے شوہر کا نام ... شرت کے ... ویسے لاتے تہے جگت چند مالی کو مین جانتی تہی اوسکی باڑی گندی پور مین کہین بارہ ... شرت کی باڑی سے کچہ عرصہ تک کہی ... گذشتہ ... رہا مین بہی اپنے شوہر کے ساتہہ اوسوقت شرت کی باڑی مین رہتی تہی۔ مین نہین جانتی کہ جگت کیون شرت کی باڑی سے چلا گیا تہا مینے اپنے بہائی کو جگت سے بابت اوسکی باڑی پر چلے جانے کے کچہ کہتے ہوئے نہین سنا جگت میرے چچا کے لڑکے کا بیٹا ہے میری آشنائی جگت سے نہین تہی میرا شوہر فوت ہوگیا ہے مین نہین جانتی کہ وہ کس طرح فوت ہوا وہ پہاگن مین بارہ بجے رات کے فوت ہوا وہ بیمار تہا اور اکثر وقت شب کو مکان کے باہر جاتا تہا مین ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو شہادت دی تہی۔

مین نے ڈپٹی مجسٹریٹ سے شہادت مین بیان کیا کہ جگت ہماری باڑی سے پوس مین گیا اس سبب سے کہ میرے بہائی نے کہا کہ تو نکل جا کیونکہ لوگ کہتے تہے کہ میری آشنائی اوس سے تہی مین نے ڈپٹی مجسٹریٹ سے یہ بہی کہا کہ مین نے جگت کے ساتہہ فعل ناجائز کیا اور ایسا تعلق تین برس سے چلا آتا تہا مین نے ڈپٹی مجسٹریٹ سے کہا کہ جگت نے مجہے صلاح دی تہی کہ اپنے شوہر کو بارہ بجے رات کے ... بہانہ حاجت کے بعد شرت کے کہانا کہانے اور سوجانے کے باہر لیجاؤ تاکہ ... یہ کہا تہا لیکن جہوٹ بولا تہا مین نے ڈپٹی مجسٹریٹ سے یہ بہی کہا تہا کہ مین اپنے شوہر کو اس بہانے باہر لائی لیکن مینے اوسوقت جہوٹ بولا (گواہ نتیجہ جہوٹی گواہی دینے سے آگاہ کیا گیا) مین اب سچ بولتی ہون۔

بعد ازان سشن جج نے اس مضمون کی یادداشت تحریر کی کہ گواہ نے بذریعہ جہوٹی گواہی دینے کے اوس شرط کی تعمیل نہین کی جسپر اوس سے وعدہ معافی سرکار کا کیا گیا تہا اور بدینوجہ اوسکی تجویز بابت اوس جرم (قتل عمد) کے کیجانی چاہیے جسکی بابت معافی دیگئی تہی حاکم موصوف نے یہہ بہی تحریر کیا۔

"سماۃ کے بیانات شہادت مین خلاف سماۃ کے لیے گئے مین۔

سماۃ فوراً کٹہرہ مین کہڑی کیگئی فرد قرارداد جرم بذریعہ شامل کرنے اوسکے نام کے ترمیم کیگئی اور اوسنے عذر بیگناہی کیا بعدازان تجویز دونون ملزمان کی شروع ہوئی اور معلوم ہوا کہ شروع سے آخر تک اودے تارا کی طرف سے جوابدہی نہین ہوئی اور کسی گواہ سے جو منجانب سرکار طلب ہوئے سوالات جرح نہین کئے گئے۔

شہادت خلاف ملزمان کے اظہارات قریب بارہ گواہون کے تہے جنکے بیانات بغرض رپورٹ ہذا کے درج کرنے غیر ضروری ہین کیونکہ اونکا منشا جہانتک کہ وہ اہم ہے تجویز ہائیکورٹ مین درج کیا گیا ہے۔

اثنائے تجویز مین بیانات اودے تارا مورخہ ۲۷ فروری و ۲ و ۹ مارچ اور اوسکا اظہار مورخہ ۴ اپریل شہادت مین خلاف دونون ملزمان کے استعمال کئے گئے تہے سماۃ کا بیان مورخہ ۲۷ فروری بطور اطلاع اول کے استعمال کیا گیا تہا جو بیانات کہ جگت چند مالی نے ۲۸ فروری و یکم و نہم مارچ کو کئے وہ شامل کئے گئے اور بطور شہادت مقدمہ خلاف ان دونون کے استعمال کئے گئے تہے۔ ہر دو اسیسران نے ملزمان پر محض اس بنا پر استدلال کر کے کہ اون دونون نے اقبال کیا ہے جرم ثابت قرار دیا۔

سشن جج نے اس تجویز سے اتفاق کیا حاکم موصوف کی تجویز کا جزو اہم حسب ذیل ہے۔

"یہ مقدمہ قتل عمد ایک شخص مسمی بزدا ابن مالی کا ہے جو قریب آدہی رات ۲۶ فروری گذشتہ (۱۵ پہاگن) بمقام کندی پور واقع قصبہ کملا مارا گیا بغرض تحریر کرنے مختصر حال قتل اور اس امر کہ وہ کس طرح سرزد ہوا جیسا کہ شہادت سے ظاہر ہوا ہے یہہ بیان کرنا چاہیے کہ قاتلان جگت چند مالی اور اودے تارا زوجہ بزدا ابن مالی متوفی تہے جگت چند مالی ایک خوبصورت جوان بغیر بیاہا آدمی ہے جسکے رہنے کی کوئی جا معین ظاہرا نہین ہے اور کسیقدر عرصہ کثیر تک اودے تارا سے آشنائی تہی اور وہ اوسکے ساتہہ تعلق ناجایز رکہتا رہا جو خوبصورت عورت نہین ہے اور ظاہراً کسیقدر عمر مین اوس سے بڑی ہے بزدا ابن مالی اور اوسکی زوجہ اودے تارا نندن مالی کے گہر جو اودے تارا کا بہائی تہا رہتے تہے اور بزدا مین جرئت اپنی زوجہ کو بلا لینے سبب اوسکے تعلق جگت مالی کے ساتہہ جو اوسے معلوم ہوتا تہا اور یہہ قرین قیاس ہے کہ اس سبب سے بہی کہ اوسکا شوہر مرد قابل پسند نہ تہا کیونکہ چند مہینوں گذشتہ سے ایک ناپسندیدہ بیماری یعنی سوزاک مین مبتلا تہا بہرحال شوہر و زوجہ آپس مین بہت خوشی کے ساتہہ اور بلا اکثر مگر اکہٹے نہین رہتے تہے اور زوجہ کی نوبت یہانتک پہونچی تہی

سرکار معظم قیصر ہند بنام جگت چندر مالی

کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کے مقابلہ مین خودکشی کی دہمکی دیا کرتی تہی اسی طرح اوسوقت تک ہوتا رہا کہ شاما اور اوسکے یار جگت مالی نے بندابن مالی کو دفع کرنیکا انتظام کیا اور ۲۶ فروری (سوموار) کو قریب آدہی رات کے اوسنے اپنے مطابق پہلے سے سوچے ہوئے منصوبے اپنے شوہر کو ترغیب دی کہ اوسکے ساتھ باہر چلے اور اوسکے پاس کھڑا رہے جب تک کہ وہ پیشاب یا اوسی قسم کی ضرورت رفع کرے اوسوقت جگت مالی نے جو کھات مین مارنے کے لئے بیٹہا تہا یکایک بندابن پر لاٹھی سے حملہ کیا اور اوسکو مار ڈالا اور اوسکے تارا اوسکے شریک نے اپنے شوہر کے ہاتہہ پکڑ لئے یا اوسطرح پر قتل مین اعانت کی مختصر حال جو واقعہ ہوا اور بعد ازان جگت مالی عورت کو گہر پہونچا گیا اور آپ غائب ہو گیا اور آلہ قتل یعنی لاٹہی کو اپنے ساتہہ لے گیا اور تارا اپنے بچھونے پر لیٹ رہی لیکن اوسکے تہوڑی عرصہ بعد اوسنے اپنے بہائی شرت کو جو اوسی گھر مین سوتا تہا یہ کہکر جگا دیا کہ کہا تا لگانا چاہئے یا کسی اور بہانہ جگایا اور اوسکو ایک خاص قسم کی ہو ہو کی آواز کیطرف جو باہر ہو رہی تہی متوجہ کیا اونہوں نے ایک چراغ روشن کیا اور ایک ہمسایہ ہنگن ناتہہ کو پکارا اور اوسوقت تینون ایک ساتہہ لالٹین جو قریب تہا اور جہان سے آواز آتی تہی گئے اور بانسون کے درختون مین اونہون نے بندابن مالی کو خون بہتے اور آخیر سانس لیتے پایا بعد ایک ایسے ہمسایہ تیمبر کے وہ اوسکو جیتے مرتے ہوئے آدمی کو مکان مین لائے اور وہ مر گیا لیکن کوئی علامت ضرب کی ظاہر نہین کی تارا نے کہا کہ بندابن مالی کو شیطان یا بہوت نے مار ڈالا ہے جیسا کہ اوسنے ظاہر کیا کہ اوسکا باپ بہی اسی طرح پر مار ڈالا گیا تہا۔

واضح کہ شہادت مقدمہ مین بہت صاف ہے اور مین مختصراً بیان کرونگا کہ وہ کیا تہی اور سب سے پہلے مین ڈاکٹر کی شہادت کا ذکر کرونگا۔ "جا بجا سے پہٹے ہوئے زخمون اور ناک و منہہ کے ہڈیون کے ریزہ ریزہ ہو جانے اور دانتون کے ٹوٹ جانے اور ہاتہہ کے ٹوٹنے اور بازو اور ٹوٹی ہوئی سر کی ہڈیون وغیرہ سے بلاشک یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خاکستگی اور خیال وقوع امر اتفاقیہ یا گر پڑنے کا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے"۔

"اسکے بعد بیانات اشخاص ملزم پر غور کرنا چاہئے۔

۲۸- فروری روز چہار شنبہ کو جگت مالی کا اول بیان روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ کے ہوا۔

جب جرم کا اسپر الزام لگایا گیا اور اوسکو یہ معلوم ہوا کہ بمقابلہ جرم کے شیطان یا بہوت کا قیاس نہین ہو سکتا اوسنے بہت معمولی طریقہ اس امر کی کوشش کرنیکا اختیار کیا کہ وہ اونکا نقصان کرکے اپنے آپکو بچا اور اوسنے ایک کہانی بیان کی کہ کس طرح اوسنے اپنے آپکو بانسون کے درختون مین چہپایا اور دیکہا کہ بندابن کو شرت نے بمدد اپنی بہن اوسکی تارا کے قتل کیا واضح ہو کہ کوئی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ جب خدا ہی یہ قرین قیاس ہے کہ شرت لی جرم کو مین شریک تہا بالتک جگت مالی کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ کسی مرد کو قتل مین شریک کرے ایک عورت تنہا اس کام کے لئے کافی نہین ہو سکتی اسلئے اوسنے شرت جو سب سے زیادہ آسانی سے ہو سکتا تہا منتخب

۱۸۹۴ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام بجت چند رمالی

کیا اور معاملہ مذکور کو جو اور طرح پر بالکل ہیوجہ معلوم ہوتا تہا صاف و سادہ بنانیکے لئے خود اپنا موجود ہونا بطور گواہ کے بوقت ارتکاب اوس فعل کے جسکو وہ بیان کرتا تہا ظاہر کیا مگر دوسرے روز یکم مارچ کو ایک دوسرا بیان روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ کے جو ایک اور مجسٹریٹ تہا کیا اور اوسمین اوسنے اقبال کیا کہ خود اوسنے ارتکاب قتل کیا کیونکہ اوسنے (اودے تارا کی وجہ سے) ستو اترا اوسکو ترغیب دی تہی بیان مذکور بلاشبہ بہانتک سچ تہا جہانتک اس امر کو تعلق تہا کہ جگت مالی نے قتل کیا ۹ مارچ مابعد کو معمولی انکار اقبال سے اور اظہار نجی پولیس کا کہا گیا اور اوسکے بعد عذر بیگناہی بوقت تجویز پیش کیا گیا۔

مسماۃ کو اودے تارا نے اقرار کیا کہ وہ بزمدابن اپنے شوہر کو اوسجگہہ بہلا لیگئی جہان جگت مالی اوسکے ہلاک کرنے کو انتظار کر رہا تہا اور اوسنے قتل مین مدد دی گو بلحاظ کل حالات کے کسیقدر بدحلی سے اور بعد اسکے کہ اوسکو بہت سی ترغیب و دہمکی جگت مالی نے دی اور تہیک شام جگت مالی کے اوسنے ہی ۲۷ فروری کو تین روز پہلے کوشش کی کہ تمام الزام اپنے پر رکہ لے اور ظاہر کرے کہ اوسنے اپنے شوہر کو نامبردہ کی بابت آگاہ کردیا تہا ۹ مارچ کو مثل جگت کے معمولی انکار اقبال سے کہا گیا اور پولیس پر الزام لگایا گیا بالآخر عذر بیگناہی بوقت تجویز پیش کیا گیا۔ نسبت جگت مالی کے قطع نظر کسی بیانات اشخاص کے شہادت گواہان سے بہت صاف ظاہر ہے کہ اوسکی ناجائز دوستی اودے تارا سے تہی اور وہ ایک عرصے تک فی الواقع اوسی مکان مین اور ایکہی کمرہ مین سوتا تہا عمر بیگا اوسکا رشتہ مسماۃ سے یہ تہا کہ وہ مسماۃ کے سوتیلے لڑکے کا بیٹا تہا لیکن شہادت اوسکے ناجائز تعلق کی ساتہہ مسماۃ کے نسبت امر ہذا کے بالکل صاف و قطعی ہے۔

جگن ناتہہ گواہ اور لکہی زوجہ رام رتن مالی کے بیانات سے ثابت ہے کہ دوپہر کو بروز جمعرات ۲۲ فروری کو جگت مالی نے اپنا کہانا رتن مالی کے مکان واقع کندی پور مین یعنی اوسی باڑی مین کہایا کہ جسمین جگن ناتہہ شرت مالی کا ہمسایہ قریب بتلاتے لیکن زیادہ اہم جزو شہادت قرینہ کا یہ ہے کہ رام کمار مالی نے بیان کیا (اور کوئی وجہ اوسکے نامعتبر سمجہنے کی نہیں ہے) کہ کس طرح منگل کی صبح کو ٹہیک بعد قتل کے سورج نکلنے سے پہلے جگت مالی اوسکے مکان پر کرلوٹولا میں پہونچا اور کہا کہ مین کندی پور سے آیا ہون اور کندی کر لوٹولا سے چار پانچ گہنٹہ کا راستہ ہے۔

اگر تمام واقعات پر غور کیا جائے یعنی یہ کہ شرت مالی کو ہرگز کوئی غرض بزمدابن کے ہلاک کرنے سے نہ تہی اور جگت مالی مسماۃ اودے تارا کا یار تہا اور وہ نہایت ناخوش تہی اور جو ضرب کہ بزمدابن مالی کو پہونچایا گیا وہ صریحاً نتیجہ اون بیرحم ضربات کا تہا جو کسی زبردست ناتہہ سے لگائی گئی

ملکہ معظمہ قیصرہ بنام جگت چندر

نہین اور جگت مالی مذکور ایک قوی آدمی ہے اور اگر اِن باتون پر مع اون اور حالات کے جنکا بیان مین نے ذکر کیا ہے مع بیانات خود جگت مالی کے قطع نظر بیان اوسے لڑکی کے لحاظ کیا جائے تو اوس میرے دانست مین کچہہ شک نہین ہو سکتا کہ بزمان ماخی لوچلت مالی نے قتل کیا۔

"نسبت اوسے لڑکی کے واضح ہو کہ اوسپر الزام قتل عمد دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کا لگایا گیا تہا گر اعانت قتل عمد زیادہ صحت کے ساتہہ بیان اوسکے جرم کا مطابق مجموعہ مذکور کے ہوگا مسماۃ کے خلاف بہی میری دانست مین حالات اسقدر قوی ہین کہ جس قدر ہونے چاہئین مسماۃ روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے گواہ بنائی گئی تہی اور اوس سے وعدہ معافی سرکار کا کیا گیا تہا بوقت تجویز وہ پہلا گواہ بہی جسکا اظہار لیا گیا اور یہ بالکل عیان ہے کہ اوسنے شرائط معافی سے خلاف ورزی کی چنانچہ اوسکی نسبت تجویز شروع کیگئی اور وعدہ معافی منسوخ کیا گیا یہ امر کہ مسماۃ شرت مالی کے مکان قتل کی رات کو تہی اور باہر گئی اور مقتول کے مکان مین لا ئین اور آدمی کسیطرح بکاشک بعد شہادت مذکور کے نہین ہو سکتا جو امور کہ خلاف مسماۃ کے ثابت کئے گئے ہین اون سب سے وہ شرکت ثابت ہو سکتی ہے جو اوسنے قتل مین کی جیسا کہ آغاز تجویز مذا مین بیان کیا گیا ہے خود مسماۃ کے بیان سے اوسکے جرم اعانت قتل کی تائید زیادہ تر یقینی طور پر ہوتی ہے۔

"ایک امر قانونی کا ذکر کرتا ہے ٹہیک بوقت ختم ہونے کل تجویز کے قبل مباحثہ کے جو ابہی مین بیان کیا گیا تہا کہ اوسے تارا کی تجویز لشمول جگت مالی کے نہین ہونی چاہئے تہی مجکو یقین ہے کہ میرے تجربہ مین کبہی پیشتر ایسی صورت پیدا نہین ہوئی اور مین نے نظائر مجوزہ کو ملاحظہ کیا۔

یہ مقدمات ملکہ معظمہ بنام تہیر دہوبی (۱) اور بمعاملہ جے دیبی پرمانک (۲) تہے۔

"بلاشک مین اس امر پر آمادہ ہوتا کہ کارروائی ثبات خلاف اوسے تارا کو ملتوی کرون تاکہ اوسکو یا جگت مالی کو مضرت نہ پہونچے (عذرات مذکور میرے روبرو منجانب شخص آخر الذکر کئے گئے تہے) اگر مین یہ باور کرتا کہ عذرات نسبت دونون کی تجویز یکجائی کے اسقدر مین وزن بہی وقعت رکہتے ہین لیکن فی الواقع بلحاظ حالات مقدمہ ہذا کسی طرح میرے نزدیک ضرورت کسی تبدیل ضابطہ کی میری جانب سے نہین تہی۔

(۱) ویکلی رپورٹر ضمیمہ فوجداری جلد ۴ صفحہ ۱۰ (۲) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۶۶-

سنہ ۱۸۹۴ء
بحضور ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
چت چیدامالی

"وہ شہادت جو اودے تارا نے بوقت تجویز بعد اون مختلف بیانات کے دی جو اوسنے پیشتر کئے تہے بطور ادائے شہادت مین معقول طرح پر ایسی متصور نہین کیجا سکتی کہ اوس سے اسیرون کی رائے سماۃ کے خلاف بوقت مقدمہ پیش کرنے کے ہوگئی اوس شہادت کو کوئی تعلق کسی قسم کا تجویز سے نہ تہا اور اسیرون نے یعنی ایک نے صریحاً اور دوسرے نے یقیناً اپنی آرائے کو اون بیانات ملا ان پر مبنی کیا جو ڈپٹی مجسٹریٹ نے قلمبند کئے تہے علاوہ برین کوئی اور شہادت خود اودے کی شہادت سے پہلے نہین لیگئی تہی اور بدینوجہ سماۃ کو ہر طرح پر موقعہ تہا کہ سوالات جرح کرے شہادت اودے تارا کی جو روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے لیگئی تہی بلاشک بطور شہادت مقدمہ کے شامل کیگئی ہے اور ایسی شہادت صریحاً جایز طور پر مطابق احکام دفعہ ۲۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے استعمال کیجا سکتی ہے مگر مین نے ابتک اس شہادت کا حوالہ دینے کی ضرورت نہین سمجہی اور بلاشک وہ جہانتک کہ متعلق ثبوت الزامات متعلقہ کے ہے نظرانداز کیجا سکتی ہے اوسکا اثر میری طبیعت پر نہین ہے اور مقدمہ اوسکے نہایت صاف ہے۔

"اون دو مقدمات رپورٹ شدہ پر جنکا مین نے حوالہ دیا ہے غور اس لحاظ سے تحریر بالا مین کیا گیا ہے کہ اونکا اثر مقدمہ حال مین کیا ہے اور مین باور کرتا ہون کہ مین اب یہ کہہ سکتا ہون کہ قیدیان کے ساتہہ کوئی برتاؤ نامناسب نہین کیا گیا ہے۔

"بعض مقدمات تاریخ مابعد کے طور دیکہنے مین پڑے ہین یعنی ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سودا (۱) ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مولو (۲) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام راماتیو (۳) جو کم و بیش تعلق امر زیر بحث سے رکہتے ہین لیکن میرے نزدیک مین نے بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ میری کارروائی اس خاص مقدمہ مین ناقابل اعتراض ہے۔

"شاید یہ تصور کیا جاوے کہ وہ شہادت جو روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ کے دیگئی اوسپر اودے تارا نے سوالات جرح نہین کئے تہے لیکن بطور امر واقعہ کے تمام ضروری گواہان کا اظہار اوس سے پہلے ہو چکا تہا کہ وہ بہی گواہ بموجب عہدہ معافی شراکت ہولی اور پس سماۃ بطور ملزمہ کے اون گواہان سے سوالات جرح کر سکتی تہی بین الفاظ جملہ گواہان ضروری کے اسوجہ سے کہتا ہون کہ صرف وہ گواہ جنکا اظہار اوسی روز ہوا جس روز سماۃ کا اظہار ہوا تہا یعنی ۲۳ اپریل کو دو شخص تہے جو بغرض ثابت کرنے واقعات متعلقہ دریافت اس امر کے طلب کئے گئے تہے کہ اودے تارا کے کپڑون پر خون تہا یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکو کوئی تعلق کسی قسم کا واردات سے جس طرح پر

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۶ (۲) ״ ״ ״ جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۲ (۳) ״ ״ ״ ״ [illegible]

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام جگت چندر مالی

کہ واقع ہوئی نہ تھا۔

مین نے اِن خون کے دہبون کی بابت جانکر اسی سبب اب تک کچہہ تحریر نہین کیا کہ اون سے ذرا بہی تجویز مین فرق نہین آتا ہے بذریعہ تجزیہ کیمیائی کے صرف یہ ثابت کیا گیا تہا کہ ایک پورانی پہٹی ہوئی ساڑہی اودے تارا کے کمرہ مین خون سے بہری ہوئی ملی تہی لیکن اس امر واقعہ کو کچہہ وقعت کسی قسم کی نہین ہے کیونکہ یہ باور رکہنا چاہئے کہ وہ عورت اوس مرد کو بالشون مین سے اندر لے گئی تہی اور اوسکے سر کو اوٹہائے رہی جس مین سے بہت خون نکل رہا تہا یہ کسی ذریعہ سے تحقیق نہین ہو سکتا کہ جو کپڑے سماۃ پہنے ہوئی تہی اون پر خون کے دہبے اوسوقت لگے جبکہ قتل کیا گیا تہا۔

لہذا شہادت خلاف اشخاص ملزم جگت مالی و اودے تارا کے اوسیطور پر قایم رہی کہ جیسا مین نے پہلے ظاہر کیا ہے۔

دونون اسیسرون نے اشخاص ملزم کو مجرم تجویز کیا جگت مالی کو قتل عمد کا اور اودے تارا کو اعانت قتل عمد کا دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند و دفعہ ۳۰۲/۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند

میرے نزدیک مجکو کوئی ضرورت تحریر کرنے وجوہ کی واسطے اس تجویز کے نہین ہے کہ جگت مالی کو حکم سزائے موت دیا جائے۔

نسبت اودے تارا کے مین باور کرتا ہون کہ بعض علامات ایسے ہین کہ وہ آپکو ہلاک کرنا چاہتی تہی اور نہ اپنے شوہر کو اگر وہ اپنے بالک کے دباؤ مین نہ آ جاتی بلا مفصل بیان کرنے اسموقعہ پر اون حالات کے جنسے جرم مین تخفیف ہوتی ہے مین باور کرتا ہون کہ مین یہ کہہ سکتا ہون کہ شہادت سے معہ اوسکے کہ جو مین تجویز ہذا مین پہلے تحریر کر چکا ہون یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کے لئے حکم سزائے موت کی ضرورت نہین ہے باتفاق رائے دونون اسیسرون کے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ جگت چندر مالی مجرم قتل عمد بنام ابن مالی کا ہے اور مین یہ حکم دیتا ہون کہ کہ وہ گردن کے بل اوسوقت تک لٹکایا جائے کہ وہ فوت ہو جائے دیکہو دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند اور دونون اسیسرون سے اتفاق کرکے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ اودے تارا مجرم اعانت قتل عمد ہرا نام ابن مالی کی ہے اور مین اوسکو حکم سزائے حبس دوام بعبور دریائے شور کا حسب دفعات ۳۰۲ و ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے دیتا ہون۔

چنانچہ مقدمہ ہائیکورٹ مین واسطے منظوری حکم موت نسبت ملزم اول کے ارسال کیا گیا اور

سنہ ۱۸۶۴ء

ریمنبرنس قیصر ہند بنام جگت چندر مالی

دونون ملزمان نے اپیل کیا۔

مسٹر ایم گہوس منجانب جگت چندر مالی قیدی کے حاضر ہوئے۔

اودی تارا کی طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا۔

قایم مقام ڈپٹی لیگل ریممبرانسر (مسٹر لینہہ) منجانب سرکار مسٹر گہوس۔ جو ضابطہ کہ سشن جج نے اختیار کیا کلیتہً خلاف قانون تہا اور اوس سے دونون قیدیان کا شدید نقصان ہوا ہوگا صاحب جج کو یہ اختیار نہ تہا کہ اودے تارا کی نسبت اوسوقت اور وہین بلا سپردگی جانیکے تجویز کرنے (دفعہ ۱۹۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری) یہ قاعدہ مجموعہ سنہ ۱۸۶۱ء کے وقت سے ہے جب کا پہلا مقدمہ نسبت امر مذکور کے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام چہبر ہولی (۱) ہے جسمین فیر صاحب جسٹس نے بتلایا ہے کہ کس طرح ایسی کارروائی سے خواہ مخواہ دونون قیدیان کا نقصان ہوا ہوگا بمقدمہ جے دیٹی پرامانک (۲) بموجب مجموعہ سنہ ۱۸۸۲ء کے اسپر کوئی صریح فیصل نہین کیا گیا تہا لیکن تحریرات فیلڈ صاحب جسٹس کی اہم ہین اوس مقدمہ مین بحث نہین ہوئی (دیگر مقدمات جنکا حوالہ کونسل نے نسبت امر مذکور کے دیا اون سب کا ذکر تجویز مین کیا گیا ہے) اول اطلاع جو پولیس کو دیگئی تہی قابل پذیرائی نہین ہے اظہار خود اودے تارا کا بہی حسب دفعہ ۲۸۸ مجموعہ کے بطور شہادت تصور نہین کیا جا سکتا علاوہ برین مسماۃ سے سوالات جرح قبل اوسکو ملزمہ بنانے کے نہین کئے گئے تہے اقبالات کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ برضا و رغبت نہین کئے گئے تہے اور بالکل ناقابل اعتبار ہین سوائے اقبالات کے کوئی شہادت قابل اعتبار نہین ہے (تحریرات ہٹ صاحب جسٹس بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بابولال (۳) اور تحریرات کیو صاحب جسٹس بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام مٹہاسن (۴) کا حوالہ دیا گیا) بابت ثبوت اس امر کا کہ اقبالات مذکورہ برضا و رغبت کئے گئے تہے بذمہ سرکار تہا۔

ڈپٹی لیگل ریممبرانسر نے تسلیم کیا کہ نظائر نسبت امر جواز ضابطہ کے اوسکے خلاف ہین مگر یہ عرض کیا کہ مقدمہ خلاف جگت چندر مالی کے اقبالات پر مبنی ہے جنکو اگر سچ باور کیا جائے قطعی ہین اور ملزم کافی وجوہ واسطے اونکی نامنظوری کے ظاہر نہین کئے ہین۔

تجویز ہائیکورٹ (بیورلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

اپیلانٹ جگت چندر مالی کی نسبت سشن جج پٹنہ نے تجویز ثبوت جرم قتل عمد کے حکم سزائے

(۱) ویکلی رپورٹر نظائر فوجداری جلد ۱۴ صفحہ ۱۰ (۲) کلکتہ لارپورٹ جلد ۷ صفحہ ۶۶۔

(۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۵۰۹ (۴) لارپورٹس سنہ ۱۸۹۳ء کوئینس بنچ جلد ۲ صفحہ ۱۲

سنہ ۱۸۹۴ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام جگت چندر

موت صادر کیا اور مقدمہ عدالت ہذا مین واسطے منظوری حکم سزا کے حسب احکام دفعہ ۳۷۴
مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا ہے۔

اپیلانٹ اودے تارا پر جرم اعانت قتل عمد ثابت قرار دیا گیا ہے اور اوسکی نسبت حکم سزائے
حبس دوام بعبور دریائے شور صادر کیا گیا ہے۔

متوفی شوہر ملزمہ اودے تارا کا تہا اور شہادت ڈاکٹر سے بلا کسی معقول شبہہ کے ثابت ہوتا
ہے کہ سوموار کی رات ۲۶ فروری گذشتہ کو اوسکے سر اور اوپر کے حصہ جسم پر مختلف ضربات لگا کر
ہلاک کیا مدعی کی طرف سے یہ بیان ہے کہ ملزم کی آشنائی متوفی کی زوجہ اودے تارا سے تہی
اور حسب ایمائے [illegible] متوفی کو بہکا کر [illegible] گہر سے باہر لے آئی اور اوسوقت اوس پر
جگت چندر نے حملہ کیا اور عورت کی مدد سے اوسکو مار کر ہلاک کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مقدمہ
ملزمان کے اقبالات پر اگر وہ اقبالات کہے جا سکین مبنی ہے۔

قبل کرنے بحث نسبت روئداد کے ہمکو لازم ہے کہ ایک شدید بیضابطگی بتلائین جو اثنائے تجویز
مقدمہ مین عدالت سشن مین ہوئی ہے اور جو ایسا تہا جیسا کہ ہم خیال کرتے ہین ہمارے لئے واسطے
نہ منظور کر سکنے تجویز ثبوت جرم نسبت کسی کے دونون ملزمان مین سے کافی ہوگا۔

واضح ہوتا ہے کہ اثنائے تحقیقات ابتدائی روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ مین ملزمہ اودے تارا سے
۲۴- اپریل کو وعدہ معافی سزا کا حسب احکام دفعہ ۳۳۷ مجموعہ کے کیا گیا تہا اور چونکہ وعدہ مذکور کو
اوسنے منظور کر لیا تہا لہذا اوسکا اظہار قلمبند کیا گیا اور وہ عدالت سشن مین بطور گواہ سرکار کے بہیجی گئی۔
عدالت سشن مین وہ پہلی گواہ تہی جسکا اظہار لیا گیا اور چونکہ اوسنے اون بیانات سے جو اوسنے
روبرو مجسٹریٹ کے کئے تہے انحراف کیا لہذا معلوم ہوتا ہے کہ سشن جج نے اوسکا اظہار روک دیا اور
یہ حکم صادر کیا کہ اوسکی تجویز بابت اوس جرم کے کیجائے جسکی بابت وعدہ معافی سزا کیا گیا
تہا اور اوسوقت وہ اوسکو کٹہرہ گواہ سے کٹہرہ ملزم مین منتقل کیا اوسیوقت سماۃ کا نام سشن جج نے
فرد قرارداد جرم مین داخل کیا اور کارروائی تجویز کی بمقابلہ دونون ملزمان کے ایک ساتھ شروع ہوئی۔

واضح ہو کہ یہ امر چند مقدمات رپورٹ شدہ مین ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ کارروائی بیضابطہ اور ملزم
کے حق مین نامناسب ہے بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام چمپیرو ہوبی (۱) جو ایک ایسا مقدمہ تہا جسکی تجویز اوسوقت ہوئی
تہی جب مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۶۱ء نافذ تہا فیر صاحب جسٹس نے توضیح نامناسب ہونے ایسے

(۱) دیکھو ویکلی رپورٹر تجاویز فوجداری جلد ۴ صفحہ ۱۰-

سنہ ۱۸۹۳ء
بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام دشمنت چنداری

کارروائی کی اور بتلایا کہ کس طرح پر اوس سے نقصان نہ صرف خود گواہ شاہی کو بلکہ اونکو بھی جنکے ساتھہ اونکی تجویز ہونیوالی ہے پہونچ سکتا ہے بمقدمہ بمعاملہ جے دینی بہانک (۱) جو ایک مقدمہ بہت مشابہ مقدمہ حال کے تہا اور جو اوسوقت فیصل ہوا تہا جب مجموعہ ۱۸۶۱ء نافذ تہا عدالت نے یہ رائے ظاہر کی کہ سشن جج زیادہ عاقلانہ اختیار تمیزی استعمال کرسکتے تہے اگر حاکم موصوف گواہ شاہی کی تجویز بشمول دیگر ملزمان کے کرنے سے باز رہتے بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام سودرا (۲) وہی رائے ناکس صاحب جسٹس قایم کی تہی بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام بلو (۳) ملزم بلو بشمول اور دو کے عدالت سشن کے سپرد بابت بعض جرایم کے کیا گیا تہا اور وہ سب مجرم ہونے کا اقرار کیا تہا بعد دو گواہان کا اظہار منجانب سرکار ہونے کے سشن جج نے بلو سے وعدہ معافی [illegible] کیا جو اوسوقت کٹہرہ گواہ میں کہڑا کیا گیا اور اوسکا اظہار بطور گواہ کے لیا گیا چونکہ [illegible] جج کی یہ رائے ہوئی [illegible] [illegible] بعدازاں وعدہ معافی سزا کو منسوخ کیا [illegible] گواہ سے کٹہرہ مجرم [illegible] کیا اور کارروائی تجویز کی بمقابلہ اوسکے اور دیگر [illegible] [illegible] کارروائی [illegible] [illegible] یہ تحریر کیا کہ خواہ یہ کارروائی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جو ابہی الزام سے مستغیث ہو سکتی ہے تو [illegible] [illegible] تجویز کے درمیان میں واسطے دینے شہادت بر طبق وعدہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شہادت دینے کے وہ کٹہرہ مجرمین پہر داخل کیا گیا اور [illegible] اوسکی تجویز [illegible] [illegible] وعدہ معافی سزا ابہی نہیں دیا گیا تہا یہ امر اوسشخص کے لئے [illegible] [illegible] نہایت دشوار ہوگا کہ شہادت کی نسبت تجویز کرے یا اپنی حمایت کرے یا ایسے امور پیش یا بیان بطور جرح کرے جو اوسکے مفید ہوں" اور چونکہ نسبت جواز اوس کارروائی کے جو اختیار کیگئی تہی شک تہا لہذا عدالت نے بلو کی تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کیا اور حکم دیا کہ اوسکی تجویز مکرر کیجائے۔

بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام راما تیوار (۴) واقعات بہت مشابہ اون واقعات کے تہے جو مقدمہ حال میں ہیں گواہان شاہی عدالت سشن میں بطور گواہان کے بہیجے گئے تہے صاحب جج نے اوس وعدہ معافی سزا کو منسوخ کیا جو اونکے کیا گیا تہا اور فوراً اونکی تجویز بشمول دیگر ملزمان کے شروع کی ہائیکورٹ نے [illegible] کہ چونکہ گواہان شاہی واسطے تجویز کے سپرد نہیں کئے گئے تہے لہذا صاحب جج کا عملدرآمد خلاف

(۱) کلکتہ لاء رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۶۶ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۳۶ (۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۵۰۲ (۴) " " " مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۵۲۔

سنہ ۱۸۹۹ء ملکہ معظمہ قیصرہ بنام جگت چندر

اختیار تہا لہذا عدالت نے تجویز ثبوت جرم نسبت گواہان شاہی کے منسوخ کی اور واسطے کئے جانے تجویز جدید نسبت دیگر ملزمان کے اس بنا پر حکم دیا کہ اونکو عملدرآمد صاحب جج سے فرد قرارداد جرم نسبت گواہان شاہی کے عدالت نے بیفرمایا - ازروئے دفعہ ۳۴۹ - ایکٹ ۱۸۶۱ء سشن جج کو اختیار دیا گیا تہا کہ کسی ایسے شخص کو سپرد کرے یا سپرد کرنے کی ہدایت کرے جسنے وعدہ معافی سزا منظور کر کے تعمیل اون شرائط کی نہ کی ہو جنپر وعدہ معافی سزا کیا گیا تہا لیکن مجموعہ حال میں ایسے احکام مندرج نہیں ہیں اور دفعہ ۳۳۹ مین صرف یہ تحریر کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کی تجویز بابت اوس جرم کے کیجا سکتی ہے جسکی بابت وعدہ معافی سزا کیا گیا ہو لیکن دفعہ ۱۹۳ مین یہ حکم ہے کہ کسی عدالت سشن کو اختیار نہوگا کہ بطور عدالت مجاز سماعت ابتدائی کے کسی جرم کی سماعت کرے بجز اسکے کہ شخص ملزم کسی مجسٹریٹ کیطرف سے سپرد کیا گیا ہو جو اس امر کا اختیار حسب ضابطہ رکہتا ہو اور اسکے بعد عدالت نے یہ تحریر کیا ہے کہ بغرض اجرا امر کے ہی کو سشن جج کو یہ اختیار تہا کہ نسبت دونون گواہان شاہی کے تجویز کرے ہم ذیل حکام عدالت کلکتہ سے - دیکہو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام تمیز دہوبی (۱) وملکہ معظمہ بنام ہیرا س (۲) اتفاق کرتے ہین کہ یہ مناسب ہے کہ کسی ایسے گواہ شاہی کی جسکی شرطیہ معافی سزا منسوخ کیگئی ہو تجویز بشمول اون دیگر فریقان کے کیجائے جنکی تجویز کے اثنا مین گواہ شاہی مذکور نے شہادت دی ہو اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ گواہ شاہی کی نسبت تا اختتام اوس کارروائی کے جو ہورہی ہے کارروائی کرنا ملتوی کیا جائے" نیز دیکہو مقدمہ راما درمارا جا بنام ملکہ معظمہ (۳) اون وجوہ سے جو و مقدمات مولہ اخیر مین تحریر کئے گئے ہین ہماری یہ رائے ہے کہ جس طریقہ پر سشن جج نے اس مقدمہ مین عمل کیا ہے وہ محض بیضابطہ ہی نہیں ہے بلکہ تجویز اوسکی تمام اپیلانٹ کی بالکل خلاف قانون ہے دفعہ ۱۹۳ مجموعہ ضابطہ حال کی حسب ذیل ہے "بجز اوس صورت کے کہ اس مجموعہ مین یا کسی اور قانون نافذ الوقت مین کوئی اور حکم صریح اسکے خلاف ہو کسی عدالت سشن کو اختیار نہوگا کہ بطور عدالت مجاز سماعت ابتدائی کے کسی جرم کی سماعت کرے بجز اسکے کہ شخص ملزم کسی مجسٹریٹ کی طرف سے سپرد کیا گیا ہو جو اس امر کا اختیار حسب ضابطہ رکہتا ہو" ہمکو کوئی حکم خود مجموعہ مین یا کسی اور قانون نافذ حال مین معلوم نہین ہے اور مسٹر لینیہ ہمکو کسی ایسے حکم کا حوالہ نہین دیسکتے ہین جسکی روسے سشن جج کو مقدمہ مین اختیار ہو کہ مجرم قتل عمد کی سماعت

(۱) دیکہو ویکلی رپورٹر جلد ۹ ونیز فوجداری جلد ۲ صفحہ ۱۰ (۲) دیکہو ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ ونیز فوجداری جلد ۱ صفحہ ۴۳ (۳) انڈین لا رپورٹس سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ -

سنہ ۱۸۹۳ء
قیصر ہند
بنام
جگت چند وغیرہ

کرین اور اودے تارا کی نسبت بابت جرم مذکور کے بلا ایسی سپردگی کے جو کسی مجسٹریٹ مجاز نے باضابطہ کی تھی تجویز کرین چونکہ یہ صورت ہے لہذا ہمکو لازم ہے کہ تجویز ثبوت جرم اودے تارا کی اسی بنا پر منسوخ کرین کہ سشن جج کو اختیار نہ تھا کہ سماۃ پر الزام قایم کرکے اوسکی تجویز بابت جرم قتل عمد کے کرین بلحاظ اوس امر کے جو ہم نسبت معاملہ مذکور کے قایم کرتے ہین یہ تحریر کرنا قریب قریب غیر ضروری ہے کہ سماۃ کو ناحق اوس طریقہ سے نقصان پہونچا جو سشن جج نے اس طور پر اختیار کیا کہ سماۃ کی نسبت بلا ایک تجویز بلا اطلاع و بلا کسی تحقیقات ابتدائی اور بلا سماۃ کو یہ موقع دینے کے کہ مشورہ قانونی حاصل کرکے بابت جوابدہی کی شہادت پیش کرے شروع ؟؟

لیکن ہماری یہ بھی راے ہے کہ دوسرے ملزم جگت چند کا بھی اوس طریقہ سے نقصان ہوا ہے جو صاحب جج نے مقدمہ مین اختیار کیا نامناسب سمجھا چونکہ اودے تارا کی تجویز شمول جگت چند کے ہوئی تھی بعض بیانات شخص ما ل الذکر کے شہادت مین داخل کئے گئے جو شہادت مین جگت چند کے خلاف اوس صورت مین قابل پذیرائی نہوتے کہ اوسکی تجویز تنہا ہوتی علاوہ برین چونکہ اودے تارا کو مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے بطور گواہ خلاف نامبردہ کے حسب دفعہ ۳۳۷ مجموعہ کے بھیجا تھا لہذا جگت چند کو یہ استحقاق تہا کہ سماۃ سے سوالات جرح کرے کہ یہ حق اوسکو صریحاً نہین دیا گیا تہا۔

وہ بیانات اودے تارا کے جو بوقت تجویز استعمال کئے گئے حسب ذیل تہے۔

(۱) سماۃ کا بیان روبرو پولیس کے مورخہ ۲ فروری کاغذ حرف (خ)

(۲) سماۃ کا بیان روبرو مجسٹریٹ کے مورخہ ۲ مارچ

(۳) سماۃ کا بیان روبرو مجسٹریٹ کے مورخہ ۹ مارچ

(۴) سماۃ کا اظہار روبرو مجسٹریٹ کے مورخہ ۲۴ اپریل

معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا بھی اظہار بطور گواہ روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ کے ۲۷ فروری و ۲۸ فروری کو ہوا تہا لیکن یہ اظہارات ظاہراً شہادت مین بوقت تجویز شامل نہین کئے گئے تہے۔

بیان ۲۷ فروری (کاغذ خ) کا صریحاً یہ مقصود تہا کہ مقدمہ مین بطور اطلاع اول کے استعمال کیا جاے لیکن وہ صریحاً اطلاع اول نہ تہی۔ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اول اطلاع پولیس کو نسبت جگت چند کے تہانہ مین دی گئی تہی وہ اطلاع گو سلسلہ قلمبند کیگئی مگر چہپائی گئی ہے اودے تارا کا بیان (کاغذ حرف خ) سماۃ نے اپنے مکان پر بعد آنے پولیس کے کیا تہا وہ بیان ایک گواہ کا اوس ملزم شخص کا تہا اور چونکہ اودے تارا بوقت تجویز ایک گواہ نہ تہی لہذا ہمکو کوئی ایسا حکم قانون معلوم نہین ہے جسکے بموجب وہ خلاف جگت چند کے قابل

پذیرائی ہونیکے خلاف اسکے دفعہ ۲۱ مجموعہ مین صریحاً یہ مندرج ہے کہ ایسا بیان بطور شہادت کے خلاف ملزم کے استعمال نہ کیا جائیگا اور دوسرے نادر کے بیانات ۲۰ و مارچ کے بیانات ایک شخص ملزم کے تہے اور اونپر بطور خلاف جگت چندر کے حسب دفعہ ۳۰ - ایکٹ شہادت کے صرف اسوقت غور کیا جا سکتا تہا کہ دو ملزمان کی تجویز یکشامل بابت ایک ہی جرم کے ہوتی چونکہ ہماری یہ رائے ہے کہ تجویز دوسرے نادر کی بصورت نہونے سپردگی منجانب کسی مجسٹریٹ کے قانوناً ناقص تہی لہذا یہ لازم آتا ہے کہ بیانات (۲) و (۳) خلاف جگت چندر کے قابل پذیرائی نہ تہے۔

ہماری رائے مین اظہار ۲۴ - اپریل (۴) شہادت مین خلاف جگت چندر کے قابل پذیرائی نہ تہا اگر یہ حجت کیجائے کہ اظہار مذکور بطور شہادت کے حسب احکام دفعہ ۲۸۸ مجموعہ کے تصور کیا گیا تہا تو جواب عیان ہے کہ وہ اسوقت سے شہادت نہین رہا کہ جب دوسرے نادر کی تجویز کیگئی وہ مسل سے نکالی گئی اور کٹہرہ مجرم مین رکہی گئی علاوہ برین جگت چندر کو یہ موقع نہین دیا گیا کہ وہ دوسرے نادر سے متعلق اس اظہار کے سوالات جرح کرے نسبت قابل پذیرائی ہونے ایسے اظہارات کے مقدمات ذیل مین شبہہ ظاہر کیا گیا معاملہ جے دیبی پرسانک (۱) منہے لال بنام قسمت پرسند (۲) لیکن چونکہ امر مذکور کی نسبت اون مقدمات مین بحث نہین کیگئی تہی لہذا امر مذکور فیصل نہین کیا گیا تہا بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رامانتون (۳) امر مذکور پیش کیا گیا تہا اور یہ حجت کیگئی تہی کہ اظہارات مذکورہ اس صورت مین قابل پذیرائی ہوتے کہ دوسرے ملزم کو اونکی بابت سوالات جرح کرنے کی اجازت دیجاتی عدالت موصوف نے امر مذکور کا فیصلہ صراحتاً نہین کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ تسلیم کیا گیا کہ بصورت نہونے موقع سوالات جرح کرنے کے اظہارات مذکورہ قابل پذیرائی تہے اور اگر اظہار مذکور یا ایک قبال تصور کیا جائے تو ہمارے نزدیک وہ صریحاً خلاف جگت چندر کے نہ صرف اون وجوہ سے جو اوپر تحریر کئے گئے ہین بلکہ اس سبب سے بہی ناقابل پذیرائی ہے کہ وہ حسب دفعہ ۲۴ ایکٹ شہادت کے غیر متعلق ہے کیونکہ وہ بعد کئے جانے وعدہ معافی سزا کے دیا گیا تہا

ان وجوہ سے ہمارے نزدیک بیانات دوسرے نادر کے شہادت مین خلاف جگت چندر کے قابل پذیرائی نہ تہے اسلیئے ہمکو ملحاظ دفعہ ۱۶۷ - ایکٹ شہادت کے اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ آیا خلاف نامبردہ کے قطع نظر ان بیانات کے ایسی کافی شہادت ہے یا نہین کہ ہمکو تجویز ثبوت جرم مذکور کا بحال رکہنا جائز ہو۔

(۱) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۶۶ (۲) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۲۶ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جگت چند وغیرہ

جگت چند پر جرم ثابت قرار دینے میں سشن جج نے خاص کر اوسکے اقبال کیم مارچ پر استدلال کیا ہے لیکن قبل اقبال مذکور پر غور کرنے کے یہ بہتر ہوگا کہ اوس بعض دیگر شہادت پر غور کیا جائے جسکو صاحب جج نے کسیقدر وقعت دی ہے صاحب جج کے نزدیک یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ مابین دونوں ملزمان کے آشنائی تھی ہمکو از روے شہادت بالکل اطمینان نہیں ہے کہ فی الواقع کوئی آشنائی تھی اور یہ قرین قیاس نہیں ہے ان دونوں کے آپس میں رشتہ داری ہے اور عورت جگت چند سے بہت زیادہ عمر کی ہے ماسوائے اسکے شہادت بابت اوسکے بالکل سماعی اور نہایت مبہم ہے اور ایسی نہیں ہے کہ جیسی وہ حالت میں ہوتی کہ کوئی اس قسم کی آشنائی فی الواقع ہوتی شہادت نسبت چند رکی بالخصوص ضعیف امر ہے کہ بہت ناقابل اطمینان ہے اگر آشنائی ہوتی تو اوسکو اوسکا حال ضرور معلوم ہوتا مگر وہ اوسکے علم ہونے سے بالکل انکار کرتا ہے اور یہ کہنے پر قناعت کرتا ہے کہ لوگ ایسا کہتے ہیں بیانات خود ملزمان کے بھی نسبت موجود ہونے آشنائی کے خلاف ایک دوسرے کے ہیں یہ غیر قرین قیاس نہیں ہے کہ جگت چند جب مسٹر لائل کا ملازم تھا اوسی جہونپڑی میں مسٹر او متوفی اور اوسکی زوجہ کے ساتھ رہتا تھا لیکن [illegible] آشنائی [illegible]

[illegible] جا سکتا ہے پانچ گھنٹہ کی مسافت پر کنکری پوسٹ جہان متوفی رہتا تھا اور وہ مقام کہ جہان وہ گرفتار کیا گیا تھا لیکن شہادت اس امر کی دی گئی ہے کہ وہ [illegible] دیکھا گیا تھا [illegible] اس صورت میں یہ تجویز کیا جانا چاہئے کہ مابین شہادت نسبت جگت چند سے نسبت اس امر کے اختلاف ہے کہ اوس نے اوس رات کو کہانا کہان کہایا نسبت سومواکے لکہی زوجہ رام [illegible] کہتی ہے کہ جگت نے اپنا دوپہر کا کہانا اوس روز اونکے مکان پر کہایا اور اس امر میں تائید سوما کی روبرو عدالت سشن کے جگن ناتھ مالی نے کی جو اوسی باڑی میں رہتا ہے لیکن روبرو مجسٹریٹ کے جگن ناتھ نے کہا کہ اوسنے نام [illegible] کو وہان بعد لوٹنے کے نہیں دیکھا لہذا ہم اس شہادت کو کوئی وقعت اس سے زیادہ نہیں دیتے جو ہم استغاثہ کی شہادت کو دیتے ہیں جو یہ امر بیان کرتا ہے کہ جگت [illegible] بہت [illegible]

ملکہ معظمہ بنام جگت چند

کندی پور جہان قتل وقوع مین آیا قریب ایک میل کے فاصلہ پہلا پولیس اسٹیشن سے ہے سب انسپکٹر بیان کرتا ہے کہ پولیس اسٹیشن مین شرت چندر قریب آٹھ بجے صبح کے ۲۷ فروری کو خبر لایا تھا اور نامبردہ کا بیان درج کیا لیکن اوسکو اطلاع اول اس سبب سے نہین سمجھا کہ جرم مذکور کا الزام کسی پر نہین لگایا گیا تھا بعد ازان وہ کندی پور گیا اور اوسنے ساڑھے نو بجے صبح کے بیان اوسے ملا سکا (کاغذ ح) قلمبند کیا اور سے تار اسکا اظہار اوسی روز بطور گواہ کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے لیا اور بیان وہی تھا جو کاغذ ح مین ہے یعنے مسماۃ نے جگت چند کو اپنے شوہر کی لاش پانی کے درمیان مین ڈالتے ہوئے دیکھا تھا ۲۸ کو جگت چند کر کلو لا مین گرفتار کیا گیا اور سب انسپکٹر کے پاس لایا گیا تھا سب انسپکٹر بیان کرتا ہے کہ وہ آنیسے تا دیر نہین آیا لیکن اوسی رات کو وہ مجسٹریٹ کے پاس اسی غرض سے بہیجا گیا کہ [illegible] بیان قلمبند کیا جاوے کیونکہ اوس نے قریب قریب اقبال کیا تھا" چنانچہ اوسی رات کو ڈپٹی مجسٹریٹ مسٹر [illegible] نے ایک بیان قلمبند کیا جس مین جگت نے اپنے اوپر بلکہ شرت اور اوسے تارا پر [illegible] قتل لگایا لیکن اس بیان کی نسبت یہ تصدیق کی گئی ہے کہ وہ اقبال برضا و رغبت تھا جگت اوس رات کو پولیس کے ہاتھ مین رہا اور دوسرے روز یعنی یکم مارچ کو اوسنے ایک دوسرا بیان ایک ڈپٹی عہدہ شیشن مجسٹریٹ کے روبرو کیا جس مین اوسنے اپنے آپ اور اوسے تارا پر الزام قتل مین شریک ہونے کا لگایا ہم سے استدعا منظوری کا تجویز ثبوت جرم کی بنا سے اس اقبال کے کی گئی ہے۔

بعد قلمبند کئے جانے اوس بیان کے اوسے تارا پر بھی الزام جرم مذکور کا لگایا گیا اور دوسرے روز دوم مارچ کو مسماۃ نے ایک اور بیان اوس ڈپٹی مجسٹریٹ کے کیا جس مین مسماۃ نے جگت اور اپنے آپکو پورے طور پر ماخوذ کیا لیکن مسماۃ کے اظہار کے خاتمہ پر یہ اہم سوالات و جوابات ہین۔

سوال۔ تمنے یہ بات سوقت کیون نہین کہا جب تمنے پہلے میرے روبرو اظہار دیا تھا۔

جواب۔ جب تک سینے نہین کہا اوس نے سب میرے اوپر ڈالا تہا اسلئے مین نے کہدیا۔

سوال۔ تمکو کس طرح معلوم ہوا کہ اوسنے تمہارے اوپر ڈالا تہا۔

جواب۔ اوسوقت اوسنے جبکہ میں نہین کورٹ مین ہے کہا تہا کہ شرت اور اوسکی بہن نے اوسکو ہلاک کیا ہے آخر کو اوسنے اپنا بیان بدلا اور کہا کہ شرت کو کچھ معلوم نہین ہے اوسکے اور مین اوسکو ہلاک کیا ہے۔

سوال۔ جو بیان کہ تمنے پہلے کیا وہ صحیح ہے یا وہ بیان جو تمنے اب کیا ہے صحیح ہے۔

سنہ ۱۸۹۳ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
جگت چندال

جواب - جو بیان کہ مین نے اب کیا ہے یہ صحیح ہے -

سوال - کیا کسی نے تمکو ایسا بیان کرنیکے لئے ڈرایا یا نہیں ترغیب دی ہے -

جواب - نہیں -

سوال - کیا کورٹ بابو یا انسپکٹر بابو جیلخانہ گیا تہا -

جواب - کورٹ بابو اور انسپکٹر بابو دونون جیلخانہ گئے تہے -

ان جوابات سے ہمکو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پولیس دونون ملزمان کو ترغیب قبال کرنیکی بذریعہ ایک دوسرے کے برائی کرنے کی دیتی رہی -

۹ مارچ کو جگت چندال اور دے تارا کے اقبالات سامنے ... بیان اونکے ہوئے کہ اقبالات مذکور بخوف پولیس کے کئے گئے ہین واضح ہو کہ جس ... کہ قبال بکم مارچ کا ایسا بیان بالرضا و رغبت اقبال اپنے مجرم ہونیکا تہا کہ ہمارا اوسپر عمل کرنا اور تجویز ثبوت جرم نسبت نا ہیرہ کے بابت قتل عمد بربنائے اقبال مذکور بحال رکہنا جایز ہو اوسکا فیصلہ کرنیکے لئے ہمنے یہ ضروری سمجہا کہ اون حالات کو جنمین اقبال مذکور کیا گیا تہا مفصل تحریر کرین اوسپر ٹھیک غور کامل کیسے ... حالات اور اون بیانات متعلقہ کے جو ملزمان نے وقتاً فوقتاً کئے ہماری یہ رائے ہے کہ جگت کا بیان بکم مارچ کا ایسا از خود اقبال اپنے مجرم ہونیکا نہ تہا کہ ہمکو اوسپر عمل کرنا جایز ہو اوس نہایت جلدی سے جسکے ساتہہ یہ دونون اشخاص ... مجسٹریٹ کے مختلف اوقات پر مابین ۲۷ فروری و ۲ مارچ کے پیش کئے گئے ہمکو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پولیس اس فکر مین تہی کہ ایکسے یا دونون سے کوئی ایسا بیان اظہار مین جو بطور اقبال کے کار آمد ہو یہ باور کرنیکی ہے وجہ ہے جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہین کہ پولیس ایک ملزم کو بمقابلہ دوسرے کے اسلئے لڑاتی تہی کہ اونکو ایک دوسرے پر الزام جرم مذکور کے لگانے کی ترغیب ہو بعد ازان اگر ہم خود بیان مذکور کو دیکہین تو ہمارے نزدیک اوسمین نشان سچی اور از خود کئے جانے کا پایا نہین جاتا ہے چند گھنٹہ پیشتر جگت نے ایک بالکل مختلف بیان کیا تہا کہ اوسپر بہی ایسی ہی تصدیق راست اور بالرضا و رغبت ہونیکی اقبال کی جیسے اوس نے بیان ... کیا تہا اور گویا ان بکم مارچ مین اوس نے بیان کیا ہے کہ خود اوسی نے متوفی کو مار ڈالا کیا تہا بیان مذکور میں کر ... ذکر ہے کہ اوس نے تارا کے کیا کیا اور اس طرح چیز ... پایا گیا ... کا معلوم ہو بیان مذکور کی کسی طرح تائید نہین ہوتی ہے اوسکے سبب سے کچہہ دریافت یا ظاہر نہین ہوا

۱۸۹۴ء ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام جگت چندر

اور دوسرے موقعہ پر جب جگت چندر روبرو مجسٹریٹ کے پیش کیا گیا اوسنے بیان مذکور سے انحراف کیا۔

ان حالات مین ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس اقبال پر بلا خطر عمل نہین کر سکتے اور چونکہ کوئی اور ایسی شہادت نہین ہے جسکی بنا پر جگت چندر مجرم ثابت قرار دیا جائے لہذا ہمکو کوئی اور چارہ سوا اسکے نہین ہے کہ تجویز سشن جج کو منسوخ اور نا منظور کو بری کرین۔ چنانچہ ہم تجویز ثبوت جرم دونون اپیلانٹان کو منسوخ کرتے ہین ہم جگت چندر کو بری کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ دونون ملزمان رہا کئے جائین۔ تجویز ثبوت جرم منسوخ ہوئی

۱۱ ستمبر ۱۸۹۴ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹریولیین صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس

پرشاد سنگھ وغیرہ (مدعیان) بنام رام پرتاب رائے (مدعاعلیہ)

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۱۵۵۔ نالش بیدخلی کو نوٹس کا کافی ہونا۔ نہ درج کیا جانا نوٹس موسومہ مزارعہ مین اس استدعا کا کہ معاوضہ ادا کرے۔ دادرسی علی سبیل البدل۔

ان الفاظ دفعہ ۱۵۵ ایکٹ مزارعان بنگال کا کسی صورت مین معاوضہ معقول ادا کرے وغیرہ کا یہ مراد ہر صورت مین ہے اور نوٹس جسمین یہ استدعا مندرج نہو کہ مزارعہ ایسا معاوضہ ادا کرے واسطے قایم رکھنے ایسی نالش بیدخلی کے کافی نہین ہے جو بموجب دفعہ مذکور کے دایر کیجائے۔

جس صورت مین کہ نالش واسطے بیدخلی کے بعض اراضی سے تھی لیکن وہ ڈگری ہوی مین اور استدعا اس وجہ سے نہین یعنی استدعا استقرار اس امر کی کہ مدعاعلیہ کو کوئی حق تعمیر کرنے مکانات کا اراضی مذکورہ پر حاصل نہ تہا اور استدعا حکم امتناعی بنا منا ہو کہ اون مکانات کو جو اوسنے اراضی مذکورہ پر تعمیر کئے ہین مسمار کرے اور نالش بیدخلی کی بسبب نا کافی ہونے نوٹس مذکور کے حسب دفعہ ۱۵۵ بیکار ہو گئی عدالت نے یہ تجویز کی کہ مدعی مستحق استقرار یا حکم امتناعی مستدعیہ کا نہین ہے۔

یہ نالش واسطے بیدخلی آیک رعیت کے بعد دینے نوٹس حسب دفعہ ۱۵۵ ایکٹ مزارعان بنگال کے تہی تجویز منصف مین واقعات حسب ذیل تحریر کئے گئے ہین۔

"مدعی راجا پرشاد سنگھ مالک اور دیگر مدعیان اجارہ دار موضع بھگوان پور کے ہین جسمین اراضی متنازعہ واقع ہے مدعاعلیہ اپنے باپ کے وقت سے کاشتکار اراضی مذکور کا ہے راجا پرشاد کا بیان ہے کہ کاشتکار کا حق ایک حق متعلق زراعت اور سوا اسکے اور کچھ نہین ہے کہ اراضی متنازعہ پر بعض مکانات بنائے اور ان مکانات

† اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری صادرہ بابو امرت لال چٹرجی جج ماتحت ترہت مورخہ ۱۵ نمبر سنہ ۱۸۹۲ء مشعر بحالی ڈگری صادرہ بابو اشن ناتھ رائے منصف حاجی پور مورخہ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء

سنہ ۱۸۹۴ع
پرمشاد سنگھ بنام رام پرتاب رائے

اور مدعی کو قبضہ خاص دلایا جائے اول امر جسکی تجویز منصف ذیعلم نے کی یہ تہا کہ آیا مدعی نے تعمیل احکام دفعہ ۵۵ ایکٹ مزارعان بنگال کی کی اور وہ نوٹس جسکے واسطے دفعہ مین حکم ہے دی یا نہین حاکم موصوف نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ نوٹس مذکور اس سبب سے ناقص تہا کہ مدعی نے اوسمین استدعا معاوضہ کی بابت خلاف ورزی کے نہین کی حاکم موصوف نے یہی خیال کیا کہ دیگر وجوہ سے وہ ناقص تہا حاکم موصوف کے روبرو علاوہ اول امر تنقیح طلب کے جو بابت حد سماعت کے تہا ایک ایسی بحث بہی کیگئی تہی جو عدالت ہذا مین پیش نہین کیگئی ہے ایک دوسرا امر تنقیح طلب نسبت نوٹس کے تہا تیسرا امر تنقیح طلب حسب ذیل تہا یعنے وہ مکانات جنکے منہدم کیے جانے کی استدعا کی گئی ہے ماگہ سنہ ۱۲۹۵ اور جیٹ سنہ ۱۲۹۷ مین جیسا کہ عرضی دعوی مین بیان کیا گیا ہے تعمیر کیے گئے تہے یا جیسا کہ مدعا علیہ نے بیان کیا ہے اونکو تعمیر کیے ہوئے نو برس ہوئے" اس امر تنقیح طلب کی تجویز حاکم موصوف نے بحق مدعی کی ہے اسکے بعد چہارم امر تنقیح طلب ہے "آیا مدعا علیہ کی حقیت موروثی یعنے بشرح معین ہے یا نہین اور اگر ہے تو اوسکو یہہ حق ہے یا نہین کہ اراضی مذکور جس طرح چاہے استعمال کرے" اس امر تنقیح طلب کی بہی تجویز بحق مدعی حاکم موصوف نے کی اسکے بعد یہ امر تنقیح طلب ہے "کس غرض کے لیے اراضی مذکور مدعا علیہ اول کو عطا کی گئی تہی کیا تعمیر کرنا گہر کا مفر اوس حق کے ہے جسکے لیے پٹہ مذکور اول عطا کیا گیا تہا کیا مالیت حقیت مذکور کی ان تعمیرات سے کم ہو گی یا نہین" حاکم موصوف نے نسبت اس امر تنقیح طلب کے نتیجہ اخذ کیا کہ مدعا علیہ نے بجائے کم کرنے مالیت حقیت مذکور کے بطور امر واقعہ کے اوسکی مالیت کو بڑہایا ہے لہذا حاکم موصوف نے مدعی کو کوئی ڈگری عطا نہین کی مدعی نے جج ماتحت کے روبرو اپیل کیا حاکم موصوف نے صرف نسبت اوس امر کے جو بوجب ایکٹ مزارعان بنگال پیدا ہوا تہا اور نسبت نکرنے استدعائے واسطے معاوضہ کے نوٹس مذکور مین تجویز کی ہے جج ماتحت نے اوس رائے سے اتفاق کیا ہے جو منصف نے قایم کی تہی حاکم موصوف نے منصف سے نسبت دیگر امور متعلقہ نوٹس کے اتفاق نہین کیا جنپر اب ہمکو غور کرنا ضروری نہین ہے حاکم موصوف نے نسبت کسی اور امر کے کچہہ تحریر نہین کیا ہے ہمارے روبرو یہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ آیا نسبت کسی اور امر کے حاکم موصوف کے روبرو بحث کیگئی تہی یا نہین۔

اول اور نہایت اہم امر جسکی بابت ہمارے روبرو بحث کیگئی ہے حسب دفعہ ۵۵ ایکٹ مزارعان بنگال کے پیدا ہوتا ہے دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے "(۱) کسی نالش بیدخلی کسی مزارعہ کی اس بنا پر (الف) کہ اوسنے اراضی کو ایسے طریق پر استعمال کیا ہے جس سے وہ واسطے

پرشاد سنگھ
بنام
ناصر ترپاپیدا

اغراض قبضہ رعیتانہ کے ناقابل ہوگئی ہے (ب) اوسنے ایک ایسی عہد شکنی کی ہے جسکی خلافورزی سے
وہ بموجب شرائط معاہدہ کے جوابین اوسکے اور زمیندار کے ہوا مستوجب بیدخلی ہے سماعت نکیجائیگی بجز اسکے
کہ زمیندار نے بطریق تحریر ایک ایسی نوٹس قرار عہد جاری کی ہو جسمین آیا بیجا وصف خاص استعمال بیجا یا خلاف
ورزی کی ہو جسکی شکایت ہے اور جس صورت مین کہ استعمال بیجا یا خلاف ورزی مذکور قابل اصلاح ہے بغرض
اصلاح مذکور کی استدعا کی ہو اور ہر صورت مین یہ استدعا کی ہو کہ بابت استعمال بیجا یا خلافورزی کے
معاوضہ معقول ادا کرے اور ضرائع اندر میعاد مذکور کے تعمیل باستدعا مذکور کے قاصر رہا ہو تو تجویز امر
فی الواقع معنی الفاظ کسی صورت پر مبنی ہے اگر اسکے یہ معنے ہین کہ ہر صورت مین خواہ وہ کوئی ہو تو
نتیجہ یہ ہے کہ چونکہ قانون مین امتناع ہے بجز اسکے کہ نوٹس بالکل مطابق قانون کے ہو تو صاحب
جج کی رائے صحیح ہے دلیل کونسل ذیعلم کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر وہ ایک ایسا مقدمہ تھا کہ جسمین کوئی معاوضہ
متحقق کرنا ممکن نہ تھا تو یہ صحیح نہوگا کہ زمیندار سے یہ امید کیجائے کہ اوسکی بابت نوٹس جاری
کرے مثالاً لیہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس صورت خاص مین بابت اوسکے جو بیان کیا گیا تہا کہ
کیا گیا تھا یہ ممکن نہ تہا کہ ہرجہ متحقق کیا جائے بلاشک دلیل مذکور کا پیرا کرنا اوس صورت مین دشوار
ہوگا کہ واضعان قانون کی مراد کہ ہر صورت سے تہی کیونکہ ایکٹ کی پابندی کرنی لازم ہے
بنا بریں حجت کے ہمکو بجانب ایک اسٹیٹیوٹ انگلستان کے جس سے اول جزو دفعہ ۱۵۵
لیا گیا ہے یعنی دفعہ ۱۴- ایکٹ متعلقہ تحریر کرنے دستاویزات انتقال و قانون جایداد
معدودہ ۱۸۸۱ء رجوع کیا گیا ہے الفاظ اول جزو دفعہ مذکور کے فی الواقع وہی ہین جو
الفاظ کہ جزو اول دفعہ ۱۵۵ کے ہین لیکن اخیر جزو دفعہ ۱۴ اسٹیٹیوٹ انگلستان کا بالکل
مختلف ہے اور وہ واسطے بالکل مختلف غرض کے اخیر جزو دفعہ ۱۵۵ سے بنایا گیا ہے جسمین
حکم نسبت نوعیت ڈگری کے ہے مین اسکو ہمیشہ ایک بڑا فائدہ خیال کرتا رہا ہون کہ کسی شخص کو
معلوم ہو سکے کہ کوئی اسٹیٹیوٹ انگلستان اپنی غرض و عبارت مین مشابہ قانون ہند کے
ہے تاکہ وہ وہ فائدہ حاصل کرسکے جو بذریعہ فیصلہ جات عدالتہائے انگلستان کے حاصل ہوئی ہے لیکن بلاشک
اس امر کا دیکھ لینا ہمیشہ ضروری ہے کہ یہ قوانین فی الواقع مشابہ ایکدوسرے کے اغراض مین ہین
اور نہ صرف ایک اتفاقیہ مشابہت ایک جزو دفعہ مذکور مین ہے جو بنظر سہولت مسودہ کرنے کے
ایکٹ ہند کے مسودہ کرنیوالے نے اختیار کی ہو ہمارے روبرو ایسے مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے جن
سے تائید اوس رائے کی ہوتی ہے جو کونسل ذیعلم نے قائم کی ہے اور اسمین کچھہ شک نہیں کہ

اور مزیدبران وہ متحتی حکم امتناعی کا مطابق استدعا (ب) کے تہا واضح ہو کہ جیسا کہ مین دفعہ ۱۵۵
ایکٹ مزارعان کا مطلب سمجھتا ہون میرے دانست مین وہ بنفسہ جامع ہے دفعہ مذکور تین حصص
مین تقسیم کیجا سکتی ہے اول جزو دفعہ مذکور مین دو قسم کے تعدیات کا ذکر ہے یعنے ایک تعدیہ جسمین کاشتکار
اراضی کو اس طریق استعمال کرتا ہو کہ وہ واسطے اغراض قبضہ کاشتکارانہ کے ناقابل ہو جائے دوم
صورت ایسے کاشتکار کی جو مرتکب خلاف ورزی شرائط معاہدہ مابین اوسکے اور زمیندار کے
ہو جسکی وجہسے وہ مستوجب بیدخلی کا ہو مدعی کی نالش ضمن (ب) دفعہ مذکور پر مبنی نہین ہے
اوسکی نالش ضمن (الف) پر مبنی ہے یعنی بسبب تعمیر کرنے ان عمارات کے اوسنے اراضی کو واسطے
اغراض کاشتکاری کے ناقابل کر دیا ہے اور یہی بات عرضی دعوی کے فقرہ ۹ مین مندرج ہے
بعد ازان دفعہ مذکور مین یہ ذکر ہے کہ کس طرح پر زمیندار کو تعرض ایسا امر کے کارروائی کرنی چاہئے
کہ اراضیات کو پھر اوسی حالت اصلی مین لاوے جسمین وہ تہین یا دادرسی بابت خلاف ورزی
شرائط معاہدہ کے حاصل کرے اوسمین مندرج ہے کہ ناسبردہ کو لازم ہے کہ کاشتکار پر ایک
اطلاعنامہ تعمیل کرائے جسمین تصریح ٹہیک اور خاص استعمال بیجا اراضی کی حسب ضمن (الف)
یا خلاف ورزی حسب ضمن (ب) کی ہو اور اگر یہ دو افعال قابل اصلاح ہون ناسبردہ سے استدعا
کرے کہ وہ اوسکی اصلاح کرے اور ہر حالت مین اوس سے یہ استدعا کرے کہ ان دونون افعال
مین سے کیسکی بابت معاوضہ معقول حسب ضمن (الف) یا ضمن (ب) ادا کرے بعد ازان دفعہ
مذکور مین یہ حکم ہے کہ اگر کاشتکار مطالبہ مذکور کی تعمیل اندر میعاد معقول کے یعنی اوس وقت
کی نسبت جسمین یہ استدعا کیگئی ہے کہ اصلاح خلاف ورزی کی کرے یا معاوضہ ادا کرے
زمیندار مستحق ہوگا کہ نالش دایر کرے جسکے لئے ضابطہ مزیدبران ضمنہائے ۲ و ۳ و ۴ مین مندرج
ہے ایسی نالش دایر ہونے پر اگر شرائط ماقبل کی تعمیل ہوئی ہو عدالت کو یہ اختیار ہے کہ ڈگری
بطریق مندرجہ ذیل صادر کرے یعنی عدالت موصوف ڈگری باستقرار اوس ادعا معاوضہ کے
صادر کرے جو زمیندار کو معقول طرح پر واجب الادا ہو اور یہ استقرار کرے کہ آیا عدالت کی رائے
مین استعمال بیجا یا خلاف ورزی قابل اصلاح ہے یا نہین اگر وہ قابل اصلاح ہو تو عدالت کو
چاہئے کہ استقرار کرے اور حکم دے کہ مدعاعلیہ اوسکی اصلاح کرے دوسری صورت مین زمیندار
صرف مستحق معاوضہ کا ہوگا ضمن ۴ مین مزیدبران یہ حکم ہے کہ اگر مدعاعلیہ اندر میعاد دیجانے
مدعاعلیہ کہ صورت ہو مقررہ عدالت حسب دفعہ ہذا کے معاوضہ متعلقہ ڈگری ادا کرے اور جسمین

۱۸۹۴ء
...دسنگھ
بنام
...پ رائے

پرشاد سنگھ بنام رام پرتاب رائے ۱۸۹۴ء

مین کہ استعمال بیجا یا خلاف ورزی کو عدالت قابل اصلاح قرار دے استعمال بیجا یا خلاف ورزی کی اصلاح قابل اطمینان عدالت کیے کردے تو ڈگری مذکور کا اجرا نہین کیا جائیگا لہذا نتیجہ یہ ہے کہ اگر رعیت وہ معاوضہ ادا کردے جسکا وہ ذمہ دار قرار دیا گیا ہے تو وہ بیدخل نہین کیا جا سکتا اگر استعمال بیجا یا خلاف ورزی قابل اصلاح ہے اور وہ تعمیل حکم عدالت واسطے اصلاح کے نکرے وہ متوجب بیدخلی کا ہے اور اگر وہ ادا کرنے اوس معاوضہ مین قاصر رہے جو دلایا گیا ہے تو وہ بلا شک اوسصورت مین بہی متوجب بیدخلی کا ہے لیکن جسصورت مین کہ وہ معاوضہ ادا کرے یا جسصورتین کہ فعل مذکور قابل اصلاح ہے اور اوسنے اوسکی اصلاح کردی ہے بیدخلی نہین ہوتی ہے بلحاظ منشاء دفعہ مذکور اور نوعیت ایکٹ مزارعان کے جسمین تمام نزاعات مابین زمینداران وکاشتکاران آجاتے ہین میری دانست مین ہر نالش زمیندار کی بموجب ان قواعد کے ہونی چاہئے اور اوس سے وہ قواعد متعلق ہونے چاہئین جو واضعان قانون نے ایکٹ مزارعان مین قرار دئے ہین لیکن جیسا کہ پیشتر بتلایا گیا ہے یہ ضرور نہین ہے کہ ان امور کی نسبت بحث کیجاوے کیونکہ مدعیکا مقدمہ فی الواقع ایک مقدمہ واسطے بیدخلی کے تہا اوسنے نوٹس بیدخلی کا دیا اور استدعائے بیدخلی کی اور گو عرضی سے بالکل اتفاق ہے کہ نوٹس مین مطالبہ معاوضہ کا ضروری تہا مقدمات انگلستان سے نسبت تعبیر قوانین انگلستان کے بہت مدد ملتی ہے بعض اوقات تعبیر ایکٹہائے واضعان قانون ہند مین بہت مدد ملتی ہے جسصورتین کہ قوانین مذکور متعلق ایک ہی معاملہ کے ہون لیکن سوائے مشابہت لفظی مابین ایک جزو دفعہ ۱۵۵ ایکٹ مزارعان اور ایک جزو دفعہ ۱۴ اسٹیٹیوٹ انگلستان کے جسکا حوالہ اثنائے بحث مین دیا گیا دفعات مذکور میرے نزدیک یکسان نہین ہین لہذا مین اتفاق کرتا ہون کہ اپیل خارج معہ خرچہ کے ڈسمس کیا جائے

اپیل ڈسمس کیا گیا

پریوی کونسل

پریوی کونسل ۱۸۹۵ء ۱۴ اپریل و ۱۴ جون

پریت کنور (مدعیہ) بنام مہادیو پرشاد سنگھ وغیرہ (مدعا علیہم)

[بر طبق اپیل بنا راضی فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ]

بار ثبوت۔ دہرم شاستر۔ خاندان مشترکہ۔ شہادت نسبت قایم رہنے قبضہ مشترکہ جائداد کے۔ حق وراثت و باقیماندگی بموجب قانون متاکشرا کے۔

* بہ اجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ میگناٹن صاحب و لارڈ مارس صاحب و سر آر کوچ صاحب۔

۱۸۹۷ء
پریت کنور
بنام
...پرشاد سنگھ

ایک دختر نے بصورت نہونے پسران کے بعد وفات اپنے باپ کے بیوگان کو دعوی وراثت حقیت کا اس بیان سے پیش کیا کہ وہ تہا مملوکہ اوس کے پدر کی تہی یہ حقیت ایک زمانہ مین اوس کے قبضہ مین بشراکت اوس کے بہائیون کے تہی اور یہ دونون شرکا ایک خاندان مشترک حسب متاکشرا کے تہے بعد وفات ایک بہائی کے جو قبل پدر دعویدارہ کے فوت ہوا اور جس نے پسران چہوڑے پسران مذکور مستحق حقیت کے بشراکت بہائی باقیماندہ کے ہوئے ۔ الغرض ثبوت اس دعوی وراثت حصہ پدر کے جبکہ وہ بعدہ فوت ہوگیا یہ قرار پایا کہ مدعیہ کو اس امر کا ثبوت پیش کرنا لازم تہا کہ اوس کے باپ اور اوسکے شریک یا شرکا مین علیحدگی ہوئی تہی شہادت موجودہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قبضہ مشترکہ تا قبل تا وقت وفات اوسکے باپ کے قایم رہا۔

اپیل بنا راضی وو ڈگریات مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۰ء مصدرہ ہائیکورٹ شعر منسوخی ڈگری ۱ اگست ۱۸۸۸ء مصدرہ جج ماتحت پٹنہ ۔

برطبق اپیل ہذا منجانب مدعیہ جو ایک دختر دعویدار وراثت حقیت اپنے پدر متوفی کی بعدم موجودگی پسران کے ہے بحث یہ تہی کہ آیا حقیت مذکور پر پدر بوقت اپنی وفات کے بطور اپنی ملکیت جداگانہ کے قابض تہا یا وہ بطور ایک شریک خاندان کے حقیت مشترک خاندان پر بشرکت پسران اپنے برادر متوفی کے قابض تہا جایداد مین چار مسلم مواضع اور حصص دو موضع کی داخل تہی اور یہ کل ضلع پٹنہ مین واقع مین مدعیہ اپیلانٹ دختر دہرم سنگہ جو ۱۸۶۲ء مین فوت ہوا دعویدار مواضع مذکور اس بنا پر ہے کہ وہ جایداد علیحدہ اوس کے پدر کی حسب متاکشرا کے تہے نامبردہ کی دو بیوہ لاولد اوس سے پیشتر فوت ہوچکی تہی اور عرضی دعوی مین یہ بیان تہا گو اوس سے اسمقدمہ مین انکار کیا گیا تہا کہ بیوگان مستحق جایداد متنازعہ تہین اور بحق حین حیاتی اوسپر قابض رہی تہین پریت کنور دختر نے یہ نالش ۳۰ - مارچ ۱۸۸۸ء کو ۱۲ برس کے اندر اپنی مان کی تاریخ وفات سے یہ بیان علیحدگی قبضہ اپنے پدر کے رام دیال اپنے بہائی سے جو ۱۸۲۹ء مین فوت ہوا دائر کی اول مدعا علیہ مسمی رام لعل برادر کلان رام دیال کا تہا وہ قبل سماعت مقدمہ کے فوت ہوا تہا شیودیال دوسرا پسر قبل ارجاع نالش کے فوت ہوچکا تہا اون کی قایممقامان معہ بعض خریداران و پٹہ داران جایداد متنازعہ کے جو فریق مقدمہ بنائے گئے تہے زمرہ مدعا علیہم رسپانڈنٹان مین ہین ۔ عرضیدعوی مین یہہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ ۵ مارچ ۱۸۴۵ء کو مسماتان چوراسو اور بہوپ کنور بیوگان کو رام لال اور شیودیال نے ترغیب دیکر ایک اقرارنامہ تحریر کرایا

۱۸۹۶ء
برت کنور
بنام
مہاراجہ پرتاب سنگھ

جودعوی حال مین درج ہونا چاہئے۔خاص جوابدہی یہ تہی کہ دہرم سنگہ اپنے بہائی رامدیال کے ساتہہ باعتبار حقیت شریک تہا اور جایداد متنازعہ مشترکًا اون کے قبضہ مین تہی بجز ایک جزو کے جو رام لعل اور شیودیال نے [illegible] و ۱۸۵۵ء مین حاصل کیا تہا کوئی جزو اوسکا حقیت جداگانہ نہ تہا اور چونکہ یہ جایداد مشترکہ خاندانی ہے وہ دہرم سنگہ کی دختر کو وراثتًا نہین پہونچی بلکہ اون بہتیجون کی اولاد کو پہونچی جو اوسکی حیات مین اسکے شریک ہوگئے تہے۔جوابدہی مین قانون حد سماعت پر بہی استدلال کیا گیا لیکن عدالتہائے ماتحت نے بالاتفاق بربنائے شہادت یہ تجویز کی کہ بہوپ کنور بتاریخ مظہرہ مدعیہ یعنی ۳۔اپریل ۱۸۷۵ء کو فوت ہوئی اور بارہ برس تاریخ وفات سے اوسوقت منقضی نہین ہوچکے تہے جبکہ یہ نالش ۱۸۸۶ء مین دائر کی گئی اور حد سماعت مندرجہ دفعہ ۱۴۱ ضمیمہ۔ایکٹ حد سماعت نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء متعلق نہین ہے۔عدالتہائے ماتحت نے بالاتفاق یہ بہی تجویز کی کہ دہرم سنگہ اپنے پدر ڈومن سنگہ کے ساتہہ جو ۱۸۳۰ء مین فوت ہوا اور اپنے بہائی رامدیال کے ساتہہ جو ۱۸۳۹ء مین فوت ہوا اوسوقت شامل تہا جبکہ اضلاع مواضع جو حقیت متدعویہ مین داخل ہین خرید کئے گئے تہین عدالتون مین نسبت علیحدگی مابعد دہرم سنگہ کے اپنے بہائی سے اختلاف ہے۔

جج ماتحت کی یہ رائے ہے کہ حین حیات دہرم سنگہ کے علیحدگی وقوع مین آئی گو حاکم موصوف نے اوسکی تاریخ قرار نہین دی ہے اس علیحدگی کا یہ اثر تہا کہ بیوگان دہرم سنگہ مستحق حقیت تاحیات اپنے ہوئین اور اوسکی دختر کو استحقاق وراثت جایداد حاصل ہوا حاکم موصوف نے ڈگری بحق مدعیہ بابت اسکے نصف دعوی کے یا قریب اسکی نسبت جملہ مواضع مندرجہ فہرست منسلکہ عرضیدعوی کے صادر کی۔

برطبق اپیل منجانب مدعاعلیہم بعدالت ہائیکورٹ نتیجہ تجویز ڈویژن بنچ (رنگٹ صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس) بعد ملاحظہ خاصکر شہادت دستاویزی کے یہ تہا کہ حکام موصوف نے یہ تجویز کی کہ قبضہ مشترکہ کا جو ابتداءً زمانہ برادران سے مشترک چلا آتا تہا ختم ہونا ثابت نہین کیا گیا نظر بجملہ شہادت حکام موصوف نے یہ تجویز کی کہ نتیجہ صحیح یہ ہے کہ قبضہ مشترکہ دہرم سنگہ کی وفات تک قایم رہا حکام موصوف نے عدالت مرافعہ اولی کی اس رائے سے اتفاق نہین کیا اگو بہت سے امور تحقیقات ہر دو عدالتین ایسے تہے جنہین عدالت اپیل نے عدالت ماتحت سے اتفاق کیا تہا اور یہ تجویز مندرجہ ذیل صحیح ہے یعنی یہ کہ بعض افعال شیودیال اور معاملہ آمد نسبت حقیت یا جزو حقیت بعد وفات دہرم سنگہ جنسے استحقاق ایک بیوہ مسماۃ چوراسی کنور کا اقرار پایا جاتا ہے مثبت اس امر کے ہین کہ کسی وقت

حیات دہرم سنگہ مین تقسیم عمل مین آئی تہی نسبت اس امر کے حکام موصوف نے عدالت ماتحت کی رائے سے اختلاف کیا اور منسوخی ڈگری عدالت ماتحت نالش بمعہ خرچہ ڈسمس کیا۔

برطبق اپیل منجانب مدعیہ۔

مسٹر جے ایچ اے برنیین نے منجانب اپیلانٹ یہہ بحث کی کہ شہادت سے جج ماتحت کی رائے کی تائید ہوتی ہے مشارالیہ نے حوالہ اُس شہادت کا دیا جس سے یہہ ظاہر ہوتا تہا کہ کس طرح پر چوراسو کنور بڑی بیوہ نے نسبت جایداد کے عملدرآمد کیا تہا اور کیا طریق عمل اور اقرارات شیودیال اور دیگر مراتب خلاف اسکے تہے کہ کل حقیت پیشتر سے دہرم سنگہ کے ہاتہہ جوان کو بحق شرکا ہر باقیماندہ حقیت مشترکہ کے پہونچ گئی تہی۔ اس لئے بیان کیا جبکہ شہادت جانبین پیش ہو چکی ہے جواب اس سوال کا کہ آیا علیحدگی ہوئی تہی یا نہین ایسا امر ہے جو عام واقعات اور ثبوت ستاویزی سے مستنبط ہوسکتا ہے۔ اس امر کے ثبوت مین کہ علیحدگی ہوئی تہی بہت سی باتین تائید دعوی مدعیہ موجود ہین

مسٹر آر بی تیلے کو نسیس کونسل و مسٹر ارنی ڈین و مسٹر ڈبلیو ایچ ریچی کو منجانب سپانڈنٹان جواب طلب نہین ہوا۔

بعدہ ۱۴۔جولائی کو حکام عالیمقام کی تجویز مسٹر آر کوچ صاحب نے صادر فرمائی۔

سر آر کوچ صاحب۔ دومن سنگہ کے جو ۱۸۱۸ء مین فوت ہوا دو لڑکے دہرم سنگہ اور رامدیال سنگہ تہے۔ دہرم سنگہ ۱۳۔جولائی ۱۸۴۳ء کو دو بیوگان مسماۃ چوراسو کنور بہوپ کنور اور ایک دختر مدعیہ نالش یعنی اپیلانٹ عدالت ہذا کو چہوڑکر فوت ہوا اسکے اور کوئی اولاد نہ تہی۔ رامدیال سنگہ ۴۔دسمبر ۱۸۳۹ء کو شیودیال سنگہ و رام لعل سنگہ دو پسران چہوڑکر فوت ہوا شیودیال ۱۸۶۷ء (۱۸۴۳ء) مین پسران و نبیرگان جو مدعا علیہم نالش ہذا اور اب سپانڈنٹان ہین چہوڑکر فوت ہوا رام لال سنگہ مدعا علیہ اول ہے اوس نے بعد داخل بیان تحریری بطور جوابدہی کے وفات پائی۔ اور اب اُسکا قایم مقام مہادیو پرشاد سپانڈنٹ اول ہے ہر دو بیوگان دہرم سنگہ فوت ہوگئین بہوپ کنور اور مدعیہ چوراسو کی بعد فوت ہوئی نسبت تاریخ وفات مسماۃ چوراسو کے نزاع تہا مدعا علیہم نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ قریب ۱۸۶۵ء کے فوت ہوئی اور قانون حد سماعت پر استدلال کیا تہا لیکن عدالت مرافعہ اولی اور ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا کہ وہ ۳۔اپریل ۱۸۷۵ء کو حسب مظہرہ مدعیہ فوت ہوئی اور چونکہ نالش ۱۱۔مارچ ۱۸۷۸ء کو دائر ہوئی لہذا اوسپین قانون تمادی عارض نہین ہے۔

۱۸۹۴ء
پریت کنور
بنام
مہا دیو پرشاد سنگھ

مدعیہ نے بطور وارثہ اپنے پدر دہرم سنگھ کے اس بیان سے دعوی کیا کہ وہ شیو دیال اور نا مدیال اپنے بھتیجوں سے بوقت اپنی وفات کے علیحدہ تھا اور جائیدادہاے متنازعہ اوسکی علیحدہ ملکیت تھیں۔ یہ خاندان مسلمًا تابع قانون متاکشرا کے ہے جسکے بموجب دختر بصورت ہونے پسران کے مستحق وراثت حقیت جداگانہ اپنے پدر کی بعد وفات اوسکی بیوہ کے ہے چونکہ اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا کہ دہرم اور رامدیال ایک وقت میں باعتبار حقیت کے شریک تھے اور دہرم اور اوس کے بھتیجے بھی شریک ہونگے لہذا بار ثبوت اس امر کا کہ علیحدگی ہوئی بذمہ مدعی تھا۔

جج ماتحت درجہ اول پٹنہ نے ایک تجویز پر لیاقت میں اوس شہادت کو بیان کیا ہے جو علیحدگی کے ثابت کرنے کے لئے پیش کیگئی۔ اور نیز اوس شہادت کو جو بنسبت تاریخ وفات بھوپ کنور کے تھی اور صریحًا حاکم موصوف نے نہایت احتیاط سے اس شہادت پر غور کیا۔ بنسبت شہادت زبانی کے حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا ہے کہ اونکی راے میں شہادت مذکور ہر دو جانب کی لائق زیادہ وقعت کے نہیں ہے اور اسپر بجز اسکے کہ اوسکی تصدیق کسی اور امر سے جو زیادہ تر قابل اعتبار ہو ہوئی ہو استدلال نہیں کیا جاسکتا اور کوئی گواہ اونکی دانست میں راست گویا بلا طرفداری کے نہیں معلوم ہوا "اونہوں نے اون وقوعات کا یاد ہونا جو چالیس برس سے زیادہ عرصہ پیشتر ہوے اسقدر تازگی کے ساتھ ظاہر کیا کہ گویا وہ صرف چند ماہ پیشتر واقع ہوئے تھے" اور یہ کہ علیحدگی کی بنسبت خاص کر بربناے شہادت تحریری کے فیصلہ کرنا لازم آیا ہائیکورٹ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

سب سے ابتدائی شہادت دستاویزی ایک تمسک مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۴۲ء ہے اوسکا تحریر کیا جانا منجانب دسرتھ لعل مختار مسماۃ چوراسو کنور زوجہ دہرم سنگھ کے بحق کنہی لال پایا جاتا ہے جو اوس وقت شیر پور پرگنہ یہ ایک منجملہ جائیدادہاے متنازعہ کے ہے حسب ایک اجارہ زرپیشگی کے جو دہرم سنگھ نے دیا تھا قابض تھا تمسک میں ذکر اجارہ کا ہے اور بابت اوس روپیہ کے جو اوس وقت قرض لیا گیا ایک مطالبہ مزید شیر پور پر قایم کیا گیا اوسپر "دستخط مسماۃ چوراسو کنور بیوہ بابو دہرم سنگھ بقلم شیو دیال سنگھ" ثبت ہیں اور اوسپر گواہی دسرتھ لعل اور شیو دیال سنگھ کی ہے بعد اس کے دستاویز اجارہ زرپیشگی مورخہ ۲۴ جون ۱۸۴۲ء ہے اوسکا تحریر کیا جانا منجانب دسرتھ لعل مختار مسماۃ چوراسو کنور بیوہ بابو دہرم سنگھ کے پایا جاتا ہے اوس میں ذکر اجارہ منجانب دہرم سنگھ اور مطالبہ مزید ۱۵ ستمبر ۱۸۴۲ء کا ہے۔ اور یہ تحریر ہے کہ میعاد اجارہ مذکور ختم ہوگئی اور اوسکی تجدید میعاد ۳ سال مزید کے لئے کی جاتی ہے اسپر دستخط صرف دسرتھ لعل کے ہیں اور مہر چوراسو کنور کی ہے شیو دیال نے اوسپر نہ دستخط کئے ہیں اور نہ گواہی۔

۱۸۹۵ء
رتن کنور
بنام
بابو دیو پرشاد سنگھ

ایک اور کاغذ فیصلہ ایڈیشنل صدر امین پٹنہ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۴۳ء سے ہے جو ایک نالش میں صادر ہوا تھا جسکو دو اشخاص نے بنام چوراسو کنور و شیودیال سنگھ و رام لال سنگھ وغیرہ بابت حصہ پیداوار ایک گانوں واقع موضع درزارا بزرگ کے دایر کی تھی اور اس موضع کی نسبت عرضیدعوی میں یہ بیان تھا کہ وہ از ملک دہرم سنگھ ہے تجویز میں یہ تحریر ہے کہ چوراسو کنور نے اپنا جواب مشعر انکار تعلق شیودیال سنگھ و رام لال سنگھ کے وراثت دہرم سنگھ سے داخل کیا تھا اور یہ کہ شیودیال نے اپنی طرف سے اور بطور ولی اپنے بھائی نابالغ رام لال کے بات خاص اپنا جواب تائید جواب دہی چوراسو کنور کے اس مضمون سے داخل کیا تھا کہ اوس کے چچا دہرم سنگھ کی وارث مسماۃ چوراسو کنور بیوہ دہرم سنگھ ہے اور مطابق اس کے نالشات بہ ثبوت وراثت مسماۃ کے فیصل ہوئیں اور اپیل ناراضی فیصلہ ضلع عدالت صدر میں دایر ہے اور نالش مدعیان بمقابلہ مدعا علیہ یہ بیان وراثت دہرم سنگھ متوفی ڈسمس ہونا ایک فعل خود غرضی منجانب مدعیان ہے۔

جو حکم کہ اس نالش میں صادر ہوا وہ یہ ہے کہ نالش بمقابلہ مسماۃ چوراسو کنور کے ڈگری ہو اور دیگر مدعا علیہم اس مقدمہ میں ذمہ داری سے بری ہوں۔"

ایک اور کاغذ فیصلہ منصف بلسا مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۴۴ء صادرہ نالش فیض علی خان بنام چوراسو کنور و شیودیال سنگھ و رام لال سنگھ و دیگر اشخاص جو اہالیان خاندان نہ تھے ہے اسمیں دعوی دلاپانے ایک حصہ پیداوار جائیداد موقوعہ موضع محمد پور کا تھا جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ ایک ملازم دہرم سنگھ بموجب اوس کے حکم اور دیگر مدعا علیہم زبردستی سے کاٹ کر لے گئے مدعا علیہم نے مدعی کے استحقاق سے انکار کیا اور یہ بیان کیا کہ وہ اراضی جسکی پیداوار اوٹھالی گئی اون کے موضع محمد پور میں واقع ہے جج ماتحت نے تجویز کیا ہے کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چوراسو کو کچھ حق اوس موضع میں تھا یہ نالش اس بنا پر ڈسمس ہوئی کہ مدعی نے اپنا استحقاق ثابت نہیں کیا اور یہ امر کہ دہرم سنگھ کے کون ورثا ہیں قطعی طور پر اوس مقدمہ میں غیر اہم تھا۔

ایک اور کاغذ ڈگری عدالت صدر مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۸۴۴ء صادرہ ایک نالش کی ہے جو جائیداد کثیر المالیت سے متعلق تھی دہرم سنگھ نے ایک نالش واسطے استقرار اپنے حق کے نسبت جائیداد مذکور کے دایر کی تھی اور ڈگری ۲۹ اپریل ۱۸۴۴ء کو حاصل کی تھی بناراضی اوس کے اپیل دایر کی گئی اور بعد وفات دہرم کے چوراسو کنور اسپانڈنٹ بحیثیت اوس کے قایم مقام کے بنائی گئی ہم باتحت یہ تحریر کرتے ہیں کہ منجانب شیودیال و رام لال کوئی کوشش اس امر کی نہیں کی گئی

سنہ ۱۸۹۶ء
بیربت کنور
بنام
مہاراجہ ہیرا شیام سنگھ

کہ وہ اپنے نام بجاے دہرم کے تحریر کرائیں اور اگر وہ اوس کے ساتھ شامل ہوتے اور مستحق جایداد بحق باقی ماندگی ہوتے تو غالباً وہ ایسا کرتے حکام عالی مقام کوئی وقعت اس امر کی نہیں تصور کرتے ہیں بلکہ یہ نہیں خیال کرتے کہ کوئی ایسا امر قرین قیاس تھا رام لال نابالغ تھا اور شیو دیال کے ریسپانڈنٹ نہونے کی دیگر وجوہ علاوہ اس کے ہوسکتی ہیں کہ وہ جانتا تھا کہ اوسکو استحقاق نہیں ہے - اگر ڈگری ۲۹- اپریل سنہ ۱۸۷۲ء کی منسوخ ہوتی تو وہ پابند ڈگری عدالت ہسمکا نہوتا -

دراصل صرف شہادت تحریری جو اہم ہے وہ بیان شیو دیال کا ہے کہ وہ اور رام لال وثار دہرم کے نہ تھے یہ بیان ۴۰ سال پیشتر کیا گیا تھا اور چونکہ شیو دیال فوت ہوگیا ہے اور کوئی شہادت دستاویزی واسطے توضیح بیان مذکور کے نہیں ہے لہذا اسکی وجہ کہ کیوں اوس نے چوراسو کنور کو وارث دہرم سنگھ قرار دیا صرف خیالی بیان کی جاسکتی ہے - بیان تحریری رام لال میں یہ لکھا تھا کہ اوس کی وجہ یہ تھیں کہ قریب وفات دہرم سنگھ کے مقدمہ دائر تھا اور شیو دیال مقروض تھا اور یہ کہا گیا ہے کہ دائنان نے یہ کوشش کی تھی کہ جایداد خاندان کو نیلام کرادیں جبکہ یہ بیان تحریری کیا گیا اوسوقت رام لال نابالغ تھا اور ممکن ہے کہ اوسکو یہ حالات معاملہ معلوم ہوں تنہا چوراسو کنور وارث قرار دیگئی تھی مگر یہ بات جھوٹی تھی کیونکہ بھوپ کنور بدرجہ مساوی وارث تھی اسوجہ سے یہ بیان جزواً غلط تھا اور اگرچہ یہ قیاس ہوتا ہے کہ کوئی ایسی وجہ تھی کہ جواب ثابت نہیں کیجاسکتی جس کے سبب سے تنہا استحقاق چوراسو کنور کا بیان کیا گیا تھا جج ماتحت نے یہ تصور کیا کہ دو صورتیں علی سبیل البدل ہوسکتی ہیں یعنی یہ کہ چوراسو کنور کا اپنا استحقاق بیان کرنا بطور ایک فعل نیک نیتی کے تصور کیا جائے یا یہ تصور کیا جائے کہ شیو دیال سنگھ نے "بغرض مخفی رکھنے اصل حقیت کے ایک تدبیر کی تھی تاکہ عوام کو دہوکا ہو اور وہ اپنے حق کو چھپا سکے" لیکن چونکہ اظہار حق منجانب چوراسو کنور جزواً جھوٹا تھا اس لئے اوسکا بہ نیک نیتی ہونا مشتبہ ہے مزید براں جیساکہ ہائی کورٹ نے تحریر کیا ہے یہ امر کہ کوئی شہادت کسی دستاویز تقسیم یا علیحدگی کسی قسم کی نہیں ہے بلحاظ مالیت جایداد خاندانی اور اس امر کے نہایت اہم ہے کہ یہ خاندان اس قسم کا تھا کہ اوس میں لیاقت کرنے کاروبار کی بہت زیادہ تھی یہ صاف ظاہر ہے کہ بوقت وفات ڈاہن کے دہرم اور رامدیال باعتبار حقیت کے شامل تھے اور بر طبق وفات رامدیال کے دہرم باعتبار حقیت اپنے بھتیجوں کے ساتھ شریک رہا مدعیہ کو اس قیاس کی تردید کرنی چاہیے تھی کہ یہی حالت قایم رہی اور یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ علیحدگی باعتبار حقیت ہوئی تھی شہادت دستاویزی کہ صرف یہی شہادت اسمقدمہ
۱۰ میں قابل اعتبار ہے حکام عالی مقام کی رائے میں اس امر کے ثابت کرنے کے لئے اوس حالتمیں بھی

۱۸۹۴ع
پرت کنور
بنام
مہابیر پرشاد سنگہ

غیر کافی ہے کہ شہادت لسانی مدعیہ اور اوس کے دو گواہان پر بھی لحاظ کیا جائے حالانکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جج ماتحت نے اس شہادت کو بے وقعت تصور کیا ہائیکورٹ نے برطبق اپیل منجانب مدعا علیہم نالش کو ڈسمس کیا اور اپیل متخالف مدعی کو بھی ڈسمس کیا اور حکام عالی مقام مود بانہ حضور ملکہ معظمہ کو یہ مشورہ دیں گے کہ ڈگری ہائیکورٹ کی بحال اور اپیل ہذا ڈسمس ہو اپیلانٹ خرچہ اپیل ہذا ادا کرنیگا

اپیل ڈسمس ہوا -

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ - مسٹر جے ایف واٹکنس -

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ - مسٹران ٹی ایل ولسن و کمپنی -

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سپیل صاحب جج

۵ - اپریل ۱۸۹۴ع

شیام چند گری بنام جیارام پانڈے*

نالش کا ساقط ہونا - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۶ و ۳۷۱ - بانی رہنا حق نالش کا بعد وفات کے - درخواست از سر نو قایم کرنے نالش کی منجانب ایسے شخص کے جسکا دعوے متناقض مدعی ابتدائی کے ہو - فریقین - قایم کرنا نام کسی شخص کا بجائے کسی فریق کے -

عبارت دفعہ ۳۶۱ و ۳۷۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلقہ سقوط نالش سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سبب سے تدعا پہر قایم کئے جانے کسی نالش کی بعد وفات مدعی کے کیجائے تو ضرور ہے کہ بنائے مخاصمت نالش ابتدائی کی اور اوس نالش کی جو پہر قایم کیجاے ایک ہی ہو اور یہ کہ کوئی بناے مخاصمت جدید اوس نالش میں قایم نہیں کیجا سکتی جو از سر نو قایم کی گئی ہو ایک نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی گئی کہ مدعی مستحق جانشینی بطور مہنت استہان تارکیسر کے تہا اور یہ بیان کیا گیا (الف) کہ وہ بطور چیلہ مہنت متوفی کے منتخب کیا گیا - (ب) رسم چیلہ کئے جانے کی حسب ضابطہ بجا لائی گئی اور وہ اپنے گرو کے آسرم میں داخل ہو گیا - (ج) رسم گدی نشینی کی برضامندی دسنامی کے ادا کی گئی اور اوس کے ذریعہ سے وہ مہنت ہو گیا - اور اوس نے کام اوس عہدہ کا کیا بعد وفات مدعی کے ایک درخواست قایم کئے جانیکی بجاے مدعی کے ایسے وجوہ سے کی گئی کہ جس سے سایل کی مخالفت مدعی ابتدائی سے پائی جاتی تہی اور اوس کا

* درخواست بمقدمہ ابتدائی دیوانی نمبر ۹ و ۱ سنہ ۱۸۹۳ع

۱۹۱۵ء
شام چندگری
بنام
بھیا نام پانڈے

دعوی بیان مدعی اول پر منحصر نہ تھا بلکہ اوس کے متناقض تھا تجویز ہوئی کہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حق نالش سایل کو حسب مراد دفعات مجموعہ کے باقی رہا جو متعلق سقوط نالش کے ہیں بلکہ وفات مدعی سے نالش ساقط ہوگئی -

یہ درخواست ایک شخص کیشب چندگری نے واسطے قایم کئے جانے اپنے بطور فریق منتقل کے بجائے مدعی متوفی کے پیش کی -

شیام چندگری نے یہ نالش واسطے استقرار اپنے حق جانشینی بطور مہنت مٹھ تارکیشر اور بطور شبیت مورت ایشر تارک ناتھ شیو کے دایر کی -

عرضی دعوی میں یہ بیان تھا کہ ایک شخص مادہب چندگری بزمانہ اپنی حیات کے اور تا وقت اپنی وفات کے مہنت مندر مذکور کا اور شبیت مورت مذکور کا تھا اور اس حیثیت سے وہ جایداد کثیر التعداد منقولہ اور غیر منقولہ پر قابض تھا چونکہ مادہب چندگری کی یہ خواہش تھی کہ مطابق دستور مروجہ مہنتان کے کسی چیلہ کو جو حسب قاعدہ چیلہ کیا گیا ہو نامزد کرے کہ اوسکو اس مندر کی گدی پر جب کبھی کہ وہ بوجہ کسی عارضہ یا سوے اتفاق کے اپنا کام نہ کرسکے بٹھالے لہذا اوس نے ۱۲۷۹ سنہ بنگلہ (۱۸۷۲ء) میں جسکو اپنا چیلہ بنایا اور مطابق دستور مہنتوں کے بوقت بنانے کے گورو نے رسم بجے ہوم کی یعنی آسرم مہنتوں میں داخل کرنیکی رسم بلا اس کے کوئی شخص چیلہ نہیں بنایا جاسکتا تھا) ادا کی اور بموجب ایک اور رواج کے جب کوئی چیلہ حسب قاعدہ منتخب کیا گیا ہو اور بطور جانشین گدی پر اوسکا بٹھانا منظور ہو مدعی کو بطور اصل چیلہ کے مادہب چندگری نے واسطے اپنی جانشینی کے منتخب کیا اور وہ ۱۲۸۰ سنہ بنگلہ (۱۸۷۳ء) میں ساتھ مراسم ضروری کے گدی نشین کیا گیا اور اوس کے مہنت ہونیکا اشتہار دیا گیا اور بہ طبق اس کے مطابق رواج کے مہاراجہ بردوان نے جنکی زمینداری کے اندر مندر واقع ہے یہ تسلیم کیا کہ اوسکو حق جانشینی مہنت کا حاصل ہے اور اوس نے سارٹیفکٹ چیلہ ہونے اور رسم گدی نشینی کے انجام پانیکا حاصل کیا اور نیز ایک سند تسلیم اوس کے حق کی اوسکو مہاراجہ بردوان سے ملی اور یہ کہ بعد اسکے مادہب چندگری نے بحق مدعی ایک دستاویز تقرر تحریر کی جسکے ذریعہ سے اوسنے مدعی کو مہنت واسطے انجام کار کے بزمانہ اپنی غیر حاضری کے مقرر کیا اور مزید براں اوسکا تقرر مستقل طور پر گدی مندر پر بصورت اپنی وفات کے کیا اور ۱۸۸۲ء میں مادہب چندگری پر جرم زنا کا ثابت ہوا اور اوسکو سزاے قید تین سال کی دیگئی اور تاریخ گدی نشینی سے بطور مہنت کے تا ئت ۵ - نومبر ۱۸۸۲ء مدعی اس مندر کا بطور مہنت کے گدی نشین رہا اور عامہ خلایق نے بطور واقعی مہنت کے اوس کے ساتھ سلوک کیا اور بحیثیت

۱۸۹۴ء
شیام چندگری
بنام
بھیارام پانڈے

مذکورہ وہ قابض جایداد منقولہ وغیر منقولہ متعلقہ اس استہان کے رہا اور اس مورت کا چڑہاوا پاتا رہا اور
لگان اور منافع جایداد غیر منقولہ مندر وصول کرتا رہا اور اوس کی بابت جو محصولات تھے ادا کرتا رہا
۱۸۷۵ء میں مادہب چندرگری نے پہر قبضہ گدی پر بطور مہنت کے کیا اور تا وقت وفات اپنے
قابض رہا اور اوس زمانہ میں جو مابین اوس کے مکرر قبضہ حاصل کرنے اور اوسکی وفات کے گذرا مدعی کے ساتھ
بطور اپنے اصل چیلہ کے برتاؤ کرتا رہا اور اونہوں نے اوسکو بطور مہنت کے ایک اور مندر کا انتظام جو نام گوبہوالی پور
مشہور ہے سپرد کیا اور وہ اوسپر ہنوز قابض ہے دفعہ ۱۵ عرضیدعوی میں یہ تحریر ہے کہ بجز مدعی کے اور
کوئی شخص جو باقاعدہ چیلہ مادہب چندرگری مذکور کا بنایا گیا ہو نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا شخص ہے کہ جسکی
نسبت رسم بہجے ہوم کیگئی ہو اور نہ مادہب چندرگری مذکور نے کسیوقت یہ خواہش ظاہر کی کہ کوئی اور
شخص بجز مدعی کے گدی مذکور پر بٹہایا جائے اور نہ رسم گدی نشینی بجز مدعی کے نسبت کسی شخص کے بجالائی
گئی مدعی نے بعد اس کے یہ تحریر کیا کہ مادہب چندرگری کلکتہ میں ۱۰ - مارچ ۱۸۹۳ء کو فوت ہوا
اور ایک روز قبل اپنی وفات کے اوس نے مدعی کو بلالیا اور مدعی اوس کے پاس آیا اور تا وقت
اوسکی وفات کے اوس کے پاس رہا اور اوسکا کریاکرم حسب دستور کیا اور مطابق اوس ہدایت
کے جو اوسکو مادہب چندرگری نے زبانی قبل اپنی وفات کے کی تہی مدعی تارکیشر کے مندر کو گیا
اور وہاں گدی پر بجائے مہنت متوفی کے بیٹہا اور ۱۱ - مارچ سے ۱۶ - مارچ ۱۸۹۳ء تک قابض رہا
اور اوس تاریخ کو مدعاعلیہ نے زبردستی سے اوسکو بیدخل کیا مدعی نے استدعاے استقرار اس امر کی
کی کہ وہ حسب قاعدہ مہنت مندر کا بنایا گیا تھا اور اوسکو قبضہ دلایا جائے اور حکم امتناعی مدعاعلیہ
کے نام جاری ہو کہ وہ جایداد مندر میں دست اندازی یا اوسکی نسبت عملدرآمد نہ کرے اور ایک رسیور
مقرر کیا جاے اور وصیتنامہ مظہرہ نوشتہ مادہب چندرگری جس کے بموجب مدعاعلیہ بطور
مہنت مقرر ہونے کے دعوے کرتا ہے عدالت کے روبرو پیش کیا جائے اور مدعاعلیہ کو حکم ہو
کہ اوسکو حسب ضابطہ ثابت کرے اور یہ قرار دیا جائے کہ مدعاعلیہ عہدہ مہنت پر مقرر کئے جانے کے
لائق بوجہ ہونے چیلہ کے نہیں ہے اور حساب لیا جائے -

ہومنی کیشب چندرگری میں جو بتائید اوسکی درخواست کے تہی یہ تحریر تہا کہ ایک رسیور
برضامندی ۲۰ - مارچ ۱۸۹۳ء کو مقرر ہوا تہا مگر قبل اس کے کہ وہ قبضہ حاصل کرسکے یعنی ۲۱ - مارچ کو
مدعی فوت ہوا اور رسیور اسوجہ سے قبضہ نہیں پاسکا اور اس لئے یہ ضرور ہے کہ جسقدر جلد ممکن
ہو وہ قبضہ حاصل کرے ورنہ بہت جایداد خاصکر زر تحصیل شدہ اور چڑہاوا تلف ہوجائیگا اور مطابق

سنہ ۱۸۹۲ء
شیام چندر گری
بنام
بھیارام پانڈے

رواج جانشینی عہدہ مندر تارکیشر کے مدعی شام چندر گری مستحق گدی نشینی بحیثیت مہنت کے بعد وفات مادہب چندر گری کے تھا اور بعد وفات مدعی کے سایل مستحق اوس کے جانشین ہونے کا اور مندر کے مہنت ہونیکا ہے اور سایل گورو بہائی مدعی متوفی کا ہے اور بسلسلہ انتخاب اور چیلہ کئے جانے کے بعد وفات مدعی کے وہی مستحق بطور چیلہ مادہب چندر گری کے ہے اور اوسکو مادہب چندر گری نے باقاعدہ چیلہ بنایا اور منتخب کیا تھا اور بعدہ اوسنے سایل کو بخوبی بطور اپنے چیلہ کے تسلیم کیا تھا - اور وہ بمقابلہ مدعا علیہ کے باعتبار انتخاب اور چیلہ کئے جانے کے بڑا چیلہ ہے اور سائل کو مادہب چندر گری نے حسب قاعدہ منتخب اور چیلہ بنایا تھا اور رسم بیجے ہوم کی حسب دستور مادہب چندر گری نے ۹ - تاریخ بیساکھ سنہ ۱۲۸۸ء کو ادا کی تھی اور وصیت نامہ مادہب چندر گری میں سایل کا نام بطور بڑے چیلہ مادہب چندر گری کے مندرج ہے اور اوس سارٹیفکٹ میں جو مدعی شام چندر گری کو عطا کیا گیا تھا اور نیز دستاویز تقرر مدعی میں جسکا ذکر عرضی دعوے میں ہے سایل کا نام اسطرح پر مندرج ہے کہ بعد شام چندر گری مدعی کے چیلوں کے سلسلہ میں ہے اور بزمانہ حیات مادہب چندر گری کے اور جبکہ مدعی نے کام مہنتی کا انجام دیا سایل نے ہمیشہ اوس کی مدد باتفاق رائے مادہب چندر گری کے کی اور بعد اس کے کہ مادہب چندر گری مکرر گدی نشین ہوا سایل ہمیشہ منتظم گدی کا بزمانہ غیر حاضری مادہب چندر گری کے ہوا اور جب مادہب چندر گری مندر میں ہوتا تھا تب وہ ہمیشہ اوسکی مدد بجا آوری کارہائے مہنتی میں کرتا تھا اور عملاً مہتمم مندر مذکور کا تھا اور بوجہ وفات مدعی کے سایل بڑا چیلہ منجملہ باقیماندہ چیلوں مادہب چندر گری کے ہو گیا اور اسوجہ سے وہ مستحق گدی نشینی کا ہے -

سائل نے گذارش کی کہ حق نالش اوس کو باقی ہے اور وہ قایم مقام قانونی مدعی کا ہے اور بحیثیت قایم مقام قانونی اور جانشینی کے مستحق اوس دادرسی کا ہے جس کی استدعا نالش میں کی گئی اور اسوجہ سے نالش بوجہ وفات مدعی کے ساقط نہیں ہوئی -

اس درخواست کی جواب دہی مدعا علیہ نے کی اور اوسنے یہ بیان کیا کہ میں یکم فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو باقاعدہ چیلہ کیا گیا اور میرا تقرر بطور چیلہ کے مہنت متوفی مادہب چندر گری سے کیا اور اوس نے رسم بیجے ہوم کی حسب دستور نسبت مدعا علیہ کے ادا کی اوسنے بذریعہ ایک وصیت نامہ کے دعوے کیا جس کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ مادہب چندر گری نے ۵ - مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو تھوڑے عرصہ پیشتر اپنی وفات کے تحریر کیا تھا اس وصیت نامہ کے پروبیٹ عطا کرنے سے صاحب جج

۱۸۹۴ء
شام چندرگری
بنام
بھیارام پانڈے

ضلع ہوگلی نے انکار کیا تھا اور اونہوں نے خلاف وصیت نامہ کے تجویز کی تھی مگر بنا راضی اوس فیصلہ کے ایک اپیل ہائیکورٹ میں دائر تھا مدعا علیہ نے یہ بیان کیا کہ اودسنے کریا کرم مہنت متوفی کا کیا بوراثت جس کے مطابق وصیت نامہ کے وہ حسب قاعدہ بطور مہنت کے جانشین ہوا اور کیشب چندر گری سندر تارکیشر سے علیحدہ ہوگیا تھا اور اوسکو نقیروں کے ایک اور استھان سے تعلق تھا اور وہ وارث شام چندر گری مدعیکا نہ تھا کیونکہ یہ دو اشخاص مختلف فرقوں کے تھے اور ایک ہی گورو کے چیلے نہیں سبب تھے اور اسوجہ سے اون کے باہم تعلق گور و بھائی کا نہیں رہا تھا اور کوئی ایسا رواج یا دستور نہ تھا کہ جس کی رو سے بڑا چیلا مستحق جانشینی بطور مہنت کے ہو اور رسم بیج ہوم کی مہنت متوفی نے نسبت مدعی شام چندر گری یا کیشب چندر گری کے ادا نہیں کی اور مدعا علیہ کو مادہب چندر گری نے جسکو اختیار تقرر حاصل تھا مہنت مقرر کیا تھا اور اوسکو حسب دستور بطور مہنت کے گدی نشین معین کیا لہذا وہ مستحق اسکا ہے کہ اوس کا مہنت ہونا تسلیم کیا جائے اور اوس کے دعوے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

یہ درخواست واسطے سماعت کے اوس حاکم کے روبرو پیش ہوئی جو چیمبر میں اجلاس فرماتا تھا۔

سر گرفت ایونس (بمعیت مسٹر اوڈراف و مسٹر فلیس) بتائید درخواست حاضر ہوئے۔

مسٹر مِتر (بمعیت ایڈوکیٹ جنرل سر چارلس پال) و مسٹر ڈبلیو سی بنرجی منجانب فریق مخالف۔

سیل صاحب جسٹس۔ بعد اوس تقریر کے جو باریکی اور محنت سے میرے روبرو کی گئی میں زیادہ ترجیح پسند کرتا کہ وہ نتیجہ بیان کروں جو میں نے اخذ کیا ہے۔ اور اپنے وجوہ ایک فیصلہ میں جو غور سے لکھا جائے درج کروں لیکن حالات مقدمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو توقف سے احتراز کیا جائے۔

سائل ایک شخص کیشب چندر گری ہے جس کی یہ استدعا ہے کہ اوس کا نام مسل مقدمہ ہذا میں بجائے نام مدعی متوفی کے درج کیا جائے اور اوسکو یہ اجازت دیجائے کہ عرضیدعوے کی جسقدر کہ بوجہ درج کئے جانے اوس کے نام کے بطور مدعی بجائے مدعی

سنہ ۱۹۱۴ء
شام چند گری
بنام
بھیا رام پانڈے

ابتدائی کی ضرورت ہو ترمیم کیجائے -

واقعات مبینہ سائل سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر اجازت اوس کے نام کے قایم کرنیکی دیجاوے تو یہ ضرور ہوگا کہ ترمیمات اہم حالات مندرجہ عرضی دعوے میں اس غرض سے کی جائیں کہ سایل بطور قایم مقام مدعی کے نالش کی پیروی کر سکے -

تبائید درخواست کے اول یہ بحث کی گئی ہے کہ حق نالش کرنے کا بوجہ وفات مدعی کے ساقط نہیں ہوا اور دوم یہ کہ حق سائل کو وراثتاً پہونچا اور اسوجہ سے اوس کو یہ استحقاق ہے کہ وہ بجائے مدعی ابتدائی کے مدعی بنایا جائے -

بحث اول منحصر اوپر معنی الفاظ حق نالش ہو تو عہ دفعہ ۳۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے - اوس دفعہ میں یہ مندرج ہے کہ وفات مدعی یا مدعا علیہ سے اگر حق نالش باقی رہتا ہو نالش ساقط نہ ہو جائے گی اس کے برعکس صورت دفعہ سے ظاہر نہیں ہوتی یعنی یہ کہ وفات کسی فریق سے نالش ساقط ہو جائے گی اگر حق نالش باقی نہ رہے لیکن عملاً یہی نتیجہ صریحاً اوس دفعہ کا اور دفعات مابعد کا ہے جو متعلق سقوط کے ہیں -

قاعدہ سقوط جیسا کہ مجموعہ ضابطہ میں مندرج ہے اور جس طور پر کہ اوسکی توضیح تشریحات متعلقہ دفعہ ۳۶۱ میں کی گئی ہے اوسی قسم کا ہے کہ جیسا انگلستان میں جاری ہے بلکہ وہ صورت جو تشریح درج ہیں بیان کی گئی ہے اس مسئلہ پر مبنی ہے "نالش ذاتی ذات کے ساتھ فنا ہو جاتی ہے" تشریحات متعلقہ دفعہ ۳۶۱ و نیز احکام مندرجہ دفعات مابعد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حق نالش کیا ہے اور وہ کس کو حاصل ہوتا ہے -

دفعات ۳۶۲ و ۳۶۳ متعلق وفات ایک مدعی کے منجملہ چند مدعیان کے ہے دفعہ ۳۶۵ صورت وفات مدعی تنہا سے متعلق ہے اور اس وجہ سے وہ صاف طور پر درخواست ہذا سے متعلق ہے دفعہ ۳۷۲ صورت ہائے انتقال یا توریث حق سے متعلق ہے کہ جس کی نسبت دیگر نہج پر کوئی قاعدہ نہ ہو ان دفعات میں وہ ضابطہ مقرر کیا گیا ہے جس پر اون اشخاص کو عمل کرنا چاہئے - جو دعوے استحقاق پیروی نالش کا کسی حالت میں منجملہ حالات مندرجہ دفعات

شیام چندر گری بنام بھیارام پانڈے ۱۸۹۷ء

مذکور کہتی ہوں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ حسب دفعہ ۳۶۵ بوقت وفات مدعی تنہا کے حق نالش اوس کے قایم مقام قانونی کو حاصل ہوتا ہے۔

حق نالش اون واقعات پر مبنی ہے جن سے وہ شے مرکب ہے جس کو سبب کے مخاصمت کہتے ہیں اور دفعہ ۳۷۱ میں یہ قاعدہ مندرج ہے کہ جب کوئی نالش بموجب باب ہذا کے ساقط یا ڈسمس ہو تو کوئی نالش جدید اوسی بنائے مخاصمت پر دائر نہ کیجائیگی عبارت دفعہ آخرالذکر سے ظاہرا یہ صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ بنائے مخاصمت نالش اول اور اوس نالش کی جو پھر قایم کی گئی ہو ایک ہی ہونی چاہیے اور یہ کہ کوئی بنائے مخاصمت جدید اوس نالش میں داخل نہیں کیجا سکتی جو دوبارہ قایم کی گئی ہو۔

اگر میں نے مراد دفعہ ۳۷۱ کی تعبیر صحیح کی ہے تو یہ امر ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ عرضی دعوے نالش ہذا کو غور سے دیکھا جائے اور اوس کے ذریعہ بیانات کا مقابلہ اون واقعات سے کیا جائے جو سائل نے بیان کئے ہیں واسطے غرض ہذا کے یہ کافی ہے کہ بیانات مندرجہ ذیل کا ذکر کیا جائے جن پر مدعی ابتدائی نے بطور بنیاد اپنے دعوے کے استدلال کیا تھا۔

(اول) اوس کو بطور چیلہ کے مادہب چندر گری مہنت متوفی نے منتخب کیا تھا۔

(دوم) رسم چیلہ بنانے کی باقاعدہ ادا کی گئی تھی جس کے ذریعہ سے وہ اپنے گرو کے آسرم میں داخل ہوا۔

(سوم) رسم گدی نشینی منظوری و رضامندی وسنامی کے عمل میں آئی اور بذریعہ اوس کے وہ مہنت ہو گیا اور اوسنے کام اوس عہدہ کا انجام دیا۔

یہ نالش مدعی ابتدائی نے واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ وہ واقعی مہنت تارکیشر کا بہ جانشینی مہنت مادہب چندر گری کے تھا اور اوسنے دادرسی مستلزمہ کی استدعا کی۔

سائل حال کی کاربرآری اس بیان مندرجہ عرضی دعوے کے ثابت کرنے سے نہیں ہوئی کہ مدعی ابتدائی مادہب چندر گری کا قایم مقام بطور مہنت کے ہوا تھا سائل دعوے چیلہ ہونے مدعی ابتدائی کا نہیں کرتا بلکہ اوس کے پیشرو کے چیلہ ہونے کا دعوے رکھتا ہے اور در اصل اس دعوے سے مخالفت مدعی ابتدائی کی ہوتی ہے جس کا مقصد یہ

۱۸۹۷ء
شام چند گری
بنام
پوہارام پانڈے

جس طور پر کہ دفعہ ۱۵ عرضی دعوے میں بیان کیا گیا ہے دراصل یہ تھا کہ کوئی اور چیلہ سوائے خود اوس کے ایسا نہ تھا کہ جس کی نسبت رسوم ۴ پیدا کئے جانے اور گدی نشینی کی انجام دی گئی ہوں یا جس کے لیے سند مہاراجہ بردوان کی حاصل کی گئی ہو پس سائل کی حیثیت ایک دعوے دار عہدہ کی ہے جو خود اپنا ایسا دعوے قایم کرنا چاہتا ہے جو نہ صرف دعوے مدعی ابتدائی پر منحصر نہیں ہے بلکہ اوس سے متناقض ہے -

بلاشبہ اگر یہ نالش بغرض حفاظت جایداد متعلقہ مورت بمقابلہ مداخلت بے جا کنندہ کے ہوتی تو اوس صورت میں اون دلائل کا جواب دینا جو میرے روبرو بجانب سائل حال کی گئی ہیں دشوار ہوتا مگر یہ نوعیت مقدمہ کی نہیں ہے اور اصل مقصد سائل کا یہ ہے کہ ایک دعوے مخالف نسبت عہدہ مہنتی کے قایم کرے اور یہ صرف بذریعہ نالش علیحدہ کے ہو سکتا ہے میں یہ قیاس کرتا ہوں کہ جو کوئی شخص مہنت قرار دیا جائیگا اوسی کو وہ جایداد جو متعلق مندر ہے بطور نتیجہ استقرار مذکور کے ملے گی یہ نالش ذاتی قسم کی ہے کیونکہ اوسکا منشا یہ ہے کہ ایک حق ذاتی نسبت عہدہ کے ثابت کیا جائے اور اس وجہ سے میری دانست میں حق نالش باقی نہیں رہتا نتیجہ یہ ہے کہ نالش ساقط ہوتی ہے بلحاظ اوس رائے کے جو میں نے نسبت امر اول کے قایم کی یہ ضرور نہیں ہے کہ میں کوئی رائے نسبت دوسرے امر کے ظاہر کروں لیکن یہ ملحوظ رہنا چاہیئے کہ اس فیصلہ کرنے سے جو میں نے کیا ہے میں کوئی امر مغز دعوے سائل تمام کے نہیں کہتا ہوں میں صرف اس قدر کہتا ہوں کہ یہ دعوے اس نالش میں قایم نہیں ہو سکتا -

درخواست نامنظور کیجاتی ہے

مسٹر مِتر نے استدعا خرچہ کی بابت ایک سماعت کے کی -

سر گرفت ایونس نے عذر کیا - یہ درخواست چیمبر میں پیش کی گئی عدالت صرف یہ تصدیق کر سکتی ہے کہ کونسل حاضر تھا -

مسٹر مِتر - یہ درخواست ملتوی ہوکر عدالت میں پیش ہوئی اور یہ تصور کرنا چاہیئے کہ یہ درخواست عدالتی تھی اوس صورت میں بھی صرف ایک جزو ہمارے صرفہ کا داخل ہوگا -

۱۸۹۴ء شیام چندر گری بنام بھیارام پانڈو

سیل صاحب جسٹس - کوئی نظیر اس امر کی نہیں ہے کہ اس قسم کی درخواست کا خرچہ بطور خرچہ سماعت کے تصور کیا جائے خرچہ کی نسبت اوسی طور پر عملدرآمد کیا جاوے گا کہ گویا خرچہ معمولی درخواست عدالتی کا ہے -

درخواست نامنظور ہوئی

اٹرنی منجانب کیشپ چندر گری سائل مسٹر پوایل بوس
اٹرنیان منجانب مدعاعلیہ مسٹران سین و کمپنی -

باجلاس سیل صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء ۲۴ جولائی

کشوری موہن رائے بنام کالیچرن گھوس *

عملدرآمد - رہن - نالش بربنائے رہن نامہ واسطے حساب اور نیلام جائداد مرہونہ کے - مونہ ڈگری - ڈگری اوس صورت میں جبکہ مرتہن مابعد مدعاعلیہ ہو اور خواستگار حساب بربنائے رہن نامہ ہو - درخواست ترمیم ڈگری -

ایک نالش کی ڈگری میں جو بربنائے رہن نامہ واسطے حساب اور نیلام جائداد مرہونہ کے تھی ایک مرتہن مابعد جو مدعاعلیہ بنایا گیا تھا حاضر ہوا اور اوسنے اپنا رہن ثابت کیا اور یہ درخواست کی کہ ڈگری میں جسکے حصول کی استدعا مدعی نے کی ہے یہ بھی حکم ہو کہ حساب مطابق اوسکے رہن نامہ کے طے کیا جائے اور جو کچھ کہ زر واجب ادا قرار پاوے وہ اوسکو زر ثمن نیلام میں سے دلایا جائے - ایسی صورت میں جسمیں کوئی امر تنقیح طلب مابین مدعاعلیہم کے قایم نہیں کیا جاتا اور کوئی بحث تقدم کی بوقت ثبوت رہن دوم کے پیدا نہیں ہوتی عدالت کا عمل درآمد یہ ہے کہ ڈگری مشعر ہدایت حساب بربنائے ہر رہن نامہ کے صادر کیجاتی ہے اور ایک میعاد واسطے انفکاک کے جملہ مدعاعلیہم کیلئے مقرر کیجاتی ہے مقدمہ ہند روبوشن چودھری بنام چمن لال جوہری[1] کا حوالہ دیا گیا -

درخواست خریدار حق راہنی کہ وہ نالش مذکور میں مدعاعلیہ بنایا گیا تھا اور اسپر تعمیل سمن کی گئی تھی اور وہ حاضر نہیں ہوئے منشاء اس امر کے کہ ڈگری کی جو مطابق عملدرآمد مذکورہ بالا کے صادر کی گئی تھی اسطرح پر ترمیم کیجائے کہ وہ محض ایک ڈگری بحق مدعی رہے اور وجہ یہ ہے کہ عدالت کو کوئی اختیار ایسی نالش میں ڈگری صادر کرنیکا مابین مدعاعلیہم کے نہ تھا ڈسمس کی گئی -

اس مقدمہ کی سماعت بر طبق اظہار وجہ اس امر کے کی گئی کہ کیوں ایک ڈگری جو نالش رہن میں صادر کی گئی تھی ترمیم کیجائے یہ نالش کشوری موہن رائے نے دایر کی تھی اور کالیچرن گھوس و نیکو چوری گھوس و پران گوبند شاہ و تین کوری گھوس

* درخواست بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۵۹۵ سنہ ۱۸۹۳ء (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۰۱

کشوری موہن رائے
بنام
کالیچرن گھوس

مدعا علیہ تھے - عرضیدعوی میں یہ بیان تھا کہ رہن نامہ بحق مدعی ۴ - بہادوں ۱۲۹۵ء (۱۹ - اگست ۱۸۸۸ء)
کو کالی چرن گھوس مدعا علیہ نے جائیداد سکنی واقع کلکتہ کو بغرض اطمینان ادائے رقم [illegible] زر کے
تحریر کیا - یہ رقم اصل و سود مدعا علیہ سے بربنائے ایک حساب بتہہ چیٹھہ کے واجب تھی جو تحریر ہونے
رہن نامہ مذکور کے یعنی ۳۰ - اگہن ۱۲۹۵ء (۱۴ - دسمبر ۱۸۸۸ء) کو ایک اور رہن نامہ بابت جائیداد مذکور اور دیگر
جائیداد کا کالیچرن گھوس و نیچکوڑی گھوس مدعا علیہ اول اور دوم نے بحق مدعی بغرض اطمینان ادائے
مبلغ [illegible] اصل و سود کے تحریر کیا یہ رقم بھی مدعا علیہم مذکور بربنائے حساب بتہہ چیٹھہ کے واجب الادا
تھی اور مدعی نے حساب رقوم واجب الادا کی بربنائے ہر دو رہن نامہ کے اور اگر نہ ادا ہو تو نیلام جائیداد کی
استدعا کی -

پران گوبند شاہ مدعا علیہ سوم منجملہ دیگر جائیداد دوں کے مرتہن اوس جائیداد کا بھی تھا جو مدعی کے پاس ۱۹ اگست
اور ۱۴ - دسمبر ۱۸۸۸ء کو رہن ہوئی تھی مدعا علیہ چہارم یعنی تین کوڑی گھوس نے ۴ - جنوری ۱۸۹۲ء کو جائیداد ہائے مذکور
تابع رہن مدعی و مدعا علیہ سوم خرید کیں - پران گوبند شاہ مدعا علیہ سوم تنہا اس نالش میں حاضر ہوا اور اوس نے
ایک بیان تحریری داخل کیا جسمیں اوس نے یہ بیان کیا کہ جائیداد جو مدعی کے پاس رہن کی گئی تھی مع دیگر
جائیداد کے اوس کے پاس مدعا علیہ اول نے ۲۹ - ستمبر ۱۸۹۱ء کو رہن کی اور یہ استدعا کی کہ محفوظی [illegible]
مدعی جائیداد مرہونہ ذمہ دار ادائے اوس کے زر رہن کی قرار دیجاوے ڈگری واسطے حساب یافتنی مدعی
بربنائے رہن نامہ مورخہ ۱۹ - اگست ۱۸۸۸ء و واسطے حساب یافتنی مدعی بربنائے رہن نامہ مورخہ
۱۴ - دسمبر ۱۸۸۸ء و واسطے حساب یافتنی پران گوبند شاہ مدعا علیہ سوم بربنائے رہن نامہ مورخہ ۲۹ - ستمبر ۱۸۹۱ء
و واسطے ادا کئے جانے اون رقوم کے جو بابت رہنوں مذکور قابل ادا پائی جاویں و میعاد چھہ ماہ منجانب
تین کوڑی گھوس مدعا علیہ واسطے انفکاک رہون جائیداد بر طبق ادائے زر مذکور و بصورت عدم ادا بدیں ہدایت
کہ جائیداد مرہونہ نیلام کیجائے اور زر ڈگری عدالت میں واسطے ایفائے دیون رہن داخل کیا جائے اور اگر
زر ثمن واسطے ایفائے دیون مذکور کے ناکافی ہو تو زر باقی راہنان ادا کریں صادر ہوئی -

حسب درخواست تین کوڑی گھوس مدعا علیہ چہارم خریدار حق انفکاک جائیداد مرہونہ حکم بنام
مدعی و پران گوبند شاہ واسطے اظہار وجہ اس امر کے صادر ہوا کہ کیوں ڈگری اسطور پر ترمیم نکیجائے
کہ وہ محدود ہو کر صرف ایک ڈگری بحق مدعی ہو جائے -

مسٹر او کینلی منجانب تین کوڑی گھوس بتائید حکم اظہار وجہ
مسٹر ٹی اے اپکار منجانب کشوری موہن رائے مدعی

۱۸۹۶ء
مشو پرشاد رہن
بنام
کالیچرن کہار

مسٹر فلپس منجانب پران گوبند شاہ مدعا علیہ ۔

مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا ۔ کیبون بنام کرافرڈ (۱) امتث بنام ہیس کتھ (۲) ڈوویل بنام بینلے (۳) وبائلٹ بنام ریز (۴) ولپٹ بنام ہینڈل (۵)

سپل صاحب جسٹس ۔ مدعی مقدمہ ہذا مرتہن اول بعض جائیداد کا اور مرتہن دوم جائیداد ہائے مذکور اور دیگر جائیداد کا ہے مدعا علیہ سوم مرتہن جائیداد مندرجہ رہن ثانی کا ہے ۔ مدعا علیہ اول راہن اصلی ہے مدعا علیہ چہارم خریدار حق راہنی ہے ۔ یہ نالش واسطے حاصل کرنے ڈگری بنا ئے رہن مدعی اور واسطے نیلام جائیداد کے ہے بوقت سماعت ۔ مدعا علیہ سوم حاضر ہوا اور اوس نے اپنے رہن کو ثابت کیا اور یہ استدعا کی کہ انتظام ادائے اوسکے مطالبہ کا کیا جائے راہن اصلی بھی حاضر ہوا ۔ دیگر مدعا علیہ خریدار حق راہنی حاضر نہیں ہوا ۔ چونکہ باہم اون اشخاص کے جو حاضر ہوے کوئی نزاع نسبت رہن کے پیدا نہیں ہوئی ڈگری واسطے حساب باقی بابت ہر رہن کے صادر ہوئی ۔ چھہ ماہ کی میعاد واسطے ادائے اون رقوم کے دی گئی جو بابت رہون متعدد کے واجب ہوں اور یہ ہدایت کی گئی کہ بصورت عدم ادائے جائیداد ہائے مندرجہ رہن نامجات متعدد نیلام کی جائیں اور زر ثمن علی الترتیب بادائے دیون رہن متعدد کے صرف کیا جائے ڈگری میں مزید براں یہ ہدایت تھی کہ راہن اصلی اگر کچھ روپیہ بعد صرف ہونے زر نیلام کے باقی رہے ادا کرے ۔ خریدار حق راہنی نے اب حکم بنام دیگر اشخاص کے واسطے ظاہر کرنے وجہ کے کیوں ڈگری کی ترمیم نہ کی جائے اور وہ اسطور پر محدود نہ کی جائے کہ صرف مدعی کے رہن پر موثر ہو حاصل کیا اور منجانب سائل یہ بیان کیا گیا کہ عدالت نے جو ڈگری بشکل موجودہ صادر کی وہ دراصل ایک ڈگری باہم مدعا علیہم کے ہے اور ایسی ڈگری کے صادر کرنے کا اس قسم کے مقدمہ میں عدالت کو کچھ اختیار

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۹ صفحہ ۲۹

(۲) " " " جلد ۲۸ صفحہ ۲۴۴

(۳) " " " جلد ۴۴ صفحہ ۲۲

(۴) رپورٹ ایکویٹی جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۵

(۵) لا رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۲۷ صفحہ ۴۴

سنہ ۱۸۹۴ء
کشوری موہن داسی
بنام
کالیچرن گھوش

تھا نظائر کثیرہ متعدد انگلستان کا حوالہ دیا گیا لیکن میری دانست میں اون سے تائید اوس حجت کی نہیں ہوتی جو اب پیش کی گئی ہے وہ مقدمات نسبت نالشات بیعبات کے ہیں جن میں وہ امر کہ جسپر غور ا جس کا فیصلہ کیا گیا یہ تھا کہ آیا مابین مدعی مرتہن اول اور اون مدعا علیہم کے جو مرتہنان مابعد اور راہن تھے صرف ایک میعاد انفکاک رہن کل مدعا علیہم کے لئے مقرر ہونی چاہئے یا آیا متواتر میعادیں واسطے انفکاک کے دیجانی چاہئیں تاکہ ہرایک مرتہن کو اپنی باری سے موقع مدعی سے انفکاک کرانے اور جملہ مطالبات مابعد کی بابت بیعبات کرانے کا حاصل ہو -

میرے دانست میں جو قاعدہ کہ ان نظائر سے اخذ کیا جا سکتا ہے یہ ہے کہ جس حال میں مرتہنان مابعد حاضر نہ ہوں یا جبکہ وہ حاضر ہوں اور کوئی بحث نسبت تقدم کے پیش ہو تو اوس صورت میں ایک ہی میعاد واسطے انفکاک کے بلا پیشتر سے تجویز کرنے ایسے امور کے دیجائیگی جو مابین مدعا علیہم کے پیدا ہوں لیکن برخلاف اس کے جب کوئی مرتہن مابعد حاضر ہو اور اظہار اپنے رہن کا کرے اور اوسکو ثابت کرے اور کوئی بحث نسبت تقدم کے پیش نہ ہو تو عدالت اوس کو نالش سے مستفید ہونے دیگی اور ڈگری بحق اوس کے صادر کرے گی اور ایک میعاد جداگانہ اوس کے لئے واسطے انفکاک رہن کے مقرر کریگی -

یہ حق مرتہنان مابعد کا کہ حاضر ہوکر استدعا بے فیصلہ مابین اپنے اور دیگر مدعا علیہم کے اندر حالات مصرحہ کریں صاف طور پر میری دانست میں چیٹی صاحب جسٹس نے مقدمہ پلیٹ بنام نیڈل (۱) تسلیم کیا اور قرار دیا ہے -

یہی عملدرآمد نالشات بیعبات میں نسبت مرتہنان مابعد کے جو حاضر ہوکر اپنے رہن کو ثابت کریں اختیار کیا گیا ہے عدالت ہذا میں جن میں نالشات بربناے رہون معمولی طور پر واسطے بیعبات کے نہیں بلکہ واسطے نیلام جائداد کے ہوتی ہیں حیثیت مشابہ ایسے مرتہن مابعد کی ہوتی ہے جو مدعا علیہ بنایا گیا ہو - اور جو حاضر ہوکر اپنے رہن کو ثابت کرے اور یہ استدعا کرے کہ اوس ڈگری میں جس کے حصول کی مدعی نے استدعا کی ہے یہ بھی مسلم ہو کہ حساب بربناے اوس کے رہن نامہ کے کیا جائے اور نیز یافتنی

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۷ صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۹

ادہکا زرنیلام سے ادا کیا جائے ان مقدمات میں عدالت ہذا کا عملدرآمد سلسلہ سالہاے دراز سے ابلاشبہہ زمانہ فیصلہ پانٹیفکس صاحب جسٹس صادرہ سنہ ۱۸۷۹ء بمقدمہ آہندر وبہوشن چٹرجی بنام چہنولال جوہری وغیرہ (۱) سے ایدا ہے کہ جس حالت میں کہ کوئی بحث باہم مدعا علیہم کے نہ ہو اور کوئی بحث تقدم کی پیدا نہ ہو تو بہ طبق ثبوت رہون مابعد کے ڈگری واسطے حساب کے بربناے ہر واحد رہن کے صادر ہوتی ہے اور ایک میعاد انفکاک جملہ مدعا علیہم کو دیجاتی ہے مقدمہ حال میں ڈگری ٹھیک مطابق ایک عملدرآمد کے صادر ہوئی جو اسقدر قایم ہوگیا ہے کہ اوس سے اب تجاوز نہ کرنا چاہیئے ۔ لہذا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ڈگری اس بنا پر کہ وہ بلا اختیار سماعت صادر ہوئی ہے منسوخ یا ترمیم ہونی چاہیئے ۔

دوسرا امر یہ ہے کہ آیا سایل نے واسطے منسوخی ڈگری کے حسب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ کے وجہ کافی ثابت کی ہے یا نہیں ۔

اوسکو تسلیم ہے کہ اوسپر اس نالش میں تعمیل سمن باضابطہ ہوئی مگر اوس کا بیان ہے کہ وہ حاضری سے بوقت سماعت مقدمہ بربناے وجہ کافی کے حسب مراد دفعہ مذکور معذور رہا ۔ کیونکہ اوسکو اطلاع بذریعہ سمن واسطے حاضری اور جوابدہی وغیرہ اس امر کے نہیں دی گئی کہ استدعاے ڈگری باہمی مدعا علیہم کی جائے گی یا ایسی ڈگری صادر ہوگی اور یہ کہ اوسکو یہ مشورہ دیا گیا کہ اوسکو نالش میں حاضر ہونیکی ضرورت نہیں ہے ۔

اب وہ نالش میں عذر کرنا اور ایک امر تنقیح طلب نسبت معاوضہ مظہرہ رہن دوم کے قایم کرانا چاہتا ہے اور اوسکا بیان ہے کہ وہ یہ امر تنقیح طلب بوقت سماعت کے پیش کرتا اگر اوسکو یہ معلوم ہوتا کہ ایسا کیا جا سکتا ہے ۔

بہ لحاظ عملدرآمد عدالت ہذا جو ۱۰ سال سے جاری ہے میری دانست میں سایل کا یہ عذر مسموع نہیں ہو سکتا کہ وہ اس امر سے ناواقف تھا کہ عدالت مجاز صدور ڈگری برباے رہن دوم ایسی حالت میں ہے کہ اوس سے مرتہن دوم اس امر کی استدعا کرے اور کوئی امر تنقیح طلب نسبت اوس کے جواز کے پیدا ہو علاوہ بریں یہ امر مسلمہ ہے کہ سایل واقعی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۰۱

۱۸۹۴ء
کشوری موہن
بنام
کالیمون گھوس

عدالت میں بتاریخ سماعت حسب ایک سفینہ کے حاضر تھا جو اس مقدمہ میں جاری ہوا تھا لیکن اوسکا یہ بیان ہے کہ جب اوسکو یہ اطلاع دی گئی کہ اوسکی حاضری مطلوب نہیں ہے وہ چلا گیا مجھکو یہ قرار دینا لازم ہے کہ بوقت سماعت اوسکی غیر حاضری برضی خود تھی اور کسی معنی سے وہ حاضر ہونے سے معذور نہ تھا نتیجہ یہ ہے کہ حکم اظہار وجہ مع خرچہ کے خارج کیا جاتا ہے

مسٹر اپکار نے منجانب مدعی واسطے اپنے خرچہ درخواست کے استدعا کی۔

سیل صاحب جسٹس۔ اب اپنا خرچہ اپنے دعوے میں شامل کر سکتے ہیں

حکم اظہار وجہ خارج کیا گیا

اٹرنی منجانب تین کوڑی گھوس مدعا علیہ سائل۔ مسٹر این ڈی بوس

اٹرنی منجانب مدعی۔ مسٹر رٹر۔

اٹرنی منجانب۔ پران گوبند شاہا مدعا علیہ۔ بابو نریندر ناتھ سین۔

باجلاس سیل صاحب جسٹس

۱۸۹۴ء
۲۰ جولائی

امبکا چرن سین وغیرہ بنام بنگال سپننگ اینڈ ویونگ کمپنی لمیٹڈ +

معائنہ دستاویزات کا۔ بیان حلفی تحریری کا بابت دستاویزات کے کافی ہونا۔ عذر آمد۔ حق پیش کرنے بیان حلفی مزید کا بتائید دعوے حق رعائت کے جبکہ بیان حلفی ابتدائی ناکافی ہو۔ دستاویزات جنکا ذکر عرضیدعوے اور جوابدعوے میں اسطرح پر ہو کہ اون میں وہ واقعات مندرج ہیں جن پر اوس فریق کو جس نے اونکو پیش کیا استدلال ہے۔

بیان حلفی متعلقہ دستاویزات میں نسبت بعض دستاویزات کے جن کے دیکھنے کی مدعی نے استدعا کی تھی یہ تحریر تھا کہ مدعا علیہ کو دستاویزات مذکور کے واسطے معائنہ کے پیش کرنے میں عذر ہے کیونکہ دستاویزات مذکور بعد پیدا ہونے نزاع کے اور واسطے اغراض اوس تنازعہ کے جو مابین اون کے اور مدعیان کے عدالت میں ہو حاصل کی گئی تھیں۔ بر طبق درخواست واسطے پیش کئے جانے بغرض معائنہ کے **تجویز ہوئی** کہ بیان حلفی بتائید دعوے حق رعائت مدعا علیہ کے کافی نہیں ہے۔

+ نالش ابتدائی دیوانی نمبر ۴۸ سنہ ۱۸۹۴ء

۱۸۹۴ء
ایمکاچرن سین
بنام
بنگال سپننگ اینڈ
ویونگ کمپنی لمیٹڈ

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ بصورت ایسی درخواست کے وہ فریق کہ جو حق رعائتی کا دعویدار ہو یہ استحقاق رکھتا ہے کہ بیان حلفی مزید تائید دعوے حق رعائت کے پیش کرے اور اوسکو کام میں لاوے اور یہ قید نہیں ہے کہ صرف اونہیں وجوہ کو پیش کرے جو اوس بیان حلفی میں مندرج تہیں جس میں اول مرتبہ دعوے مذکور کیا گیا مقدمہ ایم کاکوڈیل بنام بیل (۱) کا حوالہ دیا گیا لیکن جس صورت میں کہ کوئی فریق بیان حلفی ابتدائی پیراسطور بر استہ دال کرکے عدالت میں حاضر ہو کہ وہ واسطے تائید اوس کے دعوے حق رعایت کے کافی ہے اور عدالت سے یہ استدعا کرے کہ اگر عدالت کی راے خلاف اوسکے ہو تو اجازت پیش کرنے بیان حلفی مزید کی بتائید اوس کے دعوے کے دیجائے یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا اوسکو ایسا بیان پیش کرنیکی اجازت دیجاسکتی ہے یا نہیں -

ایک نالش میں جو جنوری ۱۸۹۴ء میں واسطے دلاپانے روپیہ کے بابت تعمیر اور مصالحہ کے جو ایک کل کے بنانے میں واسطے مدعاعلیہ کے صرف ہوا دائر کی گئی یہ جوابدہی ہوئی کہ تعمیر اس قسم سے ادنی درجہ کی کی گئی جسکا معاہدہ تھا اور مدعاعلیہ نے اپنے بیان تحریری میں یہ لکھا کہ بوجہ اوس اطلاع کے جو اونکو بابت نقص تعمیر کے ملی تھی جو مدعیان نے کی تھی اونہوں نے تعمیر مذکور کو دو بے غرض انجینئروں کو ماہ جولائی ۱۸۹۳ء میں دکھلایا اور فوراً مدعاعلیہم کو ایسے نقص کثیر دریافت ہوئے کہ خرچ اونکے رفع کرنیکا اوس قدر سے بہت زیادہ ہوگا جو امکاناً یافتنی مدعیان ہوسکتی ہے **تجویز ہوئی** کہ مدعاعلیہم دعوے حق رعایت نسبت دو رپورٹ انجینئروں کی نہیں کرسکتے - مقدمہ اینڈرسن بنام بینک آف برٹش کلمبیا (۲) کا حوالہ دیا گیا -

جب کوئی فریق بصراحت حوالہ دستاویزات کا عرضی دعوے یا جوابدعوی میں بسطور پردے کہ ان کے ذریعہ سے اوسکو اطلاع اور علم واقعات متعلقہ نالش کا ہوا اور بعد اسکے واقعات مذکور کو بطریق جوابدعوے مدعی پیش کرے تو بعد اسکے وہ کوشش اس امر کے ثابت کرنیکی نہیں کرسکتا کہ دستاویزات مذکور از قسم رازداری ہیں اور وے صرف واسطے مشیران قانونی کے مہیا کی گئی تھیں یا یہ کہ وہ صرف واسطے تہیات مقدمہ کے حاصل کی گئی تہیں -

یہ درخواست منجانب مدعیان واسطے معائنہ کاغذات مقبوضہ کمپنی مدعاعلیہ کے تھی -

یہ نالش ۱۹ جنوری ۱۸۹۴ء کو واسطے دلاپانے لعہ اسا اوسے ... کے بابت تعمیر اور ملبہ عمارت کے جو مدعیان نے کمپنی مدعاعلیہ کو بموجب ایک معاہدہ کے دیا تھا جو مابین اونکے دربارہ کہڑے کرنے کل کمپنی مدعاعلیہ بمقام ہیتش قریب سیرامپور کے ہوا تھا اور واسطے دلاپانے للعہ اسا ... قیمت اشیاے متعلقہ

(۱) لا رپورٹ کامن بینچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۱۷۴ (۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۶۴۴

کل اور دیگر ملبہ و اوزار وغیرہ ملکیت مدعیان کے جو کمپنی مدعا علیہ نے واپس نہیں دئے اور واسطے علت ..... ہر جہ خلاف ورزی معاہدہ منجانب مدعا علیہ کمپنی کے دائر ہوئی تھی۔ بیان تحریری کمپنی مدعا علیہ میں جو ۱۷- اپریل سنہ ۱۸۹۴ء کو داخل کیا گیا یہ بیان تھا کہ مدعیان کی جانب سے کار تعمیر میں تساہل ہوا اور ملبہ تعمیر اور تعمیر اوس قسم سے ادنی درجہ کی تھی جسکا معاہدہ تھا اور ۲۱- جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کو مدعا علیہ نے مدعی کے ہاتھ سے کام نکال لیا اور ۲۱- ستمبر کو مدعی کو یہ نوٹس دی کہ کمپنی پیمایش تعمیرات کی جو مدعیان نے کی تہیں کرائیگی اور نتیجہ پیمایش کا جو بعد اوسکے کیگئی یہ تھا کہ حسب حجت کمپنی مذکور کے لوعے ...... جو سلماً مدعیان کو واجب الادا ہوتے بوجہ ناقص ہونے کام اور ملبہ کے جو مدعیان نے بہم پہونچایا واجب تھی۔ تیرہویں فقرہ بیان تحریری کمپنی مدعا علیہ میں یہ مندرج ہے کہ بوجہ اوس اطلاع کے جو نسبت نوعیت کام مدعیان کے پہونچی کمپنی نے دو بعیر مز انجنیران کو کام مذکور ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء میں ملاحظہ کرایا اور انجنیران نے فوراً ایسے نقص عظیم کام مذکور میں پائے کہ اونکے رفع کرنیکا خرچ جیسی کہ کمپنی کو اطلاع دیگئی ہے اور وہ باور کرتی ہے اوس رقم سے بہت زیادہ ہوگا جو امر کا مدعیان کی بابتنی ہوسکتی ہے منجملہ دیگر امور کے کمپنی کو یہ دریافت ہوا کہ کنکریٹ جو جزو اصلی بنیاد کی تہی (کیونکہ کل ایک ریتلی زمین پر تعمیر کیگئی تہی) نہیں ڈالی گئی تھی اور بجائے اوس کے ٹوٹی ہوئی اینٹ ادنی قسم کی بلا کسی نشان چونے کے لگائی گئی تہی بعض صورتوں میں اوپر سے صرف چونے کا لیس کیا گیا تھا یہ ایسا نقص تھا جسکی وجہ سے یہ ضرورت ہوئی کہ برابر دیوار اونکے نیچے مضبوطی کے لئے پتھر لگائے جاویں زمین کی مٹی ایسی بری طرح پر کوٹی گئی کہ پتھر کا فرش ہر جگہہ پھٹ گیا اور کل فرش پھر لگایا جائیگا۔ لکڑیکا کام کپڑے کے بننے کی عمارت کا از سر نو درست کرنا پڑیگا اور بجائے اونکے نئی قینچیں لگائی جائیں گی اور لوہے کی کڑیاں ادنی قسم کی غیر ملک کی بنی ہوئی ہیں اور یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا جو زور کہ اونپر مطابق نقشہ کے پڑیگا برداشت کرسکیں گی یا نہیں اور مختلف دیگر نقص بھی دریافت ہوئے ہیں کہ جنکی وجہ سے بہت سا خرچ بعض صورتوں میں درستی میں ہوگا اور بعض دیگر صورتوں میں خرچ مزید بہ تعداد کثیر بلا ضرورت کمپنی مدعا علیہ کو کرنا پڑیگا"۔

۲۰- فروری سنہ ۱۸۹۴ء کو مدعیان نے معمولی حکم اس مضمون کا حاصل کیا کہ مدعا علیہ کمپنی ایک بیان حلفی بابت دستاویزات متعلقہ نالش داخل کرے اور ۱۳- اپریل کو بسنت رای موروجی کرتیکار سکرٹری کمپنی مدعا علیہ نے بیان حلفی مذکور داخل کیا۔ اوسمیں اونہوں نے یہ تحریر کیا کہ کمپنی مدعا علیہ کے قبضہ یا اختیار میں دستاویزات متعلقہ معاملات مابہ البحث نالش ہذا مندرجہ حصہ اول و دوم و سوم ضمیمہ منسلکہ عرضی ہذا جسپر نشان حرف الف ہے موجود ہیں اور کمپنی مدعا علیہ کو واسطے معائنہ کے دستاویزات مندرجہ حصہ ۲ ضمیمہ مذکور کے پیش کرنے میں عذر ہے کیونکہ وہ کاغذات متعلق

سنہ ۱۸۹۴ء
امبکا چرن سین
بنام
بنگال سپننگ اینڈ ویونگ کمپنی لمیٹڈ

معاملہ میں جو اون کے اڈیٹران نے مرتب کئے ہیں اور اونمیں وہ ہدایات مندرج ہیں جو مدعاعلیہ کے اڈیٹران کو بغرض پیروی نالش کی گئی ہیں اور کمپنی مدعاعلیہ کو معائنہ کے لئے پیش کرنے کاغذات مندرجہ حصہ سوم ضمیمہ مذکور میں اسوجہ سے عذر ہے کہ کاغذات مذکور بعد پیدا ہونے نزاع کے اور واسطے اغراض اوس مقدمہ کے جو مابین اون کے اور مدعیان کے لڑا یا جائے حاصل کئے گئے تھے ضمیمہ منسلکہ بیان حلفی مذکور جہانتک کہ اون کاغذات کو تعلق ہے جنکے پیش کرنیمیں مدعاعلیہ کمپنی کو عذر تھا حسب ذیل تھا "حصہ ۲ - کاغذات متعلقہ نزاع نالش ہذا - حصہ ۳ - رپورٹ ڈبلیو ارنڈل صاحب مورخہ ۱۵ - جولائی سنہ ۱۸۹۳ء رپورٹ جے ہیسٹ صاحب مورخہ ۲۷ - جولائی سنہ ۱۸۹۳ء" -

یہ وہ دو رپورٹ ہیں کہ جنکا مدعیان معائنہ کرنا چاہتے تھے اور اوسکا دعوے رکھتے تھے اور جنکی معائنہ کرانے سے کمپنی مدعاعلیہ نے انکار کیا -

بیان حلفی ہریش چندر دے اصالۃً المدعی میں جو بتائید درخواست معائنہ پیش کیا گیا تھا یہ تحریر تھا کہ گو کمپنی مدعاعلیہ پر تعمیل سمن ۲۴ - جنوری سنہ ۱۸۹۴ء کو ہوئی اور مدعاعلیہ کی جانب سے ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء کو حاضری عدالت بھی عمل میں آئی مگر کمپنی مدعاعلیہ نے بیان تحریری ۱۷ - اپریل سنہ ۱۸۹۴ء تک داخل نہیں کیا - اور دو رپورٹ مندرجہ حصہ ۳ ضمیمہ منسلکہ بیان حلفی متعلقہ دستاویزات جو کمپنی مدعاعلیہ کی جانب سے داخل ہوا جنکا معائنہ کمپنی مدعاعلیہ نہیں کرانا چاہتی رپورٹ دو انجنیران متذکرہ دفعہ ۱۳ - بیان تحریری کمپنی مدعاعلیہ ہیں - یہ بیان کمپنی مدعاعلیہ مندرجہ بیان حلفی کہ رپورٹ ہائے مذکور واسطے خاص اغراض اس نالش کے حاصل کیگئی تھیں باعث مغالطہ ہے اور واقعی رپورٹ ہائے مذکور محض اس غرض سے حاصل کی گئی تھیں کہ مدعاعلیہ نوعیت اوس کام کی جو مدعیان نے حسب شرائط معاہدہ کیا تھا دریافت کرے اور اس وجہ سے رپورٹ ہائے مذکور محض ضمناً واسطے اغراض نزاع کے حاصل کی گئی تھیں اور بتائید اس بیان کے ایک چٹھی سکرٹری کمپنی مدعاعلیہ بنام مدعیان مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کا مضمون تحریر کیا گیا تھا کہ جو حسب ذیل تھا "بوقت تحریر رسید آپکی چٹھیات نمبر ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ ماہ رواں کے مجھکو مکرر یہ کہنا لازم ہے کہ مجھکو نہایت شبہ عموماً بابت آپکے کام کے ہے - میری دانست میں بجائے اول درجہ کے کام کے جسکا معاہدہ کیا گیا تھا دوسرے درجہ کا کام ہے - اور بغرض رفع اس شک کے میں نے مسٹر ڈبلیو ارنڈل ایم ایس اے کنسلٹنگ آر کی ٹکٹ ساکن نمبر ۸ رسل اسٹریٹ کلکتہ سے یہ استدعا کی ہے کہ کمپنی کی تعمیلات مقام سیرامپور کو دیکھے اور اونکی نسبت رپورٹ کرے جس وقت یہ معائنہ ہو چکیگا اور رپورٹ آجائیگی تب مجھکو اس امر کی نسبت رائے قائم کرنیکا موقع

سنہ ۱۸۹۴ء امبکا چرن سین بنام بنگال سینٹرل ریلوے کمپنی لمیٹڈ

ہوگا کہ آیا آپکا کام جہانتک کہ اپنی کمپنی کے لیے کیا ہے مطابق آپکے اقرارات کے نہ ہے جو اس کمپنی کے ساتھ ہوئے"۔

مدعیان نے یہ گذارش کی کہ ان دستاویزات کی بابت کوئی حق رعایتی نہیں ہے۔

مسٹر اوکینیلی منجانب مدعیان بتائید درخواست حاضر ہوئے۔

مسٹر گریہم منجانب کمپنی مدعاعلیہ حاضر ہوئے۔

سیل صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ میں مدعیان نے حکم معمولی بذریعہ سمن اجلاس چیمبر میں بنام کمپنی مدعاعلیہ واسطے اظہار وجہ کے حاصل کیا کہ کیوں کمپنی مذکور واسطے معائنہ مدعیان کے وہ کاغذات پیش نہ کرے جو حصہ سوم ضمیمہ بیان حلفی متعلقہ دستاویزات کمپنی مدعاعلیہ میں درج ہیں اور کاغذات مذکور عدالت ہذا کے رجسٹرار کے پاس داخل نہ کئے جاویں اور مدعیان اور اونکے اٹرنیان کو اجازت معائنہ کاغذات مذکور اور لینے اونکی نقل کی نہ ہو اور کیوں خرچہ درخواست کا کمپنی مدعاعلیہ ادا نکرے۔

بیان حلفی متعلقہ کاغذات کمپنی مدعاعلیہ میں وہ دستاویزات جنکا پیش کیا جانا اور معائنہ مطلوب ہے اسطور پر بیان ہوئے ہیں "کمپنی مدعاعلیہ کو پیش کرنے اور معائنہ کرانے کاغذات مندرجہ حصہ سوم ضمیمہ مذکور میں عذر ہے کیونکہ کاغذات مذکور بعد پیدا ہونے نزاع کے اور بغرض اوس مقدمہ کے حاصل کئے گئے ہیں جو مابین کمپنی اور مدعیان کے برپا ہو"۔ حصہ سوم ضمیمہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاغذات کی تفصیل اسطور پر درج ہے "رپورٹ ڈبلیو ارنڈل صاحب مورخہ ۱۵ - جولائی سنہ ۱۸۹۳ء و رپورٹ جے ہنٹ صاحب مورخہ ۲۷ - جولائی سنہ ۱۸۹۳ء"۔

۱۹ - جنوری سنہ ۱۸۹۴ء کو مدعیان نے نالش واسطے دلاپانے ایک رقم کثیر کے بابت تعمیر اور ملبہ کے جو کمپنی مدعاعلیہ کو کلوں کے کہڑے کرنے کے لیے بمقام ہیش متصل سیرامپور دیا گیا۔ برطبق سماعت درخواست کمپنی مدعاعلیہ نے مقدمہ کو دو طور سے بیان کیا اول یہ کہا گیا ہے کہ بیان حلفی متعلقہ کاغذات سے کافی طور پر دعوے استحقاق رعائیت پیدا ہوتا ہے اور بربنائے اوس دعوے کے کاغذات مذکور محفوظ ہیں - دوم - اگر وہ راے جو عدالت قایم کرے خلاف کمپنی کے ہو تو کمپنی مذکور کی یہہ استدعا ہے کہ وہ ایک بیان حلفی مزید بابت دستاویزات کے بتائید اپنے دعوے حق رعائیت کے پیش کرتے۔

منجانب مدعیان اول یہ حجت کی گئی ہے کہ دعوے حق رعائیت جسطور پر کہ وہ بیان حلفی متعلق کاغذات میں پیش کیا گیا ہے ناکافی ہے اور مزید براں کمپنی مدعاعلیہ وہ نہیں عذرات پر

سنہ ۱۸۹۴ء
ہیکا چند سین
بنام
بنگال اسپننگ اینڈ ویونگ کمپنی لمیٹڈ

استدلال کرسکتی ہے جو بیان حلفی مذکور میں مندرج ہیں اور کمپنی مذکور مجاز نہیں ہے کہ کسی بیان حلفی مزید میں وجوہ دیگر بجواب درخواست مدعی کے پیش کرے -

اس امر میں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ بیان حلفی مذکور بحیثیت موجودہ پیشی اور معائنہ کاغذات مذکور مطلوبہ مدعیاں کا مانع نہیں ہے - عبارت مستعلہ مجمل ہے اور یہ تحریر نہیں ہے کہ رپورٹہائے مذکور اس معنی میں کہ وے حسب استدعاے مشیران قانونی کمپنی مدعاعلیہ طیار کی گئیں یا اونکے پاس واسطے حصول اون کے مشورہ کے بھیجی گئیں - از قسم راز ہیں اور کوئی سند بہ ثبوت اسکے بیان نہیں کی گئی کہ دعوے حق رعائت کو کبھی ایسی وسعت دی گئی ہے اور وہ ایسے امور پر حاوی ہو جو اس بیان حلفی میں درج ہیں - لیکن میری دانست میں قاعدہ یہ ہے کہ بصورت درخواست پیش کئے جانے اور معاینہ دستاویزات کے جیسی کہ یہ ہے فریق کو یہ استحقاق ہوتا ہے کہ بیان حلفی بتائید دعوے حق رعائت کے پیش کرے اور کام میں لاوے اور یہ کہ وہ اونہیں وجوہ پر محدود نہیں ہے جو اوس بیان حلفی میں ہوں جسمیں اول مرتبہ دعوے پیش کیا گیا - مقدمہ سیکار کوٹ بنام ہیل (۱) سند کافی نسبت اس راے کے ہے - مقدمہ مذکور اوس سے زیادہ مراتب پر حاوی ہے جو اوس امر کے لئے مطلوب ہیں کہ جواب پیش کیا گیا ہے کیونکہ اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر فریق بغرض تائید دعوے حق رعائت کے اون وجوہ کو پیش کرسکتا ہے جو اوس کے بیان حلفی اول متعلقہ دستاویزات میں داخل نہوں -

لیکن جبکہ فریق بیان حلفی ابتدائی پر عدالت میں یہ استدلال کرے کہ وہ واسطے تائید دعوی حق رعائت کے کافی ہے اور عدالت سے یہ کہے کہ اگر اوسکی راے خلاف ہو تو اجازت اوخال بیان حلفی مزید کی بتائید اوس کے دعوے کے دیجاے تو صورت دگرگون ہے اقل درجہ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کسی فریق کو اسطور پر عمل کرنیکی اجازت دیجاسکتی ہے کہ جس سے اوسکو فائدہ ناواجب حاصل ہوسکے یہ صریح ظاہر ہے کہ اپنا بیان بطریق علی سبیل البدل پیش کرنے سے ایک فریق کو موقع اون عذرات کے سننے کا جو نسبت اوس کے ابتدائی وجوہ کے بیان کئے جاویں اور بلحاظ اونکے اپنے مقدمہ کے درست کرنیکا حاصل ہوگا لیکن کچھ ہی صورت ہو میری دانست میں یہ امر بلاشبہ ہے کہ مجھکو اجازت مطلوبہ کمپنی مدعاعلیہ کو مقدمہ میں نہ دینی چاہئے کیونکہ میری رائے میں بلحاظ بیانات مندرجہ فقرہ - ۱۳ بیان حلفی کے کمپنی مجاز دعوے حق رعائت نسبت

(۱) لارپورٹ کامن پلیز ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۱۷۴

سنہ ۱۸۹۴ء
اسکاچ سن
بنام
بنگال سینٹ اینڈ
دیونگ کمپنی لمیٹڈ

ان کاغذات کے نہیں رہی - یہ تسلیم ہے کہ دفعہ ۱۳۰ میں ذکر ان کاغذات کا بعبارت ذیل ہے "کمپنی مدعاعلیہ نے بوجہ اوس اطلاع کے جو بنسبت نوعیت کام مدعیاں کے پہونچی دو بعیز من انجنیران کو کام مذکور ماہ جولائی سنہ ۹۳ء میں ملاحظہ کرایا اور انجنیراں نے فوراً ایسے نقص عظیم کام مذکور میں پائے کہ اونکے رفع کرنیکا خرچ جیسی کہ کمپنی مدعاعلیہ کو اطلاع دی گئی ہے اور وہ باور کرتی ہے اوس رقم سے بہت زیادہ ہوگا جو اسکا تا مدعیان کی یافتنی ہوسکتی ہے" - بعد ازاں بیان تحریری میں وہ مختلف حالات جو رپورٹ ہائے ہر دو انجنیران میں مندرج ہیں بطور ایسے واقعات کے بیان کئے گئے ہیں جنپر کمپنی نے بجواب دہی دعویٰ مدعی استدلال کیا ہے پس مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی فریق بصراحت کاغذات کا اپنے سوال و جواب میں بطور بنائے خود اپنی اطلاع اور علم واقعات متعلقہ نالش کے ذکر کرے اور بعد اسکے واقعات مذکور کو بطور جواب دعویٰ مدعی بیان کرے تو اوسکو پھر موقع یہ کوشش کرنیکا باقی نہیں رہتا کہ کاغذات مذکور کو از قسم راز بیان کرے اور یہ کہے کہ وہ محض واسکے مشیران قانونی کے لئے من جانب بغرض شہادت مقدمہ کے ہیں واقعی رپورٹہا ئے مذکور بیانات واقعات متعلقہ ہیں جو سلسلہ کمپنی مدعاعلیہ کے کہ رکن اس نے واسطے اطلاع کمپنی مدعاعلیہ کے کئے ہیں اور بہترین شہادت علم واقعات مذکور منجانب کمپنی مدعاعلیہ کے ہیں - پس میری دانست میں نسبت کاغذات مذکور کے بنفسہ کوئی حق رعایت نہیں ہے علاوہ بریں کاغذات مذکور اوس قسم کے کاغذات میں داخل ہیں کہ جن سے نظیر مقدمہ انڈرسن بنام بینک آف برٹش کلمبیا (۱) متعلق ہے -

حکم حسب عبارت سمن کے معہ خرچہ بذمہ کمپنی مدعاعلیہ صادر ہوگا میں نسبت کونسل کے سارٹیفکٹ عطا کرونگا -

درخواست منظور ہوئی

اٹرنیان منجانب مدعیان - مسٹر مارگن وکمپنی -

اٹرنیان منجانب کمپنی مدعاعلیہ - مسٹر ان سین وکمپنی -

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۶۴۴

صیغہ اپیل دیوانی

به اجلاس گہوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

۱۸۹۴ع ۲۰ جولائی

پرتاب اودے ناتھ شاہی دیو و یکس دیگر (مدعیان) بنام مسمی داس (مدعا علیہ)*

ایکٹ حقیت ہای چہوٹا ناگپور (ایکٹ بنگالہ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۹ع) رجسٹر مرتبہ اسپیشل کمشنر کو جب ایکٹ مذکور مقرر ہوا ہو بطور شہادت اثر پذیر کرنا چاہیئے - قطعی نوعیت رجسٹر مذکور -

رجسٹر حقیت ہای مرتبہ اسپیشل کمشنر حسب ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۹ع بنگالہ (ایکٹ حقیت ہای چہوٹا ناگپور) بعد منظوری کمشنر قسمت اور مشتہر ہونے منظوری مذکور کے گزٹ کلکتہ میں شہادت قطعی جملہ اون معاملات کی ہی جو اوسمیں مندرج ہوں اور عدالت دیوانی مجاز نہیں ہے کہ بیہ تجویز کرے کہ اسوجہ سی کہ اسپیشل کمشنر نے صحیح طور پر کسی فیصلہ صاحب کمشنر کو نہیں سمجہا اور رجسٹر مطابق حکم مذکور کے مرتب نہیں ہوا وہ قطعی نہیں ہے عدالت اس امر پر بہی بحث کرنیکی مجاز نہیں ہے کہ اسپیشل کمشنر نے بوقت ترتیب رجسٹر مذکور کمشنر کے فیصلہ کو صحیح طور پر نہیں سمجہا بلکہ حکم خود اسپیشل کمشنر کا بذریعہ رجسٹر مرتبہ کے اثر پذیر کیا گیا ہو اور اوسکو صاحب کمشنر نے حسب دفعہ ۲۵ - ایکٹ مذکور کی بحال رکہا ہو -

مہاراجہ چہوٹا ناگپور اور اونکی ٹہیکہ دار نے جو مدعیان مقدمہ ہذا ہیں نالش ایک شخص پر بحیثیت مالک اور دوسرے شخص پر بحیثیت ٹہیکہ دار موضع اونکی کیواسطے دلا پانے قبضہ ۱۲ آنہ ایک دو دن یعنی اراضیات شالی کے دایر کی جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا کہ مدعا علیہ نے ناجایز طور پر بزمانہ نابالغی مہاراجہ کی قبضہ کر لیا تہا اور دعوی اراضیات مذکور کا شخص آخر الذکر نے بطور اپنی مجہا کی کیا مدعا علیہ نے اراضیات پر قابض ہونا تسلیم کیا مگر یہ دعوی کیا کہ وہ اوسپر بطور اراضیات بہونہاری قابض ہی - مابین سنہ ۱۸۸۰ع اور سنہ ۱۸۸۱ع کی ایک اسپیشل کمشنر نے جنکا تقرر حسب ایکٹ حقیت ہای چہوٹا ناگپور (ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۶۹ع بنگالہ) عمل میں آیا تہا نسبت حقیت ہای موجودہ موضع اونکی کی تحقیقات کی تہی اور اونہوں نے اثناء تحقیقات چند روبکارات تحریر اور احکام صادر کئی تہی او مطابق اونکی ایک رجسٹر جملہ اراضیات مجہا اور بہونہاری کا طیار کیا تہا بنا راضی ایک حکم کے منجملہ احکام کے مدعا علیہ نے ایک اپیل روبرو کمشنر قسمت کے پیش کیا اور اونہوں نے حکم اسپیشل کمشنر ۵ - مئی سنہ ۱۸۸۱ع کو ترمیم کیا لیکن ایک نزاع نسبت اثر حکم کمشنر کے پیدا ہو کر معاملہ پہر ایک مرتبہ روبرو اسپیشل کمشنر کے ۵ - دسمبر سنہ ۱۸۷۹ع کو پیش ہوا اور اوس وقت اونہوں نے اپنا حکم آخر صادر کیا جس میں تعبیر حکم کمشنر کی جو اونہوں نے کی تہی مندرج تہی اور جس کی رو سے ڈگری قبضہ اراضیات متنازعہ بحق مہاراجہ نابالغ کے صادر ہوئی تہی -

رجسٹر مطابق حکم آخر کے مرتب کیا گیا اور اوس کو صاحب کمشنر موصوف نے ۱۳ - اگست سنہ ۱۸۸۱ع کو بحال رکہا - اور بحالی مذکور باضابطہ گزٹ کلکتہ میں مطابق احکام دفعہ ۲۵ - ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۹ع بنگالہ کے مشتہر کی گئی جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ کو اس امر کے ثابت کرنیکا اختیار ہے کہ چونکہ رجسٹر مطابق حکم صاحب کمشنر مورخہ ۵ - مئی

* اپیل متعلق اراضی ڈگری ابتدائی نمبر ۶۷ سنہ ۱۸۹۳ع بر ڈگری بابو امرت لال پال جج ماتحت ہزاری باغ مورخہ ۱۲ - نومبر ۱۸۹۲ع ملیو

سنہ ۱۸۹۵ء
بیجناتھ دیو ملتہ
شاہی دیو
بنام
مسی عباس

کے نہ تھا اسی واسطے بتعمیل دفعہ ۲۵ کے مرتب نہیں ہوا اور علاوہ بریں یہ تجویز کی کہ نالش میں تمادی عارض ہے اور اونہوں نے مدعی کی نالش کو ڈسمس کیا۔ بناراضی اوس ڈگری کے مدعیان نے یہ اپیل پیش کیا۔

مسٹر ڈبلیو آر دونا و بابو کرونا سندھو مکرجی بجانب اپیلانٹان۔

بابو کالیچرن بنرجی بجانب رسپانڈنٹان۔

مسٹر ڈونا۔ رجسٹر مجہا جو ۱۳۔ اگست سنہ ۱۸۸۰ء کو طیار کیا گیا شہادت قطعی اس امر کی ہے کہ مہاراجہ اراضیات متنازعہ پر بتاریخ مذکور (دفعہ ۲۶۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۹ء بنگال) قابض تھے یہ امر مسلمہ ہے کہ مدعا علیہ اب قابض ہے پس یہ لازم آتا ہے کہ اوس نے مہاراجہ کو کسی وقت پر بعد تاریخ مندرجہ رجسٹر کے بیدخل کیا وہ زمانہ کوئی ہو بہرحال اندر بارہ سال کے تاریخ نالش سے ہے اور اس لئے نالش بین المیعاد ہے۔ یہ امر کہ اراضیات مجہا نہ داخل رجسٹر ہوں ثبوت قطعی اس امر کا ہے کہ وہ اراضیات مجہا ہیں اور رجسٹر بہونہاری میں اونکا ذکر نہ ہونا بدرجہ مساوی ثبوت قطعی اس امر کا ہے کہ وے اراضیات بہونہاری نہیں ہیں دیکھو مقدمہ کرپال نرائن تیواری بنام سکرمنی (۱) بموجب ایکٹ بنگالہ نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۹ء کے اسپیشل کمشنر کو اختیار تحقیقات اور دریافت کرنے حقوق اور حقیتوں اون اراضیات کا حاصل ہے جو مجہا یا بہونہاری بیان کی گئی ہوں اور اون کی صدبست کرنے کا حسب دفعہ ۴ اختیار ہے۔ مزید براں یہ لکہا جاتا ہے کہ کون قابض اراضی ہے اور حاکم موصوف یہ اطمینان کر لیتے ہیں کہ قبضہ اقل درجہ ۲۰ برس تک قبل صادر ہونے ایکٹ کے رہا ہے دیکھو دفعات ۵ و ۶ و ۸۔ پس رجسٹرہائے مذکور نسبت قبضہ دخیلکاری کے بہی جس کا نام مندرج ہو قطعی ہیں۔ ان رجسٹروں سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ اوس وقت جب اونکو اسپیشل کمشنر نے طیار کیا بہت سے مقدمات کی اسلہ اور نیز فیصلجات و احکام جو اون میں صادر ہوئے اون کے روبرو موجود تھے پس یہ قیاس کرنا چاہئے کہ اونہوں نے ترمیم اور تصحیح رجسٹروں کی حسب ہدایت دفعہ ۲۵ مطابق فیصلجات اور احکام مذکور کے کی ہوگی۔ یہ امر یقینی ہے کہ رجسٹرہائے مذکور خود اون کے حکم آخر کے جو ۵ دسمبر سنہ ۱۸۶۹ء کو بعد تحقیقات موقع صادر ہوا مطابق ہیں اور اوس میں حاکم موصوف نے تعبیر فیصلہ کمشنر مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۸۷۰ء کی ہے ممکن ہے کہ تعبیر جو اونہوں نے کی صحیح ہو یا نہیں لیکن اوس کو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۹۱ دیکھو صفحہ ۱۰۰

خود اونہیں صاحب کمشنر نے بحال رکھا جن کے فیصلہ کی تعبیر کی گئی تہی بحال رکہنا فیصلہ کا سب سے
قوی ثبوت اوسکی صحت کا ہے بہرحال رجسٹر یا سے مذکور مطابق راے اسپیشل کمشنر کے ہیں
جو اونہوں نے نسبت جملہ احکام مصدورہ کے قایم کی ہتی - مزید براں اون کا فیصلہ قطعی
ہے کیونکہ کوئی اپیل بنا راضی اوس کے نہیں ہوا - صحت اونکی راے کی یا اس رجسٹر کی
جو مطابق اوس راے کے مرتب کیا گیا اب معرض بحث میں جبکہ وہ صاحب کمشنر کے
حضور سے بحال رہکر حسب ضابطہ گزٹ کلکتہ میں مشتہر ہوئے نہیں آسکتی -

بابو کالی چرن بنرجی - ہر حکم یا فیصلہ جو کوئی کمشنر بموجب اس ایکٹ کے صادر کرے
قطعی ہے بجز اس کے کہ اوسکی ترمیم یا تبدیل بذریعہ نظر ثانی ہو (دفعات ۲۰ و ۲۱)
پس حکم صاحب کمشنر مورخہ ۵ - مئی سنہ ۱۸۷۱ء اسوجہہ سے قطعی ہے کہ اوس میں
ترمیم یا تبدیل نہیں ہوئی -

یہ صاف ظاہر ہے کہ رجسٹر مطابق اوس حکم کے نہیں ہے پس رجسٹر کی ترمیم یا
تصحیح مطابق حکم مذکور کے حسب حکم دفعہ ۲۶ نہیں کی گئی - چونکہ یہ صورت ہے نہیں
کہا جا سکتا کہ وہ رجسٹر مطابق احکام دفعہ ۲۵ کے مرتب ہوا ہیں وہ ایک رجسٹر جایز
نہیں ہے اور نہ اوس کی مدعا علیہ پر پابندی ہے - بلاشک رجسٹر کو صاحب کمشنر نے
بحال رکھا - مگر محض بحال رکہنا کافی نہیں ہے اور فریقین کو ہمیشہ اختیار ہے کہ ثابت
کریں کہ رجسٹر کسی فیصلہ یا حکم مصدورہ کے خلاف ہے - کوئی رجسٹر
غلط شہادت قطعی اون معاملات کی متصور نہیں ہوسکتا جو اوس میں مندرج ہیں
پس اس صورت میں رجسٹر ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ اراضیات متنازعہ بہا
ہیں اور نہ وہ ثبوت قطعی اس امر کا ہے کہ مہاراجہ کبہی اون پر قابض تھے -
اوس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اون کو کبہی قبضہ دیا گیا اور نہ دفعہ ۵ کا مطلقًا یہ منشا
ہے کہ اسپیشل کمشنر نسبت قبضہ کے تجویز کریں کوئی کارروائی حسب دفعہ ۶ -
عمل میں نہیں آئی - بخلاف اس کے شہادت بثبوت اس امر کے ہے
کہ مسی داس برابر قابض رہا اور رسیدات لگان سے جو اوسنے داخل کیں ظاہر ہے
کہ اوسنے لگان بابت ان اراضیات کے کورٹ آف وارڈس کو ادا کیا نالش میں
تمادی عارض ہے کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ مسی داس بارہ سال سے زاید عرصہ سے

سنہ ۱۸۹۴ء
مہتاب اودے ناتھ شاہی دیو
بنام
مسی داس

قابض ہے۔

مسٹر ڈونا نے جواب دیا اور بیان مقاصد و وجوہ ایکٹ مذکورہ بالا کا حوالہ دیا۔

تجویز ہائی کورٹ (گھوس صاحب جسٹس وگارڈن صاحب جسٹس)

حسب ذیل ہے۔

راجہ سری مہتاب اودے ناتھ شاہی دیو مدعی مقدمہ ہذا مالک موضع ارنگی ضلع چھوٹا ناگپور کے ہے اور بحیثیت مالک مستحق قبضہ اراضیات کا بطور مجہاس ہے جس کی بابت تمہید ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۹ء بنگالہ میں یہ لکھا ہے۔ یہ اراضیات واسطے خاص استعمال مالکان مواضع کے باقی رکھی جاتی ہیں اور اون کی نسبت مالکان مذکور کو اختیار کلی ہے۔ مسی داس مدعا علیہ اوس موضع ارنگی میں بعض اراضیات پر بحق بھوئنہاری قابض ہے یہ وہ اراضیات ہیں جو مقبوضہ اون اشخاص کی ہوتی ہیں جو بانی موضع کی اولاد میں ہونے کا دعوے رکھتے ہوں۔ مدعیان کا باپ مہاراجہ جگر ناتھ شاہی دیو جولائی سنہ ۱۸۶۹ء میں فوت ہوا اور اس امر کے واقع ہونے پر زمینداری مدعی کورٹ آف وارڈس نے اپنے اہتمام میں لی جس زمانہ میں کہ علاقہ متنازعہ کورٹ آف وارڈس میں تھا ایک نزاع روبرو اسپیشل کمشنر کے جنکا تقرر حسب ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۹ء بنگالہ کے ہوا تھا مابین فریقین کے بابت اون اراضیات کے پیدا ہوئی جو بطور مجہاس یا بھوئنہاری کے ہر فریق اپنے قبضہ میں رکھنے کا مستحق تھا اور ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس موقع پر مسی داس نے بارہ پوا اراضی کا دعوے کیا تھا بخلاف اس کے کورٹ آف وارڈس نے یہ بیان کیا کہ مسی داس صرف ۴½ پوا اراضی کا بجمع عہ کے مستحق ہے۔ اسپیشل کمشنر نے اپنے فیصلہ مورخہ ۲۳۔ جولائی سنہ ۱۸۶۹ء مصدرہ مقدمہ موسومہ تنازعہ نمبر ۴۸ سنہ ۱۸۶۹ و ۱۸۷۰ء میں یہ تجویز کی کہ بھوئنہار صرف ۴½ پوا اراضی کا بہ لگان سالانہ عہ کے مستحق ہے اور حاکم موصوف نے مطابق اس کے صرف ۴½ پوا کی ڈگری بحق مسی داس صادر کی ایک اور مقدمہ روبرو اسپیشل کمشنر کے (نمبر ۱۰۳ سنہ ۱۸۶۹ و ۱۸۷۰ء) تھا جس میں کورٹ آف وارڈس نے دعوے ۹½ پوا کا بطور اراضیات مجہاس کے کیا تھا اوس مقدمہ میں مسی داس منجملہ مدعا علیہم کے تھا اور اسپیشل کمشنر نے اپنی تجویز میں یہ تحریر کیا کہ یہ مقدمہ از روے فیصلہ مقدمہ نمبر ۴۸ کے طے ہو

۱۸۹۴ء
پرتاب اودی نراین شاہی دیو
بنام
سنی داس

چنانچہ حاکم موصوف نے ڈگری اراضیات متدعویہ کی بحق مدعیاں صادر کی۔

ایک اپیل نمبر ۲۰۰ سنہ ۱۸۹۱ء روبرو کمشنر کے بنا راضی فیصلہ اسپیشل کمشنر سنی داس کی طرف سے پیش کیا گیا اور کمشنر نے یہ تجویز کی کہ کل اراضیات یعنی ۲ ہل متدعویہ نا مبردہ (سنی داس) بھوینہاری ہیں اور اونہوں نے فیصلہ اسپیشل کمشنر کو منسوخ کیا اور ڈگری اراضیات متدعویہ کی بحق سنی داس صادر کی اور اونہوں نے یہ بھی قرار دیا کہ لگان جو سنیداس سے واجب ہے وہ بشرح ۵ ہے، فی ہل ہے۔ بعد اس کے ایک اور مقدمہ روبرو اسپیشل کمشنر کے ۵۔ دسمبر سنہ ۱۸۷۶ء کو پیش ہوا۔ یہ روبکار بغرض طیاری رجسٹر کے جسکا حسب دفعہ ۵۔ ایکٹ مذکور اسپیشل کمشنر کو مرتب کرنا لازم تھا تحریر ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ایک عذرداری منجانب کورٹ آف وارڈس جو مدعی کے علاقہ پر قابض تھی پیش ہوئی اور وہ یہ بھی کہ سنیداس نے بشمول اپنی اراضیات بھوینہاری کے ایک رقبہ کثیر اراضیات مجہاما کا جنکی نسبت اوسکو استحقاق نہ تھا داخل حد بندی کرلی اور اسپیشل کمشنر نے اس بحث کی تجویز کرنے کے لئے جو اون کے روبرو پیش ہوئی تھی اراضی کو معائنہ کیا اور فیصلہ صاحب کمشنر مورخہ ۵۔ مئی سنہ ۱۸۹۱ء پر غور کیا۔ اور اوسکی تعبیر کی۔ اونہوں نے یہ تجویز کی کہ سنیداس صرف ۱ ¾ ہل اراضی کا بہ ادائے لگان بشرح ۵ ہے، فی ہل ہے چنانچہ حاکم موصوف نے یہ قرار دیا کہ باقی اراضیات جنکی بابت باہم فریقین کے نزاع ہے اراضیات مجہاما ہیں بعد ازاں حاکم موصوف نے یہ ہدایت کی کہ ۱ ¾ ہل اراضی مندرجہ تجویز بطور بھوینہاری سنیداس کے درج رجسٹر ہو چنانچہ مطابق اس ہدایت کے رجسٹر مرتب کیا گیا۔ رجسٹر مذکور حسب طریقہ معمولی روبرو کمشنر کے واسطے منظوری کے حسب دفعہ ۲۵۔ ایکٹ مذکور پیش کیا گیا۔ اور حاکم موصوف نے اوسکو بتاریخ ۱۴۔ اگست سنہ ۱۸۸۰ء منظور کیا۔

اس طرح یہ رجسٹر بحکم کمشنر منظور ہو کر یکم ستمبر سنہ ۱۸۸۰ء کو مطابق ہدایات دفعہ ۲۵۔ ایکٹ مذکور کے گزٹ کلکتہ میں مشتہر ہوا۔

باوجود اس رجسٹر کے جس میں تعداد اراضی بھوینہاری صرف بقدر ۱ ¾ ہل کے مندرج تھی سنیداس نے کورٹ آف وارڈس کو لگان کل بارہ ہل اراضی کا بشرح

۱۸۹۴ء
پرتاب اُدے ناتھ
شاہ دیو
بنام
مسماۃ بکس

آٹھ روپیہ فی بیگہ سنہ ۱۸۸۰ء سے سنہ ۱۸۸۳ و ۱۸۸۴ء تک ادا کیا اور اوسکو کورٹ آف وارڈس نے لیا۔

مدعی ۱۲- مارچ سنہ ۱۸۸۸ء کو بالغ ہوا اور اوسنے نالش ہذا ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو واسطے دلا پانے قبضہ ۱۳۳/۴ آنہ کے جو ہماری دانست میں مساوی ۳ بیگہ اراضی کے ہے جو عرضی دعوی میں اراضی مجہاد بیان کی گئی ہے دایر کی اوسنے یہ بیان کیا کہ اراضی پر مسیداس مدعا علیہ نے ناجائز طور پر قبضہ ۱۳- اگست سنہ ۱۸۸۰ء کو یا بعد اوسکے کر لیا اور یہ وہی تاریخ ہے جسپر حسب مذکورہ بالا رجسٹر مرتبہ اسپیشل کمشنر کو صاحب کمشنر نے منظور کیا تہا مسلماً یہ اراضی ایک جزو اوس اراضی کی ہے جسکا دعوے مسیداس نے سنہ ۱۸۷۹ء میں روبرو اسپیشل کمشنر کے کیا تہا مگر جو مطابق رجسٹر مرتبہ اسپیشل کمشنر کے بطور اراضی مجہاد کے تحریر ہوئی مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ اراضی متنازعہ جزو اراضی بہونہاری نامبردہ ہے اور اوس نے فیصلہ کمشنر مورخہ ۵- مئی سنہ ۱۸۷۹ء پر استدلال کیا کہ وہ مابین فریقین کے قطعی ہے اوسنے مزید براں یہ حجت کی کہ نالش میں تمادی عارض ہے جج ماتحت لوہردگا نے حجت مدعا علیہ منظور کی اور یہ تجویز کی کہ فیصلہ کمشنر مورخہ ۵- مئی سنہ ۱۸۷۹ء قطعی ہے اور یہ کہ فیصلہ مابعد اسپیشل کمشنر مورخہ ۵- دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء ناجائز اور خلاف قانون ہے اور یہ کہ رجسٹر مرتبہ اسپیشل کمشنر گو اوسکو کمشنر نے بحال رکھا ایک ایسا رجسٹر نہ تہا جو مطابق قانون کے مرتب کیا گیا ہو اور اس لئے وہ شہادت قطعی مابین فریقین کے نہیں ہے مزید براں حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ نالش مدعی میں تمادی عارض ہے۔ کیونکہ قبضہ مدعی قبل سنہ ۱۸۸۰ء کے (جبکہ وہ بناے مخاصمت کا پیدا ہونا بیان کرتا ہے) قابل اطمینان ثابت نہیں ہے اپیل ہذا مدعی کی جانب سے ہوئی ہے اور اوسکی طرف سے یہ حجت کی گئی ہے کہ عدالت ماتحت نے احکام ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۶۹ء کی غلط تعبیر کی ہے اور اوس رجسٹر کو جو اسپیشل کمشنر نے مرتب کیا اور کمشنر نے بحال رکھا اوس طور پر نافذ نہیں کیا کہ جسطور پر اوسکو قانوناً کرنا چاہیئے تہا اور مزید براں نالش میں تمادی عارض نہیں ہے۔

بلحاظ اون دلایل کے جو ہمارے روبرو اپیل ہذا میں ہر دو فریق کی جانب سے پیش کی گئیں یہ ضرور ہے کہ اولاً مختصر طور پر بعض احکام ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۶۹ء بنگالہ کا ذکر کیا جاوے جہانتک کہ احکام مذکور اون امور سے متعلق ہیں جنکی بحث اس مقدمہ میں پیدا ہوئی ہے

ایکٹ مذکور کی تمہید میں بعد بیان کرنے اس امر کے کہ اراضیات بہوبنہاری اور مجہا کبہا ہوتی ہیں یہ درج ہے کہ "یہ قرین مصلحت ہے کہ یہ تحقیقیں منین اور ان کا عذات کیجاویں اور ایک رجسٹر جملہ حقوق و مراعات و ذمہ واریوں کا جو قابضاً اراضیات مذکور سے تعلق ہیں مرتب کیا جاوے"۔

از روے دفعہ ۲- لفٹنٹ گورنر بنگالہ کو اختیار تقرر بعض کمشنران بطور اسپیشل کمشنران دکمشنران واسطے اغراض ایکٹ ہذا کے دیا گیا ہے۔

دفعہ ۳ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ اسپیشل کمشنران کا کیا کام ہے اور اوس میں یہ تحریر ہے کہ انکو حال حقوق اور قبضہ جملہ اراضیات موجودہ اپنے علاقہ کا جنکی نسبت کوئی شخص کہتا ہے بہوبنہاری اور مجہاہا کے قابض ہونا بیان کرے تحقیق اور دریافت کرنا چاہئے اور اراضیات مذکور کی حدبندی کرنی چاہئے -

دفعہ ۴- میں یہ حکم ہے کہ بوقت کرنے ایسی تحقیقات کے اسپیشل کمشنر علاوہ اختیارات کے جو از روے ایکٹ مذکور کے اوسکو دیے گئے ہیں جملہ وہ اختیارات استعمال کرے گا جو کلکٹر کو جب وہ بندوبست اراضی مالگذاری کرتا ہو حسب آئین متعلقہ حاصل ہیں -

دفعہ ۵- میں یہ تحریر ہے کہ اسپیشل کمشنر ایک صحیح رجسٹر اون اراضیات کا مرتب کرے جو اوسکو از قسم بہوبنہاری یا مجہاہا دریافت ہوں -

دفعہ ۱۴- میں قاعدہ پیش کئے جانے اپیل کا بناراضی حکم یا فیصلہ اسپیشل کمشنر کے بحضور کمشنر ڈویژن سے -

دفعہ ۱۵- میں اوس شخص کو جو کسی حکم یا فیصلہ اسپیشل کمشنر یا کمشنر سے ناراض ہو یہ اجازت دی گئی ہے کہ تجویز ثانی کی درخواست کرے -

دفعہ ۲۰- میں یہ تحریر ہے کہ کوئی فیصلہ یا حکم اسپیشل کمشنر کا کسی طریقہ سے تبدیل یا ترمیم یا منسوخ بجز از روے تجویز ثانی کے جو اسپیشل کمشنر حسب دفعات ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ ایکٹ ہذا کریں یا بذریعہ اپیل بحضور کمشنر قسمت حسب دفعہ ۱۴- ایکٹ ہذا کے نہو گا" اور کوئی نالش کسی عدالت میں بغرض ترمیم یا منسوخی کسی ایسے حکم یا فیصلہ اسپیشل کمشنر کے یا کسی فیصلہ یا حکم کے جو بر طبق اپیل یا بالنظر ثانی کمشنر قسمت حسب احکام ایکٹ ہذا صادر کیا

پرتاپ اُدی ناتھ شاہی دیو بنام مسیداس

منظور نہوگی اور ہر ایک فیصلہ یا حکم مذکور جو برطبق اپیل کمشنر قسمت نے صادر کیا ہو قطعی ہوگا بجز اس کے کہ اوسکو کمشنر موصوف نے برطبق نظر ثانی حسب دفعات ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ ایکٹ ہذا تبدیل یا ترمیم یا منسوخ کیا ہو"۔

دفعہ ۲۵ میں یہ مسلم ہے کہ "رجسٹر ہر موضع کا جو بموجب احکام دفعہ ۵ ایکٹ ہذا مرتب کیا جائے بعد ترمیم و تصحیح آخر کے مطابق ہر فیصلہ و حکم اسپشل کمشنران اور کمشنر قسمت کے جو بموجب ایکٹ ہذا صادر ہو حضور کمشنر قسمت سے منظور کیا جائے گا اور منظوری مذکور فوراً گزٹ کلکتہ میں مشتہر کیجائے گی"۔

دفعہ ۲۶ میں یہ تحریر ہے کہ "ہر ایک رجسٹر جو حسب ایکٹ ہذا مرتب کیا جائے بعد مشتہر ہونے اوس کی منظوری کے مطابق دفعہ عین ماقبل کے شہادت قطعی جملہ اون امور کی ہوگا۔ جو رجسٹر مذکور میں بتعمیل ایکٹ مذکور مندرج ہوئے ہوں"۔ اور "بعد مشتہر ہونے منظوری رجسٹر متعلقہ کسی موضع کے کوئی شہادت اس امر کی نہ لیجائے گی کہ کوئی اراضی واقع موضع مذکور جس کا ذکر رجسٹر مذکور میں نہیں ہے حقیت بھوینہاری یا مجھا ہے"۔

یہ ظاہر ہوگا کہ حسب دفعہ ۲۰ فیصلہ کمشنر قسمت برطبق اپیل قطعی ہے پس ہم کو یہ تصور کرنا چاہیے کہ فیصلہ کمشنر مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۸۹۹ء مابین فریقین کے قطعی تھا لیکن ساتھ ہی اس کے فیصلہ مابعد اسپشل کمشنر مورخہ ۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء بھی قطعی تھا کیونکہ اوسکی ناراضی سے کوئی اپیل بحضور کمشنر نہیں کیا گیا اور اوسمیں تبدیل یا ترمیم از روے نظر ثانی کے نہیں کیگئی اسپشل کمشنر سے بعد ازاں یہ استدعا کی گئی کہ فیصلہ اس امر کا کرے کہ آیا مسیداس نے بطور اراضیات بھوینہاری کے اوس سے زیادہ اراضی حدبندی میں داخل لی ہے یا نہیں جس کا وہ مستحق تھا اور حاکم موصوف نے بعد ملاحظہ موقع کے اس امر کی تجویز مطابق اوس تعبیر کے کی جو اونہوں نے فیصلہ ۵ مئی سنہ ۱۸۹۹ء کی قایم کی تھی اونکو یہ بھی ضرور تھا کہ ترمیم و تصحیح رجسٹر کی مطابق فیصلجات کے جو صادر ہو چکے ہوں حسب دفعہ ۲۵ کریں اور حاکم موصوف نے مطابق فیصلہ کمشنر کے اپنی سمجھ کے موافق ترمیم کی۔

ہمارے روبرو وکیل ڈیلم رسپانڈنٹ نے یہ بحث کی کہ ترمیم و تصحیح رجسٹر کی اسپشل کمشنر نے مطابق فیصلہ کمشنر کے نہیں کی اور ہماری دانست میں جس طرح پر کہ ہم اوس فیصلہ کو سمجھتے ہیں اون کی حجت صحیح ہے اور یہ کہ اسپشل کمشنر نے مراد فیصلہ

سنہ ۱۸۹۴ء
پرتاپ بہادر سنگھ
شاہ جی
بنام
مسیداس

اور تجویز کمشنر کی صحیح نہیں سمجھی لیکن ترمیم و تصحیح مطابق اوس تعبیر کے کی گئی جو فیصلہ کمشنر کی اسپشل کمشنر نے کی تہی جب رجسٹر اس طور پر ترمیم ہوکر مرتب ہوا وہ واسطے منظوری کے کمشنر کے روبرو پیش کیا گیا اور ہمکو بلحاظ خانہ کیفیت نقشہ مذکور بظاہر ہوتا ہے کہ مقدمہ نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۷۶ء/۱۸۷۷ء اور مقدمہ اپیل نمبر ۱۰۶ سنہ ۱۸۷۶ء کا صاف ذکر یادداشت میں تہا اور نیز ایک مقدمہ متفرقہ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۷۹ء/۱۸۸۰ء کا ذکر تھا جس کی نسبت ہم یہ قیاس کرتے ہیں۔ کہ یہ وہی مقدمہ تھا جسکو اسپشل کمشنر نے ۵- دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء کو طے کیا تھا پس ہم یہ قیاس کرتے ہین کہ کل معاملہ روبرو کمشنر کے پیش کیا گیا اور اونہوں نے اپنی خاص رای پر معاملہ مذکور عمل کیا اور جب اونہوں نے رجسٹر کو منظور کیا اونکو اس امر کا ضرور اطمینان تھا کہ اسپشل کمشنر نے اون کی تجویز ۵- مئی سنہ ۱۸۷۹ء کو بخوبی سمجھا تھا۔

لیکن وکیل ذیعلم رسپانڈنٹ نے یہ حجت کی کہ چونکہ رجسٹر کی ترمیم و تصحیح مطابق فیصلہ آخر صاحب کمشنر مورخہ ۵- مئی سنہ ۱۸۷۹ء/۱۸۸۰ء کے نہیں ہوئی لہذا وہ ایک ایسا رجسٹر نہیں ہے جو مطابق قانون کے مرتب کیا گیا ہو اور اسوجہ سے منظوری ایسے رجسٹر کی کمشنر کے حضور سے کوئی اثر نہیں رکہتی لیکن ہم اس حجت سے اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے اسپشل کمشنر نے اثناے اپنے کارمنصبی تحقیقات اون امور میں جو اونکے روبرو پیش ہوے تہے جبکہ اون سے استدعاے تعبیر فیصلہ کمشنر کی گئی اپنی تعبیر فیصلہ مذکور کرکے ایک حکم صادر کیا جو بصورت نہونے نظرثانی یا اپیل کے مطابق قانون کے مختتم ہوگا یہ حکم اوس تاریخ کے بعد کا تہا جس تاریخ کو کمشنر نے حکم صادر کیا تھا اور رجسٹر مطابق حکم مذکور کے مرتب ہوکر اور عدالت اپیل یعنی کمشنر ڈویژن کے حضور سے حسب دفعہ ۲۵- ایکٹ مذکور منظور ہوکر رجسٹر مذکور گزٹ کلکتہ میں حسب ہدایت دفعہ مذکور مشتہر ہوا پس ہم کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس طرح پر یہ تجویز کرنی ممکن ہے کہ بعد منظوری کمشنر اور مشتہر ہونے رجسٹر کے گزٹ میں رجسٹر مذکور محض بے اثر ہے۔

دفعہ ۲۶- ایکٹ مذکور میں جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا یہ تحریر ہے کہ بعد اسکے کہ رجسٹر مرتب اور مشتہر ہو چکا ہو وہ شہادت قطعی جملہ اون معاملات کی ہوگا- جو اوس میں مندرج ہیں اور کوئی شہادت اس امر کی نہ لیجائے گی کہ کوئی اراضیات جنکا ذکر رجسٹر میں نہیں ہے بہوہیہاری یا مجہاہا میں- رجسٹر کے ملاحظہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اراضیات متنازعہ بطور اراضیات مجہاہا کے مقبوضہ علاقہ چہوٹا ناگپور کے جو اوسوقت باہتمام گورنمنٹ

سنہ ۱۸۹۴ء
پرتاب اودی ناتھ شاہی دیو
بنام
مسیاکس

آف وارڈس کا تحریر ہو جس یہ اراضیات بطور بنہاری نہیں بلکہ مجہا لکھی گئیں انطباق رجسٹر شہادت
قطعی بہ ثبوت اس امر کے ہے کہ اراضی مجہا مقبوضہ کورٹ آف وارڈس ہے اور ہماری دانست
میں یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ اسوجہ سے کہ اسپشل کمشنر نے فیصلہ صاحب کمشنر مورخہ ۵ مئی
سنہ ۱۸۷۹ء کو صحیح طور پر نہیں سمجھا اور اسوجہ سے کہ رجسٹر کو اسپشل کمشنر نے مطابق حکم مذکور
کے مرتب نہیں کیا وہ شہادت قطعی اون معاملات کی نہیں ہے جو اوس میں مندرج ہیں
بلکہ ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اس امر پر بحث کرنے کے مجاز نہیں ہیں کہ آیا اسپشل کمشنر
نے فیصلہ کمشنر مورخہ ۵ - دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء کی مراد صحیح سمجھی یا نہیں جس کم اسپشل کمشنر نے بذریعہ رجسٹر
مرتبہ کے نفاذ پذیر ہوا اور اوسکو صاحب کمشنر نے حسب دفعہ ۲۵ - ایکٹ [illegible]
[illegible] منظور کیا -

ان وجوہ سے ہماری یہ رائے ہے کہ اراضی جو رجسٹر میں بطور مجہا [illegible] مندرج ہے [illegible]
مدعی ہے -

نسبت بحث حد سماعت کے جو مابین فریقین کے پیدا ہوئی ہر فریق نے شہادت
پیش کی لیکن یہ شہادت ہماری دانست میں نہایت قابل اطمینان قسم کی نہیں ہے
لیکن ایک فقرہ تجویز کمشنر مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۸۷۹ء میں ہے کہ مسیداس اراضیات
متدعویہ اپنے پر بہت برسوں سے مخالفانہ قابض ہے - اور اگر ہم اس مقدمہ میں [illegible]
کے مجاز ہوتے کہ فیصلہ صاحب کمشنر کو نفاذ پذیر کریں تو ہم کو کچھ دقت یہ تجویز کرنے میں نہ ہوتی
کہ مسیداس بارہ برس سے زیادہ مخالفانہ قابض رہا ہے اور یہ کہ دعوے مدعیان میں اسوجہ سے
تمادی عارض ہے مگر ہمکو مجبوراً بلحاظ عبارت دفعہ ۲۶ - ایکٹ مذکور کے یہ تجویز کرنی لازم ہے کہ
چونکہ اس رجسٹر میں جس کو اسپشل کمشنر نے مرتب کیا اور کمشنر نے منظور کیا - یہہ
مندرج ہے کہ آیا اراضی مقبوضہ علاقہ چھوٹا ناگپور باہتمام کورٹ آف وارڈس
ہے لہذا وہ شہادت قطعی اس امر کی ہے کہ اوسوقت علاقہ چھوٹا ناگپور کا قبضہ تھا
اور نہ مدعا علیہ کا - اس بارہ میں مقدمہ کرپال نرائن تیواری بنام سکرومنی (۱) ملاحظہ
طلب -

یہ رجسٹر جیسا کہ بیان ہو چکا سنہ ۱۸۸۰ء میں مرتب کیا گیا تھا اور نالش سنہ ۱۸۹۱ء میں یعنی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۹۱ دیکھو صفحہ ۱۰۰

سنہ ۱۸۹۴ء
پرتاب اودی نانہ
شاہی پور
بنام
سیواسنگھ

اوس تاریخ سے بارہ سال کے اندر دائر ہوئی لہذا وہ بین المعاد ہے -
ہمارے روبرو اس امر پر بھی استدلال کیا گیا کہ کورٹ آف وارڈس نے چار سال بعد سنہ ۱۸۶۱ء کے مدعاعلیہ سے لگان وصول کیا اور اس طرح پر اوس کا حق قبضہ بہونہاری اراضیات کا تسلیم کیا لیکن اوس وقت مدعی نابالغ تہا اور ہماری دانست میں اس شکل سے کورٹ آف وارڈس کا تسلیم کرنا مانع اس امر کا نہیں ہے کہ مدعی اپنے استحقاق کو نسبت اراضیات کے بحیثیت مجہا ؤ ظاہر کرے -
لیکن ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں مدعاعلیہ پر بہت سختی ہوئی کیونکہ اگر رجسٹر ہوتا تو ہمکو کچھہ دقت یہ تجویز کرنے میں نہ ہوتی کہ اوس کی حجت صحیح ہے اور مدعی کو کوئی حق دلاپانے قبضہ خاص اراضیات کا نہیں ہے - لیکن سوء اتفاق سے وہ رجسٹر جسمیں اوس کی حقیت اور اراضیات مجہاؤ درج ہیں مطابق دفعہ ۲۵ کے مرتب اور مشتہر کیا گیا لہذا ہم مجاز نہیں ہیں کہ اوس کو کوئی دادرسی خلاف امور مندرجہ رجسٹر مذکور کے عطا کریں ان وجوہ سے ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور اپیل ہذا کو ملحاظ حالات بلاخرچہ کے ڈگری کرتے ہیں -

اپیل ڈگری کیا گیا -

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس مسٹر ڈبلو کمر پتیہرم صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

چندی پرشاد (سائل) بنام ایولنس (فریق مخالف) +

داخلت مجرمانہ - مداخلت بیجا مجرمانہ - قبضہ جائداد جسکی بابت مداخلت مجرمانہ عمل میں آئی - مجموعہ تعزیرات دفعات ۴۴۱ و ۴۴۷ و ۴۴۸

چندی پرشاد نے جو ایک میونسپلٹی میں عہدہ دار تھا اسنے ایک درخواست بنا براثنی تشخیص کے پیش کی اور وہ اوسکی غیر حاضری میں ڈسمس ہوئی چندی پرشاد ایک کمرہ میں جہاں میونسپل کمشنران کی کمیٹی کا اجلاس تھا اور معاملات تشخیص کی بابت سماعت اور فیصلہ ہورہا تھا اس غرض سے پیش کرنے ایک درخواست ترمیم اپنی تشخیص کے گیا - چیرمین کمیٹی نے اوسکو یہ حکم دیا کہ کمرہ سے باہر چلا جاوے اور جب اوسنے اس امر سے انکار کیا تب وہ نکالدیا گیا کمرہ سے باہر برآمدہ میں اوسنے مجمع میں یہ شکایت کی کہ کمیٹی سے انصاف نہوگا چندی پرشاد پر بربنا ان واقعات کے حسب ہدایت چیرمین کمیٹی کے مقدمہ فوجداری قایم ہوا اور اوسپر جرم مداخلت بیجا مجرمانہ حسب دفعہ ۴۴۸ تعزیرات ہند کے ثابت قرار دیا گیا - **تجویز ہوئی** - کہ تجویز ثبوت جرم بیجا ہے اور ارتکاب کسی جرم کا نہیں ہوا مستغیث کو بغرض ثبوت جرم دفعات ۴۴۱ یا ۴۴۷ یا ۴۴۸ کے یہ ثابت کرنا لازم تھا کہ جائداد جسپر مداخلت بیجا کی گئی اوسوقت بقبضہ مستغیث کے تھی اور وہ بابت جرم کے سماعت حسب دفعہ ۳۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کرسکتا تھا اور مستغیث نے یہ ثابت نکرسکا کہ وہ کمرہ اوسکے قبضہ میں تہا اور واقعی اوسنے یہ ثابت کیا کہ وہ محض اوس کمرہ میں معہ دیگر اشخاص کے حسب استدعا اور برضا اوس شخص کے گو وہ کوئی ہو وہاں بیٹہا تھا جسکو خاص حق قبضہ مذکور کا حاصل تھا -

مزید براں **تجویز ہوئی** کہ اگر یہ بھی قرار دیا جاسکے کہ مستغیث کے قبضہ میں کمرہ مذکور تھا تو کوئی شہادت نیت ارتکاب کسی جرم یا تخویف یا توہین یا رنج پہونچانے کسی شخص کی نہیں ہے کیونکہ یہ واضح ہوتا ہے کہ غرض ملزم کی کمرہ میں جانے اور اوسمیں موجود رہنے کی یہ تھی کہ کوشش اس امر کی کرے کہ مستغیث اور اوسکے ہم جلیس اپنے فیصلہ پر پہر غور کرنے پر راغب ہوں الفاظ توہین آمیز جنپر تجویز ثبوت جرم مبنی ہے بعد اسکے کہے گئے تہے کہ چندی پرشاد کمرہ سے باہر نکل آیا تھا -

سائل پر اس مقدمہ میں حسب ہدایت ریورنڈ مسٹر ایولنس کے جو ایک میونسپل کمشنر مقام مونگیر ہے جرم مداخلت مجرمانہ اس بیان سے لگایا گیا کہ وہ اوس کمرہ میں کہ جس میں مستغیث اور ایک اور کمشنر بطور کمیٹی کے اجلاس کرتے تھے اور مقدمات تشخیص کی اپیلوں کی نسبت تجویز کرنے میں مشغول تھے - داخل ہوا - سائل نے کمرہ میں داخل ہونے کی وجوہ بیان کی وہ یہ ہے کہ اوسپر کمشنران نے ایک ایسی شرح سے تشخیص کی تہی جسکو وہ بہت زیادہ سمجھتا تہا اور اوسنے ایک درخواست واسطے نظر ثانی تجویز کے پیش کی تہی مگر اوس کی درخواست بطور سرسری اوس کی غیر حاضری میں نامنظور ہوئی تہی اور اوسنے

+ مقدمہ نظر ثانی فوجداری نمبرہ ۴۹۴ سنہ ۱۸۹۴ع بر خلاف حکم مصدرہ الف ڈبلیو کاک صاحب بہادر سشن جج بہاگلپور مورخہ ۱۴ جون سنہ ۱۸۹۴ع مشعر بحالی حکم مصدرہ سے جارود ڈپٹی مجسٹریٹ مونگیر مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۴ع -

۱۸۹۴ء
چندیکا پرشاد
بنام
ایونس

ایک اور درخواست اوس حکم پر غور مکرر کے لئے پیش کی تہی اور دفتر میں بغرض دریافت کرنے اس امر کے گیا تھا کہ کیا حکم درخواست مذکور پر صادر ہوا تھا -

اس مقدمہ کی سماعت روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ مونگیر کے ہوئی اور اونہوں نے سایل ایک جرم دفعہ ۴۴۸ - تعزیرات ہند کا ثابت قرار دیا واقعات مقدمہ اور وجوہ جنپر تجویز ثبوت جرم مبنی ہے تجویز ڈپٹی مجسٹریٹ میں مفصل مندرج ہیں جو حسب ذیل ہے -

"مستغیث ریورنڈ مسٹر ایونس نے یہ بیان کیا کہ وہ ایک میونسپل کمشنر ہے - ۳۰- مارچ ۱۸۹۴ء کو وہ کمیٹی میں معہ ملاکنڑ وہاں و مسٹر ڈبلیو ٹامس اور دیگر اشخاص کے بیٹھا تھا یہ ملزم بابو چندی پرشاد کمیٹی کے کمرہ میں چلا آیا (گو اوس کو کوئی منصب اس امر کا نہ تھا) تاکہ ایک درخواست نظر ثانی تشخیص پیش کرے ہم نے اوس سے کہا کہ ہم نے اوسکی درخواست پر غور کر لیا اور ہم تشخیص کو بحال رکھینگے اور ہم نے اپنے حکم پر غور مکرر کرنے سے انکار کیا چندی نے اول کمرہ سے باہر جانے سے انکار کیا اور ہم لوگوں کو وہاں سے نکلوانا پڑا بعد اوس کے چندی دفتر میونسپلٹی میں آیا اور اوس نے جواب انکاریہ کو منظور نہیں کیا بلکہ اس امر پر استبداد کیا کہ ہم تشخیص پر پھر غور کریں ۲- اپریل کو معاملہ درجہ انتہائی کو پہونچا - مسٹر ایونس اور مسٹر ٹامس ایک کمرہ دفتر میونسپلٹی میں کمیٹی کر رہے تھے اور وہ ایسا کمرہ ہے کہ جسمیں کسی باہر کے آدمی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ اوسوقت کہ جب کمیٹی کا اجلاس ہو بجز اوس صورت کے داخل ہو کہ خاص نام لیکر بلایا جائے - چندی زبردستی بلا بلائے ہوئے اس کمرہ میں گہس آیا - مسٹر ایونس نے کمرہ سے نکلجانیکا حکم دیا مگر چندی اوس جگہہ تک کہ جہاں ایک موٹا عرضیوں کا رکہا تھا چلا آیا اور اون عرضیوں کو نکالنے اور دیکھنے لگا یہ کاغذات دفتر کی مسلیں تہیں جنکے دیکھنے کا چندی کو کچہہ حق نہ تھا اوس سے پہر مسٹر ایونس نے کہا کہ باز رہے اور کمرہ سے باہر چلا جاوے اور مسٹر ٹامس نے بہی یہی کہا اور چونکہ اوسنے حکم بجا لانے کو نہیں مانا اسلئے مسٹر ایونس کو کرسی پر سے اوٹہنا اور ملزم کو نکلوا دینا پڑا - اسبات کو دیکہکر چندی کمرہ سے نکل گیا مگر دروازہ میں کہڑا رہا اور کلمات توہین آمیز کہے اور اوس نے مجمع عام کی طرف جو برآمدہ میں تہا اشارہ کرکے گفتگو کی اور کام کو بالکل بند کر دیا خود اوس کے گواہ تسلیم کرتے ہیں کہ اوسنے یہ کہا کہ میونسپل کمشنراں بے انصاف ہیں اور وہ اون سایلاں کو جو موجود ہیں نہیں بلاینگے اور نہ اونکی سماعت کرینگے اور اون لوگوں کی درخواست کو جو حاضر نہیں ہیں خارج کرینگے - یہ گفتگو قابل درجہ توہین آمیز ہے مدعا علیہ کی جانب سے یہ تسلیم ہے کہ اوس کمرہ میں جانا بجز اوس کے کہ خاص کر بلایا گیا ہو منع تہا (دیکہو شہادت منجانب ملزم) یہ امر مسلمہ ہے کہ چندی نہیں بلایا گیا تہا - پس کل بیان مستغیث کا ثابت ہے - میں یہ نہیں کر سکتا کہ شہادت ایک ایسے شخص پر جیسا کہ مسٹر ایونس ہیں شبہہ کروں - اونکا حال ایسا

۱۸۹۴ء
چندی پرشاد
بنام
یونس

ضلع میں سلامی اور درخواست بازی کا سالہا سال سے معلوم ہے یہی بات واقعی نسبت مسٹر ٹامس کے
کہی جا سکتی ہے اور جو توہین کی گئی کہ وہ ضرور نہایت کہلی ہوئی ہوگی کہ اوس سے ایسے ملایم مزاج کے
آدمی کو کہ جیسا شخص آخر الذکر ہے غصہ آجاوے ملزم کا یہ عذر ہے کہ وہ کمرہ میں واسطے دریافت اس امر کے
گیا تھا کہ اوسکی عرضی کا کیا ہوا خود ملزم اسباب کی تردید کرتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ بموجودگی مسٹر وہاں کے
اوس سے یہ کہا گیا تھا کہ اوس کی درخواست نامنظور ہوگئی - یہ واقعہ ۱۸ - مارچ کا ہے اور باوجود اس کے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بہت دنوں بعد یعنی ۶ - اپریل کو ملزم نے کمیٹی کو پریشان کیا کہ اوسکو اوسوقت
یہ بخوبی معلوم تھا کہ کیا حکم صادر ہو چکا ہے مسٹر ڈیوس نے جنہے عدالت میں بیان کیا کہ بعض اوقات
۲۰۰ درخواستیں تک یک روز سماعت کے لیئے ہوتی ہیں اگر ہر ایک ان اشخاص میں سے
مثل چندی کے عمل کرے یعنی اول درخواست نظر ثانی کی پیش کرے اور جب اوسپر حکم صادر ہو تب
دوسری درخواست واسطے غور مزید کے اوس حکم پر جو بر طبق نظر ثانی صادر ہوا داخل کرے تو کام کا
کوئی انتہا نہوگا بابو چندی پرشاد ایک ایسا آدمی ہے جسکا اثر اور لوگوں پر ہوتا ہے ہندوستانی بمثل
بھیڑوں کے ہیں اور وہ ہمیشہ اس پر آمادہ رہتے ہیں کہ کوئی شخص جو غل مچانے والا اور ناراض ہونے
والا ہو اوسکی پیروی کریں اور کام میں ہرج ڈالیں اور یہ امر یقینی ہے کہ جب غیر ملازم سرکاری شرفا اپنے وقت کو
صرف کریں اور فائدہ عام کے لیئے مفت تکلیف اوٹھاویں تو اقل درجہ جو حکام عہدہ دار کو کرنا لازم ہے یہ ہے
کہ وہ اس امر پر بھی لحاظ رکہیں کہ شرفا مذکور کی توہین اور انکے کام میں خلل نہو جوابدہی میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مداخلت
بیجا کا الزام ملزم پر اس مقدمہ میں عاید نہیں ہوتا کیونکہ مستغیثان کمرہ مابہ البحث پر قابض نہ تھے یہ کہنا محض خلاف عقل سلیم ہے
کہ وہ کمرہ جس میں جایز طور پر کوئی شخص ہو اوسوقت میں اوسکے قبضہ میں ہوتا ہے چندی بابو کا ضرور یہ مقصود
تھا کہ تکلیف دے اور اوسوقت تک تنگ کرے کہ اپنا مطلب حاصل کرے اور جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ
اوسکی کاربراری نہیں ہوتی تو اوسنے توہین کرنا شروع کی - یہ امر بحث طلب ہے کہ کس دفعہ میں اوسکا جرم داخل ہوتا ہے
[illegible] سرکار خیال کرتے ہیں میونسپل کمیٹی اسمقدمہ میں عدالت متصور نہیں ہو سکتی اور اسوجہ سے صرف دو دفعہ باقی رہتی
ہیں دفعہ ۵۰۴ اور ۴۴۸ تعزیرات ہند اور میری دانست میں دفعہ آخر الذکر زیادہ تر متعلق ہے یہ ایسا مقدمہ ہے
کہ جسکا بہت خیال ہے اور اس امر پر زیادہ تر منحصر ہے کہ آیا کمشنران آئندہ اپنا کام امن سے کر سکینگے یا نہیں اور چونکہ
یہ صورت ہے اور چونکہ چندی ملزم ایک ایسا آدمی ہے کہ جسکو یہ بات بخوبی معلوم ہونی چاہیئے تھی لہذا میں حکم سزاے
سخت حسب دفعہ ۴۴۸ تعزیرات ہند کے صادر کرونگا - میں حکم دیتا ہوں کہ ۱۰۰ر جرمانہ ادا کرے ورنہ دو ہفتہ قید
سخت رہے ملزم ایک لیاقت مند آدمی ہے اور اس سے کم سزا دینا بیکار ہوگا کیونکہ اوسکو کچھ معلوم نہوگا -

سنہ ۱۸۹۴ع
چندی پرشاد
بنام
یونس

سایل نے بنا راضی اس تجویز ثبوت جرم کے روبرو سشن جج کے اپیل کیا مگر اوسکا اپیل ڈسمس ہوا تجویز عدالت اپیل حسب ذیل ہے۔

"اپلانٹ جرم مداخلت بیجا کا ایک کمرہ میں داخل ہونیکا جسمیں میونسپل کمشنران جمال پور بوقت سماعت اپیل بنا راضی تشخیص موجود تھے قایم کیا گیا ہے"۔

"وکیل اپلانٹ نے بحث کیا ہے کہ تو اپلانٹ ایک محصول دینے والا تھا لہذا اوسکو حق تھا کہ کسی کمرہ دفتر میونسپلٹی میں جسوقت جلسہ ہو رہا ہو جاوے۔ بیشک میونسپل کمشنران کو پورا اختیارات انتظام کا جو مناسب سمجھیں نسبت کمرہ دفتر کے ہیں اور جبکہ یہ ہے کہ اگر ہر محصول دینے والا کسی کمرہ میں جب جلسہ ہو جاوے تو دفتر کا کام نہیں ہو سکتا"۔

"دوسرا امر یہ ہے کہ کوئی شخص کمرہ میں بلا اجازت میونسپل کمشنران کے نہیں جا سکتا تھا"۔

اسکے بعد یہ بحث ہے کہ یہ ثابت کرنا چاہیے کہ اوسکا مقصد برا تھا اور اوسکا مطلقاً یہ ارادہ نہ تھا کسی شخص کو رنج پہونچانے کا ہر حالت میں یہ صاف ثابت ہے کہ وہ کمرہ کے اندر گیا اور اوس کام میں جو ہو رہا تھا ہرج ڈالا اور جب اوسکو حکم دیا گیا کہ کمرہ میں سے نکلے تو انکار کیا اور جب نکالا گیا تب اوسنے برآمدہ میں مجمع میں یہ کہا کہ اوسکا انصاف نہیں ہوا۔

نسبت حکم سزا کے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپلانٹ نے اسی طریق سے ایک پہلے موقع پر ۱۰ مارچ کو عمل کیا تھا اور اسلیے میں جرمانہ کے کم کرنے سے انکار کرتا ہوں"۔

سایل نے بعدازاں ہائیکورٹ میں حسب دفعہ نظرثانی کے یہ درخواست کی کہ مسل طلب کی جاوے اور تجویز ثبوت جرم منسوخ ہو اور ۱۷ جولائی کو ایک بنچ نے جسمیں ہیوبل صاحب جسٹس بنرجی صاحب جسٹس اجلاس فرماتے تھے حکم اظہار وجہ عطا کیا۔ وہ وجوہات جن سے درخواست حکم مذکور کی گئی تھی اور جنکی تجویز مجسٹریٹ ضلع نے جیسا کہ نتیجہ ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کی تھی حسب ذیل ہیں۔

(۱) واقعات مجوزہ ڈپٹی مجسٹریٹ ذی علم سے کوئی جرم حسب دفعہ ۴۴۸ تعزیرات ہند قایم نہیں ہوتا۔

(۲) میونسپل بورڈ کا دفتر نظرثانی تشخیص یک مقام عام ہے اور سایل کا اوسکے اندر جانا ناجایز نہ تھا اور وہ قانوناً مداخلت مجرمانہ کی حد تک نہیں پہونچتا۔

(۳) چونکہ سایل ایک محصول دینے والا میونسپلٹی کا تھا اور چونکہ ایک حکم زیر کمیٹی نظرثانی تشخیص کے اوسکی بابت پیش تھا لہذا اوسکا ان حالات میں دفتر میں جانا کوئی جرم حسب دفعہ ۴۴۸ کے نہ تھا۔

(۴) کوئی قاعدہ قانون میں ایسا نہیں ہے جس سے محصول دینے والے کو ممانعت میونسپل کمیٹی کے کمرہ میں جانے کی ہو۔

اور نہ کوئی شہادت مقدمہ میں اس امر کی ہے کہ محصول دینے والے کمرہ کمیٹی میونسپلٹی مونگیر میں جانے سے ممنوع ہیں اور یہ تجویز ڈپٹی مجسٹریٹ کی کہ محصول دہندہ کو کوئی حق کمرہ مذکور میں جانیکا اغراض جائز کیلئے نہ تھا قانوناً غلط ہے

(۵) کوئی تجویز اور نہ کوئی شہادت بتائید تجویز اس امر کے ہے کہ سائل کو یہ معلوم تھا کہ بحیثیت محصول دینے والے کے اوسکو یہ منصب نہیں ہے کہ کمرہ مذکور میں کسی غرض جائز کے لئے جائے -

(۶) دفتر مذکور کی نسبت یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی شخص کے قبضہ میں حسب مراد دفعہ ۴۴۱ تعزیرات ہند کے تھا -

(۷) بہر حال بلحاظ واقعات وحالات مقدمہ کے حکم سزا زیادہ اور نہایت سخت ہے :

بابو دوارکا ناتھ چکربتی و بابو سرتھ سنیال بجانب سائل بتائید حکم اظہار وجہ

مسٹر پو نے بجانب فریق مخالف وجہ ظاہر کی -

تجویز ہائیکورٹ اجلاس جناب صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس حسب ذیل ہے -

۷- اپریل سنہ ۱۸۹۴ء کو چیرمین میونسپلٹی مونگیر نے مجسٹریٹ ضلع کے پاس ایک رپورٹ مسٹر ایونس میونسپل کمشنر کی متعلق شکایت طریق عمل چندی پرشاد کے ارسال کی اور یہ استدعا کی کہ نامبردہ پر مقدمہ فوجداری اگر مجسٹریٹ کی رائے میں اوس نے ارتکاب کسی جرم فوجداری کا کیا ہو قایم کیا جاوے ۱۲- تاریخ کو مجسٹریٹ نے یہ حکم صادر کیا دفعہ ۲۲۰ تعزیرات کا متعلق ہونا مشتبہ ہے مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرم دفعہ ۴۴۸ تعزیرات ہند کا ارتکاب ہوا میں ہدایت کرتا ہوں کہ بموجب اوس دفعہ کے مقدمہ قایم ہو- جنٹ مجسٹریٹ کے پاس مقدمہ بہیجا جائے -

۲۸- تاریخ کو روبرو مسٹر جدبود ڈپٹی مجسٹریٹ کے تجویز شروع ہوئی اوس تاریخ کو خود مسٹر ایونس کا اظہار بطور مستغیث کے لیا گیا اور چونکہ واسطے اوس غرض کے جو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں ہم اوس کے بیان کو قطعی صحیح تصور کرتے ہیں اور چونکہ اوسکا مقدمہ بلاشبہہ اوس سے زیادہ مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا کہ جو خود اوسنے بیان کیا ہے لہذا ہماری دانست میں یہ بہتر ہے کہ جو کچھ کہ اوسنے خود کہا ہے بیان کیا جائے اور وہ حسب ذیل ہے -

۶- اپریل کو میری دانست میں اور مسٹر ٹامس اور ایک معزز ہندوستانی جسکا نام مجھے یاد نہیں ہے بطور کمیٹی میونسپل بورڈ کے درخواستوں کی سماعت اور اون کا فیصلہ کر رہے تھے یہ ایک کمرہ متصل کمرہ عام دفتر کے ہے ملزم بابو چندی پرشاد کمرہ میں بلا طلبی کے آیا اور کسی شخص کو یہ اجازت نہیں ہے کہ بلا بلائے جانے کے کمرہ میں آوے - میں نے اس شخص کو اول ہی روز اپنے اجلاس کے آگاہ کر دیا تھا میری دانست میں ۱۸- مارچ ہی ڈاکٹر وہاں موجود تھے چندی ہمارے اس کمرہ میں آیا تھا اور اوسنے کام میں ہرج ڈالا تھا وہ ظاہرہ میں بغرض پیش کرنے درخواست نظر ثانی تشخیص کے آیا تھا ہمنے اوسوقت

سنہ ۱۸۹۴ء
چندی پرشاد
بنام
ایونس

اوس سے یہ کہا کہ ہمنے معاملہ پر غور کرکے حکم بجائی تشخیص صادر کیا تھا اور اب ہم اوس حکم کو تبدیل نکرینگے اوسنے چلے جانے سے انکار کیا اور ہمکو اوس سے نکلوا دینا پڑا - اوسوقت سے برابر وہ ہمکو تنگ کرتا رہا - کہ ہم اپنے حکم پر پھر غور کریں اور ہمکو کام نہیں کرنے دیا ۲ - اپریل کو وہ ہمارے کمرہ میں چلا آیا اور گھومکر اوس مقام پر پہونچا جہاں درخواستیں فرش پر چھانٹی جاتی تھیں اور اونکو کھینچنا شروع کیا بحیثیت چیرمین کمیٹی کے میں نے اوسکو حکم دیا کہ کمرہ سے نکل جائے اوسنے میرے حکم کی پرواہ نہ کی اور اوسوقت مسٹر ٹامس نے اوس سے کہا اوسنے اونکے حکم کا بھی خیال نہیں کیا میں کھڑا ہوگیا اور اوسکو کمرہ سے نکالدیا تب اوسنے یہ کہا "یہاں کچھہ انصاف نہیں ہے سب بے انصاف ہیں" اپنی کرسی کو لوٹ گیا اور کام پھر شروع کیا - دس منٹ کے عرصہ میں پورٹیکو کے برامدہ میں کچھہ شور ہوا میں باہر نکلا اور ملزم کو دیکھا کہ وہ مجمع کی جانب اشارہ کررہا ہے اور یہ کہتا ہے کہ انصاف نہیں ہوسکتا یہ برامدہ میں واقع ہوا میں نے اوس سے کہا کہ چلے جاؤ اوسنے کہا کہ اوسکو وہاں ٹھہرنے کا حق ہے تب میں نے ایک کانسٹبل کو بلایا تب سب آدمی چلے گئے میں نے کانسٹبل کو اس لئے بلایا کہ ملزم کا طرز ہماری توہین کا تھا اور اوس سے مجمع میں جوش پیدا ہوتا تھا اور مجھکو اندیشہ نقض امن تھا -

چند گواہاں کا اظہار اوسی تاریخ قلمبند ہوا اور فرد قرارداد جرم مرتب ہوئی بعد اس کے مقدمہ ۲۸ - مئی تک واسطے اجراے سمن منجانب ملزم بنام اوس کے گواہوں کے ملتوی ہوا - تاریخ مذکور کو دو گواہونکا اظہار منجانب ملزم کیا گیا اور ڈپٹی مجسٹریٹ نے اپنی تجویز صادر کی جسکی رو سے اونہوں نے ملزم پر جرم دفعہ ۵۰۴ ثابت قرار دیکر حکم اداے جرمانہ ما/ کا اور بصورت عدم ادا ۱۴ یوم کی قید سخت کا صادر کیا یہ تجویز بعد اس کے برطبق اپیل حضور صاحب سشن جج سے بحال رہی اور حکم ہذا ایک ڈویژن بنچ اس عدالت سے واسطے نظر ثانی کل کارروائی کے ۱۷ - جولائی کو حاصل کیا گیا -

بجواب اوس حکم کے مسٹر فلپس مجسٹریٹ ضلع نے ایک چٹھی رجسٹرار عدالت ہذا کو تحریر کی اور چونکہ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاکم موصوف یہ چاہتے ہیں کہ اونکی دلائل عوام ظاہر ہوں لہذا ہم نے اوس کی نقل اس فیصلہ میں داخل کی ہے - چٹھی مذکور حسب ذیل ہے -

"جناب من - بجواب آپکی چٹھی نمبر ۲۱۴۱ مورخہ ۱۹ - جولائی سنہ ۱۸۹۴ء میں مسل مقدمہ مطلوبہ ارسال کرتا ہوں اور وجوہ حسب ذیل ظاہر کیجاتی ہے - ایک چٹھی ڈپٹی مجسٹریٹ مسٹر جاریو کی منسلک ہے -

"وجوہ - (۱) اگر یہی واسطے اغراض دلیل کے تسلیم کیا جائے کہ اول مرتبہ اور ابتداءً سائل بہ نیت تخویف یا توہین یا رنج پہونچانے کے اندر نہیں گیا تاہم یہ صاف ظاہر ہے کہ بعد اس کے کہ اوسکو حکم

۱۸۹۶ء
چندی پرشاد
بنام
ایونس

چلے جانے کا دیا گیا وہ وہاں اِن نیتوں میں سے کسی نیت سے موجود رہا - قیدی کا طریق عمل گستاخانہ معلوم ہوتا ہے اور اوس سے بنایت توہین میونسپل کمشنران اجلاس کنندہ کی یعنی مسٹر ٹامس اور ریورنڈ مسٹر ایونس کی ہوتی تھی اوس نے اونکے کام میں خلل ڈالا اور اوسکو روک دیا اور چونکہ میونسپل کمشنران ملازمان سرکاری ہیں لہذا سایل کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۸۶ تعزیرات ہند کے بھی ہوسکتی تھی -

"۲ - ۷ - ان سب وجوہ کی نسبت ڈپٹی مجسٹریٹ اور سشن جج نے بر طبق اپیل تجویز کی اگر سایل لیاقت اور سہولت اور معمولی ادب سے پیش آتا تو غالباً کوئی امر وقوع میں نہ آتا - مجھکو کوئی ایسا حق قطعی وقت پیشی میں گھسنے کا معلوم نہیں ہے - ہر محصول دینے والیکو اختیار ہے کہ حسابات کو کسی تاریخ یا تاریخوں پر جو ہر مہینے میں مقرر کیجائیں معاینہ کرے (دفعہ ۱۷ - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۴ء بنگالہ) بجٹ معاینہ کے لئے ۱۴ ایام تک اوقات مناسب پر موجود رہتی ہے (دفعہ ۴۷) بعد ازاں از روے دفعہ ۱۱۷ کے کمشنران یہ قرار دیتے ہیں کہ ہر روز کس وقت تک دفتر واسطے لینے روپیہ کے اور طے کرنے کاروبار کے کھلا رہیگا - امر واقعی یہ ہے کہ سایل حسابات دیکھنا یا روپیہ ادا کرنا نہیں چاہتا - کمیٹی ریویژن بطور ایک عدالت کے ایک کمرہ میں اجلاس کرتی تھی جو واسطے اونکے اجلاس کے مخصوص تھا بہت قریب زمانہ تک کمرہ مذکور بطور عدالت بنچ آنریری مجسٹریٹاں کے استعمال کیا جاتا تھا - میری یہ رائے تھی کہ غالباً دفعہ ۲۲۸ مجموعہ تعزیرات متعلق نہ تھی کیونکہ کمشنران عدالت نہ تھے اگر وہ عدالت نہ تھے تو احکام مجموعہ ضابطہ دربارہ عدالت ہاے عام کے متعلق نہ تھے اور متعلق ہوں بھی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمشنران انتظامات مناسب واسطے انجام اوسکام کے نہ کرسکیں جو اونکے روبرو ہو یہ ہدایت دی کہ صرف وہ لوگ آویں جو طلب کئے جاویں کلیتاً اونکے منصب کے موافق تھی - کمرہ مذکور چھوٹا ہے اور مثل عدالت کے وسیع نہیں ہے - سایل جب وہ ذکر اپنے استحقاق کمرہ میں جانے کا بغرض جائز کرتا ہے یہ ایک محض بیان اوسی امر کا ہے جو بحث طلب ہے نسبت جرمانہ کے واضح ہو کہ میں نے دفتر انکم ٹیکس سے یہ دریافت کرلیا ہے کہ سایل ماہواری ۱۱۸ روپیہ بطور محصول کے ادا کرتا ہے وہ ایک دولتمند آدمی مشہور ہے آپکا خادم الخ [دستخط] ایچ اے ڈی فلپس مجسٹریٹ -

ایک امر عام جسپر ہمکو غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا بلحاظ واقعات مبینہ ارتکاب جرم مداخلت بیجا بخانہ جو تعریف دفعہ ۴۴۱ تعزیرات ہند میں مندرج ہے چندی پرشاد کیجانب سے مسٹر ایونس کے خلاف وقوع میں آیا یا نہیں ہم الفاظ خلاف مسٹر ایونس کے اسوجہ تحریر کرتے ہیں کہ جرم اگر کوئی وقوع میں آیا ایسا نہ تھا جسکی بابت

سنہ ۱۸۹۹ء
چندر ناتھ
بنام
یونس

کمشنران استغاثہ کرسکتے اور اوسکی بابت خرچ محصول دہندگان پر حسب دفعہ ۳۵۲ - ایکٹ میونسپلٹی کے عاید کرسکتے بلکہ وہ جرم محض خلاف مسٹر یونس مستغیث کے تھا جسکی بابت وہ خود کوئی بدل خواہ وہ از قسم زر ہو یا دیگر نوع کا اپنے لئے حاصل کرکے حسب دفعہ ۳۴۵ - مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مصالحت کرسکتا تھا علاوہ اس کے کہ جرم حسب دفعہ ۴۴۲ یا حسب دفعہ ۴۴۳ تعزیرات ہند یا بالفعل مستغیث کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ جائیداد جس پر مداخلت بیجا کی گئی اوسوقت بقبضہ مستغیث کے تھی جو بابت جرم کے حسب دفعہ ۳۴۵ مجموعہ مذکور مصالحت کرسکتا تھا اور چونکہ یہ صورت ہے لہذا ہماری دانست میں الزام صرف اسوجہ سے اگر کوئی اور وجہ نہوں ساقط ہوسکتا ہے کہ خود بیان مستغیث کا بجائے اسکے کہ یہ ثابت ہو کہ کمرہ اوسکے قبضہ میں تھا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اوسکے قبضہ میں نہ تھا بلکہ وہ اوسمیں معہ دیگر اشخاص کے حسب استدعا اور برضامندی اوس شخص کے خواہ وہ کوئی ہو جس کا کچھ حال ہمکو معلوم نہیں ہے اور قابض کمرہ مذکور اوس معنی مفہومہ میں ہے کہ اوسکو حق قبضہ خاص کا حاصل ہو، بیٹھا ہوا تھا لیکن یہ بھی ثابت کیا جاتا کہ کمرہ بقبضہ مسٹر یونس کے اوسوقت میں تھا یا یہ کہ وہ ایک عمارت ایسی تھی جو بطور مسکن انسان کے استعمال کیجاتی تھی یا مقام پرستش تھا یا ایسا مقام تھا کہ جہان مال بغرض حفاظت رکھا جاتا ہے تاہم ان دو دفعات میں سے ہر دفعہ کے بموجب مستغیث پر یہ ثابت کرنا لازم ہوتا کہ ملزم نے اوسمیں مداخلت بیجا بہنیت ارتکاب کسی جرم یا تخویف یا توہین یا رنج پہونچانے کسی ایسے شخص کے کی تھی جو قابض کمرہ کا تھا اور خود مسٹر یونس کے بیان ہی سے ہماری دانست میں یہ ظاہر ہے کہ ملزم کمرہ میں ان اغراض میں سے کسی غرض کے لئے داخل نہیں ہوا بلکہ کمرہ میں جانے اور اوس میں رہنے سے ملزم کی صرف یہ غرض تھی کہ اس امر کی کوشش کرے کہ مسٹر یونس اور اوسکے ہم جلیسان اپنے فیصلہ پر پھر غور کرنے پر مائل ہوں -

اپیلانٹ کو یہ شکایت تھی کہ اوسکا ربا نہیت تشخیص کے اوسکی غیر حاضری میں فیصل کیا گیا اور جیسا کہ ہمکو تجویز سے واضح ہوتا ہے بعض اوقات ۶۰۰ درخواستیں تک ایک روز میں سماعت کیلئے ہوتی ہیں تو یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض کی سماعت ایسی پورے طور پر نہ ہوئی ہو جیسا کہ ملزم چاہتا ہے علاوہ برین توہین زبانی جسکو صاحب مجسٹریٹ ایک جزو جرم تصور فرماتے ہیں بموجب شہادت کے بعد اوس کے کی گئی کہ سائل کمرہ سے نکل آیا اور وہ الفاظ اوس مجمع سے کہے گئے تھے جو باہر تھا -

ہم بخوبی واقف ہیں کہ اس امر سے نہایت تکلیف ہوتی ہے کہ کوئی شخص کسی ایسے معاملہ پر جو اوسنے اپنی لیاقت کی حد تک کوشش کرکے فیصل کیا ہو پھر غور کرنے پر مجبور کیا جاوے یا یہ کہ ایسا کرنے کے لئے اوس سے منت بھی کیجاوے مگر ہمکو یہ کہنا ضرور ہے کہ ہمنے اول ہی مرتبہ یہ بات سنی ہے کہ کسی درخواست نظر ثانی کا پیش کرنا گو وہ ایسے طریقہ سے پیش کیجاوے کہ جس سے پریشانی اور تکلیف اوس شخص کو ہو

۱۸۹۷ء چندی پرشاد بنام ایانس

کہ جس کے روبرو وہ پیش کی گئی ہوگی اونپر بے فائدہ غور کرنے سے وہ دیگر کام پر توجہ نہ کرسکا ہو کوئی جرم یا توہین نہیں ہے -

ہماری یہ راے ہے کہ حکم مذکور قطعی کیا جائے اور تجویز ثبوت جرم منسوخ ہو اور جرمانہ اگر ادا کیا گیا ہو واپس دیا جائے -

تجویز ثبوت جرم منسوخ ہوئی -

بہ اجلاس سر ڈبلیو کومر پتھرم صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۱۳ اگست ۱۸۹۷ء

چندی پرشاد (سایل)

بنام

عبدالرحمن سب اوورسیر میونسپلٹی مونگیر (فریق مخالف) *

ایک میونسپلٹی بنگالہ (ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۴ء بنگالہ) دفعہ ۱۳۳ - جھوٹا بیان جو درخواست لیسنس میں مندرج ہو میونسپل کمشنران کا اختیار دایر کرنے استغاثہ کا حسب مجموعہ تعزیرات ہند - مجموعہ تعزیرات دفعات ۱۸۲ و ۱۹۹ و ۴۷۱ و ۲۱۱ ف - اختیار نظر ثانی ہائیکورٹ - اختیار ہائیکورٹ دست اندازی کرنیکا مقدمہ متدایرہ میں -

۵ - مئی ۱۸۹۷ء کو چندی پرشاد نے درخواست تحریری حسب احکام دفعہ ۱۳۳ - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۴ء بنگالہ کے روبرو میونسپلٹی کے واسطے عطاے لیسنس وگاڑی اور چھ ٹٹو کے پیش کی - اور معمولی تحریر مطلوبہ دفعہ مذکور دستخط کرکے داخل کی - چھ روپیہ کہ بابت لیسنس کے قابل ادا تھا لیا گیا اور لیسنس مطلوبہ چندی کو عطا کیا گیا اور ادسے کے ساتھ تحریر مذکور ایک اوورسیر میونسپلٹی کے پاس واسطے تصدیق کے بھیجی گئی ہے ۷ - مئی کو اوورسیر نے یہ رپورٹ کی کہ چندی پرشاد کے پاس ۸ ٹٹو اور ایک گھوڑا تھا - ۸ مئی کو چیرمین میونسپلٹی نے ایک حکم بدین ہدایت صادر کیا کہ چندی پرشاد پر استغاثہ جھوٹی تحریر کا جو اپنے بیان میں نسبت تعداد جانوراں کے جنکی بابت لیسنس کی استدعا کی گئی تھی دایر کیا جائے - ۹ - مئی کو چندی پرشاد نے ایک درخواست بدین استدعا پیش کی کہ محصول تین جانوروں کا لیا جائے اور یہ تحریر کیا کہ وہ یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ اوسکو لیسنس بابت ان جانوروں کے لینا لازم ہے کیونکہ وہ بڈھے اور بیمار اور ناقابل کام کے تھے ۱۳ - مئی کو چیرمین نے

* نظر ثانی مقدمہ فوجداری نمبر ۹۳۴ سنہ ۱۸۹۷ء بنارا ضی حکم مصدرہ [illegible] صاحب مجسٹریٹ ضلع مونگیر مورخہ ۱۸ - مئی ۱۸۹۷ء

۱۸۹۵ء
چندی پرشاد
بنام
عبدالرحمن

اس درخواست پر یہ حکم صادر کیا کہ اوسکو کوئی اختیار دست اندازی کا نہیں ہے کیونکہ چندی پرشاد پر استغاثہ فوجداری کرنیکا حکم صادر ہو چکا ہے اس عرصہ میں ۹- مئی کو ایک کاغذ مجسٹریٹ کے پاس بھیجا گیا جسکے عنوان میں یہ عبارت تحریر تھی " فہرست مقدمات میونسپلٹی حسب ایکٹ ۱۵ ۱۸۸۳ء " اس فہرست میں نام چندی پرشاد کا سطر چہارم لکھا تھا کہ اوسپر جرم حسب دفعہ ۱۹۹- مجموعہ تعزیرات کے بابت داخل کرنے ایک جھوٹے بیان کے یعنی درج فہرست کرنے چھہ ۶ ٹٹو کے بجائے آٹھہ ۸ ٹٹو اور ایک گھوڑے کے قایم کیا گیا - ۱۲- کو ڈپٹی مجسٹریٹ نے یہ حکم دیا کہ سمن بنام چندی پرشاد جاری کیا جاوے اور ۲۳- تاریخ مقرر ہو - ۱۸- مئی کو مجسٹریٹ ضلع نے حکم اس مضمون کا صادر کیا کہ میونسپلٹی بموجب تعزیرات ہند کے کوئی استغاثہ دایر نہیں کر سکتی - مگر ڈپٹی مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ مقدمہ قایم کرے اور حاکم موصوف کو لازم ہے کہ احکام دفعہ ۱۸۲ و ۱۷۱ پر بشمول دفعہ ۵۱۱- مجموعہ تعزیرات کے جسطور پر کہ وہ واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق ہوں لحاظ کرے ۱۹- مئی کو سمن جاری ہوا اور مقدمہ کی سماعت ۳۰ و ۲۴- مئی و ۱۹- جون کو عمل میں آئی اور اوس تاریخ کو حسب دفعات ۱۹۹ اور ۱۸۲ و ۱۷۱ - ۵۱۱ تعزیرات ہند فرد قرارداد جرم باضابطہ مرتب ہوئی - بعد اوسکے مقدمہ کی سماعت ۱۶- جولائی تک ہوتی رہی اور اوسوقت پر برطبق ایک درخواست کے جو ہائیکورٹ میں کی گئی کارروائی ملتوی کی گئی اور حکم واسطے اظہار وجہ کے جاری کیا گیا کہ کیوں کارروائی مذکور منسوخ نکیجاوے بوقت سماعت حکم اظہار وجہ کے یہ حجت کی گئی کہ ہائیکورٹ کو اس نوبت کارروائی میں بموجب اپنے اختیارات نظرثانی کے دست اندازی نکرنی چاہئے -

تجویز ہوئی کہ ہائیکورٹ کو اختیار دست اندازی ہر نوبت مقدمہ میں حاصل ہے اور جبکہ اوسکو یہ اطلاع دی گئی کہ کسی شخص پر جیسی کہ اس مقدمہ میں صورت ہے دو مہینہ سے زیادہ عرصہ تک ایک استغاثہ خلاف قانون کے ذریعہ سے تکلیف پہونچائی گئی تو یہ عدالت پر فرض ہے کہ دست اندازی کرے -

مزید برآن یہ **تجویز ہوئی** کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ میونسپلٹی کو کوئی اختیار شروع کرنے کارروائی کا نہ تھا اور بلحاظ احکام دفعہ ۱۹۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہ واضح نہیں ہوتا کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو جبکہ کسی نے اونکے روبرو استغاثہ نہیں کیا یہ اختیار تھا کہ خود اپنی طرف سے کارروائی شروع کریں لیکن عام اس سے کہ اونکو ایسا اختیار تھا یا نہیں واقعات مسلمہ مقدمہ سے کوئی جرم اون جرایم میں سے جو چندی پرشاد پر لگائے گئے قایم نہیں ہو سکتا اور کل کارروائی مسترد ہونی چاہئے -

منشاء یہ ہے کہ ایکٹ میونسپلٹی نسبت اون جرایم کے جو خلاف میونسپل کمشنران کے کئے گئے ہوں بالغرض مکمل متصور ہو اور کسیطرح یہ منشا ظاہر نہیں ہوتا کہ کوئی فریق داخل مستوجب سزا حسب مجموعہ تعزیرات بھی ہو

سنہ ۱۸۹۴ء
چندی پرشاد
بنام
عبدالرحمن

کوئی سزا ایکٹ مذکور میں نہ داخل کرنے نقشہ کی حسب دفعہ ۱۳۳ مقرر نہیں ہے اور کوئی الفاظ ایکٹ مذکور میں ایسے نہیں ہیں کہ جیسے جھوٹا نقشہ داخل کرنا کوئی جرم قابل سزا ہو اور چونکہ ایسے الفاظ ایکٹ مذکور میں نہیں ہیں جو واسطے متعلق کرنے احکام مجموعہ تعزیرات کے ضروری ہیں لہذا عدالت کو کوئی اختیار بالفاظ مذکور کے داخل کرنیکا نہیں ہے ایسی صورت میں میونسپل کمشنران کو وہی چارہ کار حاصل ہے جو خود ایکٹ میں منضبط ہے

یہ حکم بنام فریق مخالف واسطے اظہار وجہ اس امر کے جاری ہوا کہ کیوں وہ کارروائی جو روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ مونگیر کے جسمیں چندی پرشاد سائل کی نسبت بابت جرایم دفعات ۱۹۹ و ۲۰۸ و ۴۷۱ و ۱۱۵ شمولی دفعہ ۱۱۵ تعزیرات ہند کے پیروی ہو رہی ہے اس بنا پر منسوخ نہ کیجائے کہ وہ نامناسب طور پر شروع کی گئی اور یہ کہ بربنا و واقعات مسلمہ و الزامات جو حسب دفعات مذکور سائل پر لگائے گئے قانوناً قابل پذیرائی نہیں ہیں۔ اس حکم میں فریق مخالف سے اس امر کی بھی وجہ دریافت کی گئی کہ کیوں مقدمہ کسی اور ضلع میں منتقل نہ کیا جائے۔

واقعات مقدمہ کے پورے طور پر تجویز ہائیکورٹ میں مندرج ہیں مسٹر جیکسن و بابو دوارکا ناتھ چکربتی و بابو وسری تھ سینال بتائید حکم حاضر ہوئے۔

مسٹر ۔۔۔ نے وجہ ظاہر کی اور یہ حجت کی کہ ہائیکورٹ کو باستعمال اختیارات نظر ثانی واسطے منسوخی اس کارروائی کے جو روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ کے ہو رہی ہے اوس نوبت کارروائی میں اور قبل اس کے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ اوس کو ختم کریں اور کوئی تجویز کریں دست اندازی نہ کرنی چاہئے۔

تجویز ہائیکورٹ (بتیھم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

یہ حکم منجانب ایک شخص چندی پرشاد کے واسطے اظہار وجہ اس امر کے حاصل کیا گیا کہ کیوں وہ کارروائی جو خلاف نامبردہ کے ڈپٹی مجسٹریٹ مونگیر نے کی ہے منسوخ نہ کیجائے اور کیوں مقدمہ کسی دوسرے ضلع کو منتقل نہ کیا جائے واقعات حسب ذیل ہیں ۵- مئی گذشتہ کو چندی پرشاد نے میونسپل کمشنران مونگیر سے درخواست لیسنس دو گاڑی اور چھ ٹٹو کی یہ تحریر معمولی نقشہ محکومہ دفعہ ۱۳۳ ایکٹ میونسپلٹی بنگال نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۴ء مرسلہ دورہ بھیجی میونسپلٹی بنگال کی دو گاڑی اور چھ ٹٹو کا لیسنس عطا کیا گیا مگر ساتھ ہی اوسکے نقشہ واسطے تصدیق کے ایک اوورسیر کے پاس بھیجا گیا جس نے ۷- مئی کو یہ رپورٹ کی کہ چندی پرشاد کے پاس ۔۔۔ ٹٹو اور ایک گھوڑا ہے بمطابق اوس کے چیرمین میونسپل کمشنران نے ۸ مئی کو یہ حکم دیا کہ چندی پرشاد پر مقدمہ بیان دروغ مندرجہ فہرست بابت تعداد جانوروں کے قایم کیا جائے۔ دوسرے روز چندی پرشاد نے ایک درخواست پیش کی کہ باقی تین جانوروں کی بابت محصول لیا جائے اور ۔۔۔ یہ عذر کیا کہ اوس کی دانست میں دو جانوروں کی بابت لیسنس لینا لازم نہ تھا

سنہ ۱۸۹۴ء
چندی پرشاد
بنام
عبدالرحمن

کیونکہ وہ بڈہے بیمار اور ناقابل کار ہیں یہ درخواست روبرو چیرمین کے ۱۲ تاریخ کو پیش ہوئی اور ۱۳ تاریخ کو چیرمین نے یہ تحریر کیا "وائس چیرمین نے استغاثہ پیش کر دیا اب میرے اختیار میں کچھہ نہیں ہے میں صرف مجسٹریٹ کو یہ لکھہ سکتا ہوں کہ اگر یہ عذر صحیح ہو تو نامبردہ کے ساتھہ نرمی سے عمل کیا جائے"
اسی اثنا میں ۹ مئی کو ایک کاغذ مجسٹریٹ کے پاس چھپے ہوئے نمونہ کا جسکے عنوان میں یہ الفاظ تھے بھیجا گیا فہرست مقدمات میونسپلٹی حسب ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۳ء و قواعد موضوعہ بائی لاز اس فہرست میں چندی پرشاد کا نام بالزام جرم دفعہ ۱۹۹ مجموعہ تعزیرات بابت داخل کرنے ایک جہوٹے نقشہ کے یعنی فہرست میں صرف ۶ ٹٹو بجائے آٹھ ٹٹو اور ایک گہوڑے کے رکہنے کے مندرج تہا -
اس کاغذ پر دستخط عبدالرحمن سب اوورسیر اور عبدالحق اوورسیر کے ہیں اور پشت پر یہ عبارت تحریر ہے مجسٹریٹ کے پاس واسطے قایم کرنے مقدمہ فوجداری کے مرسل ہوا اور اسپر دستخط وائس چیرمین کے معلوم ہوتے ہیں -
۱۱ مئی کو عبدالسلام ڈپٹی مجسٹریٹ نے یہ حکم دیا ملزم حسب دفعہ ۱۹۹ مجموعہ تعزیرات اور گواہ طلب ہوں ۲۳ - ماہ حال مقرر ہو -
۱۸ مئی کو مجسٹریٹ ضلع مسٹر ایچ اے ڈی فلپس نے حکم مندرجہ ذیل فہرست احکام پر تحریر کیا -
"مجکو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبدالسلام انچارج تہے اور دوسرے روز کہ جب یہ درخواست پیش کی گئی اونہوں نے رخصت لی تہی لیکن مطابق میرے حکم عام کے اونکو یہ چاہئے تہا کہ ایسے مقدمہ اہم کی جیسا کہ یہ ہے مجکو اطلاع کرتے - میونسپلٹی مقدمہ قایم نہیں کر سکتی کیونکہ یہ جرم مجموعہ تعزیرات کا ہے اور نہ حسب ایکٹ میونسپلٹی یا بائی لاز کے لیکن بہرحال ڈپٹی مجسٹریٹ کو اختیار قایم کرنے مقدمہ کا تہا - یہ مقدمہ اون کی فہرست پر رہ سکتا ہے - دفعہ ۱۸۲ و ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات پر لحاظ کرنا چاہئے دفعہ ۱۸۲ کی ترمیم زمانہ حال میں واضعان قانون نے کی ہے - چونکہ یہ مقدمہ کسی قدر عوام الناس کے لئے اہم ہے - لہذا میری دانست میں مستغیث کیجانب سے کوئی وکیل ہونا چاہئے - بابو گنگا چرن مکرجی کو حاضر ہونیکی ہدایت کی گئی میں وکیل سرکار کو اجازت دیتا مگر وہ میونسپلٹی کا چیرمین بہی ہے" -
چنانچہ ۱۹ - تاریخ کو سمن ۲۳ - تاریخ کو حاضر ہونیکے لئے بنام چندی پرشاد جاری ہوا اور اوس روز گواہان مستغیث کا اظہار لیا گیا - ۲۴ - تاریخ کو ڈپٹی مجسٹریٹ نے ٹٹو اور گہوڑے دیکہے اور اون کو یہ معلوم ہوا کہ اون میں سے تین بیمار اور کسیقدر ناقابل کار تہے اوس تاریخ کو حاکم موصوف نے یہ حکم دیا کہ ملزم حسب دفعہ ۱۹۹ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۴۱۷ - ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات کے جواب دہی کرے اور ۱۱ - جون کو

چندی پرشاد بنام عبدالرحمن

فرد قرارداد جرم حسب دفعات مذکور مرتب ہوئی اور آہستہ آہستہ کارروائی ہوتی رہی - اور کئی دفعہ مقدمہ ملتوی کیا گیا - یہانتک کہ ۱۶ - جولائی گذشتہ کو کارروائی بحکم عدالت ہذا ملتوی کی گئی -

حکم اظہار وجہ دو بنا پر حاصل کیا گیا - اول کارروائی بیجا طور پر شروع کی گئی دوم بہ لحاظ واقعات مسلہ کے الزامات جو ملزم پر قایم کئے گئے ہیں حسب قانون کے قابل پذیرائی نہیں ہیں -

مجسٹریٹ ضلع اور ڈپٹی مجسٹریٹ دونوں نے عدالت ہذا میں اپنے جوابات بھیجے ہیں اور ہمکو موقع سماعت تقریر مسٹر پو کا منجانب میونسپل کمشنران کے حاصل ہوا -

نسبت امر اول کے یہ صاف ظاہر ہے جیسا کہ مجسٹریٹ ضلع تسلیم کرتے ہیں کہ میونسپل کمشنران کو کوئی اختیار دایر کرنے استغاثہ ہذا کا نہ تھا - اونکے اختیارات جو کچھ کہ اس بارہ میں ہیں دفعہ ۲۵۲ - ایکٹ میونسپلٹی میں بصراحت مندرج ہیں اور اختیارات مذکور صرف اون جرایم کے استغاثہ پر محدود ہیں جو از روے ایکٹ مذکور قایم کئے گئے ہیں -

ہمکو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو کوئی اختیار شروع کرنے کارروائیات کا تھا - کسی شخص نے اونکے روبرو استغاثہ نہیں کیا تھا اور یہ واضح نہیں ہوتا ہے کہ اونکو اختیار سماعت بابت جرایم کے خود از روے اپنی تحریک کے حسب طریقہ مندرجہ ضمن (ج) دفعہ ۱۹۱ مجموعہ کے حاصل تھا معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ ضلع نے یہ امر تسلیم کیا ہے مگر اونکی دلیل یہ ہے کہ خود اونکا اس معاملہ کی سماعت کرنا حسب دفعہ ۱۹۱ ضمن (ج) کے بتاریخ ۱۸ - مئی اس لئے کافی ہے کہ کارروائی جاری رہے -

کچھ بھی صورت ہو مگر ہماری صاف یہ راے ہے کہ واقعات مظہرہ سے (اور ہم فوراً کہہ سکتے ہیں کہ بابت اونکی کوئی نزاع نہیں ہے) قانوناً وہ جرایم قایم نہیں ہو سکتے جو سایل عدالت ہذا پر لگائی گئی ہیں عام بحث جسپر ہمکو غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا اگر وہ شخص جسپر حسب احکام ایکٹ میونسپلٹی ۹ - گھوڑوں کی بابت محصول دینا لازم ہے صرف چھہ گھوڑوں کا لیسنس لے تو اوسنے ارتکاب جرم (الف) دینے جھوٹی اطلاع کا حسب دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات کے یا (ب) کرنے جھوٹے بیان کا کسی ایسے اظہار میں جو مطابق قانون کے بطور شہادت قابل مقبولی ہے - جسطرح پر کہ اوس جرم کی تعریف دفعہ ۱۹۱ میں مندرج ہے یا (ج) اقدام ارتکاب جرم دغا کا جسطرح پر کہ اوسکی تعریف دفعہ ۴۱۵ میں مندرج ہے کیا یا نہیں جواب اس سوال کا ذمہ داری بصحت تحریر کرنے تعداد گھوڑوں وغیرہ پر جو بقبضہ اوس شخص کے ہوں

سنہ ۱۸۹۶ء
چندی پرشاد
بنام
عبدالرحمن

جسنے درخواست لیسنس رکھنے گھوڑوں یادیگر اشیائے قابل محصول کی کی ہو اور اُس غرض پر جسکے حاصل کرنے کے لیئے بیان مذکور کیا ہو اور نوعیت قانونی اور وقعت بیان مذکور پر جب وہ کیا گیا ہو منحصر ہے اس سے اون احکام ایکٹ میونسپلٹی بنگال مصدرہ سنہ ۱۸۸۴ء پر جنکے بموجب بیان مذکور کیا گیا غور کرنا لازم آتا ہے از روے دفعہ ۸۶ کے کمشنران کو یہ حکم دینے کا اختیار دیا گیا ہے کہ اس خاص محصول کو اندر حدود میونسپلٹی کے وصول کریں اور دفعہ ۱۳۴ - اور ۱۳۵ میں طریقہ وصول کرنے محصول کا مقرر ہے اور بموجب دفعہ ۱۴۰ کے وہ تاوان عاید کیا گیا ہے جس کے ادا کا وہ شخص مستوجب ہے جو کوئی گھوڑا یا دیگر شے قابل محصول بلا حاصل کرنے لیسنس کے رکھے - از روے دفعہ ۱۳۴ کے لازم ہے کہ مالکان شے قابل محصول کا اندر ایک ماہ کے ہر ششماہی میں کمشنران کے پاس ایک بیان تحریری دستخطی اپنا بابت گھوڑوں وغیرہ کے جنپر اوسکو محصول ادا کرنا لازم ہے اور جن کی بابت اوسکو لیسنس لینا چاہیئے معہ اس تعداد کے جو اوسکو ششماہی مذکور میں بابت گھوڑوں وغیرہ مصرحہ بیان مذکور کے ادا کرنی چاہیئے ارسال کرے - بر تعمیل پہونچنے اس تحریر اور روپیہ کے کمشنران کو لازم ہے کہ حسب دفعہ ۱۳۵ کے سائل کو وہ لیسنس دیں جو اوسنے استدعا کی ہے اور جسکا روپیہ ادا کیا ہے عطا کریں کسی صورت میں اونکو اختیار انکار کا حاصل نہیں ہے اور اگر بوقت درخواست لیسنس کے وہ شخص کہ جس سے درخواست کی گئی یہ جانتا ہو کہ درخواست کنندہ لیسنس کے اصطبل میں جسنے ایک گھوڑے کی بابت درخواست کی ہے ۲۰ گھوڑے موجود ہیں یہ اختیار بموجب کسی حکم ایکٹ ہذا کے نہوگا کہ ایک گھوڑے کی بابت لیسنس دینے سے جس کی بابت محصول ادا کیا گیا ہو انکار کرے -

اب ہم اس امر کو فیصل کر سکتے ہیں کہ آیا کوئی وجہ چندی پرشاد پر قایم کرنے کسی جرم کی بموجب کسی دفعہ تعزیرات ہند کے جو فرد قرار داد جرم میں جو نسبت اوس کے طیار کی گئی مندرج ہے پائی جاتی ہو یا نہیں مسٹر فلپس کا یہ خیال غلط ہے کہ دفعہ ۱۸۲ کی ترمیم حال میں ہوئی ہے وہ دفعہ اسوقت میں اوسی حالت میں ہے کہ جیسی وہ ابتداءً وضع کی گئی تھی لیکن واسطے اغراض مقدمہ ہذا کے ہم یہ تصور کرینگے کہ اوسکی ترمیم جس طرح پر کہ مسٹر فلپس خیال کرتے ہیں کی گئی اور جیسی کہ وہ اب مجموعہ میں ہے اوسکا جزو آخر بلا تعلق جزو اول کے پڑہنا چاہیئے تاکہ جو شخص جہوٹی اطلاع کسی ملازم سرکاری کو اس نیت سے دے کہ وہ کسی کام کو کرے یا کسی ایسے کام کا کرنا ترک کرے جو اوسکو کرنا چاہیئے یا جو اوس کام کو اگر اوسکو صحیح حال معلوم ہوتا ترک کرتا تو وہ مجرم حسب دفعہ مذکور ہے اس امر کے فرض کرلینے پر

سنہ ۱۸۹۶ع
چندی پرشاد
بنام
عبدالرحمانی

یہ ناممکن ہے کہ مقدمہ حال اس دفعہ میں داخل ہو کیونکہ ملازم سرکاری کا کام خواہ مخواہ یہی ہوگا جو کہ ہونا چاہیے وہ اوس بیان کو سچ باور کرے یا اوسکو جھوٹا جانتا ہو دونوں صورتوں میں اوسکو از روے قانون کے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ روپیہ لے اور بعوض اوس کے وہ لیسنس عطا کرے جنکی درخواست کی گئی ہے اور اتفاق اس صورت میں یہی عمل میں آیا۔ ہم یہ قیاس کرتے ہیں کہ یہ خیال کیا گیا ہے کہ ملازم سرکاری جب سے درخواست کیجاوے بوجہ بیان مندرجہ درخواست کے اس امر پر مائل ہو کہ سائل کے مکان کو حسب اختیارات دفعہ ۱۳۰ کے معاینہ نکرے لیکن بموجب دفعہ مذکور کے کمشنران سواے اوس صورت کے معاینہ نہیں کر سکتے کہ اونکو وجہ باور کرنے اس امر کی ہو کہ اونکو کوئی چیز ایسی ملے گی جسکی بابت مالک مستوجب ادای محصول ہے اور جسکی بابت اوسنے لیسنس نہیں لیا اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اس درخواست کی تکمیل سے اونپر یہ اثر نہیں ہو سکتا تھا کہ معاینہ کریں یا اوس سے باز رہیں کیونکہ وہ معاینہ صرف اس حالت میں کر سکتے ہیں کہ جب اونکو ایسا کرنا کسی وجہ سے جو کلیتًا بلا تعلق درخواست مذکور کے ہو مناسب معلوم ہو اور یہ کہ صرف درخواست سے معقول طور پر کوئی ایسا شبہہ پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اگر کسی دیگر وجہ سے پیدا ہوا ہو رفع ہو سکتا ہے۔

اب دفعہ ۱۹۹ مجموعہ تعزیرات کو دیکھنا چاہیے بموجب دفعہ مذکور کے کوئی شخص جو کوئی جھوٹا اظہار کرے اور وہ اظہار بطور ثبوت اون امور کے جو اوسمیں بیان ہوے استعمال کیا جا سکتا ہو مستوجب سزاے دروغ حلفی ہے یعنی اوسکو تین سال کی قید سخت کی سزا دیجا سکتی ہے۔ اس امر کے لیے بہت کم واقفیت ایکٹ شہادت ہندوستان اون اصول قانون سے جو اوسمیں مندرج ہیں درکار ہے کہ کوئی شخص اس امر کا اطمینان کرے کہ بیان جو ملزم نے بغرض حصول لیسنس کے کیا کوئی شہادت مطلقًا خلاف کسی شخص کے بجز خود اوس کے نہیں ہے اور بحیثیت ایک اوسکی وہ شہادت اونکو اقبال کی ہے کہ اوسکے پاس بوقت کرنے اظہار مذکور کے چھ گھوڑے نہیں تھے یا دو تھے جنکی بابت ادا کرنے محصول کا وہ مستوجب تھا یہ صاف ظاہر ہے کہ الفاظ دفعہ کی ایسی تاویل نہیں کیجا سکتی کہ ایسا مقدمہ اوسمیں داخل ہو اور ہماری صاف یہ راے ہے کہ بنا بر واقعات مظہرہ مقدمہ ہذا کوئی جرم چندی پرشاد پر حسب دفعہ ۱۹۹ قائم نہیں کیا جا سکتا۔

باقی صرف ایک اور دفعہ فرد قرارداد جرم میں ہے وہ دفعہ ۱۷۱ بشمول دفعہ ۵۱۱ کے ہے۔ اور جبکہ لیس ہی کم مقدمے کے اونمیں داخل کرنے کی کوشش کیگئی ہے وہ ہماری دانست میں اوس سے بھی زیادہ ناممکن ہے کہ بجز واقعات سے اوسکا تعلق ہے۔ یہ بخوبی مسلمہ قاعدہ ہے کہ کوئی شخص مجرم اقدام ارتکاب کسی جرم کا نہیں قرار پا سکتا بجز اوسکے کہ جرم کا ارتکاب اگر اقدام پورا ہوتا وقوع میں آسکتا دیکھو مقدمہ قیصر ہند

۱۸۹۴ چندی پرشاد بنام ریاست بہار (نلی ہرا)

بنام ریاست نلی ہرا) اور یہ سمجھنا نہایت دشوار ہے کہ یہ کہنے سے کیا مراد ہے کہ چندی پرشاد نے اوس امر کے کرنے کی کوشش کی کہ جس کے کرنے میں وہ ناکامیاب رہا اوس نے چھ گھوڑوں کے بیشنی کی درخواست کی اور لیسنس حاصل کیا لیکن بلاشبہہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اونکو کسی سلطنت کے اس فعل سے دغا کی اگر یہی بیان ہے کہ جرم نسبت دفعہ ۱۸۲ کے تصور کیا ہے تو وہ اوسی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ سائل بدویانتی سے کمشنراں کو یہ ترغیب دینے کی کوشش محض بذریعہ پیش کرنے اپنی درخواست کے اس کل امر کی نہیں کر سکتا تھا جبکہ امر واقعی یہ ہے کہ کمشنران کو کوئی اختیار مکان کے معائنہ کا مطلقاً بجز ایسی حالت کے نہ تھا کہ کوئی اور وجہ ایسی ہو جس سے ایسا کرنا جائز ہو۔

ہم کو یہ کہنا لازم ہے کہ مسٹر پونے یہ حجت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ جرایم جو چندی پرشاد پر قایم کئے گئے تھے قابل پذیرائی ہیں اونہوں نے زیادہ تر اس بحث پر اکتفا کیا کہ ہماری دست اندازی ایسے وقت میں جبکہ مقدمہ ہنوز روبرو مجسٹریٹ کے دایر ہے نامناسب ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ ہم کو ہر نوبت مقدمہ میں دست اندازی کا اختیار ہے اور جبکہ ہم کو یہ اطلاع دی گئی ہے کہ کسی شخص پر دو ماہ سے زیادہ عرصہ سے تکلیف ایک استغاثہ خلاف قانون کی ہو رہی ہے تو ہماری دانست میں ہم پر فرض ہے کہ دست اندازی کریں۔

واقعی امر یہ ہے کہ خود ایکٹ میونسپلٹی میں سزا نہ لینے لیسنس کی مندرج ہے اور میونسپل کمشنراں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ تدابیر ضروری جبراً وصول کرنے تاوان کی کریں مقدمہ حال میں میونسپل کمشنراں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اوس چارہ کار سے فایدہ اوٹھاویں جو اونکو بذریعہ قانون کے عطا کیا ہے بلکہ اونہوں نے ایک ایسا استغاثہ دایر کیا کہ جس کے دایر کرنیکا اون کو اختیار نہ تھا اور ایسے الزامات قایم کئے کہ جو قابل پذیرائی نہ تھے اور مجسٹریٹ ضلع نے اس خلاف قانون استغاثہ میں مدد بذریعہ منظوری کے دی۔ ایکٹ میونسپلٹی کا یہ منشا ہے کہ وہ بنفسہ بابت اون جرایم کے مکمل متصور ہو جنکا ارتکاب خلاف میونسپل کمشنراں کے کیا گیا ہو اور ہمکو ایکٹ مذکور میں کوئی امر ایسا نہیں ملتا کہ جس سے یہ منشا پایا جائے کہ کوئی خطا وار مستوجب سزا بموجب مجموعہ تعزیرات کے بھی ہو کوئی سزا بابت نہ بھیجنے نقشہ کے حسب دفعہ ۳۲۳ مقرر نہیں ہے اور کوئی عبارت ایکٹ میں ایسی نہیں ہے کہ جس سے جھوٹا نقشہ بھیجنا کوئی جرم تعزیری ہو۔

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۲

۲۸ستمبر ۱۸۹۴ء چنشی پرشاد بنام عبد الرحمن

جب کبھی کہ یہ منشا ہوتا ہے کہ احکام قانون فوجداری اون افعال سے متعلق کئے جاویں جن کی اجازت دی گئی ہو یا جنکا کرنا محکوم ہو تو یہ منشا ہمیشہ صاف طور پر بذریعہ الفاظ صریح کے جنکی یہ مراد ہو ظاہر کیا گیا ہے مثالیں اسکی ایکٹ محصولات (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۰ء بنگالہ) دفعہ ۹۴ - اور ایکٹ تقسیم حقیت ہائے (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۷۶ء بنگالہ) دفعہ ۱۴۸ - و ایکٹ انکم ٹکس نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۶ء دفعات ۳۵ و ۳۷ و ایکٹ حصول اراضیات نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۴ء دفعہ ۱۰ - اور اکثر دیگر ایکٹوں میں موجود ہیں ایکٹ میونسپلٹی بنگالہ میں کوئی الفاظ ایسے نہیں ہیں جو احکام مجموعہ تعزیرات کے متعلق کرنے کے لئے ضروری ہیں - اور ہم کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ اون الفاظ کو اپنی طرف سے داخل کریں میونسپل کمشنراں کو چارہ کار ایسی صورت میں کہ جیسی یہ ہے کہ خود بموجب ایکٹ کے حاصل ہے ممکن ہے کہ اون کی راے میں وہ چارہ کار کافی نہو مگر اون کو یہ منصب نہیں ہے کہ اوس سے تجاوز کریں -

ان وجوہ سے ہم حکم اظہار وجہ کو قطعی کرتے ہیں اور کل کارروائی کو جو سائل کے خلاف اس مقدمہ میں کی گئی منسوخ کرتے ہیں -

حکم قطعی کیا گیا اور کارروائی منسوخ کی گئی -

استصواب صیغہ فوجداری

باجلاس مسٹر سر ڈبلیو کومر پیتھرم صاحب نائٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۱۸۹۴ء ۱۰ اگست

پیمرا گرلرا ے (مستغیث) بنام ارجو میان وغیرہ ملزمان +

ایکٹ مداخلت بیجا مویشی (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۱ء) دفعہ ۲۲ - ناجایز گرفتاری مویشی کی - سرقہ معاوضہ جرمانہ - قید بصور عدم ادا ے معاوضہ - مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳۸۶ - مجموعہ تعزیرات دفعہ ۳۷۹ -

ایک ملزم کی نسبت یہ دریافت ہوا کہ اوس نے مستغیث کے مویشی مات کو احاطہ مویشیاں سے کھولدئے - اور اونکو ہانک کر مویشی خانہ میں اس غرض سے لے گیا کہ جو کچھ کہ روپیہ محافظ مویشی خانہ کو بابت چھوڑنے مویشی کے ملے اوس میں حصہ لے - ملزم پر مقدمہ حسب ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۱ء (ایکٹ مداخلت بیجا مویشی) قایم کیا گیا اور حسب احکام دفعہ ۲۲ کے یہ حکم دیا گیا کہ وہ مستغیث کو معاوضہ

+ استصواب فوجداری نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۴ء منجانب ایچ اے ڈی فلپس صاحب مجسٹریٹ ضلع مونگھیر نسبت حکم مصدرہ ایچ ہیلیر صاحب مجسٹریٹ حصہ ضلع بیگوسراے مورخہ ۱۴ - جولائی سنہ ۱۸۹۴ء

۱۸۹۶ء
پبلک
بنام
اچھے میاں

ادا کرے اور بصورت عدم ادا ایک ماہ قید سخت رہے **تجویز ہوئی** کہ دفعہ ۴۴ واقعات مقدمہ سے متعلق نہیں ہے اور اسوجہ سے حکم منسوخ ہونا چاہیے - بلحاظ واقعات کے یہ مقدمہ گرفتاری ناجائز اور رکھنے مویشی کا نہیں ہے - بلکہ سرقہ کا مقدمہ ہے کیونکہ جملہ امور جو اس جرم کے لیے درکار ہیں موجود ہیں اور ملزم پر جرم مذکور قایم کرکے اوسکی تجویز عمل میں آنی چاہیے تھی علاوہ بریں یہ **تجویز ہوئی** کہ حکم سزا قید بصورت عدم ادا معاوضہ قانوناً جائز نہیں ہے معاوضہ بطور جرمانہ کے وصول ہو سکتا ہے اور معمولی طریقہ وصول کرنے جرمانہ کا دفعہ ۳۸۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں مندرج ہے قانون میں کہیں یہ حکم نہیں ہے کہ جرمانہ بذریعہ قید کے وصول کیا جائے -

بہ استصواب مجسٹریٹ ضلع مونگیر نے بدیں استدعا کیا کہ حکم مصدرہ مجسٹریٹ حصہ ضلع حسب دفعہ ۲۲ - ایکٹ ممانعت بیجا مویشی مصدرہ ۱۸۷۱ء منسوخ کیا جائے -

جزو اہم چٹھی استصواب کا حسب ذیل ہے -

حسب دفعہ ۴۳۸ - ایکٹ ۱۰ - ۱۸۸۲ء میں اس چٹھی کے ساتھ مسل مقدمہ مندرجہ حاشیہ ہائیکورٹ کے روبرو پیش کرنے کے لیے معہ رپورٹ مندرجہ ذیل کے ارسال کرتا ہوں -

(۱) مختصر حالات مقدمہ -

"ملزم نے بھینسوں کو ایک تھان یعنی احاطہ مویشیاں سے رات کو کھولدیا اور اونکو پھیر یعنی مویشی خانہ سرکاری میں پہونچادیا اور وہاں وہ مویشی خانہ میں بند کئے گئے یہ اس غرض سے کیا گیا کہ محافظ مویشی خانہ کو جو بطور جرمانہ کے بوقت چھوٹنے مویشیاں کے وصول ہو اوس میں حصہ لیں -

(۲) حکم جسکی نظر ثانی کرنے کی استدعا کی گئی

حکم حسب دفعہ ۲۲ - ایکٹ ۱۸۷۱ء

(۴) غلطی امر قانونی -

میری دانست میں حکم سزا ناکافی ہے - یہ جرم سنگین ہے جملہ امور جو سرقہ کے لیے ضروری ہیں موجود تھے اور میری دانست میں ملزمان کو تین ماہ کی قید سخت کا حکم حسب دفعہ ۳۷۹ تعزیرات ہند کے دیا جانا چاہیے یا بہرحال اونکی تجویز بابت سرقہ کے ہونی چاہیے -

(۵) وجوہ جنکی بنا پر حکم کی نظر ثانی ہونی چاہیے -

حکم منسوخ کیا جانا ہے اور اس سے بہ طور پر انسداد اس صفہ طریقہ والا کا نہیں ہوتا ہیں اس چٹھی کے ساتھ جواب نائب مجسٹریٹ کا ارسال کرتا ہوں جس پورست ہے پراس جواب بابت [illegible]

اتفاق کرتا ہوں اس امر میں جبکہ جانور پکڑا جائے شبہہ ہو سکتا ہے کہ آیا اوسنے واقعی کوئی نقصان کیا یا نہیں الخ لیکن جبکہ جانور رات کو اپنے مکان میں بند ہو اور سارق اوسکو دیدہ و دانستہ کھولکر لیجاوے تو مجھکو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں مجرم نتیجہ اپنے فعل سے جو صاف سرقہ ہے بچ سکے کوئی آدمی کسی مکان میں گھسکر مویشی کو لیجاوے تو یہ ایک جرم حسب دفعہ ۴۵۷ مجموعہ تعزیرات کے ہے - یہ کہنا اس تک بہت دشوار ہے کہ کوئی مکان سے لیگیا یا نہیں اس بارہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ عجیب ہے کہ واضعان قانون کے اسقدر فکر میں غفلت مال کی جو مکانات میں ہوتی ہے مگر اصل دولت رعایا کی جو مویشی ہے دروازہ سے باہر رہتی ہے کسی اصطبل میں بغرض چوری یا نہر دینے مویشی کے گھسنا حسب دفعہ ۴۴۷ صرف تین ماہ کی سزا کے لایق ہے مقدمہ ہذا میں ملزم نے ارتکاب جرایم دفعہ ۳۷۹ کا کیا اور خاص وجوہ اس امر کے ہیں کہ اوسپر مقدمہ حسب دفعہ مذکور قایم کیا جاوے تاکہ انسداد طریقہ دلالی کا ہو کہ جس سے اسقدر نقصان جماعت زراعت پیشہ کا ہوتا ہے جرایم مندرجہ دفعہ ۲۲ ایکٹ ۱۸۷۱ء کو ثابت کرنا نہایت دشوار ہے - اور گاہ گاہ معاوضہ دلانا اس لئے کافی نہیں ہے کہ محافظان مویشی خانہ اس امر سے باز رہیں کہ لڑکوں کو بوقت شب مویشیاں کے کہولدینے کے لئے اور اونکو مویشی خانہ میں لانے کیلئے بہیجیں -

"میں یہ باور کرتا ہوں کہ گرفتاری ناجایز (یعنی گرفتاری جو ناجایز قرار پاوے) کوئی جرم فوجداری نہیں ہے اور حکم سزا جرمانہ یا قید بصورت عدم ادا معاوضہ نہیں دیا جا سکتا [دیکھو یہ معاملہ قطب دی منڈل (۱) و شیخ حسین بنام سنجیوی (۲)"]

مجسٹریٹ حصہ ضلع نے اپنے جواب میں جسکا ذکر استصواب میں ہے اپنی وجہ اس مقدمہ میں حسب ایکٹ مداخلت بیجا مویشی عمل کرنیکی حسب ذیل تجویز کی ہے -

"بحوالہ دفعہ ۲ - آپکی چٹھی کے مجکو اوسوقت یہ خیال نہ گذرا کہ مقدمہ کو ایک مقدمہ سرقہ تصور کروں چونکہ یہ ایک خاص قسم کا جرم تھا میں نے خواہ مخواہ اوسکو اوس خاص دفعہ سے منسوب کیا جو اوس کے متعلق بنائی گئی ہے ایک معنی میں ہر مقدمہ ناجایز طور پر مویشی خانہ میں بہیجنے کا سرقہ متصور ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے جملہ مقدمات میں مال کا بددیانتی سے کسی شخص کے قبضہ میں سے بلا اوسکی رضامندی کے نکالنا لازم آتا ہے میں نے یہ خیال کیا تھا کہ جب خاص قوانین خاص جرایم کے لئے موجود ہیں تو جرایم مذکور کی تجویز اونکے بموجب ہونی چاہئے -

(۱) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳۴۵

سنہ ۹۴ء
پریاگ رائے
بنام
رجو میاں

"لیکن میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس مقدمہ کو حسب دفعہ ۳۷۹ تعزیرات ہند کے تصور کرنے سے یہ فائدہ ہوتا کہ ان آدمیوں کو جیلخانہ میں بھیجنا ممکن ہوتا میں بلاشبہہ یہ خیال کرتا ہوں کہ اونکو جیلخانہ جانا چاہیئے اور یہ امر حسب دفعہ ۲۲ - ایکٹ ۱۸۷۱ء کے ممکن نہ تھا اگر جرمانہ کی سزا تجویز کیجاتی تو مجکو اوسکی تعداد اس قدر کم کرنی ہوتی کہ جسقدر میری دانست میں ملزمان مناسب طور پر ادا کرنے کے لائق ہوتے"۔

کوئی شخص بوقت سماعت استصواب کے حاضر نہیں ہوا۔

تجویز ہائیکورٹ (جناب ایج صاحب چیف جسٹس و بوبلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے -

اس مقدمہ میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ ملزمان نے مویشی استغیث کے بوقت شب کھولدئے اور اونکو تاکہ مویشی خانہ میں اس غرض سے لے گئے کہ محافظ مویشی خانہ کے ساتھ اوس روپیہ میں حصہ لیں جو اونکے چھڑانے کیلئے ادا کیا جائے اور جائنٹ مجسٹریٹ نے ملزمان کو یہ حکم دیا کہ معاوضہ حسب دفعہ ۲۲ ایکٹ ۱۸۷۱ء ایکٹ مداخلت بیجا مویشی ادا کریں اور بصورت عدم ادا ایک ماہ قید سخت بھگتیں مجسٹریٹ ضلع نے مقدمہ ہمارے پاس اس بنا پر ارسال کیا ہے کہ تجویز کی گئی ناکافی ہے اور انہوں نے ہم سے یہ استدعا کی ہے کہ کارروائی منسوخ کیجائے اور یہ حکم دیا جائے کہ ملزمان کی تجویز بابت سرقہ کے عمل میں آوے -

ہماری یہ رائے ہے کہ کارروائی جائنٹ مجسٹریٹ کی منسوخ ہونی چاہیئے کیونکہ بنیاد امر مجوزہ کے مقدمہ گرفتاری ناجائز اور روک رکھنے مویشی کا حسب ایکٹ مداخلت بیجا مویشی کے نہیں ہے اور اس لئے دفعہ ۲۲ - ایکٹ مذکور متعلق نہیں ہے ہم مسٹر فلپس سے اس امر میں اتفاق کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں جملہ امور ضروری متعلقہ سرقہ جس طرح پر کہ اوسکی تعریف دفعہ ۳۷۸ مجموعہ تعزیرات میں کی گئی ہے موجود ہیں چنانچہ ہم کارروائی جائنٹ مجسٹریٹ کو منسوخ کرکے یہ ہدایت کرتے ہیں کہ ملزمان کی نسبت تجویز بجرم دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات کے کیجائے -

ہماری دانست میں مسٹر فلپس کی یہ رائے بھی صحیح ہے کہ حکم سزائے قید بصورت عدم ادائے معاوضہ کے ازروئے قانون جائز نہیں ہے - معاملہ تعلب دی سنڈل (۱) یہی تجویز ہوئی تھی لیکن دوسرا مقدمہ محولہ یعنی شیخ حسین بنام سنجیونی (۲) متعلق نہیں ہے - قانون میں یہ حکم ہے کہ معاوضہ بطور جرمانہ کے وصول کیا جائے مگر اوس میں یہ تحریر نہیں ہے کہ بصورت عدم ادائے حکم قید دیا جائے اور ہمکو کوئی

(۱) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۰۰

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳۴۵

سنہ ۱۸۹۴ء
پریاگ لال
بنام
ارجو بیان

حکم قانونی ایسا معلوم نہیں ہے کہ جرمانہ بذریعہ قید کے وصول کیا جائے۔ معمولی طریقہ اخذ جرمانہ کا دفعہ ۳۸۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں مندرج ہے پس یہ جو حکم جنٹ مجسٹریٹ کا صاف طور پر خلاف قانون ہے[1]

حکم منسوخ کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

بید ناتھ داس (مدعا علیہ) بنام **شاما نند داس (مدعی)** *

ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت (ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء) دفعہ ۴۔ حق وایر کرنے نالش کا بلا سارٹیفکٹ کے۔ نالش بنا بر رہن نامہ منجانب وارث۔ نالش کا جاری رکھنا دوسرے شخص کا جس کا نام بجائے اوس مدعی کے قایم کیا گیا ہے جس نے سارٹیفکٹ حاصل کیا ہو۔ سود بشرح زاید۔ تاوان۔ ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۷۴۔ اوس قسم کا نام زد نہ ہونا لیکن مستحق ہونے کے لایق ہونا۔

مدعا علیہ نے ایک رہن نامہ بحق ہری ہر پرشاد کے تحریر کیا جو دو پسران جگدانند داس و شاما نند داس چھوڑ کر فوت ہوا جسمیں سے بڑے جگدانند داس نے سارٹیفکٹ ایصال قرضجات اپنے باپ کا حاصل کیا اور بنائے رہن نامہ کے نالش دایر کی جسمیں اوس نے نیلام کئے جانے جایداد مرہونہ اور ڈگری کی ذات مدعا علیہ پر درخواست کی در حالیکہ نالش دایر تھی جگدانند داس فوت ہوا اور شاما نند داس کو اجازت دی گئی کہ اپنا نام بجائے اوس کے نام کے بطور مدعی کے درج کرائے ڈگری واسطے نیلام جایداد کے صادر ہوئی لیکن ڈگری نسبت ذات کے اس سبب عطا نہیں کیگئی کہ یہ تصفیہ کیا گیا کہ اسمیں تمادی عارض ہے **تجویز ہوئی** کہ یہ ڈگری بمقابلہ مدیون واسطے ادا اوس کے قرضہ کے حسب مراد دفعہ ۴۔ ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت (۷ سنہ ۱۸۸۹ء) کے نہیں تھی۔ مقدمات رگھوناتھ شاہ بنام پورش ناتھ پنڈری (۲) و کچھن مودی بنام بھیاہ سنگھ (۳) پسند کئے گئے لہذا نالش باوجود اس کے کہ شاما نند داس نے کوئی سارٹیفکٹ حاصل نہیں کیا تھا قابل پذیرائی تھی **تجویز ضمنی**۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا ایکٹ مذکور ایسے شخص سے متعلق ہوگا یا نہیں جسکا نام بطور مدعی بجائے ایسے مدعی کے قایم کیا گیا ہو جو سارٹیفکٹ حاصل کرکے دوران نالش میں فوت ہوا ہو۔

(۱) دیکھو مقدمہ بنام جیین کو۔ می سا۔ ۔ کا چرن سادھو انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۹ ۔ فوٹ رپورٹر ۔

* اپیل از ڈگری صیغہ ابتدائی نمبر ۳۰۹ سنہ ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری مصدرہ بابو بیرام ... ماتحت کٹک مورخہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۷۴ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۳۲

سنہ ۱۸۹۶ء
بینی مادھو داس
بنام
شاما نند داس

رہن نامہ میں نسبت سود کے شرائط ذیل مندرج تھیں "میں بابتہ زر مذکور کے سود بشرح ۱۲ روپیہ فیصدی ماہوار ادا کرتا رہونگا اور تاریخ رہن نامہ سے سال کے خاتمہ پر میں کل زر سود جو زر اصل پر بابت سال مذکور کے واجب الادا ہوگا ادا کر دونگا اگر میں سود مذکور اس طرح پر ہر سال کے آخر میں ادا نہ کروں تو مجھ پر غفلت کا الزام ہوگا آپ بذریعہ دایر کرنے نالش کے باقیات سود پر رجو زر اصل تصور کیجاویگی اور زر اصل مندرجہ رہن نامہ پر سود بشرح ۱۲ روپیہ فیصدی ماہوار جایداد مرہونہ اور مجھ سے اور میرے ورثا اور منتقل الیہم اور قایم مقامان اور دیگر جایداد و شے وصول کریں میں زر اصل پر بابت ہر سال کے تاریخ رہن نامہ سے اوس سال کے اختتام پر تا ادا ہونے زر رہن کے سود ادا کرتا رہونگا بصورت قصور ادا کے آپ مطابق شرائط مندرجہ بالا کے عمل کریں میں یہ روپیہ تین مہینے کے اندر آپکی تاریخ سے ادا کرکے جایداد مرہونہ اور رہن نامہ کا انفکاک کرالونگا۔ اگر میں زر اصل کے اندر عرصہ مقررہ مذکور کے ادا کرنے سے قاصر رہوں تو میں سود زر اصل پر بشرح ۱۲ روپیہ فیصدی مطابق شرط مذکورہ بالا کے تاریخ رجوع نالش تک سود بر تاریخ ازالہ اسکے سے تاریخ فیصلہ تک اور تاریخ ڈگری سے تاریخ وصول زر مذکور تک ادا کرونگا" تجویز ہوئی کہ مدعی مستحق بابت ... زاید کا نہیں ہے کیونکہ وہ از قسم تاوان کے حسب مراد دفعہ ۷۴ ایکٹ معاہدہ کے ہے مقدمہ لالا چند کوئل بنام شب چندر رسی (۱) کا حوالہ دیا گیا اور یہ تاوان حسب مراد دفعہ مذکور کے سے گو کوئی قسم خاص تاوان مقرر نہیں کی گئی کیونکہ رقم مذکور فوراً متحقق ہو سکتی ہے۔

یہ نالش بربناے ایک رہن نامہ رجسٹری شدہ تعدادی تین ہزار روپیہ سکے ہے جو ۹ - اپریل سنہ ۱۸۸۰ء کو مدعا علیہ نے بحق مدعی کے باپکے تحریر کیا جسکی رو سے زر مذکور تین مہینے بعد تاریخ رہن نامہ کے واجب الادا تھا - رہن نامہ میں سود بشرح ۱۲ روپیہ ماہوار مندرج تھا اور رہن نامہ میں ایک شرط یہ تھی کہ کل سود بابت سال تمام کی اخیر تاریخ ہر سال کو تاریخ رہن نامہ سے ادا کیا جاوے اور درصورت عدم ادا کے مرتہن کو اختیار ہوگا کہ باقیات سود پر (جو زر اصل تصور کیجاویگی) اور زر اصل مندرجہ رہن نامہ پر سود بشرح ۱۲ روپیہ فیصدی ماہوار جایداد مرہونہ سے اور مجھ سے اور میرے ورثا و منتقل الیہم اور قایم مقامان اور دیگر جایدادوں سے وصول کرے"۔ مدعیکے دو پسران تھے جگدانند داس و شاما نند داس اور اوسکی وفات پر سنہ ۱۸۸۵ء میں اوسکو پسر جگدانند نے بذریعہ اپنی ماں اور ولیہ سارٹیفکٹ یافتہ سرستی دیبی کے ایک سارٹیفکٹ بحصول ایصال قرضہ جات اپنے باپکے حاصل کیا۔

نالش ۲۲ - مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو واسطے زر اصل ۳۰۰۰ روپیہ اور اوس کے سود بابت ۱۱ برس ۱۱ مہینے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۹۲

۱۸۹۴ء
بینی مادھو داس
بنام
شاما نند داس

اور سود زر کے ۹ - اپریل ۱۸۸۸ء سے ۲۷ - مارچ ۱۸۹۲ء تک بشرح ۲ روپیہ فیصدی ماہوار ... روپیہ
کل ... روپیہ کے دائر کی گئی اور عرضیدعوی میں یہ استدعا کی گئی کہ تعداد مذکور کی ڈگری صادر کیجائے
اور یہ حکم دیا جاوے کہ زر مذکور بایک زمانہ معین کے اندر معہ خرچہ نالش کے ادا کیا جائے اور درصورت عدم ادا
کرنیکے جائداد مرہونہ نیلام کیجائے اور زر مذکور زرنیلام سے وصول کیا جائے اور اگر وہ ناکافی ہو تو باقی روپیہ
مدعاعلیہ کی ذات اور جائداد علاوہ جائداد مرہونہ سے قابل وصول قرار دیا جاوے -

جوابدہی یہ ہوئی کہ نالش اس سبب سے قابل پذیرائی نہیں ہے کہ مدعیکا بھائی کوئی فریق نہیں بنایا گیا
ہے اور از روئے رواج خاندان مدعاعلیہ کے سب سے بڑا لڑکا مالک ہوتا ہے کسی کو کوئی حق یا امر اتفاق
قابل انتقال جائداد ہے خاندان میں حاصل نہیں ہے ... مستحق ڈگری رہن کا جائداد مرہونہ کے
اوپر نہیں ہے کیونکہ وہ موروثی جائداد خاندان ... اور قابل انتقال نہیں ہے اور مدعی مستحق پانے
سود کا صرف بشرح ... ماہوار کے ... شرط ... ہے ... والی ہے اور ... قابل
نفاذ نہیں ہے اور مدعی مستحق ڈگری سود کا جس کی تعداد زر اصل سے زیادہ ہو نہیں ہے اور نامبردہ
مستحق دیگر دادرسی مستدعیہ کا اس سبب سے نہیں ہے کہ اوسکی بابت نالش میں تمادی مانع ہے
کیونکہ تاریخ رہن نامہ سے چھ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے -

جگدانند داس ۱۸ - اگست ۱۸۹۰ء کو فوت ہوا - اور ۴ - اپریل ۱۸۹۳ء کو اوس کے بھائی
شاما نند کو جو اوسوقت میں نابالغ تھا اجازت ہوئی کہ اوسکا نام بجائے نامبردہ کے بطور مدعی کے
داخل کیا جائے -

تجویز جج ماتحت حسب ذیل تھی -

"نالش مدعی کی بربناے ایک رہن نامہ کے ہے مدعاعلیہ کو تحریر کرنے دستاویز اور پانے مبلغ سے
انکار نہیں ہے بہ ثبوت ان واقعات کے شہادت قطعی یہی ہے عذرات مدعاعلیہ کے یہ ہیں -
(۱) مدعی شاما نند نابالغ نہیں ہے (۲) قاعدہ جیٹھا انسی مروجہ خاندان مدعاعلیہ مانع نیلام جائداد مرہونہ
ہے (۳) بلا سارٹیفکٹ حسب ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت کے مدعی مستحق ڈگری کا نہیں ہے -
عذر اول شہادت پیش کردہ مدعاعلیہ سے قطع ہوتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعی شاما نند
اب بھی نابالغ ہے دوسرا عذر بھی منظور ہونا چاہئے کوئی شہادت براے نام بھی بتائید اس رواج
کے نہیں ہے جو مدعاعلیہ نے بیان کیا ہے بخلاف اس کے رہن نامہ سے تردید رواج
مذکور کی صریح و بیّن طریق سے ہوتی ہے اور اوس کی وجہ سے مدعاعلیہ کو ممانعت اوسکی

۱۸۹۷ء
بیدناتھ داس
بنام
شاماننددانس

خلاف عذر کرنے کی ہے -

"تیسرا عذر یہ ہے کہ نالش ہذا بلا سارٹیفکٹ کے پذیرا نہیں ہوسکتی مقدمہ رگھوناتھ شاہا بنام پورن ناتھ پنڈری (۱) ایک نظیر واسطے یہ تجویز کرنے کے ہے کہ دین رہن اوس منشا ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت کے نہیں ہوتا ہے نالش حال قاعدہ باقیماندگی پر مبنی ہے اور نہ وراثت پر اور بدیں وجہ مقدمہ وینکیارا ما بنام وینکایا (۲) متعلق ہے لہذا میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ نالش ہذا بلا سارٹیفکٹ وراثت کے قابل پذیرائی ہے دادرسی ہائے ذاتی مستدعویہ عرضیدعوے میں تمادی عارض ہے اور نامنظور ہونی چاہئیں سود کا حساب مطابق شرائط رہن نامہ کے کیا جاوے جائیداد مرہونہ اگر مدعاعلیہ زر اصل وسود جو بعد ازیں متحقق کیا جائیگا اور خرچہ چھ مہینے کے اندر اوس تاریخ سے جب ڈگری پر دستخط ہوجائیں ادا نہ کرے نیلام کیجائیگی"۔

نا راضی اس فیصلہ کے مدعاعلیہ نے اپیل کیا صرف جو وجہ اہم یہ تھیں کہ نالش قابل پذیرائی نہیں ہے مدعی شاماننددنے سارٹیفکٹ حسب ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت کے حاصل نہیں کیا ہے اور رہن نامہ میں شرط نسبت سود بشرح زاید اور سود در سود کے ایک شرط تاوانی ہے اور وہ نافذ نہ کیجانی چاہئے -

مسٹر ہیرڈ و بابو سرودا چرن متر و بابو سریش چندر چودہری منجانب اپیلانٹ -
ڈاکٹر راس بہاری گہوس و بابو منمتھ ناتھ متہ منجانب رسپانڈنٹ -
دلائل اور مقدمات محولہ کا تجویز میں کافی طور پر ذکر کیا گیا ہے -

تجویز عدالت (گھوس صاحب جسٹس وگارڈن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے -

یہ نالش واسطے نفاذ ایک رہن نامہ کے ہے رہن نامہ بحق ایک شخص مسمی ہری ہر پرشاد کے [illegible] دو پسران جگماننددداس وشاماننددداس کہ جو دونوں اوس وقت میں نابالغ تھے چھوڑکر [illegible] ہوا -

نالش مذکورہ ۲۸- مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو جگماننددداس نے بنام راہن بیدناتھ داس واسطے دلاپانے اوس روپیہ کے جو مندرجہ رہن نامہ تھا دائر کی اور اوسنے اس [illegible] کی کہ وہ واجب الوصول بذریعہ

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴
(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۷

نیلام جائیداد مرہونہ کے وصول کیا جائے اور نامبردہ نے یہ بھی استدعا کی کہ اگر جائیداد مرہونہ واسطے اداے کل رقم کے ناکافی معلوم ہو تو باقی روپیہ ذات مدعاعلیہ اور اوسکی دیگر جائیداد سے وصول کیا جائے -

ہم کو اس جگہہ پر یہ ذکر کرنا چاہئے کہ جگدانند داس نے جو دونوں بھائیوں میں بڑا تھا اپنی عرضی دعوے میں بیان کیا کہ وہ تنہا وارث اپنے باپ کا ہے اور اوس نے سارٹیفکٹ وراثت بغرض وصول کرنے قرضجات یافتنی ترکہ اپنے باپ کے حاصل کیا -

مدعاعلیہ نے اپنے بیان تحریری میں یہ عذر کیا کہ نالش اس سبب سے قابل پذیرائی نہیں ہے کہ مدعی نے اپنے بھائی کو بطور مدعی شریک کے نالش میں شریک نہیں کیا ہے اور وہ سود جسکے وصول کرنے کی مدعی نے استدعا کی ہے یعنی بشرح ۲ تاوانی ہے - اور بدیں وجہ دلا یا نہیں جا سکتا مزید براں نامبردہ نے یہ عذر کیا کہ اوس کے خاندان میں ایک رواج جاری ہے جس کے بموجب اوس نے بیان کیا کہ کسی شریک خاندان کو استحقاق رہن کرنے جائیداد خاندان کا نہیں ہے -

واضح ہوتا ہے کہ دوران نالش ہذا میں جگدانند داس ۱۸ - اگست سنہ ۱۸۹۲ء کو فوت ہوا بلحاظ اس کے اوس کے بھائی شاماننداس نے جو ہنوز نابالغ تھا بذریعہ اپنی ماں دولیہ کے یہ درخواست کی کہ اوسکا نام بطور مدعی بجائے اوس کے برادر متوفی کے قایم کیا جائے بعض دیگر اشخاص نے بھی جو سوتیلے بھائی ہری ہر پرشاد کے ہیں یہ درخواست کی کہ نالش میں مدعیان بنائے جائیں مگر اون کی درخواست کے ڈسمس کرنے کے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ وہ میعاد سے باہر ہے اور بدیں وجہ وہ منظور نہیں کی جا سکتی جہانتک شاماننداس کو تعلق تھا جج ماتحت نے اجازت دی کہ نامبردہ کا نام بطور مدعی مقدمہ ہذا کے بجائے نام اوسکے بھائی جگدانند داس کے قایم کیا جائے کیونکہ حاکم موصوف کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ وہ اسوقت نابالغ ہے - لہذا اوسکی درخواست میں تمادی عارض نہیں ہے -

جج ماتحت نے بر[illegible] پیش ہونے مقدمہ کیواسطے تجویز کے اون نزاعات کی جو حاکم موصوف کے روبرو اوس وقت [illegible] پیش ہوئے تجویز کی اور حاکم موصوف نے تحریر کیا ہے کہ نزاعات مذکورہ یہ تھے - اول مدعی شاماننداس نابالغ نہیں ہے ثانیاً قاعدہ جیٹھانسی کا مدعاعلیہ کے خاندان میں جاری ہوا بلحاظ نیلام جائیداد مرہونہ ہے اور ثالثاً بلا سارٹیفکٹ حسب ایکٹ وراثت کے

۱۸۹۴ء
بیدناتھ داس
بنام
شاما نند داس

مدعی مستحق پانے ڈگری کا نہیں ہے حاکم موصوف نے ان تمام عذرات کو نامنظور کیا اور تجویز کی کہ مدعی مستحق ڈگری کا ہے اور اونہوں نے جائیداد مرہونہ پر مطالبہ الفاسے اوسکے دعوی کا قائم کیا لیکن دادرسی ذاتی بابت دعوے عرضیدعوے میں بمقابلہ مدعاعلیہ کے کیا گیا اس سبب سے عطا نہیں کیجاسکتی کہ اوس میں تمادی عارض ہے بنسبت سود کے جو عذر پیش کیا گیا تھا اوسکی نسبت جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعی مستحق کرنے دعوے سود کا صرف زر اصل پر بشرح ٹھہرا ہے جو قرار پائی تھی ہے اور نہ بشرح زائد سود جو ہے اسکے لیکن وہ اوس شرح سے سود اوس سود پر جو بابت زر اصل کے ہو وصول کرسکتا ہے یعنی وہ مستحق ہے کہ سود درسود بحساب شرح زائد جو ہے مندرجہ رہن نامہ کے وصول کرے مگر ہم یہ تحریر کرتے ہیں کہ جو ڈگری بدستخط جج ماتحت کے طیار ہوئی اوسمیں سود بحساب شرح زائد کے زر اصل پر تاریخ ارجاع نالش تک دلایا گیا ہے۔

بناراضی اس ڈگری کے مدعاعلیہ نے یہ اپیل دائر کیا ہے۔

اول امر جسکی بابت ہمارے روبرو وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے بحث کی ہے یہ ہے کہ جگدانند داس اصل مدعی مستحق نہ تھا کہ بلاشامل کرنے اپنے بھائی شاما نند داس کے نالش کرے۔

نسبت اس معاملہ کے یہ کہنا کافی ہے کہ گو عذر مذکور بیان تحریری میں پیش کیا گیا تھا لیکن بوقت تجویز روبرو جج ماتحت کے اصرار نہیں کیا گیا نہ وہ اوس درخواست اپیل میں جو عدالت ہذا میں پیش کی گئی ہے پیش کیا گیا اوسمیں صرف شاما نند داس کو شامل کرنے کا عذر کیا گیا ہے لیکن اوس سے فی الواقع روئیداد مقدمہ میں فرق نہیں آتا علی الخصوص جب بعد وفات جگدانند داس کے شاما نند داس کا نام بطور مدعی بجائے اوس کے قائم ہوا اور اجازت دیگئی کہ مقدمہ کی کارروائی اوسکی طرف سے کیجائے۔

دوسری وجہ جو ہمارے روبرو منجانب اپیلانٹ پیش کی گئی ہے یہ ہے کہ مدعی مستحق حاصل کرنے ڈگری کا بلا سارٹیفکٹ وراثت محکومہ دفعہ ۴ ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت کے نہیں ہے۔

نسبت اس معاملہ کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو مدعی نے استدعا صادر کئے جانے ڈگری کی بمقابلہ جائیداد مرہونہ اور بمقابلہ ذات مدیوان دونوں کے کی تاہم ڈگری جو عدالت ماتحت نے صادر کی صرف بمقابلہ جائیداد مرہونہ کے تھی دادرسی بمقابلہ ذات مدعاعلیہ کے عطا نہیں کی گئی تھی دفعہ ۴ ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت ۱۸۸۹ء میں یہ حکم ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء
بیدناتھ داس
بنام
شاماننددا

"کوئی عدالت

(الف) کوئی ڈگری کسی شخص متوفی کے مدیون پر واسطے ادا کرنے اوس کے قرضہ کے کسی ایسے شخص کو جو دعوے کرتا ہو کہ مستحق مال شخص متوفی یا اوس کے کسی جزو کا ہے صادر نہ کریگی یا (ب) برطبق درخواست کسی شخص کے جو اب مستحق ہونیکا دعویدار ہو بغرض جاری کرنے بمقابلہ مدیون مذکور کے کسی ڈگری یا حکم کے واسطے ادائے اوس کے قرضہ کے کارروائی نہ کریگی الخ"۔

بحث اس مقدمہ میں یہ ہے کہ آیا وہ ڈگری جو عدالت ماتحت نے صادر کی ہے ایک ڈگری "مدیون پر واسطے ادائے اوس کے قرضہ کے" ہے یا نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس امر پر دو مقدمات میں روبرو عدالت ہذا کے غور ہوا ہے بمقدمہ رگھوناتھ شاہ بنام پوریش ناتھ بنڈری (۱) جسمیں بحث نسبت عبارت دفعہ ۲ - ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء کے پیش ہوئی ونسن صاحب جسٹس نے تجویز عدالت کے صادر کرنے کے وقت یہہ فرمایا "الفاظ دفعہ یہ ہیں کہ کسی شخص متوفی کا کوئی مدیون کسی عدالت میں مجبور نہ کیا جائیگا کہ اپنا قرضہ کسی شخص کو بلا سارٹیفکٹ کے ادا کرے میری دانست میں یہ حکم نالشات بنام مدیوان پر محدود ہے - اور نالش بنام مشتری جائداد مرہونہ سے جو کبھی معنی میں مدیون نہیں ہے متعلق نہیں ہو سکتا ثانیاً میری دانست میں الفاظ مذکور ایسے مقدمات پر محدود ہیں یعنی عدالت سے یہ استدعا کی جاوے کہ کسی مدیون کو ادا کرنے پر مجبور کیا جائے یعنی مدیون کی ذات پر ڈگری صادر کیجائے میری دانست میں وہ ایسی نالش سے جیسی نالش حال ہے متعلق نہیں ہے"۔

وہ ایکٹ جسپر حکام ذیعلم کو اوسوقت میں غور کرنا تھا بلاشک ایک ایکٹ اوس ایکٹ سے مختلف تھا جس سے مقدمہ حال میں تعلق ہے لیکن یہ معلوم ہوگا کہ عبارت دفعہ ۲ - ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء جہانتک کہ اوس امر سے جو مقدمہ ہذا میں پیدا ہوتا ہے تعلق ہے بہت مشابہ احکام دفعہ ۴ - ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت کے ہے -

ایک زیادہ حال کے مقدمہ کنچن مودی بنام بیجناتھ سنگھ (۲) میں جس میں بحث نسبت تعبیر دفعہ ۴ ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت کے پیدا ہوئی عدالت ہذا نے حسب ذیل رائے ظاہر کی -

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴

(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۳۶

۱۸۹۴ء
بیدناتھ داس
بنام
شاما نند داس

دفعہ ۹۰ میں یہ مندرج ہے کہ کوئی عدالت کوئی ڈگری کسی مدیون پر واسطے ادا کرنے اوسکے قرضہ کے صادر نہ کرے گی الخ"۔ ممکن ہے کہ کوئی مرتہن استدعا صادر کئے جانے ڈگری کی اوپر ذات مدیون کے کرے لیکن عدالت پابند نہیں ہے کہ ڈگری اوپر ذات کے صادر کرے عدالت کو جائز ہے کہ اگر بہ لحاظ واقعات ممکن ہو ڈگری صرف اوپر اوس جائداد کے جو مدعا علیہ نے رہن کی ہو صادر کرے اور بلحاظ حالات مقدمہ حال کے عدالت مرافعہ اولی کو بالکل اختیار تھا بلکہ اوس پر فرض تھا کہ ڈگری ذاتی کے صادر کرنے سے احتراز کرے اور ایسی ڈگری صادر کرے جسکا مطالبہ اوس جائداد پر جو بقبضہ مدعا علیہم فریق دوم ہے واسطے ایفاے دعوے مدعیان کے قایم ہو وہ دادرسی جسکی استدعا مدعیان نے نالش میں کی دلاپانا قرضہ کا نہ تھا بلکہ جیسا کہ سر بارنس پیکاک صاحب نے فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ سرور حسین خاں بنام غلام محمد (۱) میں تحریر فرمایا ہے وہ ایک نالش واسطے حصول ایک حق واقع جائداد غیر منقولہ کے تھی وہ امر جسکا فیصلہ حکام ذیعلم کو اوس مقدمہ میں کرنا تھا بلاشبہ ایک مختلف امر تھا وہ ایک امر حد سماعت کا تھا لیکن ہم جیسا کہ عدالت ہذا میں ہمیشہ سمجھا گیا ہے یہ تصور کرتے ہیں کہ نالش واسطے نفاذ مطالبہ کے جائداد غیر منقولہ پر ایک نالش واسطے حصول ایک حق واقع جائداد غیر منقولہ کے ہے اور اگر یہ راے صحیح ہو تو ہمارے نزدیک یہ عیان ہے کہ مدعیان باوجود نہ ہونے سارٹیفکٹ حسب ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت مستحق بحالی اوس ڈگری کے ہیں جو اون کے حق میں عدالت مرافعہ اولی نے صادر کی اور وہ ایک ایسی ڈگری ہے جس کی رو سے مطالبہ اوس جائداد غیر منقولہ پر عاید کیا گیا ہے جو بقبضہ مدعا علیہم فریق دوم کے ہے"۔

اوس مقدمہ میں بلاشک دادرسی بمقابلہ ذات راہن کے طلب نہیں کی گئی تھی اور جو ڈگری کہ عدالت ماتحت نے صادر کی وہ بمقابلہ اوس جائداد مرہونہ کی تھی جو بقبضہ منتقل الیہ اراضیات مرہونہ کے تھی۔ لیکن بایں ہمہ جس امر کا کہ فیصلہ ہمکو مقدمہ ہذا میں کرنا ہے وہ گو ضمناً واسطے غور اون احکام کے پیش ہوا تھا جنہوں نے مقدمہ مذکور کا فیصلہ کیا۔

بمقدمہ جانکی بلب سین بنام حافظ محمد علی خان (۲) ظاہرا کسی قدر مختلف رائے قرار

(۱) بنگال رپورٹ جلد ہشتم صفحہ ۷۹ و ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۱۷۰ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۴۷

۱۸۹۷ء
بیدناتھ داس
بنام
شامانند داس

پائی تھی لیکن اوس مقدمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ٹھیک اوس امر پر جسکا فیصلہ ہمکو مقدمہ حال میں کرنا ہے اوسوقت بحث نہیں کی گئی تھی۔

مقدمہ حال میں کوئی ڈگری عدالت ماتحت نے ذات مدیون پر صادر نہیں کی اور صرف ایک دادرسی جو عدالت موصوف نے مدعی کو عطا کی ہے بمقابلہ جائداد مرہونہ کے ہے اور گو بلاشبہہ جائداد مذکور مستوجب نیلام کئے جانے کی صرف اوس صورت میں ہے کہ مدعا علیہ زر واجب الادا بموجب رہن نامہ کے اوسوقت تک ادا نہ کرے جو عدالت مقرر کرے تاہم یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ یہ صحیح طور پر ایک ڈگری بنام مدیون واسطے ادا کرنے اوس کے قرضہ کے ہے ہم یہ خیال کرنے پر مائل ہیں کہ جو تعبیر الفاظ دفعہ ۲ ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء کی جو فی الواقع بہت مشابہ دفعہ ۴ ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت کے ہیں ولسن صاحب جسٹس نے اوس مقدمہ میں کی ہے جسکا ہم نے ابھی حوالہ دیا ہے صحیح ہے اور اوس پر مقدمہ حال میں عمل کیا جا سکتا ہے۔

ایک اور رائے ہے جو ہمارے روبرو ذی علم وکیل رسپانڈنٹ نے نسبت دفعہ ۴ ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت کے پیش کی ہے اور وہ یہ ہے کہ دفعہ مذکور کسی مقدمہ مثل مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہے جسمیں اصل مدعی نے سارٹیفکٹ حسب ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت کے حاصل کیا تھا اور دوسرا شخص دوران مقدمہ میں بجائے مدعی متوفی کے بطور وارث قایم کیا گیا شاید بہ لحاظ اوس رائے کے جو ہمنے پیشتر ظاہر کی ہے امر ہذا کے فیصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہماری دانست میں یہ نہایت مشتبہ ہے کہ آیا واضعان قانون کا کبھی یہ منشا تھا کہ دفعہ ہذا نہ صرف اوس صورت میں جبکہ کوئی شخص دعوی دلاپانے روپیہ کا بذریعہ استحقاق وراثت اصل دائن کے کرے متعلق کیجائے بلکہ اوس صورت میں بھی متعلق کی جائے جبکہ بر طبق وفات اوس شخص کے دوران مقدمہ میں کسی اور شخص کا نام بجائے اوس کے بطور مدعی مقدمہ کے قایم کیا جائے۔

لہذا حجت مدعا علیہ بابت امر ہذا کے نامنظور کیجاتی ہے۔

تیسرا عذر جو ہمارے روبرو کیا گیا بابت اوس سود کے تھا جو عدالت ماتحت نے دلایا الفاظ رہن نامہ کے جہانتک کہ وہ نسبت معاملہ ہذا کے ہیں حسب ذیل ہیں:-

"میں بابت للعہ مذکور ہ کے سود بشرح عہ فیصدی ماہوار ادا کرتا ہونگا اور تاریخ رہن نامہ سے

سنہ ۱۸۹۴ع بیدناتھ داس بنام شاما نند داس

سال کے یعنی ۳۶۵ دن کے خاتمہ پر میں کل زر سود جو زر اصل پر بابت سال مذکور کے واجب الادا ہوگا ادا کرونگا اگر میں سود مذکور اس طرح پر ہر سال کے آخر میں ادا نہ کروں تو میں بجرم غفلت کا ہونگا آپ بذریعہ دایر کرنے نالش کے باقیات سود پر (جو زر اصل تصور کیجاے گی) اور زر اصل مندرجہ رہن نامہ پر سود بشرح ۲ روپیہ فیصدی ماہوار جائداد مرہونہ اور مجھے اور میرے ورثا و منتقل الیہم اور قایم مقامان اور دیگر جائدادوں سے وصول کریں میں زر اصل پر بابت ہر سال کے تاریخ رہن نامہ سے ہر سال کے اختتام پر تا وقتیکہ زر رہن ادا ہو جائے سود ادا کرتا رہونگا بصورت عدم ادا کے آپ مطابق شرائط مندرجہ بالا کے عمل کریں میں یہ روپیہ تین مہینے کے اندراج کی تاریخ سے ادا کر کے جائداد مرہونہ کا انفکاک کراؤنگا اور رہن نامہ کو واپس لونگا میں زر سود و زر اصل واجب ادا کرونگا اوسکو پشت رہن نامہ پر لکھا لونگا میں کوئی علیحدہ رسید یا فارغخطی نہیں لکھا دونگا نہ کوئی در شہادت میں پیش کرونگا اگر پیش کروں تو کاغذات مذکور عدالت سے ناقابل منظوری متصور ہو کر نامنظور رہوں اگر میں زر اصل کو اندر عرصہ مقررہ مذکور کے ادا کرنے سے قاصر رہوں تو میں سود زر اصل پر بشرح ۲ روپیہ فیصدی مطابق شرط مذکورہ بالا کے تاریخ ارجاع نالش تک اور تاریخ ارجاع نالش سے تاریخ ڈگری تک اور تاریخ ڈگری سے وصول زر مذکور تک ادا کرونگا"

جیسا کہ پیشتر ذکر کیا گیا عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعی مستحق دلا پانے سود بشرح زائد یعنی ۲ روپیہ کا زر اصل پر نہیں ہے لیکن وہ مستحق سود مذکور کا اور سود پر ہے جو سال بسال واجب ہو یہ امر کہ آیا مرتہن کو استحقاق سود در سود کا بشرح زاید ۲ روپیہ کے حاصل ہے خالی از دقت نہیں ہے لیکن یہ لحاظ تجویز اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ کالاچند کویل بنام شب چندر رائے (۱) مصدرہ پجٹ صاحب جسٹس کے ہمارے نزدیک مدعی مستحق اس زیادہ شرح سود کا نہیں ہے کیونکہ وہ از قسم تاوان کے حسب مراد دفعہ ۷۴ ایکٹ معاہدہ کے ہے اوس مقدمہ میں رہن نامہ میں شرط یہ تھی کہ زر اصل معہ سود تاریخ مقررہ کو ادا کیا جائے۔ اور بصورت عدم ادا سود زیادہ شرح سے تاریخ رہن نامہ سے تاریخ وصول تک ادا کیا جاوے اور جس امر کی نسبت کہ بحث کی گئی یہ تھا کہ آیا یہ شرط ایک شرط از قسم تاوان ہے جو بموجب دفعہ ۷۴ ایکٹ معاہدہ کے نافذ نہیں کیا سکتی اکثر حکام عدالت نے فیصلہ عدالت ہذا مصدرہ مقدمہ میکناٹن بنام گرو (۲) کی تقلید کر کے یہ تجویز کی کہ شرط

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۲ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۰۶

۱۸۹۴ع
بیناتھ داس
بنام
شاما نند داس

مذکور ایک شرط ادائے تاوان ہے اور بدیں وجہ اوسکو نافذ نہیں کیا جا سکتا حکام ذیعلم کو مقدمہ مذکورہ کے فیصل کرنے میں صحت ایک اور تجویز عدالت ہذا یعنی بمقدمہ بیجناتھ سنگہ بنام شاہ علی حسین (۱) پر غور کرنا ہوا اور پگٹ صاحب جسٹس نے نسبت مقدمہ مذکور اور ایک مقدمہ منفصلہ ہائیکورٹ مدراس کے تحریرات ذیل کیں۔

میرے نزدیک جو اعتراض کہ تجویز مقدمہ بیجناتھ سنگہ بنام شاہ علی حسین (۱) میں کیا گیا ہے یعنی یہ کہ ایسے مقدمات جیسا کہ مقدمہ حال ہے داخل دفعہ ۷۴ ایکٹ معاہدہ کے نہیں ہوتے ہیں کیونکہ کوئی رقم نامزد نہیں کی گئی ہے ایسا اعتراض نہیں ہے جس کو نافذ کرنا چاہئے بذریعہ معین کرنے کسی شرح سود کے جو رقم کے واجب الادا ہوگی بہر حال جیسا کہ ہائیکورٹ مدراس نے تحریر کیا ہے اس وقت کہ جب ادا میں قصور ہو معین ہو جاتی ہے اور یہی دفعہ مذکور کا مقصود ہے۔

نسبت دوسرے امر کے میرے نزدیک جبکہ شرط مندرجہ معاہدہ مابہ البحث ایک شرط تاوانی کی حد تک پہونچتی ہے (یا شرط بابت ایک رقم کے بصورت وعدہ خلافی حسب مراد دفعہ ۷۴ کے ہو کہ یہ ایک ہی چیز ہے) تو وہ اوس کل رقم پر حاوی ہے جو بموجب شرط مذکور کے واجب الادا ہو گو یہ ممکن ہے کہ بذریعہ نہ ادا کرنے کے کسی زمانہ غیر معین تک رقم مجموعی جو بالآخر واجب الادا ہوا وس رقم۔ یعنی معین اور قابل التحقیق رقم سے بہت زیادہ ہو جاوے جو بوقت قصور واجب الادا ہو میرے نزدیک یہ دو باتیں علیحدہ نہیں کیجا سکتیں اور دفعہ ۷۴ سب سے متعلق ہے یعنی وہ اوس روپیہ سے متعلق ہے جس کا دعوے بشرح زائد سود کے تاریخ تمسک سے تاریخ وصول تک کیا جائے"۔

یہ اخیر تحریرات بالخصوص نسبت اوس امر کے کی گئی تہیں جو مقدمہ مذکور میں پیش ہوا تھا کہ آیا مدعی زیادہ شرح سود کی تاریخ مقررہ اور اوس کے بعد سے وصول کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور یہ تجویز ہوئی کہ شرط نسبت سود زاید کے جو علیحدہ نہیں ہو سکتی تھی اور بدیں وجہ دفعہ ۷۴۔ ایکٹ معاہدہ زمانہ ماقبل تاریخ مقررہ و نیز زمانہ مابعد تاریخ مذکور دونوں سے متعلق ہے۔

---

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۸

سنہ ۱۸۹۹ء
بینی مادھوداس
بنام
شاما نندداس

ہمارے روبرو ذی علم وکیل رسپانڈنٹ نے بعض تحریرات عدالت ہذا بمقدمہ منگنی رام ماڑواری بنام راج پتی کنوری (۱) پر استدلال کرکے یہ حجت کی کہ دفعہ ۷۴ - ایکٹ معاہدہ کو کوئی تعلق مقدمہ ہذا سے نہیں ہے کیونکہ کوئی رقم بطور اوس تعداد کے نامزد نہیں کی گئی ہے جو بصورت عہد شکنی کے ادا کرنی ہوگی اور تعداد بہ لحاظ اوس زمانہ کے کہ جب تک روپیہ ادا نہ ہو تبدیل ہوتی رہے گی اور نسبت سود در سود کے صرف ایک شرح کا وعدہ ہے یعنی ۲ روپیہ اور بدیں وجہ تاوانی تصور نہیں کی جا سکتی مگر ہم یہ تحریر کرتے ہیں کہ اول جزو دلیل ہذا کا جیسا کہ ہم اوس کو سمجھتے ہیں وہی ہے جو مسٹر صاحب جسٹس نے بمقدمہ بچیا ناتھ سنگھ بنام شاہ علی حسین استعمال کیا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اوس کو اکثر حکام نے جو اجلاس کامل میں بمقدمہ کالا چند رکول بنام شب چندر رائے شریک تھے صحیح تسلیم نہیں کیا حکام ممدوح نے زیادہ تر اوس رائے قانونی کو اختیار کیا جو ہائیکورٹ مدراس نے بمقدمہ ننجپا بنام ننجپا (۲) ظاہر کی تھی حکام ذی علم نے اوس مقدمہ میں نسبت امر ہذا کے حسب ذیل فرمایا۔

"یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقدمہ حال میں کوئی رقم حسب مراد دفعہ ۷۴ - ایکٹ معاہدہ کے نامزد نہیں کی گئی ہے اور بدیں وجہ دفعہ مذکور متعلق نہیں ہے اوس دلیل کا جواب ہم یہ دیں گے کہ گو کوئی تعداد روپیہ کی نامزد نہیں کی گئی ہے - مگر رقم زائد واجب الادا بیشتر سے یا بہر حال جبکہ قصور ادا واقع ہو معین و قابل تحقیق ہے یہ تجویز کرنی کہ اس سے زیادہ ضرورت ہے اور یہ لابد ہے کہ ٹھیک رقم تمسک میں درج کیجائے ہماری رائے میں دفعہ مذکور کی تاثیر سے بالکل بچنے کے لئے آسان طریقہ ہے"۔

ہم نسبت مقدمہ منگنی رام ماڑواڑی بنام راج پتی کنوری کے جس پر ذی علم وکیل رسپانڈنٹ نے استدلال کیا یہ تحریر کرسکتے ہیں کہ شرائط اوس تمسک کی جس پر حکام ذیعلم کو اوسوقت غور کرنے کی ضرورت تھی اور شرائط تمسک مقدمہ حال کی ایک ہی نہیں ہیں۔ معلوم ہوگا کہ شرط مابین فریقین کے یہ تھی کہ سود ہر سال کے آخر میں واجب الادا ہوگا - اور بہ صورت نہ ادا کرنے سود مذکور بشرح ۲ روپیہ فیصد ماہوار کے راہن سود در سود بشرح ۲ روپیہ فیصد

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۶۶ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۶۱

۱۹۱۴ء
نائیجہ داس
بنام
شاماننددا س

ماہوار ادا کرے اور بصورت نہ ادا کرنے سود کے آخر ہر سال پر دائن مستحق ہوگا کہ نالش سود کی بشرح زائد کرے پس گو کوئی رقم خود رہن نامہ میں برطبق خلاف ورزی معاہدہ منجانب راہن کے بطور رقم واجب الادا کے نامزد نہیں کی گئی تھی تاہم وہ تعداد جس کا مرتہن بصورت نہ ادا کرنے سود کے آخر ہر سال پر راہن سے دلاپانے کا مستحق ہوگا فوراً قابل تحقق ہونے کے تھی اور بلحاظ اس رائے نسبت معاملہ کے ہمارے نزدیک وہ شرط جس سے ہم کو تعلق ہے داخل منشائے دفعہ ۷۴ - ایکٹ معاہدہ کے ہوتی ہے اور ہماری دانست میں یہ ممکن نہیں ہے کہ اس شرط کو اس طرح پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاوے کہ ایک ان حصوں میں سے زر اصل سے متعلق ہو اور دوسرا حصہ سود سے کل شرط جیسا کہ ہمکو معلوم ہوتا ہے ایک سالم شرط از قسم تاوان کے ہے جس کی ذمہ واری راہن نے اپنے ذمہ اس صورت میں لی کہ نامبردہ سود قرار یافتہ ہر سال کے آخر میں ادا نہ کرے اور گو نسبت سود در سود کے صرف ایک ہی شرح (سیکڑے) مندرج ہے وہ ایک ایسی شرح ہے جو اس شرح سے زیادہ ہے کہ جس سے سود بصورت نہ ہونے خلاف ورزی معاہدہ کے واجب الادا ہوتا اور اس معنی میں وہ بخوبی ایک تاوان تصور کی جاسکتی ہے -

ان وجوہ سے ہماری یہ رائے ہے کہ مرتہن مستحق نہیں ہے کہ شرط تاوانی مندرجہ رہن نامہ بابت شرح زائد سود کو جبراً نافذ کرائے -

لہذا اگرچہ ہماری یہ رائے ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت دراصل بحال رکھی جائے مگر ہماری یہ بھی رائے ہے کہ وہ اس طرح پر ترمیم کیجائے کہ مدعی کو اجازت ہو کہ سود بشرح ۱؎ فیصد ماہوار زر اصل پر تاریخ رہن نامہ سے تاریخ وصول تک اور نیز سود در سود اوسی شرح سے وصول کرے اور ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ ڈگری مطابق اس استقرار کے بعبارت ایکٹ انتقال جائیداد کے طیار کی جائے خرچہ رسدی عاید ہو -

ڈگری ترمیم کی گئی -

بہ اجلاس گہوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

چہتر دہاری سنگہ (مدعا علیہ) اور بر طبق اوس کی وفات کے اوسکا پسر و وارث کنجبہاری سنگہ

بنام

سرستی کماری (مدعیہ)

۲۴ جولائی ۱۸۹۴ء

گہاٹوالی حقیت - حق وراثت گہاٹ والی حقیت کا بیربہوم میں - آئین ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء دفعہ ۲ -

اولاد کے معنی - ناقابل تقسیم جایداد - جایداد علیحدہ - وہرم شاستر متاکشرا -

حقیت ہاے گہاٹوالی واقع بیربہوم ایسی زمینیں ہیں بنسبت تابع بعض شرائط اور ذمہ داریوں کے حق دوامی حاصل ہوتا ہے اور جو نسلاً بعد نسلاً و انتقال پذیر ہو سکتی ہیں اور یہ تجویز خلاف صحیح نوعیت ان حقیتوں کے ہوگی کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ وہ صرف اولاد صلبی کو پہونچیں اور نہ عموماً ورثا کو مطابق اوس قانون کے جو وراثت مذکورہ سے متعلق ہو لہذا لفظ اولاد موقومہ دفعہ ۲ آئین ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء کی تعبیر اوس کے محدود معنی میں نہیں کیجانی چاہیے بلکہ اوس میں بیوہ گہاٹ وال متوفی کی جو اوسکے ورثا سے ہو سکتی ہے داخل ہے مقدمات لال دہاری رائے بنام بسنت لال سنگہ (۱) وکستوری کماری بنام منوہر دیو (۲) حوالہ دیا گیا -

جس صورت میں کہ ایک حقیت گہاٹوالی جو بلحاظ ناقابل تقسیم اور تابع قانون متاکشرا کے تہی اور ورثا صرف بیوہ اور بہائی گہاٹ وال متوفی کے بہتیجے تہے اور شہادت سے یہ معلوم ہوا کہ بہائی علیحدہ ہوگئے تہے (وہ حقیت گہاٹوالی گہاٹوال متوفی کی جایداد علیحدہ تہی)

تجویز ہوئی کہ اوسکی بیوہ اوسکی وارثہ مطابق قانون متاکشرا کے ہے -

گو مطابق فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ چنتامن سنگہ بنام نولکہو کنوری (۳) کے جایداد ناقابل تقسیم خواہ مخواہ جایداد علیحدہ نہیں ہوتی ہے تاہم یہ لازم آتا ہے کہ بلحاظ نوعیت خاص حقیت گہاٹ والی کے جو آئین ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء میں بیان کی گئی ہے یہ مقصود تہا کہ وہ جایداد تنہا گہاٹ وال

---

* اپیل از ڈگری ابتدای نمبر ۲۳۱ سنہ ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری مصدرہ ڈبلو ایچ اسمتھ صاحب مہتمم سب ڈویزن وجج ماتحت دیوگڈہ ضلع پرگنات سنتہل مورخہ ۱۵ - فروری سنہ ۱۸۹۳ء

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۱

(۲) ویکلی رپورٹر گیپ نمبر (سنہ ۱۸۶۴ء) صفحہ ۳۹

(۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۳ و ویکلی رپورٹر مقدمات پریوی کونسل جلد ۲۴ صفحہ ۲۱

سنہ ۱۸۹۴ء چھتردہاری سنگھ بنام سرستی کنوری

وقت کی ہو اور نہ جایداد خاندان مشترک کی بہ لحاظ صحیح معنی لفظ مذکور کے -

یہ نالش واسطے دلایانے قبضہ ایک حقیت گہاٹوال واقع بیربہوم کے تھی -

مدعیہ بیوہ گہاٹوال متوفی اننت نراین سنگ کی ہے جو ۱۴ - اگہن سنہ ۱۲۹۵ء ۲۷ - نومبر سنہ ۱۸۸۸ء کو فوت ہوا اور سماۃ نے دعوے وارث ہونے ترکہ مذکور کا بہ ترجیح مدعاعلیہ چہتردہاری سنگہ بہائی اپنے شوہر متوفی کے کیا اور کو ڈپٹی کمشنر پرگنات سنتہل نے ۲ - جون سنہ ۱۸۸۹ء کو یہ استرداد دعوے مدعیہ کے گہاٹوال مقرر کیا تھا سماۃ نے بیان کیا کہ مدعاعلیہ خاندان مذکور سے قبل وفات دربار سنگ کے اپنے اور سماۃ کے شوہر کے باپ سے علیحدہ ہوگیا تھا اور اوسوقت سے برابر علیحدہ رہا مدعیہ نے یہ دعوے کیا کہ وہ وارثہ اپنے شوہر گہاٹوال حقیت مذکور کی بموجب اوس قانون و رواج کے ہے جو پٹہ شیورتھ دیوگڈہ میں جاری ہے اور جو یہ ہے کہ بڑا بیٹا گہاٹوال ہوتا ہے اور اگر اولاد ذکور نہ ہو تو بیوہ مستحق وراثت کی ہے -

سکرٹری اسٹیٹ ہند کی جانب سے ڈپٹی کمشنر مقدمہ میں فریق مدعاعلیہ بنائے گئے -

مدعاعلیہ چہتردہاری سنگہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے بہائی اننت نراین سنگہ متوفی کے شریک وقت اوسکی وفات تک تھا اور باہم اون کے علیحدگی نہیں ہوئی تہی اور مطابق قانون مروجہ بنارس کے جو خاندان مذکور سے متعلق ہے وہ مستحق ہے کہ گہاٹوالی پر بترجیح مدعیہ کے مقرر ہو اور اوس نے یہ عرض کیا کہ مدعیہ وارثہ ترکہ مذکور کی مطابق آئین ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء خواہ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۵۹ء کے نہیں ہے -

سکرٹری آف اسٹیٹ کی جانب سے عرض کیا گیا کہ چونکہ مدعیہ بیوہ گہاٹوال متوفی کی ہے لہذا وہ حسب مراد دفعہ ۲ آئین ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء اوس کی اولاد میں نہیں ہے اور اسوجہ سے وراثتاً پانے حقیت گہاٹوالی کی نہیں ہے اور توریث گہاٹوال سے کوئی طریقہ دہرم شاستر یا کلاچار و رواج خاندان متعلق نہیں ہے اور بدیں وجہ چونکہ مدعیہ بجانب حکام عامل کے گہاٹوال مقرر نہیں ہوئی لہذا وہ قبضہ جایداد کا حاصل نہیں کرسکتی اور نالش قابل پذیرائی نہیں ہے -

امور تنقیح طلب ضروری جو قایم کئے گئے تھے یہ تھے -

(۱) آیا ڈپٹی کمشنر کو ازروے قانون یہ جایز تھا یا نہیں کہ مدعاعلیہ چہتردہاری سنگہ کو ترجیح

مدعیہ کے گھاٹ وال مقرر کرے یا آنکہ کوئی جائز رواج مقامی ایسا ہے جس کے بموجب حاکم موصوف کو لازم تھا کہ مدعیہ کو بترجیح مدعا علیہ کے مقرر کرے -

(۲) کیا مدعا علیہ چہتر دہاری سنگھ کی حقیت اور کاروبار اپنے بھائی اننت نراین سنگھ متوفی سے علیحدہ تھا اور اگر تھا تو وہ اپنے بھائی کا وارث ہو سکتا ہے یا نہیں -

(۳) کیا پٹہ شیورتھ دیوگڈھ میں رواج مقرر کئے جانے عورت کا بطور گہاٹوال کے ہے اور اگر ہے تو کیا مدعیہ استحقاقاً دعوے گہاٹوال ہونیکا کر سکتی ہے یا نہیں -

جج ماتحت نے نسبت ان امور تنقیح طلب کے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ کا کھانا اور کاروبار اپنے بھائی سے علیحدہ تھا اور بدین وجہ وہ مستحق اوس کے وارث ہونے کا نہیں ہے اور شیورتھ دیوگڈھ میں رواج ہے کہ عورات حقیت ہائے گہاٹوالی وراثتاً پاتی ہیں اور بحوالہ مقدمہ ستوری کماری بنام منوہر دیو (۱) یہ تجویز کی کہ اس بارہ میں کوئی امر ایسا نہیں ہے جو مدعیہ کے گہاٹوال مقرر ہونے کا مانع ہو اور ڈپٹی کمشنر کو یہ اختیار نہیں تھا کہ کسی کو بلا لحاظ اس امر کے کہ آیا اسکو بہترین حق بطور وارث اصلی کے ہے یا نہیں مقرر کرے اور مقدمہ لال دہاری سے بنام بنٹ لال سنگھ (۲) کا حوالہ دیا اور مدعیہ حسب مراد دفعہ ۲ - آیئن ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء ایک اولاد اپنے شوہر کی اور بدین وجہ مستحق اوسکی جانشین ہونے کی بطور گہاٹوال کے ہے

مدعا علیہ چہتر دہاری سنگھ نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا موجبات اپیل اور دلائل تجویز عدالت میں بخوبی مندرج ہیں -

بابو موہنی موہن رائے و بابو ابہے کمار بنرجی منجانب اپیلانٹ -

سنیر وکیل سرکار بابو ہیم چندر بنرجی و بابو کرناسندھو مکرجی منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز عدالت (گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے -

ایک شخص اننت نراین سنگھ مالک و قابض ایک موروثی گھاٹوالی حقیت واقع پرگنات سنتھل کا تھا جس کو عرضیہ دعوے میں بطور محال نمبر ۳۸ گہاٹوالی تعلقہ نونیا د داخل توزیع نمبر ۱ اندر پرگنہ شاناد ی پٹہ شیورتھ واقع دیوگڈھ بیان کیا ہے نامبردہ ۱۴ - اگہن سنہ ۱۲۹۵ کو لاولد ایک بیوہ سری متی سرستی کماری کو چھوڑ کر فوت ہوا بیوہ مذکور نالش ہذا میں مدعیہ ہے اور وہ دعوے کرتی ہے کہ بطور وارثہ اپنے شوہر کے مستحق وراثتاً پانے گہاٹوالی کی بترجیح اپنے شوہر کے

(۱) دیکھو ریونڈر گیپ نمبر ۱۸۶۴ء صفحہ ۸۹ (۲) دیکھو رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۴

۱۸۹۴ء
چہتر دہاری سنگہ
بنام
سرستی کنوری

بھائی چہتر دہاری سنگہ کے ہے اوس کا بیان جو عرضیدعوی میں مندرج ہے - دراصل یہ ہے
مطابق رواج قدیم کے گہاٹوالی پر ایک شخص قابض ہوتا ہے اور وہ بڑے بیٹے کو اور بصورت نہونے
اولاد ذکور کے اوسکی بیوہ کو پہونچتی ہے اور بعد وفات اپنے شوہر کے مسماۃ نے درخواست کی کہ اوسکا
نام بطور وارثہ اپنے شوہر کے نسبت گہاٹوالی کے درج کیا جائے لیکن ڈپٹی کمشنر نے اوسکی درخواست
کو نامنظور کیا اور ناجایز طور پر اوس کے شوہر متوفی کے بھائی یعنی مدعا علیہ چہتر دہاری سنگہ کو گہاٹوال
مقرر کیا اور مدعا علیہ اوس کے شوہر کا وارث نہیں ہے اور وہ مسماۃ کے شوہر سے اپنے باپ
در بار سنگہ متوفی کی حیات میں علیحدہ ہوگیا تھا اور اوسوقت سے برابر کہانے اور کاروبار میں
علیحدہ رہا اور مطابق رواج مروجہ حقیت ہاے گہاٹوالی کے اوسکو بعض مواضع واسطے اوسکی پرورش
کے دیے گئے تھے چنانچہ مسماۃ نے نالش ہذا واسطے اثبات اپنے حق نسبت حقیت گہاٹوالی
کے بحیثیت وارثہ اپنے شوہر کے اور واسطے منسوخی اوس حکم خلاف قانون کے جسکی رو سے
اوس کے شوہر کا بہائی جانشین گہاٹوال کا مقرر کیا گیا دایر کی جو عذر کہ چہتر دہاری سنگہ نے کیا یہ تھا
کہ وہ اپنے بہائی سے علیحدہ نہیں تہا بلکہ اوس کے شریک تھا اور بموجب دہرم شاستر مروجہ بنارس
کے وہ اپنے بہائی کا وارث ہے اور نہ مدعیہ اور جواب سکرٹری آف اسٹیٹ کا جو بعد ازاں مدعا علیہ
بنائے گئے یہ تھا کہ مدعیہ گہاٹوال متوفی کی اولاد میں حسب مراد دفعہ ۲ - آئین ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء کے نہیں
ہے اور بدیں وجہ مستحق نہیں ہے کہ گہاٹوالی متنازعہ کو وراثتاً پاوے ذی علم جج ماتحت نے نالش
کو ڈگری کیا حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ ڈپٹی کمشنر قانوناً مجاز نہ تھے کہ چہتر دہاری کو اپنے
برادر متوفی کا جانشین بطور گہاٹوال کے مقرر کریں اور لفظ "اولاد" موقوعہ دفعہ ۲ - آئین ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء
خواہ مخواہ واقعی اولاد صلبی پر محدود نہیں ہے بلکہ اوس میں ورثاے اصلی یا قانونی داخل ہیں اور
چہتر دہاری سنگہ بہ لحاظ حقیت اور کاروبار کے بوقت وفات اپنے بہائی کے اوس سے
علیحدہ تھا اور بدیں وجہ مدعیہ اور نہ چہتر دہاری وارث قانونی انت نرائن کی ہے اور مدعیہ کا
عورت ہونا مانع اوس کے حق کا نہیں ہے کیونکہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ پٹہ شیورتہ دیوگڈہ
میں یہ رواج ہے کہ حقیت ہاے گہاٹوالی کو عورات وراثتاً پاتی ہیں -

بنارامنی اس ڈگری کے مدعا علیہ چہتر دہاری نے عدالت ہذا میں اپیل کیا بعد ازاں وہ فوت
ہوگیا اور اوس کے بڑے بیٹا کا نام بطور اوس کے قایم مقام قانونی کے واسطے اغراض اپیل ہذا
کے قایم کیا گیا ہے اوس کے وکیل ذیعلم نے نسبت تجویز عدالت ماتحت کے خاصکر بنا ئے

۱۸۹۷ء
چھتر دھاری سنگھ
بنام
ستی کنوری

دو وجوہ سے اعتراض کیا ہے یعنی (۱) چونکہ مدعیہ بیوہ اخیر گھاٹ وال متوفی کی ہے لہذا وہ حسب صحیح معنی لفظ مذکور کے جیسا کہ وہ دفعہ ۲ - آئین ۲۹ ۱۸۲۷ء میں استعمال کیا گیا ہے اوس کی اولاد میں نہیں ہے اور (۲) چھتر دھاری اپنے بہائی کا شریک بوقت اوس کی وفات کے تھا اور حقیت گہاٹوالی جایداد مشترکہ خاندان ہے اور بدیں وجہ چھتر دھاری مستحق ہے کہ بموجب قانون متاکشرا کے وارث ہو -

نسبت اول وجہ کے ہم اس امر پر آمادہ نہیں ہیں کہ لفظ اولاد کے وہ محدود معنی قایم کریں جس پر وکیل ذی علم اپیلانٹ کو استدلال ہے کہ بلاشک اوس کے ٹہیک معنی بہ لحاظ صرف و نحو کے اولاد صلبی کے ہیں لیکن بہ لحاظ ابتدا و نوعیت و متعلقات ان حقیت ہا سے گہاٹ والی [illegible] جیسے کہ وہ آئین ۲۹ ۱۸۱۴ء میں بیان کئے گئے ہیں (اور حقیت مقدمہ [illegible] ایک گھاٹوالی بیر بہوم ہے) ہم کو یہ بہت مشتبہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا واضعان آئین مذکور کا یہ منشا تھا کہ اوس کے ایسے محدود معنی قایم کئے جائیں جیسا کہ [illegible] بنام برج لال سنگھ (۱) نسبت آئین [illegible] بذریعہ [illegible] ایک موروثی حقیت گہاٹوالوں اور اونکی اولاد کے لئے تابع صرف اس شرط کے [illegible] او نپر مشخص ہو ٹھیک وقت پر ادا کرتے ہیں اور اپنی دیگر ذمہ واریوں کا ایفا کرتے رہیں ہم تحریرات حاکم ذی علم موصوف سے بالکل اتفاق کرتے ہیں ہمارے نزدیک یہ حقیتیں فی الواقع دوامی ہیں اور تابع بعض شرائط اور ذمہ واریوں کے نسلاً بعد نسلاً وراثتاً پہونچ سکتی ہیں اور یہ تجویز خلاف صحیح نوعیت ان حالات کے ہوگی کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ وہ صرف اولاد صلبی کو اور نہ عموماً ورثا کو مطابق اوس قانون کے پہونچیں جو وراثت مذکور سے متعلق ہوں علاوہ بریں مقدمہ کستوری کماری بنام منوہر دیو (۲) ہمکو ایک نظیر صریح منفی اوس رائے کے معلوم ہوتی ہے جو ہم قایم کرتے ہیں اوس مقدمہ میں حکام ذی علم نے یہ تجویز کی کہ بموجب متاکشرا کے ماں اخیر گھاٹ وال کی بصورت نہونے اولاد صلبی کے حقیت گہاٹوالی کے پانے کا حق مرجح بمقابلہ ورثا سے طرفی قسم ذکور خاندان مذکور کے رکھتی ہے یہ صحیح ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ نسبت معنی لفظ اولاد موقوعہ آئین ۲۹ ۱۸۱۴ء کے اوس مقدمہ میں بحث نہیں کیگئی تہی

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۴

(۲) ویکلی رپورٹر گیپ نمبر (۱۸۶۴ء) صفحہ ۳۹

۱۸۹۷ء
چھتر دھاری سنگھ
بنام
مستی کنوری

کیونکہ خاص امر تجویز طلب یہ تھا کہ آیا عورت حیثیت گہاٹوالی کی مالک ہو سکتی ہے یا نہیں لیکن اسکو ساتھ ہی ہمارے نزدیک بہ قرین قیاس نہیں ہے کہ حکام ذی علم نے اوس نتیجہ کے اخذ کرنے میں جو کہ انہوں نے اخذ کیا ہے اس معاملہ کو کلیتاً نظر انداز کیا ہو نوعیت ان حقیتوں کے بیان کرنے کے وقت حکام ممدوح نے حسب ذیل فرمایا کہ یاد رکہنا چاہیئے کہ یہ حقیتیں اکثر حصص ملک ہذا میں بہت عرصہ قبل عملداری گورنمنٹ ہذا سے قایم ہیں اور اراضیات مذکور منجانب حکام یا بطور سرکار کے بعض اشخاص کو بطور حق الخدمت کار پولیس کے عطا کی گئی تہیں ہر مقام پولیس کے سردار کو حکم تھا کہ ایک تعداد معین سپاہیوں کی ٹہیک مسلح واسطے گرفتاری مجرمان و محافظت مسافران و حفظ امن و بجا آوری دیگر خدمات پولیس کے موجود رکھے وہ بوجہ بداعمالی یا غفلت کے مستوجب معزولی ہوتے تھے اور کوئی شخص غیر بجاے اون کے مقرر ہو سکتا تھا ان عطیات میں سے بعض ابتدا ہی موروثی تھے اور کل تہوڑے ہی عرصہ میں موروثی ہوگئے اور چونکہ اسمیں دقت تہی اور اس سے بالکل انتظام گہاٹوالی میں فرق آتا تھا کہ قواعد دہرم شاستر پر عمل کیا جائے جن کی رو سے حکم ہے کہ پدر متوفی کی جایداد اوس کے پسران میں بحصص مساوی تقسیم کیجائے حقیت بموافق قاعدہ تقسیم نہیں ہوتی تھی بلکہ ایک بیٹے کو بمحرومی دیگر پسران کے وراثتاً پہونچتی تہی اور پسران مذکور یا تو اوسکے ساتھ رہتے تھے یا ان کی وہ پرورش کرتا تھا یا وے خود اپنا پیشہ کرتے تہے -

ہمارے نزدیک ان تحریرات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام ذی علم نے اوس وقت یہ سمجھا کہ لفظ اولاد موقوعہ آئین مذکور سے یہ مراد نہ تھی کہ وہ ورثاے صلبی پر محدود ہو بلکہ اوس میں عموماً ورثا رحمدالہی اوس خاص قانون کے جو مقدمہ مذکور سے متعلق تھا داخل تھے -

پس چونکہ مدعیہ ہمارے نزدیک ایک اولاد اپنے شوہر کی حسب مراد آئین مذکور کے ہے دوسرا امر جو پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا وہ وارث جرح ونت نراین سنگہ کی ہے یا کہ نہیں شوہر کا بہائی ہے یہ مسلم ہے کہ بموجب رواج کے حقیت گہاٹوالی ناقابل تقسیم ہے اور بڑے بیٹے کو پہونچتی ہے اور مزید براں یہ کہ خاندان تابع قانون متاکشرا کے ہے جنہوں نے تسلیم کرکے دیا ہے سو نو بنام ہیرچند رہا کر (۱) [دیکہو مقدمہ سرتاج کنوری بنام دیو راج کنوری (۲)] حکام عالی مقام پریوی کونسل نے صفحہ ۵۴۲ رپورٹ اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب یہ فرمایا جبصورت میں کہ کسی

(۱) اپیلہاے ہند مولفہ مور جلد ۱۱ صفحہ ۵۴۴ ویکلی لا رپورٹ مقدمات پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۲۳

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۲ و لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۵ صفحہ ۵۱

سنہ ۱۸۹۲ع چہتر دہاری بنام ستی کنوریا

رواج کا ہونا ثابت ہوجائے تو وہ اوس قانون عام کو باطل کرتا ہے جو جملہ امور کے متعلق ہے جو اوس رواج سے خارج ہوں اس اصول کو مقدمہ حال سے متعلق کرکے امر تجویز طلب یہ ہے کہ آیا چہتر دہاری بوقت وفات اپنے بہائی اننت نراین کے اوس کے ساتھ شامل تہا یا اوس سے علیحدہ تہا ہم نے شہادت متعلقہ امر ہذا کی جانچ کی اور ہمکو کوئی تامل اوس نتیجہ کے تسلیم کرنے میں نہیں ہے جو جج ماتحت نے اخذ کیا ہے یعنی یہ کہ چہتر دہاری اپنے بہائی سے طعام و جایداد ولین دین علیحدہ رکہتا تہا ہمارے نزدیک شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ چہتر دہاری سنہ ۱۸۹۲ع میں بزمانہ حیات اپنے باپ دربار سنگہ کے علیحدہ ہوگیا تہا جس نے اوس وقت نامبردہ کو واسطے اوسکی پرورش کے پانچ مواضع متعلقہ حقیت گہاٹوالی منتقل کئے تہے اور اوس انتقال کی تجدید بعد اوس کے باپ کی وفات کے اننت نراین نے سنہ ۱۸۹۲ع میں کی شہادت سے یہہ بہی ثابت ہے کہ چہتر دہاری منافع ان پانچ مواضع پر بلاشرکت غیرے متصرف تہا اور وہ بعض دیگر مواضع پر بذریعہ پٹہ منجانب اپنے باپ کے قابض تہا جن میں سے دو کی نسبت اوس نے بطور خود اپنی جایداد کے بذریعہ بیع کرنے بحق ملکہ رام دت و نواب خاں کے عمل کیا اور نیز یہ کہ اوسکی معاملات بالعموم معاملات اپنے بہائی سے علیحدہ تہے ہم بربناے شہادت یہہ بہی تجویز کرتے ہیں کہ گہاٹوالی مذکور بلا شرکت غیرے جایداد اننت نرائن کی تہی جو تنہا متصرف اوس کے منافع پر باستثنا اون مواضع کے تہا جو چہتر دہاری کے حق میں مطابق رواج مروجہ کے منتقل کئے گئے تہے بلحاظ اس راے کے مدعیہ جو اننت رام کی بیوہ ہے صریحًا اوسکی وارثہ از روے متاکشرا کے ہے اور چہتر دہاری خواہ کوئی اور اوس کے پسران میں سے کوئی حق جانشینی کا بذریعہ حق باقیماندگی کے نہیں رکہتا ہے۔

مگر وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے ہمارے روبرو یہ حجت کی ہے کہ گو یہ حقیت گہاٹوالی ناقابل تقسیم ہے تاہم مطابق فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل بمقدمہ چنتامن سنگہ بنام نولکہو کنوری (۱) کے وہ خواہ مخواہ جایداد علیحدہ نہیں ہے اور جیسا کہ حکام عالی مقام نے فرمایا ہے "خواہ عام حالت کسی ہندو خاندان کی شامل ہو یا غیر منقسم جو جایداد کہ مشترک ہے اوسکی وراثت ایک طرح پر ہوگی اور جو جایداد کہ علیحدہ ہے اوسکی وراثت دوسری طرح پر ہوگی" فیصلہ محولہ بلاشک ایک نظیر اس اصول کی ہے کہ ممکن ہے کہ جایداد مشترکہ خاندان ناقابل تقسیم ہو جیسا کہ راج یا اور علاقہ مشتمل

(۱) بنگال لا رپورٹ سیریز نمبر (سنہ ۱۸۶۴ع) صفحہ ۳۶

۱۸۹۴ء
چترداری سنگھ
بنام
مسمات کوڈی

راج کے ہو تملہ ہے لیکن یہ امر کہ آیا جایداد مذکور مشترک تقسیم کیجائیگی یا علیحدہ ہمارے نزدیک بالعموم نوعیت جائیداد پر جو شرح میں ہو مثلاً نوعیت عطیہ وغیرہ پر جس کی رو سے وہ جایداد قایم کی گئی ہو منحصر ہے۔ مگر بلحاظ اس راے کے جو ہمنے پیشتر نسبت حالت خاندان مقدمہ ہذا ظاہر کی ہے اور نسبت اس امر کے کہ حقیت گھاٹوالی ملکیت بلا شرکت غیرے اننت نرائن کی تہی ہمارے نزدیک اس امر کی تجویز غیر ضروری ہے کہ اس حقیت کی ابتدا، نوعیت کیا تہی گو اگر ہمکو امر ہذا کی تجویز کرنے کی ضرورت ہوتی تو ہم بہ لحاظ خاص نوعیت ان حقیتوں کے جیسی کہ وہ آئین ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء میں بیان کی گئی ہے یہ کہنے پر مائل ہوتے کہ یہ مقصود تہا کہ وہ جایداد بلا شرکت غیرے گھاٹوال وقت کی ہوگی اور نہ جایداد خاندان مشترک کی حسب معنی صحیح لفظ مذکور کے اور اس سلسلہ میں ہم بعض تحریرات اون حکام ذیعلم کا حوالہ دینگے جنہوں نے فیصلہ مقدمہ کستوری کماری بنام منوہر دیو (۱) کا کیا جسکا پیشتر ذکر کیا گیا ہے حکام ممدوح نے فرمایا "وہ شخص جو گھاٹوال کا جانشین ہو اور حقیت مذکور پر قابض ہو وہ اوسکا مالک تنہا متصور ہوتا چاہیے اور ہمیشہ متصور ہوا ہے اور بدیں وجہ دیگر شرکاے خاندان دعوے شرکت اور پانے حصہ منافع جایداد کا نہیں کر سکتے گو ممکن ہے کہ وہ بہ اجازت و رضامندی قابض کے کسی جزو جایداد مذکور سے جو نامبردہ نے بنام اونکے منتقل کی ہو یا بلا وساطت خود اوس سے اپنی مدد معاش حاصل کریں اور اگر یہ صورت قریب ترین اہالی خاندان کی ہو تو اشخاص بعید خاندان مذکور کی نسبت یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ قابض کے ساتھ اسطرح پر بشراکت مالک ہیں کہ وہ مارج ہوہ یا مالک حق وراثت کے ہو سکیں

بوجوہ مندرجہ بالا ہمارے نزدیک ڈسٹرکٹ جج ماتحت نے اس نالش کو صحیح طور پر ڈگری کیا ہے چنانچہ ہم اس اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہیں۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

(۱) ۸ دیکلی رپورٹر گیپ نمبر (۱۸۶۳ء) صفحہ ۳۹

صیغہ اپیل فوجداری

بہ اجلاس بنرجی صاحب جسٹس و سیل صاحب جسٹس

ڈپٹی لیگل ریممبرانسر منجانب گورنمنٹ بنگال (اپیلانٹ) بنام کرنا بایستو بائی و دیگر گنہگار (ریسپانڈنٹان)*

مجموعہ تعزیرات دفعات ۳۷۲ و ۳۷۳ - خرید کرنا نابالغ کا بغرض فعل شنیعہ - نیت کا ثبوت - بار ثبوت نیت مجرمانہ کا بصورت فروخت کرنے نابالغہ کے بغرض فعل شنیعہ - اقبال و اوس کا رکی وقعت - اقبال کا جو اوس شخص نے کیا ہو جسپر الزام بشمول ایک شخص دیگر کے بابت ایسے جداگانہ جرایم کے جو ایک ہی معاملہ سے پیدا ہوئے ہوں لگایا گیا ہو قابل پذیرائی بمقابلہ دوسرے شخص کے ہونا - ایکٹ شہادت (ا ایکٹ ۱۸۷۲ع) دفعات ۳۰ و ۱۰۶ -

بغرض قایم کرنے کسی جرم کے حسب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات یہ ضروری نہیں ہے کہ نیت یا علم اس احتمال کا کہ نابالغ فعل شنیعہ کے کام میں مصروف کیا جاوے گی یہ مصروف کیا جانا فوراً یا سیمین [illegible] اور بہت بعید زمانہ آیندہ سے متعلق ہو لیکن جرم حسب دفعہ مذکور اوس وقت پورا ہو جاتا ہے کہ جب کوئی لڑکی اس مجرمانہ نیت سے یا بعلم [illegible] اس امر کے خرید کی جاوے [illegible] اور وہ لڑکی نابالغہ ۱۶ برس سے کم عمر کی ہو واسطے غرض مذکور کے [illegible] اوس وقت واسطے مصروفیت مذکور کے بوجہ اوسکی نا قابلیت جسمانی بغرض مذکور کے بعید ہو -

ہردہن منڈل باپ دو دختران نو اماں نے جو قریب ایک برس کی عمر کے تہیں ان میں سے ایک کو کرنا بایستو بائی ایک کسبی کے ہاتھ بعوض [illegible] کے [illegible] کیا اور دس روز کے اندر فروخت مذکور سے اوس کے ہاتھ دوسری کو بعوض [illegible] کے فروخت کیا یہ ثابت کیا گیا تھا کہ کرنا بایستو بائی نے پیشتر ایک اور لڑکی خرید کی تہی جس کو مسماۃ نے اوس کے لڑکپن سے پرورش کیا تھا اور جو اوس وقت میں مسماۃ کے ساتھ رہتی اور کسبی کا پیشہ کرتی تہی ہردہن منڈل اور کرنا بایستو بائی دونوں نے اوس مجرمانہ علم اور نیت کا اقبال کیا جس علم و نیت سے فروخت دو اطفال کی کیگئی تہی کرنا بایستو بائی کا اقبال دو گھنٹے کے اندر بعد اوسکی گرفتاری کے کیا گیا تھا اور اوس کے بعد فوراً وہ سات روز کے لئے حوالات میں سپرد کی گئی ساتویں روز جب وہ واسطے تجویز کے روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ کے

* اپیل صیغہ فوجداری نمبر ۔ ۱۸۹۴ء و نظر ثانی صیغہ فوجداری نمبر ۔ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم رہائی مصدرہ جی گارڈن صاحب قایم مقام سشن جج بنکورا مورخہ ۱۱ - اگست ۱۸۹۴ء -

۱۸۹۴ء
ڈپٹی لیگل ریممبرنسر
بنام
کرنایا لستوبائی

لائی گئی اوس نے اپنے اقبال سے انکار کیا اور ایک وجہ بے گناہی بابت خرید کرنے لڑکیوں کے بتلائی ہردہن اور کرنایالستو دونوں کی تجویز بالاشتراک ہوئی ہردہن پر الزام جرم حسب دفعہ ۳۷۲ یعنی فروخت کرنا لڑکیوں کا واسطے غرض فعل شنیعہ کے اور کرنا بالستو پر جرم حسب دفعہ ۳۷۳ یعنی خرید کرنے کا واسطے غرض مذکورہ کے لگایا گیا دونوں میں سے کسی پر الزام اعانت ایک دوسرے کا نہیں لگایا گیا تہا دونوں اقبالات بطور شہادت کے استعمال کئے گئے تھے اور اور شہادت بہی مشعر ثابت کرنے علم مذکور اور نیت مجرمانہ کے تہی ڈپٹی مجسٹریٹ نے دونوں میں سے ہر ایک کو وہ جرم ثابت قرار دیا جسکا الزام اوسپر لگایا گیا تہا بر طبق اپیل سشن جج نے کرنایالستو کو اس بنا پر بری کیا کہ جرم حسب دفعہ ۳۷۳ کا ارتکاب نہیں ہو سکتا بجز اس کے بہ نیت ہو کہ نابالغہ واسطے غرض فعل شنیعہ کے کسی معین زمانہ آئندہ پر مصروف کیجاوے اور یہ تجویز کہ نیت مذکور ایک زمانہ ۱۶ برس بعد خریداری سے متعلق تہی کہ جب نابالغہ غرض مذکور میں مصروف ہونے کے لائق ہو جاوے - قانون کو حد مناسب سے باہر پہونچانا ہے -

بوجوہ مندرجہ بالا تجویز ہوئی کہ اوس بنا پر برات غلط ہے -

یہ بہی تجویز ہوئی کہ بلحاظ اون حالات کے جنمیں کرنایالستوبائی نے اقبال کیا اور پہر اوس سے انکار کیا اوس کی نسبت مشتبہ ہو سکتا ہے اور اوسپر بلا خطر عمل نہیں کیا جا سکتا - اور جو اقبال کہ ہردہن نے کیا بمقابلہ مسماۃ کے قانوناً قابل پذیرائی نہ تھا کیونکہ اون دونوں کی تجویز بالاشتراک بابت ایک ہی جرم کے نہیں ہوئی -

یہ بہی تجویز ہوئی کہ بلحاظ احکام دفعہ ۱۴ تمثیل (الف) ایکٹ شہادت کے اور اس امر کے کہ قطع نظر اقبالات کے ایسی شہادت موجود ہے جس سے وہ علم و نیت ثابت ہوتی ہے جس سے نوعیت و حالات میں فعل مذکور کے ظاہر ہوتے ہیں بار ثبوت اس امر کا کہ مسکر نایالستوبائی کے تہا کہ نیت اوس سے مختلف تہی جو فعل سے ظاہر ہوتی تہی یا مصروف کرنا لڑکیوں کا بطور کسبیوں کے اوسوقت تک کہ وہ ۱۶ برس کی ہو جاویں مخصوص نہ تھا اور چونکہ وہ یہ ثابت کرنے سے قاصر رہی اور تمام شہادت دوسری جانب ہے لہذا حکم برات غلط تہا اور منسوخ ہونا چاہیئے -

اس مقدمہ میں کرنا بالستوبائی پر جرم حسب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات بابت دو نابالغان کے جن کی عمر قریب ایک سال کے تہی اور جن کی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ مسماۃ کے ہاتھ

۱۸۹۴ع [illegible] بنام کرنایابستوبائی

اون کے باپ ملزم نمبر ۲ ہردہن منڈل نے فروخت کیا گیا تھا اور ہردہن مذکور پر جرم حسب دفعہ ۳۷۲ قایم کیا گیا تھا۔

بیان منجانب مدعی یہ تھا کہ کرنا بابستو بائی نے جو ایک کسبی قصبہ نیکو با کی تہی ہردہن منڈل سی (اول) ۱۵ جیٹھ کو ایک لڑکی مسماۃ بہوشن قریب ایک برس کے عمر کی اور (دوم) ۲۲ جیٹھ کو ایک اور لڑکی مسماۃ شوشی قریب ایک برس کے عمر کی اس نیت سے خرید کی کہ لڑکیاں مذکور واسطے غرض فعل شنیعہ کے مصروف کی جاویں اور کام میں لائی جاویں۔

ہردہن منڈل پر یہ الزام لگایا گیا کہ اوس نے اونکو کرنا بابستو بائی کے ہاتھ بعلم احتمال کے فروخت کیا کہ لڑکیاں مذکور فعل شنیعہ میں مصروف کیجاینگی۔

کرنا بابستو بائی نے خرید کرنے سے اور ہردہن منڈل نے فروخت کرنے لڑکیوں شوشی بہوشن سے اقبال کیا۔

شہادت اس مضمون کی دی گئی کہ بوقت فروخت کے کرنا بابستو بائی کے گہر میں ایک لڑکی مسماۃ امرینی تہی جس کی عمر کرنا نے بیان کیا کہ ۱۵ یا ۱۶ برس کی ہے جو (حسب بیان خود کرنا کے) پیشہ کسبی کا دو یا تین برس سے کرتی ہے۔

نسبت اوس نیت کے کہ جس سے کرنا نے شوشی اور بہوشن لڑکیوں کو خرید کیا ملزمہ نے قبل تجویز کے اقبال کیا کہ اوسنے اُن کو اس غرض سے خرید کیا تہا کہ وہ کسبیاں ہو جائیں لیکن بوقت اپنی تجویز کے اوس نے اپنے اقبال سے انکار کیا اور بیان کیا کہ اوس کی نیت یہ تہی کہ اونکا بیاہ کر دے۔

قطع نظر اقبالات کرنا و ہردہن کے شہادت کافی بہ ثبوت اس امر کے ہے کہ شوشی اور بہوشن لڑکیوں کی فروخت اور خریداری ہوئی۔

شہادت میں یہ امر بہی ہے کہ کسبیاں اون لڑکیوں کی جو اونسے پیدا ہوتی ہیں یا جنکو وہ خرید کرتی ہیں بہت کم شادی کرتی ہیں صرف ایک گواہ نے بیان کیا کہ اوسکو دو صورتیں ایسی معلوم ہیں جن میں دو کسبیوں باشندگان نیکو را نے اون [illegible] کی شادی کی جنکو اونہوں نے خرید کیا تھا لیکن اوس نے یہ بہی کہا کہ اون لڑکیوں کو بعد شادی کے اپنے شوہروں کے پاس رہنے کو کبھی نہیں بہیجا گیا رسم بیاہ کی صریحاً بطور محض ایک معاملہ رسم کے بلا کسی نیت اخیر کے انجام دی گئی تہی۔

۱۸۹۴ء
ڈپٹی لیگل ریممبرنسر
بنام
کرنایا بسلے

امینی نے جو بطور گواہ کے طلب کی گئی تھی بیان کیا کہ کرنا نے اوسکو تمام اپنی جائیداد وصیت کر دی ہے وہ حالات جنمیں کرنا نے اقبال کیا تھا اور پھر اوس سے انکار کیا تجویز ہائیکورٹ سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں -

بربنائے ان واقعات کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے وجوہ مندرجہ ذیل تحریر کر کے دونوں کی نسبت تجویز ثبوت جرم کی -

نابالغ لڑکیوں کو کسبیوں کے ہاتھ فروخت کرنا اور اونسے کسبی کا پیشہ کرانا اس قصبہ کے لوگ ہمارے نزدیک اقل درجہ کا کوئی جرم تصور نہیں کرتے ہیں وکیل مدعا علیہ یہ دلیل کرتا ہے کہ یہ پہلا ہی مقدمہ اس قسم کا ضلع ہذا میں ہے -

میرے نزدیک وہ جرم جسکا الزام ملزمان پر لگایا گیا ہے بخوبی ثابت ہوگیا ہے اور یہ امر کہ امینی درحالیکہ کرنا کی گھر میں رہتی تھی اور ہنوز نابالغہ تھی کسبی ہوگئی بیانات خود کرنا اور امینی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کرنا نے امینی کو اپنے گھر میں پرورش کیا تھا اور اوسکی ولیہ تھی اور اگر امینی اوس زمانہ میں کہ وہ نابالغہ تھی کسبی ہوگئی تو بلاشک کرنا کا قصور ہے -

ملزم ہردین مستغیث نے جواب دہی میں کوئی گواہ نہیں سنائے نہ اوس نے اپنے اقبال سے انکار کیا کرنا کے گواہاں سے کچھ نہیں ثابت ہوتا لہذا میں تجویز کرتا ہوں کہ کرنا بموجب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات کے اور ہردین حسب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات کے مجرم ہیں اور دونکی نسبت میں بموجب دفعات مذکور کے یہ حکم دیتا ہوں کہ دو دو مہینے قید سخت رہیں"-

بنا براسی تجویز ثبوت جرم کے دونوں ملزمان نے روبرو سشن جج کے اپیل کیا حاکم موصوف نے ہردین سندل کی نسبت تجویز ثبوت جرم کو بحال رکھا لیکن نسبت کرنا بالبتہ رہائی کے منسوخ کیا

تجویز حاکم موصوف مقدمہ آخر الذکر میں حسب ذیل ہے -

مقدمہ ہذا میں مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹ مستحق برات کی ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نیت کہ لڑکیاں جو ایک برس سے کم عمر کی ہیں بطور کسبیوں کے منصرف کیجائیں یا کام میں لائی جائیں بخوبی ثابت ہوگیا ہے نیت بطلاکسی معین زمانہ آئندہ یا وقوع کسی امر کے ہونی چاہئے - اور اس مقدمہ میں میرے نزدیک اگر اوسکی یہ مراد قائم کیجائے کہ نیت اوسوقت سے متعلق تھی جب ۱۳ یا ۱۴ برس بعد لڑکیاں ایسی عمر کی ہوجائیں کہ جب بطور کسبیونکے مصرف یا استعمال ہو سکیں تو یہ اعتراض اونکو حد مناسب سے باہر پہونچانا ہوگا بلکہ میرے نزدیک نہیں کیا گیا ہے کہ نیت یہ مانی جائے کہ لڑکی مذکور فوراً اسطرح پر مصرف کیجائیگی لیکن میرے نزدیک یہ ایسا ہی طریقہ تعبیر دفعہ مذکور کا ہے - یہ پہلے سے نہیں معلوم ہو سکتا کہ اپیلانٹ یا اون لڑکیوں کا جنکو اوسنے اپنی حفاظت میں لیا ہے ۱۲ یا ۱۴ برس بعد میں کیا حال ہوگا اور اگر اب یہ بھی دلیل کیجائے کہ نیت خود اپیلانٹ کے اقبال سے بخوبی ثابت تھی تو میرے نزدیک متصور نہیں کیا جا سکتا کہ نیت مذکور کا وجود حسب مراد قانون کے تسلیم کیا جا سکتا ہے تجویز اور حکم سزا نسبت اپیلانٹ کرنا کے منسوخ کیجاتی ہے اور مسماۃ جیلخانہ سے رہا کیجاتی ہے -

۱۸۹۷ء
ڈپٹی لیگل ریممبرنسر
بنام
کرنا بالستو بائی

سشن جج نے وجوہ مندرجہ ذیل واسطے بجای تجویز ثبوت جرم نسبت ملزم قسم ذکو کے تحریر کئے -

فروخت کرنا اطفال کا ایک مسلمہ امر واقعہ ہے اور قطع نظر امر نیت کے جو مقدمہ ہذا سے صریحاً متعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن نہیں کہ اپیلانٹ کی یہ غرض ہو کہ اوسکی دختران کو پیشہ کسبی کا سکھایا جائے ایلطرح دیکھنا اس امر کا کہ آیا ضروری علم بجو بی ثابت ہوا ہے یا نہیں علم کا ہونا صرف بذریعہ غیر صریحی اور قیاسی شہادت کے ثابت ہو سکتا ہے -

" اسکی نسبت شہادت ایک جانب یہ ہے کہ فروخت کرنا اطفال کا مکمل ہو گیا اور انکی ولایت اور حفاظت معین طور پر اور قطعی طور کسبی کیجانب منتقل ہو گئی لہذا قیاس یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ بطور کسبیونکی تربیت پاوینگی اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ لڑکیوں کو اوسی طرح پر تربیت کیگئی ہے کہ جو ایک ایسا امر ہے کہ جس سے اپیلانٹ ضرور واقف ہوگا بدینوجہ بار ثبوت اس امر کا کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ اطفال کو بطور کسبیونکی مصرف کئے جاوینگے صریحاً بذمہ اپیلانٹ تھا اور بجز اسکے کہ وہ تردید قیاس علم مجرمانہ کی کرے وہ یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ الزام مذکور سے بری کیا جاوے - یہ معلوم ہوگا کہ نیت اپیلانٹ کی درحال کسبی کی نیت سے مختلف ہو کیونکہ اوسکی بابت جب ہی کہ معاملہ مکمل ہو گیا اوسی وقت اوسکا یہ جرم بھی تکمیل کو پہونچ گیا کیونکہ اپنے اختیار کے ہونے سے اوس نے اس امر کو اپنے اختیار سے باہر کر دیا کہ کسی طرح پر اوس معمولی طریقہ حالات کو تبدیل کرے جو لڑکیونکی کسبی کا پیشہ کرنیکا باعث ہو کسبی کی نیت مختلف ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ وہ کسی وقت اپنے ارادہ کو قبل اسکے کہ وہ کسی ہونا بالواقع ایک امر واقعہ ہو جاوے تبدیل کرے یہ آخری غرض سے سماعت کے غور کرنا ایک امر نہایت بعید ہے "

بوجوہ مندرجہ بالا میرے نزدیک مجھکو اس تجویز ثبوت جرم میں دست اندازی نہیں کرنی چاہئے -

برطبق اسکے لوکل گورنمنٹ نے بنا راضی برات کرنا بالستو بائی کے اپیل کیا اور اوسکی ساتھ ہی درخواست کی کہ حکم بنام ملزم قسم ذکو کے حاصل کیا کہ وجہ اس امر کی ظاہر کرے کہ جو حکم سزا اوسکی نسبت صادر ہوا ہے اوسمیں کیوں اضافہ نکیا جاوے -

قایم مقام ڈپٹی لیگل ریممبرانسر (مسٹر لیتھم) منجانب سرکار -

بابو بید ناتھ دت و بابو سرت چندر دت منجانب ملزمہ کرنا بالستو بائی -

منجانب ملزم قسم ذکو کے وجہ خلاف حکم مذکور کے ظاہر کرنے کے لئے کوئی حاضر نہیں ہوا -

تجویز ہائیکورٹ (بنرجی صاحب جسٹس و بیل صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے -

یہ اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ کے حسب دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی حکم صادرہ سشن جج بنگلور کے ہے جسکی روسے برطبق اپیل کے ملزمہ کرنا بالستو بائی بری کیگئی تھی جسکی نسبت ڈپٹی مجسٹریٹ ضلع مذکور نے حسب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات ہند بابت خرید کرنے دو نابالغ لڑکیوں کے واسطے غرض فعل شنیعہ کے تجویز ثبوت جرم کی تھی واقعات غیر متنازعہ مقدمہ کے یہ ہیں کہ ملزمہ کرنا بالستو بائی نے دو لڑکیوں کو اونکے باپ سے دو روپیہ چیدا کا نہ لو ہوٹ سے غرباً ۲ خرید کیا اول لڑکی لوہا کو اور دوسری للوی کو وہ لڑکیاں اطفال تو اوان تخمیناً ا کی سن ... کی ہیں -

۱۸۹۷
ڈپٹی لیگل ریممبرنسر
بنام
کرنا بالیتو بائی وغیرہ

اور اون کے باپنے اونکو اس سببسے فروخت کردیا کہ اونکی ماں فوت ہوگئی تھی اور اوسکو اون کی پرورش کرنے میں کسیقدر دقت ہوتی جو امر کہ فی الواقع واسطے تجویز کے مقدمہ ہذا میں پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا لڑکیاں اوس نیت یا علم مجرمانہ سے لائی گئی تہیں جو حسب دفعہ ۳۷۲ اوس جرم کے قایم کرنے کے لئے ضروری ہے جو از روے دفعہ مذکور قابل سزا قرار دیا گیا ہے جو شہادت کہ بثبوت اوس علم یا نیت مجرمانہ کے پیش کی گئی ہے اوس میں اقبال ملزم و اظہارات بعض گواہان جو بیان کرتے ہیں کہ خود ملزمہ ایک کسبی ہے اور اوس نے ایک اور لڑکی کو اوسکے لڑکپن سے یعنی مسماۃ امینی کو جو اب اوس کے ساتھ اوسیکے مکان میں رہتی ہے اور کسبی کا پیشہ کرتی ہے تربیت کیا ہے اور اوس جزو ملک میں کسبیوں کا یہ دستور ہے کہ لڑکیونکو واسطے غرض کسب کے خرید کرتی ہیں گو بعض اوقات اون لڑکیوں کی شادی کردی جاتی ہے اور جہاں اونکی شادی بہی ہوجاتی ہے ایسا شاذ ہوتا ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے پاس آکر رہتی ہیں کسی قدر شہادت منجانب ثبوت اس امر کے ہے کہ لڑکی امینی خود اپنی مرضی سے پیشہ کسبی کا کرتی ہے اور اوسکو ملزمہ نے کبہی ایسا کرنے کی ترغیب نہیں دی اور مزید براں ملزمہ نے دو لڑکیوں مایہ الیہ کو اس غرض سے خرید کیا ہے کہ اونکی پرورش اس لئے کرے کہ وہ اوس کے بڑہاپے میں اوسکی خبرگیری کریں برنباے اس تمام شہادت کے اوس ڈپٹی مجسٹریٹ نے جس نے تجویز ملزمہ کی بشمول لڑکیوں کے باپ ہردہن منڈل کے بابت جرایم دفعات ۳۷۲ و ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے کی یہ تجویز کی کہ وہ نیت مجرمانہ جو از روے دفعات ۳۷۲ و ۳۷۳ کے ضروری ہے ثابت ہوگئی ہے چنانچہ حاکم موصوف نے دونوں ملزمان کرنا بالیتو بائی و ہردہن لڑکیوں کے باپ کو یعنی شخص اول الذکر کو حسب دفعہ ۳۷۳ ۔ اور شخص آخر الذکر کو حسب دفعہ ۳۷۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے مجرم قرار دیا اور ہر ایک کو حکم سزا نو مہینے قید سخت کا دیا اونہوں نے جداگانہ اپیل بحضور سشن جج کے کی اور سشن جج ذی علم نے ہردہن منڈل کا اپیل ڈسمس کیا ۔ لیکن بطبق اپیل کرنا بالیتو بائی کے تجویز اور حکم سزا کو منسوخ کیا اور مسماۃ کو بری کیا وہ وجہ جس پر تجویز سشن جج ذی علم کی بمقدمہ کرنا بالیتو بائی کے مبنی ہے یہ نہیں ہے کہ از روے واقعات کوئی مجرمانہ نیت یا علم اس امر کا کہ لڑکیاں واسطے اغراض فعل شنیعہ کے مصروف کیجاینگی ثابت نہیں ہوا بلکہ ایسا امر بربطور امر قانونی کے ارتکاب کسی جرم دفعہ ۳۷۳ کا ہونا ایسی صورت میں نہیں جاسکتا کہ نیت یا علم مجرمانہ مصروف کیے جانے لڑکیوں کا جو خرید

۱۸۹۴ء
ڈپٹی لیگل ریممبرنسر
بنام
کرنا یا بستو بائی

کی گئیں بغرض فعل شنیعہ متعلق بزمانہ حال نہو اور چونکہ مقدمہ حال میں لڑکیوں کی عمر پر خیال کرکے انکو
فی الحال مصروف کرنا واسطے اغراض فعل شنیعہ کے ناممکن ہے لہذا جج ذیعلم کی یہ راے ہے کہ
کسی جرم حسب دفعہ ۳۷۳ کا ارتکاب نہیں ہوا ہے بنا راضی اس تجویزات کے لوکل گورنمنٹ
نے اپیل نہ دائر کیا ہے اور پبلک پراسکیوٹر نے ایک حکم جسکو ہم ابھی فیصل کرینگے بنام دوسرے
ملزم ہردین منڈل کے حاصل کیا ہے کہ وجہ اس امر کی ظاہر کرے کہ جو حکم سزا اوس کے نسبت
صادر ہوا ہے اوس میں اضافہ کیوں نہ کیا جائے -

ہمنے اس مقدمہ پر اسقدر فکر کے ساتھ غور کیا ہے کہ جو مقدمات فوجداری میں (جن میں
بالعموم آزادی رعایا میں مداخلت کرنی ہوتی ہے) اور بالخصوص اپیل ہاے بناراضی احکام برات
میں مطلوب ہے قانون کا بذریعہ محدود کرنے حق اپیل بناراضی تجاویز برات کے لوکل گورنمنٹ پر محدود
کرنے سے یہ مراد ہے کہ ذاتی عداوت کی وجہ سے تجاویز برات پر بطریق اپیل اعتراض نہ کیا جاے
اور صریحًا یہ مقصود ہے کہ اس قسم کی دست اندازی صرف اون صورتوں میں عمل میں آوے
جنمیں ایسی شدید بے انصافی ہوئی ہو کہ لوکل گورنمنٹ کو معاملہ مذکور میں تحریک کرنیکی ترغیب ہو -
ہمارے نزدیک یہ امر نہایت سودمند اصول ہے اسقدر واسطے بہتری کا فہ خلایق کے ہے کہ جیسا وہ
واسطے انسداد و سزا دہی جرم کے ہے کہ دست اندازی تجاویز برات میں صرف اون صورتوں میں
وقوع میں آوے جنمیں شدید بے انصافی ہوئی ہو اور اگر مقدمہ ہذا میں جج ذیعلم نے بربناے شہادت
یہ تجویز کی ہوتی کہ حاکم مجسٹریٹ اقبال ملزم پر بلا خطر استدلال نہیں کر سکتی اور دیگر شہادت واسطے اخذ کرنے اس نتیجہ کے کافی نہیں ہے
کہ مسماۃ کی نیت یا اوسکا علم مجرمانہ تہا تو ہمکو نہایت زیادہ تامل اس امر میں تاکہ حاکم موصوف کی تجویز میں دست اندازی کیجاے لیکن صورت
یہ وجہ برات کی مقدمہ ہذا میں نہیں ہے وجہ برات جیسا کہ میں نے اوپر تحریر کیا ہے یہ ہے کہ بطور امر
قانونی کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ارتکاب کسی جرم کا حسب دفعہ ۳۷۳ ہوا ہے بجز اس کے کہ نیت
یا علم اس احتمال کا ہو کہ وہ نابالغہ جو خرید کی گئی ہے واسطے اغراض فعل شنیعہ کے مصروف کیجاوے گی
ایک ایسی نیت یا علم احتمال ہو کہ مصروفیت مذکور فورًا ہو گی حاکم ذیعلم یہی بات کہتے ہیں اس مقدمہ
میں مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹ مستحق برات کی ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نیت کہ لڑکیاں جو ایک
برس سے کم عمر کی ہیں بطور رنڈیوں کے مصروف کیجائیں یا کام میں لائی جائیں بخوبی ثابت
ہو گیا ہے نیت بلحاظ کسی معین زمانہ آئندہ یا وقوع کسی امر کے ہونی چاہیے اور اس مقدمہ میں میرے
نزدیک اگر اوسکی یہ مراد قایم کیجاے کہ نیت اوس وقت سے متعلق تہی جب بالغہ یا جو دو برس بعد

سنہ ۱۸۹۴ء
ڈپٹی لیگل ریممبرانسر
بنام
کرنا یا بنتو بائی

لڑکیاں ایسی عمر کی ہو جائیں کہ جب وہ بطور کسبیوں کے مصروف یا استعمال ہو سکیں تو یہ امر قانون کو جو مناسب بارہ میں پہنچایا ہوگا بلاشک یہ صاف بیان نہیں کیا گیا ہے کہ نیت یہ ہونی چاہئے کہ لڑکی مذکور فوراً اسطرحپر مصروف کیجائیگی لیکن میرے نزدیک یہ صرف ایک ہی طریقہ تعبیر کرنے دفعہ کا ہے" واضح ہو کہ اگر جج ذیعلم کی رائے متعلق قانون کو پذیرا کیا جاوے تو یہ امر نہایت باعث بے انصافی کا ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ حفاظت برائی سے جہانتک کہ قانون فوجداری سے نابالغان کی کیجاتی ہے ان اشخاص کو نہ ملیگی جنکو اوسکی نہایت ضرورت ہے اور جنکے لئے صرف وہ مقصود ہے گو بصورت اوس لڑکی کے جو واسطے بغرض فعل شنیعہ کے خریدی گئی ہو اور جو بلحاظ قواے جسمانی کے کافی بالغ ہو گئی ہو جُرم ادن بہت قریب موجود ہو اور اسوجہ سے اوسکا انجام زیادہ تر واجب الرحم بہ نسبت اوس شخص کے ہو کہ جسکا جرم ادن زیادہ فاصلہ پر ہو لیکن جبکہ قواے جسمانی بلوغ پر آجاتے ہیں تو کسیقدر لیاقت عقلی حاصل ہو جاتی ہے جسکے ذریعہ سے اگر وہ چاہے برائی سے بچنے کی کوشش کر سکتی ہے لیکن بصورت نابالغان کم سن کے مثل ان دو چھوٹے بچوں کے اون اشخاص و حالات پر خیال کر کے جنمیں وہ پرورش پائینگے عملاً یہ ناممکن ہوگا کہ وہ کوئی عقل تہذیب اوسوقت استعمال کر سکیں جبکہ ئیگے وہ وقت آئے کہ اپنے واسطے طریقہ گذران پسند کریں لہذا ہماری دانست میں یہ کہنا کہ جرم حسب دفعہ ۳۷۳ پورا ہوگا بجز اس کے کہ نیت یا علم اس احتمال کا کہ واسطے بغرض فعل شنیعہ کے نابالغ کا استعمال کیا جائیگا متعلق مصروفیت بزمانہ قریب یا کسی معین زمانہ کے ہو جو بہت بعید زمانہ آئندہ نہو ایک نہایت نامناسب تعبیر دفعہ ۳۷۳ کی ہوگی ہمارے نزدیک جرم حسب دفعہ مذکور اسیوقت پورا ہو جاتا ہے کہ جب لڑکی اس مجرمانہ نیت یا علم کے احتمال سے خرید کیجائے کہ وہ واسطے بغرض فعل شنیعہ کے استعمال کیجائیگی گو وقت واسطے مصروفیت بغرض مذکور کے بوجہ اوسکی ناقابلیت جسمانی کے بعید ہو پس جیسا کہ ہمنے اوپر تحریر کیا ہے مقدمہ میں خاص امر یہ ہے کہ آیا خریداری دو نابالغ لڑکیوں کی اس نیت سے کی گئی تھی یا نہیں کہ وہ فعل شنیعہ میں مصروف کیجائیں یا اس علم کے احتمال سے کہ وہ اسطرحپر مصروف کیجائیں گی۔ نسبت امر مذکور کے جو فی الواقع ایک امر واقعات ہے ہمکو تجویز ذیعلم سشن جج سے کوئی مدد نہیں ملتی ہے ہماری دانست میں ہمپر اسجگہ پر یہ تحریر کرنا فرض ہے کہ اس مقدمہ میں جو نہایت اہم مسائل جامع مگر مختصر اور متین مگر شائستہ دلائل [illegible] نے پیش کئے اور جو مناسب سرکار اور ملزمہ کے حامی ہونے [illegible] ملی ہے

قبل اسکے کہ ہم بابت شہادت کے بحث کریں ہمارے نزدیک یہ تحریر کرنا مناسب ہے کہ بغیر قائم ہونے

سنہ ۱۸۹۶ع
ڈپٹی لیگل ریممبرانسر
بنام
لزبالیتو بائی

جرم حسب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے ضرور ہے کہ ایک نابالغ لڑکی سولہ برس سے کم عمر کی نیت سے خرید کیجائے کہ نابالغہ مذکور فعل شنیعہ میں مصروف کیجائیگی یا اس علم کے احتمال سے کہ وہ درحالیکہ ہنوز نابالغہ سولہ برس سے کم عمر کی ہو اسطرح پر مصروف کیجائیگی یا باوجود ہونے ایسی نیت یا علم مجرمانہ کے کوئی جرم نہ ہوگا اگر مصروفیت جو مقصود ہے جس کے احتمال کا علم ہے بعد نابالغہ کے پوری سولہ برس کی ہوجانے کے وقوع میں آئے یہ امر عبارت دفعہ مذکور سے عیاں ہے اور اگر کسی نظیر کی ضرورت واسطے تائید اس رائے کے ہوتی تو ہم تحریر متو سامی آئر صاحب جسٹس بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رامسا (۱) کا حوالہ دیتے پس چونکہ اس قسم کی نیت یا علم کے وجود کا ثبوت ضروری ہے قبل اس کے کہ کہا جاسکے کہ جرم حسب دفعہ ۳۷۳ کا ارتکاب ہوا لہذا اب ہمکو یہ دیکھنا چاہئے کہ کس حد تک نیت یا علم مذکور کا ہونا مقدمہ ہذا میں شہادت پیش شدہ سے ثابت ہوا ہے اقبال ملزم سے بلاشبہ نہایت صریح شہادت ہونے نیت مذکور کی حاصل ہوتی ہے لیکن ان حالات پر خیال کر کے جنمیں اقبال مذکور کیا گیا اور بعد ازاں اوس سے انکار کیا گیا ہمارے نزدیک یہ بے خطر نہ ہوگا کہ ہونا علم یا نیت مجرمانہ کا محض بربنائے اقبال مذکور کے تجویز کیا جائے اقبال مذکور ۲۹ جولائی کی شام کو مابین چھ اور آٹھ بجے کے کیا گیا تھا اور گرفتاری چھ بجے کی گئی تھی اور حکم مشعر اس ہدایت کے کہ مسماۃ حوالات میں بھیجی جائے آٹھ بجے صادر کیا گیا تھا اوس حکم میں جو ملزمہ کو حوالات میں لے جانے کے لئے تھا یہ ہدایت تھی کہ مسماۃ کو وہاں سات روز تک حراست میں رکھا جائے اور مسماۃ ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو واسطے کئے جانے اوسکی تجویز کے ۳۰ جولائی کو مکرر لائی گئی اوسی روز مسماۃ نے اپنے اقبال سے انکار کیا نسبت اوس اقبال کے جو اسطرح پر کیا گیا اور اوس سے انکار کیا گیا ہمیشہ شبہ ہوسکتا ہے اور جو کچھ کہ میں نے ایک مرتبہ سے زیادہ تحریر کیا ہے اوسکا اعادہ کرونگا یعنی جو کچھ کہ کیو صاحب جسٹس نے بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام تامسن فرمایا ہے (۲) وہ بہت باوقعت ہے حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا ہے میں یہ بھی تحریر کرتا ہوں کہ میں اپنی ذات سے ہمیشہ ان اقبالات کی نسبت شبہ کرتا ہوں جو عمال کئے جاتے ہیں کہ ندامت اور شرمندگی سے پیدا ہوتے ہیں اور جن سے بابت ہمہ قیدی ...لت تجویز انکار کرتے ہیں ۔

وکیل ڈپٹی لیگل ریممبرانسر نے دلیل کی کہ یہ تسلیم کر کے کہ کوئی وجہ شبہ کی نسبت اصلی ہونے اور

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۳ (۲) لاء رپورٹ سنہ ۱۸۹۳ع کوئنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۱۲

۱۸۹۴ء
دہمی لنگل پیرا لنسر
بنام
کرنا بالبتہ بائی

ازخود کئے جانے اقبال کرنا بالبتہ بائی ملزمہ کے یہ اقبال دوسرے شخص ہومن منڈل کا بہی موجود ہے جسکی تجویز بالاشتراک ساتھ مساۃ کے ہوئی تہی اور جس سے کبہی انکار نہیں کیا گیا ہے او جبطور شہادت حسب دفعہ ۳۰-ایکٹ شہادت مجریہ ہند کے استعمال کیا جا سکتا ہے اور اوس سے یہ ثابت ہوگا کہ نیت ویسی ہی تہی جیسی دفعہ ۳۷۳ میں ضروری ہے ہماری یہ رائے ہے کہ وہ اقبال قانوناً شہادت میں خلاف کرنا بالبتہ بائی کے قابل پذیرائی نہیں ہے دفعہ ۳۰ میں یہ حکم ہے جبکہ اشخاص کی تجویز بالاشتراک ایک ہی جرم کی بابت ہو اور اقبال جو اون اشخاص میں سے ایک نے نسبت اپنے یا اون اشخاص میں سے کسی اور کے کیا ہو ثابت ہو جائے تو عدالت کو اختیار ہے کہ اوس اقبال پر نسبت اوس دوسرے شخص کے اور نیز نسبت اوس شخص کے جس نے وہ اقبال کیا ہو غور کرے اور اوس تشریح میں جو دفعہ مذکور میں از روے ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۱ء کے شامل کی گئی ہے یہ مندرج ہے لفظ جرم مستعملہ دفعہ ہذا میں اعانت یا اقدام ارتکاب جرم داخل ہے بر بنائے اس کے یہ دلیل کی گئی ہے کہ چونکہ وہ جرم جس کی بابت ہر دہن منڈل کی تجویز کی گئی یعنی فروخت کرنا اون نابالغان کا جو کہ کرنا بالبتہ بائی نے خرید کیا فی الواقع ایک اعانت کرنا بالبتہ بائی کے جرم کی تہی لہذا اقبال ہر دہن کا بطور شہادت خلاف مساۃ کے قانوناً قابل پذیرائی تہا ہمارے نزدیک یہ حجت [illegible] نہیں ہے شاید ہر دہن کی نسبت تجویز بابت اوس جرم کے کہا جا سکتی کہ جسکا الزام کرنا پر لگایا گیا تہا لیکن بطور امر واقعہ کے اوس کی نسبت اسطرح پر تجویز نہیں کی گئی تہی نامبردہ کی تجویز بابت ایک اصل جرم کے بموجب مجموعہ تعزیرات ہند کے یعنی بابت اوس جرم کے کی گئی تہی جس کے لئے دفعہ ۳۷۲ میں سزا مقرر ہے اور ہمارے نزدیک یہ مناسب نہ ہوگا کہ تشریح مذکور کو اسطرح پر متعلق کریں کہ جسطرح پر متعلق کرنے کی ہم سے استدعا کی گئی ہے۔

لیکن گو اقرار کرنا بالبتہ بائی پر استدلال کرنا بخطر ہو اگر وہ تنہا ہوتا اور گو اقبال دوسرے ملزم کا شہادت میں بمقابلہ مساۃ کے قابل پذیرائی نہیں ہے تاہم ہمارے نزدیک اور بہت سی شہادت بہ ثبوت اس امر کے ہے کہ خریداری دو لڑکیوں کی جو کرنا بالبتہ بائی نے کی اس نیت سے کی تہی کہ وہ فعل شنیعہ میں صرف کیجائیں ہمکو ذیعلم وکیل ملزماں سے بالکل اتفاق ہے کہ ثبوت وجود ایسی نیت کا بذریعہ دلائل ہے اور یہ کہ ہونا ایسی نیت کا بذریعہ شہادت قوی کے ثابت کیا جانا چاہئے لیکن یہ ضرور نہیں ہے کہ شہادت بغرض ثبوت ایسی نیت کے ایسے بیانات خود ملزمہ پر محدود ہو جنمیں اظہار ہونے ایسی نیت کا خود مساۃ کے دل میں ہو یا شہادت کسی اور شخص

سنہ ۹۷ء ڈپٹی لیگل ریممبرانسر بنام کرنا یا رتنا بائی

کی ہو جو حاضر ہو کر حلف سے کہے کہ اوس نے ملزم یا ملزمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اوس کی یا مسماۃ کی یہ نیت تھی وجود نیت کا شل کسی اور امر واقعہ کے بذریعہ شہادت طریق عمل اور حالات کے ثابت کیا جا سکتا ہے اور اس مقدمہ میں ہمارے نزدیک شہادت کثیر طریق عمل ملزمہ اور حالات مقدمہ سے بہ ثبوت اس امر کے ہے کہ مسماۃ کی نیت خرید کرنے ان لڑکیوں سے یہ تھی کہ وہ فعل شنیعہ میں مصروف کیجائیں بلاشک کسیقدر شہادت بہ ثبوت اس امر کے ہے کہ اس حیز و مکان میں کسبیاں بعض اوقات لڑکیوں کو واسطے غرض انکے ازدواج کے پرورش کرتی ہیں لیکن موازنہ شہادت کی وقعت کلیتاً دوسری جانب ہے یعنی عام قاعدہ یہ ہے کہ وہ لڑکیوں کو اس لئے مول لیتی ہیں کہ وہ بطور کسبیوں کے زندگی بسر کریں اگر کوئی کسبی عمر رسیدہ کسی لڑکی کو متبنی کرے تو یہ ممکن ہے کہ نسبت ندامت کے اوس کو وہ اس غرض سے متبنی کرے کہ کوئی ایسی ہو جو اوسکی خبر گیری اوسکے بڑھاپے میں کرے اور جو ایمانداری سے زندگی بسر کرتی ہو اور مثل اوسکی معمولی ہم پیشگان کے ذلیل نہ ہو ممکن ہے کہ گنجائش ایسی حجت کی اوس حالت میں ہوتی کہ خریداری اس مقدمہ میں صرف ایک لڑکی پر محدود ہوتی مگر صورت موجودہ میں ہمکو معلوم ہوا کہ اندر ایک ہفتہ کے ملزمہ نے دو خریداریاں کیں ایک لڑکی [illegible] روپیہ کو اور دوسری [illegible] روپیہ کو اور یہ قابل اعتبار نہیں ہے کہ مسماۃ کا یہ منشا تھا کہ دونوں لڑکیوں کو اس غرض سے پرورش کرے کہ انکی شادی کرے اور بطور اپنی دختران متبنے کے ان دو کم عمر عورتوں کو ایمانداری سے زندگانی بسر کرنے دے ہم بیا آزادانہ تسلیم کر سکتے ہیں کہ قطع نظر شہادت کے قیاس ہمیشہ بتائید بیگناہی کے ہونا چاہئے لیکن اس مقدمہ میں تمام حالات بجانب دیگر راجع ہیں اور علاوہ بریں شہادت سے صاف یہ پایا جاتا ہے کہ ملزمہ اس طریق عمل سے بالکل ناآشنا نہیں ہے یعنی لڑکیوں کے بغرض کسب خرید کرنے کے یہ ثابت ہوا ہے کہ اوس نے ایک اور لڑکی جو اوس وقت میں نابالغہ تھی مول لی اور اوسکی پرورش کی اور اوس کے حق میں اوسنے تمام اپنی جائیداد بہبہ بالوصیت کی ہے جو ابتک مسماۃ مذکورہ کے ساتھ رہتی ہے اور کسبی کا پیشہ کرتی ہے تمثیل (الف) دفعہ ۱۰۶ ایکٹ شہادت جسپر فاضل ڈپٹی لیگل ریممبرانسر نے ہم کو متوجہ کیا ہے اوس امر سے جسپر اب ہم غور کرتے ہیں ایک تعلق اہم رکھتی ہے تمثیل مذکور بدیں مضمون ہے "جبکہ کوئی شخص ایک فعل کسی نیت سے جز اوس نیت کے کرے جو نوعیت اور حالات فعل مذکور سے ظاہر ہوتی ہو تو بار ثبوت اوس نیت کا اوسی شخص پر ہے" - اگر باوجود فعل کرانے جد دیگر سے خرید نے

سنہ ۱۸۹۴ء
دیچا بالیکی پر جرم
بنام
کرنا بالیکتہ بائی

ان دو لڑکیوں کے نیت بہ نسبت اوس کے کچہ اور تھی جو نوعیت اور حالات فعل مذکور سے مستنبط ہوتی ہے تو ملزمہ کو امر مذکور ثابت کرنا چاہیے تھا مگر ملزمہ کیطرف سے کوئی ایسا امر ثابت نہیں کیا گیا ہے ایک اور دلیل یہ پیش کیگئی ہے کہ گو ان امور سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نیت یہ تھی کہ لڑکیاں مذکور واسطے غرض فعل شنیعہ کے استعمال کیجائیں تاہم امور مذکور سے کافی طور پر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مصروفیت مقصودہ قبل پورے ہونے سولہویں برس لڑکیوں کی عمر کے ہوگی نسبت اس امر کے ہی احکام ایکٹ شہادت محولہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثابت کرنا اس امر کا بذمہ ملزمہ تھا کہ مسماۃ کا یہ منشا تھا کہ مصروفیت مذکور کو ملتوی رکھے تا وقتیکہ سولہواں برس پورا ہو جائے بلحاظ واسطے غرض فعل شنیعہ کے قبل پورے ہونے سولہویں برس کے حاصل ہوجاتی ہے اور کوئی امر ثابت نہیں کیا گیا ہے کہ کیوں یہ تجویز کی جائے کہ گو نیت یہ تھی کہ لڑکیاں فعل شنیعہ میں مصروف کیجائیں مگر بایں ہمہ نیت مذکور میں اس حد تک قید تھی کہ مصروفیت مذکور تا وقتیکہ سولہواں برس پورا نہ ہو جائے عمل میں نہ آویگی ہمکو لازم ہے کہ معاملہ مذکور پر بطور ایک معمولی قرین قیاس امر کے نظر ڈالیں اور ہمارے نزدیک یہ کہنا حد سے زیادہ باریک بینی ہے کہ نیت گو اوسکا وجود معمولاً تھا مگر اوسمیں اس حد تک قید تھی کہ مصروفیت مقصودہ بہت عرصہ بعد تک اوس زمانہ کے ملتوی رکھی جائے کہ جب لیاقت جسمانی بغرض مذکور حاصل ہوجائے پس نتیجہ یہ ہے کہ تجویز براءت منسوخ ہونی چاہیئے اور ملزمہ کی نسبت تجویز ثبوت جرم بابت اوس جرم کے ہونی چاہیئے جو حسب دفعہ ۳۷۳ مجموعہ تعزیرات کے قابل سزا ہے۔

اس کے بعد بحث نسبت سزا کے ہے جسمیں یہ استدعا کی گئی تھی کہ جرم مذکور اس خیال سے خفیف تصور کیا جائے کہ اوسکا ارتکاب ایک ادنی درجہ کی کسبی سے ہوا ہے اسمیں شک نہیں کہ اگر جرم مذکور کا ارتکاب کوئی اور ایسا شخص کرتا جسکی بہتر تعلیم یا بہتر صحبت ہوتی تو جرم مذکور زیادہ تر سنگین ہوتا لیکن محض یہ امر کہ اوس کا ارتکاب ایک ادنی درجہ کی کسبی نے کیا ہے اس لئے کافی نہیں ہے کہ ہمکو یہ ترغیب ہو کہ جرم مذکور کو خفیف تصور کریں اور اوس کی بابت سزا برائے نام دیں جمیع حالات مقدمہ پر غور کر کے ہمارے نزدیک جو سزا کہ ملزمہ کو اوس ڈپٹی مجسٹریٹ نے دی ہے جس نے اوس کی نسبت تجویز ثبوت جرم کی واسطے انصاف کے کافی ہوگی چنانچہ ہم مسماۃ کو نو مہینے کی قید سخت کی سزا کا حکم دیتے ہیں [illegible]۔

۱۸۹۴ء ڈپٹی لیگل ریممبرنسر بنام کرنا بالینوبی

اوس حکم میں جو بنام ہردہن منڈل حاصل کیا گیا تھا کوئی واسطے ظاہر کرنے وجہ کے حاضر نہیں ہوا اوسکا جرم زیادہ شدید قسم کا ہے وہ قدرتی ولی ان نابالغوں کا تھا اوسپر فرض تھا کہ اونکی حفاظت کرتا نہ صرف جسمانی برائیوں سے بلکہ جہانتک اوس کے اختیار میں تھا اخلاقی برائیوں سے بھی انکو بچاتا مگر بجائے اس کے کہ اسطور پر عمل کرتا اوسنے اونکو واسطے غرض فعل شنیعہ کے جیسا کہ خود اوسنے اقبال کیا ہے بعوض روپیہ کے فروخت کیا اور دوسرے موقع پر بابت قیمت کے پیدا جھگڑا کیا ان سب باتوں سے ہماری رائے میں اوسکا جرم زیادہ شدید ہوجاتا ہے اور گو ہم عموماً اضافہ سزا کرنیکی جانب نہائت کم مائل ہیں مگر مقدمہ حال میں ہمارے نزدیک انصاف مقتضی اسکا ہے کہ ہم اس اختیار خاص کو عمل میں لائیں چنانچہ ہم اس مقدمہ میں حکم سزا کو بڑہا کر اٹھارہ مہینے کی قید سخت کا حکم دیتے ہیں۔

اپیل منظور ہوا اور حکم اظہار وجہ قطعی کیا گیا۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس مسٹر ڈبلیو کومر پتھرم صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۵ ستمبر ۱۸۹۴ء

راج چندر موزمدار (سائل) بنام **گورچندر موزمدار (فریق مخالف)***

اجازت کرنے استغاثہ کی۔ استغاثہ چھ مہینے سے زیادہ بعد عطا کئے جانے اجازت کے شروع کیا گیا جو زمانہ کہ اس درمیان میں گذرا تعطیلات کا تھا۔ مجموعہ تعزیرات دفعات ۱۹۳ و ۴۷۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری (۱۸۸۲ء) دفعات ۱۹۵ و ۵۳۷۔

اجازت واسطے کرنے استغاثہ اوپر راج چندر کے بابت جرائم دفعات ۱۹۳ و ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات کے جنکا ارتکاب اثنائے ایک کارروائی عدالت میں ہوا ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو عطا کی گئی اور استغاثہ روبرو مجسٹریٹ کے ۶۔ مارچ ۱۸۹۴ء کو پیش کیا گیا کیونکہ ۴۔ مارچ کو اتوار تہا اور ۵ کو عدالت میں تعطیل تھی راج چندر سپرد سشن کیا گیا۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ دفعہ ۷۔ ایکٹ ۱۸۷۷ء کی مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء سے متعلق نہیں ہے اور ایسا کوئی حکم قانون میں نہیں ہے جس کے ذریعہ سے زمانہ محکومہ دفعہ ۱۹۵ کو جسپر

* نظر ثانی صیغہ فوجداری نمبر ۵۵۴ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم صادرہ بابو ستیش چندر سنگہ ڈپٹی مجسٹریٹ ڈھاکہ مورخہ ۱۹۔ جولائی ۱۸۹۴ء

راج چندر مزمدار بنام گوبند چندر مزمدار

اجازت نافذ رہتی ہے اس سبب سے توسیع دیجا سکے کہ زمانہ مذکور اثناے تعطیلات عدالت میں گذرا لہذا کارروائیات مجسٹریٹ بلا اختیار تہیں اور حکم سپردگی منسوخ کیا جانا چاہئے ۔

یہ بہی تجویز ہوئی کہ دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا یہ مقصود نہ تھا کہ احکام دفعہ ۱۹۵ کو منسوخ کرے نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی شخص پر بعد گذرنے اوس زمانہ کے جس میں منظوری نافذ رہتی استغاثہ کرنے سے بے انصافی نہیں ہوئی ہے ۔

سایل مقدمہ ہذا پر الزامات جرایم دفعات ۱۹۵ و ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات کے کئے گئے ۔ دو نالشات میں جہوٹی گواہی مظہر دی گئی تہی اور دستاویزات جعلی استعمال کی گئی تہیں جو نامبردہ نے بنام مستغیث دایر کی تہیں اور جنکی تجویز عدالت منصف دوم لکہی پور میں ہوئی تہی اجازت واسطے کرنے استغاثہ اوپر سایل کے بابت ان جرایم کے ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو عطا کیگئی تہی اور درخواست استغاثہ بنام نامبردہ مجسٹریٹ کے روبرو ۷ مارچ ۱۸۹۴ء کو پیش کیگئی تہی معلوم ہوا کہ ۴ مارچ ۱۸۹۴ء کو اتوار تہا اور ۵ و ۶ مارچ کو عدالت دیوانی میں تعطیل تہی اور عدالت ہاے فوجداری بہی اون تاریخوں میں بند تہیں بوقت شروع ہونے کارروائیات فوجداری کے منجانب سایل یہ عذر کیا گیا کہ بموجب احکام دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اجازت استغاثہ کی نافذ نہیں رہی کیونکہ چہہ مہینے کی میعاد جو دفعہ مذکور میں محکوم ہے جسمیں منظوری مذکور نافذ رہتی قبل آغاز استغاثہ کے گذر گئی تہی ۔

مگر ڈپٹی مجسٹریٹ نے اس عذر کو اس تجویز سے نامنظور کیا کہ گو استغاثہ تین روز بعد گذرنے چہہ مہینے کے شروع کیا گیا تہا وہ اس سبب سے بمیعاد تہا کہ آخر تین روز تعطیل کی تہی چنانچہ حاکم موصوف نے مقدمہ کی تحقیقات کی اور سایل کو واسطے تجویز کے بربناے جرایم دفعات ۱۹۳ و ۴۷۱ عدالت سشن کے سپرد کیا ۔

بعد ازاں سایل نے ہائیکورٹ میں درخواست دی اور ایک حکم بنام فریق مخالف جاری ہوا کہ کیوں سپردگی اس بنا پر منسوخ نہ کیجاے کہ وہ زمانہ جسمیں اجازت نافذ رہتی قبل آغاز استغاثہ کے گذر چکا تہا ۔

مسٹر جیکسن و بابو بسنت کمار بوس منجانب سایل بتائید حکم اظہار وجہ ۔

قایم مقام ڈپٹی لیگل ریممبرانسر (مسٹر لیتہہ) نے منجانب سرکار وجہ ظاہر کی ۔

تجویز ہائیکورٹ (پیتہرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے ۔ یہ ایک حکم اظہار وجہ واسطے منسوخی سپردگی عدالت سشن کے اس بنا پر ہے کہ استغاثہ بعد گذرنے اوس زمانہ کے شروع کیا گیا تہا جسمیں اجازت ضروری واسطے استغاثہ بموجب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ

سنہ ۱۸۹۶ء
گنگا نرائن گھوپ
بنام
کالی چرن گھوڑالا

بموجب فرمان شاہی ہائیکورٹ کے **ٹریویلین صاحب جسٹس** نے بمقابلہ فیصلہ بیورلی صاحب جسٹس اہل صاحب جسٹس مختلف الرائے)

یہ تجویز کی - کہ قبضہ جو مدعا علیہم نے حاصل کیا ایک کافی حوالگی جائیداد کی حسب مراد دفعہ ۵۴ ایکٹ انتقال جائیداد کے ہے مکہن لال پال بنام نیکہ بہاری گہوس (۱) کا حوالہ دیا گیا -

از **ٹریویلین صاحب جسٹس** - یہ ضرور نہیں ہے کہ کوئی باضابطہ حوالگی قبضہ کی ہو۔

از **اہل صاحب جسٹس** - جب مالک کسی جائیداد غیر منقولہ نے جسکی مالیت سو روپیہ سے کم ہو اوس شخص کے حق میں جو خرید کرنا چاہتا ہے کوئی ایسی دستاویز تحریر کی ہو جس سے معلوم ہو کہ ملکیت جائیداد کی منتقل کی گئی اور دستاویز مذکور کی رجسٹری نہ ہوئی ہو لیکن اوس شخص کو جو خرید کرنا چاہتا ہے قبضہ دیا گیا ہو تو تاثیر حوالگی قبضہ کی نیت فریقین پر منحصر ہے کہ جو ایک امر واقعہ ہے کہ جس کی تجویز اپیل دوم میں نہیں کیجا سکتی -

یہ نالش واسطے استقرار حق اور حوالگی قبضہ دو آنہ حصہ ایک تالاب کے تھی -

مدعی بذریعہ وراثت کے مالک دو آنہ حصہ واقعہ تالاب کا تھا اور مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ بھی مالک دو دو آنہ حصہ کے تھے باقی آٹھ آنہ حصہ کی مالک دو بیوگان پہول منی گوالنی و نین منی گوالنی تہیں -

مدعی نے بیان کیا کہ اوسنے آٹھ آنہ حصہ تالاب کا بذریعہ ایک قبالہ رجسٹری شدہ کے خرید کیا جو اوسکے حق میں پہول منی گوالنی و نین منی گوالنی نے آسوں سنہ ۱۲۹۲ (دسمبر سنہ ۱۸۸۶ء) میں تحریر کیا تھا اور ۱۲۹۵ء (دسمبر ۱۸۸۸ء) میں اوسنے اپنا موروثی دو آنہ حصہ اور نیز چھ آنہ حصہ جو اوسنے خرید کیا تھا اور لوگوں کے ہاتھ جو نالش میں مدعا علیہم ترتیبی بنائے گئے تھے فروخت کیا اور ۱۲۹۸ (دسمبر ۱۸۹۱ء) میں مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ نے حصہ پیداوار تالاب کے دینے سے انکار کیا اور اس طرح پر اوسکو اپنے باقی دو آنہ حصہ سے بیدخل کیا جس کے دخل کے لئے اوس نے نالش کی -

مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ نے یہ بیان کیا کہ اونہوں نے آٹھ آنہ حصہ مملوکہ بیوگان بذریعہ بیع نامہ مورخہ بہادوں ۱۲۹۱ (اگست سنہ ۱۸۸۴ء) کے خرید کیا ہے اور چونکہ زر بدل سو روپیہ سے کم تھا لہذا دستاویز غیر رجسٹری شدہ ہے اور وہ چودہ آنہ حصہ تالاب پر بہادوں تاریخ سے قابض ہیں اونہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ مدعی جب اوسنے آٹھ آنہ حصہ خرید کیا مدعا علیہم کی خریداری ماقبل سے واقف تھا -

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۲۳

۱۸۹۴ء
گنگا نراین گہوش
بنام
کالیچرن گہوش

صرف ایک امر تنقیح طلب جو اغراض رپورٹ ہذا کے لئے اہم ہے یہ تہا کہ آیا مدعا علیہم نے بیشتر آٹھ آنہ حصہ حسب بیان اپنے خرید کیا یا نہین اور اگر کیا تو کس کی خریداری مدعی کی یا مدعا علیہم کی قابل ترجیح ہے :-

منصف نے برنباے شہادت مدعا علیہم کی خریداری کو بحال رکہا اور یہ تجویز کی کہ مدعی نے بہ اطلاع مدعا علیہم کی خریداری ما قبل کے خریداری کی اور مدعا علیہم کا قبضہ حصہ مشتریہ پر تاریخ اون کی خریداری سے ہے لہذا حاکم موصوف نے نالش کو ڈسمس کیا ۔

صاحب جج ضلع نے بوقت اپیل منصف سے نسبت مدعا علیہم کی خریداری اور اون کے قبضہ کے اتفاق کیا اور یہ تحریر کیا ۔

"لہذا مجہکو واسطے بحال رکہنے تجویز عدالت ماتحت کے اگر واقعات مندرجہ ذیل ہوتے آمادہ ہونا چاہیئے تہا بغرض اس کے کہ مدعی کو اطلاع مدعا علیہ کے قبضہ کی تہی یہ ثابت کرنا بہی ضروری ہے کہ مدعا علیہم بموجب ایک حق جایز کے قابض تہے ورنہ یہ تجویز نہین کہی جا سکتی کہ مدعا علیہم کی اطلاع اس قسم کی تہی کہ جس سے اوس کی خریداری نالبعد ساقط ہو اب دیکہنا چاہیئے کہ حیثیت مدعا علیہم کی کیا تہی یہ بیان کیا گیا ہے کہ اونہون نے سو روپیہ سے کم کو خریداری کی تہی اور بموجب خریداری مذکور کے قبضہ حاصل کیا تہا لیکن چونکہ اونہون نے بذریعہ بیعنامہ کے خریداری کی تہی لہذا وہ شرایط کو صرف از روے دستاویز مذکور ثابت کر سکتے ہین واضح ہو کہ دستاویز مذکور غیر رجسٹری شدہ ہے مگر بموجب دفعہ ۵ - ایکٹ انتقال جایداد کے رجسٹری لازمی تہی - لکہمن لال پال بنام نیکو بہاری گہوس (۱) ملاحظہ طلب - اگر وہ الگی قبضہ کی بلا تحریر دستاویز لیکن بعوض سو روپیہ سے کم کے ہوتی تو وہ بیع صحیح ہوتی لیکن اگر کوئی تحریر تہی تو بغیر رجسٹری کے بیع جایز نہ ہوگی یا اقل درجہ ایسی بیع نہ ہوگی جو ثابت کی جا سکے کیونکہ بجز اس کے کہ تحریر پیش کی جاوے ہم تعداد بدل کی جان نہین سکتے اور بجز اس کے کہ ہم جانین ہم یہ تجویز نہین کر سکتے کہ شرایط بیع ایسی تہین کہ وہ بذریعہ حوالگی قبضہ کے نافذ کی جا سکتی تہی کیونکہ بموجب دفعہ ۹۱ - ایکٹ شہادت کے شرایط سواے بذریعہ خود تحریر مذکور کے ثابت نہین کئے جا سکتے تجویز محولہ سے ثابت ہے کہ اگر کوئی تحریر ہو تو اوس کی رجسٹری لازمی ہے اور چونکہ یہ صورت ہے لہذا دفعات ۴۹ و ۵۰ - ایکٹ رجسٹری مانع اس امر کی ہوگی کہ اصل مدعا علیہم کی غیر رجسٹری شدہ دستاویز

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴۲۳ -

۱۸۹۶ع
ٹھکڑاس کوپ
بنام
بالیجرن گوالا

انتقال پیش کی جاسے اور اوس سکے ذریعہ سے اونکو یہ ثابت کرنا ممنوع ہوگا۔ کہ اونکی خریداری بموجب دفعہ ۵۴۔ ایکٹ انتقال جایداد کے جایز تھی

ان وجوہ سے صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہم کا بیعنامہ شہادت مین قابل پذیرائی نہین تہا اور بدین وجہ اون کا مقدمہ ساقط ہوتا ہے لہذا حاکم موصوف نے فیصلہ منصف کا منسوخ کیا اور مدعی کے حق مین ڈگری صادر کی۔

مدعا علیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

تجویز حسب ذیل ہے۔

بیورلی صاحب جٹس میری دانست مین ایک صریح غلطی قانون کی تجویز عدالت ماتحت اپیل معدرہ مقدمہ ہذا مین ہے فی الواقع وکیل ذی علم رسپانڈنٹ نے یہ کوشش نہین کی ہے کہ تجویز مذکور کی تائید کرے۔

صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعی نے بہ اطلاع مدعا علیہ کی خریداری قبل دقبضہ کے خریداری کی لیکن حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ خریداری مذکور اس سبب سے ناجایز تھی کہ وہ دستاویز جس کے ذریعہ سے خریداری عمل مین آئی مع القبضہ تھی مگر اوس کی رجسٹری نہین کرائی گئی تھی حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ حیثیت مدعا علیہم کی کیا تھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ اونھون نے سو روپیہ سے کم کو خریداری کی تھی اور بموجب خریداری مذکور کے قبضہ حاصل کیا تھا۔ لیکن چونکہ اونہون نے بذریعہ بیعنامہ کے خریداری کی تھی لہذا وہ شرائط کو صرف بحوالہ دستاویز مذکور کے ثابت کر سکتے تھے واضح ہو کہ دستاویز مذکور غیر رجسٹری شدہ ہے گر بموجب دفعہ ۵۴۔ ایکٹ انتقال جایداد کے رجسٹری لازمی تھی کھمن لال بنام نکیو بہاری گھوس (۱) ملاحظہ طلب اگر حوالگی قبضہ کی بلا تحریر لیکن بعوض سو روپیہ سے کم کے ہوتی تو وہ بیع صحیح ہوتی لیکن اگر کوئی تحریر تھی تو بغیر رجسٹری کے بیع جایز نہوگی یا اقل درجہ ایسی بیع نہوگی جو ثابت کی جا سکے کیونکہ بجز اس کے کہ تحریر پیش کی جاسے ہم تعداد بدل کی بابت کہہ نہین سکتے اور بجز اس کے کہ ہم جانین ہم یہ تجویز نہین کر سکتے کہ شرائط بیع ایسی تھین کہ وہ بذریعہ حوالگی قبضہ کے نافذ ہو سکتی تھی کیونکہ بموجب دفعہ ۹۱ ایکٹ شہادت کے شرائط سوائے بذریعہ خود تحریر مذکور کے ثابت نہین کئے جا سکتے ۔۔

واضح ہو کہ میری دانست مین صاحب جج ضلع کو نسبت قانون ارادوہ منصفانہ اجلاس کا مل سکے کہ جس کا حاکم موصوف نے حوالہ دیا ہے کلیتہً غلط فہمی ہوئی ہے دفعہ ۵۴۔ ایکٹ انتقال

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۲۳۔

سنہ ۱۸۹۴ء
گنگا نرائن گوپ
بنام
کالیچرن گوالا

جایداد مین یہ قرار دیا گیا ہے بصورت قابل جس جایداد غیر منقولہ کے جس کی مالیت سو روپیہ سے کم ہو انتقال بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ یا بذریعہ حوالگی قبضہ کے ہو سکتا ہے لیکن دفعہ مذکور مین یہ نہین لکھا ہے کہ اگر حوالگی جایداد کے ساتھ مین کوئی دستاویز ہو تو اوس دستاویز کی خواہ مخواہ رجسٹری ہونی چاہیئے۔ اور نہ یہ منشا اجلاس کامل کا ہے جو کچھ کہ اجلاس کامل نے فرمایا یہ ہے "انتقال ملکیت کا بذریعہ فروخت جایداد غیر منقولہ قابل جس کی جسکی مالیت سو روپیہ سے کم ہو صرف بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ یا بذریعہ حوالگی جایداد کے عمل مین آسکتا ہے اور اگر اور طرح پر انتقال کیا گیا ہو جیسا کہ اس مقدمہ مین جواب ہمارے روبرو پیش ہے کیا گیا ہے، یعنی بذریعہ دستاویز غیر رجسٹری شدہ کے بلا قبضہ کے تو انتقال بذریعہ بیع غیر قابل نفاذ ہے اور یہی وجہ اوس کی رو سے کوئی حق مشتری کو حاصل نہین ہوتا ہے۔ یعنی اگر انتقال بذریعہ دستاویز کے کیا جاتے اور اوس وقت حوالگی قبضہ نہ ہو تو انتقال صرف اوس صورت مین جایز ہے کہ دستاویز رجسٹری شدہ ہو

واضح ہو کہ مقدمہ ہذا مین صاحب جج نے بطور امر واقعہ کے یہ تجویز کی ہے کہ مدعا علیہم نے حوالگی قبضہ اپنے بایعان کے آٹھ آنہ حصہ کی حاصل کی اور وہ قبضہ اسلیے عمل مین لانے انتقال قانونی جایداد مذکور کے کافی تھا مگر قبضہ کور کے ساتھ مین ممکن ہے کہ کوئی دستاویز تحریر کی گئی ہو لیکن از روے دفعہ ۵۴ ایکٹ انتقال جایداد یا بموجب فیصلہ مقدمہ مکھن لال پال بنام بیکو بہاری گھوس(۱) یہ لازم نہین آتا ہے کہ اگر کوئی ایسی دستاویز ہو۔ تو وہ خواہ مخواہ رجسٹری شدہ ہونی چاہیئے اور اگر اوس کی رجسٹری نہ کرائی جائے۔ تو وہ ناقابل نفاذ ہوگی اس سے فی الواقع وہ حکم ایکٹ رجسٹری کالعدم ہو جاے گا جسکی رو سے دستاویز انتقال جایداد مالیتی سو روپیہ سے کم کی رجسٹری اختیاری ہے اور نہ لازمی جو کچھ کہ دفعہ ۵۴ مین مندرج ہے۔ اور جو کچھ مقدمہ اجلاس کامل مین درج ہے یہ ہے کہ جس صورت مین انتقال بذریعہ ایک دستاویز کے بلا حوالگی قبضہ کے عمل مین لایا جاے اوس صورت مین دستاویز کی رجسٹری ہونی چاہیئے ورنہ انتقال ناجائز ہے۔

لہذا ڈگری عدالت ماتحت اپیل منسوخ ہونی چاہیئے اور ڈگری عدالت مرافعہ بحال اپیلانٹ کو اوسکا خرچہ دونون عدالتہاے اپیل کا ملیگا۔

بنا بر اصتی اس فیصلہ کے مدعی نے حسب دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کے اپیل کیا صرف ایک

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۲۳ ۔

۱۸۹۴ء
بکنٹرا ابن گوپ
نگ بنام
لچرن گوالا
یا

عذر اہم یہ ہے کہ وہ قبضہ جو مدعا علیہم نے حاصل کیا داخل حوالگی جائداد کے حسب مراد دفعہ ۵۴
ایکٹ انتقال جائداد کے نہین ہے کہ جس سے اوس کی بیع مذکور جائز ہو جاوے :-

بابو نلنی رنجن چیٹرجی منجانب اپیلانٹ -

بابو سرودا چرن مترہ بابو کالی چرن بنرجی منجانب ریسپانڈنٹان -

تجاویز مندرجہ ذیل عدالت (ٹریولین صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس) نے صادر فرمائین -

ٹریولین صاحب جسٹس - اس مقدمہ مین بحث اوس تعبیر پر منحصر ہے جو دفعہ ۵۴ ایکٹ انتقال جائداد کی جاوے - بربنائے تجاویز واقعات عدالت ماتحت کے جائداد جو آٹھ آنہ حصہ ایک تالاب کا ہے مدعا علیہم کے ہاتھ بعوض ایک رقم سو روپیہ سے کم کے بذریعہ ایک غیر رجسٹری شدہ بیعنامہ کے فروخت کی گئی تھی - مدعا علیہم نے قبضہ بموجب خریداری مذکور کے حاصل کیا وہ حصہ مذکور پر بعد اپنی خریداری کے بہ استعمال الفاظ منصف کے دخیلی مراد جیسا اون کی تجویز مابعد سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وقت یا بعد خریداری سے قابض ہوئے اون کے بایعان کا قبضہ بعد خریداری کے کبھی نہین رہا یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ مدعیان نے جنہون نے ایک دستاویز انتقال رجسٹری شدہ اونہین بایعان سے حاصل کی بااطلاع مدعا علیہم کی خریداری ماسبق اور قبضہ کے خریداری کی دفعہ ۵۴ مین یہ مندرج ہے کہ حوالگی جائداد غیر منقولہ قابل حس کی اوس وقت عمل مین آتی ہے جب بائع مشتری کو یا ایسے شخص کو جسکو وہ ہدایت کرے جائداد مذکور پر قابض کرا دے میرے نزدیک یہ ضروری نہین ہے کہ حوالگی قبضہ باضابطہ عمل مین آوے یہ ہرگز خیال نہین کیا جا سکتا ہے کہ واضعان قانون نے درحالیکہ قانون مین حکم نسبت ایسے معاملات کے درج کیا جو نیادہ تر مابین غریب لوگون کے ہون گے بہت سخت امور ضابطہ پر اصرار کیا ہو جس صورت مین کہ مشتری تاریخ بیع کو قبضہ حاصل کرے اور اوس کے بعد قابض رہے تو میرے نزدیک یہ قیاس معقول ہے کہ جو قبضہ اس طرح پر حاصل کیا گیا ایک قبضہ جائز تھا اور اوس شخص نے جو پیشتر قابض تھا یعنی بائع نے دیا تھا یا اوس کی رضامندی صریح یا معنوی سے دیا گیا تھا - جیسا کہ اثنائے بحث مین بتلایا گیا ہے یہ معلوم کرنا آسان نہین ہے کہ کیا ضابطہ حوالگی کا بصورت غیر منقسم حصہ تالاب کے ضروری ہوگا میرے نزدیک واقعات مقدمہ ہذا کا یہ نتیجہ ہے کہ مشتری کو بائع کی

سنہ ۱۸۹۲ء
گنگا نرائن گوپ
بنام
کا لیچرن گوالا

قابض کرا دیا اور اگر کرا دیا تو قانون کی تعمیل ہوگی اس مقدمہ مین دقتین بسبب ہونے غیر رجسٹری شدہ بیعنامہ کے پیدا ہوتی ہین اگر بیعنامہ نہ ہوتا تو مقدمہ ہذا ایک زیادہ صاف مقدمہ ہوتا بہ لحاظ قانون موجودہ کے بیعنامہ کی یہ تاثیر نہین ہے کہ اوس سے جایداد منتقل ہو جاتے گو اوس سے قیمت کا ادا کرنا یا معدہ کرنا ثابت ہو سکتا ہے اور یہ امر مع انتقال ملکیت کے داخل بیع ہے

مین یہ کہنے پر آمادہ نہین ہون کہ بیویلی صاحب جسٹس کا فیصلہ غلط ہے لہذا مین اپیل ہذا مع خرچہ کے ڈسمس کرتا ہون ۔

ہل صاحب جسٹس ۔ مین نے اوس امر پر جسکی بحث ہمارے روبرو اپیل ہذا مین کیگئی ہے بہت غور کیا اور مجھ کو یہ موقع ہی ملا کہ اوس تجویز پر غور کرون جو ٹریویلین صاحب جسٹس نے ابھی صادر فرمائی ہے مجھ کو افسوس ہے کہ مین اوس راے سے اتفاق نہین کر سکتا جو حاکم موصوف نے نسبت اوس تعبیر کے قایم کی ہے جو مفہوم دفعہ ۵۴ کیبابت انتقال جایداد کی کرنی چاہیے اور مجھکو اس سبب سے زیادہ افسوس ہے کہ حاکم موصوف کی راے مطابق راے اوس حاکم ذی علم کے ہے جسکی ڈگری کی ناراضی سے اپیل ہذا دایر کیا گیا ہے لیکن میری دانست مین جب مالک کسی جایداد غیر منقولہ نے جس کی مالیت سو روپیہ سے کم ہو اوس شخص کے حق مین جو خرید کرنا چاہتا ہے کوئی ایسی دستاویز تحریر کی ہو جس سے انتقال ملکیت جایداد لی سر ہوتا ہو اور دستاویز مذکور کی رجسٹری نہ ہوئی ہو لیکن اوس شخص کو جو خرید کرنا چاہتا تہا قبضہ دیا گیا ہو تو تاثیر حوالگی قبضہ نیت متعاقدین پر منحصر ہے اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ جس کی تجویز اپیل دوم مین نہین کیجا سکتی ہے مگر اون وجوہ سے کہ جنکو مین اب بیان نہین کرنا چاہتا ہون مجھ کو اس امر مین اتفاق ہے کہ یہ اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا جاتے :۔

اپیل ڈسمس ہوا

اپیل صیغہ ابتدائی دیوانی

بہ اجلاس سر ڈبلو کومر پتھریم صاحب نیٹ چیف جسٹس و نارس صاحب جسٹس و اوکینلی صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۳ء
۲۷ جولائی

آرجا شو او غیرہ (مدعا علیہم) (بنام) ایلائنس بینک آف شملہ (مدعیان)*

* اپیل صیغہ ابتدائی دیوانی نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۳ء بمقدمہ نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۹۲ء ۔

سنہ ۱۸۹۴ء
آرجاشوا
بنام
پیرونس بینک
آف شملہ

ایکٹ انتقال جائیداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳ ۔ اسٹیٹوٹ سنہ ۱۳ جلوس ملکہ الیزبتھ باب ۵ ۔ اسٹیٹوٹ ۲۷ جلوس ملکہ الیزبتھ باب ۴ ۔ برخلاف رجسٹ انتقالات بمقابلہ دائنان یا منتقل الیہم مابعد بعوض بدل ۔ اطلاع ۔ رجسٹری ۔ قرض مرتہن کا ثبت کرنے تلاش مطالبات ماقبل کے ۔ بعد شادی کے ہبہ اختیار کے ساتھ کہ زوجہ بذریعہ وصیت انتقال کرے ۔ دستاویز انتقال بحق اطفال ۔ پوشیدگی بطور شہادت فریب کے ۔ رہن مابعد منجانب زوجہ وامانت واہبہ کے بلا ذکر دستاویز انتقال کے ؛

سنہ ۱۸۸۰ء مین مدعا علیہا جاشوا اور اوس کے شوہر نے ایک دستاویز ہبہ بعد شادی تحریر کی جس کے ذریعہ سے اونہون نے بعض دیگر اسے پیو سینٹی (دستاویز قرضہ جو میونسپلٹی کلکتہ) کی مدعا علیہ ایلیاس اور دوسرا ایک شخص گبی کے امانتداروں کے واسطے جاشوا کے تا حیات اوس کے اور بعد اوسکی وفات کے جیسا وہ بذریعہ دستاویز یا وصیت نامہ کے مقرر کرے منتقل کئے اور بعد ازان امانتداران نے مطابق اوس اختیار کے جو اونکو بذریعہ ہبہ نامہ کے دیا گیا تھا دیبنچر مذکور فروخت کئے اور زر قیمت سے ایک مکان واقعہ کلکتہ کو خرید کیا اور وہ مکان اور عمارت اوس کی جائیداد امانت ہوئی اور اوسپر امانت داران بر نامہ امانت ہبہ نامہ مندرجہ ہبہ نامہ کے قابض ہین ۔ دسمبر سنہ ۱۸۸۰ء کو ایلیاس امانت سے دستکش ہوا اور اپنا حق امانت اراضیات ذیلی گبی کو سپرد کیا اور اوسی تاریخ کو جاشوا نے ایک دستاویز انتقال بحق اپنے اطفال کے تحریر کی اور اوسکے بعد ایلیاس سے یہ بیان کیا کہ اوس نے بغرض بچانے جائیداد کے اپنے شوہر کے ایسا کیا ہے دستاویز انتقال پر ایلیاس کی گواہی ہوئی اور با ضابطہ رجسٹری کرائی گئی لیکن اوسکا ذکر اوس دستاویز مین نہین کیا گیا جسکی ذریعہ سے امانت گبی کے حق مین منتقل کیگئی تھی اور اوس کی اطلاع نامبردہ کو نہین دیگئی تھی دستاویز مذکور جاشوا کی حراست مین رہی اور گبی کے حوالہ نہین کیگئی تھی سنہ ۱۸۸۵ء مین گبی امانت سے دستکش ہوا اور ایلیاس تنہا امانتدار رہگیا اوس کے بعد مارچ سنہ ۱۸۹۰ء مین جاشوا اور ایلیاس نے بذریعہ رہن جائیداد امانت کے اپیلانٹ کی ریاست سے روپیہ قرض لیا لیکن کچھ ذکر دستاویز انتقال کا رہن نامہ مین نہین کیا گیا جاشوا کا شوہر اکتوبر سنہ ۱۸۸۸ء مین فوت ہوا لیکن نہ اوسکی موت اور نہ بوقت رہن دو ہبہ نامہ مذکور سوا مورخہ سنہ ۱۸۸۰ء کے کوئی ذکر دستاویز انتقال کا کیا گیا تھا اور اصل مقدمہ مین کوئی امر ثبوت اس کا نہین پیش کیا گیا کہ ہبہ نامہ کی تاریخ پر ہبہ کنندہ سے روپیہ بامراد لگا تھا یا معاملہ کیا جائیداد جسکا فروخت ہوا سنہ ۱۸۹۰ء مین ایلیاس و جاشوا نے مکان و زمین مدعیان کے پاس رہن کی رہن نامہ جسکی رجسٹری با ضابطہ کرائی گئی تھی ذکر ہبہ نامہ سنہ ۱۸۸۰ء کا کیا گیا تھا اور یہ تحریر تھا کہ جاشوا نے کوئی انتقال ناقابل منسوخی مکانات امانتی مذکور کا بموجب اوس اختیار انتقال کے نہین کیا تھا جو مسماۃ کو از روئے ہبہ نامہ مذکور دیا گیا تھا لیکن کچھ ذکر اوس دستاویز انتقال

سنہ ۹۲ء
آرجاشتو
بنام
ایلائیس چیک آتا
شلہ

کا ہنین کیا۔ جو مسماۃ نے سنہ ۱۸۸۳ء مین تحریر کی تھی۔ ایک دستاویز مطابق مذکور کی بھی جاشتو اور ایلیاس نے
سنہ ۱۸۸۵ء مین بحق مدعیان بلا کسی ذکر دستاویز انتقال کے تحریر کی اس دستاویز کی بھی باضابطہ رجسٹری
کرائی گئی قبل تحریر ہبنامہ سنہ ۱۸۹۰ء کے مدعیان کے سالیسٹرون نے تلاش دفتر دستاویزات
مین سنہ ۱۸۸۳ء سے ماقبل زمانہ کی بابت نہین کی کیونکہ وہ ایسے اشخاص کے ساتھ معاملہ کر رہے تھے جنکو
استعمال اختیار انتقال کا ضرور علم ہوگا اونھون نے یہ بھی کہا تھا کہ اختیار مذکور کبھی استعمال نہین کیا گیا تھا
علاوہ اس سبب سے کہ انکو اوسوقت معلوم ہوا کہ خود کبھی امانت دار سابق نے اوسی قسم کی کفالت سنہ ۱۸۸۳ء مین
لی تھی۔ علاوہ اوس نے اطمینان کر لیا ہوگا کہ ایسا کوئی نقص حقیت مین نہین ہے علاوہ برین اون کے
پاس ایک چٹھی گئی کہ سالیسٹران کی اس مضمون کی آئی کہ اونھون نے رجسٹر مین سنہ ۱۸۸۳ء تک تلاش
کی تھی جاشتو متعلق مندرجہ دستاویز انتقال کا بطور جواب نالش حال کے کیا جو بنا سنہ ۱۸۹۰ء ہبنامجات بنام
ایلیاس و جاشتو اور اون کے اطفال کے دایر کی گئی تھی اور جبکہ مدعیان نے استدعا دلایا سے
نذر منصوص کی کی اور یہ استدعا کی کہ دستاویز کو بمقابلہ اون کے کالعدم قرار دیجائے اس نالش مین ایلیاس
حاضر نہین ہوا خاص وجہ جواب یہ تھے کہ ہبنامجات جاشتو کو سمجھائے نہین گئے تھے اور مسماۃ اوسوقت
مین بیمار تھی اور اوس نے تمام معاملات اپنے بھائی ایلیاس کے اوپر چھوڑ دیے تھے اور مسماۃ کو مضمون دستاویزات
معلوم نہ تھا اور مسماۃ نے یہ حجت کی کہ اوس کی پابندی اوس پر نہین ہے اور دستاویز انتقال بوجہ محبت و شفقت
قدرتی ساتھ اپنے اطفال کے تحریر کی گئی تھی اور مدعیان کو اوس کی اطلاع تھی بنیاد واقعات عدالت
ماتحت رسیل صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ اوسکو پورا اور کامل علم مضامین ہبنامجات کا تھا اور وہ
اون کی پابند تھی اور مدعیان کے ساتھ ایلیاس کیطرف سے بذریعہ پوشیدہ رکھنے موجودگی دستاویز کے فریب
شدید واقع ہوا اپیل صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ مطابق اوس قانون کے جو ہندوستان مین قبل
جاری ہونے ایکٹ انتقال جایداد کے تھا دستاویز انتقال ایک دستاویز انتقال برضا و رغبت اور
فریبی حسب مراد اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۳ جلوس ملکہ ایلزبتھ باب ۵ کے تھی اور وہ بمقابلہ مدعیان منتقل الیہم مابعد
بعوض بدل مالیتی کے کالعدم تھی علاوہ قیاس قانونی قریب کے جو عدالت ہاے مقدمات مفصلہ
ذیل مین اسٹیٹیوٹ مذکور کرسکتی تھی بحث ہوئی اطلاع پانیسے اطلاع کی ضرورت تھی جو ذیل بنام
عبدالکریم (۱) لاڈو د دی اڈلی بنام ٹیننگ (۲) وڈ و ڈاوی بنام رودشم (۳) اور کار لیڈ فرسے بنام
پیل (۴) کا حوالہ دیا گیا۔

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۶ (۲) بیونٹ اسپیٹ صاحب جلد ۹ صفحہ ۱۵۸ (۳) رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۱ صفحہ ۲۴۲
(۴) لاء رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۴۔

سنہ ۱۸۹۲ء
چوشو
بنام
ایڈمنسٹریٹر جنرل آف
کلکتہ

دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد کی رو سے قانون اس بارہ مین تبدیل نہین ہوا ہے دستاویز انتقال دفعہ ۵۳ کی تعریف انتقال جایداد مندرجہ ایکٹ مذکور کے ہوتی ہے ایکٹ مذکور مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ منشا تہا کہ اسکی تاثیر انتقالات بذریعہ معاہدہ پر محدود رہیون الفاظ دفعہ ۵۳ کی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ایسی نیت سے جیسے بیشتر بیان کی گئی (یعنی بہ نیت فریب) تہیہ مطابق مقدمات منفصلہ حسب اسٹیٹوٹ سنہ ۱۳ جلوس ملکہ ایلزبتہ باب ۵ کے یکجائی پایا جاے۔

یہ بہی قیاس کرکے کہ دفعہ ۵۳ کا یہ مقصود تہا کہ ایسی دستاویزات انتقال برضاورغبت جنکی اطلاع منتقل الیہ کو ہو قیاس فریب سے مستثنی الگئی ہین بر بنائے واقعات یہ تجویز ہوئی کہ مدعیان کو اطلاع دستاویز انتقال کی نہ تہی مسئلہ اطلاع اگر متعلق کیا جاوے تو لازم ہے کہ مطابق اور تابع اوس تعریف لفظ اطلاع کے متعلق کیا جاوے جو خود ایکٹ مذکور مین مندرج ہے اطلاع واقعی نہین ہوئی اور منجانب مدعیان کے تحقیقات یا تلاش سے ایسا گریز نہین کیا گیا تہا کہ اونکو اطلاع و تجویزی کا ہونا تصور کیا جاوے الفاظ تحقیقات یا تلاش سے عمداً گریز کرنیکے یہ معنی ہین کہ اسطرحپر گریز کیا جاوے کہ جس سے نمونا نیک نیتی کا منجانب مدعیان کے ثابت ہو مقدمہ معاملہ خاص کے ثابت ہو اگرہ بنیات بنام ہیری (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

یہ بہی تجویز ہوئی کہ یہ مسئلہ کہ رجسٹری بمنزلہ اطلاع ہے جسطرحپر کہ وہ مقدمہ ولکنسن ورس سرویپ چیند بنام دسرٹ (۲) قرار دیا گیا ہے مقدمہ حال سے تعلق نہین رکہتا ہے بلحاظ عبارت دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد کے مسئلہ مذکور اگر متعلق ہوسکے صرف بغرض تردید قیاس فریب یا السداد فریب پیدا ہونے کے متعلق ہوسکتا ہے مگر صحیح معنی دفعہ مذکور کے یہ ہون کہ عدالت کو فریب موجود مطابق واقعات ہر مقدمہ خاص کے قیاس کرنا چاہیئے واقعات مقدمہ حال اس بات کے بخوبی کافی ہین کہ قیاس مذکور نسبت دستاویز انتقال کے کیا جاے لہذا دستاویز مذکور بمقابلہ مدعیان کے فریبی تہی اور نالشی دستاویز گان مستحق اس استقرار کے ہین کہ وہ بمقابلہ اون کے کالعدم اور غیر موثر ہے

ہیرلیگ اپیل ملز پیتہرم صاحب چیف جسٹس و نارس صاحب جسٹس و ماوکینلی صاحب جسٹس) تجویز ہوئی کہ بلحاظ اوس غیر معمولی طریقہ کے کہ جس سے معاملہ بابت دستاویز انتقال کے عمل مین آیا تہا اور جسطرحپر کہ وہ پوشیدہ رکہا گیا تہا جسکا نتیجہ یہ تہا کہ دیلیاس اور جاشو اپنے ملکیت جایداد (۱) ... لوگو نکو یہ باور کرنیکی ترغیب دیکر قرض سے سکین کہ کل حق صرف انہین کو حاصل تہا اور یہ بنا بریگر واقعات مقدمہ کے قطع نظر اوس قیاس کے جو بموجب دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد کے ایسی حالت مین کیا جاسکتا تہا کہ انتقال مفت یا بعوض بہا بہت کم بدل کے کیا جاے (یعنی یہ قیاس کیا جاے کہ انتقال بغرض فریب دہی یا دہوکا دینے دائنان کے کیا گیا ہے) ڈگری عدالت ماتحت کی صحیح ہے -

سنہ ۱۸۹۵ء
جوشوا
بنام
ایلائینس بنک آف شملہ

اپیل بنا راضی فیصلہ سیل صاحب جسٹس (جو بطور حاکم واحد ہائیکورٹ کے بصیغہ ابتدائی دیوانی اجلاس فرماتے تھے) مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۸۹۵ء۔

عرضی دعوے مین (جسکو بعد داخل ہونے کے ترمیم کرنیکی اجازت دیگئی تھی) یہ مندرج تہا کہ ۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء کو مدعی بنیک نے مدعاعلیہم مونزف ازرا اسایمن الیلیاس اور سیراہ جاشوا کو ملبغ روپیہ قرض دیئے اور بذریعہ دستاویز رہن اوسی تاریخ کے جو مابین مدعاعلیہ الیلیاس ایک جانب و مدعاعلیہا سیراہ جاشوا دوسری جانب اور مدعی بنیک تیسری جانب تحریر کیگئی تہی العبیہ تحریر کرنے کے کہ بذریعہ ایک ہبہ نامہ مورخہ ۱۵ جون سنہ ۱۸۸۱ء بعض ڈبنچر ہاے میونسپلٹی مدعاعلیہا سیراہ جاشوا اور اوس کے شوہر فابل جاشوا متوفی نے امانتداران دستاویز مذکور یعنی مسا مدعیہ الیلیاس اور ایک شخص مسمی ای ایس گبی کو امانتا واسطے مدعاعلیہا سیراہ جاشوا کے اوس کی حیات مین اور بعد اوس کی وفات کے جسطرحپر کہ وہ بذریعہ دستاویز یا وصیت نامہ کے منتقل کرے مع اس اختیار کے امانتداران مذکور کو کہ اوس روپیہ کو جو بذریعہ ڈبنچرون کے محفوظ ہے وصول کرین اور اوسکو خریداری جایداد غیر منقولہ واقع کلکتہ مین لگائین اور بعد یہ تحریر کرنے کے کہ امانتداران ہبہ مذکور نے ڈبنچر ہاے مذکور فروخت کر دیئے اور اونکا روپیہ خرید مکان و احاطہ نمبر ۴۹ دہرم ٹولہ اسٹریٹ واقع کلکتہ مین لگایا ہے اور مدعاعلیہ الیلیاس اوس وقت مین تنہا امانتدار ہبہ مذکور کا تہا اور مدعاعلیہا سیراہ جاشوا نے کوئی انتقال ناقابل انفساخ جایداد امانت مذکور کا بموجب اوس اختیار انتقال کے نہین کیا تہا جو مسماۃ کو ہبہ نامہ مذکور مین دیا گیا تہا) مدعاعلیہ الیلیاس نے (اس طور پر کہ اپنے آپ کو اور اپنے جانشینون عہدہ امانت ہبہ متذکرہ دستاویز مذکور کو پابند کرے) اور مدعاعلیہا سیراہ جاشوا نے مدعی بنیک اور اوس کے منتقل الیہم سے یہ عہد کیا کہ رقم مطلوبہ مدعی بنیک مذکور کو ۲ دسمبر کو جو اوسوقت مین آیندہ تہی مع سود بشرح ۱۰ فیصدی سالانہ کے اور نیز تمام خرچہ قانونی و مصارف و اخراجات مابین اٹرنی و موکل کے جو مدعی بنیک یا اوس کے منتقل الیہم کو بتعلق کفالت مذکور یا وصول کرنے یا کوشش وصول کرنے اوس روپیہ مین جو اوس کے ذریعہ سے محفوظ کیا گیا ہے خواہ بذریعہ نیلام یا کوشش نیلام مکان مرہونہ کے یا بذریعہ نالش کے یا اور طرح پہ صرف کرنے پڑین ادا کرینگے اور بذریعہ رہن مذکور کے مدعاعلیہا سیراہ جاشوا نے وہ تمام انتقالات منسوخ کئے جو مسماۃ مذکورہ نے اوس کے پہلے مطابق اوس اختیار کے جو مسماۃ کو بذریعہ ہبہ نامہ مذکور کے دیا گیا تہا کئے تہے اور باستعمال اختیار انتقال مذکور اور ہر ایک اور جملہ دیگر اختیار کے جسکی رو سے مسماۃ کو اوس بارہ مین منصب تہا اوس نے بحق مدعی بنیک اور اوس کے منتقل الیہم کے مکان اور احاطہ نمبر ۴۹ دہرم ٹولہ منتقل کیا اور بوجہ اپنے حق و مرافق واقع جایداد مذکور ہبہ نامہ اور منتقل کیا اور رکھ دیا اور مدعاعلیہ

سنہ ۱۸۹۴ء
جاشوا
بنام
ایس بنک آف
شملہ

ایلیاس نے بہی عطا او منتقل کیا اور رکھ دیا لیکن تابع اس شرط کے کہ راہنان مبلغ ... مع سود و خرچہ حسب مندرجہ بالا مدعی بنیک کو ادا کرنے تک الرہن کرا سکتے ہین دستاویز مذکور مین یہ شرط بہی تہی کہ اگر سود ٹھیک وقت پر ادا ہوتا رہیگا اور دیگر معاہدات و اقرارات مندرجہ دستاویز مذکور کی ٹھیک ٹھیک پابندی کی جاے گی تو مدعی بنیک جو رقم کو قرض دیگئی ہے قبل ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کے طلب نہین کریگا اور بعد ازان رقم مذکور کو بلا دینے چہ مہینہ پیشتر اطلاع تحریری کے مدعاعلیہم کو طلب کریگا اور ۹ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو مدعی بنیک نے مدعاعلیہم کو ایک اور رقم آٹھ ہزار روپیہ کی قرض دی اور اون سے ایک رہن نامہ بطریق دستاویز مطالبہ مزید کے لکہوایا جس مین یہ شرط تہی کہ زر مذکور ۳۰ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو مع سود بشرح معہ فیصدی سالانہ کے ادا کیا جائیگا اور مکان و احاطہ نمبر ۴۲ ویرم ٹولہ مکفولہ اور ذمہ وار واسطے ادا آٹھہ ہزار روپیہ کے ہوگا اور رادسین اوسی قسم کے شرائط نسبت قایم رکہنے قرضہ اور دینے اطلاع اور وصول یابی کے مندرج تہے کہ جیسے رہن نامہ سابق مین درج کیے گئے تہے اور مدعاعلیہم نے زر سود جو بابت دونون قرضجات کے ۳۰ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو واجب الادا تہا ادا نہین کیا اور بذریعہ اطلاع تحریری مورخہ ۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کے مدعی بنیک نے زر اصل اور اوسکا سود بابت رہن اور مطالبہ مزید کے طلب کیا اور چونکہ وہ ادا نہین کیا گیا لہذا اوس نے نالش ہذا واسطے دلاپانے زر واجب الوصول بموجب ہر دو دستاویزات کے دایر کی۔

مدعاعلیہ ایلیاس حاضر نہین ہوا مدعاعلیہا سیراہ جاشوا نے ایک بیان تحریری داخل کیا جس مین اوس نے یہ بیان کیا کہ ڈبیچر ہاے میونسپلٹی مالیتی لہ لت بذریعہ ایک ہبہ نامہ بعد شادی کے جو مورخہ ۱۵ جون سنہ ۱۸۸۰ء تہا اور جو مابین اوس کے شوہر رفایل جاشوا متوفی اور خود مسماۃ کے ایک جانب اور مدعاعلیہ ایلیاس اور ایک شخص مسمی ای ایس گبی کے بطور فریق دوم بجانب دیگر ہے مضمون کا تحریر ہوا تہا کہ امانتاً سود و منافع یا آمدنی مدعاعلیہا سیراہ جاشوا کو تا حیات اوس کے واسطے خود اوس کے استعمال جداگانہ کے بلا اختیار انتقال کے ادا کیا جاے اور بعد اوس کی وفات کے بطور جیسا کہ مسماۃ بذریعہ دستاویز یا وصیت نامہ کے تجویز کرے ملے منتقل کیے گئے تہے بموجب ہبہ نامہ کے امانتداران کو یہ اختیار تہا کہ روپیہ کو فایدہ کے کام مین لگا رہنے دین یا اوسکو فروخت کرین اور زر قیمت کو جایداد غیر منقولہ مقام کلکتہ کی خرید مین لگائین اور نامبردگان نے بالآخر ڈبنچیر فروخت کیے اور مکان اور احاطہ نمبر ۴۲ ویرم ٹولہ اسٹریٹ خریدکیا اور مدعاعلیہ ایلیاس امانت سے سنہ ۱۸۸۳ء مین دستکش ہوا اور اوسوقت سے سنہ ۱۸۸۵ء تک جبکہ دوسرا امانتدار گبی دستکش ہوگیا تنہا امانتدار ایکام کرتارہا اور مدعاعلیہ ایلیاس سنہ ۱۸۸۵ء مین مکرر امانتدار مقرر ہوا اور اسوقت سے تنہا امانتدار ہبہ مذکور کا رہا اور بذریعہ دستاویز انتقال مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء (جسکی بعد ازان باضابطہ رجسٹری کرائی گئی تہی) کے مدعاعلیہا سیراہ جاشوا نے باستعمال اس اختیار کے جو مسماۃ مذکور کو از روے ہبہ نامہ

سنہ ۱۹۱۳ع
جاشوا
بنام
ایلائینس بنک
شملہ

سے دیا گیا تہا یہ تجویز کی کہ وقت اوس کی وفات سے اور اوس کے بعد امانت داران یا امانت دار جایداد امانت پر (تابع امانت ہاے یہ کے) امانتاً واسطے تمام اطفال مدعا علیہا سیراہ جاشوا کے جو سلب اوس کی شوہر رفایل جاشوا سے ہین اور جن مین سے اب سمن رفایل جاشوا ۲۰ برس کی عمر کا اور لونا رفایل جاشوا ۱۹ برس کی عمر کی اور ایلیاس رفایل جاشوا ۱۷ برس کی عمر کا ہے قابض ہین مدعا علیہا سیراہ جاشوا نے تسلیم کیا کہ اوس نے دستاویزات پر دستخط کئے جن کو وہ یاد کرتی تہی کہ دستاویزات رہن و مطالبہ مزید مناط دعوی نہین لیکن اوس وقت مین وہ ایسی بیمار تہی کہ اپنی گاڑی سے اوتر نہین سکتی تہی اور مسماۃ نے اوپر دستخط مختلف مقامات دستاویز مذکور پر حسب بیان دستدعا دوسرے مدعا علیہ کے کئے اور رجسٹرار اوس کی گاڑی کے پاس آیا اور مسماۃ کا اقرار بلا مسماۃ کے جاننے یا مسماۃ کو سمجہانے نوعیت اور مضمون دستاویز مذکور کے لیا اور وہ اس امر سے انکار کرتی ہے کہ اوس کو کبہی ملغ ... روپیہ بطور قرض دیا جانا بکفالت دستاویز رہن مذکور اور مطالبہ مزید یا اوس کے کسی جزو کے بیان کیا گیا ہے۔

مسماۃ نے عرض کیا کہ جو انتقال اوس نے کیا وہ ایک انتقال ناقابل منسوخی ہے اور مسماۃ کو کوئی اختیار نہ تہا کہ جایداد امانت کو مدعی بنک کے حوالہ کرے اور مسماۃ خواہ دوسرے مدعا علیہ کو مشترکاً یا منفرداً اختیار رہن کرنے جایداد ہاے مذکور کا نہ تہا اور دستاویزات رہن و مطالبہ مزید جہان تک کہ اونکا اثر جایداد ہاے امانت پر پہونچتا تہا ناجایز نہین مسماۃ نے یہ بہی عرض کیا کہ اوس کے اطفال کا فریق نالش ہونا ضروری تہا اور نالش بمقابلہ اوس کی ڈسمس ہونی چاہیئے۔

بعد داخل ہونے اس بیان تحریری کے مدعی بنک کو اجازت ہوئی کہ عرضی دعوی کی ترمیم کرے اور اطفال مدعا علیہا سیراہ جاشوا بطور مدعا علیہم کے شامل کئے گئے نسبت دستاویز انتقال مظہرہ کے مدعی بنک نے عرضی دعوی مرممہ مین بیان کیا کہ اونہون رقم ... سے کی بہ نیک نیتی اور بلا کسی اطلاع دستاویز انتقال مذکور کے قرض دی تہین۔ اور دستاویز انتقال مذکور مدعا علیہا سیراہ جاشوا نے اس نیت سے تحریر کی تہی کہ منتقل علیہم مالعد بعوض بدل کو اوس مکان اور احاطہ سے محروم کرے جس پر مطالبہ بذریعہ دستاویزات رہن اور مطالبہ مزید کے قایم کیا گیا تہا اور بوقت لینے قرضجات اور تحریر کرنے دستاویزات رہن و مطالبہ مزید مذکور کے مدعا علیہا ایلیاس و سیراہ جاشوا نے دیدہ و دانستہ اور فریباً مدعی بنک سے اس امر کو مخفی رکہا کہ دستاویز انتقال مذکور تحریر کی گئی ہے اور غلط اور فریباً مدعی بنک سے یہ بیان کیا کہ کبہی ایسی دستاویز انتقال تحریر نہین کی گئی اور مدعی بنک کو اوس بیان سے دہوکا ہوا اور یہ ترغیب ہوئی کہ رقوم مذکور بہ نیک نیتی یہ

سنہ ۱۸۹۴ء
جاشوا
بنام
بیرونمین بنک آف مدراس

باور کرکے قرض دے کہ بیان مذکور صحیح تھا اور اگر مدعیان کو ہونے کسی ایسی دستاویز انتقال کا علم ہوتا تو وہ کوئی روپیہ مدعا علیہم کو بکفالت مکان واحاطہ مذکور کے ہرگز قرض نہ دیتے مدعی بینک نے عرض کیا کہ دستاویز انتقال مفت اور بلابدل کے تحریر کیگئی تھی اور اُس کی تاثیر اگر اس کو قایم رکھا جائے ہوگی کہ بینک کو فریب ہی نقصان پہونچیگا اور وہ بمقابلہ ان کے کلیتاً کالعدم اور بے اثر ہے بنیک نے معمولی ڈگری زرِ رہن کی استدعا کی اور یہ استدعا کی کہ اگر ضرورت ہو تو دستاویز انتقال بمقابلہ اوس کے کالعدم قرار دیجائے اور رسیور مقرر کیا جاتے۔

اطفال مدعا علیہا سیرہ جاشوا نے ایک بیان تحریری اور تتمہ بیان تحریری مدعا علیہا سیرہ جاشوا نے داخل کیا جس سے ظاہر ہوا کہ رفایل جاشوا شوہر سیرہ جاشوا ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو فوت ہوا ان بیانات تحریری میں مندرج تھا کہ دستاویز انتقال کی باضابطہ رجسٹری ۱۰ دسمبر ۱۸۷۸ء کو ہوئی اور بدین وجہ مدعی بنک کو اوس کی اطلاع تھی اور از روئے ہبہ نامہ ۱۵ جون ۱۸۷۸ء کے مدعا علیہا سیرہ جاشوا کو کوئی اختیار منسوخ کرانے کسی انتقال کا جو مسماۃ بموجب اختیار مذکور کے کرے باقی نہیں رکھا گیا اور یہ کہ دستاویز انتقال ناقابل منسوخی کے تھی وہ اس نیت سے تحریر نہیں کیگئی تھی کہ منتقل الیہم مالجد کو جیسا کہ عرضی دعوی میں بیان کیا گیا ہے محروم کیا جائے اور وہ مفت اور بلابدل تحریر نہیں کی گئی تھی بلکہ وہ لعوض قدرتی محبت اور شفقت کے جو اپنے اطفال کے ساتھ ملن کو ہوتی ہے تحریر کی گئی تھی مدعا علیہا سیرہ جاشوا نے الزامات مندرجہ عرضی دعوی متعلقہ اوس کی نیت تحریر کرنے دستاویز انتقال سے انکار کیا اور اس امر سے انکار کیا کہ اوس نے یہ بیان کیا تھا کہ ایسی کوئی دستاویز تحریر نہیں کی گئی ہے نہ اوس نے فریباً اوس کی تحریر کو مدعی بنک سے مخفی رکھا اوس نے بیان کیا۔ کہ بینک کو انتقال مذکور کی اطلاع تھی یا بذریعہ مناسب کوشش کے اوس کی اطلاع ہوسکتی تھی۔ اور بنیک اوس کے وجود اور مضمون اور تاثیر سے واقف تھی یا مناسب کوشش کرنے سے واقف ہوسکتی تھی" اطفال نے بیان کیا کہ صرف وہی ایسے اشخاص ہیں جو بموجب دستاویز انتقال کے مستحق ہیں اور اونھوں نے اس امر سے انکار کیا کہ جایداد امانت میں مدعا علیہ ایلیاس کو تاریخ تحریر رہن نامہ اور دستاویز مطالبہ مزید یہ ایسا حق حاصل نہ تھا کہ اُس کو کوئی حق منتقل کرنے یا اوس پر مطالبہ قایم کرنے کا حاصل ہو۔

تجویز جسکی ناراضی سے اپیل ہے اور جس میں واقعات مزید شہادت مندرج ہے حسب ذیل ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء
جاشوا
بنام
الائنس بنک آف
شملہ

سیل صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین بہت سے امور پیش کئے گئے ہین اور بہت سی نظایر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ لیکن بہ لحاظ اوس رائے کے جو مین نسبت واقعات کے قایم کرتا ہون میرے نزدیک یہ ضرور نہین ہے کہ مین ان مختلف امور پر جن کی بابت بحث کیگئی ہے غور کرنے کے لئے مہلت لون۔

نالش بربنا ایک رہن نامہ مورخہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء اور دستاویز مطالبہ مزید ۹۔ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کی دایر کیگئی ہے یہ دونون دستاویزات بحق مدعی بنک کے دو اشخاص یعنی مدعا علیہما جوزف ازراسالمین الیاس و سیراہ جاشوا نے تحریر کین۔ بیانات دستاویز اول مین جہان تک کہ ان کا ذکر کرنا ضروری ہے حسب ذیل ہین اول یہ ذکر کیا گیا ہے کہ بموجب ایک دستاویز مورخہ ۱۵ جون سنہ ۱۸۸۸ء کے جو مابین رفائل جاشوا شوہر سیراہ جاشوا اور سیراہ جاشوا مذکور ایک جانب اور جوزف ازراسالمین الیاس اور ایک شخص الیاس شالوم گبی دوسری جانب تحریر ہوئی۔ بعض ڈبنچرہائے میونسپلٹی مالیتی لہ لہ رجوزف ازراسالمین الیاس و الیاس شالوم گبی کو دئے گئے تہے تاکہ وہ امانتاً واسطے مدعا علیہا سیراہ جاشوا کے فایدہ جداگانہ کے تاحیات اوس کے اور بعد اوس کی وفات کے جس طور پر کہ سیراہ جاشوا مذکور بذریعہ کسی دستاویز یا وصیت نامہ یا تتمہ وصیت نامہ کے ہدایت کرے قابض رہین اور بعد ازان بعد ذکر کرنے فروخت ڈبنچرہائے مذکور اور اس امر کے کہ اس کا روپیہ خریداری مکان واحاطہ نمبر ۲۴ دہرم ٹولہ اسٹریٹ کے لگایا گیا اور اس امر کے کہ بوجہ مختلف درمیانی انتقالات کے جایداد مذکور بغرض امانت ہائے متذکرہ کے اب جوزف ازراسالمین الیاس کو پہونچ گئی ہے اور بعد اس ذکر کے کہ مدعا علیہا سیراہ جاشوا نے کوئی انتقال ناقابل منسوخی جایداد امانت کا بموجب اختیار انتقال کے بذریعہ ہبہ متذکرہ کے جو مسماۃ کے لئے باقی رکہا گیا تہا نہین کیا ہے اور بعد تحریر اس امر کے کہ الیاس و سیراہ جاشوا دونون نے مدعی بنک سے یہ درخواست کی تہی کہ اون کو بدلعت بہ کفالت اوس رہن نامہ کے قرض دین جس کے تحریر کرنے کا ارادہ تہا اوس مین یہ مندرج ہے کہ متعاقدین یعنی مدعا علیہما الیاس اور سیراہ جاشوا بذریعہ دستاویز انتقال کے جو کچھ کہ حق اون کو جایداد مذکور مین ہے بحق بنک بطور کفالت رہن اوس روپیہ کے جو قرض دیا گیا ہے منتقل اور حوالہ کرتے ہین اس کے بعد اوس مین معاہدات ذاتی مدعا علیہما الیاس اور مسس جاشوا کی بابت اس قرضہ کے ہین کہ وہ اوسکو معہ سود بنک کو ادا کرین گے دستاویز مطالبہ مزید معمولی قسم کی ہے

سنہ ۱۸۹۲ء
جانشوا
بنام
الائنس بینک آف شملہ

اور اوس مین یہ مندرج ہے کہ جس روپیہ کے قرض دینے کا ارادہ ہے یعنی ہمت ر کا اطمینان اوسی طرح پر کیا جائے جیسطرح پر للعہ ر کا اطمینان بذریعہ دستاویز سابق کے کیا گیا ہے یہ بحث نہین ہے کہ زر بدل متذکرہ اون دونون دستاویزات کا بنک نے مدعا علیہ املیاس کو ادا نہین کیا۔ بعدازان بعد دینے اطلاع کے متعاقدین کو بنک نے مئی سنہ ۱۸۹۲ء مین یہ نالش بنام مدعا علیہا املیاس اور میراہ جانشوا کے واسطے دلاپانے زر واجب الوصول ازروے رہن نامہ اور دستاویز مطالبہ مزید کے دایر کی اور اوس نے معمولی ڈگری کی استدعا کی۔

بیان تحریری مین جو منجانب مدعا علیہا میراہ جانشوا گذرا (مدعا علیہ املیاس نالش مذکور مین حاضر نہین ہوا تھا) دو خاص وجوہ جوابدہی پیش کئے گئے ہین فقرہ سوم مین مسماۃ نے یہ تحریر کیا ہے کہ بذریعہ ایک دستاویز انتقال مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۱ء کے مدعا علیہا نے بہ استعمال اوس اختیار کے جو اوسکو اوس بارہ مین دیا گیا ہے یہ قرار دیا کہ امانت داران ہبہ نامہ کے وقت وفات اس مدعا علیہا سے اور اوس کے بعد سے کل سرمایہ امانت اور جایداد پر تابع امانت ہائے ہبہ مذکور کے امانتاً واسطے تمام اطفال مدعا علیہا کے مطابق شرائط مندرجہ دستاویز مذکور کے قابض رہین۔

اور بعدازان نسبت رہن اور مطالبہ مزید کے مسماۃ نے فقرہ پنجم مین یہ تحریر کیا ہے کہ مسماۃ نے "اونپر دستخط حسب بیان و استدعا دوسرے مدعا علیہ کے بلا جاننے یا اوس کو سمجھائے جانے نوعیت اور مضمون دستاویز مذکور کے کئے" مسماۃ نے ہمت ر کے جسکا قرض دیا جانا بہ لغات رہن و مطالبہ مزید کے بیان کیا گیا ہے انکار کیا اور بعدازان وہ یہ بیان کرتی ہے۔ مدعا علیہا عرض کرتی ہے کہ جو انتقال حسب مذکرہ بالا بذریعہ دستاویز انتقال مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۱ء کے کیا گیا وہ ایک انتقال ناقابل منسوخی ہے اور مسماۃ کو کوئی اختیار نہ تھا کہ جایداد امانت مذکور مدعی بنک کے حق مین منتقل کرے اور مسماۃ خواہ دوسرے مدعا علیہ کو مشترکاً یا مفرداً اختیار نہ تھا کہ جایداد امانت مذکور رہن کرے اور مسماۃ نے یہ عرض کیا کہ اوس کے اطفال جنکا ذکر اوس نے اپنے بیان تحریری مین کیا ہے فریق ضروری نالش کے تھے۔

بمطابق داخل ہونے اوس بیان تحریری کے مدعی بنک نے درخواست دی کہ اون اطفال کو جنکا ذکر اوس مین کیا گیا ہے فریق نالش بنایا جائے اور عرضی دعوی مین وہ ترمیم کیا سے جو بوجہ اطفال کو بطور فریق مقدمہ شامل کرنے کے اور بوجہ جوابدہی کے جانیکے ضروری ہو۔

سنہ ۱۸۹۴ء
جاشوا
بنام
الہ مین جنرل ٹرسٹ
شملہ

نسبت اون ترمیمات کے جو عرضی دعوے مین کی گئین صرف یہ تجویز کرنا ضروری ہے کہ مدعی بنیک نے زیادہ صراحت کے ساتھ متن عرضی دعوی مین شرایط اور مضامین ہبہ نامہ و دستاویز رہن کو بیان کیا ہے اور لعبد ازان اوس نے یہ عذر کیا کہ اختیار انتقال بمقابلہ اوس کے ناجایز تھا اور در حقیقت ہونا اختیار انتقال کا بنیک سے فریبًا چہپایا گیا اور علاوہ برین بنیک نے یہ رقوم زر بلا اطلاع دستاویز انتقال مذکور کے قرض دین اور وہ یہ بیان کرتے ہین کہ دستاویز انتقال مذکور اس نیت سے تحریر کی گئی تہی کہ منتقل الیہم مالبعد لعوض بدل کو مکان و احاطہ مذکور سے محروم کیا جائے"۔

استدعا یہ ہین اونہون نے یہ درخواست کی کہ یہ قرار دیا جائے کہ دستاویز انتقال مذکور مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۸ء کلیتًا کالعدم و بے اثر بمقابلہ مدعی بنیک کے ہے بیانات تحریری مدخلہ مین (ایک بیان تحریری مزید منجانب مس جاشوا اور ایک بیان تحریری منجانب اطفال مداخل ہوا) علاوہ اوس جوابدہی کے جس کا مین نے بیشتر ذکر کیا ہے یہ مدعا علیہا اس امر سے انکار کرتے ہین کہ بنیک نے روپیہ بلا اطلاع دستاویز انتقال ۱۸۸۸ء کے قرض دیا اور وہ بیان کرتے ہین کہ بنیک کو اوس کی اطلاع تہی۔ وہ اس امر سے بہی انکار کرتے ہین کہ دستاویز انتقال مفت اور بلا بدل تحریر کی گئی تہی اور وہ بیان کرتے ہین کہ دستاویز مذکور بعوض اوس محبت قدرتی کے تحریر کی گئی تہی۔ جو مدعا علیہا مس جاشوا کو اپنے اور اپنے شوہر کے اطفال کے ساتھ تھی پس جہان تک کہ واقعات کو تعلق ہے خاص جوابدہی یہ ہے کہ چونکہ مس جاشوا کو دستاویزات مذکور سمجہائی نہین گئین اور چونکہ اوس کو اونکا مضمون بوقت تحریر و رجسٹری کے معلوم نہین تہا لہذا یہ دستاویزات بمقابلہ اوس کے قابل پابندی نہین ہین اس کے علاوہ بحث اطلاع کی ہے جسکی نسبت مین ابہی تجویز کرون گا۔

یہ تحریر کیا جانا چاہیئے کہ جوابدہی مین یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ رہن یا مطالبہ مزید کسی معنی مین ایک فریب بمقابلہ مدعا علیہا مس جاشوا کے بوجہ طریق عمل بنیک کے تہا نہ کوئی ایسا بیان ہے کہ جو کچھ ایلیاس نے نسبت رہن یا مطالبہ مزید کے کیا اوس کو کوئی اختیار منجانب مس جاشوا اوس طرح پر عمل کرنے کا نہ تہا۔ جسطرح پر اوس نے کیا نہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ (قطع نظر انکار مس جاشوا سے نسبت پانے کسی جز و بدل کے) کوئی صرف بیجا یا تصرف بیجا اس روپیہ کا مدعا علیہ ایلیاس نے کیا ہے مس جاشوا کا اظہار بذریعہ کمیشن کے لیا گیا ہے وہ بیان کرتی ہے کہ اوس کو علم واقعی مضمون دستاویز رہن یا دستاویز مطالبہ مزید کا نہین تہا اگر یہ صورت بہی ہو تو اس قسم کی لاعلمی واسطے اغراض امر تنقیح طلب نسبت اوس کی ذمہ داری بابت زر رہن و مطالبہ مزید کے غیر اہم

سنہ ۱۹۰۳ء
جاشوا
بنام
الائنس بنک آف
شملہ

ہوگی :-

مسماۃ نے اپنی شہادت مین بیان کیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء مین تاریخ رہن کو وہ یہ جانتی تہی کہ روپیہ واسطے ترقی جایداد کے مطلوب ہے اور مسماۃ بہ الفاظ صریح یہ بیان کرتی ہے کہ دیہا اوس سکے نہ دیکھنے دونون دستاویزات رہن و مطالبہ مزید کی یہ تہی کہ اُس کو اپنے بہائی مدعا علیہ ایلیاس پر قطعی اعتبار تھا جسپر اوس نے کل انتظام کاروبار متعلقہ لینے قرضہ کا مدعی بنک سے چہوڑ رکہا تہا - چونکہ یہ صورت ہے لہذا میرے نزدیک اوس کے مقابلہ مین اور مابین اوس کے اور بنک کے یہ تصور کرنا چاہیئے کہ مسماۃ کو پورا اور کامل علم مضامین ہر دو دستاویز کا تہا مجہ کو اطمینان ہے کہ بوقت اون کے تحریر کئے جانیکے مسماۃ کو اون کی نوعیت معلوم تہی اقل درجہ اس حد تک کہ اون کا یہ مقصود ہے کہ جایداد امانت کو بطور کفالت اوس روپیہ کے جو ایلیاس مدعی بنک سے قرض لیا تہا پابند کرے جہان تک کہ بحث اول کو تعلق ہے مجھ کو بدین وجہ یہ تجویز کرنے مین کچھ تامل نہین ہے کہ مسس جاشوا پابند دستاویزات رہن و مطالبہ مزید کی ہے -

لیکن زیادہ اہم امر یہ ہے کہ تاثیر دستاویز انتقال سنہ ۱۹۰۰ء کی جہان تک کہ بنک کو تعلق ہے کیا ہے اور واسطے کرنے غور اوپر امر ہذا کے شاید کسی قدر تفصیل کے ساتھ اون معاملات کا بیان کرنا ضروری ہے جو بابت اس جایداد امانت کے عمل مین آئے ہین اور یہ ثابت کرنا کہ کس طرح پر مسس جاشوا کو ان معاملات سے تعلق رہا -

معلوم ہوتا ہے کہ مسس جاشوا کی شادی کسی وقت مئی سنہ ۱۸۹۱ء مین ہوئی بعد اوس کی شادی کے اور ۱۵ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو دستاویز ہبہ جس کا ذکر رہن نامہ مین ہے تحریر کیگئی تہی دستاویز ہبہ مین ذکر کسی امر ازدواج کا بابت اوس امانت کے نہین ہے جس کا قایم کرنا تجویز کیا گیا تہا لیکن بیان یہ ہے کہ حسب خواہش سالمن ایلیاس کے جو مسس جاشوا کا باپ تہا بعض ڈبینچر جو سالمن ایلیاس کے تہے ہمراہ جاشوا کو بر بناے اقرار اور برضامندی ہمراہ جاشوا مذکور کے اس لئے حوالہ کئے گئے کہ وہ واسطے اون امانتون کے جن کا ذکر اُس مین بعد ازان ہے اوس کے نام ہبہ کئے جائین :-

ان امانتون کا بیان کرنا اس سبب سے ضروری نہین ہے کہ اونکا کافی بیان واسطے غرض حال کے دستاویز رہن نامہ مین ہے تہوڑے عرصہ بعد تحریر کئے جانے دستاویز ہبہ کے ظاہرا سنہ ۱۸۹۲ء مین ڈبینچر ہاے مذکور فروخت کئے گئے اور زر قیمت خریداری جایداد مرہونہ

۱۸۹۲ء
جاشوا
بنام
الائنس بینک شملہ

حال مین لگا یا گیا ۔

بغرض حاصل کرنے کل تعداد زرثمن مطلوبہ کے مکان مذکور ایک شخص مسمی اے ایس گبی کے پاس رہن کیا گیا ۔ جو مین سمجھتا ہون کہ بہائی ای ایس گبی احدالامانت داران کا ہے جو بذریعہ ہبہ نامہ کے مقرر ہوئے تھے ۔

جو روپیہ کہ اس طرح پر قرض لیا گیا یعنی ۶ ہزار مع قیمت ڈبنچر ہائے مذکور تعدادی ... کے اکثر زرثمن مکان مذکور رکہا تھا اور مکان متنازعہ امانت داران کو بلا کسی ذکر امانت کے منتقل کیا گیا مسس جاشوا اپنی شہادت مین بیان کرتی ہے کہ اوس کو یہ معلوم تہا کہ یہ مکان خرید کیا گیا اور ڈبنچر فروخت کئے گئے اور باقی زرثمن واسطے رہن جایداد کے اے ایس گبی سے بذریعہ کرنے رہن اس جایداد کے پاس نامبردہ کے حاصل کیا گیا ۔

معلوم ہوتا ہے کہ جایداد مذکور بنام ان امانت داران کے بذات خاص ۱۸۸۱ء تک رہی ۱۸ دسمبر ۱۸۸۱ء کو دو معاملات متعلق اس جایداد کے عملمین آئے ایک دستاویز انتقال جو مسس جاشوا نے اپنے اطفال کے حقمین تحریر کی ۔ اور علاوہ برین مدعا علیہ ایلیاس جو مسس جاشوا کا بہائی ہے ۔ امانت سے دستکش ہوا اور انتقال جایداد کا بحق باقی امانت دار کے برہنا ہے امانت ہائے مندرجہ ہبہ نامہ کے عملمین آیا ۔ مسٹر گریگری نے جو بطور گواہ کے طلب ہوا ہے بطور اٹرنی کے بابت ان دونون معاملات کے عمل کیا ۔

یہ ثبوت نہین ہے کہ ایلیاس شیلوم گبی کو کوئی علم تحریر اس دستاویز انتقال کا نہ تہا ۔ لیکن شہادت مسٹر گریگری اور نیز اس امر سے کہ مدعا علیہ ایلیاس ایک گواہ دستاویز انتقال کا تہا یہ صاف ظاہر ہے کہ مدعا علیہ ایلیاس کو تحریر ہونا اوس دستاویز انتقال کا معلوم تہا اور بطور امر واقعہ کے جیسا کہ مسماۃ نے اپنی شہادت مین بیان کیا ہے مسس جاشوا نے اس امر سے کسی شخص کو آگاہ نہین کیا کہ اوس نے دستاویز انتقال تحریر کی ہے اور اوس کو پوشیدہ رکہا لہذا امر اہم یہ ہے کہ گو جایداد مذکور ۱۸۸۱ء مین بحق ایلیاس شالوم گبی امانت دار کے فوراً بعد تحریر ہونے دستاویز انتقال کے منتقل کی گئی تہی ۔ تاہم حال انتقال کی اطلاع امانت دار کو نہین کی گئی تہی نہ امانت دار کو یہ اطلاع دی گئی تہی کہ وہ واسطے فایدہ کسی اور شخص کے سوائے مسس جاشوا کے قابض تہا ۔

اس کے بعد کا معاملہ ۹ مارچ ۱۸۸۲ء کو وقوعمین آیا ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اوس تاریخ کو مدعا علیہ ایلیاس نے اپنی حالت امانتداری جایداد پر عود کیا اور امانت داری امانت سے دستکش ہوا ایک

دستاویز انتقال بحق مہاجن گبی بحق ایلیاس واسطے اغراض امانت ہائے مندرجہ بیہ نامہ کے موجود ہے علاوہ برین امانت دار دستکش نہین مکانات امانت کا مرتہن ہوا اور اوس کے اطمینان کے لئے ایک دستاویز رہن نامہ اوس کے حق مین مدعا علیہ ایلیاس نے بطور تنہا امانت دار ہبہ نامہ کے برضامندی و منظوری مدعا علیہا مسس جاشوا کی تحریر کیا۔ دستاویز ۲۶ مارچ سنہ ۱۸۸۲ء مین کوئی ایسا امر نہین ہے جس سے ظاہر ہو کہ کوئی اور شخص سوائے مسس جاشوا کے امانت ہائے ہبہ نامہ سے تعلق رکھتا ہے جہان تک کہ مرتہن گبی کو معلوم تہا مسس جاشوا تنہا مامون لہا تہی۔

سنہ ۱۸۸۸ء مین مرتہن گبی کا روپیہ بیباق کیا گیا اور انتقال اوس کے رہن کا بعض موکلان مسٹران آر ور ابرٹسن و برٹن سالیسٹران عدالت ہذا نے لیا۔ ان موکلان مسٹران آر ور ابرٹسن و برٹن سے ایک اور رقم بہت سی حاصل کی گئی اور تہوڑے عرصہ بعد اونہین اشخاص سے ایک اور رقم بطور قرض لی گئی واسطے اطمینان ان رقوم کے جو مسٹران آر ور ابرٹسن و برٹن کے موکلان سے حاصل کی گئین ایک رہن نامہ جایداد امانتی کا تہا جو تنہا مدعا علیہ ایلیاس نے تحریر کیا تہا:-

بطور امر واقعہ کے معاملہ قرضہ کا ساتھ بنک کے جسکی بابت یہ نالش ہے اس غرض سے کیا گیا تہا کہ روپیہ ان منتقل الیہم رہن نامہ کو جو ابتدا بحق گبی کے تہا ادا کیا جائے اور ایک رقم مزید کل بہ تعداد ملبغ ---- کے قرض لیجائے میرے نزدیک یہ صاف ظاہر ہے کہ دستاویز انتقال نوشتہ مدعا علیہا ہمراہ جاشوا کا یہ منشا حسب ارادہ مسس جاشوا کے نہ تہا کہ خود اوس کے اختیار مین دربارہ انتقال جایداد امانت کے کوئی قید لگائی جائے یا کسیطرح اوس کی مانع اس امر مین ہو کہ اس جایداد کی نسبت ٹہیک اوسی طرح پر عمل کرتی رہے کہ گویا دستاویز انتقال اوس نے تحریر نہین کی تہی۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ بطور امر واقعہ کے مسماۃ کی نسبت یہ تصور کیا گیا تہا کہ وہ تنہا مامون لہا امانت ہائے مندرجہ ہبہ نامہ کی تہی اور شہادت مسٹر گریگری اور خود مسس جاشوا سے بھی بخوبی ظاہر ہے کہ مسماۃ کا یہ منشا نہین تہا کہ دستاویز انتقال کی کچھ اور تاثیر یا منفعت سوائے اس کے ہو کہ تنہا مسس جاشوا کو اختیار جایداد مذکور پر مبرا حملہ دست اندازی یا دباؤ سے حاصل ہو جسکا اوسکو اندیشہ اپنے شوہر کیجانب سے تہا۔ جو مطابق شہادت مسٹر گریگری کے بدالنست

مسماۃ سے کسی قدر غیر محتاط تاجر تھا۔

اگر یہ رائے نسبت واقعات کے صحیح ہے تو جو کچھ کہ ابتدائی گفتگو متعلقہ معاملہ رہن مین جہان تک کہ بینک کو تعلق ہے وقوع مین آیا نہایت اہم ہے۔

گفتگو واسطے غرض قرض لینے اس روپیہ کے بینک سے بالکل مدعاعلیہ ایلیاس کے اختیار مین چھوڑ دی گئی تہی معلوم ہوتا ہے کہ بطبق ابتداءً عمل مین آنے گفتگو اس معاملہ کے ایک بحث یہ پیدا ہوئی کہ آیا امانت دار کو وہ اختیار حاصل تہا یا نہین جو معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے اوس معاملہ مین جو ساتھ موکلان مسٹران آرور ابرٹسن وہرٹن کے کیا گیا تہا اپنے آپ کو حاصل ہونا تصور کیا تہا یعنی یہ کہ وہ ایک صحیح استحقاق نسبت جایداد مذکورہ کے عطلہا منتقل کرسکتا تھا چنانچہ ایک سوال واسطے مشورہ کونسل کے خاصکر بابت امر مذکور کے تحریر کیا گیا اور رائے کونسل کی حاصل کی گئی۔ سوال اور رائے مدعاعلیہ ایلیاس کے حوالہ کئے گئے اور بدین وجہ وہ بخوبی واقف تھا کہ کس بنا پر بینک بابت اوس قرضہ کے جو اوس سے مانگا گیا تہا۔ کارروائی کرتا تھا یہ صاف ظاہر ہے کہ معاملہ مذکور اس بنا پر مبنی تھا۔ کہ مدعاعلیہا مسس جاشوا اوس وقت مین تنہا امون لہا بموجب ہبہ نامہ کے تہی۔ اور اوس مین صرف اس خیال سے کارروائی کی گئی تہی۔ کہ کوئی دستاویز انتقال مسس جاشوا نے بموجب اوس اختیار کے تحریر نہین کی ہے جو اوس کو بذریعہ ہبہ نامہ کے دیا گیا تہا۔ علاوہ بدین ایک مسودہ رہن نامہ مجوزہ کا بھی مدعاعلیہ ایلیاس کو حوالہ کیا گیا تہا اور اوس مسودہ مین ایک صریح ذکر اس امر کا تہا۔ کہ کوئی دستاویز انتقال مسس جاشوا نے بموجب اختیار مذکور کے تحریر نہین کی تہی اور اس مین کچھ شک نہین کہ مدعاعلیہ ایلیاس کو معلوم تھا۔ کہ اگر بینک کو وجہ یہ خیال کرنے کی ہوتی۔ کہ اوس اختیار کا استعمال مسس جاشوا نے بحق اشخاص غیر کے کیا ہے تو گو اوس کا اثر قانونی کچھ ہو وہ بہت شدید حارج اس امر مین ہوگا۔ کہ اوس گفتگو مین جو بینک کے ساتھ ہو رہی ہے کامیابی ہو۔

لہذا مین طریق عمل مدعاعلیہ ایلیاس کو کہ اوس اس امر کو کہ دستاویز انتقال موجود تھی۔ دیدہ دانستہ چھپایا صرف فریب شدید کے نام سے جو بینک کے ساتھ کیا گیا موسوم کرسکتا ہون میری دانست مین اس امر پر غور کرنا غیر اہم ہے کہ کس حد تک خود مسس جاشوا کو علم اس

سنہ ۱۹۰۶ء
مسماۃ جاشوا
بنام
نیشنل بینک آف انڈیا لمیٹڈ

فریبانہ چھپانے امر واقعہ کا شہادہ بیان کرتی ہے کہ وہ اُس وقت مین بیمار تھی اور یہ ہوسکتا ہے کہ اوس نے اوس سے زیادہ کلی اور مکمل طور پر یہ خاص معاملہ بنک بہ نسبت بعض دیگر معاملات سابق سے مدعا علیہ ایلیاس کے ہاتھ مین چھوڑا ہو۔ لیکن واقعی حالت اوس کے علم بیانات مندرجہ رہن نامہ کی کچھ ہی ہو مجھ کو اسکا اطمینان ہے کہ مس جاشوا بخوبی سمجھتی تھی کہ بنک بہ بنیاد اس امر کے عمل کرتا تھا کہ مساۃ مذکور تنہا مالک ہوں لہا بموجب امانت نامہ کے ہبہ نامہ کے ہے اور علاوہ برین مساۃ میرے نزدیک باور کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ بنک مذکور باور کرے کہ باوجود ہبہ نامہ بحق اطفال مساۃ کے مساۃ کو بالکل اختیار تحریر کرنے ایک جدید رہن نامہ بابت جائداد کے حاصل تھا۔

واضح ہو کہ بطور امر واقعہ کے اوس دستاویز انتقال کی نسبت مس جاشوا نے حق اپنے اطفال سے تحریر کی رجسٹری کرائی گئی اور یہ بحث پیش کی گئی ہے کہ کس حد تک امر مذکور بذات خود اثر رکھتا تھا کہ بنک کو انتقال مذکور کی اطلاع تھی۔

واقعات متعلق امر ہذا کے یہ ہین قبل تحریر رہن نامہ حال کے بنک کے وکیل نے رجسٹر دستاویزات مین تلاش زمانہ ۱۸۹۸ء سے پہلے زمانہ کی نہین کی اور ... وہ دو طرح کا ہے۔

اول یہ بیان کیا گیا ہے کہ بینک ایسے اشخاص کے ساتھ معاملہ کرتا تھا کہ اگر کوئی ایسی دستاویز انتقال ہوتی تو امر مذکور سے اشخاص مذکور واقف ہوتے اور اگر یہ امر واقعہ چھپایا گیا۔ تو اخفاے مذکور صرف بذریعہ شرکت ہی ایمائی مدعا علیہما ایلیاس و مسس جاشوا کے ممکن تھا یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مدعا علیہما ایلیاس اور مسس جاشوا نے جیسا کہ مضمون رہن نامہ سے معلوم ہوتا ہے نہایت قطعی اور صریح طور پر یقین دلایا تھا۔ کہ ایسا کوئی انتقال نہین کیا گیا ہے۔

مزید بران اثناے مراسلت مین سابقہ مسٹران آرڈ اربتھنٹ و ہرٹن کے یہ معلوم ہوا تھا کہ خود پہلے امانت دار کبھی نے اسی قسم کی کفالت ۱۸۸۸ء مین قبول کی تھی اور بدین وجہ یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ امانت دار وسٹکٹس کو اطمینان تھا کہ اوس زمانہ تک حقوق جائداد مرہونہ مین بوجہ استعمال ماسبق اختیار انتقال کے کوئی نقص نہین آیا تھا۔

وہ چٹھی یہی ہے جو بینک کے سالیسٹران کو مسٹر آر نے تحریر کی تھی اور جو داخل کیگئی ہے

سنہ ۱۸۹۵ء
جانشوا
بنام
ایلائنس بنک آف شملہ

اور جس مین یہ مندرج ہے کہ مناسب تلاش مطالبات کی اکثر نہ کی گئی چنانچہ جو تلاش کہ بینک کے سالیسٹران نے کی بابت زمانہ مابعد کے تھی ۔

اب دستاویز انتقال کا ذکر کیا جاتا ہے میرے نزدیک بہ صاف ظاہر ہے کہ بتائید اس قانون کے جو کہ قبل نافذ ہونے ایکٹ انتقال جائداد کے تھا یہ دستاویز ایک دستاویز انتقال برضا و رغبت اور جب اور اسٹیٹیوٹ ستہ جلوس ملکہ الزبتھ باب ۵ کے قریب تھی جو قانون کہ اوس وقت مین تھا مقدمہ جو ڈا بنام حبیب الکریم (۱) مین بخوبی مندرج ہے اور مطابق او مقدمہ کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز انتقال جو برضا و رغبت تحریر کیگئی ہے اور جو سابقہ توخیت مین دستاویز انتقال حال کے ہو بمقابلہ مشتری مابعد کے بالخصوص [illegible] کچھ اثر نہ رکھے گی ۔ بہ صفحہ ۷ رپورٹ مذکور کے جج صاحب چیف جسٹس نے [illegible] فرمایا ہے کہ یہ تحریر کرنا ضروری نہیں ہے کہ کس بنا پر یا کس وجہ سے دستاویز انتقال برضا و رغبت صورت مین صریح نیت دھوکہ دہی کی نہ ہو [illegible] اسٹیٹیوٹ ستہ جلوس ملکہ الزبتھ باب ۵ [illegible] کے مطابق [illegible] جو قانون مذکور [illegible] گئی ہے [illegible] شخص جس نے [illegible] ہبہ یا انتظام کیا ہو [illegible] کے عوض قیمت سے نعیت فروخت کرے تو اس انتقال کا یہ اثر ہے کہ وہ [illegible] جو واہب کو قبل [illegible] برضا و رغبت کے حاصل تھی منتقل ہو جاتی ہے اور [illegible] اسٹیٹیوٹ مذکور بہ مراد [illegible] باطل ہو جاتا ہے پس اوس سے اوس دستاویز انتقال مین فرق نہ آوے گا جو بحق مشتری تحریر کی گئی ہے ۔

یہ امر کہ کس طرح یہ اسٹیٹیوٹ مذکور کی بہ تاثیر ہے تجویز عدالت اپیل مقدمہ مذکور مین ظاہر نہیں کیا گیا ہے لیکن اوس فقرے سے جو مین نے تحریر کیا ہے ظاہر ہے کہ [illegible] ہوتی اطلاع پانے ہونے اطلاع انتقال ما قبل کی جو برضا و رغبت کیا گیا ہو غیر لازم ہے بطور امر واقعہ کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت مین مشتری مابعد نے بہ اطلاع دستاویز انتقال برضا و رغبت کے جسکی منسوخی کی اوس نے درخواست کی خرید کی تھی اور بہ لحاظ اوس امر واقعہ کے وہ رائے جو مین بیان کر چکا ہوں ظاہر کی گئی تھی بمقدمہ گاڈ فرے بنام پول (۲) سیرارنس پیکاک صاحب جج نے پسند کر کے اوس اصول متعلقہ قیاس قانونی قرینہ تعلق اسٹیٹیوٹ جلوس ملکہ الزبتھ باب ۵ کا جو مقدمہ ووڈی یومین بنام روشم (۳) مین مندرج ہے ذکر کیا ہے

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۶۹ (۲) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۷ (۳) رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۱ صفحہ ۲۲۴

سنہ ۱۸۹۲ء
جانسٹن
بنام
ایلینس بنک
آف شملہ

حاکم موصوف نے رلصفحہ ۲۰۵ رپورٹ کے فرمایا ہے اوس مقدمہ مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ اصول جسکی بنا پر دستاویز انتقال ہمقیہ و بیبانہ اور کالعدم بمقابلہ مشتریان مابعد کے تصور کیجاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بذریعہ فروخت کرنے جایداد کے بعوض بدل مابینی کے بایع انتقال اشیاء ہی مذکورہ بالا کو کلیتاً تسلیم نہین کرتا اور اپنی نیت فروخت کو اس طور پر ظاہر کرتا ہے کہ یہ قطعی طور پر بمقابلہ اوس کے اور اوس شخص کے جس شخص کے حق مین اُس نے انتقال کیا۔ یہ تصور کیا جائیگا۔ کہ اس قسم کی نیت اوس وقت موجود تہی جب اوس نے دستاویز انتقال تحریر کی اور وہ اس غرض سے تحریر کی گئی تہی کہ مشتری کا حق زائل کیا جائے ایسی دستاویزات بمقابلہ ایسے خریداران کے اوسصورت مین بھی فریبی اور کالعدم تصور کیگئی ہین کہ جب اون کو اونکی اطلاع ہوئی مقدمہ جسکا حوالہ نسبت اس کے دیا گیا ہے مقدمہ ڈوڈی آٹلے بنام مینک (۱) ہے

پس اگر اوس قاعدہ مین جو مقدمہ جودہا بنام عبدالکریم قرار دیا گیا وضع قانون مابعد سے اس ملک مین کچھ فرق نہ آیا ہو۔ تو میرے نزدیک اس مین کچھ شک نہین کہ بنک اوس استقرار کا مستحق ہوگا۔ جسکا وہ بابت اس دستاویز انتقال کے مستدعی ہے۔

بحث یہی ہے کہ آیا وہ قاعدہ کسی طرح بذریعہ وضع قانون مابعد کے تبدیل ہوا ہے یا نہین اور اگر تبدیل ہوا ہے تو وہ تبدیل کیا ہے یہ بحث کیگئی ہے کہ دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد مین بعض وہ قاعدہ مکرر درج کیا گیا ہے۔ جو سابقا سال سے بموجب اور از روے اسٹیٹوٹ سنہ ۱۳ جلوس ملکہ ایلزبتھہ کے سمجھا اور قرار دیا گیا تہا اور بجانب دیگر یہ بحث کیگئی ہے کہ گو از روے ایکٹ انتقال جایداد کے اسٹیٹوٹ سنہ ۲۷ جلوس ملکہ ایلزبتھہ باب ۴ منسوخ کیا گیا ہے تاہم خود ایکٹ انتقال جایداد دستاویز انتقال اوس قسم سے کہ جسکا ذکر مقدمہ ہذا مین ہے متعلق نہین ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ انتقالات جن سے ایکٹ انتقال جایداد متعلق ہے انتقالات از قسم معاہدہ اور انتقالات اصلی ہین اور یہ مقصود نہ تہا کہ اوسکا ایسی دستاویزات پر اثر پہونچے کہ جیسی وہ دستاویز ہے جسکی نسبت اب ہمکو تجویز کرنی ہے مجہہ کو یہ تحریر کرنا لازم ہے کہ مجہہ کو کوئی وجہہ واسطے بحث مذکور کے از روے عبارت ایکٹ مذکور کے نہین معلوم ہوتی ہے مجہہ کو تعریف انتقال جایداد مندرجہ دفعہ ۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انتقال جو از روے ایسی دستاویز انتقال کے کیا جائے ایک انتقال حسب مراد ایکٹ مذکور کے ہے اور اوس مین کوئی ایسا امر

(۱) رپورٹ بسبٹ صاحب جلد ۹ صفحہ ۵۹-

سنہ ۱۸۹۲ء
جانشوا
بنام
اہلا مین ہیت سلامت
سعد

نہین ہے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ مقصود یہ تہا کہ تاثیر ایکٹ کی انتقالات بذریعہ معاہدہ پر محدود کی جاوے صرف ایک امر جسپر الزام کو نظر کرنی چاہیے یہ ہے کہ آیا دستاویز مذکور ایک فعل منتقل کرنے جایداد کے تہا یا نہیں اور اگر تہا تو وہ ایک دستاویز یا فعل انتقال حسب مراد ایکٹ انتقال جایداد کے ہے :-

لیکن اب دیکھنا چاہیے کہ از روے دفعہ ۳۵ کے کیطرح پر قانون میں جو ملک ہذا میں بوقت صادر ہونے ایکٹ مذکور کے تہا کچہ تبدل ہوا یا نہین اگر کوئی ایسی تبدیلی قانون مذکور میں مقصود ہوتی تو میری دالنست میں عبارت دفعہ ۳۵ عجیب طور پر نا موزون واسطے ظاہر کرنے کسی ایسے مقصود کے ہے یہ بیان کیا گیا ہے کیونکہ قیاس فریب کہ جو مطابق اصول مندرجہ اون مقدمات کے جو حسب اسٹیٹیوٹ ۱۳ جلوس ملکہ الیزبتہہ باب ۵ کے فیصل ہوئے ہین۔ دستاویزات انتقال اختیاری سے بمقابلہ مشتری مابعد کے متعلق تہا۔ ایک قیاس قطعی تہا اور اوسکی تردید بذریعہ ثابت کرنے اطلاع دستاویز انتقال سابق اختیاری کے نہین ہوسکتی۔ غرض ایکٹ حال کی یہ تہی کہ نوعیت قطعی ہونے قیاس مذکور کی رفع کیجاے اور عدالت کو یہ اختیار دیا جاوے کہ قیاس مطابق حالات ہر مقدمہ خاص کے قایم کرے۔ بتائید اس بحث کے ایسے مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے جن مین مشہور حکام نے اپنی ناپسندیدگی اوس حد تک مسئلہ فریب متعلقہ انتقالات خود اختیاری کے پہونچانے کی نسبت ظاہر کی ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایکٹ مذکور کا یہ مقصود تہا کہ تاثیر اس قیاس سے وہ دستاویزات انتقالات اختیاری خارج کیجاوین جنکی مشتری مابعد کو اطلاع ہو اگر ایکٹ مذکور کی یہ غرض ہوتی تو میری دالنست مین وہ صاف عبارت مین ظاہر کی جاتی میرے نزدیک عبارت دفعہ مذکور سے یہ یقیناً ظاہر نہین ہوتا کہ کوئی تبدیلی قانون مین مقصود تہی اور مین یہ خیال کرنے پر مایل ہون کہ ان الفاظ کی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ایسی نیت سے جیسی بیشتر بیان کی گئی کیا گیا تہا "تعبیر مطابق مقدمات منفصلہ حسب اسٹیٹیوٹ ۱۳ جلوس ملکہ الیزبتہہ باب ۵ کے کرنی چاہیے جسمین بالفاظ صریح یہ درج کیا گیا ہے کہ عدالتہاے انگلستان نے معنی اوس اسٹیٹیوٹ کے مسلسل از سالہا سال سے کیا قایم کئے ہین "-

لیکن یہ بھی فرض کرکے کہ دفعہ ۵۳ - ایکٹ حال کا یہ مقصود تہا کہ اون دستاویزات انتقال اختیاری کو اطلاع ہو قیاس فریب سے خارج کرے مجھکو لازم ہے کہ بربناے ایسے واقعات کے جیسے

سنہ ۱۸۹۲ء
جاشوا بنام نیس جیکاف کمپنی

کہ مقدمہ بذا مین ظاہر ہوئے ہین یہ تجویز کرون کہ بنیک کو کوئی اطلاع کسی قسم کی نسبت ہونے
اس دستاویز انتقال کے نہ تھی اگر مسئلہ اطلاع کا متعلق کیا جائے تو میرے نزدیک وہ مطابق
اور تابع تعریف اطلاع مندرجہ خود ایکٹ مذکور کے متعلق کیا جانا چاہیے یہان یہ بیان نہین کیا
گیا ہے کہ بنیک کو فی الواقع اطلاع تہی اور جہانتک کہ مین سمجھتا ہون صرف یہ حجت ہے کہ واقعات
سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحقیقات کرنے سے دیدہ ودانستہ احتراز کیا گیا اور اگر معمولی تلاش مطالبات
کی کیجاتی تو بنیک کو ہونا دستاویز ماقبل کا معلوم ہو جاتا الفاظ دیدہ ودانستہ احتراز کرنا تحقیقات
وتلاش سے کے معنی میری دانست مین یہ تصور کرنے چاہیئین کہ ایسا احتراز تحقیقات یا تلاش سے
ہو جس سے نہ ہونا نیک نیتی کا منجانب بنیک کے بابت اس معاملہ خاص کے ظاہر ہوتا ہو۔

میرے نزدیک تحریرات لارڈ سیلبورن صاحب بمقدمہ آگرہ بنیک بنام ہیزن (۱) سے
بہت زیادہ ہدایت نسبت اس امر کے حاصل ہوتی ہے کہ اوس شخص پر جسکو تحقیقات یا تلاش
کرنا چاہیئے کیا لازم ہے کہ جس سے احتراز کرنا اطلاع کی حد تک پہونچتا ہے بصفحہ ۵ رپورٹ
مذکور کے ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی امر لازمی ہے تو وہ ایسا فرض نہین ہے جو کسی حق یا کفالت
پوشیدہ کو مفید ہو وہ محض ایک ایسا فرض ہے جو خود اوس شخص کے فایدہ کے لئے ہے۔ اور
نہ ادا کرنا اوسکا بجز اس کے کہ اوس کی وجہ بیان کی گئی ہو خود اوس کی نیک نیتی پر ہوتی ہے
فقرہ مذکور حسب ذیل ہے "اثنائے بحث مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ تفتیش حق اور تحقیقات
نسبت دستاویزات کے مشتری یا مرتہن پر فرض ہے اور بلا شک ایسی نظائر مین جن مین
کوئی بحث جبری کی نہین ہے اجن مین عبارت مذکور استعمال کی گئی ہے لیکن یہ فرض
اگر وہ صحیح طور پر فرض کیا جا سکے ایک فرض مفید اوس شخص کے نہین ہے جس کو کوئی حق
یا کفالت پوشیدہ حاصل ہو وہ محض ایک طریقہ ہے جس پر ہر شخص کو جو بہ نیک نیتی مناسب
اور معمولی طریقہ پر واسطے خود اپنے فایدہ کے عمل کرتا ہو خود یا بذریعہ اپنے سالیسٹر کے بنظر
خود اپنے حق اور خود اپنی حفاظت کے عمل کرنا چاہیئے اگر وہ اوس طریقہ پر عمل نہ کرے تو اوسکی
متروکی ایسا امر ہو سکتا ہے جسکی وجہ یا جسکا سبب بیان کرنا ضروری ہو ممکن ہے کہ متروکی مذکور
اگر اوس کی وجہ بیان نہ کی گئی ہو شہادت ایک ایسے ارادہ کی ہو جو نیک نیتی سے عمل
کرنے کے خلاف ہو اور اس امر کی ہو کہ صحیح حال متعلق کے دریافت کرنے سے احتراز کیا گیا یہ
امر کہ کافی وجہ کیا ہے ہمیشہ ایک امر واسطے تجویز کے بہ لحاظ نوعیت وحالت ہر مقدمہ خاص کی

جاشوا
بنام
الائنس بنک لمٹڈ
شملہ

ہونا چاہیئے:-

واقعات مقدمہ حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ تلاش کی گئی تھی۔ لیکن ایک خاص تاریخ سے پہلے کی بابت نہ بغرض احتراز معلوم کرنے حال کے بلکہ اس سبب سے کہ یہ قرین قیاس تھا کہ اوس سے پہلے کوئی امر موثر استحقاق وقوع میں نہیں آیا ہوگا تلاش نہین کی گئی تھی احتراز مذکور اگر دیدہ و دانستہ کسی غرض سے تھا تو وہ اس معنی مین نہ تھا کہ کوئی فریب موجود ہو لہذا اس وجہ سے جو بیان کی گئی۔ بینک کی نسبت کوئی خیال یا شبہہ نہ ہونے نیک نیتی کے باقی نہین رہتا۔

یہ امر کہ کس حد تک رجسٹری کسی دستاویز کی اوس کے وجود کی اطلاع کی حد تک پہونچتی ہے کہ اس پر ہائی کورٹ بمبئی نے بمقدمہ لکشمن داس سروپ چند بنام دسرت (۱) غور کیا ہے میرے نزدیک مقدمہ حال سے تعلق نہین رکھتا یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوس صورت مین رجسٹری بمنزلہ قبضہ کے ہے اور بطور تکمیل حق کے اہم ہے اور بعینی تکمیل حق کے رجسٹری ساوی اطلاع کی قرار دی گئی ہے کہ اوس سے قابض حق ماقبل کو جس کی رجسٹری ہوئی ہو بمقابلہ مشتری مابعد کے حق جائز حاصل ہوتا ہے۔

بلحاظ عبارت دفعہ ۵۳۔ ایکٹ انتقال جایداد کے میرے نزدیک کوئی ایسی رائے نسبت مسئلہ اطلاع کے مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہوسکتی جس سے اگر مسئلہ مذکور متعلق بھی ہو تو وہ صرف بغرض تردید قیاس فریب یا المنداد قیاس فریب کے متعلق ہوسکتا ہے میری رائے مین اگر صحیح معنی دفعہ ۵۳ کے یہ ہون کہ عدالت کو چاہیئے کہ فریب صرف مطابق واقعات ہر مقدمہ خاص کے قیاس کرے تو واقعات اس مقدمہ کے واسطے پیدا کرنے قیاس نسبت اس دستاویز انتقال کے بہت کافی ہین اس وجہ سے میرے نزدیک مجھ پر یہ تجویز کرنی لازم ہے کہ دستاویز انتقال مشتہرہ بمقابلہ بینک کے فریبی ہے اور بدین وجہ بینک مستحق اوس استقرار کا ہے جس کا وہ مستدعی ہے یعنی یہ کہ دستاویز مذکور بمقابلہ اوس کے کالعدم اور غیر قابل نفاذ ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ وہ استقرار جس کا ذکر مین نے کیا ہے ہونا چاہیئے اور معمولی ڈگری رہن بحق بینک معہ خرچہ بمقابلہ تمام فریقون کے صادر ہونی چاہیئے۔

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعا علیہم سائمن ریفائل جاشوا ڈونا ریفائل جاشوا۔ والیاس ریفائل

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۶۸۔

۱۸۹۴ء
خوشنوا
بنام
بنیس بنک آف
شملہ

عاشوا نے بوجوہ مندرجہ ذیل اپیل کیا (۱) عدالت نے یہ استقرار کرنے مین غلطی کی کہ دستاویز انتقال مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۷ء فریبی اور کالعدم بمقابلہ مدعی بنیک کے ہے (۲) عدالت کو یہ تجویز کرنی چاہیئے تہی کہ دستاویز مذکور بہ نیت فریب وہی منتقل الیہم مالبعد کے تحریر نہین کی گئی تہی (۳) عدالت نے یہ قیاس کرنے مین غلطی کی کہ دستاویز مذکور ایسی نیت سے تحریر کی گئی تہی اور عدالت موصوف کو یہ تجویز کرنی چاہیئے تہی کہ کوئی وجہ ایسا قیاس کرنے کی نہین ہے (۴) عدالت نے یہ تجویز کرنے مین غلطی کی کہ جو تعبیر اسٹیٹیوٹ ۱۳ جلوس ملکہ الیزبتہ باب ۵ کی کی گئی ہے وہ دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد سے متعلق ہے (۵) عدالت نے فقرہ دو مروفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد کی یہ تعبیر کرنے مین غلطی کی کہ اوس کی یہ مراد ہے کہ ایسی دستاویز جسکا ذکر اوسمین ہے فریبی تصور کرنی چاہیئے - بجز اس کے کہ اوس کے خلاف ثابت کیا جائے (۶) عدالت کو یہ تجویز کرنی چاہیئے تہی کہ تاثیر دستاویز مذکور کی یہ نہین تہی کہ مدعی بنیک کو دہوکہ دے (۷) عدالت کو یہ تجویز کرنی چاہیئے تہی کہ مدعی بنیک کو دستاویز مذکور کی اطلاع تہی اور بدین وجہ اوس کے سبب سے دہوکہ نہین ہوا (۸) عدالت نے یہ تجویز کرنے مین غلطی کی کہ دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد کو کوئی تعلق دستاویز مذکور سے تہا (۹) اور عدالت نے یہ تجویز کرنے مین غلطی کی کہ از روے دستاویز انتقال جایداد ہوا یا اوس سے کسی جایداد کا انتقال عمل مین آیا یا اوس کی رو سے کوئی جایداد منتقل ہوتی (۱۰) اور عدالت کو یہ تجویز کرنی چاہیئے تہی کہ جایداد داخل ہبہ نامہ مورخہ ۱۵ جون ۱۸۸۰ء جسکی بابت دستاویز انتقال تحریر کی گئی تہی جایداد ذاتی تہی اور یہ تجویز کرنی چاہیئے تہی کہ نہ دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد اور نہ اسٹیٹیوٹ ۱۳ جلوس ملکہ الیزبتہ باب ۵ کو کوئی تعلق ایسا تہا کہ جس سے کہ دستاویز انتقال فریبی یا کالعدم ہو جائے

مسٹر لو و سر گرلفیتہ ایونس منجانب اپیلانٹان

مسٹر فلپس و مسٹر ارادکینیلی و مسٹر زوراب منجانب رسپانڈنٹان -

سر گرلفیتہ ایونس عدالت ماتحت نے بموجب دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد کے یہ تجویز کی ہے کہ دستاویز انتقال ۱۸۸۷ء کو بمقابلہ مدعی بنیک کے فریبی اور کالعدم تصور کرنا چاہیئے اس سے وہ قاعدہ متعلق کیا گیا جو بابت اسٹیٹیوٹ ۱۳ جلوس ملکہ الیزبتہ باب ۵ کے قرار دیا گیا تہا اور جو از روے دفعہ ۲ ایکٹ انتقال جایداد کے منسوخ جایداد کے منسوخ کیا گیا تہا اور یا ہے جس کی دفعہ ۵۳ - ایکٹ مذکور قایم کی گئی ہے وہ اسٹیٹیوٹ عہد ملکہ الیزبتہ بابت انتقالات

سنہ ۱۸۹۴ء
جوتھوا
بنام
ایلائینس بینک
آف شملہ

خود اختیاری کے نہین یعنی اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۳ جلوس ملکہ ایلزبتھہ باب ۵ جسکی رو سے اِس قسم کے انتقالات بمقابلہ دائنان کے کالعدم قرار دئے گئے تہے اور بموجب اوس اسٹیٹیوٹ کے یہ تجویز کرنی لازم تہی کہ آیا نیت فریبانہ تہی یا نہین اور اسٹیٹیوٹ سنہ ۲۷ جلوس ملکہ ایلزبتھہ باب ۴ بہی جسکی رو سے ایسی دستاویزات خود اختیاری بمقابلہ مشتریان مابعد کے خواہ اون کو اطلاع ہو یا نہ ہو کالعدم قراردی گئی تہین جن کی نسبت قیاس نیت فریبانہ کا ہونا چاہیئے تہا یہ دو اسٹیٹیوٹ بلاشک ملک ہذا مین بہر حال بصیغہ ابتدائی دیوانی عدالت کے یعنی بلاد پریزیڈنسی مین نافذ تہے جودیا بنام عبدالکریم(۱) و عبدالحی بنام محمد مظفر حسین (۲) ملاحظ طلب یہ دونون اسٹیٹیوٹ ازروے ایکٹ انتقال جایداد کے منسوخ کئے گئے اور دفعہ ۵۳ ایکٹ مذکور اب بجاے اُن کے قایم ہے یہ عرض کیا جاتا ہے کہ بموجب دفعہ مذکور انتقالات اختیاری اوسی حالت مین ہین کہ جس مین وہ انگلستان مین ازروے ایکٹ زمانہ حال موسومہ وولنٹری ڈیڈس ایکٹ مصدرہ سنہ ۱۸۹۳ء (سنہ ۵۶ و ۵۷ جلوس وکٹوریا باب ۲۱) قایم کئے گئے ہین یہ ایکٹ عنوان مین از نام ایکٹ بغرض ترمیم قانون متعلقہ ابطال دستاویزات انتقال اختیاری موسوم کیا گیا ہے دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کی رو سے قیاس ہونے نیت فریبانہ کا رفع کیا گیا ہے مین یہ حجت کرتا ہون کہ تاثر دفعہ ۵۳ کی یہ ہے کہ اب کوئی ناقابل تردید قیاس نسبت دستاویزات اختیاری کے بمقابلہ مشتریان مابعد کے نہین ہے اگر اوس کی یہ تعبیر کیجائے کہ قانون اوسی حالت مین رہا کہ جس مین وہ بموجب دو اسٹیٹیوٹ ایلزبتھہ کے تہا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ہی الفاظ مندرجہ دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جایداد کی تعبیر مختلف طریقون پر بابت دستاویزات اختیاری کے بمقابلہ دائنان کے (اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۳ جلوس ملکہ ایلزبتھہ باب ۵) اور دستاویزات اختیاری کے بمقابلہ مشتریان کے (اسٹیٹیوٹ سنہ ۲۷ جلوس ملکہ ایلزبتھہ باب ۴) کرنی لازم آوے گی۔ اور ایسی تعبیر صحیح نہین ہوسکتی ایک ہی عبارت کی ایک ہی طریق سے تعبیر نسبت دونون قسم کی دستاویزات کے ہونی ضرور ہے نسبت تاریخ مسودہ انتقال جایداد کے دیکھو تمہید ایکٹ انتقال جایداد مطبوعہ گو سوامی اُنارس صاحب جسٹس نے نوٹ دفعہ ۵۳ مندرجہ اینگلو انڈین کوڈس صفحہ ۷۰۷ مولفہ ہوئیٹلی اسٹوکس صاحب کا حوالہ دیا) الفاظ دفعہ مذکور نسبت اس معاملہ کے یہ ہین قیاس کیا جاسکتا ہے اُن الفاظ کی رو سے ایک اختیاری کرنے قیاس نیت بجرمانہ کا دیا گیا ہے (دیکھو دفعہ ۴ ایکٹ شہادت) فرق مابین ان الفاظ اور

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۴ صفحہ ۲۱۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۷ و لا رپورٹ اپیلیا۔ ئے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۱۰

سنہ ۱۸۹۳ء جاشوا بنام یونین بینک آف شملہ

نہیں کیا ہے دیکھو مقدمات ہدایتی مولفہ بیریٹ صاحب صیغہ ایکویٹی صفحہ ۳۱۱ مسس باشوا کا یہ منشا نہ تہا کہ جایداد کو اپنے اختیار سے باہر کرے (ریتھرم صاحب چیف جسٹس) با اینہمہ مسماۃ نے ایسا کیا ہے ۔ کیا عدالت نفاذ دستاویز مذکور کا خلاف مسماۃ کے منشا کے کرے گی مسماۃ کا یہ منشا نہ تہا کہ اپنے آپ کو اس اختیار سے محروم کرے کہ جایداد کی نسبت جسطرح چاہیئے عمل کرے اور وہ نہیں جانتی تہی کہ دستاویز مذکور کا ایسا اثر ہوگا ۔ دیکھو مقدمہ بیریٹ بنام بیریٹ (۱) (او کینلی صاحب جسٹس ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کتب مستند ایسی دستاویز کے قابل انفساخ ہونیکے خلاف ہین (تمام مقدمات بابت امانت ہائے قابل منسوخی کے بموجب ایسے اختیارات کے ہین جو کسی اور شخص سے حاصل کئے گئے ہون اور وہ مقدمات ہذا سے قابل امتیاز ہین بحث یہ ہے کہ کیا مسماۃ کی یہ نیت تہی کہ اپنے آپ کو اپنے اختیار متعلقہ اس جایداد سے محروم کرے (ریتھرم صاحب چیف جسٹس ۔ کیا ہم اس سے زیادہ کہہ سکتے ہین کہ مسماۃ کی کیا نیت تہی جو دستاویز مذکور سے ظاہر ہوتی ہے دستاویز مذکور مسماۃ نے بعد مشورہ اپنے سالیسٹر کے تحریر کی تہی (کل معاملہ بالکل مطابق اس تحیت کی ہو کہ مسماۃ کا یہ منشا نہ تہا کہ اپنے آپ کو اپنے اختیار متعلقہ جایداد سے محروم کرے (او کینلی صاحب جسٹس ۔ مسماۃ نے کبہی کوئی بات بعد اپنے شوہر کی وفات کے جو سنہ ۱۸۸۲ء مین ہوئی نہین کہی لہذا اوس روپیہ کو اپنے شوہر سے بچانا خاص وجہ واسطے اس کے عمل تحریر کرنے دستاویز انتقال کی نہ تہی) مسماۃ اوس وقت اپنی غرض ظاہر کر دیتی کہ اس سے اوس کے اطفال کو فایدہ پہونچتا ۔ کوئی امانت قایم نہین کی گئی تہی ہیوز بنام ہیشنر (۲) جو یدیگرم صاحب والیس چانسلر ملاحظہ طلب ضرور ہے کہ نیت اس کے قایم کرنے کی ہو اس امر کا ثبوت بذمہ اپیلانٹ ہے کہ مسماۃ کا یہ منشا تہا کہ اپنے آپ کو اختیار منتقل کرنے جایداد سے محروم کرے بار ثبوت اس امر کا ہمارے ذمہ نہین ہے کہ مسماۃ کا یہ منشا نہ تہا کہ اپنے آپ کو محروم کرے مسماۃ کا یہ مقصود نہ تہا کہ کوئی امانت قایم کی جائے گیسکل بنام گیسکل (۳) اسمتھ بنام وارڈ (۴) (ریتھرم صاحب چیف جسٹس ۔ نے فیلڈ بنام لانسڈیل (۵) کا حوالہ دیا) ولکنسن بنام او ڈگیٹ (۶) ملاحظہ طلب کافی اور کثیر اختیار امانتدار کو قایم کرنے مطالبہ کا جایداد پر تہا ۔ بشرطیکہ قایم کنندہ امانت اور امانتدار کو اتفاق ہو کہ جیسا ادن کو تہا ۔ رسپانڈنٹان مشتریان بعوض مالیت

(۱) رپورٹ اسمیٹ صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۳۴ (۲) رپورٹ ہیر صاحب جلد ۱ صفحہ ۹۷۳ (۳) رپورٹ پنک جروس صاحبان جلد ۲ صفحہ ۵۰۵ (۴) رپورٹ سمن صاحب جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۲ (۵) رپورٹ بیون صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۸۸ (۶) رپورٹ مسلین کین صاحبان جلد ۴ صفحہ ۶۹۳ ۔

سنہ ۱۸۹۴ء
جانشدا
بنام
ایلاینس بنک آف
شملہ

بلا اطلاع ہین اور اون کو حق قانونی حاصل ہے (۸) اپیلانٹان سے کہتے ہین کہ تم اوس حق کو زایل نہین کر سکتے (اپیلانٹ کو یہ ثابت کرتا ہے کہ اونکا حق اور اگر اون کو کوئی حق ہے تو اوس کو ثابت کرین) ہمارے حق سے اعلی ہے ہماری حیثیت پر صرف بذریعہ یہ ثابت کرنیکے اعتراض ہو سکتا ہے کہ ہم کو اطلاع تھی واضح ہو کہ ہم کو اطلاع نہ تھی اور عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ ہم نے اس مقدمہ مین مناسب احتیاط اور توجہ کے ساتھ اور نیک نیتی سے عمل کیا ہے دیکھو مقدمہ اگرہ بنیک بنام بری (۱) اور ایکٹ انتقال جایداد دفعہ ۴۱ جس کے ذریعہ سے ایکٹ مین مسئلہ نسبت مشتری نیک نیت بلا اطلاع ...... داخل کیا گیا ہے -

اب ذکر دفعہ ۵۲ ایکٹ انتقال جایداد کا کیا جاتا ہے اوس مین ایک ہی قسم کے الفاظ واسطے دو اسٹیٹیوٹ کے جو متوجہ کئے گئین استعمال کئے گئے ہین یعنی اسٹیٹیوٹ سنہ ۱۳ جلوس ملکہ ایلزبتھ باب ۵ (نسبت محروم کرنے دائنان کے ان کے حق سے) اور اسٹیٹیوٹ سنہ ۲۷ جلوس ملکہ ایلزبتھ باب ۴ (نسبت فریب دہی منتقل الیہم بالعبد کے) کیونکہ الفاظ تو اون مذکورہ کے ایک ہی تہے اسٹیٹیوٹ سنہ ۲۷ جلوس ملکہ ایلزبتھ باب ۴ مین کوئی ایسا امر نہین ہے کہ عدالت کوئی قیاس کرے لیکن بلا ہونے کسی الفاظ کے جو تعبیر اوس کی کیگئی یہ تہی کہ قیاس ناقابل تردید ہے از روے دفعہ ۵۲ ایکٹ انتقال جایداد کے عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ قیاس کرے اور دلیل دوسری جانب کی یہ ہے کہ اس سے عدالت کا اختیار قیاس کرنیکا کم ہو جاتا ہے لیکن کس لئے کم ہو جاتا ہے عدالت کا اختیار قیاس کرنیکا دینے سے اوسکا اختیار قیاس کرنے کا محدود نہین کیا جاتا ہے یہ مقصود نہین تہا کہ تمام احتیاطین واسطے انسداد پوشیدہ فریبون کے ملک ہذا مین رفع کیجائین اس ملک مین وہ بہت زیادہ ضروری ہین جہان کوئی بات جیسی کہ وہ ظاہر مین معلوم ہوتی ہے نہین ہوتی مثلاً معاملات بینامی و ارقاف وغیرہ منشا یہ تہا کہ قانون انگلستان کو جیسا کہ وہ قبل ایکٹ دستاویزات اختیاری مصدرہ سنہ ۱۸۹۳ء کے تہا یعنی جیسا کہ وہ اسٹیٹیوٹ سنہ ۲۷ جلوس ملکہ ایلزبتھ باب ۴ اور مقدمات بموجب اسٹیٹیوٹ مذکور مین مندرج تہا داخل قانون کیا جائے انگلستان مین قانون تبدیل کیا گیا ہے لیکن اس ملک مین نہین دیکھو تحریرات ویسٹ صاحب جسٹس بمقدمہ رنگیل بہائی کلیاندہس بنام ونایک وشنو (۲) اور ہوکس صاحب کی اسپیچ مندرجہ کتاب مولفہ گوسامی بابت ایکٹ انتقال جایداد یہ مقدمہ صول بمقدمہ موجودہ بنام عبد الکریم (۳) و عبد الحی بنام محمد منظفر حسین (۴) مین داخل ہوتا ہے اور اصول ان

(۱) لا ریورٹ مقدمات اپیل انگلینڈ و ائرلینڈ (۲) انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۶۶۲ (۶۷۱) (۳) ویکلی ریپورٹر جلد ۴ صفحہ ۴

(۴) انڈین لا ریپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ (۱۲۴) و لا ریپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱ صفحہ ۶۷ -

سنہ ۱۸۹۳ء
جانشوا
بنام
چینیس بینک آف
شملہ

مقدمات کلکتہ اور مفصل سے یکسان متعلق ہے اثر اسٹیٹیوت سنہ ۲۱ جلوس ملکہ الیزبتھ باب ۴ کا بہ جات اختیاری پر تمام حکام نے سخت تصور نہین کیا تھا گو کاکبرن صاحب چیف جسٹس نے ایسا تصور کیا تہا مگر بٹیکرن صاحب جسٹس نے ایسا تصور نہین کیا ناراضی حکام کی دار گئی تھی اس سبب سے بھی کہ بصورت اطلاع کے بھی اُس سے ہبہ زایل ہوتا تہا کلارک بنام رایٹ (۱) بیکیرن صاحب جسٹس نے ناپسندیدگی نسبت مسئلہ ناقابل تردید ہونے قیاس کے ظاہر نہین کی دیکھو صفحہ ۸۲۰ رپورٹ مذکورہ ولیمس صاحب جسٹس نے دیکھو صفحہ ۵ ء ۸۱ اصل صفحہ ایکوئٹی مولفہ سنیل صاحب صفحہ ۳۴۴ کا نسبت تبدیل کرنے جایداد منقول کے ساتھ جایداد غیرمنقول کے اور مقدمہ پاول بنام لنڈن ویراونشیل بنیک (۲) کا نسبت اس امر کے کہ بنیک کو اطلاع ہبہ تا انفصال کیا جائے گا حوالہ دیا گیا۔

مسٹر اوکینیلی اوسی جانب سے مسس جانشوا کو اس جایداد مین حق قطعی حاصل تہا۔ بار وڈ بنام اسٹریٹ (۳) داروین بنام فیرر (۴) اگر موجب دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد کے قیاس ناقابل تردید نہین ہے بلکہ ایسا قیاس ہے جس پر غور کیا جا سکتا ہے تو عدالت نے اس مقدمہ مین یہ قیاس کیا ہے کہ دستاویز مذکور فریبی ہے اور اس قیاس کرنے کی عدالت بموجب دفعہ ۴ - ایکٹ شہادت کے مستحق تہی جس مین الفاظ جانیہ ہے کہ قیاس کیا جاوے کی توضیح کی گئی ہے تمام امور بہ ثبوت اس امر کے موجود ہین کہ فریب صاف طور پر مستنبط ہو سکتا ہے اور کوئی امر بہ تردید اس کے نہین ہے جو قیاس کہ اخذ کرنا چاہیئے وہ ایسا ہونا چاہیئے جو عدالت کو بموجب اسٹیٹیوت سنہ ۱۳ جلوس ملکہ الیزبتھ باب ۵ کے کرنا لازم ہوتا اور اسٹوکس صاحب نے اپنے انگلو انڈین مجموعات مین تحریر کیا ہے کہ بجائے وقعہ مذکور کے دفعہ ۵۳ - ایکٹ انتقال جایداد قایم کی گئی ہے ہم نے وہ تمام تلاش جو ہم پر کرنی لازم تہی یہ خیال کرکے کی کہ ہمارے ساتھ معاہدہ صرف دو اشخاص کا تہا جو استحقاق عطا کر سکتے تہے کہ جایداد مذکور پر کوئی بار نہین ہے اور دستاویزات استحقاق سے کوئی امانت ظاہر نہین ہوتی تہی یہ دستور ہے کہ تلاش ہائے ماسبق پر اعتبار کیا جاتا ہے کہ جیسا ہم نے اس مقدمہ مین کیا۔

مسٹر لوپو نے جواب دیا۔ اصل بحث یہ ہے کہ آیا جج عدالت ماتحت کی راے نسبت قیاس کرنے فریب کے صحیح تہی یا نہین یہ امر کہ آیا فی الواقع فریب تہا یا نہین ایک ایسا امر تہا جو عدالت

(۱) رپورٹ ہاوس آف لارڈس مقدمات صاحبان جلد ۶ صفحہ ۶۹۸ (۲) لارپورٹ سنہ ۱۸۹۳ء چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۶۱۰ (۳)

(۴) ... ویسی ہین صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۵ (۴) رپورٹ ویسی سینیر صاحب جلد ۱۹ صفحہ ۹۳

سنہ ۱۸۹۳ء
جاشوا
بنام
ایڈمنسٹریٹر جنرل

ماتحت مین پیش نہین کیا گیا تہا بلکہ صرف بحث قیاس کرنے فریب کی بموجب اسٹیٹوٹ ۱۳ ملکہ الیزبتہ باب ۵ سے تہی قطع نظر قانونی خیال فریب کے اس مقدمہ مین کوئی ایسا امر نہین ہے جس سے فریب قیاس کیا جا سکے بر بنائے واقعات یہ تجویز نا ممکن ہے کہ مسس جاشوا کا یہ منشا تہا کہ ارتکاب فریب کیا جائے دستاویز انتقال کا یہ مقصود تہا کہ جایداد مذکور مسماۃ کے اطفال کو چہوڑی جائے اور اون کے فایدہ کے لئے امانت کیگئی تہی حق قانونی نسبت جایداد مذکور کے امانت دار کو حاصل تہا پس مقدمہ بارفورڈ بنام اسٹریٹ وارڈین بنام فریزر قابل اتباع نہین مسس جاشوا کا تما حق جو اوس کو حاصل تہا بذریعہ دستاویز انتقال کے منتقل کیا دیکہو مقدمہ ینی بنام مارگن (۱) مسماۃ کو اختیار منسوخی حاصل نہ تہا یا مہ ۱۸۶۰ء ایک ہبہ نامہ اختیاری نہ تہا نسبت اس امر کے کہ معیار بار ثبوت کا کیا ہے مقدمہ ابرتہر بنام نارتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی (۲) کا حوالہ دیا گیا تجویز لوون صاحب لارڈ جسٹس و نیز مقدمہ آگرہ بینک بنام بیری (۳) کا بہی حوالہ نسبت اطلاع کے دیا گیا - عدالت نے واسطے غور کی مہلت لی

تجویز عدالت (پیتہرم صاحب چیف جسٹس و نارس صاحب جسٹس و اوکینیلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

اسمقدمہ مین اپیلانٹان پسران مسٹر جاشوا ہین جن کے اوپر عدالت ماتحت سے ایک ڈگری صادر ہوئی جسکی ناراضی سے اپیل ہے -

مسس جاشوا کی شادی سنہ ۱۸۵۸ء مین ہوئی اور سال مابعد مین مسماۃ نے بعض میونسپلٹی ڈبنچر ملکیت اپنے باپ کے جو مسماۃ کے بہائی کے نام کے تہے پائے بعد ازان مسماۃ نے یہ جایداد ہبہ کی اور مسٹر ای الیس گبی اور اپنے بہائی کو امانت دار مقرر کیا کہ جایداد مذکور پر واسطے مسماۃ کے تاحیات اوس کے بلا اختیار انتقال کے اور بعد ازان واسطے ایسے اشخاص کے قابض رہین جن کے حق مین مسماۃ بذریعہ دستاویز یا وصیت نامہ کے انتقال کرے ڈبنچر ہائے مذکور تہوڑے عرصہ بعد فروخت کئے گئے اور اون کی قیمت معہ سود کے جو ۱۸۶۲ء مین بہائی احد الامانتداران یعنی گبی سے قرض لی گئی تہی ایک مکان واقع کلکتہ کی خریداری مین لگائے گئے ۱۸۶۳ء مین مسس جاشوا نے چاہا کہ اپنے بہائی مسٹر ایلیاس کو اوس کی امانت سے بری کرے اور ظاہرا اوسکو یہ منظور تہی کہ انتقال بحق اپنے اطفال کے کرے اور وہ طریقہ جس سے مسماۃ نے انتظام کو کیا صرف ایسا طریقہ تہا کہ جس سے حال انتقال کا جہانتک ممکن ہو پوشیدہ رہے ۱۸ دسمبر ۱۸۶۳ء کو دو دستاویزات تحریر کی گئین مسٹر ایلیاس امانت سے سبکدوش ہوا اور اپنا حق بحق باقی ماندہ امانتدار یعنی مسٹر گبی کے منتقل کیا اور مسس جاشوا نے ایک دستاویز انتقال بحق اپنے اطفال کے تحریر کی دستاویز انتقال کا جسکی رجسٹری بعد بریت کرنے مسٹر ایلیاس کے

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۴۳۲ (۲) لا رپورٹ کوئینس بنچ ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۰ و ۴۵۵ (۳) لا رپورٹ ہیوس آف لارڈس انگلینڈ

۱۸۹۷ء
جاشوا
بنام
یاؤنس بینک
آف شملہ

اوس کی امانت سپرد کرائی گئی تہی اور جسپر صرف اوسکی ہی گواہی تہی کوئی ذکر اوس دستاویز باستحقاق مین نہتا ور لیبقت امانتدار بافیانہ وسکے ہتی بیبیان کیا گیا ہے کہ بوقت تحریر کرنے اس دستاویز کی مسس جاشوا نے مسٹر گرکری اپنے سالیسٹر سے کہا کہ اوسکا شوہر ایک تاجر ہے اور ظاہر اسا لیسٹر کو یہ خیال گذرا کہ وہ یہ چاہتی ہی کہ ایک دستاویز انتقال اس غرض سے تحریر کرے کہ اوسکا شوہر اور بیوپاری وائے اس کے ساتھ ہی ہمقدر کی کسی مین کوئی ایسا امر نہین ہی جس سے یہ باور کرین کہ اوسکا شوہر کبہی محتاج تہا یا کبہی اوس نے مساۃ پر بار ڈالا یا بلا بہو رلینے جایداد کو خوف ہوا معاملات اس جانبین ۱۸۸۲ء تک رہی مارچ سنہ مذکور مین مسٹر ایلیاس بجائے مسٹر گبی کے تنہا امانتدار رہا اور اوسوقت اوس کی رضامندی و اقرار مسس جاشوا کی بذریعہ ایک رہن نامہ کی مبلغ سعہ مسٹر گبی مساۃ کی امانتدار سابق سے قرض لئے اس دستاویز پر مسس جاشوا اور مسٹر ایلیاس نے دستخط کئے اور اوسمین مطلقا کوئی ذکر دستاویز انتقال ۱۸۸۰ء کا نہین ہی اور بہ ظاہر اوس سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ اوسوقت تک کوئی تبدیل استحقاق مین مسس جاشوا نے نہین کی تہی مسس جاشوا کا شوہر اکتوبر ۱۸۸۸ء مین فوت ہوا اور اوس کے بعد وہ زمانہ آیا جبہین اگر حسب بیان اپنے مسس جاشوا نے کہ دستاویز انتقال صرف بغرض بچنے کے اپنے شوہر سے تحریر کی تہی تو اسکو چاہئے تہا کہ ایماندری سے امانتدار کو اطلاع کرتی کہ زمانہ چہپانیکا گذر گیا ہی اور یہ کہ اس نے انتقال جایداد کیا ہی قرضہ بیعنامہ ۱۸۹۲ء سے ۱۸۸۲ء کے عوض ہی اور اوسوقت مسٹر گبی نے حسب درخواست مسٹر ایلیاس امانتدار کے انتقال رہن مذکور کا بحق سیلاہ ابراہیم وغیرہ کے کیا جنہون نے معاوضہ انتقال مذکور کی مسٹر گبی کو سعہ اور مسٹر ایلیاس امانتدار کو سعہ کل مبلغ سعہ ادا کئے اور ۲۵ جولائی کو سیلاہ ابراہیم وغیرہ نے ایک اور قرضہ مسٹر ایلیاس کو سعہ کا دیا کل سعہ جایداد مرہونہ پر قرض لئے گئے تہے اس حالمین مثل معاملہ ۱۸۸۲ء کے استعمال اختیار انتقال کا کچہ ذکر نہین کیا گیا اور استحقاق بنسبت جایداد کے وہی تہا جو ۱۸۸۲ء مین ظاہر کیا گیا تہا چونکہ زر رہن ۱۸۸۸ء کا غیر سودی رہا لہذا امانتدار نے کوشش قرض لینے روپیہ کی مدعی مقدمہ ہذا سے کی اور اوسنے اور مسس جاشوا نے ۲۶ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو جایداد بعوض سعہ کے رہن کی اس رہن نامہ مین مسس جاشوا نے یہ بیان کیا کہ اوسنے کوئی انتقال ناقابل منسوخی بابت جایداد مذکور کے نہین کیا ہی اور تمام انتقالات کو اگر اس سے پیشتر کوئی مساۃ نے کیا ہو منسوخ کرکے اوس نے دستاویز انتقال بحق بینک کے تحریر کی۔

اس مین کچہ شک نہین ہو سکتا کہ مسس جاشوا کو مضمون تمام دستاویزات ۱۸۸۲ء و ۱۸۸۸ء و ۱۸۹۰ء کا معلوم تہا اور مساۃ نے ایک نہایت نامناسب طریق پر عمل کیا - بموجب دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جایداد کے جس صورت مین کہ انتقال معنت مین بعوض نہتا کم معاوضہ کے کیا گیا ہو یہ قیاس کیا جا سکتا ہی کہ انتقال مذکور بغرض دہوکہ دینے یا روپیہ پانے کے نقصان کے کیا گیا ہی لیکن علاوہ قیاس کے جو کہ معاملہ ۱۸۸۰ء ایک نہایت غیر معمولی طریق پر اور صرف اس طریقہ پر جسمین پوشیدگی تمام ہو اسکی عملین لایا گیا تہا دستاویز انتقال امانتدار کو نہین دیگئی تہی اور اوسکا کوئی ذکر

۱۸۹۴ء
جاشوا
بنام
الاسین بیگیات
شمشد

وثیقہ میں استحقاق درج نہیں کیا گیا تھا بخلاف اس کے مساۃ نے اسکو اپنے پاس رکھا کہ جو ایک امر بہا تھی بذریعہ اس غیر معمولی کارروائی کے ہبہ کنندہ اور امانت دار اتفاقاً و قتاً فوقتاً کثیر ان اشخاص کو جنہوں نے روپیہ ان کو قرض دیا یہ باور کرا کے قرض لے سکتے کہ کل استحقاق مساۃ امانت دار کو حاصل تھا۔

لہذا ہمارے نزدیک بہ نتیجہ اخذ کرنا مناسب ہے کہ یہ غیر معمولی طریقہ مساۃ نے ۱۸۲۸ء میں اس نیت سے اختیار کیا تھا کہ وہ خود اور امانت دار بذریعہ ظاہر کرنے استحقاق کامل ہبہ کے حاصل کر سکیں اور جا بیمہ دائنان اپنا روپیہ وصول نہ کر سکیں :-

لہذا ہمارے نزدیک ڈگری عدالت ماتحت صحیح ہے اور یہ اپیل ڈسمس ہونا چاہیے

اپیل ڈسمس ہوا

اٹارنیان منجانب اپیلانٹان مسٹرز گرگری و جولس۔

اٹارنیان منجانب رسپانڈنٹان مسٹرز ڈگنم رابنسن و اسپارکس و مسٹرز ہیرس و سائینسن۔

پریوی کونسل

ہیمنت کماری دیبی (مدعیہ) بنام جگدیندر ناتھ رای بہادر (مدعا علیہ)

ہیم چندر چودہری (مدعی) بنام جگدیندر ناتھ رائے بہادر (مدعا علیہ)

[برطبق اپیل از ہائیکورٹ مقام کلکتہ]

اضافہ لگان۔ تعلقہ علیحدہ جو سابق میں جزو زمینداری تھا۔ ڈگری ۱۸۲۲ء۔ آئین ہشتم ۱۸۱۹ء دفعات ۱۰ و ۱۱۔ ایکٹ اسامیان بنگال مصدرہ ۱۸۸۵ء دفعہ ۶۷۔

ایک ڈگری صدر دیوانی عدالت مصدرہ ۱۸۲۲ء میں یہ قرار دیا گیا کہ ایک تعلقہ اس زمینداری سے جس کا وہ ابتدا جزو تھا بموجب احکام دفعہ ۵ آئین ہشتم ۱۸۱۹ء علیحدہ کیے جانے کے لائق ہے ڈگری مذکور میں ہدایت تھی کہ تا علیحدگی تعلقہ داران زمیندار کو مطابق اس جمع کے جو تعلقہ پر تشخیص ہو چکی تھی ادا کریں اور یہ مالگذاری بطریق عملیات علیحدگی کے اس زر مالگذاری سے منہا کر دی جاے جو زمینداری پر تشخیص تھی۔ بعدہ کارروائیات بغرض علیحدگی جاری رہیں مگر نزاع عدالتی اور توقفات پیدا ہوئے جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب نالشات حال ۱۸۸۵ء میں جو ۲ ہوئیں اس وقت علیحدگی عمل میں نہیں آئی تھی ان نالشات میں فارقین اور وہ حصص جن میں زمینداری تقسیم ہو گئی تھی دعوی اضافہ لگان تعلقہ کیا تجویز ہوئی کہ ڈگری ۱۸۲۲ء جس پر بہت پہلے عمل کیا گیا تھا نسبت اس امر کے قطعی تھی کہ تعلقہ بموجب دفعہ ۵ آئین ہشتم ۱۸۱۹ء زمینداری سے علیحدہ ہو اور منجملہ زمینداران کو کوئی استحقاق اضافہ کا نہ تھا۔ دفعہ ۶۷۔ ایکٹ اسامیان بنگال بابت ۱۸۸۵ء صرف اس لگان سے متعلق ہے جو ہر سال واجب الادا ہو۔

اپیل ہائے یکجائی بنا راضی ایک تجویز ہائے چار ڈگریات (۲۵) مارچ ۱۸۹۰ء ہائیکورٹ شعبہ اپیلی کلکتہ ۲۶ اپریل و ۷ جولائی ۱۸۸۷ء) صادر بوجہ تجویز تحت ماتحت سنگھ۔ یہ اپیل ہائے دو مدعیان منجانب اپیلانٹ ہیں جو قابض حصص زمینداری ہیں ایک قابض حصہ اور دوسرا قابض حصہ ۴ زمینداری کھیریا جن شاہی واقع

۱۸۹۴ء
ہیمنت کماری دیبی
بنام
جگدیندر ناتھ رای بہادر

ضلع [illegible] کی تہیں ان مقدمون میں سے ہر ایک نے عدالت ضلع بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۸۹۱ء دعویٰ لگان بلحاظ اضافہ بابت ایک تعلقہ موسومہ
بالاسوتی دیہات کے نالش کی جسکی بابت مدعیان شہ کو سارا ان کے پیشتر ان کی حیثیت سے بحیثیت زمینداران لگان متعلقہ واجب علیہ جو ایک [illegible]
ہیں یہ تعلقہ زمینداری میں جو قبل بندوبست استمراری کے ایک زمیندار سابق نے عطا کیا تہا جسکو اور اوسکے قائم مقامان کو پیشتر تعلقہ اصلی [illegible]
تہے جو تعلقہ پر تشخیص کیا گیا تہا یہ زرلگان جو ابتدا از مبلغ [illegible] تہا سنہ ۱۲۰۱ بنگالی (۱۷۹۴ء) میں بڑہاکر مبلغ [illegible] کر دیا گیا زمینداری بعد تقسیم بعد
زمینداری کو قابضان حصص زمینداری کو حصہ رسدی ادا کیا گیا جسوقت نالشات حال شروع ہوئیں اوسوقت قابض ۱۰ حصہ مہارانی سرت سندری دیبی بیوہ مہاراجہ
جوگیندر نرائن رای مرحوم تہی مہارانی صاحبہ دوران نالش میں فوت ہوگئیں اور اب قائم مقام اونکی رانی ہیمنت کماری دیبی بیوہ اوسپسر کی جو ابتنی ہوگیا ہے
جسکو رانی صاحبہ موصوفہ نے بطور اپنے شوہر مرحوم جوگیندر نرائن کے متبنیٰ کیا تہا فیصلہ متعلقہ دعویٰ رانی کتاب [illegible] کی پابندی نسبت دعویٰ پیم چندر چودہری
کے تہی جو قابض ۶ حصہ کا تہا - یہ امر کہ آیا زرجمع جو بابت تعلقہ کے بطور لگان زمیندار کو ادا کیجاتی تہی از طرف زمیندار اضافہ کیا سکتی تہی یا نہیں
اسبات پر منحصر تہا کہ آیا تعلقہ مذکور حسب مراد دفعات آئین ہشتم ۱۸۶۹ء متعلقہ تعلقجات علیحدہ تابع تہا یا خود سر مگر قبل اوسکے اس امر کا فیصلہ کرنا ضرور تہا کہ
آیا بروئے ایک ڈگری صدر دیوانی عدالت صادر ۱۸۵۰ء کے اور انفصال بیداد ان اشخاص کے ذریعہ سے فریقین مقدمہ عہدہ دار تہے یہ امر قابل تحت تجویز باقی
تہا یا نہیں - مختصراً واقعات یہ ہیں کہ رانی بہوبہنی نے جو قابض زمینداری قبل بندوبست دہ سالہ تہی تعلقہ متنازعہ لیبنی دختر تارا دیبی کو عطا کیا تہا
اور اس عطیہ کو مہاراجہ رام کرشن رای نے جنکے ساتھ بندوبست مذکور عمل میں آیا بحال برقرار رکہا مگر زمینداری بعدہ ایک دوسرے خاندان کے قبضہ میں
چلی گئی مگر تعلقہ ابتدائی خاندان کے قبضہ میں رہا - نسبت تعداد زرجمع کے جو تعلقہ دار کو ادا کرنی چاہئے تہی تنازعات برپا ہوا اور بالخصوص وہ نالش دایر ہوئی
جسکا فیصلہ صدر دیوانی عدالت نے مختتم طور پر ۱۸۵۰ء میں کیا - بہوبیندر نرائن بنام کشن ناتھ رای (۱) یہ نالش بتاریخ ۱۲ - دسمبر ۱۸۴۸ء اوس زمانہ کے تعلقہ دار
۱۸۹۶ء
کشن ناتھ رای پسر رام کرشن رای مورث مسپانڈنٹ نے بنام بہوبیندر نرائن ساتھ اس شکایت کے دایر کی تہی کہ شخص آخر الذکر نے بموجب آئین ہفتم
ایک حکم بمقابلہ نائب مدعی بابت ادا کئے جانے زرلگان کے از طرف تعلقہ دار بشرح مبلغ [illegible] سالانہ کے حاصل کر لیا تہا اور رقم مذکور مدعی کی
ذمہ داری لگان سے بعد مبلغ [illegible] زیادہ تہی مدعی مذکور نے زرتفاوت کا دعویٰ کیا جو ادا ہی یہ تہی کہ اضافہ مالگذاری بلحاظ رسد بیشی
چار سالہ تمام زمینداری یکہو ریاضین شاہی پر بوقت بندوبست دہ سالہ تشخیص ہوئی تہی اور صاحب کلکٹر نے رسد متناسب اوپر تعلقہ بالا
سوتی کے تشخیص کی تہی اور مبلغ [illegible] بطور جمع سالانہ بابت ۱۱۹۶ (۱۷۹۰ء) مقرر کیا تہا پس حکم یہ کہ حسب ضابطہ حاصل کیا گیا
تہا تاہم عدالتہای مقامی کی رائے میں نسبت اس امر کے اختلاف تہا کہ تعلقہ دار شکایت کنندہ کو کیا جانا چاہئے لیکن دونوں
عدالتوں کی یہ رائے تہی کہ جزو اً روپیہ واپس ہونا چاہئے مگر صدر کورٹ نے بر طبق اپیل مدعا علیہ وہ تجویز صادر کی -
جس کے بموجب یہ تنسیخ ڈگریات عدالت ماتحت و نامنظوری دعوے واپسی کسی قدر روپیہ کے عدالت موصوف
نے نسبت معاملہ علیحدگی تعلقہ کے بحث کی اور اس طور پر موجودہ حالت معاملہ پر مابین اشخاص قابض اون
جنہیں فریقین نالش سابق قابض تہے اثر ڈالا بوقت سماعت اپیل ہذا یہ بیان کیا گیا تہا کہ اب اصل مقدمہ مذکور دستیاب نہیں ہو سکی لیکن
تجویز مذکور کو سناکت عدالت موصوف مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۵۰ء سے ظاہر ہوتی ہے جسکو خاص الفاظ تجویز ایک کورٹ مورخہ ۲۵ - مارچ ۱۸۹۱ء میں درج ہیں -

(۱) سیکٹ رپورٹ جلد ا صفحہ ۱۰ (۲) صفحہ قبل ۲۱۶

۱۸۹۴ء
ہیمنت کماری بی بی
بنام
جگدیندر ناتھ رائے
بہادر

بنیاد دعوے مہارانی سرت سندری کی یہ تھی کہ تعلقہ بعد بندوبست استمراری کے قایم ہوا تھا اور حسب مراد دفعہ ۱۵۱ - آئین ہشتم ۱۸۹۳ء ایک تعلقہ تابع تھا اور اس بابت بھی بموجب اوس کے اور بموجب دفعہ ۱۴ - ایکٹ زمیندار و آسامی (ایکٹ بنگال نمبر ۸ مصدرہ ۱۸۶۹ء) اوسکو ایک دعوے لگان اضافی کا بقدر مبلغ ... روپیہ ... کے حاصل ہوا -

مدعاعلیہ کا جواب یہ تھا کہ تعلقہ ایک تعلقہ تابع نہیں ہے اور جو حقوق مدعاعلیہ کو اوسمیں حاصل تھے وہ مساوی اون حقوق کے تھے جو مدعیان کو اپنی زمینداری میں حاصل تھے ہیم چندر چودہری کا دعوے بابت اپنے حصہ کے بقدر مبلغ ... روپیہ ... کے بموجب قوانین مذکور تھا - جوابدہی ہر دو مدعاعلیہ زمینداران یہ تھی کہ تعلقہ خود بطور جز و پرگنہ پکہوریا کے تھا اور بابت اوس کے صدر جمع منجملہ جمع مالگذاری یافتنی گورنمنٹ مقرر تھی اور کوئی استحقاق بذریعہ رواج کے یا دیگر نہج پر اس امر کا نہ تھا کہ اوس تعداد میں اضافہ کیا جاوے جو زمینداران کو ادا کیجاتی تہی -

بتاریخ ۶ - اپریل ۱۸۹۰ء جج ماتحت نے ہر دو دعاوی اضافہ شرح لگان کو ڈسمس کیا لیکن جج ماتحت نے ڈگری بقایا لگان بموجب پرانی شرح کے جسکا دعوے اوسی کے ساتھ کیا گیا تھا صادر کی - حاکم موصوف کی یہ راے تہی کہ ڈگری عدالت صدر مورخہ ۱۴ - اگست ۱۸۵۰ء قطعی ہے اور مدعاعلیہ ایک تعلقہ دار ساتھ حق ملکیت کے حسب مراد دفعہ ۵ - آئین ہشتم ۱۸۹۳ء ہے - اور تعلقہ پر بطور حقیقت تابع کے قابض نہیں ہے اونہیں وجوہ پر بتاریخ ۴ - جون ۱۸۸۹ء جج ماتحت نے دو دیگر نالشات کو ڈسمس کیا جو اونہیں مدعیان نے ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء میں بغرض حصول شرح اضافی بابت لگان ۱۲۸۹ء لغایت ۱۲۹۲ء دایر کی تہیں -

اپیلہاے کی از جانب مدعیان ہر چہار نالشات میں یکجائی سماعت کی گئیں اور پیشگاہ ڈویژن بنچ ہائیکورٹ (اوکینلی صاحب جسٹس و چندر مادہب گہوس صاحب جسٹس) ڈسمس کی گئیں -

تجویز حکام ممدوح میں تواریخ تعلقہ اور تذکرہ مقدمہ قدیم بابت لگان تعلقہ درج تھا حکام ممدوح نے اپنے فیصلہ کو خاصکر اوپر تجویز عدالت صدر مورخہ ۱۴ - اگست ۱۸۵۰ء کے مبنی کیا جسکی نسبت حکام ممدوح نے یہ خیال کیا کہ وہ نسبت اس حق تعلقہ دار کے قطعی ہے کہ علیحدگی

۱۸۹۴ بسنت کماری دیبی بنام بیکنٹھ ناتھ رای چودہری

کرالیوے بعد بیان کرنے اون کارروائیات کے جنکی وجہ سے اپیل بعدالت ممدوح ہوا حکام ممدوح نے یہ فرمایا -

اس حالت مقدمہ میں اور بہ لحاظ اون واقعات کے جو اونکے روبرو تھے صدر دیوانی نے یہ فیصلہ کیا کہ تعلقہ دار حق مقرری استقراری اراضی میں حاصل نہ تھا الا تیع یہ الفاظ دستاویزات بیعنامہ موسومہ رانی تارا میں واقع نہ تھے نہ معطی لہ نے وہی جمع بارہ سال ماقبل سنہ بست و ۵ سالہ سے ادا کی تھی بعدہ حکام صدر دیوانی نے یہ فرمایا ہے" اون وجوہ سے بطور مختتم یہ ڈگری صادر کیجاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ ڈگری حکام پراونسل کورٹ مورخہ ۲۲ - مارچ ۱۸۹۴ء منسوخ کیجائے اور ڈگری صاحب جج ضلع مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۸۹۱ء مشعر دلاپانے جمع مبلغ ۱۱ر۱۸ گنڈہ کے ترمیم کیجائے اور دعوے رسپانڈنٹ بابت اضافہ جمع مبلغ ۱۴ر۱۱ گنڈہ کے نامنظور اور ڈسمس کیجائے اور جو روپیہ بہ اجرائے ہر دو ڈگریات مذکور اپیلانٹ سے رسپانڈنٹ کو دلایا گیا ہے اپیلانٹ کو از طرف رسپانڈنٹ واپس معہ سود بشرح ۶ فیصدی ماہواری کیا جائے چونکہ دیارام چکربتی نائب رسپانڈنٹ نے تاریخ ۲۰ - جنوری ۱۸۹۳ء روبرو صاحب جج میمن سنگہ بحق اپیلانٹان ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکھدیا تھا کہ رسپانڈنٹ کو ادائے رسد وغیرہ جمع مبلغ ۸ر۱۱ میں عذر ہے جسکی وجہ سے اوسنے اپیل کیا ہے لہذا وہ (مقر) اوسکو بزمانہ دوران اپیل زرلگان مطابق جمع مندرجہ بالا کے ادا کرے گا بغرض رفع کرنے نزاع وتکلیف وخرچ فریقین کے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بابت سنین ماضیہ وسال حال وسالہائے آئندہ کے اوسوقت تک کہ رسپانڈنٹ کا تعلقہ زمینداری اپیلانٹان جدا ہوجاوے رسپانڈنٹ اپیلانٹ کو زرلگان بموجب جمع مذکور کے ادا کرے لیکن چونکہ یہ نالش محض بابت جمع زاید ۱۲۹۰ء بنگالہ کا ہے اسلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی حکم مشعر فیصلہ اس نالش کے بابت ادائے باقی جمع مذکورہ بالا کے صادر کیا جائے بموجب بیعنامجات ودستاویزات مدخلہ رسپانڈنٹ کے تعلقہ یا سوتی وغیرہ جائداد رسپانڈنٹ زمینداری اپیلانٹ سے بموجب احکام دفعہ ۵ آئین ہشتم ۱۸۹۴ء علیحدہ کئے جانے کے لائق ہے رسپانڈنٹ نے اندر میعاد معینہ دفعہ ۱۴ - آئین اول ۱۸۹۰ء درخواست بغرض علیحدگی روبرو صاحب کلکٹر ضلع کے پیش کردی ہے لہذا یہ بات ضروری ہے کہ بموجب حکم صاحب کلکٹر مورخہ ۲ - ماگھ ۱۲۹۸ بنگلہ رسپانڈنٹ جملہ دستاویزات متعلق ایسے تعلقہ کے معہ نقل فیصلہ مذکور کے روبرو صاحب کلکٹر کے پیش کرے تاکہ صاحب کلکٹر موصوف آئندہ بموجب احکام دفعہ ۱۰ - آئین اول ۱۸۹۳ء اور دفعہ ۸ - آئین اول ۱۸۹۰ء صدر جمع تعلقہ رسپانڈنٹ کی صدر جمع زمینداری اپیلانٹان سے منہا کریں اور تعلقہ رسپانڈنٹ کو زمینداری اپیلانٹ سے علیحدہ کردیں"۔

سنہ ۱۸۹۴ء
ہنسیت کماری
دیبی
بنام
جگدیندر ناتھ رائے
بہادر

آخر حکم عدالت صدر میں حکم بابت خرچہ کے مندرج تھا۔

اوسکے بعد درخواست علیحدگی پیش ہوئی اور صاحب کلکٹر نے احکام صادر کئے بتاریخ ۲۰- دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء حکام بورڈ مال نے بحوالہ ڈگری عدالت صدر یہ کہا کہ تعلقہ دار مستحق اسبات کا ہے کہ اپنے تعلقہ کو تمام حقیقت پکھوریا سے جدا کرا دے اور جو جمع اوس پر تشخیص کیجاوے اوسکو پیداوار واقعی تعلقہ ... مناسب ہو جو جمع کل حقیقت کے ساتھ پیداوار حقیقت مذکور کے رکہتی تھی اور جب تک یہ تحقیق ہو تعلقہ دار جمع سالانہ مبلغ سالیوبے ۱۱/۹ زمیندار کو ادا کرتا رہے۔

تجویز ہائیکورٹ میں بعد تذکرہ دیگر مختلف کارروائیات و وجوہ توقف کے بطور خلاصہ کے یہ بیان کیا گیا کہ اسبات میں کچھ شک نہیں ہوسکتا کہ عدالت صدر نے تعلقہ دار کو مستحق علیحدگی کا تجویز کیا کیونکہ وہ تعلقہ دار خود تھا اور اون الفاظ میں جو بدرجہ مساوی صریح تھے یہ قرار دیا کہ تا ظہور علیحدگی تعلقہ دار جمع مندرجہ بالا ادا کرے عدالت صدر کو اختیار ایسا قرار دینے کا تھا ہائیکورٹ نے اپنی تجویز کو ساتھ اون الفاظ کے ختم کیا جو تجویز حکام عالی مقام میں درج ہیں برطبق اپیل ہذا

مسٹر آر بی فنلے کوئینس کونسل و مسٹر سی ڈبلیو اراتہون نے یہ دلیل کی کہ لگان کا اضافہ ہوسکتا ہے کیونکہ تعلقہ ماتحت زمینداری کے ہے اور کبھی اوس سے مکمل طور پر جدا نہیں ہوا کونسلان موصوف نے تذکرہ متواتر کارروئیات کا واسطے عمل میں لانے علیحدگی کے کیا اور یہ دلیل کی کہ جو تدبیرات واسطے تکمیل علیحدگی کے ضروری ہیں کبھی عمل میں نہیں آئیں ابتدائی نوبتوں میں تعلقہ علیحدہ کرنیکی نیت مشکل سے تھی کیونکہ بوقت بندوبست دہ سالہ خواہ بندوبست استمراری کوئی تدبیر عمل میں لانے علیحدگی کی نہیں کی گئی حالانکہ علیحدگی اوسوقت بآسانی ہوسکتی تھی۔ بیانات مندرجہ حکم عدالت صدر مورخہ ۱۴- اگست سنہ ۱۸۵۱ء بمقابلہ اپیلانٹان قطعی نہیں ہیں نسبت خود سپردگی تعلقہ کے اسی امر تنقیح کی بنا پر جو صریح اور کافی طور پر محدود قسم کا سمجھا جاسکے اور مابین فریقین کے پیدا ہوا ہو نزاع نہیں ہوا تھا اور بروے ڈگری مذکور جو فیصلہ ہوا تھا وہ زیادہ سے زیادہ یہ تھا کہ تعلقہ دار بذریعہ عمل میں لانے تدبیرات مناسب کے اوس غرض سے علیحدگی کرا سکتا ہے یہ حجت کی گئی کہ سلسلہ دراز کارروائیات میں کوئی علیحدگی عمل میں نہیں آئی اور تعلقہ بدستور تابع رہا۔

مسٹر ٹی ایچ کوئی کوئینس کونسل و مسٹر آر وسی ڈاین سے ازطرف رسپانڈنٹ نسبت بحث

۱۸۹۴ء
ہیمنت کماری دیبی
بنام
جگدیندر ناتھ رائے بہادر

استحقاق اضافہ لگان کے جواب نہیں مانگا گیا ۔

تجویز حکام عالی مقام لارڈ میگناٹن صاحب نے صادر فرمائی ۔

لارڈ میگناٹن صاحب ۔ اپیلانٹان زمینداران ۱۰ ار ۴ ر حصہ کے جائداد زمینداری موسومہ پکھوریا جین شاہی واقع ضلع میمن سنگھ نہیں ہیں رسپانڈنٹ تعلقہ دار ایک تعلقہ موسومہ بالاسوتی کا ہے جو جزو زمینداری مذکور ہے مقصد ان چار دن نالشات کا جو پیشتر وحق رانی ہیمنت کماری دیبی دہیم چندر چودہری نے بمقابلہ رسپانڈنٹ دائر کی تہیں یہ تہا کہ بابت تعلقہ مذکور کے رسپانڈنٹ سے لگان اضافی وصول کیا جاوے خاص امر فیصلہ طلب ان اپیلوں میں یہ ہے کہ آیا یہ تجویز عدالتین ماتحت کی صحیح تہی کہ بوجہ ایک ڈگری صدر دیوانی عدالت کے اپیلانٹان اسبات سے ممتنع تھے کہ مبلغ [illegible] سے زیادہ لگان رسپانڈنٹ سے طلب کریں یا رسپانڈنٹ کے تعلقہ کے خود سر ہونیکی نسبت اعتراض کریں ڈگری عدالت صدر ۱۴ اگست ۱۸۶۵ء کو صادر ہوئی تہی بذریعہ ڈگری مذکور عدالت نے یہ راے ظاہر کی کہ مدعا علیہ مقدمہ مذکور جو پیشتر وحق رسپانڈنٹ تہا اسبات کا مستحق تہا کہ اپنے تعلقہ کو زمینداری مدعی سے علیحدہ کرا لیوے اور جب تک علیحدہ کی عمل میں آوے لگان مبلغ [illegible] سکہ ادا ہوتا رہے ۔

اس ڈگری کے قطعًا قابل پابندی ہونیکی نسبت جو اعتراض ہے وہ آخر کار محض ضابطہ کا رہجاتا ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ راے عدالت صدر بشکل ایک سفارش کے ظاہر کی گئی تہی نہ بشکل ایک فیصلہ کے ۔ یہ بات بلاشبہ اسی طور پر ہے مگر وہ ایک اظہار راے منجانب ایسی عدالت کے تہا جسکو اوس معاملہ کی نسبت تجویز کرنے کا پورا اختیار تھا اور یہ بات ذہن میں رکہنے کے لائق ہے کہ اوس کے زمانہ میں کاغذات سوال وجواب اگر کوئی تھے بہی تو نہایت صحیح یا نہایت باضابطہ نہ تھے علاوہ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ ڈگری سے اوسوقت تک کہ جب بحث حال پیدا ہوئی فریقین یعنی زمینداران وتعلقہ داران مساوی طور پر اوس اظہار راے کو قابل پابندی سمجہتے رہے ہیں ۔

ڈگری کے تہوڑے ہی زمانہ بعد کارروائیات بغرض حصول علیحدگی واقعی عمل میں آئیں یہہ کارروائیات قریب پچاس برس تک جاری رہیں کارروائیات مذکور کم وبیش سرگرمی کے ساتھ سنہ ۱۸۸۵ء تک جاری رہیں اور اوسوقت ختم ہوئیں نہ اسوجہ سے کہ پیشتر وحق رسپانڈنٹ کے

سنہ ۱۸۹۴ء
ہیمنت کماری دیبی
بنام
جگدیندر ناتھ رائے
بہادر

استحقاق حصول علیحدگی اعتراض کیا گیا بلکہ بوجہ دست اندازی گورنمنٹ کے ہو۔

اون چار نالشوں میں سے جو اب دایر ہیں پہلی نالش سنہ ۱۸۸۲ء میں رجوع ہوئی ہر دو عدالت نے فیصلہ نالشات کا بحق رسپانڈنٹ کیا ہے تجویز ہائیکورٹ میں جو بابت جملہ نالشات کے صادر ہوئی راے عدالت اسطور پر ظاہر کی گئی ہے نالش جسطور پر کہ پیش کی گئی ہے ایک نالش بنام تعلقدار خود سر کے ہے جو ایک تعلقدار بموجب آئین ۱۸ سنہ ۱۸۹۳ء کے بیان کیا گیا ہے اور فیصلہ صدر دیوانی عدالت سے ہمکو یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ مابین فریقین یہ فیصلہ کیا گیا کہ بجائے تعلقہ تابع ہونے کے وہ ایک تعلقہ خود سر حسب مراد دفعہ ۵ - آئین ہشتم سنہ ۱۷۹۳ء ہے اور اس فیصلہ پر فریقین نے قریب پچاس برس تک عمل کیا ہے اس راے سے حکام عالی مقام کو کلیتاً اتفاق ہے حکام عالی مقام کی یہ راے ہے کہ کوئی بنیاد واسطے ان اپیلوں کے نسبت اصل بحث اضافہ لگان کے نہیں ہے۔

ایک بحث ادنی اپیلہاے نمبر ۲۰ و ۲۱ سنہ ۱۸۹۰ء میں نسبت سود بابت زربقایا لگان پیدا ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ زربقایا لگان ایسا ہے جو بعد صدور ایکٹ اسامیان بنگال بابت سنہ ۱۸۸۵ء واجب الادا ہوا ہے عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ زربقایا لگان پر سود کا حساب ماہواری کیا جاوے مگر ہائیکورٹ نے یہ تجویز کی کہ بموجب احکام ایکٹ مذکور بابت اوس زربقایا کے جو بعد نفاذ ایکٹ مذکور واجب الادا ہوا حساب سود کا سہ ماہی دایر کیا جاوے حکام عالی مقام کو معلوم ہوتا ہے کہ راے ہائیکورٹ کی غلط تھی اور احکام مندرجہ دفعہ ۶۷ - ایکٹ مذکور جن پر ہائیکورٹ نے استدلال کیا صرف اون صورتوں سے متعلق ہیں جنمیں لگان سہ ماہی واجب الادا ہے اسمقدمہ میں نسبت اس امر کے نزاع نہیں ہے کہ لگان ماہواری واجب الادا ہے اور حکام عالی مقام کے نزدیک بقایا زر لگان پر حساب سود کا ماہواری ہونا چاہیئے اس معاملہ سے خرچہ اپیل ہاے میں کچھ اضافہ نہیں ہوا یا اگر کچھ ہوا ہے تو ایک نہایت خفیف درجہ میں اور حکام عالی مقام کی یہ راے ہے کہ اس تغیر سے خرچہ میں کچھ فرق نہونا چاہیئے۔

اگرچہ بموجب تجویز ہائیکورٹ کے تجویز عدالت ماتحت نسبت امر مذکور کے متغیر کی گئی الا ڈگریات مرتبہ ہائیکورٹ میں کوئی تغیر اس قسم کا درج نہیں ہے بلکہ اونکی رو سے اپیلہاے بنا راضی فیصلہ عدالت ماتحت محض معہ خرچہ ڈسمس کی گئی ہیں بدیں وجہ ڈگریات ہائیکورٹ صحیح ہیں اور بحال ہونی چاہئیں پس حکام عالی مقام مودبانہ بحضور ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا مطابق اسکی

سنہ ۱۸۹۴ء ہیمنت کماری دیبی بنام جگدیندر ناتھ رائے بہادر

دستوری دیگے اپیلانٹوں کو خرچہ ان اپیلوں کا ادا کرنا چاہیئے -

اپیلیں ڈسمس ہوئیں -

سالیسٹران منجانب ہر دو اپیلانٹان - رانی ہیمنت کماری دیبی ہیم چندر چودھری مسٹر ٹی ایل ولسن و کمپنی -

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ - مسٹران بارو و راجرس -

پریوی کونسل ۲۹ جون ۱۸۹۴ء و ۲۸ جولائی

گردیال سنگھ (مدعا علیہ) بنام راجہ صاحب فرید کوٹ (مدعی)

[اپیل بنا راضی فیصلہ چیف کورٹ پنجاب]

ریاست غیر کی عدالت کی تجویز - نالشات عدالتہائے برطانیہ میں بربنائے تجویزات و ڈگریات ایسی عدالتوں کے جو ریاست ہائے غیر تسلیم شدہ میں قایم کی گئی ہوں - اختیار سماعت ارضی بر ریاست علیحدہ کا نالشات ذاتی میں - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۴۳۱ و ۴۳۴ -

چونکہ اختیار سماعت صحیح طور پر ارضی ہے اور بعض قیود کے ساتھ ایسے شخص پر حاوی ہے جو قلمرو کے اندر بطور مستقل یا عارضی طور پر رہتا ہو لہذا وہ باشندہ ریاست غیر سے بعد اسکے کہ وہ قلمرو مذکور سے چلا گیا ہو اور دوسری ریاست میں رہتا ہو متعلق نہیں ہوتا -

منسبت اراضی واقع قلمرو کے اختیار سماعت ہمیشہ قایم رہتا ہے اور نسبت جائداد منقولہ اندر قلمرو مذکور اختیار سماعت قایم ہو سکتا ہے اور در باب مباحثات متعلق حیثیت یا جانشینی کے جنکا دار و مدار مقام سکونت پر ہے اختیار سماعت مذکور قایم رہتا ہے لیکن کسی وضع قانون متعلق قلمرو سے کوئی اختیار سماعت جو کسی عدالت ریاست غیر کو قبول کرنا واجب ہو اوپر باشندہ رعایت ریاست غیر کے جسپر اطاعت اوس ریاست کی جس نے قانون وضع کیا ہو لازم نہو حاصل نہیں ہو سکتا -

ایک نالش ذاتی میں جس سے منجملہ وجوہ اختیار سماعت مندرجہ بالا کے کوئی وجہ متعلق نہتی جو ڈگری ایک عدالت ریاست غیر نے یکطرفہ صادر کی درحالیکہ مدعا علیہ نے اپنے آپ کو تابع اوس کی حکومت کا نہیں گردانا بموجب قانون باہمی اقوام کے کالعدم ہے -

مدعیکو چارہ جوئی عدالت ہائے اوس ریاست میں کرنی چاہیئے جسمیں وجہ نالش پیدا ہوئی ہو -

بحضور اجلاس - ارل سیلبورن صاحب و لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ میگناٹن صاحب و لارڈ مارس صاحب و لارڈ شینڈ صاحب و سر آر کوچ صاحب

بصورت معاہدہ عدالت ہاے مقام فارغخطی میں بلکہ عدالت ہائے اوس ریاست میں جسمیں مدعاعلیہ سکونت پذیر ہو کیونکہ عدالت ہاے ریاست آخرالذکر کو بابت نالشات از قسم نالشات ذاتی میں اختیار سماعت حاصل ہے۔ ڈگریات یکطرفہ زرنقد قلمرو سردار حکمراں فرید کوٹ سے کہ وہ ایک ریاست ہے جو رابطہ ماتحتی کا ساتھ گورنمنٹ ہند کے رکھتی ہے بمقابلہ ایسے شخص کے صادر ہوئیں جسکو ریاست مذکور نے اپنی قلمرو کے اندر نوکر رکھا تھا مگر جس نے قبل رجوع ہونے نالشات کے نوکری ترک کردی تھی اور ریاست سے چلا گیا تھا اور اوسوقت کہ جب اوسپر نالش ہوئی ایک دوسری ریاست میں جسکی رعایا وہ بذریعہ سکونت مستقل کے رہا تھا تجویز ہوئی کہ بموجب قانون باہمی اقوام کے ڈگریات مذکور کالعدم ہیں اور انکا نفاذ عدالت ہاے برٹش انڈیا میں نہیں ہوسکتا۔

مقدمہ بیکٹ بنام میکارتھی (۱) میں کیا گیا تجویز بیکبرن صاحب جسٹس مصدرہ مقدمہ شبس بائی بنام ولیسٹن ہولز (۲) کا حوالہ دیا گیا اور اوسکی توضیح کی گئی۔

کوئی وجہ اسبات کے خیال کرنیکی نہیں ہے جیسا کہ عدالت ہاے ماتحت میں سے ایک عدالت نے خیال کیا ہو (۳) کہ بربنا تجویز مصدرہ کسی ریاست غیر مقبوضہ واقع ہند کی نالش نہیں ہوسکتی

دو اپیل یکجائی بنا راضی تجویز ۱۳-مارچ ۱۸۸۹ء و ۲۴-جولائی ۱۸۸۹ء مصدرہ چیف کورٹ دو ڈگریات مبنی برآں جنکے روسے دو ڈگریات (۲۹-اگست ۱۸۸۶ء) مصدرہ ایڈیشنل کمشنر قسمت لاہور مشعر بحالی دو ڈگریات (۲۴-فروری ۱۸۸۶ء) مصدرہ جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر ضلع لاہور منسوخ کی گئی ہیں۔

اپیل ہذا میں خاص بحث یہ تھی کہ آیا ڈگریات مصدرہ ایک عدالت واقع ریاست غیر فرید کوٹ جو ایک ریاست مقبوضہ تھی باختیار سماعت جایز اوپر مدعاعلیہ کے صادر ہوئی ہیں یہ بیان کیا گیا تھا کہ وجہ نالش بمقابلہ اوس کے ریاست مذکور میں پیدا ہوئی تھی مگر مدعاعلیہ رعیت ریاست مذکور کا نہ تھا وہ ریاست مذکور میں اوسوقت رہتا تھا کہ جب وہ نالشات فرید کوٹ میں جنمیں ڈگریات غیر صادر ہوئیں رجوع ہوئیں تھیں اس سوال کے جواب پر یہ بحث مزید منحصر تھی کہ آیا ڈگریات مذکور ایسی تجویزات ریاست غیر قابل قبول ہیں جنکی بنا پر عدالت ضلع لاہور نالشات حال میں ڈگری صادر کرسکتی تھی جو مدعی نے اس غرض سے دایر کی ہیں کہ ڈگریات ریاست غیر مذکور کا نفاذ بمقابلہ مدعاعلیہ کے عمل میں آوے جسنے بمقام لاہور تجارت شروع کردی تھی اور جو تابع اختیار سماعت عدالتہاے ضلع لاہور کے تھا عدالت چیف کورٹ نے یہ راے قایم کرکے کہ فرید کوٹ میں بطریق مجاز استعمال اختیار سماعت کا

(۱) رپورٹ بارنیوال و ایڈالفس صاحبان جلد ۲ صفحہ ۹۵۱ (۲) لا رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ لغایت صفحہ ۱۶۱
(۳) بہ تقلید مقدمہ بھوانی مسنا بنام پرشادی کا ... انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۹۲۔

۱۸۹۶ء
گورودیال سنگھ
بنام
راجہ فریدکوٹ

کہا گیا عدالت ہائے ضلع وقسمت لاہور سے اختلاف رائے کیا - فریدکوٹ ایک ریاست اون جانب ستلج تحت نگرانی گورنمنٹ پنجاب منجملہ اون ریاستہائے ہند کے ہے جو گورنمنٹ ہند سے رابطہ ماتحتی کا رکھتی ہیں اور جو تجویز چیفکورٹ میں بہ الفاظ "ریاستہائے تابع محفوظہ" موسوم کی گئی ہیں اور رئیس فرمانروا یعنی راجہ صاحب اس ریاست کے ہز ہائینس بکرم سنگھ رسپانڈنٹ اپیل ہذا تھے - روساے فریدکوٹ کو بموجب اون عہدنامجات کے جو بعد فتح پنجاب مابین گورنمنٹ برطانیہ ور ۰ ساے ممدوح عمل میں آئے تھے یہ اختیار حاصل تھا کہ واسطے انتظام اندرونی معاملات ریاست کے معہ تقرر عدالتہائے انصاف کے قانون منضبط فرماویں یعنی قبل اوسکے جو اختیارات اوس بارہ میں روسائے ممدوح کو حاصل تھے وہ مقبول اور بحال رکھی گئی تھے عہدنامجات ایچیسن صاحب معاہدات واسناد جلد ششم طبع ۱۸۹۲ء صفحہ ۵۹ - بموجب دفعہ اول سند فریدکوٹ عطیہ ۱۸۶۳ء کے وہ اختیارات وحکومت راجہ صاحب بمعاملات دیوانی وفوجداری جن کو وہ اوسوقت استعمال کرتے تھے بحال رکھی گئی اور اونکی حفاظت کا اقرار کیا گیا - یہ سند موبیٹ متعلقہ اوسکی (۱) مشابہ اون اسناد کے تھی جو سند مذکور میں مہاراجہ صاحب پٹیالہ وراجہ صاحبان جیند ونابہا کو عطا ہوئی ہیں مگر اسناد مذکورہ سے اس امر میں مختلف تھی کہ اوسکی رو سے کوئی جدید حقوق یا مناصب عطا نہیں ہوئے تھے بلکہ محض وہ حقوق ومناصب بحال رکھے گئے تھے جنکو قبل اوسکے راجہ صاحبان فریدکوٹ استعمال کرتے تھے فیصلہ مقدمہ حال میں باہم عدالتہاے ماتحت کے کوئی اختلاف راے نسبت خوداختیاری انتظام اندرونی روساء فریدکوٹ کے نہ تھا جملہ عدالتوں نے ریاست مذکور بطور مقبول شدہ ریاست غیر کے تصور کیا راجہ صاحب فرمانروا فریدکوٹ نے فریدکوٹ میں ایک ضابطہ اصولاً مشابہ ضابطہ برٹش انڈیا کے داخل کیا تھا اور واسطے تجویز مقدمات کے جج مقرر کئے تھے ان ججوں میں سے گنگا پرشاد خاص جج تھے جنکو کسی مالیت کے مقدمات کی تجویز کرنیکا اختیار سماعت حاصل تھا اور دوسرے جج گوہر سنگھ کا اختیار سماعت اوسوقت تک کہ اونکو اختیار خاص بجانب راجہ صاحب حال واسطے تجویز اون نالشات کے جو راجہ صاحب ممدوح نے بنام پدر اپیلانٹ دائر کی تھیں عطا کیا گیا نالشات بالیتی ایک ہزار روپیہ پر محدود تھا -

مدعاعلیہ جواب اپیلانٹ ہے متوطن جیند کا تھا اوسکو وزیر سنگھ راجہ فریدکوٹ پدر راجہ صاحب حال نے واسطے رکھنے حسابات ریاست کے اور بخشی کا کام کرنیکے واسطے نوکر رکھا تھا اس حیثیت سے مدعاعلیہ سن ابتدا ۱۲ ماہ پوس سمت ۱۹۲۷ (۱۸۶۹ء) لغایت ۱۰ اسلباکھ سمت ۱۹۳۱ (۱۸۷۴ء) فریدکوٹ میں سکونت پذیر رہا اپنی نوکری چھوڑکر اوسی سال میں مدعاعلیہ ریاست سے چلا گیا اوس سال میں

(۱) ایچیسن صاحب کے عہدوپیمان واسناد جلد ششم

۱۸۹۴ء
گردیال سنگھ
بنام
راجہ فرید کوٹ

راجہ وزیر سنگھ صاحب کا بھی انتقال ہوا اوسوقت بمقابلہ بیر سنگھ تغلب اوس روپیہ کا جو اوس کی سپردگی میں تھا بیان کیا گیا مابین بیر سنگھ و ریاست کے حفظ و کتابت بذریعہ مختاران ریاست جنکے قایم مقام راجہ بکرم سنگھ صاحب ہوئے تھے بابت حسابات کے ہوئی ۱۸۷۵ء میں راجہ صاحب نے ایک نالش بنام بیر سنگھ و دو اہلکاران ماتحت کے جو اوسی کے ساتھ اوس سررشتہ میں نوکر تھے یہ دعوے دلایا نے مبلغ چھہ لاکھ اکسٹھہ ہزار پانسو چونسٹھہ روپیہ کے معہ دیگر رقوم سود و خرچہ کے بربناے حساب و کتاب خزانہ عدالت گوہر سنگھ میں دایر کی جس کے اختیارات کو راجہ صاحب نے بغرض تجویز اس مقدمہ اور ایک دوسرے مقدمہ کے جو اوسوقت بمقابلہ بیر سنگھ راجہ صاحب نے اوسی عدالت میں دایر کیا تھا وسیع کر دیا اس مقدمہ میں دعوے بابت مبلغ [illegible] کے بابت اوسی روپیہ کے تھا جسکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ اوسکو بیر سنگھ نے تصرف بیجا اور خرچ کیا اور جزواً خرید جائداد میں بمقام لاہور صرف کیا کوشش تعمیل سمن کی اولاً بلا کامیابی بذریعہ حکام جیند کے بیر سنگھ پر جو اوسوقت قلمرو جیند میں رہتا تھا کیگئی بعدہ ایک سمن بذریعہ کمشنر قسمت انبالہ بذریعہ تحصیلدار پیپلی بھیجا گیا بیر سنگھ حاضر نہیں ہوا اور بظاہر اوس کے سمن پر کچھہ خیال نہیں کیا نالش اول میں بتاریخ ۸ - نومبر ۱۸۷۹ء بابت مبلغ [illegible] کے اور نالش ثانی میں بتاریخ ۲۵ - جنوری ۱۸۸۰ء بابت مبلغ [illegible] ڈگری صادر ہوئی -

بربناے ان دو ڈگریات ریاست بعوض کے جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ حسب ضابطہ ریاست فرید کوٹ سے حاصل کی گئی تھیں وہ دو نالشات جن سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے بتاریخ ۱۲ - نومبر ۱۸۸۱ء عدالت جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر ضلع لاہور میں دایر کی گئیں بماہ ستمبر ۱۸۸۱ء بیر سنگھ فوت ہو گیا اور نام اوسکے پسر سردار گوردیال سنگھ کا مسل اپیل میں جو اوسوقت عدالت چیف کورٹ میں دایر تھی بجاے اوس کے باپ کے داخل کیا گیا وہ امور تنقیح طلب (منجملہ تعداد امور تنقیح طلب کے جو قرار دیے گئے تھے) جواب اہم ہیں کیونکہ وہ اون معاملات سے متعلق ہیں جو منشاے بحث اپیل ہذا میں تھے صرف یہ ہیں کہ اولاً ایک امر تنقیح طلب وہ تھا جس میں نسبت اس امر کے بحث کیگئی تھی کہ آیا وہ دونوں ڈگریات جنکی بناپر نالشات مدعی رجوع ہوئی ہیں بمقابلہ بیر سنگھ بہ استعمال جائز اختیار سماعت کے نسبت اوس کے خواہ اوپر ذات شخص مذکور کے خواہ اوپر سے منشاے نالش کے صادر ہوئی ہیں دوسرا امر تنقیح طلب نسبت اسبابات کے تھا کہ آیا تجویزات ریاست غیر خلاف انصاف قدرتی کے ہیں یا نہیں اور بذریعہ فریب حاصل کی گئی تھیں یا نہیں اور

۱۸۹۴ء
گوپال سنگھ
بنام
راجہ فریدکوٹ

تیسرا امر تنقیح طلب نسبت اس امر کے تھا کہ آیا کارروائیات مذکور بعد نوٹس ضابطہ کے بیر سنگھ کو بابت حاضری کے عمل میں آئی تہیں یا بلا اوس کے -

جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر ضلع لاہور (مسٹر ای ڈبلیو پارکر) نے یہ لکھا کہ اس معاملہ میں کوئی نزاع نہیں ہے کہ مدعی فرمانروا ایک ریاست غیر مقبول شدہ کا ہے نسبت معنی عبارت مذکور کے حاکم موصوف نے حوالہ اسٹیٹیوٹ سنہ ۳۲ و ۳۳ جلوس وکٹوریا باب ۹۰ دفعہ ۳۰ کا دیا اور نسبت تجویز ریاست غیر کے حوالہ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۳ و ۱۴ تشریح ششم کا دیا حاکم موصوف کی رائے میں دفعہ ۴۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی صرف اس امر سے متعلق ہے کہ معاملات ریاست مابین ریاستوں کے خارج ہیں مگر دفعہ مذکور مانع اسبات کی نہ تھی کہ عدالت کی تجویزات ریاست غیر نسبت حقوق دیوانی کے قبول کیجاویں دفعہ ۴۳۴ کا کوئی اثر مانع اس امر کا تھا کہ عدالت ہائی برطانیہ ہند بربنائے تجویز ریاست غیر تصفیہ کریں نالشات حال اون قانونی ذمہ واریوں پر مبنی ہیں جو بذریعہ دو تجویزات ریاست غیر بمقابلہ مدعا علیہ پیدا ہوئی ہیں جو تابع اختیار سماعت مقامی عدالت ہائے لاہور کے تھا اور عدالتہا سے آخرالذکر کا یہ کام تھا کہ اسبات کی جانچ کریں کہ عدالت فریدکوٹ نے صحیح طور پر استعمال اختیار سماعت کا نسبت اوس کے کیا تھا یا نہیں وہ وجہ جسکی بنا پر اسبات کا دعوے کیا گیا تہا کہ عدالت موصوف کو اختیار سماعت نسبت مدعا علیہ کے حاصل ہو یہ تھی کہ اگرچہ وہ ساکن ریاست فریدکوٹ اوسوقت نہ تھا کہ جسوقت اوسپر نالش کی گئی تھی تاہم اوسنے بذریعہ قبول کرنے نوکری ریاست مذکور کے ضمناً اختیار سماعت عدالت ہائے موصوف کو معاملات متعلقہ خدمات عہدہ اپنے میں اور صورت ہائے تمام نالشات میں جو بمقابلہ اوس کے ملازمت کو پیدا ہوں قبول کر لیا تھا مگر اوسکا جواب یہ ہے کہ کوئی شہادت کسی ایسی قبول کر لینے کی نہیں ہے جس سے زمانہ اوسکی اس ذمہ داری کا کہ فریدکوٹ میں اوسپر نالش کیجائے اوس زمانہ سے متجاوز ہو کہ جبتک وہ ریاست مذکور میں سکونت رکھے استحقاق عدالت فریدکوٹ کا نسبت اس امر کے کہ استعمال اختیار سماعت کا حدود ریاست مذکور سے باہر عمل میں لاوے قواعد قانون خانگی باہمی اقوام پر منحصر تھا نہ کسی قاعدہ ضابطہ پر جو ریاست مذکور نے منضبط کیا ہو یا عملدرآمد میں اختیار کیا ہو جسوقت بیر سنگھ پر نالش کی گئی اوسوقت وہ رعیت ریاست فریدکوٹ نہ تھا نہ قلمرو ریاست مذکور کے اندر اوسکی سکونت تھی نہ وہاں رہتا تھا اوسکی کوئی جائداد ریاست مذکور کے اندر ایسی تہی کہ خود جسکی بابت نالش ہوئی ہو بموجب اون اسناد و عہد ناموں کے جو مابین ریاست مذکور برٹش انڈیا کے ہیں کوئی اختیار سماعت نسبت اشخاص غیر ساکن کے تسلیم نہیں کیا گیا تہا نالش مابہ البحث تین برس بلکہ تین برس سے زیادہ زمانہ کے بعد اوسوقت سے

رجوع نہیں کیگئی تہی کہ مدعا علیہ فریدکوٹ کوبلاارادہ واپس جانیکے چہوڑکر چلاآیا مدعا علیہ نے اسبات سے بہی گریز کیا کہ عدالتہائے فریدکوٹ کے اختیار سماعت کوکسی نہج پر قبول کرے اسسٹنٹ کمشنر کی رائے میں یہ امر کہ وجہ نالش خواہ وہ بربنائے معاہدہ ہو یا بربنائے فعل بیجا اندر علاقہ اختیار سماعت عدالتہائے آخرالذکر کے پیدا ہوئی اسبات کیلئے کافی ہوگا کہ عدالتہائے موصوف کو اس امر کا اختیار حاصل ہو کہ بمقابلہ اوسکے نالش کی تجویز کریں کیونکہ وہ رعیت ریاست مذکور کا نہیں ہے نہ اب قلمرو ریاست مذکور میں رہتا ہے تحریرات لارڈ بلیکبرن صاحب بمقدمہ شیر یائی بنام وسیٹن ہولز (۱) کا حوالہ دیا گیا اور اس امر پر غور کیا گیا ساتھ اس نتیجہ کے کہ فیصلہ اسطور پر صادر کیا گیا بلحاظ قانون عام جسکی پابندی معاملہ تجویزات ریاست غیر میں لازم ہو اور فریدکوٹ کو ریاست غیر سمجہکر تجویزات حال اس بنا پر ساقط ہونی چاہئیں کہ عدالت فریدکوٹ کو نسبت ذات بیر سنگہ مدعا علیہ کے کوئی اختیار سماعت حاصل نہ تھا اور اختیار سماعت کا کسی نہج پر قبول کرنا ثابت نہیں کیا گیا ہے"

بنا راضی فیصلہ کے عدالت مرافعہ اپیل اول یعنی ایڈیشنل کمشنر لاہور نے اپیل کو ڈسمس کیا حاکم ممدوح نے رائے اسسٹنٹ کمشنر سے نسبت امر اختیار سماعت عدالتہائے فریدکوٹ کے اتفاق کیا لیکن حاکم موصوف نے تقلید فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی کی بمقدمہ بہوانی شنکر بنام پرساد ری کالیداس (۲) نسبت تعبیر دفعات مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق تجویزات ریاست غیر کے کی۔

چیف کورٹ [پلوڈن صاحب جسٹس و برلی صاحب جسٹس] نے برطبق اپیل ثانی ڈگریات عدالتہائے ماتحت کو نسبت امر اختیار سماعت عدالت فریدکوٹ کے منسوخ کیا اور دعوے مدعیکو ہر دو نالش میں ڈگری کیا حکام ممدوح نے تجویز نسبت حکم بحث اختیار عدالت فریدکوٹ اور اوس اختیار سماعت کے جسکا استعمال نسبت بیر سنگہ کے کیا گیا صادر کی اور تجویز دوم نسبت اون امور واقعہ کے صادر کی جو امور متنازعہ فیہ مندرجہ بالا میں سے امور دوم وسوم سے پیدا ہوتے تھے حسب تجویز حکام ممدوح کے یہ امر داخل اختیارات چیف کورٹ کے بذریعہ وضع ہونے ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۴ء کے جسکے بموجب سلسلہ اپیل کا ترمیم ہوا تھا کہ فیصلہ امر آخرالذکر کا بصیغہ اپیل دوم کرے۔

خاص وجوہ تجویز اول از عدالت چیف کورٹ کا خلاصہ حسب ذیل کیا جا سکتا ہے -

اگرچہ فریدکوٹ ایک ریاست تابع و محفوظ ہے تاہم بموجب سند سنہ ۱۸۶۳ء کے جو برٹش گورنمنٹ نے رئیس فریدکوٹ کو عطا کی تہی واسطے رئیس موصوف اور اونکے ورثائے قسم مذکور کے وہ تمام حقوق و اختیارات دیوانی و فوجداری بحال رکھے گئے تھے جنکا استعمال پیشتر منجانب رئیس موصوف ہوتا تھا - محفوظ یعنی

(۱) لاء رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۹۲

۱۸۹۷ء
گردیال سنگھ
بنام
راجہ فریدکوٹ

ایک جانب اور تابع ہونے سے دوسری جانب ریاست فریدکوٹ کو اس بات کی ممانعت نہ تھی کہ اون تمام اوصاف ریاست ہائے خودسر کو استعمال کرے جو مطابق شرائط حفاظت متابعت کے ہوں نسبت حالت ایسی ریاستوں کے رسالہ فلیمور صاحب متعلق قانون باہمی قوام فقرات ۷۵ و ۷۶ و رسالہ قانون باہمی قوام مولفہ ٹوئیس صاحب کا حوالہ دیا گیا بعض حقوق ریاست خودسر کے بعوض متابعت واطاعت ریاست سی معدوم یا معطل ہو جائیں گے اور ممکن ہی کہ فرمانروائے عالی کی طرف سے قیود بہم پہنچائی جاویں لیکن سمجھا جاسکے کہ حق اختیار سماعت جو منجملہ حقوق لازمی خودسر کے ہی ضایع یا ترمیم ہو جاوے حتیٰ کہ ریاست متبوعہ کو حاصل ہوگا اس مقدمہ میں حق مذکور معدوم نہیں ہوا تھا حق مذکور کی نسبت دفعہ ۹ رسالہ اسٹوری صاحب متعلقہ تناقض قوانین میں بحث کی گئی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاست کو جائز ہے کہ طریقہ معدلت گستری کا انتظام جملہ صورتوں میں کرے اور اپنے محکمہ جات کو حکم دے کہ بذریعہ اپنی خاص قوانین کو خود اونکی قلمرو کے اندر محفوظ و منضبط اور برقرار رکھیں دیگر نویسندگان قانون باہمی اقوام نے بھی اسی طور پر لکھا ہے پس یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عدالت ریاست غیر واقع فریدکوٹ کو اس معاملہ میں درجہ مساوی ساتھ ہر خودسر ریاست کے حاصل تھا ریاست مذکور کو جائز تھا کہ اپنی خاص قواعد اختیار سماعت دیوانی کے مقرر کرے اور مثل راجہ صاحب فریدکوٹ کے نسبت اکثر احکام کے اوس ضابطہ دیوانی کو اختیار کرے جو واسطے برٹش انڈیا کے منضبط کیا گیا تھا اور ریاست مذکور کو یہ بھی اختیار ہے کہ قواعد نسبت اجراے حکمنامہ یا سمن بنام ایسے مدعاعلیہم کے منضبط کرے جو چلے گئے ہوں اور اوس علاقہ ارضی سے باہر ہوں جس کے وہ پہلے تابع تھے اور ریاست مذکور کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اوس طریقہ پر جو برٹش انڈیا و ممالک یورپ میں جاری ہے نسبت معاملات متنازعہ فیہ نالش اپنی عدالتوں کے عمل کیلئے نیز یہ کہ عدالت فریدکوٹ جسنے ڈگریات متنازعہ صادر کی تہیں ایک عدالت ریاست غیر حسب مراد دفعہ ۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی تہی اور راجہ کو عدالت ہائے برطانیہ میں نالش کرنیکا اختیار حاصل تہا۔

بعدازاں حاکم کلاں نے اپنی راے بہ الفاظ ذیل ظاہر کی۔

نسبت دفعہ ۴۳۱ کے جو متعلق جائز ہونے اس امر کے ہے کہ از طرف ریاست غیر نالش کیجائے مجکو شبہہ ہے کہ آیا نالش ہذا ایک ایسی نالش ہی جو داخل منشاے دفعہ مذکور ہے ممکن تھا کہ نالش ہذا از قسم نالش مذکور ہوتی اگر مدعی بحیثیت سردار ریاست مذکور بابت اس روپیہ کے نالش کرتا جو یافتنی از خزانہ عامرہ ریاست مذکور ہوتا مگر یہ امر اقل درجہ مشتبہ ہے لیکن اگر نالش ہذا بطور نالش مذکور متصور کیجاسکے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۹۹

گوردیال سنگھ بنام راجہ فرید کوٹ

تو مجکو کچھ شک نہیں ہے کہ منشا نالش ہذا نفاذ حقوق سردار ریاست ہے جو حسب مراد دفعہ مذکور خانگی ہیں -

مجکو صاحب چیف جسٹس دیعلم بنگال سے اس امر میں اتفاق ہے کہ دفعہ ہذا ان حقوق خانگی ریاست غیر سے متعلق ہے جنکا نفاذ عدالت انصاف میں ہونا چاہئے بخلاف حقوق ملکی یا قلمرو ریاست کے جنکی نسبت بلحاظ اونکی نوعیت مخصوصہ کے مابین ایک ریاست و دوسری ریاست کے انتظام ہونا چاہئے ہیں مانک بنام سرسنگھ اور منقولہ کو رسالہ ویسٹ لیک صاحب دفعہ ۳۵ اور رسالہ فٹ صاحب متعلق اصول قانون باہمی اشخاص صفحات ۸۴ لغایت (۱)

عذرات ابتدائی کے تجویز کرنیکے بعد یہ امر نہایت قرین آسائش ہوگا کہ میں شروع تجویز میں بنی تجویزات نسبت دیگر امور متنازعہ کے اقل درجہ جہانتک عدالت ہائے ماتحت میں وہ وجوہ فیصلہ قرار دئے گئے ہیں تحریر کرون اور پیچھے سے ہر ایک امر کی بابت مفصل تجویز کرون -

۱- پس اولاً میری رای میں تجویز ریاست غیر وجہ نالش عدالت برٹش انڈیا میں ہوسکتی ہے اور تجویزات عدالتہاے ریاست ہندوستانی واقع ہند داخل استثناء اس قاعدہ عام کے نہیں ہیں -

۲- ثانیاً میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ہماری عدالتون میں بلحاظ جوابدہی نالش بربناے تجویز ریاست غیر یہ عذر پیش کیا جاسکتا ہے کہ وہ عدالت جسنے تجویز مذکور صادر کی ایک عدالت مجاز اختیار سماعت نہ تھی میں تجویز کرتا ہوں کہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ ریاست غیر اس مقدمہ میں عدالت مجاز اختیار سماعت نہ تھی میری راے میں بموجب قوانین ریاست فرید کوٹ کے عدالت فرید کوٹ کو نسبت مدعاعلیہ کے اوس مقدمہ کی اختیار سماعت حاصل تھا اور اختیار حاکم نسبت سماعت اور صادر کرنے تجویز کے مقدمہ میں قبل صادر کرنے تجویز کے ختم نہیں ہوا -

۳- میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ بموجب اوس قانون کے جسکی پابندی ہماری خاص عدالتونمیں ہونی چاہئے عدالت ریاست غیر ایک عدالت مجاز سماعت مقدمہ وصدور تجویز باوجود اسکے تہی کہ مدعاعلیہ رعیت ریاست مذکور یا ساکن ریاست مذکور یا بوقت آغاز کارروائیات ریاست مذکور میں موجود نہ تھا کیونکہ وہ ذمہ داری جسکی بابت تجویز ریاست غیر صادر ہوئی ایسی ذمہ داری تہی جسکی بابت مدعاعلیہ نے اپنے زمانہ سکونت ریاست مذکور میں معاہدہ کیا تہا اور جسکی نسبت یہ منشا تھا کہ ریاست مذکور میں اوسکا ایفا کیا جاوے -

۴- میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ نالش بربناے تجویز ریاست غیر میں ہماری عدالتوں میں یہ جوابدہی جائز ہوسکتی ہے کہ مدعاعلیہ کو عدالت ریاست غیر میں جوابدہی کا موقع نہیں ملا اور بغرض دئے جانے موقع مذکور کے کوئی اطلاع اوسکو نہیں دیگئی جیسا کہ بموجب اصول انصاف قدرتی کے دیجانی چاہئے تھی لیکن میں تجویز کرتا ہوں کہ مدعاعلیہ کو اس قسم کی اطلاع تہی مگر اوسنے اطلاع مذکور سے فایدہ نہیں اوٹھایا -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۱ لغایت صفحہ ۲۲۴ -

۱۸۹۷ء
گردیال سنگھ
بنام
راجہ فریدکوٹ

۵- میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ ایسی نالش میں جو ہماری عدالتوں میں بربنائے ایسی تجویز ریاست غیر کے رجوع کیجائے جو بربنائے روئیداد صادرہوئی ہو مناسب طور سے یہ عذر پیش کیا جاسکتا ہے کہ بادی النظر میں تجویز مذکور ایک رائے غلط متعلق قانون برٹش انڈیا یا قانون باہمی اقوام پر مبنی ہے یا آنکہ وہ خلاف قانون قدرتی کی ہے یا آنکہ بذریعہ فریب حاصل کیگئی ہے لیکن یہ عذر پیش نہیں کیا جاسکتا کہ نسبت روئیداد امور منفصلہ کے تجویز مذکور غلط ہی رہی پہلی شاخ مسئلہ اول کی یعنی یہ کہ تجویز ریاست غیر بربنائے نالش جائز عدالتہائے برٹش انڈیا میں ہوسکتی ہے اوسکی نسبت زیادہ لکھنا کچھہ ضرور نہیں ہی میری نزدیک کونسل مدعاعلیہ نے اس امر میں اعتراض نہیں کیا نہ صاحب کمشنر نے تجویز میں اوسکی نسبت خاص اعتراض کیا ہی نہ بلول صاحب جسٹس نے بمقدمہ بمبئی جس پر استدلال ہوا ہی اوسکی نسبت اعتراض کیا ہے

"یہ امر عرصہ درازسی انگلستان میں اور نیز امریکہ میں اور نیز دیگر ممالک میں قرار پاچکا ہی کہ بربنائی تجویز ریاست غیر نالش ہوسکتی ہے اور اس قسم کی نالشات ہند میں بھی تسلیم کیگئی ہیں نالشات قسم مذکور قریب ۶۰ برس کے ہوئے کہ صدر دیوانی عدالت بنگال نے عدالتہائے مفصل میں تسلیم کیں تہیں اور صدر دیوانی عدالت موصوف نے ڈگریات سپریم کورٹ کو بطور نالشات بربنائے تجویزات ریاست غیر تصور کیا تہا ضمیرالدین بنام رام موہن ملک (۱) دوبین گشن ہلدر بنام شمبہو سیل (۲) وٹکولی سیراب بنام بکتہہ وار ڈن (۳)

مورلی صاحب کی ڈائجسٹ کی جلد اول میں بصفحہ ۵۰۴ دو مثالیں ایسی نالشات کی ہیں جو بربنائے تجویزات سپریم کورٹ ۱۷۷۹ء و ۱۷۸۳ء میں رجوع کی گئیں تھیں اور نوٹ سی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی نالشات ۱۸۵۵ء میں شاذ نہ تہیں [عنوان عملدرآمد نمبر ۲۶ و نوٹ] صدر دیوانی عدالت بنگال ڈکنسٹرکشن نمبر ۱۱۴۳ اور ان مقدمہ میں جسکا ذکر بصفحہ ۳۸۹ جلد اول ڈائجسٹ مورلی صاحب میں ہی [بطور نمبر ۲۴ عنوان اختیار سماعت] تجویزات ریاست غیر کو بذریعہ نالش قابل نفاذ قرار دیا - ہائیکورٹ کلکتہ نے بھی یہی رائے قائم کی ہے -

جو نالشات بربنائے تجویزات مصدورہ فرنچ کورٹ واقع چندرنگر رجوع کی گئی تہیں [بابورام گوے بنام کامنی داسی (۴) دہیرامن داسی بنام بیتہہ ناتھ گہوس (۵) سری ہری بخشی بنام گوپالچند رسامنت (۶)] اونکو ہائیکورٹ نے قابل جواز قرار دیا اصول قانون انگلشیہ نسبت اسی قسم کی نالشات کے متعلق کیا گیا -

"بمقدمہ سری ہری بخشی بنام گوپال چندرسامنت (۷) ظاہرا اسبات میں شک نہیں کیا گیا کہ اگر صاحب ریکارڈر کو نسبت مدعاعلیہ کے اختیار سماعت حاصل تہا تو بربنائے تجویز مصدورہ عدالت کونسل بیج نالش ہوسکتی تہی ایک مثال ایسی نالش کی مفصلا بمبئی میں مقدمہ سکہارام وکشت بنام گنیش ساٹھے (۸) ہی

(۱) سیلکٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۱۱ (۲) سیلکٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۸۷ (۳) سیلکٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۵۷۴
(۴) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۱۰۷ (۵) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۳۴۲ (۶) ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۰
(۷) ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۰ (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۹۳

۱۸۹۴ء
گرد یال سنگھ
بنام
راجہ فرید کوٹ

بہی سلسلہ مدراس میں بخوبی قرار یافتہ ہے اور مقدمات تجویز مقدمہ سامار ایر بنام انا ملاے چیٹی (۱) جنکا بہر حوالہ میں دیا جاویگا جمع کئے گئے ہیں ۔ مسئلہ مذکور عدالت ہذا سے بھی بابت ایک تجویز عدالت ریاست فرید کوٹ کے مقدمہ نمبر ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء میں تسلیم کیا گیا ہے جسمیں اگرچہ تجویز مختصر تھی لیکن بحث چارہ کار مدعی کی نسبت دونوں جانب سے پورے طور پر بعلم ذاتی میرے بحیثیت کونسل کے مقدمہ مذکور میں پیش کی گئی تھی ۔ آخراً ایکٹ حد سماعت بابت ۱۸۷۷ء کی مد ۱۱ ضمیمہ دوم میں بصراحت تذکرہ نالشات بر بنائے تجویزات ریاست غیر کا ہے ۔ حاکم کلاں کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ یہ امر متحقق ہے کہ جب بحث نسبت نفاذ ایسی ڈگریوں کے برپا ہو جو معاہدہ سے پیدا ہوتی ہیں تو وہ قانون جو متعلق کیا جانا چاہئے قانون مقام معاہدہ ہے لہذا اوس سے دلیل قوی بتائید اثر واجب التعمیل تجویز محکمہ مقام معاہدہ کے نسبت باشندہ ریاست غیر کے پیدا ہوتی ہے جسنے اوس زمانہ میں معاہدہ کیا کہ جب وہ اوس ملک میں رہتا تھا جہاں محکمہ مذکور واقع ہے اور ایسے محکمہ کو اپنا اختیار سماعت اوپر باشندہ غیر حاضر مذکور کے بابت اوس خاص معاہدہ کے حاصل رہتا ہے ۔ نسبت اس حجت مدعا علیہ کے کہ مدعا علیہ کو کوئی اطلاع نالش کی نہیں ملی حاکم ممدوح نے یہ تجویز کی کہ تجویز عدالت ماتحت جو نسبت امر واقع کے مختتم ہے یہ تھی کہ مدعا علیہ کو اطلاع ملی تھی اور مدعا علیہ کو اب یہ حجت کرنا جائز نہیں ہے کہ اطلاع مذکور مطابق قانون کے نہ تھی اور یہ ظاہر ہے کہ مدعا علیہ کا منشا کبھی نالش میں جوابدہی کرنے کا نہ تھا ۔ درباب تنقیح متعلقہ مخالفت انصاف قدرتی و فریب کے یعنی امر سوم کے منجملہ امور تنقیح طلب مندرجہ بالا کے یہ تحریر کیا گیا کہ اگرچہ عدالت اپیل ماتحت میں نسبت تجویزات عدالت فرید کوٹ کے کسی قدر بیقدری ہوئی تھی الا معاملات بے انصافی یا فریب پر مدعا علیہ نے اوس عدالت میں اصرار نہیں کیا تھا نسبت تجویز عدالت چیفکورٹ کے اسباب کی توضیح ہونی چاہئے کہ بعد صدور تجویز مذکور کے کونسل مدعا علیہ نے اسباب پر اصرار کیا کہ عدالت چیفکورٹ میں امر تنقیح طلب متعلقہ فریب کے سماعت کیجائے حق سماعت مذکور تسلیم ہو کر بلحاظ قانون مندرجہ ایکٹ ۴ ۱۸۸۴ء یہ بحث پیدا ہوئی کہ حکم واپسی مقدمہ کس طور پر صادر کیا جائے بوجوہ مندرجہ بالا اور اسوجہ سے کہ کسی فریق نے کوئی عذر نہیں کیا بتاریخ ۲۱ - مئی ۱۸۸۸ء یہ حکم صادر ہوا کہ مقدمہ عدالت چیفکورٹ میں رکھا جاوے اور اس امر تنقیح طلب پر سماعت اوسکی اس طور پر کیجاوے کہ جسطور پر اوسکی سماعت عدالت اپیل اول میں کیجاتی ۔ چنانچہ مقدمہ ہذا کی سماعت اسطور پر کیگئی اور اخیر تجویز عدالت چیف کورٹ کی ۲۴ - جولائی ۱۸۸۸ء کو صادر ہوئی ۔ کوئی شہادت مزید بتائید بیان فریب از طرف مدعا علیہ پیش نہیں ہوئی جسپر عدالت استدلال کر سکتی جسمیں یہ نہیں کہ حصول

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۶۴

۱۸۹۷ء
گوپال سنگھ
بنام
راجہ فرید کوٹ

تجویزات میں مرتب ہوا کیونکہ گوہر سنگھ کو بموجب پٹہ وانہ مجریہ راجہ صاحب کے جسکی رو سے گوہر سنگھ کو اختیار زاید بطور جج کے دیے گئے تھے کوئی اختیار سماعت حاصل نہیں ہوا تھا اور فی الواقع راجہ صاحب نے مسلہ تجویز نالشات میں دست اندازی کی تھی نیز یہ کہ راجہ صاحب نے بعض حسابات ریاست کے جو روبرو اون کمشنران کے پیش ہونے چاہئیں تھی جنکو عدالت فریدکوٹ نے بغرض جانچ حسابات کے تعینات کیا تھا پیش نہیں کیے ہر دو حکام نے تجویزات ۲۴ جولائی ۱۸۹۳ء سے بذریعہ اپنی اپیل کے اتفاق کیا کہ مدعا علیہ کسی امر کے ثابت کرنیمیں قاصر رہا اور بطور نتیجہ کے ڈگری غیر مشتہر منسوخی احکام عدالت ماتحت صادر ہوئی ڈگری بابت زر مندرجہ ہرود نالش کے صادر ہوئی۔

برطبق اپیل ہذا۔

مسٹر اے۔ آر۔ بیلف کوئینس کونسل و مسٹر جے۔ ایچ۔ اے برینس نے منجانب اپیلانٹ نسبت امر عدم کے یہ حجت کی کہ فیصلہ چیفکورٹ دربارہ قایم رکھنے اوس اختیار سماعت کے جسکی استعمال کرنیکی کوشش عدالت فریدکوٹ نے اوپر ہیرسنگھ کے جبکہ وہ قلمرو غیر میں رہتا تھا کی تھی غلط تھا نسبت دیگر امور تنقیح طلب کے امور پیش کئے گئے تھے مثلاً نسبت اس تجویز کے جسکی نسبت کونسلان موصوف نے یہ عرض کیا کہ وہ ایک تجویز ناممکن ہے کہ ہیرسنگھ پیشتر سمن کی بطور رکانی ہوئی تھی اور نیز نسبت امر تنقیح طلب متعلقہ خلاف ورزی انصاف مظہرہ کے کارروائیات میں نسبت امر آخر الذکر کے یہ حجت کیگئی تھی کہ ممکن ہے کہ تعلق باہمی راجہ صاحب جج اور اوسکی خاص حیثیت سے ہیرسنگھ کی حق میں بے انصافی ہوئی ہو۔ لیکن خاص دلیل یہ تھی کہ بلحاظ قواعد قانون باہمی اقوام کے عدالت فریدکوٹ کو کچھ اختیار سماعت ڈگری کرنے دعوی ذاتی زر نقد کا بمقابلہ کسی شخص کے جو رعایا ریاست مذکور نہ تھا اور اوسکی قلمرو کے اندر سکونت پذیر نہ تھا بلکہ قلمرو دوسری ریاست میں جسکی وہ رعیت تھا سکونت پذیر تھا اور جس نے کسی نہج پر اختیار سماعت عدالت موصوفہ کو قبول نہیں کیا تھا حاصل نہ تھا بربنا افعال یا ترک افعال بیجا مدعا علیہ کے بشرطیکہ وہ ثابت ہوں درحالیکہ وہ ہنوز باشندہ فریدکوٹ ہو تا ئید ڈگری بمقابلہ اوسکی ہو سکتی تھی مگر بعد اوسکے کہ اوسنے ریاست مذکور ترک کر دیا تھا جیسا کہ اوسنے ۱۸۶۲ء میں بلا ارادہ واپسی کے کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا جس وقت نالشات حال رجوع ہوئیں اوس وقت مدعا علیہ تابع دکسے اختیار سماعت کے تھا بموجب کسی قانون کے جو ریاست فریدکوٹ نے بتشبیہہ دفعات مندرجہ ضابطہ برٹش انڈیا منضبط کیا ہو جسکی بموجب تقسیم کام کی ملک کے اندر واسطے اضلاع و صوبہ جات تابع ایک گورنمنٹ کے کیگئی ہو ہیرسنگھ تابع کسی ڈگری عدالت فریدکوٹ کا جو بمقابلہ اوسکی اوسکی غیر حاضری میں اور بلا اسکے کہ اوسنے اختیار سماعت عدالت مذکور قبول کیا ہو اور بعد اوسکے کہ اوسنے قلمرو کو ترک کر دیا ہو صادر ہوئی ہو نہیں ہو سکتا یہ کوئی ایسا معاملہ نہ تھا جسکی بابت حکام فریدکوٹ

سنہ ۱۸۹۴ء
گردیال سنگھ
بنام
راجہ فریدکوٹ

یا کسی دوسری ریاست کے حکم صادر کرتے بلکہ ایک معاملہ قانون خانگی باہمی اقوام کا تھا سنہ ۱۸۶۹ء میں جب بیر سنگھ ساکن قلمرو جیند تھا فریدکوٹ واسطے اغراض راجہ صاحب کے بمقابلہ اوسکی مقام عدالت مدعاعلیہ نہ تھا بمبوجب عام قانون یورپ کے مدعیکو جانا چاہیے مدعاعلیہ پر اوس ملک میں نالش نہیں ہوسکتی تھی جو اوسنے ترک کر دیا تھا اور جسکی متابعت اوسپر لازم نہ تھی رہا اختیار سماعت عدالت ضلع لاہور کا جب ہی کہ یہ بات ثابت کیگئی کہ بیر سنگھ عدالت فریدکوٹ میں ایسی وقت میں مدعاعلیہ کیا گیا کہ وہ باشندہ ریاست مذکور نہیں رہا تھا بار ثبوت اس امر کا مدعی پر پڑگیا کہ یہ ثابت کرے کہ عدالت موصوف کو کسطریق پر قانوناً یہ حق ہوسکتا تھا کہ استعمال اختیار جابرانہ کا بطور ایک حاکم کے بنسبت اوسکی کرے بات یہ ثابت نہیں کیگئی اور اسلئے عدالت برٹش انڈیا ڈگریات ریاست غیر کو بطور پر نافذ نہیں کرسکتی ہی گو یا وہ جائز طور پر صادر ہوئی تہیں لہذا فیصلہ عدالتہائے ماتحت چیف کورٹ منسوخ نہ ہونا چاہیے تہا قطع نظر اسکے کہ ڈگریات خلاف قدرتی انصاف کے نہیں یا مطابق اوسکی وہ قایم نہیں رہ سکتی تہیں اگر بلا اختیار صادر ہوئی تہیں اوحجت یہ تہی کہ وہ بلا اختیار صادر ہوئی تہیں لیکن پہر بہی بلحاظ امر او حالات مقدمہ بشمول غیر حاضری بیر سنگہ ایسی ہی کہ جیسے ڈگریات خلاف انصاف تہیں یہ امر قطعی کالعدم تہا کہ کسی شخص کو ایسے تاریخ پر کسی کارروائی میں حاضری کا نوٹس دیا جاوی جو قبل تاریخ مذکور کے ختم ہوچکی ہو ظاہرا یہی صورت اس مقدمہ میں تہی -

کونسلان موصوف نے اثناسے اپنی تقریر میں حوالہ اسناد ذیل کا دیا -

رسالہ ویسٹ لیک صاحب متعلق قانون خانگی باہمی اقوام طبع سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۰۶ و رسالہ فٹ صاحب متعلق اصول قانون خانگی باہمی اقوام طبع دوم صفحہ ۵۶۰ و مقدمہ چرکیا (۱) وگوڈارڈ بنام گرے (۲) وکسن بائی بنام ولیسٹن ہولز (۳) و متہا پا چیٹی بنام چلیپا چیٹی (۴) و مقدمہ ڈچیس آف کنگسن (۵) و ہیس بنام ڈیو ہرسٹ (۶) و بینک آف اسٹریلیشیا بنام نیاس (۷) و فرگسن بنام میہن (۸) و ولسن بنام روسلن (۹)

مسٹر آر بی فنلی کوئینس کونسل و مسٹر آر وی ڈاین و مسٹر ڈبلیو ایچ ریگن منجانب رسپانڈنٹ - عدالت چیف کورٹ نے سماعت مقدمہ کی نسبت اس امر تنقیح طلب کے کہ آیا تجویزات ریاست غیر خلاف انصاف قدرتی تہیں یا نہیں [یا بہ تبدیل الفاظ آیا تجویزات مذکور بخلاف ورزی کسی اصول عام کی جسکی پابندی

(۱) لا رپورٹ انڈیا اپیلس صاحبان جلد ۴ صفحہ ۵۹ (۲) لا رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۶ صفحہ ۱۳۹ (۳) " " جلد ۱ صفحہ ۱۵۵
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۹۶ (۵) مقدمات ہداستی مولفہ اسمتھ صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۷۸
(۶) رپورٹ مسن صاحب جلد ۸ صفحہ ۷۷۹ (۷) کوئینس بنچ جلد ۶ صفحہ ۱۷ و لا جرنل کوئینس بنچ جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ (۸) رپورٹ انڈیا اپیلس صاحبان جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ (۹) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۳۵۱ (۱۷۰)

سنہ ۱۸۹۴
گردیال سنگھ بنام راجہ فریدکوٹ

عدالتہای عدل گستر ہمیشہ لازم ہے ہوئی تھی یا نہیں] اور نیز نسبت اس امر کے کہ آیا تجویزات مذکور بذریعہ فریب حاصل کی گئیں تہیں کی بہتی فیصلہ یہ ہوا کوئی ایسی خلاف ورزی یا فریب نہیں ہوا تھا نسبت اس امر کے جواب تازہ کیا گیا ہے کہ مدعاعلیہ کو اطلاع نالشات موسومہ اوسکی نہیں ہوئی تھی یہ بات صاف طور پر ثابت ہوئی تھی کہ مدعاعلیہ کو اطلاع تہی اور اوسنے اسبات کو تسلیم بھی کیا تھا لیکن مدعاعلیہ نے حاضر نہ ہونا پسند کیا متعلق اس امر کے دول بنام لاز (۱) و ابولاف بنام اوبن ہیمر (۲) کا حوالہ دیا گیا نسبت خاص امر اختیار سماعت عدالت فریدکوٹ کے نسبت بیرسنگھ کے جبکہ وہ قلمرو جیند میں تھا یہ عرض کیا گیا کہ عدالت مذکور کو بلاشبہہ نسبت اوس کے جب تک وہ قلمرو فریدکوٹ میں سکونت پذیر تھا اختیار سماعت حاصل تھا اور یہ دلیل کیگئی کہ عدالت موصوف کا وہ اختیار سماعت بعد اوس کے کہ نامبردہ قلمرو مذکور سے چلا آیا قایم رہا دونوں نالشوں میں سے بڑی نالش کلیتاً متعلق اون حسابات کے تھی جو بیرسنگھ دینے چاہئے تھے جب بیرسنگھ ایک عہدہ دار جوابدہ ریاست مذکور کا ہوا تو اوسنے اپنے آپ کو فی الاصل اندر اختیار سماعت عدالت فریدکوٹ کے قرار دیا کیونکہ فی الاصل اوسنے یہ اقرار کیا کہ وہ حساب ریاست کر دیگا اور بصورت حساب ندینے کے ذمہ دار ہوگا چونکہ اسطور پر عہدہ قبول کیا گیا اور تمام وجہ نالش ریاست فریدکوٹ میں پیدا ہوئی جہاں خلاف ورزی دقوع میں آئی تو اطاعت قانون ریاست مذکور نامبردہ پر لازم تہی بموجب ایک جزو قانون مذکور یہ قرار دیا گیا ہے کہ نالش اوس مقام پر رجوع ہونی چاہئے جہاں کل وجہ نالش پیدا ہوئی ہو اور یہ وہ ضابطہ ہے جو ضابطہ مجریہ برٹش انڈیا سے اختیار کیا گیا تھا پہر جب بیرسنگھ کے نام نوٹس بھیجا گیا اور نالشات کی سماعت حسب ضابطہ عمل میں آئی اگرچہ بغیر حاضری بیرسنگھ ڈگریاں جائز طور پر نہیں تہیں خاص امر واسطے تحقیقات کے یہ تھا کہ آیا حالات مقدمہ کے ایسے تھے کہ جنپر یہ جائز تھا کہ اختیار سماعت عدالت غیر کا بحال و نافذ کیا جائے برٹش انڈیا میں وہ عدالت جسمیں مالک کو اپنے قصور کرنیوالے محاسب پر نالش کرنی چاہئے وہ ہوگی کہ جسکے اختیار سماعت کے اندر کل وجہ نالش پیدا ہوئی ہو قانون انگلستان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسجا التمیز کوئی معاہدہ اندر علاقہ اختیار سماعت عدالت انگلشیہ کے عمل میں آیا ہو اور علاقہ مذکور کے اندر اوسکی خلاف ورزی ہوئی ہو تو تعمیل نوٹس کی بیرون علاقہ مذکور ہوسکتی ہے جیساکہ نمونہ محکومہ ایکنہائے جو دیکچر میں تسلیم کیا گیا ہے رسالہ فلیمور صاحب متعلق قانون باہمی اقوام طبع ۱۸ جلد ۴ صفحہ ۷۰ کا حوالہ دیا گیا بموجب قانون رہم کے ایسے استعمال اختیار سماعت کی تائید ہوگی اور حوالہ قانون مذکور کا دیا جانا چاہئے نہ اسطور پر کہ خود اوسکے

(۱) لا رپورٹ کوئینس بنچ ڈویژن جلد ۲۵ صفحہ ۳۱۰ (۲) لا رپورٹ کوئینس بنچ ڈویژن جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۵

۱۸۹۴ء
گردیال سنگھ
بنام
راجہ فریدکوٹ

بموجب قاعدہ قانون باہمی اقوام مروجہ حال حاصل ہوتا ہے بلکہ اسطرح پر کہ اوس سے وہ ہدائت حاصل ہوتی ہے جسکی پابندی عموماً ریاست ہاے یورپ میں ان معاملات اختیار سماعت نہیں لیگئی بلکہ تعلق اس مسئلہ کا کہ مدعیکو مدعاعلیہ کی عدالت میں جانا چاہئے اس تجویز سے نظرانداز نہیں ہوتا کہ عدالت فریدکوٹ کو اوپر ایک مدعاعلیہ کے جو قلمرو جیند میں تھا اختیار سماعت حاصل تہا۔ درحالیکہ عدالت موصوف اوس ریاست کی تہی جسکی قلمرو کے اندر کل وجہ نالش پیدا ہوئی تہی قلمرو سے چلے جانے کی وجہ سے مقام عدالت تبدیل نہیں ہوا موجود کی مدعاعلیہ کی درکار تھی اوس سے بلاشبہہ بحث اوس کے مقام سکونت کی پیدا ہوئی جب اوسکو نوٹس دیدیا گیا تھا اور طلبی ہو چکی تھی تو وہ مقام جہاں وہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں قاصر رہا تھا وہ جگہ تہی جہاں بمقابلہ اوسکے نالش رجوع ہوسکتی تہی کونسل ذیعلم نے حوالہ ڈائی جسٹ کتاب پنجم فصل اول دفعہ ۱۹ با اظہار اون صورتوں کے دیا جنمیں مدعاعلیہ پر اگرچہ وہ علاقہ اختیار سماعت ارضی کے باہر ہو نالش ہوسکتی تھی اگر کوئی شخص کار ولائیت یا ولائیت اطفال زائد عمر ۱۴ سال یا کار دیار یا لین دین یا کوئی اور چیز کسی مقام پر کرتا ہو جس سے ذمہ داری ہوسکتی ہو تو گو اوسکی سکونت مستقل وہاں نہو تاہم اوسکو جوابدہی اوس مقام کرنی ہوگی اگر وہ ایسا نہ کرے تو اسکو یہ روا رکہنا پڑیگا کہ اوس کے مال پر قبضہ کرلیا جاے - تجویز ہالو سے صاحب جسٹس بمقدمہ مہیسا پا چیٹی بنام چیلا پا چیٹی (۱) یہ تہی کہ اس امر سے کہ معاہدہ اندر اختیار سماعت عدالت ریاست غیر کے عمل میں آیا تھا خواہمخواہ عدالت مذکور کو اختیار سماعت حاصل نہوگا لیکن قرقی مال ایک ذریعہ مجبور کرنیکا حاضری پر تھا اور اگر کوئی شخص کسی عہدہ پر مامور تھا اور اوس سے ذمہ داری پیدا ہوئی تہی تو بموجب قانون روم کے وہ اسباب کا مستوجب تہا - بعض صورتوں میں مقام ادا وہ مقام تہا کہ جہاں نالش رجوع ہونی چاہئے معاہدہ کی تعمیل اوس مقام پر ہونی چاہئے جو مقام مدنظر رہا جہاں ادا کرنا پڑا ہو یا جہاں ذمہ داری پیدا ہوئی ہو ڈائی جسٹ کتاب ۵ فصل ۲ - دفعہ ۱ مدعیکو نہ صرف یہ اختیار دیا گیا تھا کہ اوسی علاقہ اختیار سماعت کے اندر نالش کرے جسمیں مدعاعلیہ ہو بلکہ اسکو یہ بہی اختیار تہا کہ درصورت معاہدہ اوس جگہ نالش کرے جہاں معاہدہ عمل میں آیا تھا اور اوسکی خلاف ورزی ہوئی تہی رسالہ ویسٹ لیک صاحب متعلق قانون خانگی باہمی اقوام صفحات ۲۰۵ و ۲۰۸ رسالہ سیوگنی صاحب دفعات ۱۴۲ و ۲۴۴ و ۲۷۱ مقدمات ذیل کا بہی حوالہ دیا گیا ہوٹسن بنام فیر (۲) و بیکیٹ بنام سیکار ہتی (۳) ڈوان بنام پیپین (۴) مقدمہ بیکیٹ بنام سیکارہتی ایک ایسا مقدمہ تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ا صفحہ ۱۹۶ (۲) لا رپورٹ کوئینس بینچ ڈویژن جلد ۲۱ صفحہ ۹ (۳) رپورٹ ہاے اپیل دی ایڈ الفنس صاحبان جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ (۴) رپورٹ کلارک و فنلے صاحبان جلد ۵ صفحہ ۱

جس میں مارشیس میں نالش بنام ایسے شخص کے ہوئی تھی جو کیپ آف گڈ ہوپ کو چلا جا چکا تھا [لارڈ سیلبورن صاحب نے یہ فرمایا اوس مقدمہ میں شخص مذکور اوسوقت مارشیس میں ایک عہدہ پر مامور تھا اس مقدمہ میں بیر سنگھ فرید کوٹ میں عہدہ پر مامور نہیں رہا تھا] لیکن اوس مقدمہ میں اگرچہ مدعا علیہ اوس ریاست میں اوسوقت نوکر نہیں رہا تھا تاہم اوسکو بوجہ تاثیر اپنے تعلقات سابق کے ساتھ ریاست مذکور کے تعلق تھا اوسکا کچھ سرمایہ تھا جسکو وہ ریاست مذکور میں چھوڑ گیا تھا اوسکی کچھ تنخواہ غیر مودی تھی -

کونسلان موصوف نے حوالہ مقدمہ ولیمس بنام جونز (۱) کا جسکا حوالہ بلیکبر صاحب جسٹس نے بمقدمہ سبس بائی بنام ویسٹن ہولز (۲) دیا تھا مقدمہ گاڈرڈ بنام گرے (۳) ورسلن (۴) کلیم بنام جوکالنگا پلے (۵) وساماراپر بنام انا ملائی چیٹی (۶) کا دیا یہ بات صحیح طور پر تجویز کی گئی تھی کہ عدالت ضلع لاہور تجویزات ریاست غیر کو بعدم موجودگی ثبوت فریب یا خلاف ورزی انصاف قدرتی کے قبول کرسکتی تھی -

کونسل اپیلانٹ سے جواب نہیں مانگا گیا -

تجویز حکام عالی مقام لارڈ سیلبورن صاحب نے صادر فرمائی -

لارڈ سیلبورن صاحب - رسپانڈنٹ یعنی راجہ صاحب فرید کوٹ نے دیسی ریاست مذکور سے ۱۸۸۰ء میں دو تجویزات یکطرفہ دو نالشات میں جو راجہ صاحب ممدوح نے بنام اپیلانٹ دائر کی تھیں مجملاً بہ تعداد ۷۶۰۰۰ روپیہ وخرچہ کے حاصل کیں واسطے اغراض اوس بحث کے جواب فیصلہ طلب ہے وہ ہر دو نالش ایک تصور کیجا سکتی ہیں کیونکہ اپیلہائے بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل یکجائی کردی گئی ہیں بربنائے ان تجویزات بربنائے ان تجویزات کے دو نالشات راجہ صاحب نے بمقابلہ اپیلانٹ عدالت اسسٹنٹ کمشنر لاہور میں دائر کی تھیں مگر نالشات مذکور عدالت موصوف سے اس بنا پر ڈسمس ہوئیں کہ تجویزات مذکور عدالت فرید کوٹ نے بلا اختیار سماعت بمقابلہ اپیلانٹ صادر کی تھیں بر طبق اپیل بعدالت کمشنر لاہور تجویزات عدالت مرافعہ اولی بحال رکہی گئیں تب راجہ صاحب نے عدالت چیفکورٹ پنجاب میں اپیل کیا عدالت موصوف نے اون دونوں حکموں سے اختلاف کیا

(۱) رپورٹ میسن و ویلز بی صاحبان جلد ۹ صفحہ ۸۱۹ (۲) رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵
(۳) لاء رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۶ صفحہ ۱۳۷ (۴) لاء رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۳۵۱
(۵) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۰۵ (۶) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۴۴

سنہ ۱۸۹۴ء
گردیال سنگہ
بنام
راجہ فریدکوٹ

اور اختیار سماعت عدالت فریدکوٹ کو برقرار رکھا۔

فریدکوٹ ایک ریاست دیسی ہے جسکے راجہ صاحب کی نسبت حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے اسبات کو قبول کیا ہی کہ اونکو اختیار سماعت خودسر نسبت معاملات دیوانی و فوجداری و مال کے حاصل ہی تجویزات ریاست موصوف عدالت ہائے ملکہ معظمہ واقع برٹش انڈیا میں تجویزات ریاست غیر سمجھی جاتی ہیں اور سمجھی جانی چاہئیں ایڈیشنل کمشنر لاہور نے یہ خیال کیا کہ کوئی نالش عدالت ہائے ملکہ معظمہ میں بربنائے تجویز کسی دیسی ریاست کے رجوع نہیں ہوسکتی لیکن اس بارے سے حکام عالی مقام اتفاق نہیں کرتے۔

من ابتدائے سنہ ۱۸۶۹ء پانچ برس تک اپیلانٹ ملازم راجہ صاحب سابق فریدکوٹ بطور اونکی خزانچی کے تھا اور وجوہ نالش جنکی بنا پر نالشات عدالت فریدکوٹ میں رجوع کی گئیں اندر ریاست مذکور کے اور اوس ملازمت اپیلانٹ سے بطور نوکر راجہ صاحب مرحوم کے پیدا ہوئے تہے ان نالشات میں سے ہر ایک میں جو دعوے کیا گیا تہا وہ محض ذاتی بابت اوس روپیہ کے تہا جسکا واجب الادا ہونا بالطور رہرجہ اپیلانٹ سے واجب الحصول ہونا بیان کیا گیا تہا حکام عالیمقام کی رائے میں درباب بحث اختیار سماعت کے ذکر صرف یہی امر اب فیصلہ طلب ہے) یہ امر غیر اہم ہے کہ مقدمہ جسطور پر کہ بیان کیا گیا ہی ایک مقدمہ معاہدہ سمجھا جانا چاہئے یا مقدمہ ٹارٹ (فعل بیجا)

سنہ ۱۸۷۴ء میں اپیلانٹ نے راجہ صاحب مرحوم کی نوکری چھوڑ دی اور اونکی علاقہ اختیار سماعت ارضی کے اندر سکونت موقوف کر دی اوسوقت سے نامبردہ عموماً ایک دوسری خودسر ریاست الیسی یعنی ریاست جیند میں سکونت پذیر رہا کہ جسکا وہ رعایا سے متوطن تہا اور جہاں اوسکی سکونت ہتی اور بعد چھوڑنے فریدکوٹ سنہ ۱۸۷۴ء میں اپیلانٹ کبھی فریدکوٹ میں واپس نہیں آیا اپیلانٹ جیند میں تھا کہ جب اوسپر بعض حکمنامجات عدالت فریدکوٹ کی تعمیل ہوئی جنکی نسبت حکام عالی مقام کو اسبات کے تجویز کرنیکی ضرورت نہیں کہ اگر اختیار سماعت ہوتا تو حکمنامجات مذکور کا کیا اثر ہوتا اپیلانٹ نے حکمنامجات مذکور کا کچھ خیال نہیں کیا اور نالشات مرجوعہ راجہ صاحب میں سے کسی میں حاضر نہیں ہوا نہ دیگر طرح پر اونسے اختیار سماعت مذکور کی متابعت قبول کی

اپیلانٹ پر بوجہ اطلاع نالشات کے جو اوسکو اس طرح پر ملے یا نہ ملے کوئی فرض حاضر ہونیکا نہ تھا بجز اسکی کہ عدالت مذکور اختیار سماعت جائز نسبت اوس کے حاصل رہتا۔

ان حالات میں حکام عالی مقام کی رای میں کوئی بات ایسی نہ تہی جس سے یہ مقدمہ اس قاعدہ عام سے باہر ہو کہ مدعیکو اوس عدالت میں نالش کرنی چاہئی جسکا تابع مدعاعلیہ بوقت نالش ہو (مدعیکو پیروی عدالت مدعاعلیہ کی کرنی چاہئے) جسکی نسبت سر رابرٹ فلیمور صاحب نے (قانون باہمی اقوام جلد ۴ دفعہ ۸۹۱) صحیح طور پر فرمایا

۱۸۹۷ء گردیال سنگھ بنام راجہ فرید کوٹ

کہ وہ جز تمام اصول قانون باہمی اقوام و اکثر قانون خانگی کا اس معاملہ میں ہے "تمام اختیار سماعت صحیح طور پر اراضی ہے اور حکم ایسے شخص کی تعمیل جو اپنی قلمرو سے باہر تجویز صادر کرے بلا خطرہ کے نہیں ہو سکتی" اختیار سماعت ارضی (رساطہ مستثنیات مخصوص کے) اون جملہ اشخاص حق حاوی ہے جو مستقل یا عارضی طور پر اوس قلمرو میں سکونت پذیر ہوں درحالیکہ اشخاص مذکور قلمرو مذکور کے اندر ہوں لیکن اختیار سماعت مذکور اشخاص مذکور کے پیچھے پیچھے نہیں جاتا جبکہ وہ قلمرو مذکور سے چلے آئے ہوں اور دوسرے ملک غیر میں رہتے ہوں اختیار سماعت مذکور نسبت اراضی واقع قلمرو کے ہمیشہ رہتا ہے اور اختیار مذکور کا استعمال اوپر مال منقولہ واقع قلمرو مذکور کے ہو سکتا ہے اور بلحاظ حیثیت یا جانشینی میں جسمیں پابندی سکونت کی ہو اختیار سماعت مذکور نسبت اشخاص سکونت پذیر اندر قلمرو کے ہو سکتا ہے یا نسبت اون اشخاص جو زمانہ حیات اندر قلمرو مذکور کے سکونت پذیر تھے مابین مختلف صوبہ جات تابع ایک ہی فرمانروا کے (مثلاً شہنشاہی روم میں) اختیار سماعت بموجب قانون منضبط کردہ فرمانروا کے تقسیم ہوتا ہے اور قرار دیا جاتا ہے لیکن کسی قانون سے جو واسطے کسی قلمرو کے منضبط کیا گیا ہو ایسا اختیار سماعت جسکو کوئی عدالت ریاست غیر تسلیم کر سکے بمقابلہ باشندگان ریاست غیر کے حاصل نہیں ہوتا جنپر کوئی فرمانبرداری یا متابعت اوس فرمانروا کی لازم نہیں ہے جو اسطور پر قانون منضبط کریں۔

نالش ذاتی میں جب اس کوئی وجہ منجملہ ان وجوہ اختیار سماعت کے متعلق نہیں ہے ڈگری یکطرفہ مصدورہ عدالت ریاست غیر جسکے اختیار سماعت کی متابعت مدعا علیہ نے کسی نہج پر قبول نہیں کی بموجب قانون باہمی اقوام محض باطل و کالعدم ہے مدعا علیہ پر کوئی فرض کسی قسم کا نسبت اوسکی تعمیل کے نہیں ہے اور ڈگری مذکور منجانب عدالتہائے ہر قوم کے سوا سے ملک اوس عدالت کی جسنے اوسکو صادر کیا اور جبکہ بموجب قانون خاص و مختص المقام کے اوسکو اختیار دیا گیا ہے محض کالعدم متصور ہونا چاہیئے۔

یہ وہ مسائل ہیں جو تمام اسناد ہدایتی قانون باہمی اقوام میں قرار دئے گئے ہیں اور منجملہ دیگر مقننان کے اسٹوری صاحب (تناقض قوانین طبع دوم دفعات ۵۴۶ و ۵۴۹ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۶ و ۵۸۶) اور اور چانسلر کینٹ صاحب (تفسیرات جلد اول صفحہ ۴۰۸ نوٹ (۵) طبع دہم) نے قرار دئیے ہیں اور کوئی استثنائے مسائل مذکور میں نسبت استعمال اختیار سماعت بمقابلہ ایسے مدعا علیہ کے جو تابع اختیار سماعت مذکور نہیں ہے منجانب عدالتہائے اوس ملک کے جسمیں وجہ نالش پیدا ہوئی ہو یا (بصورت معاہدہ) منجانب عدالتہائے مقام ادا کے نہیں کیا گیا ہے اون صورتوں میں اور نیز تمام دیگر صورتوں میں جنمیں نالش ذاتی ہو عدالتہائے اوس

ملک کو جسمیں مدعا علیہ سکونت پذیر ہوا اختیار حاصل ہو اور بغرض عملمیں لانے انصاف کے عدالتہائے ملک مذکور سے چارہ جوئی کرلی چاہئے -

نتیجہ حکام ذیعلم عدالت چیف کورٹ پنجاب کا فقرہ ذیل تجویز مصدرہ سر میریڈیتھ پلوڈن صاحب متعلق نالش اول میں منجملہ ہر دو نالشات مذکور کے بیان کیا گیا تھا " نظر بجملہ حالات میرے نزدیک کہا جاسکتا ہی کہ جب کوئی ریاست بمقابلہ کسی باشندہ ریاست غیر حاضر کے بابت کسی ذمہ داری کے جو ایسی معاہدہ سے پیدا ہوئی ہو جو باشندہ ریاست غیر مذکور نے بربنائے سکونت ریاست اول الذکر کیا ہو اور جسکی تعمیل ریاست مذکور میں ہونی قرار پائی تہی استعمال اختیار سماعت کا کرے تو ریاست مذکور کا عمل خلاف عمل درآمد عام یا خلاف اصول قانون باہمی اقوام کے نہیں ہی کہ جس سے تجویز ریاست مذکور محض اس بنا پر واجب التعمیل نہ ہو کہ مدعا علیہ غیر حاضر تھا -

اگر یہ مسئلہ تسلیم کیا جائے تو اوسکا اثر درباب توسیع علاقہ اختیار سماعت کے بہت اہم ہوگا کسی سند کا جسکو کسی قسم کا تعلق ہو بتائید سند مذکور دربر حکام عالی مقام کے حوالہ نہیں دیا گیا ہی بجز مقدمہ بیکٹ بنام میکارتھی (۱) کے اور ایک فقرہ تجویز مصدرہ بلیکبرن صاحب جسٹس متعلقہ مقدمہ سیمبانی بنام ویسٹن ہولز (۲) کے -

نسبت مقدمہ بیکٹ بنام میکارتھی کے بڑے مستند مقدمہ ڈن بنام ویب مین (۳) میں کہا گیا تہا کہ اوسکی نسبت یہ خیال کیا گیا تہا کہ وہ قانون کی غائت انتہا تک پہونچتا ہے اور اوسکی توضیح اس بنیاد پر کیگئی تہی (اور حکام عالی مقام کی دانست میں صحیح طور پر کیگئی تہی) کہ " مدعا علیہ ایک عہدہ سرکاری پر اوسی ملک نو آباد میں مامور تہا جسمیں ابتداء نالش کیگئی تہی " جسوقت مدعا علیہ پر نالش کی گئی اوسوقت بہی وہ اوس عہدہ پر مامور تہا وجہ نالش عہدہ مذکور سے پیدا ہوئی تہی یا متعلق اوسکی تہی اور اگرچہ مدعا علیہ فی الحقیقت عارضی طور پر غیر حاضر تہا تاہم ممکن ہے کہ وہ بطور ایسے شخص کے جو عہدہ مذکور پر مامور تہا تعبیراً اوس مقام پر حاضر سمجہا جاتا جہاں نیز بلحاظ اوسکی خدمات کے اوسکو موجود ہونا چاہئے تہا اور اسوجہ سے اور اس لئے اختیار سماعت ملک نو آباد اوس پر حاوی ہے اگر مقدمہ مذکور بربنائے مذکور مقدمہ باشندہ ملک غیر غیر حاضر سے جو کسی زمانہ سابق میں گورنمنٹ کسی ملک نو آباد کا نوکر رہا ہو میں ہوتا تو حکام عالیمقام کی رائے میں فیصلہ مقدمہ مذکور کا غلط طور پر ہوا ہوگا اور ظاہر ہے کہ لارڈ جسٹس فرائی صاحب نے مقدمہ روسلین بنام روسلین (۴) میں یہی رائے قایم کی -

(۱) رپورٹ بانیوال وایڈالفس صاحبان جلد ۲ صفحہ ۹۵ (۲) لا رپورٹ کوئینس بنچ جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ (۳) رپورٹ کلارک وفنلی صاحبان جلد ۵ صفحہ ۱ (۴) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۳۵۱

۱۸۹۴ء
گوردیال سنگھ
بنام
راجہ فریدکوٹ

الفاظ تجویز لارڈ بلیکبرن صاحب متعلقہ مقدمہ سیین بائی بنام ویسٹن ہولز جنپر استدلال کیا گیا تہا یہ تہیں "اگر بوقت منعقد ہونے ذمہ واری کے مدعا علیہم ملک غیر میں تہے لیکن اونہوں نے ملک غیر کو قبل ارجاع نالش چہوڑ دیا ہو تو ہم اسبات کے خیال کرنیکی طرف مائل ہونگے کہ قوانین ملک غیر کی پابندی اونپر لازم ہوگی اگرچہ ہم اسبات کو پسند کرینگے کہ قبل اسکے کہ اس معاملہ کو مختتم طور پر فیصل کریں اوسکی نسبت بحث سماعت کریں" نسبت اس فقرہ کی یہ امر قابل تحریر ہے کہ بلاشبہ قوانین اوس ملک کی پابندی جسمیں ذمہ واری کا معاہدہ کیا گیا ہو فریقین پر اوس حد تک کہ جہانتک تعبیر او تاثیر ذمہ داری مذکور سے تعلق ہے قطع نظر اس کے کہ کسی عدالت میں استدعا چارہ کار کیجائے لازم ہوگی جج ذیعلم کو اسبات پر غور کرنا تہا کہ آیا اسکا نتیجہ جائز یہ ہوگا کہ مدعا علیہم پر لازم ہوگا کہ بربنائے معاہدہ یا دیگر نہج پر اوس اختیار سماعت کو قبول کریں جو بابت معاہدہ مذکور منجانب محکمہ جات اوس ملک کے جسمیں معاہدہ عمل میں آیا تہا کسی زمانہ مابعد میں اختیار کیا گیا ہو اگرچہ مدعا علیہم باشندگان ملک غیر ہوں اور ملک غیر کے باہر سکونت رکہتے ہوں اوس امر کی نسبت بحث نہیں کی گئی تہی اور نہ وہ اوس مقدمہ میں جو اوسوقت روبرو عدالت کے پیدا ہوا تہا اور اگر بلیکبرن صاحب جسٹس کی یہی مراد تہی تو حکام عالیمقام کسی محض میلان رائے کو ایسے امر میں جو ایسے وسیع اور عام طور پر اہم ہے جسکی نسبت خود حکام بحالت ضرورت فیصلہ امر مذکور بحث سننا چاہتے لائق اوس وقعت کے نہیں خیال کر سکتے جو ایسی تجویز حکام ممدوح کی واجب تہی جو بعد غور ثابت کیجاتی خواہ اوس امر کی نسبت جسکا فیصلہ بمقدمہ سیین بائی بنام ویسٹن ہولز ہوا۔ بلیک برن صاحب جسٹس نے بوقت سماعت مقدمہ ایک رائے مختلف اوس رائے سے قایم کی تہی جو بالآخر حاکم ممدوح نے ظاہر فرمائی اور حکام عالیمقام کو کچھ شک نہیں ہے کہ اگر حاکم ممدوح اس امر کی نسبت بحث کو سماعت فرماتے کہ آیا عموماً یہ ذمہ واری مستنبط کرنی چاہیئے کہ عدالت موقع معاہدہ کی نسبت یہ بات قبول کیگئی ہے کہ اوسکو بوجہ معاہدہ ایک اختیار سماعت فرضی بمقابلہ فریقین نالش بربنائے معاہدہ مذکور تمام زمانہ آئندہ میں قطع نظر اسکے کہ فریقین مذکور کا ڈامیسل یا مقام سکونت کسی جگہہ پر ہو حاصل ہے تو حاکم ممدوح (مثل حکام عالیمقام) یہ نتیجہ اخذ کرتے کہ ایسی ذمہ واری سوائے اسکے کہ بصراحت ظاہر کیگئی ہو مستنبط نہیں ہو سکتی۔

پس حکام عالی مقام مودبانہ بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا یہ مشورہ دینگے کہ ڈگریات چیفکورٹ پنجاب منسوخ کیجاویں اور ڈگریات ایڈیشنل کمشنر لاہور بحال کیجاویں۔

ریسپانڈنٹ خرچہ اپیل ہائے بعدالت ماتحت و نیز خرچہ ان اپیلوں کا ادا کریگا۔

اپیل منظور ہوئی۔

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ۔ مسٹران لیٹی و مین۔

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ۔ مسٹران ٹی ایل ولسن و کمپنی۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و [illegible] صاحب جسٹس

۱۸۹۶ع ۲۴-اکتوبر

قربان [illegible] (بنام) [illegible] شمس [illegible] (فریق مخالف)

تجویز [illegible] ایل فوجداری [illegible] مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء دفعات [illegible]۔

[illegible] مجسٹریٹ نے [illegible] تھا [illegible]

[illegible] ہے کہ عدالت [illegible] زیادہ [illegible]

[illegible] ہوئی۔

[illegible] کوئی تجویز [illegible]

اور [illegible] ہونی چاہئے۔

مقدمات [illegible] بنام [illegible] کی تعمیل کی گئی۔

واقعات مقدمہ ہذا کے حسب ذیل ہیں۔

ملزمان پر جرم بلوہ کا حسب دفعہ ۱۴۷ مجموعہ تعزیرات لگایا گیا یہ واردات ۲۶-اساڑہ (۹-جون) کو ہوئی۔ مقدمہ منجانب مستغیث یہ تھا کہ دو مستغیثان دیگر کس دیگر دریائے جلیا کے جنوبی کنارہ پر معہ ایک گلہ مویشیان کے چرانیکو آئے یہ کہ ملزم معہ دیگر اشخاص کے جنکی تعداد ۹۰ یا ۱۰۰ تھی لاٹھیوں اور دیگر ہتھیاروں سے اس غرض سے مسلح ہو کر آئے کہ مستغیثان کو جبراً اراضی سے باہر نکالدیں۔ یہ کہ اشخاص آخرالذکر کو

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۸۵۵ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم مصدرہ بی نیو بولڈ صاحب ڈپٹی کمشنر سلہٹ مورخہ ۱۴-ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء منضمہ بحالی حکم مصدرہ بابو جی سی ناگ سب ڈپٹی مجسٹریٹ سنام گنج مورخہ ۱۴-اگست سنہ ۱۸۹۶ء (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۹ (۲) ،، ،، جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۰

سنہ ۱۸۹۴ع
فرقان
بنام
شیر محمد

اندیشہ ہوا اور وہ اس غرض سے کہ وہ ملزمان سے بچ جائیں اپنی کشتی میں دریا کو عبور کرکے شمالی کنارہ کو گئے مگر اونہوں نے اونکا پیچھا کیا اور انپر وہاں حملہ کیا۔

ملزمان نے بیان کیا کہ وہ مجرم نہیں ہیں اصل جز اونکی جوابدہی کا یہ تھا کہ تاریخ واردات کو کچھ مویشی قصبہ جلیا کے جس کے رہنے والے مستغیثان تھے اور جو شمالی کنارہ دریا پر واقع ہے دریا کے جنوبی کنارہ پر اوتر آئے اور اراضی مسمی کورئی میں چرنے لگے یہ کہ وہ اور دو دیگر اشخاص مویشیاں کے پکڑنے کو اور اونکو مویشی خانہ لے جانے کو وہاں گئے اور جبکہ ملزمان مویشیان کو دریا کے پار اوتار کر مویشی خانہ کو جا رہے تھے جلیا کے آدمی ایک جماعت ہوکر باہر نکل آئے اور اونپر حملہ کیا اور وہ مویشیاں کو چھوڑا لے گئے۔

ان فریقین میں ایک دوسرے مخالف بیانات تھے ڈپٹی مجسٹریٹ نے واقعات اور شہادت پر کامل طور پر غور کیا اور مقدمہ منجانب مستغیث کو صحیح باور کرکے ملزمان کو مجرم قرار دیا اور ۴ ماہ کی قید سخت کا حکم سزا صادر کیا ملزمان نے بعد ازاں ڈپٹی کمشنر کے یہاں اپیل کیا اور حاکم موصوف نے تجویز ثبوت جرم کو قایم رکھا تجویز جو اونہوں نے ۴ ستمبر ۱۸۹۴ع کو صادر کی حسب ذیل ہے۔

"بعد سماعت دلائل وکیل منجانب اپیلانٹ و ملاحظہ مسل کے میری یہ رائے ہے کہ عدالت ماتحت کو وجوہ وافی ملزماں کو بلوہ کا مجرم قرار دینے کی تھیں میں حکم سزا کو زیادہ سخت خیال نہیں کرتا اپیل ڈسمس ہوئی۔

ملزمان نے بعد ازاں ہائی کورٹ میں درخواست کی اور ایک حکم صادر ہوا کہ وجہ ظاہر کیجائے کہ کیوں تجویز اور حکم ۴ ستمبر کا منسوخ نہ کیا جاوے اور اپیل کی پھر سماعت نہ کی جائے وجہ یہ تھی کہ وہ تجویز مطابق احکام دفعات ۳۶۷ و ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے نہیں تھی۔ حکم کی سماعت ہوئی۔

مسٹر اے سی بنرجی منجانب سائلان بتائید حکم۔

وجہ ظاہر کرنیکے واسطے کوئی حاضر نہیں ہوا۔

تجویز ہائی کورٹ (بنرجی صاحب جسٹس و بیل صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

یہ ایک حکم ہے جسکی بموجب ڈپٹی کمشنر سلہٹ سے یہ دریافت کیا گیا کہ کیوں اونکا حکم مورخہ ۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ع منسوخ نہ کیا جائے اور اپیل کی پھر سماعت نہ کیجائے۔ وجہ جسکی بنا پر یہی

استدعا کی گئی ہے کہ اسمقدمہ دست اندازی کریں یہ ہے کہ حکم جسکی نسبت اعتراض کیا گیا اور جو تجویز ڈپٹی کمشنر کی برطبق اپیل بنا راضی تجویز ڈپٹی مجسٹریٹ کے ہے مطابق احکام دفعہ ۴۲۳ کے بشمول دفعہ ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری نہیں ہے - یہ تجویز نہایت مختصر ہے - اوسکی یہ عبارت ہے -
بعد سماعت دلائل وکلاے اپیلانٹان وملاحظہ مسل کے میری یہ رای ہے کہ عدالت ماتحت کو وجوہ وافی ملزمان کو باوہ کا مجرم قرار دینے کی تہیں - میں حکم سزا کو زیادہ سخت خیال نہیں کرتا اوس پر حسب دفعہ ۳۶۷ کے جو بسبب دفعہ ۴۲۴ کے تجاویز اپیل سی متعلق کی گئی ہے امر یا امور تنقیح طلب مندرج نہیں ہیں نہ کوئی صریح بیان وجوہ فیصلہ کا امر یا امور مذکور کی نسبت مندرج ہے - کونسل ذیعلم سائلان نے یہ بحث کی ہے کہ ایک امر منجملہ اون امور کے جو اسمقدمہ میں پیدا ہوئے ہیں یہ ہے کہ آیا کوئی ایسی غرض مشترک تہی جس سے اون اشخاص کو جو شریک مجمع خلاف قانون بیان کئےگئے ترغیب ہوئی اور کہ ایسے مقدمات میں ہمیشہ یہ امر اہم ہوتا ہے کہ غرض مشترک اس تجویز کیلئے دیکھنی چاہیئے کہ آیا غرض مذکور ایسی ہے یا نہیں کہ جس سے وہ مجمع خلاف قانون ہو جائے - تجاویز جو بہت مشابہ اس تجویز کے تہیں جواب زیر نظر ثانی ہے عدالت ہذا نے بموجب قانون کے ناکافی خیال کیں اور تجویز مکرر کا حکم دیا (دیکہو مقدمات قمر الدین دے بنام سناتن منڈل (۱) ومعاملہ درخواست رام داس مگہی (۲)) بلاشبہہ دفعہ ۵۳۷ - مجموعہ ضابطہ فوجداری میں یہ حکم ہے کہ کوئی تجویز یا حکم سزا کسی عدالت مجاز سماعت کا برطبق اپیل یا نظر ثانی کے بوجہ کسی غلطی یا فروگذاشت کے یا بیضابطگی تجویز کے منسوخ نہ کیا جائیگا الا ایسی غلطی فروگذاشت یا بیضابطگی سی انصاف میں خلل واقع ہوا ہو مگر اس صورت میں یہ کہنا ناممکن ہے کہ مقدمہ ہذا کی تجویز میں غلطی یا فروگذاشت یا بیضابطگی سے کوئی خلل انصاف میں واقع نہیں ہوا کیونکہ ہمکو معلوم نہیں ہے کہ عدالت اپیل ماتحت شہادت پر نسبت بحث غرض مشترک شرکاے مجمع خلاف قانون کے کیا تجویز کرتی اور اگر اوسکی توجہ اس بحث کی تجویز پر مایل کیجاتی تو آیا وہ یہ تجویز کرتی یا نہ کرتی کہ کوئی غرض مشترک ایسی تہی جس سے مجمع مقدمہ ہذا ایک مجمع خلاف قانون ہو جاتا جبکہ از روئے قانون اپیل کی جاتی ہے تو اپیلانٹ مستحق ہے کہ ایک صاف راے عدالت اپیل سی جو اوس مقدمہ کی تجویز کرتی ہو نسبت امور واقعات متعلقہ مقدمہ کے حاصل کریے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ ہذا دو مقدمات محولہ بالا کے بالکل مطابق ہے اور اون دونوں مقدمات کی تقلید کرکے ہم حکم کو قطعی کرتے ہیں اور تجویز عدالت اپیل کو منسوخ کرکے یہ حکم دیتے ہیں کہ اپیل کی پہر سماعت کیجاوے -

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۹ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۰

حکم قطعی کیا گیا اور تجویز منسوخ کی گئی -

صیغہ اپیل دیوانی

به اجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

۱۷ - مئی ۱۸۹۴ء

کرمی خان (مدعا علیہ) بنام برجوناتھ داس (مدعی)*

ایکٹ اسامیان بنگال (۸ - ۱۸۸۵ء) باب ۱۰ دفعات ۱۰۱ و ۱۰۲ - اختیار عہدہ دار مال فیصل اسپیشل جج - امر تجویز شدہ - یہ بحث کہ آیا اراضی مال ہے یا لاخراج - میعاد سماعت - نیلام بعلت باقیات مالگذاری - ایکٹ ۱۱ - ۱۸۵۹ء دفعات ۳۳ و ۳۷ - ۵ - بار - قبضہ مخالفانہ -

مدعی ایک حقیت کا مالک تھا جو بعلت بقایائے مالگذاری سرکار نیلام ہوئی اور جس کو مدعی نے ۱۸۸۶ء میں خریدار سے پھر خرید کیا اوس نے حسب باب ۱۰ - ایکٹ اسامیان بنگال کیواسطے پیمائش حقیت اور ترتیب کاغذات حقوق کے درخواست کی اور عہدہ دار مال نے جو ان اغراض کے لئے مقرر ہوا تھا یہ تجویز کی کہ ایک جزو حقیت مقبوضہ مدعا علیہ اراضی مال ہے گو وہ بموجب بعض اسناد کے لاخراج قرار دی گئی تھی اور چونکہ حاکم موصوف کو معلوم ہوا کہ اوسکی بابت کبھی لگان ادا نہیں کیا گیا لہذا وہ کاغذات حقوق میں بطور اراضی مال کے جسپر بموجب اون اسناد کے بطور لاخراج کے قبضہ تھا مندرج کی گئی - بر طبق اپیل مدعی کے اسپیشل جج نے یہ تجویز کی کہ چونکہ وہ اراضی مال تجویز ہوئی ہے پس بطور اراضی مال کے جسپر لگان تشخیص نہیں ہوا تھا مندرج ہونی چاہیے تھی ایک نالش مدعی جو واسطے تشخیص لگان اراضی کے دائر کی گئی یہ تجویز ہوئی کہ اسناد جن کے بموجب مدعا علیہ قابض ہونیکا دعویدار تھا مدعی کے کسی پیشرو حق نے عطا نہیں کی تھیں اور بندوبست استمراری کی تاریخ کے ماقبل کے نہیں - تجویز ہوئی بمنسوخی فیصلہ عدالت اپیل ماتحت کہ اسپیشل جج کو اختیار تجویز اس امر کا حاصل نہ تھا کہ آیا اراضی مال تھی یا لاخراج اور کہ اونکی تجویز اوسکی اراضی مال ہونیکی بطور امر تجویز شدہ کے موثر نہیں ہے مقدمہ سکرٹری آف اسٹیٹ ہند بنام نتی سنگھ (۱) کا حوالہ دیا گیا مقدمہ گوکل ساہو بنام جدو نندن رائے (۲) سے فرق ظاہر کیا گیا -

یہ بھی تجویز ہوئی کہ قبضہ مخالفانہ جو مدعا علیہ نے بیان کیا حسب مراد دفعہ ۵۲ - ایکٹ ۱۱ - ۱۸۵۹ء

* اپیل بنا راضی ڈگری اپیل نمبر ۳۰۴ - ۱۸۹۲ء بنا راضی ڈگری بابو ریب چند رگنگولی جج ماتحت مدناپور مورخہ ۲۴ - جنوری ۱۸۹۲ء مشعر منسوخی ڈگری بابو رام جادب نلاپاتر منصف تاملوک مورخہ ۳۰ - مارچ ۱۸۹۱ء (۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸

(۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۷۲۱

سنہ ۱۸۹۴ء
کرمی خان
بنام
برجو ناتھہ داس

ایک بار تھا جبکہ تاریخ مدعی نے بطور مالک کے جسکی حقیت نیلام ہوتی تہی مگر خریداری کی پس اگر ایسا
قبضہ مخالفانہ زمانہ کافی تک رہا تو نالش میں تمادی عارض ہوگی مدعی ایسا شخص خیال نہیں کیا جا سکتا
جسنے حقیت "میراون کل بار ہاسے سے جو اوسپر بعد بندوبست کے عاید کئے گئے ہوں حسب احکام
دفعہ ۳۷ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء کے حاصل کی ہو لہذا وہ (جیسی کہ عدالت اپیل ماتحت نے تجویز کی ہے)
یہ دعوے نہیں کر سکتا کہ اوسکی نالش میں تمادی عارض نہیں ہے کیونکہ وہ تاریخ نیلام بعلت بقایا مالگذاری
سے ۱۲ برس کے اندر دایر ہوئی تہی

مقدمہ واسطے اس تجویز کے واپس بہیجا گیا کہ آیا اراضی مال ہے یالاخراج اور کہ آیا مدعاعلیہ کا قبضہ
مخالفانہ اسقدر عرصہ کا تہا کہ نالش ممنوع السماعت ہوجائے ۔

واقعات مقدمہ ہذا کے اوس تجویز میں جسکی مراضی سے اپیل ہوا ہے جو حسب ذیل ہے کافی طور پر مندرج ہیں ۔
"اپیل ہذا ایک نالش سے پیدا ہوا ہے جو واسطے تشخیص لگان ۱۶ اکا ٹہہ ۵ چہٹانک اراضی کے اور نیز واسطے لاپانے
لگان سال ۱۲۹۵ سنہ ۱۲۹۶ء اور ایک جزو سال ۱۲۹۷ سنہ ۱۲۹۷ء کے تہی مدعی اوس حقیت کے مالکان میں سے ایک شخص
وہ تہا جسمیں اراضی جسکے تشخیص لگان کی استدعا تہی واقع تہی حقیت مذکور سنہ ۱۸۰۳ء میں بعلت بقایا مالگذاری
سرکار نیلام ہوئی اور اوسکو ایک شخص مسمی پرسنو کمار شامنت نے خرید کیا اور اوسکو پرسنو کمار شامنت سے
مدعی نے سنہ ۱۸۸۳ء میں پہر خرید کیا اور حسب ایکٹ اسامیان بنگال کے واسطے پیمایش مال اور ترتیب کاغذات حقوق کے درخواست کی اور
ایک عہدہ دار مال واسطے پیمایش اور ترتیب کاغذات حقوق کے مقرر ہوا - اراضی کو جسکی بابت نالش ہے عہدہ دار مال نے ایک [illegible]
[illegible] کا [illegible] تجویز کیا اور اوسکو اراضی مال قرار دیا مگر چونکہ یہ معلوم ہوا کہ اوسکی بابت کبہی لگان نہیں ادا کیا گیا تہا لہذا وہ بطور اراضی مال
کے جسپر مدعاعلیہ بطور لاخراج کے بحیثیت بعض اسناد کے قابض تہا درج ہوئی مدعی نے اسپشل جج کے روبرو اپیل کیا
جنہوں نے یہ تجویز کی کہ چونکہ اراضی مذکور اراضی مال تجویز ہوئی ہے لہذا وہ بطور اراضی مال کے جسپر لگان
تشخیص نہیں ہوا ہے درج ہونی چاہیے چونکہ اراضی مذکور اراضی مال تجویز ہوئی مدعی نے نالش حال واسطے تشخیص لگان
کے دایر کی جواب یہ ہے کہ اراضی مذکور مدعاعلیہ کی اراضی لاخراج کا ایک جزو ہے اور یہ کہ کبہی لگان اوس کی
بابت ادا نہیں کیا گیا اور یہ کہ پرسنو کمار شامنت محض ایک بینامیدار مدعی کا تہا اور یہ کہ نالش میں تمادی عارض ہے
منصف ذیلعلم عدالت ماتحت کی یہ راے ہے کہ عہدہ دار مال کو جو واسطے ترتیب کاغذات حقوق کے
مقرر کیا گیا تہا کوئی اختیار تجویز کرنے اس بحث کا نہ تہا کہ آیا اراضی مال تہی یالاخراج اور بہرحال اونکی تجویز
اسبارہ میں قطعی نہیں ہے پس انہوں نے یہ بحث کہ آیا اراضی مال ہے یالاخراج پہر قایم کی اور اوس کی
تجویز کی اور چونکہ اونکی یہ راے ہوئی کہ مدعاعلیہ کی اراضی بطور جایز لاخراج ہے اونہوں نے مدعی کی

۱۸۹۴ء
کرمی خان
بنام
برجوناتھ داس

نالش کو ڈسمس کیا - مدعی نے اپیل کیا امور تجویز طلب اپیل ہذا میں یہ ہیں -
۱- آیا نالش میں تمادی عارض ہے یا نہیں - ۲- آیا اراضی مال ہے یا لاخراج اور وہ قابل تشخیص لگان ہے یا نہیں - ۳- کیا لگان واجب قابل ادا ہے -

یہ بحث کہ آیا اراضی مال ہو یا لاخراج اوس عہدہ دار کے روبرو پیش کی گئی تھی جو واسطے ترتیب کاغذات حقوق کے مقرر ہوا تھا اونھوں نے اوس بحث کی تجویز کی اور اونکو معلوم ہوا کہ وہ اراضی مال ہے جو ایک بنڈ کا ڈھال تھا مگر چونکہ کوئی شہادت بثبوت اس امر کے نہ تھی کہ مدعا علیہ نے کبھی اوسکا لگان ادا کیا لہذا اونھوں نے پسند کیا کہ وہ بطور ایسی اراضی کے درج کیجاوے جو بقبضہ مدعا علیہ بطور لاخراج ہی برطبق اپیل اسپیشل جج کی یہ رای ہوئی کہ وہ بطور اراضی مال کے جسپر لگان تشخیص نہیں ہوا تھا درج ہونی چاہیئے تھی پس یہ بحث کہ آیا اراضی مال ہے یا لاخراج قطعی طے ہو چکی تھی اور عدالت مرافعہ اولی کو یہ اختیار نہ تھا کہ اوس بحث کو پھر قایم کرتی (دیکھو [illegible] بنام جد نندن رائے (۱)) یہ تسلیم ہے کہ مدعا علیہ مالک بعض اراضیات لاخراج کا ہے وہ اراضی جسکی بابت نالش حال ہے اوسکی اراضی لاخراج نہیں ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے اوسپر قبضہ کر لیا تھا اور بلا ادا ہی کسی لگان کے چند سال تک قابض رہا مگر کچھ ہی صورت ہو فیصلہ اسپیشل جج کا اس امر کی نسبت قطعی ہو اور وہ نالش حال میں بطور امر تجویز شدہ کی موثر ہے اراضی مذکور اراضی مال تجویز ہوئی اور وہ قابل تشخیص لگان ہے -

جائیداد مذکور بعلت بقایاے مالگذاری سرکار نیلام ہوئی تھی اور اوسکو پرسنو کمار شامنت نے خرید کیا تھا مدعی نے جو قبل نیلام صیغہ مال کے مالکان میں سے ہو تھا اوسکو پرسنو کمار شامنت سے پھر خرید کیا یہ بحث کی گئی ہو کہ پرسنو کمار محض ایک بینامیدار تھا مگر اس امر کی کوئی کافی شہادت موجود نہیں ہے فی الواقع ایک نالش میں جو نمبر جابا وغیرہ نے بنام پرسنو کمار شامنت وغیرہ کیواسطے منسوخی نیلام صیغہ مال کے دایر کی تھی یہ تجویز ہوئی کہ پرسنو کمار بینامیدار برجوناتھ داس کا تھا مگر وہ نالش بوجہ دیگر ڈسمس ہوئی - اور اسوجہ سے اوس مقدمہ کی یہ تجویز کہ پرسنو کمار محض ایک بینامیدار برجوناتھ داس کا تھا قطعی شہادت اس امر کی نہیں ہے - مدعی نے محال مذکور خریدار نیلام بعلت بقایاے مالگذاری سے خرید کیا تھا اور چونکہ نالش ہذا تاریخ نیلام صیغہ مال سے ۱۲ برس کے اندر دایر کی گئی پس اوسمیں تمادی عارض نہیں ہے - عہدہ دار مال نے جنہوں نے کاغذات حقوق مرتب کئے یہ تجویز کی کہ شرح لگان جو اس قسم کی اراضی کی بابت قابل ادا ہے ۱۲ فی بیگہ ہے مدعا علیہ شرح لگان متدعویہ کی بنسبت عذر نہیں کرتا ہے بشرح ۱۲ فی بیگہہ کے لگان ۲۷ ۱۶ اراضی کا ۱۷ سال علاوہ ابواب کے ہوتا ہے لگان جو اراضی پر تشخیص ہوا ہے ۱۷ سالانہ ہے مجھکو کوئی ایسی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں نصف لگان مناسب کا اراضی پر تشخیص کیا جاوے ممکن ہو کہ مدعا علیہ اوسپر چند سال تک بلا ادا کرنے کسی لگان کے قابض رہا ہوگا شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قبل نیلام بعلت مالگذاری کے وہ قریب ۲۰ برس کے مدیلنی دار اوسا جارہ دار محال کا تھا

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۱

اور اراضی لاخراج ناجائز منضبط نہیں ہے وہ ایک بند کے ڈہال کا جزو ہے اور یہ خیال کرنیکی وجہ موجود ہے کہ اوسنے اوسکو دبا لیا اور اوسپر پایا ادا کرنے لگان کے اس جہوٹے حیلہ سے کہ وہ ایک جزو اور حصہ اوسکی لاخراج کا ہی قابض رہا اوسپر پورا لگان تشخیص ہونا چاہئیے -

"اپیل منظور ہوا اور فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کا منسوخ کیا جائے اور نالش مدعی معہ خرچہ ہر دو عدالت کے ڈگری ہو"

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعا علیہ نے ان وجوہ پر اپیل کیا کہ اسپشیل جج کو اختیار سماعت تجویز اس بحث کا کہ آیا اراضی مال ہے یا لاخراج حاصل نہیں تھا اور اسوجہ سے اونکا فیصلہ اس امر کا امر تجویز شدہ نہیں جیساکہ عدالت اپیل ماتحت نے تجویز کیا ہے چونکہ مدعا علیہ نے دعوی قبضہ اراضی کا بطور لاخراج کے بموجب اون اسنادکے کیا جو اوس کے پیشروان حق کو قبل بندوبست استمراری کے عطا کی گئی تہیں لہذا مقدمہ گوکل ساہو بنام جدو نندن راے (۱) متعلق نہیں ہے - چونکہ اسپشیل جج نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ نے اراضی متنازعہ کا لگان کبہی ادا نہیں کیا لہذا تجویز مذکور فی الواقع اس حد تک پہونچتی ہے کہ اراضی لاخراج ہے یہ تجویز کہ اراضی مذکور اسوجہ سے اراضی مال ہے وہ ایک بند کا ڈہال ہے محض قیاسی اور قانوناً ناقابل پذیرائی ہے اور کوئی شہادت ایسی موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ مدعا علیہ نے کبہی اوسکا لگان ادا کیا یا یہ کہ وہ مدعی کی اراضی مال تہی اور عدالت اپیل ماتحت نے مدعا علیہ پر بار ثبوت اس امر کا ڈالنے میں کہ اراضی لاخراج تہی غلطی کی یہ تجویز کہ مدعا علیہ نے مدعیکی اراضی مال دبالی کسی شہادت پر مبنی نہیں ہے اور پرسنو کمار محض ایک بینامیدار مدعیکا تہا اور چونکہ مدعی خود مالک باقیدار تہا لہذا عدالت اپیل ماتحت کو یہ تجویز کرنی چاہئے تہی کہ اوسنے بذریعہ اپنی خریداری کے حقوق خریدار نیلام حاصل نہیں کئے اور اسوجہ سے اوسکی نالش میں تمادی عارض ہے -

بابو لال موہن داس و مولوی محمد حبیب اللہ منجانب اپیلانٹ -

بابو سری ناتھ داس و بابو تارک ناتھ پالت و بابو بدہو بہوشن گنگولی منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز عدالت (گہوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے -

نالش ہذا واسطے تشخیص لگان کے تہی واقعات جنکی وجہ سے وہ پیدا ہوئی بصراحت تجویز عدالت جج ماتحت میں اس طور پر مندرج ہیں "مدعی اپیلانٹ اوس جایداد کے مالکان میں سے تہا جس میں اراضی جسکی تشخیص لگان کی استدعا تہی واقع تہی - حقیت مذکور ۱۸۸۵ء میں بعلت بقایاے مالگذاری سرکار نیلام ہوئی اور اوسکو ایک شخص مسمی پرسنو کمار شامنت نے خرید کیا اور پرسنو کمار شامنت

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۲۱

سنہ ۱۸۹۴ء
کرمی خان
بنام
برجو ناتھ داس

سے مدعی نے سنہ ۱۸۸۶ء میں پھر خرید کیا اوسنے حسب باب ۱۰ - ایکٹ اسامیان بنگال کے واسطے پیمائش محال اور ترتیب کاغذات حقوق کے درخواست کی اور ایک عہدہ دار مال واسطے کرنے پیمائش اور ترتیب کاغذات حقوق کے مقرر ہوا اوس اراضی کو جسکی بابت نالش ہے عہدہ دار مال نے ایک پرانے بند کا ڈھال تجویز کیا اور اسوجہ سے اوسکو اراضی مال قرار دیا مگر چونکہ یہ معلوم ہوا کہ اوسکی بابت کبھی لگان ادا نہیں کیا گیا وہ بطور اراضی مال کے ... درج ہوئی کہ اوسپر مدعا علیہ بطور لاخراج کے بر جنب بعض اسناد کے قابض ... مدعی نے اسپشل جج کے روبرو اپیل کیا جنہوں نے یہ تجویز کی کہ چونکہ اراضی مذکور اراضی مال تجویز ہوئی اسوجہ سے وہ بطور اراضی مال کے جسپر لگان تشخیص نہیں ہوا ہے درج ہونی چاہئے تھی ... اراضی مذکور اراضی مال تجویز ہوئی لہذا مدعی نے نالش ساں واسطے تشخیص لگان کے دائر کی ...

اس نالش کا جواب یہ ہے کہ اراضی لاخراج ہے اور ... اندر ... قانون میعاد کے ممنوع السماعت ہے - عدالت مرافعہ اولی نے نالش کو ڈسمس کیا اور اوسکی یہ رائے ہوئی کہ مدعا علیہ مستحق ہے کہ اراضی پر بطور لاخراج جائز کے قابض رہے -

برطبق اپیل کے جج ماتحت کی یہ رائے ہوئی کہ تجویز اسپشل جج کا ... باب - ایکٹ اسامیان بنگال پر نسبت بحث اس امر کے کہ آیا اراضی مال ہے یا لاخراج بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہے - اور بتائید اس رائے کے اونہوں نے عدالت ہذا کے ایک فیصلہ مقدمہ ... بنام ... (۱) کا حوالہ دیا ہے - جج ماتحت نے مزید براں ایک رائے ظاہر کی ہے کہ مدعا علیہ جو کہ قانون میں دیگر اراضیات لاخراج کا مالک ہے اوس اراضی کو دبا لیا اور اوسپر بلا ادا کے کسی لگان کے بہت سال تک قابض رہا نسبت بحث ... سماعت کے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ چونکہ نالش تاریخ نیلام بعلت مالگذاری سے ۱۲ سال کے اندر دائر ہوئی لہذا وہ اندر میعاد ہے اور بعد ازاں اونہوں نے نسبت بحث تشخیص لگان کے توجہ کر کے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ پر واجب ہے کہ لگان بشرح ... فی بیگھہ ادا کرے -

اس بحث پر کہ آیا عہدہ دار مال کو جو حسب باب ۱۰ - ایکٹ اسامیان بنگال کے عمل کرتا ہو یہ اختیار ہے کہ تجویز بحث جواز ایک استحقاق منظورہ لاخراج کی کرے کامل طور پر ایک حال کے مقدمہ اجلاس کامل عدالت ہذا میں غور کیا گیا ہے (مقدمہ سکریٹری آف اسٹیٹ ہند بنام ... (۲)) اور یہ تجویز ہوئی ہے کہ حسب دفعہ ۱۰۲ - ایکٹ اسامیان بنگال کے کاغذات حقوق کے مرتب

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۷۶۱ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۱۸۳

سنہ ۱۸۹۴ء
کریم خان
بنام
برجو ناتھ داس

کرنے میں کوئی عہدہ دار مال مجاز نہیں ہے کہ اون حقوق لاخراج کے جو اوکی نسبت جو اون اشخاص نے جو رقبہ زیر تحقیقات پر قابض ہوں بیان کئے ہوں اسطور پر تجویز کرے کہ اراضیات مذکور ضبط کیجاویں اور مستوجب تشخیص لگان قرار دیجاویں - بلاشبہہ جیسا کہ بعض تجاویز مصدرہ مقدمہ مذکور میں بیان کیا گیا ہے عہدہ دار مال کو کاغذات حقوق کی ترتیب کرنے میں جب کبھی کہ ایسی بحث پیدا ہوتی ہے یہ تجویز کرنی لازم آتی ہے کہ آیا کوئی شخص جو اراضی اندر رقبہ زیر تجویز پر قابض ہے حسب مراد دفعہ ۳ ضمن ۵ - ایکٹ ہذا کے اسامی ہے یا نہیں مگر یہ اس تجویز سے نہایت مختلف ہے کہ آیا اراضی لاخراج جائز ہے یا نہیں - مقدمہ گوکل ساہو بنام چند نندن راے (۱) میں جسکا جج ماتحت نے حوالہ دیا ہے مدعا علیہ بموجب ایک سند کے جو اوس کے زمیندار کے پیشرو حق نے عطا کی تھی دعویدار تھا اور جو بندوبست دہ سالہ کے بعد کی تھی اور اسوجہ سے وہ حسب مراد ایکٹ اسامیان بنگال کے اسامی تصور کیا گیا تھا اور اسوجہ سے عدالت ہذا نے یہ تجویز کی تھی کہ عہدہ دار مال کو اپنے کاغذات حقوق میں کیفیت اراضی کے درج کرنے کا اختیار تھا مگر یہ صورت اسمقدمہ میں نہیں ہے مدعا علیہ مقدمہ ہذا ایک سند اوس شخص کی پیش کرتا ہے جو ظاہرا مدعی کا پیشرو حق نہیں تھا اور وہ سند بندوبست دہ سالہ کے قبل کی تھی اور اسوجہ سے وہ حسب مراد ایکٹ اسامیاں کے صحیح طور پر ایک اسامی تصور نہیں کیا جا سکتا بجز اس کے کہ یہ ثابت ہو کہ کسی کسی وقت اوسنے یا اوس کے پیشرو نے زمیندار کی اسامی ہونا قبول کیا یا اوسکو لگان ادا کیا - عہدہ دار مال کی یہ راے ہوئی کہ اراضی مذکور کی بابت کبھی لگان ادا نہیں کیا گیا اونہوں نے یہ تجویز نہیں کی کہ مدعا علیہ اسامی اراضی کا ہے بلکہ بوجوہ چند یہ تجویز کی کہ اراضی مذکور مال ہے - اور نہ لاخراج ہے اسلیئے ایسی تجویز ہے جسکے کرنے کا وہ مجاز نہیں تھا -

معاملہ کی نسبت یہ راے قایم کرنے سے تجویز اسپیشل جج کی مقدمہ ہذا میں بطور امر تجویز شدہ کے موثر نہیں ہو سکتی -

نسبت بحث میعاد سماعت کے جو اس مقدمہ میں پیش کی گئی ہے عدالت ماتحت کی جیسا پیشتر بیان کیا گیا ہے یہ راے ہے کہ مدعا علیہ نے اراضی کو دبا لیا اور اوسپر بطور جزو [illegible] دیگر اراضیات لاخراج کے بلا ادا‌ے لگان بہت برس تک قابض رہا مگر حاکم موصوف نے یہ تجویز نہیں کی کہ کیا ٹھیک زمانہ مدعا علیہ کے اسطرح پر اراضیات پر قابض رہنے کا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۱۰

۱۸۹۴ء
کرمی خان
بنام
برجوناتھ داس

مگر اونکی یہ راے ہے کہ چونکہ نالش تاریخ نیلام بعلت مالگذاری سے ۱۲ برس کے اندر دائر کی گئی اوسمیں تمادی عارض نہیں ہے -

جیسی کہ جج ماتحت نے تجویز کی ہے مدعی اوس حقیت کے مالکان میں سے تھا اور زمانہ نیلام بعلت مالگذاری کے بعد اوسنے پھر اوسکو خریدار نیلام سے خرید کیا -

دفعہ ۵۳ قانون نیلام بعلت مالگذاری (ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء) حسب ذیل ہے "بجز شرکاے اون محالات کے جنکا بٹوارہ ہو رہا ہو اور جنہوں نے اپنے حصص نیلام سے حسب دفعات ۳۲ و ۴۴ - آئین ۹ و ۱۴ سنہ ۱۷۹۳ء محفوظ رکھے ہوں اور اون شرکاے جنکے ساتھ کلکٹر نے حسب دفعہ ۱۰ و ۱۱ - ایکٹ ہذا کے حسابات علیحدہ کھولے ہوں کوئی مالک محال یا شریک مندرجہ کاغذات یا غیر مندرجہ کاغذات جو محال مذکور کو جسکا وہ مالک یا شریک ہے خرید کرے یا جو بذریعہ پھر خرید کر لینے کے یا اور طرح پر قبضہ محال مذکور کا بعد اس کے حاصل کرے کہ وہ بعلت باقی حسب ایکٹ ہذا نیلام ہوا ہو اور نیز ہر خریدار محال بعلت باقی یا مطالبہ کے جو خود اوس محال بھی بذریعہ خریداری مذکور کے محال مذکور کو تابع جملہ ایسے بار کے حاصل کریگا جو بوقت نیلام موجود ہوں اور کوئی ایسے حقوق نسبت اسامیان قدیمی یا رعیت کے حاصل نہ کریگا جو مالک سابق کو بوقت نیلام محال مذکور کے حاصل نہ تھے"

چونکہ مدعی نے حقیت مذکور بذریعہ پھر خرید کرنے کے حاصل کی لہذا اوسنے اوسکو تابع جملہ ایسے بار کے حاصل کیا جو بوقت نیلام موجود تھے" اور اسوجہ سے وہ حسب احکام دفعہ ۳۷ ایکٹ ہذا کے بطور ایسے شخص کے تصور نہیں کیا جا سکتا جس نے حقیت "میرا کل بار ہاے سے جو اوسپر زمانہ بندوبست کے عائد ہوئے ہوں" حاصل کی ہو -

اگر مدعی مستحق کالعدم کرانے بار ہاے موجودہ وقت نیلام کا ہوتا اور اگر اوسکا حق ضبطی یا تشخیص کرنے اراضی کا اول مرتبہ بتاریخ نیلام بعلت مالگذاری پیدا ہوتا تو جیسی کہ جج ماتحت نے تجویز کی ہے وہ بلا شبہہ حسب مدات ۱۲۱ و ۱۳۰ ضمن ۲ - ایکٹ میعاد سماعت کے مستحق ہوتا کہ اپنی نالش تاریخ نیلام بعلت مالگذاری سے ۱۲ سال کے اندر دائر کرتا مگر بموجب دفعہ ۵۳ قانون نیلام کے وہ اون بار ہاے کا جو بوقت نیلام موجود ہوں ذمہ دار ہے اور اگر وہ (جیسا کہ مدعا علیہ اسطور پر دعویدار ہے کہ وہ اوسکو بوجہ قبضہ مخالفانہ بمقابلہ مالکان سابق کے جسمیں مدعی داخل تھا) اور بوجہ اونکی غفلت کے پیدا ہوا ایک بار حسب مراد دفعہ ۵۳ قانون نیلام بعلت

سنہ ۱۸۹۴ء
کرمی جان
بنام
برجناتھ داس

مالگذاری سے ہے تو یہ صاف ظاہر ہے کہ مدعی کے دعوے میں اوس صورت میں تمادی عارض ہوگی (عام اس سے کہ نالش ہذا ایک نالش تنسیخ بار یا بغرض ضبطی یا تشخیص اراضی کے تصور کی جاوے) کہ مدعا علیہ کا قبضہ مخالفانہ ۱۲ برس سے زیادہ عرصہ تک رہا ہو۔

اس بحث پر کہ اوس حق کی جو اس طور پر بذریعہ قبضہ مخالفانہ بمقابلہ اوس مالک کے جسکی جائیداد نیلام ہوئی کسی شخص کو پیدا ہوا ہو کیا نوعیت ہے چند موقعوں پر عدالت ہذا نے اور نیز صدر عدالت سابق نے غور کیا ہے اور حق مذکور ہمیشہ بطور ایک بار کے تصور کیا گیا ہے جسکے منسوخ کرنے کا خریدار نیلام بعلت مالگذاری جس نے حسب دفعہ ۳۷۔ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء (یا بموجب قانون نیلام سابق کے جو بذریعہ اوس ایکٹ کے منسوخ ہوتا) حقوق حاصل کئے ہوں مستحق ہے مقدمات ٹھاکر داس راے چودہری بنام نوبین کرشن گھوس (۱) و گولک منی داسی بنام ہرچند گھوس (۲) و نرائن چندر بنام ٹیلر (۳) و کھنتو منی داسی بنام بیجے چند مہتاب (۴) (اور نسبت نیلام پٹنی کے دیکھو) مقدمات لکھیہ خان بنام کلکٹر راج شاہی (۵) و رام شنکر راے بنام بیجے گوبند برال (۶)

پس ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ وہ حق جسکا مدعا علیہ بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے دعویدار ہے حسب مراد قانون نیلام بعلت مالگذاری کے ایک "بار" ہے۔

ممکن ہے کہ جیسی جج ماتحت نے تجویز کی ہے مدعا علیہ نے اراضی کو دبا لیا ہو اور اوسکو اپنی دیگر اراضیات لاخراج میں شامل کیا ہو مگر یہ امر بجز قبضہ مخالفانہ کے اور کچھ نہ ہوتا اور چونکہ دیگر اراضیات زمیندار کی اراضی مال نہ تھیں لہذا وہ اس اراضی کو واسطے فائدہ زمیندار کے حاصل نہیں کر سکتا تھا بلکہ خود اپنے فائدہ کے لیے۔

لیکن اگر یہ ثابت کیا جاوے کہ مدعا علیہ یا اوس کے پیشروان حق نے کسی نہ کسی وقت بعد بندوبست استمراری کے یا تو زمیندار کا اسامی ہونا قبول کیا یا اوسکو لگان ادا کیا تو تعلق زمیندار و اسامی کا قایم ہو جائیگا اور پھر یہ امر بخوبی قیاس کیا جا سکیگا کہ وہ تعلق قایم رہا بجز اسکے یہ ثابت ہو جاوے کہ مدعا علیہ نے ۱۲ برس سے زیادہ عرصہ قبل اس نالش کے بعلم زمیندار ایک حق مخالفانہ اراضی پر بطور لاخراج قابض رہنے کا بیان کیا اور اوسپر اوس زمانہ میں

(۱) ویکلی رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۵۲ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۶۲ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۴ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۰ (۵) رپورٹ صدر دیوانی عدالت ۱۸۵۸ء صفحہ ۱۱ (۶) رپورٹ صدر دیوانی عدالت ۱۸۵۳ء صفحہ ۱۲۴

سنہ ۱۸۹۴ء کرم خان بنام برجو ناتھ داس

اس طور پر قابض رہا پہر اگر یہ ثابت ہو کہ ۱۲ برس گذشتہ کے اندر قبل اس کے کہ مدعاعلیہ نے قبضہ لیا اراضی پر بطور جزو محال مال کے قبضہ تھا تو یہی نالش اندر میعاد ہو گی -

ہمنے پیشتر بیان کیا ہے کہ تجویز عدالت اپیل بطور امر تجویز شدہ کے موثر نہیں ہے جج ماتحت نے جیسی کہ اونکو مقدمہ ہذا میں تجویز کرنی چاہئے تہی یہ تجویز نہیں کی ہے کہ آیا اراضی مال ہے یا لاخراج اور اونکا فیصلہ بحث میعاد سماعت کی نسبت غلط ہے یا دیگر نہج پر ناقص ہے -

پس ہم یہ ضروری خیال کرتے ہیں کہ مقدمہ واسطے تجویز مکرر کے بہ لحاظ اون تحریرات کے جو ہمنے کی ہیں عدالت اپیل ماتحت میں واپس بہیجا جائے خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید ہو گا -

اپیل منظور ہوا اور مقدمہ واپس بہیجا گیا -

باجلاس گہوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

۱۷ مئی سنہ ۱۸۹۴ء

ستکوڑی گہوس منڈل (مدعی) بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل وغیرہ (مدعاعلیہم)*

حق ماہیگیری - حق ماہیگیری کا اوس دریا میں جسمیں جوار بہاٹا آتا ہو اور قابل کشتی رانی ہو - حق سرکار اون دریاؤں میں جنمیں کشتی رانی ہو سکتی ہو اور حق ماہیگیری کا - حق مذکور کا منجانب سرکار عوام میں سے کسیکو عطا ہونا

ہندوستان کے ان ممالک میں تسلیم دریا جسمیں جوار بہاٹا آتا ہو اور جو قابل کشتی رانی ہو سرکار کا ہوتا ہے اور ایسے دریا میں حق ماہیگیری و نیز خود تسلیم دریا سرکار عوام میں سے کسی کو عطا کر سکتی ہے (خواہ باستعمال حقوق شاہی خواہ بقایم مقامی عوام الناس) تاکہ وہ اشخاص بطور اپنی جایداد خاص کے تابع حق کشتی رانی اور دیگر ایسے حقوق کے جو عامہ خلایق کو ایسے دریاؤں میں حاصل ہوں قابض ہیں مقدمات وڈ ڈی سب کرسٹو بنام ایسٹ انڈیا کمپنی (۱) و غریب حسین چودہری بنام لیمب (۲) و باگرام بنام کلکٹر بہلوا (۳) و چندر جلیا بنام رام چرن مکوجی (۴) و مین میاچ بنام ناگو شراپچ (۵) و پرسنو کمار سرکار بنام رام کمار پاردی (۶) و ہریداس مل بنام محمد ذکی (۷) کا حوالہ دیا گیا -

ایسے مقدمہ میں وقعت شہادت نقشہ تہوکبست کی نسبت بحث کی گئی اور مقدمات شیا آلال ساہو بنام لچہن چوہدری (۸) و شیام سندری داسی بنام جگبندہو سوتر (۹) کا حوالہ دیا گیا -

* اپیل متعلقہ اراضی ڈگری اپیل نمبر ۵۹ سنہ ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری بابو راجندر کمار بوس جج ماتحت بردوان مورخہ ۹ - دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء مشعر منسوخی ڈگری بابو جہو پتی بنرجی منصف کلنا مورخہ ۲۰ - مارچ سنہ ۱۸۹۲ء (۱) ایلیہاک ہند سولاند مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۲۶۷ (۲) رپورٹ صدر دیوانی عدالت سنہ ۱۸۵۹ء صفحہ ۱۳۵۷ (۳) نمبر درمیانی ویکلی ریورٹر سنہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۴۲ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۲ (۵) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۹۱ (۶) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۳ (۷) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۴ (۸) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۵ (۹) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ

جلد ۱۶ صفحہ ۱۸۶

مدعی مقدمہ ہذا سی پٹنی دار محال دیورا مندرجہ توزیع نمبر ا کلکٹری ضلع بردوان کا تہا۔ نالش واسطے قبضہ ایک جزو دریاے کہاری کے تہی جو محال مذکور کے قریب بہتا ہے اور مدعی نے یہ بیان کیا کہ جزو دریاے متنازعہ اوس کے محال میں داخل تھا اوسنے وہ حق بھی بیان کیا جو بذریعہ قبضہ مخالفانہ اوسکے پیدا ہوا تھا اوسنے یہ بیان کیا کہ ۱۵ اگست سنہ ۱۸۸۱ء کو بذریعہ خریداری ایک نیلام کے وہ اوس محال کا مالک ہوا اور وہ اوسپر اوسوقت تک قابض بنا رہا کہ کلکٹر نے ازجانب سرکار مدعا علیہ دوم کے ساتھ جو مدعا علیہ ۳ کا کرم چاری تہا بند وبست اجارہ کیا مدعی نے یہ بہی بیان کیا کہ اوسکو پیشیر حقیت جلکر مذکور پر بطور جزو محال کے قابض تھا۔

مدعا علیہ اول (سکرٹری آف اسٹیٹ) شکم دریا اور جلکر کے حق کا دعویدار تھا اور اسبات سے انکار تھا کہ مدعی یا اوسکے پیشروان کوکبھی یہ چیزیں حاصل تہیں مدعا علیہ کو مدعی کے حق بذریعہ قبضہ مخالفانہ پر اعتراض تہا اور یہ حجت تہی کہ چونکہ دریا عمیق اور قابل کشتی رانی ہے لہذا وہ ملکیت سرکار ہے مدعا علیہ دوم نے عذرات سکرٹری آف اسٹیٹ کی تائید کی اور بیان کیا کہ مدعا علیہ سوم کو اس معاملہ میں کوئی حق حاصل نہیں ہی مدعا علیہ سوم نے یہ بیان کیا کہ اوسکو نزاع مذکور سے کچہہ تعلق نہیں ہے اور خرچہ کی استدعا کی کیونکہ وہ بلا ضرورت مدعا علیہ بنایا گیا تھا۔

منصف نے تجویز کی کہ دریا ایسا ہے جسمیں جوار بہاٹا آتا ہے اور قابل کشتی رانی ہے مگر نقشجات پیمائیش سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک جزو دریاے متنازعہ کا مدعیکی محال میں داخل ہے اونہوں نے مدعیکو ڈگری عطا کی۔

بر طبق اپیل جج ماتحت کی یہ رای ہوئی کہ اس امر سے کہ نقشہ جات پیمائیش سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ جزو دریاے متنازعہ کا مدعیکی محال میں داخل تہا یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ شکم دریا (جو ایک ایسا دریا ہی جسمیں جوار بہاٹا آتا ہے اور قابل کشتی رانی ہے) یا حق ماہیگیری دریاے مذکور از ان مدعی تہا اونہوں نے تجویز کی کہ شکم دریائی اور ماہیگیری حق سرکار ہے پس اونہوں نے اپیل منظور اور نالش کو ڈسمس کیا۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعی نے اپیل۔

بابو نلنی رنجن چٹرجی منجانب اپیلانٹ

سینر وکیل سرکار (بابو ہیم چند بنرجی) و بابو رام چرن متر منجانب سکرٹری آف اسٹیٹ۔

بابو جسودا نندن پرمانک منجانب دیگر رسپانڈنٹان۔

تجویز ہائیکورٹ (گہوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

مقدمہ ہذا میں نزاع نسبت ایک جزو دریاے کہاری کے ہے مدعی بحیثیت ایک سی پٹنی دار ایک جائیداد

۱۹۰۴ء سنٹ کماری ہیر منڈل بنام سکریٹری آف اسٹیٹ ہند

دہوبا کے جوایک حقیت مالگذار ہے اوسکا دعویدار بطور ایک جزو اپنی جایداد کے ہے - مدعا علیہم نالش ہذا سکریٹری آف اسٹیٹ اور بعض دیگر اشخاص ہیں جنکے ساتھ کلکٹر بردوان نے دریاے مذکور کے جلکر کا بندوبست کیا ہے اونکا جواب یہ ہے کہ دریا ایسا ہے جسمیں جوار بہاٹا آتا ہے اور قابل کشتی رانی ہے اور ملکیت سرکار ہے اور سرکار ہمیشہ اوسکی نسبت حق مالکانہ استعمال کرتی رہی اور اسوجہ سے مدعیکو اوسمیں حق نہیں ہے - عدالت مرافعہ اولی نے بحق مدعی ڈگری صادر کی کیونکہ اوسکی یہ راے ہتی کہ جزو دریاے متنازعہ کا جایداد دہوبا کا جسکا کہ بندوبست استمراری ہے ایک جزو ہے اور اس نتیجہ کو اخذ کرنے میں اونہوں نے خاصکر دہوبا کے نقشہ تہوک بست ۱۸۵۵ء پر استدلال کیا -

بر طبق اپیل جج ماتحت نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو اس بنا پر منسوخ کیا کہ "شکم دریا چونکہ اوسمیں جوار بہاٹا آتا ہے اور قابل کشتی رانی ہے ملکیت سرکار ہے مگر کوئی سند سرکاری پیش نہیں کیگئی ہے جس سے یہ الفاظ صحیح اس دریا کی نسبت یا اوسمیں حق ماہیگیری عطا کیا گیا ہو اور نہ کوئی حق بذریعہ قدامت ثابت ہوا ہے اور شہادت استعمال حق ماہیگیری کی ضعیف اور غیر قابل اطمینان ہے مگر نسبت نقشہ تہاک بست کے جو مدعی نے پیش کیا ہے جج ماتحت کی راے حسب ذیل ہے" یہ امر قابل غور ہے کہ تہاک بست حد بندی بوقت تہاک کے قبضہ کا عمدہ ثبوت ہے مگر وہ شہادت حق کی نہیں ہے محض اس امر سے کہ دریا متعلق موضع دہوبا کے حد بست میں داخل کیا گیا تہا کوئی قیاس پیدا نہیں ہوتا ہے کہ اوسکا ٹہیکہ توزیع نمبر ا کے مالک کو بطور جزو حصہ اوس جایداد کے بوقت بندوبست استمراری دیا گیا تھا"۔

ممکن ہے کہ بادی النظر میں یہ معلوم ہو کہ جج ماتحت نے ایک امر واقع کی تجویز کی ہے جسپر بصیغہ اپیل دوم دست اندازی نہیں ہوسکتی مگر ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے اوس معاملہ کے طے کرنے میں جو اونکے روبرو پیش تھا ایک غلطی قانونی کی ہے -

اثناے بحث میں جو مقدمہ ہذا میں ہمارے روبرو ہوئی وکیل سرکار ذیعلم نے یہ بحث کی ہے کہ چونکہ دریاے کہاری ایسا دریا ہے جسمیں جوار بہاٹا آتا ہے اور قابل کشتی رانی ہے لہذا وہ جزو ملکیت سرکار ہے اور اس لئے مدعی اوسکی نسبت کسی حق کا دعوی نہیں کرسکتا۔ نسبت اس بحث کے یہ کار آمد ہوگا کہ اول مختصراً اوس قانون کا جو اس ملک میں بابت ملکیت ایسے دریاؤں کے جاری ہے جنمیں جوار بہاٹا آتا ہے اور جو قابل کشتی رانی ہیں جیسی کہ وقتاً فوقتاً اوسکی تشریح کیگئی ہے ذکر کیا جاے - بمقدمہ ڈوڈی سب کرسٹو بنام ایسٹ انڈیا کمپنی (۱) جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل نے یہ تجویز کی

(۱) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۲۶۷

سنہ ۱۸۹۶ء ستگاری گہوس منڈل بنام سکریٹری آف اسٹیٹ ہند

کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو بطور قایم مقام گورنمنٹ ہند کے حق دوامی بنسبت شکم دریا جو قابل کشتی رانی ہو اور اوس زمین کے جو درمیان نشانات اونچی اور نیچی موج کے ہو حاصل ہے بمقدمہ غریب حسین چودہری بنام لیمب (۱) صدر دیوانی عدالت نے یہ تجویز کی تہی کہ شکم دریا جسمیں جوار بہاٹا آتا ہو اور قابل کشتی رانی ہو کسی شخص کی ملکیت نہیں ہے بلکہ سرکار کی ملکیت ہے اور جو شخص ایسے دریا میں ایک خاص حق کا دعوے دار ہو اوسکو یہ ظاہر کرنا چاہیے کہ وہ بذریعہ عطیہ یا بذریعہ قدامت کے جو شہادت عطیہ منجانب سرکار ہے حاصل ہوا ہے -

حکام ذیعلم نے اوس مقدمہ میں سرکار کو امین عامہ خلایق کا تصور کیا تھا - مقدمہ باگرام بنام کلکٹر بہولوا (۲) میں عدالت ہذا کی ایک ڈویژن بنچ نے یہ راے ظاہر کی تہی کہ شکم یا مجاری دریاؤں کا جو قابل کشتی رانی ہیں عموماً ملکیت سرکار رہتا ہے اور تابع حق کشتی رانی اور اسی قسم کے دیگر حقوق کے ایسے دریا معہ زمین کے جسپر دے بہتے ہیں ملکیت سرکار کی ہوتے ہیں مگر اونہوں نے یہ بہی تجویز کی کہ اس قسم کے دریاؤں میں حقوق جلکر ملکیت خانگی ہو سکتے ہیں اور جو چیز کہ ایک مرتبہ عوام الناس کی تہی یا ملکیت سرکار رہتی اشخاص خانگی کی تنہا ملکیت ہوجا سکتی ہے -

مقدمہ چندر جلیا بنام رام چرن مکرجی (۳) میں یہ تجویز ہوئی تہی کہ حق ماہیگیری کا اون دریاؤں میں جو قابل کشتی رانی ہوں عامہ خلایق کو حاصل نہیں ہوتا اور کسی قانون کے بموجب سرکار کو ممانعت نہیں ہے کہ اشخاص کو ایسے دریاؤں میں حق تنہا ماہیگیری کا عطا کرے -

مقدمہ مہین میاح بنام ناگو شرا برح (۴) میں ویسٹراپ صاحب چیف جسٹس نے اوس قاعدہ سے جو مقدمہ غریب حسین چودہری بنام لیمب میں مندرج ہے اتفاق کیا تھا اور یہ راے ظاہر کی تہی کہ برٹش انڈیا میں شکم ہاے دریا جنمیں جوار بہاٹا آتا ہو مثل دریا ے گریٹ برٹن کے بادی النظر میں ملکیت سرکار خیال کئے جاتے ہیں -

مقدمہ پرسنو کمار سرکار بنام رام کمار پاردوئی (۵) میں مارکبی صاحب جسٹس نے بلا ظاہر کرنے

(۱) رپورٹ صدر دیوانی عدالت ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۲۵۷ (۲) منبرور سیانی ودیکلی رپورٹر ۱۸۶۴ء صفحہ ۲۴۴

(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۲

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۴

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۹

۱۸۹۶ سنٹ کیوس سنڈل بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند

کسی رائے کے نسبت اس امر کے کہ آیا حق ماہیگیری اون دریاؤں میں جنمیں جوار بہاٹا آتا ہو اور جو قابل کشتی رانی ہوں ہوتا ہے یا نہیں یہ تجویز کی کہ اگر وہ مطلقاً ہوتا ہے تو وہ بادشاہ سے حاصل ہونا چاہئے

مقدمہ ہرداس مل بنام محمد ذکی (۱) میں عدالت ہذا کے اجلاس کامل سے یہ تجویز ہوئی کہ اون دریاؤں میں جن میں جوار بہاٹا آتا ہو جو قابل کشتی رانی ہوں تنہا حق ماہیگیری سرکار سے کسی شخص کو عطا ہوسکتا ہے اور عام صورتوں میں ایسا حق بذریعہ ثبوت خاص عطیہ کے منجانب سرکار یا بذریعہ قدامت کے ثابت ہوسکتا ہے۔ گارتھ صاحب چیف جسٹس نے تجویز عدالت کے یا بہرحال اکثر حکام عدالت کی تجویز صادر کرنے میں حسب ذیل فرمایا "آیا فی الواقع حق ملکیت اراضی برٹش انڈیا میں سرکار کو حاصل ہے یا نہیں (یہ ایک ایسا امر ہے جس کی نسبت کسی قدر اختلاف رائے معلوم ہوتا ہے) لیکن میری دانست میں یہ صاف ظاہر ہے کہ واسطے اغراض مالگذاری کے کل غیر بندوبست شدہ اور غیر مقبوضہ اراضیات کے بندوبست کرنیکا سرکار کو اختیار ہے - اور میں کوئی معقول وجہ اسکی خیال نہیں کرتا کہ کیوں سرکار کو وہی اختیار بندوبست حقوق جلکر کا اور اون اراضیات کا جو تہ آب ہوں حاصل نہو کہ جو نسبت ایسی اراضیات کے حاصل ہے جو تہ آب نہ ہوں ہردو صورت میں بندوبست واسطے اغراض مالگذاری اور واسطے فائدہ عام کے کیا جاتا ہے - اور بلا شبہہ دستور بندوبست کرنے ان جلکر کا نیز اون دریاؤں میں جن میں جوار بہاٹا آتا ہو یا قابل کشتی رانی ہوں چند مقامات بنگال میں بہت سال سے موجود ہے - میں نے یہ امر بلاحظہ چند کاغذات کے دریافت کیا ہے جن کے دکھلانے کی نسبت میں مہربانی بورڈ آف ریونیو کا ممنون ہوں" نسبت اوس طریقہ کے جس سے عطیہ سرکاری ثابت ہوسکتا ہے - حاکم موصوف نے یہ رائے ظاہر کی "بہت سے جلکر کے عطیات ایسے دریاؤں میں جن میں جوار بہاٹا آتا ہے اور جو قابل کشتی رانی ہیں بہت قدیم ہیں اور اگرچہ یہ ممکن ہے کہ بوقت بندوبست کے سرکار نے ان میں سے ہر ایک کی بابت پٹہ دئے ہوں لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ فی الحال چند ایسے پٹہ جات موجود ہیں اور عموماً قاعدہ ثابت کرنے ایسے عطیہ کا عام صورتوں میں بذریعہ شہادت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۴

سنہ ۱۹۱۴ء
ستکوڑی گہوس منڈل
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ
ہند

منقولی خود عطیہ کے ہے اور اس قسم کا ثبوت استعمال اور وسعت حقوق سے جو اوس کے ذریعہ سے عطا کئے گئے ہوں حاصل ہوتا ہے" ۔

اون مقدمات سے جنکا ہمنے ابہی ذکر کیا ہے ہندوستان کے ان ممالک کا یہ قانون تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ شکم دریا جس میں جوار بہاٹا آتا ہو اور جو قابل کشتی رانی ہو سرکار کا ہوتا ہے اور ایسے دریا میں حق جلکر (ماہیگیری) اور نیز خود شکم دریا کا سرکار سے کسی شخص کو عطا ہو سکتا ہے (خواہ وہ سرکار نے باستعمال حقوق شاہی یا بطور قایم مقام عوام کے عطا کیا ہو) جسے پردے بطور اپنی جایداد خاص کے تابع حق کشتی رانی اور دیگر ایسے حقوق کے جو عوام کو ایسے دریاؤں میں حاصل ہوتے ہیں قابض رہیں ۔

مقدمہ ہذا میں مدعی ایک حصہ دریا سے کہاڑی متنازعہ کا بذریعہ ایک ایسی حق کے جو سرکار سے حاصل ہوا ہے دعویدار ہے وہ بیان کرتا ہے کہ وہ جزو محال نمبرا کا ہے جسکا بندوبست زمینداران کے ساتھ بوقت بندوبست استمراری ہوا تھا ۔

منصف نے اس غرض سے کہ وہ اس بحث کا تصفیہ کر سکیں کہ آیا دریا جزو اوس محال کا ہے جسکا بندوبست استمراری ہوا ہے یا نہیں کلکٹر بردوان سے درخواست کی کہ کاغذات بندوبست استمراری اوس محال کے بہیجیں مگر عہدہ دار موصوف نے یہ جواب دیا کہ ڈول ودیگر کاغذات میں مواضع مشمولہ توزیع نمبرا کی تفصیل نہیں ہے اونہوں نے وہ کاغذات جو منصف نے طلب کئے تھے نہیں بہیجے تاہم منصف کی نقشہ تہاک بست اور دیگر شہادت موجودہ مقدمہ سے یہ رائے ہوئی کہ دریاے متنازعہ فی الحقیقت محال دہویا کے متعلق تہا جس کا بندوبست استمراری ہوا تھا ۔

نقشہ تہاک بست ایک اہم جزو شہادت کا اس مقدمہ میں ہے ہم تصور کر سکتے ہیں کہ کار تہاک بست سرکار کے عہدہ داران ذمہ دار نے کیا تہا اور پس یہ مناسب طور پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس جزو دریا کو بطور حصہ محال دہویا کے نشان لگانے کے وقت اونہوں نے اپنے آپ کو مطمین کیا ہوگا کہ وہ جزو ایک محال کا ہے جسکا بندوبست استمراری کیا گیا ۔ اون قواعد کو ملاحظہ سے جو بورڈ مال نے نسبت طیاری مسل ہاے تہاک بست کے مرتب کئے ہیں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۵۰ء میں بورڈ ممدوح نے یہ حکم دیا کہ "آئندہ سے تہاک بست میں علاوہ حدود موضع کے نشانات حدود ہر محال کے جو اوس موضع میں ہوں

سنہ ۱۸۹۴ء
ستیہ ماتی کہوس منڈل
بنام
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند

درج کئے جائیں اولاً سپرنٹنڈنٹ حدود موضع کی مندرج کریگا اور بعد ازان اپنے نقشہ جات تہاک بست میں حدود کل بڑے بڑے محالات کا نشان قایم کریگا جنکی اراضی اوس موضع میں شامل ہو ہر نقشہ تہاک بست اور سل قبل اسکے کہ سرویر کے پاس منتقل کئے جائیں جانچے جائینگے اور خود سپرنٹنڈنٹ کے اوسپر دستخط لتصدیقی ہونگے" اور نسبت اون جایدادوں کے جو محالات علیحدہ تصور کئے جائیں گے اور جو علیحدہ نقشہ جات تہاک بست میں درج ہونگے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ دیگر جایدادوں کے جو بطور ایسی جایدادوں کے متصور ہونگی علیحدہ محالات جو مالگذاری سرکار ہوں" بیان کئے گئے ہیں (دیکھو ریونیو ہینڈ بک مولفہ ینگ صاحب ضمیمہ نمبر ۱ صفحات ۶۷ و ۷۷) قانون مالگذاری ،، دستور العمل محکمہ مال" مولفہ دہن فیلڈ صاحب نے ۱۸۸۶ء میں یہ بہی درج ہے کہ "غرض پیمایش کی یہ ہے کہ موقع حدود اور رقبہ محالات اور مواضع کا تحقیق ہو"۔ (صفحہ ۱۰۲)۔

چونکہ کارروائیات تہاک بست جیسا کہ ہم قیاس کرتے ہیں ۱۸۵۵ء میں حسب قواعد محکوسہ بورڈ مال کے عمل میں آئیں اور جزو اوس دریا کا جسکی نسبت اب تنازعہ ہے عہدہ داران سرکاری ذمہ وار نے بطور جزو جایداد توزیع نمبر ۱ کے نشان دیا ہے پس نقشہ تہاک بست ایک اہم جزو شہادت کا بحث مدعیکے ہے (اس سلسلہ میں دیکھو مقدمہ شیاما سندری داسیہ بنام جگ بندہو سوتر (۱) ونیز غیر رپورٹ شدہ مقدمہ اپیل بنا راضی ڈگری ابتدائی نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء با اجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس) بلاشبہہ جیسا کہ جج ماتحت نے بیان کیا ہے ایسے نقشہ جات شہادت اوس وقت کے قبضہ کی ہیں مگر اونہوں نے یہ امر نظر انداز کیا کہ بطور ایسی شہادت قبضہ کے وے شہادت استحقاق بھی ہیں جیسا کہ عدالت ہذا نے چند مقدمات میں تجویز کی ہے (دیکھو مقدمات مندرجہ قانون شہادت مولفہ فیلڈ صاحب صفحہ ۲۳۰ و مقدمات شیام لال ساہو بنام لچمن چودہری (۲) و شیاما سندری داسیہ بنام جگبندہو سوتر (۱)

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ ہذا میں سرکار کوئی حق عامہ خلایق کا متعلق دریا میں یا اوسکے جلکر میں پیش نہیں کرتی اور عرضیدعوے او بیانات تحریری سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ قریب سے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۸۶

(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۳۵۳

۱۸۹۴ء
ست کوڈی گھوس
منڈل
بنام
سکرٹری آف
اسٹیٹ ہند

سرکار اس دریا کو بطور اپنی ملکیت کے تصور کرتی ہے پس چونکہ یہ بحث درمیان مدعی کے بطور مالک جایداد دہوبا کے جسکا بندوبست استمراری ہوا ہے اور سرکار کے ہے جو اس جایداد کا دعوے بطور اپنی ملکیت کے کرتی ہے لہذا ہمکو مقدمہ حال میں یہ تجویز کرنی ضروری نہیں ہو کہ اس دریا میں عامہ خلایق کے حقوق کیا ہونگے"

تنہا بحث جسکی تجویز اس مقدمہ میں ہونی چاہیئے یہ ہے کہ آیا جایداد متنازعہ جزو توزیع نمبر ۱ دہوبا کی ہے یا نہیں -

ظاہرا مدعیکو صریح حطیہ سرکار کا ثابت نہیں کرسکتا مگر منصف نے کلکٹر سے استدعا کی کہ وہ کاغذات متعلقہ بندوبست استمراری اس جایداد کے بہجدیں اگر یہ کاغذات پیش کئے جاتے تو اون سے اس امر کا انکشاف کسیقدر ہوتا -

پس ہم یہ صحیح و مناسب خیال کرتے ہیں کہ مقدمہ جج ماتحت کے پاس معہ اس ہدایت کے واپس بہیجا جاے کہ وہ کاغذات متعلقہ بندوبست استمراری موضع دہوبا کے طلب کریں اور مقدمہ پر بلحاظ اون تحریرات کے جو ہمنے ابہی کی ہیں مکرر غور کریں خرچہ مطابق نتیجہ آخر کے عاید ہوگا -

مقدمہ واپس بہیجا گیا -

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سیل صاحب جسٹس

چندمل وغیرہ بنام رانی سندری داسی وغیرہ *

شخص متوفی کا قایم مقام - دیوالیہ مدیون کا قایم مقام - مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۵۲ - نالش بنام بیوہ دیوالیہ کے بطور اوسکے قایم مقام قانونی کے - فریقین - افیشل اسینی - نمونہ ڈگری -

مدعا علیہا کا شوہر ۱۸۹۱ء میں دیوالیہ تجویز ہوا اور معمولی حکم آفیشل اسینی کو سپرد ہونے اوسکی جایداد کا صادر ہوا وہ بعد ازاں بلا داخل کرنے فہرست اپنی جایداد کے فوت ہوا اور کبہی فہرست داخل نہیں کی گئی بعد اوسکی وفات کے ایک داین نے نالش بنام مدعا علیہ کے بحیثیت بیوہ وارثہ و قایم مقام قانونی دیوالیہ متوفی کے دایر کی اوس نالش میں ایک ڈگری بنام اوس کے صادر ہوئی جسکا روپیہ

* درخواست صیغہ ابتدائی دیوانی حسب دفعہ ۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بمعاملہ ایکٹ ۵ ۱۸۸۲ء و مقدمہ نمبر ۵ ۱۸۹۵ بعدالت

سرمایہ متوفی سے جو اوس کے قبضہ میں تھا وصول کیا جانا قرار پایا اور برطبق درخواست مدعا علیہا واسطے منسوخی ڈگری کے اس بنا پر کہ آفیشل اسینی نالش کا ایک ضروری فریق تھا اور کہ ڈگری بنام اوس کے بطور اوس کے شوہر کے قایم مقام کے صادر ہونی چاہیے تھی کیونکہ اوسکی جایداد اوسکی حیات میں اور اوس کے آفیشل اسینی کے قبضہ میں رہی یہ تجویز ہوئی کہ بعد وفات دیوالیہ کے اوسکی بیوہ مدعا علیہا اوس کی قایم مقام قانونی حسب معنی دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوگئی اور کہ موجودگی حکم سپردگی سے کسی طور پر اوسکی حیثیت میں بطور ایسے قایم مقام کے کچھ فرق نہیں آتا مقدمات گرینورجینہ رگھوبس بنام میکسن ٹاش (۱) ڈگر دہر لال بنام بائی شو دس (۲) وکاشی پرشاد بنام ملر (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

نیز یہ تجویز ہوئی کہ آفیشل اسینی ایک ضروری فریق مقدمہ نہ تھا آفیشل اسینی ایک ضروری فریق اوس مقدمہ میں نہیں ہے جو واسطے دلایانے زر قرضہ کے ایسے شخص سے ہو جو بوقت رجوع نالش کے دیوالیہ ہو یا دوران مقدمہ میں دیوالیہ ہو جاوے مگر ایسی صورت میں جو ڈگری بنام دیوالیہ صادر کیجائے اسطرح پر محدود ہونی چاہیے کہ ڈگریدار کو بذریعہ اجرائے ڈگری کے عام دائنیان پر ترجیح حاصل نہو مقدمہ ہنٹ مانیٹ اینڈ کمپنی ومقدمہ کیطرتہ وبکسل بنام بہولاکر (۴) وملر بنام بدہ سنگہ دوہوریا (۵) کا حوالہ دیا گیا۔

مقدمہ ہذا میں بذریعہ متروک کرنے الفاظ "متوفی کے اوس سرمایہ سے جو بقبضہ سماۃ کے ہو وصول کیجائے" کے ڈگری ترمیم کیگئی اور مدعی کو اجازت دی گئی کہ تعداد اپنی ڈگری کی عدالت دیوالیہ میں ثابت کرے اور یہ ہدایت کیگئی کہ اجرا سے ڈگری اثناے کارروائی دیوالیہ میں ملتوی رہے۔

یہ درخواست مدعا علیہا رانی سندری نے واسطے منسوخی ایک ڈگری مورخہ ۲۔ جولائی ۱۸۹۶ء کے جو جیف جج عدالت مطالبات خفیفہ مقام کلکتہ نے بنام اوس کے صادر کی تھی پیش کی۔

یہ واضح ہوا کہ ہرونا تھ شاہ شوہر سایلہ دیوالیہ ہوگیا تھا اور ۱۲۔ اگست ۱۸۹۱ء کو ایک حکم سپردگی کا صادر ہوا تھا جس کے ذریعہ سے اوسکی کل جایداد اور مال آفیشل اسینی کے سپرد ہوا۔ بعد ازاں بلا داخل کرنے اپنی فہرست کے ہرونا تھ شاہ فوت ہوگیا ۸۔ مئی ۱۸۹۴ء کو ایک نالش بنام رانی سندری داسی ودیگر مدعا علیہم جو اوسکے شوہر کے شرکا یا حصہ دار بیان کیے گئے تھے

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۹۰ (۲) انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۰۱ (۳) انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۵۲ (۴) ریورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ (۵) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۰

چندمل
بنام
رانی سندری داسی

بہ عدالت مطالبات خفیفہ کلکتہ واسطے قیمت اسباب فروخت شدہ کے دایر کی گئی اوس مقدمہ کی عرضی دعوے میں رانی سندری داسی بطور بیوہ وارثہ اور قایم مقام قانونی ہیرو ناتھ شاہ متوفی کے بیان کی گئی تھی -

اوسکو بنا جوابدہی نالش کی یہ تھی (الف) یہ کہ عرضیدعوے سے کوئی بنائے مخاصمت بمقابلہ اوسکی ظاہر نہیں ہوتی اور (ب) یہ کہ افیشل اسینی ایک ضروری فریق مقدمہ تہا دیگر مدعا علیہم نے اپنے مقروض نہونیکا عذر کیا -

مسل سے ظاہر ہوتا تھا کہ "نالش سے بمقابلہ دوم وسوم مدعا علیہم کے دست برداری کی گئی مدعی اول نے اقرار صالح کیا اور اوسکا اظہار لیا گیا - ازجانب مدعا علیہا کوئی شہادت پیش نہیں کی گئی اور معہ خرچہ اور نیز [illegible] کلا بقدر [illegible] کے بمقابلہ مدعا علیہا اول کے ڈگری کی گئی جو اوس سرمایہ متوفی سے جو بقبضہ مسماۃ تھا قابل وصول تھی "-

بعد ازاں رانی سندری داسی نے حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہائیکورٹ میں بصیغہ ابتدائی دیوانی درخواست کی کہ ڈگری مذکور اس بنا پر منسوخ کیجاے کہ چیف جج اوس اختیار کو عمل میں نہیں لایا تھا جو اوسکو عطا کیا گیا تھا اور او نہوں نے ناجایز طور پر اور اہم بیضابطگی کے ساتھ عمل کیا تھا اور ایک حکم بنام مدعیاں جاری ہوا کہ وہ وجہ ظاہر کریں کہ کیوں ڈگری منسوخ نہ کیجائے -

مسٹر جیکسن و مسٹر اوکینلی بتایید حکم -

مسٹر ڈن نے وجہ ظاہر کی -

دلایل اور مقدمات محولہ کافی طور پر تجویز عدالت میں مندرج ہیں -

سیل صاحب جسٹس - مقدمہ ہذا میں شوہر مدعا علیہا کا دیوالیہ تجویز کیا گیا تھا اور معمولی حکم جایداد کے افیشل اسینی کے سپرد کئے جانے کا صادر ہوا بعد ازاں دیوالیہ فوت ہو گیا کوئی فہرست قرضہ جات کی قبل اوسکی وفات کے داخل نہیں کی گئی اور نہ کوئی اوسکے بعد داخل کی گئی بعد وفات دیوالیہ کے ایک داین نے ایک نالش عدالت مطالبات خفیفہ کلکتہ میں بنام مدعا علیہا کے "بطور اوسکی بیوہ وارثہ اور قایم مقام قانونی کے" دایر کی اور ایک ڈگری جو سرمایہ متوفی سے جو بقبضہ مسماۃ تھا قابل وصول تھی "حاصل کی -

درخواست منسوخی اس ڈگری کی اب منجانب مدعا علیہا حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بوجوہ ذیل جو درخواست میں بیان کی گئی ہیں پیش ہوئی ہے (۱) یہ کہ بمقابلہ مدعا علیہا کے کوئی بنائے

مخاصمت نہیں ہے اوس سے شوہر کی جایداد افیشل اسینی کے سپرد ہوگئی تھی (۲) یہ کہ اپیل اسینی جس کے سپرد جائداد تھی ضروری فریق مقدمہ تھا۔

وہ امور جنکی نسبت میری رو برو دلیل کی گئی کسیقدر بہ شکل مختلف تھے۔

اول یہ بیان کیا گیا تھا کہ مدعا علیہا مسئولہ بیوہ اور وارثہ دیوالیہ متوفی کی بموجب دہرم شاستر کے تھی وہ واسطے اغراض نالش ہذا کے بطور اوسکا قایم مقام قانونی کے تصور نہیں کیجا سکتی اس لحاظ سے کہ اوسکی جائیداد بزمانہ اوسکی حیات کے اور اب بھی افیشل اسینی کے سپرد ہے۔

دوم بحث بجانب سایل یہ تھی کہ افیشل اسینی ایک ضروری فریق نالش تھا اور اوسکی عدم موجودگی میں کوئی ڈگری بمقابلہ جائیداد کے صادر نہیں ہوسکتی تھی اور بہرصورت ڈگری غلط نمونہ میں صادر ہوئی تھی۔

وہ شخص جسکو حق قایم مقامی جائیداد متوفی کا حاصل ہے بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوسکا قایم مقام یا قایم مقام قانونی کہلاتا ہے دیکھو دفعہ ۲۴۴ و ۲۵۲ - اسمیں کوئی شبہ نہیں ہو کہ معمولی حالات میں کہ بیوہ اور وارثہ شخص متوفی کی اوسکی قایم مقام قانونی حسب معنی دفعہ ۲۵۲ ہوگی بمقدمہ گوبند رچندر گھوس بنام میکٹن ماش (۱) پانیفکس صاحب جسٹس نے بصفحہ ۹۰۸ رپورٹ کے یہ راے ظاہر کی ہے کہ الفاظ قایم مقام قانونی میں بیوہ اور وارثہ شامل ہیں۔

اب کہنا چاہیئے کہ شوہر کا دیوالیہ ہونا اور موجودگی حکم سپردگی سے حیثیت بیوہ میں بطور قایم مقام قانونی کے کوئی فرق آتا ہے یا نہیں - کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ بوجہ حکم سپردگی کے افیشل اسینی قایم مقام قانونی دیوالیہ متوفی کا ہوگیا۔

یہ نہیں معلوم ہوتا کہ دفعہ ۲۵۲ کے بموجب ایسا نتیجہ مدنظر تھا اوس دفعہ میں محکوم ہے کہ ڈگری جو بنام قایم مقام قانونی شخص متوفی کے حاصل کی گئی ہو اوسی طور پر بابت اوسقدر جائیداد شخص متوفی کے جو اوسکے ہاتھ میں آئی ہو اور جسکو اوسنے بجا طور پر صرف نہ کیا ہو جاری ہوسکتی ہے کہ گویا وہ بمقابلہ شخص متوفی کے حاصل کیگئی ہے یہ حکم صریحاً افیشل اسینی سے غیر متعلق ہے جو اوس سرمایہ کا جو اوسکی سپرد بحیثیت مذکور کیا گیا ہو کسی کا جوابدہ بجز عدالت دیوالیہ کے نہیں ہے تابع جسکے احکام کے اس قسم کا سرمایہ اوسکی قبضہ میں ہوتا ہے اور اس سبب سے بمقابلہ اوسکے بلحاظ اوسکی حیثیت عہدہ دار سرکاری کے کوئی اجراے ڈگری بمقابلہ اوسکی ذات کے نہیں ہوسکتی دفعہ ہذا میں دیوالیہ ہونا فریق متوفی کا مدنظر نہ تھا اور وہ مانع اس خیال کا ہے کہ افیشل اسینی بطور قایم مقام قانونی حسب معنی دفعہ مذکور خیال کیا جائے مزید براں یہ امر کہ جائیداد شوہر کی بیوہ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۸۹۷

۱۸۹۴ء
چندل
بنام
رانی سندری
داسی

ہاتھ میں نہیں ہی بلکہ اشخاص ثالث کے ہاتھ میں ہے مانع اسکا نہیں ہو کہ بمقابلہ اوسکی بحیثیت اوسکی قایم مقامی کے ڈگری صادر کیجاسے گردھرلال بنام بائی شیو (۱)

یہ بہی تجویز ہوچکی ہی کہ حسب معنی دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ہذا کے افیشل اسینی قایم مقام متوفی دیوالیہ کا نہیں ہی ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ کے بموجب عدالت اجرا کنندہ ڈگری کو اختیار تجویز امور کا ہے جو درمیان فریقین نالش کے جسمیں ڈگری صادر کی گئی ہتی یا اونکے قایم مقامان کے پیدا ہوں" جبکہ ایک مدیون ڈگری بعد قرقی اوسکی جایداد کے دیوالیہ قرار دیا گیا تھا اور افیشل اسینی نے جسکو سپرد اوسکی جایداد ہوئی ہتی درخواست کی کہ قرقی واگذاشت کیجائے عدالت ماتحت نے اوس معاملہ کو ایسا خیال کیا کہ اوسپر حسب دفعہ ۲۴۴ عمل ہونا چاہیے بر طبق اپیل کے یہ تجویز ہوئی کہ افیشل اسینی حسب معنی دفعہ ۲۴۴ کے قایم مقام قانونی مدیون ڈگری کا متصور نہیں ہوسکتا بلکہ وہ بطور فریق ثالث کے متصور ہونا چاہیے کاشی پرشاد بنام ملر (۲) ان خیالات سے مجھکو یہ امر صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعد وفات دیوالیہ کے اوسکی بیوہ مدعا علیہا حسب معنی دفعہ ۲۵۲ کے اوسکی قایم مقام قانونی ہوئی اور یہ کہ موجودگی ایک حکم سپردگی سے کسی طور پر اوسکی حیثیت قایم مقامی مذکور میں کچھہ خلل نہیں آتا۔

مدعیکو بطور داین دیوالیہ متوفی کے یہ اختیار حاصل تھا کہ یا تو اپنا دعوے کارروائیات صیغہ دیوالیہ میں ثابت کرتا یا نالش بمقابلہ بیوہ بطور قایم مقام قانونی اپنے مدیون کے دایر کرتا چونکہ اوسنے طریقہ آخرالذکر اختیار کیا لہذا کوئی کارروائی حسب دفعہ ۴۹ ایکٹ دیوالیہ کے واسطے التوا نالش کے نہیں کی جاسکتی ہتی کیونکہ کوئی فہرست قرضجات یافتنی و دادنی دیوالیہ کی داخل نہیں ہوئی ہتی چونکہ نالش میں کارروائی ہوتی رہی اور ایک ڈگری صادر ہوئی پس دوسری بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا ڈگری کی نسبت اس بنا پر عذر کیا جاسکتا ہے یا نہیں کہ وہ ایسی نالش میں حاصل کی گئی ہتی جو صحیح طور پر مرتب نہیں ہوئی ہتی کیونکہ اوس نالش میں افیشل اسینی فریق مقدمہ نہیں بنایا گیا تھا۔

مقدمہ بمعاملہ ہنٹ مانٹ و کمپنی یکطرفہ تحصیل دار افیشل اسینی بنام ہولا گر (۳)) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اون مقدمات میں جو بنام ایک شخص کے بوقت اوسکے دیوالیہ ہونے کے دایر ہوں افیشل اسینی کا فریق ہونا ضروری نہیں ہے اور باوجود دیوالیہ ہونے کے ایسی نالشات بغیر حاضری افیشل اسینی کے بمقابلہ دیوالیہ مناسب طور پر قایم رہ سکتی ہیں اوس مقدمہ میں یہ واضح ہوتا تھا۔ کہ چند داینان نے نالشات بنام ایک خاص دوکان کے دایر کی تہیں بعد اسکے کہ اون مقدمات

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۰۹ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۵۲

(۳) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۵۱

چندل بنام رانی سندری داسی

میں سے اکثر میں ڈگریات صادر ہو چکی تہیں مگر ہنوز چند نالشات دایر تہیں دوکان دیوالیہ قرار دی گئی - معمولی احکام سپردگی صادر کئے گئے جس کے ذریعہ سے جایداد اور زریافتنی دوکان دیوالیہ کا اور جایداد علیحدہ ایک دیوالیہ شریک کی افیشل اسینی کے سپرد ہوئی اوسی روز اور نیز بعد اوس کے جایداد دوکان کی بہ استدعاے مختلف ڈگریداران کے قرق کی گئی - بعد ازاں افیشل اسینی نے یہ درخواست کی کہ قرقی ہاے مزید نہ کیجائیں اور کہ وہ خود حسب دفعہ ۴۳ - ایکٹ ۵ء۱۸۴۹ء نہ محض اون نالشات میں فریق بنایا جائے جو اوسوقت دایر تہیں بلکہ نیز اون نالشات میں جنمیں ڈگریات صادر ہو چکی تہیں قانون کی ایک عالمانہ تشریح کے بعد نتیجہ اس امر کا کہ کس طور پر دیوالیہ ہونے سے حقوق افیشل اسینی اور دائنان دیوالیہ پر نسبت اون نالشات کے جو بوقت دیوالیہ ہونے کے دایر رہیں اثر پہونچتا ہے حسب ذیل تحریر ہوا ہے (صفحہ ۲۵۷ رپورٹ) پس نتیجہ یہ ہے کہ نسبت اون نالشات کے جو بوقت حکم سپردگی کے جس میں دیوالیہ مدعی ہے دایر ہوں قانون انگلستان اور ہندوستان یکساں ہے یعنی یہ کہ بعض شرائط مصرحہ کے بموجب افیشل اسینی ایسی نالشات کی پیروی واسطے فایدہ عام گروہ دائنان کے بجاے دیوالیہ کے مگر نہ بطور مدعی شریک مسلمعہ دیوالیہ کے کرسکتا ہے - نسبت ایسی نالشات ستدائرہ کے جنمیں دیوالیہ مدعا علیہ ہو قانون ہندوستان مطابق اوس قانون کے ہے جو انگلستان میں ہے بجز اسکے کہ حسب دفعہ ۴۹ - ایکٹ دیوالیہ ہند کے عدالت ہاے ہندوستان کو خاص طور پر یہ ہدایت ہے کہ بعد داخل ہونے فہرست دیوالیہ کے اور قبل اوسکی رہائی کے نالشات اور کل کارروائیات کو جو کسی قرضہ یا مطالبہ مندرجہ فہرست کی بنا پر ہوں بعد ثبوت اس امر کے جو قابل اطمینان عدالت ہو کہ قرضہ یا مطالبہ مندرجہ فہرست وہی ہے جسکی بابت نالشات وغیرہ دایر کیگئی ہیں اور جنکے ملتوی کرنے کی بابت اون سے استدعا کی گئی ہے ملتوی کرے نسبت اختیارات قایم رکھنے ایسی نالشات کے بجاے دیوالیہ کے یا فریق نالش بنائے جانے کے بشمول مدعا علیہ دیوالیہ کے ہندوستان میں افیشل اسینی کو ایسے اختیارات حاصل نہیں ہیں اور نہ انگلستان میں اوسی قسم کے عہدہ دار کو اختیارات مذکورہ حاصل ہیں بعد ازاں نسبت نالشات کے جنمیں ڈگری بنام مدعا علیہ قبل اوس کے دیوالیہ ہونے کے صادر کی گئی ہو تجویز میں اسطور پر بیان کیا گیا ہے نہ انگلستان میں اور نہ ہندوستان میں کبھی یہ تجویز ہوئی ہے کہ دیوالیہ کے

منتقل الیہ کو بعد تجویز اور ڈگری صادر ہونے کے اپنے آپکو فریق نالش بنانیکا اختیار اسغرض سے ہے کہ درخواست تجویز جدید کی واسطے منسوخی اوس تجویز کے یا واسطے کسی اور غرض کسی قسم کے پیش کرے"۔

نسبت بحث حیثیت افیشل اسینی کے اون نالشات میں جو بنام دیوالیہ یا اوس کے قایم مقام کے بعد دیوالیہ ہونے کے دایر کی گئی ہوں اور جبکہ کوئی فہرست نہ داخل کی گئی ہو ایک فیصلہ عدالت ہذا کا ہے جو متعلق اس کے ہے مقدمہ ملر بنام برج سنگہ دوہوریا (۱) میں واقعات حسب ذیل تھے - ایک شخص دیوالیہ قرار دیا گیا تہا اور ایک حکم سپردگی اوسکی جایداد کا افیشل اسینی کو صادر ہوا تھا مگر کوئی فہرست قرضجات اور زر یافتنی کی داخل نہیں کی گئی تہی - بعد ازاں ایک نالش زر نقد بنام دیوالیہ عدالت مفصل میں دایر کی گئی اور بعد ازاں یہ درخواست مدعی افیشل اسینی بطور ایک فریق مدعا علیہ کے شامل کیا گیا - عدالت نے تجویز کی کہ تعداد مستدعویہ دیوالیہ سے واجب تہی اور افیشل اسینی کو اوسکے ادا کرنے کی ہدایت کی بر طبق اپیل کے عدالت ہذا سے یہ تجویز ہوئی کہ افیشل اسینی غلط طور پر فریق بنایا گیا اور کہ ڈگری جو بنام اوسکے ہتی اوس نمونہ کی ہتی جس سے ڈگریدار اس امر کا مستحق ہو تا کہ جایداد سے اوسکو روپیہ بترجیح دیگر دایان کے ادا کیا جاوے مگر یہ بہی غلط تھا چیف جسٹس صاحب نے حسب ذیل فرمایا "ہماری رائے میں اول حکم مسٹر ملر کا مسل میں نام داخل کرنے کا غلط ہے ایکٹ دیوالیہ میں کوئی امر ایسا نہیں ہے جس کے بموجب اس قسم کی نالش بمقابلہ افیشل اسینی کے اوس صورت میں جبکہ مدعا علیہ دیوالیہ ہو گیا ہو قایم رکہی جاوے یہ صورت انتقال کسی حق کی حسب معنی دفعہ ۳۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہیں ہے کہ جس سے مدعیکو بمقابلہ منتقل الیہ کے اختیار پیروی کرنیکا ہو پس ہماری دانست میں جج ماتحت نے یہ غلطی کی کہ ملر کا نام مسل میں داخل کیا مگر چونکہ اوسکا نام غلطی سے شامل کیا گیا - لہذا ہم خیال کرتے ہیں کہ تجویز جو بنام اوسکے اس نمونہ میں صادر کی گئی ضرور غلط ہوگی اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ ایسی تجویز سے صریحًا بے انصافی ہوگی - اور اوس سے منفعت ایکٹ ہذا کی وفعات دیوالیہ کی مفقود ہو جائیگی کیونکہ اس قسم کی تجویز کے بمقابلہ مسٹر ملر کے ہونے کا نتیجہ ہے کہ وہ روپیہ اوس جایداد میں سے ادا کرے جو اوس کے پاس ہے اور کہ یہ شخص یعنی مدعی مستحق ہے کہ کل اپنا مطالبہ وصول کرے اور یہ کہ اگر کل جایداد دیوالیہ کافی ہو تو اوسکا پورا مطالبہ ادا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۴۳

کیا جائے یہ صریحًا غلط ہے اور اسوجہ سے اپیل ہذا منظور ہونی چاہیے اور تجویز جج ماتحت اور حکم مسل میں قایم کرنے نام مسٹر بلر کا منسوخ ہونا چاہئیے اور مقدمہ واسطے تجویز بمقابلہ مدعاعلیہ ابتدائی کے جج ماتحت کے پاس واپس بھیجا جانا چاہئیے -

وہ مقدمہ ایسی نالش کا تہا جو بمقابلہ دیوالیہ کے بعد اس کے کہ جائداد افیشیل اسینی کو سپرد ہو چکی ہتی دائیر ہوا نالش حال بعد وفات دیوالیہ کے بنام اوس کے قایم مقام کے دایر کی گئی ہتی مجہکو ان دونوں مقدمات میں کوئی فرق خاص معلوم نہیں ہوتا اور جو اصول کہ ایک مقدمہ کے فیصلہ میں ہے دوسرے سے بہی مساوی طور پر متعلق ہے یہ صحیح ہے کہ عدالت ہذا میں ایسی صورتیں ہو چکی ہیں جن میں نالشات بابت مطالبات زرنقد کے بنام دیوالیہ اور افیشیل اسینی دونوں کے بطور مدعاعلیہم شریک کے دائر کی گئیں تہیں اور ایسے مقدمات میں بہی ہیں جن مین دوران نالش میں مدعاعلیہ کے دیوالیہ ہونے پر بدرخواست مدعی افیشیل اسینی بطور فریق مدعاعلیہ شامل کیا گیا تھا مگر ان کل صورتوں میں ڈگری مخص بنام مدیون صادر کی گئی ہتی اور نسبت زرڈگری شدہ کے مدعیکو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ بطور دائن کے عدالت دیوالیہ میں شمار کیا جائے -

یہ دستور نہ صرف اسوجہ سے اختیار کیا گیا کہ افیشیل اسینی ایک ضروری فریق ان نالشات کا تہا بلکہ اس غرض سے کہ افیشیل اسینی کو دعوے کی اطلاع ہو اور کوئی بحث نسبت بہ نیک نیتی ہونے کارروائیات کے پیدا نہ ہو - عدالت ہذا میں ایسے مقدمات بہی موجود ہین جنمیں اس قسم کی نالشات میں بمقابلہ مدیون ڈگری کے باوجود اوس کے دیوالیہ ہونے کے اجازت پیروی کی تا صدور ڈگری بغیر حاضری افیشیل اسینی کے دی گئی اور ڈگری میں ڈگریدار کو یہ اختیار باقی رکہا گیا کہ تعدادا اپنے زرڈگری کی بصیغہ دیوالیہ ثابت کرے -

مقدمات جنکا حوالہ ہائیکورٹ بمبئی سے اور عدالت ہذا سے ہمیں نے دیا ہے اس اصول کے قایم کرنے کے لئے کافی ہیں کہ کسی نالش میں جو واسطے دلا پانے زرقرضہ کے اوس شخص سے ہو جو بوقت ارجاع نالش دیوالیہ ہو یا دوران نالش میں دیوالیہ ہو جائے افیشیل اسینی کا فریق ہونا ضروری نہیں ہے مگر یہ بہی ظاہر ہے کہ جو ڈگری بمقابلہ دیوالیہ کے ان حالات میں صادر کیجائے وہ اس طور پر محدود کیجائے کہ ڈگریدار کو بذریعہ اجرا کے ایسا موقع حاصل نہ ہو کہ عام گروہ دائنان پر اوسکو ترجیح حاصل ہو سکے ڈگری مقدمہ حال

چندمل
بنام
رانی سندری داسی

بجز الفاظ "ستونی کی جایداد سے جو ساہ کے قبضہ میں ہو وصول کرے" ناقابل اعتراض ہے۔

مدعاعلیہا نے اثاثہ کے ہونے سے انکار کیا لیکن اگر اوس کے ہاتھ میں کوئی اثاثہ ہو بھی تو وہ انیشیل اسینی کو بیچ چکا ہے اور کسی داین کو بجز بذریعہ کارروائی عدالت دیوالیہ کے نہیں ملسکتا اگر روپیہ بشکل قرضہ جات ہو تو عدالت دیوالیہ اگر اوس سے تحریک کی جائیگی فوراً اوس کے جمع کرنیکی کوشش کریگی۔

بموجب اس ڈگری کے جو بشکل موجودہ ہے مدعی مستحق ہوگا کہ بمقابلہ مدعاعلیہ اجرا کرائے اور اگر اوس کے ہاتھ میں اثاثہ ہو تو اوس سے بترجیح دیگر دائنان کے ڈگری وصول کرے مگر یہ کارروائی کلیتاً خلاف اصول ایکٹ دیوالیہ اور نیز خلاف اصول مجموعہ ضابطہ کے ہوگی جس میں محکوم ہے کہ مدیون کا اثاثہ کل اوس کے دائنان میں رسدی تقسیم کیا جائے ڈگری اوس نمونہ کے مطابق ہونی چاہئے جو اسی قسم کے حالات میں عدالت ہذا نے تجویز کیا ہے۔ الفاظ "وصول کیجائے" وغیرہ خارج ہونے چاہئیں اور ڈگریدار کو اجازت ہونی چاہئے کہ عدالت دیوالیہ میں اپنی ڈگری کی تعداد کو ثابت کرے اور یہ یادداشت تحریر ہو کہ اجرائے ڈگری تا دائر رہنے مقدمہ دیوالیہ کے ملتوی رہے۔

پس ایک حکم مشعر ترمیم ڈگری بطریق مندرجہ بالا صادر ہونا چاہئے۔

ہر فریق اپنے خرچہ درخواست ہذا کا متحمل ہو۔

اٹرنی منجانب رانی سندری داسی بابو این سی رائے۔

اٹرنی منجانب مدعیان مسٹر این سی بوس۔

بہ اجلاس سیل صاحب جسٹس

سری ناتھ بنرجی

بنام

ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی* یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء

بیان تحریری - تصدیق بیان تحریری - تصدیق منجانب جماعت - جماعت یا کمپنی کا عہدہ دار اعلی - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۱۵ و ۴۳۵ - عملدرآمد - عذر تصدیق سے دست برداری -

بذریعہ دفعات ۱۱۵ و ۴۳۵ - مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عہدہ دار اعلی جماعت سندیافتہ کو اختیار ہے کہ عرضیدعوے یا بیان تحریری کی تصدیق کرے اور اس لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اوس کے لئے اجازت حاصل کیجائے مگر اون صورتوں میں جنسے دفعہ ۴۳۵ متعلق ہے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ وہ شخص جو منجانب جماعت یا کمپنی کے تصدیق عرضیدعوی یا بیان تحریری کی کرتا ہے جماعت کا عہدہ دار اعلی ہے اور مقدمہ کے حالات بیان کرسکتا ہے اگر عرضیدعوے یا بیان تحریری میں اس قسم کا بیان موجود ہو تو تصدیق بشکل معمولی غالباً کافی ہوگی -

جبکہ نالشات بنام ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی بذریعہ ایسی عرائض دعوے کی دائر کی گئی تہیں جنمیں مدعا علیہ کمپنی بطور جماعت سندیافتہ کے بیان کی گئی تہی اور ایک درخواست منجانب مدعا علیہ کمپنی واسطے داخل کرنے بیانات تحریری کے جنپر اسطور پر دستخط تھے "ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی بذریعہ اپنے مقرر کردہ اٹرنی وایجنٹ رچرڈ گارڈنر کے" اور جو تصدیق میں بطور "ایجنٹ مدعا علیہ کمپنی کے" بیان کیا گیا تھا پیش کی گئی اور بیانات تحریری میں کوئی بیان اس امر کا نہیں تھا کہ وہ مدعا علیہ کمپنی کا عہدہ دار اعلی تھا اور وہ مقدمہ کے حالات بیان کرسکتا تھا تجویز ہوئی کہ قبل اسکے کہ بیانات تحریری منظور کئے جائیں اس قسم کی شہادت بذریعہ بیان حلفی داخل ہونی چاہئے -

لیکن چونکہ احکام مجموعہ ہذا متعلق تصدیق بیانات تحریری بغرض حفاظت مدعیان کے ہیں لہذا اونکی تعمیل کی بابت مدعیان دست برداری کرسکتے ہیں اور اگر وے عذر کا نہ ہونے

---

* درخواست بنالشات ابتدائی دیوانی نمبر ۴۵ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۷ سنہ ۱۸۹۴ء

تصدیق سے دست برداری کرنیکو آمادہ ہوں تو شہادت مزید اوس قسم کی جسکا ذکر کیا گیا ہی ضرورت نہیں رہتی -

یہ درخواست نالش ہذا و نیز دیگر نالشات میں واسطے ادخال بیانات تحریری ازجانب ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی کے تھی جبکے نام نالشات مذکور دایر کی گئیں تھیں اور جو عوالیض دعوی میں بطور جماعت سند یافتہ کے بیان کی گئی تہی بیانات تحریری پر حسب ذیل دستخط تھے ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی بذریعہ اپنے اٹرنی و ایجنٹ رچرڈ گارڈنر کے جو تصدیق میں بطور ایجنٹ مدعا علیہ کمپنی کے بیان کیا گیا تھا اور تصدیق پر دستخط رچرڈ گارڈنر کے تھے درخواست روبرو جج کے بصیغہ چیمبرس پیش کی گئی تھی -

مسٹر اوکینلی بتائید درخواست -

مسٹر ٹی اے اپکار منجانب مدعیان -

سیل صاحب جسٹس -

یہ درخواست واسطے ادخال بیانات تحریری کے منجانب ایسٹ انڈین کمپنی کے ۱۴ نالشات میں جو بنام کمپنی مختلف اشخاص نے دایر کی ہیں پیش ہوئی - ان بیانات تحریری پر دستخط ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی کے بذریعہ اپنے مقررہ اٹرنی اور ایجنٹ رچرڈ گارڈنر کے ہیں اور تصدیق میں جسپر دستخط رچرڈ گارڈنر کے ہیں وہ بطور ایجنٹ مدعا علیہ کمپنی کے بیان کیا گیا ہے یہ امر کہ ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی ایک کمپنی جماعت سند یافتہ ہے ہر نالش کی عرضیدعوے کے عنوان سے ظاہر ہوتا ہے پس اوسکو ایک امر مسلمہ خیال کرنا چاہئے - چونکہ یہ صورت ہے لہذا دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہے اوس دفعہ کے بموجب نالش میں جو ازجانب ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی ہو عرضیدعوے کی کوئی ڈیرکٹر یا سکرٹری یا دیگر عہدہ دار اعلی کمپنی کا جو واقعات مقدمہ کو بیان کرسکتا ہو تصدیق کرسکتا ہے - یہ حکم نیز بیان تحریری سے متعلق ہے جبکا داخل کرنا ازجانب کمپنی مدعا علیہ مطلوب ہو حکم مذکور بموجب دفعہ ۱۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متعلق کیا گیا ہے پس چونکہ خود قانون کے بموجب عہدہ دار اعلی جماعت سند یافتہ کو اختیار ہے کہ عرضیدعوی یا بیان تحریری کی تصدیق کرے لہذا میری راے میں یہ ضروری نہیں ہی کہ اوس غرض کے لئے اجازت حاصل کیجائے مگر اون صورتوں میں جنسے دفعہ ۴۳۵ متعلق ہی یہ ظاہر کرنا چاہئے کہ وہ شخص جو بیان تحریری کی تصدیق کرتا ہو ایک عہدہ دار اعلی مدعا علیہ کمپنی یا جماعت سند یافتہ کا ہے اور مقدمہ کے واقعات بیان کرسکتا ہی - اگر عرضیدعوی یا بیان تحریری میں کوئی

سنہ ۱۸۹۹ء
درگا پرشاد بنام طاہر علی

امیرالدین نے ازنام اپنے (جو اوسوقت بالغ ہوگیا تھا) ایک درخواست واسطے اجرای اوس حکم کے بشکل ایک نقشہ کے پیش کی مگر چونکہ اوس درخواست میں کچھہ بیضابطگی تہی وہ واپس کی گئی اور ۴۔ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو پہر پیش کی گئی یہ درخواست واسطے نفاذ حکم ۲۱۔ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کے بنام باقیماندہ وصی عبدالقیوم کے تہی اور اوسپر حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اطلاع نامہ کے جاری ہونے کا حکم ہوا۔ ۲۳۔ اپریل کو حسب درخواست امیرالدین ایک حکم بنام عبدالقیوم جاری کیا گیا کہ وہ وجہ ظاہر کرے کہ کیوں وہ رقوم اماسیہ اور الاصہ کی بابت ان نالشات کے عدالت میں جمع کے داخل کرنے کی اوسکو بموجب حکم ۲۱۔ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کے ہدایت کی گئی تہی۔ عدالت میں جمع نکرے سائل نے اون احکام دفعہ ۲۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل نہیں کی جو نسبت حاصل کرنے حکم عدالت واسطے موقوفی رفیق اور اجازت اپنے نام سے پیروی کرنیکے ہیں اور بوقت سماعت حکم کے عذر نسبت منظوری درخواست پیروی کرنیکے بربنائے مذکور کیا گیا اس عذر کے جواب میں سائل کو اجازت دی گئی کہ ایک حلف نامہ داخل کرے کہ وہ سن بلوغ کو پہونچ گیا۔

مسٹر ٹی اے اپکا اور مسٹر ڈن نے وجہ ظاہر کی۔

مسٹر سنگہ اور مسٹر آرمتر بتائید حکم۔

دلایل کافی طور پر تجویز عدالت میں مندرج ہیں۔

سیل صاحب جسٹس۔ یہ واضح ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۷۹ء میں مسمی شیخ عبدالطیب کی وفات پر یہ ہر دو نالشات ازنام طاہر علی اور امیرالدین جو نالش دوم متذکرہ بالا میں مدعیان شریک تھے پہر قایم کی گئیں اور چونکہ اوسوقت امیرالدین نابالغ تھا طاہر علی نے بطور اوس کے رفیق قریب ترین کے عمل کیا نالش دوم متذکرہ بالا ایک نالش واسطے طلب حساب کے بنام عبدالحسین اور عبدالقیوم کے بطور اوصیای جایداد متروکہ علی بن الہ بخش کے تھی حساب لیا گیا اور آخر کار اوصیا کو بذریعہ ایک حکم کے جو ماہ جولائی سنہ ۱۸۷۹ء کو ہدایات مزید پر صادر کیا گیا یہ ہدایت کی گئی کہ عدالت میں دو رقوم اماسیہ اور الاصہ کی داخل کریں۔ بذریعہ ایک حکم مابعد مورخہ ۲۱۔ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کے اوصیا کو ہدایت کی گئی کہ ایک مدت معینہ کے اندر یہ رقوم مذکور عدالت میں داخل کریں۔

طاہر علی سنہ ۱۸۹۲ء میں فوت ہوا امیرالدین نے جسکا اوسوقت اور اوسکی بعد کوئی رفیق قریب ترین نہ تھا ازنام خود درخواست کی اور ایک حکم بنام باقیماندہ وصی عبدالقیوم کے حاصل کیا کہ وہ وجہ ظاہر کرے کہ کیوں حکم ۲۱۔ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کی تعمیل نہ کیجائے یہ درخواست اخیر وقت پر ظاہرا بغرض قایم رکہنے میعاد کی

۱۸۹۴ء
درگامونداس بنام طاہر علی

دی گئی تھی - عبدالقیوم خلاف حکم کے وجہ ظاہر کرنے کو حاضر ہوا اور وجہ جو اوسنے ظاہر کی ہے دو قسم کی ہے اوسنے بیان کیا کہ حکم مورخہ ۱۲ - مارچ ۱۸۸۶ء میں قبل حصول اس حکم کے تمادی عارض ہو گئی تھی اور اسوجہ سے وہ کل ذمہ داری متعلقہ حکم مذکور سے بری ہے اور نیز یہ بحث کی کہ درخواست بنفسہ اسوجہ سے بیقاعدہ ہے کہ سایل نے جب اوسنے یہ حکم حاصل کیا یہ ثابت نہیں کیا کہ وہ سن بلوغ کو پہونچگیا ہے اور نیز اوسنے حسب دفعہ ۴۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ان نالشات میں اپنے نام سے پیروی کرنیکی اجازت حاصل نہیں کی - ہر دو عذر محض لفظی ہیں اور بحث یہ ہے کہ آیا وہ اس لئے کافی ہیں کہ عدالت وصی یا قیدار کو تعمیل حکم ۱۲ - مارچ ۱۸۸۶ء پر مجبور نہ کرے -

نسبت بحث میعاد سماعت کے واقعات حسب ذیل ہیں -

۱۷ - مارچ ۱۸۹۴ء کو سایل حال نے ایک نقشہ واسطے اجراے حکم ۱۲ - مارچ ۱۸۸۶ء کے پیش کیا نقشہ مذکور اسوجہ سے واپس کیا گیا کہ وہ بہ نمونہ مناسب نہ تھا اوسکی ترمیم کی گئی اور ۴ - اپریل کو معہ ایک حلف نامہ تائیدی کے پھر پیش کیا گیا جسپر ایک حکم جاری کرنے اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ کا صادر ہوا - بوجہ ایک عذر مزید کے جس کے بیان کرنیکی ضرورت نہیں ہے درخواست نقشہ معہ حلف نامہ کے پھر پیش کی گئی اور ۲۳ - اپریل کو قطعاً فیصل کی گئی ان واقعات کے بموجب یہ فرض کرنا چاہئے کہ گو کہ درخواست مذکور ۲۳ - اپریل تک قطعاً طے نہیں ہوئی ۱۷ - مارچ کو یا غایت درجہ ۴ - اپریل کو پیش کی گئی تھی اور بہر صورت میں اندر میعاد کے تھی -

دوسری بحث نسبت اثر عذر دفعہ ۴۵۱ کے ہے

از روے اوس دفعہ کے نابالغ مدعی یا نابالغ کو جو فریق مقدمہ نہ ہو سن بلوغ کے پہونچنے پر یہ پسند کرنا چاہئے کہ آیا وہ نالش یا درخواست کی پیروی کریگا یا نہیں اگر وہ نالش یا درخواست کی پیروی کو پسند کرے تو اوسکو لازم ہے کہ وہ واسطے ایک حکم موقوفی اپنے رفیق کے اور واسطے اجازت پیروی کے اپنے خاص نام سے درخواست کرے -

فی الحقیقت وہ دفعہ اون واقعات سے جو درخواست حال سے واضح ہوتے ہیں متعلق نہیں ہے کیونکہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رفیق بہت عرصہ پیشتر فوت ہو گیا اور علاوہ بریں یہ ظاہر ہوا کہ بہت زمانہ قبل درخواست حال کے سایل خود سن بلوغ کو پہونچ گیا تھا

اب دیکھنا چاہئے کہ آیا باوجود اسکے سایل درخواست حال کے پیش کرنے سے اسوجہ سے ممنوع ہے یا نہیں کہ اولاً اوسنے اجازت پیروی کرنے نالش کی اپنے خاص نام سے حاصل نہیں کی -

سنہ ۱۸۹۶ء درگاہ پرشاد بنام طاہر علی

امر یہ قابل لحاظ ہے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں حکم ہے کہ ہر درخواست از جانب نابالغ بذریعہ اوسکے رفیق کے پیش کیجائے اور یہ محکوم ہے کہ اگر ایسی درخواست اسطور پر نہ پیش کیجائے تو وہ خارج کی جاسکتی ہے۔ مجموعہ کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ عدالت کو خارج کرنے اوس درخواست کا جو نابالغان نے بلا رفیق کے دی ہو اختیار تمیزی عطا کیا گیا ہے یہ ضابطہ وہی ہے جو عدالت ہائے انگلستان میں ہے مقدمہ فلائٹ بنام بولینڈ (۱) میں عدالت نے بہ اختیار تمیزی خود ایک عرضی دعوے جو نابالغ نے داخل کیا تھا بذریعہ تقرر ایک رفیق مدعی کے ترمیم کی اور اوسکا نام بطور رفیق کے درج کیا حکم مذکور ایک درخواست پر صادر کیا گیا تھا جو مدعا علیہ نے واسطے دسمنی نالش کے پیش کی تھی۔
وجہ اس امر کی کہ کیوں نابالغ بلا مدد کسی رفیق کے کوئی کارروائی نہیں کرسکتا جیسا کہ کتاب چانسری پریکٹس مولفہ ڈینیل صاحب طبع ششم صفحہ ۱۰۵ میں مندرج ہے یہ ہے کہ "یہ خیال کیا گیا ہے کہ نابالغ کو تمیز نہیں ہوتی اور وہ اپنے آپ کو پابند نہیں کرسکتا اور اپنے آپ کو خرچہ کا ذمہ وار نہیں کرسکتا"۔ اور یہ واضح ہوتا ہے کہ مقصود اس قاعدہ کا حفاظت اور فائدہ مدعا علیہم ہے کیونکہ یہ تجویز ہو چکی ہے کہ جب کہ کوئی مدعا علیہ اس فائدہ اور حفاظت سے دست برداری کرے تو نالش میں کارروائی بلا رفیق کے ہوسکتی ہے مقدمہ یکطرفہ براکل بنک و بمعاملہ براکل بنک (۲)
چونکہ یہ صورت نسبت اون اشخاص کے ہے جو ہنوز نابالغ ہیں لہذا مجکو یہ واضح ہوتا ہے کہ بجز اس کے کہ بذریعہ کسی حکم خاص قانون کے ممانعت قطعی ہو وہ شخص جو سن بلوغ کو پہونچ گیا ہو بادی النظر میں مستحق ہے کہ اوس نالش کی جو بجانب اوسکے دوران اوسکی نابالغی میں دائر کی گئی ہو پیروی کرے یا کوئی درخواست اوس میں پیش کرے اور اگر ضرورت ہو تو عدالت امر معمولی کے اوسکو اجازت پیروی کرنے یا اپنے خاص نام سے کارروائی کرنے کی دیگی۔
میں نے پیشتر ذکر وفات رفیق کا بطور ایسے امر کے کیا ہے کہ جس سے تبدل حالت واقعات میں پیدا ہوا جیسے دفعہ ۴۵۱ کا متعلق کیا جانا مقصود تھا۔
بوجہ اوسکی وفات کے کوئی درخواست اوسکی موقوفی کی نہیں کیجا سکتی تھی مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سے اوس دفعہ پر جہانتک کہ اوس میں یہ حکم ہے کہ مدعی نابالغ جو بعد سن بلوغ کے نالش کی پیروی کرنا پسند کرے اجازت کرنے پیروی کی اپنے نام سے حاصل کرے کوئی فرق نہیں آتا اس رائے کو تسلیم کرنے پر بھی درخواست حال بنفسہ ایک اظہار اس امر کا ہے کہ سائل ڈگری نالش کی

(۱) کتاب رسل صاحب جلد ۴ صفحہ ۲۹۸ (۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۶ صفحہ ۴۲۵ (۳۶۰)

پیروی کرنا پسند کیا اور عدالت نے اوسکو اپنے خاص نام سے پیروی کرنیکی اجازت دینے سے دراصل اجازت محولہ دفعہ ہذا عطا کی لیکن یہ صورت نہیں ہوئی اور مقدمہ میں ضرورت ہوئی تو میں اسبات پر آمادہ ہوتا کہ سایل کو اب اجازت باضابطہ دیتا۔

نسبت حکم دفعہ ہذا کے جس کے بموجب یہ ہدایت ہے کہ عنوان مقدمہ درست کیا جائے واضح ہو کہ وہ متعلق نالش متدایرہ سے ہے اور نہ نالش سے بعد صدور ڈگری قطعی کے جسمیں محض اجرا کرانا باقی رہے۔

بلاشبہ امیر الدین نے یہ بیضابطہ کارروائی کی کہ عدالت کا اول یہ اطمینان نہیں کیا کہ دکان بلوبع کو پہونچ گیا یہ اوسنے اب بذریعہ ایک حلف نامہ کے بجواب عذرات کے جو عبد القیوم نے پیش کئے تھے کیا ہے اور چونکہ اوسنے اس موقع پر ایسا کیا لہذا یہ امر صرف بحث خرچہ پر موثر ہے۔

درخواست حسب دفعہ ۲۳۴ کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بعد اجرا سے اطلاعنامہ کے کیجائے مگر چونکہ واقعات کامل طور پر اب عدالت کے روبرو ہیں یہ ضرور نہیں ہے کہ ایک درخواست جدید محض برائے ضابطہ دیجاے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ نالشات پھر قایم کیجاہیں جیسا کہ میں نے پیشتر بیان کیا ہے وے نالشات متدایرہ نہیں ہیں اور مجکو معلوم ہوتا ہے کہ واسطے اغراض درخواست حال کے فریقین مناسب عدالت کے روبرو موجود ہیں یہ صحیح ہے کہ ایک وصی فوت ہوگیا ہے مگر اس امر سے باقی ماندہ وصی حکم ۱۲- مارچ ۱۸۹۱ء کی تعمیل سے سبکدوش نہیں ہوگیا۔

حکم بنام عبد القیوم قطعی کیا جائیگا مگر بلحاظ بیضابطگی ہاے ابتدائی اس درخواست کے میں کوئی حکم نسبت خرچہ کے صادر نہیں کرونگا۔

حکم گرفتاری بنام عبد القیوم اور نیز قرقی اوسکی جایداد کا حسب استدعا جاری ہوگا مگر حکمنامہ اوسکی ذات پر دو ہفتہ تک جاری نہ ہوگا اور اوسوقت بھی محض اوس صورت میں جاری ہوگا کہ روپیہ قبل اوس کے داخل نہ کرے۔

حکم قطعی کیا گیا

اٹرنی بجانب سایل - بابو سریندرو ناتھ داس -
اٹرنی بجانب عبد القیوم مسٹر سے ایچ گلینڈنز -

صیغہ اپیل فوجداری

بہ اجلاس ٹریویلین صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۹ ستمبر ۱۸۹۴ء

صابر و یک کس ودیگر (اپیلانٹان) بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (رسپانڈنٹان) *

بلوہ - بلوہ اسلحہ مہلک سے مسلح ہو کر - غرض مشترک مجمع خلاف قانون کا بیان فرد قرار داد جرم میں - دفعات ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ اور ۳۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند - غلطی فرد قرار داد جرم میں جس سے ملزم کو مغالطہ ہو۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۲۵ -

قبل اس کے کہ تجویز ثبوت جرم مناسب طور پر بابت جرم بلوہ کے قایم رکھی جاے یہ ضرور ہے کہ غرض مشترک مجمع خلاف قانون کی نسبت صاف تجویز کیجاے اور نیز غرض مشترک جو اسطرح پر قرار دیگئی ہو فرد قرار داد جرم میں اس لئے مندرج ہونی چاہئے کہ شخص ملزم کو اوسکے جواب دینے کا موقع ہو -

جبکہ سشن جج نے اپنی ہدایت میں جو اونھوں نے جوری کو کی دو اغراض مشترک مجمع خلاف قانون کا جرم ہوسکتی نہیں ذکر کیا جن میں سے محض ایک فرد قرار داد جرم میں بیان کی گئی -

تجویز ہوئی کہ چونکہ یہ کہنا غیر ممکن تھا کہ اون دو اغراض مشترک میں سے کسکو جوری نے تسلیم کیا اور چونکہ یہ ممکن تھا کہ اونھوں نے اوس غرض کو تسلیم کیا ہو جو فرد قرار داد جرم میں بیان نہیں کی گئی تھی اور جس کی جواب دہی کا ملزم کو موقع نہیں ملا لہذا تجویز ثبوت جرم منسوخ ہونی چاہئے -

اگر مجمع خلاف قانون کا ایک شریک اسلحہ مہلک سے مسلح ہو تو اسوجہ سے دیگر شرکا پر حسب دفعہ ۱۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ محض اوس شخص پر جو فی الواقع اسطور پر مسلح ہو بموجب اوس دفعہ کے الزام لگایا جا سکتا ہے -

اپیلانٹان اس مقدمہ میں بمطابق راے متفقہ جوری کے جرایم مفصلہ ذیل ثابت قرار دئے گئے تھے یعنی (۱) صابر پر الزام قتل انسان مستلزم سزا کا جو قتل عمد کی حد تک نہیں پہونچتا اور جسکا ارتکاب غرض مشترک اوس مجمع خلاف قانون کی تکمیل میں کہ جسکا وہ شریک تھا بذریعہ قتل مسمی نینہ کی اس علم سے کہ اوس کے فعل سے احتمال ہلاکت کا ہے مگر بلا کسی ارادہ قتل کے کیا گیا تھا حسب دفعہ ۳۰۴

* اپیل فوجداری نمبری ۲۷۵ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم صادرہ ایس جے ڈگلس صاحب قایم مقام سشن جج ڈھاکہ مورخہ ۲۶ - جولائی ۱۸۹۴ء -

سنہ ۱۸۹۴ء
صابر
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

تعزیرات ہند (۱) یوسف پر الزام ہونے شریک ایک مجمع خلاف قانون کا جس کے ایک شریک صابر نے ارتکاب قتل انسان مستلزم السزا کا بہ تکمیل غرض مشترک کیا حسب دفعہ ۱۴۹ معہ دفعہ ۳۰۴ مجموعہ تعزیرات اور (۲) اور صابر اور یوسف دونوں پر الزام بلوہ کا اسلحہ مہلک سے مسلح ہو کر حسب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ تعزیرات - صابر کی نسبت حسب دفعہ ۳۰۴ سات برس کی قید سخت کا حکم صادر کیا گیا اور یوسف کی نسبت حسب دفعہ ۱۴۹ و ۳۰۴ تین برس کی قید سخت اور عہ جرمانہ کا اور در صورت نہ ادا ہونے کے ۶ ماہ مزید قید سخت کا حکم صادر کیا گیا بابت جرایم حسب دفعہ ۱۴۸ کے کوئی حکم سزا مزید صادر نہیں کیا گیا ان تجاویز ثبوت جرم و احکام سزا کی ناراضی سے قیدیان نے ہائیکورٹ میں اس بناء پر اپیل کیا کہ سشن جج نے چند معاملات میں جوری کو غلط ہدایت کی جنمیں سے جو اہم ہیں وہ حسب ذیل ہیں (الف) یہ کہ اوہنوں نے جوری کو یہ ہدایت کی کہ یوسف حسب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ تعزیرات اس وجہ سے اسلحہ مہلک سے مسلح ہونیکا مجرم تھا کہ صابر اسطور پر مسلح تھا گو کہ فی الواقع یوسف کے پاس اس قسم کا کوئی ہتہیار نہ تھا (ب) یہ کہ اوہنوں نے جوری کو ایک غرض مشترک مجمع خلاف قانون کی نسبت ہدایت کی جو اوس سے بالکل مختلف تہی جو فرد قرارداد جرم میں جسکی بابت ملزمان واسطے تجویز کے سپرد ہوئے تھے مندرج تہی -

واقعات جو اوس شہادت سے جو بوقت تجویز کی گئی ظاہر ہوتے ہیں مختصراً یہ تھی کہ یوسف معہ صابر اور چند دیگر اشخاص کے جنمیں چند چہوٹے لڑکے بہی تھے ایک باغ کے انبہ توڑتا تھا جسکی نسبت وہ اس حق کے استعمال کا دعوی رکہتا تھا اور یہ کہ بیندو متوفی آیا اور اوسنے از جانب اپنے مالک کنج بہاری پودر کے منع کیا جسپر کسیلاش پال نے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ کنج بہاری پودر سے دشمنی رکہتا تہا اور جو اوس وقت باغ میں موجود تہا یا ممکن ہے کہ کسی دوسرے آدمی نے (کہ اس امر کو سشن جج نے تجویز کرنا غیر ضروری خیال کیا) باواز بلند کہا کہ "اس سالے کا سر لاؤ" اور بر طبق اسکے صابر نے بیندو کے سر پر ایک لاٹھی ماری جسکی وجہ سے وہ مر گیا -

الزامات جنپر قیدیان سپرد عدالت سشن واسطے تجویز کے کئے گئے تھے حسب ذیل تھے -

صابر پر یہ الزام تھا

"اول - کہ تم ۳ - مئی سنہ ۱۸۹۴ء کو یا اوسکے قریب بمقام ہانم (ہبوج موحی) جرم بلوہ کے مجرم ایک لاٹھی سے مسلح ہو کر یعنی ایک اسلحہ مہلک سے ہوئے اور اوسکے ذریعہ سے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جو حسب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہے اور جو قابل سماعت عدالت سشن کے ہے"

"دوم - کہ تم نے ۳ - مئی ۱۸۹۴ء کو یا اوس کے قریب بمقام پانم (بہوج موچی) اثنائے بلوہ مذکور میں ارتکاب قتل انسان مستلزم السزا کا جو قتل عمد کی حد تک نہیں پہونچتا بذریعہ باعث ہلاکت ہونے مسمی بیندو کے بذریعہ مارنے لاٹھی کے اوس کے سر پر لیا اور اس سبب سے ارتکاب ایک ایسے جرم کا کیا جو حسب دفعہ ۳۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور جو قابل سماعت عدالت سشن کے ہے"۔

یوسف پر یہ الزام لگایا گیا -

"اول - کہ تم مئی ۱۸۹۴ء کی ۳ - تاریخ کو یا اوس کے قریب بمقام پانم (بہوج موچی) مجرم بلوہ کے اسلحہ مہلک، سے مسلح ہوکر ہوئے اور اس سبب سے مرتکب ایسے جرم کے ہوتے جو حسب دفعہ ۱۴۸ و ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور قابل سماعت عدالت سشن ہے"۔

"دوم - کہ تم مئی کی ۳ - تاریخ کو یا اوس کے قریب بمقام پانم (بہوج موچی) اوس مجمع خلاف قانون میں بیجا طور شریک ہوے کہ احتمال تھا کہ جبر استعمال کیا جائیگا اور جسمیں جبر استعمال کیا گیا تھا اور ہلاکت ایک شخص بیندو کی بذریعہ ایک ضرب لاٹھی کے جو اوس کے سر پر بوقت لیجانے اونکے اوس باغ سے جو بیندو کے سر پر تھا لگائی گئی اور اس سبب سے مرتکب ایک ایسے جرم کے ہوے جو حسب دفعات ۳۰۴ و ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور جو قابل سماعت عدالت سشن ہے"۔

وہ جزو ہدایت سشن جج کا جو جوری کو کی گئی اور جو واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے اہم ہے اور جسپر اپیلانٹان نے خاصکر اعتراض کیا ہے حسب ذیل ہے -

ہر دو ملزم پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اونہوں نے ۳ - مئی گذشتہ کو بمقام پانم بلوہ کا با اسلحہ مہلک مسلح ہوکر ارتکاب کیا -

آپ کو صاف صاف سمجھنا چاہئے کہ اسکا کیا مطلب ہے اول جزو بلوہ کا مجمع خلاف قانون ہے جو اوسوقت ہوتا ہے جبکہ ۵ یا زیادہ اشخاص واسطے عمل میں لانے کسی غرض مشترک کے جو قانوناً ممنوع ہو مثلاً نقصان رسانی - یا مداخلت بیجا مجرمانہ یا کسی جرم کے مثل مارنے یا حملہ کرنے کے کسی شخص پر مجتمع ہوں دوسری نوبت یہ ہے کہ کوئی شخص ایسے مجمع خلاف قانون کا ایسے مجمع کی غرض مشترک کے عمل میں لانے میں جبر یا سختی استعمال کرے کہ اوس صورت میں ہر شریک ایسے مجمع کا مجرم بلوہ (دفعہ ۱۴۶ مجموعہ تعزیرات ہند) کا ہوتا ہے - تیسری نوبت جسکی بابت الزام ملزم پر لگایا گیا ہے اوسوقت پہونچی جب کوئی شریک ایسے مجمع خلاف قانون کا مجرم بلوہ کا بہ اسلحہ مہلک ہوا اور تب مطابق دفعہ ۱۴۶ تعزیرات ہند کے ہر شریک

۱۸۹۴ء
صابر
بنام
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

ایسے مجمع کا جرم بلوہ کا بہ اسلحہ مہلک مسلح ہوکر مجرم ہوتا ہے اور جب کوئی شخص بلوہ لاٹھی سے مسلح ہوکر کرتا ہے اور ایسی لاٹھی انسان کے سر پر زور سے لگائی جائے تو میری راے میں مجکو کسی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایسی لاٹھی سلاح مہلک ہے -

پس آپ کو مقدمہ حال میں یہ تجویز کرنا ضروری ہوگا کہ آیا صابر اور یوسف ایک مجمع خلاف قانون کے شرکا تہے یا نہیں جسکی غرض مشترک میں ایک یا زیادہ شرکا نے تشدد کیا اور وہ اوسوقت ایک خطرناک لاٹھی سے مسلح تھا کہ اوس سے نزاعات مندرجہ احکام دفعہ ۱۴۸ مجموعہ تعزیرات کی تکمیل ہوتی -

صابر ملزم پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوسنے قتل انسان مستلزم السزا کا جو قتل عمد کی حد تک نہیں پہونچتا بذریعہ باعث ہونے ہلاکت بیندد کے اثنا بلوہ مذکور میں حسب دفعہ ۳۰۴ مجموعہ تعزیرات کے ارتکاب کیا وہ دفعہ دو حصوں پہ منقسم ہے حصہ اول نسبت اوس فعل کے ہے جو معہ علم اور ارادہ مار ڈالنے کے کیا جاوے مگر جو بوجہ بعض حالات مخفف جرم مندرجہ مستثنیات دفعہ ۳۰۰ مجموعہ تعزیرات کے قتل عمد نہیں ہے - حصہ دوم نسبت اوس فعل کے ہے جو کم و بیش بلا تحاشہ اس علم کے ساتھ کیا جائے کہ اوسکا نتیجہ ہلاکت ہو مگر نیت باعث ہلاکت ہونیکی نہو آپکو یہ فرق ذہن نشین رکھنا چاہئے -

یوسف پر حسب دفعات ۱۴۹ و ۳۰۴ مجموعہ تعزیرات کے یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ ایک اوس مجمع خلاف قانون کا شریک تھا جسکی غرض مشترک کی تکمیل میں شرکا میں سے ایک شخص صابر بیندو کی ہلاکت کا باعث ہوا جسکی وجہ سے یوسف حسب دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند ملزم قتل انسان مستلزم السزا کا ہوا

"پس آپکو نسبت صابر کے یہ اطمینان ہونا چاہئے کہ اوسنے بیندو کو ایسا ضرر جسمانی پہونچایا جو باعث اوسکی ہلاکت کا ہوا اگر آپ تجویز کریں کہ ایسا فعل بلا نیت باعث ہلاکت ہونے بیندو کے کیا گیا تہا اگرچہ صابر کو معلوم ہوگا کہ اوس سے احتمال اوسکی ہلاکت کا ہے تو آپ یہ قرار دینگے کہ حصہ آخر دفعہ ۳۰۴ مجموعہ تعزیرات متعلق ہے -

یوسف کو مجرم جرایم دفعہ ۱۴۹ و ۳۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے قرار دینے کے لئے آپکو اس امر کا اطمینان ہونا ضرور ہے فعل جو بیندو کی ہلاکت کا باعث ہوا فی الحقیقت اس نظر سے کیا گیا تھا کہ غرض مشترک اوس مجمع خلاف قانون کی جسکا اوسوقت یوسف ایک شریک تھا تکمیل کیجائے یا کہ ایسا فعل اس قسم کا تھا جسکو یوسف جانتا تھا یا یاور کرنیکی وجہ رکہتا تھا کہ ایسے مجمع کے غرض مشترک کی تکمیل میں اوسکا ارتکاب غالباً کیا جائیگا -

سشن جج نے بعد ازاں شہادت کی نسبت راے ظاہر کی اور بعد ازاں یہ کہا -
"آپ کو یہ کہنا چاہئے کہ آیا آپ اقبال مو بیان مستغیث کو اسطور پر باور کرتے ہیں یا نہیں

۱۸۹۴ء
صابر
بنام
ملکہ معظمہ قیصرِ ہند

کہ الزامات بمقابلہ ہر دو ملزم ثابت قرار دئے جائیں۔

"اگر آپ تجویز کریں کہ کنجو با اوس باغ پر قابض تھا اور اگر آپ تجویز کریں کہ یہ دو ملزم مع دیگر اشخاص کے جنکی تعداد ۵ یا زیادہ تھی اس باغ سے انبہ لینے کو اور یوسف کا فرضی حق نسبت ان پھلوں کے قایم کرنیکو گئے تو آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس امر کے کرنے میں یہ دو ملزمان اور دیگر اشخاص جو انکے ساتھ تھے اوس وقت ایک مجمع خلاف قانون کے شریک تھے کیونکہ آپ انکے فعل کو بلا خدشہ ایسا خیال کر سکتے ہیں کہ اوس سے کنجو با کو ناجایز نقصان اور تکلیف ہوئی اور جو مداخلت بیجا مجرمانہ ہو سکتا ہے۔ دوسری بحث یہ ہے کہ آیا ایسے مجمع کے کسی شریک نے اپنی غرض مشترک کی تکمیل میں یعنی انبہ لیجانے میں کوئی جبر استعمال کیا یا نہیں۔ یہ امر اس بات پر منحصر ہے کہ آپ شہادت مستغیث کو کس قدر باور کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب ینّدو نے منع کیا تو ایک شخص نے بآواز بلند کہا کہ اوسکا سر میرے پاس لاؤ۔ جسپر یوسف و صابر اور دیگر اشخاص نے ینّدو اور باقر کو گھیر لیا اور صابر نے ینّدو کے سر پر اس زور سے لاٹھی ماری کہ اوسکی کھوپڑی ٹوٹ گئی اور اسوجہ سے وہ ہلاک ہوا۔ اگر آپ اس شہادت کو قبول کرتے ہیں اور یہ تجویز کرتے ہیں کہ صابر نے ینّدو کے سر پر لاٹھی ماری تو آپ نیز صابر اور یوسف کو حسب فرد قرارداد جرم مجرم جرم بلوہ کا معہ اسلحہ مہلک کے تجویز کریں گے۔

"نسبت دوسرے الزام کے آپ کو اطمینان ہونا چاہئے کہ صابر نے ینّدو کے یہ ضرب لگائی جس سے وہ ہلاک ہوا اور کہ وہ اوس مجمع کی غرض مشترک کی تکمیل میں لگائی گئی تھی اور یہ کہ یوسف کو معلوم تھا کہ اوس غرض مشترک کے مطابق ایسی ضرب کا لگایا جانا قرین قیاس ہے۔ یہ امر بھی زیادہ تر اسبات پر منحصر ہے کہ آیا آپ اس شہادت کو کہ یہ ضرب صابر نے پہونچائی تھی باور کرتے ہیں یا نہیں۔ نسبت یوسف کے اس امر سے انکار نہیں کیا گیا ہے کہ وہ اس موقع پر موجود تھا مگر یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ کسی طور سے اوسکا ذمہ دار نہیں ہے جو کچھ کہ نسبت ینّدو کے وقوع میں آیا پس اس مجمع کی غرض مشترک کیا تھی۔ اگر آپ شہادت کو باور کرتے ہیں تو غرض مشترک یہ تھی کہ حکم کی تعمیل کیجائے اور ینّدو کا سر لایا جاے کیونکہ اوسنے یوسف وغیرہ کو اون آموں کے لینے سے جسکے لئے وے جمع ہوئے تھے منع کیا تھا اور اسوجہ سے یہ ضرب لگائی گئی تھی۔ اب دیکھنا چاہئے کہ کیا یوسف یہ جانتا تھا کہ یہ ضرب اسوقت لگائی جائیگی۔ یہ امر آپکو فیصل کرنا چاہئے۔ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صابر اور دیگر اشخاص کے ساتھ وہاں دوڑ گیا جہاں کہ ینّدو اور باقر کھڑے ہوئے تھے اور اگرچہ خود اوس کے ہاتھ میں کوئی لاٹھی نہ تھی وہ وہاں دیگر اشخاص کے ساتھ موجود تھا جبکہ صابر نے ینّدو کو مطابق

۱۸۹۶ع
صابر
بنام
ملکہ معظمہ قیصر ہند

اس حکم سے کہ سارے کا سر لاؤ مارا میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اوسوقت صابر نے بیندو کو ایسی غرض مشترک کو تکمیل میں مارا اور یہ کہ یوسف کو یہ ضرور معلوم تھا کہ صابر ایسا کریگا۔

"مجکو شہادت بتائید الزامات مذکور کے قابل اطمینان معلوم ہوتی ہے اور مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستغیث نے مقدمہ اون دو اشخاص کے مقابلہ میں ثابت کیا مگر اسکا فیصلہ آپکے اختیار میں ہے "اگر آپکو کوئی وجہ اس شہادت میں شک کرنے یا اوسکو باور نہ کرنے کی ہو آپکو چاہیئے کہ فوراً ان دو اشخاص کو کل الزامات سے بری کریں"

مسٹر بود مسٹر ڈونا اور بابو ہریندر ناتھ متر منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر ایم گھوز منجانب سرکار۔

منجانب اپیلانٹان یہ بحث کی گئی ہے کہ غرض مشترک مظہرہ مجمع خلاف قانون کی صراحتاً فرد قرارداد جرم میں مندرج ہونی چاہیئے تھی اور مقدمہ بہاری مہتن بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) پر استدلال کیا گیا اور یہ کہ جوری کو صاحب جج کے دو مختلف اغراض مشترک بیان کرنے سے ضرور مغالطہ ہوا ہوگا جنمیں سے کم سے کم ایک غرض قیدیان کو اوسوقت تک معلوم نہیں ہو سکتی تھی جب تک صاحب جج نے اپنی ہدایت ختم نہیں کی اور اسوجہ سے اپنی جوابدہی میں اونکو ضرور نقصان پہونچا اور مزید براں یہ کہ کسی شخص پر حسب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ تعزیرات کے جو اسوجہ سے جرم ثابت قرار دیا کہ دوسرا شریک مجمع کا مجرم بلوہ کا ساتھ سلاح مہلک کے ہوا تھا سزا دینا ناقابل پذیرائی ہے۔

منجانب سرکار یہ بحث کی گئی ہے کہ اگرچہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ تعزیرات قائم نہیں رہ سکتی مگر تجویز ثبوت جرم نسبت دیگر الزامات کے منسوخ نہ ہونی چاہیئے اور اگرچہ افراد قرارداد جرم لیاقت سے ترتیب نہیں دیگئیں مگر اوس دوسرے الزام سے جو یوسف پر لگایا گیا تھا غرض مشترک اخذ ہو سکتی تھی اور بہرحال اگر کوئی نقص ہو تو دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے اوس نقص کی اصلاح ہو جائیگی۔

تجویز عدالت (ٹریویلین صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) کی حسب ذیل تھی۔

مقدمہ ہذا میں دو اشخاص پر ایک جج اور جوری نے جرم ثابت قرار دیا ہے اور بلاشبہ قبل اس کے کہ ہم تجویز ثبوت جرم میں دست اندازی کریں ہمکو مطابق قانون کے یہ ضروری ہے کہ فرد قرارداد جرم کی بمسکی جزو ضابطہ میں نقص دریافت کریں لیکن نسبت سزا کے ہماری یہ رای ہے کہ وہ ہمارے اختیار میں ہے واردات جس سے یہ الزام پیدا ہوا ایک تنازع نسبت قبضہ ایک باغ کے تھی یوسف جو منجملہ اپیلانٹان حاضر کے ایک شخص ہے اوسکا دعویدار تھا۔ مقدمہ منجانب سرکار یہ ہے کہ یہ دو اپیلانٹان معہ دیگر

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۶

۱۸۹۴ء
صابر
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

اشخاص کے اس باغمیں واسطے لینے پہل درختاں انبہ کے جو وہاں استادہ تھے گئے تھے اور درمیان
اونکے اور ایک شخص مسمی بیندو کے جو از جانب دعویداران مخالف اس باغ کے کام کر رہا تھا تکرار ہوئی آخر
میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ صابر ملزم نے بیندو کے سر پر ایک لاٹھی ماری اور کہ دو دن بعد بیندو مر گیا
صابر پر حسب دفعہ ۳۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند بیندو کے باعث ہلاکت ہونیکا جرم ثابت قرار دیا اور فرد
قرار داد جرم میں کوئی ایسا امر موثر تجویز ثبوت جرم بموجب اس دفعہ کے نہیں ہے جسپر اعتراض کیا جا سکے -
جہانتک کہ اوسکو علاقہ ہے صرف بحث نسبت سزا کے ہے اوسکی نسبت ۷ برس کی قید سخت کا حکم سزا صادر
کیا گیا ہے فی الحقیقت یہ نہایت سخت سزا ہے اوسکو مفید یہ امر ہے کہ قبل اس حملہ کے اونہوں اس فعل کے
ارتکاب کا خیال نہیں کیا ظاہرا وہ نتیجہ اشتعال ناگہانی کا تھا - اور جہانتک کہ ہمکو معلوم ہے محض ایک ضرب
لگائی گئی تھی - بجانب دیگر بصورت حملہ یا مار پیٹ جبکہ ایسی شدید ضرب لگائی جائے کہ جس سے کوئی شخص مر جائے
اور جبکہ اسلحہ جو تجربہ کار اشخاص کے ہاتھ سے جو بلا شبہ مہلک ہوں استعمال کیے جائیں تو یہ غیر ممکن ہے کہ خفیف
سزا دیجائے ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ غلط ہوگا کہ ہم صابر کی سزا کو کم کر کے تین برس کی قید سخت قایم
رکہیں - ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم اور اس سے زیادہ کمی نہیں کر سکتے پس ہم ہدایت کرتے ہیں کہ تجویز ثبوت
جرم قایم رکہی جائے اور حکم سزا کم ہو کر ۵ برس کی قید سخت کا حکم قایم رکہا جائے -

مقدمہ یوسف کا بالکل مختلف بنا پر مبنی ہے وہ حسب دفعہ ۱۴۸ - اور دفعہ ۳۰۴ بشمول دفعہ ۱۴۹ مجموعہ
تعزیرات کے مجرم قرار پایا اس سے انکار نہیں ہے کہ ملزم پر حسب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ تعزیرات کے کوئی جرم ثابت
نہیں ہے اوس دفعہ کا یہ مضمون ہے کوئی شخص جو سلاح مہلک یا ایسی شے سے مسلح ہو کہ اگر اوسکو حربے کے طور پر کام
میں لائیں تو اوس سے ہلاکت کا احتمال ہے الخ "مستوجب سزا ہوگا" سشن جج ذیعلم کو بلحاظ اس امر کے جسکو وہ
تمثیل دفعہ ۱۴۶ مجموعہ ہذا کی بیان کرتے ہیں یہ خیال ہے کہ اگر کوئی شریک کسی مجمع خلاف قانون کا سلاح مہلک
سے یا کسی سلاح ضربی سے مسلح ہو تو دیگر شرکائے اوس مجمع پر حسب دفعہ ۱۴۸ - الزام لگایا جا سکتا ہے مگر یہ صورت
نہیں ہے صرف ان اشخاص پر جو فی الواقع مسلح ہوں بموجب اس دفعہ کے الزام لگایا جا سکتا ہے - صرف
وہ طریقہ جس سے ایک شخص دوسرے شخص کے افعال کا ذمہ دار ہو سکتا ہے دفعہ ۱۴۹ ہے چونکہ کوئی صورت
دفعہ ۱۴۸ کی نہیں ہے ہم خیال کرتے ہیں کہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ آخر الذکر غلط ہے اور ضرور منسوخ ہونی چاہیے -
ہم نیز خیال کرتے ہیں کہ کوئی مقدمہ حسب دفعہ ۱۴۹ بشمول دفعہ ۳۰۴ کا نہیں ہے فی الحقیقت یہ بحث نہیں کیگئی
ہے کہ شرکا اس مجمع کو یہ علم تھا کہ اوس مجمع کی غرض کی تکمیل میں قتل انسان ہونے کا احتمال ہے بلنسبت اوس غرض مشترک
کے جسکا الزام لگایا گیا ہے اور جسکا ہم ذکر ابھی کرینگے یعنی درختوں سے انبہ لے جانا صاحب جج ذیعلم نے ہماری

۱۸۹۴ء
صابر
بنام
ملکہ معظمہ قیصر ہند

دانست میں اپنی ہدایت میں تشبیہہ دفعہ ۱۴۹ کی بہت زیادہ توسیع کی اور بلحاظ اوس فعل کے جسکا کرنا نسبت یوسف کے ثابت ہوا ہے اگر ہم شہادت کو صحیح فرض کریں ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ تعبیر قانون کی بیجا ہوگی کہ اوس سے احکام دفعہ ۱۴۹ کے متعلق کئے جائیں اور ملزم بلاکت اس کم بخت شخص بیندو کا ذمہ وار قرار دیا جائے - اب اصل بحث مقدمہ پر ہم لحاظ کرتے ہیں اور صرف یہی بحث ایسی ہے جسمیں ہمکو دقت معلوم ہوتی ہے اگرچہ یوسف صحیح طور پر حسب دفعہ ۱۴۸ یا دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا تاہم عدالت مجاز ہے کہ اوسکو کسی دوسری دفعہ کا جسمیں دفعہ ۱۴۸ کے اجزا ہوں یعنی دفعہ ۱۴۷ کا مجرم قرار دیں چونکہ حسب دفعہ ۱۴۸ و ۱۴۹ جرم ثابت قرار دیا گیا تہا لہذا صاحب جج کے واسطے یہ ضرور نہ تھا کہ جوری کی راے نسبت دفعہ ۱۴۷ کے طلب کرتے لیکن اگر ان دفعات سے برأت ہوتی تو صاحب جج پر فرض ہوتا کہ جوری کی راے نسبت اس امر کے کہ یوسف بجرم بلوہ کا ہوا اور اسوجہ سے مجرم حسب دفعہ ۱۴۷ ہے یا نہیں لیتے پس یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قبل اسکے کہ ہم اوسکو کلیتاً بری کریں ہمپر یہ ملاحظہ کرنا لازم ہے کہ آیا وہ مستحق بری ہونیکا بموجب اوس دفعہ کے بھی ہے یا نہیں - عذر جو منجانب یوسف نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ مذکور کیا گیا ہے بیان مستغیث اور فرد قرارداد جرم اور ہدایت صاحب جج سے نسبت غرض مشترک مجمع کے پیدا ہوتا ہے اوس فرد قرارداد جرم میں جسپر اوسکی تجویز ہوئی ہے ظاہرا غرض مشترک اس مجمع کی ابہ کا لینا بیان کیگئی ہے کونسل ذیعلم نے یہ بیان کیا ہے کہ گوکہ وہ بہت لیاقت سے ترتیب نہیں دیگئی ہے مگر اوسکی مراد یہی ہے اور اوس سے عملاً یہی بات ظاہر ہوتی ہے جج ذیعلم نے اپنی ہدایت جوری میں بعد بیان کرنے دیگر امور کے جنکا ذکر کرنا اس موقع پر ضروری نہیں ہے نسبت اس امر کے یہ فرمایا ہے - "اگر آپ تجویز کریں کہ کنجو بابو اس باغ پر قابض تھا اور اگر آپ تجویز کریں کہ یہ دو ملزم معہ دیگر اشخاص کے جنکی تعداد ۵ یا زیادہ تھی اس باغ سے ابہ لینے کو اور یوسف کا فرضی حق نسبت ان پہلوں کے قایم کرنیکو گئے آپ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس امر کے کرنے میں یہ دو ملزمان اور دیگر اشخاص جو اونکے ساتھ تھے اوسوقت ایک مجمع خلاف قانون کے شریک تھے کیونکہ آپ اونکے فعل کو بلا خدشہ ایسا خیال کر سکتے ہیں کہ اوس سے کنجو بابو کو ناجائز نقصان اور تکلیف ہوئی اور جو مداخلت بیجا مجرمانہ ہو سکتا ہے" یہانتک وہ بالکل صحیح ہے اور مطابق فرد قرارداد جرم کے ہے - صاحب جج نے بعد ازاں فرمایا - دوسری بحث یہ ہے کہ آیا ایسے مجمع کے کسی شریک نے اپنی غرض مشترک کی تکمیل میں یعنی ابہ کے لیجانے میں کوئی جبر استعمال کیا یا نہیں یہ امر

۱۸۹۶ء
صابر
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

اس بات پر منحصر ہے کہ آپ شہادت مستغیث کو کسقدر باور کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب بیندو نے منع کیا ایک شخص نے بآواز بلند کہا کہ اوسکا سر میرے پاس لاؤ۔ جسپر یوسف و صابر اور دیگر اشخاص نے بیندو با قر کو گھیر لیا اور صابر نے بیندو کے سر پر اس زور سے لاٹھی ماری کہ اوسکی کھوپڑی ٹوٹ گئی اور اسوجہ سے وہ ہلاک ہوا اگر آپ اس شہادت کو قبول کرتے ہیں اور یہ تجویز کرتے کہ صابر نے بیندو کے سر پر لاٹھی ماری تو آپ نیز صابر اور یوسف کو حسب فرد قرارداد جرم مجرم جرم بلوہ کا معہ اسلحہ مہلک کے تجویز کریں گے۔"

بعد ازاں اونہوں نے یہ فرمایا "نسبت دوسرے الزام کے آپ کو اطمینان ہونا چاہئے کہ صابر نے بیندو کے یہ ضرب لگائی جس سے وہ ہلاک ہوا اور کہ وہ اوس مجمع کی غرض مشترک کی تکمیل میں لگائی گئی تھی اور یہ کہ یوسف کو معلوم تھا کہ اوس غرض مشترک کے مطابق ایسی ضرب کا لگایا جانا قرین قیاس ہے۔ یہ امر پھر اسبات پر منحصر ہے کہ آیا آپ اس شہادت کو کہ یہ ضرب صابر نے پہونچایا تھا باور کرتے ہیں یا نہیں۔ نسبت یوسف کے اس امر سے انکار نہیں کیا گیا ہے کہ وہ اسموقعہ پر موجود تھا مگر یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ کسی طور سے اوسکا ذمہ وار نہیں ہے جو کچھ کہ بیندو کی نسبت وقوع میں آیا پس اس مجمع کی غرض مشترک کیا تھی" اونہوں نے بعد ازاں یہ فرمایا اور یہ ایک اہم جزو اونکی ہدایت کا ہے "اگر آپ شہادت کو باور کرتے ہیں تو غرض مشترک یہ تھی کہ اس حکم کی کہ بیندو کا سر لانا تھا تعمیل کیجائے کیونکہ اوسنے یوسف وغیرہ کو اون آمبوں کے لینے سے جنکے لئے وے جمع ہوئے تھے منع کیا تھا پس اس موقع پر صاحب جج نے جوری کو یہ ہدایت کی کہ غرض مشترک اوس مجمع کی بیندو کے سر لانیکے حکم کی تعمیل تھی جو اوس خاص وقت پر غرض مشترک تھی اولا غرض مشترک آمبوں کا لینا تھا مگر جیسی کہ کارروائی ہوتی گئی غرض مذکور تبدیل ہو کر بیندو کو ضرر پہونچانیکی غرض ہو گئی کیونکہ بلاشبہ اون الفاظ کا مطلب فی الحقیقت یہ نہیں تھا کہ اوسکا سر لایا جاوے بلکہ اوسکو نقصان پہونچایا جائے۔

اب چونکہ جوری نے حسب دفعات ۱۴۸ و ۱۴۹ مجرم قرار دیا ہے پس قبل اسکے کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ حسب دفعہ ۱۴۷ مجرم قرار دیا جانا چاہئے ہمکو اطمینان ہونا چاہئے کہ جوری نے ایک خلاف قانون غرض مشترک کا ہونا تجویز کیا ہے۔ ان تجاویز کی رو سے یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ آیا جوری نے ایک اپنی رائے نسبت خلاف قانون ہونے غرض مشترک ضرر پہونچانے بیندو کے قایم کی ہے اور ان معاملات کے طے کرنے میں یہ فرض ہے کہ نہایت مفید ملزم کے رائے قایم کی جاوے کہ اونہوں نے اس رائے کو کہ غرض مشترک بیندو کو ضرر پہونچانا تھا کہ اسوجہ سے ترجیح دینا قبول کیا ہو

۱۸۹۴ء
صابر
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

کہ اوس سے ضرورت بحث قبضہ باغ کی نسبت راے قایم کرنے کی باقی نہیں رہتی کہ اگر اونہوں نے یہ تجویز کہ غرض مشترک مجمع کی بیندو کو ضرر پہونچانیکی تہی تو یہ کافی ہوتا اور اونکو کسی اور امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہ ہوتی لیکن اسبارہ میں کوئی الزام قایم نہیں کیا گیا تھا بلکہ ایک بالکل مختلف غرض مشترک کا الزام لگایا گیا تھا۔

ہماری توجہ دفعہ ۲۲۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر مایل کی گئی ہے جسمیں یہ حکم ہی کہ جرم کے بیان یا اون مراتب کے بیان میں جنکا فرد قرارداد جرم میں درج کیا جانا ضرور ہے غلطی کا واقع ہونا اور جرم اور نیز مراتب مذکور کے بیان میں فرو گذاشت ہونا کسی نوبت مقدمہ میں سقم اہم متصور ہوگا الا اوسحالت میں کہ ملزم کو فی الواقع اوس غلطی یا فروگذاشت سے مغالطہ ہوا ہو۔ ممکن ہے کہ اس قسم کے مقدمہ میں شہادت نسبت مختلف اغراض مشترک کے ہو مگر اس موقع پر جہانتک کہ ہمکو معلوم ہوتا ہے اوس شہادت سے جو موجود ہے اور اوس فرد قرارداد جرم سے جواب موجود ہے ہمکو یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ جوری نے ان اغراض مشترک میں سے ایک کو یا دوسرے کو قبول کیا یہ صحیح ہی کہ اونہوں نے ایک کو قبول کیا مگر ہمکو یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ اونہوں نے کونسی غرض کو قبول کیا اس امر سے اسمقدمہ میں فرق آتا ہے کہ اونہوں نے فی الواقع اس صورت کو قبول کیا کہ غرض مشترک بیندو کو ضرر پہونچانے کی تہی مگر وہ ایسی غرض مشترک ہے کہ جسکا الزام مطلقا نہیں لگایا گیا اور شخص ملزم کو اوس کے جواب کا موقع نہیں ملا۔ بلاشبہہ تجویز جوری سے جو نسبت غرض مشترک کے ہو جرم کی سختی پر بہت بڑا اثر ہوگا اور اسوجہ سے سزا پر بہی ہوگا۔

نتیجہ یہ ہے کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمپر تجویز ثبوت جرم نسبت یوسف کے منسوخ کرنا فرض ہے مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ مقدمہ ایسا نہیں ہے جسکی ہم خود تجویز کر سکیں پس ہم یہ ہدایت کرتے ہیں کہ ایک درست ترتیب دی ہوئی فرد قرارداد جرم حسب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ تعزیرات پر اس مقدمہ کی پہر تجویز کیجاے اور کہ تجویز کے وقت تک یوسف ملزم اوس ضمانت پر جو قابل اطمینان مجسٹریٹ کے ہو رہا کیا جائے۔

اپیل جزاً منظور ہوا۔

صیغہ نگرانی فوجداری

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و بیل صاحب جسٹس

۱۷- اکتوبر ۱۸۹۴ء

لیلا سنگھ و ایک کس دیگر (سائلان) بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (فریق مخالف)*

ایکٹ بٹوارہ محالات ۱۸۷۶ء - (ایکٹ بنگالہ ۸ ۱۸۷۶ء) دفعات ۱۱۲ و ۱۱۶ - مجموعہ تعزیرات دفعہ ۱۸۶ - لوازم منصبی کی انجام دہی میں سرکاری ملازم کی مزاحمت کرنی - امین کا اختیار نسبت پیمائش کرنے اراضیات کے کارروائیات بٹوارہ میں - لوازم منصبی -

لوازم منصبی داخل منشائے دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات سے مراد ایسے لوازم منصبی سے ہے جو قانوناً ناجائز طور پر عطا کئے گئے ہوں اور یہ منشا نہ تھا کہ اوسمیں کوئی ایسا فعل شامل کیا جائے جو کوئی کارپرداز سرکاری خود کرنا پسند کرے -

ایک امین بٹوارہ سے جو بعض اراضیات کی اثنائے کارروائی متعلقہ بٹوارہ ایک محال حسب ایکٹ بنگالہ ۸ ۱۸۷۶ء میں پیمائش کرنا چاہتا تھا چند اشخاص نے جو اراضیات کے دعویدار تھے مزاحمت کی اور اونکی پیمائش کئے جانے میں عذر کیا امین کی رپورٹ میں اراضیات مذکور بطور اراضیات شامل محال نمبر ۵۴۸۶ و بعض دیگر محالات کے بیان کی گئی ہیں وہ اشخاص جنہوں نے مزاحمت کی تھی محال کے شریک تھے اور اونہوں نے یہ عذر کیا کہ اراضی جسکی پیمائش مطلوب تھی مختلف محالات کے مالکان میں تقسیم ہو چکی تھی اور وے اوس کے مختلف اجزا پر علیحدہ علیحدہ قابض تھے - اشخاص مذکور پر جنہوں نے اسطور پر امین سے مزاحمت کی جرم دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات کا الزام لگایا گیا اور ڈپٹی کلکٹر کی جنکے سپرد کارروائیات بٹوارہ تھیں یہ رائے ہوئی کہ دفعہ ۱۱۲ - ایکٹ مذکور متعلق ہے اور کہ امین اراضی کی پیمائش کرنیکا مستحق تھا ملزمان پر جرم ثابت قرار دیا گیا -

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۱۱۲ - اون صورتوں پر محدود ہے جنمیں شراکت استحقاق نسبت اراضی متنازعہ درمیان مالکان محال زیر تقسیم اور مالکان دیگر محالات کے تسلیم ہو جبکہ یہ تسلیم نہ ہو تو احکام دفعہ ۱۱۲ کے متعلق ہو سکتے ہیں -

مزید براں یہ **تجویز ہوئی** کہ چونکہ کوئی شہادت ایسی موجود نہ تھی جس سے ظاہر ہو کہ

* تحریک صیغہ فوجداری نمبر ۵۳۳ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم مصدرہ ۵ ستمبر جے اوڈ ایل صاحب مجسٹریٹ ضلع پٹنہ مورخہ ۲۷ - جولائی ۱۸۹۴ء مشعر بحالی حکم ہینڈن آخیر صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ پٹنہ مورخہ ۱۰ - جولائی ۱۸۹۴ء

۱۸۹۴ء
لیلا سنگھ
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

ایسی مشارکت حق کی مسلمہ ہے لہذا ملزمان شک کا فائدہ اوٹھانے اور اس امر کے کہ بطور ایک ایسے مقدمہ کے جو حسب دفعہ ۱۱۲ ہو خیال کیا جائے مستحق ہیں اور چونکہ ضابطہ مندرجہ دفعہ مذکور کی پیروی نہیں کی گئی لہذا امین کو اراضیات کی پیمائش کا اختیار حاصل نہ تھا اور وہ ایک ملازم سرکار جو اپنے لوازم منصبی کو انجام دیتا ہو نہیں کہا جا سکتا پس ضرور ہے کہ تجویز ثبوت جرم منسوخ کیجائے۔

یہ ایک حکم واسطے اظہار وجہ کے تھا کہ کیوں حکم مصدرہ ڈپٹی مجسٹریٹ پٹنہ جسکو مجسٹریٹ ضلع نے بحال رکھا تھا اور جسکی بموجب سائیلاں پر جرم دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات کا ثابت قرار دیا گیا تھا منسوخ نہ کیا جائے۔

سائیلان تھانہ بکے ایک گاؤں میں رہتے تھے اور موضع سکندرپور ضلع پٹنہ میں بعض اراضیات کے مستحق اور قابض تھے اور چند اراضیات کی پیمائش کرنے میں ایک امین بٹوارہ سے مزاحمت کرنے کا الزام لگایا گیا تھا جسکو ڈپٹی کلکٹر نے بعض اراضیات موضع کجور کی پیمائش کرنیکو بتعلق بعض کارروائیات کے جو اوسکے روبرو نسبت تقسیم ایک محال کے حسب احکام ایکٹ بٹوارہ محالات مصدرہ ۱۸۷۶ء ۱ ایکٹ بنگال ۸ ۱۸۷۶ء پیش تھیں مقرر کیا تھا۔

مقدمہ منجانب سائیلان یہ تھا کہ امین جو کجور کی اراضیات کی پیمائش کیلئے مقرر کیا گیا تھا سکندرپور کی اراضیات کو جو ملحق کجور کے ہے پیمائش کرنا چاہتا تھا اور تب اونہوں نے عذر کیا ظاہرا امین بہ ہدایت ایک شخص منشی خاں کے عمل کر رہا تھا جس نے اوسکو ان اراضیات کی اس بیان سے نشان دہی کی تھی کہ وہ داخل کجور ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سختی استعمال نہیں کیگئی گو کہ مستغیث نے بیان کیا ہے کہ سائیلان نے یہ دہمکی دی تھی کہ اگر امین اراضیات کی پیمائش پر اصرار کریگا تو اوسکی جریب پہینکدینگے اوسوقت ایک جماعت مسلح لاٹھیوں سے جمع ہو گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ امین اوسوقت چلا آیا اور بعد ازاں کارروائیات بنام سائیلان بابت امین سے مزاحمت کرنیکے شروع کی گئیں اور مجسٹریٹ ضلع نے اجازت دی۔

اسمیں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ فی الواقع ایک نزاع ہوئی تھی سب ڈپٹی مجسٹریٹ نے سائیلان کو مجرم قرار دیا اور اونپر ۵ جرمانہ کیا اور درصورت نہ ادا ہونیکے دو ہفتہ کی قید سخت کا حکم دیا۔

بر طبق اپیل کے مجسٹریٹ ضلع نے تجویز ثبوت جرم کو قایم رکھا سائیلاں نے بعد ازاں ہائیکورٹ میں درخواست پیش کی اور حکم اظہار وجہ جاری ہوا جواب سماعت کے لئے پیش ہے۔

مسٹر ایم گھوس و بابو دسرتھ سانیال منجانب سائیلان۔

سنہ ۱۸۹۴ء
لیلا سنگھ
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

وجہ ظاہر کرنے کے لئے کوئی حاضر نہیں ہوا -

بتائید حکم سے یہ بحث کی گئی تھی کہ امین کو ان اراضیات کی پیمائش کرنیکا اختیار حاصل نہ تھا - جنکی وہ پیمائش کرنا چاہتا تھا اور اسوجہ سے وہ ایک ایسا ملازم سرکار نہیں کہا جا سکتا جو اپنے لوازم منصبی کی انجام دہی میں عمل کرتا ہو پس حسب دفعہ ۱۸۶ اکسی جرم کا ارتکاب نہیں ہوا -

تجویز ہائیکورٹ (بنرجی صاحب جسٹس و ہیل صاحب جسٹس) کی حسب ذیل تھی

بحث جو اس مقدمہ میں پیش کی گئی ہے یہ ہے کہ آیا تجویز ثبوت جرم نسبت سائلان کے حسب دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے جائز ہے یا نہیں - وے بموجب دفعہ مذکور کے ایک امین بٹوارہ سے مزاحمت کرنے کے مجرم قرار دئے گئے ہیں جو اثنائے بٹوارہ ایک محال حسب ایکٹ بنگالہ ۸ سنہ ۱۸۷۶ء میں بعض اراضیات کی پیمائش کرنا چاہتا تھا یعنی اس امر سے انکار نہیں ہے کہ امین کی باعتبار حیثیت لفظی مزاحمت کیگئی تھی یعنی یہ کہ اس امر سے انکار نہیں کیا گیا ہے کہ امین سے کہا گیا تھا کہ وہ ان اراضیات کی پیمائش نہ کرے جنکی وہ پیمائش کرنا چاہتا تھا مگر ملزمان اوس سے کچھ اور زیادہ کرنے سے انکار کرتے ہیں اور نہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ مزاحمت کسی قسم کی تھی پس بحث یہ باقی رہتی ہے کہ آیا ملزمان نے بذریعہ روکنے امین کے پیمائش اراضیات متنازعہ سے عمداً ایک ملازم سرکار سے اوس کے لوازم منصبی کی انجام دہی میں حسب معنی دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات کے مزاحمت کی یا نہیں سائلان محال زیر تقسیم میں جو محال نمبر ۵۴۴۶ جمعبندی کلکٹری پٹنہ میں ہے شریک نہیں ہیں وہ اراضی جنکی امین پیمائش کرنا چاہتا تھا اور جنکی پیمائش کرنے سے وہ منع کیا گیا تھا امین کی رپورٹ میں جو اوسنے ڈپٹی کلکٹر کے پاس بھیجی بطور اراضی مشترک محال نمبر ۵۴۴۶ اور بعض دیگر محالات کے بیان کیگئی ہے اور امین نے رپورٹ محولہ بالا میں یہ بیان کیا ہے کہ ملزمان نے اوس اراضی کی پیمائش سے اوسکو اس بنا پر منع کیا کہ وہ مالکان مختلف محالات میں تقسیم ہو چکی تھی اور مختلف اجزا پر وے علیحدہ علیحدہ قابض تھے - امین کی اس رپورٹ پر ڈپٹی کلکٹر نے جنکے سپرد کارروائیات بٹوارہ ہیں یہ خیال کیا کہ مقدمہ مذکور دفعہ ۱۱۲ - ایکٹ بٹوارہ (ایکٹ بنگالہ ۸ سنہ ۱۸۷۶ء) میں داخل ہے جسمیں یہ محکوم ہے " جب کوئی اراضیات بقبضہ مشترک مالکان دو یا زیادہ محالات کے ہوں جنمیں سے کسی ایک کا بٹوارہ مطابق احکام اس ایکٹ کے کیا جاتا ہو تو ڈپٹی کلکٹر اول اوس محال کے جس کا بٹوارہ پیش ہو ایک جزو اراضیات مشترکہ مذکور کا جسکی اصلی مناسبت اوس حق کے ہو جو مالکان محال مذکور کو اراضیات مشترکہ مذکورہ میں حاصل ہو دلادیگا اور جملہ احکام اس ایکٹ کے دربارہ تقسیم اراضیات مشترکہ باہم شرکائے محال واحد جہانتک کہ ممکن ہو تقسیم حصہ مذکورہ اراضیات مشترکہ مذکورہ میں تعلق قیمت زیر تقسیم کے متعلق ہونگے اور دربارہ تعمیل اطلاعنامجات و سماعت عذرات دیگر کارروائی

۱۸۹۶
نیلا سنگھ
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

مقدمہ تقسیم مذکور۔ مالکان محال زیر تقسیم اور مالکان دیگر محالات جنکو کوئی حق اراضی مشترکہ مذکور میں ہو شرکاے مشترک ایک محال اصلی کے تصور کیے جائینگے جس میں صرف وہ اراضیات داخل ہوں جو اسطرح پر بقبضہ مشترکہ میں ہوں"۔ پس اگر یہ مقدمہ دفعہ ۱۱۲ میں داخل ہوتا تو جیسا کہ ہمکو معلوم ہوتا ہے یہ نتیجہ نکلتا کہ امین کو اراضیات متنازعہ کی پیمایش کا ویسی طور پر اختیار حاصل ہوتا جیسا کہ اوسکو پیمایش اراضیات محال زیر تقسیم کا حاصل تھا جو تنہا شرکاے اوس محال کی مقبوضہ ہیں) مگر علاوہ احکام مندرجہ دفعہ ۱۱۲ کے بعض دیگر احکام متعلق پیمایش اون اراضیات کے ہیں جو تنہا شرکاے محال زیر تقسیم کی مقبوضہ نہوں یا ایسی اراضیات ہوں جنکے حق یا قبضہ کی بابت نزاع یا شبہ ہو یہ احکام ایکٹ ہذا کی دفعہ ۱۱۶ میں پائے جاتے ہیں جسمیں یہ حکم ہے اگر کوئی نزاع یا شبہ بنسبت اس امر کے پایا جائے کہ آیا کوئی اراضی جزو محال اصلی کے ہے یا نہیں تو ڈپٹی کلکٹر نسبت واقعی قبضہ کے تحقیقات کریگا اور جو نتیجہ کہ اوسنے اخذ کیا ہو اوس کی رپورٹ معہ وجوہ کے پاس کلکٹر کے ارسال کریگا اور بمطابق اس کے کلکٹر کو جائز ہے ۔
(علاوہ اس بات کے کہ قبضہ اراضیات نزاعی مالکان محال اصلی کو حاصل ہو یا نہیں) کہ یہ حکم دے کہ مقدمہ تقسیم خارج کیا جاوے یا تحقیقات ابتدائی کرے یا ہدایات مزید کرے جو ایسی تحقیقات کے نتیجہ پر منحصر ہوں"۔ ایکٹ تقسیم کی ان دو دفعات کے مقابلہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ ۱۱۲ اون صورتوں پر متعلق ہے جنمیں شرکت حق کی اراضی متنازعہ میں درمیان مالکان محال زیر تقسیم کے بطور مجموعی اور مالکان دیگر محالات کے تسلیم کی گئی ہو۔ اسمقدمہ میں مطلقاً ظاہر نہیں ہوتا کہ ایسی شرکت حق کی تسلیم کی گئی ہے اور شہادت منجانب مستغیث سے اقل درجہ یہ امر مشتبہ رہتا ہے کہ آیا مقدمہ مذکور دفعہ ۱۱۲ میں یا دفعہ ۱۱۶ میں داخل ہے اگر وہ دفعہ ۱۱۶ میں داخل ہے تو امین پیمایش کنندہ کو بلا ایک خاص حکم کے جو کلکٹر نے بعد تحقیقات ابتدائی مندرجہ دفعہ مذکور کے صادر کیا ہو اختیار حاصل نہ تھا کہ اراضیات متنازعہ کی پیمایش کرتا لہذا اگر مقدمہ داخل دفعہ ۱۱۶ ایکٹ تقسیم کے ہو تو سائلان مجرم جرم مزاحمت کے ایک عہدہ دار سرکاری سے جو اپنے لوازم منصبی کی انجام دہی کر رہا ہو حسب معنی دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند نہیں قرار دیے جا سکتے کیونکہ شہادت مستغیث سے اس امر میں شبہ باقی رہتا ہے لہذا ملزمان صاف طور پر اس شبہ کے فائدہ کے مستحق ہیں ۔
ایک بحث نسبت اس امر کے پیش کیجا سکتی ہے کہ آیا کہ اراضیات متنازعہ کی جائنٹ

۱۸۹۴ع
لیلا سنگہ
بنام
ملکہ معظمہ قیصر ہند

اجازت ٹھیک قانونا نہ ہوتا ہم امین بٹوارہ جب وہ دوران کارروائیات بٹوارہ میں اراضیات کی
پیمایش کرنا چاہتا ہوا اپنے لوازم منصبی کی انجام دہی میں عمل کرتا ہے یا نہیں بلا شبہہ ایک معنی
سے اوسکا اراضیات کا پیمایش کرنا اثنائے اپنے کار منصبی میں صرف بطور امین بٹوارہ کے
ہوسکتا تھا اوسکو کوئی ذاتی تعلق اوس معاملہ میں نہیں ہوسکتا تھا مگر ہماری یہ راے ہے کہ اس
امر کا جواب نفی میں دینا لازم ہے۔ لوازم منصبی مندرجہ دفعہ ۱۸۶ کا مطلب ضرور ایسی لوازم
منصبی سے ہے جو قانونا یا جائز طور پر عطا کئے گئے ہوں اور یہ منشا نہ تھا کہ اوسمیں کوئی
اور فعل شامل کیا جائے جو کوئی کارپرداز سرکاری خود اپنی طرف سے کرنا پسند کرے اور اگر یہ
صورت ہے اور جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے اگر مقدمہ دفعہ ۱۱۶ میں داخل ہوتا ہے تو امین کا
یہ کام داخل اوس کے لوازم منصبی کے نہ تھا کہ بلا صریح اجازت کلکٹر کے اراضیات کی پیمایش
کرتا ہماری دانست میں اس راے کی مقدمات ملکہ معظمہ بنام بھگتی داس بھگوانداس (۱)
و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام تلسی رام (۲) سے کامل طور پر تائید ہوتی ہے پس نتیجہ یہ ہے کہ حکم سزا
قطعی کیا جائیگا اور تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ ہوگا اور جرمانہ اگر وصول ہوا ہو واپس دیا جاویگا۔
تجویز ثبوت جرم منسوخ ہوئی۔

---

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ فوجداری جلد ۵ صفحہ ۹۱
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۲

[illegible] نمبر

باجلاس مسٹر جی صاحب جسٹس ویل صاحب جسٹس

سدھیشر تور (سائل) بنام گیاندا داسی (فریقین مخالف)*

حکم عدالت فوجداری بنسبت پرورش - مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۸۸ - خلاف ورزی حکم کفاف ۱۱۸ نہ - قید درصورت عدم ادائے کفاف - حکم سزا قطعی -

زوجہ جسنے حکم کفاف بنام اپنے شوہر کے تیم اگست کو حاصل کیا تھا درخواست اوس کے اوس کے نفاذ کی بابت تین ماہ کے خرچ کی بابت باقی تھی پیش کی وارنٹ قرقی جاری ہوا لیکن کچھ وصول نہیں ہوا اوسوقت شوہر بذریعہ ایک وارنٹ گرفتاری کے حاضر لایا گیا شوہر نے قبل ہی گرفتاری کے درخواست کی کہ اوسکو اجازت دیجائے اپنے تبدیل حالات اور ادا کرنے کی ناقابلیت کو ثابت کرے اوس درخواست پر یہ حکم صادر ہوا کہ بعد ادا کرنے زر واجب کے وہ شہادت پیش کرسکتا ہے بوقت پیشی جبکہ زر واجب ادا نہوا حکم قید ایک ماہ کا حسب دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر ہوا قید کے دوسرے روز اوسکے بھائی نے روپیہ پیش اور اوسکے چھوٹنے جانے کی درخواست کی مجسٹریٹ نے روپیہ لیا اور اوس کے چھوٹنے کے حکم دینے سے انکار کیا اور یہ تجویز کی کہ بموجب دفعہ مذکور کے سزا قید کی قطعی تھی اور زر کفاف کے ادا کرنے پر منحصر نہ تھی شوہر نے ہائیکورٹ میں بذریعہ بحث نگرانی دی (۱) یہ کہ حکم قید بلا اسکے صادر ہونا چاہیے تھا کہ اوسکو موقع اس امر کا دیا جاوے کہ وہ اپنی تبدیل حالات کو ثابت کرے کہ جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ حکم ادا میں ترمیم ضروری ہے (۲) یہ کہ دفعہ مذکور میں اختیار قید کا بجز اوس صورت کے نہیں ہے کہ تعمیل حکم میں قصداً غفلت کرنا ثابت ہوا (۳) یہ کہ قید کا اختیار دفعہ مذکور میں دیا گیا ہے صرف ایک طریقہ نفاذ ادا کا ہے پس روپیہ کے ادا ہونے پر رہا ہونا چاہیے تھا -

تجویز ہوئی کہ اول وجہ قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ حکم کفاف کے ساتھ میں اوس کے جملہ نتایج شامل جب تک کہ وہ نافذ رہے قایم رہتے ہیں -

یہ بھی تجویز ہوئی کہ قبل صدور حکم قید کے یہ ثابت ہونا چاہیے کہ عدم ادائے کفاف نتیجہ غفلت بالقصد کا تھا اور جب کوئی شہادت اسکی اس مقدمہ میں نہیں ہے تو حکم ناقص تھا -

مزید برآں یہ تجویز ہوئی کہ قید جو بموجب دفعہ مذکور کے کی جاسکتی ہے سزا خلاف ورزی حکم عدالت کی نہیں ہے بلکہ صرف ایک طریقہ نفاذ ادائے زر واجب کا ہے اور یہ کہ زر مذکور کے ادا ہونے پر

* نگرانی فوجداری نمبر [illegible] ۱۸۹۶ء بابت [illegible] حکم مصدرہ اے جی ڈریک براکمین صاحب قایم مقام مجسٹریٹ ضلع ہوگلی معروضہ

۱۸ - اکتوبر ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۸۹۴ء
بنام

شوہر مستحق رہائی کا تھا۔

مقدمہ مسماۃ ہجا بنام میدکشی (۱) سے اختلاف کیا گیا۔

واقعات مقدمہ کے حسب ذیل تھے۔

یکم اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو سائل کی زوجہ نے مجسٹریٹ ہوگلی سے درخواست نفاذ ادائے بقایا سے کفاف کی بشرح لعہ ماہوار واسطے اپنے اطفال کے کی جس کے ادا کرنے کی ہدایت سائل کو بموجب حکم مورخہ ۲۸- اپریل کے ہوئی تھی۔

۳- اگست کو مجسٹریٹ نے حکم ذیل صادر کیا "اندر سات روز کے کچھہ شہادت پیش ہونی چاہیے کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ روپیہ ادا نہیں ہوا"۔

۱۰- اگست کو وارنٹ قرقی واسطے وصول ... کے جاری ہوا۔

یکم ستمبر کو یہ اطلاع ہوئی کہ کچھہ وصول نہیں ہوا اور ایک وارنٹ واسطے گرفتاری سائل کی جاری کیا گیا۔ ۷- ستمبر کو سائل روبرو عدالت کے حاضر لایا گیا اور اوسکو حکم دیا گیا کہ زر مدیونی بعوض ادا کرے ورنہ ایک مہینہ قید رہے اور وہ ضمانت پر رہا کیا گیا کہ اندر پندرہ روز کے روپیہ ادا کرے سائل بعد ازاں حاضر نہ ہوا اور چونکہ اوسکا ضامن اوسکو حاضر نہ لاسکا لہذا ۳- اکتوبر کو اوسکی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا گیا وہ ۱۷- اکتوبر کو حاضر لایا گیا اور حسب ذیل حکم صادر ہوا "مدعا علیہ آج حاضر آیا اوسنے روپیہ نہیں ادا کیا وارنٹ سپردگی جیل کا واسطے ایک ماہ کے حسب دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جاری کیا جاوے"۔

دوسرے روز یعنی ۱۸- اکتوبر کو سائل کے ایک بھائی نے درخواست کی کہ اوسکو اجازت ادا کرنے روپیہ کی اور اوس کے رہا کرانے کی دیجاوے اوس درخواست پر مجسٹریٹ نے حسب ذیل حکم صادر کیا "سائل روپیہ ادا کرسکتا ہے لیکن سزاے قید قطعی ہے اوسکا انحصار ادائے زر کفاف پر نہیں ہے"۔

یہ بھی ظاہر ہوا کہ ۱۵- ستمبر کو سائل نے مجسٹریٹ سے درخواست کی کہ اوسکو موقع دیا جائے کہ وہ [illegible] تبدیل حالات اور اس امر کی شہادت پیش کرے کہ وہ اوس رقم کو ادا نہیں کرسکتا کہ جس کے بطور کفاف کے ادا کرنیکا اوسکو حکم دیا گیا ہے اور مجسٹریٹ نے حکم ذیل اوس پر صادر کیا "بعد ادا ہونے روپیہ کے شہادت پیش کرسکتا ہے"۔

سائل نے بعد حکم ۱۸- اکتوبر کے ہائیکورٹ میں درخواست منسوخی حکم مذکور کی بوجہ ہونے خلاف

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۸۰۔

سنہ ۱۸۹۴ء
ستمبر
نام
گیان

قانون کے بوجوہ ذیل پیش کی -

(۱) یہ کہ بصورت نہونے کسی شہادت غفلت بالقصد منجانب سایل کے مجسٹریٹ کو وارنٹ جاری کرنا اور اوسکی بموجب کارروائی کرنا نہ چاہئے تہا -

(۲) یہ کہ جب روپیہ جمع ہو گیا تو مجسٹریٹ کو چاہئے تھا کہ اوسکو قبول کرتے اور سایل کو رہا کرتے

(۳) یہ کہ سزاے قید سخت خلاف قانون اور بہت سخت ہی -

(۴) یہ کہ سایل کو موقع ملنا چاہئے تھا کہ شہادت نسبت اس امر کے پیش کرے کہ گذارہ ادا کرنے میں اوسکی جانب سے غفلت نہیں ہوئی اور دیگر حالات ثابت کرے کہ جنسے یہ ظاہر ہو کہ وہ ادا کرنے کے قابل اور ... مذکور کا نہ تھا -

ایک حکم اظہار وجہ جاری کیا گیا جواب پہلی سماعت کے پیش ہوا -

بابو ہیر کمار مستر منجانب سایل بہ تائید حکم

اظہار وجہ کے لئے کوئی حاضر نہیں ہوا -

تجویز ہائیکورٹ (بنرجی صاحب جسٹس و سیل صاحب جسٹس)

حسب ذیل تھی

یہ ذکر ہوتا ہے کہ سایل مقدمہ ہذا کو بموجب حکم مصدرہ ۲۸ - اپریل گذشتہ کے ہدایت کی گئی کہ اپنی زوجہ گیانندا سندری اور اپنے لڑکے کو بشرح ... روپیہ ماہوار گذارہ ادا کرے تین ماہ گذشتہ کی بابت روپیہ ادا نہیں ہوا نفاذ ادا کی بابت درخواست کیگئی اور بذریعہ قرقی وصول کرنے روپیہ کا وارنٹ ۱۰ - اگست گذشتہ کو جاری ہوا جب بموجب وارنٹ کے روپیہ وصول نہیں ہوا تو یکم ستمبر کو حکم گرفتاری مدعا علیہ کا دیا گیا - اور ۷ - ستمبر کو حکم ذیل صادر ہوا - "آج پیش ہوا ... ادا کرے یا در صورت عدم ادا ایک مہینہ قید رہے ضمانت ۱۵ یوم کے اندر روپیہ ادا کئے جانے کی منظور کی گئی" "جب روپیہ ادا نہوا تو حکم ذیل ۱۹ - اکتوبر کو صادر ہوا" "مدعا علیہ آج حاضر ہوا اوسنے روپیہ ادا نہیں کیا حکم سپردگی جیلخانہ واسطے ایکماہ کے حسب دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری جاری ہو بتاریخ (۲۱) ماہ مذکور کو مدعا علیہ کے بھائی نے درخواست کی کہ زر واجب پیش کرتا ہوں اور یہ استدعا ہے کہ مدعا علیہ رہا کیا جاوے اسپر یہ حکم دیا گیا "سایل روپیہ دیسکتا ہے لیکن سزا قید ... سے ... نہیں ہے - روپیہ لیا گیا لیکن مدعا علیہ رہا نہیں کیا گیا -

۱۸۹۹ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
[illegible]

اس حکم کے مناسب اور قانوناً ناجائز ہونے کی نسبت ہمارے روبرو بحث ہوئی اور حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سے درخواست اوسکی منسوخی کی تین وجوہ سے کی گئی تھی - اول بین وجہ کہ سائل کو موقع ملنا چاہئے تھا کہ تبدیل حالات کو کہ جسکا بیان اونہوں نے استدعا میں کیا تھا اور جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ حکم کی ترمیم ہونی چاہئے ثابت کرے اور دوسرے بدیں وجہ کہ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں حکم قید کا اختیار نہیں دیا گیا ہے بجز اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ حکم عدالت کی تعمیل میں قصداً غفلت ہوئی اور سوم بدیں وجہ کہ چونکہ قید جسکا اختیار دفعہ ۴۸۸ میں ہے صرف ایک طریقہ نفاذ ادا کا ہے لہذا جس وقت روپیہ ادا ہوا اوسیوقت اوسکی ختم ہونیکا حکم ہونا چاہئے تھا -

ہماری دانست میں اول وجہ قابل پذیرائی نہیں ہے گو جبکہ تبدیل حالات ثابت کیجائے حکم موجودہ ترمیم ہو سکتا ہے مگر جبتک کہ حکم مذکور نافذ رہے اوسکی ساتھ اوسکی نتائج خاص ضرور قائم رہینگے ہماری دانست میں اس رای کی تائید کسیقدر مقدمہ سپورا رت بنام جورالی (۱) سے ہوتی ہے -

لیکن دوسری وجہ جو ہمارے روبرو پیش کی گئی ہے ایک وجہ جائز علم ہے ... کرنے کے لئے ہے چونکہ احکام فقرہ سوم دفعہ ۴۸۸ از قسم تعزیری ہیں لہذا جیسا کہ ... صاحب جسٹس نے بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام نرائن (۲) فرمایا ہے انکی تعبیر سختی کے ساتھ اور جہانتک ممکن ہے مفید رعایا کے ہونی چاہئے فقرہ مذکور حسب ذیل ہے "اگر وہ شخص جسکو ایسا حکم دیا جاوے قصداً اسکی تعمیل میں غفلت کرے تو ہر ایک مجسٹریٹ کو اختیار ہوگا کہ حکم کے ہر ... عدول ہونے پر ایک وارنٹ اس ہدایت کے ساتھ جاری کرے کہ زر واجب الادا اوسی طرح وصول کیا جائے جس طرح حسب متذکرہ بالا جرمانہ وصول ہوتا ہے اور یہ حکم صادر کرے کہ شخص مذکور ... قبل اوسکے کہ حکم مذکور کا نفاذ بذریعہ سزائے قید کے کیا جاوے ضرور ہے کہ یہ ثابت کیا جاوے کہ نہ ادا ہونا ... قصداً یا بالقصد بجانب مدعا علیہ کا تھا حکم کے الفاظ سے کسی طرح پر یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس شرط کا ... جو کچھ کہ مجسٹریٹ نے اپنے حکم مورخہ ۲ - اگست میں تحریر کیا ہے یہ ہے کہ کچھ شہادت اس بات کے ہفتہ کے پیش ہونا چاہئے کہ روپیہ نہیں ادا ہوا" اس جگہہ معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ ... کہ صرف کفالت کے نہ ادا ہونے کا ثبوت مدعا علیہ کو جیلخانہ بھیجنے کے ... جواز کے لئے کافی ہے یہ رائے ہماری دانست میں بالکل غلط ہے -

ہماری یہ بھی رائے ہے کہ تیسری وجہ صحیح ہے گو ہمکو یہ کہنا ضرور ہے کہ بحث جو اوس کے

(۱) انڈین لا ... صیغہ اپیل جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳ دیکھو ... صیغہ فوجداری جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۷ (۲) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۴۰ -

سہ ہفتہ قید بنام کیا نفاذ آئی

متعلق پیدا ہوتی ہے بالکل خالی از دقت نہیں ہے عبارت فقرہ سوم دفعہ ۴۸۸ کی بہت صاف نہیں ہے اور اسوجہ سے اوسکی تعبیر میں کچھ دقت پیدا ہوتی ہے اور وہ دقت اسوجہ سے زیادہ ہوگئی ہے کہ ہائیکورٹ مدراس نے مقدمہ بیجا بنام مانی دین کٹی (۱) ایک ایسی رائے قایم کی ہے جو اوس رائے سے مختلف ہے کہ جس کے قایم کرنے پر ہم اب مایل ہیں ہیچنس صاحب جسٹس نے یہ فرمایا ہے "یہ بحث مشکل ہے لیکن ہمپر فرض ہے کہ اوسپر واضعان قانون نے فرمایا ہے عمل کریں اور میں اس تحریر پر مجبور ہوں کہ گو مجسٹریٹ پر فرض نہیں ہے کہ پوری میعاد قید کا حکم دے کہ جسکا شخص خلاف ورزی کنندہ بموجب دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری سکے مستوجب ہو لیکن جس میعاد کا حکم دیا جائے اوس زمانہ تک قید رہنا چاہیئے عبارت اوس دفعہ کی اور اوس کے متعلق نمونہ مندرجہ ضمیمہ پنجم کی (د س) سے بہت مختلف ہے کہ جو اون صورتوں میں استعمال کیجاتی ہے کہ جب قید ادا ہونے روپیہ پر ختم ہوجاتی ہے" اور سر چارلس ٹرنر صاحب چیف جسٹس نے یہی فرمایا کہ یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ واضعان قانون کے بجز نفاذ وصول زر کے اور کیا غرض ہوسکتی ہے بجز اس کے کہ یہ منشا ہو کہ شوہر کو خلاف ورزی توہین حکم عدالت کی سزا دیجاوے لیکن میں یہ نہیں کہسکتا کہ عبارت مجموعہ کی کوئی اور تعبیر سوائے اوسکے صحیح طور پر ہوسکتی ہے کہ جو میرے ہم جلیسوں ذیعلم نے اختیار کی ہے - بلاشبہہ اگر وہ تعبیر جو دفعہ مذکور کی عدالت ماتحت نے کی ہے محض منتج نتایج غیر معمولی یا نامناسب کی ہوتی لیکن از روی عبارت دفعہ کے صرف وہی تعبیر صحیح طور پر ہوسکتی تو چاہو کسیقدر نامناسب وہ ہوتی ہمپر لازم ہوتا کہ الفاظ صریح قانون کی پابندی کرتے مسیکن ساتھ اوس تمام تعظیم کے جو ہم اون حکام ذیعلم کی کرتے ہیں کہ جنہوں نے مقدمہ بیجا بنام مانی دین کٹی (۱) فیصل کیا ہمکو یہ کہنا ضرور ہے کہ عبارت دفعہ کی ایسی صاف اور صریح طور پر مفید رائے مظہرہ مجسٹریٹ کے نہیں ہے دفعہ مذکور میں یہ تحریر ہے اگر وہ شخص جسکو ایسا حکم دیا جاوے قصداً اوسکی تعمیل میں غفلت کرے تو ہر ایک مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ حکم کے ہر مرتبہ عدول ہونے پر ایک وارنٹ اس ہدایت کے ساتھ جاری کرے کہ زر واجب الادا اسی طرح وصول کیا جاوے جسطرح حسب متذکرہ بالا جرمانہ وصول ہوتا ہے اور یہ حکم صادر کرے کہ شخص مذکور ہر مہینے کے گذارہ کل یا جزو کی بابت جو وارنٹ کی تعمیل کے بعد غیر موادی رہا ہو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۷۰

کسی میعاد تک قید رہے جو ایک مہینے سے زیادہ نہ ہو" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکم سزائے قید صرف بعد اس کے صادر ہو سکتا ہے کہ تعمیل حکم میں قصداً غفلت ہوئی ہو اور بعد اوسکے حکمنامہ قرقی سے کچھ وصول نہوا ہو اور اوس صورت میں حکم سزائے قید واسطے کل یا جزو کفالت ہر ماہ کے ہوگا جو بعد تعمیل وارنٹ کا غیر مودی باقی رہا ہو"۔ ہماری دانست میں اس سے صاف ظاہر ہے کہ قید جسکا حکم دیا جاتا ہے اولاً کوئی سزا عدول حکم عدالت کی نہیں ہے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ محولہ بالا میں حکام ہائیکورٹ مدراس کا خیال تھا۔ دوم قید مذکور واسطے کل یا جزو کفالت ہر ماہ کے ہے جو بعد تعمیل وارنٹ کے غیر مودی ہے وہ سزائے خلاف ورزی حکم کی متصور نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر یہ صورت ہوتی تو خلاف ورزی حکم پر سزا بلا لحاظ اس کے ہوتی کہ بذریعہ وارنٹ کے مطالبہ وصول کرنے میں کامیابی ہوئی یا نہیں حالانکہ دفعہ مذکور میں یہ حکم نہیں ہے بموجب عبارت صریح دفعہ مذکور کے عدول حکمی خواہ کیسی ہی سخت اور بالقصد ہو تاہم اگر وہ مطالبہ جس کے ادا کا حکم ہے اجرائے وارنٹ سے پورے طور پر وصول ہو جاوے تو سزائے قید اوسکے بعد نہوگی۔ اس سے قطعی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ سزا عدول حکمی یا توہین حکم عدالت کی نہیں ہے علاوہ براں ہماری رائے میں یہ تجویز کرنا صحیح نہوگا کہ سزائے قید ایک سزائے قطعی ہے کیونکہ قانون میں مندرج ہے کہ مجسٹریٹ شخص مذکور کو واسطے کل یا کسی جزو کفالت ہر ماہ کے جو غیر مودی رہے حکم سزائے قید دیسکتا ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قید واسطے جزو کفالت غیر مودی کے ہے یا بالفاظ دیگر وہ بوجہ عدم ادائے جزو غیر مودی کفالت کے ہے اور اگر یہ صورت ہے تو قید محکوم روپیہ کے ادا ہونے پر ختم ہونی چاہئے۔

ہمکو یہ اور کہنا چاہئے کہ اگر معنی دفعہ مذکور کے اور طرح بھی ہوتے تو بھی ہمکو باستعمال اپنے اختیارات نظر ثانی حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہ لازم معلوم ہوتا کہ سزائے قید کو کم کرکے ایک روز یا اوس قدر جسکا سائل تحمل ہو چکا ہے قائم کریں۔

ان وجوہ متعدد سے ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ حکم جسکی شکایت ہے منسوخ ہونا چاہئے اور سائل رہا کیا جائے۔

حکم اپیل بوجہ تعلیم اور حکم منسوخ کیا گیا۔

۱۸۹۴ء
سرکار قیصرۂ ہند
بنام
گیانداس

صیغہ نگرانی فوجداری

۱۷- دسمبر ۱۸۹۴

باجلاس مسٹر ڈبلیو کومر پیتھرم صاحب چیف جسٹس و بورلی صاحب جسٹس

کنڈراس جہریہ کول کمپنی فریق اول (سائیلان) بنام شب کرسٹ و کمپنی فریق دوم (فریق مخالف)*

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۴۵ و ۱۴۶ - تحقیقات قبضہ - وہ وقت کہ جب مجسٹریٹ یہ تجویز کرے کہ کون قابض تھا - حکم جو حسب دفعہ ۱۴۶ - ایسی کارروائیات پر صادر ہو جو حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی گئی ہوں -

بوقت منسوخی حکم صدورہ مجسٹریٹ حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہائیکورٹ کو خود اختیار صدور اوس حکم کا ہے جو مجسٹریٹ کو مقدمہ میں صادر کرنا چاہئے تھا -

یہ ناممکن ہے کہ کوئی ٹھیک قاعدہ جو جملہ صورتوں سے متعلق ہو نسبت خاص اوس وقت کے قایم کیا جاوے کہ جس کی نسبت حسب دفعہ ۱۴۵ تحقیقات ہونی چاہئے اور وہ وقت کہ جس میں قبضہ ایک فریق یا دوسرے فریق کا ہونا تجویز ہو تابع واقعات ہر خاص مقدمہ کے ہے -

اس قرار دینے سے کہ جب مجسٹریٹ نے اپنی کارروائیات شروع کیں ہوں اوس تاریخ سے قبل کی نسبت کسی امر کی تحقیقات کرنے سے وہ ممنوع ہے بعض صورتوں میں یہ نتیجہ ہوگا کہ شخص جو بیجا طور پر عمل کرتا رہا ہو حکمنامہ قانونی کا استعمال ناجائز طور پر اس غرض سے کرے کہ وہ ایک تدبیر ظالمانہ بیجا کو تکمیل کو پہونچا دے مگر واضعان قانون کا کبھی یہ منشا نہیں ہو سکتا -

ایک مقدمہ حسب دفعہ ۱۴۵ میں جو متعلق نزاع مابین دو فریقین کے بابت بعض کانہائے کوئلہ کے تھا یہ واضح ہوا کہ فریق اول بلا شبہہ قابض اون عمارات کا تھا کہ جن میں دفتر تھا کہ جہاں کانہائے کوئلہ کا کاروبار ہوتا تھا اور جہاں کل دفاتر اور کتب اور کاغذات کارخانہ کے رہتے تھے اور یہ کہ فریق دوم نے ۱۴ الیوم کے اندر قبل آغاز

---

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم صدورہ جے ای ڈیلیبس صاحب قایم مقام جنٹ مجسٹریٹ رانی گنج مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء

۱۸۹۴ء
کرڈہن چپہریا کمپنی بنام شکس بٹس واکمپنی

کارروائیات سے قبضہ کانہاے وگہاٹوں وٹریم ویز وغیرہ متعلقہ کانہاے کوئلہ کا بذریعہ اوس طریق کے کہ جس کو عدالت نے ظالمانہ اور ناجائز تدبیر تصور کیا بذریعہ عمل بیجا کے حاصل کیا تہا مجسٹریٹ نے یہ خیال کر کے کہ اونپر لازم تہا کہ یہ تجویز کریں کہ جس تاریخ کو اونہوں نے خود کارروائیات شروع کیں کون فریق واقعی قابض تہا حکم مفید فریق دوم صادر کیا۔

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور ناقص تہا اور چونکہ فریق دوم بلاشبہہ کل جائداد متنازعہ پر قابض نہتہا اور اثر حکم مذکور کا یہ تہا کہ فریق مذکور اوس جزو پر دخیل ہو جاے جو فریق اول کے قبضہ میں تہا ایسے حالات میں حکم مناسب یہ تہا کہ حسب دفعہ ۱۴۶ جائداد قرق کی جاتی یہ حکم بنام فریق مخالف واسطے اظہار وجہ کے تہا کہ کیوں وہ حکم جنٹ مجسٹریٹ رانی گنج منسوخ نکیا جائے جو حسب احکام دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بدیں استقرار صادر ہوا تہا کہ فریق دوم بذریعہ اپنے منیجر وملازمان کے مستحق قایم رکہنے قبضہ بعض کانہاے کوئلہ کا اوس وقت تک ہو کہ جبتک وہ اون سے حسب ضابطہ قانونی بیدخل نہ کیا جاے اور کوئی حکم دیگر جو عدالت کے نزدیک مناسب ہو صادر نہ کیا جائے۔

واقعات اس مقدمہ کے پورے طور پر تجویز ہائیکورٹ میں بیان کئے گئے ہیں۔

ایڈوکیٹ جنرل (سر چارلس پال) ومسٹر ٹی اے اپکار ومسٹر سی رابنس و بابو نرسنگہ دت منجانب اپیل بتائید حکم اظہار وجہ۔

مسٹر جیکسن ومسٹر ایم گہوس ومسٹر آر متر ومسٹر پی ایل راے و بابو ہرپرشاد چٹرجی منجانب فریق مخالف۔

مقدمات ذیل کا حوالہ اثناے تقریر میں بوقت سماعت حکم اظہار وجہ کے دیا گیا۔

گورنمنٹ بنام غلام محمد (۱) ودستور ہشنگ جمشید جی بنام فیل (۲) ودرخواست نمبر ۸۴۴ سنہ ۱۸۷۱ء (۳) پورنیش نراین راے بنام والٹن (۴) وبمعاملہ درخواست پرہتی رام چودہری (۵) وملکہ معظمہ بنام پرتاب چندر برا (۶) ورا کہل داس سنگہ بنام شیو پرشاد سنگہ (۷) و بنواری لال مصر

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی آگرہ صیغہ فوجداری جلد ۱ صفحہ ۳۳ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی فوجداری جلد ۴ صفحہ ۳۰ (۳) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۴ ضمیمہ ۱۳ (۴) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۱۸ صفحہ ۴
(۵) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۲۰ صفحہ ۵۱ (۶) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۱۲ صفحہ ۴
(۷) ” ” جلد ۲۴ صفحہ ۷۳

۱۸۹۴ء
کمرہٹی جہڑیہ کول کمپنی
بنام
شب کرسٹا داس کمپنی

بنام رادہا پرشاد سنگہ (۱) وبمعاملہ درخواست مہیش چندخاں (۲) وملکہ معظمہ بنام بلبہہ کانت ہٹاچارجی (۳) وبمعاملہ درخواست کالی پرسنو رائے (۴) ومنگلو بنام درگا نرائن ناگ (۵) وچوکالنگم بنام امالاچی (۶) وامبلر بنام گپتا ناگ (۷) وچیندر کمار پودار بنام چیندر کانت گہوس (۸) وبمعاملہ درخواست جے لال (۹) وجگا کسنوراچارجی چودہری بنام خواجہ احسان اللہ خان بہادر (۱۰) وبمعاملہ بیچا پا (۱۱) وہیچو شیخ بنام دیب کماری داسی (۱۲) سرباننداباسو موزمدار بنام پیران شنکر رائے چودہری (۱۳) وابہیشری دیبی بنام شدہیشری دیبی (۱۴) ورانی گنج کول اسوسی ایشن بنام ہیم لال گہالوال (۱۵) وکرشن دہوندت بنام ترلوک ناتھ لبواس (۱۶)

تجویز ہائیکورٹ (پیتہرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہی -

درحقیقت بابت واقعات کے کوئی نزاع اس مقدمہ میں نہیں ہے اور صرف اس امر پر ہمکو غور کرنا ہے کہ اون حالات میں جو فریقین کی شہادت سے ظاہر ہوتے ہیں کیا حکم انصافاً وقانوناً ہونا چاہیئے -

۱۳ - اکتوبر ۱۸۹۳ء کو بابو پورا لو چیندر وا فریق دوم کارروائیات ہذا نے چند کانہائے کوئلہ واقع شب پور معہ اونکے متعلقات کے کرڑاس جہڑیہ کول کمپنی کو جو کہ فریق اول ہے واسطے میعاد آٹھ ماہ کے ساتھ بعض شرائط متعلقہ حقوق وغیرہ کے کرایہ پر دیں اور شرط یہ تہی کہ کمپنی کو اختیار ہوگا کہ کل جائداد کو جو کرایہ پر دی گئی تہی کسی وقت اندر میعاد کی بقیمت ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ جو جزواً نقداً اور جزواً بشکل ڈبنچر ہائے کمپنی کے واجب الادا ہو

(۱) کلکتہ لارپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۳۶ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۱۷

(۳) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۱ صفحہ ۳۶ و بنگال لارپورٹ جلد ۷ صفحہ ۳۲۴ (۴) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۲۳ صفحہ ۵۸

(۵) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۲۵ صفحہ ۴۷ (۶) رپورٹ ویر صاحب صفحہ ۲۷۷

(۷) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۵ (۸) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۱

(۹) " " " الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۲ (۱۰) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۱

(۱۱) " " " بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۲ (۱۲) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۴۰۴

(۱۳) " " " کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۷۷ (۱۴) " " " کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۱۳

(۱۵) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۲۴ صفحہ ۱۷ (۱۶) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۹

خریدکرے کمپنی نے جایداد پر قبضہ حاصل کیا اور کانہا ے کو کہودنا شروع کیا اور ۲۹- دسمبر کو بیعہ دہندہ کو اطلاع دی کہ اونکا ارادہ خریداری کل جایداد کا بموجب شرط کے ہے جبکہ یہ واقع ہوا تو معاہدہ بیع کل ہوگیا اور جایداد کمپنی کے ہاتھ معمولی اور قانونی دونوں معنی میں فروخت ہوئی اور جو کچھہ کہ کرنا باقی رہا وہ یہہ تھا کہ بذریعہ تحریر بیعنامہ جایداد و اداے قیمت کے حسب اقرار تکمیل معاہدہ کیجاے بعد اس کے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی مراسلت مابین سالیسٹران کے نسبت استحقاق اور مختلف شرائط بیعنامہ مجوزہ کے ہوئی اور ۱۰- اگست کو بایع کے سالیسٹر نے خریدار کے سالیسٹر کو چٹھی بطلب بعض مطالبہ جات کے تحریر کی اور یہ لکھا کہ بجز اس کے کہ معاملہ فوراً حسب شرائط مطلوبہ اوس کے مکمل ہو جائے میرا موکل معاملہ کو ختم اور ہر بات کو منسوخ خیال کریگا ان کاغذات میں کوئی بات ایسی نہیں ہے کہ جسکی رو سے ہم کوئی راے ظاہر کرسکیں کہ اون نزاعات میں جو پیدا ہوئے کس فریق کا قصور تہا یا درحقیقت یہ کہہ سکیں کہ نزاعات مذکور کیا تہے لیکن ۱۱- تاریخ کو سالیسٹران مشتری نے جواب دیا کہ ہم بایع کے حق منسوخی معاہدہ سے انکار کرتے ہیں اور اون امور پر بحث کی جو خط مورخہ ۱۰- تاریخ میں مندرج تھے اور یہ تحریر کیا کہ ہمارے موکل ہمیشہ تعمیل معاہدہ کے لئے تیار و رضامند رہے تھے -

اوسی تاریخ ۱۰- اگست کو پورانو چیندر دا بایع نے ایک شخص مسمی برداکانت گہوس کو جو شب پور میں ٹھیکہ دار رہا تھا کلکتہ سے شب پور کو بہیجا کہ کانوں میں اوسکی جانب سے کام کرے یہ شخص اوس جگہ ۱۱- تاریخ کی صبح کو پہونچا اور ۱۳- تاریخ کو بہاری لال چیٹرجی افسر بابو دفتر بایع مقام کلکتہ شب پور کو واسطے کرنے انتظامات کہودنے کانہا ے کے روانہ ہوا اور ۱۴ سے ۲۳ تک یہ دونوں اشخاص اون لوگوں کو جو کوئلہ کی کانوں میں کام کرتے تہے یہ اطلاع دینے میں مشغول رہے کہ پورنو چیندر نے کانہا ے کوئلہ کو فروخت نہیں کیا تہا - اور انہکو اپنی طرف سے کام کرنے کو راضی کرتے رہے جس وقت سے کہ کمپنی نے کانوں کا کام اکتوبر میں شروع کیا مسٹر جان انگلش رزیڈنٹ منیجر منجانب اون کے تہا اور ۹- اگست ۱۸۹۴ء تک رہا کہ جب اوسکو ایجنٹان کمپنی نے موقوف کیا اور مسٹر ڈربی کو کام سپرد کیا کہ جسکو کمپنی نے بجاے اوسکے مقرر کیا تہا مسٹر انگلش اوس جگہ کو چہوڑکر نہیں گیا بلکہ یہ اجازت مسٹر ڈربی کے مکان منیجر میں سکونت پذیر رہا کیونکہ اوس نے کہا کہ اوس وقت اسکو جانے میں وقت ہوگی اور درحقیقت وہ وہاں اوس وقت تک موجود رہے مسٹر ہنری اجنیم

۱۸۹۴ء
بنگال اسٹیم کمپنی
بنام
شب کرسٹ و کمپنی

کمپنی کا اوسوقت سی تہا کہ جب اونہوں نے کام شروع کیا اور ۱۴۔ اگست تک رہا کہ جب بوجہ کارروائی بابو پور نوچیندر کے اوسنے آئندہ کمپنی کے کام کرنے سے انکار کیا اور دوسرے فریق کی جانب سے کام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا وہ ہمیشہ ایک مکان میں جو کانوں پر واقع ہے رہتا تہا ۱۴۔ تاریخ کی شب کو بہاری لال چٹرجی اور مسٹر انگلش کلکتہ کو گئے اور وہاں بابو پور نوچیندر سے ۱۵ تاریخ کو ملے اور اوسوقت مسٹر انگلش نے اوس سے ایک چٹھی حاصل کی کہ وہ اوسکی جانب سے انتظام کانہا سے کا کرے مسٹر انگلش اوسی رات کو شب پور واپس آیا بہاری لال چٹرجی ۱۷۔ تاریخ کی رات کو واپس آیا ۱۶۔ تاریخ کو مسٹر ڈربی کو خوف معلوم ہوا اور اوسنے پولیس انسپکٹر سے استدعا حفاظت کی کی ۱۷۔ تاریخ کو انسپکٹر نے ایک ہندو کانسٹبل کو موقع پر بہیجا اور خود ۱۹۔ کو بعد اوس کے وہاں پہونچا اوسوقت اوس نے دیکہا کہ "مسٹر انگلش اور مسٹر ڈربی دو منیجر تھے" ۲۲۔ تاریخ کو اوس نے ایک رپورٹ ارسال کی جس کے پہونچنے پر کارروائیات حسب دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی گئیں اور ۳۔ ستمبر کو دونوں منیجراں سے مچلکہ لیا گیا۔ ۲۰ اگست کو مسٹر ڈربی نے عہدہ دار حصہ ضلع مقام رانی گنج سے درخواست کی کہ وہ یہ حکم دے کہ کمپنی کا نہا سے واقع شب پور پر قابض رہے عہدہ دار حصہ ضلع نے اوسپر یہ جواب بہیجا کہ وہ اوسکی درخواست کو منظور نہیں کر سکتا کیونکہ وہ قابض کانہا سے معلوم ہوتا ہے"۔ اور ۲۱۔ تاریخ کو مسٹر ڈربی نے پہر اپنی درخواست باستدلال تحریر کی لیکن مجسٹریٹ نے کوئی عمل اوسپر نہیں کیا ۲۴۔ تاریخ کو ایک خط مورخہ ۲۳۔ تاریخ ایجنٹ ہائے کمپنی کو بمقام کلکتہ بابو پور نوچیندر کا ملا کہ جس میں اونکو یہ اطلاع دیگئی تہی کہ اوس نے مسٹر انگلش کو منیجر کانہا سے کا مقرر کیا اور یہ استدعا تہی کہ اوسکو چارج دیں اوسی روز یعنی ۲۴۔ تاریخ کو قریب ۵ بجے صبح کے مسٹر ڈربی کو یہ دریافت ہوا کہ جملہ اشخاص نے جو اوسجگہ نوکر تھے بجز اوسکے اور اوس کے اسسٹنٹ مسٹر ڈویریا کے ملازمت کمپنی کو چہوڑ دیا اور بابو پور نوچیندر کی طرف سے کام کرنیکا اقرار کیا تہا مسٹر سہر نے اوسی روز صبح اوس سے کہا کہ وہ اب اوسکا ملازم نہ تھا اور یہ کہ اوسنے فریق ثانی کی ملازمت اختیار کی ہے اور کانوں پر پہونچکر اوسکو یہ معلوم ہوا کہ مسٹر انگلش وہاں موجود تھے اور اپنے آقا بابو پور نوچیندر کے واسطے کوئلہ لانے کے لئے مزدوراں کو اندر غار کے بہیجتے تھے پولیس انسپکٹر موجود تہا اور جب مسٹر ڈویریا نے مزدوراں کو غار کے اندر جانے سے روکنے کیلئے جبر استعمال کرنیکا ارادہ ظاہر کیا تو اوسنے اونکو مطلع کیا کہ وہ جبر استعمال کریگا

۱۸۹۴ء کلکتہ وی ہٹجہریہ کول کمپنی بنام اکبر سٹ اینڈ کمپنی

اور مسٹر انگلش نے کہا کہ سبتی بجا کر دہ سویا دہ سو آدمی واسطے امداد پولیس کے بلا سکتا ہے بعد اس کے مسٹر ڈربی اپنے بنگلہ کو اور پہر دفتر کا نہاسے کو ئیلہ کو گیا کہ جہاں کتب کاغذات و زر نقد متعلقہ کانہاسے صندوق آہنی میں موجود تہا اور دفتر کو مقفل کیا اور کنجی مسٹر ڈورین انسپکٹر پولیس کو دی اور خود رانی گنج کو مجسٹریٹ سے ملنے کیلئے گیا اور مسٹر ڈویریا کی سپردگی میں مکان کہ جس میں وہ رہتا تہا اور نوکروں کی سپردگی میں اثاثہ البیت وکپڑے اور دیگر اسباب چھوڑا ۲۸ - تاریخ کو مسٹر ڈربی نے ایک درخواست باضابطہ روبرو عہدہ دار حصہ ضلع کے اس استدعا کے ساتھ پیش کی کہ حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کارروائیات شروع کی جاویں اور یہ کہ کمپنی کا قبضہ قایم رکہا جاوے اور اوسی روز عہدہ دار حصہ ضلع نے حکم شعر نامنظوری دست اندازی صادر کیا جیسا کہ ہم بیشتر کہہ چکے ہیں عہدہ دار حصہ ضلع نے ۲ ستمبر کو احکام صادر کئے تھے کہ مسٹر ڈربی و مسٹر انگلش دونوں سے مچلکے حفظ امن کے لئے جائیں اور اوسی روز اونہوں نے حکم حسب دفعہ ۱۴۵ صادر کیا اور حکم دیا کہ کمپنی اور بابو پورن چندر اونکی عدالت میں ۱۰ - تاریخ کو حاضر ہوں اور بیانات تحریری داخل کریں اور جو شہادت کہ دے بہ تائید اپنے دعاوی کے پیش کر سکتے ہوں پیش کریں شہادت کا لینا ۱۰ - تاریخ کو شروع اور ۲۶ - کو ختم ہوا اور یکم اکتوبر کو عہدہ دار حصہ ضلع نے اپنی تجویز صادر کی عہدہ دار موصوف نے یہ خیال کیا کہ بلحاظ اسناد متعلق معاملہ کے وہ بحث کہ جسپر اونکو غور کرنا تہا یہ تہی کہ ۲ - ستمبر کو کون شخص واقعی قابض تہا اور اونہوں نے یہ تجویز کی کہ ۱۶ - اگست سے ۲۳ - تک فریق دوم نے رفتہ رفتہ قبضہ حاصل کر لیا تہا - اور ۲۳ - اگست سے اوسوقت تک کہ جب اونہوں نے تجویز صادر کی فریق مذکور واقعی بلا من واماں قبضہ غیر مشترک کانہاسے ڈریم ویز گہاٹ ہاسے پر رکہتا حاکم موصوف نے یہ بہی تحریر کیا کہ اگر اونکو اول سے یہ معلوم ہوتا کہ ایسی سخت نزاع تہی تو وہ فوراً حسب دفعہ ۱۴۵ کارروائیات شروع کرتے اور اگر وہ ایسا کرتے تو کچہہ شبہہ نہ تہا کہ اونکا فیصلہ مختلف ہوتا لیکن بلحاظ اس امر کے کہ اونکا یہ خیال ہے کہ اونکی تحقیقات زمانہ بعد ۲ - ستمبر پر محدود ہونی چاہئے کیونکہ وہی تاریخ تہی کہ جسپر اونہوں نے اپنی اول کارروائی حسب دفعہ مذکور شروع کی لہذا اونہوں نے فریق دوم کو قابض کانہاسے واقع شب پور وکنہی کا معہ ٹریم وینوگہاٹ ہائے وعمارات متعلقہ کانہاسے مذکور کے قرار دیا اور حکم دیا کہ فریق مذکور اوسوقت تک قابض رہے

کہ جبتک قانوناً بیدخل نہ کیا جائے ۔

بلحاظ اوس رائے کے جو ہمنے واقعات مقدمہ ہذا کی نسبت قایم کی ہے ہمکو کوئی رائے نسبت اوس ٹہیک وقت کے ظاہر کرنا ضرور نہیں ہے کہ جسکی نسبت تحقیقات حسب دفعہ مذکور ہونی چاہئے اور ہم اس امر کا صرف اسوجہ سے ذکر کرتے ہیں کہ یہ نہ سمجھا جاوے کہ ہم اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ مقدمہ ہذا میں تحقیقات اوس زمانہ پر محدود ہونی چاہئے کہ جسمیں شہادت گی گئی ہماری رائے میں کسی ایسے قاعدہ مستحکم کا قایم کرنا جو جملہ صورتوں سے متعلق ہو ناممکن ہے اور ہمارے خیال میں عدالتوں نے کبھی ایسا کرنے کی کوشش نہیں کی جو کچھ کہ عدالت نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ اونہوں نے یہ تجویز کی کہ کسوقت کی بابت بموجب واقعات اوس مقدمہ کے کہ جو اوسوقت اونکے روبرو تہا تجویز قبضہ کی ہونی چاہئے مقدمہ ہذا میں ہر طرف سے یہ امر مسلمہ ہے کہ ۲۰۔ اگست کو کمپنی بہر حال جزواً قابض کل جائداد مابہ البحث کی تہی اور یہ کہ اوس روز مسٹر ڈربی نے مجسٹریٹ سے استدعا کی کہ اوسکا قبضہ قایم رکہا جاوے کہ جس کے اور کوئی معنے نہ تھے بجز اسکے کہ اونکی استدعا ہے تحقیقات کی حسب دفعہ ۱۴۵ اسکے کی یہ درخواست اسوجہ سے نامنظور ہوئی جیسا مجسٹریٹ نے اب تسلیم کیا ہے کہ اونہوں نے بخوبی حالت معاملات کو نہیں سمجھا تہا اور حالت مذکور بلاشبہ کچھ حد تک اوسوقت تبدیل ہو گئی تہی جبکہ مجسٹریٹ نے واقعی کارروائیات بتاریخ ۳۔ ستمبر شروع کیں لیکن یہ تجویز کرنا کہ ایسے حالات میں مجسٹریٹ کسی امر ما قبل اوس تاریخ کی تحقیقات کرنے سے ممنوع ہے کہ جب اوسنے اپنی روبکار تحریر کی کہ جسکی نسبت وہ اب یہ تحریر کرتا ہے کہ اوسکو تیرہ روز قبل تحریر کرنی چاہئے تہی ہماری رائے میں مساوی اس کے ہے کہ وہ شخص جو بیجا طور پر عمل کر رہا ہو حکم امر قانونی کا استعمال ناجائز طور پر اس غرض سے کرے کہ وہ ایک تدبیر ظالمانہ وبیجا کو تکمیل کو پہنچاوے مگر واضعان قانون کا کبھی یہ منشا نہیں ہو سکتا لیکن ہر آئینہ ہماری دانست میں خود فریق دوم کی شہادت سے ظاہر ہے کہ وہ شے نزاعی پر بتاریخ ۳۔ ستمبر قابض نہ تھے۔ یہ کہ درحقیقت وے اوس کے ایک جزو اہم پر اوسوقت تک کبہی قابض نہیں ہوئے تھے کہ جب اونکو بموجب حکم اخیر مجسٹریٹ کے جو ان کارروائیات میں یکم اکتوبر کو صادر ہوا واقعی قبضہ دیا گیا اور اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ بموجب اس دفعہ کے مجسٹریٹ کو کوئی

سنہ ۱۸۹۴ء
بائروا سن ہیرپہ کول کمپنی
بنام
سبکرسٹ اکمپنی

اختیار نہیں ہے کہ کسی فریق کو شے متنازعہ یا اوس کے کسی جزو پر قبضہ دے بلکہ اوسکو صرف یہ تجویز کرنی چاہیئے کہ کون کل اوس شے پر قابض ہے اور اگر یہ نا ممکن ہو تو حسب دفعہ ۱۴۶ حکم صادر کرنا چاہیئے -

وہ شے کہ جسپر مجسٹریٹ کا حکم اخیر موثر تھا "کہا ہے کہ یہ واقع سب پور کنٹھی معہ ٹریم وے و گھاٹ و عمارات متعلقہ کا کہا ہے مذکور تھی" اور اس میں کوئی شبہہ نہیں ہوسکتا کہ وہ عمارات کہ جن میں دفتر تہا جہاں کہ کاروبار کانوں کا ہوتا تہا اور جہاں جملہ زر نقد و کتب و کاغذات کارخانہ کے رہتے تھے نہ صرف ایک جزو بلکہ ایک جزو اہم نہیں کہ جن کے بغیر کاروبار کانوں کا نہیں ہوسکتا تہا یہ بیشک صحیح ہے کہ ۳۰ - اگست کو کارندگان بابو پورنو چندر کے اس امر میں کامیاب ہوئے کہ جملہ اشخاص جو واقعی کام نکالنے کوئلہ اور گہاٹوں تک لیجانے کا کرتے تھے اون کے واسطے کام کرنے پر راضی ہوگئے اور اس ذریعہ سے اونہوں نے عمل ہائے بیرونی پر قابو حاصل کرلیا تھا اور اونکے ساتھی اوس موقع پر بمقدار جماعت کے ساتھ تھے کہ اگر مسٹر ڈربی اور مسٹر ڈوبریا اونکے مقابلہ کی کوشش کرتے تو ناکامیاب رہتے - لیکن یہ حالت نسبت دفتر اور بعض دیگر عمارات کے نہ تھی بالفاظ دیگر اوس حصہ شے نزاعی کی نسبت نہ تھی کہ جہاں [illegible] مسٹر ڈربی کے قبضہ میں تہا جب وہ کہا [illegible] اوس نے اوس کو مقفل کیا [illegible] کو بلا شبہہ بغرض حفاظت کے دی اور جب مسٹر انکٹسن نے اپنی رپورٹ [illegible] ۲ ستمبر کو دی اونہوں نے مجسٹریٹ سے کہا کہ [illegible] دفتر کہ جہاں دے کا کام کرتے تھے قبضہ نہیں ملا اور اوس وقت دفتر مقفل تہا اوس میں کنجی [illegible] کمپنی [illegible] حفاظت پولیس کے تھے -

یہ واقعات غیر نزاعی ہیں اور صرف بحث یہ ہے کہ ان واقعات میں حکم مناسب کیا ہے جو صادر ہونا چاہیئے یہ ظاہر ہے کہ حکم جو [illegible] صادر کیا منسوخ ہونا چاہیئے کیونکہ اوسکا نتیجہ یہ ہے کہ فریق دوم دفتر اور دیگر [illegible] عمارات پر قابض [illegible] کہ جنکا قبضہ اونہوں نے پہلے حاصل نہیں کیا تہا اور کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ مجسٹریٹ کو ایسا کرنیکا کوئی اختیار تہا لیکن مسٹر جیکسن نے ہمارے روبرو یہ استدلال کیا کہ ہم صرف حکم کو منسوخ کرسکتے ہیں اور یہ کہ جب یہ ہوگیا تو ہم خود وہ حکم نہیں دے سکتے کہ جو ہمارے واقعات غیر نزاعی کے مجسٹریٹ کو دینا چاہیئے تہا اور اولاً ہم اس رائے کے قبول کرنے پر بہت مایل تھے لیکن

کنڑاسن جہریہ کول کمپنی
بنام
سپ کرسٹو کمپنی

نظایر کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عدالت نے چند مرتبہ نہ صرف احکام مجسٹریٹ جو حسب ضابطہ صادر ہوئے تھے منسوخ کئے بلکہ نیز خود وہ حکم صادر کیا کہ جو مجسٹریٹ کو بربنائے اون واقعات کے صادر کرنا چاہئے تہا کہ جو بوقت تحقیقات ثابت ہوئے تھے [ایمبلر بنام پوشانگ (۱) ورپڈ بنام رجرڈسن (۲)] ہماری دانست میں ظاہر ہے کہ اگر ہمکو صدور حکم کا اختیار ہے تو یہ ایسا مقدمہ ہے کہ جس میں ہمکو اختیار مذکور استعمال کرنا چاہئے کیونکہ اگر ہم صرف حکم مجسٹریٹ کو منسوخ کریں اور معاملات کو اوسی حالت میں چھوڑیں کہ جس میں وہ از روے حکم مذکور کے ہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ بابو پورنو چندر کو ایک ظالمانہ و ناجائز کام کے واسطے حکمت عملی قانونی کے استعمال کی اجازت ہوگی کیونکہ مسٹر انگلش نے ہمسے یہ بیان کیا ہے کہ اگر بابو موصوف سے مزاحمت کیجاوے تو وہ پانچ ہزار مزدوروں سے جو کان میں کام کرتے ہیں اپنی حفاظت کراسکتا ہے اور ایسے حالات میں وہ ضرور بزور دفترہا ے وغیرہ پر اپنا قبضہ قایم رکہہ سکتا ہے کہ جنکا قبضہ اوسکو ناواجب طور پر بحکم مجسٹریٹ ملا -

اثناے زمانہ ۲۰ - اگست لغایت ۳ - ستمبر میں فریق دوم نے بلاشبہہ ایک جزو کثیر شے متنازعہ پر قبضہ حاصل کرلیا اور فریق اول باقی پر قابض رہا اور چونکہ ان حالات میں یہ تجویز کرنا صریحا ناممکن ہے کہ فریق میں سے کوئی کل شے پر قابض تہا لہذا مقدمہ ٹہیک ٹہیک داخل احکام دفعہ ۱۴۶ کے ہے اور وہ حکم کہ جو قانوناً ان حالات میں صادر ہو سکتا تہا صرف یہ تہا کہ شے متنازعہ کی قرقی کا حکم حسب دفعہ مذکور دیا جاوے پس حکم کا یہ نتیجہ ہوگا کہ فریقین کا تصرف کانہاے مذکور پر اوسوقت تک نرہیگا کہ نزاع کا تصفیہ یا تجویز کسی ایسی عدالت سے ہو کہ جو مجاز اوسکی فیصلہ کی ہو اور ہم تجویز کرتے ہیں کہ یہی حکم صادر کیا جاوے -

ہم حکم عہدہ دار حصہ ضلع رانی گنج کو منسوخ اور یہ ہدایت کرتے ہیں کہ بموجب احکام دفعہ ۱۴۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کانہاے کوئلہ واقع شب پور وکنہٹی معہ ٹریم وے کہات وعمارات متعلقہ اون کے اوسوقت تک قرق رہی جاویں کہ کوئی عدالت دیوانی مجاز نسبت حقوق فریقین کے یا نسبت اوس شخص کے جو مستحق قبضہ اشیائے مذکور کا ہے فیصلہ صادر کرے -

حکم منسوخ اور حکم جدید صادر ہوا -

---

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۵

(۲) ،، ،، ،، جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۱

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس بیورلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء ۲۱-۹-۹۴ء

ظہیر الدین
بنام
ملکہ قیصر ہند*

مجمع خلاف قانون - غرض مشترک - قتل عمد - غرض مشترک کا حاصل کرنا - مجموعہ تعزیرات دفعہ ۱۴۹-

مقدمات ملکہ معظمہ بنام ثابت علی (۱) و ہری سنگہ بنام قیصر ہند (۲) میں سے کسی میں کوئی مستحکم قاعدہ نسبت اون حالات کے قایم نہیں کیا گیا ہے کہ جنمیں ایک شریک کسی مجمع خلاف قانون کا مجرم ایسے جرم کا جسکا ارتکاب دوسرے شریک نے کیا ہو - حسب احکام دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات کے متصور ہو سکے اور ہر مقدمہ کا حسب اوسکی رویداد کے فیصلہ ہونا چاہیئے ایسے مقدمات کی تجویز کرنے میں درحالیکہ ایک جانب واسطے حفاظت ملزم کے یہ ضرور ہے کہ صرف اس وجہ سے کہ وہ اوروں کے ساتھ شریک مجمع خلاف قانون کے تہا مجرمانہ طور پر مواخذہ دار اون جرایم کا نہ سمجہا جانا چاہیئے کہ جن کا ارتکاب اونکے ساتہیوں نے کیا ہو اور جنکی ارتکاب کی نہ اوس کی نیت تہی اور نہ وہ جانتا تہا کہ اونکے ارتکاب کا احتمال ہے بجانب دیگر یہ بھی ساوی طور پر واسطے حفظ امن کے ضرور ہے کہ شرکاے مجمع خلاف قانون بہ آسانی اون جرایم کے مواخذہ سے بری نہو جاویں کہ جنکا ارتکاب گو اور لوگوں نے کیا لیکن بابت اونکے از روے قانون شرکاے مذکور بدیں وجہ قابل سزا ہیں کہ وے اصل مجرم کے ساتھ ایک غرض مشترک میں شریک تھے اون دونوں مقدمات سے بصورت اس امر کی قوی طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ ان خیالات کو ذہن میں رکہنا چاہیئے ممکن ہے کہ شرکاء مجمع خلاف قانون صرف ایک خاص حد تک غرض مشترک رکہتے ہوں اور اوس حد کے بعد اونکے اغراض مختلف ہوں اور علم ہر شریک کا نسبت اس امر کے کہ غرض مشترک کے حاصل کرنے میں کس فعل کے ارتکاب کا احتمال ہے نہ صرف بموجب اوس واقفیت کے جو اوسکو حاصل ہو بلکہ نیز موافق اوس حد کے کہ جہانتک وہ غرض مشترک میں شریک تہا مختلف ہوگا اور

* اپیل فوجداری نمبر ۸۶ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم مصدرہ آر ایچ اینڈرسن صاحب ایڈیشنل سشن جج باقرگنج مورخہ ۲۷ اگست سنہ ۱۸۹۴ء (۱) بنگال لا رپورٹ فیصلہ اجلاس جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ و ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۱۹ صفحہ ۵ (۲) کلکتہ لاء رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۴۹

۱۸۹۴ء
ظہیر الدین
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

نتیجہ اسکا یہ ہی کہ ممکن ہے کہ اثر دفعہ ۱۴۹ کا مختلف شرکا ے ایک ہی مجمع خلاف قانون پر مختلف ہو۔
اس مقدمہ میں ملزم پر الزام قتل عمد حسب دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند بشمول دفعہ ۱۴۹ اور نیز جرم حسب دفعہ ۳۴۶ لگایا گیا تہا۔

یہ الزامات متعلق ایک بلوہ کے تہے جو کچھہ عرصہ پیشتر واقع ہوا تھا اور جسکی بابت بعض دیگر اشخاص کی نسبت پیشتر تجویز اور ثبوت جرم ہو چکا تھا اور ملزم ہذا کی نسبت اوسوقت تجویز نہیں ہوئی تہی کیونکہ وہ مفرور تہا اوس کی تجویز روبرو سشن جج اور دو اسسیسراں کے ہوئی کہ جن میں سے ایک کا یہ خیال تھا کہ وہ بری ہونا چاہیئے درحالیکہ دوسرے کی یہ راے تہی کہ وہ مجرم تہا۔

سشن جج نے اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی اور اوسکو حبس دوام بعبور دریاے شور کی سزا دی اونکی تجویز جسمیں واقعات اور شہادت اسمقدمہ کی پورے طور پر بیان کئے گئے ہیں حسب ذیل ہے۔

"یہ ایک مقدمہ متہم ہے اور واقعات ضروری حسب ذیل بیان کئے جا سکتے ہیں۔

ثمر الدین مستغیث و دیگر اشخاص نے پٹہ اراضی بل جنگل واقع موضع کیکہائی بیرام پور کا قریب تین سال پیشتر جگبندہو سکہدار وغیرہ سے لیا پٹہ پہالگن میں عطا ہوا اور ماہ آسوں آئندہ میں پٹہ گیرندگان نے ایک باشا یعنی قیامگاہ چند روزہ ایک جزو اراضی مذکور پر بنایا اور اوس کے گرد اراضی کو صاف کرنا شروع کیا معلوم ہوتا ہے کہ سکداران سلسلہ کاشتکاران میں سب سے آخر تھے اور مالکان نے کاشتکاران ذیلی میں سے ایک کے حق سے انکار کیا اور اونہوں نے ایک پٹہ اوسی اراضی کا بعض اشخاص کو دیا جنمیں سے ایک ملزم حال بیان کیا گیا ہے بہرحال اونہوں نے یہ مشہور کیا کہ وہ بہی پٹہ گیرندگان میں سے ایک تھا اور نئے پٹہ داراں نے بعد اسکے مستغیث اور اوس کے شرکا کو صلاح چلے جانیکی دی مگر اونہوں نے پروانہ کی یہ کہا گیا ہے کہ ملزم خود پٹہ داران ماقبل کو دہمکی دیتا تہا اوسکا ایک باشا اوسی اراضی پر مستغیث کے باشا سے تہوڑا بجانب جنوب تہا لیکن ۷ جیٹہی یعنی ۲۰ مئی ۱۸۹۳ء کے دوپہر تک کوئی بہت اہم بات واقع نہیں ہوئی مستغیث اور ۶ دیگر اشخاص مسمیان صفیر الدین دہشمان ومدی دار رمان السد و نظام الدین معز الدین دوپہر کا کہانا اپنے باشا میں کہ جسکی نسبت مجکو کہنا چاہیئے کہ اوس میں دو چہپر اور ایک بیلنہ یعنی برآمدہ ہے ختم کر چکے تہے یا کہا رہے تہے کہ اونکو شور سنائی دیا اور اون میں سے بعض باہر نکلے تو اونہوں نے دیکہا کہ ایک جماعت چالیس یا پچاس آدمیوں کی مسلح آ رہی ہے جسکے پاس بندوق اور دیگر اشخاص کے پاس برچھی اور لاٹہیاں تہیں وہ لوگ باشا کے دکہن خندق پر آ چکے تھے اور اونہوں نے مستغیث کی جماعت سے کہا کہ چلے جاؤ اونہوں نے انکار کیا دونوں طرف سے

۱۸۹۴ء
ظہیر الدین
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

کچھہ گالی گفتار ہوئی اور پھر چھہ اشخاص مذکور نے بندوقیں چلائیں صفیر الدین مرکر گر پڑا اور عثمان باشا کے
کنارے پر جاکر گرا اور باقی اشخاص مستغیث کے گروہ کے کچھہ اوتر کر اور کچھہ پورب کو جنگل میں بھاگ گئی امیں سے
نظام الدین مستغیث اور مدعی کے بھی گولی لگی اوسوقت ملزم کہ جو حملہ کنندگان میں معہ ایک ایسی شئے کے
دیکھا گیا تھا کہ جس کو گواہاں برچھی خیال کرتے ہیں معہ دو دیگر اشخاص کے آیا اور اوسنے باشا میں آگ لگا دی اور
باقی بھیر یہ سنکر کہ ایک آدمی مارا گیا بھاگ گئی باشا میں آگ لگا کر ملزم اور اوس کے ساتھی صفیر الدین کی لاش
ایک کشتی میں گہسیٹکر لیگئے جو باشا کے متعلق تھی کہال کے کنارے کنارے گئے جو باشا کی حد پر بجانب کہن واقع
ہے جب وے جنگل میں چلے گئے تو نظر سے غائب ہو گئے لیکن جیسا کہ بعد کو واضح ہوا اونہوں نے کشتی
اور لاش کو بہت فاصلہ پر نہیں چھوڑا پھر بعد تہوڑی دیر کے مستغیث کی جماعت باشا کو واپس آئے لاش یا
واپس لائی گئی پولیس کو اطلاع بھیجی گئی کہ جو بہت دور نہیں سب انسپکٹر آیا اور اوسنے صفیر الدین کی لاش کا
پتہ لگایا اور اوسکو واسطے ملاحظہ کے بھیجا اور زخمیوں کو فیروزپور واسطے علاج کے بھیجا عثمان راستہ میں مر گیا
اور وہ شخص جو اسقدر سخت زخمی نہ تھے اچھے ہو گئے لیکن مدعی آجتک ابہی تک ہاتھ سے کچھ بھی کام نہیں لے سکتا
اور نظام الدین کا ہاتھ ٹھہرا ہو گیا سات آدمی واسطے تجویز کے بھیجے گئے تین کی نسبت حکم پھانسی کا صادر ہوا
اور تین شخص دائم الحبس بعبور دریاے شور ہوئے ایک بری ہوا ہائیکورٹ نے بر طبق اپیل حکم سزاے موت
جو نسبت دو اشخاص کے صادر ہوا تھا بحال رکھا اور تیسرے کی نسبت جو کہ کم سن تھا بجاے سزاے موت کے
حکم حبس دوام بعبور دریاے شور کا دیا ان تین آدمیوں کے ہاتھ میں بندوق تھی ملزم ہذا مفرور تھا اس امر
کی کافی شہادت مسل ہذا میں موجود ہے نسبت واقعات کے عام طور پر مجھکو کچھہ کہنا ضرور نہیں ہے میری
راے میں شہادت ایسی قوی ہے۔ کہ خفیف شبہہ بھی نہیں ہوسکتا کہ واردات اسطور پر ہوئی جیسی کہ میں نے
اوپر بیان کی ہے صرف بحث یہ ہے کہ آیا یہ ملزم جماعت حملہ کنندگان میں سے تھا اور اوسکے پاس برچھی تھی
اور اوسنے باشا میں آگ لگائی اور صفیر الدین کی لاش کے علیحدہ کرنے میں مدد دی مستغیث اور چار دیگر
پس ماندگان اوس گروہ کے جو باشا میں اوسوقت تھے اظہارات لئے گئے اون سبھوں نے یہ بیان کیا
کہ اونہوں نے ملزم کے پاس ایک چیز جسکو اونہوں نے برچھی خیال کیا دیکھی اور مستغیث اور دو اور اشخاص
نے مزید براں حلف سے یہ بیان کیا کہ اونہوں نے اس کارروائی کو جنگل کے کنارے سے جہاں کہ اونہوں
نے پناہ لی تھی دیکھا اور اونہوں نے ملزم کو باشا میں آگ لگانے اور صفیر الدین کی لاش کے اوٹھانے میں
مدد دیتے ہوے دیکھا دو دیگر اشخاص گروہ مستغیث کے کہتے ہیں کہ وے جنگل میں پہونچنے پر بے ہوش
ہو گئے علاوہ اس کے اوسی قسم کی شہادت جگبند ہوسکدار اور سری ناتھ سکدار کی جنگلی باشا تہوڑی دور

سنہ ۱۸۹۴ء
ظہیر الدین
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

پورب مستغیث کے باشا کے ہے اور دو کاشتکاران ذیل مستغیث اور اوسکے شرکا مسمیان شمر الدین ونصیر الدین کی ہے جنکی باشا پچہم میں مستغیث کی باشا کے قریب کہال کے ہے اور جنکی باشا کے برابر ہوکر کشتی معہ لاش کے گذری تہی واضح ہو کہ گو مجھکو دونوں ہندوؤں کی شہادت پر کلیتاً اطمینان نہیں ہے لیکن مجھکو بخوبی یقین ہے کہ دیگر گواہان نے سچ بیان کیا ہے ملزم کو یہ لوگ خوب جانتے تھے اوسکی کاشت اور باشا مستغیث کی باشا کے قریب لہا سال سے تھی اور ہندوؤں کے چلنے سے پیشتر بہت دیر تک تکرار رہی پس یہ دیکھنے کا بخوبی موقع تہا کہ گو وہ حملہ کنندگان میں کون کون اصل اشخاص تھے ملزم کا نام مستغیث کی اول اطلاع میں لیا گیا اور جو حالات اوسوقت بیان کئے گئے وہ اصل میں وہی ہیں جو اب بیان کئے جاتے ہیں اور چند گواہان نے صاف طور پر اس ملزم کا نام اظہار ماسبق میں لیا جواب ہی یہ ہے کہ ملزم نے ایک شخص مسمی نادر علی کو جو مستغیث اور بعض اوسکے شرکا کا رشتہ دار ہے اور درحقیقت وے سب ایک دوسرے سے کسی نہ کسی طرحکا تعلق رکہتے ہیں کچہ زمانہ قبل اس واقعہ کے قید کرایا تہا اور یہ کہ ملزم نے اپنی اراضی جو اوس جوار میں تہی چند سال قبل چہوڑ دی اور یہ کہ واقعی وہ سیلون دور تہا اور بوقت اس واردات کے وہ بہن کی شادی کی دعوت کر رہا تہا بہت سے گواہ بثبوت اس غیر حاضری کے پیش کئے گئے ہیں اونکی شہادت کی نسبت میں کچہ نہیں کہنا چاہتا بجز اسکے کہ وہ شروع سے اخیر تک بالکل بے وقعت ہے یہ صحیح ہے کہ ملزم نے نادر علی پر مقدمہ فوجداری قایم اور اوسکو قید کرایا تہا لیکن یہ کئی سال قبل واردات کے واقع ہوا اور یہ واقع ہوا کہ نادر علی کا بہائی اسمقدمہ میں ملزم ہے اگر ملزم نے درحقیقت اپنی اراضی چہوڑ دی اور چند سال پیشتر چلا گیا تو یہ نہایت درجہ ناممکن ہے کہ مستغیث جو سخت زخمی ہو چکا تہا اس آدمی کا اوسی وقت خیال کرتا کہ جب ہی سب انسپکٹر پہونچا اور وہ فوراً بعد واردات کے پہونچا تہا نسبت اس امر کے کہ ملزم نے اپنی اراضی چہوڑ دی اوسنے چند کاغذات پیش کئے ہیں کہ جنسے گو وہ ثابت نہیں ہوئے ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسنے اراضی فروخت کی لیکن اسکے ساتھ اوسنے ایک اقرار نامہ لکہا لیا کہ وہ پہر اوس کے پاس منتقل کیجاویگی اگر وہ روپیہ اندر ایک زمانہ مقررہ کے ادا کرے اور جبکہ یہ واردات ہوئی اوسوقت یہ زمانہ قریب گذرنے کے تہا قبالہ پیش نہیں ہوا ہے صرف اقرار پیش ہوا درحقیقت کوئی امر ایسا نہیں ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ اوسنے قبضہ اراضی کا چہوڑ دیا تہا یا یہ کہ اوسنے پٹہ ذیلی اپنے بائعان سے نہیں لکہا لیا اور مستغیث اور اوس کے گواہ بالیقین بیان کرتے ہیں کہ وہ وہاں اپنے باشا میں رہتا تہا اور اراضی متعلقہ کو تاریخ واردات تک کاشت کرتا تہا اور اوس کے فوراً بعد وہ غائب ہو گیا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اوس اراضی کے پٹہ داران میں سے ہونیکا دعویدار تہا کہ جسکا پٹہ مستغیث اور اوس کے شرکا کے

۱۸۹۶ء
ظہیرالدین
بنام
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

پاس ہو چکا تہا اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ ملزم وقت واردات کے موقع پر رہتا تہا اور اراضی کاشت کرتا تہا لسنبت اوس اراضی کے جو ابتداء ًاوسکے پاس تہی خواہ کوئی معاملہ ہو گئے ہوں اول اسیسر کی یہ رای ہے کہ جب ملزم کی سکونت مشتبہ ہے تو اوسکی شناخت مشتبہ ہے میں بالکل اسکے سمجھنے سے قاصر ہوں وہ ایک جانا ہوا آدمی تہا گو وہ ایک اور دور کے گاؤں سے آیا تہا اور گواہوں کو معلوم نہ تہا کہ اوسکی اصلی باڑی کہاں تہی پولیس نے صرف وہ حال بیان کیا جو اوسکو معلوم ہوا خود ملزم کے کاغذات میں وہ ساکن بلہگا کٹی بیان ہوا ہے جسجگہ کی لسنبت مستغیث اور اوسکے گواہ کہتے ہیں کہ اونہوں نے سنا ہے کہ وہ وہاں سے آیا تہا اور اول اطلاع میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ حال میں ساکن بیرام پور ہے اور اوسکے باپ کا نام معلوم نہیں ملزم اب کہتا ہے کہ اوسکی باڑی گویا باڑی میں ہے جو کہ قریب بلہگا کٹی کے ہے لیکن خود اوسکے گواہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وہاں واردات کے بعد سے نہیں رہتا بلکہ کہیں و کہیں میں ایک جگہ جو دہن ساگر کہلاتی ہے رہتا ہے اصل یہ ہے کہ یہ شخص خانہ بدوش ہے اور وہ مختلف جگہ بموجب حالات کے رہتا ہے لسنبت اس بیان پنچایت کے کہ وہ ملزم سے واقف نہیں ہے اور لسنبت اسکے کہ ملزم کی باشا اوسکی فہرست میں ملزم کے نام نہیں ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو وہ ایک علیحدہ جگہ بیل میں ہے از روے شہادت یہ امر مشتبہ ہے کہ وہ علاقہ پنچایت میں ہے یا نہیں اور ممکن ہے کہ وہ کسی دوسرے کے نام ہو فہرست مذکورہ اصلی تشخیص اس امر کے پیش نہیں کیگئی اور درحقیقت وہ ذرا بہی اہم نہیں ہے چونکہ ملزم کو اور اوسکی باشا کو بخوبی جانتا تہا شاید مجکو یہ تحریر کرنا چاہیے کہ یہ کہا جاتا ہے ملزم کا بہائی اوس باشا میں رہتا تہا اور اوسکے ساتھ کاشت کرتا تہا یہ امر کہ ملزم کس طرح پر رہتا ہے ہیڈ کانسٹبل کی شہادت متعلق اوسکی گرفتاری سے قیاس کیا جا سکتا ہے وہ دکہن کیجانب ایک کشتی میں آدہی رات کے بعد جا رہا تہا اور اوسکو پاس ایک نہایت خطرناک چاقو جسکا پہل میری دانست میں قریب دو فٹ کے لمبا تہا اور ایک لاٹہی تہی اور اوسنے اپنے آپکو ایک جنتر (چہاتا) سے کشتی کی تلی میں چہپایا تہا مجکو کوئی شبہ نہیں کہ ہیڈ کانسٹبل نے لسنبت اس گرفتاری کے سوا سچ کے اور کچھ نہیں کہا۔

گواہاں سے بہ طوالت تمام جرح کی گئی لیکن اونکی شہادت میں تزلزل واقع نہیں ہوا کیلے اور رانڈ کے درختوں سے جو باشا کے اطراف میں تہے بہت کچھ نتیجہ نکالنے کی کوشش کیگئی ہے گویا کہ وہ ایک گہنا جنگل تہا کہ جسکے سبب سے کوئی شخص شناخت نہیں کر سکتا تہا لیکن شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ درخت علیحدہ علیحدہ ہیں جیسا کہ درحقیقت ہم خیال کرتے ہیں کہ نئے باشا کے چاروں طرف ہونگے ممکن ہے کہ گواہوں نے درختوں کی موجودہ حالت کو اوس حالت سے جو زائد از یک سال پیشتر تہی ملایا ہو اور جس قدر کہ وہ واقعی گہنے تہے اوس سے زیادہ بیان کیا ہو لیکن بہرحال بلحاظ شہادت قلمبند شدہ کے کوئی شبہ نہیں ہے کہ درخت پتلے اور متفرق تہے سب انسپکٹر نے اوسوقت اس امر کو تحریر کیا تہا۔

"وہ ل کا ریزہ ؟ جنگل بہی بعض جگہ علیحدہ علیحدہ اور دیگر جگہ گہنا ہے اور ہر جگہ اوسی بلندی کا نہیں ہے"

سنہ ۱۸۹۴ء
ظہیر الدین
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

پس کوئی وجہ شبہہ کی نہیں ہے کہ جو کچھ بلوہ میں ہورہا تھا وہ گواہان نے دیکھا۔

" بالآخر ذرہ بھی شبہہ نہیں ہے کہ گواہان یا اکثر انمیں سے اگر ہم دو ہندو گواہونکو مستثنی کریں ملزم کی شناخت کر سکتے تھے اور ہمکو بالکل اطمینان ہے کہ اونہوں نے اوسکو شناخت کیا جیسا کہ میں نے پیشتر کہا ہے اوسکا نام فوراً لیا گیا تھا اور بہر حال اوسکی شرکت کا ذکر صغیر الدین کی لاش کے علیحدہ کرنے میں کیا گیا تھا یہ بات اوسکی غیبت میں ہوئی یہ اور بیان کرنا چاہئے کہ مکان میں آگ لگانے تک گواہان صاف طور پر قبول کرتے ہیں کہ ملزم نے کوئی خاص کام نہیں کیا مجھکو شبہہ نہیں ہے کہ جیسا کہ وے کہتے ہیں اوس کے پاس برچھی تھی بدینوجوہ میں اوس شہادت پر جو از جانب مستغیث پیش ہوئی ہے یقین کرتا ہوں اور ظہیر الدین ملزم کو مجرم اون جرایم کا قرار دیتا ہوں جو حسب دفعہ ۳۰۲ بشمول دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند و دفعہ ۴۳۶ مجموعہ تعزیرات قابل سزا ہیں اور یہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ بعبور دریائے شور دایم الحبس ہو"۔

بناراضی اس تجویز ثبوت جرم وحکم سزا کے ملزم نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

بابو دوار کا ناتھ چکرورتی منجانب اپیلانٹ۔

ڈپٹی لیگل ریمیمبرانسر (مسٹر کلبی) منجانب سرکار۔

تجویز ہائیکورٹ (پورلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل تھی۔

" سشن جج باقرگنج نے اپیلانٹ کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۰۲ بشمول دفعہ ۱۴۹ و حسب دفعہ ۴۳۶ مجموعہ تعزیرات ہند بجرم قتل عمد جسکا ارتکاب بعض شرکا ایک مجمع خلاف قانون نے جسکا وہ شریک تھا بتعمیل غرض مشترک مجمع مذکور کے کیا تھا اور بجرم نقصان رسانی بذریعہ آتشزدگی عمارت بود و باش انسانی صادر کی اور سزاے حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم دیا۔

اپیل میں یہ حجت ہمارے روبرو کیگئی ہے کہ اولاً شہادت واسطے اس تجویز کے ناکافی ہے کہ ملزم بلوہ میں موجود تھا دوم یہ کہ اگر یہ بھی تجویز ہو کہ ملزم بلوہ میں موجود تھا تو شہادت بتائید تجویز ثبوت جرم قتل عمد کے ناکافی ہے کیونکہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ احکام دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند کی تکمیل کیگئی اور سوم یہ کہ شہادت بتائید تجویز ثبوت جرم دفعہ ۴۳۶ مجموعہ تعزیرات ہند ناکافی ہے۔ نسبت حجت اول و سوم کے یہ کہنا کافی ہے کہ ہمنے شہادت اور اون اعتراضات پر غور کیا جو شہادت پر وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے کئے ہیں لیکن ہمکو کوئی وجہ اس خیال کرنیکی نہیں معلوم ہوئی کہ شہادت مذکور ناکافی یا ناقابل اعتبار ہے ہماری رائے میں شہادت واسطے اس تجویز کے کافی ہے کہ ملزم بلوہ میں موجود تھا اور بعد چلنے بندوقوں کے جب بلوہ کنندگان یہ سنکر کہ ایک آدمی مارا گیا منتشر ہوگئے اوسنے بعض دیگر شرکا مجمع خلاف قانون کے ساتھ صغیر الدین کی لاش کو علیحدہ کیا اور جس فریق پر حملہ ہوا تھا اوسکی جھونپڑیوں میں آگ لگادی۔ بتائید حجت دوم کے وکیل ذیعلم اپیلانٹ قوی طور پر اس تجویز عدالت ماتحت پر

١٨٩٤
ظہیر الدین
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

استدلال کرتے ہیں کہ مکان میں آگ لگانے تک ملزم نے کوئی خاص کام نہیں کیا اور بہ سند فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ثابت علی (١) اونہوں نے یہ حجت کی کہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعات ٣٠٢ و ١٤٩ منسوخ ہونی چاہیے بخلاف اسکے مسٹر کلبی نے بجانب سرکار یہ حجت کی کہ بلحاظ ان واقعات کے کہ ملزم جماعت بلوہ کنندگان میں سے ایک تھا کہ جسمیں سے چھ کے پاس بھری ہوئی بندوقیں تھیں اور اونکو ایک ساتھ اونہوں نے چلایا تھا اور یہ کہ وہ خود برچھی سے مسلح تھا اور بعد قتل عمد کے اوسنے صفیر الدین کی لاش کو علیحدہ کیا تجویز ثبوت جرم قتل عمد صحیح متصور ہونی چاہیے اور اونہوں نے مقدمہ ہری سنگھ بنام قیصرہ ہند (٢) پر استدلال کیا -

ہماری یہ رای نہیں ہے کہ ہر دو مقدمات مذکور میں سے کسی میں کوئی مستحکم قاعدہ جو کل صورتوں سے متعلق ہو قایم کیا گیا ہے وہ عام اصول جو اکثر حکام اجلاس کامل نے بمقدمہ ثابت علی قرار دیا صرف یہ ہے کہ مقدمہ کو داخل جز اول دفعہ ١٤٩ مجموعہ تعزیرات ہند کرنے کے لئے وہ جرم جسکی نسبت دفعہ مذکور میں بیان کیا گیا کہ مجمع خلاف قانون کی غرض مشترک کے حاصل کرنیکے لئے اوسکا ارتکاب ہوا ایسا جرم ہونا ضرور ہے کہ جسکا ارتکاب بغرض تکمیل غرض مشترک کے کیا گیا ہو لیکن ہر ایک دونوں مقدمات مذکور میں سے بلحاظ خاص اوسکے واقعات کے فیصل ہوا تھا اور ہر مقدمہ جو اطلاق دفعہ ١٤٩ مجموعہ تعزیرات ہند پر منحصر ہو اسی طرح فیصل ہونا چاہیے - ایسے مقدمات کی تجویز کرنے میں درحالیکہ ایک جانب واسطے حفاظت ملزم کے یہ ضرور ہے کہ صرف اسوجہ سے کہ وہ اور اونکے ساتھ شریک مجمع خلاف قانون کے تھا مجرمانہ طور پر مواخذہ دار اون جرایم کا سمجھا جانا چاہیے کہ جنکا ارتکاب اونکے ساتھیوں نے کیا ہو اور جنکے ارتکاب کی نہ اوسکی نیت تھی اور نہ وہ جانتا تھا کہ ارتکاب کا احتمال ہے بجانب دیگر یہ بھی مساوی طور پر واسطے حفظ امن کے ضرور ہے کہ شرکائے مجمع خلاف قانون بآسانی اون جرایم کے مواخذہ سے بری نہو جاویں کہ جنکا ارتکاب گو اور لوگوں نے کیا ہو لیکن بابت اون کے ازروے قانون شرکائے مذکور بدیں وجہ قابل سزا ہیں کہ وے اصل مجرم کے ساتھ ایک غرض مشترک میں شریک تھے مقدمات ثابت علی و ہری سنگھ محولہ بالا سے ضرورت اس امر کی قوی طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ ان دونوں متناقض لیکن مساوی طور پر ضروری خیالات کو ذہن میں رکھنا چاہیے ممکن ہے کہ شرکاے مجمع خلاف قانون صرف ایک خاص حد تک غرض مشترک رکھتے ہوں اور اوس حد کے بعد اونکی اغراض مختلف ہوں اور علم ہر شریک کا نسبت اس امر کے کہ غرض مشترک کے حاصل کرنے میں کسی فعل کے ارتکاب کا احتمال ہے نہ صرف بموجب اون واقفیت کے جو اوسکو حاصل ہو بلکہ نیز موافق اوس حد کے کہ جہانتک وہ غرض مشترک میں شریک تھا مختلف ہوگا اور نتیجہ اسکا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اثر دفعہ ١٤٩ مجموعہ تعزیرات ہند کا

(١) بنگال لاء رپورٹ اجلاس کامل جلد ١١ صفحہ ٣٤٧ و ویکلی رپورٹر نظائر فوجداری جلد ٢٠ صفحہ ٥ (٢) کلکتہ لاء رپورٹ جلد ٣

صفحہ ١٤٩ --

سنہ ١٨٩٤ع ظہیر الدین بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند

مختلف شرکاے ایک ہی مجمع خلاف قانون پر مختلف ہو۔

ان خیالات کو ذہن میں رکھکر اور شہادت کو بغور ملاحظہ کر کے ہماری یہ راے ہے کہ اپیلانٹ کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ٣٠٢ بشمول دفعہ ١٤٩ مجموعہ تعزیرات ہند صحیح طور پر صادر ہوئی اوسکو شے نزاعی سے ایک قسم کا تعلق تھا اور قبل واردات کے اون اشخاص قابض کو دہمکایا تہا موقعہ واردات پر وہ برچھی سے مسلح موجود تھا اور اون لوگوں کے ساتھ تہا کہ جو بندوقیں لئے ہوے تھے اور جنہوں نے گولیاں چلائیں کہ جن سے جان ضایع ہوئیں اور بعد ارتکاب قتل کے وہ بجاے اس کے کہ اوسجگہ سے فوراً چلا جاے صغیر الدین کی لاش کے علیحدہ کرنے میں اور اپنے دشمنوں کے ہونپڑیوں میں آگ لگانے میں مشغول ہوا ان واقعات سے ہماری راے میں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس مقدمہ میں وہ شرایط پوری ہوگئیں کہ جنکا حسب دفعہ ١٤٩ پورا ہونا اس لئے ضرور ہے کہ ایک شریک مجمع خلاف قانون کا مجرم کسی ایسے جرم کا متصور ہو جسکا ارتکاب اوس کے ساتھیوں میں سے کسی نے کیا ہو واقعات مذکورہ سے نتیجہ پورے طور پر نکلتا ہے کہ قتل عمد جو ہوا اوسکا ارتکاب واسطے حصول غرض مشترک مجمع خلاف قانون کے کیا گیا کہ جسکا شریک اپیلانٹ تہا یعنی یہ کہ غرض یہ تھا اون کے [illegible] زمین متنازعہ میں سے جسطرح کہ ممکن ہو نکالدیں اور اس غرض مشترک میں وہ بخوبی شریک تہا اور علاوہ اس کے وہ جانتا تہا کہ یہ احتمال ہے کہ اوس غرض مشترک کی حاصل کرنے میں قتل عمد کا ارتکاب ہوگا۔

پس ضرور ہے کہ ہم تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو بحال رکہیں اور اپیل کو ڈسمس کریں

اپیل ڈسمس ہوا۔

صیغہ اپیل فوجداری

سنہ ١٨٩٤ع ٢-نومبر

باجلاس [illegible] صاحب جسٹس و بیل صاحب جسٹس

لفنٹ [illegible] (اپیلانٹ) بنام ملکہ قیصر ہند (رسپانڈنٹ)*

خیانت مجرمانہ - مجموعہ تعزیرات دفعات ٤٠٨ و ٤٦٣ و ٤٦٤ و ٤٦٧ و ٤٧٧ - خیانت مجرمانہ منجانب ملازم - جعلسازی - بددیانتی "فریباً" کسی کاغذ کا بغرض چھپانے کسی تغلب حال یا گذشتہ کے بنانا -

ملزم کو جو زمینداران کی ملازمت میں تہا اور جسکا کام یہ تہا کہ کلکٹری میں مالگذاری سرکار جو اون کے محالات کی بابت واجب ہو فوراً عین قبل تاریخ مقررہ قسط کے داخل کرے زمینداران سے ایک رقم

* اپیل فوجداری نمبر ٥٩٥ سنہ ١٨٩٤ع بناراضی حکم مصدرہ [illegible] پ صاحب قایم مقام سشن جج جلپیگوری مورخہ [illegible] اگست سنہ ١٨٩٤ع

سنہ ۱۸۹۴ء سرکار بنام ...

خاص زر نقد ملی کہ جسکے خرچ کی بابت کوئی خاص بات نہتہیں اوس روپیہ کے پانے پر اوسنے صرف ایک جزو اوسکا کلکٹری میں بابت مالگذاری کے داخل کیا اور ایسا کرنیکو پیدا دسنے اوس چالان کو جو اوسکو واپس ملا تہا اور جس میں وہ روپیہ جو واقعی ادا ہوا تہا تحریر تہا تبدیل کیا اور اوسکو ایسا بنایا کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ اوس سے زیادہ رقم ادا ہوئی کہ جسقدر واقعی ادا ہوئی تہی اور تبدیل چالان کو کہ دینے مالک کے پاس یہ دکہلانیکے لئے بہیجا کہ کسطرح روپیہ خرچ ہوگیا اوسپر الزامات حسب ذیل لگائے گئے (۱) خیانت مجرمانہ بحیثیت ملازم (دفعہ ۴۰۸ مجموعہ تعزیرات) بابت اوس تفاوت کے جو مابین اوس رقم کے جو واقعی خزانہ میں داخل کیگئی اور اوس رقم کے جو از روے چالان تبدیل شدہ کے ادا ہونا معلوم ہوتی تہی اور (۲) جعلسازی (دفعہ ۴۶۷) بابت چالان مذکور اور (۳) جعلی کاغذ کا استعمال کرنا (دفعہ ۴۷۱) بابت اوسی کاغذ کے ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم بابت اون جملہ الزامات کے صادر ہوئی حجت یہ کیگئی (الف) کا الزام دفعہ ۴۰۸ قابل قایم رہنے کے نہیں ہے کیونکہ یہ بیان نہیں کیا گیا کہ ملزم کے پاس روپیہ بغرض خاص ادا کرنے مالگذاری سرکار کے بہیجا گیا تہا اور یہ کہ مابین اوسکی اور اوس کے مالکان کے ... بابت کا تصفیہ نہیں ہوا اور یہ کہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ آیا بتاریخ خیانت مجرمانہ ہونے کے ملزم اپنے مالک کا دیندار تہا یا خلاف اوس کے صورت تہی (ب) یہ کہ الزامات حسب دفعات ۴۶۷ و ۴۷۱ اس وجہ سے ناقص تھے کہ کوئی شہادت بتائید اونکے نہ تہی اور اگر چالان کا تبدیل کرنا ... تو وہ داخل لفظ جعلسازی مستعملہ مجموعہ تعزیرات کے نہوگا کیونکہ یہ فعل اس نیت سے نہیں کیا گیا تہا کہ کسی شخص کو استحصال ناجائز کرے یا کسی شخص کو زیان ناجائز پہونچاے بلکہ اس نیت سے کیا گیا تہا کہ جرم خیانت مجرمانہ کا جسکا ارتکاب پیشتر ہو چکا تہا اخفا کیا جاوے ۔ تجویز ہوئی کہ چونکہ ملزم کے پاس روپیہ بغرض ادا کرنے مالگذاری بتاریخ مقررہ کے بہیجا گیا تہا اور چونکہ چالان جو مالکان کے پاس بہیجا گیا اوس سے بحالت تبدیل شدہ وہ رقم ظاہر ہوتی تہی کہ جو درحقیقت بطور مالگذاری کے واجب الادا تہی اور جو قریب اوس رقم کے تہی جو کہ بہیجی گئی تہی لہذا یہ نتیجہ اخذ کرنا قرین عقل تہا کہ ملزم اوس غرض مخصوصہ سے واقف تہا کہ جسکے واسطے روپیہ بہیجا گیا تہا اور چونکہ اوسنے زر مرسلہ سے بہت کم جمع کیا اور اس امر کی کوشش کی کہ چالان تبدیل شدہ اصلی سمجہا جاوے تو بددیانتی سے تصرف بیجا زر باقی مذکور کا ہوا کہ جو واسطے قایم کرنے جرم حسب دفعہ ۴۰۸ کے کافی ہے ۔

یہ بہی تجویز ہوئی کہ جرم جعلسازی کے قایم کرنیکی غرض سے یہ ضرور نہیں ہے کہ جہوٹا کاغذ بنیت ارتکاب فریب یا بددیانتی آیندہ کے بنایا جاوے اور یہ کہ اگر وہ نیت جسکے ساتھ جہوٹا کاغذ بنایا جاوے یہ ہو کہ کوئی فعل فریبانہ جسکا ارتکاب پیشتر ہو چکا ہو مخفی رہے تو سواے فریب کے اور کوئی نیت نہیں ہو سکتی اور جرم جعلسازی

کا حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۴۶۳ کے ارتکاب ہو لفظ فریباً مستعمل دفعہ ۴۱۴ سے وہی معنی سمجھے جاتے ہیں۔ جو لفظ بہ دیانتی سے ہے جسمیں استحصال ناجایز یا زیان ناجایز سے مراد ہے بلکہ اوسکے معنی بہ نیت فریب ہی تصور کئے جاتے ہیں۔

ملکہ قیصر ہند بنام جیوانند (۱) ملکہ قیصر ہند بنام گرداری لال (۲) اختلاف کیا گیا۔

ملکہ قیصر ہند بنام ہیل نرائن جوشی (۳) و ملکہ قیصر ہند بنام سبھا پتی (۴) کی تقلید کیگئی۔

یہ تجویز ہوئی کہ علاوہ واقعات مقدمہ کے شہادت کافی بہ ثبوت اس امر کے موجود ہے کہ ملزم نے اندر چالان کے جعل بنانے میں اعانت کی اور اوسکو استعمال کیا اور یہ کہ اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم جملہ جرایم کی جنکا اوسپر الزام لگایا گیا یعنی جرم خاص جعلسازی کے صحیح طور پر صادر کی گئی اور یہ کہ اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم اعانت جرم مذکور کی صادر ہونی چاہیے۔

اس مقدمہ میں پلانٹف کی نسبت تجویز ثبوت جرایم حسب دفعات ۴۶۸ و ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات صادر ہوئی اور سزا دو سال کی قید سخت کی حسب دفعہ ۴۶۸ و علاوہ اسکے میعاد دو سال کی حسب دفعہ ۴۷۱ کی دیگئی۔

ملزم ملازم یا کارندہ زمینداران مسمیان جادو ناتھ رائے چودہری و بھوپت رائے کا تھا جو ایک مقام موسومہ ناٹی میں رہتے تھے ملزم کلنا میں رہتا تھا اور تنخواہ مقررہ پاتا تھا اوسکا کام یہ تھا کہ اپنے مالکان کے مقدمات کی پیروی بمقام کلنا کرے اور خزانہ میں مالگذاری و ابواب جو بابت محالات زمینداران مذکور کے واجب ہوں داخل کرے۔ منجملہ محالات کے بعض حقیتیں تہیں کہ جنکے نمبر توزیع $\frac{6}{4}$ و $\frac{55}{1}$ و $\frac{149}{1}$ و $\frac{192}{2}$ تہے اور رجسٹر کلکٹری اور اون گواہوں سے جو دفتر کلکٹری سے طلب کئے گئے یہ ثابت ہوا کہ ان زمینداریوں کی قسط مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کی بابت زر مالگذاری واجب اور وہ روپیہ جو واقعی اسکی بابت ادا کیا گیا حسب ذیل تہا۔

	زر مالگذاری واجب			زر مالگذاری جو واقعی ادا ہوا		
	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی
$\frac{6}{4}$ ……	سہ	۱۱ر	۹ پائی	سے	۱۱ر	۹
$\frac{55}{1}$ ……	سالہ	۲ر	۱ $\frac{1}{4}$	صہ	۸ر	۰
$\frac{149}{1}$ ……	علہ	۲ر	۸	عہ	۲ر	۹
$\frac{192}{2}$ ……	۱۱لہ	۰	۰	صہ	۰	۰

طریقہ ادائے مالگذاری سرکار حسب ذیل ہوا۔ وہ شخص جو روپیہ داخل کرتا ہے دو چالان دیتا ہے انہیں سے ایک اوسکو معہ رسید باضابطہ کے واپس کیا جاتا ہے اور دوسرا دفتر کلکٹری میں رکہا جاتا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۲۱ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۶۵۳ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۵۱۵ (نوٹ) (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۱

سنہ ۱۸۹۴ء
عدالت ہوہن کر
بنام
ملکہ قیصرہ ہند

شہادت سے یہ ثابت ہوا کہ ہر ۔ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو رجنی کانت گہوس دیوان جادو ناتھ رائے نے ملزم کے پاس بمقام کلنا ایک رقم سالعہ کی بذریعہ کرنسی نوٹ و عہ بذریعہ منی آرڈر کے بہیجی کرنسی نوٹ ایک خط رجسٹری شدہ میں رکہے تہے اس خط اور منی آرڈر کا ملزم کو دیا جانا اظہار جیراسی ڈاکخانہ سے ظاہر ہوا اور اوسکی تائید رجسٹرہائے پوسٹ آفس اور ملزم کی رسیدات سے جو اونکی بابت دی گئی ہوئی ایک پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۸ ۔ مارچ موسومہ شمبہو چندر رائے یہ اطلاع رسید خط و منی آرڈر مذکور کے ہے جسکا ملزم کے ہاتھ کا لکھا ہونا بیان کیا گیا ہے اور جو پیش کیا گیا ہے از جانب سرکار یہ بیان نہیں کیا گیا کہ ملزم کو کوئی ہدایات خاص بہیجی گئیں کہ کسطرح سے سالعہ صرف کرے ایک خط مورخہ ۲۹ ۔ مارچ بہی اشہادت میں داخل کیا گیا جسکی نسبت یہی بیان کیا گیا ہے کہ ملزم کا لکھا ہوا تہا اوس خط میں اوسنے یہ تحریر کیا تہا کہ اوسنے قسط ادا کردی اور چالان (چار قطعہ) واسطے اطلاع اپنے مالکان کی ملفوف کئے پوسٹ کارڈ اور اس خط دونوں کی صحت سے انکار کیا گیا لیکن بہت سے گواہاں نے اظہار دیا کہ وے ملزم کے لکہے ہوے ہیں اور اونکی شہادت کو گو اسیسران نے باور نہیں کیا مگر اوسکو سشن جج نے قبول کیا یہ چار چالان کہ جو دفتر کلکٹری سے اوس شخص کو واپس کئے گئے جسنے روپیہ بابت قسط مارچ کی ادا کیا تہا اور جو بعینہ مطابق اون چالان کے ہونے چاہئیں جو دفتر مذکور سے پیش کئے گئے جعلی بیان کئے گئے تہے اون چالانوں سے بلحاظ اون رقوم کے حسب ذیل مختلف ہیں کہ جنکا ادا کیا جانا ظاہر ہوتا ہے ۔

نمبر حقیت	زر ادا شدہ حسب رجہ چالان ہاے صحیح ۔ روپیہ	آنہ	پائی	زر ادا شدہ حسب رجہ کاغذات جو جعلی بیان کئے گئے ہیں ۔ روپیہ	آنہ	پائی
۹/۴	سے	۱۱/	۹	سے	۱۱/	۹
۵۵/۱	۱ص	۸/	۰	ص	۸/	۰
۱۸۹/۱۰	عہ	۲/	۹	عہ	۲/	۹
۱۶۶/۲	ص	۰	۰	ما عہ	۰	۰

شہادت بہ ثبوت اس امر کے پیش کی گئی کہ جعلی چالان ملزم کے لکھے ہوئے ہیں جون میں حقیت نمبر ۹/۴ مشتہر بہ نیلام بعلت عدم ادای مالگذاری کے کیگئی اور جب اسکی اطلاع جادو ناتھ رائے کو ہوئی تو تحقیقات کیگئی اور فریب ظاہر ہوا یہ امر کہ جو چالان ملزم نے خط مورخہ ۲۹ ۔ مارچ کے ساتھ بہیجے تہے جعلی تہے کلکٹری کے رجسٹروں اور اون چالانوں سے جو دفتر مذکور میں رکہے تہے مقابلہ کرنے سے صاف طور پر ثابت ہوا ۔

ملزم نے جرم سے انکار کیا اور کوئی شہادت پیش نہیں کی ۔

دونوں اسیسران نے اوسکو بری کیا اور اونہوں نے اپنی رائے بعبارت ذیل ظاہر کی ۔

۱۸۹۴ء
للت موہن سرکار
بنام
ملکہ قیصرہ ہند

راے اسیسران

بابو پنچانند بسواس یہ کہتے ہیں - مجکو کوئی ثبوت بمقابلہ ملزم کے حسب دفعہ ۴۰۸ مجموعہ تعزیرات کے نہیں معلوم ہوتا کیونکہ کوئی ثبوت نہیں ہے کہ کس غرض سے روپیہ (اگر بہیجا گیا) اوس کے پاس بہیجا گیا تھا -

کوئی ثبوت بمقابلہ ملزم کی نسبت دیگر الزامات کے نہیں ہے -

سوال - آپ یقین کرتے ہیں کہ ملزم نے چار اصلی چالانوں کو لکھا یا نہیں -

جواب - میں یقین نہیں کرتا بلکہ مجکو شبہات ہیں -

سوال - آپ خیال کرتے ہیں کہ اوسنے پوسٹ کارڈ لکھا -

جواب - نہیں -

سوال - آپ خیال کرتے ہیں کہ اوسنے خط لکھا -

جواب - نہیں -

بابو منہرا ناتھ چٹرجی یہ کہتے ہیں - میری دانست میں ملزم بیگناہ ہے بلحاظ حالات اور شہادت کے میں خیال کرتا ہوں کہ وہ بیگناہ ہے -

سوال - وہ کون سے حالات ہیں جنکا آپ ذکر کرتے ہیں -

جواب - تحریر خط مطابق تحریر چالانہاے کے نہیں ہے -

سشن جج نے اسیسران سے اختلاف راے کیا اور ملزم کی نسبت جملہ جرایم ثابت قرار دئیے جز دا ہم اونکی تجویز کا حسب ذیل ہے -

"دونوں اسیسران اوسکو مجرم تجویز نہیں کرتے لیکن جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں میں یہ خیال نہیں کرتا کہ اونہوں نے اس معاملہ میں اپنی ایمانداری سے راے دی ہے جرم ملزم کا میری راے میں صاف معلوم ہوتا ہے جرایم جو اوس پر قایم کئے گئے ہیں (۱) جرم حسب دفعہ ۴۰۸ مجموعہ تعزیرات ہند بابت مالگذاری ایک رقم ۵ ؍ کی اوسکی سپرد کی اور اوسنے خیانت مجرمانہ ادس رقم کے باستثناے ؍ کے کی اسکی تشریح کیلئے یہ کہنا ضروری ہے کہ علاوہ رقم ۵ ؍ ۶ ؍ کے جو جعلی چالانوں سے ظاہر ہوتی ہے کہ ملزم نے بطور مالگذاری کے ادا کی یہ امر مسلمہ ہے کہ اوسنے نیز ایک رقم ۵ ؍ [illegible] کی بابت ... سرکار کے جو ان حقیت ہاے پروابستہ تھا ادا کی ان دونوں رقموں کی میزان ۹ ؍ ۵ ہے -

(ii) دوسرا الزام بمقابلہ ملزم کے یہ ہے کہ اوسنے وہ سند سے اور الفاظ جنسے تعداد روپیہ کی ظاہر ہوتی ہے چار چالان ہای یعنی کاغذات الف و ب و ج و د میں جعلی بنائے (iii) یہ کہ اوسنے فریبًا چالان ہاے مذکور بالا کو استعمال کیا یہ ضرور بلا شبہ ثابت ہے کہ سندے اور الفاظ چالان ہاے مذکور میں کسی نہ کسی شخص نے جعلی بنائے محض دیکھنے سے

سنہ ۱۸۹۷ء
للت موہن سرکار
بنام
ملکہ قیصر ہند

یہ بات ظاہر ہوتی ہے اور جب یہ صورت ہے تو خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں زمیندار اور اوسکے دیوان نے اوسکو اوسوقت نہیں دیکھا ... جب اونکو چالان ملے بہت صاف جواب یہ ہے کہ اونکو کوئی وجہ شبہ کی نہیں اونکی صحت کی نسبت نہ تھی شبہ اوسی وقت پیدا ہوا کہ جب جعلی چالان اصلی چالانون کے سامنے رکھے گئے ورنہ جب چالان ہیں ... کی بابت تھے اور جب اوپر مہر خزانہ کلنا کی تھی اور مختلف عہدہ داران خزانہ کے دستخط اوپر تھے (یہ سب نشانات چالان ہائے جعلی پر عیان ہیں) تو مجھکو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں زمیندار یا دیوان کو اونکی نسبت شبہ ہوتا پس میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ چالان ہائے جعلی اوسی حالت میں کہ جسمیں وہ اب ہیں اوسوقت تھے کہ زمیندار کو دیے گئے اب بحث یہ ہے کہ آیا شہادت اسامر کی ہے یا نہیں کہ ملزم نے چالانہائے مذکور میں جعل بنایا یا بیشک کسی نے اوسکو جعلی بناتے نہیں دیکھا اور نہ کوئی شخص جانتا ہو سکتا ہے کہ وہ چالانون کو خزانہ میں لایا لیکن بہت شہادت اسکی موجود ہے کہ کل چالان اوسی کے لکھے ہوئے ہیں ... جو کہ ایک ملازم سرکار ہے اور جسکو کوئی علاقہ کسی قسم کا مقدمہ سے نہیں ہے کہتا ہے کہ وہ اوسے پہچان ... ہی کہتا ہے کہ اصل چالان ملزم کے لکھے ہوئے ہیں نسبت چالان ہائے جعلی کے وہ (میری رائے میں بہت عقل کے ساتھ) کہتا ہے کہ اونکی نسبت وہ حلف نہیں اوٹھا سکتا کیونکہ اونکی تحریر دوبارہ لکھی گئی ہے اور اسوجہ سے خط کا پہچاننا مشکل ہو رہی کا ... بلحاظ حلف سے بیان کرتا ہے کہ چالان ملزم کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں یہ سب گواہ ملزم کو خوب جانتے ہیں اور اوسکے لکھے ہوئے کاغذ اکثر اونہوں نے دیکھے ہیں اور حلف سے بیان کرتے ہیں کہ وے اوسکی تحریر کو پہچان سکتے ہیں علاوہ اسکے وہ شہادت ہے جو خود ملزم کے پوسٹ کارڈ اور خط سے حاصل ہوتی ہے جسمیں اوسنے بیان کیا ہے کہ اوسنے روپیہ پایا اور خزانہ میں جمع کیا اسوجہ سے مجھکو ذرہ بھی شبہہ نہیں ہے کہ ملزم نے ہی چالان ہائے مذکور لکھے ہیں پس یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خواہ مخواہ اوسی نے جعلی چالانوں میں جعل بنایا۔

"علاوہ شہادت صریح کے جو اسمقدمہ میں ہے جملہ قرائن اوسکے مجرم ہونیکی ہیں یہ کہا بھی نہیں جاتا ہے کہ مابین اوسکے اور زمیندار کے کوئی دشمنی مطلقاً تھی اور اسوجہ سے کوئی وجہ کسی قسم کی نہیں ہے کہ کیون شخص آخر الذکر نے اوسپر جھوٹا الزام لگایا پس میں ملزم کو جملہ جرایم کا مجرم تجویز کرتا ہوں۔"

یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مجرم خیانت مجرمانہ کا اسوجہ سے نہیں ہو سکتا کہ یہ مسلمہ ہے کہ جب روپیہ اوسکے پاس بھیجا گیا تو اوسکو کوئی ہدایت نہیں کی گئی تھی کہ وہ اوسکو کسطرح صرف کرے میں اس موقع پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ بے پروائی زمیندار کی نہایت صاف طور پر ثابت کرتی ہے کہ اسمقدمہ میں ریکا عمل درآمد ٹھیک نہیں تھا اگر مقدمہ بنایا ہوا ہوتا تو یقیناً یہ پایا جاتا کہ ہدایات بہ تشریح دی گئی تھیں لیکن اگر ہم یقین کریں کہ ملزم نے صرف تھوڑا سا روپیہ خزانہ میں داخل کیا اور پھر چالانوں میں یہ ثبوت اسامر کا جعل بنایا کہ اوسنے زیادہ روپیہ دیا تھا تو خواہ مخواہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اوسنے ارتکاب خیانت مجرمانہ کا کیا درحقیقت جعلسازی اور جعلی دستاویزات استعمال کرنیکو صرف یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ چند کڑی سلسلہ شہادت میں بہ ثبوت خیانت مجرمانہ کے ہیں۔

عدالت کسی ایسے اتفاق رائے نکرکے یہ تجویز کرتی ہے کہ للت موہن سرکار مجرم اوس جرم کا جو اوسپر لگایا گیا یعنی حسب دفعہ ۴۰۸

سنہ ۱۸۹۴ء
للت موہن سرکار
بنام
ملکہ قیصر ہند

اونسے خیانت مجرمانہ بحیثیت ملازم کا ارتکاب بنسبت رقم (قریب) سامے ۵ کے کیا اور حسب دفعہ ۴۶۷ اونسے چار چالان یعنی کاغذات الف و ب و ج و د جعلی بنائے اور حسب دفعہ ۴۷۱ اونسے قریبًا ان چالانوں کو بطور صحیح چالانوں کے استعمال کیا اور حسب دفعہ ۴۰۹ تعزیرات ہند عدالت یہ حکم دیتی ہے کہ وہ دو سال تک قید سخت رہے اور حسب دفعہ ۴۷۱ وہ دو سال قید سخت رہے یعنی کل چار سال قید سخت رہے کوئی سزا حسب دفعہ ۴۶۷ مجموعہ تعزیرات کے نہیں دیجاتی۔

بناراضی اس تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے ملزم نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔

مسٹر سنگہ منجانب اپیلانٹ۔

قائم مقام ڈپٹی لیگل ریممبرانسر (مسٹر کارڈن لیتھ) منجانب سرکار۔

جن وجوہ پر منجانب اپیلانٹ واسطے منسوخی تجویز ثبوت جرم کے استدلال کیا گیا ہے کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ

(بنرجی صاحب جسٹس و ریل صاحب جسٹس) سے ظاہر ہوتے ہیں جو حسب ذیل تھی۔

اپیلانٹ مقدمہ ہذا کی نسبت سشن جج جیسور نے تجویز ثبوت جرائم قابل سزا حسب دفعات ۴۰۸ و ۴۶۷ و ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند صادر کی اور اوسکو سزا دو سال کی قید سخت کی حسب دفعات ۴۰۸ اور دو سال کی قید سخت کی حسب دفعہ ۴۷۱ دی۔

کونسل ذیعلم نے منجانب اپیلانٹ یہ حجت بنسبت الزام حسب دفعہ ۴۰۸ کے کی چونکہ اپیلانٹ کو کوئی ہدایت نہیں تھی کہ کس طریق سے اوس روپیہ کو صرف کرے جو اوسکے پاس بھیجا گیا تھا اور حساب مابین اپیلانٹ اور اوس کے مالک کے بموجب عام رواج کے سال آخر پر قابل تصفیہ تھا اور یہ بھی شہادت میں موجود ہے کہ یہ معلوم نہ تھا کہ آیا تاریخ خیانت مجرمانہ مبینہ پر اپیلانٹ اپنے مالک کا قرضدار تھا یا خلاف اوسکی صورت تھی لہذا تجویز ثبوت جرم برقرار نہیں رہ سکتی بنسبت الزام حسب دفعہ ۴۶۷ کی حجت یہ ہے کہ کوئی شہادت بہ ثبوت جعلسازی کے نہیں ہے اور علاوہ اس کے جبکہ جعلسازی مبینہ کا ارتکاب اس نیت سے نہیں کیا گیا کہ کوئی استحصال ناجائز یا زیان ناجائز یا کوئی فریب کیا جائے بلکہ یہ نیت تھی کہ ملزم کا جرم گذشتہ اخفا کیا جائے تو وہ داخل تعریف جعلسازی کے جو دفعہ ۴۶۳ مجموعہ تعزیرات ہند میں مندرج ہے نہیں ہے اور آخر حجت بنسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۷۱ کے یہ ہے کہ کوئی شہادت نہیں ہے کہ ملزم نے دستاویزات مابہ البحث کو استعمال کیا نہ کوئی شہادت اس امر کی ہے کہ وہ اونکو جھوٹا جانتا تھا۔

بنسبت اول حجت کے یعنی جو متعلق تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۰۸ کے ہے کونسل ذیعلم اپیلانٹ نے ہمارے روبرو وہ اجزائے شہادت جو اس جزو مقدمہ کے متعلق ہیں پیش کئے اور ہمنے اوپر اونکے اعتراضات کو سماعت کیا گو کوئی صریح ہدایات ملزم کو نسبت اسکے نہیں کہ کس طرح وہ اس روپیہ کو صرف کرے جو اوسکی

۱۸۹۴ء ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام لالہ مہن سرکار

پاس بہیجا گیا تہا تاہم تاریخ ارسال زر اور تاریخ اخیر ادائے قسط مارچ مالگزاری سرکار کی عین قربت کو ذہن میں رکہکر اور یہ دیکہکر کہ چالان ہائے تبدیل شدہ جو اپلانٹ نے اپنے مالک کے پاس بہیجے اور جنسے حالت تبدیل شدہ میں وہ رقوم ظاہر ہوتی نہیں کہ جو درحقیقت لیطور مالگذاری کی واجب الادا تہیں اور جو قریب قریب پاس کل رقم کے تہیں کہ جو بہیجی گئی ہیں ہماری رائے میں نتیجہ نکالنا قرین عقل ہے کہ ملزم اوس غرض مذموم سے واقف رہا کہ جسکے لئے روپیہ بہیجا گیا تھا اور چونکہ اوسنے کلکٹری میں بہت تہوڑا روپیہ منجملہ اوسکے کہ جو اسکی پاس بہیجا گیا اور جو اوسکو جمع کرنا چاہیے تہا جمع کیا اور جہوٹے چالان ہائے تبدیل شدہ کو بطور صحیح کے چلانا چاہا تو ہم خیال کرتے ہیں کہ بد دیانتی سے اسقدر روپیہ اور قدر روپیہ کا اجرا بمنہائی اوس رقم کے جو واقعی جمع کیگئی اور اوس قدر روپیہ جہوٹے چالانات سے ثابت ہو ظاہر ہوتی ہے باقی رہتا ہے اور یہ اوس ملزم کے تجویز کرنے کیواسطے کافی ہے کہ جو اوسکو [illegible] کیا گیا ہے یہ صورت نہیں ہے کہ اوسنے روپیہ کو اپنے کام میں لگانے کیواسطے رکہہ لیا ہو [illegible] کہ مابین اوسکے اور اوسکے مالک کے تصفیہ حساب کا ہونا ہو [illegible] تمام چالانات [illegible] اور جہوٹے طور پر یہ ظاہر کرے کہ اوسنے زیادہ روپیہ جمع کیا ملزم بطور [illegible] جو اوس کو ہدایات کیلئے ضروری تہا کہ روپیہ اوسکی مالک کے کام میں مناسب طور پر [illegible] ۔

نسبت الزام حسب دفعہ ۴۶۷ یہ حجت کی گئی ہے کہ شہادت نسبت خط کے کافی واسطے ثابت کرنے اس امر کے نہیں ہے کہ خود ملزم نے اپنے ہاتھ سے جعل بنایا بلاشبہہ شہادت کافی واسطے ثبوت اس امر کے نہیں ہے کہ خود ملزم نے جعل بنایا یعنے ثابت نہیں کیا گیا کہ تبدیلات جو چالانوں میں ہیں اور جو جعلی ہیں مثل بقیہ مضامین چالان ہائے مذکور کے ملزم کے ہاتہ کی ہیں لیکن جملہ حالات مقدمہ پر نظر کرکے یعنی ملزم کا روپیہ پانا اور روپیہ تہوڑا جمع کرنا اور مالک کے پاس ایسے چالان بہیجنا کہ جنسے زیادہ روپیہ کا جمع ہونا ظاہر ہوتا تہا معہ ایک پوسٹ کارڈ اور خط کے کہ جو ثابت ہوا ہے کہ اوس کے ہاتھ کے لکہے ہوئے ہیں۔ اور جن میں اطلاع روانگی چالان ہائے کی مالک کو دی گئی ہے یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ اگر ملزم نے خود جعلسازی نہیں کی تو وہ ضرور معاون ارتکاب جعلسازی مذکور کا تہا۔

اس موقع پر ہم کو اس دلیل کونسل ذی علم پر غور کرنا ضرور ہے کہ اگر بطور امر واقع کے چالانوں میں تبدیلات کرنیکا الزام ملزم پر ثابت بہی ہوجاتا تاہم بطور ایک امر قانونی کے تجویز ثبوت جرم قایم نہیں رہ سکتی کیونکہ تبدیلات اس نیت سے نہیں کی گئیں کہ فریب

یا بد دیانتی آئندہ عمل میں آوے بلکہ اس نیت سے کی گئی کہ گذشتہ افعال فریب اور بد دیانتی کے چھپائے جاویں بتائید اس حجت کے دو مقدمات کا حوالہ دیا گیا اول مقدمہ قیصر ہند بنام جیوانند (۱) اور دوسرا مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گردہاری لال (۲) ہے۔

ساتھ اوس تمام تعظیم کے جو اون حکام ذی علم کی واجب ہے کہ جنہوں نے اون مقدمات کو فیصل کیا ہم اوس قاعدہ قانونی کے قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہیں کہ جو اونہوں نے قایم کیا ہے یعنی یہ کہ بموجب مجموعہ تعزیرات ہند کے جعلسازی ہوگی اگر وہ نیت جس کے ساتھ جھوٹی دستاویز بنائی گئی یہ ہو کہ ایسے فریب کا اخفا کیا جائے کہ جس کا ارتکاب پیشتر ہو چکا ہے اگر وہ نیت کہ جس سے کوئی جھوٹی دستاویز بنائی جاوے یہ ہو کہ کوئی فعل فریبی یا بد دیانتی کہ جس کا ارتکاب پیشتر ہو چکا ہے مخفی رہے تو ہمکو نہیں معلوم ہوتا کہ کیوں وہ نیت ارتکاب فریب کے سوا سے کچھہ اور سمجھی جائے اور اگر وہ نیت ارتکاب فریب ہو تو جھوٹی دستاویز کا اوس نیت سے بنانا داخل تعریف جعلسازی مندرجہ دفعہ ۴۶۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوگا نہ دفعہ ۴۶۴ مانع اوس رائے کی ہے جو ہم نے قایم کی ہے کیونکہ گو جعلسازی کے قایم کرنے کے لئے ضرور ہے کہ کوئی شخص جھوٹی دستاویز بناوے جس کی تعریف دفعہ ۴۶۴ میں ہے۔ لیکن اوس شخص کی نسبت جو کوئی دستاویز یا دستاویز کا کوئی جزو بد دیانتی سے یا فریب سے بناوے یا اوسپر دستخط یا مہر کرے یا اوس کی تکمیل کرے الخ" یہ کہا جائیگا کہ اوسنے جھوٹی دستاویز بنانے یا تبدیل کرنے میں بد دیانتی یا فریب کیا تو مقدمہ داخل دفعہ ۴۶۴ کے ہوگا۔

ہم سے استدعا یہ کیجاتی ہے کہ ہم یہ تجویز کریں کہ یہاں پر فریب سے مراد وہی ہے کہ جو بد دیانتی سے ہے اور اگر نیت یہ تھی کہ کوئی استحصال ناجایز یا زیان ناجایز آئندہ کیا جاوے بلکہ صرف یہ نیت تھی کہ مجرم کے کسی جرم گذشتہ کا اخفا کیا جاوے یا بالفاظ دیگر اگر بد دیانتی یعنی استحصال ناجایز یا زیان ناجایز ایک امر گذشتہ اوس

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۲۱ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۶۹۳

سنہ ۱۸۹۷ء
لات موہن سرکار
بنام
ملکہ قیصر ہند

تاریخ کو تہا کہ جب جہوٹی دستاویز بنائی گئی تو مقدمہ داخل دفعہ ۴۶۴ کے نہ ہوگا لیکن قطع نظر اس بحث کے کہ آیا اگر استحصال ناجائز یا زیان ناجائز ایک امر گذشتہ اوس تاریخ کو ہو کہ جب جہوٹی دستاویز بنائی گئی اوسکا جہوٹا بنانا داخل بددیانتی سمجھا جائیگا یا نہیں ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ لفظ بددیانتی سے کے معنی کسیقدر مختلف فریب سے ہیں اوسکے معنی جیسی کہ تعریف دفعہ ۲۵ مجموعہ تعزیرات میں کی گئی ہے "بہ نیت فریب دینے کے" سمجھنے چاہئیں اور یہی رائے ہائیکورٹ بمبئی نے بمقدمہ ملکہ قیصر ہند بنام دہٹل نرائن جوشی (۱) ظاہر کی تہی پس ہماری یہ رائے ہے کہ اس مقدمہ میں جعلسازی (جس کی صرف اعانت کے ثبوت کی تجویز نسبت اپیلانٹ کے بربنائے شہادت پیش شدہ کے ہونی چاہیئے) کافی طور پر بوجہ تبدیلات چالان ہائے کے قائم ہوتی اس رائے کی تائید پورے طور پر فیصلہ ہائیکورٹ مدراس مصدرہ مقدمہ ملکہ قیصر ہند بنام سیاپتی (۲) سے ہوتی ہے کہ ایسے حالات میں جہوٹی دستاویز بنانا کہ جیسے جہوٹے چالان اس مقدمہ میں بنائے گئے تھے جعلسازی کی حد تک پہونچتا ہے۔

نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۷۱ کے ہم سے یہ استدعا کی جاتی ہے کہ ہم یہ تجویز کریں کہ کوئی شہادت اس امر کی نہیں ہے کہ اپیلانٹ نے جہوٹی دستاویز استعمال کی اور یہ کہ کوئی ثبوت اوس کے علم مجرمانہ کا نہیں ہے جو کچھ کہ ہم کہہ چکے ہیں اوس سے ظاہر ہے کہ ضرور اوسکو علم مجرمانہ ہوگا جو روپیہ اوس کے پاس آیا اوس کی رسید اوسنے بذریعہ پوسٹ کارڈ کے بہیجی اوسنے جیسا کہ اون چالانوں سے ظاہر ہوتا ہے جو اوسنے تحریر کئے اور کلکٹری میں داخل کئے کہ بہت کم روپیہ داخل کیا اور پہر اوسنے مثنی چالانوں کے کہ جن میں جہوٹے تبدیلات ہوئے تھے اپنے مالک کے پاس بہیجے اوس خط سے جو اوسنے تحریر کیا اور جو پوسٹ کارڈ کے بعد بہیجا گیا صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اوسنے چالانوں کو استعمال کیا یہ حجت کی گئی ہے کہ شہادت بہ ثبوت اس امر کے کہ پوسٹ کارڈ اور خط ملزم کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے نہایت خفیف ہے ہماری دانست میں اس بحث میں بہت دقعت نہیں ہے اپیلانٹ کا مالک جادو ناتھ رای چودہری موجود ہے اوسکا دیوان رجنی کانت گہوس موجود ہے اور نیز ایک عملہ کلکٹری کا تارنی چرن گپت

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۱۵ (نوٹ) (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۴

موجود ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ پوسٹ کارڈ اور خط ملزم کے ہاتھ کے لکھے ہوتے ہیں وے سب یہ نہیں کہتے کہ ہمنے ملزم کو لکھتے ہوئے دیکھا بلکہ وے کہتے ہیں کہ اثنائے کاروبار میں اونہوں نے اوس کے خط کو دیکھا ہے اور اس معاملہ کو اوسی نظر سے دیکھکر کہ جس سے اس قسم کے معاملات معقول آدمیوں کو دیکھنے چاہئیں ہماری راے میں یہ تجویز کرنا صحیح نہ ہوگا کہ اس شہادت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پوسٹ کارڈ اور خط ملزم کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ اوس شہادت سے جو مقدمہ میں پیش ہوئی ہے کوئی معقول شبہہ باقی نہیں رہتا کہ ملزم نے جھوٹے چالانوں کو استعمال کیا اور انکو بہ علم مجرمانہ استعمال کیا اوسنے کوئی جوابدہی نہیں کی اوسنے اپنے اظہار میں صرف یہ کہا کہ وہ مجرم نہیں ہے کونسل ذی علم اپیلانٹ نے یہ ظاہر کیا کہ ممکن ہے کہ اگر کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا تو ملزم کے لڑکے نے اوسکا ارتکاب کیا ہوگا کہ جسکی نسبت گواہان ثبوت میں سے ایک نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک نوجوان شخص برے چال چلن کا ہے اور وہ کبھی کبھی خزانہ میں جاتا ہے اور اگر یہ صورت تھی تو ملزم اپنی جوابدہی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ جن حالات سے اوسکی بیگناہی ثابت ہوتی اون سے اوس کے لڑکے کا مجرم ہونا ثابت ہوتا -

یہ صرف خیال ہے کہ کوئی کافی بنیاد واقعات کی کسی نتیجہ معقول نکالنے یا شبہہ کی بھی نہیں ہے کہ ان دستاویزوں پر جو ملزم کے ہاتھ میں ہو کر گذریں جعلسازی اوسکے لڑکے نے بلا اوسکے علم کے کی ہو ایسے قیاس کو اثر پذیر کرنا اوس صحیح قاعدہ پر عمل کرنا نہیں ہے کہ جس کے بموجب ہمکو لازم ہے کہ ملزم کو فایدہ ہر معقول شبہہ کا دیں بلکہ اوسکے یہ معنی ہونگے کہ قیاسات کو بجاے شہادت کے جگہہ دیں -

ان جملہ وجوہ سے ہم خیال کرتے ہیں کہ تجویز ثبوت جرم صرف اوس ترمیم کی ساتھ جو ہم پہلے نسبت الزام جعلسازی کے بیان کر چکے ہیں بحال رہنی چاہئے نسبت بحث سزا کے ہماری دانست میں جرایم خیانت مجرمانہ و جعلسازی اور جعلی دستاویز کو بطور اصلی دستاویز کے کام میں لانے کے اس مقدمہ میں یکے بعد دیگرے مخلوط ہیں اور ایک ہی مسلسل معاملہ کے اجزا ہیں بغرض انصاف یہ کافی ہوگا کہ ہم حکم سزا قید سخت دو سال کو جو بابت جرم خیانت مجرمانہ کے ہے بحال رکھیں اور حکم سزا بابت جرم حسب

سنہ ۱۸۹۷ء سرکار بنام ملکہ قیصرہ ہند

دفعہ ۴۷۱ کم کرکے ایک سال کی قید سخت قایم رکہیں -

اب ایک لفظ نسبت اوس اظہار راے کے کہنا باقی ہے جو جج ذیعلم نے نسبت طریق عمل اسیسران مقدمہ ہذا کے ظاہر کی ہے جج ذیعلم نے اپنی تجویز میں دو مرتبہ یہ کہا ہے کہ اسیسران نے اس مقدمہ میں اپنی راے ایمانداری سے نہیں ظاہر کی ہماری دانست میں یہ تحریر صرف اسوجہ سے جایز نہتی کہ اسیسران کی راے یہ ہتی کہ ملزم بے گناہ تہا اسیسران کی راے بیشک غلط تہی جب اونہوں نے یہ کہا کہ ملزم پر جرم ثابت نہیں ہوا اونکی راے بیشک غلط تہی لیکن غلطی راے میں خواہ وہ کیسی ہی شدید ہو اور خلاف ایمان ہونے میں بڑا فرق ہے اور صاحب جج کے روبرو نہایت قوی وجوہ ہونے چاہئیں تھے کہ جنکی بناپر وہ ایسی راے ظاہر کرسکتے کہ جس سے ایمانداری اون اشخاص پر حرف آتا ہے کہ جو اونکے ساتھ تجویز مقدمات میں شریک تھے جن اصحاب نے اس مقدمہ میں بطور اسیسران کے کام کیا اونکی نسبت ہمکو یہ کہنا لازم ہے کہ گو اونکی تجویز کو ہم بہت ناپسند کرتے ہیں مگر ہمکو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اونکی ایمانداری کی نسبت اعتراض کریں -

تجویز ثبوت جرم بحال رکہی گئی -

---

۹۶ سنہ ۱۸۹۱ء
سید محمد
بنام
فتح محمد

نسبت امر تقرر کے یہ عیان نہین تہا کہ کس نوبت مقدمہ مین یہہ بحث اول مرتبہ پیش کیگئی کہ آیا متوفی بوقت کرنے تقرر مذکور کے بصحت اثبات عقل اور قابل کرنے تقرر کے تہا یا نہین عدالت مرافعہ اول نے یہ تجویز کی کہ نامبردہ اُسوقت مین صحیح العقل تہا لیکن چیفکورٹ نے بر طبق اپیل اس تجویز کو منسوخ کیا اور یہ تحریر کیا کہ حکام ممدوح کی دانست مین نامبردہ پر داب ناجائز ڈالا گیا تہا اگرچہ یہ امور با ضابطہ طور پر امور تنقیح طلب مین بیان نہین کئے گئے تہے مگر از بسکہ کاروائیات کے دورون عدالتون مین ہر ایک کو بخوبی اتفاق تہا کہ بر بنائے انکے ایک تجویز قایم کیجاوے پریوی کونسل کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ ان امور مین سے کونسا امر صحیح تہا اور تجویز عدالت مرافعہ اولی نسبت صحت عقل متوفی کے بحال رکہی۔

نسبت امر داب ناجائز کے کہ جو ایک امر تنقیح طلب بارہ لیاقت عقلی متوفی کے مد بابت تقدس مختلف تہا حکام عالیمقام نے کوئی شہادت جبر یا فریب کی نہین پائی جس سے اس قسم کا داب ظاہر ہوا اور مقدمہ بالسن بنام ویس بلدار کا حوالہ دیا حکام ممدوح نے کوئی شہادت استعمال کسی داب ناجائز کی نہین پائی لہذا فیصلہ چیفکورٹ کا منسوخ کیا گیا اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی بحق مدعی بحال رکہی گئی۔

اپیل بنا راضی ڈگری ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء مصدرہ چیفکورٹ منسوخی ڈگری ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء مصدرہ جج ضلع منٹگمری۔

اس نالش مین دعوی مدعیکا حق سجادہ نشینی یا گدی ایک قدیم خانقاہ اہل اسلام مقام پاک پٹن واقع ضلع منٹگمری کا کیا گیا تہا اور تعین مالیت اُسکا معہ جایداد متعلقہ کے بقدر ڈیڑہ لاکہہ روپیہ کے کیا گیا تہا یہ جایداد کئی صدی پیشتر بہیا دگار اوسکے بانی بابا فرید الدین کے جنکی قبر وہان ہے مخصوص کیگئی تہی خاص امور یہہ تہے اولاً آیا اس سجادہ نشین کو جو حال مین فوت ہوا اور جو خانقاہ کا اہتمام کرتا تہا یہ استحقاق تہا یا نہین کہ اپنی حیات مین کسی شخص کو اپنا جانشین مقرر کرے جسکو وہ بانی کے قرابت داران مین سے بمحرمی ایک دوسرے قرابتدار کے جسکو سرداری اور اہتمام دیگر نہج پر حاصل ہوتا منتخب کرے ثانیاً آیا بطور امر واقعہ کے مدعیکو متوفی نے جو مفلوج تہا در حالیکہ اوسکو ہنوز عقل قابل انتظام اور لیاقت ایسے کام کی حاصل تہی مقرر کیا تہا یا نہین۔

اپیلانٹ نے جو اُسوقت مین گیارہ برس کی عمر کا تہا یہ نالش ۵ مئی سنہ ۱۸۸۴ء کو بذریعہ اپنے قریبی رفیق کے بصیغہ مفلسی (دفعہ ۴۰۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی) بدعوی استقرار اپنے با ضابطہ طور پر مقرر ہونے سجادہ نشین کے اور صادر کئے جانے ڈگری قبضہ اراضیات موضع اور جایداد منقولہ مندرجہ فہرست شمولہ عرضیدعوی کے دائر کی اخاص بنا سے اوسکے استحقاق کے اوسکی نامزدگی منظہر

منجانب گدی نشین اقبل دیوان پیر اللہ جیو یا متوفی بتاریخ ۴۴ - دسمبر ۱۸۸۶ء تہی جسکا ۱۸۹۳ء
وہ نواسہ یعنی پسر دیوان کی دختر کا تہا مدعا علیہ عبد الرحمن چچا متوفی دیوان کا اور اسکا قریب سید محمد بنام
ترین یکہ ہی رشتہ دار تہا اس مدعا علیہ نے چوتہی روز بعد وفات دیوان مرحوم کی گدی اور جایداد فتح محمد
خانقاہ پر قبضہ حاصل کیا فریقین قوم کے چشتی تہے اور بیان کیا گیا تہا کہ اولاد مین بابا فرید الدین شکر گنج
زاہد مندہی شکر گنج کے ہین جسکے بعد دیوان پیر اللہ جیو یا تک تیس کس گدی نشین ہوئے اور شخص
آخر الذکر چالیس برس تک گدی پر قابض رہا یہ بیان کیا گیا تہا کہ چونکہ اوسکو کوئی لڑکا نہ تہا
لہذا اوسنے اپنا جانشین اپنے نواسہ کو کیا جسکو نامبردہ نے چند ماہ قبل اپنی وفات کے اپنے پاس رکہا تہا
یہہ بھی بیان کیا گیا تہا کہ اس تقرر کی تصدیق ایک دستاویز سے کیگئی تہی جو عرضیدعوی کے
ساتھہ داخل کیگئی تہی اور جو بمضمون مندرجہ ذیل تہی -

تبنیت نامہ جو دیوان شخص پیر اللہ جیو یا نے ۲۹ - جولائی ۱۸۸۴ء مطابق پنجم شوال ۱۳۰۱ ہجری کو تحریر کیا -
منکہ دیوان شیخ پیر اللہ جیو یا ولد شیخ قطب الدین قوم چشتی سجادہ نشین پاک پٹن اس تحریر کے ذریعہ سے اقرار کرتا ہون
کہ چونکہ میرے پسر شیخ محمد اکبر کا بقضاے الہی انتقال ہوگیا اور میرے کوئی پسر نہین رہا اور چونکہ اس حیات مستعار کا کچھ اعتبار
نہین ہے لہذا مین نے بصحت نفس و ثبات عقل وحواس کے شیخ محمد ولد شیخ فتح محمد نواسہ اپنی دختر کے پسر کو متبنی کیا اور اوسکو اپنے پاس
رکہا اور اپنے ہاتہہ سے رسم دستار بندی کی باطہار تبنیت کرنے نامبردہ کے روبرو معززین اشخاص قصبہ پاک پٹن کے ادا کی شیخ محمد
مذکور الصدر اسطرح بطور وارث و مالک میری جایداد کا بعد میری وفات کے کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ اور سجادہ نشینی خانقاہ مقدس
قطب الاقطاب فرید الدین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر (رحمۃ اللہ علیہ) مع جایداد متعلقہ سجادہ نشینی مذکور الصدر
کی ہوگی مین ایک وصیت نامہ واسطے نان و نفقہ و دیگر اخراجات اپنی زوجگان کے لکہہ چکا ہون مطابق وصیت نامہ
مذکور کے میری زوجگان جایداد مندرجہ وصیت نامہ مذکور پر اپنی حیات مین قابض رہینگی اور کوئی شخص اوس انتظام
مین مداخلت نہ کریگا بیہہ پسر متبنی پر لازم ہوگا کہ میری زوجگان کی خدمت سعادت مندی کے ساتھہ کرے اور
اسطرح سعادت دارین حاصل کرے اور بعد انکی وفات کے انکی جایداد مندرجہ وصیت نامہ میرے پسر متبنی مذکور
کو واپس پہونچیگی اور وہ مالک ہوگا اور کوئی قرابتدار یا وارث میرا کوئی دعوی اوسکا نکریگا لہذا یہ چند سطر
بطور تبنیت نامہ کے لکہدی گئی تا کہ سند ہو -
تحریر تاریخ ۲۹ - جولائی ۱۸۸۴ء مطابق پنجم شوال ۱۳۰۱ ہجری بقلم غلام محی الدین قاضی
مہر دیوان شیخ پیر اللہ جیو یا سجادہ نشین مع مہر دستخط ویرہ -
اسپر دستخط یا مہرین تینتالیس گواہان باشندگان پاک پٹن و مقامات قریب جوار کی

۱۹۱۹ع
سید محمد
بنام
فتح محمد

ہاہین۔

جوابدہی اصلی مدعا علیہ عبدالرحمن کی یہ تہی کہ مدعی کا تقرر سجادہ نشینی پر نہین ہوا تہا اور دیوان متوفی کو یہ استحقاق نہ تہا کہ جانشین مقرر کرے نہ یہ اختیار رہتا کہ جایداد متعلقہ وقف کو منتقل کرے یہ بہی جزو جوابدہی تہا کہ کوئی حق وراثت بذریعہ تبنیت مظہرہ کے سید محمد کو حاصل نہین ہوا۔

مگر مدعی نے بیان استحقاق بذریعہ تبنیت پر بہت اصرار نہین کیا اور اس بیان سے دست برداری کیگئی کیونکہ یہ تسلیم کیا گیا تہا کہ حق وراثت کی بطور نتیجہ تبنیت منجانب متوفی کے شرع محمدی سے تائید نہین ہو سکتی تہی مدعی نے اصرار اس رواج خانقاہ پر کیا کہ ہر سجادہ نشین کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اپنا جانشین ایک ایسے شخص کو جو قرابت داران بانی مین سے مقرر کرے۔

عدالت ضلع مین چند امور تنقیح طلب قایم کئے گئے جنمین سے بعض اسوقت متنازعہ نہین رہے جب عدالت چیفکورٹ مین اپیل دائر ہوا جو امور تنقیح طلب کا اہم باقی رہے وہ یہ تہے اول آیا دیوان سابق کو از روئے رواج خانقاہ کے یہ اختیار تہا یا نہین کہ اپنا جانشین مقرر کرے دوم آیا اس اختیار کے ساتہ مین اگر وہ قابل عمل مین لانیکے ہو کوئی ایسی قید تہی یا نہین جسکی رو سے منتخب کرنا اولاد یکے بعد دیگری بانی مین سے لازم ہو اور اشتناع اسکی ہو کہ بذریعہ مقرر کرنے افسر خانقاہ کسی زیادہ بعید قرابت دار کے اسکو قریب ترین قرابت دار پر ترجیح دیجاوے یا کسی اولاد سلسلہ اناث کو کسی اولاد سلسلہ ذکور پر ترجیح دیجاوے سوم آیا دیوان مرحوم نے تقرر مدعی کا کیا تہا یا نہین۔

صاحب جج ضلع یعنی ڈپٹی کمشنر ضلع نے نسبت اختیار رواجی سجادہ نشین اس خانقاہ و دیگر خانقاہون کے منجملہ بہت سے گواہون کے سات گواہان حیدرآباد دکن کے اظہار لئے۔

نسبت اختیار دیوان مرحوم درباره تقرر اپنے جانشین کے صاحب جج نے ایک چہپی ہوئی کتاب مشمولہ مسل موسومہ "جواہر فریدی" کا حوالہ دیا جسمین یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ حالات رواج چشتی بابت خانقاہ ہذا مندرج ہین یہ کتاب ۱۸۸۴ع مین چہاپی گئی تہی اور ایک قلمی کتاب شامل مسل ہے جو ۱۰۳۳ ہجری (۱۶۲۳ع) مین تحریر کیگئی تہی طبع کنندہ طلب کیا گیا اوسنے بیان کیا کہ چہپی ہوئی کتاب صحیح ہے اور قلمی کتاب سے جو دیوان مرحوم نے دی تہی نقل کیگئی تہی گواہان طرفین نے بیان کیا کہ یہ کتاب قابل اعتبار ہے قلمی کتاب زبان فارسی مین تہی صاحب

۱۹۱۶ء سید محمد بنام نبع محمد

جج معنی فقرات محولہ کے سمجھتے تھے جنکو حاکم موصوف نے جزواً اپنی تجویز مین تحریر کیا ہے اورکہین کہین اونکا ترجمہ لکھا ہے حاکم موصوف نے تجویز کی کہ انتخابات مذکورہ سے صریحاً ظاہر ہوتا ہے کہ جانشینی افسر خاندان کی مطابق مرضی پیر وقت کے ہوتی ہے حاکم موصوف نے شہادت زبانی رو سے مضمون کی بھی قلمبندکی ہے بنائے اوسکے حاکم موصوف نے یہ فیصلہ کیا کہ اسمین کوئی شک معقول نہین ہے کہ جواہر فریدی ایک مستند خلاصہ تاریخ مدوجات اولاد بابا فرید کا ہے جو عہدہ دیوان خانقاہ پاک پٹن پر مامور رہا تھا دیگر کتب کا بھی حوالہ دیا گیا تھا۔

بتائید قرین قیاس ہونے وجود اوس رواج کے ایسی اسناد کا حوالہ دیا گیا جنسے ظاہر ہوتا تھا کہ متولی مجاز ہے کہ اپنی اخیر بیماری مین تولیت دوسرے شخص کو سپرد کرے صاحب جج موصوف نے یہ تجویز کی کہ چونکہ دیوان مرحوم کو یہ استحقاق تھا کہ ایک قریب بین رشتہ دار یکجدی کو چھوڑکر دوسرے شخص کو جسکو وہ منتخب کرے مقرر کرے لہذا اوس نے مدعیکو مقرر کیا تھا بہت عرصہ قبل نامزد کرنے شخص آخرالذکر کے دیوان نے اپنا یہ ارادہ مجمع گواہان حیدرآباد سے ظاہر کیا تھا کہ اگر بابا فریدالدین کی رواج اوسکو اپنا ... کو مقرر کرنیکی ہدایت کرے تو وہ اپنے نواسہ کو مقرر کریگا نوعیت اوس معذوری پر جسمین دیوان مبتلا تھا غور کیا گیا تھا اور جج موصوف نے جو نتیجہ اخذ کیا وہ حسب ذیل تحریر کیا گیا تھا۔

مثل مین شہادت اس امر کی موجود ہے کہ بہت عرصہ قبل نامزدگی کے دیوان نے اپنا ارادہ نامزدگی مذکور کا ظاہر کیا تھا اور مدعا سکو اپنے نواسہ سے محبت تھی اور وہ عبدالرحمن کے خلاف تھا بعد کرنے غور اوپر شہادت کے میری نزدیک مدعا علیہم ایہ ثابت کرنیسے قاصر رہے ہین کہ جب نامزدگی عمل مین آئی دیوان کے قوائے عقلی ضعیف ہوگئے تھے یا وہ یہ نہین جان سکتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے یا اوسنے امر مذکور کسی اور طرح سوائے اپنی رضا و رغبت کے کیا یا امر کہ نامزدگی عمل مین آئی دستاویز نامزدگی بابت رسم دستاربندی سے جسمین مدعیکو پگڑی مقررہ رسوم و ضوابط کے ساتھہ باندہی گئی تھی اور اوس اندراج سے جو معمولی طریقہ کاروبار مین موہن لال پٹواری نے اپنے روزنامچہ مین ۳۰۔ جولائی ۱۹۱۶ء کو کیا اور شہادت چند گواہان سے جنہوں نے ثابت کیا کہ بعد نامزدگی کے طفل مذکور یعنی سید محمد برابر دیوان کے ساتھہ رہا اور اوسکے ساتھہ اکتوبر ۱۹۱۶ء مین رسم کہولے جانے دروازہ نور مشرقی مین گیا تھا اور اس امر سے کہ بعد رسم دستاربندی کے بہت سے خطوط معززمعارفان خانقاہ مذکور کو باطلاع امر مذکور کے بہیجے گئے تھے اور اونکے پاس سے پیغامات مبارکبادی آئے تھے عیان ہے اگرچہ جیسا کہ مین نے تجویز کیا ہے دیوان کے ہوش و حواس اوس وقت درست تھے جب نامزدگی کیگئی تھی یہ خیال کرنا خلاف عقل نہین ہے کہ وہ اون تدابیر سے جو نامزدگی مذکور کے منعقد کئے جانے کیواسطے کیگئی

سنہ ۱۸۹۴ء سید محمد بنام فتح محمد

نہین سمجہی اور بعض گواہون نے اون تدابیر کو جو واسطے مشہور کرنے نامزدگی کے کیگئین تسلیم کیا تہا بس مین بر بنائے شہادت یہ فیصلہ کرتا ہون کہ گدی نشین مرحوم نے مدعی سید محمد کو اپنا وارث گدی مقرر کیا "

برطبق اپیل بعدالت چیفکورٹ ڈگری بحق مدعی جو مطابق تجویز ذکور الصدر کے صادر ہوتی تہی منسوخ کیگئی اور نالش ڈسمس ہوئی یہ اس بناء پر ہوا کہ دیوان سابق اگرچہ جہانتک کہ تحریر دستاویز ۹ - جولائی ۱۸۸۴ء کو تعلق تہا نامبردہ نے اوسکو تحریر کیا تہا اُسوقت قابل ظاہر کرنے مرضی یا قایم کرنے رائے کے نہ تہا جو واسطے فعل نامزدگی ایسے جانشین کے ضروری ہے جو اُس شخص کی جگہہ مقرر ہو جو دیگر نہج پر جانشین ہوتا حکام ممدوح یہ رائے قایم نہین کرسکتے تہے کہ نامبردہ قابل سمجہنے اسبات کے تہا کہ بذریعہ تبدیل جانشینی کے اُسنے ایک ایسا فعل کیا کہ جس سے بلاشبہہ نزاع اور مقدمے پیدا ہونگے لیکن بانیہمہ اوسنے اون وجوہ سے جنکو اُسنے صحیح تصور کیا ان نقصانات کے گوارا کرنیکا ارادہ مصمم کرلیا علاوہ برین حکام کا اطمینان نسبت اس امر کے نہین ہوا کہ "نامبردہ نے یہ تجویز بلا طرفداری بوجہ واجب ناجایز کے کی" حکام ممدوح اثباتاً نہین کہہ سکتے کہ نامبردہ نے مدعی کو اپنا جانشین اُسوقت مین مقرر کیا جب اُسکے ہوش و حواس بالکل قایم تہے اور اون اشخاص کی جو اوسکے پاس بیٹہے تہے اور جو چاہتے تہے کہ مدعی اوسکا جانشین ہو کچہہ دباؤ نہ تہی

جبکہ اپیل پریوی کونسل مین دائر تہا عبدالرحمن فوت ہوا اور فتح محمد اوسکے پسر وارث کا نام مسل مین بطور رسپانڈنٹ بجائے اوسکے باپ کے قایم کیا گیا۔

برطبق اپیل ہذا۔

مسٹر ایم کریکن تہورپ کونسیں کونسل و مسٹر تہیوڈور رٹمن نے یہ دلیل کی کہ ڈگری چیفکورٹ کی منسوخ کیجانی چاہئے چونکہ یہ امر کہ دستاویز مذکور تحریر کیگئی تہی اور تصدیق نامزدگی کی قابل اطمینان چیفکورٹ کے ثابت ہوگئی تہی اور عدالت موصوف نے اپنی تجویز کو حالت عقل دیوان موصوف پر مبنی کیا تہا لہذا اگر تجویز مذکور بحال رکہی جاسکتی ہو تو یہ امر ضروری تہا کہ شہادت اس امر کی ہوتی (اور پیش کرنا شہادت مذکور کا غالباً منجانب مدعاعلیہ کے لازمی ہوتا) کہ دیوان کے ہوش و حواس اس درجہ تک سلب ہوگئے تہے کہ وہ اپنا جانشین نامزد نہین کرسکتا تہا یہ امر ہرگز ثابت نہین کیا گیا اور چونکہ کل شہادت قطع نظر بار ثبوت کے اب شامل مثل ہے لہذا نتیجہ یہ تہا کہ صحیح طور پر مطابق شہادت مذکور کے دیوان موصوف کی قابلیت نامزد کرنیکی باوجود عارضہ فالج کے جسکا اثر اوسکے نصف جسم پر تہا باقی رہنی ثابت ہوگئی اور شہادت ڈاکٹر شمولہ

سنہ ۱۸۹۰ء
سید محمد
بنام
فتح محمد

مسل اور شہادت ان گواہان کا جو آخر چند مہینے اسکی حیات مین اسکے پاس رہی اور نیز شہادت ان گواہان کا جو تقرر کے گواہ تھے حوالہ دیا گیا یہ دلیل کی گئی تھی کہ تجویز صاحب جج ضلع کی بابت اختیار دیوان کے نسبت تقرر کے اور بابت اُسکے اس منصب کے کہ اپنا جانشین اندر حدود اجازتی کے منتخب کرے یعنی بابت دونون امر کے صحیح تھی عذرداب ناجایز کا کسی نوبت کارروائی مین صریح طور پر پیش نہین کیا گیا تھا بار تامید اس عذر کا کلیتاً ذمہ مدعا علیہم تھا اور مدعیکو کسی طرح پر ضروری نہین تھا کہ بتردید اُسکے شہادت پیش کرے کوئی شہادت کسی قسم کی بابت اس امر کے کہ کسی شخص کا داب ناجایز دیوان پر تھا نہین تھی منجملہ ان دلایل کے جو تجویز چیفکورٹ مین بابت اُس نتیجہ کے جو عدالت موصوف نے اخذ کیا بیان کیگئی ہین وہ دلایل جو تحصیلدار کے انکار رجسٹری کرنے دستاویز ۲۹۔ جولائی ۱۸۶۸ء اور نیز لکہی جانے کسی درخواست سے روبرو ڈپٹی کمشنر کے نسبت تحقیقات حالت عقلی دیوان کے نکالی گئی ہین غلط فہمی پر مبنی ہین دستاویز مذکور کی رجسٹری ضروری نہین تھی اور یہ کسیطرح پر صریح قرین قیاس نہ تھا کہ ڈپٹی کمشنر دست انداز ہی کرتا۔

مسٹر ڈوئی ڈاین نے منجانب ریسپانڈنٹ دلیل کی کہ تجویز چیفکورٹ کی بربنائی اسکے نتیجہ کے صحیح تھی دستاویز ۲۹۔ جولائی ۱۸۶۸ء سے بلحاظ اسکی صحیح تعبیر کے تصدیق استعمال اختیار تقرری جانشین منجانب دیوان نہین ہوتی بلکہ بذریعہ اُسکے استقرار اس امر کا کیا گیا کہ ایک تبنیت مبینہ آئی تھی علاوہ برین اگر یہ تجویز صحیح تھی کہ دستاویز مذکور دیوان سے باضابطہ تحریر کی تھی اور اگر ناصر دہ کو یہ اختیار تھا کہ اپنا جانشین نامزد کرے تاہم یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا یہ ممکن تھا یا نہین کہ دستاویز مذکور شہادت نامزدگی مذکور تصور کیجاے وہ صرف ایک بیان ارادہ تبنیت کی حد تک پہونچتی تھی۔ کہ یہ امر دیوان کی طرف سے مطابق شرع محمدی کے ناممکن تھا وہ کوشش کرنے ایک ایسے فعل کی تھی جسکے ذریعہ سے کوئی حق وراثت پیدا نہین ہوتا تھا تبنیت کے ساقط ہونے پر دستاویز مذکور کی یہ تاثیر نہ رہی کہ اُس سے کوئی حق پیدا ہوا بخلاف اسکے اسمین کچھ شک نہین تھا کہ ۲۴۔ دسمبر ۱۸۶۸ء کو مدعا علیہ سابق عبدالرحمن نے گدی کا قبضہ برضامندی عام جماعت پرستش کنندگان خانقاہ کے حاصل کیا نسبت اصل نزاع مقدمہ ہذا یعنی دیوان کی حالت عقل بوقت تقرر مظہرہ کے یہ دلیل کیگئی تھی کہ دیوان کو اسوقت جیسا بیان کیا گیا ہے کہ اوسنے تقرر مذکور کیا پوری ہوش و حواس اور قوت ارادے عقلی نہین تھا

۱۸۹۴ء سید محمد بنام فتح محمد

داب ناجایز سے مبرا نہ تہا یا اس قابل نہ تہا کہ اسپر داب کا اثر بیجا نہو نیز شہادت کے ذریعہ سے ایسا رواج ثابت نہین کیا گیا ہے جسکی رو سے دیوان کو اختیار ہو کہ اپنا جانشین مقرر کرے کونسل اپیلانٹ سے جواب طلب نہین کیا گیا۔

بعد ازان ۲۰ نومبر کو حکام عالیمقام کی تجویز لارڈ ہالسبری صاحب نے صادر فرمائی۔

لارڈ ہالسبری صاحب - یہ ایک اپیل بنا راضی تجویز چیفکورٹ پنجاب متعلق منسوخی تجویز صاحب جج ضلع منٹگمری کے ہے جسکے ذریعہ سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ اپیلانٹ جو نالش مین مدعی تہا گدی نشین خانقاہ بابا فرید شکر گنج کا مقرر کیا جاے اور بعض جایداد متعلقہ خانقاہ مذکور پر قبضہ حاصل کرے

ضوابط کارروائی نالش مذکور کے بہت صاف طور پر بیان نہین کئے گئے ہین لیکن حکام عالیمقام کی راے مین یہ قیاس کر لینا چاہئے کہ جن امور کی نسبت حکام ممدوح کے حضور مین بحث ہوئی ہے روبرو ہر دو عدالت ماتحت کے مابہ البحث تھے یہ صاف ظاہر نہین ہوتا ہے کہ کس نوبت مقدمہ مین بحث نسبت صحت عقل دیوان پیر الہ جیوایا درباره تصور پیش کی گئی اور بحث مذکور سوا اسکے بلحاظ ایک صورت مقدمہ کے اہم ہے خواہ کچھ ہی طریقہ دعوی وجوابدعوی کا جاری ہو خاص غرض اوسکی یہ ہے کہ طرفین مین سے ہر ایک ان امور سے بخوبی واقف ہو جنکی بابت بحث ہونیوالی ہے تاکہ اونکو موقع اس امر کا ملے کہ ایسی شہادت پیش کرین جو امور تنقیح طلب سے مناسبت رکھتی ہو اور شاید یہ تحریر کرنا بالکل فیل ہم نہوگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ بحث قابلیت دیوان کی علانیہ طور پر بمرتبہ اول پیش نہین کیگئی مگر حکام عالیمقام کی یہ راے ہے کہ حکام ممدوح کو یہہ قیاس کر لینا چاہئے کہ بحث نامبردہ کی قابلیت کی بلحاظ کارروائیات مقدمہ کے اسطور پر بخوبی پیش تہی کہ دونون عدالتہاے ماتحت مین سے ہر ایک کو یہ منصب تھا کہ نسبت معاملہ مذکور کے راے قایم کرے بحث یہ ہے کہ ان تجاویز مین سے کونسی صحیح ہے۔

بنصملہ اس اپیل کا فی الواقع دو امور واقعات پر مبنی ہے اول امر یہ ہے کہ دیوان کو نسبت مقرر کرنے اپنے جانشین کے اپنی حیات مین مطابق رواج پرستش کنندگان خانقاہ مذکور کے استحقاق تہا یا نہین منجانب مدعاعلیہ عبد الرحمن پسر مدعاعلیہا اول دوم کے یہ حجت کیگئی تہی کہ کوئی ثبوت رواج منظورہ کا نہین ہے اسواسطے عام شرع محمدی کے بطور قریبتین اولاد کیہمی کے مدعاعلیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ گدی نشین ہو منجانب مدعی کے یہ بیان کیگیا

سنہ ١٩٠٤ء سید محمد بنام فتح محمد

ہے کہ بحث صرف یہ ہے کہ آیا ازروئے رواج خانقاہ مذکور کے دیوان کو یہ اجازت تہی یا نہین کہ کسی شخص کو اندر بعض حدود کے مقرر کرے اور آیا اوسنے فی الواقع مدعیکو مقرر کیا یا نہین یہ ایک ایسا امر ہے جسکی تجویز بذریعہ شہادت متعلقہ رواج کے ہونی چاہئے اور حکام عالیمقام کی یہہ رائے ہے کہ شہادت سے بخوبی یہ حق دیوان کا ثابت ہے کہ اندر بعض حدود کے اُن حدود کے اندر مدعی داخل ہے کیونکہ وہ یکجدی بہی تہا اور پرستش کنندہ بہی تہا مقرر کرے حکام عالیمقام کے نزدیک حق اسطرحپر مقرر کرنیکا شہادت دستاویزی اور تواریخ خود خانقاہ مذکور سے اور صریحاً نسبت خود دیوان کے بلحاظ اس امر کے ثابت ہے کہ پایۂ ثبوت کو پہونچا ہے کہ وہ ایسا شخص نہ تہا جو عہدہ گدی نشینی پر مطابق شرع محمدی کے مامور ہوتا جو شہادت کہ دوسری جانب سے پیش کیگئی وہ حکام عالیمقام کی دانست مین ایسی پر زنعت یا بلاشبہہ بنفسہ مطابق باہمدگر نہین ہے جیسی کہ شہادت دستاویزی مؤید حق تقرر یا شہادت متعلقہ امر تقرر ہے گواہان مدعا علیہ فی الواقع ظاہرا ایک جانب یا دوسری جانب اسبارہ مین مایل ہین کہ وراثت جائداد غیر منقول سے ٹہیک ٹہیک شرع محمدی متعلق کیجائے یا عام طور پر انتخاب بذریعہ دریافت کرنے خواہش پرستش کنندگان کے کیا جائے چونکہ یہ صورت ہے لہذا وہی تاثیر شہادت آخر الذکر کی نہین ہوسکتی جو اوس مطابقت آمیز اور نہایت معقول شہادت کی ہوسکتی ہے جو منجانب مدعی پیش کیگئی ہے ۔

لہذا یہ قیاس کرکے کہ یہ امر داخل اختیار دیوان کے تہا کہ اختیار مقرر کرنے ایک جانشین کا اندر بعض حدود کے عمل مین لائے اور مدعی اندر حدود مذکور کے داخل تہا دوسرا امر یہ ہے کہ آیا اوسنے فی الواقع مدعیکو مقرر کیا یا نہین اول امر بلحاظ تاریخ کے یہ تہا کہ دیوان نے قریب ١٨٨٣ء کے یہ ظاہر کیا تہا کہ وہ مدعی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا ہے اوسنے اپنا ارادہ دو برس قبل واقعی تقرر سے ظاہر کیا تہا اوس شہادت کو جو نسبت امر مذا کے تہی حکام چیفکورٹ نے معتبر نہین خیال کیا لیکن حکام عالیمقام بالکل نہین سمجہہ سکتے ہین کہ حکام موصوف نے کس بنا پر اوسکو نامنظور کیا یہہ شہادت کہ دیوان نے اپنا یہ منشا ظاہر کیا تہا ایسے اشخاص نے دی تہی جنپر کوئی الزام نہین لگایا گیا تہا اور صرف ایک وجہ جہانتک کہ حکام عالیمقام کو معلوم ہوتا ہے واسطے نامنظوری شہادت مذکور کے یہ تہی کہ نامبردہ نے اپنے وصیت نامہ مین جو ١٨٨٥ء مین تحریر کیا گیا یہ منشا ظاہر

سنہ ۱۹۲۴ء
سید محمد
بنام
فتح محمد

کی کہ ممکن ہے کہ اب بھی اوسکے کوئی لڑکا پیدا ہو یہ ہمارے نزدیک ایک بالکل ناکافی وجہ نامعتبر سمجھنے شہادت اون اشخاص کی ہے جنہون نے جہانتک کہ ممکن تہا نہایت صاف الفاظ مین بیان کیا ہے کہ دیوان نے اپنی یہ نیت ظاہر کی تہی کہ اپنے نواسہ کو اپنا جانشین مقرر کرے اگر اوسکو ایسا الہام ہو۔

اسکے بعد حکام عالیمقام نسبت واقعی تقرر کے تجویز کرتے ہین دو گواہان نے بیان کیا ہے کہ تقرر مذکور اونکی موجودگی مین کیا گیا تہا اگر معاملہ مذکور اس حالت شہادت پر کلیتاً منحصر ہوتا اور اوسکے بعد کچہہ اور نہ کیا جاتا تو بعض تحریرات جو چیفکورٹ نے کی ہین شاید کسیقدر باوقعت ہوتین لیکن یہ غلطی ہے کہ ہر جزو شہادت مذکور کو ایسا تصور کیا جائے کہ صرف وہی بنفسہ ہے شہادت دستاویز تقرر کی بنفسہ بہت قوی شہادت اس امر کی ہے کہ کچہہ پیشتر عمل مین آیا تہا مسٹر ڈاین نے بلاشک سرگرمی سے یہ حجت کی ہے کہ دستاویز مذکور کا محض یہ مقصود تہا کہ کسی ایسے امر سے متعلق ہو جو آیندہ کئے جانیکو تہا لیکن مشارالیہ کی دلیل اس امر سے قطع ہوتی ہے کہ دستاویز مذکور مین شروع سے آخر تک ذکر کسی ایسے امر کا ہے جو ہو چکا ہے بزمانہ ماضی ہے بعد ازان مشارالیہ نے عاقلانہ طور پر یہ بیان کیا کہ دستاویز مذکور کا فی الواقع یہ مقصود نہین ہے کہ کوئی جانشین مقرر کیا جائے بلکہ وہ کسیقدر از قسم دستاویز تبنیت ہے اسکا جواب بہت صاف ملاحظہ دستاویز سے معلوم ہوتا ہے اس مین ایسی عبارت استعمال کی گئی ہے جو صرف تقرر ایک جانشین سے متعلق ہے وہ ایک ایسی دستاویز نہین ہے جس سے معلوم ہو کہ تقرر کیا گیا بلکہ وہ شہادت و تصدیق اس امر کی ہے کہ تقرر پہلے ہو چکا ہے لہذا اگر حکام عالیمقام بالآخر یہ نتیجہ اخذ کرین کہ دستاویز مذکور دیوان نے اوسوقت تحریر کی جب وہ اپنے ٹہیک ہوش وحواس مین تھا تو وہ قریب ترین قوی ترین شہادت جو پیش ہو سکتی تہی تائید بیان اون اشخاص کے ہے جنہون نے یہ بیان کیا تھا کہ تقرر پیشتر اونکی موجودگی مین فی الواقع کیا گیا تہا۔

اس سے حکام عالیمقام کی توجہ اوس امر کی نسبت ہوتی ہے جو فی الواقع صرف ایک ہی ایسا امر ہے جس پر فی الواقع منجانب سپانڈنٹان کے بحث کیگئی ہے یعنی آیا جب دیوان نے دستاویز مذکور تحریر کی اوسکی عقل کیحالت ایسی تہی یا نہین کہ نوعیت اوس فعل کی جو وہ کر رہا تہا سمجہہ سکے بعض گواہان ایسے ہین جو کہتے ہین کہ دیوان بیہوش تہا اور

۱۸۹۹ء
سید محمد
بنام
فتح محمد

وہ نہین جانتا تہا کہ وہ کیا کررہا ہے اور وہ بالکل ناقابل کرنے انتظام اپنے اور اپنے تعلقات کا تہا بخلاف اسکے چند گواہان ایسے ہین جو بالکل اسکے خلاف شہادت دیتے ہین اسصورت معاملہ مین بلا اسکے کہ اس حد تک نوبت پہونچائی جائے کہ یہہ فرض کیا جائے کہ ایک جانب یا دوسری جانب سے [illegible] دروغ حلفی کا ہوا ہے تمام عالیمقام اس امر کو ترجیح دیتے ہین کہ ہر جانب نظر کرکے یہ دریافت کیا جائے کہ [illegible] یا نہین کہ حد درجہ کی رائے ہر گروہ گواہان کی معقول طور پر مطابق ہو سکتی ہے [illegible] اور اگر شاید [illegible] تو یہ دیکھین کہ آیا بعض ایسے حالات تو نہین ہین جنسے وجہ اختلافات رائے کی جبکہ [illegible] اختلاف رائے ایمانداری سے نسبت اون معاملات کے ہون جنکی بابت گواہان نے [illegible] شہادت دی ہے ظاہر ہوتی ہو۔

واضح ہو کہ بلاشبہہ امر واقعہ یہ ہے کہ دیوان کو عارضہ فالج کا تھا [illegible] تحقیق ہے کہ اوسکو ثقل اللسان تہا جو اس مرض مین اکثر لاحق ہو جاتا ہے [illegible] ایسی صورت مین بہت قرین قیاس ہے کہ اختلافات رائے [illegible] ہون جو نامبردہ ظاہر کرتا تہا لیکن یہ تحقیق ہے کہ تحریر کیا جانا دستاویز مذکور کا ایک ایسا امر نہ تہا جو کسی گوشہ مین کیا گیا ہو اور یہ امر موضع مین مشہور تہا کہ بعض لوگ [illegible] دیوان ایک دستاویز بتقرر اس امر کی تحریر کرنیوالا ہے کہ وہ بتقرر ایک جانشین [illegible] اور بہت سے لوگ ایسے تہے جنکو یہ فکر تہا کہ عبدالرحمن مدعیکے چچا کے حق جانشینی پر اصرار کرین اور اس سبب سے انکو یہہ فکر بہی تہا کہ دیوان دستاویز مذکور تحریر نکرے [illegible] ایک قسم کی سخارت کے اوسکے پاس آئے اور کوشش کی کہ دیوان کو [illegible] کہ وہ دستاویز تحریر نہ کرے جو یہ خیال کیا جاتا تہا کہ وہ قریب تحریر کرنیکے بغرض [illegible] حقوق [illegible] نواسہ کے تہا اس سے زیادہ پرزور دلیل اس قسم کے معاملہ مین نہین ہو سکتی ہے کہ یہ دیکہا جائے (نہ اوسکو جو بعد وقوع مین آنے واقعات کے بہت عرصہ بعد لوگ کہتے ہین بلکہ اوسکو [illegible] طریق عمل اُسوقت مین تہا) کہ کس قیاس پر وہ لوگ اُس جگہہ گئے تہے اور وہ کیا کر رہے تہے اور بلحاظ اس رائے کے یہ ناممکن ہے کہ اس امر کا تعجب [illegible] معاملہ مین جسکی بابت متعلق گواہان اظہار دیتے ہین جو معلوم ہوتا ہے کہ طرفین نے یہ فرض کر لیا تہا کہ دیوان کو سمجہایا جا سکتا ہے لیکن اگر وہ تحریر کرنے دستاویز مذکور پر اصرار کریگا تو وہ فریق جو چچا کے دعاوی کی تائید

۱۸۹۴ء سید محمد بنام نعیم محمد

کرتا تہا مجبور ہوگا اور گواون مین سے بعض نے دیوان کو اُس فعل سے باز رہنے کے لئے سمجہایا اور گواونکی یہ خواہش تہی کہ وہ ایسا نکرے کیونکہ اُس سے نزاع پیدا ہوگی تاہم اونکو یہانتک اس امر کا یقین تہا کہ وہ خود اپنی مرضی پر نسبت معاملہ مذکور کے عمل کرتا ہے اور یہ کہ اوسکی یہ مرضی ہے کہ دستاویز تحریر کیجاوے اور اُسپر مہر لگائی جاوے کہ جب نامبردگان اوسکو باز رکہنے مین کامیاب نہوے تو انہون نے یعنی ان مین سے اکثر نے اپنی مہرین بہ تصدیق تحریر دستاویز مذکور کے ثبت کیں بیان مذکور مین بعد ازان ذکر اوس اجازت کا جو دیوان نے واسطے کرانے رجسٹری دستاویز مذکور کے دی اور اوس درخواست کا جو سب رجسٹرار سے واسطے کرنے اوسکی رجسٹری کے کیگئی اور عذر فریق عبدالرحمن کا اور انکار سب رجسٹرار کا رجسٹری کرنے دستاویز سے ہے جیفکورٹ نے زیادہ استدلال اس امر پر کیا ہے کہ مدعی نے رجسٹرار کی روبرو اپیل بنا راضی انکار سب رجسٹرار کے کرنے رجسٹری سے نہین کیا لیکن اب یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اوسکی رجسٹری لازمی نہین تہی اور اگر مدعیکو یہ مشورہ دیا گیا تہا تو یہ ایک کافی وجہ واسطے نکرنے کاروائی مزید کے تہی مگر فی الواقع تمام کارروائی روبرو سب رجسٹرار کے بیضابطہ تہی کیونکہ عہدہ دار موصوف کو کوئی ایسا اختیار بموجب ایکٹ رجسٹری کے حاصل نہ تہا جیساکہ معلوم ہوتا ہے کہ حاکم موصوف نے فرض کیا تہا۔

نسبت حالت دیوان کے بعد تحریر دستاویز مذکور کے شہادت روپ سنگہ ایک سارجنٹ پولیس کی ہے جسکو دیوان نے اپنی کچہری مین طلب کیا تہا اور جو ذکر اس گفتگو کا کرتا ہے جو مابین دیوان اور خود اوسکے ہوئی اور بیان کرتا ہے کہ دیوان اپنے ہوش مین تہا مسٹر داین کا بیان ہے کہ سارجنٹ مذکور کا اس سبب سے اعتبار نہین کرنا چاہئے کہ اوسنے بیان کیا ہے کہ مدعیکو مدعاعلیہ کے فریق نے کچہری سے نکلوا دیا تہا اور مسٹر داین یہہ حجت کرتا ہے کہ مدعی نکالا نہین گیا تہا اور جو نالش فوجداری نامبردہ نے بنام مدعاعلیہ بابت اپنے نکالے جانیکے دائر کی تہی اوس مین وہ ناکامیاب رہا حکام عالیمقام کے نزدیک اس حجت مین کیفقدر تاویل کی گئی ہے کیونکہ ملاحظہ تجویز صاحب جج ضلع سے حکام ممدوح کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ وجہ جسکی بنا پر مقدمہ فوجداری ساقط ہوا یہہ نہین تہی کہ مدعی جایداد مذکور سے جبراً بیدخل نہین کیا گیا تہا بلکہ وجہ یہ تہی کہ مجموعہ تعزیرات ہند مین یہ مندرج ہے کہ تشدد بہ نیت ارتکاب کسی جرم کے یا تخویف یا توہین یا ایذا رسانی کسی شخص قابض جایداد مذکور کے ہوا اور یہ مقدمہ اوس قسم کا نہ تہا۔

بلحاظ جملہ مراتب کے حکام عالیمقام کی دانست مین نتیجہ شہادت حسب ذیل ہے کہ شہادت کثیر

۱۹۰۹ء
سید محمد
بنام
فتح محمد

اثباتی موجود ہے جس سے دیوان موصوف کی ناقابلیت ثابت ہوتی ہے اور وجہ شہادت دوسری جانب کی مبالغہ یا غلطی یا نہوز کسی طریقہ دریافت اصلی حالت عقلی دیوان کی اُن مختلف مواقع پر جنکا گواہ مدعاعلیہ ذکر کرتے ہین ہوسکتی ہے کیونکہ یہ قابل تحریر ہے کہ ادن مواقع کا ذکر نہین جنپر وہ کہتے ہین کہ وہ دیوان کو دیکھنے گئے تہے وہ کوئی خاص تفصیل کسی خاص گفتگو کی جو دیوان کے ساتہہ ہوئی ہو بیان نہین کرتے بلکہ عام طور پر یہ کہتے ہین کہ وہ یہ نہین جانتا تہا کہ وہ کیا کر رہا ہے -

اُن حالات مین حکام عالیمقام کی صریحًا یہ رائے ہے کہ شہادت سے بخوبی ثابت ہے کہ دیوان موصوف ایسی حالت عقل مین تہا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جانتا تہا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور وہ فعل جو اوسنے کیا ایک ایسا فعل تہا جسکو وہ کرنا چاہتا تہا اور وہ قابل سمجھنے نوعیت کو نتائج اوس فعل کے تہا جو اوسنے کیا ہے -

حکام عالیمقام کو معلوم ہوتا ہے کہ چیفکورٹ نے امور داب ناجایز اور ناقابلیت کو مخلوط کر دیا ہے وہ مختلف امور تنقیح طلب ہین جہانتک کہ امر داب ناجایز کو تعلق ہے ذرا بہی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ کوئی داب کسی قسم کی دیوان پر منجانب مدعی یا اوسکے معاونان کے ڈالی گئی تہی یہ امر کہ داب ناجایز کیا ہے بعض اوقات ایک مشکل امر ہوتا ہے لارڈ کرین درتہہ صاحب نے جب ہوس آف لارڈس مین بمقدمہ بالیس بنام ہاس برار (۱) تجویز صادر فرمائی یہ تعریف تحریر کی ہے "یہ کہنا کافی ہے کہ مناسب گنجایش بتغییر مین رکہہ کر دابہاے ناجایز زیر جبر یا فریب کے داخل ہوسکتی ہین" اس مقدمہ مین یہ کہنا کافی ہے کہ ذرا بہی شہادت جبر یا فریب کی یا بلاشک کسی داب کسی قسم یا نوع کی نہین ہے جو نسبت دیوان کے منجانب مدعی کی گئی ہو -

ان وجوہ سے حکام عالیمقام جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو مودبانہ مشورہ دینگے کہ ڈگری چیفکورٹ کی منسوخ کیجاے اور اپیل بعدالت چیفکورٹ معہ خرچہ ڈسمس کیا جاے اور ڈگری صاحب جج ضلع کی بذریعہ برقرار دینے کی ترمیم کیجاے کہ مدعی با ضابطہ طور پر عہدہ گدی نشینی خانقاہ بابا فرید شکر گنج پر منجانب دیوان پیر الہ جیو یا متوفی کے مقرر ہوا تہا اور مستحق قبضہ جایداد متعلقہ خانقاہ مذکور کا تاریخ وفات پیر الہ جیو یا موصوف سے تہا اور ڈگری مذکور اور طرح پر بحال رہنی چاہئے -

(۱) مقدمات ہوس آف لارڈس جلد پہلا

سنہ ۱۸۹۴ء سید محمد بنام فتح محمد

اول و دوم رسپانڈنٹان خرچہ اپیل ہذا ادا کرینگے۔

اپیل منظور ہوا۔

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ مسٹران ہیوز وستر۔
سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ۔ مسٹران ٹی ایل ولسن وکمپنی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس اوکینلی صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۴ء ۱۹-دسمبر

پرپہل چندر بوس وغیرہ نابالغان بذریعہ اپنی مان سرب منگلا داسی ودادی ترپورا سندری داسی (مدعیان) بنام **سمیر الدین منڈل** (مدعا علیہ)+

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) دفعات ۱۵ و ۱۶ - تاثیر ان دفعات کی نالش لگان ایسی اراضی بین جو مدعیکو قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے وراثتاً پہونچی۔

دفعات ۱۵ و ۱۶ - ایکٹ مزارعان بنگال متعلق بزمانہ گذشتہ نہیں ہین۔

نالش باقیات لگان سنہ ۱۲۹۷ و سنہ ۱۲۹۸ بابت ایسی حقیت کی تہی جسکی نسبت مدعیان نے (جو نابالغان تہے) بیان کیا کہ ایک حقیت استمراری ہے وجوہ جوابدہی یہ تہین کہ تعلق زمیندار و کاشتکار کا مابین مدعیان او ر مدعا علیہ کے نہ تہا اور نالش اس سبب سے قابل پذیرائی نہ تہی کہ مدعیان کی وراثت کی اطلاع کلکٹر کو نہین دی گئی تہی اور کوئی کاغذات بابت محصول سڑک کے کلکٹری مین مطابق احکام دفعات ۱۵ و ۱۶ - ایکٹ مزارعان بنگال کے داخل نہین کئے گئے تہے اور ان وجوہ سے صرف دو امور تنقیح طلب مقدمہ مین پیدا ہوئے۔ منصف نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ مدعیان کا کاشتکار ہے اور نسبت دوم امر تنقیح طلب کے یہ تحریر کیا۔

"مدعا علیہ نے بعد اظہار گواہان کے یہ عذر کیا ہے کہ مدعیان کو لازم تہا کہ اپنی وراثت کی اطلاع کلکٹر کو حسب دفعہ ۱۵ - ایکٹ مزارعان کے دیتے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ نابالغان کی مان کے پاس سارٹیفکٹ ولایت موجود ہے جو عذر کہ مدعا علیہ نے کیا ہے اب پذیرا نہین کیا جاسکتا ہے"۔

+ اپیل از ڈگری اپیل منبر ۵۹ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی ڈگری مصدرہ ٹی ڈی بیٹن صاحب جج ضلع ۲۴ پرگنات مورخہ ۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء مشعر منسوخی ڈگری مصدرہ بابو ناگیندر ناتھ راے منصف بارست مورخہ ۱۱ - مارچ سنہ ۱۸۹۳ء

۱۸۹۴ء
...ل چندر بوس
بنام
...رالدین منڈل

منصف نے مدعیان کے حق مین ڈگری صادر کی۔

صاحب جج ضلع نے بر... اپیل ... بر کیا۔

... یہ ... ہے کہ ... ساقط ہونی چاہیے مدعیان نابالغ ہین اور نابردگان کو حقیت استمراری جسکی بابت یہ نالش دائر کی گئی ہے ۲۹ اکتوبر ۱۸۸۴ء مین جب اونکا باپ فوت ہوا وراثتاً پہونچی۔ و ... دفعات ۱۵ و ۱۶ ۔ ایکٹ مزارعان کے کوئی شخص مستحق وراثتاً اپنے حقیت استمراری کا لگان بابت حقیت مذکور کے اسوقت تک وصول نہین کرسکتا ہے کہ اوسکی وراثت کی اطلاع کلکٹر کو ... اور فیس ادا کیجاے ہمارے نزدیک اس سے کوئی فرق کسی قسم کا نہین ہوتا ہے کہ موقع وراثت قبل صادر ہونے ایکٹ مزارعان کے واقع ہوا تہا اس سے مدعیان کو مدد ملیگی کہ اونکی قایم مقامی اونکی مان ہے جو اونکی ولیہ سارٹیفکٹ یافتہ ہے۔

لہذا صاحب جج نے فیصلہ منصف کو منسوخ کیا اور نالش کو ڈسمس کیا۔

بناراضی اس فیصلہ کے مدعیان نے ہائیکورٹ مین ان وجوہ سے اپیل کیا کہ صاحب جج نے یہ غلطی کی کہ مقدمہ ہذا سے احکام دفعات ۱۵ و ۱۶ ۔ ایکٹ مزارعان بنگال متعلق کئے اور چونکہ مدعیان حقیت مذکور کے وارث قبل نفاذ ایکٹ مذکور کے ہوگئے تہے لہذا وہ پابند نہ تہے کہ حکام دفعات ۱۵ و ۱۶ ۔ ایکٹ مذکور کی روسے ان کو استحقاق نالش لگان ہو۔

بابو سریندر ... متر و بابو ہرکمار متر منجانب اپیلانٹ۔

بابو موہن چندر متر منجانب سپانڈنٹ۔

تجویز عدالت راو گینلی صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس حسب ذیل ہے۔

یہ ایک اپیل بناراضی فیصلہ صاحب جج ضلع ۲۴ پرگنات مورخہ ۵ ۔ دسمبر ۱۸۹۳ء مشعر منسوخی فیصلہ منصف دوم ضلع مذکور مورخہ ۱۱ ۔ مارچ ۱۸۹۳ء کے ہے۔

مدعی مقدمہ ہذا نے نالش لگان دائر کی اور بوقت سماعت یہ معلوم ہوا کہ وراثت اسکے حق مین بہت پیشتر نافذ ہونے ایکٹ مزارعان کے شروع ہوگی تہی بحث یہ ہے کہ آیا دفعات ۱۵ و ۱۶ ایکٹ مزارعان مقدمہ ہذا سے اس طرح پر متعلق ہین یا نہین کہ جس سے اوسکی حق پر اثر پہونچے از روے دفعہ ۱۶ کے ایک حق اصلی چہین لیا گیا ہے اور اگر ہم دفعات ۱۳ و ۱۴ کی

۱۹۰۴ء پربہل چند بنام سمیر الدین — تعبیر اوسی طریق پر کرین کہ جس طرح پر جج عدالت ماتحت نے دفعات ۱۵ و ۱۶ کی تعبیر کی ہے تو نتیجہ جو اخذ کیا جائیگا معقول نہوگا ہمارے نزدیک دفعات مذکور کی تاثیر متعلق بزمانہ گذشتہ نہین ہے۔

حکم عدالت ماتحت منسوخ کیا جاتا ہے اور مقدمہ صاحب جج ضلع کے پاس اسغرض سے واپس بہیجا جائیگا کہ حاکم موصوف اسکی تجویز بر بنیاد روداد کے کرین۔

رسپانڈنٹ مستحق خرچہ اپیل ہذا کا ہوگا۔

اپیل منظور کیا گیا

باجلاس نارس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۹۰۴ء ۲۷ فروری — **بابو لال** (احد المدعاعلیہم) بنام **ننکو رام** و یککس دیگر (مدعیان)+

دہرمشاستر۔ وراثت۔ سپنڈ۔ ہندو۔ قانون متاکشرا۔ اولاد تیسرے درجہ مین مورث علی سے۔ برادران درجہ دوم۔

مدعیان اولاد مین تیسرے درجہ پر منگر رام سے تہے جو رام سرن رام کے نانا کا باپ تہا اور رام سرن رام اولاد مین تیسرے درجہ پر منگر رام سے تہا جو مدعیان کے نانا کا باپ تہا بلحاظ تعریف ہندو سپنڈ بندہ جو متاکشرا کے ادکہ جس دہرمشاستر کے فریقین تابع ہین ایجو یز ہوئی کہ مدعیان رام سرن رام کے سپنڈ بندلیہ اپنی ماں کے ہین و رام سرن رام مدعیان کا سپنڈ اولاد مستقیم مین تہا اور چونکہ اسطرح پر باہم انکو رشتہ سپنڈ کا تہا لہذا مدعیان سپنڈ قابل ورثہ پانیکے تہے اور مدعیان رام سرن کے سپنڈ بندلیہ اپنی ماں کے تہے اور رام سرن مدعیکا سپنڈ بلا توسط تہا اور چونکہ باہم انکو اسطرح پر رشتہ سپنڈ کا تہا لہذا وہ سپنڈ قابل ورثہ پانیکے تہے اور بندہو رام سرن کی ماں کیطرف سے تہے اور اسکے لاولد فوت ہونے پر مستحق پانے اسکی جایداد کے بطور اسکے ورثار کے تہے۔

یہ نالش واسطے دلا پانے دو ثلث حصص بعض جایداد غیر منقولہ کے معہ زر واصلات کے دائر کی گئی تہی۔

مدعیان نے بیان کیا کہ جایداد متنازعہ ایک شخص مسمی رام سرن رام کی تہی جو سنہ ۱۲۹۲ (سنہ ۱۸۸۵ء) میں

+ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۹۰ سنہ ۱۹۰۱ء بنام نامنی ڈگری مصدرہ جی جی ڈسٹ صاحب قایم مقام جج ضلع شاہآباد مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء منسوخکنندہ ڈگری مصدرہ بابو ابناش چندر منصف ماتحت ضلع مذکور مورخہ ۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

ہین لاولد فوت ہوا اور بعد اوسکی وفات کے وہ اور اونکا بہائی رام چرن مدعا علیہ دوم مستحق پانے جایداد کے بطور ورثا کے رام سرن کے ہوئے لیکن اونکو مدعا علیہ اول بابولال نے مبنی جایداد مدعا علیہ دوم سے خرید کی تہی جو دعوی جایداد کا بذریعہ ایک ہبہ کے رجسکو مدعیان نے بیان کیا کہ سازشی ہے) منجانب سماۃ دولیہ رام سرن کی ماں کی بہن کے کرتا تہا بیدخل کر دیا فریقین ہی قانون متاکشرا متعلق تہا۔

نالش مذکور کی مدعا علیہ اول کے جوابدہی کی (مدعا علیہ دوم غیر حاضر رہا) جو جوابدہی کہ اونسے کی اوس ہین سے واسطے اعتراض رپورٹ ہذا کے یہ اہم ہے کہ مدعیان ورثا رام سرن متوفی کے نہین ہین۔

جج ماتحت نے تجویز مفید مدعیان کے کی حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا۔

"کل شہادت اور امور قرین قیاس متعلقہ مقدمہ کا موازنہ کر کے میری یہہ رائے ہے کہ مدعیان شجرۃ النسب یا بیان رشتہ داری صحیح ہے بحیثیت مذکور نامبردگان (مدعیان) قریب جدی رام سرن کے ہین جنے کوئی اور زیبہ سپنڈ یا بندہو نہین چھوڑا مطابق مدعا علیہم کے شجرۃ النسب کے مدعیان جو تین درجہ دور مورث اعلی یعنی منگر و رام سے ہین بموجب متاکشرا کے قابل ورثہ پانیکے بندہو رام سرن کے ہین"۔

بر طبق اپیل منجانب مدعا علیہ کے صاحب جج نے یہہ تجویز کی کہ رشتہ مابین فریقین مطابق شجرہ ذیل کے ہے۔

منگر و رام

ہردیال رام — سماۃ اندی

سماۃ سونیا — سماۃ کیولا

شنکو رام — مدعی منبر ا

جیلہن رام — مدعی منبر ۲

رام چرن رام — مدعا علیہ منبر ۲

رام سرن رام — (متوفی)

حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا۔

"پس آیا مدعیان بطور نواسگان پسر منگر و رام کے جو رام سرن کی ماں کا باپ تہا قانونی ورثا رام سرن کے بصورت نہونے قریب ترین رشتہ دار کے ہین یا نہین۔

اپیلانٹ یہ حجت کرتا ہے کہ وہ فہرست ورثہ پانے والے بندہو ن مین داخل نہین ہین اور حوالہ شجرہ مندرجہ دفعہ ۵ و ۶ دہرم شاستر مولفہ مین صاحب متعلقہ اشخاص بندہو نکے

بابولال بنام شنکو رام
۱۸۹۶ء
کلکتہ ہائیکورٹ فل بنچ
رپورٹ

۱۸۹۶ء
بابو لال
بنام
ننکو رام

جو ماں کی طرف سے ہوتا ہے جنہیں پہ رشتہ پایا نہیں جاتا ہے لیکن دفعہ ۶۶۴ مین یہ توضیح کیگئی ہی کہ یہ فہرست ایک مجموعہ اون تمثیلات کا ہے جنکا ذکر بالخصوص مختلف شرع مین ہے اور یہ کہ فہرست مذکور جامع نہین ہے زیادہ مکمل تعریفات اون بندھون کی جو قابل ورثا پانے کے ہین ٹیگور لا لیکچرس بابت ۱۸۸۰ء مولفہ راج کمار سرب داہکاری صفحات ۴۰۳ و ۵۰۵ و ۵۰۷ وغیرہ مین مندرج ہین مین یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ مدعیان اوس قسم مین داخل ہین کیونکہ وہ بندھو ہیں اندر چار درجون کے رام سرن کی مان کے ناناسے شمار مین ہوتے ہین (دیکھو صفحہ ۵۰۷ ہا درپر بنیو جہ وہ ورثائے قانونی ہین)۔

صاحب جج نے ڈگری جج ماتحت کو بحال رکہا۔

مدعا علیہ اول نے ہائیکورٹ مین اون وجوہ پر اپیل کیا جنکا مع لحاظ معقولہ کی تجویز عدالت موصوف مین مفصل ذکر ہے۔

مسٹر سی گرگیری و بابو کرونا سندہو مکرجی منجانب اپیلانٹ۔

ڈاکٹر ترلوک ناتھ متر و بابو کیہن لال منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز عدالت (بنارس صاحب جٹس و بنرجی صاحب جٹس) حسب ذیل ہے۔

یہ اپیل ایک ایسی نالش مین پیدا ہوا ہے جو مدعیان رسپانڈنٹان نے واسطے قبضہ دو ثلث دو مکانات کے معہ زرواصلات کے اس بیان سے دائر کی کہ مکانات مذکور ایک شخص رام سرن رام کے تہے اور رام سرن رام کی وفات پر دو مدعیان اور اونکا بہائی مدعا علیہ نمبر ۲ بحیثیت رام سرن رام کی ماں کی بہن کے بیٹون اور اوسکے قریب ترین ورثا کے مستحق جایداد مذکورہ کے بحصص مساوی ہوئے اور مدعا علیہ نمبر ۱ نے عذر خریداری کا مدعا علیہ نمبر ۲ سے کرکے مدعیان کو قبضہ اونکے دو ثلث حصہ کا نہین دیا۔

مدعا علیہ نمبر ۲ حاضر نہین ہوا لیکن مدعا علیہ نمبر ۱ نے مقدمہ کی یہ جوابدہی منجملہ دیگر امور کے کی کہ جنبہر غور کرنیکی اب ضرورت نہین ہے کی کہ مدعیان رام سرن رام کے ورثاء نہین ہین اور انکا رشتہ ناسبردہ کے ساتہہ وہ نہ تہا جو اونہون نے بیان کیا ہی اونکی ماں سونیا اور رام سرن رام کی ماں کیولا بہنین نہین تہین بلکہ چچا زاد بہنین تہین یعنی ایک ہر دیال کی بیٹی اور دوسری اوسکی بہن انندی کی تہی جیساکہ شجرہ منسلکہ بیان تحریری سے

سنہ ۱۸۹۱ء
دیو لال
بنام
بکنو رام

ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ رام سرن رام کی بہن کا بیٹا مسمی گوکل تہا جو اوسکا قریب ترین وارث تہا گو رام سرن رام کی تبنیت منجانب اوسکے ناناکے کہ جسکا عذر جوابدہی مین کیا گیا ہے ثابت نہو۔

عدالت مرافع اولی نے تمام عذرات مدعاعلیہ نمبر ۱ نامنظور کئے اور مدعیان کے حق مین ایک ڈگری اس تجویز سے صادر کی کہ یہہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ رام سرن کے کوئی بہانجہ تہا اور مدعیان کا رشتہ رام سرن کے ساتہہ وہی تہا جو انہون نے بیان کیا ہے اور اگر وہ شجرہ جو مدعاعلیہ نے داخل کیا ہے صحیح ہوتا ہم مدعیان بموجب متاکشرا کے رام سرن کے ورثا بطور بندہون کے ہونگے۔

برطبق اپیل منجانب مدعاعلیہ نمبر ۱ کے عدالت اپیل ماتحت نے بمنسوخی تجویز عدالت مرافعہ اولی نسبت رشتہ مندی مدعیان ساتہہ رام سرن کے اور بمنظوری صحت عذر مدعاعلیہ کے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو اس بنا پر بحال رکہا کہ مطابق مدعاعلیہم کے شجرہ کے مدعیان با اینہمہ رام سرن لال کے ورثا بطور بندہون کے ہین۔

بنا رامنی اس فیصلہ کے مدعاعلیہ نمبر ۱ نے یہ اپیل دوم دائر کیا اور اوسکی جانب سے یہ حجت کی گئی ہے اول چونکہ یہ تجویز ہوئی ہے کہ رشتہ مندی جو مدعیان نے بیان کی ہی ثابت نہین ہے لہذا عدالت اپیل ماتحت نے یہ غلطی کی ہی کہ اونکے حق مین ڈگری بربنائے ایک ایسی صورت کے صادر کی جسکا ذکر عرضی دعوی مین نہین کیا گیا تہا ثانیاً عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ مطابق اوس شجرہ کے جسکا عذر مدعاعلیہ نے کیا اور جو بطور صحیح کے تسلیم کیا گیا مدعیان بطور بندہون رام سرن کے وارث ہین۔

ہمارے نزدیک حجت اول وقعت نہین رکہتی ہے اگر جوابدہی محض ایک انکار مدعیان کے رشتہ مظہرہ اور حق وراثت سے ہوتا تو برطبق اونکے قاصر رہنے کے ثابت کرنے رشتہ مذکور سے وہ مستحق پانے وراثت کے برطبق ثابت کرنے مختلف رشتہ کے بہرحال بلا ثبوت مزید اس امر کے نہوتے کہ کوئی اور قریب ترین وارث نہین ہے لیکن یہ نوعیت جوابدہی کی اس مقدمہ مین نہین تہی مدعاعلیہ نے صرف اوس رشتہ ہی سے انکار نہین کیا جو عرضی دعوی مین بیان کیا گیا تہا بلکہ یہ بیان کیا کہ مطابق اوسکے بیان کے صحیح رشتہ مابین مدعیان اور مالک متوفی کے کیا تہا اوسنے ایک شجرہ داخل کیا جسمین وہ رشتہ ظاہر کیا اور

سنہ ۱۸۹۴ء بابو لال بنام نکودرام

اوسنے یہ بیان کیا کہ ایک شخص گوکل جو رام سرن کی بہن کا لڑکا تہا قریب ترین وارث تہا
اسکے بعد کہ عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ رام سرن کی بہن کے کوئی لڑکا نہ تہا اور
نیز مطابق شجرہ معاعلیہم کے مدعیان رام سرن کے ورثا نہتے معاعلیہ نے جو کہ عدالت اپیل
ماتحت مین اپیلانٹ تہا یہ عذر نہین کیا کہ مدعیان کو بربنائے ایسے رشتہ کے جو صفت مظہرہ مدعیان کی
سے مختلف تہا کامیاب نہونا چاہیے اور یہ کہ ایسے طریقے سے اوسکو موقع جوابدہی نہ ملنے سے
نقصان پہونچا اوسنے یہ بیان نہین کیا کہ کوئی اور قریب ترین وارث رام سرن کا ہے
لہذا ہماری یہ رائے ہے کہ یہ حجت نامنظور ہونی چاہیے ۔

دوسری حجت بہی ہمارے نزدیک ناقابل پذیرائی ہے ۔

وہ رشتہ جسکا عدالت ماتحت اپیل نے مابین مدعیان و مالک متوفی رام سرن کے
ہونا تجویز کیا شجرہ مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوگا (دیکہو صفحہ ماقبل ۳۴۰)

فریقین سے مسلماً دہرم شاستر مندرجہ متاکشرا متعلق ہے اور اس مین شک نہین ہے
کہ مدعیان اگر وہ رام سرن رام کے ورثاء مطلقاً ہو سکتے ہون تو وہ اوسکے ورثاء صرف بحیثیت
بندہون کے ہو سکتے ہین لہذا بحث یہ ہے کہ آیا مدعیان رام سرن رام کے بندہو ہین یا نہین
لفظ بندہو کی تعریف متاکشرا باب ۲ فصل ۵ - اشلوک ۳) مین یہ کیگئی ہے
بہن گوتر سپنڈ یعنی وہ شخص جو مختلف خاندان مین پیدا ہوا ہو اور بذریعہ مشترک جسمانی اجزا کے
یا بذریعہ ایک خون ہونیکے رشتہ رکہتا ہو کولبروک صاحب نے سپنڈ کا یہ ترجمہ غلط کیا
ہے کہ وہ شخص جو پنڈ دے سکتا ہو سپنڈ ہے لیکن یہ غلطی اونکے ترجمہ مین بہت عرصہ
ہوا کہ بتلا دی گئی تہی اور ترجمہ مندرجہ بالا اب صحیح ترجمہ تصور کیا جاتا ہے [دیکہو مقدمہ للوبہائی
بالوبہائی بنام مان کنور بائی (۱) و مقدمہ مذکور بر طبق اپیل للوبہائی بالوبہائی بنام کاشی بائی (۲)
و امید بہادر بنام اودے چند (۳)]

نیز تفصیل بندہون کی متاکشرا باب ۲ فصل ۶ - اشلوک ۱ مین جو حسب ذیل ہے کی گئی ہے
بندہو تین قسم کے ہوتے ہین رشتہ دار خود اس شخص کے یا اوسکے باپ کے یا اوسکی مان
کے جیسا کہ قول مندرجہ ذیل مین بیان کیا گیا ہے - پسران اس شخص کے باپ کی بہن کے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۸۸
(۲) " " " جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ - (۳) ایضاً کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۱۱۹

سنہ ۱۸۹۴ء بابو لال بنام سیو رام

پسران اوس شخص کی مان کی بہن کی ۔ پسران اوس شخص کے ماموں کے خود اوسکے بندھو ہین پسران اوس شخص کے باپ کے باپ کی بہن کے پسران اوس شخص کے باپ کی مان کی بہن کے اور پسران اوس شخص کے باپ کے ماموں کے اوسکے باپ کے بندھو ہین پسران اوس شخص کی مان کے باپ کی بہن کے پسران اوس شخص کی مان کی مان کی بہن کے اور پسران اوس شخص کی مان کے ماموں کے اوسکی مان کے بندھو ہین" ۔ ترجمہ مندرجہ بالا کولبروک صاحب کے ترجمہ سے ذرا مختلف ہے جو کسیقدر غیر صحیح ہے ۔

اگر یہ تفصیل بندھوون کی جامع ہوتی تو تعریف لفظ مذکور مندرجہ بالا پر غور کرنا غیر ضروری ہوتا لیکن یہ اب مستند طور پر قرار پا چکا ہے کہ تفصیل مذکور جامع نہین ہے دیکھو مقدمہ گردہاری لال رائے بنام گورنمنٹ بنگال (۱) وامرت کاری دیبی بنام لکھی نراین چکربتی (۲) وامید بہادر بنام اودے چند (۳) لہذا یہ ضروری ہے کہ تعریف لفظ بندھو پر غور کیا جائے اور دیکھا جائے کہ آیا مدعیان داخل تعریف مذکور کے ہوتے ہین یا نہین یعنی آیا وہ رام سرن یا اوسکے باپ یا اوسکی مان کے بھن گوتر سپنڈ ہین یا نہین کیونکہ ان صورتون مین سے کسی صورت مین وہ ورثہ پانے کے مستحق ہونگے دیکھو متاکشرا باب ۲ فصل ۶ اشلوک ۱ مقدمہ امید بہادر بنام اودے چند (۳) وانند ابی بی بنام نونیت لال (۴) واضح ہو کہ اس مقدمہ مین کوئی شک نہین ہے کہ مدعیان رام سرن کے بھن گوتر ہین یعنی وہ ایسے گوتر یا خاندان مین پیدا ہوئے ہین جو اوسکے گوتر سے مختلف ہے پس بحث صرف یہہ رہجاتی ہے کہ آیا وے قابل ورثہ پانیکے سپنڈ رام سرن کے بلا توسط یا بذریعہ اوسکے باپ یا اوسکی مان کے ہین یا نہین ۔

واضح ہو کہ لفظ سپنڈ کی توضیح جزو اولین متاکشرا مین یعنی فصل متعلقہ ازدواج مین اوس مقام پر کی گئی ہے جہان تشریح اشلوک ۵۲ و ۵۳ باب اول یاگ ولک کی اسمرتی کی گئی ہے ترجمہ حصص توضیح مذکور کا تجویز عدالت نا بمقدمہ امید بہادر بنام اودے چند (۳) مین مندرج ہے اور پورا ترجمہ پورے فقرہ کا بابو راجکمار سرب ادہکاری نے اپنے

(۱) بنگال لا رپورٹ مقدمات پریوی کونسل جلد ۱ صفحہ ۴۴ و رنگلی ریپورٹر مقدمات پریوی کونسل جلد ۱ صفحہ ۲۱

(۲) ,, ,, ,, اجلاس کامل جلد ۳ صفحہ ۴ ورنگلی رپورٹر مقدمات اجلاس کامل جلد ۱۰ صفحہ ۷۶

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۱۱۹ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۱۵ (۳۲۷)

سنہ ۱۹۰۲ع
بابو لال
بنام
ننکو رام

ٹیگور لا لیکچرس دربارہ اصول دہرمشاستر متعلقہ وراثت صفحات ۱۰۲ لغایتہ ۱۰۵ مین شتوہ گیا ہے۔

مطابق اوس توضیح یا تعریف کے سپنڈ کسی شخص سے مراد ہے یا یہ لفظ اون اشخاص پر حاوی ہے (اول) جو سات درجہ نزدلی مین خود اُس شخص سے ہون ان سات مین ایک وہ خود ہے اور چہہ درجہ تک اوسکی اولاد (دوم) جو سات درجہ صعودی مین سلسلہ پدری مین جنکا شمار خود اوس سے معہ اوسکے کیا جائے یعنی چہہ درجہ صعودی مین سلسلہ پدری مین (سوم) کوئی اولاد سلسلہ طرفی سات درجہ مین جنکا شمار خود اوس سے معہ چہہ اشخاص سلسلہ صعودی پدری کے کیا جاسے یعنی اول چہہ شخص سلسلہ نزدلی کسی اون چہہ شخص صعودی سلسلہ پدری مین (چہارم) کوئی شخص سلسلہ صعودی اندر پانچ درجہ کے سلسلہ مادری مین جنکا شمار خود اُس شخص سے معہ اوسکے کیا جائے یعنی کوئی چار شخص ماں کے مورثان مین سے یعنی ماں اور اوسکا باپ اور اوسکا دادا اور علی ہذالقیاس (پنجم) کوئی رشتہ دار طرفی نزدلی جو پانچ درجہ کے اندر ہو جسکا شمار کسی تین مورثان سلسلہ مادری سے معہ ناناکے کیا جائے یعنی اول چار درجہ نزدلی مین کسی تین مورثان سلسلہ مادری مین جسکا شمار نانا سے شروع ہوگا

ماں کی اولاد یہان داخل نہین گیگئی ہے کیونکہ وہ معمولی طور پر اولاد باپ کی بہی ہوتی ہے اور وہ رشتہ طرفی سلسلہ پدری مین داخل ہے نسبت اس امر کے کہ ماں کی حیثیت نسبت اولاد ماں کے دوسرے شوہر سے برطبق اوسکے ازدواج ثانی کے بعد بیوہ ہونیکے بموجب ایکٹ ازدواج بیوگان کے کیا ہوگی ہمکو مقدمہ ہذا مین غور کرنیکی ضرورت نہین ہے۔

علاوہ برین شخص متوفی کے سپنڈ کے قابل ورثہ پانیکے ہونیکے لئے ایک اور شرط کا پورا ہونا ضرور ہے یعنی اوسکا رشتہ متوفی کے ساتہہ ایسا ہونا چاہئے کہ متوفی بہی اوسکا سپنڈ بلاتوسط یا بذریعہ باپ یا ماں کے ہو یہ باہمی رشتہ سپنڈ ما بین متوفی اور اوسکے ورثہ پانیکے قابل سپنڈون کے ہوتا مقدمہ امید بہادر بنام اودے چند (۱) مین ضروری خیال کیا گیا ہے اور اوسکے لئے سند قول منوجی (باب ۹۔ اشلوک ۱۸۷) مین پائی جاتی ہے جو کہ متاکشرا باب ۲ فصل ۳۔ اشلوک ۳ مین دیا گیا ہے جس طرح پر کہ اوسکی تعبیر بالم بہٹ وانندبہٹ نے جو اعلی شارحان متاکشرا کے ہین کی ہے قول مذکور کے معنی مطابق رائے ان شارحان

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۱۱۹۔

۱۸۹۳ء بابو لال بنام ٹکورام

کے ہین جایداد سپنڈ قریبی کی قریبی سپنڈ کو ملے گی +۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ کوئی شخص اُس حالت مین سپنڈ قابل پانے ورثہ متوفی کی ہوتا ہے جب اسکا رشتہ متوفی سے ایسا ہو کہ وہ آپس مین ایک سرے کی سپنڈ ہون اب ہمکو یہ تعریف رشتہ سپنڈ کی اور یہ معیار باہمی رشتہ مذکور کی مقدمہ ہذا سے متعلق کرکر دیکھنا چاہئے کہ آیا مدعیان قابل ورثہ پانیکے سپنڈ رام سرن کے بلاتوسط یا بذریعہ باپ یا ماں کے ہین یا نہین۔

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان تیسرے درجہ نزولی مین منگرو رام سے ہین جو رام سرن کی ماں کا نانا تھا اور بدینوجہ وہ رام سرن کے سپنڈ بذریعہ اپنی ماں کے ہین ہمکو یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ رام سرن اولاد مین منگرو رام سے تیسرے درجہ پر تھا جو مدعیان کی ماں کے باپ کا دادا تھا اور بدینوجہ وہ انکا سپنڈ بلاتوسط تھا چنانچہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان اور رام سرن کے باہم رشتہ سپنڈ کا تھا شخص اول الذکر کا بذریعہ ماں کے اور شخص آخر الذکر کا بلاتوسط لہذا مدعیان سپنڈ او بندہو رام سرن کے ماں کی جانب سے ہین اور اوسکے ورثا ہین۔

لہذا دونون وہ جو ہمارے روبرو پیش کی گئی ہین ساقط ہوتی ہین اور بدینوجہ یہ اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس ہونا چاہئے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

+ فقرہ مذکور اصل کتاب مین حسب ذیل ہے۔

सन्निहित:

यः सपिंडानन्तरः तस्य सपिंडस्य स सन्निहितस्य धन[illegible]दिरा उ सन्निहितस्य धनं भवेत॥

دیکھو شرح لشٹھر ہٹ اوس جزو متاکشرا کی جوکولبرک صاحب کے ترجمہ مین لطور باب فصل ۲ کے ہے فقرہ مذکور سرب ادہکاری کے ٹیگور لا لیکچرس صفحہ ۱۷۵ مین واقع ہے نوٹ صاحب جج۔

۱۸۹۶ء
۱۷ مارچ

باجلاس تارس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

راماننداعرف ہریش چندر چودہری (مدعی)

بنام

رانی کشوری برمنی منجانب خود بطور شبت مورث لچہمی نراین (ابتدا مدعا علیہ) و یک کس دیگر (مدعا علیہ ترتیبی) +

دہرم شاستر۔ وراثت۔ ضبطی ورثہ۔ بے عصمتی۔ دختر۔ دہرم شاستر مروجہ بنگالہ۔

بموجب دہرم شاستر مروجہ بنگالہ کے دختر جو بے عصمت ہے اپنے باپ کی جایداد کو وراثتاً پانیسے محروم ہے۔

وہ نالش جسمین اپیل ہذا پیدا ہوا واسطے استقرار مدعی کے حق قبضہ بعض جایداد غیرمنقولہ کے دائرہوئی جواوسنے بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۳۔ بیساکہ ۱۲۹۷ (۱۵ اپریل ۱۸۹۰ء) کے مسماۃ رام سندری داسیہ سے جسکی ملکیت جایداد کو حسب مندرجہ عرضی دعوی بذریعہ وراثت اپنے باپ گدا دہر داس کے ہتی حاصل کی عرضی دعوی مین یہ مندرج تھا کہ برطبق وفات گدادہر داس کے جایداد مذکور اوسکی بیوہ باماسندری سوتیلی ماں رام سندری داسیہ کو اور مسماۃ مذکور کی وفات پر ساڑہ ۱۸۹۰ء (جولائی ۱۸۸۵ء) مین رام سندری داسیہ کو پہونچی لیکن اوسکو چندرمنی برمنی نے قبضہ نہین دیا لہذا مدعی نے نالش ہذا بنام چندرمنی برمنی بطور اصل مدعا علیہا کے دائر کی اور رام سندری داسیہ کو بطور مدعا علیہ ترتیبی کے شامل کیا مدعا علیہا چندرمنی نے بہت سے عذرات کئے جنمین اہم صرف یہ ایک تہا کہ رام سندری داسیہ اپنی سوتیلی ماں باماسندری داسیہ کی حیات مین بے عصمت ہوگئی تہی اور مطابق دہرم شاستر کے جایداد مذکور کے وراثتاً پانیسے محروم تہی بلسنبت اس امر تنقیح طلب کے منصف نے حسب ذیل تجویز کی۔

"مدعا علیہا یہ ثابت کرنیمین کامیاب ہوئی ہے کہ مدعی کی بائع رام سندری داسیہ بہت عرصہ قبل اپنی وراثت شروع ہونیکے یعنی بہت عرصہ قبل وفات سوتیلی ماں باماسندری داسیہ کے بے عصمت ہوگئی تہی اور بموجب مطابق دہرم شاستر کے وہ مستحق پانے جایداد متنازعہ کی بطور وارثہ اپنے باپ کے نہین تہی دیکہو مقدمہ ناہتر بنام درگاسندری دیبی (۱)

+ اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۷۷ ۱۸۹۵ء بنارضی ڈگری مصدرہ بابو شیشہ چندر ناگ اڈیشنل جج ماتحت پٹنا مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۹۴ء و بحالی ڈگری مصدرہ بابو ہیم چندر مسر کا منصف بوگرا مورخہ ۲۹۔ مارچ ۱۸۹۱ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۵۔

۱۸۹۶ع
راما سندری
بنام
کشوری ہرنی

چنانچہ منصف نے نالش کو ڈسمس کیا۔

برطبق اپیل صاحب جج نے اس فیصلہ کو بہنا پر ادسیوجہ کے یہ تجویز کرکے بحال رکھا کہ رام سندری ماں سیاد سوقت بے عصمت تھی جب بابا سندری فوت ہوئی اور بموجب دھرمشاستر کے اوسکو حایداد اپنے باپ گداوہر داس کی نہیں مل سکتی تھی۔

بنارافی اس فیصلہ کے مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو گرجاشنکر موزمدار و بابو گولپ چند سرکار منجانب اپیلانٹ۔

ڈاکٹر راش بہاری گھوس، بابو سرودا چرن متر و بابو تارا کشور چودہری بجای بابو کشوری لال سرکار) منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز عدالت (بنارس صاحب جٹس و بنرجی صاحب جٹس) جس مین دلایل و مقدمات محول بجوبی مندرج ہین حسب ذیل ہے۔

جو بحث کہ اپیل ہذا مین پیش کی گئی ہے یہ ہے کہ آیا بموجب دہرمشاستر مروجہ بنگال کے دختر اپنے باپ کی حایداد وراثتاً پانیسے بوجہ بے عصمتی کے محروم ہے یا نہین۔

عدالت ہاے ماتحت نے اس سوال کا جواب اثبات مین دیا ہے اور مطابق اوسکے نالش مدعی کی جو دعوی بذریعہ کرنے خریداری کے دختر سے کرتا ہے ڈسمس کی ہے۔

اپیل دوم مین یہ حجت کی گئی ہے کہ یہ فیصلہ قانوناً غلط ہے اور بے عصمتی مانع اسکی نہین ہے کہ دختر جایداد اپنے باپ کی وراثتاً پاوے بعد بتوجہ غور کرنیکے اوپر دلایل وقیق بابو گولپ چند سرکار کے جو منجانب اپیلانٹ کے حاضر ہوا ہمکو یہ کہنا چاہئے کہ ہمارے نزدیک یہ حجت صحیح نہین ہے۔

وایے بہاگ مین جو دہرمشاستر مروجہ بنگالہ مین مستند کتاب ہے بنسبت وراثت دختر کے یہ تحریر ہے۔

"لیکن اگر کواری بیٹی نہ ہو تو وراثت اوسکو پہونچتی ہے جسکی اولاد ذکور ہوا اور اوسکو جسکی اولاد ذکور ہونیکا قرینہ ہو یہ قول درہیتی کا ہے دوم برابر کے درجہ کی ہو اور جسکا ازدواج اوسی قوم کے مرد سے ہوا ہو اور نیکوکار اور فرمان بردار ہو وہ (یعنی بیٹی) خواہ واسطے قایم رکھنے سلسلہ تسلسل ذکور کے مقرر کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو اپنے باپ کی جنے بیٹا (خواہ زوجہ) نہ چھوڑی ہو جایداد پاتی ہے (باب ۱۱ فصل ۲۔ اشلوک ۱)

۱۸۹۴ء
ماانند
شام
راج کشوری
برہمنی

یہ فقرہ اصل کتاب مین [illegible] جسکا ترجمہ کولبروک صاحب نے نیکوکار اور فرمان بردار کیا ہے بعض مرتبہ کی چہپی ہوئی داے بہاگ مین خفیف فرق ہے جیکے صحیح معنی (شوہر کی فرمان بردار) ہین لیکن چاہے جونسی [illegible] عبارت اختیار کیجاے معنی مین بہت فرق نہین ہے باعصمتی کی شرط صریحاً دونون مین مقصود ہے۔

بابوگوپ چندر سرکار نے یہ دلیل کی ہے کہ گو یہ معنی قول مذہبیتی کے ہون تاہم جبکہ مصنف داے بہاگ نے بوقت کرنے شرح قول مذکور کے کوئی امر ایسا تحریر نہین کیا جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ مصنف موصوف کی راے مین باعصمت ہونا لڑکی کیواسطے ایک ضروری شرط واسطے ورثہ پانے اپنے باپ کے ہے اور جب کہ برخلاف اسکے اُس نے نسبت اوس جزو قول مذکور کے جس سے اپنے شوہر کی فرمان برداری ظاہر ہوتی ہے صرف اسقدر تحریر کیا ہے کہ اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بیوہ نہین ہے اور ممکن ہے کہ اوسکے اولاد ہو (باب ۱۱ فصل ۲۔ اشلوک ۱۲) تو ہمکو یہ اختیار نہین ہے کہ اس قول سے شرط باعصمتی کی اخذ کرین اور بتائید اس دلیل کے مشہور فقرہ مندرجہ تجویز پریوی کونسل بمقدمہ کلکٹر مدورا بنام متورامالنگا سیتوپتی (۱) پر استدلال کیا گیا ہے جس مین حکام عالیمقام نے یہ فرمایا ہے کہ "کام کسی جج اہل یورپ کا جسپر لازم ہے کہ عدل گستری مطابق دہرم شاستر کے کرے چندان یہ نہین ہے کہ آیا کوئی مسئلہ متنازعہ واجبی طور پر شروع زمانہ کی مستند کتابون سے اخذ ہوسکتا ہے یا نہین بلکہ اوسکا کام دریافت کرنے اس امر کا ہے کہ آیا مسئلہ مذکور اوس خاص قسم کے قانون مین جو اوس ضلع سے متعلق ہے جس مین وہ کام کرتا ہے مقبول ہوا ہے یا نہین اور اسوجہ سے وہ بذریعہ رواج کے صحیح قرار پایا ہے یا نہین کیونکہ بموجب ہندون کے قاعدہ دہرم شاستر کے صریح ثبوت رواج کا اقبال تحریری قانونی سے زیادہ وقعت رکہتا ہے" بلاشک اس فقرہ مین جو جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل نے اقتناع کی ہے کہ ہم کسی قول قدیم رشیون سے جسکا تذکرہ مصنف شارحان اوس قانون نے نہین کیا ہے جو اسمقدمہ سے جو ہمارے سامنے ہے متعلق ہے کوئی ایسا مسئلہ قانونی اخذ کرین جو شارحان موصوف نے صریحاً یا معناً ملحوظ نہ کیا ہو لیکن یہ صورت اسمقدمہ مین نہین ہے جس قول پر کہ ہم استدلال

(۱) بنگال لارپورٹ متعلقات پریوی کونسل جلد ا صفحہ ۱ و ویکلی رپورٹر پریوی کونسل جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۔

سنہ ۱۹۰۲ع راہ نتھ بنام کشوری برمتی

کرتے ہین اوسکا حوالہ مصنف واسے بہاگ نے بطور بنیا و بیاہی ہوئی بیٹون کے حق ورثہ پانے کے بیان کیا ہے اور جو قاعدہ کہ ہم اوس سے اخذ کرتے ہین یعنی یہ کہ باعصمتی ایک ضروری شرط واسطے مساۃ کے مستحق وراثت ہونیکے ہے خود متن مین صریحاً درج ہے اور گو یہ قاعدہ صریحاً بیان نہین کیا گیا مگر وہ معناً واسے بہاگ مین بوضاحت کافی ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ کتاب مذکور مین ایک سے زیادہ جگہہ پر یہ تحریر کیا گیا ہے کہ بیٹی کا حق ورثہ ہونے اپنے باپ کی جایداد کا اس امر پر مبنی ہے کہ وہ بذریعہ اپنے بیٹے کے جلدان کرے [دیکھو باب ۱۱ فصل ۲ - اشلوک ۱۱ و ۱۵] یعنی مساۃ کی اس قابلیت پر کہ اوسکے صحیح النسب اولاد قسم ذکور پیدا ہو اور واسطے ہونے اس بنیاد مساۃ کے حق کے باعصمت ہونا ایک ضروری شرط ہے منجانب اپیلانٹ کے یہ دلیل کی گئی کہ یہ صرف اوس صورت مین صحیح ہوگا کہ بیاہی ہوئی بیٹی اپنے شوہر کی حیات مین وارثہ ہو اور بصورت بیوہ بیٹی کے جسکے لڑکا ہو کہ یہ صورت اسمقدمہ مین ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے باعصمت ہونا کوئی شرط ضروری نہوگی ہم اس دلیل کو بطور صحیح کے تسلیم نہین کر سکتے بحث یہ ہے کہ آیا اوس جزو قول برہسپتی محولہ بالا پر جسکی رو سے دختر کا باعصمت ہونا اسلئے ضروری ہے کہ وہ ورثہ پاسکے بطور قاعدہ قانون کے عمل ہونا چاہئے یا اوسکو محض ایک حکم تہذیبی تصور کرنا چاہئے اور جب ایک مرتبہ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ بطور قاعدہ قانون کے اثر پذیر ہے تو ہم اوسکو محض بطور حکم تہذیبی کے نظرانداز نہین کر سکتے ۔

علاوہ برین مصنف واسے بہاگ نے صریحاً یہ قرار دیا ہے کہ دختر محض بذریعہ حق اپنے رشتہ دختری کے وارثہ نہین ہوتی ہے بلکہ یہ ضرور ہے کہ بغرض ہونے مستحق ورثہ پانیکے اون شرائط کو پورا کرے جو قول برہسپتی مین مندرج ہین کیونکہ مصنف موصوف نے یہ تحریر کیا ہے "چنانچہ بذریعہ ان شرائط مصرحہ کے کہ وہ برابر کی ذات کی ہو اور اوسکا بیاہ اوسی قوم کے مرد سے ہوا ہو الخ مصنف موصوف نے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنے باپکی دولت محض بذریعہ حق اپنے رشتہ دختری کے وراثتاً نہین پاتی ہے" (باب ۱۱ فصل ۲ اشلوک ۱۲) ایک اور فقرہ واسے بہاگ مین متعلق امر ہذا کے ہے - اخیر مین اوس دفعہ کے جسمین ذکر وراثت دختر اور نواسہ کا ہے جیموت واہن مصنف واسے بہاگ نے بعد یہ تحریر کرنے کے کہ بیٹی مثل بیوہ کے ایک محدود حق ترکہ مین پاتی ہے جو بوقت وفات دونون مین سے ہر ایک کے مساۃ

سنہ ۱۹۴۷ء ہانند بنام رانی کشوری

کے ورثاء کو نہین پہونچتا ہے بلکہ قریب ترین وارث اخیر مالک کامل کو پہونچتا ہے اور بعد تحریر کرنے بتائید رائے مذکور کے بعض وجوہ کے ایک اور بہتر وجہ ان الفاظ مین تحریر کی ہے۔

"لفظ زوجہ (موقوعہ قول محولہ بالا فصل ۱ - اشلوک ۵۶ - ایک عام معنی مین استعمال کیا گیا ہے اور اوسکا یہ مفہوم ہے کہ یہ سمجھنا چاہئے کہ قاعدہ مذکور عورت کی جانشینی بذریعہ وراثت سے بالعموم متعلق ہے (باب ۱۱ - فصل ۲ - اشلوک ۳۱)

الفاظ اندر خطوط ہلالی (موقوعہ قول محولہ بالا فصل ۱ - اشلوک ۵۶) اصل کتاب مین نہین ہین اور وہ کولبروک صاحب نے جیسا کہ اونکی نوٹ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے سری کرشن کی شرح سے شامل کئے ہین لیکن لفظ زوجہ بھی باب ۱۱ فصل ۱ - اشلوک ۵۶ مین جسکا حوالہ بیان دیا گیا ہے واقع نہین ہوا ہے کولبروک صاحب کے ترجمہ قول مذکور مین لفظ "بیوہ" واقع ہوا ہے لیکن وہ لفظ بھی اصل کتاب مین پایا نہین جاتا ہے جسکا اگر لفظی ترجمہ کیا جائے تو وہ حسب ذیل ہوگا۔

"وہ لاولد جو اپنے شوہر کی سیج کو بے داغ رکھے اور اپنے معزز محافظ کی مرضی کے مطابق عمل کرے وہ اپنی وفات تک باعتدال تمتع اوٹھاوے بعد مسماۃ کی وفات کے ورثاء ورثہ پاوین + باب ۱۱ فصل ۱ - اشلوک ۵۶)

اس وقت ظاہری کی توضیح رگھو نندن نے جو دہرم شاستر مروجہ بنگالہ مین ایک اعلی درجہ کا مستند شخص ہے اپنی شرح اس فقرہ دایہ بہاگ مین کی ہے جسمین اوس نے یہ تحریر کیا ہے۔

"لفظ استری (زوجہ) سے مراد عورات بالعموم ہین اس قول کا بنا پر مین وہ لاولد جو اپنی شوہر کی سیج کو بے داغ رکھے اور اپنے معزز محافظ کی مرضی کے مطابق عمل کرے اپنی وفات تک باعتدال تمتع اوٹھاوے بعد مسماۃ کی وفات کے ورثاء ورثہ پاوین اور اسکے عین بعد کے قول رشی موصوف مین یعنی زوجہ جو باعصمت ہے اپنے شوہر کی دولت پاتی ہے

+ اصل کتاب مین قول مذکور بعبارت ذیل ہے۔

अपुत्रा शयनं भर्तुः पालयन्ती व्रते स्थिता ॥
भुञ्जीता मरणात् क्षान्ता दायादा ऊर्ध्वमाप्नुयुः ॥

سنہ ۱۸۹۰ء
بالا شنکر
بنام
کشوری پرشادی

لفظ زوجہ تمثیلاً ہے ۔

فقرہ کاتیاین جو جیموت واہن کے ذہن مین اُسوقت تہا جب مصنف موصوف نے رباب ۱۱ بفصل ۴ ۔ اشلوک ۱۳) مین یہ کہا یا لفظ زوجہ عام معنی مین استعمال کیا گیا ہے الخ وہ پورا فقرہ ہوگا جو رگہونندن کی شرح مین مندرج ہے اور نہ محض اوسکا وہ جزو جسکی نقل دائی بہاگ رباب ۱۱ بفصل ۱ ۔ اشلوک ۵۶) مین کی گئی ہے اور اگر یہ صورت ہے اور اگر لفظ زوجہ کاتیاین کے پورے قول مین تمثیلاً واسطے ہر وارث کے استعمال کیا گیا ہے تو باعصمت ہونا ایک شرط واسطے ورثہ پانے دختر کے ضرور اسی طرح پر ہوگی جسطرح پر وہ ایک شرط واسطے بیوہ کے ورثہ پانیکی ہے

لہذا قول مندرجہ بالا جیموت واہن رباب ۱۱ بفصل ۴ ۔ اشلوک ۱۳) کو رگہونندن کی شرح کے ساتھ پڑہنے سے بہی پوری تائید رسپانڈنٹ کے بیان کی ہوتی ہے ۔

اسکے خلاف منجانب اپیلانٹ اول یہ بیان کیا گیا ہے کہ نسبت شرح رگہونندن کے کولبروک صاحب نے دیباچہ اپنے ترجمہ دای بہاگ مین شبہ ظاہر کیا ہے اور ثانیاً فقرہ دای بہاگ محولہ بالا رباب ۱۱ فصل ۴ ۔ اشلوک ۱۳) کی تعبیر پریوی کونسل نے بمقدمہ منی رام کولیتا بنام کیری کولیتانی (۱) یہ کی ہے کہ صرف دیگر عورات سے قاعدہ متعلقہ بیوہ نسبت مقدار اور نوعیت اُس حق کے جو وراثتاً پہونچی ہو متعلق ہے اور حکام ممدوح نے کوئی امر نسبت ان شرائط کے تحریر نہین کیا ہے جنکے بموجب انکا حق وارث ہونیکا پیدا ہوتا ہے ۔

نسبت عذر اول کے باوجود اسکے کہ کولبروک صاحب نے اپنی شہادت نسبت اوسکی صحت کے ظاہر کئے پنڈت بہارت چندر متی متوفی پروفیسر دہرم شاستر سنسکرت کالج کلکتہ نے پوری شرح جسکا نام رگہونندن ہے بطور اصل تصنیف مصنف موصوف کے اپنی دای بہاگ کے طبع مین کہ یہ کتاب نہایت محنت سے تیار کیگئی ہے اور بمعاونت بابو پرسنو کمار ٹیگور ایک فاضل دہرم شاستر کے شایع ہوئی ہے درج کی ہے کتاب کو ۱۸۶۳ء مین شایع ہوئی تہی اور تیس برس گذشتہ مین کسی عالم یا قانون دان نے نسبت اصلیت شرح مذکور کے کبہی اعتراض نہین کیا بلکہ بخلاف اوسکے اوسکو عدالت ہذا مین مسٹر صاحب جسٹس میکلین صاحب جسٹس نے بمقدمہ رام ناتھ تولاپتر بنام درگا سندری دیبی (۲) پذیرا کیا اور اوسپر عمل کیا لہذا ہمکو کوئی وجہ اسکو بطور اصلی کے پذیرا کرنے مین تامل کرنیکی معلوم نہین ہوتی ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۷۶ ۔ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۵

۱۸۹۷ء
راج لکھی دیبیہ
نام
رام کشوری دیبیہ

لہذا ان نسبت عذر دوم کے واضح ہو کہ وہ تحریرات پریوی کونسل جنپر استدلال کیا گیا ہے صرف ضمناً کی گئی تھین کیونکہ حکام عالی مقام کو سوائے ضمنی طور پر اور واسطے ایک غرض فرعی کے ضرورت تعبیر کرنے اشلوک ۲۱ فصل ۴ باب ۱۱ داے بہاگ کی نہتی حکام عالیمقام کے رو برو بحث یہہ تہی کہ آیا جبکہ بیوہ نے اپنے شوہر کی جایداد وراثتاً پائی ہو تو وہ مستوجب اوسکی ضبطی کی باہت بے عصمتی مابعد کے ہے یا نہین اور حکام ممدوح نے ضمناً یہ تحریر فرمایا ہے "گو یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گو ایک بے عصمت دختر اپنے باپ کی جایداد وراثتاً پائی اور ایک بے عصمت مان اپنے بیٹے کی جایداد وراثتاً پانے سے محروم ہے مگر یہ بات بموجب کسی قول منجملہ اقوال مندرجہ بالا ورہت منو یا کاتیاین کے نہین ہے"۔

یہ وہ اقوال ہین جنکا حوالہ داے بہاگ باب ۱۱ فصل ۱ اشلوک ۴۷ و ۵۶ مین دیا گیا ہے اور وہ بلاشک باعث محرومی بے عصمت دختر یا بے عصمت مان کے وراثت سے نہین ہین لیکن حکام عالیمقام کے روبرو شرح رگہونندن اور قول مزید کاتیاین کا جسکا اوس مین حوالہ ہے نہتا اور یہ قول آخرالذکر وہ ہے جو اشلوک ۳۱ فصل ۴ باب ۱۱ داے بہاگ کے ساتھہ پڑھنے سے باعث محرومی بے عصمت دختر اور بے عصمت مان کا ہوتا ہے۔

راے کرم سنگہ مصنف سری کشن ترکالنکار ایک اور مستند کتاب دہرم شاستر مروجہ بنگالہ مین بہی حوالہ ورہسپتی کے قول مندرجہ بالا کا بطور بنیاد بیان ہوئی لڑکی کو حق وراثت سے دیا گیا ہے (باب ۱ فصل ۳ - اشلوک ۷)

لہذا تمھون مستند کتابین دہرم شاستر مروجہ بنگالہ کی یعنی جموت واہن - رگہونندن و سری کرشن - بتائید اس راے کے ہین جو عدالت ہاے ماتحت نے قایم کی ہے۔

نیز ایک راے پنڈتون کی ہے جسکو میکناٹن صاحب نے پسند کیا اور اپنے نظایر دہرم شاستر صفحہ ۱۳۴ مین درج کیا ہے اور وہ بدین مضمون ہے کہ دختر جو کسب کراتی ہے یا بے عصمت ہے اپنے باپ کا ترکہ پانیکے نا قابل ہے۔

اسکے بعد قول دوارکا ناتہہ متر صاحب جسٹس کا بمقدمہ کبری کولیتانی بنام منی رام کولیتا (۱) ہے جو بذریعہ قول پریوی کونسل بمقدمہ مذکور بر طبق اپیل منی رام کولیتا بنام کیری کولیتانی (۲) بحال رہا کہ دختر بے عصمت اپنے باپ کے ترکہ کو وراثتاً پانیسے محروم کی گئی ہے۔

اور آخر فیصلہ متر صاحب جسٹس میکلین صاحب جسٹس بمقدمہ رام ناتہہ تولاپتر بنام درگاسندری دیبی (۳)

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱ ف ب۔ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۷۶۔ (۳) ایضاً جلد ۴ صفحہ ۵۵۰

محولہ ماسبق ہے کہ بے عصمت ماں ازروے اشلوک ۳ فصل ۲ باب ۱۱ واے بھاگ شمول شرح رگھو نندن کے جسکی ندلیہ سے باعصمت ہونا ایک شرط ضروری واسطے عورات کے ورثہ پانیکے ہے وراثت سے محروم قرار دیگئی ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء راما نند بنام ہرکشوری بہنی

نسبت اسمقدمہ آخرالذکر کے منجانب اپیلانٹ اگر یہ بہت صحیح طور پر تسلیم کیاگیا ہے کا گر وہ دلیل جسپر وہ مبنی ہے صحیح ہوتی تو اُس سے بحث حال قطعاً طے ہوجاتی لیکن یہ دلیل کیگئی ہے کہ دلیل مذکور فی الواقع پریوی کونسل سے بمقدمہ منی رام کولیتانی (۱) نامنظور ہوچکی ہے مگر ہم اوپر ثابت کرچکے ہین کہ یہ صورت نہیں ہے اور حکام عالیمقام کے روبرو مقدمہ منی رام کولیتا بنام کیری کولیتانی مین شرح رگھو نندن معہ پوری متن کا تیاین کے جسکا اوسمین حوالہ دیا گیا ہے اور جسپر رومیش چندر مترکی تجویز فی الواقع مبنی ہے موجود نتھی اور حکام ممدوح کوئی مستند راے نسبت ان امور کے صادر نہین فرما سکتے تھے جو حکام ممدوح کے روبرو پیش نہ تھے۔

درحالیکہ اسناد متذکرہ بالا سے تائید اوس راے کی ہوتی ہے جسکی بابت اسپاٹنڈنٹان حجت کرتی ہین کسی قول یا مقدمہ کا جس سے دہرم شاستر مروجہ بنگال متعلق ہو تبا تائید انکے خلاف کے حوالہ نہین دیاگیا ہے اور نہ ہم کسی ایسے قول یا مقدمہ سے واقف ہین مقدمات محولہ وکیل ذیعلم اپیلانٹ یعنی اوزیاپا بنام رودارا (۲) رنگاجتی بنام گھسینا (۳) وکوجیاور بنام لکشمی (۴) اولاً سب متعلق نہین ہین ثانیاً وہ سب بموجب دہرم شاستر مروجہ دیگر اجزاے ملک بجز بنگالہ کے ہین اور مقدمات مذکور بلحاظ ایسی اسناد کے فیصل کئے گئے ہین جو اون اسناد سے مختلف ہین جنکی پیروی بالخصوص اُس ضلع مین کیجاتی ہے جسکی نسبت ہمکو تجویز کرنی ہے لہذا ہماری راے مین اونسے فیصلہ مقدمہ حال مین فرق نہین آتا ہے۔

پس نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس کیا جانا چاہئے۔

اپیل ڈسمس کیاگیا

باجلاس نارس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

پریم چند سانیال (مدعی) بنام سرن مئی دیبی و یکس دیگر (مدعاعلیہا) +

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۷۶ (۸۷) - (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۰۴

(۳) " " الٰہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۶ - (۴) " " مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۴۹

+ اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۳ء بنارضی ڈگری مصدرہ بابو شنبھو چندر ناگ جج ماتحت پنا بار گرا صفحہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء

۱۸۹۴ء
ایسر چند سانیال
بنام
سری متی وغیرہ

دہرم شاستر - وارثان مابعد - انتظام مابین بیوہ و وارث مابعد - ترک کرنا ہندو بیوہ کا اپنے حق حین حیاتی کو بحق وارث مابعد کے - جو منجانب وارث مابعد بحق بیوہ کے نصف جائداد کا استقراری ڈگری کیواسطے نالش - نالش منجانب وارث مابعد حین حیات بیوہ کے - ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۴ -

مادہب چند سانیال بوقت اپنی وفات کرتا بعض بعض جائداد ہائے غیر منقولہ کا تہا اور وہ دو بیوگان چہوڑ کر فوت ہوا جنمین سے ایک اوسکے بہتوڑے عرصہ بعد ایک لڑکا مسمی رادہکا ناتہ بہدڑی چہوڑ کر فوت ہوئی دوسری بیوہ سرن متی نے مصالحت ساتہہ رادہکا ناتہ کر کی اور بموجب اوسکے ۹ - دسمبر ۱۸۸۹ء کو دو دستاویزات تحریر کیگئین جنمین سے اول کی رو سے سرن متی نے بحق رادہکا ناتہہ حق حین حیاتی واقع اون جائدادون کے جو مسماۃ نے لطور بیوہ مادہب چند کے وراثتاً پائی تہین ترک کیا اور بذریعہ دوسری کے رادہکا ناتہ نے بحق سرن متی کے ایکحق قطعی نصف جائداد مین اسطرحپر ترک کیگئی تہی منتقل کیا اور نصف ثانی اپنے پاس رہنے دیا رادہکا ۲۷ - دسمبر ۱۸۸۹ء کو فوت ہوا مدعی اوسکی بیوہ بدم کامنی داسی [illegible] نامبرد [illegible] ہوئی ایک نالش منجانب مدعی لطور وارث حین مابعد مادہب چند بالغرض پاس استقرار کے کہ دستاویزات مذکورہ جائز تہین اور اوسکے حق مابعد مین نقص نہین آتا تہا دائر ہوئی -

تجویز ہوئی کہ نالش مذکور بیوہ کی حیات مین قابل پذیرائی تہی الیشری دت کنور بنام ہنس بتیا کنور این (۱) کا حوالہ دیا گیا پرتہی پال کنور بنام گمان کنور (۲) ہیمچندر و بہوشن چیٹرجی بنام ترگنا ناتہہ مکرجی (۳) وکتم پچیار بنام دورا سنگہ تیور (۴) سے اختیار کیا گیا -

بہ تقلید مقدمہ نو بکشور سرما بنام ہری ناتہ سرما (۵) یہ بہی تجویز ہوئی کہ وہ نصف جائداد جو سرن متی نے رادہکا ناتہہ کو دی اوسکے حق مین قطعی طور پر منتقل ہوگئی اور مدعی مستحق نہین ہے کہ نسبت جواز انتقال مذکور کے جہانتک کہ اوس جزو جائداد کو تعلق تہا اعتراض کرے -

یہہ بہی تجویز ہوئی کہ گو تاثیر فیصلہ مقدمہ نو بکشور سرما بنام ہری ناتہ سرما سے یہ ہے کہ بیوہ اور وارثان مابعد قیاسی مجاز اس امر کے قرار پاتے ہین کہ نسبت جائداد کے قطعی طور پر واسطے بعض اغراض کے عمل کرین مگر بیوہ برضامندی وارث مابعد قیاسی کے اپنے حق حین حیاتی واقع کسی جزو جائداد اپنے شوہر کو جسکو وہ منجانب اپنے لئے رکہنا چاہتی ہو بنام انتفاع انتقال سے بحق قطعی تبدیل نہین کرسکتی ہیرا لال بنام موہن لال بیبر گیا مال (۶) کا حوالہ دیا گیا لہذا مدعی مستحق اس استقرار کا ہے کہ دستاویزات مذکورہ جہانتک کہ نصف جائداد متعلقہ [illegible]

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۴ و لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۰ صفحہ ۱۵
(۲) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۳ و " " " جلد ۱۴ صفحہ ۱۰۷
(۳) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۷۶۱ -
(۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳ و ویکلی رپورٹ جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۴ و لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۴ صفحہ ۱۲۹
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۰۴ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۶

سنہ ۱۸۹۷ء
ہم چند رسانیال
بنام
ٹہکری منی دیبی

سر نومتی کو تعلق ہے صرف اوسکے حق وراثت مابعد کے نہین ہو سکتین ۔

مدعی نے نالش ہذا واسطے استقرار اپنے حق وراثت مابعد نسبت بعض جایداد غیر منقولہ متروکہ مسمی مادہب چند رسانیال اور واسطے منسوخی وابطال وکالعدم قرار دئے جانے دو دستاویزات کے جنمین سے ایک بابت ترک جایداد اور دوسری بابت ہبہ موثر جایداد ہائے مذکور کے تہی دائر کی ۔

مادہب چند رسانیال دو بیوگان ہرسندری دیبی و سرنومتی دیبی چہوڑکر فوت ہوا ہرسندری دیبی ایک لڑکا مسمی رادہکا ناتہہ بہڈری چہوڑکر فوت ہوی سرنومتی دیبی اول مدعا علیہا نالش ہذا نے ایک لڑکا اپنے شوہر مادہب چند کیلئے متبنی کیا اور اوسکا نام مہاچند رسانیال رکہا اور بعد وفات دوسری بیوہ ہرسندری کے رادہکا ناتہہ نے ایک نالش واسطے منسوخی اس تبنیت کی دائر کی اور سنہ ۱۲۹۲ (سنہ ۱۸۸۵ء) مین ڈگری متعرنا جوازی تبنیت مذکور کے حاصل کی ۲۵ اگہن سنہ ۱۲۹۶ مطابق دو دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء کو مدعا علیہا اول سرنومتی دیبی اور رادہکا ناتہہ بہڈری کے باہم ایک تصفیہ بابت جایداد ہائے غیر منقولہ متروکہ مادہب چند کے ہوا جسکے بموجب سرنومتی نے بذریعہ ایک دستاویز کے جسکی منسوخ کئے جانیکی استدعا تہی اپنا حق حین حیاتی واقع جایداد ہائے مذکور بحق رادہکا ناتہہ کے ترک کیا اور بعوض اس ترک کے رادہکا ناتہہ نے بذریعہ دوسری دستاویز کے ایک حق قطعی نصف جایداد کا بحق سرنومتی منتقل کیا اور نصف ثانی اپنے پاس رہنے دی رادہکا ناتہہ ۱۲ اگہن سنہ ۱۲۹۷ مطابق ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء کو ایک بیوہ پدم کامنی دیبی مدعا علیہا دوم چہوڑکر فوت ہوا اور وہ اوسکے نصف حصہ جایداد پر قابض ہے ۔

مدعی نے جو وارث عین مابعد مادہب چند کا تہا استدعا واسطے اس استقرار کی کی کہ اوسکی حق وراثت مابعد مین دو دستاویزات مذکور سے فرق نہین آیا ہے اور از روئے دستاویز ترک کے کوئی حق رادہکا ناتہہ بہڈری کو نہین پہونچا اور دستاویز مذکور بمقابلہ مدعی ناجایز وکالعدم ہے اور از روئے اس ہبہ کے جو رادہکا ناتہہ نے بحق سرنومتی تحریر کیا کوئی حق قطعی مسماۃ کو حاصل نہین ہوا بلکہ مسماۃ کا صرف ایک حق حین حیاتی اون جایداد ہائے مین تہا جو اوسکے شوہر مادہب چند نے چہوڑی تہین

امور تنقیح طلب نسبت اس امر کے کہ آیا نالش سرنومتی کی حیات مین قابل پذیرائی ہے یا نہین اور نسبت جواز یا عدم جواز اون دو دستاویزات کے اور نسبت اونکی تاثیر کے اگر وہ جایز ہون قایم کئے گئے تہے ۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ چونکہ نالش محض واسطے استقرار کے نہین ہے بلکہ واسطے دادرسی

محکمہ ۱۸۹۶ع
ہیم چندر سانیال
بنام
سرن موئی دیبی

واقعی کے بہی ہے لہذا وہ بموجب دفعہ ۴۲ ایکٹ داد رسی خاص کے حیات بیوہ مین قابل پذیرائی ہے لیکن دستاویزات مذکور واقعی اور جایز ہین اور مدعیکو یہ استحقاق نہین ہے کہ اونکو منسوخ کرائے لہذا حاکم موصوف نے نالش کو ڈسمس کیا۔

بعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور مدعا علیہم نے اپیل متخالف داخل کیا کہ عدالت ماتحت نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ نالش قابل پذیرائی ہے۔

سرگرو پرشاد و بابو سری ناتھ داس و بابو کشوری لال سرکار و بابو بہاری لال منجانب اپیلانٹ۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس بابو گولپ چند سرکار و بابو دوار کا ناتھ چکرورتی منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز عدالت بنارس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس حسب ذیل ہے۔

یہ اپیل ایک ایسی نالش مین ہوا ہے جو مدعی اپیلانٹ نے کہ وہ دعویدار ہونے قریب ترین وارث مابعد ایک شخص مادہب چندر سانیال کا بعد وفات مادہب چندر سانیال کی بیوہ سرنومئی دیبی مدعا علیہا نمبر ۱ کے کرتا ہے واسطے استقرار اس امر کے کہ دائر کی تہی کہ دستاویز ترک حق مین حیاتی کی جو سرنومئی نے ۵ م اگہن ۱۲۹۶ع کو بحق رادہکا ناتہ بہٹری شوہر مدعا علیہا نمبر ۲ کے تحریر کی تہی جو اسوقت مین وارث مابعد تہا اور ایک ہبہ نامہ جو رادہکا ناتہ بہٹری مذکور نے اوسی تاریخ کو بحق سرنومئی بابت نصف جایداد مذکور کے تحریر کیا غیر موثر اور کالعدم بمقابلہ مدعی ہین۔

جوابدہی یہ ہوئی کہ مدعی ایک وارث مابعد جسکا حق مشروط ہے مستحق نہ تہا کہ نالش مثل نالش حال کے بیوہ کی حیات مین دائر کرے اور دستاویزات متنازعہ پر اثر اور جایز ہین۔

عدالت ماتحت نے گو یہ تجویز کی کہ مدعی بطور وارث عین مابعد کے مستحق دائر کرنے ایک نالش مثل نالش ہذا کا ہے مگر اوسکی نالش کو اس بنا پر ڈسمس کیا کہ دستاویزات متنازعہ پر اثر اور جایز ہین بنا راضی اس فیصلہ کے مدعی نے اپیل دائر کیا اور یہ حجت کی کہ عدالت ماتحت کی یہ تجویز غلط ہے کہ دستاویزات متنازعہ بمقابلہ اوسکے جایز اور قابل پابندی ہین اور مدعا علیہم نے ایک عذر متخالف حسب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس مضمون کا کیا کہ عدالت ماتحت نے یہ تجویز غلط کی کہ یہ نالش قابل پذیرائی ہے۔

عذر متخالف مدعا علیہم پر اول غور کیا جانا چاہیے کیونکہ اگر وہ منظور ہو جائے تو یہ غیر ضروری ہوگا کہ اون امور پر بحث کیجاے جو اپیل مدعی مین پیش کئے گئے ہین۔

سنہ ۱۸۹۴ء
رام چندر سانیال
بنام
رانامنی دیبی

منجانب مدعاعلیہم رسپانڈنٹان کے یہ حجت کی گئی ہے کہ چونکہ دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص (۱۸۷۷ء) کی رو سے یہ امر باختیار تمیزی عدالت کے چھوڑا گیا ہے کہ ڈگری استقراری صادر کرے اور چونکہ ازروئے دفعہ ۴۳ ایکٹ مذکور کے ڈگری ایسے مقدمہ مین صرف فریقین نالش اور اون اشخاص پر جو اونکے ذریعہ سے دعویدار ہون واجب التعمیل ہے لہذا یہ ایک مناسب استعمال اختیار تمیزی عدالت کا نہ ہوگا کہ ڈگری استقراری اسمقدمہ مین عطا کرے۔ بلکہ ممکن ہے کہ ایسی ڈگری بالآخر کسی کام کی نہو اگر مدعی بیوہ سے پیشتر فوت ہو کہ یہ امر کسی طرح سے خلاف قیاس نہین ہے اور کوئی اور شخص وارث عین مابعد اوسکے شوہر کا تاریخ مسماۃ کی وفات پر ہو اور بتائید اس حجت کے مقدمات پرتھی پال کنور بنام گمان کنور (۱) و چندر وبہوشن چٹرجی بنام ترگنا ناتھ مکرجی (۲) و کنیم سپنیار بنام دوراسنگہ تیور (۳) پر استدلال کیا گیا۔

بادی النظر مین یہ معلوم ہوا کہ اس حجت مین کسیقدر وقعت ہے لیکن بعد احتیاط سے غور کرنیکے ہمکو اطمینان ہو گیا ہے کہ وہ منظور نہین ہونی چاہئے احکام ایکٹ دادرسی خاص سے فی الواقع تائید مدعاعلیہ کی حجت کی نہین ہوتی ہے تمثیل (۵) دفعہ ۴۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نالش مثل نالش حال کے منجانب وارث مابعد قیاسی واسطے استقرار اس امر کے کہ انتقال منجانب ہندو بیوہ کیواسطے اپنی حیات سے زیادہ کے کالعدم ہے بموجب دفعہ مذکور صریحاً قابل پذیرائی ہے تمام مقدمات جنکا حوالہ منجانب مدعاعلیہم کے دیا گیا ہے مقدمہ حال سے قابل امتیاز ہین اول مقدمہ محولہ یعنی مقدمہ پرتھی پال کنور بنام گمان کنور (۱) ایک ہندو بیوہ نے واسطے حصول استقرار اس امر کے دائر کیا تھا کہ فلان شخص جسکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ اوسکو اوسکی سازش نے متبنی کیا تھا ایک جائز طور پر گود لیا ہوا بیٹا نہ تھا تبنیت مذکور سے ازروئے مسلمہ واقعات مقدمہ کے حقوق مدعیہ مین کسی طرح پر فرق نہین آیا نہ آسکتا تھا اور جو کچھ کہ منجانب مدعی تائید ایک ڈگری استقراری کے بیان کیا جاسکتا تھا جیسا کہ ہم تجویز حکام عالیمقام پریوی کونسل سے مستنبط کرتے ہین یہ تھا کہ کسی نہ کسی وقت پر بعد وفات مدعیہ حال کے ممکن ہے کہ وہ شخص جو مطابق حجت مدعیہ کے ایک پسر متبنی نہین ہے کسی ذریعہ سے بذریعہ کسی فعل گورنمنٹ کے یا اور طرح پر بحیثیت پسر متبنی کے قبضہ حاصل

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۹۲۳ (لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۷ صفحہ ۱۰۷

(۲) " " " جلد ۸ صفحہ ۷۶۱

(۳) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۰۱ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۱ (لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۲ صفحہ ۲۴۹

۱۸۹۴ء
ہیم چند سانیال
بنام
سرنامئی دبیا

کرے حکام عالیمقام نے تجویز کی کہ یہ کوئی وجہ مدعی کے مستحق دعویٰ ڈگری استقراریہ ہونیکی نہ تھی اوسمقدمہ مین مدعی کو کوئی ایسا حق نہ تھا جسمین ازروے تمنیت کے فرق آتا مساۃ کا مقدمہ ممکن نہ تھا کہ داخل دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کے ہو اور اس لیئے یہ تجویز ہوئی تھی کہ وہ مستحق نہ تھی کہ نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کرے کہ تمنیت مذکور کالعدم تھی مقدمہ بھجند ربہوشن چٹرجی بنام مرگنا ناتہ مکرجی (۱) ایک بہت خاص قسم کا تھا نالش مذکور مشتری حق وراثت مابعد نے دائر کی تھی اور اس حاکم ذیعلم نے جسنے اوسکا فیصلہ کیا کوئی قاعدہ عام سوائے اسکے قائم نہین کیا کہ اختیار تمیزی عدالت کا عطا کرنے ڈگری استقراریہ کا نہایت احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہیئے اور بلحاظ ان حالات مقدمہ کے جو حاکم موصوف کے روبرو تھے کہ جو حالات مقدمہ حال سے بہت مختلف تھے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ ڈگری استقراریہ عطا نہین کرنی چاہیئے اخیر مقدمہ محولہ یعنی مقدمہ گتم پنہیار بنام دوراسنگہ تیور (۲) مین بلا شک یہ قاعدہ عام قرار دیا گیا ہے کہ ڈگری استقراریہ بجز اسکے صادر نہین کیجا سکتی کہ حق دادرسی مستدعیہ قابل عطا ہے اوسی عدالت کے یا بعض صورتون مین قابل عطا ہے دیگر عدالتون کے ہو لیکن وہ مقدمہ بموجب قانون سابق دفعہ ۱۵ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کے فیصل ہوا تھا جو قانون حال متعلقہ امر مذکور مندرجہ دفعہ ۴۲ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء سے مختلف تھا بخلاف اسکے مقدمہ الیسری دت کنور بنام ہنس تہی کنوارین (۳) ایک قوی نظیر خلاف مدعا علیہم کی بحث کے ہے اوسمقدمہ مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ فرمایا صرف ایک وجہ واسطے نہ عطا کرنے دادرسی کے بربناے اختیار تمیزی کے تحریر کیگئی ہے یہ ہے کہ ایک جزو مقدمہ سے ایک مشکل امر قانونی پیدا ہوتا ہے جسکا فیصلہ باوجود خرچ اور توقف کے ممکن ہے کہ بالآخر واقعی وارثان مابعد پر قابل پابندی نہو ممکن ہے کہ وہ ایک وجہ مطابق حالات کے کم و بیش وقعت رکھتی ہو اسمقدمہ مین وہ اصل جایداد بردہ ناتہ سے متعلق نہین ہے جسکی بابت مدعیان کا دعویٰ صریحاً صحیح ہے اور مدعا علیہم کی حجت صریحاً غلط ہے نہ یہ فوراً خیال مین آتا ہے کہ فیصلہ مذکور کا کچھ ثمرہ نہوگا کیونکہ امر قانونی ایسی قسم کا ہے کہ اوسکا فیصلہ گو بطور امر تجویز شدہ کے مابین بیوگان اور ایک جدید وارث مابعد کے قابل پابندی نہو مگر ایسی قوی ایک سند متعلق امر مذکور ہوگی کہ دونون فریق مین سے ہر ایک کو اوسکی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۶۷۱ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۳ اور ویکلی رپورٹر جلد ۲۴ صفحہ ۲۱۲ (۳) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۳ صفحہ ۱۹۹ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۴

۱۸۹۴ء بیم چند سانیال بنام ہرن مئی دیبی

نسبت جھگڑا کرنیکی مانع ہوگی اِیہ تحریرات پوری طور سے مقدمہ ہٰذا سے متعلق ہین اور بدینوجہ ہمکو لازم ہے کہ مدعاعلیہم کے عذر متنازعہ الف کو نامنظور کرین اور یہ تجویز کرین کہ یہ نالش دالکر ڈگری استقرار یہ کے قابل پذیرائی ہے ۔

اب مدعی کے اپیل کیطرف متوجہ ہوکر ہمکو دیکہنا چاہیئے کہ نوعیت اون انتقالات کی کیا ہے کہ جنکو وہ ہم سے استدعا کرتا ہے کہ بمقابلہ اوسکی ناجائز قرار دیئے جائین وہ دو انتقالات ہین جو بذریعہ دو دستاویزات کے عمل مین لائے گئے ہین جنپر ایک ہی تاریخ ہے اون مین ایک کے ذریعہ سے بیوہ یعنی مدعاعلیہا نمبر ا نے بحق وارث مالبعد وقت کے اپنا کل حق جو شوہر کی جائداد مین تہا ترک کیا اور بذریعہ دوسری کے وارث مالبعد نے مسماۃ کے حق مین بحق قطعی نصف جائداد مذکور منتقل کی معاملہ مذکور کی نوعیت ظاہری پر لحاظ کرکے عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ جو اپنا حق وارث مالبعد کے حق مین ترک کیا اوسکی یہ تاثیر تہی کہ جائداد مذکور قطعی طور پر اوسکو پہونچ گئی اور ... بطور ایک حق قطعی نسبت کل جائداد کے اوسنے حاصل کیا ... اوسکو پورا اختیار تہا کہ اوس مین سے نصف قطعی طور پر بحق بیوہ کے منتقل کرے لیکن گو یہ صورت اگر ہم محض نوعیت ظاہری معاملہ مذکور کو دیکہین ہوتا ہم اگر ہم اوسکی اصل نوعیت کو دیکہین یعنی زیادہ تر اوسکی اصلیت کو بہ نسبت اوسکی شکل کے تو ملاحظہ خود دستاویزات مذکور سے ہمکو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بیوہ نے اپنا کل حق واقع جائداد شوہر بحق عین وارث مالبعد کے بعوض اسکے ترک کیا کہ شخص آخرالذکر مسماۃ کے حق مین ایک پٹہ قطعی نصف جائداد مذکور کا کرے پس جو کچہ کہ فی الواقع ملحوظ تہا کہ بیوہ بحق وارث مالبعد کے منتقل کرے اور جو کچہ کہ فی الواقع اوسنے علیحدہ کیا مسماۃ کا حق واقع نصف اوس جائداد کے تہا جو مسماۃ نے وراثتاً اپنے شوہر سے پائی تہی اور بمعاوضہ اوسکے وارث مالبعد نے بحق بیوہ کے اپنے دعاوی مشمولہ بآیندہ کو جو نسبت دیگر نصف جائداد کے تہے چہوڑ دیئے اور چونکہ یہ اصل نوعیت معاملہ مذکور کی ہے لہذا منجانب مدعی اپیلانٹ یہ حجت کیگئی ہے کہ دونون دستاویزات مین سے کوئی بیوہ کی حیات سے زیادہ کے لئے اثر پذیر نہین ہو سکتی اور دستاویز بحق وارث مالبعد بطور دستاویز ترک حق کے اثر پذیر نہین ہو سکتی کیونکہ کوئی ترک کسی شخص کا جو کل حق سے کم ہو نہین ہو سکتا اور نہ بطور ایک انتقال برضامندی وارث مالبعد کے اثر پذیر ہو سکتی ہے کیونکہ وہ بحق کسی شخص ثالث کے نہین ہے اور جو دستاویز کہ وارث مالبعد نے تحریر کی جو فی الواقع صرف ایک اقرار قطعی بہر

۱۸۹۹ء
ہیم چندر سانیال
بنام
سرکی منی دیبی

دعوی بابت نصف جایداد کے مدعی پر اوسکی پابندی لازم نہین ہے ۔

بخلاف اسکے مدعا علیہم تائید دستاویزات مذکور کی اس عام بنا پر کرتے ہین کہ بیوہ اور عین وارث مابعد بالاشتراک مجاز ہین کہ نسبت جایداد مذکور کے جسطرح چاہین عمل کرین اور تامبردگان اپنی دلیل کو فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مقدمہ نوبکشور سرمارائے بنام ہری ناتھ سرمارائے (۱) پر مبنی کرتے ہین ۔

ہمارے نزدیک طرفین مین سے کسی کی حجت اوس درجہ تک جہانتک کہ وہ لیگئی ہے صحیح نہین ہے نسبت ہندو بیوہ کے اختیار انتقال کے کسی اور طرح سوائے ضرورت قانونی کے ہماری دانست مین دو مسائل بخوبی مثبتہ ہین ۔

اول جائز ہے کہ بیوہ کل اپنا حق نسبت اپنے شوہر کی جایداد کے ترک کرے اور اوسوقت عین وارث مابعد کو وہ حقیت قطعی طور پر حاصل ہو جاتی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ درمیان مین بیوہ کے آنیسے وراثت وارث مابعد ملتوی رہتی ہے اور اگر وہ مانع نہو تو وارث مابعد کا زمانہ حصول وراثت اسوجہ سے جلد آجاتا ہے اس رائے کی جو بالکل مطابق عقل کے ہے تائید سند مقدمات مفصلہ سے بخوبی ہوتی ہے ۔ دیکھو مقدمہ شاما سندری بنام سُرت چندر دت (۲) وپرتاب چندر رائے چودہری بنام جے منی چودہراین (۳) و بہاری لال بنام مادہو لال (۴)

دوم بیوہ مجاز ہے کہ وارث عین مابعد یا کسی شخص غیر کے حق مین برضامندی وارث عین مابعد کے کل یا کوئی جزو جایداد منتقل کرے اور منتقل الیہ کو ایک حق قطعی حاصل ہوگا دوسرے مسئلہ کی گو تائید کثیر سند مقدمات مفصلہ سے ہوتی ہے (دیکھو نوبکشور سرمارائے بنام ہری ناتھ سرمارائے اور وہ مقدمات جنکا اوس مین حوالہ ہے) یہ تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ وہ بلحاظ صحت اور تقسیم کے ٹھیک ٹھیک اصول دہرم شاستر مندرجہ اصل اسناد کے مطابق نہین ہے مطابق اوس اصول کے وارث مابعد ہندو بیوہ کے وہ شخص ہوتا ہے جو قریب ترین وارث اوسکے شوہر متوفی کا تاریخ وفات مسماۃ کو ہے اور اگر ہم لفظ وفات سے یہ سمجھین کہ وفات قانونی تا ترک کرنا دنیا کا یا ترک کرنا دنیاوی تعلقات کا مثل اصلی موت کے مراد ہے تو دو مسایل مندرجہ بالا مین سے اول مسئلہ اصول ماسبق کے خلاف نہوگا لیکن قبل اسکے کہ وہ حادثہ وقوع مین آئے جسکے وقوع کے وقت واقعی وارث مابعد تجویز کیا جائیگا

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۰۲ ۔ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۵۰۰ ۔ (۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۹۵

۱۹۰۷ء
بھیم چند رسانیال
بنام
سرن منی دیبی

یعنی جبکہ زایل ہونا حق بیوہ کا بذریعہ وفات یا ترک کے وقوع مین آئے کوئی وارث مابعد جسکا حق مشروط بہ آیندہ ہے یہ نہین کہسکتا کہ جایداد کو وہ اسکو پہنچے گی اور یہ سمجھنا آسان نہین ہی کہ کس اصول پر بیوہ بذریعہ کرنے انتقال کے رجو از قسم ترک کرنے اپنے حق کے ہو اسحق وارث المابعد قیاسی یا بحق کسی شخص غیر کے برضامندی وارث مابعد قیاسی مذکور کے حقوق واقعی وارث المابعد مین جب نوبت وراثت بحق اسکے پہونچے فرق ڈال سکتی ہے اسمین شک نہین کہ دہرمشاستر مین کوئی سند واسطے اس مسئلہ کے نہین ہے کہ بیوہ ہبہ مناسب حصہ اپنے شوہر کی جایداد کا بحق اپنے شوہر کے رشتہ داران کے اور انکی مرضی سے بحق اپنے باپ کے رشتہ داران کے کرسکتی ہے اور رہا بہ منتقل کرنے جایداد کے بذریعہ ہبہ یا دیگر نہج پر مساۃ تابع اختیار اہالی اپنے شوہر کے خاندان کے ہے دیکھو لسے بہاگ باب ۱۱ فصل اشلوک ۳۲ و ۴۹ و لیکن یہ امر کہ وہ اہالی شوہر کے خاندان کے کون ہین جنکی رضامندی یا منظوری اسلئے ضروری ہے کہ بیوہ کا انتقال جایز ہوجائے کتاب مذکور مین معین طرح پر بیان نہین کیا گیا ہے اور پریوی کونسل نے بمقدمہ راج لکھی دیبا بنام گوکل چندر چودہری (۱) بالتخصیص بیان نہین کیا کہ وہ رشتہ کون ہین گو اس عام اصول کو بحال کہا کہ بیوہ ایک جایز انتقال اپنے شوہر کی جایداد کا برضامندی اپنے شوہر کے قرابت داران کے کرسکتی ہے قول واسے بہاگ محولہ بالا کی بنا پر صیغہا فیصلہ جات ابتدائی مشعر بحال رکہنے ہنود بیوہ کے انتقالات برضامندی وارث مابعد کے مبنی ہین دیکھو مقدمہ جدومنی دیبی بنام سرودا پرسنو مکرجی (۲) اور وہ مقدمات جسکا اسمین حوالہ ہے بمقدمہ کلکٹر مسولی پٹم بنام کیولی وینکٹا نارائن آپا (۳) جوڈیشل کمیٹی نے یہ فرمایا کہ استثنا بصورت انتقال برضامندی قرابت داران بوجہ اس قیاس قانونی کے ہوگا کہ جب رضامندی مذکور ظاہر کیجائے گی ضرور ہے کہ وہ غرض جسکے لئے انتقال کیا گیا ہے مناسب ہو مگر اصل وجہ جسپر فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ نوبکشور سرما رائے بنام ہری ناتھ سرمارائے بنا فیصلہ دوم مندرجہ بالا مبنی ہے جیسا کہ تجاویز ان حکام سے جو اجلاس کامل مذکور مین شریک تہے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ بیجا ہوگا کہ سلسلہ دراز فیصلجات کو جو نسبت امر مذکور کے ہے اولٹ دیا جاوے اور اسکے ذریعہ سے اُن حقوق کثیر التعداد مین فرق ڈالا جائے جو بہ تقویت فیصلجات مذکورہ کے حاصل کئے گئے ہین۔

(۱) بنگال لا رپورٹ مقدمات پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۵۷، ویکلی رپورٹر مقدمات پریوی کونسل جلد ۲ صفحہ ۱۴۸، و مپلیات ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۹۔ (۲) رپورٹ بنگال لا صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۲۱

(۳) ویکلی رپورٹر مقدمات پریوی کونسل جلد ۴ صفحہ ۱۱۰، اپیلیات ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۵۲۹

سنہ ۱۸۹۴ء
ہیم چند سانیا
بنام
سرن مئی دیبی

گوتاثیر فیصلہ مقدمہ نولو کشور سرمارای بنام ہری ناتھ سرمارا سے یہ ہے کہ بیوہ اور تیاسی وارث مالبعد مجاز ہین کہ جایداد کو قطعی طور پر واسطے اغراض خاص کے منتقل کرین مگر ہم یہ تجویز کرنے پر آمادہ نہین ہین کہ اوس سے یہ مسئلہ جایز ہو جاتا ہے کہ وہ جایداد کی نسبت اسطرحپر عمل کرنیکے مجاز ہین کہ بیوہ کے حق کو درحالیکہ جایداد مذکور اوسکے قبضہ مین رہے ایک حق مشروط کی بجاے بحق قطعی متبدل کرین ۔

بہ تقلید مقدمہ نولو کشور سرمارا سے بنام ہری ناتھ سرمارا سے کے ہمکو یہ تجویز کرنی چاہیئے کہ نصف جایداد جسکا فی الواقع وارث عین مالبعد یعنی رادھکا ناتھ بھڈری کو دینا مقصود تھا اور جو فی الواقع اوسکو پہنچ گئی نامبردہ کے حق مین قطعی طور پر منتقل ہو گئی اور مدعی مستحق نہین ہے کہ نسبت ہمانا انتقال کے جہانتک کہ اوس جز و جایداد کو تعلق ہے اعتراض کرے ۔

لیکن مقدمہ محولہ اخرذاہ کسی اور مقدمہ یا قول دہرمشاستر مین جس سے ہم واقف ہین اسقدر قرار نہین دیا گیا ہے کہ بیوہ برضامندی وارث مالبعد قیاسی کے اپنے حق واقع کسی جزو اپنے شوہر کی جایداد کو جو مساۃ اپنے لئے رکھے ایک ایسے حق قطعی کے ساتھ مبدل کر سکتی ہے کہ وہ جملہ قیود متعلقہ انتقال سے مبرا ہو جاے دو دستاویزات جنکے ناجایز ہونے کے استقرار کی درخواست بعد وفات بیوہ کے کیگئی ہے جہانتک کہ وہ متعلق نصف اوس جایداد کے ہین جو بیوہ نے اپنے لئے باقی رکھی ہے محض ایک تدبیر واسطے مبدل کرنے حق غیر طیبہ بیوہ کے ساتھ ایک حق قطعی کے مبرا تمام قیود متعلقہ انتقال سے متصور ہونی چاہئین اور ہم کو کوئی سند یہ تجویز کرنے کے لئے نہین ملتی ہے کہ ایسی تبدل یا توسیع نسبت اوسکے حق کے جایز ہے بخلاف اسکے حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ بہاری لال بنام مادہو لال (۱) یہہ تجویز کی ہے کہ بغرض اس امر کے کہ ایک حق قطعی قایم ہو یہہ نہایت ضروری تھا کہ بیوہ خود اپنے حق حین حیاتی سے دست بردار ہو تاکہ کل حق فوراً منتقل الیہ کو پہونچ جاے" ۔

منجانب اپیلانٹ یہہ دلیل کی گئی کہ اگر نصف اوس حق کا جو بیوہ کو حاصل رہے حق قطعی نہو جاے تو چونکہ تبدل مذکور بذریعہ انتقال منجانب وارث مالبعد کے بدل انتقال کل حقیت کا بنام اوسکے تھا اور چونکہ بدل مذکور ساقط ہو گیا لہذا کل انتقال کا بحق وارث

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۷ —

ہیم چندر سانیال ١٨٩٤ء بنام ہری مشی دیبی

مالبد بے اثر ہوجانا قرار دیا جانا چاہئے ہمارے نزدیک مدعی مستحق نہین ہے کہ واسطے کسی ایسی استقرار کے استدعا کرے یہ امر کہ آیا بیوہ مجاز ہے یا نہین کہ نالش اس امر کی کرے کہ اپنی دستاویز انتقال بحق وارث مالبد لعینی رادہکا ناتہہ کے اس بنا پر منسوخ کرا ے کہ چونکہ مسماۃ کے حق مین لضف جایداد کا انتقال مکرر واسطے حصول اوس غرض کے غیر موثر ہے کہ جسکے لئے وہ دستاویزات مذکور تحریر ہوئی تہین ایک ایسا امر ہے جسپر ہمکو اسمقدمہ مین غور کرنا ضروری نہین ہے صرف جو کچہہ کہ ہم اب کہہ سکتے ہین یہہ ہے کہ صرف بیوہ ہی عذر مذکور پیش کر سکتی ہے اگر مسماۃ اوسکا پیش کرنا پسند نہ کرے تو چونکہ مسماۃ مجاز تہی کہ ہبہ بحق وارث مالبد بلا کسی بدل کے کرلی لہذا وہ لضف جایداد جو وارث مالبد قیاسی لعینی رادہکا ناتہہ کے حق مین منتقل ہوئی واپس نہین لیجا سکتی۔

پس نتیجہ یہہ ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت منسوخ کیجانی چاہئے اور مدعی کو ایک ڈگری استقراریہ اس مضمون کی معہ خرچہ ہر دو عدالت نزد مسماۃ عطا ہونی چاہئے کہ دستاویزات متنازعہ اس لئے ناقابل نفاذ ہین کہ مدعی کے حق وراثت مالبد مین نسبت لضف جایداد مادہب چندر سانیال متوفی کے لعینی جو لقبضہ مدعا علیہ نمبر ا ہے اون سے کوئی فرق آوے دوسری مدعا علیہا مستحق ہے کہ اپنا خرچہ عدالت ہذا و عدالت ماتحت مدعی سے لے۔

اپیل منظور ہوا۔

---

١٠ دسمبر ١٨٩٤ء

باجلاس نارس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

شوشی بہوشن گوہا سیور کوہٹی پدلوچن شاہ (مدعا علیہ نمبر ٢ وغیرہ (مدعی) بنام گوکن چندر شاہا و یکس دیگر (مدعا علیہ نمبر ١)

ایکٹ مزارعان بنگال (١٨٨٥ء) دفعات ٦٥ و ٨٤ اضمن (ح) ٧٧ و ١٧٠ و ١٦١ و ١٦٧

امر مانع تقرر مخالف راہن و مرتہن حکم کارروائیات اجرا ڈگری مین خلاف مرتہن کے ڈگری جو قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے حاصل کی گئی ہو اجرا ڈگری کی موجب [illegible]

١٠ اپیل از ڈگری اپیل نمبرہ ٣٤ ١٨٩٣ء بنا راضی ڈگری مصدرہ بابو گرو موہن [illegible] مورخہ ٨ جولائی ١٨٩٣ء منسوخ ترمیم ڈگری مصدرہ بابو بہگوتی چرن مترمنصف [illegible] ١٨٩٣ء

۱۸۹۴ء
شوشی بہوشن
بنام
گوگن چندر

سابق کے۔ بطریقہ ناجائز کرانے بارکا۔ نیلام بابت باقیات لگان۔ مطالبہ لگان کا بطور اول مطالبہ کے حقیت پر۔ نیلام بابت اجرائے ڈگری رہن کے۔ ڈگری نیلام۔

بذریعہ ایک رہن نامہ مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۸۸۴ء رجسٹری شدہ کے کارتک ناتھ نے ایک مطالبہ بحق مدعی چہہ تعلقہ جات پر واسطے ادائے زر رہن کے قایم کیا ان تعلقہ جات مین سے کربابت رسم کے زمیندار نے نالشات بقایائے لگان دائر کرکے ۲۔ جون ۱۸۸۵ء کو قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ۱۸۸۵ء) کے ڈگریات حاصل کین بعد نافذ ہو جانے ایکٹ مذکور کے یہ ڈگریات بحق گنگا چرن ایک بنامی دار پدم لوچن کیواسطے اجرا کے منتقل کیگئین اور بمطابق اسکی درخواست جاری کیجانے ڈگریات مذکور کے درخواست کی نسبت کارتک ناتھ نے اس بنا پر عذر کیا کہ چونکہ انتقال ڈگری ذریعہ فروخت اور درخواست مابعد واسطے اجرا ڈگری کے بعد نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے کیگئی تھی اور چونکہ گنگا چرن منتقل الیہ نے کوئی حق تعلقہ جات مذکور مین حاصل نہین کیا لہذا اسکی درخواست واسطے اجرا ڈگری کے حسب دفعہ ۱۴۸ ضمن (ح) ایکٹ مذکور منظور نہین کیجا سکتی ۵۔ جولائی ۱۸۸۶ء کو عدالت نے اس عذر کو نامنظور کیا اور حکم دیا کہ اجرا ڈگری عمل مین آوے اور یہ تجویز کی کہ چونکہ ڈگریات نالشات لگان مین قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے صادر ہوئی تھین لہذا اجرا ڈگری بموجب قانون سابق کے ہونی چاہئے اجرا ڈگریات مذکور مین دو تعلقہ جات مذکور نیلام ہوئے اور گنگا چرن نے بطور بنامی دار پدم لوچن کے خرید کئے ایک نالش مین جو مدعی مرتہن نے بنام کارتک ناتھ و پدم لوچن و دیگر اشخاص قابضان بقیہ چہہ تعلقہ جات کے دائر کی یہ حجت جہانتک کہ دو تعلقہ جات مذکور کو تعلق تہا کہ مدعی گو کارروائیات اجرا ڈگری مین فریق نہ تہا مگر حکم ۹۔ جولائی ۱۸۸۶ء کا جو کارروائیات مذکور مین صادر کیا گیا پابند تہا اور چونکہ پدم لوچن نے دو تعلقہ جات مذکور نیلام باقیات لگان مین خرید کئے لہذا اونسے انکو بری تمام مطالبات سے حاصل کیا اور مدعیکا رہن ایک ایسا مطالبہ تہا جسکا اعلان حسب دفعہ (۱۶۱) ایکٹ مزارعان کے نہین ہوا تہا اور بدین وجہ وہ مستحق نہ تہا کہ اپنے مطالبہ رہن کا استقرار بمقابلہ دو تعلقہ جات مذکور کے کراسے (ربحالی تجویز عدالت ماتحت اپیل) تجویز ہوئی کہ مدعی پابند حکم ۹۔ جولائی ۱۸۸۶ء کا اس سبب سے نہ تہا کہ کارتک ناتھ راہن کا مدعی قایمقام اسقدر نہ تہا کہ حکم مذکور کی پابندی مدعی پر بطور مرتہن کے ہو (دیکہو نبام جیونراین لال (۱) و تربہوان سنگہ بنام جہنوالال (۲) و تمابی ناگ بنام کیلاش چندر دے (۳) و مادہو پرشاد سنگہ

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۳۲۶ و بنگال لا رپورٹ صیغہ اپیل رانی جلد ۴ صفحہ ۴ نوٹ۔ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۴

۱۸۹۴ء
ہرنومشی بہوشن کوئر
بنام
رگہونندن چند شاہ

بنام پرشن رام (۱) وسیتارام بنام امیر بیگم (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

یہ نہین کہا جا سکتا کہ مالک کسی محال کا بعد اسکے کہ اوس نے اوسکو رہن کر دیا ہو تمام متعلقات کل محال کے ہے اور اسوجہ سے راہن قابض حقیت کی صورت ہندو بیوہ یا تشبیت کیصورت سے مختلف ہے جسکی نسبت یہ تجویز ہو چکی ہے کہ وہ ایسے قابض حقیت ہوتے ہین کہ وارث مابعد یا جانشین بشیت کو پابند کر سکتے ہین حق مرتہن کا کسی محال مین ممکن ہے کہ بہ نسبت اوس حق کے جو راہن کو باقی رہا بہت زیادہ ہو یا جیسے کہ مقدمہ حال مین صورت ہے، راہن کا فایدہ مطلقاً اسمین نہ تہا کہ مطالبات کی حفاظت کرے حقوق راہن و مرتہن کے ایک ہی نہین ہین لہذا موازنہ انصاف مصلحت کا اس جانب ہے کہ مرتہن پابند اُس حکم کا نہ تصور کیا جاوے جو بمقابلہ اوسکے راہن کے صادر ہوا ہو۔

نہ کوئی امر احکام قانون لگان مین خلاف رائے مذکور کے ہے ڈگری بابت لگان کسی حقیت کے جو بنام کاشتکار مندرجہ رجسٹر کے حاصل کیگئی ہو ایسے غیر مندرجہ رجسٹر منتقل الیہ حقیت مذکور پر قابل پابندی ہے جو وجہ کافی واسطے نہ درج کرانے اپنے نام کے رجسٹر مین ظاہر نہ کرسکے اور اوسکا نفاذ جبراً بذریعہ نیلام حقیت کے کرایا جا سکتا ہے مقدمہ شام چند کند بنام برجا ناتھ پال چودہری (۳) ملاحظہ طلب لیکن یہ امر کہ آیا کوئی ایسا نیلام کافی طور پر مطابق قانون لگان ہوا یا نہین کہ جسکا اثر کالعدم کرنے رہن سابق یا دیگر مطالبہ کا ہو بمقابلہ اوس فریق کے تجویز کیا جانا چاہئے جو دعوی فایدہ مطالبہ مذکور کا کرتا ہو نربہان سنگہ بنام جہبولال (۴) و مادہو پرشاد بنام پرشن (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

یہ بہی تجویز ہوئی کہ گو ڈگریات لگان بموجب قانون لگان سابق کے صادر ہوئی تہین لیکن چونکہ انتقال اور درخواست منجانب منتقل الیہ واسطے اجرا کے بعد نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے کیگئی تہی لہذا ضمن (ج) دفعہ ۱۷۰ ایکٹ مذکور کارروائیات اجرا سے متعلق ہے [رنجیت سنگہ بنام مہربان کنور (۵)] اور نیلام کی نسبت جو برطبق درخواست مذکور عمل مین آیا اور جو اوس ضمن مذکور ممنوع تہا یہ قرار پانا چاہئے کہ بموجب قانون لگان کے وہ کوئی نیلام نہ تہا۔

اور رو سے ضمن مذکور کے کسی حق محصلہ مین فرق نہین آتا ہے اوسمین صرف امتناع اس امر کی ہے کہ منتقل الیہ درخواست اجرا ڈگری پیش نکرسے اور یہ ایک معاملہ ضابطہ کا ہے اگر کسی حق مین فرق آیا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۴۔ (۲) ایضا الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۴۲۴۔ (۳) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۴ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۴۹۔ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۔

شوشی بہوشن عم ۱۸۹۴ء
بنام
گوگن چند شاہ

تو وہ ایک حق ڈگریدار کا نہین ہے بلکہ حق منتقل الیہ ڈگری کا نسبت درخواست اجرا کے ہے اور اسمقدمہ مین کوئی ایسا منتقل الیہ قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے نہین تھا۔

طریقہ محکومہ دفعہ ۱۶۷ ایکٹ مزارعان بنگال صرف ایسا طریقہ ہے جس سے مطالبات کو مشتریان حقیت ما تحت بابت باقیات لگان کالعدم کرا سکتے ہین اور چونکہ اوس طریقہ کی پیروی مقدمہ ہذا مین نہین کیگئی ہے لہذا مطالبہ اوپر ان تعلقہ جات مذکور کے کالعدم نہین ہوگیا۔

دفعہ ۶۵ ایکٹ مزارعان کا جسمین یہ حکم ہے کہ حقیت یا اراضی بابت اجرا ڈگری لگان اراضی مذکور متوجب نیلام ہوگی اور لگان کا مطالبہ اوپر سب کے مقدم ہوگا صرف وہی مقصود ہے جو باب ۱۴ ایکٹ مذکور مین مندرج ہے یعنی مطالبہ کا نفاذ بذریعہ نیلام حقیت یا اراضی کے بری مطالبات سے کیا جانا چاہیے اور اگر کسی صورت مین ڈگری لگان بذریعہ نیلام حقیت کے نافذ نہ کیگئی ہو یا نہ کیجا سکتی ہو تو وہ بار جو از رو سے دفعہ ۶۵ قایم کیا گیا ہے کسی اور طریقہ پر نافذ نہین کیا جاسکتا لہذا کوئی وجہ بموجب دفعہ مذکور اس امر کی ثابت نہین کیجا سکتی کہ نیلام بابت ادائے زر رہن مدعی تابع ڈگری لگان کے بطور اول مطالبہ کے کیا جاوے۔

مدعی مقدمہ ہذا نے نالش واپانے الف ۳ زر اصل و سود کی برنباے ایک رہن نامہ جسٹری شدہ مورخہ ۷ بہادون ۱۲۹۱ء (۲۴ اگست ۱۸۸۴ء) کے دائر کی رہننامہ مذکور کو کارتک ناتھ مدعا علیہ نمبرا نے بحق مدعی تحریر کیا تہا اور اوسکے ذریعے سے ایک مطالبہ چہہ تعلقہ جات مملوکہ مدعا علیہ مذکور پر قایم کیا گیا تہا مدعی نے بیان کیا کہ منجملہ چہہ تعلقہ جات کے یہ معلوم ہوا کہ تعلقہ جات نمبر ۱ و ۲ و ۳ بنام تبلوناتہہ چودہری مدعا علیہ نمبر ۳ کے بطور بیتامیدار کے بذریعہ فرضی دستاویزات کے منتقل کیئے گئے ہین اور بدینوجہ وہ بطور مدعا علیہ ترتیبی کے شامل کیا گیا تہا دیگر مدعا علیہم کملاہنی داسی بیوہ ایک شخص رام داس شاہ کی و پدم لوچن شاہ و رامچندر شاہ و نندو لال شاہ و رادہا موہن شاہ منتقل الیہم تعلقہ جات نمبر ۴ و ۵ بعد ہونے اس عذر کے منجانب مدعا علیہ نمبر ۲ فریق مقدمہ بنا ئے گئے کہ نالش مین اشخاص ضروری فریق نہین بنا ئے گئے عرضیدعوی مین یہ استدعا تہی کہ مدعیکا مطالبہ رہن اوپر جایداد ہاے مرہونہ کے قرار دیا جاوے اور ڈگری بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۱ بابت رقم متدعویہ کے صادر کیجاوے اور بصورت نہ ادا کرنیکے جایداد ہاے مرہونہ نیلام کی جاوین اور اگر زر نیلام ناکافی ہو تو حکم کرنے کارروائی کا بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۱ اور اوسکی دیگر جایداد کے دیا جاے مدعا علیہ نمبر ۱ حاضر نہین ہوا مدعا علیہ نمبر ۳ نے اس امر سے انکار کیا کہ وہ بیتامیدار مدعا علیہ نمبر ۱

۱۸۹۴ء
گوپی کرشن گوسائیں
بنام
ہیم چندر شاہ

کاہے اُس نے بیان کیا کہ زمیندار تعلقہ جات نمبر ۲ و ۳ نے تین نالشات بابت باقیات لگان تعلقہ جات مذکور کے دائر کین و ۱ و ۲۱ و ۲۴ مئی ۱۸۸۶ء کو ڈگریات حاصل کین اور اونکے اجرامین تعلقہ جات نمبر ۲ و ۳ نیلام کئے گئے اور اُس نے مدعا علیہ نمبر ۲ سے ۲۱ جولائی ۱۸۸۶ء کو خرید کئے اور نیلامات مذکور ۲ ستمبر ۱۸۸۶ء کو منظور ہوئی اور وہ اُسوقت سے تین تعلقہ جات مذکور پر قابض ہے اُس نے بیان کیا کہ مدعیکا رہن ایک مطالبہ اعلان شدہ حسب مزارا ایکٹ مزارعان بنگال کے نہتا اور چونکہ مدعی نے تعلقہ جات مذکور کو نیلام بعلت باقیات لگان سے نہ بچایا لہذا اوسکو از روئے اپنے طریق کے حاصل کرنا کسی وارثی کا مقابلہ اونکے نالش ہذا مین ممنوع ہے اور چونکہ تعلقہ جات نمبر ۲ و ۳ بعلت باقیات لگان نیلام ہوتے ہین لہذا مدعیکا مطالبہ رہن اگر تہا تو وہ کالعدم ہوگیا اور نامبردہ نے تعلقہ جات مذکور بری تمام مطالبات سے خرید کئے۔

دیگر مدعا علیہم نے فی الواقع وہی بیانات بنسبت تعلقہ جات نمبر ۴ و ۵ کئے جو مدعا علیہ نمبر ۲ نے بنسبت تعلقہ جات نمبر ۲ و ۳ کے کئے تہے نالشات بابت باقیات لگان تعلقہ جات نمبر ۴ و ۵ کے دائر کئے گئے اور مقدمات مذکور مین ڈگریات ۶ جون ۱۸۸۵ء کو حاصل کی گئین اور درخواست اجرا ڈگری کیگئی اور مقدمات اجرا ڈگری ۹ نومبر ۱۸۸۵ء کو خارج ہوئے جسکے بعد یہ ڈگریات مدعا علیہم نے بعد صادر ہونے ایکٹ مزارعان بنگال کے) بنام گنگا چرن شاہ کیواسطے اجرا کے بطور اپنی بے نامی کے منتقل کین گنگا چرن نے درخواست واسطے اجرا ان دو ڈگریات کے مئی ۱۸۸۶ء مین گذرانی مدیونان ڈگری کارتک ناتہ وغیرہ نے یہ عذر کیا کہ بموجب دفعہ ۱۴۸ ایکٹ مزارعان بنگال کے کارروائی اجرا ڈگری نہین ہوسکتی ہتی کیونکہ گنگا چرن محض منتقل الیہ ڈگریات باقیات لگان کا تہا یہ عذر ۹ جولائی ۱۸۸۶ء کو نامنظور ہوا اور کارروائی اجرا ڈگری منظور ہوئی اجرا ان ڈگریات کا بعد ازان بموجب قانون لگان سابق کے ہوا۔ تعلقہ جات نمبر ۴ و ۵ ۸ نومبر ۱۸۸۶ء کو نیلام ہوئے یہ نیلامات بعد ازان منسوخ ہوئے اور دو تعلقہ جات مذکور ۲ مارچ ۱۸۸۸ء کو مکرر نیلام ہوئے گنگا چرن شاہ نے خرید کئے جنکے ۴ مئی ۱۸۸۸ء کو سارٹیفکٹ ہائے نیلام حسب ایکٹ بنگالہ ۸ ۱۸۶۵ء عطا کئے گئے تہے بابت اپنی خرید ان دو تعلقہ جات کے حاصل کئے لہذا ان مدعا علیہم نے جو گنگا چرن شاہ اونکا محض بنامیدار تہا یہ دعوی کیا کہ اونہون نے تعلقہ جات نمبر ۴ و ۵ کو بری تمام مطالبات سے خرید کیا بنسبت تعلقہ

۱۸۹۴ء شوشی بہوشن مکرجی بنام گوکن چند عفا

منبر ۷ کے یہ بیان کیا کہ وہ مسلماً بقبضہ مدعاعلیہ منبرا کے تھا ۔

منصف نے ڈگری مشعر استقرار مطالبہ مدعی اوپر تعلقہ جات منبرا و ۲ و ۳ و ۴ کے صادر کی لیکن یہ تجویز کی کہ مدعی اندر حالات مقدمہ کے مستحق اسکا نہ تہا کہ بمقابلہ تعلقہ جات منبر ۴ و ۵ کے کارروائی کرے یہہ ڈگری بنام صرف مدعاعلیہا منبرا و ۲ کے تہی بنا راضی اس ڈگری کے مدعاعلیہ منبرا اور مدعی دونون نے بحضور جج ماتحت کے اپیل کیا حاکم موصوف نے مدعیکا اپیل نسبت تعلقہ جات منبر ۴ و ۵ کے منظور کیا اور مدعاعلیہ منبرا کا اپیل نسبت تعلقہ جات منبرا و ۲ و ۳ کے ڈسمس کیا نتیجہ یہ ہوا کہ مدعی کے حق مین ڈگری واسطے دلا پانے زرمتدعویہ کے بذریعہ نفاذ کفالت ونیلام تمام جایداد ہاے مرہونہ کے صادر ہوئی ۔

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعاعلیہم ۶ و ۷ لوچن وغیرہ مشتریان تعلقہ جات منبر ۴ و ۵ نے بذریعہ ایک شخص شوشی بہوشن گوہا کے جو اس کوٹھی کا جس سے وہ تعلق رکھتے تہے رسیور مقرر ہوا تہا ہائیکورٹ مین اپیل کیا وجوہ اپیل تجویز ہائیکورٹ مین مندرج ہین ۔

بابو لال موہن داس منجانب اپیلانٹ ۔

بابو تارکشور چودہری منجانب رسپانڈنٹ ۔

تجویز عدالت ازانب صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس حسب ذیل ہے

یہ اپیل ایک ایسی نالش مین ہوا ہے جسکو مدعی رسپانڈنٹ نے واسطے دلا پانے اوس روپیہ کے رجوع کیا تہا جو بربنا ایک رہننامہ نوشتہ مدعاعلیہ منبرا کے واجب الوصول تہا اور یہہ درخواست کیگئی تہی کہ جایداد مرہونہ یعنی چہہ تعلقہ جات ہین نیلام کیجاوے اور اگر وہ واسطے ادائی زر رہن کے کافی نہو تو دیگر جایداد راہن کی نیلام کیجاوے منجملہ دیگر اشخاص کے جو بطور مدعاعلیہم کے شامل کئے گئے مدعاعلیہ منبر ۲ مشتری تین تعلقہ جات منبرا و ۲ و ۳ کا ہے اور باقی مدعاعلیہم جنکا اپیلانٹ قایم مقام ہے مشتریان دو تعلقہ جات یعنی منبر ۴ و ۵ کے ہین جنکو انہون نے نیلام مابعد صیغہ اجراے ڈگری مین جو بابت لگان تعلقہ جات مذکور تہین خرید کیا تہا ان مدعاعلیہم نے جواب دہی نالش کی اس بنا پر کی کہ بطور مشتریان نیلام تعلقہ جات کے بصیغہ اجراے ڈگری نسبت باقیات لگان کے نامبردگان نے تعلقہ جات مذکور کو بری تمام مطالبات سے خرید کیا ہے اور رہن مذکور اب قابل نفاذ بمقابلہ تعلقہ جات مذکور کے نہین ہے ۔

۱۸۹۵ء شبھو پرشن گوہ بنام ...ن چند شاہ

عدالت مرافعہ اولی نے دعوی بمقابلہ مدعاعلیہ نمبر ا کے ڈگری کیا لیکن ڈگری واسطے نیلام صرف تعلقہ جات نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ کے صادر کی بنا راضی اوس ڈگری کے مدعی اور مدعاعلیہم دونون نے اپیل دائر کئے اور اپیل مدعی کا منظور ہوا اور تعلقہ جات نمبر ۴ و ۵ کے نیلام کئے جانے کا حکم بایفائے دین رہن کے ہوا اور اپیل مدعاعلیہم کا ڈسمس ہوا۔

بنا راضی فیصلہ جات عدالت ماتحت اپیل کے مدعاعلیہ نے جواب قایمقام مشتریان نیلام تعلقہ جات ۴ و ۵ کا ہے اپیل ہذا دائر کیا ہے اور اوسکی جانب سے یہ حجت کیگئی ہے۔

اول عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ مدعی جو ایک مرتہن مدعاعلیہ نمبر ا کا ہے از روئے احکام مصدرہ کارروائیات صیغہ اجراء ڈگریات لگان کے جو بمقابلہ تعلقہ دار راہن کے ہوئین کرنے تقریر مخالف سے ممنوع نہین ہے۔

ثانیاً اگر مدعیکو از روئے ان احکام کے ممانعت تقریر مخالف نہو تاہم عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ احکام مذکور غلط ہین اور دفعہ ۱۶۴ ضمن (ح) ایکٹ مزارعان بنگال مقدمہ ہذا سے متعلق ہے۔

ثالثاً عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ مشتریان نیلام مستحق کالعدم کرانے بار کے جو از روئے رہن قایم کیا گیا اس سبب سے نہین ہین کہ اونہون نے ایسی کارروائی بموجب دفعہ ۱۶۷ ایکٹ مزارعان بنگال کے نہین کی۔

رابعاً عدالت ماتحت اپیل نے یہ غلطی کی کہ حکم نیلام کئے جانے جایدادہای مرہونہ کا بلا اس قید کے صادر کیا کہ نیلام تابع مطالبہ ڈگریات لگان کے ہو جبکہ لگان مذکور سب سے پہلا مطالبہ اراضیات مذکور پر بموجب دفعہ ۶۵ ایکٹ مزارعان بنگال کے ہے۔

واقعات جنکی بنا پر اول حجت اپیلانٹ کی مبنی ہے مختصراً یہ ہین مدعاعلیہ نمبر ا نے تعلقہ جات مذکور بحق مدعی ۷۔ بہادون ۱۲۹۱ء مطابق کسی تاریخ اگست ۱۸۸۴ء کے رہن کئے بعد رہن کی اوس مالک نے جسکے ماتحت وہ تعلقہ جات نمبر ۴ و ۵ پر قبضہ تہا دو نالشات بابت باقیات لگان کے جو بابت اوسکے واجب تہین بنام مدعاعلیہ نمبر ا دائر کین اور ۱۸ ستمبر و ۲۔ جون ۱۸۸۵ء کو ڈگریات حاصل کین یہ دو ڈگریات ۱۸۸۵ء مین جاری کرائی گئین اور ۵۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو مقدمات اجرای ڈگری خارج کئے گئے اوسکے بعد اور بعد اوس تاریخ کے جب ایکٹ مزارعان بنگال نافذ ہوا) ایک شخص گنگا چرن شاہ نے جو بنیا میدار اون اشخاص کا ثابت ہوا ہے تہا جنکا قایمقام اب اپیلانٹ ہے

۱۸۹۴ء
شوشی بھوشن
بنام
گوگن چندر

ڈگریات مذکور کا انتقال حاصل کیا اور اونکے اجرا کی استدعا کی نامبردہ کی درخواست کی نسبت مدیون ڈگری یعنی تعلقہ دار نے اس بنا پر عذر کیا کہ چونکہ انتقال ڈگری بذریعہ فروخت اور دستاویز مابعد اجراے ڈگری بعد نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے عمل مین آئین اور چونکہ منتقل الیہ ڈگریات نے کوئی حق جایداد مذکور مین حاصل نہین کیا لہذا اوسکی درخواست واسطے اجرا کے بموجب دفعہ ۱۴۸ ضمن (ح) ایکٹ مزارعان بنگال کے منظور نہین کیجا سکتی عدالت نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۹ جولائی ۱۸۸۶ء کے اس عذر کو نامنظور کیا اور حکم دیا کہ اجراے ڈگری عمل مین آوے اور تجویز کی کہ چونکہ ڈگریات لگان قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے صادر ہوئی تہین لہذا اجراے ڈگری کی کارروائی بموجب قانون سابق کے ہونی چاہئے ڈگریات جاری ہوئین اور منتقل الیہ ڈگریات کا نیلام صیغہ اجراے ڈگری مین مشتری ہوا۔

عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز کی کہ حکم ۹- جولائی ۱۸۸۶ء جو اثناے ان کارروائیات مین صادر کیا گیا تہا جنمین مدعی کوئی فریق نتہا اوسپر قابل پابندی نہین ہے اور حکم مذکور غلط تہا اور نیلامات صیغہ اجراے ڈگری ایسے نیلامات تصور نہین کئے جا سکتے جنمین مشتری مستحق حقیت اوسے ذیلی کا بری تمام مطالبات سے ہو۔

وکیل زیعلم اپیلانٹ نے یہ حجت کی کہ خواہ حکم ۹- جولائی ۱۸۸۶ء صحیح ہو یا نہو مدعی اوسکا پابند ہے۔

کسی نظیر کا حوالہ بتائید اس حجت کے نہین دیا گیا ہے لیکن یہ دلیل کیگئی ہے کہ یہ تجویز کی جانی چاہئے کہ مرتہن کا راہن اسقدر قایم مقام تہا کہ تجویز یا حکم جو راہن پر قابل پابندی ہو مرتہن پر بہی قابل پابندی ہونا چاہئے اور اقتضاے انصاف و مصلحت مفید اس راے کے ہے اور چونکہ اسمقدمہ خاص مین جو ہمارے روبرو پیش ہے حکم مابحث ایسا حکم ہے جو اثناے کارروائیات صیغہ اجراے ایک ڈگری لگان مین بمقابلہ کاشتکار مندرجہ رجسٹر کے صادر ہوا ہے لہذا وہ مطابق اصول قانون لگان کے ان تمام اشخاص پر واجب التعمیل تصور کیا جانا چاہئے جنکو حقیت مذکور مین کوئی حق حاصل ہو۔

اس دلیل کی نسبت تجویز کرنے مین ہمکو شروع مین یہ تحریر کرنا چاہئے کہ معاملہ ہذا ایسا نہین ہے کہ جسکی بابت تجویز نہ ہوچکی ہو اور ایک مضبوط سلسلہ فیصلہ جات کا خلاف دلیلی حجت کے اور مفید اوس راے کے موجود ہے جو عدالت ماتحت اپیل نے قایم کی ہے

۱۸۹۴ء
نوشی پرشن گوا
بنام
راہن چندشاہ

بمقدمہ ڈرما ساہو بنام جیونراین لال (۱) گلور صاحب جسٹس ودوار کاناتھ متر صاحب جسٹس نے اور مقدمہ تربہون سنگہ بنام جہنولال (۲) مین کوچ صاحب جیف جسٹس و انسلی صاحب جسٹس نے صریحًا یہ تجویز کی کہ مرتہن پابند اوس ڈگری کا نہین ہے جو بنام راہن بعد تاریخ رہن کے صادر ہوان دو مقدمات کی تقلید مقدمات بنمالی ناگ بنام کیلاش چندر ڈے (۳) ومادہو پرشاد سنگہ بنام پرشن رام (۴) مین کیگئی اور ان اخیر مقدمات کی تقلید ہائیکورٹ الہ آباد نے بمقدمہ سیتارام بنام امیر بیگم (۵) کی علاوہ برین ان مقدمات مین سے دو مین یعنی دوم وچہارم مین وہ ڈگریات جو مرتہن پر ناقابل پابندی تجویز کیگئی تہین ایسی ڈگریات تہین جو نالشات لگان مین بنام راہن صادر ہوئی تہین اور بہ تیوجہ ان مقدمات سے جواب اس دلیل کا ہوتا ہے جو خاص احکام قانون لگان پر مبنی ہے ۔

وہ وجوہ بہی جو منجانب اپیلانٹ پیش کیگئی ہین اس لئے کافی نہین ہین کہ ہمکو اوس رائے سے اختلاف کرنیکی ترغیب ہو جو مقدمات محولہ بالا مین قایم کی گئی تہی قاعدہ عام یہی کہ تجویز مابین فریقین صرف فریقین پر اور ان اشخاص پر قابل پابندی ہی جو اونکی ذریعہ سے بعد تاریخ تجویز کے حق حاصل کرین (دیکہو مقدمہ ڈو بنام ارل آف ڈربی (۶) و بگلو صاحب کی کتاب دربارہ امر مانع تقریر مخالف طبع چہارم صفحہ ۱۴۵ ع) بلاشک بہت سی استثنیات اس قاعدہ کی ہین لیکن وہ یا تو وجوہ انصاف ومصلحت پر مبنی ہین جیسے کہ ان مقدمات مین جنمین تجاویز خلاف ہندو بیوہ یا شبیت کے وارث مابعد یا شبیت جانشین پر قابل پابندی قرار پائی ہین یا قانون موضوعہ پر مبنی ہین جیسے کہ ان مقدمات مین جنمین ڈگریات لگان بنام کاشتکاران مندرجہ رجسٹر منتقل الیہم غیر مندرجہ رجسٹر متعلقیون پر قابل پابندی قرار پائی ہین لیکن مقدمہ حال ان قسمون مین سے کسی مین داخل نہین ہوتا ہے ہندو بیوہ یا شبیت کی نسبت یہ تصور کیا جانا چاہئے کہ وہ پورے طور سے بابت حقیت کے قایمقام ہے ورنہ کوئی شخص ایسا نہین ہوسکتا جو حقیت کی بابت قایم مقام تصور کیا جائے لیکن یہ بات نسبت مالک کسی جایداد کے بعد اسکی کہ اوس نے اوسکو رہن کردیا ہی کہی نہین جاسکتی مرتہن ہمیشہ

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۳۶ و بنگال لا رپورٹ صیغہ اپیل دیوانی جلد ۱ صفحہ ۲۰۴ نوٹ ۔ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۶
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۹ ۔ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۲۰
(۵) " " الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۳۲۴ ۔ (۶) رپورٹ ایڈالفس و ایلس صاحبان جلد ۱ صفحہ ۸۰۲

سنہ ۱۸۹۰ع
منشی بھگوتی بنام گوکن چند

متعلق ہو سکتا ہے اکثر اوسکا حق واقع جایداد اوس سے بہت زیادہ ہو سکتا ہے جو راہن کے
پاس باقی رہا ہو اور بعض اوقات مثل مقدمہ حال کے جسمین بعد ڈگری کے راہن کا اسمین
زیادہ نہتہا کہ بار مطالبہ کی حفاظت کرے حقوق اون دونون کے یکسان نہین ہین گو ایک
جانب اوس شخص کو بہی یہ خواہش ہے کہ استحقاق بے خطر بذریعہ مسئلہ امر تجویز شدہ کے
حاصل کرے دقت شامل کرنے مرتہن کی بطور مدعاعلیہ کے بہت زیادہ نہین ہے مگر بجانب
دیگر یہ نقصان جو مرتہن کو پابند کرنے ایسی ڈگری سے ہوتی ہے جسمین وہ کوئی فریق نہتہا
بہت عظیم ہے انتضاے انصاف اور مصلحت کا ہماری راے مین قطعاً مفید اوس راے
کے ہے جو عدالت ماتحت نے قایم کی ہے۔

احکام قانون لگان سے بہی کوئی صاف وجوہ خلاف راے مذکور کے حاصل نہین ہوتین
اون سے صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ڈگری بابت لگان کسی حقیت کے جو بنام کاشتکار مندرجہ
رجسٹر کے حاصل کیجاے ایسے غیر مندرجہ رجسٹر منتقل الیہ حقیت مذکور پر قابل پابندی ہے جو کوئی
کافی وجہ واسطے نہ درج کرانے اپنے نام کے رجسٹر مین ظاہر نہ کرسکے اور اوسکا نفاذ بذریعہ نیلام
حقیت کے کرایا جا سکتا ہے دیکہو مقدمہ شلم چند کندو بنام برجا ناتہ پال چودہری (۱) لیکن یہ امر
کہ آیا کوئی اس قسم کا نیلام ایسا مطابق قانون لگان کے ہوا کہ اوسکے اثر سے رہن سابق
یا دیگر مطالبہ کالعدم ہوگیا اوس شخص کی حاضری مین تجویز کیا جانا چاہئے جو دعوی فایدہ
مطالبہ مذکور کا کرتا ہو نہ قانون لگان مین کوئی ایسا امر نہین ہے نہ کوئی مقدمہ منفصلہ ایسا
ہے جس سے تائید راے خلاف کی ہوتی ہو بخلاف اسکے دو مقدمات سے منجملہ مقدمات
محولہ بالا کے یعنی تربہون سنگہ بنام جہبولال (۲) رنادہو پرشاد بنام پرشن رام (۳) صریحاً تائید
اوس راے کی ہوتی ہے جو ہمنے قایم کی ہے۔

ہمکو یہ بہی تحریر کرنا چاہئے کہ چونکہ منتقل الیہ ڈگری خود خریدار بصیغہ اجراے ڈگری اسمقدمہ مین ہے
لہذا کوئی اون خیالات مین سے مقدمہ ہذا مین پیدا نہین ہوتا جنکی بنا پر حقوق اشخاص ثالث کی
نسبت جو اجراے ڈگریات مین خریداری کرین بعض حالات مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ اونپر اثر نقائص
ڈگری یا حکم نیلام کا نہین پہونچتا۔

لہذا برنباے دلیل مندرجہ بالا کے جو راے کہ عدالت ماتحت نے قایم کی ہے صحیح ہے اور اپیل بحق اپیلانٹ

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۸۳ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۹۴ - (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۶

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۲۰

۱۹۰۵ء نوشی بدھن گوہ بنام راجہ چندر شاہ

ساقط ہونی چاہئے۔

دوسری حجت اپیلانٹ کو بہی بہت تقویت حاصل نہین ہے گو ڈگری مذکور بموجب قانون لگان سابق کے صادر ہوئی تہی لیکن چونکہ انتقال ڈگری اور درخواست اجرا منجانب منتقل الیہ بعد نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے گیگئی تہی لہذا ضمن (ح) دفعہ ۱۴۸- ایکٹ مذکور کا رروائیہاے اجرا سے متعلق ہونی چاہئے (دیکھو مقدمہ رنجیت سنگہ بنام مہربان کنور (۱)) اور نیلام جو برطبق درخواست مذکور کے جسکی مخالفت بموجب ضمن مذکور کے ہوئی عمل مین آیا کوئی نیلام بموجب قانون لگان قرار نہین پاناچاہئے

وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے یہ حجت کی ہے کہ یہ صورت ادسی التماس ہوتی کہ ضمن مابہ البحث متعلق محض معاملہ ضابطہ کے ہوتی مگر چونکہ قاعدہ مندرجہ ضمن مذکور نہ صرف ایک معاملہ ضابطہ مین بلکہ ایک واقعی حق ڈگریدار مین بہی فرق آتا ہے (یعنی اوسکے حق منتقل کرنے ڈگری مین) لہذا ضمن مذکور مقدمہ مثل مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہونی چاہئے جسمین ڈگری قبل اوسکے نفاذ کے حاصل کیگئی تہی اگر از روے ضمن (ح) دفعہ ۱۴۸ اوسکے کسی حق محصلہ مین فرق آتا تو دلیل مذکور صحیح ہوتی (دیکھو مقدمہ جوزف سوچی ہ کمپنی (۲) دگارڈنر بنام لیوکس (۳)) لیکن یہ دیکہنا چاہئے کہ آیا ضمن مذکور سے کسی حق محصلہ مین فرق آتا ہے یا نہین ہمارے نزدیک صریحاً نہین آتا ہے اوسکی رو سے ڈگریدار کو امتناع نہین ہے کہ اپنی ڈگری کو منتقل کرے نہ اوسکی رو سے کسی شخص کو امتناع ہے کہ انتقال ڈگری کو پذیرا کرے مگر ایفاے ڈگری بیرون عدالت ہونا چاہئے اوسمین صرف امتناع اس امر کی ہے کہ منتقل الیہ درخواست واسطے نفاذ ڈگری کے نہ کرے یہ ایک معاملہ ضابطہ کا ہے وہ حق جسمین فرق آیا اگر کچہہ ہو کوئی حق ڈگریدار کا نہین ہے بلکہ حق منتقل الیہ ڈگری کا درباره درخواست اجرا کے ہے اور اسمقدمہ مین کوئی ایسا منتقل الیہ قبل نفاذ ایکٹ مزارعان بنگال کے نہین تہا لہذا کسی معنی مین یہ نہین کہاجاسکتا کہ ضمن مابہ البحث سے اسمقدمہ مین کسی حق محصلہ مین فرق آیا لہذا دوسری حجت اپیلانٹ کی بہی ساقط ہوتی ہے۔

بتائید اپنی حجت سوم کے وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے یہ دلیل کی کہ گو دفعہ ۱۶۰- ایکٹ مزارعان بنگال مین صرف ایک ہی طریقہ واسطے نیلام کرانے مطالبات کا درج کیا گیا ہے مگر کوئی مطالبہ محض اس سبب سے محفوظ نہین ہے کہ طریقہ مذکور کی پیروی نہین کی گئی ہے لیکن جیسا کہ اثناے بحث مین بتلایا گیا ہے اس حجت کا بخوبی جواب بذریعہ دفعات ۱۶۵، ۱۶۶- ایکٹ مذکور کے حاصل ہوتا ہے جسمین حکم ہے کہ طریقہ محکومہ دفعہ ۱۶۰ صرف وہ طریقہ ہے جسکے ذریعہ سے مطالبات کو معرض حقیقت مین لانے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ - (۲) لارپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۵
(۳) لارپورٹ ... جلد ... صفحہ ...

۱۹۰۴ع شوشی بھوشن بنام گوکل چند

وار اضیات بعلت باقیات لگان ناجایز کرا سکتے ہین ۔

بال خرمنجانب اپیلانٹ یہ حجت کی گئی ہے کہ گو نیلامات متنازعہ کی یہ تاثیر ہنو کہ رہن دمی ناجایز ہو جاوے تاہم چونکہ لگان ازروے دفعہ ۵۹ - ایکٹ مزارعان بنگال کے سب سے پہلا مطالبہ حقیت پر قرار دیا گیا ہے اور چونکہ اپیلانٹ منتقل الیہ ڈگری لگان کا ہے لہذا وہ نیلام جسکا حکم بایفاے ڈگری دیا گیا تھا رہن دمی کے دیاگیا ہے تابع اوس مطالبہ اول کے ہونا چاہئے ۔ جواب اس حجت کا یہ ہے کہ دفعہ ۶۵ کا جسمین یہ حکم ہے کہ حقیت یا اراضی قابل نیلام کے بعلت اجراے ڈگری بابت اسکے لگان کے ہوگی اور لگان کا مطالبہ اوسپر سب سے پہلا ہوگا صرف یہی مقصود ہے جو بذریعہ دفعات مابعد ایکٹ مذکور یعنی دفعات ما بعد مین محکوم ہے یعنی مطالبہ کا نفاذ بذریعہ نیلام حقیت یا اراضی کے بری مطالبات سے کیا جاویگا اور اگر کسی صورت مین ڈگری لگان بذریعہ نیلام حقیت کے نافذ کی گئی ہو یا نہ کی جا سکتی ہو تو ہمارے نزدیک جو مطالبہ کہ ازروے دفعہ ۶۵ قایم کیا گیا ہے کسی اور طریقہ پر نافذ نہین کیا جا سکتا ۔

لہذا تمام وجوہ جو بابت اس اپیل کے پیش کی گئی ہین ساقط ہوتی ہین اور یہ اپیل مع خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے ۔

اپیل ڈسمس کیا گیا ۔

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء ۲۳ جنوری

چندر ناتھ گوسامی (ڈگریدار) بنام گروپرسنو گھوس (مدیون ڈگری) +

ایکٹ حد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ ۱۷۹ فقرہ ۴ - درخواست انتقال ڈگری ۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۲۳ - تدبیر معاون اجراے ڈگری ۔

درخواست دینا اوس عدالت مین جسنے ڈگری صادر کی واسطے اوسکے انتقال کے دوسری عدالت کو بغرض اجرا کے حسب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایک تدبیر معاون اجراے ڈگری ہے اور وہ واسطے زندہ رکھنے ڈگری کے حسب ایکٹ حد سماعت ضمیمہ ۲ ۱۷۹ فقرہ ۴ کے کافی ہے مقدمہ نیل منی سنگھ دیو بنام بریشور بنرجی (۱) کی توضیح کی گئی و مقدمات کالنس بنام مولا بخش (۲)

+ اپیل از حکم نمبر ۴۴ ۱۸۹۳ء بنارانسی حکم مصدرہ الف سولمن صاحب جج ڈسٹرکٹ سب ساگر مورخہ ۔ اگست ۱۸۹۳ء مشعر بحالی حکم مصدرہ مولوی نجم الحسین احمد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و منصف سب ساگر مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۹۳ء ۔

١٨٩٥ء
چندر ناتھ گوسامی
بنام
گرد پرشاد سنوگھوس

دلچھن پنڈا بنام من موہن سہاے (١) کا حوالہ دیا گیا اور اوسکی تقلید کی گئی ۔

ایک شخص چندر ناتھ گوسامی نے ایک ڈگری بنام گرد پرشاد سنوگھوس وغیرہ کے ، ۹ اگست ١٨٩٥ء کو عدالت منصف گولاگھاٹ سے حاصل کی ۹ اگست ١٨٩٢ء کو ڈگریدار نے منصف موصوف سے یہ درخواست کی کہ ڈگری واسطے اجراکے عدالت منصف سبساگر کو اس بنا پر منتقل کیجائے کہ مدیونان ڈگری اندر علاقہ عدالت موصوف کے رہتے ہیں چونکہ ڈگری منتقل ہوگئی لہذا ڈگریدار نے درخواست باضابطہ واسطے اجرا کے گذرانی مدیونان ڈگری نے نسبت اجراے ڈگری کے بربناے حد سماعت کے عذر کیا اور منصف سبساگر نے باستدلال مقدمہ نیل منی سنگھ دیو بنام بیر شیر بنرجی (٢) یہ تجویز کی کہ درخواست مذکور ایک تدبیر معاون اجراے ڈگری حسب مراد دفعہ ١٧٩ ایکٹ حد سماعت کے نہ تھی اور بدینوجہ اجراے ڈگری مین تمادی عارض ہے

برطبق اپیل جج ماتحت سبساگر نے فیصلہ منصف کو اس تجویز سے بحال رکھا کہ مقدمہ حال سے مقدمہ حوالہ مذکور متعلق ہے ۔

بناراضی اس فیصلے کے ڈگریدار نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ۔

بابو سریندر ناتھ رائے نے منجانب اپیلانٹ یہ دلیل کی کہ مقدمہ نیل منی سنگھ دیو بنام بیر شیر بنرجی (٢) مقدمہ حال سے تعلق نہین رکھتا ہے وہ مقدمہ صریحاً قابل امتیاز ہے اسمقدمہ مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ درخواست انتقال ایک درخواست واسطے اجرا کے حسب عبارت دفعہ ٢٣٠ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہے مقدمہ حال مین درخواست حسب دفعہ ٢٢٣ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تھی اثناے اپنی تقریر بیان منہا الیہ نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا کالنس بنام مولا بخش (٣) دلچھن پنڈا بنام من موہن سہاے (١)

مولوی شمس الہدی منجانب رسپانڈنٹ ۔

تجویز عدالت (میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

اسمقدمہ مین ہر دو عدالت نے یہ تجویز کی ہے کہ اجراے ڈگری مین بموجب ١٧٩ ایکٹ حد سماعت کے تمادی عارض ہے اور عدالتہاے موصوف نے لحاظ نظیر بابت اوس نتیجہ کے جو اخذ کیا ہے مقدمہ نیل منی سنگھ بنام پرشیر بنرجی (٢) کا حوالہ دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ڈگری مذکور ۹ اگست ١٨٩٥ء کو عدالت گولاگھاٹ سے صادر ہوئی اور ۹ اگست ١٨٩٢ء کو ڈگریدار نے درخواست واسطے انتقال ڈگری کے عدالت سبساگر

(١) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ٧ صفحہ ٣١٥ - (٢) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ١٢ صفحہ ٢٤٣
(٣) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ٢ صفحہ ٢٨٤ -

سنہ ۱۸۹۶ء
چندر ناتھ گھوشال
بنام
آر جو سنو گھوسال

مین اس بنا پر گذرانی کہ مدیون ڈگری وہان رہتا ہے اور ڈگری اوس عدالت سے جاری کیجا سکتی ہے یہ درخواست منظور کی گئی اور جب بعد ازان درخواست اجراء ڈگری کی باضابطہ عدالت سب آرڈینیٹ گذرانی گئی تب عدالت موصوف نے یہ تجویز کی کہ اجراء ڈگری مین حسب معمول تمادی عارض ہے لہذا بحث یہ ہی کہ آیا درخواست منتقل کئے جانے ڈگری کی دوسری عدالت کو اندر جالات مندرجہ دفعہ ۲۲۳ ایکٹ تدبیر معاون اجراء ڈگری حسب مراد دفعہ ۱۷۹ کے ہی یا نہیں مقدمہ محولہ عدالتہاے ماتحت اور مندرجہ بالا ہمارے نزدیک اس مقدمہ سے کچھ تعلق نہین رکھتا اوسمین صرف یہ فیصلہ ہوا تہا کہ درخواست انتقال مقدمہ ایک درخواست واسطے اجرا کے حسب مراد دفعہ ۲۳۰ کے نہین ہے بخلاف اسکے مقدمات لچھمن پرشاد بنام من موہن سہائے (۱) وکالنس بنام مولا بخش (۲) مین یہ تجویز کیگئی تہی کہ ایسی درخواست جیسی کہ ۵۰ ہے جسکی نسبت ہم اب تجویز کر رہے ہین ایک تدبیر معاون اجراء ڈگری ہے اور واسطے زندہ رکھنے ڈگری کے کافی ہے اور یہ سمجھنا دشوار ہے کہ کسطرح پر مختلف تاثیر ایسی درخواست کی سمجھی جاسکتی ہی کیونکہ اگر کسی ڈگری کو وہ عدالت جس نے اوسکو صادر کیا اس سبب کے جاری نہ کر سکے کہ مدیون ڈگری بذات خاص اندر حدود اختیار عدالت موصوف کے نہو یا اس سبب کہ اوسکی کوئی جایداد اندر علاقہ کے نہو تو صرف ایک طریقہ جو ڈگریدار واسطے حاصل کرنے نفاذ اپنی ڈگری کے اختیار کر سکتا تہا یہ ہوگا کہ ڈگری مذکور کو اوس عدالت مین منتقل کرائے جسمین اجراء ڈگری ہوسکتی ہے اور ہمارے نزدیک اوسکو ایک تدبیر اور بہت ضروری تدبیر معاون اجراء ڈگری تصور کرنا چاہئے۔

لہذا ہمکو لازم ہے کہ احکام ہر دو عدالتہاے ماتحت کو منسوخ کرین اور یہ تجویز کرین کہ اجراء ڈگری مین تمادی عارض نہین ہے۔

اپیل معہ خرچہ ڈگری کیا جاتا ہے۔

اپیل منظور ہوا۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و بیل صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۲- نومبر

کرشن موہن منڈل وغیرہ بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند +

براءت - براءت سابق کس حالتمین مانع تجویز مزید نہین ہی - فعل واحد جس سے چند جرایم مرتکب ہو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۱۳ - (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۸ (۱۸۹۱ء)

+ اپیل صیغہ فوجداری نمبرہ ۹۲۴ سنہ ۱۸۹۶ء بناراضی حکم مصدرہ جی ناکس ونیٹ صاحب ایڈیشنل سشن جج ۲۴ پرگنات مورخہ ۵ جولائی ۶

۔اختیار عدالت اپیل کا طرح کرنیمین اپیل کے تجویز مکرر کی ہدایت کے حکم کی تاثیر درصورتیکہ جبکہ ایک فعل سی چند جرایم مرکب ہون اور نسبت بعض الزامات کی برات ہوئی ہو اور دیگر الزامات کی بابت تجویز ثبوت جرم عمل مین آئی ہو اور اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم مذکور ہوا ہو جوری کی راے مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۳۴ و ۲۳۰ و ۴۲۳ و ۴۲۴ — ۱۸۹۴ع نارائن مندل بنام سلطان مظفر

الفاظ جوری کی راے مستعملہ ضمن (د) دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے ان مقدمات مین جنمین ایک شخص ملزم کی تجویز بابت ایسے مختلف جرایم کے کیجاتی ہے جو ایک فعل یا سلسلہ افعال سے پیدا ہون جیسا کہ دفعہ ۲۳۵ کی تمثیلات مین ہے اور کل الزامات کے جوری کی راے ہوتی ہے مراد الزامات کے ہے اور الفاظ مذکور کسی ایسی جوری کی راے پر محدود نہین ہین جسکی بنا پر کسی جرم کی نسبت تجویز ثبوت جرم ہوئی ہو اور اوسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہو۔

جسصورت مین کہ کسی شخص ملزم پر الزام مختلف جرایم کا جو ایک فعل یا سلسلہ افعال سے پیدا ہوتے ہون لگایا گیا ہو اور اونکی بابت تجویز عمل مین آئی ہو ... مشتبہ ہو کہ ان جرایم مین سے کونسا جرم فعل یا افعال مذکور سے قایم ہوتا ہے اور جسصورت مین ملزم ... راے جوری کی بعض جرایم سے بری ہوا ہو اور دیگر جرایم کی بابت تجویز ثبوت جرم عمل مین آئی ہو اور بنا راضی تجویز ثبوت جرم مذکور کے اوسنے اپیل کیا ہو اور عدالت اپیل نے راے جوری ... منسوخ کیا ہو اور حکم تجویز مکرر کا بلا کسی قید صریح نسبت ان الزامات کے صادر کیا ہو جسکی بنا پر تجویز مکرر عمل مین آئیگی تو یہ تصور کرنا چاہئے کہ تجویز مکرر نسبت ان تمام الزامات کے عمل مین آویگی جو ابتداءً قایم کئے گئے تھے اور برات منجانب جوری تجویز ما قبل مین بابت بعض الزامات مذکور کے مانع اسکی نہین ہے کہ ملزم کی تجویز اونکی بابت مکرر ہو کیونکہ بلحاظ احکام دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے احکام دفعہ ۴۰۳ اس بارہ مین ایسی صورتون سے متعلق نہین ہو سکتے۔

واقعات مقدمہ ہذا مختصراً یہ ہین۔

ملزمان پر جو تعداد مین ۱۴ تھے یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ بالاشتراک ایک بلوہ مین شریک تھے جسکے اثنا مین مسمی مہابیر محیج خلاف قانون کی مظہرہ غرض مشترک کے حاصل کرنیمین ہلاک کیا گیا اور غرض مشترک یہ تھی کہ شخص متوفی کے کاشتکاران کو بعض اراضی سی بیدخل کرین اور وہان جو اراضی پر تھے زبردستی سے اوٹھا لیجائین۔

تمام ملزمان کی تجویز بحضور عدالت سشن ۲۴ پرگنات بابت جرایم حسب دفعہ ۳۰۴ قتل عمد اور

۱۸۹۶ء
ارشن دہن منڈل
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

۳۲۵ ضرر شدید بشمول دفعہ ۱۴۹ بابت اوسی واردات کے کی تھی نامبردگان کی برات جرم قتل عمد سے ہوئی تھی لیکن تجویز ثبوت جرم بابت ضرر شدید کے عمل مین آئی تھی ۔

بعد ازان اونہون نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور نتیجہ اپیل یہ تھا کہ تجویز ثبوت جرم اس بنا پر منسوخ کی گئی تھی کہ صاحب جج نے جوری کو غلط ہدایت کی اور یہ حکم دیا گیا تھا کہ ملزمان کی نسبت تجویز مکرر کیجائے ۔

برطبق تجویز جدید کے نامبردگان پر الزام جرائم حسب دفعات ۱۴۸ و ۳۰۴ بشمول دفعہ ۱۴۹ لگائے گئے تھے اور جوری نے اونپر جرم قتل انسان مستلزم سزا جو قتل عمد کی حد تک نہ پہونچے حسب دفعہ ۳۰۴ بشمول دفعہ ۱۴۹ ثابت قرار دیا اور سشن جج نے رائے جوری سے اتفاق کرکے ہر ایک کی نسبت حکم سزائے عبور دریائے شور واسطے ۱۰ سال کے صادر کیا ۔

اونہون نے پھر ہائیکورٹ مین اس بنا پر اپیل کیا کہ چونکہ اونکی تجویز ایکمرتبہ بابت قتل عمد و قتل انسان مستلزم سزا کی جو قتل عمد کی حد تک پہونچے مقدمہ اول مین ہو چکی ہے لہذا اونکی نسبت تجویز دوبارہ بابت الزامات اونہین جرائم کے نہین ہو سکتی نامبردگان نے یہ بھی حجت کی کہ تجویز ثبوت جرم بسبب غلط ہدایت ہونیکے جوری کو مکرر نا درست ہوئی لیکن واسطے غرض پورے ہونیکے یہ ضروری نہین ہے کہ امر مذکور کا ذکر مزید کیا جائے ۔

برطبق پیش ہونے اپیل کیواسطے سماعت کے ۔

مسٹر ایمن و بابو بیکنٹھ ناتھ داس منجانب اپیلانٹان حاضر ہوئے ۔

بابو رام چرن متر و بابو اتل چرن بوس منجانب سرکار ۔

دلایل کونسل نسبت حجت اول کے تجویز ہائیکورٹ (بنرجی صاحب جسٹس و میکل صاحب جسٹس) سے جو حسب ذیل ہے بخوبی ظاہر ہوتے ہین ۔

اپیلانٹان مقدمہ ہذا کی تجویز بذریعہ ایک جوری کے روبرو عدالت سشن ۲۴ پرگنات کے بابت الزامات دفعات ۱۴۸ و ۳۰۴ بشمول دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند عمل مین آئی اور اونکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعات ۳۰۴ و ۱۴۹ بابت قتل انسان مستلزم سزا جو قتل عمد کی حد تک نہ پہونچے یعنی باعث ہلاکت ہونے مہابیر سنگھ کے عمل مین آئی اور ہر ایک کی نسبت حکم سزائے عبور دریائے شور واسطے دس سال کے دیا گیا اپیل مین اونکی جانب سے یہ حجت کیگئی ہے کہ تجویز ثبوت جرم مذکور غلط ہے اول اس سبب سے کہ پہلے برات ہو چکی ہے اور وہ مانع تجویز حال ہے دوسرا اس سبب سے کہ

کرشن دہن منڈل بنام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

جوری کی نسبت اسکے غلط ہے کہ صاحب جج نے جوری کو ہدایت کرنے مین غلطی اہم کی اور ہدایت مین غلطی یہ تہی (الف) سشن جج نے ٹہیک ٹہیک فرق مابین قتل عمد اور قتل انسان مستلزم سزا کے نہین بتلایا (ب) مزید بران سشن جج نے وہ حالات ٹہیک ٹہیک نہین بتلاے جنمین دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند متعلق ہوتی ہے ۔

واقعات جنپر حجت اول مبنی ہے حسب ذیل ہین ملزمان کی تجویز موقع سابق پر روبرو عالی سشن ۲۴ پرگنات کے بابت ان جرایم کے عمل مین آئی جو بموجب دفعات ۳۰۲ و ۳۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند ہر ایک بشمول دفعہ ۱۴۹ قابل سزا ہین یعنی بابت جرایم قتل عمد و ضرر شدید کے جنکی بابت یہ بیان کیا گیا تہا کہ ان کا ارتکاب بعض شرکاے ایک مجمع خلاف قانون نے جسمین ملزمان بہی شریک تہے واسطے حاصل کرنے غرض مشترک مجمع مذکور کے کیا تہا نامبردگان کی برات جرم اول الذکر یعنی قتل عمد سے ہوئی اور مہابیر سنگہ کو ضرر شدید پہونچانیکا جرم ثابت قرار پایا نامبردگان نے عدالت ہذا مین اپیل کیا اور نتیجہ اپیل یہ ہوا کہ تجویز ثبوت جرم منسوخ ہوئی کیونکہ راے جوری کی اس سبب سے غلط تصور کیگئی کہ جج نے ہدایت غلط کی تہی اور یہ حکم دیا گیا کہ ملزمان کی نسبت تجویز مکرر کیجاے اس تجویز مکرر مین جو بموجب حکم عدالت ہذا کے ہوئی ملزمان کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۰۴ بشمول دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات کے ہوئی اور بنا راضی اس تجویز ثبوت جرم حسب دفعات ۳۰۴ و ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے اپیل ہذا دائر کیا گیا ہے ۔

چونکہ واقعات مقدمہ یہ ہین لہذا کونسل ذی علم اپیلانٹان نے بتائید اپنی وجہ اول کے یہ حجت کی ہے کہ (۱) بطور امر قانونی کے عدالت ہذا برات ملزمان مین بابت جرم قتل عمد کے دست اندازی نہین کر سکتی تہی کیونکہ منجانب لوکل گورنمنٹ کوئی اپیل جیسا کہ دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین محکوم ہے نہین ہوا تہا (۲) بطور امر واقعہ کے عدالت ہذا نے حکم برات متعلقہ الزام قتل عمد مین دست اندازی نہین کی عدالت موصوف نے صرف تجویز ثبوت جرم ملزمان کو منسوخ کیا (۳) برات سابق ملزمان کی بابت الزام قتل عمد کے ازروے دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مانع اسکی ہے کہ تجویز اور تجویز ثبوت جرم بابت قتل انسان مستلزم سزا کے جو قتل عمد کی حد تک نہ پہونچے عمل مین آوے ۔

نسبت امر اول کے جو حجت ہذا سے پیدا ہوتا ہے دفعات ۲۳۴ لغایت ۲۴۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے عیان ہے کہ جس صورت مین کسی شخص کی تجویز صرف بابت ایک الزام کے ہو اور واقعات سے

۱۸۹۲ء
کرشن بسن منڈا
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

برات کیجائے یا جبکہ بابت چند الزامات کے تجویز کیجائے اور ادن سب سے برات کیجائے تو برات مذکور مین کسی طرح پر سوائے برطبق اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ کے دست اندازی نہین کیجا سکتی لیکن معاملہ مذکور ایسی صورت مین بالکل صاف نہین ہے جبکہ کسی شخص ملزم کی تجویز بابت چند الزامات کے کیجائے اور بعض کی بابت برات اور بعض کی بابت تجویز ثبوت جرم عمل مین آوے اور بنا راضی تجویز جرم کے اپیل کیا جائے ضمن (ب) دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں حکم ہے کہ اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم مین عدالت اپیل کو جایز ہوگا کہ تجویز ثبوت جرم و حکم سزا کو منسوخ کرے اور حکم تجویز جدید کا دے یا عدالت موصوف تجویز کو بدل دے اور حکم سزا کو قائم رکھے یا گھٹا دے ہماری نزدیک مویدرائے خلاف کے ہے عدالت ما اپیل کے روبرو کل شہادت ہوتی ہے اور اگر عدالت موصوف حکم تجویز مکرر کا دے سکتی ہے یا برطبق اپیل ملزم کے تجویز کو بدل سکتی ہے تو کیون عدالت موصوف حکم تجویز جدید کا بابت اوس الزام کے نہین دے سکتی جسکی بابت عدالت اولی نے ملزم کو بری کیا ہے یا ملزم کو بابت اوس الزام کے مجرم تجویز نہین کر سکتی جسکی بابت وہ عدالت اولی سے بری ہوا ہو بلا شک یہ کہا جا سکتا ہے کہ اوس سے خلاف ورزی اوس مفید اصول کی ہوتی ہے جسکی ذریعہ سے احکام برات مین دست اندازی سوائے ایک خاص طریقہ کے یعنی برطبق اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ کے نہیں ممنوع ہے لیکن اصول مذکور فی الواقع اکثر مقدمات مین بدستور حسب احکام صریح مندرجہ ضمن (ب) دفعہ ۴۲۳ جو الفاظ دیا دسنا دیئن قائم رہیگا گو عدالت اپیل تجویز کو اوس طریقہ سے بھی جو اوپر بیان کیا گیا تبدیل کرے پس اسطرح پر ایک جانب جو تعبیر کہ ہم ضمن (ب) دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی کرتے ہین ملزمان کو غالباً باعث کسی نقصان کی نہوگی بجانب دیگر واسطے معدلت گستری کے یہ صریحاً ضروری ہے کہ اوسکی وہ تعبیر کیجائے ورنہ نہایت بے انصافی ہوگی چنانچہ یہ فرض کیا جاے کہ ملزم پر الزام سرقہ اور خیانت مجرمانہ کا بابت ایک ہی مال کے لگایا گیا اور عدالت اولی نے اوسکو جرم اول الذکر سے بری کیا اور جرم آخر الذکر کا مجرم قرار دیا اور اگر برطبق اپیل منجانب ملزم عدالت اپیل یہ تجویز کرے کہ ملزم کے کبھی کوئی مال سپرد نہین کیا گیا مگر مال مسروقہ نے اوسکو چرایا اور عدالت موصوف تجویز ثبوت جرم بابت خیانت مجرمانہ کے بحال نہین رکھ سکتی اور اگر عدالت موصوف اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم بابت سرقہ کی نسبت برات عدالت اولی نہ کر سکتی ہو تو لازم آویگا کہ ملزم بالکل بری کیا جائے ایسا نتیجہ جو خواہ مخواہ لازم آویگا بجز اسکے کہ ضمن (ب) دفعہ ۴۲۳ کی تعبیر اوس طریقہ پر کیجائے جو ہمنے بتلائی ہے کبھی واضعان قانون کی منشا مین داخل نہین ہو سکتا جنہون نے اسقدر احتیاط اس امر مین کی ہے کہ اس

قسم کی بے انصافی ان صورتون مین نہوجنہین یہ شبہہ ہوکہ کون جرم منجملہ دو یا زیادہ جرایم کے انعال سے پیدا ہوتا ہی (دیکھو دفعات ۲۳۶ و ۲۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری)۔ ۱۸۹۴ع پارشن دہن منڈل بنام ملکہ معظمہ قیصرہند

ایک اور طریقہ دیکھنے معاملہ مذکور کا ہے جس سے ظاہر ہوجائیگا کہ جو تعبیر ہمنے ضمن (ب) دفعہ ۴۲۳ کی کی ہے صرف یہی تعبیر دفعہ مذکور کی ہوسکتی ہے اگر حجت اپیلانٹان کی صحیح ہو کہ برارت الزام قتل عمد سے قطعی ہوگئی اور اس قابل نہ تہی کہ اوسمین دست اندازی بصیغہ اپیل منجانب ملزمان بنا راضی تجویز ثبوت جرم بابت ضرر شدید کے کیجائے اور وہ مانع تجویز مزید بابت قتل عمد یا قتل انسان مستلزم سزا کی جو قتل عمد کی حد تک نہ پہونچتا ہی تو تجویز مذکور بر بنا مساوی بموجب فقرہ اول دفعہ ۴۰۳ مانع تجویز جدید بابت ضرر شدید کے ہی [illegible] ضمن [illegible] اور اس سے دفعہ ۴۲۳ ضمن (ب) و دفعہ ۴۰۳ ایک دوسرے کے متناقض ہوجائیگی جب ایک فعل یا سلسلہ افعال ایسی نوعیت کا ہو کہ یہ شتبہ ہو کہ چند جرایم مین سے اون واقعات سے جو ثابت کئے جاسکتے ہین کونسا جرم قایم ہوگا تو اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم بابت کسی جرم منجملہ جرایم مذکور سے کل مقدمہ قابل دست اندازی عدالت اپیل کے ہوجائیگا باوجودیکہ کوئی حکم برارت کا عدالت اولی سے نسبت کسی دیگر جرم منجملہ جرایم مذکور کے صادر ہوا ہو دست اندازی عدالت اپیل کی ایسے مقدمہ مین ابتداءً نہ خلاف برارت کے بلکہ خلاف اوس تجویز ثبوت جرم کے ہوگی جسپر ملزم نے اعتراض کیا ہی گو دست اندازی مکمل اور قرین عقل ہونیکے لئے ضرور ہے کہ نسبت کل مقدمہ کے تجویز عمل مین آوے اور یہ امر بہ نسبت معمولی صورتون کے ایسے مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ حال ہے جسمین تجویز بذریعہ جوری کے ہو زیادہ ضروری ہوجاتا ہے اسمقدمہ مین اگر جوری کی رائے اس سبب سے غلط معلوم ہو کہ جج نے ہدایت غلط کی تو وہ کل منسوخ ہونی چاہئے کیونکہ عدالت اپیل نسبت واقعات کے بحث نہین کرسکتی (دیکھو دفعہ ۴۱۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری) اور خود اپنی تجویز بجائے رائے جوری کے قایم نہین کرسکتی کسیقدر بحث نسبت اس امر کے ہوئی کہ رائے جوری سے دفعہ ۴۲۳ ضمن (د) مین کیا مراد ہے مسٹر ایمن نے منجانب اپیلانٹان یہ بحث کی کہ اوس سے مراد جوری کی رائے سے بابت ہر ایک جرم کے علیحدہ علیحدہ ہی اور بابو رام چرن متر نے منجانب سرکار بیان کیا کہ اوس سے مراد جوری کی کل رائے سے بابت جملہ جرایم کے بطور مجموعی ہی بلحاظ احکام دفعات ۳۰۰ لغایت ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہماری نزدیک الفاظ جوری کی رائے موقوعہ دفعہ ۴۲۳ ضمن (د) سے مراد کل رائے جوری سے بابت تمام الزامات کے ہے۔

۱۸۹۴ء
کرشن چاہن منڈا
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ

لہذا جسصورت مین کہ عدالت اپیل جوری کی رائی کو منسوخ کرے اور حکم تجویز جدید کا ری بجز اسکی کہ عدالت موصوف نے تجویز مکرر کو محدود کیا ہو یہ تصور کرنا چاہیے کہ تجویز مکرر ند کور ایک تجویز نسبت اون تمام الزامات کے ہوگی جو ابتدا قایم کئے گئے تھے۔

اب ہم امر دوم پر غور کرتے ہین یعنی آیا بطور امر واقعہ کے عدالت ہذا نے حکم تجویز مکرر تمام مقدمہ کا دیا یا نہین اپنی تجویز سے عدالت ہذا نے بلا شک محض تجویز ثبوت جرم کو منسوخ اور تجویز مکرر کا حکم دیا لیکن جیسا کہ ہمنے اوپر تحریر کیا ہے اسکو بصورت نہونے کسی قید صریح کے یہ تصور کرنا چاہیے کہ اوس سے مراد تجویز مکرر کل مقدمہ سے ہی۔

ہم چاہتے ہین کہ یہ صاف صاف سمجھ لیا جائی کہ جو کچھ ہمنے اوپر تحریر کیا ہی اوس سے یہ مقصود ہی کہ صرف اون مقدمات سے متعلق ہو جو دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے منشا مین داخل ہین اور جسمین ملزم پر الزام ایسی بہت سے جرایم کا لگایا گیا ہو جو ایک فعل واحد یا سلسلہ افعال سے پیدا ہون اور یہ شتبہ ہو کہ اون جرایم مین سے کونسا اوس فعل یا افعال سے قایم ہوگا اور ملزم کی نسبت عدالت اولی سے ایک جرایم مین سے ثابت قرار پایا ہو اور دیگر جرایم کی نسبت برات عمل مین آئی ہو جس صورت مین کہ کسی شخص ملزم پر ایک مقدمہ مین الزام مختلف جرایم کا جو مختلف افعال سے قایم ہون لگایا جائی مثلاً باعث ہلاکت ہونا عمرو کا اور ضرر شدید پہونچانا بکر کو یا جعلی بنانا دستاویز (الف) اور دستاویز (ب) کا اور وہ بابت ایک کے منجملہ جرایم مذکور کے بری کیا جائے اور دوسرے کی بابت اوسپر جرم ثابت قرار دیا جائی تو ہمارے نزدیک مختلف اصول متعلق ہوگا اس قسم کا مقدمہ ہمارے روبرو نہین ہی اور ہم اسمقدمہ مین بابت اوس قسم کی مقدمات کے کوئی تجویز نہین کرتی ہین۔

جو کچھ کہ اوپر تحریر کیا گیا ہی اوس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ برات سابق بابت الزام قتل عمد کی مانع تجویز حال نہین ہی اور اوسکی صرف وجہ یہ ہی کہ برات مذکور اب نافذ نہین ہے کیونکہ بذریعہ حکم تجویز مکرر کے جو عدالت ہذا سے برطبق اپیل ملزمان کے صادر ہوا فی الواقع وہ منسوخ ہوگئی ہے

بابو رام چرن متر نے منجانب سرکار ایک وجہ مزید بتائید اس تجویز کے استدلال کیا کہ برات سابق مانع تجویز حال نہین ہی یعنی یہ کہ برات ماسبق بابت الزام قتل عمد کی تہی اور تجویز حال بابت قتل انسان مستلزم سزا کے ہی جو قتل عمد کی حد تک نہ پہونچی ہم اس دلیل کو صحیح تصور نہین کرتی ہین کیونکہ نقرہ اول دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے ظاہر ہوتا ہی کہ برات ماسبق بابت کسی جرم کے مانع تجویز بر بنائی اونہین واقعات کے بابت کسی اور ایسی

جرم کے ہے جسکی بابت ایک مختلف فرد قرار داد جرم حسب دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مرتب ہوسکتی تھی۔ ۱۸۹۴ع [illegible] رہن مثل بنام قیصر ہند

اب باقی رہا غور کرنا اوپر وجہ دوم کے جو جناب ایڈوکیٹ صاحب نے پیش کی ہے یعنی نسبت غلط ہدایت کرنے جج کے یہ کہا گیا ہے کہ ہدایات غلط یہ تھین کہ صاحب جج نے مناسب طور پر جوری کو اول فرق مابین قتل عمد اور قتل انسان مستلزم سزا کے نہین سمجھایا اور دوم معنی اور تاثیر دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند کی نہین سمجھائی نسبت امر اول کے ہمارے نزدیک کوئی غلط ہدایت ہرگز نہین ہوئی اور اگر کوئی غلط ہدایت ہوئی ہو تو اس سے ممکن نہین کہ ملزمان کو نقصان پہونچا ہو کیونکہ بموجب رائے جوری کے ملزم مجرم جرم قتل انسان مستلزم سزا جو قتل عمد کی حد تک نہ پہونچے قرار پایا۔

نسبت دوسرے امر کے یہ بحث نہین کیگئی ہے کہ جج نے کوئی غلط ہدایت جوری کو کی جو پکھو کہ بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ حاکم موصوف نے ان کو معنی دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے ایسی پوری طرح پر نہین سمجھائے کہ جیسے ایک اجلاس کامل عدالت نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام سید علی[1] سمجھائے ہین یہ خیال کرکے کہ نسبت معنی دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے بہت بحث ہوئی اور کسیقدر اختلاف آرائی ہوا ہے بلاشک یہ بہتر ہوتا کہ صاحب جج توضیح دفعہ مذکور کی جوری سے کسیقدر زیادہ صراحت کے ساتھ کرتے لیکن جو کچھ کہ جج ذیعلم نے انکے بیان مشعر توضیح دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند مین کہا گو مختصر ہے مگر ہماری رائے مین کافی اور صاف ہے ہمارے نزدیک کوئی غلط ہدایت صاحب جج نے جوری کو سمجھانے مین نہین کی۔

لہذا دونون وجوہ جو ہمارے روبرو پیش کیگئی تھین ساقط ہوتی ہین ہمکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا مین دست اندازی کیجائے چنانچہ ہم اپیل ڈسمس کرتے ہین

اپیل ڈسمس کیا گیا

نظر ثانی صیغہ فوجداری

باجلاس بیورلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء ۱۰ جنوری

گرد ہر چیٹرجی ایجنٹ موہن چند گنگولی (فریق اول سایل) بنام عباد اللہ لشکر وغیرہ (فریق دوم فریق مخالف)

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۱۴۴ فقرہ ۲۔ تشخیص کیا جانا خرچہ کا نجانب مجسٹریٹ

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۴۴ ویکلی رپورٹر [illegible] فوجداری جلد [illegible] صفحہ [illegible] نظر ثانی صیغہ فوجداری نمبر [illegible] سنہ ۱۸۹۴ع [illegible] بنگلہ [illegible] ۲۴ اگست ۱۸۹۴ع۔

۱۸۹۵ء
گرد ہر چٹرجی
بنام
صبا والدنکر

سوائے اوس مجسٹریٹ کے جس نے فیصلہ صادر کیا اور حکم بابت خرچہ کے دیا۔ درخواست اندمیعاد معقول کے

جس صورت مین کہ فیصلہ کسی مقدمہ مین حسب دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر کیا گیا ہو اور حکم واسطے خرچہ کے اوسکے ساتھ ہی اوسی مجسٹریٹ نے دیا ہو تو اسمین کوئی امر قابل اعتراض نہین ہے کہ تعداد خرچہ مذکور کی کوئی دیگر مجسٹریٹ مشخص کرے اگر درخواست واسطے غرض مذکور کے مجسٹریٹ موصوف سے اندر زمانہ مناسب کے کیجاوے۔

مقدمہ بہوجل سنار بنام زبان سنگہ (۱) سے استثنا کیا گیا۔

سایل نے مقدمہ فوجداری حسب دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دائر کیا اور ۱۲۔دسمبر ۱۸۹۳ء کو اوسکے مفید ایک حکم ڈپٹی مجسٹریٹ وامینڈا ہر نے صادر کیا اور بذریعہ اوسی حکم کے سایل کو خرچہ مقدمہ حسب دفعہ ۲۴۸ دلایا مگر خرچہ کی تشخیص ۱۴۔مارچ ۱۸۹۴ء تک نہین کی گئی اور اوس تاریخ فریق دوم کو حکم ادا کرنے رقم معین کا دیا گیا لیکن چونکہ یہ امر بلا اطلاع اور غیر حاضری مین فریق دوم کے کیا گیا تہا لہذا حکم ڈپٹی مجسٹریٹ متعلق تشخیص خرچہ کے ہائیکورٹ سے منسوخ ہوا اور مقدمہ اس غرض سے واپس بہیجا گیا کہ ڈپٹی مجسٹریٹ تجویز مقدمہ کی مطابق قانون کے فریق دوم کو اطلاع دیکر کرے مگر وہ ڈپٹی مجسٹریٹ جس نے حکم خرچہ کا دیا تہا اس عرصہ مین دوسرے ضلع کو تبدیل ہوگیا اور اوسکے قایممقام نے ۴۔اگست کو تشخیص خرچہ سے انکار کیا جسکا حکم اوسکے پیشرو نے صادر کیا تہا سایل نے ہائیکورٹ مین درخواست دی اور ۴۔اکتوبر کو ایک حکم بنام فریق مخالف واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے حاصل کیا کہ کیون حکم ڈپٹی مجسٹریٹ کا منسوخ نہ کیا جاوے۔

بابو بیدناتہ دت منجانب سایل بتائید حکم۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے جب حاکم موصوف نے اپنا فیصلہ حسب دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر کیا حکم واسطے خرچہ کے بہی حسب دفعہ ۲۴۸ کے دیا تشخیص کرنا خرچہ کا محض ایک عاملانہ کام ہے اور وہ حاکم جو اوسکی بجائے عہدہ پر مقرر ہوا ہو کر سکتا ہے بالفاظ دیگر وہ حاکم عدالت مجوز مقدمہ خرچہ دلاتا ہے اور عہدہ دار مشخص خرچہ خرچہ کی تشخیص کرتا ہے۔

بابو سرت چندر رائے نے خلاف حکم مذکور کے وجہ ظاہر کرنے مین مقدمہ بہوجل سنار بنام زبان سنگہ (۱) پر استدلال کیا جسمین یہ تجویز ہوئی تہی کہ اوس عہدہ دار کو جو کسی عہدہ دار کے بجائے مقرر ہوا ہو اختیار صادر کرنے حکم تشخیص خرچہ کا نہین ہے۔

عدالت رہیورلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس نے تجاویز ذیل صادر فرمائین۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۹

۱۸۹۵ء
رگہوبر چودہری
بنام
بلدیو سنگہ

بیورلی صاحب جسٹس ۔ واقعات مقدمہ ہذا یہہ ہین۔ ۱۲۔ دسمبر ۱۸۹۳ء کو ایک حکم مفید سایل حسب دفعہ ۵۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا گیا اور بذریعہ اوسی حکم کے حاکم موصوف نے خرچہ مقدمہ کا حسب دفعہ ۲۰۴ دلایا مگر خرچہ ۱۴۔ مارچ ۱۸۹۴ء تک تشخیص نہین کیا ہوا اور اوس تاریخ فریق دوم کو حکم ادا کرنے ایک رقم معین کا ہوا حکم مذکور عدالت مذا نے ۹۔ مئی کو اس بنا پر منسوخ کیا کہ وہ فریق دوم کی غیر حاضری مین صادر کیا گیا ہے اور مقدمہ اس غرض سے واپس بہیجا گیا کہ ڈپٹی مجسٹریٹ تجویز مقدمہ کی مطابق قانون کے سایل کو اطلاع دیکر کرے" مگر وہ ڈپٹی مجسٹریٹ جس نے حکم خرچہ کا دیا تہا اس عرصہ مین دوسرے ضلع کو تبدیل ہوگیا اور اوسکے قایم مقام نے ۲۷۔ اگست کو خرچہ کی تشخیص کرنیسے انکار کیا جسکا حکم اوسکے پیشرو نے صادر کیا تہا

۲۶۔ اکتوبر کو سائل نے حکم بنام فریق ثانی واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے حاصل کیا کہ کیون حکم ڈپٹی مجسٹریٹ مورخہ ۲۷۔ اگست منسوخ نکیا جاے اور کیون حاکم موصوف کو حکم دیا جاے کہ تشخیص خرچہ کی کرے۔

حکم ڈپٹی مجسٹریٹ موصوف بلاشک بتقلید فیصلہ مقدمہ بہوجل سنار بنام زبان سنگہ (۱) تہا جسکے فیصل کرنیمین شریک تہا اور جسمین یہ تجویز کی گئی کہ مجسٹریٹ کو یہ اختیار نہین ہے کہ تشخیص خرچہ کی دو سال سے زیادہ عرصہ بعد صدور حکم خرچہ کے جو اوسکے پیشرو نے صادر کیا تہا کرے اوس فیصلہ مین ایک اور مقدمہ کا حوالہ دیا گیا تہا جسمین یہ تجویز ہوئی تہی کہ صرف اوسی مجسٹریٹ کو جو فیصلہ حسب دفعہ ۵۴۰ صادر کرے یہ اختیار ہے کہ حکم نسبت ادا کرنے خرچہ کے حسب دفعہ ۲۰۴ کے صادر کرے۔

مقدمہ الیشر چودہری بنام بی بی جان خاتون مین جسکا فیصلہ میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس نے ۵۔ جنوری ۱۸۹۱ء کو کیا ذیعلم حکام موصوف نے یہ رائے ظاہر کی کہ حکم واسطے خرچہ کے بوقت فیصلہ کے صادر کیا جانا چاہئے لیکن مقدمہ کا فیصلہ ایک اور وجہ پر کیا گیا تہا۔

مقدمہ حال مین حکم بابت خرچہ کے اسیوقت صادر کیا گیا تہا جب فیصلہ صادر کیا گیا تہا اور اوسی مجسٹریٹ نے صادر کیا تہا جسنے فیصلہ صادر کیا تہا چونکہ یہ صورت ہے لہذا میرے نزدیک اسمین کوئی امر قابل اعتراض نہین ہے کہ خرچہ کی تشخیص کوئی اور مجسٹریٹ کرے اگر مجسٹریٹ موصوف سے درخواست اندر زمانہ مناسب کے کیجاے مقدمہ بہوجل سنار بنام زبان سنگہ (۱) مین جس امر کا خاصکر اثر میری طبیعت پر بوقت اوسکی دست اندازی ہوا تہا یہ تہا کہ مابین حکم خرچہ اور تشخیص خرچہ کے بہت زیادہ توقف ہوجانے دیا گیا تہا گو مجہے یہ ضرور تحریر کرنا فرض ہے کہ ہل صاحب جسٹس کی اب بہی یہی رائے ہے کہ وہ فیصلہ بلطور معاملہ قانونی صحیح تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۰۹

١٨٩٥ء گرہری مکرجی بنام عباداللہ

حکم قانونی ما بہ البحث از قسم دیوانی کے ہے اور ہمارے نزدیک عبارت دفعہ مذکور دفعہ ۱۰۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے لی گئی ہے اور مقدمات دیوانی مین یہ ضرور نہین ہے کہ خرچہ کی تشخیص یا اُسکا حساب بوقت فیصلہ کے کیا جائے یا وہی عہدہ دار کرے جس نے مقدمہ کا فیصلہ کیا ہو۔

چنانچہ میری یہ راے ہے کہ حکم مذکور قطعی کیا جائے اور حکم ڈپٹی مجسٹریٹ مورخہ ۲۴ اگست ١٨٩٤ء منسوخ کیا جائے اور حاکم موصوف کو یہ حکم دیا جائے کہ تشخیص خرچہ کی مطابق قانون کے کرے۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ مجکو اتفاق ہے۔

حکم اظہار وجہ قطعی کیا گیا

باجلاس بیورلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

ہنوا سندری چودہرانی (سائلہ)

بنام

کالی کرسٹو پال چودہری وغیرہ (فریق مخالف) *

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ١٠ ١٨٨٢ء) دفعہ ۱۴۸ فقرہ ۳۔ مجسٹریٹ مقدمہ فیصل کرنیوالے کی منشی حکم بابت خرچہ کے۔

دلانا خرچہ کا بموجب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے گویا ایک کارروائی دیوانی کی ہے اور مجسٹریٹ کو لازم ہے کہ بوقت فیصل کرنے مقدمہ حسب دفعہ ۱۴۵ کے خرچہ کو اسیطریق سے دلادے کہ جیسا بموجب دفعہ ۱۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حکم بابت خرچہ کسی درخواست کے اُسوقت صادر کیا جانا چاہئے جب درخواست کا فیصلہ کیا جائے۔

مگر صورت مین کہ فیصلہ بموجب دفعہ ۱۴۵ کے ۱۵ دسمبر ١٨٩٣ء کو صادر کیا گیا تہا اور درخواست واسطے خرچہ کے ۲۱ دسمبر کو دیگئی تہی لیکن بسبب اُس توقف کے جو نسل عذر داری کی ہوا حکم واسطے خرچہ کے ١٢ جون ١٨٩٤ء تک صادر نہین کیا گیا لیکن اُسوقت اُسی مجسٹریٹ نے صادر کیا جسنے حکم حسب دفعہ ۱۴۵ صادر کیا تہا تجویز ہوئی کہ حکم مذکور بسبب نہونے اختیار کے کالعدم تہا اور چونکہ یہ ظاہر نہین کیا گیا تہا کہ وہ بربنا روداد کے ناجایز یا نامناسب تہا لہذا عدالت نے اسمین باستعمال اپنے اختیار تمیزی نظر ثانی حسب دفعہ ۴۳۹ کے دست اندازی کرنیسے احتراز کیا۔

کالی کرسٹو پال چودہری وغیرہ نے مقدمہ حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دائر کیا اور اُنکا قبضہ بذریعہ ایک حکم ڈپٹی مجسٹریٹ ڈہاکہ مورخہ ۱۵۔ دسمبر ١٨٩٣ء کے قایم رکہا گیا اور روز بعد یعنی ۲۱۔ دسمبر کو اُنہون نے درخواست واسطے خرچہ کے حسب دفعہ ۱۴۸ فقرہ ۳ کے دی یہ درخواست فوراً پیش ہو کر فیصل نہین کیگئی بلکہ بوجہ درخواست بعض فریق مخالف کے تانتیجہ تحریک بعدالت ہائیکورٹ بنا راضی حکم ۱۵۔ دسمبر مصدرہ مقدمہ ابتدائی کے ملتوی رکہی گئی بالآخر ۱۲۔ جون ١٨٩٤ء کو خرچہ تشخیص کیا گیا اور یہ تجویز کیا گیا کہ اُس فریق کو دلایا جائے

* نظرثانی صیغہ فوجداری نمبر .. ١٨٩٤ء بنا راضی حکم مصدرہ بابو گیان شنکر سین ڈپٹی مجسٹریٹ ڈہاکہ مورخہ ١٢ جون ١٨٩٤ء

۱۸۹۵ء
نبوداسندری چودہرانی
بنام
رانی اسٹوپل چودہری

جسکا قبضہ برقرار رکہا گیا تہا ۴ اگست ۱۸۹۴ء کو فریق مخالف مین سے دو یعنی شوشی موہن لال موہن نے ہائیکورٹ مین درخواست دی کہ حکم بابت خرچ کے منسوخ کیا جاے لیکن وہ درخواست نامنظور ہوئی ۴ ستمبر کو سائلہ حال نبوداسندری نے ایک اسی قسم کی درخواست گذرانی اور حکم اظہار وجہ حاصل کیا۔

ایڈوکیٹ جنرل (سر چارلس پال) منجانب سائلہ بتائید حکم اظہار وجہ۔

مسٹر ایم گہوس نے منجانب فریق مخالف وجہ ظاہر کی۔

مسٹر ایم گہوس۔ سائلہ نبوداسندری ابتدائی کارروائیات مین کبہی حاضر نہین ہوئی اور وہ حکم ڈپٹی مجسٹریٹ کی پابند نہین ہے لہذا وہ سکو اس عدالت مین نیکا منصف نہین ہے۔ **بنرجی صاحب**

جسٹس۔ یہ امر کہ نبوداحاضر نہین ہوئی اور سکو خرچہ کے ادا کرنیسے بری نہین کرتا ہے۔ درخواست دو فریق مخالف کی واسطے منسوخی حکم خرچ کے ۴ اگست گذشتہ کو نامنظور ہوچکی لہذا عدالت کو یہ اختیار تہا کہ اوسی قسم کی درخواست سائلہ حال کی ۴ ستمبر کو منظور کرتی خاص امر مقدمہ ہذا میں یہ ہے کہ آیا مجسٹریٹ کو لہ اسکے کہ اُسنے مقدمہ حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۹ دسمبر کو فیصل کیا کو ہی اختیار رہتا یا نہین کہ حکم خرچہ کا حسب دفعہ ۱۴۸ کسی تاریخ مابعد کو صادر کرے کوئی سند واسطے اس قول کے نہین ہے کہ حاکم موصوف حکم خرچہ نہین دیسکتا الفاظ مجسٹریٹ جسنے مقدمہ فیصل کیا موقوعہ دفعہ ۱۴۸ فقرہ ۳ سے مراد اُس مجسٹریٹ سے ہے جسنے فیصلہ صادر کیا اور جسکے روبرو تمامی مقدمہ کے تہے الفاظ مذکور اس معنی پر محدود نہین کئے جاسکتے بوقت صادر کرنے فیصلہ کے دفعہ ۱۴۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری ملاحظہ طلب ہے اُس دفعہ مین الفاظ بوقت صادر کرنے حکم سزا کے صریحاً مندرج ہین

ایڈوکیٹ جنرل بتائید حکم اظہار وجہ۔ نبودا (سائلہ) کے کارروائیات ابتدائی مین حاضر نہونیسے کچھ فرق نہین ہوتا ہے حکم فریق اول کو دیا گیا تہا کہ خرچہ ادا کرے اور مسماۃ فریق اول مین شامل تہی یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ درخواست دو شخص کی فریق اول مین سے نامنظور ہوچکی لہذا عدالت ہذا کو یہ اختیار نہ تہا کہ اوسی قسم کی درخواست سائلہ حال کی منظور کرے لیکن سائلہ کوئی فریق درخواست سابق کی نہین تہی اور مین نے ذکر اُس امر واقعہ کا کہ درخواست مذکور نامنظور ہوئی تہی حکام ذیعلم رینپہرم صاحب چیف جسٹس بیورلی صاحب جسٹس سے کیا جنہون نے مجہکو حکم اظہار وجہ عطا کیا گیا تہا تمیز امر یہ ہے کیا مجسٹریٹ موصوف ایک حکم نسبت خرچہ کے حسب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کسی وقت بعد صادر کرنے اپنے فیصلہ حسب دفعہ ۱۴۵ کے صادر کرسکتا تہا یا نہین مجسٹریٹ مقدمہ کے فیصل کرنیوالے سے یہ مراد ہونی چاہئے بوقت صادر کرنے فیصلہ کے کوئی قید نسبت وقت کے ہونی ضرور ہے یہ نہین کہا جاسکتا کہ

۱۸۹۵ع
موہ سندری چودھرائن
بنام
کالی کرشٹو پال چودھری

حکم مذکور بیس برس بعد صادر کیا جا سکتا تھا عدالت فوجداری کا کام جبھی کہ اوسنے اپنا حکم صادر کر دیا ختم ہو گیا مقدمہ فوجداری مین تجویز ثانی نہین ہوتی ہے مین تجویز میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس مقدمہ الیشری چودھری بنام بی بی جان خاتون مقدمہ غیر رپورٹ شدہ منفصلہ ۵ جنوری ۱۸۹۵ع پر استدلال کرتا ہون اوس مقدمہ مین حکام ذیعلم نے یہ فرمایا تھا یہ تجویز کرنی پڑتی ہین کہ حکم بابت خرچہ در قبضہ کے ایک ساتھ صادر کیا جانا چاہیئے مقدمہ بہوجل سنار بنام زبان سنگھ[1] مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ جانشین عہدہ حکم بابت خرچہ کے صادر نہین کر سکتا دیکھو دفعہ ۲۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری جسمین یہ مندرج ہے ہائیکورٹ یہ حکم دیسکتی ہے کہ خرچہ استصواب کون ادا کریگا اسکے یہ معنی ضرور نہین [illegible] بوقت صادر کرنے اصل حکم کے اور نہ کسی وقت مابعد پر نالشات دیوانی مین اگر خرچہ کے ادا کرنیکا حکم بوقت صادر کرنے تجویز کے نہ دیا جاوے تو کیا درخواست واسطے خرچہ کے بعد ازان دیجا سکتی ہے یہ نہین ہوتا ہے کہ تجویز ایک دن صادر کیجاوے اور حکم خرچہ کا موقع مابعد پر صادر کیا جاوے وہ حکم ایک ساتھ دیا جاتا ہے

تجویز عدالت

رمپورلی صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

حسب ذیل ہے۔

یہ حکم اظہار وجہ ایک مقدمہ حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین صادر ہوا ہے جسمین موہ سندری چودھرائن جو ہمارے روبرو سائلہ ہے ایک منجملہ عذرداران تہی جو شوشی موہن پال چودھری وغیرہ بیان کئے گئے ہین اور مقدمہ مذکور مین کالی کرشٹو پال چودھری وغیرہ سائلان تہے مقدمہ مذکور منفصلہ سائلان کے ۱۹ دسمبر ۱۸۹۳ع کو فیصل ہوا اور دور اینکے ۱۴ دسمبر ۱۸۹۳ع کو سائلان نے درخواست خرچہ حسب دفعہ [illegible] گذرانی [illegible] پیش از فیصل نہین کیگئی تہی بلکہ برطبق درخواست شوشی موہن پال چودھری وغیرہ کے [illegible] عدالت بالا جسمین کارروائیات ابتدائی کی ملتوی کیگئی تہی لیکن ۱۲ جون ۱۸۹۴ع کو خرچہ مشخص کیا گیا اور یہ تجویز کیگئی کہ عذرداران شوشی موہن پال چودھری وغیرہ سائلان کو خرچہ ادا کرین۔

۱۴ اگست کو شوشی موہن پال چودھری و لال موہن پال چودھری نے عدالت ہذا مین درخواست واسطے منسوخی حکم مذکور کے کی لیکن وہ درخواست نامنظور ہوئی

۱۰ ستمبر کو سائلہ حال موہ سندری نے ایکطرح کی قسم کی درخواست گذرانی اور ایک حکم اظہار وجہ حاصل کیا جسکی تائید ذیعلم ایڈوکیٹ جنرل اب اس بنا پر کرنا چاہتا ہے کہ چونکہ مجسٹریٹ نے کارروائیات کو قطعی طور پر ۱۹ دسمبر ۱۸۹۳ع کو طے کیا لہذا حاکم موصوف کو یہ اختیار نہ تھا کہ حکم بابت خرچہ کے کسی تاریخ مابعد کو صادر کرے۔

معلوم ہوتا ہے کہ سائلہ حال کارروائیات ابتدائی مین کبھی حاضر نہین ہوئی اور بذریعہ مسٹر گھوش جو واسطے اظہار وجہ کے حاضر ہوا یہ حجت کرتا ہے کہ مسماۃ پابند حکم مجسٹریٹ کی نہین ہے اور اوسکو منصب عدالت ہین

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۹۰۹

حاضر ہونیکا نہین ہے لیکن ہماری دانست مین صاف ظاہر ہی کہ وہ ایک اُن عذرداران مین سے تہی جو بنام شوشی موہن پال چودہری وغیرہ کے مقدمہ مذکور مین بنائے گئے تہے اور بحیثیت مذکور مسماۃ ذمہ دار حصہ سدی اُس خرچہ کی ہے جسکے ادا کرنیکا اون عذرداران کو حکم ہوا تہا۔

مسٹر گہوس نے اسکے بعد یہ بیان کیا ہی کہ درخواست شوشی موہن پال چودہری جو عدالت ہذا مین دیگئی تہی ۱۴ اگست گذشتہ کو نامنظور ہوچکی ہے لہذا عدالت کو یہ اختیار نہ تہا کہ اوسی قسم کی درخواست جانب سایلہ مستغیثہ کو پذیرا کرے بجواب اس حجت کے یہ کہنا کافی ہی کہ وہ سایلہ جو ہمارے روبرو ہے کوئی فریق درخواست ۱۴ اگست کی نہ تہی۔

باب روئداد کے اڈوکیٹ جنرل نے ایک مقدمہ غیر رپورٹ شدہ لیثری چودہری بنام بی بی جان خاتون پر جسکا فیصلہ پیکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس نے ۱۰ جنوری ۱۸۹۵ء کو کیا استدلال کیا ہی اُس مقدمہ مین حکام ذیعلم نے یہ رائے ظاہر کی کہ حکم بابت خرچہ کے بوقت صادر کرنے فیصلہ کے صادر کیا جانا چاہئے لیکن فیصلہ مقدمہ فی الواقع ایک وجہ پر کیا گیا تہا الفاظ دفعہ ۱۴۸ حسب ذیل ہین جب کسی کارروائی متعلق باب ہذا مین کسی فریق کا کچہہ روپیہ واسطے گواہون یا مختار یا وکیل یا دونون امر کے خرچ ہو تو وہ مجسٹریٹ جو دفعہ ۱۴۵ یا ۱۴۶ یا ۱۴۷ کے مطابق مقدمہ فیصل کرے یہ ہدایت کرسکتا ہی کہ ایسا خرچہ آیا اُسی فریق کے ذمہ یا مقدمہ کے کسی اور فریق کے ذمہ رہیگا اور آیا اسکو کل یا جزو بحساب سدی دینا پڑیگا۔

ذیعلم اڈوکیٹ جنرل یہ حجت کرتے ہین کہ الفاظ مجسٹریٹ جو مقدمہ فیصل کرے کی یہ تعبیر کرنی چاہئے کہ اُن سے مراد شخص وہ مجسٹریٹ ہے جو فیصلہ صادر کرے بلکہ وقت صادر کرنے فیصلہ سے بھی کہ اس رائے کی کیقدر تائید دفعات ہممضمون مجموعہ ضابطہ دیوانی (دفعات ۲۱۸ و ۲۱۹) سے ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ دفعات مذکور مین سے اخیر دونوں الفاظ دفعہ ۱۴۸ کے لئے گئے ہین معلوم ہوتا ہی کہ دفعہ ۲۱۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ حکم ہی کہ حکم بابت خرچہ کسی درخواست کے اُسوقت صادر کیا جانا چاہئے جب فیصلہ درخواست مذکور کا کیا جائے بجز اسکے کہ کسیوجہ سے غور کرنا اوس معاملہ مذکور کا کسی نوبت آیندہ کارروائیات مذکور مین ملتوی رکہا گیا ہو دلانا خرچہ کا بموجب دفعہ ۱۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مشابہ کارروائی دیوانی کے ہے اور ہمارے نزدیک وہی قاعدہ مستعمل ہونا چاہئے۔

مقدمہ حال مین فیصلہ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۳ء کو صادر کیا گیا تہا اور درخواست خرچہ ۱۴ کو گذرانی گئی تہی اور گو درخواست مذکور طے نہین کیگئی تہی اور حکم خرچہ ۱۶ جون ۱۸۹۴ء تک صادر نہین کیا گیا تہا مگر توقف بوجہ فعل عذرداران کے ہوا تہا چونکہ یہ صورت ہے اور حکم بابت خرچہ کے اُس مجسٹریٹ نے صادر کیا ہی جسنے حکم حسب دفعہ ۱۴۵

۱۸۹۵ء
راسمندری چودہرانی
بنام
پیاری کرشٹو پال چودہری

۱۸۹۵ء
ہنومنت سی چودھری
بنام
کالی کرشنو چودھری

صادر کیا تھا لہذا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ حکم مذکور نسبت ہونے اختیار کے کالعدم تھا اور بلحاظ تمام حالات مقدمہ کے اور یہ بیان ہونیکے کہ حکم مذکور بر بنائے روئیداد خلاف انصاف یا نامناسب ہے ہمارے نزدیک یہ ایک مناسب مقدمہ واسطے ہماری دست اندازی کے باستعمال اپنے اختیار تمیزی نظرثانی حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے نہین ہے ۔

چنانچہ ہم حکم اظہار وجہ کو خارج کرتے ہین ۔

حکم اظہار وجہ خارج کیا گیا ۔

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس

۱۸۹۴ء
۲۷ - نومبر

بالکند رام (سایل) بنام گہنشام رام (فریق مخالف) +

داخلت بیجا مجرمانہ ۔ مجموعہ تعزیرات دفعات ۴۴۱ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۵۰۹ ۔ مخفی مداخلت بیجا بخانہ وقت شب ۔ نیت ۔ فرد قرار داد جرم مین تصریح نیت کی ۔ نظر ثانی کے اختیارات ہائیکورٹ کے مجموعہ ضابطہ فوجداری (۱۸۸۲ء) دفعات ۴۳۱ و ۴۳۹ و ۴۳۹ و ۵۳۷ ۔

تجویز ثبوت جرم بابت مخفی مداخلت بیجا بخانہ وقت شب حسب دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات بسبب نہونے تصریح نیت کے فرد قرار داد جرم مین ناقص نہین ہے لیکن تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۵۶ بلا ایسی تصریح کے بحال نہین رکھی جاسکتی الزام حسب دفعہ اول الذکر مین گو نیت مجرمانہ کا ثابت ہونا ضروری ہے مگر یہ ثابت کرنا ضرور نہین ہے کہ چند نیت ہائے مجرمانہ مین سے ملزم کی کونسی نیت تھی یہ ثابت کرنا کافی ہے کہ کوئی نہ کوئی نیت ان تینوں مین سے ہوگی جنکی تصریح دفعہ ۴۴۱ مین کیگئی ہے گو یہ تحقیق نہو کہ وہ کونسی نیت تھی

شخص ملزم مالک ایک مکان کا جسمین وہ نیچے کی منزل مین رہتا تھا آدہی رات کو کمرہ مستغیث مین جو اُسکا ایک کرایہ دار تھا اوپر کے مکان مین پکڑا گیا جسمین مستغیث اور اسکی زوجہ اُسوقت سو رہے تھے بطلق پکڑے جانیکے ملزم کے اوپر سخت تشدد کیا گیا لیکن اوسنے ایک لفظ بھی بیندیگنا ہی نہین کہا نہ کوئی ناراضی ظاہر کی اور جب اُس سے پوچھا گیا تب اوسنے کہا کہ مین نے قصور کیا ہے مجھے معاف کرو وہ بالزام دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات کے گرفتار کیا گیا نیت مجرمانہ جو بیان کی گئی ارتکاب چوری کی تھی جو فرد قرار داد جرم کو مجسٹریٹ نے مرتب کی اوسمین تصریح نیت کی نہین کیگئی تھی اور مجسٹریٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ملزم جو ایک معتمد آدمی تھا مرتکب مداخلت بیجا کا اُس نیت سے نہین ہوا مگر حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ مستغیث نے بعض اہم واقعات

+ نظر ثانی صیغہ فوجداری منبر ۵۹۰ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم مصدرہ ایف ڈبلیو بیڈکاک صاحب سشن جج بہاگلپور مورخہ ۲۶ - دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء متغیر بحالی حکم مصدرہ بابو شام لال گپت ڈپٹی مجسٹریٹ مونگیر مورخہ ۴ - ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء ۔

۱۸۹۶ء بالمکند رام بنام ملکہ معظمہ

چھپائے ہین اور وہ عورت اپنی زوجہ کے کمرہ مین جبکہ ملزم اسمین داخل ہوا تہا اور فیصلہ مقدمہ گیان مشن چندر چکربتی بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) پر استدلال کرکے حاکم موصوف نے ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم کی برطبق اپیل کے سشن جج نے یہ تجویز کی کہ مجسٹریٹ کی رائے خلاف شہادت کے ہے مگر تجویز ثبوت جرم کو بلا تجویز کئے بحال رکہا کہ بالخصوص بہ نیت زنا کے ساتہ وہ کمرہ مین داخل ہوا تہا بعد ازان یہ حجت لیگئی کہ تجویز ثبوت جرم ناقص ہے (۱) اس سبب سے کہ نیت مجرمانہ فرد قرارداد جرم مین درج نہین کی گئی (۲) اس سبب سے کہ کوئی ایسی نیت شہادت سے ثابت نہین ہوتی (۳) اس سبب سے کہ ایسی کسی نیت کا ہونا سشن جج نے بالتعیین تجویز نہین کیا۔

تجویز ہوئی کہ حجت اول بوجوہ مندرجہ بالا ناقابل منظوری ہے اگرچہ ضرور یہی ہوتا کہ بالتصریح نیت کی فرد قرارداد جرم مین لکہا جاتا تو بموجب احکام دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہ ثابت کرنا ضروری ہوتا کہ ترک کوئی ہرج اضافی ہوئی ہے اور بلحاظ نوعیت الزام اور طریقہ جوابدہی کے جو اختیار کیا گیا ہے ملزم کو کوئی نقصان اوسکی جوابدہی مین نہین ہوا ہے۔

نسبت حجت دوم کے تجویز ہوئی کہ گو یہ تحقیق نہین ہے کہ ٹہیک نیت ملزم کی ارتکاب مداخلت بیجا سے کیا تہی یہ صاف ظاہر ہے کہ مداخلت مذکور چند اون تینون کے جنکی صراحت دفعہ ۴۴۱ مجموعہ تعزیرات مین ہے کسی نہ کسی نیت سے کیگئی ہوگی کیونکہ بلحاظ وقت اور مقام اور اوس طریقہ کے کہ جس سے ارتکاب مداخلت بیجا کیا گیا اور طریق عمل ملزم کہ جب پکڑا گیا یہ خیال کرنا ممکن نہ تہا کہ مداخلت بیجا مذکور کا ارتکاب یا تو بلا ارادہ یا کسی بیگناہ نیت سے ہوا ہو اور یہ کہ اوسکا ارتکاب بہ نیت ارتکاب کسی جرم کے ہوا ہوگا لیکن ملزم مستحق تہا کہ یہ تصور کیا جائے کہ اوسکی نیت سب سے کم جہانتک ممکن ہو مجرمانہ تہی یعنی بہ نیت ارتکاب جرم حسب دفعہ ۵۰۹ مجموعہ تعزیرات کے۔

نسبت حجت سوم کے تجویز ہوئی کہ باستعمال اپنے اختیارات حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہائیکورٹ کو اختیار ہے کہ کسی تجویز کو تبدیل کرے اور کسی تجویز ثبوت جرم کو بحال رکہے اور اگر شہادت مشمولہ مثل کسی مقدمہ مین واسطے جواز تجویز ثبوت جرم کے کافی ہو تو عدالت موصوف کو منسوخ کرنا تجویز ثبوت جرم کا محض اس سبب سے جائز نہوگا کہ جو امر نسبت شہادت کے عدالت ماتحت نے قایم کی ہو قابل بحالی نہین ہے یا کوئی امر واقعہ جو عدالت موصوف کو تجویز کرنا چاہئے تہا تجویز نہین کیا ہے یا غلط طور پر تجویز کیا ہے سائل مقدمہ ہذا پر جرم مخفی مداخلت بیجا بخانہ وقت شب کا حسب دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات کے لگایا گیا تہا اور ڈپٹی مجسٹریٹ مونگھیر نے تجویز ثبوت جرم کرکے چھ مہینے کی قید سخت کا حکم سزا صادر کیا تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۶۶

۱۸۹۴ع
بالکمند رام
بنام
گھنشام رام

و تو ارید مقدمہ [illegible] ڈپٹی مجسٹریٹ مین جو حسب ذیل ہے بخوبی مندرج ہین ۔

[illegible] داڑھی [illegible] ہین اور ملزم ایک دولتمند آدمی ہے وہ مالک مکان مستغیث [illegible] کی منزل مین خود اوسکی دوکان اور اوسکے [illegible] دو کمرے ہین ایک برآمدہ جانب جنوب ایک چھوٹی سی کھلی ہوئی چھت جسکے [illegible] جانب شمال ہے بیان مستغیث معہ اپنے متعلقین کے یعنی اپنی زوجہ عمر تخمیناً [illegible] بچہ عمر تخمیناً تین برس کے رہتا ہے ملزم اپنی دوکان پر کبھی کبھی [illegible] ٹھہرا ہے ۔

(۲) مستغیث کا بیان یہ ہے کہ قریب ایک بجے کے اوس رات کو جسکو واردات ہوئی وہ کسی آواز سے جو اوسکے اوس کمرہ مین ہوئی جسمین وہ اپنی زوجہ کے ساتھ سوتا تھا جاگا جبھی وہ جاگا اوسنے دیکھا کہ ایک آدمی کمرہ مین [illegible] کے [illegible] سر کے پاس کھڑا ہے اوسنے پوچھا تو کون ہے اوس آدمی نے بھاگنے کا ارادہ کیا [illegible] اوسکو پکڑ لیا اور [illegible] روشنی مین جو کمرہ مذکور کے طاق مین روشن تھا پہچان لیا کہ [illegible] ملزم سے کچھ نہین پوچھا کہ وہ [illegible] ایسی بیوقت کیون آیا ہے بیان نوا چلا رہا کہ چور [illegible] جو شمالی چھت پر ہے کمرہ مین آنے کے واسطے تھی اوسوقت کھلی ہوئی تھی اور وہ باہر سے [illegible] کھل جا سکتی ہے ملزم کو جب پکڑ لیا اوسنے چھوڑ کر چلے جانے کے لئے زور لیا تھا [illegible] اور چونکہ مقام مذکور ایک جزو اہم شہر کا ہے لہذا پولیس اوسکی حفاظت رات کو معمول سے زیادہ [illegible] تین کانسٹبل اور ایک ہیڈ کانسٹبل جلدی جلدی ایک کے پیچھے ایک مستغیث کا غل [illegible] ملزم کو تھانہ مین لے گئے ۔

(۳) یہ بیان ہر شخص کو بادی النظر مین ضرور نہایت غیر قرین قیاس معلوم ہوگا لیکن یہ ظاہری خلاف قیاس ہونا مقدمہ کا میری دانست مین اوسکے سچے ہونیکا یقین پیدا کرتا ہے صریحاً مستغیث نے بعض نہایت اہم واقعات چھپائے ہین اور دیگر واقعات کو بغرض چھپانے اصل نیت ملزم کے ارتکاب مداخلت بیجا کے غلط بیان کیا ہے لیکن بربنائے شہادت پیش شدہ کے یہ تجویز کرنا ناممکن ہے کہ اوسنے کامیابی کے ساتھ خاص مداخلت بیجا کو ثابت کیا ہے اوسنے اول اطلاع مین جو پولیس کو دی صاف طور پر نیت چوری کی ظاہر کی لیکن اوسکو تھوڑے ہی عرصہ مین [illegible] کہ ایسی نیت کا کوئی عدالت ایسی حیثیت کے آدمی کے جیسا ملزم ہے یقین نہین کریگی پس [illegible] اپنے معروضہ کو اس بیان سے ترمیم کیا مین نہین کہہ سکتا کہ ملزم کیغرض کیا تھی لیکن مین چور چور کہکر چلایا اوسکے ہاتھ مین کچھ نہین تھا اور میری کوئی چیز چوری نہین گئی ہے وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ ملزم دولتمند ہے جسکے ذریعہ سے یہ ظاہر کرتا ہے

کہ یہ قرین قیاس نہین ہے کہ چوری کی نیت ہو یہ تعجب کی بات ہے کہ اوسنے ملزم سے کبھی یہ نہین پوچھا کہ اوسوقت وہ وہان کیون آیا تہا وہ کیون پوچھا بیشک اوسکو بخوبی معلوم تہا کہ ملزم کیا غرض رکہتی تہی اور اوسکو باہر دریافت کرنیکی ضرورت نہتی صرف یہی قرین عقل جواب اوسکے ظاہری طریق عمل کا جو دیکہا گیا ہے ۔

(۳) ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہ ہے جبکہ مستغیث ایک طرف بے خوف و خطر کوشش بذریعہ پوشیدہ رکہنی اور تبدیل کرنی واقعات کے ملزم کی اصل نیت کے چہپانیکی کرتا ہے اور ملزم دوسری جانب سے یہ کوشش کرتا ہے کہ عدالت کو کل حال معلوم نہو تو امر نیت پر سب سے آخر لحاظ کرنا چاہئے اول امور تصفیہ طلب یہ ہین (الف) آیا دخلت بیجا قطع نظر بحث نیت کے قابل اطمینان ثابت ہوئی ہے یا نہین (ب) آیا کوئی ثانی غرض مستغیث کیطرف سے دائر کئے جانے اس قسم کے جہوٹے مقدمہ کی بنام ملزم کے معلوم ہوسکتی ہے یا نہین (ج) آیا بلحاظ تعلق زن فریقین اور مرتبہ ملزم اپنی ہمچشمان مین اور دیگر اسی قسم کے حالات مقدمہ کے یہ مطلقا قرین قیاس ہے یا نہین کہ اگر مستغیث کا یا رادہ ہوتا کہ ملزم کو کسی جہوٹے مقدمہ مین پہنسا دے تو ایسا صریح بیہودہ الزام اوسپر لگاتا یعنی ایک ایسے آدمی پر جسکی حیثیت تیس ہزار روپیہ کی ہے الزام سرقہ کا لگاتا ۔

(۴) لنسبت امر اول کے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ صرف ایک ہی رائے ہوسکتی ہے یعنی شہادت مداخلت بیجا کی قطعی ہے مجہکو معلوم نہین ہوتا کہ کیون پولیس کے گواہان پر اعتبار نکیا جاوے غرضکہ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین اگر پولیس نے کسی فریق کی مدد کی ہو تو اوسنے ملزم کی اور نہ مستغیث کی مدد کی ورنہ یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ کیون وہ ایسا مقدمہ جیسا کہ یہ ہے حسب دفعہ ۴۵۴ مجموعہ تعزیرات کے چالان کرتی صریحاً پولیس نے یہ چاہا کہ فریقین کے لیے مصالحت کی گنجایش باقی رکہی جاوے اور نیز کہ یہ مقدمہ موقع ملزم کو ضمانت پر رہا ہونیکا دے ملزم نصف شب کو ننگے پاؤن اوس کمرہ مین کچہ زیور سونیکا پہنے ہوئے پکڑا گیا تہا مستغیث نے اوسکو پکڑا اور اوسکو زمین پر گرایا اور اوسکے اوپر چڑہ بیٹہا اور ہاتہ پائی ہوئی مستغیث کی مان آئی اور اوسنے پوچہا کہ مین بالکند کیا ہے بالکند نے جواب دیا قصور ہوگیا معاف کرو مین مدعاعلیہ کے گواہون پر اعتبار نہین کرسکتا جو یہ کہتے ہین کہ اونہون نے فریقین کو ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے آنگن مین نیچے دیکہا تہا طریقہ اوسکے گرفتار کرنیکا جو ملزم نے بیان کیا ہے بالکل بیہودہ اور محض ناقابل اعتبار ہے مین بہ تعلق اس امر کے صرف یہ اور کہنا چاہتا ہون کہ وکیل ملزم جبکہ اوسنے مقدمہ مین بحث قبل طیار کئے جانے فرد قرار داد جرم کے کی تو وہ مداخلت بیجا کے تسلیم کرنی پر مجبور ہوا شہادت اسکی بابت صریحاً اوسکی رائے مین استوار تہی اوسنے محض یہ کوشش کی کہ مقدمہ کو بذریعہ حیلون کے خراب کرے ۔

(۵) لنسبت امر دوم کے غرض واسطے جہوٹا مقدمہ قایم کرنیکی جو ملزم نے بیان کی ہے واسطے اغراض اوسکے بیان کے بالکل ناکافی ہے ملزم نے مستغیث سے کہا تہا کہ میرا مکان چہوڑ دو مستغیث فوراً مکان چہوڑنی پر راضی نہین ہوا اسپر تکرار ہوئی اور اس سبب سے مستغیث نے ملزم کو رات کے ایک بجے مکان کے آنگن مین نیچے پکڑ لیا جو مسلماً بقبضہ ملزم کے ہے اور بعد ازان اوسپر

۱۸۹۴ء
بانکے رام
بنام
گنشام راو

جہوٹا الزام مخفی مداخلت بیجا بنانے اور سرقہ لگاکر تہانہ مین بہیجدیا بلا شک کوئی صحیح العقل شخص اسکو یقین نہین کرتا تہا

(۱۲) نسبت تیسرے امر کے یہ عیان ہے کہ وہ الزام جو بنام ملزم کے چالان کیا گیا اگر بالکل جہوٹ ہوتا اور اگر مستغیث کا یارادہ ہوتا کہ ملزم (یعنی اوپر مالک مکان) کو کسی جہوٹے مقدمہ مین پہنسادے تو ہرگز ایسے استغاثہ کا خیال نکرتا پہر سے سوچا ہوا جہوٹا مقدمہ ہمیشہ ظاہرًا بہترین قیاس معلوم ہوتا ہے اور وہ صریح لاممکنات سے مرکب نہین ہوتا جیسا کہ مستغیث کا مقدمہ صریحًا ہے ۔

(۱۳) اب بحث نیت پر نظر کرنا چاہئے اور اسجگہ پر بلا شک سب سے باریک امر متعلق مقدمہ ہذا کے ہے اور مین کہہ سکتا ہون کہ مسلمًا چوری کرنا ملزم کی نیت مین نہین تہا تو اوسکی نیت کیا تہی بتجویز ہائیکورٹ کلکتہ مقدمہ کیلاش چندر چکرتی بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) ایسا مقدمہ ہے جو میرے نزدیک مقدمہ حال کے بالکل مطابق ہے ۔ اور اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مستغیث پر لازم نہین ہے کہ ایسے ہر مقدمہ مین ملزم کی کوئی خاص غرض بتلانے عدالت پر فرض ہے کہ کوئی خاص غرض بالفاظ صریح تجویز کرے چونکہ مداخلت بیجا ثابت ہوگئی لہذا ظاہرًا بار ثبوت ملزم پر عاید ہوا لیکن بانیہمہ کسی حالت مین یہ نہین ہو سکتا کہ مستغیث صرف امر مداخلت بیجا کو ثابت کرے یا عدالت تجویز کرے ہر مقدمہ مداخلت بیجا مجرمانہ مین ضرور کوئی ایسا امر ہونا چاہئے جو باعث قیاس کرنے کسی خاص غرض ناجائز کا ہو یا بہرحال ایسا ہو کہ جس سے کسی خاص تحریک ناجائز کی تردید نہوتی ہو اب دیکہنا چاہئے کہ آیا کیا کوئی ایسے حالات بیان مستغیث مین ہین یا نہین مجکو یہ کہنا چاہئے کہ آیا اگر کل بیان مستغیث کو باور کیا جاوے تو ایسے حالات نہین ہین لیکن اوس کل کو کیون باور کیا جاوے جبکہ بیجا مستغیث نے شروع سے آخر تک انتہا کوشش چہپانے سچ و پیچ دینے واقعات کی بہ تعلق ملزم کی نیت کے کسی وجہ شرم معمولی اور اندیشہ بدنامی روبرو مجسٹریٹ ان کی ہے شہادت مداخلت بیجا کو باور کرکے کہ جسکو مین باور کرتا ہون مجکو بلحاظ حالات مقدمہ کے یہ قیاس کرنا لازم ہے کہ مستغیث نے ایک بہت اہم امر واقعہ کو کچھ و پیچ سے بیان کیا ہے جسکے ظاہر کرنے سے تمام مقدمہ مثل روز روشن کے صاف ہوجاتا وہ امر ملزم کے بیان روبروے پولیس مین پایا جاتا ہے لیکن بلا شک چونکہ بیان مذکور بطور شہادت کے قانونًا ناقابل پذیرائی ہے (دفعہ ۱۶۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری) لہذا اُسکا ذکر یہان نہین کیا جاسکتا مگر مین یہ تجویز کرتا ہون کہ بالکل اُس بیان سے قطع نظر کرکے خود اصل ہوتا اون حالات کا جو مستغیث نے بیان کئے ہین بشمول قطعی ہونے شہادت مداخلت بیجا کے باعث قیاس کرلینے اوس امر کا ہوتا ہے جسکو مستغیث نے باصرار غلط بیان کیا ہے مستغیث کا بیان بلا شک یہ ہے کہ وہ ایک ہی پلنگ پر اپنی زوجہ کے ساتہہ سوتا تہا اور کمرہ مین ایک چراغ روشن تہا اور باینہمہ ملزم وہان بالکل ایک ہاتہہ کے فاصلہ پر پلنگ سے کہڑا تہا صریح بیہودگی اس بیان کی میری دانست مین ایک کافی وجہ (بشمول دیگر حالات مقدمہ کے) واسطے یہ قیاس کرنیکے ہے کہ مستغیث کا یہ بیان کہ وہ کمرہ مذکور مین اپنی زوجہ کے ساتہہ سوراتہا بالکل جہوٹ ہے جو ایک غرض عیان کیوجہ سے کیا

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۶۵۷

سنہ ۱۸۹۵ء
بالکند رام
بنام
لہنشام رام

گیا ہے فی الواقع وہ اوس کمرہ مین نہین تہا وہ بہر حال کمرہ کے باہر سے [illegible] کان کے باہر آیا ہوا اوسنے ملزم کو اپنی زوجہ کے ساتہ دیکہا اور اوسکے بعد وہ سب کچہ ہوا جو [illegible] ہے [illegible] ہوا تو حالات مقدمہ ایسے ہین کہ اُس قسم کا قیاس نہ صرف از روے دفعہ [illegible] ایکٹ شہادت کے جائز ہے [illegible] ناگزیر ہو اور جب ایکمرتبہ یہ امر قیاس کر لیا جاوے تو کل مقدمہ جیسا کہ [illegible] بیان لایا ہے [illegible] تہا [illegible] ہو جاتا ہے

(۹) جو فرق اہم مابین اسمقدمہ اور مقدمہ کیلاش چندر [illegible] بنام ملکہ معظمہ [illegible] وہ بعض اس قیاس [illegible] ہو جاتا ہے اور اسکے بعد جو کچہہ کہ مقدمہ [illegible] باقی رہتا ہے ٹہیک [illegible] جو [illegible] مقدمہ مین تجویز کرتا ہے صورت مقدمہ یہ ہے کہ ایک اجنبی شخص [illegible] یا کسی [illegible] رات کو ایک ایسی عورت کی خوابگاہ مین جو معہ گہر [illegible] داخل ہوا جسنے جب اوسکو پکڑنے کی کوشش کی تو [illegible] بہاگ جانے کی کوشش مین بہت سختی کی ایسے حالات مین [illegible] عدالت کو قیاس کرنا چاہئے کہ وہ ایسی نیت سے داخل ہوا تہا جسکا ذکر دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند مین [illegible] غیر نہین تہا یہ معلوم ہوگا کہ کچہہ فرق مقدمہ حالیہ مین نہین آتا اور [illegible] پیدا نہین ہوتی ہے باقی اور امور دونون مقدمات کے بالکل مطابق ہین ۔

(۱۰) اوس قیاس پر جو اوپر کیا گیا ہے اور مقدمہ کے حالات مندرجہ بالا مین کوئی تناقض نہین ہو سکتا [illegible] بیجا نہ کو ایک مخفی مداخلت بیجا تہی ۔

(۱۱) مین نظر بحالات مصرحہ بالا ملزم جرم حسب دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند کا مجرم قرار دیتا ہون اور بلحاظ [illegible] ہونے جرم کے حکم دیتا ہون کہ وہ چہ مہینے تک قید سخت رہے

سائل نے بنا راضی اس تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے برسشن جج کے اپیل کیا مگر اوسکا اپیل ڈسمس ہوا اور سشن جج نے وجوہ ذیل تحریر کین ۔

مستغیث اور ملزم دونون ہین شخص اول الذکر نے اوپر کی منزل مکان کی ملزم سے کرایہ پر لی ہے اور ملزم نیچے کی منزل مین کبہی کبہی آتا ہے مستغیث کا بیان یہ ہے کہ [illegible] اگست کو آدہی رات کو وہ اپنے کمرہ میں اپنی زوجہ کے ساتہ سوتا تہا کمرہ مین ایک چراغ تہا وہ جاگ اوٹہا اور اُسنے دیکہا کہ ملزم اوسکے برابر مین کہڑا ہے اوسنے اوسکو پکڑ لیا اور [illegible] وار سنکر چند کانسٹبل آئے اور تہانہ مین استغاثہ کیا گیا ۔

ملزم [illegible] یہ ہے کہ وہ نیچے سوتا تہا اوس نے غل سنا اور صدر دروازہ کے بند کرنے کو گیا مستغیث نیچے آیا اور اُسنے اوسکو پکڑ لیا

ڈپٹی مجسٹریٹ نے اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند کی ہے حاکم موصوف نے تجویز

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۷۵

۱۸۹۴ء بالمکند رام بنام گھنشام رام

کی ہے کہ مستغیث نے بعض نہایت اہم واقعات چہپائے ہین اور وہ اپنی زوجہ کے کمرہ مین نہین تہا بلکہ غالباً مکان کے باہر سے آیا اور راوسنی ملزم اور اپنی زوجہ کو ساتہ پایا ممکن ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کی اُس نسبت اس امر کے صحیح ہو کر کیا زنورع مین آیا لیکن وہ قطعاً خلاف کل شہادت مشمولہ مسل کے ہے۔

میرے نزدیک یہ نہایت صاف طور پر ثابت ہوا ہے کہ ملزم فی الواقع اوپر کی منزل مین مکان کے پکڑا گیا اور نہ نیچے کی منزل پر یہ بہی صاف ظاہر ہے کہ اوسکا وہان کچہہ کام نہین تہا میرے نزدیک مقدمہ کیلاش چندر چودہری بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) متعلق ہے اور ذرا بہی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ مستغیث کی زوجہ نے قیدی کو اپنے کمرہ مین بلایا تہا کوئی ذرا بہی وجہ اس امر کی نہین ہے کہ کیون کوئی گواہان پولیس جہوٹا اظہار دین اور یہ اُس قسم کا جہوٹا مقدمہ ہے جسکو کوئی عزت دار آدمی نہین بنائیگا اسمین شک نہین کہ اپنی زوجہ کو بچانیکے لئے اُس نے پورا پورا حال سچ نہین کہا جسکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کیون اوسکا اعتبار نسبت اس اصل واقعہ کے نہ کیا جائے کہ ملزم اوسکی زوجہ کے کمرہ مین آدہی رات کو ملا تہا بسند تجویز محولہ بالا کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی صورتمین جواب اس امر کا ذمہ ملزم کے ہے کہ وہ وہان کیا کر رہا تہا اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے"۔

سائل نے بعد ازان ہائیکورٹ سے حسب احکام دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہ درخواست کی کہ مسل طلب کیجائے اور تجویز ثبوت جرم منجملہ دیگر وجوہ کے بوجوہ مندرجہ ذیل منسوخ کیجائے۔

(۱) چونکہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے نہ صرف بیان مستغیث کو بلکہ اُس نیت کو بہی جو نامبردہ نے ظاہر کی تہی کلیتاً باور نہین کیا لہذا تجویز ثبوت جرم نسبت سائل کے محض بربنائے قیاس کے بلا تجویز کرنے کسی نیت کے جو شہادت مشمولہ مسل پر مبنی ہو غلط تہی۔

(۲) چونکہ نیت مظہرہ کمرہ مین داخل ہونے کی فرد قرارداد جرم مین مندرج نہ تہی لہذا سائل کا اپنی جوابدہی مین شدید نقصان ہوا۔

(۳) عدالتہائے ماتحت نے یہ غلطی کی کہ محض امر کمرہ مین داخل ہونیکی نسبت قیاس کر لیا کہ نیت ضرور ناجایز تہی۔

(۴) اس امر کے اثبات مین ثابت کرنیکا بار کہ ملزم کی نیت کیا تہی بذمہ مدعی تہا اور چونکہ مدعی اُسکے ثابت کرنیسے قاصر رہا لہذا قیدی بری ہونا چاہئے تہا۔

(۵) جوا ئے کہ سشن جج نے قایم کی غلط تہی بالخصوص اسوجہ سے کہ حاکم موصوف بربنائے شہادت کوئی نیت خاص تجویز نہین کرسکتا تہا۔

(۶) ڈپٹی مجسٹریٹ نے یہ غلطی کی کہ اُس بیان کا ذکر کیا جو بیان کیا گیا تہا کہ قیدی نے روبرو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۵۷ —

پولیس کے کیا تہا کیونکہ یہ مسلماً شہادت مین پذیر نہین ہو سکتا تہا اور حاکم موصوف کی تجویز اون نتائج وقیاسات پر مبنی تہی جو بیان مظہرہ مذکور سے اخذ کئے گئے تہے کہ جو جزو مسل نہ تہا۔

برطبق درخواست مذکور کے ایک حکم اظہار وجہ جاری کیا گیا تہا جواب اسکی سماعت کے پیش ہوا۔

مسٹر ابراہیم گہوس و مسٹر سینٹ جان اسٹیفن بتائید حکم اظہار وجہ منجانب سایل۔

قایم مقام ڈپٹی لیگل ریممبرانسر (مسٹر لیتہ) منجانب سرکار۔

مسٹر ابراہیم گہوس ... بر بنا تجویز عدالت مرافعہ اولی نسبت نیت ملزم کے کہ جو تجویز قطعاً خلاف شہادت کے مطابق رائے عدالت اپیل کے ہی سایل مستحق برارت کا تہا کیونکہ صاحب جج برطبق اپیل کوئی ایسی نیت دریافت نہین کر سکے کہ جسکی تصریح دفعہ ۴۴۱ مجموعہ تعزیرات مین کی گئی ہی نیت مذکور صریحاً بیان اور ثابت اور تجویز ہونی چاہئے اور بار اوسکے ثبوت کا صریحاً بذمہ مدعی ہی محض داخل ہونے سے مفہوم نیت مجرمانہ کا نہین ہوتا ایسے حالات ثابت ہونے چاہین جنسے ایسی نیت مستنبط ہو سکے [ملکہ معظمہ بنام وڈفال (۱) تجویز لارڈ مینسفیلڈ صاحب بادشاہ بنام فلپس (۲)] یہ ایک اون مقدمات مین سے ہے جنمین مدعی بذریعہ محض بیان کرنے کسی فعل کے ملزم سے یہ کہہ سکے کہ وہ ثابت کرے کہ کیا اوسکی نیت تہی جب ازروئے قانونی تعریف کسی جرم مین کسی خاص نیت کا ہونا ایک امر ضروری ہو تو نیت مذکور مدعیکو ثابت کرنی چاہئے اور ملزم پر کوئی بار نہین ہے [ملکہ معظمہ بنام ڈارٹ (۳) ملکہ معظمہ بنام گرے (۴) ملکہ معظمہ بنام اسلیپ (۵)] مثیر از انگلستان مین ثابت کرنا نیت کا اون صورتون مین بہی ضروری تہا جبکہ ایسے اشخاص پائے گئے ہون کہ جنکے پاس سے آلات نقب زنی برآمد ہوئے ہون لیکن بار ثبوت ... ہونے نیت مجرمانہ کا ازروئے اسٹیچوٹ ۲۴ و ۲۵ جلوس وکٹوریا ضمن ۹۶ دفعہ ۵۸) کے ملزم پر ڈالا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بموجب مجموعہ تعزیرات کے نیت مجرمانہ محض داخل ہونے سے مفہوم نہین ہوتی ہے بلکہ ... ... ہجا مجرمانہ مین ثابت کیجانی چاہئیے وہ محض اس سبب سے مستنبط نہین ہو سکتی کہ کوئی شخص ... کے مکان مین بہت رات گئے ملا۔

ایسی مداخلت بیجا جسکا نتیجہ تکلیف یا احتمال تکلیف ہو کافی نہین ہے۔ دیکہو معاملہ خواشب ناتہ نبرجی (۶) جسمین ملزم ایک پہلے نالش کے غسلخانہ مین ملا تہا جہان وہ ایک ملازمہ کی کہنے

(۱) رپورٹ بروصاحب جلد ۵ صفحہ ۲۷۰۴ - (۲) رپورٹ الیسٹ صاحب جلد ۶ صفحہ ۴۷۴
(۳) رپورٹ کاکس صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۳ - (۴) رپورٹ کاکس صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۹
(۵) رپورٹ لی وکیو صاحبان صفحہ ۴۴ - (۶) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۴ صفحہ ۵۵

۱۹۰۵ء کلکتہ ملکہ معظمہ بنام گہنشام رام

ست گیا تہا [نیز دیکہو معاملہ گوبند پرشاد (۱) و مقدمہ شبنہو ناتہہ سرکار بنام رام کمل گو (۲) و قیصر ہند بنام پنجاب سنگہ (۳)-

نیت ضروری صریحاً تجویز کیجانی چاہیے اور مفہوم یا قیاس پر نہین چہوڑ دی جانی چاہیے [معاملہ درخواست در گیا (۴) و مقدمہ بنام منبر ۵ ۱۸۶۶ء (۵)] مقدمہ کیلاش چندر چکربتی بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۶) صریحاً قابل امتیاز ہے اسمقدمہ مین ملزم نے فی الواقع حملہ کیا اور قتل کی کوشش کی اوسکی نیت اوسکے افعال سے قیاس کیجا سکتی تہی اسمقدمہ مین ملزم نے کچہہ شہادت نہین دی شہادت سے یہ قیاس زایل نہین ہوتا ہے کہ ملزم شراب پیے ہو یا نشہ مین ہو جج صاحب جج صاحب نے وہ یہ کیون نہین بتاتے ممکن ہے کہ اوسکو یہ خوف ہو کہ وہ جیل قوم سے نکال دیا جائے اور ممکن ہے کہ اسنے کچہی جاہ ہی نہ کی ہو ممکن ہے کہ وہ خواب مین چلنے پہرنے کے عارضہ مین مبتلا ہو مدعیکو چاہیے کہ ان امکانات کو رفع کرے-

فرد قرارداد جرم مین تصریح کسی خاص نیت کی نہین کی گئی تہی ملزم کا ایسی صورت مین شدید نقصان ہوگا کہ برطبق نظرثانی کے وہ مجرم ایک ایسی نیت کا تجویز کیا جائے جسکی اطلاع اوسکو بروقت تحقیقات کے نہ تہی ابتداً نیت مظہرہ چوری کی تہی لیکن وہ ثابت نہین ہوئی ہے اگر مدعی اور اوسکی نیت درجہ پر اعتبار کیا جائے تو نیت ارتکاب زنا کی نہین تہی اگر نیت مذکور فرد قرارداد جرم مین درج کیجاتی تو ممکن تہا کہ ملزم اغماض ثابت کر سکتا یا یہ کہ ازدواج جایز نہین ہوا تہا جب اس امر مین شبہہ ہو کہ آیا ترمیم فرد قرارداد جرم سے قیدی کا نقصان ہوگا یا نہین تو ترمیم نہین کیجائیگی ملکہ معظمہ بنام گوبنداس ہری داس (۷) برطبق اپیل اور خصوصاً برطبق نظرثانی استغاثہ اوس خاص معنی پر محدود ہونا چاہیے جو فرد قرارداد جرم کے بوقت تجویز سمجہے گئے [ملکہ قیصر ہند بنام بہن خان (۸) اسٹیفن صاحب کی تاریخ قانون فوجداری صفحہ ۳۳۷]

مسٹر لیتہہ نے یہ حجت کی کہ بموجب دفعہ ۱۰۶ ایکٹ شہادت کے بار ثبوت بذمہ ملزم تہا اور ممکن ہے کہ نیت خاص ارتکاب جرم حسب دفعہ ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات کے ہو-

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۴۴- (۲) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۱
(۳) " " کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۰۷- (۴) کتاب ... صاحب طبع سوم صفحہ ...
(۵) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس صیغہ اپیل جلد ۲ صفحہ ۵ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۲۸۷
(۷) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی تجاویز فوجداری جلد ۸ صفحہ ۷۶ (۸) " " بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۴۲

۱۸۹۴ء
لکت رام
بنام
انشام رام

مسٹر گہوس نے جوابدیا - دفعہ ۱۰۶ ایکٹ شہادت کو کوئی تعلق مقدمہ ہذا سے نہین ہے جسمین نیت بطور جزو تعریف جرم کے صریحاً بیان کی گئی ہے وہ صرف اون صورتون سے متعلق ہے جب ملزم عذر نیت کا اپنی جوابدہی مین کرے جبکہ اُسصورت مین جو اوسکی تمثیل مین نسبت اُس شخص کے بیان کی گئی ہے جو بلا ٹکٹ ریل کی گاڑی مین پایا جاے لیکن جو یہ بیان کرے کہ اُس نے ٹکٹ خرید کیا تہا اسمقدمہ مین نیت یہ نہین ہوسکتی ہتی کہ مرتکب جرم حسب دفعہ ۵۰۹ کا ہو یعنی کسی عورت کی خلوت مین گہس جاے کیونکہ وہ فعل بہی بہ نیت توہین عورت کی شرمساری کے ہونا چاہئے دوسرے حصہ دفعہ مذکور سے بہی وہ عام نیت متعلق ہے جسکی تصریح دفعہ ۵۰۹ کے شروع مین کی گئی ہے ورنہ گہسنا کسی عورت کے کمرہ مین بلا کسی ایسی نیت کے ایک جرم کی حدتک پہونچیگا ثبوت نیت کا دینا چاہئے کل معاملہ ہذا کی پوری بحث مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ٹالسن (۱) مین کیگئی ہے دیکہو مقدمہ تجویز اسٹیفن صاحب جسٹس اگر خاص نیت پائی نجاے توکسطرح سزا دیجا سکتی ہے نیت فرد قرارداد جرم مین درج اور بربناے شہادت تجویز کیجانی چاہئے -

تجویز ہائیکورٹ

سائل مقدمہ ہذا کی نسبت ڈپٹی مجسٹریٹ مونگیر نے تجویز ثبوت جرم بابت جرم مخفی مداخلت بیجا بخانہ وقت شب کرکے حسب دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے چار مہینہ کی قید سخت کا حکم سزا صادر کیا ہے سائل مذکور نے روبرو سشن جج کے اپیل کیا لیکن اوسکا اپیل ڈسمس ہوا وہ ہمسے اب یہ استدعا کرتا ہے کہ حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دست اندازی کیجاے اور تجویز ثبوت جرم اس بنا پر منسوخ کیجاے کہ واسطے قایم کرنے اُس جرم کے جو اوسپر ثابت قرار دیا گیا ہے مداخلت بیجا مجرمانہ کا ہونا ضرور ہے یعنی مداخلت بیجا ساتھ ایک یا زیادہ مقاصد تینوں مصرحہ دفعہ ۴۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے اور یہ کہ نیت مذکور کی تصریح فرد قرارداد جرم مین کیجانی چاہئے اور بذریعہ شہادت کے ثابت کیجانی چاہئے اور اوسکی تجویز بالخصوص عدالت کو کرنی چاہئے اور چونکہ اسمقدمہ مین ایسی کوئی نیت بیان یا ثابت نہین کی گئی ہے نہ عدالت ماتحت اپیل نے بالخصوص تجویز کی ہے لہذا تجویز ثبوت جرم قایم نہین رہ سکتی -

واقعات مقدمہ جو تعلیم سشن جج نے تحریر کئے ہین مختصر یہ ہین مستغیث اور ملزم مارواڑی ہین شخص اول الذکر نے اوپر کی منزل مکان کی ملزم سے کرایہ پر لی ہے جو نیچے کی منزل مین کبہی کبہی رہا کرتا ہے مستغیث کا بیان یہ ہے کہ ۲۰ اگست کو آدہی رات کو وہ اپنے کمرہ مین اپنی زوجہ کے ساتھ

(۱) لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈویژن جلد ۲۳ صفحہ ۱۶۸ و لا رپورٹ کاکس صاحب جلد ۱۶ صفحہ ۶۲۹

۱۸۹۰ء
بالکت رام
بنام
گنشام رام

سو رہا تھا کمرہ مین ایک چراغ روشن تھا وہ جاگا اور اُسنے دیکھا کہ ملزم اسکے برابر مین کھڑا ہے اور اسنے اوسکو پکڑ لیا اور اوسکی آواز سنکر چند کانسٹبل آئے ملزم کا بیان یہ ہے کہ وہ نیچے سو رہا تھا اوسنے غل سنا اور صدر دروازہ سے باہر گیا اُسوقت مستغیث نیچے آیا اور اُسنے اوسکو پکڑ لیا" ڈپٹی مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی کہ مستغیث نے بعض اہم واقعات چھپائے ہین وہ اپنی زوجہ کے کمرہ مین نہین تھا لیکن غالباً مکان کے باہر سے آیا اور اوسنے ملزم اور اپنی زوجہ کو یکجا دیکھا ڈپٹی مجسٹریٹ کی رائے صاحب جج کی رائے مین نسبت اُس امر کے جو وقوع مین آیا ممکن ہے کہ صحیح ہو لیکن صاحب جج ذیشان نے یہ تحریر کیا ہے یہ امر قطعاً خلاف تمام شہادت شمولہ مسل کے ہے مگر صاحب جج کی رائے یہ ہے کہ یہ نہایت صاف طور پر ثابت ہوا ہے کہ ملزم فی الواقع اوپر کی منزل مین مکان کی پکڑا گیا اور نیچے کی منزل مین" اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ اوسکا وہان کچھ کام نہین تھا" وابعدہ تجویز عدالت ہائے مقدمہ کیلاش چندر چودہری بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) پر استدلال کرکے حاکم موصوف نے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو بحال رکھا۔

حجت مسٹر دوسالی جو اہارے روبرو منجانب سائل کے حاضر ہوا اول یہ ہے کہ تجویز ثبوت جرم اس سبب سے ناقص ہے کہ کوئی نیت مجرمانہ فرد قرارداد جرم مین بیان نہین کی گئی ہے کہ جو درج کیجانی چاہئے تھی ثانیہ وہ اس سبب سے بھی ناقص ہے کہ ایسی کوئی نیت بذریعہ شہادت مقدمہ کے ثابت نہین کیگئی ہے اور ثالثاً وہ اس سبب سے بھی ناقص ہے کہ کوئی نیت مجرمانہ تجویز عدالت ماتحت اپیل مین بالخصوص تجویز نہین کی گئی ہے۔

ہم تجویز ان حجتون کے نسبت علی الترتیب کرینگے۔

بنا بر اس حجت اول کے کہ تجویز ثبوت جرم اس سبب سے ناقص ہے کہ کوئی نیت مجرمانہ فرد قرارداد جرم مین درج نہین کی گئی ہے دفعات ۴۴۱ و ۴۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری اور اوسی کی شرح جو سر جیمس اسٹیفن صاحب نے اپنی تاریخ قانون فوجداری انگلستان جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ مین کی ہے اور مقدمات ملکہ معظمہ بنام گوبند داس ہری داس (۲) دہاری مہتن بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۳) پر استدلال کیا گیا ہے۔

ہم یہ تحریر کرسکتے ہین کہ مقدمہ آخر الذکر کسقدر عجیب ہے اُسمقدمہ مین حکام ذیشان نے یہ تجویز کی

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۰۶ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی تجاویز فوجداری جلد ۲ صفحہ ۷۱
(۳) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۶۔

سنہ۱۸۹۴ع
للسندرام بنام انشام رام

کہ فرد قرارداد جرم بلوہ مین یہ ضروری ہے کہ غرض مشترک مجمع خلاف قانون کی درج کیجائے غرض مشترک جو فرد قرارداد جرم مین درج کی گئی تھی صریحاً ایک غرض ناجائز تھی اور حکام ذیعلم نے یہ رائے ظاہر کی ہے "شخص ملزم مستحق ہے کہ اوسکو ٹھیک نوعیت اُس الزام کی جو اوسپر لگایا گیا ہو یقین اور صحت کے ساتھ معلوم ہو اور بسبب اسکے کہ اوسکو یہ علم ہو اوسکو شدید نقصان اپنی جوابدہی مین پہونچیگا یہ نسبت تمام مقدمات کے صحیح ہے لیکن یہ زیادہ خصوصیت سے اون مقدمات مین صحیح ہے جنمین یہ مطلوب ہو کہ وہ بابت ایسے افعال کے مجرم قرار دیا جائے جنکا ارتکاب خود اُسنے نہین کیا بلکہ اورون نے کیا جنکے ساتھ مین وہ تھا" اور بعد ازان حکام ذیعلم یہ فرماتے ہین "ہماری یہ رائے ہے کہ فرد قرارداد جرم مرتبہ سے کوئی جرم ظاہر نہین ہوتا ہے غرض مشترک مجمع خلاف قانون کی جو فرد قرارداد جرم مین درج کی گئی تھی یہ تھی کہ مسترتبہ فصل کا انسداد جبراً کیا جائے" عذر نسبت کسی ترک کے فرد قرارداد جرم مین تابع احکام دفعہ ۲۲۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہو اور قبل اسکے کہ کسی ایسے عذر کو اثر کیا جاسکے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ جس ترک کی شکایت کی گئی ہے اوس سے بے انصافی ہوتی ہے لیکن بلحاظ نوعیت الزام کے اور طریقہ جوابدہی کے جو مقدمہ ہذا مین اختیار کیا گیا ہے اور جسپر مطابق اوس تجویز کے جسکا حوالہ رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی سے دیا گیا ہے امر ہذا کی تجویز کرنے مین غور کرنا چاہئے ہمارے نزدیک سائل کا کوئی نقصان اوسکی جوابدہی مین نہین ہوا ہے علاوہ برین مقابلہ دفعات ۴۵۴ و ۴۵۷ مجموعہ تعزیرات ہند سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی تصریح نیت کی واسطے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ اول الذکر کے ضروری نہین ہے گو یہ ثابت کیا جانا چاہئے کہ نیت مذکور ایک نیت مجرمانہ تھی صرف اُسصورت مین جبکہ الزام حسب دفعہ ۴۵۷ کے ہو یہ ہونا چاہئے کہ نیت بالخصوص ظاہر اور ثابت کیجائے۔

اس رائے کی تائید تحریر انسلی صاحب جج بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام مہر دولیہ (۱) سے ہوتی ہے جسمین حاکم ذیعلم موصوف نے یہ فرمایا ہے "فرد قرارداد جرم حسب دفعہ ۴۵۱ اگر صحیح طور پر مرتب کیجاتی تو اوسکی رو سے ملزم پر الزام مداخلت بیجا بخانہ کا بہ نیت ارتکاب کسی جرم خاص کے جسکی لئے سزائے قید مقرر ہے قائم کیا جاتا لیکن چونکہ یہ نہین کیا گیا لہذا فرد قرارداد جرم یا تجویز ثبوت جرم مین کچھ اور باقی نہین رہا لیکن مداخلت بیجا بخانہ اور سزایہ سے زیادہ سزا واسطے اوسکے حسب دفعہ ۴۴۸ کے ایک برس کی قید ہے" اندرین صورت مین اون وجوہ سے جو متعلق

(۱) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۶ صفحہ ۲۲۔

۱۸۹۴ء
الکنڈ رام
بنام
گھنشام رام

واقعات مقدمہ مذکور کے ہین حکام ذیعلم نے یہ تصور کیا کہ سزائے کم شدہ بہی ازروے تجویز سشن جج کے جایز نہین ہی اور دفعات ۴۴۸ و ۴۵۱ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع سے متعلق ٹہیک اسیطرح ہین جسطرح دفعات ۴۵۶، ۴۵۷ ایکٹ مذکور سے متعلق ہین تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۵۶ ہماری رائے مین بوجہ نہونے تصریح نیت کے فرد قرارداد جرم مین ناقص نہوگی گو تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۵۷ بلا ایسی تصریح کے بحال نہین رکہی جا سکتی ۔

بعدازان نسبت اس حجت دوم کے کہ نیت مجرمانہ ثابت کیجانی چاہئے واضح ہو کہ اس مین کچہ کلام نہین کہ مدعیکو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ مداخلت بیجا کا ارتکاب بہ نیت مجرمانہ کیا گیا تہا یعنی مختلف نیتون مصرحہ دفعہ ۴۴۱ مجموعہ تعزیرات مین سے کسی نیت کے ساتہہ لیکن ہماری رائے مین بالخصوص یہ ثابت کرنا ضرور نہین ہے کہ مختلف نیت ہاے مجرمانہ مین سے ملزم کی کونسی نیت تہی یہ کافی ہوگا اگر ثابت ہو کہ نیت مذکور ایک نہ ایک ان نیتون مین سے تہی جنکی تصریح دفعہ ۴۴۱ مین ہے گو یہ تحقیق نہو کہ ان مین سے کونسی تہی ۔

مقدمہ حال مین گو یہ بالکل یقینی نہین ہے کہ ٹہیک نیت ملزم کی ارتکاب اس مداخلت بیجا سے کیا تہی جسکی بابت الزام ہے مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک نہ ایک ان نیتون مین سے ہوگی جنکی تصریح دفعہ ۴۴۱ مین ہے اون مین سے ایک غالباً حالات متعلقہ مداخلت بیجا سے قایم نہین ہوسکتی یعنی نیت رنج پہونچانے کی یہ خیال کرکے کہ مداخلت بیجا کا ارتکاب مخفی طور پر کیا گیا تہا یہ خیال کرنا معقول نہوگا کہ یہ مقصود ہو سکتا تہا کہ ان اشخاص مین سے کسیکو جو اس کمرہ مین تہے جسمین مداخلت بیجا کی گئی تہی رنج پہونچایا جاے گو ایسا رنج اس سے منتج ہوا ہو نہ ملزم کی یہ نیت ہوسکتی تہی کہ کسی شخص کی تخویف کرے جیسا کہ اسکے عمل مابعد سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب ہی اسکی موجودگی وہان پائی گئی اسنے بہت جلد نکل بہاگنے کی کوشش کی لیکن نیت مذکور ضرور یہ ہوگی کہ ارتکاب کسی جرم کا کرے یا مستغیث کی زوجہ کی شرمساری کی بندلیہ اسکی خلوت مین گہس جانیکے توہین کرے بلحاظ وقت ومقام اور طریقہ کے جس طریق پر ارتکاب مداخلت بیجا کا ہوا اور طریق عمل ملزم کے جب وہ پکڑا گیا یہ خیال کرنا ناممکن ہے کہ مداخلت بیجا مذکور بلا ارادہ یا کسی نیت بیگناہی سے کی گئی تہی اسکا ارتکاب بہ نیت توہین شرمساری مستغیث کی زوجہ کے یا ارتکاب کسی جرم کے کیا گیا ہوگا گو یہ بالکل تحقیق نہین ہے کہ جرم مقصودہ کیا تہا ۔

۱۸۹۴ء
بالکند رام
بنام
گھنشام رام

اسجگہ پر یہ ضروری ہوگا کہ مقدمہ پر ان دو نظرون مین سے جنسے اوسکو دیکھا جا سکتا ہے ہر ایک نظر سے دیکھا جائے اول بلحاظ رائے عدالت مرافعہ اولی کے جسکے مطابق مداخلت بیجا کا ارتکاب مستغیث کی زوجہ کے سونیکے کمرہ مین اوسکی غیر حاضری مین ہوا اور ثانیا بلحاظ رائے عدالت ماتحت اپیل کے جسکے مطابق یہ مناسب نہوگا کہ عدالت مرافعہ اولی کی رائے کو اختیار کیا جائے کیونکہ وہ خلاف شہادت کے ہے اور یہ تصور کرلینا چاہئے کہ مداخلت بیجا کا ارتکاب اوسوقت ہوا جب شوہر اور زوجہ یکجا سورہے تھے لیکن دونون راؤن مین سے کسی رائے کے لحاظ سے بصورت نہونے کسی معقول تر ترین قیاس بیان نسبت اس امر کے کہ نیت داخل ہونے کی کیا ہوسکتی تھی صرف ایک ہی مفہوم قرین عقل با بلحاظ حالات کے یہ ہوگا کہ مداخلت مذکور بہ نیت ارتکاب کسی جرم متعلق زوجہ مستغیث کے کیا گیا تھا جنمین سے کم سے کم جرم مندرجہ دفعہ ۵۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند ہوگا یعنی گھس جانا مسماۃ کی خلوت مین اوسکی شرمساری کی توہین کی نیت سے یہ دلیل کی گئی ہے کہ ملزم کا ضرور نقصان ہوا اگر نیت ایسی غیر معین تھی کہ عدالت اثباتا یہ تجویز نہین کرسکی کہ وہ کیا تھی اور اگر کوئی نیت خاص بیان کیجاتی تو اوسکی تردید ٹھیک اوس طرحپر کیجا سکتی تھی کہ جس طرحپر اوس نیت کی جو ابتدا ہی اول مستغیث نے اپنی شکایت روبرو پولیس مین منسوب کی تھی یعنی نیت سرقہ کی تردید بذریعہ کرنے سوالات جرح کے گواہان سے ایسے طور پر کی گئی تھی جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ملزم ایسی حیثیت کا شخص ہے کہ سرقہ ایک نہایت ناممکن غرض ہوگی لیکن اسمقدمہ مین ہمکو اس غیر معین امکان پر عمل نکرنا چاہئے کہ ملزم کا نقصان ہوا ہے بلکہ کسی ایسے بیان پر عمل کرنا چاہئے جس سے کوئی معقول آدمی یہ تسلیم کرسکے کہ ملزم کا نقصان ہوا ہے کوئی ایسا معقول بیان نہین ہوا ہے اور نہ کوئی ہمارے خیال مین آتا ہے کہ کس طرحپر ملزم کا جسکی جواب دہی ایک کلیتاً انکار داخل ہونیسے تھا بسبب نہونے کسی صریح اوس نیت کے جسکے ساتھہ مداخلت بیجا کا ارتکاب کیا گیا نقصان ہونا ممکن تھا۔

بہت سا استدلال ایک مقدمہ بلا نام نمبر ۲۵ ۱۸۶۹ء (۱) پر کیا گیا ہے وہ ایک مقدمہ تھا جسمین ملزم پر الزام مداخلت بیجا بخانہ وقت شب کا لگایا گیا تھا مدعیکا بیان یہ تھا کہ ملزم مکان مین رات کے وقت ملا اس امر واقعہ کا ملزم نے اقبال کیا لیکن اوس نے یہ عذر کیا کہ وہ وہان اس غرض سے تھا کہ مستغیث کی زوجہ سے اوس سے آشنائی تھی ڈپٹی مجسٹریٹ نے الزام مذکور کو حسب دفعہ ۴۵۶

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس صیغہ اپیل جلد ۵ صفحہ ۵۔

۱۸۸۲ء
بالکند داس
بنام
گھنشام داس

مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اس بنا پر ڈسمس کیا کہ شوہر نے کرنے استغاثہ داخلت بیجا بجا
بنیت ارتکاب زنا سے انکار کیا اور تجویز ڈپٹی مجسٹریٹ کی ہائیکورٹ نے بعیاست ذیل پسند
کی ہائیکورٹ کی یہ رائے ہے کہ گو ڈپٹی مجسٹریٹ قانوناً تجویز ثبوت جرم بابت داخلت بیجا
بخانہ نسبت گہیدی کے کر سکتا تہا جسکا مجرم وہ از روئے خود اپنے اقبال کے معلوم ہوتا تہا مگر
ایسا کرنا اوسپر لازم نہ تہا معلوم ہوتا ہے کہ مستغیث نے اس امر سے قطعاً انکار کیا کہ مدعاعلیہ پر
یہ الزام لگائے کہ وہ مکان مین بنیت ارتکاب جرم زنا کے داخل ہوا اور اوسنے اپنے استغاثہ کو محض
اس امر پر مبنی کیا کہ داخلت بنیت ارتکاب سرقہ کے کی گئی اور یہ امر غلط پایا گیا ہائیکورٹ
کی رائے مین بلحاظ حالات ڈپٹی مجسٹریٹ کی یہہ رائے صحیح تہی کہ بابت ایسے الزام کے تجویز ثبوت
جرم کے کرنے سے انکار کیا جائے جسکے قایم کرنے سے شوہر نے انکار کیا تہا گو وہ وجہ جو ڈپٹی
مجسٹریٹ نے تحریر کی یعنی یہ کہ حاکم موصوف کو اختیار نہین تہا غلط تہی واضح ہو کہ وہ ایک
خاص قسم کا مقدمہ تہا اور احکام ذیعلم نے بطور معاملہ قانون کے یہ قرار نہین دیا ہے کہ اوس
مقدمہ مین تجویز ثبوت جرم اُس صورت مین قایم نہین رہ سکتی کہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے تجویز
ثبوت جرم کی ہوتی اور تا نیا وہ جرم جسکے ارتکاب کی نیت سے اُسمقدمہ مین داخلت بیجا
کی گئی تہی ایک ایسا جرم تہا جو صرف اُسصورت مین جرم ہو سکتا تہا کہ شوہر رضامند
نہوتا اور وہ اُس صورت مین جرم نہوتا کہ شوہر رضامند ہوتا دیکہو دفعہ ۴۹۷ مجموعہ تعزیرات
ہند لہذا انکار شوہر اس امر سے کہ ملزم پر استغاثہ بابت زنا کے کیا جائے اوسمقدمہ مین ایک
بہت صحیح وجہ اس امر کی تہی کہ ملزم پر جرم داخلت بیجا کا ثابت قرار نہ دیا جائے۔

اسکے بعد گو مدعی پر لازم ہے کہ ہونا کسی ایک یا زیادہ نیتون مندرجہ دفعہ ۴۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند
کا ثابت کرے مگر یہ ضرور نہین ہے کہ ثبوت صریح ہو یعنی بذریعہ اقبال ملزم کے یہ ثابت ہو کہ
اوسکی نیت ایک منجملہ ان نیتون کے تہی جنکا ذکر دفعہ مذکور مین ہے یا بذریعہ شہادت گواہان
کے یہ ثابت کیا جائے کہ اوسنے نامبردگان کے روبرو تسلیم کیا تہا کہ اوسکی یہ نیت تہی یہ کافی
ہوگا اگر مثل کسی اور واقعہ کے (اور ہونا نیت کا ایک امر واقعہ ہے) وہ بذریعہ شہادت طریق
عمل اور حالات متعلقہ کے ثابت کیجائے اسکی نسبت بطور قاعدہ قانون کے کوئی بحث
نہین ہے لیکن منجانب سایل یہ دلیل کی گئی ہے کہ از روئے واقعات مقدمہ ہذا کوئی
امر بہ ثبوت کسی ایسی نیت کے نہیں ہے اب دیکہنا چاہئے کہ شہادت طریق عمل اور حالات

بالمکند رام
بنام
انھتام رام

مستغلف کی مقدمہ ہذا مین کیا ہے ملزم جو بلحاظ مستغیث کے ایک شخص غیر ہے آدہی رات کو مخفی طور پر اوسکی سونے کے کمرہ مین گہس گیا اور جب پکڑا گیا اور اُسکے ساتہہ بہت سختی کیگئی کیونکہ شہادت سے ثابت ہوتا ہی کہ مستغیث نے اوسکو گرادیا اور اوسکی چہاتی پر چڑہ بیٹہا اوسنے ایک لفظ بہی بعذر بیگناہی نہین کہا اوسنے ذرا بہی اظہار شکایت نہین کیا بلکہ عاجزی سے اون تمام سختیونکو برداشت کیا جو اوسکے ساتہہ کیگئین اور جب مستغیث کی مان نے اوس سے سوال کیا تو اوسنے صرف یہ کہا مین نے قصور کیا ہے مجھے معاف کردو یہ سب ہماری رائے مین اُس شہادت سے جو خود ہم نے پڑہی ہے بخوبی ثابت ہوتا ہے اگر انسان کے عمل کی تجویز بلحاظ انسان کے امور قرین قیاس کے کیجائے تو یہ کہنا ناممکن ہے کہ مداخلت بیجا مذکور کا ارتکاب ساتہہ کسی بیگناہ نیت کے کیا گیا ہوگا اور اوسکا ارتکاب ساتہہ نیت مجرمانہ کے نہین کیا گیا ہماری رائے مین حالات متعلقہ اور طریق عمل ملزم سے ہوتا کسی نہ کسی ایسی نیت کا بخوبی ثابت ہے کہ جس سے مقدمہ داخل دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوجائے۔

ہم سے یہ کہا گیا کہ اس سے کوئی نیت ثابت نہین ہوتی گو ممکن ہے کہ اُس سے شبہہ اس امر کا پیدا ہو کہ نیت مذکور مجرمانہ تہی لیکن دیکہنا چاہیے کہ معنی ثبوت کے حسب تعریف مندرجہ ایکٹ شہادت جو قانون اس ملک کا ہے کیا ہین از روے دفعہ ۳ ایکٹ مذکور واقعہ کا اثبات اُسصورت مین کہا جائیگا جبکہ امورات پیش شدہ پر غور کرنے کے بعد عدالت کو اوسکے موجود ہونیکا باور ہو یا یہ خیال کرے کہ اوسکا وجود اس نہج پر امکان رکہتا ہے کہ اُس خاص مقدمہ کی صورت مین کسی شخص محتاط کو اوسکے موجود ہونیکے قیاس پر عمل کرنا چاہیے یہ وہ تعریف ہے جو واضعان قانون نے واسطے ہماری ہدایت کے لنسبت اس امر کے قایم کی ہے کہ کب ایک واقعہ کہا جاتا ہے کہ ثابت ہوگیا ہم یہ بہی تحریر کرسکتے ہین کہ وہ صرف بیان ایک قاعدہ عقل سلیم کا ہے اور اس تعریف اور اس قاعدہ عقل سلیم کو مقدمہ ہذا سے متعلق کرکے ہمارے نزدیک ہم پر یہ کہنا لازم ہے کہ مقدمہ ہذا مین نیت مجرمانہ ثابت ہوگئی ہے اور وہ کوئی نہ کوئی اونمین سے ہوگی جنکا ذکر دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند مین ہے گو یہ کہنا آسان نہین ہے کہ اون مین سے ٹہیک کونسی نیت تہی۔

ایک طویل دلیل ہمارے روبرو لنسبت ضرورت اس امر کے ثابت کرنے کے کیگئی کہ جرم یا توہین یا تخویف یا رنج وہی جس سے نیت مذکور متعلق ہو ایسی ہونی چاہیے جو مقصود بہی اور

۱۸۹۴ء
بالکند نا
بنام
گھنشام

نہ محض وہ جو مداخلت بیجا سے منتج ہوتی ہے اور بتائید اس دلیل کے مقدمات معاملہ درخواست شب ناتھ بنرجی (۱) ملکہ قیصر ہند بنام بنجاب سنگہ (۲) دہنتہو ناتہہ مہر بنام رام کمل گوہا (۳) و بمقدمہ گوبند پرشاد (۴) پر استدلال کیا گیا لیکن یہ بہت مختلف قسم کے مقدمات ہین وہ ایسے مقدمات ہین جنمین یہ معلوم ہوتا تہا یا ثابت کیا گیا تہا کہ مداخلت کسی نیت سے سوائے اون نیتون کے کی گئی تہی جنکی تصریح دفعہ ۴۴۱ مین ہے اور رنج وہی جو اُس شخص کو پہنچی جو قابض اوس جایداد کا تہا جسمین مداخلت بیجا کی گئی مداخلت بیجا مذکور سے بلا اوسکی نیت کے منتج ہوئی مقدمہ حال مین یہ بیان کرنا ناممکن ہے کہ مداخلت مذکور کسی اور غرض سے کیگئی تہی اور رنج جو کسی شخص کو ہوا ہوگا وہ بلا اوسکی نیت ہونیکے منتج ہوا بخلاف اسکے مقدمہ کاشی چندر چکر بتی بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۵) مستدلہ عدالت ماتحت سے بخوبی تائید اوس رای کے ہوتی ہے جو ہم قایم کرتے ہین اُسمقدمہ مین حکام ذیل نے یہ فرمایا ہے پس وہ مقدمہ کہ جسکی نسبت ہمکو تجویز کرنی ہے یہ ہے کہ ایک غیر شخص بغیر بلائے ہوئے اور بلا کسی حق کسی قسم کے اُسمقام پر پہنچنے کے آدھی رات کو ایسی دو عورتون کے سونے کے کمرے مین داخل ہوا جو معزز گہر کی تہین اور جب کہ کوشش اوسکے پکڑنے کی کی گئی اوسنے اپنے بہاگ جانے کی کوشش مین بہت سختی کی ان حالات مین ہمارے نزدیک عدالت کو یہ قیاس کرنا چاہئے کہ مداخلت مذکور ایک ایسی نیت سے کی گئی تہی جیسی دفعہ ۴۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند مین مندرج ہے"۔

یہ کوشش کی گئی ہے کہ مقدمہ مذکور کو مقدمہ حال سے بذریعہ ظاہر کرنے اس امر کے ممیز کیا جاوے کہ گو ملزم اُسمقدمہ نے اپنے بہاگ جانیکی کوشش کرنے مین سختی کا استعمال کیا تہا مگر مقدمہ حال مین ایسا کوئی امر وقوع مین نہین آیا لیکن گو کوئی سختی استعمال نہین کی گئی مگر ہمکو ملزم کے طریق عمل بعد پکڑے جانے سے ثبوت قوی اس امر کا حاصل ہوتا ہے کہ اوسکی نیت بیگناہی کی نہین ہو سکتی تہی بلکہ ایسی نیت ہوگی جو مجرمانہ تہی ہمکو خبردار کیا گیا کہ ہم کوئی غلط نتیجہ نسبت امر واقعہ کے قراین سے اخذ نکرین اور ہمسے یہ بیان کیا گیا کہ ممکن ہے کہ ملزم مستغیث کے سونے کے کمرہ مین بحالت اُس مرض کے جسمین انسان بحالت خواب چلتا پہرتا ہے یا حالت نشہ مین داخل ہوا ہو

(۱) ویکلی رپورٹ مقدمات فوجداری جلد ۲۴ صفحہ ۵ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۵۷۹
(۳) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۲ (۴) " " " الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۶
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۵۷۔

۱۸۹۴ء ملکہ معظمہ بنام [illegible]

بلا شک اس قسم کے خیالات ہمیشہ امکان رکھتے ہین لیکن دیکھنا چاہیئے کہ آیا وہ بلحاظ حالات مقدمہ معقول ہین اور آیا ہم بطور اشخاص معقول کے یہ کہہ سکتے ہین کہ نظر بحالات مقدمہ ہٰذا خلاصہ مذکور نتیجہ ان اسباب مین سے کسی ایک سبب کا تہا ہمکو یہ کہنا چاہیئے کہ جواب باستدلال نفی مین ہونا چاہیئے کوئی ایسا امر کبہی دوران عدالتہائے ماتحت مین کسی مین بیان یا ظاہر نہین کیا گیا اور جواب دہی ملزم کی کسی ایسی بیان یا اظہار سے مطابقت نہین رکہتی ہم سے یہ کہا گیا تہا کہ قبل اسکے کہ شہادت قرینی حالات کی بنا پر نتیجہ مجرم ہونیکا اخذ کیا جائے یہ ضرور ہے کہ اسکی رو سے کسی قیاس کا بے جرم ہونے ملزم کے امکان باقی نرہے ہمارے نزدیک یہ ایک صحیح بیان قاعدہ مذکور کا نہین ہے۔

قاعدہ مذکور بہت صاف اور صحیح طور پر مشہور کتاب دربارہ شہادت گرائین مولفہ ٹیلر صاحب [illegible] مین تحریر کیا گیا ہے جسمین یہ مندرج ہے کہ بغرض جائز ہونے استنباط جرم کے واقعات مثبتہ جرم خلاف بیگناہی ملزم کے ہونے چاہئین اور واقعات مذکور کسی اور معقول قیاس سے بے جرم ہونے ملزم کے توضیح پذیر نہو سکتے ہون"۔

اب ہم اس تیسری حجت زعلیم کونسل سایل پر غور کرتے ہین کہ عدالت ہٰذا پر نظر ثانی مین لازم ہے کہ ان تجاویز واقعات کو تسلیم کرے جو عدالتہائے ماتحت نے کی ہون اور اگر تجاویز مذکور واسطے جواز تجویز ثبوت جرم کے کافی نہون تو عدالت ہٰذا کو چاہیئے کہ تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کرے اور کوئی تجویز بربنائے شہادت مختلف اُس تجویز سے قایم نکرے جسپر عدالت ماتحت نے تجویز ثبوت جرم کو مبنی کیا ہے اور بتائید اس حجت کے مقدمہ قیصر ہند بنام ہبن خان (۱) پر استدلال کیا گیا۔

ہمارے نزدیک مقدمہ مذکور سے تائید حجت کونسل زعلیم کی نہین ہوتی ہے باستعمال اپنے اختیار نظر ثانی حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہمکو اختیار ہے کہ کسی تجویز کو تبدیل کرین اور کسی تجویز ثبوت جرم کو بحال رکہین اور اگر شہادت شمول مسل سے کوئی تجویز ثبوت جرم مستنبط ہو جائے تو ہمکو نظر ثانی مین یہ جایز ہوگا کہ تجویز ثبوت جرم کو محض اس سبب سے منسوخ کرین کہ جو رائے نسبت شہادت کے عدالتہائے ماتحت نے قایم کی ہے ایسی رائے ہے جو قابل بحالی نہین ہے یا اس سبب سے کہ کوئی امر واقعہ جو تجویز کرنا چاہیئے تہا یا تو تجویز نہین کیا گیا ہے یا غلط تجویز کیا گیا ہے اس رائے کی صحیح بی تائید عدالت ہٰذا کے فیصلہ ذیل سے ہوتی ہے حال مقدمہ ملکہ معظمہ [illegible] الدین بنام [illegible]

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible]

(۱) ستے ہوتی ہے۔

ہم نے مقدمہ ہٰذا پر بخوبی غور کیا ہے ہمنے شہادت کو خود پڑھا ہے اور ہمنے دلائل کامل ذیعلم سایل پر باحتیاط غور کیا ہے اور مسائل الیہ کی نسبت یہ کہنا ہمکو لازم ہے کہ جو دلائل سائل پیش کرتا ہے ہمیشہ قابل باحتیاط غور کرنیکے ہوتی ہین لیکن ہمکو یہ تحریر کرنا لازم ہے کہ ہمارے روبرو کوئی ایسا امر ظاہر نہین کیا گیا ہے جس سے ہمکو یہ تجویز کرنیکی ترغیب ہو کہ اسمقدمہ مین تجویز ثبوت جرم بربنائے قانون یا بربنائے واقعات کے غلط ہے۔

اب باقی رہا غور کرنا اوپر حکم سزا کے ملزم کی نسبت حکم سزا چھ مہینے کی قید سخت کا صادر کیا ہے کیونکہ [illegible] مجسٹریٹ کی یہ رائے ہوئی کہ جرم مذکور بہت سنگین قسم کا ہے اور [illegible] سنگین ہوتا [illegible] تجویز کیا جا سکتا کہ نیت وہی تھی جو حاکم موصوف نے سمجھا خیال کی ہے یعنی ارتکاب زنا کی لیکن جیسا کہ ہمنے اوپر تحریر کیا ہے گو نیت بیجا وہی یہ تجویز کرنا آسان ہے کہ ان مجرمانہ نیتوں میں سے کس نیت سے جرم مداخلت بیجا مجرمانہ قایم ہوتا ہے کونسی نیت مجرم کی اسوقت تھی جب وہ کمرہ مابہ البحث مین داخل ہوا چونکہ یہ صورت ہے لہذا وہ مستحق فایدہ تجویز مذکور کا اس حد تک ہے کہ سزا جو اسکو دیجائے صرف وہ ہونی چاہئے جو واسطے جرم مخفی مداخلت بیجا نہ وقت شب ساتھ اقل درجہ کی مجرمانہ نیت کے کافی ہو۔

بلحاظ اس امر واقعہ اور حیثیت ملزم کے ہمارے نزدیک حکم سزا ئے قید محض ایک مہینہ کا بخوبی واسطے اغراض انصاف کے کافی ہوگا چنانچہ ہم تجویز ثبوت جرم کو بحال رکھتے ہین اور حکم سزا کو گھٹا کر ایک مہینہ کی قید محض رکھتے ہین۔

تجویز ثبوت جرم بحال رکھی گئی۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ [illegible]

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ع ۲۴ جنوری

دیوی پرشاد وغیرہ (مدعا علیہم) بنام گنونتی کنور (مدعیہ)[+]

دہرم شاستر۔ خاندان مشترک۔ متاکشرا۔ حق بیوہ کا بابت پانے نان و نفقہ کے اپنے شوہر کے بہائیون اور بہتیجے سے۔ وفات مدعی کے شوہر کی قبل اپنے باپ کی وفات کے۔

ایک مشترک خاندان ہندو تابع قانون متاکشرا مین جایداد منقولہ لال پرکی بہر حال جزو جایداد موروثی تہی وہ تین بیٹے اور ایک پوتا (بیٹا ایک پسر متوفی کا) چہوڑکر فوت ہوا ایک اوسکا بیٹا سنت لال قبل اپنے باپ کے لاولد اپنی بیوہ مدعیہ چہوڑکر فوت ہوا نالش منجانب مساۃ بنام بہائیون اور بہتیجے اپنے شوہر کے واسطے نان و نفقہ کے جسمین اوسکا دعوی بقدر سو ماہ روپیہ ماہوار کے تہا دائر ہوئی۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعیہ کے شوہر کو حق جایداد موروثی مین حاصل تہا اور وہ اپنے باپ کی حیات مین بہی جایداد مذکور کی تقسیم کرا سکتا تہا اور چونکہ دہرم شاستر مین یہ حکم ہے کہ باقیماندہ شرکار کو لازم ہے کہ شریک متوفی کی بیوہ کی پرورش کرین لہذا مدعیہ مستحق نان و نفقہ کی ہے۔

یہ بہی تجویز ہوئی کہ تعداد نان و نفقہ کی تجویز کرنے مین عدالت کو لازم ہے کہ نہ صرف واجب ضرورتون ایسی شخص پر جسکی حیثیت مثل مدعیہ کے ہو بلکہ آمدنی خاندان مساۃ کے شوہر پر بہی غور کرے کہتر منی داسی بنام کاشی ناتہہ داس (۱) ولالہ جیت سنگہ بنام راج کمار سنگہ (۲) وسورج بنسی کنور بنام شیو پرشاد (۳) وجانکی بنام نندرام (۴) وکامنی داسی بنام چندر پودی منڈل (۵) وآؤبائی بنام کرسن داس نہتو (۶) وسنت کشوری داسی بنام جوگندر ناتہہ ملک (۷) وبینی بنام روپ سنگہ (۸) کا حوالا دیا گیا۔

[+] اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۲۸۵ سنہ ۱۸۹۳ع بنارا ضی ڈگری مصدرہ بابو سرودا پرشاد چیٹرجی جج ماتحت سارن مورخہ ۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ع

(۱) بنگال لا رپورٹ صیغہ اپیل دیوانی جلد ۲ صفحہ ۱ و ویکلی رپورٹر تجاویز اجلاس کامل جلد ۱۰ صفحہ ۸۹۔

(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۳ و ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۳۳۰۔

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۸۔ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۴

(۵) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳ (۶) " " بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۹

(۷) لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۵ صفحہ ۵۵ (۸) " " الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۵۵۸

۱۸۹۵ء
دیوی پرشاد
بنام
گنونتی کنور

یہ اپیل ایک نالش نان ونفقہ سے پیدا ہوا ہے جو ایک ہندو بیوہ نے بنام بہائیون اور بھتیجے اپنے شوہر متوفی کے دائر کی تھی ایک شخص سنت لال تین پسران دیوی پرشاد گوسائین دگولپ چند اور ایک پوتا یعنی پسر پنچے پسر متوفی رام لال کا چھوڑکر فوت ہوا مدعیہ بیوہ سب سے چھوٹے بیٹے سنت لال کی تھی جو ۲۲ - فروری ۱۸۸۰ء کو اپنے باپ کی حیات میں لاولد فوت ہوا فریقین مسلمہ شرکا ایک مشترک خاندان ہندو تابع قانون متاکشرا کے تھے مدعیہ کا یہ بیان تھا کہ بعد وفات اپنے شوہر کے وہ بدستور بطور ایک شریک خاندان مشترک کے دیگر شرکا کے ساتھ دسمبر ۱۸۸۹ء تک رہتی تھی اسوقت مدعا علیہم اُس سے علیحدہ ہوگئے اور انہون نے اوسکو نان ونفقہ دینا بند کردیا اور وہ مجبور ہوکر اپنے باپ کے ساتھ جا کر رہی مسماۃ نے دعوی نان ونفقہ کا بطور مطالبہ اوپر جایداد خاندان کے بشرح ایک سو روپیہ ماہوار کے کیا۔

مدعا علیہم نے اوسکے دعوی پر خاصکر بنا ے وجوہ کے اعتراض کیا یعنی (۱) چونکہ شوہر مدعیہ کا اپنے باپ کی حیات مین فوت ہوا لہذا وہ مستحق پانے کسی نان ونفقہ کی نہ تھی اور (۲) تعداد متدعویہ حد سے زیادہ ہے جج ماتحت نے عذرات مدعا علیہم نامنظور کئے اور نالش مدعیہ معہ خرچہ کے ڈگری کی بنا راضی اس فیصلہ کے مدعا علیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

ایڈوکیٹ جنرل (سر چارلس پال) و مولوی محمد یوسف و بابو سالگرام سنگہ منجانب اپیلانٹان

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و ڈاکٹر اشوتوش مکرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

ایڈوکیٹ جنرل نے یہ حجت کی کہ اگر مدعیہ مستحق پانے نان ونفقہ کی مطلقا ہو کہ اس امر سے ہمکو انکار ہے تو تعداد جو دلائی گئی ہے حد سے زیادہ ہے تعداد بلحاظ واجب ضرورتون مدعیہ کے مقرر ہونی چاہئے اور نہ بلحاظ مالیت جایداد کے بیر پرتاب ساہی بنام راجندر پرتاب ساہی (۱) اگر مالیت جایداد پر غور کیا جائے تو وہ مالیت اُسوقت کی ہونی چاہئے جب مدعیہ کا حق نان ونفقہ کا پیدا ہوا یعنی جب اوسکا شوہر فوت ہوا اور نہ جیسا کہ جج ماتحت نے تجویز کیا ہے کہ جب نان ونفقہ کا فی الواقع دعوی کیا گیا۔

مولوی محمد یوسف بجانب مذکور۔ مدعیہ مستحق کسی نان ونفقہ کی نہین ہے کیونکہ اوسکا شوہر اپنے باپ کی حیات مین فوت ہوا۔ اوسکا محض حق ناممکل جایداد مین تھا اور اوسکی بیوہ کو کوئی حق قانونی نان ونفقہ کا اپنے خسر پر نہین تھا اور نہ اوسکو کوئی ایسا حق اپنے شوہر کے بہائیون پر ہے متاکشرا مین کسی جگہ یہ نہین لکھا ہے کہ بیوہ جو مدعیہ کی حیثیت کی ہو

(۱) اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۱۔

۱۸۹۵ع
دیوی پرشاد
بنام
اگہنوتی کنور

مستحق پانے نان ونفقہ کی ہے دیکھو متاکشرا باب فصل ۱ سے ۵ و۱۰ و۱۱ و۳۴ کاشی ناتہہ داس بنام کہترمنی داسی (۱) و دیوی پرشاد بنام ٹہاکر دیال (۲) وبہیل داس بنام جنہی لال (۳) کا حوالہ دیا گیا ڈاکٹر راش بہاری گہوس منجانب سپانڈنٹ یہ امر کہ ہندو بیوہ جو مدعیہ کی حیثیت مین ہو مستحق علیحدہ نان ونفقہ کی ہے ایک بخوبی قرار یافتہ مسئلہ قانون ہے دیکہو آوبائی بنام کرسن داس نتہو (۴) وجانکی بنام نندرام (۵) و کامنی داسی بنام چندر پو دسے منڈل (۶) وساوتری بائی بنام لکشمی بائی (۷) وپرتہی سنگہ بنام راج کنور (۸) و مقدمات مستدلہ فریق ثانی کچہہ تعلق نہین رکہتے ہین۔

نسبت تعداد نان ونفقہ کے جو دلائی جانی چاہئے عدالت ماتحت کے حکم مین مداخلت نہین کرنی چاہئے بجز اسکے کہ نہایت قوی وجوہ ثابت کئے جاوین کلکٹر مدورا بنام متوا راملنگا ستہوپاسی (۹) تعداد نان ونفقہ کے مقرر کرنے مین عدالت کو اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ مناسب ضرورت ایسی شخص کی جو حیثیت اور رتبہ مدعیہ کا کہتی ہو کیا ہو گی اور اس امر کے تجویز کرنے مین دولت خاندان کی ایک امر ضروری ہے تعداد کو ربلحاظ اس خیال کے تجویز نہین کیجانی چاہئے کہ گذران ہندو بیوہ کی بالتخصیص فقیرانہ قسم کی ہونی چاہئے بینی بنام روپ سنگہ (۱۰) دہرم شاستر مولفہ مین صاحب طبع پنجم دفعہ ۴۱۷ جو امر کہ فریق ثانی نے پیش کیا ہے یعنی وہ کونسا وقت ہے کہ جسوقت مالیت جایداد پر لحاظ کیا جانا چاہئے فی الواقع پیدا نہین ہوتا ہی کیون جسقدر نان ونفقہ دلایا گیا ہے بہت مناسب درجہ کا بلحاظ دولت اور حالت خاندان اسوقت کے بہی ہے کہ جب مدعیہ کا شوہر فوت ہوا تہا۔

ایڈوکیٹ جنرل نے جواب دیا۔

تجویز عدالت (میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) بنرجی صاحب جسٹس نے صادر فرمائی۔

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۴۱۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۱
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۰۹ (۴) " " بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۹
(۵) " " الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۹۴ - (۶) " " کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۷۳
(۷) " " بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۰۳ (۸) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۸
(۹) بنگال لا رپورٹ مقدمات پریوی کونسل جلد ۱ صفحہ ۱ وایلہا سے ہندو لا مولفہ مین صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۷۹
(۱۰) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۸۵

۱۸۹۵ء
دیوی پرشاد
بنام
گنونتی کنور

بنرجی صاحب جج — یہ اپیل ایک ایسی نالش مین ہوا ہے جو مدعیہ بیوہ نے واسطے اثبات حق اپنے نان ونفقہ کے جایداد خاندان مدعا علیہم سے اور واسطے ڈگری روپیہ بقایا نان ونفقہ بابت گذشتہ کے بشرح ایک سو روپیہ ماہوار کے اس بیان سے دائر کی ہے کہ مدعا علیہم نمبر ا لغایت ۳ دیا پرشاد مدعا علیہ نمبر ۴ اور بالواجو دیبا پرشاد متوفی شوہر مدعیہ پانچ برادران ایک شخص مسمی باسنت لال کے شرکا ایک خاندان مشترک تابع قانون متاکشرا کے تھے اور بعد وفات اپنے شوہر کے مدعیہ بتواتر بطور رکن ایک خاندان کے خرچ خورد ونوش وغیرہ کا ۱۸۸۹ء تک ہی پاتی رہی بعدہ مدعا علیہم نے اوسکو نان ونفقہ دینے سے انکار کیا اور وہ مجبور ہوکر اپنے باپ کے گھر چلی گئی اور بلحاظ حیثیت اور وسایل خاندان کے مدعیہ مستحق پانے ایک سو روپیہ ماہوار کی بابت اپنے نان ونفقہ کے ہے۔

جوابدہی یہ تھی کہ مدعیہ مستحق پانے نان ونفقہ کی اس سبب سے نہین تھی کہ اوس کا شوہر اپنے باپ سے پہلے فوت ہوگیا تھا اور مدعا علیہم نے کبھی بھی نان ونفقہ سے انکار نہین کیا اور تعداد نان ونفقہ متدعویہ حد سے زیادہ تھی مقدمہ کی ایک نوبت مابعد مین ایک اور عذر منجانب مدعا علیہ نمبر ۴ کے کیا گیا تھا یعنی مدعیہ مستحق پانے کسی نان ونفقہ کی نہ تھی کیونکہ وہ دس ہزار روپیہ بابت نان ونفقہ کے اپنے خسر سے پا چکی تھی اور اوسکے پاس زیورات قیمتی پانچ ہزار روپیہ کے ہین۔

بربنای ان بیانات کے عدالت ماتحت نے امور تنقیح طلب مندرجہ ذیل قایم کئے۔

اول آیا مدعیہ مستحق پانے نان ونفقہ کی مدعا علیہم سے باوجود اسکے کہ اوسکا شوہر اپنے باپ سے پہلے فوت ہوا ہے یا نہین آیا مدعیہ نے کوئی استری دھن اپنے خسر سے بعوض اپنے نان ونفقہ کے پایا ہے یا نہین۔

دوم۔ بلحاظ حیثیت و وسایل خاندان مشترک کے کسقدر وظیفہ ماہوار پانے کی بابت اپنے نان ونفقہ کے مدعیہ مستحق ہے۔

سوم نالش ہذا مین مدعیہ مستحق کس دادرسی کی ہے۔

نسبت ان امور تنقیح طلب کے ڈسٹرکٹ جج ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ جایداد مشترکہ خاندان مقبوضہ بسنت لال اتل درجہ جزواً موروثی ہے جو اوس کو اپنے باپ سے ملی تھی اور یہ بیان کہ مدعیہ نے بعوض نان ونفقہ کے استری دھن پایا تھا صحیح نہین ہے اور مدعیہ مستحق پانے

۱۸۹۵ء
مسماۃ دیوی پرشاد
بنام
گنوپتی کنور

نان و نفقہ کی بشرح متدعویہ جایداد خاندان سے ہے کہ جسپر اوسکا مطالبہ ہے چنانچہ حاکم موصوف نے مدعیہ کے حق مین پوری ڈگری صادر کی۔

بنارضی اوس ڈگری کے مدعا علیہم نے یہ اپیل کیا ہے اور اونکی جانب سے یہ حجت کیگئی ہے۔

اول عدالت ماتحت نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ مدعیہ مستحق کرنے دعوی نان و نفقہ کی ہے گو اوسکا شوہر اپنے باپ سے پہلے فوت ہوا۔

دوم۔ عدالت ماتحت نے یہ غلطی کی کہ مدعا علیہ منبر ۲ کی استدعا واسطے اجرائے حکمنامہ جہہ احاضر کرانے گواہان کے نامنظور کی۔

سوم۔ عدالت ماتحت نے یہ غلطی کی ہے کہ تعداد نان و نفقہ سو روپیہ ماہوار مقرر کی کہ بہت زیادہ ہے۔

نسبت امر اول کے منجانب اپیلانٹ یہ دلیل کی گئی ہے کہ چونکہ مدعیہ کا شوہر اپنے باپ سنت لال سے پہلے فوت ہوا لہذا مدعیہ کو کوئی حق قانونی نہ تھا کہ دعوی نان و نفقہ کا اپنے خسر سے کرے اور بتائید اس حجت کے حوالہ مقدمہ کہتر منی داسی بنام کاشی ناتھ داس (۱) کا دیا گیا اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ کوئی بہتر دعوی بنام مدعا علیہم کے نہین کر سکتی کیونکہ اونہون نے جایداد نہ بذریعہ وراثت کے بلکہ بذریعہ بائینامہ زندگی کے پائی ہے۔

ہم اس دلیل کو صحیح نہین تصور کرتے ہین اسمقدمہ مین اس امر کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا کوئی بیوہ جسکا شوہر اپنے باپ سے پہلے فوت ہوا ہو اور جو بلا وجہ اپنے خسر کا گھر چھوڑکر چلی گئی ہو مستحق دعوی نان و نفقہ علیحدہ کی اپنے خسر سے ہے یا نہین کیونکہ ہم بربنائے شہادت یہ تجویز کرتے ہین کہ مدعیہ مقدمہ ہذا نے مکان خاندان اپنے شوہر متوفی کا بسبب بدسلوکی کے ترک کیا چونکہ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے لہذا ہم یہ تحریر کرتے ہین کہ اگر مدعیہ کا دعوی بابت نان و نفقہ کے بنام خسر کے بھی ہوتا تاہم مقدمہ کہتر منی داسی بنام کاشی ناتھ داس (۱) اسکا کوئی جواب نہوتا وہ ایک مقدمہ بموجب دہرم شاستر مروجہ بنگالہ کے تھا جسکے بموجب پسر کو کوئی حق اپنے باپ کی جایداد مین اوسکی حیات مین نہین ہوتا ہے اور اسمقدمہ سے قانون متاکشرا متعلق ہے جسکے بموجب پسر کو حق اپنے باپ کی اوس جایداد مین حاصل ہوتا ہے جو اوسکے باپ واسطے وراثتاً پہونچی ہو اور جایداد سنت لال کی اقل درجہ جزواً جایداد

(۱) بنگال لا رپورٹ ضمیمہ اپیلیوانی جلد صفحہ ۱۵ و ویکلی رپورٹر مقدمات اجلاس کامل جلد صفحہ ۹۵

۱۸۹۵ء
دیوی پرشاد
بنام
[illegible]

موروثی اوس قسم کی تہی ایسی جایداد کو مدعیہ کا شوہر اپنے باپ کی حیات مین بہی تقسیم کرا سکتا تہا دیکہو متاکشرا باب ۱ فصل ۵ - اشلوک ۸و۱۰ او مقدمات لال جیت سنگہ بنام راج کمار سنگہ (۱) و سورج نبسی کنور بنام شیو پرشاد سنگہ (۲) لہذا ایسے مقدمہ مین اون خیالات سے بہت مختلف خیالات ہونے چاہین جنپر فیصلہ مقدمہ بنگال محولہ اپیلانٹان مبنی تہا مقدمہ مین باپ اُسوقت بہی کہ جب بیٹا زندہ تہا بہو کے دعوی نان ونفقہ پر اعتراض نہین کر سکتا تہا کیونکہ اگر وہ اوسکو نان ونفقہ دینے سے انکار کرتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ اوسکا شوہر اپنے حصہ کی تقسیم جبرًا کرتا اور یہ قرین عقل نہین ہے کہ وفات پسر سے جس سے اول تو بیوہ کی زیادہ بیکسی کی حالت ہوجاتی ہے اور دوم اوس سے باپ کی جایداد کسیقدر زیادہ ہوجاتی ہے نامبرد کی ذمہ داری مساۃ کی پرورش کی زایل ہوجاوے یہ سچ ہے کہ بیوہ ایسی صورت مین اپنے سسر سے بذریعہ وراثت کے حسب صحیح معنی لفظ مذکور کے کچہہ نہین پاتا ہے لیکن اوسکا حق اور حق دیگر شرکاء کے بذریعہ باقیماندگی کے بسبب وفات پسر کے جو ایک شرکا مین سے تہا بسیع ہوجاتے ہین چنانچہ دہرم شاستر مین جیسا کہ عقل و انصاف مقتضی ہے یہ حکم ہے کہ باقیماندہ شرکاء کو لازم ہے کہ بیوہ شریک متوفی کی پرورش کرین یہ حکم بعض اون قدیم اصل کتب مین پایا جاتا ہے جو خلاف بیوہ کے حق وراثت کے ہین دیکہو کتاب نارد فصل ۱۳ - اشلوک ۲۵ و ۲۶) اور ویرمترادوے مین جو سب سے اخیر مستند شروح قانون متاکشرا مین سے ہے یہ صریحًا مندرج ہے بعد ذکر کرنے اقوال مخالف یکدگر متعلقہ حقوق بیوگان کے مصنف ویرمترادوے نے یہ تحریر کیا ہے پس باعصمت زوجہ لاولد شخص کی جو علیحدہ تہا اور مکرر شامل نہین ہوا مستحق ہے کہ کل ترکہ پاوے لیکن زوجہ ایسے لاولد شخص کی جو علیحدہ نہ تہا یا مکرر شامل ہوگیا تہا گو باعصمت بہی ہو مستحق پانے محض علوفہ کی حسب اقوال نارد وغیرہ کے ہے الخ دیکہو ترجمہ گولپ چندر سرکار صفحہ ۱۵۴ - اور ایک اور جگہہ پر اوسی باب مین جو ایک بابت استحقاق وراثت بیوہ کے ہے مصنف موصوف نے یہ تحریر کیا ہے مگر وراثت بیوہ کی نسبت کل ترکہ اپنے لاولد شوہر کے جو علیحدہ تہا ہو خلاف قول کاتیاین کے ہے کیونکہ مصنف موصوف نے یہ فرمایا ہے لیکن جب شوہر بلا علیحدہ ہونیکے فوت ہو زوجہ مستحق کہانے اور کپڑے کی ہے یا دتوں اوسکو ایک حصہ جایداد کا اپنی وفات تک ملتا ہے لفظ تو کے معنی یا کے ہین پس

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ و ویکلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ - (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۸

۱۸۹۹ء
بیدی پرشاد
بنام
سونتی کنور

معنی یہ ہین یاتو وہ خاص کہاتا اور کپڑا پاتی ہے یا اپنی وفات تک یعنی اپنی حیات مین اسقدر حصہ جایداد کا پاسکتی ہے جو واسطے اوسکے نان ونفقہ کے اور واسطے ادائے ضروری رسوم مذہبی کے جو ایک عورت انجام دہی کی مجاز ہے کافی ہو۔ اسی امر کے متعلق نارد کا قول مندرجہ ذیل ہے تمام باعصمت بیوگان کی پرورش کہانے اور کپڑے سے شوہر کے سب سے بڑے بہائی کو یا خسر کو یا کسی اور کیجدی کو یعنی جو شوہر کا ترکہ پانے کرنی چاہئے نان ونفقہ بسبب وراثتاً پانے ترکہ کے دیا جاتا ہے (دیکہو گولپ چندر سرکار کا ترجمہ صفحات ۴۳ و ۴۴ و ۱۷)

پس اگر مدعیہ دعوی نان ونفقہ کا اپنے خسر پر کرتی تو وہ صریحاً مستحق کامیابی کی ہوتی اس امر سے کہ مساۃ کی نالش بنام اپنے شوہر کے بہائیون اور بہتیجے کے بعد وفات اوسکے خسر کے اور بعد اسکے کہ جایداد خاندان کلیتاً مدعا علیہم کو پہونچ گئی تہی دائر کی گئی ہے مساۃ کے دعوی کی تقویت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ صرف یہی نہین کہ اوسکے خسر کی ذمہ داری قانونی نان ونفقہ دینے مساۃ کی جو اس امر سے پیدا ہوتی تہی کہ جزو اوسکی جایداد کا موروثی تہا اب اس سبب سے مدعا علیہم سے متعلق ہے کہ وہ جزو جایداد انکو پہونچا بلکہ وہ ذمہ داری پرورش مساۃ کی جو محض ایک ذمہ داری تہذیبی اوسکے خسر کی تہی ایک ذمہ داری قانونی مدعا علیہم پر اسوجہ سے ہوگئی ہے کہ اوسکی جایداد کسو بہ اونکو پہونچ گئی ہے جو رائے کہ ہم نسبت قانون متعلقہ بیوہ کے حق پرورش کے قایم کرتے ہین وہ قریب قریب زمانہ حال کے ہر قانون دان کی رائے سے متفق ہے جس نے امر ہذا کو جانچا ہے (دیکہو ڈایجیسٹ جگنناتہ باب ۵ فصل ۸۔ اشلوک ۴۱۳ شرح دہرم شاستر مولفہ اسٹرینج صاحب جلد ۲ صفحات ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۴۱ ۔ ڈایجیسٹ ویسٹ وبولر صاحبان طبع سوم صفحات ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳)، یہ مطابق رواجات دعلماء ہندون کے ہے اور اوسکی بہت تائید مقدمات منفصلہ سے ہوتی ہے [دیکہو مقدمات جانکی بنام نندرام (۱) دکہترمنی داسی بنام کاشی ناتہہ داس (۲) دکامنی داسی بنام چندر پلودی مونڈل (۳) دادوبائی بنام کسنن داس متہو (۴)

[بعد فیصل کرنے اس امر کے کہ اپیلانٹان کی حجت دوم جو رپورٹ ہذا کے لئے اہم نہ تہی ساقط ہوتی ہے حاکم عالیمقام نے یہ فرمایا]

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۵- (۲) بنگال لا رپورٹ صیغہ اپیلیانی جلد ۲ صفحہ ۵ اور ویکلی رپورٹر سنجاونیا اجلاس کامل جلد ۱ صفحہ ۸۹- (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۷۳
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۹-

۱۸۹۹ء
دیوی پرشاد
بنام
گنونتی کنور

اب باقی رہا غور کرنا اور حجت سوم اپیلانٹان کے یعنی حجت نسبت تعداد نان ونفقہ کے۔ یہ دلیل کی گئی ہے کہ تعداد نہ صرف بلحاظ مالیت جایداد کے بلکہ بلحاظ مناسب ضروریات ہندو بیوہ کے مقرر کیجانی چاہئے تہی جو مطابق احکام اوسکے مذہب کے بہایت محدود قسم کی اور بہت کم خرچ ہین اور اگر مالیت جایداد لقبضہ مدعا علیہم پر بہی لحاظ کیا جائے تو مالیت حال پر نظر نکرنا چاہئے بلکہ اوس مالیت پر جو بوقت وفات سماۃ کے شوہر کے تہی۔

اول شاخ اس دلیل کی یہانتک صحیح ہے کہ تعداد نان ونفقہ کی تعداد مثل مقدمہ حال ہین کوئی معین اور مقرر تناسب مالیت جایداد سے نہین ہوتا لیکن یہ نہین کہا جا سکتا کہ مالیت جایداد کا لحاظ بالکل ترک کیا جاسے اور تعداد ایک ہی رقم مقرر تمام صورتون مین منحصر محض خرچ ضروری خوراک وپوشاک ایک شخص واحد پر ہوگی ہندون کی شاسترون مین بلاشک بیوہ کو یہ حکم ہے کہ دہرم کی پابند رہے اور مسکینی اختیار کرے لیکن باینہمہ بیوہ نان ونفقہ کی تعداد مقرر کرنیمین عدالت کو غور کرنا چاہئے ضرورت ہائے مناسب ایسی شخص کی جو اوسکی حیثیت رکہتی ہو کیا ہونگی اور اس سے خواہ مخواہ آمدنی خاندان شوہر بیوہ پر غور کرنا لازم آویگا اور علاوہ برین تعداد سماۃ کے نان ونفقہ کی نہ صرف واسطے اوسکے کہانے اور کپڑے کے بلکہ واسطے اسکے انجام دینے ضروری مذہبی رسوم کے کافی ہونی چاہئے جیسا کہ دوسرے فقرہ منجملہ اون دو فقرات سے ظاہر ہوتا ہے جنکا حوالہ بیشتر کتاب دیرمترا ودے سے دیا گیا ہے اور یہ مذہبی رسوم سماۃ کو مطابق اپنے رتبہ اور حیثیت کے ادا کرنی چاہئین پس اس صورت مین بہی استطاعت خاندان پر غور کرنا ضرور ہوگا دیکہو مقدمہ کشوری داسی بنام جوگندرناتہ ملک (۱) و مقدمہ بینی بنام روپ سنگہ (۲)

ہمارے نزدیک دوسری شاخ دلیل مندرجہ بالا پر تفصیل کے ساتہہ غور کرنا ضرور نہین ہے کیونکہ ہماری دانست مین جو تعداد کہ عدالت نے مقرر کی ہے بہت زیادہ نہ اوس حالت مین تہی کہ اوسکا تعین بلحاظ مالیت جایداد خاندان اوسوقت کے کیا جائے کہ جب بیوہ کا شوہر فوت ہوا تہا یہ ہم تحریر کر سکتے ہین کہ یہی رائے عدالت ماتحت نے قایم کی ہے۔

(۱) لارپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۵ صفحہ ۵۵
(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہآباد جلد ۳ صفحہ ۵۵۸۔

سنہ ۱۸۹۵ء
بابو دیوی پرشاد
بنام
مسمات سونیتی کنور

برنباے شہادت کے ہمارے نزدیک یہ باحتظر نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جایداد مذکور کی آمدنی سالانہ اُس تاریخ کو طے تہی جسین سے حصہ مدعیہ کے شوہر کا اگر وہ اب زندہ ہوتا پانچوان حصہ یعنی صہ ہوتا اور صرف ایک شریک اوسکے شوہر کے خاندان کا جسکی پرورش اوس مین سے کیجاے مدعیہ ہے چونکہ یہ صورت ہی بلحاظ تمام حالات مقدمہ مے رقم سو روپیہ ماہوار کی جو عدالت ماتحت نے واسطے نان ونفقہ کے مقرر کی ہے ہماری راے مین بہت زیادہ نہین ہے ۔

لہذا تمام وجوہ جو ہمارے روبرو پیش کی گئین ساقط ہوئی ہین اور بدینوجہ اپیل مع خرچہ ڈسمس ہونا چاہئیے ۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

۸ فروری ۱۸۹۵

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گھوس صاحب جسٹس

لالہ پریاگ لال وغیرہ (مدعا علیہم) بنام جے نراین سنگھ وغیرہ (مدعیان)*

ایکٹ ایصال مطالبات سرکاری (ایکٹ بنگال ۷ سنہ ۱۸۸۰ء) حکم کمشنر بالنسبت منسوخی نیلام۔ تجویز ثانی حکم منسوخی نیلام۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۶۲۔ واپسی مقدمہ اختیار ہائیکورٹ کا اپیل دوم میں۔

ایک تعلقہ مالگذاری بعلت باقیات محصول آبکاری کے بموجب ایکٹ ایصال مطالبات سرکاری کے نیلام کیا گیا نیلام مذکور کو برطبق اپیل کمشنر مال نے منسوخ کیا لیکن بطبق درخواست تجویز ثانی کے جو حاکم موصوف کے جانشین کو دیگئی نیلام مذکور منظور کیا گیا اور مشتری نے قبضہ حاصل کیا نالش واپائی قبضہ آراضی متعلق مذکور میں ان وجوہ پر منجملہ دیگر وجوہ کے کہ حکم بطبق تجویز ثانی بلا اختیار اور بلا اطلاع مدعیان کے صادر کیا گیا تھا اور اس وجہ سے اراضی مذکور کا حق مشتری کو حاصل نہیں ہوا صاحب جج ضلع نے برطبق اپیل یہ تجویز کی کہ چونکہ حکم برطبق تجویز ثانی منسوخ نہیں کیا گیا لہذا وہ مستوجب نفاذ لیکن حاکم موصوف نے مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ واسطے تجویز امر اطلاع کے بھیجا برطبق واپس آنے مقدمہ کے عدالت اپیل میں دوبارہ ایک اور جج کی حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ حکم برطبق تجویز ثانی خلاف اختیار تھا اور تجویز امر اطلاع کی غیر ضروری تھی مدعا علیہم نے اپیل دوم بنا راضی تجویز آخر کے دائر کیا

تجویز ہوئی کہ بوقت سماعت اپیل کے کل مقدمہ معہ حکم واپسی مقدمہ کے غور کیا جا سکتا تھا اور ہائیکورٹ کو اختیار تھا کہ تجویز کرے کہ آیا حکم مذکور یا وہ حکم جو لبعد ازان صادر ہوا برینا رودار صحیح تھا یا نہیں

یہ بھی تجویز ہوئی کہ احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلقہ تجاویز ثانی کے کارروائیات حسب ایکٹ بنگال ۷ سنہ ۱۸۶۸ء و ۷ سنہ ۱۸۸۰ء سے متعلق نہیں کئے گئے اور مقدمہ حال میں جو حکم کہ برطبق تجویز ثانی مشعر منظوری نیلام کے صادر کیا گیا خلاف اختیار اور بے اثر تھا۔

بتقلید تجویز مقدمہ سادھو سرن سنگھ بنام پنچ دیو لال (۱) یہ بھی تجویز ہوئی کہ رو بروئے کمشنر مال کے بنا راضی حکم کلکٹر مشعر منظوری نیلام کے اپیل ہو سکتا تھا۔

* اپیل اپیل ڈگری اپیل نمبر ۴۲۸، ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری مصدرہ ۱۹ مئی ۱۸۹۳ء صاحب قایم مقام جج ضلع بھاگلپور مشعر منسوخی ڈگری مصدرہ بابو گوپال چندر بوس جج ماتحت بھاگلپور مورخہ ۲ مئی ۱۸۹۲ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۔

۱۸۹۵ء
پریاگ لال
بنام
جے نراین سنگھ

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ وہ واسطے غرض رپورٹ ہذا کے اہم ہین تجویز ہائیکورٹ مین بخوبی مندرج ہین

مسٹر گرفتھ اوینس و ڈاکٹر ترلوکنا تھہ متر و بابو جوگیش چندردے منجانب اپیلانٹان

بابو راجندر ناتھہ بوس و ڈاکٹر راش بہاری گہوس منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز عدالت ازپرنسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس ازپرنسپ صاحب جسٹس نے صادر فرمائی ۔

پرنسپ صاحب جسٹس ۔ یہ نالش درشن بی کنوری اور اوسکے شوہر جے نراین سنگھ نے واسطے حاصل کرنے قبضہ ایک تعلقہ مالگذار کے دائر کی جو موجب ایک سارٹیفکٹ مجریہ حسب ایکٹ بنگالہ ۷ سنہ ۱۸۸۰ء کے نیلام کیا گیا تھا اور مدعا علیہ نے اوسکو خرید کیا جبکہ قائمقامان قانونی اوسکی وفات پر اوسکی جایداد قایم کئے گئے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ نام جے نراین سنگھ کا رجسٹر کلکٹری مین درج کیا گیا لیکن ۲۴۔ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو درشن بی نے ایک حکم واسطے درج رجسٹر کئے جانے اپنے نام کے بجائے نام اپنے شوہر کے بذریعہ خریداری سے اپنے شوہر ۔۔۔ حاصل کیا سارٹیفکٹ حسب ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۰ء کی تاریخ ۱۰۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء ہے لیکن باوجود حکم درج رجسٹر کئے جانے درشن بی کے نام کے کارروائیات بمقابلہ جے نراین کے کیگئی تہین اور نہ بمقابلہ درشن بی کے درشن بی نے بعد ازان کلکٹر سے درخواست واسطے منسوخی نیلام کے کی لیکن اوسکی درخواست ۱۳۔ جون کو نامنظور ہوئی اوسکے بعد مسماۃ نے درخواست واسطے تجویز ثانی حکم مذکور کے گذرانی لیکن وہ بہی ۱۴۔ ماہ مذکور کو نامنظور ہوئی بارلو صاحب کمشنر کے روبرو اپیل کیا گیا حاکم موصوف نے نیلام مذکور بذریعہ حکم ۲۴۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء کی منسوخ کیا اسکے بعد درخواست تجویز ثانی حکم مذکور کی مشتری نے گذرانی جو روبرو الکزنڈر صاحب کمشنر کے پیش ہوئی حاکم موصوف نے ۸۔ جون سنہ ۱۸۹۶ء کو حکم اپنے پیشرو بابو صاحب کا منسوخ کیا اور کلکٹر کا حکم متعلق منظوری نیلام بحال کیا مشتری نیلام نے بموجب اوسکے قبضہ حاصل کیا اور غرض نالش حال کی یہ ہے کہ نیلام منسوخ کیا جاوے اور وہ قبضہ جو اوسکے موجب حاصل کیا گیا ہے مسترد ہووے

جج ماتحت نے یہ خیال کیا کہ صرف ایک امر واسطے تجویز حاکم موصوف کے پیش تھا کہ آیا بذریعہ حکم الکزنڈر صاحب کے مدعا علیہ کو بطور مشتری اوس نیلام کے جو کلکٹر نے کیا ایک جائز حق حاصل

۱۸۹۵ء الہ آباد ... لال بنام جے نراین سنگھ

ہوا یا نہین اپیل مین ہیڈ کاک صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ صرف دو امور پیش کئے گئے تھے اول یہ کہ چونکہ مدعیان نے کبھی کوئی تدبیر واسطے منسوخ کرانے الکزنڈر صاحب کے حکم کے نہین کی لہذا وہ اوسکو کالعدم تصور نہین کر سکتے اور دوم حکم مذکور اس سبب سے مطابق قانون کے ہے کہ ہر ایک جج کو یہ منصب لازمی حاصل ہے کہ کسی غلطی یا نقص کے رفع کے لئے تجویز ثانی یا تصحیح یا ترمیم کرے صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ الکزنڈر صاحب کا حکم خلاف قانون تھا لیکن حاکم موصوف نے جج ماتحت سے نسبت امر اول کے اس تجویز سے اتفاق کیا کہ جب ایک غلط حکم صادر ہو تو اوسکو ایک مناسب طریقہ پر اوس شخص کو منسوخ کرانا چاہئے جسپر اوسکا اثر نقصان کے ساتھ ہوا ہو اور اوسکو یہ منصب نہین ہے کہ مناسب کارروائی کو نظر انداز کرے اور آیندہ کسی وقت حاضر ہوکر یہ دعوی کرے کہ حکم مذکور کالعدم تصور کیا جاوے" اسکے معنی صاف نہین ہین کیونکہ جج ماتحت خواہ جج ضلع نے یہ بیان نہین کیا ہے کہ مدعیان کے لئے صحیح طریقہ کیا تھا اور کیون عدالت دیوانی کو معاملہ مذکور مین اگر حکم الکزنڈر صاحب کا بلا اختیار صادر کیا گیا تھا یہ اختیار نہ تھا کہ حکم مذکور کو بے اثر قرار دے غالباً اونکی مراد یہ تجویز کرنے کی تھی کہ مدعیان کے لئے صرف یہ چارہ کار تھا کہ بورڈ مال سے درخواست واسطے عمل مین لانے اوس اختیار نگرانی اور نظر ثانی کے کرے جو از روئے دفعہ ۱۴ ایکٹ بنگالہ ۱۸۰۰ء عطا کیا گیا ہے لیکن گو صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ حاکم موصوف الکزنڈر صاحب کے حکم مین بوجوہ مندرجہ مداخلت نہین کر سکتے تاہم حاکم موصوف نے مقدمہ کو اس عذر پر واپس بھیجا کہ درشن تہی صحیح طور پر روبرو الکزنڈر صاحب کے حاضر نہین تہی کیونکہ اوسکے پاس کبھی کوئی اطلاع درخواست مذکور کی نہین پہونچی۔ بر طبق واپسی مقدمہ جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ درشن تہی کے پاس ایسی اطلاع پہونچی تہی لہذا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اپیل کی تجویز ہیڈکاک صاحب کرتے تو مدعیان کامیاب ہوتے ہمارے نزدیک یہ بتلانا ضروری نہین ہے کہ ہیڈکاک صاحب کا طریقہ دلیل غیر صحیح ہے کیونکہ اگر مدعیان کو عدالت دیوانی مین حق اپیل کرنے کا اس سبب سے نہ تھا کہ حکم الکزنڈر صاحب کمشنر پر بجز بذریعہ اوس طریقہ کے جسپر عمل نہین کیا گیا اعتراض نہین کیا جا سکتا تھا عدالت دیوانی اس امر پر غور نہین کر سکتی تہی کہ آیا الکزنڈر صاحب نے اون معاملات کی جو روبرو حاکم موصوف کے تھا اسوجہ سے صحیح طور پر تجویز نہین کی ہے کہ درشن تہی فریق متعلق کو اطلاع اوس کارروائی کی نہین پہونچی تہی۔

مگر بیڈکاک صاحب اوس عہدہ سے چلے گئے تہے اور اپیل کی تجویز ایک اور جج ضلع ہالم وڈ صاحب نے کی جنہون نے ظاہرا اوسکی تجویز بربنائے اوسکی روئداد کے اور بلا لحاظ تجاویز بیڈکاک صاحب کے کی ہالم اوڈ صاحب نے یہ تجویز کی کہ حکم الکزنیڈر صاحب کمشنر کا اس سبب خلاف قانون تھا کہ اونکو یہہ اختیار نہ تھا کہ اوس حکم کی تجویز ثانی کرین جو پیشتر اونکے پیشرو عہدہ نے صادر کیا تھا کیونکہ قانون مین ایسے مقدمات مین تجویز ثانی کی اجازت نہین ہے۔

اپیل دوم مین یہہ حجت کی گئی ہے کہ ہالم وڈ صاحب کو یہ اختیار نہ تھا کہ اپیل کی تجویز سوائے نسبت اوس امر کی جسکی بابت وہ حاکم موصوف کے پیشرو نے واپس بہیجا تھا کرتے اور حکم حاکم موصوف کا اس سبب سے ناقص ہے کہ اون مین تجاویز بیڈکاک صاحب پر مکرر غور کیا گیا اور وہ منسوخ کی گئین۔

لیکن جیسا کہ ابہی بتلایا گیا ہے یہ ناممکن ہے کہ مسٹر بیڈکاک کے حکم کو ذریعہ اختیار کرنے سلسلہ اوس دلیل کے جو حاکم موصوف نے قایم کی ہے بحال رکہا جائے علاوہ برین ہمکو اون وجوہ پر جنپر ہمارے روبرو اوس اپیل دوم مین استدلال کیا گیا ہی یہ جایز نہوگا کہ مقدمہ کو جج ضلع کے پاس واسطے تجویز اوس امر منقیح طلب کے جو بیڈکاک صاحب نے قایم کیا تھا اسطرحپر واپس بہیجین کہ بعد ازین مدعی کو اختیار رہے کہ بصورت ناراضی کی اوس حکم سے جو اسطرحپر صادر ہو ہمارے روبرو ایک اور اپیل مین (یعنی اپیل مین جو وہ پیش کری) بحث نسبت صحت تجاویز بیڈکاک صاحب کے جو باتفاق رائے جج ماتحت کے صادر ہون دربارہ تاثیر الکزنڈر صاحب کے حکم کے پیش کرے ہماری دانست مین ہمپر یہ لازم ہے کہ اگر ممکن ہو اس اپیل مین یہہ کوشش کی جائے کہ یہہ نزاع ختم ہو جائے اور نہ یہہ کہ بذریعہ سخت پابندی اوس قاعدہ کے جو غالباً الفاظ قانون متعلقہ اختیار عدالت ماتحت اپیل سے جسپر ہالم اوڈ صاحب نے عمل کیا اخذ ہوتا ہے ان کارروائیات کو طوالت دیجائے اور اخیر فیصلہ اصل امر متنازعہ کا یعنی قانونی تاثیر الکزنیڈر صاحب کے حکم کی کیا ہے ملتوی رکہا جائے۔

ہمکو زیادہ تر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت سماعت اپیل ہذا کے کل مقدمہ مع حکم واپسی مقدمہ مصدورہ بیڈکاک صاحب پر غور کیا جا سکتا ہے اور ہمکو یہہ تجویز کرنیکا اختیار ہے کہ آیا حکم مذکور یا جو حکم کہ بعد ازان ہالم وڈ صاحب نے صادر کیا بربنائے روئداد صحیح ہی یا نہین اس امر مین بہی بہت کم شک ہو سکتا ہے کہ ہالم وڈ صاحب کو اوس فیصلہ کی سی کہ جسمین

۱۸۹۵ء
لالہ پریاگ لال
بنام
جے نراین سنگ

حاکم موصوف کے روبرو اپیل پیش کیا گیا تھا دقت معلوم ہوئی اور انہون نے یہ کوشش کی کہ اسکی تجویز مکمل طور پر اسطرح کرین کہ مقدمہ کا تصفیہ ایک ہی دفعہ ہمیشہ کے لئے بذریعہ کل مقدمہ پر بحث کرنے کے ہو جاوے حاکم موصوف نے یہہ بتلایا ہے کہ اگر بموجب بیڈکاک صاحب کی رائے متعلقہ قانون کے الکزینڈر صاحب کا حکم خلاف قانون تھا تو تمام کاروائیات جو الکزینڈر صاحب نے کین بلا اختیار اور کالعدم تہین اور حاکم موصوف نے اسکی بابت نظیر کا حوالہ دیا ہے اس امر کی نسبت بحث کرنی غیر ضروری ہے کہ جو طریقہ الم ڈ صاحب نے اختیار کیا کہانتک بالکل صحیح تھا کیونکہ ہمکو کوئی شک نہین ہے کہ یہہ ہمپر فرض ہے کہ امر تنقیح طلب مذکور یعنی تاثیر الکزینڈر صاحب کے حکم کی جسکی نسبت حاکم موصوف اور بیڈکاک صاحب نے مختلف آراے ظاہر کی ہین تجویز کرین۔

لہذا ہمارے واسطے یہ ضروری ہوا کہ تجویز اس امر کی کرین کہ آیا جیسی کہ اپیلانٹان مدعیان نے حجت کی ہے حکم الکزینڈر صاحب کمشنر کا اس سبب سے خلاف اختیار تھا کہ حاکم موصوف کو کوئی اختیار کرنے تجویز ثانی اپنے پیشرو کے حکم کا نہ تھا اور اگر یہ صورت ہے تو آیا مشتری کو کوئی حق با مراق لبنت جایداد متنازعہ کے حاصل ہے یا نہین لیکن منجانب مدعا علیہم اپیلانٹان یہ عذر کیا گیا ہے کہ اگر منصف کرنے تجویز ثانی کا نہین ہوتا ہم کمشنر کے روبرو اپیل نہین ہوسکتا تھا اور بدینوجہ حکم کلکٹر مشعر منظوری نیلام ایک حکم جایز تھا اور یہ نالش ڈسمس ہونی چاہئے۔

واضح ہو کہ نسبت حق اپیل کے یہ کافی ہے کہ مقدمہ ساوہو مرن سنگہ بنام نیج دیولال (۱) کیطرف توجہ کیجاوے جسمین یہ تجویز ہوئی ہے کہ قانون مین اجازت اپیل کی بنا راضی ایسے حکم کلکٹر کے ہے ہمکو واضح ہوتا ہے کہ یہی امر بمقدمہ رام لگن اوجہا بنام بھوانی اوجہا (۲) پیش کیا گیا تھا لیکن اسکا فیصلہ نہین کیا گیا تھا گو ہمارے نزدیک تجویز مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شبہہ بابت قاعدہ کے جو بذریعہ فیصلہ اول کے ظاہر کیا گیا تھا حکام ذیعلم کو بعد غور کامل کے اوپر ان دلایل کے جو اپیل مین کئے گئے ہم اس راے سے اتفاق کرتے ہین جو مسٹر جسٹس نے مقدمہ اول الذکر ظاہر کی تہی ہمکو کچھ شک نہین ہے کہ اول حکم جو بار لو صاحب نے ۴ ستمبر ۱۸۸۵ء کو صادر کیا قانوناً صحیح ہے عنوان تجویز حاکم موصوف سے ہمارے نزدیک یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تجویز مذکور بمطابق ایک اپیل بنا راضی حکم کلکٹر بہاگلپور کے نہ بوقت منظوری نیلام بلکہ بوقت نامنظوری

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۔ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۹

پریاگ لال ۱۸۹۵ء بنام نراین سنگہ

تجویز ثانی بغرض کہ غور کرنے اوپر حکم منظوری نیلام کے صادر کی گئی تہی مگر غرض اپیلانٹ کی بلاشک یہ تہی کہ تاثیرات رو لوازمات احکام کی رفع ہو جاے یعنی نیلام منسوخ ہو اور وہ اسطرحپر مالک اوس جایداد کے جو نیلام ہوگئی تہی پہر ہو جاے اور متن تجویز مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل مذکور فی الواقع بنا رد حکم منظوری نیلام کے کیا گیا تہا ہم عنوان حکم مذکور کو بہت وقعت نہین دیتے ہین جو ہمارے نزدیک غلط ہے یا ممکن ہے کہ وہ ناکمل بیان اوس معاملہ کا ہو جو روبرو کمشنر کے پیش کیا گیا اور وہ مقدمہ اپیل کا تہا ورا وسکی تجویز اوسی طرحپر کیگئی تہی لہذا کوئی جایز اعتراض اس امر مین نہین ہے کہ ہم تجویز اوس امر کی کرین جو فی الواقع متنازعہ ہے یعنی آیا حکم بارنو صاحب کی تجویز ثانی ہوسکتی تہی یا نہین ۔

مین یہ تسلیم نہین کرسکتا کہ ایسا اختیار ہر افسر صیغہ عدالتی بالا کو حاصل ہے وہ ایک ایسا اختیار ہے جو عہدہ داران صیغہ عدالتی کو اندر بعض حالات کے حاصل ہے اور بدینوجہ یہ قیاس نہین کیا جاسکتا کہ جب وہ اختیار اسطرحپر دیا گیا ہو تو وہ ہر عہدہ دار کو لطور ایک امر لازمی کے حاصل ہے اگر یہ صورت ہوتی تو کوئی ضرورت نہ تہی کہ کوئی قانون نسبت امر مذکے وضع کیا جاے ہم یہ تجویز نہین کرسکتے کہ یہ تمام وضع قانون غیر ضروری تہا لیکن نسبت اون معاملات کے جو ہمارے روبرو اب پیش ہین ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ وہ حصص مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جنکی روسے اختیار تجویز ثانی کا دیا گیا ہے اور جو استعمال اختیارات مذکور سے متعلق ہین کارروائیات حسب ایکٹہاے بنگال ۱۸۶۵ء و ۱۸۶۹ء سے متعلق نہین کئے گئے ہین دفعہ ۱۹ ایکٹ ۱۸۶۹ء مین یہہ قرار دیا گیا ہے کہ بعض حصص مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اون کارروائیات سے متعلق ہونگے جو بابت سارٹیفکٹون کے کی جاین لیکن ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ حصہ مجموعہ کا جو متعلق تجاویز ثانی کے ہے جزو قانون مندرجہ دفعہ مذکور نہین ہے دفعات مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلقہ اپیل بہی اوس دفعہ سے متروک کی گئی ہین لیکن وجہ اس ترک کی عیان ہے حق اپیل اندروے ایکٹ بنگال ۱۸۶۹ء دفعہ ۲ کے عطا کیا گیا ہے اور یہ جیسا کہ مقدمہ سادہو سرن سنگہ بنام پنچ دیولال (۱) مین تجویز ہوا ہے کہ جس سے ہمکو اتفاق ہے کارروائیات حسب ایکٹ ۱۸۸۰ء بہی بوجہ دفعہ ۲ ایکٹ مذکور کے متعلق تصور کیا گیا ہے کوئی حکم واسطے تجویز ثانی ایسی تجویز کے درج نہین کیا گیا ہے جو بر طبق اپیل کے صاحب کمشنر نے بحب

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱ ۔

۱۸۹۵ء
لالہ پرپاگ لال
بنام
جے نراین سنگھ

اختیارات عطیہ دفعہ ایکٹ بنگال ہشتم ۱۸۷۶ء کے صادر کی ہوا ایکٹ ۸ و ۱۸۷۹ء و ۱۸۸۰ء دونون مین اسکی بابت کچھ ذکر نہین ہے ہمکو زیادہ تر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قانون مین دیگر ذرایع واسطے تصحیح ایسے حکم کے جو کمشنر نے برطبق اپیل صادر کیا ہو درج کیے گئے ہین کیونکہ اندرون دفعہ ۴۴ ایکٹ ۱۸۷۹ء کی بورڈ مال کو اختیار عام نگرانی اور دست اندازی کارروائیات صاحبان کمشنر حسب ایکٹ مذکور مین دیا گیا ہے پس ہر شخص جو ایسے حکم سے ناراض ہو جو کسی کمشنر نے برطبق اپیل صادر کیا ہو یہ چارہ کار رکھتا ہے کہ اسپر بورڈ مال کی توجہ مایل کرے نہ بذریعہ درج کرنے حکم واسطے تجویز ثانی ایسے حکم کے صریحاً یا بذریعہ متعلق کرنے مجموعہ ضابطہ دیوانی درباره تجاویز ثانی احکام مذکور کے اور بذریعہ دینے کے حکام اعلی بورڈ مال کو اختیار نگرانی اور دست اندازی کا ایسے حکم مین جو کسی کمشنر نے صادر کیا ہو واضعان قانون نے میری دانست مین یہ ظاہر کی ہے کہ ایسے حکم کی تجویز ثانی نہوسکیگی بلکہ اوسکی نظر ثانی بورڈ مال سے بغرض حصول نتیجہ مذکور ہو سکے گی۔

ان وجوہ سے میری یہ راے ہے کہ حکم الکزینڈر صاحب مشعر منظوری نیلام خلاف اختیار تھا اور بے اثر ہے اور بموجب اوس حکم کے جو بارلو صاحب نے ۲۴ ستمبر ۱۸۸۵ء کو صادر کیا جسمین نیلام مذکور منسوخ قرار دیا گیا مشتری کو کوئی حق جایز حاصل نہین ہوا۔

ان وجوہ سے اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے

اپیل ڈسمس کیا گیا

باجلاس گہوس صاحب جسٹس و رمپینی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
۱۰ جنوری

دوارکا ناتھ مصر وغیرہ (مدیونان ڈگری) بنام برندا ناتھ مصر (ڈگریدار)+

تقسیم ڈگری ناکش تقسیم مین۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۳۰ درخواست واسطے عمل مین لانے تقسیم کے۔ ایکٹ حد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء)

مدعی نے ڈگری تقسیم ۱۸۸۹ء مین حاصل کی اور اول ایک درخواست واسطے کرنے جاری تقسیم کے بذریعہ ایک ثالث کے ۱۸۹۰ء مین پیش کی یہہ درخواست خارج ہوئی اور دوسری درخواست ۲۴ جولائی ۱۸۹۰ء کو دیگئی بعد ازان ثالث نے ثالثی سے انکار کیا اور درخواست خارج کیگئی درخواست حال بتاریخ ۱۰ اگست ۱۸۹۳ء کو دیگئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ تاریخ درخواست سابق سے تین برس سے

+ اپیل از حکم نمبر ۳۴۵ سال ۱۸۹۴ء بنام اصلی حکم صادرہ ایف کولی صاحب جوڈیشل کمشنر چھوٹا ناگپور مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۴ء مشعر منسوخی حکم صادرہ بابو امرت لال جج ماتحت رانچی مورخہ ۲۰ جون ۱۸۹۳ء

۱۸۹۵ء
راکانا تہ مصر
بنام
زندانا تہ مصر

زیادہ گذر گئے ہین لہذا درخواست حال حسب ۱۷۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت کے ممنوع السماعت ہے عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز کی کہ دفعہ ۱۷۸ اور دفعہ ۱۷۹ اوسمین متعلق ہے لیکن چونکہ مدعی نے درخواست اندر تین برس کے اوس تاریخ سے گذرانی ہے جب ثالث نے ثالثی سے انکار کیا لہذا درخواست بین المیعاد ہے ۔

بلحاظ احکام دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تجویز ہوئی کہ کارروائیات بغرض عملمین لانے تقسیم کے کارروائیات داخل کارروائیات نالش ہین اور نہ کارروائیات بصیغہ اجرائیڈگری بدو کوئی درخواست باضابطہ ضروری نہین تہی کیونکہ عدالت پر لازم تھا کہ کارروائی نالش کی کرے اور ڈگری قطعی صادر کرے اور جو درخواست کہ یکم اگست ۱۸۹۱ء کو دی گئی ایسی درخواست نہی جس سے میعاد سماعت متعلق ہو۔

رسپانڈنٹ اپیل ہذا نے ایک نالش بنام اپنے شرکا یعنی اپیلانٹان حال کیواسطے تقسیم اپنے حصہ واقع جائداد ہائے غیر منقولہ موروثی کے دائر کی اور عدالت جج ماتحت رانچی سے ۱۰ مارچ ۱۸۸۵ء کو ایک ڈگری حاصل کی بر طبق اپیل ڈگری مذکور ساتھ ایک ترمیم کے جو صرف بتعداد حصہ مدعی سے متعلق تہی بحال رہی بعد ازان رسپانڈنٹ نے ایک خواست حسب نمونہ محکومہ دفعہ ۳۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تقرر ایک خاص شخص کے جسکا نام اوسمین بطور ثالث کے مندرج تھا واسطے عمل مین لانے تقسیم کے گذرانی اور مدعا علیہم اپیلانٹان حال استدعاے تقرر مذکور مین شامل ہوئے درخواست مذکور منظور ہوئی لیکن اوس ثالث نے جسکے پاس کاغذات بہیجے گئے تہے کاغذات مذکور کو ۱۳ مضمون کی عبارت ظہری لکھکر واپس بہیجا کہ فریقین نے ایسی کارروائی مناسب نہین کی کہ وہ تقسیم جائداد عمل مین لاسکے درخواست مذکور ۴ اگست ۱۸۸۸ء کو خارج کی گئی اوسی قسم کی درخواست پہر ۲۲ جون ۱۸۸۸ء کو دیگئی اور وہی ثالث پہر مقرر ہوا لیکن اونسے ثالثی سے انکار کیا اور کاغذات ۱۳ ستمبر ۱۸۸۸ء کو واپس بہیجدیے درخواست مذکور ۲۶ ستمبر ۱۸۸۸ء کو اس بنا پر خارج ہوئی کہ طلبانہ اجراے اطلاعنامجات داخل نہین کیا گیا درخواست حال یکم اگست ۱۸۹۱ء کو اوسی شکل مین ایک اور شخص کو بطور ثالث واسطے عمل مین لانے تقسیم کے نامزد کرکے پیش کی گئی لیکن مدعا علیہم نے (جواب اپیلانٹان ہین) منجملہ اور وجوہ کے اسوجہ پر عذر کیا کہ درخواست مین اس سبب سے تمادی عارض ہے کہ تاریخ درخواست سابق یعنی ۲۲ جون ۱۸۸۸ء سے تین برس سے زیادہ گذر گئے ہین ۔

۱۸۹۵ء
دوارکاناتھ مہتہ
بنام
برنداناتھ مہتہ

جج ماتحت کی یہہ راے ہوئی کہ ڈگری ۱۰ - مارچ ۱۸۸۵ء صرف ایک ''ڈگری درمیانی'' تھی اور درخواستین اوسکے بعد کی گو مطابق نمونہ درخواست ہاے اجراء ڈگری کے گذرانی گئین صحیح طور پر درخواست ہاے اجراء ڈگری نہ تہین بلکہ وہ محض ایسی درخواستین تہین جنکے ذریعہ سے عدالت سے تحریک تکمیل ڈگری کی گئی مگر حاکم موصوف نے درخواست حال کو اس بنا پر نامنظور کیا کہ بموجب دفعہ ۱۷۸ ایکٹ حد سماعت کے وہ ممنوع السماعت ہے حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا۔

''میری یہہ راے ہے کہ وہ ممنوع السماعت ہے درخواست اس قسم کی اندر درخواست ہاے مندرجہ دفعہ ۱۷۸ ضمیمہ ایکٹ حد سماعت ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے داخل ہے اور وہ زمانہ جس سے میعاد شروع ہوتی ہے جیسا کہ مذکور مندرج ہے وہ وقت ہے جب حق درخواست کرنیکا پیدا ہوتا ہے بلحاظ حالات مقدمہ کے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ حق درخواست کرنے کا اوسوقت پیدا ہوا کہ ایشر بابو ثالث نے کاغذات ۲۸ - جولائی ۱۸۸۸ء کو اس تحریر کے ساتہہ واپس کئے کہ فریقین کوئی کارروائی نہین کرتے ہین چونکہ درخواست حال تین برس سے زیادہ بعد تاریخ مذکور کے گذری ہے بنا بر اوہ بموجب دفعہ ۱۷۸ ایکٹ حد سماعت کے ممنوع السماعت ہے''۔

مدعی نے بحضور جوڈیشل کمشنر چہوٹا ناگپور اپیل کیا اور حکم حاکم ممدوح کا حسب ذیل ہے۔

''میرے نزدیک جج ماتحت کی یہہ تجویز صحیح ہے کہ چونکہ مقدمہ مین ڈگری قطعی صادر نہین کیگئی ہے لہذا دفعہ ۱۷۸ ضمیمہ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء متعلق ہوگی (اگر حد سماعت مطلقاً متعلق ہو) لیکن وہ تاریخ کہ جسکو کاغذات واپس بہیجے گئے جج ماتحت نے غلطی سے ۲۸ - جولائی ۱۸۸۸ء تحریر کی ہے جواب اوس شخص نے جسکو دونون فریق نے قبول کیا تہا ۱۸۸۸ء مین دیا تہا اور درخواست تقسیم جو ۲۳ - جون ۱۸۸۸ء کو دیگئی تہی ۲۶ - ستمبر ۱۸۸۸ء تک طے نہین ہوئی تہی۔

درخواست عدالت مین واسطے کرنے کارروائی مقدمہ کے جو یکم اگست ۱۸۹۱ء کو دیگئی تہی اسطرح پر اندر تین برس کے اوسوقت سے گذری تہی جب ایشر چندر چودہری نے ثالثی سے انکار کیا اور جب کارروائیات بذریعہ تقرر ایک اہل کمیشن کے ہوسکتی تہین لہذا میرے نزدیک جج ماتحت کو چاہئے تہا کہ تقسیم عمل مین لائے''۔

اپیل حال بنا راضی اس حکم کے دائر کیا گیا۔

بابو گولپ چندر سرکار منجانب اپیلانٹ۔ دفعہ ۱۷۹ - اور دفعہ ۱۷۸ مقدمہ ہذا سے متعلق ہے ڈگری مورخہ ۱۰ - مارچ ۱۸۸۵ء ایک ڈگری قطعی تہی اور جو درخواستین کہ اوسکے بعد دی گئین درخواست صیغہ اجراء ڈگری تہین بمقدمات بپن بہاری مودک بنام لال موہن چہوپادہیا (۱) و بہولاناتہہ داس بنام سونامنی داسی (۲) و دولہن گولپ کنور بنام رادہا دولاری کنور (۳)

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۹ - (۲) ایضاً جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۴
(۳) " " " جلد ۱۹ صفحہ ۴۶۳ -

۱۸۹۵ء
ارکاناتھ مصر
بنام
ماناتھ مصر

ایسی ڈگریات واسطے اغراض اپیل کے قطعی تصور کی گئی تہین وہ واسطے غرض اجرائے ڈگری کے بہی قطعی تصور کیجانی چاہئین تجاویز ہائیکورٹ مدراس بمقدمات سیشن بنام راجہ گوپالا (۱) و راماسامی بنام انداپلے (۲) اسناد واسطے اس مسئلہ کے ہین کہ درخواست ہائے اجرائے ڈگری تقسیم مین تمادی عارض ہو سکتی ہے ورنہ تعمیل ڈگری کی بہت عرصہ تک ملتوی رکہی جاسکتی ہے درخواست حال مطابق معمولی نمونہ درخواست اجرائے ڈگری کے گذرانی گئی تہی اگر مدہ ۱۷۸ بہی متعلق ہو تو حق درخواست کرنے کا تاریخ ڈگری کو پیدا ہوا اور درخواست مین تمادی عارض ہے۔

بابو جوگیش چندر رے منجانب ریسپانڈنٹ۔ کوئی میعاد مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے ایک نظیر حال کا فیصلہ پرنسپ صاحب جسٹس گہوس صاحب جسٹس بمقدمہ مہادیو رام تیواری بنام امن ناتھ تیواری (۳) یعنی اپیل بنا راضی حکم نمبر ۷۵ سنہ ۱۸۹۴ء بالکل متعلق ہے۔

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۳۷۔
(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۴ و انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۵ (بصیغہ تجویز ثانی)
(۳) یہ مقدمہ پرنسپ صاحب جسٹس وگہوس صاحب جسٹس نے ۴ دسمبر ۱۸۹۴ء کو فیصل کیا۔

مسٹر ٹی اسے اپکار و بابو جوگیش چندر رے منجانب اپیلانٹ۔
مولوی سید شمس الہدیٰ و بابو کرنا سندھو مکرجی منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز ہائیکورٹ حسب ذیل ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین ۵ جون ۱۸۷۶ء کو ایک حکم جو تاثیر ڈگری کی رکہتا تہا ایک نالش تقسیم بعض جایداد متنازعہ مملوکہ مختلف اشخاص مین صادر کیا گیا تہا مگر خود فریقین ونیز عدالت نے ظاہرا اسوقت سے لوئیت اون کارروائیات کی غلط سمجہی جو اوسکے بعد بغرض تکمیل حقوق اشخاص مذکور کے ہونی چاہئین تہین جو حکم کہ اسوقت صادر کیا گیا تہا ایک تقسیم قطعی نہ تہا بلکہ اوسکے ذریعہ سے مختلف جایداد مین مختلف اشخاص کو بغرض ظاہر کرنے حصص ہر ایک کے اشخاص متعلق مذکور سے دی گئی تہین معلوم ہوتا ہے کہ جو کارروائیات بعد ازان کی گئین شروع سے آخر تک بوداس حکم کے یہی جواب اپیل مین ہمارے روبرو ہے بطور کارروائیات اجرائے ڈگری کے متصور ہوئین دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بالکل نظر انداز کیگئی تہی ملاحظہ دفعہ مذکور سے ظاہر ہوگا کہ مجموعہ مذکور کا مقصود ایسی ڈگری سے ہے جو بعد دریافت کرنیکے اہل کمیشن سے صادر کیجاتی ہے اہل کمیشن مذکور حصص ہر فریق مقدمہ کے قرار دیگا اور حصص مذکور کو بذریعہ حد بندی کے اگر ضرورت ہو ممیز کریگا اول نمبر دہی نے ۲۴۔ مارچ ۱۸۸۱ء کو کی اور ادسکی درخواست پر ایک امین عدالت دیوانی بطور اہل کمیشن کے حسب دفعہ ۳۹۶ واسطے کرنے تقسیم ضروری کے مقرر کیا

۱۸۹۵ء
دوارکا ناتھ مصر
بنام
برندا ناتھ مصر

بابو کرناسند ہوکر جی منجانب مذکور - خاص وجہ واسطے اجازت اپیل کے بنا راضی احکام اس قسم کے تجویز پرنسپ صاحب جسٹس مین جو بمقدمہ اجلاس کامل (۱) صادر ہوئی منہدج ہی نسبت مشابہ صدور تہا ی درخواست بغرض متحقق کرنے زرداصلات کی ایک اجلاس کامل عدالت ہذا نے بمقدمہ پولن چند بنام رائے رادھاکشن (۲) یہہ تجویز کی تہی کہ ایسی درخواست تسلسل نالش ابتدائی کے تصور کرنی چاہئے اور یہ کام زیادہ تر عدالت کا ہے نہ فریقین کا کہ ڈگری کی تکمیل کری بمقدمہ سیشن بنام راجہ گوپال (۳) و راماسامی بنام اناپلے (۴) ڈگریات بالکل مختلف قسم کی تہین اور نسبت اوس امر کے جواب پیش کیا گیا ہے بحث نہین کی گئی تہی -

صادر ہو گیا تہا اور مطابق اوس حکم کے جو صادر ہوا تھا ادسنے ایک رپورٹ ارسال کی برطبق اسکے مین اشخاص الم ناتھ تیواری وغیرہ نے یہ عذر کیا کہ بعض اراضیات بہومین نذری تقسیم مین شامل ہونی چاہئین الم ناتھ تیواری کا نام بطور مدیون ڈگری کے لکہا گیا تہا لیکن وہ کسی معنی مین جہانتک کہ کارروائیات کو اوسوقت تک تعلق تہا مدیون ڈگری نہ تہا برطبق اسکی عدالت نے یہہ ہدایت کی کہ یہہ اراضیات تقسیم مین شامل کیجانی چاہئین یعنی ترمیم اوس رپورٹ کی جو امین عدالت دیوانی نے کی تہی ضروری تہی فریقین نے مطابق حکم مصدرہ کے ضروری فیس واسطے کارروائیات مزید اہل کمیشن کے داخل نہین کی لہذا کارروائیات مین توقف ہوا اور بالآخر وہ بند ہو گئین اور مقدمہ خارج ہو گیا یہی حکم مذکور مین مندرج ہے مگر اوس ڈپٹی کمشنر نے جسکے روبرو نالش دائر کیگئی تہی کوئی حکم رپورٹ امین پر جو پہلے سے حاکم موصوف کے روبرو تہی بتحریر اس امر کے صادر نہین کیا کس ذریعہ سے تقسیم عمل مین آسکتی تہی بالآخر ۱۰- نومبر ۱۸۸۱ء کو مبلغ لعہ الم ناتھ تیواری نے ادا کئے اور امین عدالت دیوانی کو یہہ ہدایت کی گئی کہ تقسیم حدبندی عمل مین لائے مگر یہان تک کارروائی ہو کر رہگئی لیکن ۱۸۸۴ء مین مدعی نے درخواست واسطے نیلام کئے جانے جایداد سے الم ناتھ تیواری وغیرہ کے بغرض وصول اوس زرخرچہ کے گذرانی جو اوسکو برطبق تاصر رہنے اون اشخاص کے نافذ کرنے اون عذرات مین جو نسبت اوس رپورٹ امین کے کئے گئے تہے جو ابتدا کی گئی تہی دلایا گیا تہا اسکے ساتھ ہی درخواست مین یہ استدعا تہی کہ ڈگری قطعی واسطے تقسیم عمل کے صادر کیجائے اجرا ڈگری بغرض وصول خرچہ کے نامنظور ہوئی کیونکہ یہ تجویز کی گئی کہ خرچہ مذکور صرف بوقت ختم ہونے نالش کے قابل وصول ہوگا لیکن کوئی حکم نسبت دیگر جزو درخواست متعلقہ ڈگری تقسیم کی صادر نہین کیا گیا یہہ حکم ۱۲- جنوری ۱۸۸۵ء کو صادر ہوا اسکے بعد جس کارروائی کا ہونا ہمکو معلوم ہوتا ہے - ایک درخواست اجرا ڈگری کی تہی جو ۱۰- جون ۱۸۸۹ء کو داخل کیگئی تہی ظاہرا اس درخواست

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۴۴۰ (۲) ایضاً جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۲ - (۳) ایضاً مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۶
(۴) ،، ،، مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۲ -

۱۸۹۵ء
رکانا ۔۔۔
بنام
زمانا ۔۔۔

بابو گولپ چندر سرکار کی سماعت جواب دہی کی گئی۔

تجویز عدالت رگھوس صاحب جسٹس و رمپنی صاحب جسٹس یا گھوس صاحب جسٹس نے صادر فرمائی

گھوس صاحب جسٹس - یہہ اپیل ایک ایسی درخواست سے پیدا ہوا ہے جو ۲۴ اگست ۱۸۹۰ء کو اسغرض سے دی گئی تہی کہ ایک ایسے حکم کو نافذ کیا جاوے جو بشکل ڈگری تحریر کیا گیا تہا اور جو از روئے قانون تاثیر ڈگری کی رکہتا تہا حکم مابہ البحث ۱۰ مارچ ۱۸۸۵ء کو ایک نالش تقسیم میں صادر کیا گیا تہا اوسوقت جب کہ صادر کیا گیا تہا عدالت نے حقوق جداگانہ فریقون کے تجویز کئے لیکن کوئی تقسیم بذریعہ حدبندی کے اُسوقت عمل میں لائی گئی تہی بعد ازان فریقین نالش نے ۱۰ جنوری ۱۸۸۶ء کو عدالت میں ایک درخواست بدین استدعا گذرانی کہ عدالت کسی شخص کو بطور ایک ثالث بغرض تقسیم کرنے جائداد کے امین ادنکے مقرر کرے عدالت نے بموجب اُس استدعا کے جو اسطرح کیگئی تہی مسل اُس شخص کے پاس بہیجی جسکو فریقین نے نامزد کیا تہا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بعد اسکے کہ بعض کارروائیات فریقین نے بغرض تقسیم کے کین اونہون نے پیروی نہین کی اور نتیجہ یہہ ہوا کہ اُس ثالث نے جو مقرر کیا گیا تہا کاغذات عدالت مین واپس بہیجے اور عدالت نے ۴ اگست ۱۸۸۶ء کو درخواست مذکور خارج کی بعد ازان ایک اور درخواست ۴ جون ۱۸۸۸ء کو واسطے غرض مذکور کے پیش کی گئی برطبق اسکے وہی شخص جسکو فریقین نے پیشتر ثالث مقرر کیا تہا ۔۔۔ پر کوئی کارروائی نہین ہوئی اور بالاخر اسکی تجدید ۲۰ ستمبر ۱۸۹۰ء کو ہوئی جج ماتحت اور نیز جوڈیشل کمشنر یعنی جج نے برطبق اپیل یہ تجویز کی کہ اس درخواست مین تمادی عارض ہے ہر دو عدالت نے کارروائیات مذکور کو جیسا کہ پیشتر بیان کیا گیا یعنی کارروائیات تصور کیا جو بصیغہ اجرائے ڈگری کیگئین اور اون سے وہ میعاد متعلق کی جو اجرائے ڈگریات سے متعلق ہے ہمکو کچہ شک نہین ہے کہ وہ رائے قانون جسپر عدالت ہائے ماتحت نے عمل کیا ہے غلط ہے جو کارروائیات کیگئین کسی طرح پر ایسی کارروائیات تصور نہین کیجا سکتین جو اجرائے ڈگری مین کیگئی ہون بلکہ زیادہ تر ایسی کارروائیات تہین جو اثنائے نالش تقسیم مین کیگئین اسمین کچہ شک نہین کہ ان سب سے جسکو مقدمہ سے تعلق تہا بہت غفلت کی ہے یعنی خود فریقین اور امین عدالت دیوانی اور نیز اُس حاکم نے جسکے روبرو نالش مذکور شروع کیگئی تہی اور جسکی عدالت مین وہ دائر تہی احکام مذکور مین سے کوئی حکم مناسب طور پر ایسا تصور نہین کیا جا سکتا کہ جسکے اشخاص متعلقہ نالش پابند ہون ہماری رائے مین کوئی امر ایسا نہین ہے جو مقدمہ

۱۸۹۵ء
دوارکاناتھ مسر
بنام
برنداناتھ مصر

ثالث مقرر کیا گیا لیکن اُس نے معاملہ مذکور مین کارروائی کرنے سے انکار کیا چنانچہ اوس نے ۴ ستمبر ۱۸۸۸ء کو مسل واپس بھیجی بعد ازان مقدمہ مذکور خارج کیا گیا اور درخواست حال جیسا کہ پیشتر بیان کیا گیا یکم اگست ۱۸۹۱ء کو اسغرض سے گذرانی گئی کہ جایداد ہم منشاء نالش کی تقسیم مابین فریقین کے کیجاے ۔

مدعا علیہم نے نسبت درخواست ہذا کے اس بنا پر عذر کیا کہ اوس مین بموجب احکام ۱۷۹ ضمیمہ ایکٹ حد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) تمادی عارض ہے ۔

عدالت ہاے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ اگر مقدمہ سے کوئی میعاد متعلق ہے تو وہ مد ۱۷۸ ایکٹ حد سماعت ہے اور چونکہ درخواست حال تین برس کے اندر اُس وقت سے گذرانی گئی ہے جب ثالث مقررہ عدالت نے کارروائی کرنے سے انکار کیا لہذا وہ بخوبی بمیعاد ہے

اپیل حال منجانب مدعا علیہم کے ہے اور فاضل وکیل اپیلانٹان نے ہمارے روبرو یہہ حجت کی ہے کہ ایکٹ حد سماعت کی جو مقدمہ ہذا سے متعلق ہے مد ۱۷۹ ہے اور نہ مد ۱۷۸ اور چونکہ کوئی کارروائی ڈگریدار نے اندر تین برس کے تاریخ درخواست ما سبق سے نہین کی جو مورخہ ۲۲ جون ۱۸۸۶ء تھی لہذا درخواست حال مین تمادی عارض ہے ۔

مگر بلحاظ نالش اور عبارت اُس حکم کے جو مابین فریقین کے ۱۰ مارچ ۱۸۸۶ء کو تحریر کیا گیا تھا ہم یہہ تصور کرتے ہین کہ حکم ما بہ البحث بموجب احکام فقرہ اول دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تھا جو حسب ذیل ہے "اگر کسی مقدمہ مین تقسیم جایداد غیر منقولہ کی جو مالگذار سرکار نہو عدالت کی دانست مین ضروری ہو تو عدالت کو جایز ہے کہ بعد تحقیق کرنے اسبات کے کہ کون کون اشخاص اُس جایداد مین حقیت رکھتے ہین اور اونکے کیا کیا حقوق اُس مین ہین کمیشن بنام ایسے اشخاص کے جنکو مناسب جانے اون حقوق کے موافق تقسیم کرنے کے لئے صادر کرے"۔ دفعہ مذکور مین مزید بران یہ حکم ہے ۔ لازم ہے کہ اہل کمیشن اُس جایداد کی تحقیق معائنہ کرکے اوسکو اتنے حصون مین جنکی ہدایت اُس حکم مین ہو جسکے بموجب کمیشن صادر کیا گیا ہو تقسیم کردین اور اُن حصون کو اون اشخاص کیواسطے مقرر کرین اور اگر اُس حکم مین ایسی اجازت ہو

ہو مین اسطرحپر کارروائی کرنے کا مانع ہو کہ ایسی ڈگری تعلی کیجاے جیسی دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منشا مین داخل ہے چنانچہ ہم احکام ہر دو عدالت کو منسوخ کرتے ہین اور یہ حکم دیتے ہین کہ تجویز مقدمہ کی کیجائے ۔

زبانی پر بلکہ بلا کسی ایسی درخواست کے کوئی تاریخ واسطے سماعت اول تحقیقات مذکور کے مقرر کرتی اور بعد سماعت تقریر فریقین اور تعین اون امور تنقیح طلب کے جو واسطے تصفیہ معاملہ متنازعہ کے ضروری ہوتے مقدمہ کی نسبت اوسیطور پر عملدرآمد کرتی کہ گویا وہ ایسا مقدمہ تجویز کر رہی ہے جو عرضی نالش پر مبنی ہے"۔

اون اصولون کو مد نظر رکھکر جو اوس مقدمہ مین پائے جاتے ہین جنکا ہمنے ابھی حوالہ دیا ہے اسمین کچھ شک نہین ہوسکتا کہ مدعی اوس مقدمہ کو جبکہ حکم ۸ مارچ ۱۸۸۶ء بغرض عملمین لانے تقسیم جایداد کے جو منشا نالش بہی صادر ہوا تہا درخواست باضابطہ پیش کرنیکی ضرورت نہی عدالت پر لازم تہا کہ برطبق کسی درخواست زبانی یا تحریری کے کارروائی نالش کی کرے اور اوسمین ایک ڈگری قطعی بعد مقرر کرنے ایک اہل کمیشن کے واسطے عملمین لانے تقسیم جایداد کے صادر کرے یہی رائے ایک اور مقدمہ مین جسکا فیصلہ عدالت ہذا پر نسپ صاحب جسٹس و گھوس صاحب جسٹس نے ۳ ستمبر ۱۸۹۵ء کو کیا تہا اپیل از حکم نمبر ۵ ۱۸۹۴ء قایم کیگئی تہی اور بہ تقلید اوس فیصلہ کے ہمارے نزدیک کوئی میعاد واسطے اوس درخواست کے نہین ہوسکتی جو مدعی نے یکم اگست ۱۸۹۱ء کو پیش کی تہی۔

ہمکو یہ بھی تحریر کرنا چاہئے کہ وکیل ذیعلم اپیلانٹان نے اثناے بحث مین بعض فیصلہ جات ہائیکورٹ مدراس کا حوالہ دیا ہے لیکن یہ معلوم ہوگا کہ اون مقدمات مین سے کسی مقدمہ مین خاص یہی امر جسپر ہمکو مقدمہ ہذا مین غور کرنا ہے پیش نہین کیا گیا تہا اور نہ اوسکی بابت بحث کی گئی تہی۔ نسبت اوس رائے کے جو عدالت ماتحت اپیل نے ظاہر کی ہے کہ دفعہ ۱۷۸ ایکٹ حد سماعت متعلق ہوسکتی ہے ہم یہ خیال کرنیپر مائل ہین کہ مذکورہ واقعات مقدمہ ہذا سے بہت کم تعلق رکھتی ہے یا مطلقاً تعلق نہین رکھتی۔

بلحاظ اس رائے نسبت معاملہ کے اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جائیگا۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

پریوی کونسل

کارکا سنگہ وغیرہ (مدعا علیہم)

بنام

پرسرام (مدعی) ✦

[برطبق اپیل منجانب عدالت جوڈیشل کمشنر اودہ]

واصلات حکم شفعہ بلا پانے واصلات کی جو زرِ ڈگری دلائی گئی ہو اختیار سماعت شرط مندرجہ ممتک جسکا الفاظ نہین ہے ترک کی ایک جزو رقم کا اپیل مین کم ہوجانا اوس تعداد سے جو بلحاظ حد مالیت قابل اپیل کے قرار پائی ہے۔

✦ اجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ شینڈ صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر آرتھر ہابہاوس صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب۔

ایک حکم جسمین عدالت اجراکنندہ ڈگری نے یہ خیال کیا تہا کہ ڈگریداران کو واصلات ملنی چاہیئے حالانکہ ازروے ڈگری کے واصلات نہین دلائی گئی تہی خلاف اختیار تہا اور موثر متصور نہین ہو سکتا۔

یہ حکم بعدازان اسوجہ سے منسوخ ہوا کہ وہ بلا اختیار صادر ہوا تہا مگر وہ بوقت تحریر کئے جانے تمسک مناط نالش کے جسکو ڈگریداران مدعاعلیہم حال نے بہ تسلیم زر یافتنی مدعی تحریر کیا تہا برقرار تہا اور اس تمسک مین ایک خاص رقم کے ادا کا وعدہ زر واصلات مین سے جب وہ وصول ہو کیا گیا تہا ڈگریدار نے اپنے مدیون ڈگری سے بعدازان مصالحت کر کے دعوے واصلات ترک کیا لیکن یہ کوئی واقعی رعایت نہ تہی کیونکہ حق نسبت واصلات کے واقعی کچہہ نہ تہا اگرچہ بلا قید اقبال کرنے قرضہ سے وعدہ ادائے قرضہ مذکور مفہوم ہوتا ہے لیکن یہ مفہوم خواہ مخواہ اُس حالت مین لازم نہین آتا جب کوئی صریح وعدہ ادا ایک خاص طریق پر ادر بوقت وقوع کسی خاص امر کے ہو۔

ازروے تعبیر تمسک مذکور کے یہ تجویز ہوئی کہ اقبال مذکور ایک خاص قرضہ سے متعلق تہا جسکے ادا کئے جانیکا اقرار صرف بطریق مشروط کیا گیا تہا اور اسوجہ سے ادائے زر مذکور واصلات کے وصول پر منحصر تہا۔

یہ بہی تجویز ہوئی کہ یہ ثابت نہین کیا گیا کہ عدم ایفائے شرط بوجہ طریق عمل یا قصور مدعاعلیہم کے واقع ہوا اور اسوجہ سے ذمہ واری ادائے رقم مذکور کبہی پیدا یا قابل نفاذ نہین ہوئی

چونکہ مدعاعلیہم کا نیک نیتی سے یہ منشا تہا کہ اپیل نسبت کل رقم ڈگری شدہ کے کرین لہذا اونہون نے سارٹیفکٹ اوخال اپیل بطور ایک اپیل جایز کے بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل کیا بعدازان اپنے مقدمہ مطبوعہ مین اور بوقت سماعت کے اونہون نے ایک جزو اپنے اپیل سے دست برداری کی اور اسطرح زر متدعویہ کی تعداد اوس حد سے کم کر دی جو واسطے اپیل کے اوس حالت مین مقرر ہے کہ جب اجازت خاص حاصل نہ کیگئی ہو۔ **تجویز ہوئی** کہ اس امر سے اپیل ناجایز نہین ہوگیا۔

اپیل بنا راضی ڈگری (۱۶۔جون سنہ ۱۸۹۰ع) مصدرہ جوڈیشل کمشنر مشرقی بحالی ڈگری (۱۲۔ نومبر سنہ ۱۸۸۸ع) مصدورہ صاحب جج ضلع سیتاپور۔

یہ نالش جسمین اپیل ہوا ہے واسطے نفاذ ایک رہنامہ تعدادی ... رکے دایر

۱۸۹۷ء
کالکا سنگہ
بنام
پرسرام

ہوئی جسکو مدعا علیہم نے جو اپیلانٹان ہین بنام سالگرام پدر مدعی رسپانڈنٹ حال کے تحریر کیا تہا اور دعویٰ سود بحساب للعہ فیصدی سال تاریخ تمسک مورخہ ۲۴ اگست ۱۸۹۴ء سے کیا گیا تہا جسکی وجہ سے زرمتدعویہ بقدر ۵۷۵۰ روپیہ کے واپس ہوگیا سالگرام مدعا علیہ کا وکیل نالشاتین تہا اور اُس نے اُنکو روپیہ قرضہ دیا تہا تمسک مین مدعا علیہم نے یہ اقرار کیا تہا کہ ملغ ۲۰۰۰ جزو رقم مذکور بوقت وصول واصلات اُس اراضی کے کہ جسکی بابت اُنہون نے ڈگری بنام دیبی سنگہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۶۶ء کو حاصل کی تہی ادا کرینگے۔

مقدمہ مذکورہ مین نزاع نسبت اثر اس اقرار مندرجہ تمسک کے تہی کہ قرضہ الف زر واصلات مین سے جب وہ وصول ہوا ادا کیا جائے۔ واقعی کوئی واصلات ایسی نہ تہی جسکو مدعا علیہم وصول کرتے از روے ڈگری ۱۸۶۶ء کے واصلات نہین دلائی گئی تہی مگر عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے حکم مورخہ ۳ اپریل ۱۸۷۷ء صادر کیا جس سے دلایا جانا واصلات کا پایا جاتا تہا۔ یہ حکم عدالت بالا سے منسوخ ہوا اور اپیل بنا راضی اس منسوخی کے جوڈیشل کمشنر کے حضور سے ۱۸ فروری ۱۸۹۴ء کو ڈسمس ہوا۔ بعد ازان ڈگریداران نے ۲۴ جولائی ۱۸۹۴ء کو دیبی سنگہ اپنے مدیون ڈگری سے مصالحت کی اور اُسکے منجملہ شرائط کے یہ تہی کہ نامبردگان نے اپنے دعوے زر واصلات سے دست برداری کی اور یہ اقرار کیا کہ حکم مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۹۴ء کا نالش ثانی سے اپیل نہ کرینگے۔

پس اصل بحث بر طبق اپیل ہذا یہ تہی کہ آیا اس نالش مین جو جوڈیشل کمشنر کے روبرو تہی یہ امر صحیح تہی یا نہین کہ مدعا علیہم نے بوجہ نکرنے اپیل بنا راضی حکم ۱۸ فروری ۱۸۹۴ء کے اور بذریعہ تحریر صلحنامہ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۹۴ء کے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ امکان وصول کرنے واصلات کا باقی نہین رہا اور یہ کہ نامبردگان کو یہ منصب نہ تہا کہ اس امر کا جواب دہی رقم الف سے استدلال کرین کہ زر واصلات کبہی قابل وصول نہ تہا وہ واقعات کہ جنپر یہ بحث شرط کے نہ ایفا ہونے کی منحصر تہی ہر دو عدالت نے بالاتفاق تجویز کئے ہین۔ واقعات مذکور اور تجویز حکام عالیمقام مین مندرج ہین اور جو بحث کہ پیش ہے وہ محض متعلق قانون اور تعبیر کے ہے۔

صاحب جج ضلع نے ڈگری کل زر متدعویہ کی معہ سود بحساب للعہ فیصدی سالانہ پانچ ہزار روپیہ اور الف پر سن ابتدا سے ۲۴ جولائی ۱۸۹۴ء کہ وہ تاریخ وصول ہونے زر واصلات کی متصور ہوئی تہی دلایا گیا۔

بر طبق اپیل جوڈیشل کمشنر نے اس رائے کو بحال رکہا بجز اسکے کہ اُنہون نے شرح سود جو تاریخ

سنہ ۱۸۹۹ء
کالکا سنگ
بنام
پرسرام

ارجاع نالش سے قابل ادا قرار پائی تہی ۱۲ سے فیصدی سے کم کرکے ۶ روپیہ فیصدی رکھی حاکم موصوف نے یہ خیال کیا کہ اپیلانٹان نے کوشش کا بینچ حصول واسلات الی نہین کی اونکی پائی ہوئی کہ مدعاعلیہم نے دیدہ و دانستہ اپنے فعل سے وقوع مین آنا اوس امر کا مسدود کیا کہ جسکے واقع ہونے پر الف ۔ مدعی کو بربنائے تمسک واجب الادا ہے پس مدعی کو یہ استحقاق ہو کہ معاہدہ کو منقطع تصور کرکے ہرجہ کی نالش کرے مقدار مناسب ہرجہ کی زر اصل و سود متدعویہ مدعی ہے حاکم موصوف نے ڈگری کو بحال رکہا اور کل زر اصل متدعویہ معہ سود حسب مصرحہ بالا دلایا از روے حکم مورخہ ۷ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء جوڈیشل کمشنر نے اس امر کی تصدیق کی کہ امور ضروری مطلوبہ دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقدمہ مین موجود ہین اور یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو حکم ادخال اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل صادر ہوا ۔

بر طبق اپیل ہذا

مسٹر جے ڈی مین نے منجانب اپیلانٹان قبل کرنے مباحثہ کے نسبت اپیل کے یہ اجازت چاہی کہ وہ اپنے مقدمہ کو صرف الف ۔ پر محدود کرے کیونکہ اوسکو امید کامیابی نسبت بقیہ زر ڈگری شدہ کے نہتی جیسا کہ اپیلانٹ کے مقدمہ مطبوعہ سے ظاہر ہوتا ہے ۔

مسٹر سی ڈبلو آراتہون نے منجانب رسپانڈنٹ یہ عذر کیا کہ ایسا کرنے سے مالیت اپیل ۱۰ ہزار سے جو حد معینہ ادخال اپیل حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے کم ہو جائیگی مشار الیہ نے حوالہ دفعات ۵۹۵ و ۵۹۶ کا دیا اور یہ حجت کی کہ اس طریق عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل درست نہین ہے ۔

حکام عالی مقام نے یہ عذر نامنظور کیا اور اجازت دست برداری یہ رائے ظاہر کرکے عطا کی کہ کوئی عذر بوقت حوالگی مقدمہ اپیلانٹ کے رسپانڈنٹ کو نہین کیا گیا تہا ۔

مسٹر جے ڈی مین نے منجانب اپیلانٹ بعد اسکے یہ حجت کی کہ فیصلہ جوڈیشل کمشنر غلط ہے اور بحث مابین فریقین کا فیصلہ ان خاص امور کے لحاظ سے ہونا چاہیے تہا کہ وہ واقعہ جسکے وقوع پر رقم الف ۔ کی مطابق معاہدہ سنہ ۱۸۷۹ء کے قابل ادا ہو جاتی کبہی وقوع مین نہین آیا انسداد وقوع اس واقعہ کا کسی فعل یا ترک فعل منجانب مدعاعلیہم سے نہین ہوا ملاحظہ کاغذات مقدمہ سے بہ صفائی ظاہر ہے کہ حکم جوڈیشل کمشنر مورخہ ۱۸ - فروری سنہ ۱۸۹۰ء صحیح ہے ۔ دوسری فروری سنہ ۱۸۸۹ء کو کالکا اور جیتے نے درخواست اجرا پیش کی اور حکم مصدورہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری ۱۸۸۶ء مورخہ ۳ -

۱۸۹۴ء
کالکا سنگھ
بنام
بیسر ام

اپریل ۱۸۷۷ء کو ڈگری واصلات تصور کیا اونکی درخواست ۵ - سال کے عرصہ تک دائر رہی اور اسکو صاحب جج ضلع نے بتاریخ ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء اس بنا پر ڈسمس کیا کہ کوئی ایسی ڈگری نہیں کہ جسکے روسے واصلات دلائی گئی ہو - یہ حکم جو ڈیشل کمشنر نے ۱۸ - فروری ۱۸۸۴ء کو بحال رکھا یہ فیصلے صحیح اور مطابق مقدمات منفصلہ کے تھے جنمین سے مقدمہ مسودن لال بنام بھکاری سنگھ (۱) کا حوالہ دیا جا سکتا ہے ڈگریداران پر یہ الزام تھا کہ جب عدالتہائے ماتحت نے ۱۸۷۷ء کو بابت واصلات کے ... اپیل کرتے اگر وہ ایسا کرتے تو اونکو اپنی کوشش مین کامیاب ہوتا قرین قیاس تھا ... ڈگریداران کی ... مصالحت ... واصلات ... تھی جسکی نسبت ... ڈگریداران کو ... کوئی حق نہ تھا ... ایسا حق جسکو وہ ترک کر سکتے تھے ... واصلات ... مصالحت کے ... کے کچھ فرق نہین آیا جو ... کرتے ...

مسٹر سی ڈبلیو ... نے ... بحث کی کہ ... اس کو وقعت مناسب دینی چاہئے ... تھا کہ حکم ... اپریل ۱۸۷۷ء موثر اور قابل پابندی تھا اور واصلات وصول ہو سکتی تھی بعد اسکے چند سال تک حکم مذکور اونکے ... اور جیسا ... جو ڈیشل کمشنر مصدورہ ۱۸۸۴ء سے ہوئی تھی اگر یہ حکم منسوخ ہونا چاہئے تھا تو وہ بطریق معمولی اور مناسب منسوخ ہونا چاہئے تھا بابت اس ... عدالت ماتحت کے کہ وصول ہونا واصلات کا خود ڈگریداران کے افعال سے مسدود ہو گیا یہ حجت کیگئی کہ اون کی ذمہ داری یہ تھی کوشش وصول کرنے واصلات کی جسکا ذکر اونکے معاہدہ مین تھا کرتے بجائے اسکے کہ مطابق اپنے فرض قانونی کے عمل کرتے نامبردگان نے اپیل کرنے سے درگذر کیا اور واصلات کو بذریعہ صلحنامہ کے جو مدیونِ ڈگری کیساتھ کیا گیا چھوڑ دیا اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وے بطور جوابدہی اوس نالش کے جو واسطے اوس روپیہ کے دائر کیگئی جسکے ادا کرنیکا اونہون نے معاہدہ کیا تھا اس امر پر اصرار نہین کر سکتے کہ وہ واقعہ جو داخل ... تھا ظہور پذیر نہین ہوا تمسک مین اقبال واجب ہونے روپیہ کا موجود تھا اگر وہ ذریعہ حاصل کرنے روپیہ کا جسکا بابت خدمات سالگرام کے ادا ہونا قرار پایا تھا

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ہشتم صفحہ ۲۰۲

سنہ ۱۸۹۴ع کاکا سنگہ بنام پرسرام

جبکی موجودگی بوقت معاہدہ باور کی گئی تہی حاصل نہ ہا تاہم یہ امر باقی رہتا ہے کہ زر مذکور کا دعوی ہو سکتا تہا اور اسکی ڈگری صحیح طور پر صادر ہوئی واسطے تعمیل معاہدہ کے یہ ضروری نہ تہا کہ روپیہ اوس طریق سے حاصل کیا جائے جو طریق اوسکے حصول کا ظاہر کیا گیا تہا اور اگر وہ خاص طریقہ کار آمد نہو تاہم حق نسبت روپیہ کے باقی رہتا ہے۔ اور اسکی ڈگری صادر ہونی چاہئیے۔

مسٹر جے ڈی بین سے نسبت خرچہ کے جواب طلب نہیں ہوا اور اونہوں نے یہ عذر کیا کہ اونکو خرچہ اپیل ملنا چاہئیے۔

بعد ازان ۱ دسمبر کو حکام عالیمقام کی تجویز لارڈ ڈیوی صاحب نے صادر کی۔

لارڈ ڈیوی صاحب ۔ یہ ضرور نہین ہے کہ تفصیل نزاعات ماقبل کی جنسے یہ مقدمہ پیدا ہوا بیان کیجائے اسقدر کہنا کافی ہے کہ ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۷ع مین اور قبل اوسکے کاکا سنگہ اور جیت سنگہ اپیلانٹ حال کیپاس ایک ڈگری مورخہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع واسطے دلاپانے حصہ تعلقہ بنیہ کے تہی اور باقی حصص اپر ہی سنگہ و ریاؤ سنگہ بحصص متناسبہ قابض تہے ڈگری ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع مین کوئی حکم یا ہدایت ادائے واصلات کے نہ تہی

لیکن اپیلانٹان حال نے واسطے ادائے واصلات اوس زمانہ کے جسمین وہ بعد ڈگری ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع کے بیدخل رہے درخواست کی اپریل سنہ ۱۸۷۷ع کو ڈپٹی کمشنر نے ایک مفروضہ کارروائی اجرائے ڈگری مین حکم دئیے جانے واصلات کا صادر کیا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس حکم کو کمشنر نے بحال رکہا اور یہ کہا جاتا ہے کہ جوڈیشل کمشنر نے اپیل دوم کو ناقابل پذیرائی تصور کر کے نامنظور کیا کسی وجہ سے بر بنائے حکم ۳ اپریل سنہ ۱۸۷۷ع کے کارروائی نہین کیگئی اور ۱۰ اگست سنہ ۱۸۸۳ع کو جو درخواست کارروائی کئے جانیکی بر بنائے اوسکے پیش کی گئی تہی۔ صاحب جج ضلع نے اسوجہ سے ڈسمس کی کہ کوئی ڈگری دلانے واصلات کی کچھ سائلان نہین ہے اور اس فیصلہ کو جوڈیشل کمشنر نے ۱۵ فروری سنہ ۱۸۸۴ع کو بحال رکہا مسٹر آر اتہون نے یہ حجت کی کہ فیصلہ صاحب جج ضلع و جوڈیشل کمشنر بلا اختیار تہا اور اسپر لحاظ نہ ہونا چاہئیے اور اسکی وجہ قانونا یہ ظاہر کی کہ حکام موصوف پابند حکم ۳ اپریل سنہ ۱۸۷۷ع کے تہے لیکن حکام عالیمقام یہ رائے قائم نہین کر سکتے اس امر کی نسبت کوئی عذر نہین ہے کہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع کو واقعی اختیار دلانے واصلات کا جسکا ذکر اوس ڈگری مین نہ تہا حاصل نہ تہا اور حکام عالیمقام جوڈیشل کمشنر سے اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ حکم ۳ اپریل سنہ ۱۸۷۷ع کا ڈگری نہ تہا اور بلا اختیار صادر ہوا تہا اور

۱۸۹۴ء کالکا سنگھ بنام پرس رام

جو درخواست کہ صاحب جج ضلع کے روبرو پیش کی گئی وہ اسوجہ سے صحیح طور پر مسترد ہوئی

اس اثنا مین وہ تمسکات جنسے نزاعات پہل حال پیدا ہوئے تحریر ہوئے نالش حال ایک پسر نابالغ سالگرام متوفی نے بنام ہیلانٹان برنبائے تمسک مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۷۹ء دائر کی یہ امر قرین سہولت ہوگا کہ اول دو تمسکات زمانہ ماقبل کا ذکر کیا جائے یکم فروری ۱۸۷۵ء کو کالکا سنگھ ہیلانٹان نے ایک تمسک سالگرام کو الصمار کا جو یافتنی سالگرام کا لکا سنگھ سے بیان کیگئی ہے لکھدیا اور ۱۱ دسمبر ۱۸۷۵ء کو اوسی ہیلانٹان نے ایک دوسرا تمسک بنام سالگرام جسکی نسبت یہ بیان کرنا چاہئے کہ وہ وکیل تہا اور اوسنے ہیلانٹان کیطرف سے نزاع سابق مین کارپیشہ کیا تہا تحریر کیا جزو اہم اس تمسک کا حسب ذیل ہی۔

الصے بابت محنتانہ نالش واصلات کے سالگرام وکیل پسر ہزلال قوم کایستہ ساکن عالم پور کو مجہ سے واجب ہین اور چونکہ ڈگری واصلات صادر ہوچکی ہے اور اسکی تعداد کا تعین بعید ملاحظہ حسابات کے باقی ہے لہذا مین اس تحریر کی روسے اقرار کرتا ہون کہ جب واصلات حصہ ۲ علاقہ بنیہ سکو وصول ہوین الصے کہ جسکا نصف الصہ ہوتا ہے سالگرام مذکور کو بلا کسی عذر اور بلا سود کے جب ہی مین کوئی رقم وصول کرون ادا کرونگا اور اگر مین زر مذکور جب واصلات وصول ہوجائے ادا نکرون تو مین اوسپر سود بشرح عہ ر فیصدی ماہانہ تاریخ وصول سے ادا کرونگا۔

جزو قابل تاثیر تمسک مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۷۹ء کا جواب منشائے نالش ہے حسب ذیل تہا

چونکہ صمار بابت تمسکات مورخہ یکم فروری ۱۸۷۵ء و ۱۱ دسمبر ۱۸۷۵ء سالگرام پسر متہولعل قانون گو ساکن زمیندار سکندرپور ضلع شاہجہان پور ساکن حال نرائن پور ضلع سیتاپور مجہہ سے یافتنی ہے اور چونکہ ہم الصمار نقد لالہ موصوف سے قرض لئے لہذا اول شرط یہ ہے کہ ہم صمـــــہ ر بلا سود ۱۵ ماگہہ ۱۸۸۰ء کو ادا کرینگے اور ہم بوقت وصول واصلات کے جسکی بابت ڈگری بحق ہم مشتران کے صادر ہوچکی ہے اور جسکے اجرا مین جایداد دیبی سنگہ و دریاؤ سنگہ مدیونان ڈگری قرق ہے الصے ادا کرینگے۔

چہٹی و نوین شرائط تمسک کی حسب ذیل ہین۔

چہٹی شرط یہ ہے کہ اگر بوقت وصول واصلات ڈگری شدہ مذکورہ بالا کے ہم الصے مرتہن کو ادا کرین تو سود بحساب عہ فیصدی الصے پر ہم سے من ابتدائے تاریخ وصول واصلات واجب الادا ہوگا اور مرتہن کو اختیار ہوگا رقم الصے کی معہ سود بحساب عہ ر فیصدی ماہانہ میری کسی جایداد منقولہ اور غیر منقولہ سے جس سے چاہے وصول کرے"۔

۱۸۹۴ء
کالکا سنگہ
بنام
پرسرام

نوین شرط یہ ہے کہ اگر بہم باوجود وصول ہونے واصلات کے رقم الت رد وسود بحساب ۱۲ فیصدی تاریخ وصول واصلات سے ادا نکرین تو حصہ مرہونہ موضع کا اوسوقت تک قابل انفکاک نہوگا کہ جب تک رقم مذکور معہ اوسکے سود کے ادا نہو جائے۔
یہ امر قابل لحاظ ہے کہ قبل تحریر تمسک ۱۸۷۹ء و تمسک ۱۸۷۹ء کے حکم ۳ اپریل ۱۸۷۸ء کا صادر ہو چکا تہا اور وہ منسوخ نہین ہوا تہا گو مطابق اوسکے کوئی عملدرامد نہین ہوا تہا۔
مسل مین یہ مندرج ہے کہ بعد حکم ۱۵ فروری ۱۸۸۴ء کے اپیلانٹان حال نے جوڈیشیل کمشنر سے درخواست عطائے اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کی مگر وہ درخواست نامنظور ہوئی نامبردگان نے بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل درخواست اجازت خاص کرتے اپیل کی پیش نہین کی لیکن ۲۲ جولائی ۱۸۸۴ء کو دبی سنگہ اور اپیلانٹان نے ایک فارغخطی یا صلحنامہ پر واسطے رفع نزاع باہمی اپنے کے دستخط کیے اوسکی رو سے دبی سنگ نے اقرار دست برداری کا ایک درخواست سے کیا جو اوسنے واسطے پہر قایم کرانے اپنے اپیل کے بنا راضی ڈگری خصلہ اپیلانٹان مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۶۶ء پیش کی تہی اور جملہ دعوی مزید پیروی اپیل مذکور سے دست برداری کی بجانب دیگر اپیلانٹان نے جملہ دعوی واصلات بابت اپنی ڈگری مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۶۶ء کے ترک کیا اور خاصکر یہہ اقرار کیا کہ کوئی اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل بنا راضی حکم جوڈیشیل کمشنر مورخہ ۱۵ فروری ۱۸۸۴ء نکرینگے اور ہر فریق نے جملہ دعاوی بابت خرچہ کے بمقابلہ ایکدوسرے کے ترک کیے۔

نالش حال نومبر ۱۸۸۷ء مین رجوع کی گئی۔ مدعی رسپانڈنٹ حال نے بذریعہ اپنی عرضیدعوے کے بربنائے تمسک ۳۰ اگست ۱۸۷۹ء نالش واسطے دلاپانے مبلغ ... کل زرمندرجہ عرضی کے یہ بابت اصل وسود کے دایر کی اور تمسک کو موجود اور برقرار ذمہ واری ادائے الت وسود و نیز رقم زائد کے تصور کیا۔ مدعی نے یہہ بہی بیان کیا کہ مدعا علیہم نے ڈگری واصلات موسومہ مدیونڈگری سے بذریعہ مصالحت کے دست برداری کی مدعا علیہم اپیلانٹان حال نے عذر غلط بیانی وفریب و نہونے بدل کل مطالبہ پیش کیا۔ اونہون نے یہ بیان کیا کہ اپنے دعوی واصلات سے اونہون نے بمقابلہ مدیونڈگری کے دست برداری نہین کی اور یہ بیان کیا کہ واصلات کی کوئی ڈگری نہ تہی۔
۱۲ نومبر ۱۸۸۸ء صاحب جج ضلع نے فیصلہ بحق رسپانڈنٹ نسبت کل زرمندرجہ عرضی

۱۸۹۷
کاکا سنگھ
بنام
[illegible] رام

دعوی کے صادر کیا اور حاکم موصوف کی ڈگری کو جوڈیشل کمشنر نے بتاریخ ۱۶- جون ۱۸۹۰ء
بترمیم خفیف نسبت شرح سود کے بحال رکھا۔ صاحب کمشنر ذیلعلم نے یہ تجویز کی اپیلانٹان نے
بذریعہ اپنے فعل کے دیدہ و دانستہ واقع ہونے اوس امر کا انسداد کیا کہ جسکے وقوع پر اسٹنٹ
رسپانڈنٹ کو واجب الادا ہوتے اور اسوجہ سے ریسپانڈنٹ اس امر کا مستحق ہے کہ معاہدہ
کو قطع کرکے اپیلانٹان پر نالش ہرجہ کرے۔
یہ اپیل بنا راضی کل ڈگری کے ہے بواجہ فریقین کے سارٹیفکٹ اس امر کا دیا گیا کہ مالیت شئے
متنازعہ اپیل دس ہزار روپیہ سے زیادہ ہے لیکن چونکہ کونسل اپیلانٹان کو اس امر کا یقین تہا
کہ اپیل نسبت کل مطالبہ کے سرسبز نہین ہو سکتی لہذا اونہے بذریعہ اپنے مقدمہ مطبوعہ کے اور روبرو
عدالت کے اپنے مباحثہ کو رقم الست اور سود بالاست رقم مذکور پر محدود کیا ان حالات مین مسٹر
[illegible] جانب رسپانڈنٹ ایک عذر ابتدائی نسبت سماعت اپیل ہذا کے اس بنا پر پیش
کیا [illegible] شئے متنازعہ اپیل [illegible] سے کم ہوگئی اور اسوجہ سے اپیل قابل [illegible] نہین ہے۔ حکام
عالی مقام اس عذر کو منظور نہین کر سکتے [illegible] کہ عدالت
[illegible] کسی معاملہ مین جسمین عدالت [illegible] موصوف کو اختیار [illegible] کرے یا اجازت
اپیل دے [illegible] حالات مین [illegible] اپیل
کو [illegible] کرکے [illegible] ہوتو [illegible] مقام
کو بعد مباحثہ کے یہہ معلوم ہوا کہ [illegible] اپیل مذکور ساقط ہوتا ہے تو یہ معمول
دستور حکام عالیمقام کا ہے کہ دادرسی بابت [illegible] بابت اپیلانٹ کامیاب
ہوگا گو جز وند کو منشائے اپیل حد معینہ سے کم ہو حکام عالی مقام کو کوئی وجہ شبہہ کی نیکی اس امر
مین نہین ہے کہ نیک نیتی سے کل ڈگری کی نسبت اپیل کرنیکا منشا تہا اور حکام ممدوح اس مقدمہ
کو ویسا ہی سمجھتے ہین کہ گویا مسٹر بین نے کل مقدمہ کی بابت حکام ممدوح کے روبرو مباحثہ کیا
اور اونکے موکل کا نقصان اسوجہ سے نہونا چاہئے کہ اونہون نے باستعمال اپنے اختیار تمیزی
اور کام مین لانے اپنے تجربہ کے یہ قصد کیا کہ وقت عدالت کا کل مقدمہ پر بحث کرکے ضایع
نکرین*
نسبت روئداد مقدمہ کے حکام عالیمقام جوڈیشل کمشنر ذیلعلم سے نسبت اس امر کے اتفاق نہین
کر سکتے کہ کسیطرح اپیلانٹان پر یہ لازم تہا کہ حضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل مین درخواست

سنہ ۱۸۹۳ء
کالکا سنگہ
بنام
بیرسرام

اجازت خاص نسبت کرنے اپیل بنا راضی حکم ۱۹ - فروری سنہ ۱۸۹۴ء کرتے پایا یہ کہ اونہون نے بذریعہ دیدہ و دانستہ ایسا کرنے کے یا بذریعہ تحریر دستاویز مصالحت کے وصول و اصلات کا انسداد کیا اصل امر یہ ہے کہ کوئی ڈگری واصلات کی نہتی اور عدالت یہ بہانہ اجراے ڈگری نہ الفاظ ڈگری مین اضافہ کر سکتی تہی اور نہ ڈگری کو تاثیر بیدیا وسیع دے سکتی تہی کوئی بحث نالش جدید دلا پانے منافعہ کی نہتی بلکہ یہ واضح ہوتا ہے کہ اس قسم کی نالش از روے ایکٹ حد سماعت کے تباریخ صلحنامہ ممنوع السماعت تہی اور کسی امید کامیابی کے ساتہہ رجوع نہین کی جاسکتی تہی ملاحظہ واقعات سے یہ عیان ہے کہ کوئی واقعی رعایت اپیلانٹان نے بذریعہ دستاویز مصالحت کے نہین کی کیونکہ حق کا جس سے دست برداری ظاہر کی گئی ہے کوئی وجود نہ تہا - پس حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ ذمہ واری ادائے مبلغ ا لعہ وسود بالائے رقم مذکور زر واصلات سے کبہی اثر پذیر یا قابل نفاذ نہ تہی اور یہ کہ یہ ثابت نہین ہوا کہ عدم ایفاے شرط بوجہ طریق عمل یا قصور اپیلانٹان کے واقع ہوا۔

اثناے تقریر مین یہ بیان کیا گیا کہ اگرچہ اداے قرضہ اوس طریق اور شکل سے کہ جسکا اقرار تہا ناممکن ہوگیا مگر ذمہ واری اداے قرضہ جسکا وجود اور جسکی تعداد تمسک مین مسلم ہی قایم ہے اور اوسکا نفاذ بمقابلہ اپیلانٹان کے ہو سکتا ہے حکام عالیمقام اولاً یہ رائے ظاہر کرتے ہین کہ کوئی ایسا بیان اثناے دعوی یا جوابدہی مین نہین کیا گیا اور ظاہرا اوسکی بابت مباحثہ عدالتہاے ماتحت مین نہین ہوا اور مزید بران حکام عالیمقام کے روبرو محض ایک ترجمہ اوس دستاویز کا ہے جس مین اقبال مندرج ہے - یہ کہنا ناممکن ہے کہ اگر یہ صورت مقدمہ عدالتہاے ماتحت مین پیش کی جاتی تو شاید کوئی شہادت بتردید اوسکے پیش نہ ہوسکتی - یا یہ کہ ٹہیک الفاظ تمسک کے اس لحاظ سے اہم نہ ہوتے - ثانیاً اگرچہ کسی قرضہ کے بلا شرط اقبال سے بلاشبہہ وعدہ ادا مستنبط ہوتا ہے لیکن حکام عالیمقام یہ تجویز کرنے پر آمادہ نہین ہین کہ خواہ مخواہ ایسی صورت اوس حالت مین ہوتی ہے کہ جب کوئی صحیح وعدہ ادا بطریق خاص ہو یہ امر ضرور تعبیر دستاویز پر ہر صورت مین منحصر ہے اور حکام عالی مقام کی دانست مین اوس مقدمہ مین اقبال قرضہ سے جو عنوان تمسک سنہ ۱۸۷۷ء و سنہ ۱۸۷۹ء مین مندرج ہے بلا قید یا بلا شرط وعدہ ادا پیدا نہین ہوتا بلکہ وہ خاص ذمہ واری سے متعلق ہے یا بالفاظ دیگر اقبال مذکور محض بغرض تعین رقم جسکی بابت تمسک لکہدیا گیا داخل کیا گیا ہے اور جسکے ادا کرنے کا مدیون نے اقرار بطریقہ مشروطہ ادا ورنہ

سنہ ۱۸۹۴ء
کالا سنگھ
بنام
بسرام

دیگر نہج پر کیا ہے۔

پس حکام عالیمقام مودبانہ حضور ملکہ معظمہ کو یہ مشورہ دینگے کہ ڈگری جوڈیشل کمشنر کی ترمیم اس طور پر کیجائے کہ اوس زرڈگری سے جو رسپانڈنٹ کو دلایا گیا ہے رقم الحہ کی اور سود بالائے رقم مذکور خارج کیا جاوے اور ہدایت نسبت خرچہ اپیل کے کیجائے اس ترمیم سے حکم ادائے خرچہ مندرجہ ڈگری صاحب جج ضلع مین کچھ خلل واقع نہوگا۔

نسبت خرچہ اپیل بعدالت جوڈیشل کمشنر و اپیل ہذا حکام عالی مقام کی یہ رائے ہے کہ چونکہ بالآخر اپیلانٹان جزواً کامیاب (اور جزواً ناکامیاب) ہوئے لہذا فریقین اپنا اپنا خرچہ ادا کرین اور یہی مشورہ حکام ممدوح حضور ملکہ معظمہ کو دینگے۔

اپیل منظور ہوا

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ مسٹران ٹی ایل ولسن و کمپنی
سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ مسٹران نیک جیکسن ویرڈ۔

پریوی کونسل ۳۰ نومبر ۱۸۹۴ء

لچھمن کنور وغیرہ (مدعیان) بنام سیو پرتہہ رام (مدعا علیہ)
لچھمن کنور وغیرہ (مدعیان) بنام اننت سنگھ (مدعا علیہ)

[برطبق اپیل بنارامنی فیصلہ عدالت جوڈیشل کمشنر اودہ]

ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) - قبضہ مخالفانہ - ہندو بیوہ - وارثان عودی -
ایک ہندو مالک جائداد ایک بیوہ اور نیز ایک پسر چھوڑکر فوت ہوا پسر مذکور چند سال کے بعد بزمانہ وفات اپنے باپ کے ایک بیوہ چھوڑکر فوت ہوا بیوہ مالک مذکور نے یا تو بزمانہ حیات پسر کے یا بوقت اسکی وفات کے اوس جائداد پر جو باپ نے چھوڑی تہی قبضہ کیا اور تا وقت وفات اپنے قابض رہی قریب ۲۷ سال تک اسکا قبضہ رہا مسمات مذکور باوجود دعوی بیوہ پسر کے جسکی نالش بمقابلہ اوسکے بابت جائداد کے برنبائے حد سماعت ۱۸۵۵ء مین ڈسمس ہوئی تہی قابض رہی قبل اپنی وفات کے مسمات نے ایک جزو جائداد بذریعہ ہبہ منتقل کیا اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ دوسرا جزو اوسنے بذریعہ وصیت نامہ کے منتقل کیا نسبت اس امر کے کہ اوسنے کس حیثیت سے قبضہ حاصل کیا اور قابض رہی یہ قرار پایا کہ وہ قطعی طور پر قابض تہی اور کوئی حق بیوہ کی حقیت کا کہ جو اوسکو حاصل نہ تہی ظاہر نہین کیا گیا۔

نالشات منجانب ورثائے عودی جنکو بیوہ پسر نے اپنے شامل کیا تہا بوجہ حد سماعت کے اس بنا پر ممنوع السماعت قرار پائین کہ قبضہ جو اوسنے حاصل کیا تہا اونکے مخالفانہ تہا صرف دعوی بذریعہ پسر متوفی ممنوع السماعت تہا بلکہ حقوق وارثان عودی سن بہی تمادی عارض تہی کیونکہ قبضہ بیوہ پدر کی نسبت یہ ثابت نہین کیا گیا کہ وہ حق محدود بیوہ کا قبضہ تہا

اپیل بنارامنی ڈگریات (مورخہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء مصدورہ جوڈیشل کمشنر مشعر منسوخی ڈگری ۳۱ - دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء) مصدورہ صاحب جج ضلع ستیاپور و ڈگری ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء مصدورہ حاکم موصوف -

ان نالشات مین سے اول نالش ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۸۸ء کو دائر ہوئی ایک ہی مدعیان نے ہر دو نالش دائر کین جن مین سے اول مدعیہ لچھمن کنور زوجہ پسر منگل سنگہ کی تہی جو سنہ ۱۸۵۸ء مین ایک پسر مسمی پرہلاد سنگہ شوہر لچھمن چھوڑکر فوت ہوا نا بسردہ سنہ ۱۸۶۱ء مین فوت ہوا منگل سنگہ نے ایک بیوہ جیت کنور

باجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہاب ہوس صاحب و لارڈ شینڈ صاحب و سر ارگوشح صاحب

سنہ ۱۸۹۲ء
لچھمن کنور
بنام
منورتہہ رام

چھوڑی جو ۱۱ ستمبر ۱۸۵۷ء کو فوت ہوئی لچھمن کے ساتھ بطور مدعیان دو بھتیجے بظہرہ منگل سنگہ کی جنکو عدالت مرافعہ اولی نے اوسکے ورثاء عودی قرار دیا تہا شامل ہوئے تہے اول نالش منورتہہ رام سے واسطے دلاپانے ششم حصہ پٹہوک ایک موضع پٹی واری موسومہ بہاسنی واقع ضلع سیتاپور کے تہی یہ حصہ بذریعہ ہبہ کے بنام منورتہہ جیت کنور نے ۲۶ جون ۱۸۸۶ء کو منتقل کیا تہا اور مدعی نے اس بناپر دعوی کیا کہ مسمات کو کوئی حق کرنے انتقال کا نہ تہا۔

دوسری نالش ۶ فروری ۱۸۸۸ء کو واسطے دلاپانے ۴۰۳ بیگہ اراضی کے جو موضع جوگی پور مین داخل تہی معہ واصلات کے بہ تنسیخ ایک وصیت نامہ کے دایر کیگئی تہی جسکو اننتہ رام مدعاعلیہ نے اس بیان سے پیش کیا تہا کہ وہ بیوہ مسمات جیت کنور نے اوسکے حق مین تحریر کیا تہا یہ امر باتفاق قرار پایا تہا کہ جو شہادت مقدمہ [illegible] قلمبند ہوئی تہی وہ بطور شہادت مقدمہ دوم تصور کیجائے اور اوس مقدمہ مین صرف بابت وصیت نامہ کے شہادت جداگانہ لیجائے بالآخر فیصلہ ہر دو مقدمات کا ایک ہی امر [illegible] یعنی آیا قانون میعاد سماعت اس طور پر عارض ہے یا نہین کہ نالش بمقابلہ مدعاعلیہ [illegible] عدالت [illegible] ہر دو نالشات کو اس بناپر ڈسمس کیا کہ اون [illegible] جیت کنور نے جسنے قبضہ بعد وفات اپنے شوہر [illegible] اوس قبضہ کے حاصل کرنے مین عمل کیا تہا یعنی آیا اوسنے اظہار کسی حق قطعی لینے کا کیا تہا یا [illegible] قبضہ محض جیون حیاتی بطور بیوہ کے حاصل کیا تہا۔ بمطابق اس [illegible] کے یہ بحث کی گئی ہے [illegible] یا حقوق ورثاء عودی بوجہ قبضہ جیت کنور کے جو بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک رہا ساقط ہو گئے تہے یا نہین بر کہ قبضہ مذکور بمقابلہ پہلا دعوی پسر کے مخالفانہ رہا ہو اور گو دعوی اون اشخاص مین جو بذریعہ اوسکے دعوی دار ہون تمادی عارض ہو۔ یہ نہین بیان کیا گیا اور نہ اوسکی کچھ شہادت ہے کہ کوئی ضرورت ایسی تہی کہ جس سے انتقال منجانب بیوہ جایز ہو اور روات مظہر نسبت انتقال منجانب بیوہ غیر ثابت قرار پایا۔

فیصلہ صاحب جج مطیبہ مدعیان دوم و سوم بحیثیت ورثائے عودی منگل سنگہ کی تہا اور اس حد تک کہ لچھمن ۴۰۳ بیگہ جوگی پور پر تاحیات اپنے قابض رہی ہے [illegible] دعوی میں بہہ مندرج تہا کہ وہ اوسپر بطور گذارہ والے کے پیشتر سے قابض تہی فیصلہ [illegible] مسمات کے بہی مفید تہا حاکم موصوف نے ذکر ایک نالش کا کیا تہا جو مسمات نے بنام جیت کنور [illegible]

۱۸۹۴ء
لچھن کنور
بنام
منوہر بنہ رام

دایر کی تہی اور جس مین وہ ناکامیاب رہی تہی اور جس مین بطور ایک امر واقعہ کے جوڈیشل کمشنر نے یہ تجویز کی تہی کہ پرہلاد کبہی اپنے باپ کی حقیت پر قابض نہین ہوا حاکم موصوف نے مزید بران یہ تحریر کیا۔

"پس پرہلاد کی مان فوراً بعد وفات اپنے شوہر کے بطور اوسکی بیوہ کے قابض ہوی اور چونکہ اوسکا پسر ایک سال بعد اپنے باپ کے بلا حصول قبضہ جایداد کے فوت ہوا لہذا اسمات حقیت پر بطور بیوہ کے امانتاً قابض بنی رہی

اسوجہ سے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی۔

جیت کنور کو اسکا تا یہ اختیار نہین ہوسکتا تہا کہ اوس حقیت کو منتقل کرے جبکہ وہ اس طرح امانتاً واسطے ورثاے منگل سنگ کے قابض تہی۔

برطبق اپیل منجانب دو مدعا علیہما کے جوڈیشل کمشنر نے اس فیصلہ کو منسوخ کیا حاکم موصوف اس تجویز صاحب جج ضلع سے اتفاق نہین کر سکتے کہ جیت کنور بیوہ ایک امانت دار ورثاے اپنے شوہر کی تہی حاکم موصوف نے کوئی شہادت اس امر کی نہین پائی کہ بیوہ نے یہ حیثیت قبول کی تہی یا کوئی امانت قایم کی گئی تہی برخلاف اسکے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ جیت کنور کو کوئی استحقاق قبضہ نہ تہا اور اوسنے قبضہ بلا کسی استحقاق کے حاصل کیا حاکم موصوف کے وجوہ مزید بران اس طور پر بیان کیے جا سکتے ہین۔

لچھن کو یہ استحقاق تہا کہ اپنے شوہر کی جایداد پر بحیثیت بیوہ قبضہ حاصل کرے اوسنے قبضہ کبہی نہین پایا جیت کنور نے جسکو کچھہ حق نہ تہا حقیت لی اور اوسپر تا وقت وفات اپنے جو قریب ۷ ا سال بعد واقع ہوئی قابض رہی ۱۸۸۶ء مین لچھن نے کوئی کوشش اظہار اپنے حق قبضہ کی بطور بیوہ پرہلاد کے نہین کی بلکہ اوسکی نالش اس بنا پر ڈسمس ہوئی کہ اوسمین تمادی عارض ہے پس یہہ لازم آتا ہے کہ قبضہ جیت کنور مخالف وارث حقدار کے تہا اور مسمات نے بوجہ قبضہ مخالفانہ کے بذریعہ تمادی کے ایک حق قطعی نسبت متروکہ کے حاصل کیا جو استحقاق کہ اسنے اس طور پر واصل کیا اوس نے نہ صرف حق لچھن کا بلکہ حق ورثاے حودی کا بہی جو لچھن کی وفات پر امید وراثت کر سکتے سقے ساقط ہوگیا۔

جوڈیشل کمشنر نے ہر دو نالشات کو ڈسمس کیا

مدعیان نے اپیلہاے ہذا دایر کیے۔

سنہ ۱۸۹۴ء

لچھمن کنور
بنام
سنور بنہ رام

مسٹر ہربرٹ کاول نے منجانب اپیلانٹان یہ حجت کی کہ بربنائے شہادت یہ تصور کرنا چاہیئے کہ جیت کنور بیوہ منگل سنگہ بطور وارث اپنے شوہر کے یہ نزجیح بیوہ اپنے پسر کے دعویدار تہی اور بیوہ آخر الذکر نے مطابق رائے صاحب جج ضلع اور مطابق رائے کمشنر کے جو اونہون نے ۱۸۷۵ء مین ظاہر کی کبہی قبضہ نہین پایا یہ ہرگز ممکن نہین ہے کہ وہ بطور مداخلت بیجا کنندہ کے قابض ہوئی۔ بعد وفات اوسکے شوہر کے حقوق ملکیت تشکمی مسمات کو بمقابلہ تعلقہ دار کے عطا کئے گئے اور اوسنے حقوق بندوبست تشکمی حاصل کئے مسمات نے انتظام وحفاظت جایداد کی اور ہر طرح پر عمل اس طور پر کیا کہ گویا وہ حیثیت بیوہ پر قابض تہی اور اس جایداد سے اوسنے اخراجات شادی دختر لچہمن کنور ادا کئے اور لچہمن نے مسمات سے ایک حصہ اراضی جو اوسکی پرورش کے لئے کافی تہا حاصل کیا۔ بلحاظ ان جملہ واقعات کے یہ گذارش ہے کہ جیت کنور ورثائے مابعد کے مخالفانہ قابض نہین رہی تہی بلکہ اوسکا حق محدود بہ حیثیت بیوہ کا تہا اور یہ کہ حق وراثت اپیلانٹان باوجود اوس کوشش انتقال کے جو مسمات نے کی باقی رہا۔ اگر فیصلہ ۱۸۶۹ء سے یہ ثابت ہے کہ دعوی لچہمن مین تمادی عارض تہی تو حق ورثائے مابعد منگل سنگہ ایک مختلف بنا پر قایم ہے۔ دعوی جو ۱۸۷۵ء مین بیہ بلادکی بیوہ نے کیا وہ بمقابلہ اوسکے باپ کے زوجہ کے تہا اور اوسمین استدعائے استقرار حق بیوہ بجائے حق بیوہ پدر کے تہی اگر وہ دعوی بوجہ اثر دفعہ ۲۸ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے ساقط ہوگیا تو ورثائے عودی کو سنوہر منصب یہ حجت کرنیکا ہے کہ بوقت وفات بیوہ منگل کے وہ اول ہی مرتبہ مستحق وراثت پانے کی ہوئی اور جیت کنور نے بوجہ اپنے قبضہ کے گو وہ عرصہ دراز تک رہا اور بوجہ ابتدائی مظہرہ قرضہ مذکور کے کوئی حق قطعی ملکیت کا حاصل نہین کیا اور یہ کہ مسمات نے بمقابلہ اونکے کوئی حق بوجہ نکرنے دعوی کے حاصل نہین کیا کیونکہ اونکا کوئی دعوی تا وفات مسمات کے نہ تہا اور نیز انتقالات جو اوسنے کئے وہ اسکے اختیارات سے باہر تہے۔ حوالہ مقدمات بورڈ بنام بورڈ (۱) وڈو وڈی ہیومن بنام پلیٹ (۲) کا دیا گیا [لارڈ واٹسن صاحب نے حوالہ مقدمہ لائیل بنام کنیڈی (۱) کا دیا اور یہ رائے ظاہر کی کہ واقعات مقدمہ ہذا کی روسے وہ نظیر متعلق نہین ہے]

مسٹر جے ڈی مین سے منجانب رسپانڈنٹان جواب طلب نہین ہوا۔

حکام عالیمقام کی تجویز سر آر کوچ صاحب نے صادر فرمائی۔

سر آر کوچ صاحب - اپیلہائے ہذا و ثالثات سے پیدا ہوئے جو لچہمن کنور اور نریندر سنگہ

---

(۱) لارپورٹ کومنس بنچ جلد ۹ صفحہ ۸۴ (۲) رپورٹ مار شیال والڈ رسن صاحبان جلد ۵ صفحہ ۳۴۲

(۱) لارپورٹ مقدمات اپیل ہوس آف لارڈس جلد ۱۴ صفحہ ۴۳۷ -

سنہ ۱۸۹۴ء
لچھمن کنور بنام منور تھہ رام

اور منو سنگہ نے جواب فوت ہوگیا دایر کی تہین ایک نالش بنام اننت سنگہ رسپانڈنٹ اور دوسری نالش بنام منور تہہ رام رسپانڈنٹ کے تہی یہ نالشات واسطے دلاپانے اجزائے بعض جایداد کے تہین جنکا موروثی منگل سنگہ ہونا بیان کیا گیا تہا منگل سنگہ سنہ ۱۸۵۹ء مین ایک بیوہ مسمات جیت کنور اور ایک پسر مسمی پرہلاد سنگہ چہوڑکر فوت ہوا پرہلاد سنگہ سنہ ۱۸۶۱ء مین ایک بیوہ چہوڑکر مرا وہ لچھمن کنور اپیلانٹ ہے وغیرہ مدعیان نالش ہذا یہ دعوی کرتے ہین کہ وہ ورثائے عودی منگل سنگہ اور اوس کے پسر پرہلاد سنگہ دونون کے ہین۔

جو مقدمہ کہ عرضیدعوی مین بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ جیت کنور بیوہ منگل سنگہ نے بحیثیت ہندو بیوہ کے قبضہ جایداد متنازعہ وغیرہ دیگر جایداد کا تاحیات اپنے بلا اختیار انتقال کے حاصل کیا اور ہبہ نامہ اور وصیت نامہ جو اوسنے بابت جایداد متنازعہ کے تحریر کئے بمقابلہ ورثائے عودی کے کالعدم ہین شہادت سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ جیت کنور نے اگر بحیات اپنے پسر پرہلاد کے قبضہ جایداد حاصل نہین کیا کہ اس امر مین کسیقدر شبہہ ہوسکتا ہے اوسنے یقینًا قبضہ جایداد بوقت وفات پرہلاد سنگہ کے حاصل کیا اور تا وقت وفات اپنے جو سنہ ۱۸۸۷ء مین واقع ہوئی وہ قابض رہی۔

سنہ ۱۸۸۵ء مین یا قبل اوسکے لچھمن کنور نے ایک نالش بنام جیت کنور واسطے دلاپانے قبضہ جایداد متنازعہ اور دیگر جایداد کے دایر کی اوس نالش کا یہ نتیجہ ہوا کہ ڈپٹی کمشنر سیتاپور نے سنہ ۱۸۸۵ء مین ڈگری بحق لچھمن کنور صادر کی ڈگری مذکور اوسی سنہ مین اجلاس کمشنر سے منسوخ ہوئی اور نالش اس بناپر ڈسمس کی گئی کہ اوس مین تمادی عارض ہے۔

حکام عالیمقام کے روبرو یہ حجت کی گئی ہے کہ جیت کنور نے قبضہ جایداد متنازعہ بدعوی حق قطعی نسبت جایداد مذکور حاصل نہین کیا بلکہ اوسنے صرف یہ کیا کہ قبضہ جایداد باظہار حق بیوگی حاصل کیا اور درحقیقت امر تصفیہ طلب ہذا مین بحث یہ ہے کہ اوسنے کس حیثیت سے قبضہ پایا اگر اوسنے قبضہ قطعی اور بلا کسی قید کے حاصل کیا تہا تو اوسکا قبضہ مانع استحقاق جملہ اشخاص کے ہوگا جو دعوی وراثت جایداد بعد وفات منگل کے کرسکتے ہتے کوئی شہادت صحیح کسی بیان جیت کنور کی جو اوسنے بوقت لینے قبضہ کے بالتصریح اس مضمون کا کیا ہو کہ اوسنے قبضہ بحیثیت ہندو بیوہ کے حاصل کیا نہین ہے لیکن یہ استدعا کیگئی ہے کہ مختلف کاغذات اور بیانات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ مسمات نے

۱۸۹۴ء
کالکا سنگھ
بنام
پرسرام

ضرور قبضہ اوسی حیثیت سے کیا تہا فیصلہ ڈپٹی کمشنر صادرہ ۱۸۵۶ء مین یہ بیان کیا گیا ہی کہ جیت کنور نے بذریعہ اپنے کارندہ کے یہ عذر کیا تہا کہ بعد منگل سنگہ کے اوسنے ورثہ بمجردی اولاد کی پسر کی حاصل اور یہ کہ وہ تنہا حقدار اولاد پر وقت وفات منگل موقوعہ ۱۸۵۸ء بابت ۱۸۵۹ء سی قابض ہی یہ بیان مسمات جو ہمکو اوسوقت کیا کہ اوسنے قبضہ بمجردی پسر منگل سنگہ کے حاصل کیا اس حجت سے جواب پیش کی گئی ہے تناقض ہے کہ اوسنے قبضہ بحیثیت بیوہ کے حاصل کیا تہا ۔ چونکہ پسر کا حق تہا مسمات مذکور بمجردی اوسکے قبضہ نہین لے سکتی تہی بجز اسکے کہ اوسکی یہ مراد ہو کہ قبضہ مخالفانہ حاصل کرے ایسے قبضہ کی وہ کسی طرح مستحق نہ تہی ظاہرا یہی رائے کمشنر کی تہی جسنے نالش مذکور کو ڈسمس کیا ۔

فیصلہ جوڈیشل کمشنر مین جسکی ناراضی سے اب اپیل کیا گیا ہے یہ امر جو ایک امر واقعہ ہے بہت صاف طور پر مندرج ہے اونہون نے یہ تحریر کیا ہے مزید بران یہ ظاہر ہے کہ مسمات جیت کنور نے ہمیشہ جایداد کی نسبت اسطور پر عمل کیا کہ وہ مالک کامل و قطعی تہی ۔ ۔ ۔ ۔ اور نہ یہ کہ اوسکو حق محدود ہندو بیوہ کا حاصل تہا " بعد اوسکے حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا بخلاف اوسکے جملہ واقعات سے جنسے انکار نہین کیا جا سکتا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسمات جیت کنور نے اپنی یہ حیثیت ظاہر کی تہی کہ تنہا وہ مستحق وراثتاً پانے جایداد کی ہے " حکام عالیمقام کو مقدمہ مین کوئی ایسا امر نہین ملتا کہ جس سے اونکو شبہہ نسبت صحت اس تجویز جوڈیشل کمشنر کے ہو اور چونکہ یہ صورت ہے لہذا نالش مین قانون حد سماعت عارض ہے چنانچہ یہی تجویز نالش ۱۸۵۸ء مین ہوئی تہی اس حجت کی تائید کہ گو نالش مین مدعی بمقابلہ پسر اور حلہ اشخاص کے جو بذریعہ اوسکے دعویدار ہون عارض ہو مگر اوسکا اثر صرف یہ ہے کہ حقوق اون اشخاص کے معدوم ہو گئے اور حقوق اون اشخاص کے پیدا ہو گئے جو بطور ورثاے عودی منگل کے دعویدار ہون ۔ حکام عالیمقام کی دانست مین کسی نظیر سے نہین ہوتی اور نہ حجت مذکور قابل پذیرائی ہے بجز اسکے کہ یہ صاف طور پر ثابت کیا جاوے کہ جب جیت کنور نے قبضہ حاصل کیا تب اوسنے یہ ظاہر کیا کہ اوسنے قبضہ صرف بطور حق محدود بیوہ کے لیا ہے اس مقدمہ مین حکام عالیمقام کی رائے مین بہت صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسنے اس طریق سے قبضہ نہین لیا تہا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسمات کو کوئی وجہ اپنے حق قطعی کا دعویٰ کرنے کی بعد وفات اپنے شوہر کے تہی گو صاف طور پر یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ وجہ کیا تہی ۔

بلحاظ روئداد مشتبہ مقدمہ حکام عالی مقام کی یہ رائے ہے کہ فیصلہ جوڈیشل کمشنر صریحاً

سنہ ۱۸۹۴ع
لچھن کنور بنام منوہرنتہ رام

صحیح ہے اور ہر دو اپیل ڈسمس ہوجانے چاہئیں اور حکام ممدوح سو دبا تنہین مشورہ حضور ملکہ معظمہ کو دینگے اپیلانٹان خرچہ اپیلہاے ہذا ادا کرین۔

اپیل ڈسمس ہوئے

سالیسٹران منجانب اپیلانٹان مسٹران ...
سالیسٹر منجانب رسپانڈنٹان مسٹر ڈبلیو ٹیل۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

سنہ ۱۸۹۵ع
۱۵ جنوری

باجلاس ہل صاحب جسٹس

رگھوناتھ مصر بنام گوبند نرائن

اختیار سماعت۔ نالش بربناے ہنڈی۔ بناے مخاصمت۔ تحریر ظہری یابندہ زر کی۔ اقرار مظہرہ مابین یابندہ زر اور نویسندہ کے۔

ایک ہنڈی جو بمقام بنارس کوٹھی نویسندہ واقع بمبئی پر بحق ایک کوٹھی مرزاپور اور کلکتہ کے لکھی گئی تھی۔ عبارت ظہری بمقام کلکتہ یابندہ زر نے بحق ایک کوٹھی موقوعہ کلکتہ کے تحریر کی۔

اور وہ ہنڈی نویسندہ کی کوٹھی مقام بمبئی نے نامنظور کی۔ ایک نالش مین جو بمقام کلکتہ تحریر ظہری کنندہ نے واسطے دلاپانے زر ہنڈی کے دایر کی جوابدہی یہ کی گئی کہ عدالت کو کوئی اختیار سماعت نالش نہین ہے۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ عبارت ظہری مقام کلکتہ مین لکھی گئی لہذا ایک جزو بناے مخاصمت کلکتہ مین پیدا ہوا اور اوس سے عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہوا مقدمات کیلی بنام فریزر (۱) و دیانرائن تیواری بنام سکرٹری آف اسٹیٹ (۲) اپیند کئے گئے۔

مدعیان کی کوٹھی رگھوناتھ داس سندرداس سنہ ۱۸۹۱ع مین کاروبار صرافی و تجارت کا کلکتہ مین کرتی تھی اور مدعا علیہم از نام رام بخش جے چند کاروبار صرافی اور تجارت کا شہر بنارس مین علاوہ دیگر مقامات کے کرتے تھے۔

مدعیان نے یہ بیان کیا کہ ۶۔ نومبر سنہ ۱۸۹۱ع کو مدعا علیہم کے گماشتہ کوٹھی مقام بنارس نے خود ہی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۵۶

۱۸۹۵ء
رگھوناتھ مصر
بنام
گوبند نرائن

طرف سے اپنی کوٹھی مقام بمبئی پر ایک ہنڈی بحق کوٹھی بھولاناتھ بشیشر پرشاد کے جو کاروبار بمقام مرزا پور و کلکتہ کرتی تھی تحریر کی۔ یہ ہنڈی الحصار کی بعد ۶۵ یوم کے تاریخ تحریر سے قابل ادا تھی ۱۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کو کوٹھی بھولاناتھ بشیشر پرشاد واقع کلکتہ نے عبارت فروخت بحق کوٹھی مدعی واقع کلکتہ تحریر کی اور مدعیان نے اوسکو لیکر اوسکی کل قیمت ادا کی۔

بعد ازان اوس ہنڈی کو مدعیان نے ایک کوٹھی واقع بمبئی لالہ سنگم لال کے پاس اسلئے بھیجا کہ مدعاعلیہم کی کوٹھی واقع بمبئی سے روپیہ وصول کرے۔ حسب ہدایات کے جو بنارس سے آئین ہنڈی نامنظور ہوئی اور ۹ جنوری ۱۸۹۲ء کو اوسکی نسبت انکار تحریر ہوا اور یہ نالش مدعیان نے واسطے دلا پانے اوسکے روپیہ کے دائر کی۔ علاوہ دیگر عذرات کے جو بلحاظ واقعات مقدمہ پیش کئے گئے مدعاعلیہم نے جوابدہی اس بنا پر کی کہ ہائیکورٹ کلکتہ کو اختیار سماعت نالش نہین ہے اور حسب فقرہ ۱۲ فرمان شاہی کے اجازت ارجاع نالش عطا ہونی چاہیئے۔

مسٹر متر و مسٹر چودہری منجانب مدعیان۔

مسٹر اوکینلی و مسٹر ڈنی منجانب مدعاعلیہم۔

مسٹر ڈنی نے بتائید اس حجت کے کہ عدالت کو اختیار سماعت حاصل نہ تہا مقدمات ذیل کا حوالہ دیا۔ وایلڈ بنام شیریڈن (۳) وڈلیسوا بنام کولس (۴) وائرس بنام آرچرڈ (۵) و دہنراج بنام گوبندرام (۶) وبلکلے بنام ہین (۷)

مسٹر متر نے بجانب دیگر حوالہ مقدمات پراگ داس بٹہاکر داس بنام دولت رام نانورام (۱) ورتہہ بنام آسلٹن (۲) وکیلی بنام فریزر (۳) کا دیا۔

ہل صاحب جسٹس ۔ یہ نالش واسطے دلاپانے زر ہنڈی معہ سود و اخراجات انکار منجانب موسوم علیہم تحریر ظہری کے بنام نولیسندگان ہنڈی دائر کی گئی۔

مدعاعلیہم نے عذرات بابت چند امور کے بجواب نالش پیش کئے ہین بعض اونمین سے متعلق بیجا آوری بعض مراتب ضابطہ کے منجانب مدعیان ہین مثلاً پیش کرنا ہنڈیون کا واسطے سکارنے اور ادا کرنے

(۳) لا جرنل کوئینس بنچ جلد ۲۱ صفحہ ۲۶۰ — (۴) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۸۲
(۵) رپورٹ ہرسلٹن و نارمن صاحبان جلد ۶ صفحہ ۱۲ — (۶) بنگال لارپورٹ صیغہ ابتدائی دیوانی جلد ۱ صفحہ ۷
(۷) رپورٹ ایکسچیکر جلد ۵ صفحہ ۴۳ — (۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۷
(۲) لارپورٹ کامن پلیز جلد ۱ صفحہ ۶۸۹ — (۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۴۴

۱۸۹۵ء
رگہو ناتہ مصر
بنام
گوبند نرائن

سکے نامنظوری کی اطلاع دنیا یہ بہی عذر کیا گیا کہ مدعیان محض کارندگان تحریر ظہری کنندگان کے واسطے غرض وصول زر ہنڈی کے تہے اور اسوجہ سے وہ پابند اُس انتظام کے تہے جو مابین اونکے تحریر ظہری کنندگان اور مدعا علیہم کے ہوا تہا جسکے ذریعہ سے تحریر ظہری کنندگان زر ہنڈی وصول نہین کر سکتے تہے علاوہ ان عذرات کے یہ بہی عذر کیا گیا تہا کہ اس عدالت کو اختیار سماعت نالش ہذا نہین ہے۔

حجت بابت اس امر آخر الذکر کے جسکا طے کرنا قبل تجویز کرنے نسبت رویداد مقدمہ کے ضروری تہی یہ تہی کہ کوئی جزو بنائے مخاصمت اندر حدود اختیار اراضی عدالت کے پیدا نہین ہوا اور اسوجہ سے باوجود اُس اجازت کے جو حسب دفعہ ۱۲ فرمان شاہی کے دی گئی عدالت کو کوئی اختیار سماعت اس نالش کا نہین ہے حالات یہ معلوم ہوتے ہین کہ مدعا علیہ کی کوٹہی نے بمقام بنارس ہنڈی بنام ایک شاخ اپنی کوٹہی واقع بمبئی کے بحق کوٹہی بہولا ناتہ شیشر پرشاد جسکا کاروبار مرزاپور اور کلکتہ مین تہا تحریر کی اور کوٹہی آخر الذکر نے ہنڈی بنام مدعیان بمقام کلکتہ فروخت کی مسٹر ڈنی کی دلیل منجانب مدعا علیہم یہ تہی کہ کوئی فعل جو بلا توسط اور صریح طور پر مدعا علیہ سے منسوب نہ ہو سکتا ہو یعنی جسمین کوئی شخص ثالث شریک نہ ہو داخل بنائے مخاصمت نہین ہو سکتا اور اسوجہ سے تحریر ظہری بحق مدعیان مقدمہ ہذا کو محض اوسی پر استدلال دربارہ حاصل ہونے اختیار سماعت عدالت کے کیا گیا ہے کوئی جزو بنائے مخاصمت نہین ہے اونسے یہ حجت کی کہ اوسکی دلیل کی تائید نہ صرف مقدمات محولہ مدعیان سے بلکہ نیز دیگر مقدمات سے جنکا خود اوسنے حوالہ دیا ہے ہوتی ہے کیونکہ ان جملہ مقدمات مین وہ فعل کہ جسکی بنا پر عدالت نے اپنا اختیار سماعت قائم کیا یا تو واقعی یا در اصل فعل مدعا علیہ کا تہا۔ مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ مین اس حد تک مسٹر ڈنی سے اتفاق کرتا ہون لیکن بہرحال ان مقدمات مین سے کوئی مقدمہ میری رائے مین ایسے اصول پر مبنی نہین ہے جسکا اثر محدود کرتے منشائے بنائے مخاصمت کا اوس طریق سے ہو جسپر استدلال کیا گیا۔ فی الواقع میلان بعض اُن مقدمات کا مثلاً مقدمات کیلی بنام فریزر (۱) و دیا نرائن تیواری بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند (۲) کا جن پر منجانب مدعیان استدلال کیا گیا ہے اور جن سے میری دانست مین مجکو ہدایت حاصل کرنی چاہیے مجکو کلیتاً بجانب مخالف معلوم ہوتا ہے ان مقدمات مین سے مقدمہ اول الذکر مین کینیڈی صاحب جسٹس نے بنائے مخاصمت کا ربہ تعلق ضمن ۱۲ فرمان شاہی عدالت ہذا کے اس طور پر کیا ہے کل واقعات کا مجموعہ جو خواہ مخواہ ثابت کرنے پڑینگے صاف ظاہر ہے کہ تحریر ظہری بحق مدعی نالش

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۵ (۲) ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۱۴ صفحہ ۲۵۶

۱۸۹۵ء
رگھوناتھ مصر
بنام
لونبدرا ایکن

برنبائے ہنڈی مین جو تحریر ظہری کرنے والے نے بنام نویسندہ دائر کی ایک ایسے واقعات مین سے ہے - مزید بران مقدمہ آخر الذکر مین مسٹر صاحب جسٹس نے یہ فرمایا برائے عدالت ہذا اسے یہ تجویز ہوئی ہے کہ الفاظ کل بنائے مخاصمت موقوعہ دفعہ ۱۲ - فرمان شاہی سے مراد ان کل چیزون سے ہے جو واسطے حاصل ہونے حق نالش کے ضروری ہین حق نالش ایک جزو بنائے مخاصمت کا ہے حق نالش ایسے مدعی کا جو بحیثیت تحریر ظہری کنندہ ہنڈی کے نالش کرے بلا توسط عبارت ظہری پر منحصر ہے جو حسب اصول منبیہ مسٹر صاحب جسٹس کے خواہ مخواہ جزو بنائے مخاصمت ہے پس چونکہ تحریر ظہری بحق مدعیان مقدمہ ہذا مین بمقام کلکتہ کی گئی لہذا ایک جزو بنائے مخاصمت کا یہان پیدا ہوا اور چونکہ اجازت دی گئی ہے لہذا عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے -

ڈگری بحق مدعی بابت زر متدعویہ معہ خرچہ اور سود کے صادر ہوئی تا

اٹرنی منجانب مدعیان - بابو جی این دت

اٹرنی منجانب مدعا علیہم مسٹر ایم کیمل

صیغہ اپیل دیوانی

۱۸۹۵ء
۱۸ دسمبر

باجلاس اوکینلی صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس

جی بی میکنٹاش مہتمم ترکہ مسٹر اے آر میکنٹاش متوفی (مدعی) بنام جہارو مولا (مدعا علیہ)*

ایکٹ رجسٹری اراضی (ایکٹ ۷ ۱۸۷۶ء بنگالہ) دفعات ۴۲ و ۷۸ - مہتمم ترکہ - ذمہ داری مہتمم کی درج رجسٹر کرانے اپنے نام کی قبل رجاع نالش لگان -

ادس شخص پر کہ جو مہتمم ترکہ ازحیثیت مذکور قایم مقام مالک متوفی کسی محال اور مالک قانونی اوسکی جائداد کا ہو لازم ہے کہ حسب دفعہ ۴۲ ایکٹ رجسٹری اراضی (ایکٹ ۷ ۱۸۷۶ء بنگالہ) اپنا نام قبل رجاع نالش لگان بنام اسامیان محال کے درج رجسٹر کرالے -

یہ اور دو اپیلہائے دیگر جنکی سماعت ایکساتھ مین ہوئی نالشات لگان سے پیدا ہوئے جو مہتمم ترکہ اے آر میکنٹاش متوفی نے جو مالک اوس محال کا تھا جسمین اراضیات مدعا علیہم اسامیان کی واقع تھین دائر

* اپیل نمبر ۱۰ ۱۸۹۴ء اپیل ہائے ڈگری تی ڈی بیٹن صاحب جج ضلع چوبیس پرگنات مورخہ ۵ اکتوبر ۱۸۹۳ء منسوخی ڈگری بابو جگت نراین سرکار منصف باروئی پور مورخہ ۱۱ مارچ ۱۸۹۳ء -

میکناش ۱۸۹۵ء بنام جہار و مولا

کی تہیں چند امور تنقیح طلب قرار دئے گئے تہے مگر صرف ایک امر جو رپورٹ ہذا کے لئے اہم ہے اول امر تہا آیا مدعی
مدعا علیہم پر نالش لگان بلا درج رجسٹر کرانے اپنے نام کے حسب ایکٹ رجسٹری اراضی (ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۶ء بنگالہ)
کر سکتا ہے یا نہیں -

منصف نے یہ امر تنقیح طلب مفید مدعی تجویز کیا اور اُس فیصلہ کی ناراضی سے مدعا علیہم نے اپیل کیا -
تجویز عدالت اپیل ماتحت نسبت امر نزاعی کے حسب ذیل ہے -

جو امر کہ ان اپیلوں میں پیش ہوا ہے اُس سے ایک مشکل بحث پیدا ہوتی ہے جو جہانتک کہ دریافت ہو سکا ابتک کبھی مستند طور فیصل نہیں ہوئی۔ یہ نالشات واسطے لگان کے ہیں اور انکا جی پی میکناش مہتمم ترکہ اے آر میکناش متوفی مالک مندرجہ رجسٹر نے دائر کیا تہا یہ حجت وکیل ذی علم نے منجانب اپیلانٹان کی ہے کہ برطبق تعبیر صحیح ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۶ء بنگالہ کے نالشات حال دائر نہیں ہو سکتیں کیونکہ مدعی کا نام حسب احکام ایکٹ مذکور درج نہیں ہوا۔ دفعہ ۳۸ ایکٹ مذکور کی یہ مراد ہے کہ مالک یا منتظم محال پر لازم ہے کہ اپنا نام بہ تصریح نوعیت و مقدار حق بحیثیت مالک یا منتظم اندر ایک میعاد معینہ کے درج رجسٹر کرائے دفعہ ۴۲ حسب ذیل ہے ہر شخص جو بعد نفاذ ایکٹ ہذا کسی حق ملکیت واقع کسی محال یا جائداد معافی کے جانشین ہو خواہ بذریعہ خریداری یا وراثت یا ہبہ کے یا دیگر نہج پر اور ہر ایک مالک شریک محال یا جائداد معافی جو بعد نفاذ مذکور کے اہتمام ایسے محال یا جائداد کا حاصل کرے یا کوئی حق اوس میں منجانب کسی دیگر مالک حقیت ہائے مذکور کے حاصل کرے اور ہر شخص جو بعد نفاذ مذکور کے اہتمام کسی محال یا جائداد معافی یا کسی حق واقع حقیت ہائے مذکور بطور منتظم کے حاصل کرے چھہ ماہ کے اندر تاریخ جانشینی مذکور یا حصول اہتمام یا انتظام سے درخواست حسب دستور طریقہ کے جو بعد اوسکے مقرر کیا گیا ہے روبرو کلکٹر ضلع کے پیش کرے گا جسکی توزیع میں محال یا جائداد مذکور مندرج ہو یا روبرو کسی عہدہ دار کے جسکو کلکٹر مذکور نے درخواست لینے کا اختیار دیا ہو اس غرض سے کہ اوسکا نام اور نوعیت اور مقدار اوسکے حق کی بحیثیت مالک یا منتظم کے درج رجسٹر کیا جاوے" دفعہ ۷۸ میں یہ حکم ہے "کسی شخص پر یہ لازم نہیں ہے کہ لگان ایسے شخص کو جو دعوی مالک یا منتظم ہونے کا کرتا ہو ادا کرے بجز اسکے کہ نام دعویدار مذکور کا حسب ایکٹ ہذا درج رجسٹر ہو چکا ہو"

ملاحظہ حیثیات اہتمام سے جو مسٹر جی ٹی میکناش کو عطا ہوئیں اور وصیت نامہ مسٹر اے آر میکناش متوفی سے مجھکو یہ واضح ہوا کہ شخص آخر الذکر نے اپنی بیوہ کو اپنی وصیہ مقرر کیا تہا اور حیثیات اہتمام مدعی حال کو بطور اٹرنی قائم مقام ایچ ایم میکناش کے اوس زمانہ تک کے لئے عطا کیگئیں کہ ایچ ایم میکناش مذکور عدالت ہذا سے پروبیٹ وصیت نامہ کا حاصل کرے یہ بحث تعبیر دفعہ ۴۲ پر منحصر ہے نوعیت جانشینی جسکے ساتھ ذمہ داری درج رجسٹر کرانے نام کی حسب ایکٹ مذکور ہے اول فقرہ دفعہ مذکور میں بیان ہوئی ہے اور وکیل ذی علم رسپانڈنٹ نے یہ حجت کی ہے کہ چونکہ الفاظ وصی اور مہتمم کے واقع نہیں ہوئے ہیں اور چونکہ کوئی الفاظ اس قسم کے معنی کے پائے نہیں جاتے لہذا حسب قاعدہ

سکلٹامش بنام جہاردمولا ۱۸۹۵ء

معمولی متعلق تعبیر قوانین یہ قیاس روا نہ ہوگا کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ اسمین جانشینی مہتمم ترکہ کی داخل ہو جس قاعدہ کا کہ ذکر کیا گیا ہر وہ یہ ہے کہ ایکٹ واضعان قانون کی تعبیر کرنے مین الفاظ عام تابع الفاظ خاص کے ہوتے ہین اور انکی معنے الفاظ مذکور مین قید لگائی جاتی ہے میری رائے مین یہ قاعدہ تعبیر اس صورت سے متعلق نہین ہے اگر دفعہ مذکور مین یہ عبارت ہوتی "خواہ بذریعہ خریداری یا وراثت یا ہبہ یا مثل اسکے" تو یہ حجت ہو سکتی تہی کہ الفاظ یا مثل اسکے متعلق جانشینی اوسی قسم سے ہین مگر اسمین الفاظ یا دیگر نہج پر واقع ہوے ہین پس مین باور کرتا ہون کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ ایکٹ مذکور کامل طور پر جامع ہو اور اس مین ہر ایک قسم کا انتقال جائداد داخل ہو منشائے ایکٹ مذکور یہ ہے کہ کوئی تبدیل جو مالکان مین ہو اوسکا اعلان جہانتک کہ ممکن ہو کیا جاوے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ حسب دفعہ ۴۹- ایکٹ مذکور کے ایک قاعدہ بجیدہ مشتہر کرنے کا اس غرض سے منضبط کیا گیا ہے کہ جملہ اشخاص متعلقہ کو یقیناً اطلاع تبدیل کی ہوجائے اور مجھکو کوئی وجہ اسکی معلوم نہین ہوتی کہ کیون انتقال حق ملکیت بذریعہ وصیت نامہ تاثیر ایکٹ مذکور سے مستثنیٰ ہو جسکا منشا یہ ہے کہ وہ واسطے حفاظت اسامیان کے جو لگان ادا کرتے ہین اثر پذیر ہو مزید بران یہ ظاہر کیا جاسکتا ہے کہ لفظ ہبہ موقوعہ دفعہ ۴۲ مین اسکا نام جائداد کا بذریعہ وصیت نامہ منتقل ہونا داخل ہو جو واقعی ایک ہبہ ہے جسکا نفاذ بعد وفات موصی کے ہوتا ہے۔

میری دانست مین اس امر کا فیصل کرنا واسطے اغراض اپیل ہذا کے ضروری نہین ہے کہ آیا نام اثر نی قائمقام وصیکا یا خود وصیہ کا درج رجسٹر ہونا چاہیے لیکن بلا درج رجسٹر ہونے نام ایک یا دوسرے شخص کے ان اشخاص مین سے میری دانست مین نالش رجوع نہین ہو سکتی اور اسلیے ضرور ہے کہ یہ اپیل معہ خرچہ کے ڈگری کیے جائین"

مدعی نے بنا راضی اس فیصلہ کے ہائیکورٹ مین اس بنا پر اپیل کیا کہ صاحب جج نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ مدعی بلا درج رجسٹر ہونے اپنے نام کے یا نام وصیہ وصیت نامہ آرمیکنٹاش کے حسب ایکٹ ۸ ۱۸۷۶ء نالش نہین کر سکتا اور یہ کہ یہ مقصود نہ تہا کہ یہ الفاظ "خواہ بذریعہ خریداری یا وراثت یا ہبہ کے یا دیگر نہج پر" جامع سمجھی جاوین اور مہتمان ترکہ اور اوصیا دفعات ۳۰ و ۴۲ و ۵۰ ایکٹ مذکور مین داخل نہین ہین اور جو تعبیر کہ ایکٹ کی صاحب جج نے کی ہے وہ غلط ہے اور منظور نہ ہونی چاہیے۔

مسٹر ہنڈرسن و مسٹر بیکنز و بابو دینہ گوپال متر منجانب اپیلانٹ
بابو سری ناتہہ داس و بابو پرموتہو ناتہہ سین منجانب رسپانڈنٹ

تجویز عدالت (او کینلی صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے:

جو بحث کہ اس اپیل دوم مین ہے وہ یہ ہے کہ آیا اوس شخص پر جو مہتمم ترکہ اور بحیثیت مذکورہ

۱۸۹۵ء سیکنٹاش بنام جواہر مولا

قائممقام متوفی اور مالک قانونی اُسکی جائداد کا ہو یہ لازم ہے کہ حسب دفعہ ۴۴ ایکٹ رجسٹری اراضی کے اپنا نام درج رجسٹر کرائے۔ بلحاظ نوعیت ایکٹ مذکور اور اُن اغراض کے کہ جنکے لئے وہ منضبط کیا گیا یعنے اس غرض سے کہ بلا درج رجسٹر ہونے نام کے کوئی شخص لگان وصول نہ کر سکے ہماری دانست مین مہتمم ترکہ پر لازم ہے کہ اپنا نام حسب دفعہ ۴۲ درج رجسٹر کرا لے پس اپیل ہذا معہ خرچہ کے ڈسمس ہونی چاہیے۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

۱۸۹۵ء ۱۴ فروری

باجلاس نارس صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

ہری منڈل (سائل) بنام جعفر* (ملزم)

مجموعہ تعزیرات (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۴۲۹ – بیل اور گائے کی تعریف – معنی کسی دوسرے حیوان کے۔

الفاظ بیل اور گائے موقوعہ دفعہ ۴۲۹ مجموعہ تعزیرات مین بجے حیوانات مذکورہ کے داخل ہین۔
اس دفعہ مین تخصیص زیادہ تر قیمتی حیوانات خانگی کی بلا کسی لحاظ عمر کے کیگئی ہے لیکن نسبت دیگر اقسام حیوانات کے جنکی تخصیص اس طرح پر نہین کیگئی دفعہ مذکور متعلق نہ ہوگی بجز اسکے کہ وہ خاص جانور جسکی بمث ہو پچاس روپیہ یا اس سے زیادہ کی مالیت کا ہو۔

نسبت اس مقدمہ کے رپورٹ ہائی کورٹ کو بہ تعلق ایک درمعاملہ کے کیگئی اور ایک حکم ۴ دسمبر ۱۸۹۴ء کو صادر ہوا کہ ملزم وجہ اسکی ظاہر کرے کہ کیون حکم قائممقام سشن جج کا منسوخ نہ کیا جائے۔

واقعات اس مقدمہ کے پورے طور پر تجویز مین مندرج ہین۔

کوئی شخص واسطے اظہار وجہ کے حاضر نہین ہوا۔

تجویز عدالت (نارس صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے :-

بیورلی صاحب جسٹس – اپریل گذشتہ مین تین اشخاص ایک بچھڑے کو ذبح کرتے ہوئے اور اُسکا چمڑا نکالتے ہوئے دیکھے گئے۔ اُنمین سے ایک لڑکا سمی ڈومن اُسیوقت گرفتار ہوا دیگر دو اشخاص شیخ

---

*نگرانی مقدمہ متفرقہ فوجداری نمبر ۴۶۵ سنہ ۱۸۹۴ء بنارضی حکم مصدرہ بابو کیدارناتھ رائے قائممقام سشن جج ندیا مشتمر نہیم حکم ڈپٹی مجسٹریٹ کنشٹا کی مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۸۹۵ع ہری منڈل بنام جعفر

جعفر و شیخ نورن بہاگ گئے اور کچہہ عرصہ بعد تک گرفتار نہیں ہوئے ڈومن پر ۲۶-اپریل کو ڈپٹی مجسٹریٹ کنٹائی نے جرم دفعہ ۴۲۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا ثابت قرار دیا اور حکم سزائے قید سخت ۶ ہفتہ کا صادر کیا بر طبق اپیل مسٹر پرپیٹ صاحب سشن جج نے تجویز ثبوت جرم بحال رکھی لیکن بلحاظ کم سنی اپیلانٹ اور اس امر کے کہ وہ محض حسب کہنے دیگر اشخاص کے کام کرتا تہا حاکم موصوف نے حکم سزا کو کم کر کے تین ہفتہ کی قید سخت رکہی ۴ جولائی کو جعفر و نورن کی تجویز بابت اسی واقع کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے بمقام کنٹائی کی اور ناماہردگان پر جرم سرقہ حسب دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے ثابت قرار دیا اور ایک سال کی قید سخت کا حکم صادر کیا بر طبق اپیل مسٹر کیدرانا تہہ رائے قائمقام سشن جج نے یہ تجویز کی کہ تجویز حسب دفعہ ۳۷۹ قایم نہیں رہ سکتی کیونکہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ بچہڑا قبضہ مستغیث سے نکالا گیا لیکن حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ جرم نقصان رسانی کا ارتکاب ہوا اگر جرم مذکور داخل دفعہ ۴۲۹ تعزیرات ہند کے نہیں ہوتا بلکہ دفعہ ۴۲۶ مجموعہ مذکور میں داخل ہے چنانچہ حاکم موصوف نے حکم سزا کو کم کر کے تین ماہ کی قید سخت رکہی کہ یہی سزا انتہائی محکوم دفعہ مذکور کی ہے حاکم موصوف نے اپنی تجویز میں حسب ذیل تحریر کیا ضمناً بچہڑا جو ذبح کیا گیا ملے کی مالیت کا تہا مستغیث نے یہ بات اپنی اول اطلاع اور اظہار میں بیان کی حملہ گوالاان اسکو بچہڑا کہتی ہیں تجویز ہو چکی ہے اور یہ امر عام طور پر جناب مجسٹریٹ کو معلوم ہے کہ بچہڑا جسکی مالیت ۵ سے کم ہو داخل احکام دفعہ ۴۲۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے نہیں ہے۔

اسمقدمہ کی رپورٹ عدالت ہذا کو بہ تعلق ایک اور معاملہ کے ہوئی اور ۴ دسمبر گذشتہ کو ایک حکم صادر ہوا کہ ملزمان وجہ ظاہر کریں کہ کیوں حکم عدالت اپیل منسوخ نکیا جائے اور حکم سزا مصدرہ ڈپٹی مجسٹریٹ بحال نرکہا جائے اس حکم کی تعمیل شیخ جعفر پر ہوئی لیکن شیخ نورن کی نسبت یہ رپورٹ ہوئی ہے کہ وہ فوت ہو گیا کوئی وجہ ہمارے روبرو ظاہر نہیں کیگئی۔

ہماری یہ رائے ہے کہ فیصلہ قایمقام سشن جج غلط ہے ہماری دانست میں الفاظ بیل اور گائے موقوعہ دفعہ ۴۲۹ میں حیوانات مذکور کے نیچے داخل ہیں اور الفاظ کسی دوسرے حیوان موقوعہ دفعہ مذکور سے مراد ایسی قسم کے حیوان سے نہیں ہے جسکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے بلکہ وہ متعلق حیوان کلیتاً نوع مختلف کے ہیں مثلاً کتا یا بکرا میں صاحب کی شرح مجموعہ تعزیرات ہند میں یہ تحریر ہے کہ سنہ ۱۸۶۳ع کے چہٹے سشن مدراس میں اسکاٹ لینڈ صاحب چیف جسٹس نے یہ تجویز کی کہ بچہڑا الفاظ بیل یا گائے یا بہینسا میں داخل نہیں ہے جہانتک کہ ہم کو معلوم ہے فیصلہ مذکور کی رپورٹ نہیں ہوئی اور ہم اسکی تقلید کرنے پر تیار نہیں ہیں ہمکو واضح ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور میں زیادہ تر قیمتی حیوانات خانگی کی تخصیص بلا لحاظ عمر کے کی گئی ہے لیکن نسبت دیگر اقسام حیوانات کے

۱۸۹۶ء
ہری منڈل
بنام
جعفر

جنکی تخصیص اسطور پر نہین کیگئی دفعہ مذکور متعلق نہوگی بجز اسکے کہ خاص حیوان مابہ البحث کا ۵ یا اُس سے زیادہ کی مالیت کا ہونا ثابت کیا جائے -

چنانچہ بمنسوخی حکم قائممقام سشن جج کے ہم تجویز ڈپٹی مجسٹریٹ مصدرہ مقدمہ ہذا کو تبدیل کرکے تجویز ثبوت جرم دفعہ ۴۲۹ مجموعہ تعزیرات ہند کرتے ہین اور حکم سزائے ایکسال کی قید سخت کو جو حاکم موصوف نے دیا ہے بحال کرتے ہین - لہذا شیخ جعفر پھر گرفتار کیا جائے اور وہ اُس جزو سزا کا جو باقی ہے متحمل ہو*

اپیل دیوانی

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و ریمپنی صاحب جسٹس

۲۴ جنوری ۱۸۹۵ء

چندی دت جہا (مدعا علیہ) بنام پدم نند سنگہ بہادر وغیرہ (مدعیان)

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۴۹۲ و ۵۰۳ - تقرر رسیور و حکم امتناعی چندروزہ - فرق ہین اُسصورت کے کہ جسمین حکم امتناعی چندروزہ عطا کیا جاسکتا ہے اور اُسصورت کے کہ جس مین رسیور مقرر کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ گو ہر دو صورت مین یہ ثابت کرنا ضرور ہے کہ جائداد کی محفوظی اتلاف یا انتقال سے ہونی چاہئے صورت اول الذکر مین یہ ثابت کرنا کافی ہوگا کہ مدعی نالش واجبی طور پر بحث نسبت وجود حق مظہرہ کے پیش کرسکتا ہے مگر صورت آخر الذکر مین بادی النظر مین ایک استحقاق معقول ثابت کرنا چاہئے -

مقدمہ ہیشری دیبی بنام اگھشیری دیوی (۱) ناپسند کیاگیا -

حکم عدالت ماتحت نسبت تقرر رسیور حسب دفعہ ۵۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) منسوخ کیاگیا اور حکم امتناعی چندروزہ حسب دفعہ ۴۹۲ مجموعہ مذکور کے عطا کیاگیا -

اپیل بناراضی احکام مصدرہ جج ماتحت بہاگلپور برطبق درخواست حکم امتناعی و تقرر رسیور حسب دفعات ۴۹۲ و ۵۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء -

راجہ لیلانند سنگہ بہادر خاندان راج بنیلی سے جو تابع دہرم شاستر متمتبہ متہلا ہے ۳ - جون ۱۸۸۳ء کو وفات پائی اور دو پسران راجہ پدم نند سنگہ (مدعی نمبر ۱) از بطن زوجہ ثانی رانی پاربتی اور کنور کلانند سنگہ (مدعی نمبر ۲)

* اسی امر کی تجویز مطابق اسکے بمقدمہ جگبندہو مہتی بنام غلام علی شاہ (مقدمہ فوجداری متفرقہ نمبر ۵۲ ۱۸۹۴ء) ہوئی تہی جسکی سماعت انہین حکام (نارس صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) نے اسی تاریخ کی تہی - نوٹ رپورٹر -

اپیل نمبر ۵ ۱۸۹۴ء بناراضی احکام بابو مادہب چندر چکربتی جج ماتحت بہاگلپور مورخہ ۲ - جولائی و ۱۲ - اگست و ۲۴ ستمبر ۱۸۹۲ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۸۰

۱۸۹۹ء
چندی دت جہا
بنام
پدم نند سنگھ بہادر

از بطن زوجہ چہارم رانی سیتابتی اور ایک دختر گمکھیا دیٹی از بطن زوجہ سوم رانی چندیشری چھوڑے کنور کرتانند سنگھ (مدعی نمبر ۳) پسر سوم از بطن رانی سیتابتی بعد وفات نامبردہ کے ۲۲ ستمبر ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوا۔

رانی چندیشری ۱۷ - جون ۱۸۸۵ء کو فوت ہوئی اور اسکی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ اُسکی دختر گمکھیا دیٹی کو پہونچی جسنے مختلف دیگر جائداد بعد وفات اپنی مان کے بہی حاصل کین۔ گمکھیا کا بیاہ چندی دت جہا برہمن قسم سوتی سے ہوا اور اس ازدواج سے صرف ایک لڑکا انتانند جہا پیدا ہوا۔ گمکھیا دیٹی ۱۶ ستمبر ۱۸۹۲ء کو فوت ہوئی اور اس کے شوہر (مدعا علیہ) نے اُسکی جائداد پر منجانب انتانند کے جو اُسوقت نابالغ تہا قبضہ کیا۔ انتانند ۱۵ اپریل ۱۸۹۳ء کو فوت ہوا۔

۱۱ - جولائی ۱۸۹۳ء کو مدعیان سنے یہ نالش جواب عدالت جج ماتحت بہاگلپور مین دائر ہے اور یہ تعلق جسکے درخواست حال واسطے حکم امتناعی اور تقرر ریسیور کے کیگئی ہے دائر کی اُدہنون نے استدعائے قبضہ جائداد متروکہ گمکھیا دیٹی وانتانند جہا باستقرار اپنے استحقاق کے خاصکر بر بناے ایک رواج خاندان کے کی کہ جو عرضی دعویٰ مین حسب ذیل بیان ہوا ہے۔

"۵ - زمانہ قدیم سے خاندان مدعیان مین یہ رواج رہا ہے اور ہنوز جاری ہے اور انتظام آرائش و پرورش عورات خاندان کا بذریعہ دینے زیورات ودیگر مال منقولہ ووظائف نقد کے کیا جاتا ہے یا بعوض اُن کے جائداد غیر منقولہ دیجاتی ہے تاکہ وہ اُسپر قابض اور متصرف تاحیات اپنے رہین اور جس صورت مین اونکے اولاد بہ سلسلہ مستقیم ہو تو اولاد سلسلہ مذکور اُسپر قابض و متصرف ہو لیکن عورت خاندان یا اُنکی اولاد مستقیم کو کوئی اختیار منتقل کرنے اُس جائداد کا عارضی یا دوامی طور پر نہین ہے بعد وفات عورات خاندان مذکور بالا کے بلا چہوڑنے اولاد سلسلہ مستقیم کے یا بصورت چہوڑنے اولاد سلسلہ مستقیم کے اور باقی نرہنے اولاد مذکور کے جملہ زیورات و دیگر اشیائے منقولہ وجائداد غیر منقولہ و جملہ دیگر جائداد منقولہ اور غیر منقولہ جو عورات خاندان مذکور نے یا دیگر اولاد سلسلہ مستقیم نے بمدد یا بذریعہ آمدنی جائداد مذکور حاصل کی ہو اُسی خاندان کو عود کرتی ہے اور بعد اُسکے جزو ادرج راج اور ریاست کا ہوجاتی ہے۔"

"۶ - زمانہ قدیم سے رواج خاندان مذکور جو درجہ مین مساوی د رہمنان قسم سوتی کے خیال نہین کیے جاتے ہین یہ ہے اور ہنوز جاری ہے کہ دختران خاندان کا بیاہ برہمنان قسم سوتی سے کیا جائے۔ اور یہ لوگ ایسے ازدواج کے ہونے پر عابت سے کم ہوکر بکوا نسم کے کہلاتے ہین اور بابت ان شادیون کے یہ لوگ قسم سوتی زرکثیر بوقت ازدواج طلب کرتے ہین اور تب بہی زمانہ قدیم سے رواج خاندان کو دینے برہمنان قسم بکوا یہ ہا ہے اور ہنوز جاری ہے کہ برہمنان مذکور زر کسی استحقاق کے خواہ بذریعہ وراثت یا دیگر نہج پر مستحق کسی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کے جو اُنکی ازدواج کو واسطے اونکی آرائش اور پرورش کے حسب مذکور بالا ملی ہو نہین ہوتے ہیں۔"

+ +

۱۸۹۵ء
چندی دت جہا
بنام
پدم نند سنگہ بہادر

وہ حالات بہی جن مین مدعیان نے اپنی درخواست واسطے حکم امتناعی اور تقرر ریسیور کے کی تہی عرضی دعوے مین مندرج تہے ۔

(۵) یہ کہ مدعا علیہ نے مکان سلطان گنج سے بعض اجزائے جائداد متنکرہ دفعہ ماسبق (یعنی دفعہ ۱۴) کے لیجانے کی کوشش کی اور بطبق استغاثہ مدعیان کے مجسٹریٹ ضلع بہاگلپور نے ۲۹ - اپریل سنہ ۱۸۹۳ء کو حکم امتناعی حسب احکام دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مدعا علیہ کو باز رکہنے کی غرض سے جاری کیا مگر باوجودیکہ حکم امتناعی مذکور کے مدعا علیہ نے پوشیدہ طور پر بعض اُن زیورات اور جواہرات اور اشرفیون مین سے ایک مکان بیرونی مین لیجاکر اونکو زمین مین دفن کیا مگر بعد اسکے جب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بربناے تلاشی کی تب اشیائے مذکور اسکو ۸ - جون سنہ ۱۸۹۳ء کو دستیاب ہوئین اور اُسی مکان مین رکہی گیئن اور مدعا علیہ نے قبل اجرائے حکم امتناعی مذکور کے بعض اشیا سے نقرئی دطلائی لیجاکر بابو کنج لال مہاجن ساکن نیا بازار شہر بہاگلپور کے پاس رکہین گے۔

اوسی تاریخ (۱۱ - جولائی سنہ ۱۸۹۳ء) کو ایک درخواست علیحدہ واسطے صدور حکم امتناعی اور تقرر ریسیور کے منجانب مدعیان پیش ہوئی اور بیانات حلفی بتائید درخواست مذکور پیش کیے گئے عدالت ماتحت نے حکم امتناعی درمیانی صادر کیا اور ایک حکم اظہار وجہ بنام مدعا علیہ کے واسطے تردید درخواست تقرر ریسیور کے جاری کیا مدعا علیہ نے ایک عرضی جسمین بیانات اہم مدعیان سے انکار کیا گیا تہا اور جسمین اُس نے خود اپنا استحقاق ظاہر کیا تہا پیش کی اور اُس نے چند بیانات حلفی بتائید اپنی عرضی کے گذارنے ۔

جج ماتحت نے یہ حکم دیا کہ استدعاے تقرر ریسیور بابت جائداد غیر منقولہ کے نامنظور ہو مگر درخواست بابت جائداد منقولہ متنازعہ کے (باستثنائے مندرجہ حکم مذکور) منظور کی ۔

مدعا علیہ نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا ۔

ایڈوکیٹ جنرل (سر چارلس پال) و بابو دوارکا ناتہہ چکرورتی و بابو دگمبر چیٹرجی منجانب اپیلانٹ ۔

سر گرفتہہ ایونس و بابو تارک ناتہہ پالت و مولوی محمد یوسف منجانب رسپانڈنٹ ۔

ایڈوکیٹ جنرل (سر چارلس پال) منجانب اپیلانٹ ۔

مدعیان نے کوئی وجہ صدور حکم تقرر ریسیور یا حکم امتناعی کی ثابت نہین کی خود مقدمہ کے دیکہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بنائے معقول کامیابی کی نہین ہے دعوی بربنائے رواج خاندانی ناقابل پذیرائی ہے ۔ رواج بیٹلی کوئی ناقابل تقسیم راج نہین ہے اور یہ خاندان نیا ہے ایسے خاندان مین کوئی رواج جائز نہین ہوسکتا ۔ رواج مظہرہ معقول بہی نہین ہے اور اسوجہ سے کہ اوس سے استحقاق انتقال مین فرق آتا ہے کالعدم ہے نسبت بیانات

سنہ ۱۸۹۵ء
چندی دت جہا
بنام
پدم نند سنگہ بہادر

حلفی کے واضح ہو کہ راجہ (مدعی نمبر ۱) نے خود کوئی بیان حلفی نہین کیا۔ صاف اور قوی وجہ ثابت ہونی چاہئے کہ جس کی رو سے تقرر رسیور اور حکم امتناعی کا جاری کرنا جائز ہو مقدمات سد ہیشری دیوی بنام ابھیشری دیوی (۱) وادن بنام ہومن (۲) وکلیٹن بنام اٹرنی جنرل (۳) و نارتھہ لنڈن ریلوے کمپنی بنام گریٹ ناردرن ریلوے کمپنی (۴) کا حوالہ دیا گیا۔

سر گریفتھہ ایونس۔ بیانات حلفی سے کافی طور پر وجہ تقرر رسیور و صدور حکم امتناعی کی ظاہر ہوتی ہے۔ دیکھو کتاب کر صاحب متعلق احکام امتناعی طبع سوم صفحات ۱۱ و ۱۴ و مقدمات مورن بنام ریور اسٹیم نیویگیشن کمپنی (۵) و مقدمہ واکر بنام جونس (۶) و کتاب سیٹن صاحب متعلقہ تجاویز احکام جلد اطبع پنجم صفحہ ۱۶۵۔

ایڈوکیٹ جنرل کا جواب سنا گیا۔

تجویز عدالت (گہوس صاحب جسٹس و رمپنی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

یہہ ایک اپیل بناراضی حکم تقرر رسیور تا معلوم ہونے نتیجہ نالش کے ہے۔

یہہ نالش راجہ پدمانند سنگہ وغیرہ پسران راجہ لیلانند سنگہ بہادر کی واسطے دلا پانے قبضہ جائداد ہائی منقولہ وغیرہ منقولہ مختلف اقسام کے جنپر مدعا علیہ قابض ہے اور جنکا وہ دعوی بحق وارثت اننتانند جہا اپنے پسر متوفی کے کرتا ہے دایر کی مدعیان کا دعوی خاصکر ایک رواج مظہرہ پر مبنی ہے جو خاندان مدعیان و مدعا علیہ میتھل وسوتی مین عموما جاری ہے وہ یہہ ہے کہ جب کوئی انتظام واسطے پرورش اور آرائش کسی اہل خاندان قسم اناث کے بذریعہ دینے جائداد کے کیا جاتا ہے تو وہ عورت حین حیات اپنے جائداد مذکور پر قابض رہتی ہے اور جائداد مذکور بوقت اس کی وفات کے اوسکی خاص اولاد کو پہونچتی ہے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۸۱۸

(۲) مقدمات ہاوس آف لارڈس جلد ۴ صفحات ۹۹۷ و ۱۰۳۴

(۳) مقدمات عدالت چانسری مولفہ کوپر صاحب جلد ۱ صفحہ ۹۷

(۴) لارپورٹ کوئنس بینچ ڈیویژن جلد ۱۱ صفحہ ۳۰

(۵) بنگال لارپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۵۴

(۶) لارپورٹ پریوی کونسل جلد ۱ صفحہ ۵۰

۱۸۹۵ء
چندی دئی بنام پرم نند سنگھ بہادر

لیکن اگر سلسلہ اولاد مین کوئی باقی نرہے تو جائداد خاندان داب کی جانب عود کرتی ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ رواج بصورت ایسی لڑکی کے بھی جاری ہے جو متہل قوم کے برہمنون مین سے ہو اور جسکی شادی سوتی قسم کے برہمن سے ہوئی ہو جسکا درجہ متہل قسم سے برتر ہے اور بصورت ایسے ازدواج شوہر کا درجہ ہوکر کمتر قائم ہوجاتا ہے اور اوسکو وہ جائداد جو لڑکی کو اس کے باپ کے خاندان سے ملی ہو وراثتاً نہین پہونچ سکتی۔

عرضی دعوی سے یہ پایا جاتا ہے کہ راجہ لیلا سنگہ متوفی نے چند جائداد اپنی زوجہ رانی چندلیکھری سوتیلی مان مدعیان کو دین اور بوقت وفات مسماۃ کے جائداد ہائے مذکور کمکھیا دیئی اس کی دختر کو پہونچین اور اُن جائداد دن کے منافع سے کمکھیا نے دیگر جائداد حاصل کین اور کچہ اور جائداد اُسکو بذریعہ انتقال کے مدعیان کے خاندان سے ملی اور جملہ جائداد ہائے مذکور اسکی وفات پر اُس کے پسر اننتا نند جہا کو پہونچین اور بعد وفات پسر مذکور کے جو زمانہ حال (اپریل ۱۸۹۳ء) مین واقع ہوئی جائداد ہائے مذکور بقبضہ مدعا علیہ آئین۔

مدعیان نے اپنی عرضی دعوی مین بنا دعوی خاصکر اُس رواج پر مبنی کرتے ہین جسکا ذکر ہوچکا اور نیز تبنیت مظہرہ بشکل کرتم راجہ پدمانند سنگہ کے منجانب رانی چندلیکھری کے مگر وجہ آخر الذکر پر ظاہراً زیادہ تر صرار بمعاملہ درخواست تقرر رسیور کے نہین کیا گیا۔

مدعا علیہ نے رواج مظہرہ مدعی اور حق مبینہ اوسکے سے انکار کیا۔

مدعیان نے عدالت ماتحت مین واسطے تقرر رسیور کے حسب دفعہ ۵۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور نیز واسطے حکم امتناعی کے حسب دفعہ ۴۹۲ درخواست پیش کی تہی اور بتائید درخواست مذکور چند بیانات حلفی منجانب مدعیان داخل کیے گئے تہے اور بیانات حلفی مخالف منجانب مدعا علیہ بانکار اکثر بیانات مندرجہ بیانات حلفی مدخلہ مدعیان داخل کئے گئے تہے۔

جج ماتحت کی یہ رائے ہوئی کہ وجہ کافی تقرر رسیور کی بابت جائداد غیر منقولہ کے ثابت نہین کیگئی لیکن نسبت جائداد منقولہ کے (باستثنائے اشیائے مندرجہ حکم حاکم موصوف) اس قسم کی وجہ ثابت کیگئی تہی چنانچہ حاکم موصوف نے مطابق اس کے حکم دیا۔

بوقت تجویز اس بحث کے جو روبرو حاکم موصوف کے پیش کیگئی جج ماتحت کی ظاہراً یہ رائے تہی کہ مدعیان مستحق مقرر کرا پانے رسیور کے ہین بشرطیکہ یہ ظاہر ہو کہ مدعیان کوئی بحث واجب پیش کرسکتے ہین اور وجوہ قوی اس اندیشہ کے ہین کہ جائداد متنازعہ اگر وہ رسیور کی سپردگی جابے

۱۸۹۵ء
چندی دت جہا
بنام
برم ند سنگہ بہادر

زائل یا تلف ہوجاینگی اور بلحاظ اس امر کے حاکم موصوف نے یہ تصور کیا کہ بیان حلفی منجانب مدعیان کی رو سے تقرر ریسیور جایز ہے۔

ہماری دانست مین اس معاملہ مین اسطور پر عمل کرنے سے جج ماتحت کو غلطی ہوئی بلاشبہ حاکم موصوف کی یہ راے صحیح ہوتی اگر وہ حکم امتناعی صادر کرتے (دیکھو کتاب کر صاحب متعلقہ احکام امتناعی صفحات ۱۱ و ۱۲)

بمقدمہ سد ہیشری دیوی بنام ابہینسری دیبی (۱) قاعدہ متعلق تقرر ریسیور ایک ڈلو بزن بنچ عدالت ہذا نے اسطور پر قرار دیا تہا ڈپٹی کمشنر اور صاحب جج دونون نے ظاہرا یہ خیال کیا کہ تقرر ریسیور کے لئے صرف اسقدر کافی ہے کہ بیانات مدعی سے بناے مخاصمت کافی ظاہر ہوتی ہو اور انتظام جائیداد ایسا رہا ہو اور ہو کہ جس سے تقرر قرین مصلحت ہو- بلاشبہہ از روے دفعہ ۵۰۳ کے عدالت ہاے دیوانی کو اختیار تمیزی کیسع عطا کیا گیا ہے اوسکی رو سے عدالت کو اختیار ہے کہ جب کبہی واسطے وصول، حفاظت یا حسن حراست یا انتظام یا کسی جائداد متنازعہ نالش کے ضروری معلوم ہو ریسیور مقرر کرے لیکن یہ اختیار اوس سے زیادہ نہین ہے جو عدالت ہاے انگلستان استعمال کرتی ہین اور ہماری دانست مین اختیار مذکور کا استعمال اُسی اصول کے بموجب ہونا چاہئے یعنی باحتیاط مناسب بلحاظ جملہ حالات مقدمہ کے اور نہ محض بلحاظ اون حالات کے جس سے تقرر واسطے حفاظت جائداد کے قرین مصلحت معلوم ہو بلکہ بلحاظ جملہ حالات متعلقہ اوس حق کے جو بیان اور ثابت کیا گیا ہو جس حالت مین کہ حق نسبت جائداد مقبوضہ مدعاعلیہ کے جو بموجب ایک حق قانونی کے دعوی قبضہ رکہتا تہا ظاہر کیا گیا تہا عدالتون نے دست اندازی بذریعہ تقرر ریسیور کے نہین کی بجز اسکے کہ ثبوت نہایت قوی پیش کیگیا ہو وہ اصول کہ جنکا ہم نے ذکر کیا ہے کتاب کر صاحب متعلقہ ریسیوران طبع دوم صفحہ ۲ مین مندرج ہین - لارڈ کرنورتہ صاحب نے بمقدمات اودن بنام ہوسن (۲) و کلٹین بنام اٹرنی جنرل (۳) اصول مذکور قائم کئے ہین ہمکو کوئی وجہ اس حجت کی نہین معلوم ہوتی کہ اصول ان کو اس ملک سے متعلق نہین صرف اسغرض سے خیال کرنا چاہئے کہ مدعاعلیہ کو مضرت نپہنچے اور اگر اون پر عملدرآمد اس ملک مین نہ کیا جاے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۸۱۸

(۲) مقدمات ہاؤس آف لارڈس جلد ۴ صفحہ ۹۹۷ و ۱۰۳۲

(۳) مقدمات عدالت چانسری مولفہ کوپر صاحب جلد ۱ صفحہ ۹۷

سنہ ۱۸۹۵ع
چندی دت جہا
بنام
پدم نند سنگہ بہادر

تو مضرت بدرجہ مساوی پہونچ سکتی ہے بہرحال یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ مدعی کو اوّل درجہ ثابت کرنا چاہئے کہ اوس کا دعوی نیک نیتی سے اور بناٴ سے مستحکم پر مبنی ہے اور اگر مدعیہ اسقدر ثابت کردے تو یہ بحث محض اسقدر رہجاتی ہے کہ اُسکو اپنا بیان کہانتک ثابت کرنا چاہئے" اس رائے کی بخوبی تائید اسناد متذکرہ بالا سے ہوتی ہے اور ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ ہمکو بخوبی اُس سے اتفاق ہے۔

جج ماتحت نے ظاہرا اُس فرق کو جو ما بین حکم امتناعی اور تقرر ریسیور کے ہے مدنظر نہین رکھا وہ فرق یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو ہر دو صورتون مین یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ جائداد کی حفاظت اتلاف یا انتقال سے ہونی چاہیے مگر صورت اول الذکر مین اسقدر ثابت کرنا کافی ہے کہ مدعی نالش ایک بحث واجب بابت وجود حق منظورہ کے پیش کرسکتا ہے مگر صورت آخر الذکر مین استحقاق معقول بادی النظر مین ثابت ہونا چاہیئے (دیکہو کتاب کرصاحب متعلق ریسیوران صفحات ۳ و ۴ و کتاب کرصاحب متعلق احکام امتناعی صفحات ۱۰ و ۱۱)۔

اب ہم روئداد درخواست کی جانب متوجہ ہوتے ہین ہمکو واضح ہوتا ہے کہ راجہ پدمانند سنگ مدعی نے جو سب عمدہ قابلیت اظہار دینے کی نسبت وجود رواج منظورہ اور تبنیت بسبیہ لینے کے رکہتا تہا حلف سے اظہار نہین دیا اور بیانات حلفی جو پیش کیے گئے وہ قابل اطمینان قسم کے نہین ہین۔

مدعا علیہ جائداد پر بذریعہ حق قانونی کے قابض ہونیکا دعویدار ہے اور اگر جائداد متنازعہ جہا اُس کے لڑکے کی تہی تو وہ اُسکا مستحق ہے بجز اُسکے کہ رواج مینہ مدعی صاف طور پر ثابت ہو ہمکو ضرورت اسکی نہین ہے کہ ہم کوئی رائے نسبت اس امر کے ظاہر کرین اور ہماری دانست مین رائے ظاہر کرنا صحیح ہے۔ لیکن اوس مواد پر جو ہمارے روبرو ہے اکتفا کرکے ہم یہ کہنے پر آمادہ نہین ہین کہ مدعی نے بادی النظر مین ایک معقول ثبوت ایسا پیش کیا کہ جس سے عدالت کو یہ جایز ہو کہ حکم دے کہ جائداد مدعا علیہ کے قبضہ سے نکال کر ریسیور کے ہاتہہ مین دیجائے۔

لیکن بعد ازان یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا بلحاظ اون حالات کے جو بوقت تجویز اس بحث کے روبرو جج ماتحت کے ظاہر ہوئے جائداد ہائے منقولہ کی جنمین اکثر زیورات و اشیائے طلائی و نقرئی ہین محافظت اور اونکے اتلاف کا انسداد حسب محکومہ دفعہ ۴۹۲ مجموعہ کے ہونا چاہئے یا نہین۔

بیانات حلفی و دیگر کاغذات سے جو روبرو جج ماتحت کے پیش کیے گئے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسیقدر زیورات قیمتی اور اشرفی مکان مدعا علیہ واقع سلطان گنج سے علیحدہ کی گئین اور وہ ایک مکان بیرونی مین مدفون ملین اور کچہہ زیورات طلائی مدعا علیہ نے لیکر ساہوکار مسمی گنجہاری کے پاس بمقام بہاگلپور رکہے مدعا علیہ کا یہ بیان ہے کہ فعل اول الذکر اوسکے ملازمان مین سے کسی ملازم کا ہے جو مدعیان کی

۱۸۹۵ء
حیدری دستہ جہا
بنام
پدم نند سنگہ بہادر

سازش رکہتا تہا اور گنجہاری کے پاس زیورات کا رکہنا حسب دستور قدیم تہا ممکن ہے کہ یہ صورت ہو یا نہو مگر یہ حالات لائق شبہہ ہین اور خطرہ اتلاف یا انتقال جایداد منقولہ کا ہے اور جج ماتحت نے یہی تجویز کی ہے۔

ہماری دانست مین نظر بحالات اوس مقدمہ کے ہمکو حسب دفعہ حکم واسطے حفاظت جایداد منقولہ کے اتلاف و انتقال سے صادر کرنا چاہیئے۔

ہم یہ تصور کرتے ہین کہ کل جایداد بقبضہ کلکٹر ہے اگر یہ صورت ہو تو کوئی دقت فہرست صحیح اور کامل جایداد ہائے مذکور کے بنانے مین نہین ہوگی فہرست مذکور کوئی عہدہ دار عدالت جو لائق اعتبار ہو بموجب فریقین یا اُن کے کارندگان مجاز کے بناویگا۔ اور قیمت ہر مال کی دریافت کرکے درج فہرست کی جاویگی بعد مرتب ہونے ایسی فہرست کے مال مذکور مدعا علیہ کے حوالہ کیا جاویگا مگر بذریعہ ایک حکم امتناعی کے اسکو اتلاف یا انتقال یا دیگر بیع پر مال مذکور کی نسبت عملدرآمد کرنے کی تا فیصل ہونے اوس نالش کے جواب عدالت ماتحت مین دایر ہے ممانعت کیجاویگی منجملہ جائیداد ہائے منقولہ کے ایک رہن نامہ مورخہ ۲۹ - مارچ ۱۸۸۵ء نوشتہ راجہ لیلانند سنگہ بنام کمکہیا دیئی اور بعض پرامیسری نوٹ ہائے سرکاری ہین نسبت ان اشیا کے ہم یہ ہدایت کرتے ہین کہ گو مدعا علیہ کو ممانعت اُن کے منتقل کرنے یا دیگر بیع پر اُنکی نسبت عملدرآمد کرنے کی ہے مگر اسکو یہ اجازت دیجاسکتی ہے کہ بربناے رہن نامہ کے نالش دایر کرے اور بذریعہ وصول زر مندرجہ دستاویز مذکور عمل مین لاوے۔ مگر زر وصول شدہ تا فیصلہ نالش عدالت مین جمع رہیگا اور وہ سود پرامیسری نوٹوں کا جب وقتاً فوقتاً واجب الادا ہو وصول کرسکتا ہے۔

حکم عدالت ماتحت نسبت تقرر رسیور بغرض تفویض مال منقولہ منسوخ ہوگا اور بجاے اوسکے ایک حکم حسب دفعہ ۴۹۲ بالفاظ متذکرہ بالا صادر ہوگا ہر فریق اپنا خرچہ ہر دو عدالت کا ادا کریگا۔

اپیل منظور ہوئی۔

۱۴ جنوری ۱۸۹۵ء

باجلاس گہوس صاحب جسٹس و بیمپنی صاحب جسٹس

نام نراین سنگہ (ڈگریدار) بنام لالہ رگہوناتہ سہاے نابالغ بذریعہ اپنی مان و ولیہ مسماۃ بہیکم کنوری (مدیونڈگری)*

ایکٹ ضابطہ زمیندار و اسامی چہوٹا ناگپور (ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۹ء بنگالہ) دفعہ ۸۸۔ ڈگری لگان و منسوخی پٹہ پٹہ کا اجرا۔ ڈگری صیغہ اپیل کی تاثیر۔

ڈگری حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ ضابطہ زمیندار و اسامی چہوٹا ناگپور (ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۹ء بنگالہ) مین یہ حکم تہا کہ اگر مدعاعلیہ (اسامی) زر ڈگری اندر پندرہ یوم کے ادا نکرے تو اُسکا پٹہ منسوخ ہو۔ اپیل بناراضی اس ڈگری کے ڈسمس ہوا اور مدعاعلیہ نے زر ڈگری پندرہ یوم کے اندر تاریخ ڈگری عدالت اپیل سے ادا کیا کچہہ عرصہ بعد ڈگریدار نے درخواست اجراے ڈگری منسوخی پٹہ پیش کی عدالت ماتحت نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔

تجویز ہوئی کہ جس صورت مین کہ ڈگری عدالت ابتدائی کا اجرا تا فیصلہ عدالت بالا رُکا ہوا ہو الفاظ تاریخ ڈگری متوجہ جزو آخر دفعہ ۸۸ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء کے معنی تاریخ ڈگری اپیل کے ہین ڈگری عدالت اپیل کیساتہ مل گئی تہی اور صرف وہی ڈگری قابل اجرا تہی اور چونکہ زر ڈگری اندر پندرہ یوم کے تاریخ ڈگری مذکور سے ادا کیا گیا لہذا درخواست اجرا صحیح طور پر نامنظور ہوئی۔

مقدمات نور علی چودہری بنام کوتی میان (۱) و دولت بنام بہوکن داس مانکچند (۲) و روپچند بنام شمس الجہان (۳) کی تقلید کیگئی۔

ایک نالش مین جو اپیلانٹ زمیندار نے حسب احکام دفعہ ۸۸ ایکٹ ضابطہ زمینداران و اسامیان چہوٹا ناگپور (ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۹ء بنگالہ) دایر کی تہی ڈگری اُسکے حق مین ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء کو بعبارت ذیل صادر ہوئی۔

"ڈگری بقدر للعہ [illegible] علاوہ خرچہ عدالت کے صادر ہو اگر مدعاعلیہ زر ڈگری ۱۵ یوم کے اندر ادا نکرے تو پٹہ مقرری منسوخ ہو۔

اپیل بعدالت ہائیکورٹ منجانب اسامی (رسپانڈنٹ) دایر ہوئی اور ڈگری عدالت موصوف مورخہ ۱۲ جون ۱۸۹۳ء حسب ذیل ہے۔

یہ حکم دیا جاتا ہے اور ڈگری صادر ہوتی ہے کہ اپیل از روے تحریر ڈسمس ہو اور ڈسمس ہوا"

---

* اپیل بناراضی حکم نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۴ء صادرہ بابو بسنت کمار بوس ڈپٹی کلکٹر ہزاری باغ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳

(۲) " " " بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۲ (۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۶

۶ - جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کو ایک درخواست منجانب اسامی عدالت ابتدائی میں اس مضمون سے پیش ہوئی کہ کل زر ڈگری سر براہکار ڈگریدار کو ادا کیا گیا اور سر براہکار مذکور اور نیز وکیل ڈگری دار نے اپنے دستخط اس درخواست پر کئے -

۱۸۹۵
نام زمین ... بنام لالہ رگھوناتھ سہائے

یکم اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو ڈگریدار نے ایک درخواست اجراء ڈگری واسطے دلایانے زر ڈگری و نیز منسوخی حکم شرح عذر داری کے پیش کی عدالت ماتحت نے اس درخواست کو منجملہ دیگر وجوہ کے اس بنا پر نامنظور کیا کہ ادائے زر مندرجہ عرضی مورخہ ۶ - جولائی مذکورہ بالا بین المیعاد تہا -

ڈگری دار نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا -

مسٹر فلیس و بابو کرونا سندھو مکرجی منجانب اپیلانٹ

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو گنیش چندر دے منجانب رسپانڈنٹان -

مسٹر فلس نے یہ حجت کی کہ میعاد پندرہ یوم کی جو از روے ڈگری عطا کیگئی تاریخ ڈگری ابتدائی سے شمار ہونی چاہیے - بہ تسلیم اس امر کے کہ ڈگری ہائیکورٹ اسمقدمہ مین خاص ڈگری تہی کوئی امر ڈگری مین ایسا نہین ہے کہ جسکی رو سے مدعاعلیہ مطابق ڈگری ابتدائی کے ادا کرنے سے معذور ہوا ہو ڈگری کا یہ ہے کہ ڈگری ابتدائی جسطرح پر کہ وہ پیشتر تہی قائم رہے مقدمہ نور علی چودہری بنام کونی میان (۱) جسپر عدالت ماتحت نے استدلال کیا - ایک مقدمہ حسب ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۹ء بنگالہ کے تہا اُس مین حوالہ مقدمات چھپی بنام کشن پرشاد سنگہ (۲) دستو کنگر گہوس رائے بنام ہردا کانت سنگہ رائے (۳) کا دیا گیا تہا جنمین یہ بحث تہی کہ آیا ڈگری عدالت اپیل ایسی ڈگری ہے جسکا اجرا ہونا چاہیئے اس امر کی بابت کوئی بحث نہین ہے بلکہ فیصلہ مین یہ تجویز کر دیا میعاد معینہ کے اندر داخل کیا گیا غلط ہے عدالت کو یہ دیکہنا چاہیئے کہ مقدمہ مین ڈگری کیا تہی اور آیا ڈگری عدالت اپیل سے مدعاعلیہ کے لئے ایک میعاد جدید شروع ہوئی یا نہین مقدمہ امینہ بی بنام سید (۴) ٹہیک متعلق ہے - ڈگری اپیل مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے مدعاعلیہ کو میعاد جدید ملے ور ڈگری ابتدائی کے ڈگری اپیل مین شامل ہو جانے کا یہ اثر نہین ہو سکتا بعد اختتام پندرہ یوم کے ڈگری ابتدائی سے مدعی مستحق قبضہ ہو گیا اُسکا یہ حق کس طرح پر زائل ہو سکتا ہے یہ نہین کہا جا سکتا کہ اپیل کرنے کی تاثیر تہی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۹۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۶۱۸
(۳) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۱ دا پیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۴۶۵
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۵۴۲

۱۸۹۵ء
نام زائن سنگہ
بنام
لالہ گہوناتہ سہائے

کردہ ڈگری مشروط بہ فیصلہ اپیل ہو جاسے کیونکہ اُس صورت مین التواسے براے ڈگری ایک نتیجہ لازمی اپیل کا ہوگا
ڈاکٹر راش بہاری گہوس سنے حوالہ مقدمہ ملت بنام ہوکن داس مانک چند (۱) کا دیا اُس مقدمہ کا فیصلہ مطابق
عملدرآمد مقدمات رہن کے ہوا تہا تشبیہ مقدمات رہن کی بلحاظ عدل گستری اس مقدمہ سے نہین دیجاسکتی
اس مقدمہ مین انصاف بتائید حجت اپیلانٹ ہے اگر حجت مدعا علیہ کی مقبول ہو تو اسکا نتیجہ ہوگا کہ اپیل بغرض
تکلیف دہی کئے جاوینگے [ڈاکٹر راش بہاری گہوس نے حوالہ مقدمہ روپچند بنام شمس جہان (۲)] کا دیا
وہ ایک مقدمہ شفع تہا اور بلاشبہ وہ خلاف حجت اپیلانٹ ہے مگر مقدمات جبکشن بنام بہولا ناتہہ
(۳) دمنا درکرم بنام اپناین (۴) وجودا ستامنا بہائی مدار سنگہ بنام البشر گربہ وگر (۵) میرے مفید ہین۔
ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو گنیش چندر وے منجانب رسپانڈنٹ جواب طلب نہین ہوا۔
تجویز عدالت (**گہوس صاحب جسٹس و ریمپنی صاحب جسٹس**) نے صادر کی
گہوس صاحب جسٹس - یہ اپیل ایک درخواست منسوخی پٹہ مقرری سے جسکے بموجب مدعا علیہ
تابعض ہے سبب مرادِ ڈگری صادر کردہ ڈپٹی کلکٹر ہزاری باغ مورخہ ۲۲ - جولای ۱۸۹۲ء پیدا ہوئی ڈگری مذکور
بمارے لہن ہے ڈگری بقدر للعہ[illegible] علاوہ خرچہ عدالت کے صادر ہو۔ اگر مدعا علیہم زرڈگری ۱۵ - یوم
کے اندر ادا نکرین تو پٹہ مقرری منسوخ ہو۔ بصورت ادا ہونے زرڈگری کے اندر ۱۵ یوم کے سود بشرح
سے روپیہ فیصدی سالانہ محسوب ہوگا۔ یہ ڈگری مطابق احکام دفعہ ۸۰ ایکٹ ۱۸۷۹ء بنگالہ کے جو
حسب ذیل ہے صادر ہوئی ہے ہر شخص جو کسی رعیت بیدخل یا کسی پٹہ کو بوجہ عدم ادائے باقیات لگان کے
منسوخ کرنا چاہے نالش بیدخلی یا تنسیخ مذکور اور واسطے دلاپانے باقیات کے ایک ہی مقدمہ مین کرسکتا ہے یا
کوئی ڈگری باقیات لگان جسکی تعمیل نہوئی ہو بطور شہادت وجود باقیات مذکور کے نالش بیدخلی یا تنسیخ مذکور مین
پیش کرسکتا ہے جملہ مقدمات نالشات بیدخلی رعیت یا تنسیخ پٹہ مین تصریح زرباقی کی ڈگری مین مندرج ہوگی اور
اگر زر مذکور مع سود و خرچہ نالش عدالت مین اندر ۱۵ - یوم کے تاریخ ڈگری سے ادا کیا جائے تو اجرا ملتوی رہیگا۔
ڈگری ڈپٹی کلکٹر ہزاری باغ کی ناراضی سے ہائیکورٹ مین اپیل کیا گیا اور عدالت ہذا نے ۲۱ - جون ۱۸۹۳ء کو اپیل

(۱) انڈین لاپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۱ (۲) انڈین لاپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۶
(۳) " " " الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۵۲۹
(۴) " " " مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۰
(۵) " " " بمبئی جلد ۱۶ صفحات ۲۴۳ و ۲۴۸

۱۸۹۵ء
نام زین سنگھ
بنام
لالہ رگھوناتھ سہائے

ڈسمس کیا اور اس طور پر ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو معہ خرچہ کے بحال رکھا معلوم ہوتا ہے کہ اثنائے دوران اپیل عدالت ہذا مین ڈگری دار نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو جاری نہین کرایا اور ڈگری عدالت ہذا ۱۱ جون ۱۸۹۳ء کو صادر ہوئی اور مدعا علیہ نے اندر ۱۵۔ یوم کے اُس تاریخ سے ڈگری داران کے وکیل کو زر مندرجہ ڈگری ادا کیا باوجود اسکے یکم اگست ۱۸۹۳ء کو ڈگری دار نے ایک درخواست واسطے نافذ کرانے ڈگری عدالت مرافعہ اولی و بیدخلی مدعا علیہ کے جائداد مندرجہ پٹہ مقرری سے اس بنا پر پیش کی کہ ڈگری کی تعمیل نہین ہوئی کیونکہ اندر ۱۵۔ یوم کے تاریخ ڈگری مذکور سے مدیون ڈگری نے زر مندرجہ ڈگری ادا نہین کیا عدالت ماتحت نے یہ درخواست بتقلید فیصلہ عدالت ہذا صادرہ مقدمہ لطف علی چودھری بنام کوئی میان (۱) نامنظور کی اُس مقدمہ مین بحوالہ احکام دفعہ ۵۲ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۹ء بنگالہ کے جنمین الفاظ قریب قریب مشابہ اون الفاظ کے مستعمل ہوے ہین جو دفعہ ۸۸ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۹ء بنگالہ مین پائے جاتے ہین یہ تجویز ہوئی تہی کہ ڈگری عدالت اپیل صرف ایسی ڈگری ہے جو جاری کرائی جا سکتی ہے اور یہ منحصر رہونا چاہیے کہ اُس ڈگری مین شرائط ڈگری ابتدائی داخل ہین اور یہ کہ اگر اندر پندرہ یوم کے تاریخ ڈگری عدالت اپیل سے باقیات ادا کیجاوین تو اسامی مستوجب بیدخلی نہین ہے۔

بر طبق اپیل بعدالت ہذا منجانب ڈگری دار کونسل ذی علم نے یہ حجت کی کہ وہ اصول جو مقدمہ محولہ عدالت ماتحت مین قرار دیا گیا ہے صحیح نہین ہے اور یہ کہ بوقت تجویز کرنے اس امر کے کہ آیا اوس ڈگری کی جو نالش مین صادر ہوئی مدعا علیہ نے تعمیل کی یا نہین ہمکو ڈگری عدالت مرافعہ اولی پہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۱

۱۸۹۵ع
نام نراین سنگہ
بنام
لالہ رگہوناتہ سہائے

اور صرف اُسی عدالت کی ڈگری پر اور نہ ڈگری عدالت اپیل پر لحاظ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ڈگری مذکور مشعر بحالی اور نہ مشعر منسوخی یا ترمیم ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے تہی۔ اور یہ حجت کی گئی کہ چونکہ مدعاعلیہ نے زر لگان جس کی ڈگری نالش مذکور مین ہوئی اندر ۱۵ یوم کے اوس تاریخ سے ادا نہین کیا کہ جب عدالت مرافعہ اولی نے اپنی ڈگری صادر کی تہی لہذا ہمکو یہ تجویز کرنی چاہئے کہ ڈگری دار مستحق حصول اُس دادرسی کا ہے کہ جسکی اُس نے استدعا کی تہی یعنی بیدخلی مدعاعلیہ کا لیکن ہم اس حجت کو صحیح تصور نہین کرسکتے اکثر مقدمات مین عدالت ہذا و پریوی کونسل سے یہ تجویز ہوئی ہے کہ جب ڈگری عدالت مرافعہ اولی سے کسی عدالت بالاتر مین اپیل کیا جائے تو ڈگری عدالت مذکور خواہ وہ مشعر بحالی یا منسوخی ڈگری عدالت مرافعہ اولی ہو ڈگری آخر مقدمہ مذکور اور صرف ایسی ڈگری جو قابل اجرا ہو متصور ہوگی۔ ایک ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے بمقدمہ نور علی چودہری بنام کوتی میان (۱) بہ تقلید اس اصول کے یہ تجویز کی کہ اگرچہ ڈگری عدالت اپیل مین بالتخصیص بہ تحریر نہین ہے کہ مدعاعلیہ کو پندرہ یوم تاریخ ڈگری مذکور سے ملین مگر بہہ قیاس کرنا لازم ہے کہ اُس ڈگری مین شرائط ڈگری ابتدائی شامل کئے گئے ہین۔ اور بعبارت مستعملہ ویسٹ صاحب جسٹس بمقدمہ دولت بنام بہوکن داس مانک چند (۲) یہ خیال کرنا ضرور ہے کہ گویا عدالت موصوف نے ڈگری عدالت ماتحت کو مرتب کیا اور اوسکو اس طور پر قائم کیا "کہ گویا وہ اُس تاریخ کو صادر ہوئی کہ جس تاریخ کو وہ مقبول ہوئی" ہمکو یہ دریافت ہوا ہے کہ اصول جو مقدمہ نور علی چودہری بنام کوتی میان (۳) قرار دیا گیا تہا بمقدمہ دولت بنام بہوکن داس مانک چند (۱) جس کا ابہی حوالہ

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳
(۲) " " " بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۲
(۳) " " " کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳

۱۸۹۵ء
نام حرایِن سنگہ
بنام
لدکہوناتہہ سہاے

دیکھا کہ مقدمہ ردچند بنام شمشن الجہان (۱) اختیار کیا گیا تہا۔ ہماری دانست مین ہم اس اصول اور اون مقدمات پر جن مین وہ اثر پذیر کیا گیا بخوبی عمل کر سکتے ہین اور ہماری دانست مین بلحاظ اس راے کے جو دیگر مقدمات مین قرار پائی ہے یعنی یہ کہ ڈگری عدالت اپیل ڈگری آخر اور صرف ایسی ڈگری ہے جو اجرا ہے ہمکو ایسے مقدمہ مین جس مین ڈگری عدالت ابتدائی دوران اپیل بعدالت بالاترین جاری نہین کرائی گئی یہ لازم ہے کہ جزو آخر دفعہ ۸۸ کو اس طور پر پڑہین اور " اگر زر مذکور معہ سود اور خرچہ نالش کے عدالت مین از پندرہ یوم کے تاریخ ڈگری آخر سے ادا کیا جائے تو اجراے ڈگری ملتوی رہے گا دفعہ مذکور کی اس طور پر تعبیر کرنے سے ہم قانون کی اصلی مراد کو اثر پذیر کرینگے اور بلحاظ اس راے متعلق معاملہ کے ہم تجویز کرتے ہین کہ عدالت ماتحت نے صحیح طور پر درخواست ڈگریدار کو نامنظور کیا۔ کونسل ذی علم نے کوئی اور امر ہمارے روبرو پیش نہین کیا اور چونکہ اوس امر کا فیصلہ جس کی بابت ہمارے روبرو مباحثہ کیا گیا خلاف اوسکے کیا گیا لہذا نتیجہ یہ ہے کہ یہ اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہے۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

---

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۲

۴ فروری ۱۸۹۵ء

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و ریمپنی صاحب جسٹس

رام رنجن چکربتی (مدعا علیہ نمبر ۱) بنام
نندلال لایق وغیرہ (مدعیان)+

قانون بندوبست پرگنات سنتہال (۳ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعات ۱۱ و ۲۵ — مالک کے معنی — نالش استقرار حق لاخراج و ترمیم کاغذات حقوق — اختیار سماعت عدالت دیوانی — بار ثبوت —

کارروائی بندوبست لگان و کاغذات حقوق مین جو حسب قانون بندوبست پرگنات سنتہال (۳ سنہ ۱۸۷۲ء) عمل مین آئی بابت اراضیات کی نسبت جنکا دعوی مدعی بطور لاخراج کے کرتا تھا یہ حکم دیا گیا کہ وہ بطور اراضیات مال کے درج کیجاوے اور انپر لگان تشخیص کیا جاوے — کمشنر قسمت نے یہ تحریر کیا کہ مدعیان اگر وہ چاہئین عدالت دیوانی مین نالش دائر کرین مدعا علیہ زمیندار نے ڈگری لگان یکطرفہ بربناے جمعبندی مرتبہ کارروائی ہاے مذکور حاصل کی آیا ... نالش جو واسطے استقرار حق لاخراج مدعیان اور حکم ترمیم کاغذات حقوق اور جمعبندی کے دائر ہوئی —

تجویز ہوئی کہ لاخراج دار حسب مراد دفعہ ۲۵ قانون مذکور مالک ہے اور از روے دفعہ ۱۱ و ۲۵ کے اختیار سماعت عدالت دیوانی اس مقدمہ میں ساقط نہیں ہوگا —

مقدمہ رام چرن سنگہ بنام دہتوری سنگہ (۱) ممیز کیا گیا —

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ اس مقدمہ مین بار ثبوت استحقاق لاخراج متطہرہ کا مدعیان پر تھا —

واقعات جو رپورٹ ہذا کے لیے ضروری ہین اور دلائل وکلا کافی طور سے تجویز ہائی کورٹ مین مندرج ہین —

بابو موہنی موہن راے و بابو کرونا سندہو مکرجی و بابو جیگوپال گہوس منجانب اپیلانٹ —

بابو سری ناتھ داس و بابو دلمنی رنجن مکرجی منجانب رسپانڈنٹان —

+ اپیل نمبر ۱۴۲۳ بنارامنی ڈگری آر کارسٹیرس صاحب ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ واقع پرگنات سنتہال مورخہ ۲۰ — اپریل ۱۸۹۳ء مشعر ترمیم ڈگری ایف ای بلفرڈ صاحب حاکم حصہ ضلع بمقام مبترا مورخہ ۲۶ — جنوری ۱۸۹۳ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۶

تجویز عدالت (بہوس صاحب جسٹس و ریمینی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

م رنجن چکربتی بنام لال لٹو

یہہ نالش اُس کارروائی سے پیدا ہوتی ہے جو واسطے ترتیب کاغذات حقوق حسب احکام قانون ۱۸۷۱ء (بندوبست پرگنہ سنبہال) عمل مین آئی تہی۔ اُسوقت مین ایک نزاع مابین مدعی ایک جانب اور مدعا علیہ زمیندار کے بجانب دیگر یہ پیدا ہوئی کہ آیا بعض اراضیات مقبوضہ شخص اول الذکر لاخراج ہین یا اراضیات مال زمیندار کی ہین مختلف کارروائی بہ تعلق تجویز اس معاملہ کے عمل مین آئین اور بالآخر یہ حکم دیا گیا کہ اراضیات بطور اراضیات مال کے درج ہون اور انپر لگان تشخیص کیا جاوے اور کمشنر قسمت نے اُسوقت (۲۶ جنوری ۱۸۸۹ء) یہ تحریر کیا کہ مدعیان اگر وہ چاہئین عدالت دیوانی مین نالش کر سکتے ہین۔

بعد اُس کے ایک نالش لگان زمیندار نے بنام مدعی بربناے جمعبندی مرتبہ حاکم بندوبست دائر کر کے ڈگری یکطرفہ حاصل کی۔

مدعی نالش حال واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ اراضی اُسکی لاخراج ہے اور نیز دلاپانے قبضہ بعض اراضیات کی استدعا کی۔ مدعی نے یہ بیان کیا کہ بعد صدور حکم صاحب کمشنر مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۹ء کے مدعا علیہ نے اُسکو بیدخل کر دیا۔

اصل جوابدہی زمیندار کی یہ ہے کہ اراضیات لاخراج نہین ہین بلکہ اراضیات مال ہین۔

عدالت مرافعہ اولی نے یہہ صاف تجویز کی کہ اسناد و دیگر کاغذات جو مدعی نے پیش کئے اصلی ہین اور اُنسے استحقاق لاخراج مبینہ مدعی ثابت ہے اور حاکم موصوف نے نالش کو اسوجہ سے ڈگری کیا۔

برطبق اپیل منجانب مدعا علیہ ڈپٹی کمشنر نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال رکہا۔

برطبق اپیل دوم بعدالت ہذا دو حجت ہمارے روبرو وکیل ذی علم نے منجانب زمیندار پیش کین اول یہ ہے کہ بلحاظ احکام دفعات ۱۱ و ۵۴ قانون ۱۸۷۱ء کوئی نالش عدالت دیوانی مین مشعر اعتراض نسبت صحت فیصلہ حاکم بندوبست اور کاغذات حقوق مرتبہ اُسکے نہین ہو سکتی دوم یہ کہ مقدمہ کے فیصل کرنے مین عدالت اپیل ماتحت نے غلطی سے بار ثبوت ذمہ زمیندار کے قائم کیا حالانکہ ثابت کرنا اس امر کا کہ اراضیات متدعویہ لاخراج جائز ہین ذمہ مدعی کے تہا۔

نسبت امر اول کے یہ حجت کیگئی ہے کہ صرف اُس حالت مین کہ جب بحث حق کی مابین دو زمینداران یا مالکان کے پیدا ہو نالش تنسیخ حکم حاکم بندوبست عدالت ہاے دیوانی معمولی مین

۱۸۹۵ع
رام لکھن چکرورتی
بنام
نندلال ملک

ہوسکتی ہے اور یہ کہ مدعی لاخراج دار بظاہر حسب معنی دفعہ ۲۵- قانون مذکور کے مالک نہین ہے اور تائید اس حجت کے حوالہ مقدمہ امجرن سنگہ بنام دہنوری سنگہ (۱) کا دیا گیا -

لیکن ہم لفظ مالک کے ایسے محدود معنی قائم نہین کرسکتے کہ جیسے وکیل ذیعلم اپیلانٹ قائم کرنا چاہتا ہے- مدعی ایک حق کا جو زمیندار کے مخالف ہے دعویدار ہے اُسکا یہ بیان ہے کہ اراضیات اوسکی لاخراج جائز ہین اور وہ اُنپر بطور لاخراج بارہ برس سے زیادہ عرصہ سے بمخالفت زمیندار قابض ہے اور اسوجہ سے اُسکو نسبت اراضیات کے ایک حق جائز حاصل ہوگیا اگر یہ استحقاق ثابت ہو تو یہ حق قطعی نسبت اراضی کا ہوگا اور اس معنی مین مدعی اُسیطرح پر مالک ہوگا کہ جیسا خود زمیندار- نظائر مقدمہ محولہ کے واضح ہو کہ اُسکو ہماری دانست مین کچھہ تعلق مقدمہ ہذا سے نہین ہے- اُس مقدمہ مین مابین زمیندار اور ایک اور شخص کے جو بطور مقرری دار تحت زمیندار مذکور کے دعویدار تہا نزاع تہی اور حاکم بندوبست نے اراضیات کو مقرری تحریر کیا تہا- برطبق اُسکے زمیندار نے نالش دخل یابی اراضیات اسی بنا پر دائر کی کہ مدعا علیہ کو حق مندرجہ دعویہ حاصل نہ تہا اور جسطرح پر کہ ہم اُس فیصلہ کو سمجہتے ہین یہ تجویز ہوئی کہ نزاع جو پیدا ہوئی تہی مابین دو مالکان کے حسب مراد دفعہ ۲۵ قانون مذکور نہ تہی یہ صورت اس مقدمہ مین نہین ہے-

نسبت حجت دوم کے ہماری دانست مین بیان اپیلانٹ صحیح ہے حاکم بندوبست نے یہہ تجویز کی کہ اراضیات لگانی مال ہین اور یہ مدعا علیہم پر بابت جمعبندی مزید حاکم موصوف ڈگری لگان حاصل کی- ان امور مین حالات جبکہ مدعی فیصلہ حاکم بندوبست پر معترض ہے اور استقرار اس امر کا چاہتا ہے کہ اراضیات لاخراج ہین تو اول بار ثبوت اس امر کا کہ اراضیات مذکور اس قسم کی ہین ذمہ مدعی ہے لیکن حاکم ذیعلم عدالت ماتحت نے فیصلہ اس مقدمہ کا اس نظر سے کیا کہ بار ثبوت ذمہ مدعا علیہ زمیندار کے ہے اس امر مین ہماری دانست مین انہون نے غلطی کی -

بہ تعلق اس امر کے ہماری توجہ ایک فقرہ تجویز صاحب جج پر مایل کی گئی جس مین رائے حسب ذیل ظاہر کیگئی ہے نسبت باقی آراضی کے باستثناے تالاب کے واضح ہوتا ہے کہ اراضی مذکور مسلمًا بقبضہ مدعی ہے اور اسکی شناخت کافی طور پر ہوگئی ہے اس طور پر مدعی نے بادی النظر مین اپنا دعوی نسبت اراضی کے بطور لاخراج کے ثابت کیا ہے اور بار ثبوت

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۶

سنہ ۱۸۹۵ء
رام سکھن چکرتی بنام نندلال لاپتی

اب بذمہ رسپانڈنٹ ہے۔

منجانب رسپانڈنٹ یہ حجت کی گئی ہے کہ صاحب جج نے ذمہ مدعی بارثبوت ڈالکر یہہ تجویز کی کہ اراضیات کالاخراج ہونا اُسنے ثابت کیاہے باوجود حال ادسنے بادی النظر مین اپنا دعوی ایسا ثابت کیاہے کہ جس سے بارثبوت بذمہ زمیندار منتقل ہوگیا۔ لیکن ہم اس حجت کی صحت کو تسلیم نہین کرسکتے محض یہ امر کہ اراضیات بقبضہ مدعی ہین اور اُن کی شناخت بخوبی ہوگئی ہے اسلئے کافی نہین ہے کہ مدعی مستحق استقرار تسدعیہ کا ہو اور نہ اُس سے بادی النظر مین اراضیات کالاخراج ہونا ثابت ہوتاہے لیکن یہ بحث کیگئی ہے کہ صاحب جج نے اس مقدمہ مین یہ تجویز کی ہے کہ یہ اراضیات وہی ہین جو مندرج مختلف اسناد دیگر دستاویزات کے ہین جنکو مدعی نے پیش کیاہے۔ ہماری دانست میں یہ صاف ظاہر نہین ہے کہ آیا صاحب جج کی مراد ایسی تجویز کے صادر کرنیسے تہی یا نہین علاوہ برین یہ واضح ہوتاہے کہ مدعا علیہ نے یہ بحث پیش کی تہی کہ آیا اسناد صحیح ہین یا نہین اور آیا تحریر کنندگان اسناد مذکور اُن کے عطا کرنے کے مجاز تہے یا نہین پس بلا تصفیہ کرنے اُن امور کے یہہ کہنا کافی نہین ہے کہ اراضیات کی شناخت ہوگئی گو یہ فرض ہی کیا جائے کہ صاحب جج کی مراد یہ تجویز کرنیکی تہی کہ اراضیات مذکور وہی اراضیات ہین جنسے دستاویزات مذکور متعلق تہین۔

منظر بحالات مذکور ہماری دانست مین یہ مناسب ہے کہ مقدمہ واسطے تجویز کرنے کے واپس بہیجا جائے صاحب جج ذیعلم اول بارثبوت بذمہ مدعیان قائم کرکے یہ تجویز کرین کہ آیا اراضیات لاخراج جائز ہین یا نہین اور آیا اراضیات مذکور پر بارہ برس سے زیادہ عرصہ سے قبضہ مخالفانہ مدعی کا ہے یا نہین کہ جس سے اُسکو بوجہ امتداد زمانہ کے حق حاصل ہوجائے۔

خرچہ مطابق نتیجہ کے عائد ہوگا۔

مقدمہ واپس بہیجا گیا

۴ - مارچ ۱۸۹۵ء

باجی گاس گھوس صاحب جسٹس و بیمبنی صاحب جسٹس

اندلال پاریا وغیرہ (بعض مدعاعلیہم) بنام شب چندر مکرجی و یکس دیگر (مدعیان)*

اپیل سوم - ایکٹ اسامیان بنگالہ (۸ سنہ ۱۸۸۵ء) باب ۱۰ دفعہ ۱۰۶ - ۱۰۸ - کاغذات حقوق کی بابت نزاع قبل انکی ترتیب کے - آلہ پیمائش کی بابت بحث -

ایک کارروائی حسب باب ۱۰ ایکٹ اسامیان بنگالہ مین نزاع باہم فریقین کے قبل ترتیب کاغذات حقوق کی نسبت آلہ پیمائش مقامی کے پیدا ہوئی - مہتمم بندوبست نے مقدمہ بحق مدعیان فیصل کیا اور بر طبق اپیل سوم سپیشل جج کے فیصلہ بحال رہا -

تجویز ہوئی کہ حکم مہتمم بندوبست حسب دفعہ ۱۰۶ ایکٹ اسامیان بنگال اور حسب ضمن ۲ دفعہ ۱۰۸ کے تنہا اور اپیل دوم ہائی کورٹ مین نہین ہوسکتا -

مقدمہ گوپی ناتھ سنت بنام آدیتا نایک (۱) کا حوالہ دیا گیا -

یہ اپیل کارروائیات حسب باب ۱۰ ایکٹ اسامیان بنگالہ سے پیدا ہوا - پیمائش حسب احکام باب مذکور کے شروع ہوئی اور اسامیان نے عرضی تاریخ ۴ مئی سنہ ۱۸۹۴ء بدین مضمون پیش کین کہ آلہ پیمائش مقامی ایک ہاتھ بیس انچ کا ہے - یکم جون کو ایک اشتہار مہتمم بندوبست نے بعبارت ذیل جاری کیا -

"از روے حکم مصدرہ امروزہ جملہ اشخاص کو جنکو مواضع مذکور سے تعلق ہے اشتہار ہذا کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ خود یا بذریعہ اپنے قائم مقامان مجاز کے دفتر ہذا مین بمقام مدناپور بوقت ۷ بجے صبح کے ۱۵ - جون آیندہ کو جو مقرر کی گئی ہے عذرات اگر کوئی ہون بابت رقبہ ایک بیگہہ کے حسب مصرحہ بالا (۸۰ ہاتھ لمبا اور ۸۰ ہاتھ چوڑا ایک ہاتھ مساوی ۲۰ انچ) پیش کرین ورنہ یہی مقدار رقبہ ایک بیگہ کی مروجہ جملہ مواضع بعد انقضاے تاریخ مذکور یہ قیاس کرکے منظور ہوگی کہ کوئی عذرداری نہین کی گئی اور بعد اُس کے کوئی عذر مسموع نہوگا"

---

* اپیل بنا راضی ڈگری اپیل نمبر ۱۷۶۴ سنہ ۱۸۹۴ء غیر بنا راضی ڈگری جے پراٹ صاحب اسپیشل جج مدناپور مورخہ ۲۷ - اپریل سنہ ۱۸۹۴ء شمول بحالی ڈگری بابو ستیش چندر بوس مہتمم بندوبست مدناپور مورخہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۷۰۷

اپیل ۱۸۹۵ء
انندلال پاریا
بنام
شب چندر کہری

زمینداران نے اپنی درخواست مورخہ ۱۳ جون ۱۸۹۲ء مین یہ بیان کیا کہ لمبائی ایک ہاتہہ مروجہ کی صرف ۱۸ - انچ ہے ہر دو فریق نے شہادت پیش کی اور مقدمہ کو مہتمم بندوبست نے بحق زمینداران (مدعیان) فیصل کیا - مدعا علیہم نے روبرو اسپیشل جج کے اپیل کیا اور یہ اپیل ڈسمس کیا -

مدعا علیہم نے اپیل دوم ہائی کورٹ مین کیا -

بابو دوار کا ناتہ متر منجانب اپیلانٹان -

بابو بہوانی چرن دت منجانب رسپانڈنٹان -

بابو بہوانی چرن دت نے ایک عذر ابتدائی بنسبت اپیل کے پیش کیا اور یہ حجت بہ سند مقدمہ گوپی ناتہہ سینت بنام ادت نایک (۱) کے پیش کی کہ وہ فیصلہ جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے کسی مقدمہ حسب دفعہ ۱۰۴ ایکٹ اسامیان بنگالہ مین صادر نہین ہوا اور اسلئے اپیل بہ سے دوم ہائی کورٹ مین حسب دفعہ ۱۰۸ ضمن ۳ کے نہین ہو سکتا -

بابو دوار کا ناتہ متر نے یہ بحث کی کہ یہ مقدمہ حسب دفعہ ۱۰۶ کے فیصل ہوا اور اپیل دوم بناراضی حکم اسپیشل جج کے ہو سکتی ہے کوئی اور دفعہ باب ۱۰ ایکٹ اسامیان بنگالہ مین ایسی نہین ہے کہ جس مین ذکر سماعت اس قسم کے مقدمہ کا ہو اور چونکہ دفعہ ۱۰۸ ضمن ۳ مین اجازت اپیل بعدالت اسپیشل جج صرف ان مقدمات مین ہے جنکی بابت احکام باب ۱۰ مین ہین لہذا فیصلہ اسپیشل جج اگر وہ دفعہ ۱۰۶ مین داخل نہ ہو بلا اختیار ہوگا - مدعیان نے نسبت اپیل کے بعدالت اسپیشل جج کوئی عذر نہین کیا اور انکو یہ اجازت نہونی چاہئے کہ اوس عذر کو اب پیش کرین - علاوہ برین حکم مہتمم بندوبست مشعر تجویز اس امر کے تہا - کہ اندراج کیا جاے اور یہی نزاع دراصل پیش کیگئی ہے جو بصورت مندرج ہو جانے کے کاغذات مین کیجاتی ہے اس مقدمہ مین جو تائید عذر پیش کیا گیا ہے کسی عام مسئلہ کا قرار دیا جانا مقصود نہ تہا اور حالات اس مقدمہ کے مختلف تہے بابو بہوانی چرن دت کا جواب سنا گیا -

تجاویز ذیل عدالت (گہوس صاحب جسٹس و رمپنی صاحب جسٹس) سے صادر فرمائین -

رمپنی صاحب جسٹس یہ اپیل بناراضی ایک حکم اسپیشل جج منالپور کے ہے جسکی رو سے حکم مہتمم بندوبست جو اثناے بندوبست حسب باب ۱۰ ایکٹ اسامیان بنگالہ مین صادر ہوا تہا بحال رکہا گیا تہا مدعیان اور مدعا علیہم کے باہم نزاع نسبت لمبائی اوس لٹہہ کے تہی جو پیمائش مین استعمال کیا جاتا ہے مدعیان نے یہ حجت کی کہ وہ ۱۸ - انچ کا ہونا چاہئے اور مدعا علیہم نے یہ بیان کیا کہ وہ ۲۰ - انچ کا ہوتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۷۶

۱۸۹۵ء
اندلال بابا
بنام
شب چندر کرجی

ہر دو عدالت ہائے ماتحت نے تجویز مفید مدعیان کی اور مدعا علیہم نے عدالت ہذا مین اپیل کیا۔

ایک عذر ابتدائی یہ پیش کیا گیا کہ اپیل دوم عدالت ہذا مین نہین ہو سکتا اور ہماری دانست مین یہ عذر قابل پذیرائی ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اپیل دوم عدالت ہذا مین صرف بناراضی حکم مصدرہ حسب دفعہ ۱۰۶ (جو اندراج لگان مقرر کا نہو) ہو سکتا ہے اور فیصلہ مہتمم بندوبست مقدمہ ہذا مین ایسا فیصلہ نہ تہا اور اُسکی وجہ کافی یہ ہے کہ کاغذات حقوق ہنوز مرتب یا مشتہر نہین ہوے اور اسوجہ سے کوئی نزاع یا فیصلہ نزاع نسبت صحت اندراج کاغذات مذکور کے نہین ہو سکتا بمقدمہ گوپی ناتہہ منت بنام آدت نایک (۱) یہ تجویز ہو چکی ہے اور اُسمقدمہ مین یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ گو حسب دفعہ ۱۰۸ ضمن ۲ اپیل روبرو اسپیشل جج کے بناراضی فیصلہ مصدرہ حاکم مال حسب باب ہذا (یعنی باب ۱۰) ہو سکتا ہے لیکن صرف حسب ضمن ۳ کے اُس صورت مین اپیل دوم ہائیکورٹ مین ہو سکتا ہے کہ فیصلہ حسب دفعہ ۱۰۶ کے صادر ہوا ہو اور وہ بابت ایسی نزاع کے ہو جو دربارہ کسی اندراج کے علاوہ اندراج لگان مقرر کے ہو۔

خلاف اُسکے یہ عذر کیا گیا ہے کہ (اول) فیصلہ مہتمم بندوبست خواہ مخواہ حسب دفعہ ۱۰۶ کے ہوگا کیونکہ کوئی اور دفعہ باب ۱۰ ایسی نہین ہے کہ جسکے اندر وہ داخل ہو سکے (دوم) اور اگر وہ اُس دفعہ مین داخل نہو تو وہ کسی اور دفعہ باب ۱۰ مین نہین آسکتا اور اسوجہ سے اسپیشل جج کو کوئی اختیار سماعت اپیل بناراضی فیصلہ مہتمم بندوبست مصدرہ مقدمہ کے نہین ہو سکتا تہا۔

لیکن میری دانست مین ان دلائل مین سے کوئی باوقعت نہین ہے عام اس سے کہ فیصلہ مہتمم بندوبست کسی دفعہ باب ۱۰ مین بجز دفعہ ۱۰۶ کے داخل ہو سکے یا نہین میری دانست مین یہ لازم نہین آتا کہ اسوجہ سے فیصلہ مذکور کا حسب دفعہ ۱۰۶ ہونا ضروری ہے ممکن ہے کہ فیصلہ مذکور مطلقاً حسب باب ۱۰ کے نہو یہ امر کہ آیا ایسی صورت تہی یا نہین مجھکو فیصلہ کرنا لازم نہین ہے میری رائے مین یہ تجویز کرنا کافی ہے کہ بوجوہ متذکرہ بالا وہ فیصلہ حسب دفعہ ۱۰۶ کے نہ تہا۔

بعد ازان یقیناً ہم کو یہ تجویز کرنا بہی غیر ضروری ہے کہ آیا اپیل روبرو اسپیشل جج کے ہو سکتا تہا یا نہین یہ امر ہمارے روبرو واسطے فیصلہ کے پیش نہین ہے جو کچہہ کہ ہم نسبت اس امر کے کہینگے وہ محض ایک اظہار رائے ہوگا۔ ہمارے لئے جیسا کہ مین خیال کرتا ہون یہ قرار دینا بسند نظیر مذکورہ بالا کے کافی ہے کہ اپیل دوم اس مقدمہ مین عدالت ہذا نہین ہو سکتا اور یہ تجویز حسب احکام دفعہ ۱۰۸ ضمن ۳ کے لازم ہے۔

پس مین اپیل کو معہ خرچہ کے نامنظور کرونگا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۷۶

۱۸۹۵ء
انند لال پاریا
بنام
شب چندر کمری

گہوس صاحب جسٹس مین اپنے ہم جلیس ذیعلم سے اس تجویز مین اتفاق کرتا ہون کہ اپیل دوم عدالت ہذا مین بناراضی فیصلہ اسپیشل جج کے اس نوبت کارروائی مین نہین ہوسکتا دفعات ۱۰۵ لغایت ۱۰۸ کے یکجا پڑہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف بعد ہوجانے اندراج اور مشتہر ہونے مسودہ کاغذات مرتبہ حاکم مال و فیصل ہونے حسب دفعہ ۱۰۶ عذرات کے اگر کوئی نسبت اندراج کے کئے جاوین (جبکہ اندراج مذکور متعلق لگان مقررہ حسب باب ۱۰ نہو) اپیل دوم ہائیکورٹ مین حسب احکام ضمن ۳ دفعہ ۱۰۸ ہوسکتا ہے۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

باجلاس گہوس صاحب جسٹس و ریمپنی صاحب جسٹس

۲۸ جنوری ۱۸۹۵ء

جگا سنگہہ (مدعی) **بنام چوا سنگہہ** (مدعا علیہ)†

ایکٹ اسامیان بنگال (۱۸۸۵ء) دفعہ ۶۹ و ۷۰ ضمن ۵ سپردگی فصل کی بحکم کلکٹر — نالش بنام سپردداران — تعلق معاہدہ — بناے مخاصمت۔

اثناے کارروائیات دفعہ ۶۹ و ۷۰ ایکٹ اسامیان بنگال (۱۸۸۵ء) مین زمیندار (ٹہیکہ دار) کا حصہ پیداوار اجناس بحکم کلکٹر دو اشخاص کے سپرد کیا۔ سپردداران نے ایک رسید لکہکر امین کے حوالہ کی کچہہ عرصہ بعد ٹہیکہ دار نے کلکٹر سے بغرض حصول اپنے حصہ پیداوار کے درخواست کی لیکن حسب بیان ایک سپردار کے فصل باستثناے ایک جزو قلیل کے بارش سے خراب ہوگئی کلکٹر نے ٹہیکہ دار کو کوئی داد رسی عطا نہین کی بر طبق اسکے ٹہیکہ دار نے یہ نالش بنام سپردداران واسطے دلاپانے قیمت اوس فصل کے جو اونکے سپرد کی گئی تہی دائر کی۔ **تجویز ہوئی** کہ بذریعہ اس رسید کے جو انہون نے لکہکر امین کے حوالہ کی تہی معاہدہ کا مابین مدعی اور مدعاعلیہ کے قایم ہوا جسکی وجہ سے مدعی نالش دائر کرسکتا ہے یہ بہی **تجویز ہوئی** کہ نالش عدالت دیوانی مین قابل پذیرائی ہے دفعات ۶۹ و ۷۰ ایکٹ اسامیان بنگال مین ذکر کارروائی مابین زمیندار اور اسامی کے ہے اور وہی اوسکے منشا مین داخل ہے۔ نہ کہ مدعی دادرسی بمقابلہ اسامی بلکہ بمقابلہ کسی شخص ثالث مثلاً سپردار یا امانت دار کے چاہے تو کوئی امر مندرجہ دفعات مذکور مانع نالش نہین ہے۔

---

† اپیل بناراضی ڈگری اپیل نمبر ۱۸۱۹ سنہ ۱۸۹۳ء مصدرہ ایچ ہولموڈ صاحب قائممقام جج ضلع بہاگلپور مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۹۳ء مشعر منسوخی ڈگری بابو ششی بہوشن چودہری منصف مونگیر مورخہ ۵ فروری ۱۸۹۳ء

۱۸۹۵ع
جگا سنگہ
بنام
چوا سنگہ

دفعات اس مقدمہ کے تجویز ہائی کورٹ مین کافی طور پر مندرج ہین۔

بابو اوما کالی مکرجی منجانب اپیلانٹ۔

مولوی محمد یوسف منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز ہائیکورٹ (**گہوس صاحب جسٹس و ریمپنی صاحب جسٹس**) کو گہوس صاحب جسٹس نے صادر فرمایا

گہوس صاحب جسٹس ۔ یہ نالش اُس کارروائی سے پیدا ہوتی ہے زمیندار نے حسب احکام دفعات ۶۹ و ۷۰ ایکٹ اسامیان بنگال کے واسطے کنکوت اور تقسیم فصل ایک اسامی کے کی تہی معلوم ہوتا ہے کہ بموجب حکم کلکٹر کے ایک امین اس غرض سے بہیجا گیا تہا اور اُسنے ۶ جنوری ۱۸۹۰ع کو یہ رپورٹ کی کہ اُسنے فصل تقسیم کردی مگر زمیندار نے اپنا حصہ فصل کا نہین لیا برطبق اُسکے ۱۱ جنوری ۱۸۹۰ع کو کلکٹر نے حکم دیا کہ فصل دو ذیغرض اشخاص کے سپرد کیجاے ۔ چنانچہ امین نے چوا سنگہ و جہمن سنگہ مدعا علیہ کے سپرد فصل مذکور کی اور نامبردگان سپرد دار حصہ فصل مدعی کے بموجب ایک رسید کے ہوے جو اُنہون نے امین کو لکہدی عبارت رسید حسب ذیل ہے۔

ہم اس تحریر کی رو سے اکماعہ من ½ ۲۹ سیر دہان حصہ جگا سنگہ ٹہیکہ دار بہابت لو راہنی سپردگی مین لیتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ دہان مذکور جب وہ ہم سے طلب کیا جائیگا حوالہ کرینگے

ماہ جولائی ۱۸۹۰ع مین مدعی نے کلکٹر سے واسطے پانے اپنے حصہ پیداوار کے درخواست کی اور اثنائے کارروائی مین جو برطبق درخواست مذکور کے کلکٹر نے کی جہمن سنگہ حاضر ہوا اور اُسنے بذریعہ درخواست کے یہ بیان کیا کہ کل فصل باستثناے چالیس من کے بارش سے خراب یا تلف ہوگئی برطبق اسکے کلکٹر نے ۱۰ فروری ۱۸۹۱ع کو محض یہ حکم تحریر کیا کہ وہ مدعی کو مدد نہین دیسکتا یہ نالش ۱۰ اگست ۱۸۹۱ع کو واسطے دلاپانے قیمت فصل کے چوا سنگہ و جہمن سنگہ دونون سے جنکے وہ سپرد کی گئی تہی دائر ہوئی عدالت مرافعہ اولی نے جزواً ڈگری بحق مدعی بمقابلہ ہر دو مدعا علیہما کے صادر کی جہمن سنگہ نے بناراضی اس ڈگری کے اپیل نہین کیا مگر چوا سنگہ دیگر مدعا علیہ نے اپیل کیا اور برطبق اس اپیل کے صاحب جج ضلع نے جہان تک کہ نامبردہ کو تعلق تہا نالش ڈسمس کی جن وجوہ پر کہ تجویز صاحب جج ضلع مبنی ہے جہانتک کہ ہم دریافت کرسکے ہین اول بلحاظ احکام دفعہ ۲ ضمن ۱۵ ایکٹ اسامیان بنگال کے یہ نالش عدالت دیوانی مین نہین ہوسکتی دوم مابین مدعی اور مدعا علیہم کے تعلق معاہدہ نہین ہے اور مدعی کو کوئی بناے مخاصمت بمقابلہ اسکے حاصل نہین ہے۔

۱۸۹۵ء
جگا سنگھ بنام چجا سنگھ

واضح ہو کہ دفعہ ۶۹ و ۷۰ کارروائی مابین زمیندار اور اسامی سے متعلق ہین اور وہی داخل منشاے دفعات مذکور ہے اُن دفعات مین کوئی ذکر کسی قسم کا شخص ثالث کا جیسے کہ مدعا علیہم مین نہین ہے جو انکا سے کارروائی مذکور مین سپردار یا امین ہوگئے ضمن ۵ دفعہ ۷۰ جسکا حوالہ صاحب جج نے دیا ہے حسب ذیل ہے جایز ہے کہ کلکٹر اگر وہ مناسب سمجھے کوئی امر نزاعی مابین فریقین واسطے فیصلہ کے سپرد عدالت دیوانی کرے لیکن اُسکا حکم تابع شرط مذکور بالا قطعی ہوگا اور برطبق درخواست عدالت دیوانی منجانب زمیندار یا اسامی کے بطور ڈگری کے قابل اجرا ہوگا۔ دفعات ۶۹ و ۷۰ کے یکجا پڑھنے سے ہماری دانست مین کوئی شبہ جیساکہ بیشتر تحریر کیا گیا اس امر مین باقی نہین رہتا کہ دفعات مذکور کارروائیات مابین زمیندار اور اسامی سے متعلق ہین اور اس امر کا استحکام آخر جز ضمن مذکور سے ہوتا ہے بلحاظ اس رائے متعلقہ معاملہ کے ہماری دانست مین جب مدعی خواستگار دادرسی عدالت دیوانی مین بمقابلہ اپنے اسامی کے بلکہ بمقابلہ محض ثالث شل سپردار کے ہو تو کوئی امر دفعات ۶۹ و ۷۰ ایکٹ اسامیان بنگال مین ایسا نہین ہے جو مانع نالش ہو۔

نسبت دوسری وجہ کے جو صاحب جج ذی علم نے خلاف مدعی کے ظاہر کی ہے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسید مورخہ ۱۹ جنوری ۱۸۹۰ء سے جسکا بیشتر ذکر ہوچکا ہے تعلق معاہدہ مابین مدعی اور مدعا علیہم کے پیدا ہوتا ہے بلاشبہ جس حکم کا کہ ذکر آخر جز رسید مین ہے وہ حکم صاحب کلکٹر ہے لیکن یہ عیان ہے کہ وہ حکم واسطے فایدہ مدعی کے دیا جاتا چونکہ یہ صورت ہے اور چونکہ مدعا علیہما کو فصل بطور مال مدعی کے سپرد ہوئی لہذا مدعا علیہما کو لازم ہے کہ فصل کو اُسکے حوالہ کرین وہ سپردار یا امانتدار ہوگئے اور بحیثیت مذکور اُن کو لازم تہا کہ وہ اُس طور پر محافظت کرتے جس طور پر کہ کوئی معمولی مالک معمولی طور پر حفاظت اپنے اُسی قسم کے مال کی کرتا۔ اگر بناے شہادت یہ معلوم ہو کہ مدعا علیہما نے فصل مدعی کی ایسی خبرگیری کی اور بوجہ ایسے حالات کے کہ جنپر مدعا علیہما کو کوئی اختیار نہ تہا فصل مذکور خراب یا تلف ہوگئی تو بلاشبہہ مدعی مستحق دلاپانے کسی ہرجہ کا مدعا علیہما سے نہوگا لیکن اگر بخلاف اس کے شہادت سے یہ واضح ہو کہ انہون نے ایسی خبرگیری نہین کی اور بوجہ انکی غفلت کے فصل خراب یا تلف ہوگئی تو ہماری دانست مین مدعی مستحق دلاپانے معاوضہ اوس نقصان کا جو اوسکا ہوا مدعا علیہما سے ہوگا پس ہماری دانست مین تجویز صاحب جج ضلع ذی علم قائم نہین رہ سکتی لہذا مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین واسطے تجویز مکرر کے واپس بہیجا جائیگا۔ خرچہ مطابق نتیجہ کے عائد ہوگا۔

مقدمہ واپس بہیجا گیا۔

۱۸۹۵ء
۳۰- جون

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و رمپنی صاحب جسٹس

ببرزو مہتا مدعا علیہ بنام شیامان چرن خواص وغیرہ مدعیان +

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۴۴ نالش واسطے ایسی جائداد کے جو بیجا طور پر بصیغہ اجرائے ڈگری
چھین لی گئی ہو - حق نالش - اختیار سماعت - ضابطہ -

حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) کوئی نالش علیحدہ واسطے دلاپانے اراضیات کے جو ڈگری دار نے اپنی ڈگری کی شرائط سے زیادہ لی ہوں ایسی حالت میں دائر نہیں ہوسکتی کہ ڈگریدار کو قبضہ اراضیات مذکور کا کسی عہدہ دار عدالت تعمیل کنندہ ڈگری نے دیا ہو مقدمہ موہن سنگھ بنام کنہی داس چکربتی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

لیکن جس حالت میں کہ نالش ایسی عدالت میں دائر کی گئی ہو جسکو اختیار اجرائے ڈگری ہو عرضی دعوی بطور درخواست کے لیعدالت مذکور واسطے فیصلہ اس امر کے تصور کیجاسکتی ہے کہ آیا اراضیات مذکور ڈگری میں داخل ہیں یا نہیں اور اسوجہ سے نالش بسبب نہونے اختیار سماعت کے ساقط نہیں ہوتی۔

مقدمات پرمیشری پرشاد نراین سنگھ بنام جانکی کنور (۲) و عزیز الدین حسین بنام رام الوگرہ رائے (۳) کا حوالہ دیا گیا اور ان کی تقلید کیگئی۔

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ ایسی صورتمیں مدعا علیہ کو لازم ہے کہ عذر اختیار سماعت کا عدالت مرافعہ اولی میں پیش کرے کیونکہ یہ بحث محض ایک بحث قانونی نہیں ہے بلکہ ایک ایسا امر ہے جو واقعات پر منحصر ہے۔

واقعات مقدمہ کے اور دلائل جو منجانب فریقین روبرو ہائیکورٹ کے بر طبق اپیل دوم پیش کئے گئے کافی طور پر تجویز میں مندرج ہیں۔

بابو نلنی رنجن چٹرجی منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر ایم ایل سینڈل و بابو کرونا سندھو مکرجی منجانب رسپانڈنٹان۔

+ اپیل بنا راضی ڈگری اپیل نمبر ۳۰ ۱۸۹۳ء مصدرہ بابو کرشن ناتھ رائے جج ماتحت ماں بھوم مورخہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۴ء مشعر بحالی ڈگری بابو نند لال کنند منصف رگھوناتھ پور مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۲ء

(۱) بنگال لارپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۱
(۲) ویکلی رپورٹ جلد ۱۹ صفحہ ۹۰
(۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۰۵

سنہ ۱۸۹۵ء
بیرو مہتا
بنام
شیاما چرن غواص

تجویز عدالت ڈگہوس صاحب جسٹس و ریمپنی صاحب جسٹس حسب ذیل تہی ۔

مدعی نے مقدمہ ہذا مین نالش دخل بعض اراضیات جنگل اس بیان سے کی کہ وہ موضع سیل گندر سے جو اسکی ملکیت ہے متعلق ہے ۔

مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین یہ عذر کیا کہ دعوی مین تمادی عارض ہے اور نالش ازروے احکام دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ازروے ڈگری مصدرہ نالش نمبر ۴۲۲ سنہ ۱۸۸۰ء ممنوع السماعت ہے ڈگری مذکور مدعا علیہ نے بنام مدعی حاصل کی تہی اور یہ اراضیات مدعا علیہ کے موضع مقرری چک نشا سے متعلق ہین ۔

منصف نے تجویز بحق مدعی کی حاکم موصوف نے یہ قرار دیا کہ اراضیات ازان مدعی ہین اور اُس ڈگری مین داخل نہین ہین جو مدعا علیہ نے بنام مدعی حاصل کی تہی اور دعوی مین تمادی عارض نہین ہے بر طبق اپیل منجانب مدعا علیہ اول مرتبہ یہ بحث پیش کیگئی کہ آیا نالش ازروے احکام دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس وجہ سے ممنوع السماعت ہے کہ مدعا علیہ کو قبضہ اُن اراضیات کا باجراے اُسکی ڈگری کے دیا گیا تہا جج ماتحت نے ظاہرا یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ نے سنہ ۱۸۸۳ء مین قبضہ بصیغہ اجراے ڈگری حاصل کیا لیکن عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے کوئی تحقیقات بابت اس شکایت کے جو اُسوقت مدعی نے کی تہی کہ مدعا علیہ نے قبضہ اُس سے زیادہ اراضیات کا لیا جو اُسکی ڈگری مین داخل تہین نہین کی اور حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ چونکہ اراضیات ڈگری سے خارج نہین لہذا مدعی نالش کرنے کا مجاز ہے لیکن ایک فقرہ تجویز جج ماتحت مین ہے جس سے یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا حاکم موصوف کی مراد اس تجویز سے تہی یا نہین کہ گو مدعا علیہ نے قبضہ بوقت اجراے ڈگری لیا مگر اُسکو قبضہ عہدہ دار عدالت نے نہین دلایا بالآخر جج ماتحت نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال رکہا ۔

اپیل دوم مین ہمارے روبرو منجانب مدعا علیہ یہ حجت کی گئی کہ بلحاظ تجویزات جج ماتحت مدعا علیہ نے قبضہ اراضیات کا اجراے ڈگری مین حاصل کیا لہذا نالش مین دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور عارض ہے ۔

ہمکو واضح ہوتا ہے کہ اگر جج ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعا علیہ کو قبضہ اراضیات باجراے ڈگری عہدہ داران عدالت نے دیا تو مقدمہ صاف طور پر منشاے نظیر مقدمہ مدن موہن سنگھہ بنام کنہی داس

۱۸۹۵ء
بیرو مہتا
بنام
شاما چرن خواص

چکربتی (۱) مین داخل ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ فوراً بعد مدعا علیہ کے اراضی پر قبضہ حاصل کرلی کے مدعی نے منصف اجرائے کنندہ ڈگری سے ۱۱ مئی ۱۸۸۳ء کو درخواست کی اور یہ شکایت کی کہ مدعا علیہ کو قبضہ اُس سے زیادہ اراضی کا دلایا گیا کہ جسکی ڈگری اُس کے حق مین صادر ہوئی تہی بر طبق اُس کے منصف نے حکم ذیل صادر کیا "ڈگری دار کو قبضہ اراضیات ڈگری شدہ کا دیا گیا ڈگریدار نے بابت خرچہ کے ڈگری جاری نہین کرائی مقدمہ فہرست متدائرہ سے خارج ہو" ہماری دانست مین اس حکم کے یہ معنی ہین کہ منصف نے یہ قرار دیا کہ ڈگری دار کو قبضہ صرف اونہین اراضیات کا دیا گیا جو اُس کے حق مین ڈگری ہوئی تہین اور نہ حسب بیان مدعی (جو اُسوقت مدیونڈگری تہا) کسی زائد اراضی پر قبضہ دلایا گیا۔

پس اگر مدعا علیہ کو قبضہ (جیسا کہ مدعی نے اپنی عرضی ۱۱ مئی ۱۸۸۳ء مین تحریر کیا ہے) اراضی زائد کا اجرائے ڈگری مین ۱۸۸۳ء مین دلایا گیا تو ظاہراً نالش حال از روے احکام دفعہ ۲۴۴ کے ممنوع السماعت ہوگی اوس دفعہ مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ اس قسم کی بحث جیسی کہ یہ ہے از روے حکم عدالت اجرا کنندہ اور نہ بذریعہ نالش علیحدہ طے ہونی چاہئے اس امر سے ہمارے روبرو انکار نہین کیا گیا مگر منجانب رسپانڈنٹ نظائر عدالت ہذا مصدرہ مقدمات پرمیشری پرشاد نراین سنگہ بنام جانکی کنور (۲) و عزیز الدین حسین بنام رام انوگرہ راے (۳) پر استدلال کیا گیا ہے اور ہم سے یہ ندعا کیگئی ہے کہ عرضی دعوی مقدمہ ہذا کو بطور ایسی درخواست کے تصور کرین جو عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین پیش کیگئی کیونکہ نالش اوسی عدالت مین دایر کی گئی جس کو اختیار اجرائے ڈگری تہا ہماری دانست مین یہ راے منظور ہونی چاہئے کیونکہ نالش بوجہ عدم اختیار سماعت کے ساقط نہین ہوتی اور یہ امر کہ مدعی نے اپنی درخواست بشکل ایک نالش کے پیش کی محض ایک ایسا نقص ضابطہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ جس سے کسیکو بجز خود مدعی کے نقصان نہین پہونچا جس نے اُس سے زیادہ رسوم عدالت ادا کی کہ جو ضروری

---

(۱) بنگال لارپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۱

(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۹۰

(۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۰۵

تہی واقعات مقدمہ ہذا بلا اشتبہہ (حسب حجت وکیل اپلانٹ) کسیقدر مشابہ واقعات اپیل دوم نمبر ۴۹۰ سنہ ۱۸۹۳ع منفصلہ ۱۴ ماہ حال با جلاس بینچ ہذا ہین مگر اُس مقدمہ مین نالش اُس عدالت مین دایر نہین کیگئی تہی جسکو اختیار اجرا ڈگری تہا اور مدعی نے اوسمقدمہ مین سخت غفلت کی تہی کہ اپنے حق کی خبر ۱۱ سال سات مہینے تک نہین لی تہی۔

دیگر امور قابل لحاظ ہین جن سے ہم یہ تجویز کرنے پر مائل ہین کہ عذر اختیار سماعت جو مدعا علیہ نے پیش کیا ہے پذیرا نہین کرنا چاہئے یہ ایک امر محض بحث قانونی نہین ہے بلکہ ایک ایسی بحث ہے جو واقعات پر منحصر ہے اور اسوجہ سے خصوصاً مدعا علیہ کو لازم تہا کہ اسکو عدالت مرافعہ اولی مین پیش کرتا اُس عدالت مین یہ امر تنقیح طلب نہ تہا کہ آیا مدعا علیہ کو اراضیات پر قبضہ باجرائے ڈگری دیا گیا یا نہین اور اسلئے جج ماتحت سے بطلیکہ اپیل مناسب طور پر استدعا فیصل کرنے اس امر کی بربنائے اُس مواد کے نہین کیگئی تہی جو اُسوقت اُن کے روبرو موجود تہا علاوہ برین فیصلہ جج ماتحت سے یہ امر مشتبہ رہتا ہے کہ آیا اُنہون نے یہ تجویز کی تہی کہ مدعا علیہ کو قبضہ بذریعہ عہدہ داران عدالت کے جو اُس کام کے لئے معین کئے گئے دیا گیا تہا یا نہین کیونکہ اگر مدعا علیہ کو بذریعہ عہدہ داران عدالت کے قبضہ نہین دیا گیا تو مقدمہ داخل منشاے نظایر عدالت ہذا مصدرہ مقدمہ مدن موہن سنگہ بنام کتہی داس حکم دتی وا ہ نہوگا۔

ان وجوہ سے ہم اپیل ہذا کو ڈسمس کرتے ہین مگر مدعی کو اوس سے زیادہ خرچہ نہین دلاتے کہ جسکا وہ مستحق اُس حالت ہوتا کہ اوسنے درخواست حسب دفعہ ۲۴۴ پیش کی ہوتی۔

اپیل ڈسمس ہوا

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۴

۱۸۹۵ع
بیرو مہتا
بنام
شاما چرن نلوس

۱۱- فروری ۱۸۹۵ء

صیغۂ نظر ثانی فوجداری

باجلاس پارسن صاحب جسٹس و ہوپیلی صاحب جسٹس

مدد راسے پلے ویک کس دیگر سائلان بنام ایچ ٹی ایلڈرٹن فریق مخالف*

اجازت استغاثہ - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۹۵ - ماتحت عدالت کسکو کہتے ہین - اختیار عدالت ہائیکورٹ دربارۂ تنسیخ یا عطا کرنے اجازت کے اون مقدمات مین جن مین اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل بناراضی فیصلہ عدالت ریکارڈر رنگون کے ہو سکتا ہے -

بمعاملہ متعلقہ عطائے منظوری استغاثہ حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء) ایک عدالت دوسری عدالت کی ماتحت اوس صورت مین تصور کیجاتی ہے جبکہ عدالت آخر الذکر ایسی عدالت ہو جسمین بناراضی حکم عدالت اول الذکر معمولی طور پر یعنی اکثر مقدمات مین اپیل ہوتا ہو -

اگرچہ ڈگری مقدمہ حال بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل قابل اپیل تہی الا چونکہ بناراضی فیصلجات عدالت ریکارڈر رنگون معمولی طور پر ہائیکورٹ مین اپیل ہوتا ہے لہذا عدالت اول الذکر ماتحت عدالت آخر الذکر حسب مراد دفعہ مذکور ہے -

بمعاملہ اننت رامچندر ریوٹلی کار (۱) کی تقلید کیگئی -

یہ ایک درخواست واسطے منسوخی اجازت کے تہی جو اڈیشنل ریکارڈر رنگون نے واسطے دائر کرنے استغاثہ بنام سائلان حسب دفعہ ۱۹۲ مجموعہ تعزیرات ہند بابت دینے جہوٹی شہادت کے عطا کی تہی واقعات مقدمہ حسب ذیل ہین - سائلان پر الزام مدد و اعانت ایک شخص گل محمد کا لگایا گیا تہا جسپر جرم حملہ کرنے کا ایک شخص مسمی ایلڈرٹن (فریق مخالف) پر قائم کیا گیا تہا نامبردگان کی نسبت تجویز روبردستی مجسٹریٹ رنگون کے عمل مین آئی اور اوسنے انپر جرم ثابت قرار دیا تینون اشخاص نے ریکارڈر رنگون کے روبرو اپیل کیا اور تجویز ثبوت جرم نسبت گل محمد کے بحال اور نسبت دو سائلان کے منسوخ ہوئی بعد اسکے ایلڈرٹن نے نالش عدالت ریکارڈر رنگون مین دائر کی جسمین اُسنے بیس ہزار روپیہ ہرجہ کا دعوی بنام دو سائلان کے بابت حملہ کے کیا اُن دو سائلان نے شہادت خود اپنی طرف سے نالش دیوانی

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۱۷۵ و ۲۲ ۱۸۹۵ء بناراضی حکم مصدرہ ایچ ٹی اسٹن صاحب اڈیشنل ریکارڈر رنگون مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۴۲۸

۱۸۹۵ء
مدد راے پلے
بنام
ایلڈرٹن

مین اداکی نتیجہ نالش یہ ہوا کہ ۴۴۔ اگست ۱۸۹۴ء کو ریکارڈر نے ڈگری ہرجہ بحق مدعی بقدر للعہ کے صادر کی کہ سائلان نے اپیل بناراضی اس ڈگری کے ہائیکورٹ میں یہ تصور کرکے دائر کی کہ عدالت موصوف میں اپیل ہوسکتا ہے مگر ہائیکورٹ نے حسب احکام دفعہ ۴ ایکٹ عدالت ہائے برہما شرقی (۱۸۸۹ء) یہ فیصلہ کیا کہ اپیل بلا توسط بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل ہونا چاہئے کیونکہ مالیت شے متنازعہ نالش دس ہزار روپیہ سے زیادہ تہی گو زر ڈگری شدہ صرف بقدر للعہ کے تہا۔

۴۴۔ اگست ۱۸۹۴ء کو ایلڈرٹن نے حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے روبرو ایڈیشنل ریکارڈر رنگون کے درخواست اجازت استغاثہ بنام دو سائلان بابت حلف دروغی دربارہ اُن بیانات کے پیش کی جو اُنہون نے شہادت مین بمقدمہ نالش دیوانی بابت ہرجہ کے خود اپنی طرف سے دی تہی اور اجازت مذکور ۱۳ ستمبر ۱۸۹۴ء کو عطا ہوئی۔

مسٹر ہنڈرسن منجانب سائلان بتائید حکم اظہار وجہ حاضر ہوئے۔

مسٹر ایم سینڈل منجانب فریق مخالف حاضر ہوئے۔

مسٹر ہنیڈرسن۔ یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا اس عدالت کو اختیار منسوخ کرنے منظوری کا جو ایڈیشنل ریکارڈر رنگون نے عطا کی ہے اگر چاہئے حاصل ہے یا نہین ہائیکورٹ کو اختیار منسوخی اجازت کا اس وجہ سے حاصل ہے کہ معمولی طور پر اپیل عدالت ہذا مین احکام عدالت ریکارڈر رنگون سے ہوتی ہے دفعہ ۴ ایکٹ عدالت ہائے برہما شرقی (۱۸۸۹ء) مین یہ تحریر ہے کہ اپیل ہائیکورٹ مین بناراضی ڈگری یا حکم صیغہ ابتدائی مصدرہ ریکارڈر ہر نالش یا کارروائی ڈگری مین جس مین تعداد یا مالیت شے متنازعہ نالش دس ہزار روپیہ سے کم ہو ہوگا اور اگر صورت ہو تو مین مالیت شے متنازعہ نالش دس ہزار روپیہ سے زیادہ نہیں ہوتی دیکہو دفعہ ۱۹۵ فقرہ ۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری و مقدمہ بمعاملہ انت رام خیدر لوٹلی کار (۱)۔

مسٹر سینڈل سے جواب طلب نہین ہوا۔

تجویز عدالت (نارس صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

واقعات جن سے احکام اظہار وجہ پیدا ہوئے حسب ذیل ہین۔ ایک شخص گل محمد پر جرم کرنے حملہ کا ایک شخص ایلڈرٹن پر لگایا گیا اور مدد راے پلے اور سبرامانی پلے پر الزام مدد و اعانت گل محمد کا حملہ مذکور مین قائم کیا گیا ان اشخاص کی تجویز روبرو مجسٹریٹ شہر رنگون کے گئی اور حاکم موصوف نے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۸

۱۸۹۵ء
مدرلے پلے
بنام
ایلڈرٹن

نامبردگان پر جرم ثابت قرار دیا تینون اشخاص نے بحضور ریکارڈر رنگون اپیل کیا اور تجویز ثبوت جرم نسبت گل محمد کے بحال رہی لیکن نسبت ہر دو پلے کے منسوخ ہوئی اور کونسل ذیعلم نے جنے ابہی ہمارے روبرو گفتگو منجانب سائلان کی یہ بیان کیا کہ گورنمنٹ ایڈوکیٹ نے عملاً مقدمہ سے جو بمقابلہ ان دو اشخاص کے ہے دست بر داری کی یا بہر حال یہ ظاہر کیا کہ شہادت ایسی قوی نہین ہے کہ جس سے تائید ثبوت جرم ہو سکے بعد اسکے ایلڈرٹن نے ایک نالش عدالت رنگون مین دائر کی اور اسمین اوسنے بیس ہزار روپیہ ہرجہ کا دعوی بنام دو پلے کے بابت حملہ کے کیا اوس مقدمہ کی تجویز عمل مین آئی اور دونون پلے نے جو بہر حال اپنی شہادت حلف سے خود اپنی طرف سے مقدمہ فوجداری نہین دیکتے تہے اپنی استحقاق دینے اپنی خاص شہادت سے بمقدمہ دیوانی فائدہ اٹھایا اوس نالش کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈگری بحق مدعی بابت ہرجہ کے بہ تعداد للعہ کے صادر ہوئی مدعاعلیہم نے اپیل کرنیکی خواہش کی اور انکو یہ خیال تہا کہ اپیل عدالت ہذا مین ہو سکتی ہے ایک ڈویژن بینچ عدالت ہذا نے یہ فیصلہ کیا کہ اپیل بلا توسط بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل ہو سکتی ہے - یہ احکام اظہار وجہ بتمبر ۱۸۹۴ء مین بنرجی صاحب جسٹس و سیل صاحب جسٹس نے بعبارت ذیل صادر فرمائے "حکم بنام فریق مخالف واسطے اظہار وجہ اس امر کے صادر ہو کہ کیون حکم ریکارڈر رنگون جسکی شکایت ہے اور جسکا ذکر درخواست مین ہے منسوخ نہ کیا جائے اور اول امر جو پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا اس بینچ کو اختیار اگر وہ اس امر پر مائل ہو منسوخ کرنے اُس اجازت کا ہے جو ایڈیشنل ریکارڈر رنگون نے واسطے استغاثہ کرنے ہر دو پلے پر بابت دینے جہوٹی گواہی کے نالش دیوانی مین عطا کی ہے -

فیصلہ امر مذکور کا تعبیر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر منحصر ہے جسمین منجملہ دیگر امور کے یہ تحریر ہے کہ "ہر منظوری یا اوسکا انکار جو اس دفعہ بموجب وقوع مین آئے اور اسکے منسوخ کرنے کا اوس حاکم کو اختیار ہے جسکے ماتحت حاکم منظوری دہندہ یا انکار کنندہ ہو" واسطے اغراض اس دفعہ کے ہر عدالت بجز عدالت مطالبہ خفیفہ اُس عدالت کی ماتحت تصور کیجائیگی جسمین عموماً اپیل بناراضی ڈگری عدالت اول الذکر دائر ہوتا ہو بحث یہ ہے کہ آیا اپیل بناراضی فیصلہ ریکارڈر یا ڈیشنل ریکارڈر رنگون کے معمولی طور پر اسعدالت مین دائر ہوتی ہے یا نہین اسدفعہ کی تعبیر کرنیکی بارہ مین یہ صورت نہین ہے کہ کوئی نظیر نہو بمقدمہ انت رام چندر لوٹلی کا (۱) واقعات حسب ذیل تہے ایک ڈگری دار نے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۲۸

۱۸۹۵ء
ملکۂ معظمہ پلے بنام ایلڈرٹن

جج ماتحت درجہ اول سے استدعاے اجازت استغاثہ کرنے کی بنام اپنے مدیون ڈگری کے حسب دفعات ۲۰۶ و ۴۲۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے بعلت فریبًا پوشیدہ رکھنے مال منقولہ مالیتی قریب دس ہزار روپیہ کے جواز روے ڈگری دلایا گیا تہا دایر کی اس درخواست کو جج ماتحت نے نامنظور کیا صاحب جج ضلع نے دست اندازی کرنے سے اس بنا پر انکار کیا کہ چونکہ ڈگری قابل اپیل بعدالت ہائیکورٹ تہی لہذا صرف ہائیکورٹ نسبت اُس درخواست کے حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری تجویز کر سکتی ہے ولیسٹ صاحب جسٹس اور برڈاوڈ صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ گو وہ ڈگری قابل اپیل بعدالت ہائیکورٹ تہی گرچونکہ معمولی طور پر اپیل بناراضی فیصلہ جات جج ماتحت درجہ اول (یعنی کثر مقدمات مین) عدالت ضلع مین ہوتی ہے لہذا عدالت اول الذکر (یعنی عدالت جج ماتحت درجہ اول) ماتحت عدالت آخر الذکر (یعنی صاحب جج ضلع) حسب مراد دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہے۔

بناراضی فیصلہ ریکارڈر رنگون کے اکثر اپیل عدالت ہذا مین دایر ہوتے ہین اور اگر ہم بجائے "عدالت صاحب جج ضلع" کے ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر مقام فورٹ ولیم بنگال اور بجائے ہائیکورٹ" (یعنی ہائیکورٹ بمبئی) حضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل پڑہین تو یہ صورتین ٹہیک مشابہ ہین یہ فیصلہ ہماری راے مین کلیتًا قابل پسند ہے اور ہم یہ تقلید اُسکے یہ تجویز کرتے ہین کہ اگر ہم اس مقدمہ مین مناسب سمجہین تو ہمکو اختیار منسوخی منظوری کا ہے لیکن بعد سماعت کرنے تقریر مسٹر ہنڈرسن کے نسبت کل مقدمہ کے ہم یہ نہین خیال کرتے کہ باستعمال اختیار تمیزی ہمکو اُس اجازت مین دست اندازی کرنا جو اڈیشنل ریکارڈر رنگون نے دی ہے مناسب ہوگا۔

لہذا یہ احکام اظہار وجہ منسوخ ہونے چاہئین۔

حکم منسوخ ہوا۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سیل صاحب جسٹس :-

۲۲ مارچ سنہ ۹۵ء

بمعاملہ متروکہ ہینڈرسن متوفی -

عملدرآمد - درخواست واسطے چہٹیات اہتمام بجانب اٹرنی جسکا تقرر باضابطہ کیا گیا ہو مختارنامہ جو بمقام گلاسگو تحریر ہوا - تصدیق اقرار -

چیف مجسٹریٹ شہر گلاسگو نے جسکو اختیار حاصل تہا بر حلف دینے کا ہے تقرار اس امر کا کیا کہ مختارنامہ جو اسکے روبرو دیا گیا اور جسکی تصدیق اُسنے اپنے سارٹیفکٹ اور مہر بمقام شہر گلاسگو سے کی اور سرٹیفکیٹ نوٹیری کا کہ دستاویز مذکور تحریر کیگئی ثبوت کافی تحریر مختارنامہ کا ہے -

یہ ایک درخواست واسطے چہٹیات اہتمام بموجب ایک مختارنامہ کے تہی جو سکاٹلینڈ مین موجودگی دو گواہان کے تحریر ہوا تہا اون مین سے ایک نے جو ایک سالیسٹر تہا بابت تحریر مختارنامہ مذکور کے حسب ایکٹ موسومہ اسٹیٹوٹری ڈکلاریشن مصدرہ سنہ ۱۸۳۵ء روبرو چیف مجسٹریٹ بمقام گلاسگو کے اقرار کیا اس اقرار کی تصدیق بذریعہ ایک سارٹیفکٹ چیف مجسٹریٹ کے جسپر مہر شہر گلاسگو کی تہی کی گئی اور سارٹیفکٹ چیف مجسٹریٹ کی تصدیق از روے سارٹیفکیٹ ایک نوٹری پبلک کے کی گئی جسپر اُس کی مہر اور اُس کے دستخط تہے بحث یہہ تہی کہ آیا وہ اقرار جو روبرو چیف مجسٹریٹ گلاسگو کے کیا گیا بطور ثبوت تحریر مختارنامہ کے مقبول ہو سکتا ہے یا نہین -

رجسٹرار نے جو یادداشت تحریر کی ہے اوس مین پورے طور پر مندرج ہے کہ کس طور پر یہہ بحث واسطے فیصلہ کے پیدا ہوئی -

یہہ ایک درخواست واسطے چہٹیات اہتمام کے بذریعہ ایک مختارنامہ کے ہے جو اسکاٹلینڈ مین موجودگی دو گواہان کے تحریر ہوا جن مین سے ایک نے جو بطور سالیسٹر گلاسگو کے بیان ہوا ہے روبرو چیف مجسٹریٹ شہر گلاسگو کے اقرار کیا اور چیف مجسٹریٹ نے روبرو نوٹیری پبلک کے اقرار کیا جو اقرار کہ روبرو چیف مجسٹریٹ شہر گلاسگو کے کیا گیا اوسکی تصدیق بذریعہ دستخط مجسٹریٹ موصوف اور مہر بمقام شہر گلاسگو کے کیگئی ہے اور دوسرا اقرار جو روبرو نوٹیری پبلک کے کیا گیا اوسکی تصدیق بذریعہ اُس کے دستخط اور مہر اوسکے دفتر کے کیگئی ہے ہر دو اقرارات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حسب دفعہ ۱۱ ایکٹ موسومہ اسٹیٹوٹری ڈکلاریشن مصدرہ ۱۸۳۵ء (اسٹیٹوٹ سنہ ۵ و ۶ جلوس ولیم چہارم باب ۶۲) کئے گئے اور دفعہ مین یہہ حکم ہے کہ اگر ایک گواہ کے لئے جس نے کسی

۱۸۹۵ء بمعاملہ متوفیہ ہینڈرسن

وصیت نامہ یا تتمہ وصیت نامہ یا دستاویز یا وثیقہ تحریری پر گواہی ثبت کی ہو اور ہر دیگر شخص مجاز کو جائز ہو اور ہو سکتا ہے کہ دستخط کرنا یا مہر لگانا یا مشتہر کرنا یا حوالہ کرنا کسی ایسے وصیت نامہ یا تتمہ وصیت نامہ یا دستاویز یا وثیقہ تحریری کا بذریعہ ایسے اقرار تحریری کے جو حسب مذکور بالا کیا گیا ہو تصدیق اور ثابت کرے اور ہر ایک جسٹس یا نوٹری یا دیگر عہدہ دار (یعنی جیسا کہ دفعہ اسبق مین تحریر ہے دیگر عہدہ دار جن کو از روے قانون اختیار حلف دینے کا ہے) مجاز ہے اور از روئے دفعہ ہذا اجازت اور اختیار دیا جاتا ہے کہ اس قسم کا اقرار لے یا کرائے۔

"اس ایکٹ (دفعہ ۱۵) مین یہ بھی حکم ہے۔ کہ جو اقرار کہ بموجب اس ایکٹ کے لیا جائے اسکا اسیطور پر نفاذ اور اثر ہوگا کہ گویا وہ شخص یا اشخاص جنہون نے اقرار مذکور کیا عدالت عام مین یا برطبق کمیشن واسطے لینے اظہار گواہان کے حاضر ہوئے اور بحلف یا اقرار صالح وہ معاملات زبانی بیان کے جو اقرار مذکور مین درج ہین۔

سٹیٹوٹری ڈیکلریشن ایکٹ ۱۸۳۵ء یونیٹیڈ کنگڈم اور آئرلینڈ سے متعلق ہے اور اسکا ذکر دفعہ ۲۰ (۲) اسٹیٹیوٹ ۱۸۳۵ء جلد ۵ و ۶ وکٹوریہ باب ۵۰ مین ہے جو ایک ایسا ایکٹ ہے کہ جسکے بموجب اقرار اسکاٹ لینڈ مین قلمبند ہو سکتا ہے +

"دوسرا ایک ایکٹ یعنی پروبیٹ و چٹھیات اہتمامی کی ترمیم کا ایکٹ مصدرہ ۱۸۵۸ء اسٹیٹیوٹ ۱۸۵۸ء جلدیں ۲۱ و ۲۲ وکٹوریہ باب ۹۵) مین ایک حکم اہم مندرج ہے جسکا اثر یہ ہے کہ جملہ مقامات واقع قلمرو جناب ملکہ معظمہ سے احکام مشروطہ اختیار ایکٹ سٹیٹوٹری ڈیکلریشن ۱۸۹۵ء متعلق ہے دفعہ ۲۴ ایکٹ مذکور مین یہ حکم ہے کہ بیانات حلفی و اقرارات و اظہارات جو عدالت پروبیٹ مین استعمال کئے جاوین وہ اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ اور آئل آف مین اور چینل آیلینڈیاس یا کسی ملک نوآباد یا جزیرہ یا پلینٹیشن یا مقام بیرون انگلستان مین جو قلمرو جناب ملکہ معظمہ ہو بحلف روبرو کسی عدالت یا جج یا نوٹری پبلک یا کسی ایسے شخص کے لئے جا سکتے ہین جسکو جائز طور پر اختیار حلف دینے کا ایسے ملک یا ملک نوآباد یا جزیرہ یا پلینٹیشن یا مقام مذکور مین الخ حاصل ہو اور جملہ صاحبان رجسٹرار اور دیگر عہدہ داران عدالت پروبیٹ مہر یا دستخط جیسی کہ صورت ہو ہر ایسی عدالت یا جج یا نوٹری پبلک یا شخص مذکور کو جو کسی ایسے حلفنامہ یا اقرار یا اظہار یا کسی اور دستاویز پر ثبت یا اس کے ساتھ منسلک یا اس کے ذیل مین ہو عدالتانہ وجہ ثبوت مین تسلیم کرین گے۔

"پس یہ واضح ہوتا ہے کہ اقرار تحریری مختار نامہ جو حسب اسٹیٹوٹری ڈیکلریشن ایکٹ مصدرہ ۱۸۳۵ء

۱۸۹۵ء بمعاملہ سرد ہینڈ ہسر

یا پرو بیٹ یا چٹھیات اہتمامی کی ترسیم کے ایکٹ مصدرہ ۱۸۵۸ء کی تمام پر جس سے ایکٹ مذکور متعلق ہو ایسے شخص کے روبرو قلمبند ہوا ہو جسکو جائز طور پر اختیار حلف دینے کا ہو انگلستان یا آئرلینڈ مین بطور شہادت تحریر مختارنامہ کے قابل پذیرائی ہوگا وہ بغرض مذکور اگر بھر وہ شرائط پوری ہو جاوین اس ملک مین بھی حسب دفعہ ۸۵ ایکٹ شہادت ہند کے قابل پذیرائی ہوگا جس کے بموجب ایسی دستاویزکے جو بثبوت کسی امر کے کسی عدالت انگلستان یا آئرلینڈ مین بغیر ثبوت مہر یا اسٹامپ یا دستخط تصدیق کنندہ کے یا منصب عدالت یا عہدہ اس شخص کے جس کے دستخط کا ثبت ہونا اوس سے پایا جاتا ہو قابل منظوری ہے اور وہ دستاویز اوسی غرض کے لئے قابل منظوری ہوگی کہ جس کے واسطے انگلستان یا آئرلینڈ مین قابل منظوری ہو سکتی۔

"مقدمہ حال مین اقرار اسکاٹ لینڈ مین قلمبند ہوا جس سے ایکٹ مذکور متعلق ہے اور وہ روبرو چیف مجسٹریٹ شہر گلاسگو کے لیا گیا تو بحث اب یہ ہے کہ آیا چیف مجسٹریٹ ایسا شخص ہے جسکو جائز طور پر اختیار دینے حلف کا حاصل ہے یا نہین۔

"یہ امر مشہور ہے کہ گلاسگو ایک منجملہ قصبجات شاہی کے ہے اور از روئے فرمان شاہی کے وہ ایک جماعت سند یافتہ ہے اوسکے حقوق بموجب ایکٹ یونین (اسٹیٹوٹ ۶ و ۵ جلوس ملکہ این باب ۸ دفعہ ۲۱) قائم کئے گئے ہین۔ ایکٹ ۶ جلوس ملکہ این باب ۶ دفعہ ۲ مین حکم تقرر جسٹسان آف دی پیس کا اسکاٹ لینڈ مین ہے مگر اسطور پر (دیکھو دفعہ ۴) کہ حقوق یا آزادگی یا مراعات مین جو اب تک شہر لنڈن یا کسی اور قصبہ شاہی کو حاصل ہے کہ اپنے حدود کے اندر جسٹس آف دی پیس منتخب کرین تبدیل یا ترمیم نہو۔

"بوجہ ہونے قصبہ شاہی کے گلاسگو کا انتظام کونسل شہر مذکور کرتی ہے اور کونسل مذکور کو اختیار ہے کہ اپنے ممبرون مین سے کسی شخص کو لارڈ پرووسٹ یعنی چیف مجسٹریٹ منتخب کرے اور اسکو اختیار ہے کہ کار عدالت کرے (دیکھو اسٹیٹوٹ ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب ۷۶ دفعہ ۱۳۶ اور اسٹیٹوٹ ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب ۷۷ جس طرح پر کہ اوسکی توضیح از روئے اسٹیٹوٹ ۴ و ۵ جلوس ولیم چہارم باب ۸۷ کی گئی) بحیثیت عدالتی جج ایسے عدالت کے جسکی تجویز مستند ہوتی ہے وہ جسٹس آف دی پیس ہے دیکھو کتاب ہاکنس ضابطہ فوجداری جلد ۲ صفحہ ۴۸ - باب ۸ دفعہ ۳ بتشریح اسٹیفن صاحب (طبع سوم صفحہ ۴۲ و ۴۶ طبع ہشتم صفحہ ۴۴ ۶)

از روئے اسٹیٹوٹ ۳۲ و ۳۳ جلوس وکٹوریا باب ۷۰ سینیر پولیس مجسٹریٹ ہر ایک شہر واقع اسکاٹ لینڈ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ باعتبار اپنے عہدہ کے بطور جسٹس آف دی پیس کام کرے تا کہ

اوسکو وہی منصب حاصل ہو جو بر دوست قصبات شاہی یا قصبات پارلیمنٹ کو حاصل ہے — ۱۸۹۵ء معاملہ سترک ہینڈرسن

"پس اس مین کچھ شبہ نہین ہو سکتا کہ لارڈ پیرو دست شہر گلاسگو بحیثیت چیف مجسٹریٹ اور جسٹس آف دی پیس کے اقتا یا حلف دینے کا رکہتا ہے —

"مہر عام شہر گلاسگو کی اون مہرون مین سے نہین ہے جنکو عدالت ہائے انگلستان بلا ثبوت کے تسلیم کرتی ہین لیکن کیا عدالت ہائے انگلستان پر یہ لازم ہوگا کہ جب اسکو چیف مجسٹریٹ واسطے غرض خاص متذکرہ دفعہ ۳۲ ایکٹ ترمیم پروبیٹ وچٹھیات اہتمامی مصدرہ ۱۸۵۸ء استعمال کرے بلکہ بموجب دفعہ مذکور کے صرف دستخط چیف مجسٹریٹ کے کافی ہونگے یہ امر بحث طلب ہو سکتا ہے کہ آیا احکام دفعہ مذکور کے ایسی صورت سے متعلق ہونگے کہ جسمین اقرار بموجب اسٹیٹیوٹ بڑی ڈکلاریشن ایکٹ مصدرہ ۱۸۳۵ء کے قلمبند کیا گیا ہو لیکن مقدمہ حال مین ان امور پر غور کرنا ضروری نہین ہے کیونکہ سارٹیفکیٹ چیف مجسٹریٹ کا نہ صرف یہ ثبت مہر عام شہر گلاسگو کے تصدیق کیا گیا ہے بلکہ از روئے ایک سارٹیفکیٹ نوٹری پبلک کے بھی جسکی مہر دفتر جو اس کے سارٹیفکیٹ پر ثبت ہے از روے ایکٹ شہادت ہند دفعہ ۵۷ بلا ثبوت عدالتانہ قابل تسلیم ہے —

حکم ذیل سیل صاحب جسٹس نے صادر فرمایا۔

سیل صاحب جسٹس — اسمقدمہ مین واسطے چٹھیات اہتمامی کے بموجب ایک مختارنامہ کے درخواست کی گئی ہے جسکی تحریر کی بابت اقرار روبرو چیف مجسٹریٹ گلاسگو کے کیا گیا تھا نسبت اس امر کے کہ آیا وہ اقرار شہادت کافی تحریر مختارنامہ مذکور کی ہے یا نہین مجکو نہایت پوری یادداشت مسٹر بیل چیمبرس رجسٹرار نے تحریر کر کے دی ہین کلیتہ اوس یادداشت کو پسند کرتا ہون اور بوجوہ مندرجہ اوسکے میری رائے مین اقرار مذکور کافی ثبوت تحریر مختارنامہ کا ہے —

اٹرنیان منجانب سائلان مسٹران ڈگنم ورابنس اسپارکس —

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس نگیٹ صاحب جسٹس و رمینی صاحب جسٹس

۱۸۶۵ء

منشی بہوشن رام (مدعاعلیہ) بنام تارلعل سنگہ دیو بہادر (مدعی)*

[illegible] ۱۸۶۲ء) دفعہ ۸ و دفعہ ۱۰ تحتی (ی) ذمہ داری پٹہ دہندہ کی بعد انتقال کے

* اپیل نمبر ۳۳ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی ڈگری مصدرہ بابو دمینڈر لال سوم جج ماتحت ... بہو ... مورخہ ۲۹ ... بابو پرسو گہوس منصف گہوناتہہ پور مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۳ء —

سنہ ۱۸۹۵ء
منشی بھوشن
بنام
ٹاپا لعل سنگھ
دیو بہادر

پٹہ جات جو از قسم کاشتکاری کے نہون۔

ایک مالک اراضی نے نالشات بنام پٹہ گیرندہ واسطے لگان کے بربنائے قبولیت دائر کین یہ پٹہ جات از قسم کاشتکاری نہ تہے پٹہ گیرندہ کا منتقل الیہ حسب درخواست اپنے مدعا علیہ بنایا گیا منجانب پٹہ گیرندہ یہ حجت گگئی کہ بموجب قانون رواجی ہند کے اسامی مجاز ہے کہ اپنی ذمہ داری بذریعہ انتقال یا بہرحال بذریعہ انتقال و دینے اطلاع انتقال کے مالک اراضی کو رفع کرے۔

تجویز ہوئی کہ اگر ایسا قانون رواجی ہندوستان مین ہو کہ جسکے ذریعہ سے اسامی کو یہ اختیار ہو کہ اپنی ذمہ داری کو بذریعہ انتقال اور اطلاع دینے کے ختم کرے تو وہ بہرحال ایسے پٹہ جات سے متعلق نہین ہین جو بابت کاشت اراضی نہون اور یہ کہ دفعہ ۱۰۸ ذفعہ ضمنی (ی) ایکٹ انتقال جائداد کی جو متعلق مقدمہ ہے اسطور پر تعبیر ہونی چاہئے کہ اوس سے کوئی ایسا اصول متعلق نہین ہے اور نہ وہ اوسکے تابع ہے اور یہ کہ بعد انتقال پٹہ گیرندہ اور مالک اراضی کو اطلاع انتقال دینے کے ذمہ داری پٹہ گیرندہ کی محض اسکی مرضی پر بلا کسی فعل یا رضامندی مالک اراضی کے ختم نہین ہوتی۔

یہ اپیل اور دو دیگر اپیلہا سے تین مسکل تین نالشات مین پیدا ہوئین جنکو مدعی پٹہ دہندہ نے بنام مدعا علیہ نمبر ۱ گیرندہ پٹہ کے واسطے لگان تین حقیتون کے دائر کیا تہا جو پٹہ پر دی گئی تہین یہ لگان بعد اس کے کہ پٹہ گیرندہ نے اپنی حقوق متعلقہ پٹہ مدعا علیہ نمبر ۲ کے منتقل کئے واجب الادا ہوا منتقل الیہ حسب درخواست اپنے عدالت مرافعہ اولی مین فریق مقدمہ بنایا گیا۔ یہ پٹہ جات از قسم پٹہ جات کاشت نہ تہے بلکہ واسطے لینے کوئلہ اور پتہر اور چونہ کے پتہر کے تین مواضع مین سے تہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے بعد منتقل کرنے پٹہ جات کے بحق مدعا علیہما نمبر ۲ اطلاع باضابطہ انتقال مذکور کی مالک اراضی کو دی منصف نے ڈگری بنام مدعا علیہما نمبر ۲ منتقل الیہم کے اس تجویز سے صادر کی کہ چونکہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے اپنے حقوق سے دست برداری کی چونکہ پٹہ جات دائمی اور قابل انتقال نوعیت کے تہے لہذا وہ ذمہ دار اوس لگان کا قرار نہین پا سکتا جو بعد انتقال کے واجب ہوا مدعی نے اپیل کیا عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری بنام ہر دو مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ کے اس بنا پر صادر کی کہ حسب دفعہ ۱۰۸ ضمن (ی) ایکٹ انتقال جائداد کے ذمہ داری مدعا علیہ نمبر ۱ کی بعد انتقال یا منتقل کرنے کے زائل نہین ہوتی۔

بناراضی اس فیصلہ کے مدعا علیہ نمبر ۱ نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو جوتی پرشاد سربا آدہکاری منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر جے جی آپکار و بابو جوگیش چندر دے منجانب رسپانڈنٹ۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس۔ پٹہ صرف دائمی ہے اور پٹہ گیرندہ مجاز تہا کہ جو کچہ کہ حقوق اسکو از رو ئے

۱۸۹۵ء ملنی جہوتی رانا بنام تمالال سنگہ دیو بلاد

شرائط پٹہ کے عامل تھے منتقل کرے کہ اس مسئلہ کی تائید مین کوئی سند نہین ہے کہ پٹہ گیرندہ پابندلطے لگان کا باوجود اطلاع دینے انتقال کے مالک اراضی کو رہتا ہے ہندوستان کا قانون رواجی یہ ہے کہ جب کوئی حقیت الطلاع دیکر منتقل کیجاے تو پٹہ گیرندہ ذمہ دار لگان کا نہین رہتا جب کوئی پٹہ گیرندہ اپنی حقیت پٹہ کو اگر وہ قابل انتقال ہو منتقل کرے تو وہ ذمہ دار لگان کا بعد انتقال کے نہین ہے۔

ایک مقدمہ بھی ایسا نہین ہے جس مین اس ملک مین یہ قرار پایا ہو کہ تعلق معاہدہ اُسکے بعد قائم رہتا ہے کہ جب تعلق حقیت باقی نرہے بمقدمہ کرسٹو بلبھہ گھوس بنام کرسٹو لال سنگہ (۱) بصفحہ ۴۴۶ رپورٹ کے بیتھم صاحب چیف جسٹس نے یہ فرمایا "اسمقدمہ مین ذمہ داری بوجہ حقیت کے ہی اور یہ مسلمہ ہی کہ یہ ایک معمولی قاعدہ ہے کہ ذمہ داری اُسوقت ختم ہوجاتی ہے جبکہ حقیت منتقل کیگئی ہو اور بائع کو کوئی حق جایداد مین باقی نہین رہتا لیکن کسی طریق سے انتقال کیگیا ہو ذمہ داری اصلی اسامی کی اُسوقت تک قایم رہتی ہے کہ جب تک اطلاع مالک اراضی کو نہ دی گئی ہو" مجھکو اطلاع پر استدلال ہے بموجب قانون انگلستان کے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انتقال کنندہ و منتقل الیہ دونون ذمہ دار قرار دئے جاسکتے ہین بحث یہ ہے کہ آیا دفعہ ۱۰۹ ایکٹ انتقال جایداد کی روسے قانون انگلستان اس ملک مین جاری کیاگیا یا نہین مین یہ عرض کرتا ہون کہ وہ جاری نہین کیاگیا جو تبدیل کہ اندروے ایکٹ انتقال جایداد قانون رواجی مین کیگئی ہے وہ یہ ہے کہ محض انتقال سے بلا اطلاع کے کوئی منتقل الیہ غیر ذمہ دار نہین ہوجاتا دیکھو مقدمہ باقی چند سرکار بنام ہرچندر چودھری (۲) بمقدمہ نیل مادہب سرکار بنام تردیم سکدار (۳) حکام عالی مقام نے اس امر مین شبہہ ظاہر کیا کہ آیا کوئی حق مالک اراضی کو اوس حالت مین باقی رہتا ہے کہ جب وہ حقیت قابل وراثت دوامی بذریعہ پٹہ کے عطا کرے بموجب قانون انگلستان کے نالش بربناے معاہدہ بنام پٹہ دار بعد انتقال کے قابل پذیرائی نہین ہے بجز اُسکے کہ شرط صریح ذمہ داری کی ہو دیکھو مقدمہ تہرسبی بنام بلنیٹ (۴) کوئی تعلق معاہدہ قطع نظر تعلق حقیت کے نہین ہوتا دیکھو کتاب اوڈ فال صاحب متعلقہ مالک اراضی و اسامی صفحہ ۲۷۰ (طبع چہارم) اس ملک مین اطلاعنامہ پر اسوجہ سے استدلال کیجاتا ہے کہ انتقال کنندہ بعد

---

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۲

(۲) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۴۹۶

(۳) " " " جلد ۱۷ صفحہ ۸۲۶

(۴) رپورٹ ولیم وسانڈرسن صاحبان جلد ۱ صفحہ ۲۴۰ (ب)

۱۸۹۵ء
ستش بھوشن داس
بنام
تلکلال سنگھ
دیو بہادر

اطلاع کے ذمہ دار نہین رہتا دیکھو مقدمہ عبد العزیز خان بنام احمد علی (۱) و فیتامنی دت بنام راش بہاری منڈل (۲)
مسٹر ایکار منجانب رسپانڈنٹ - اسمقدمہ مین مدعی نے حق منتقل الیہم تسلیم نہین کیا اور اسوجہ سے پٹہ گیرندہ
پر ذمہ داری لگان کی باقی رہی مدعا علیہم منتقل الیہم جو ایک کمپنی ہے کسی وقت پر اپنا کاروبار مسدود کر سکتے ہین
اور ذمہ داری ادائے لگان سے محفوظ رہ سکتی ہین یہ پٹہ اراضی مزراعتی کا نہین ہے اور وہ ایسا نہین ہے کہ جو داخل
منشائے ایکٹ اسامیان بنگال ہو مین آخر جز ضمن (ی) دفعہ ۱۰ ایکٹ انتقال جایداد پر استدلال کرتا
ہون یہ امر سمجھنا دشوار ہے کہ کس طرح اصول اقرار یافتہ مقدمہ تہر بسی بنام ملینیٹ (۳) اسمقدمہ سے متعلق
ہے مقدمہ کرسٹو بلبھ گھوس بنام کرسٹو لال سنگھہ (۴) دفعہ ۱۲ - ایکٹ اسامیان بنگال پر مبنی ہے جسمین
ذکر ذمہ داری کا نہین ہے بلکہ محض انتقال کا ہے کسی طرح پر مقدمہ مذکور کی تعبیر کیجائے وہ مقدمہ حال سے
متعلق نہین ہے اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ ذمہ داری مین کوئی قید قائم کیجائے تو منتقل الیہم یہ
بات بصراحت بیان کرتے مقدمہ باقی چند رسرکار بنام ہر چند ر چودہری (۵) متعلق نہین ہے کیونکہ وہ نالش
واسطے لگان اراضی زراعتی کے تہی مزید برآن مقدمہ عبد العزیز خان بنام احمد علی (۱) بہی اراضیات زراعتی
سے متعلق ہے اور اسصورت مین انتقال تسلیم کیا گیا تہا اسیطور پر مقدمہ فیتامنی دت بنام راش بہاری
منڈل (۲) قابل امتیاز ہے کیونکہ وہ ایک مقدمہ حسب ایکٹ اسامیان بنگال کے تہا مقدمہ حال مین
ایکٹ اسامیان بنگال متعلق نہین ہے کیونکہ یہ مقدمہ پورلیا کا ہے جہان ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء نافذ ہے مقدمہ
سالگرام بنام کیبرن (۶) یہ تجویز ہوئی تہی کہ نالشات بابت لگان کے جو از روئے پٹہ جات متعلقہ معادن واجب
ہو داخل مفہوم ضمن ۴ - دفعہ ۲۳ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء عیسوی کے نہین ہے یہ مقدمہ داخل دفعہ ۲۳ - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء
کے نہین ہے - پٹہ جات از قسم دوامی نہین ہین کیونکہ حق صریح بہر اراضی پر قبضہ لینے کا حاصل ہے اگر یہ نالش
بر بنائے معاہدہ حسب حجت طرفثانی کے ہے تو پٹہ گیرندہ و منتقل الیہ دونو ذمہ دار ہین جس صورت
مین کہ انتقال کیا جائے ذمہ داری منتقل الیہ کی ختم نہین ہو جاتی عام اس سے کہ معاہدہ صریح کیا گیا ہو
یا نہین اس امر سے کچہہ فرق نہین آتا کہ آیا معاہدہ تسلیم کیا گیا یا نہین مالک اراضی گیرندہ پٹہ و منتقل الیہ
دونون پر نالش بربنائے معاہدہ کر سکتا ہے دیکہو مقدمہ آرگل بنام کمشید (۷) اگر دعوے بطور قرضہ کے کیا جاتا تاہم پٹہ
گیرندہ ذمہ دار ہے پٹہ جات مین اختیار انتقال حق دیا گیا ہے مگر کوئی اختیار ساقط کرنے ذمہ داری کا نہین دیا گیا -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۷۹۵ - (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۴ (۷) رپورٹ ٹانٹن صاحب جلد ۴ صفحہ ۲۴۲
(۲) ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۱۹ صفحہ ۱۷ (۵) ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۱ صفحہ ۴۹۶
(۳) رپورٹ ولیم و ماثلہ سن صاحبان جلد ۱ صفحہ ۲۲۳۰ (۶) بنگال لا رپورٹ ضمیمہ اپیل دیوانی جلد ۳ صفحہ ۱۶۱ و ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۳۴

١٨٩٥ء
منشی بخشش بہادر
بنام
بہال سنگھ
پوبہادر

ڈاکٹر راش بہاری گہوس نے جواب دیا۔

تجویز عدالت (رنگٹ صاحب جسٹس و بینی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے:۔

تینون مقدمہ مین جنمین یہ اپیل کئے گئے ہین مدعی نے مدعا علیہ نمبر ۱ پر نالش لگان کی دائر کی جو ازروے پٹہ کے جو مدعی نے مدعا علیہ کو عطا کیا تہا واجب تہا ہر مقدمہ مین پٹہ مسلمہ ہے اور لگان مسلمہ واجب ہے اور صرف یہ عذر کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے وہ پٹہ جسکی روسے لگان واجب ہو گیا بنام مدعا علیہا نمبر ۲ کے منتقل کیا۔

ہر مقدمہ مین مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۔۔۔ حسب درخواست اپنے مدعا علیہ بنائے گئے منصف نے ہر مقدمہ مین ڈگری صرف بنام مدعا علیہم نمبر ۲ صادر کی بر طبق اپیل جج ماتحت نے یہ تجویز کی (ایک تجویز سے جملہ مقدمات فیصل کئے گئے) کہ مدعا علیہ نمبر ۱ ذمہ دار ہے اور حاکم موصوف نے ڈگری بنام اُسکے صادر کی اور ڈگری بنام مدعا علیہم نمبر ۲ کو خلاف اُنکے قائم رکہا مدعا علیہ نمبر ۱ نے اپیل کیا۔

ہر مقدمہ مین جسقدر شہادت پیش کیگئی ہین اُن سے ہمارے روبرو یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی پٹہ تحریر نہین ہوا تہا۔

بمقدمہ اپیل نمبر ۹۴۴ نالش واسطے لگان ایکسال کے من ابتدای ۱۹ آسن ۱۲۹۸ء لغایت ۱۵ آسن ۱۲۹۹ء کے ہے پٹہ بابت حق تراشنے اور بیچنے جونکے پتہر کے موضع گمہار املو کہ مدعیان سے بجمع سالانہ ... کے ہے۔

بمقدمہ اپیل نمبر ۲۴۳ نالش واسطے لگان ایکسال کے من ابتدای اگہن ۱۲۹۸ء لغایت کاتک ۱۲۹۹ء کے ہے یہ پٹہ بابت حق کہودنے اور بیچنے کوئلہ کے مدعی کے موضع اوترارہ سے بجمع سالانہ ... کے ہے۔

بمقدمہ اپیل نمبر ۲۴۵ نالش واسطے باقیات لگان ۱۲۹۸ء و قسط ماگہ ۱۲۹۹ء کے ہے یہ پٹہ حق تراشنے پتہر کا نوبہاڑیون واقع موضع مدنارہ سے بجمع سالانہ ... کے ہے۔

کان سے پتہر نکالنے کے پٹے سے جو بمقدمہ اپیل نمبر ۲۴۵ ہے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ کوئی حق پٹہ گیرندہ کو بعد زمانہ اُسکی حیات کے دیا گیا باقی دو پٹہ جات سے حق زیادہ میعاد کی بابت عطا کیا گیا ہے بمقدمہ اپیل نمبر ۹۴۴ پٹہ گیرندہ اور اُسکے ورثا کو حق دیا گیا ہے بمقدمہ اپیل نمبر ۲۴۳ حق پٹہ گیرندہ اور اُسکے پسران اور نبیرگان کو ”و علی ہذا القیاس بوراثت“ دیا گیا۔

تجویز عدالت اپیل ماتحت بمقدمہ متعلقہ پٹہ اول جو بمقدمہ اپیل نمبر ۲۴۵ ما بالبحث ہے اور جس مین پٹہ پٹہ گیرندہ کی حیات سے زیادہ عرصہ کے لئے نہین ہے صادر ہوئی تہی نسبت جملہ اُن پٹہ جات کے عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ نمبر ۱ بوجہ منتقل کرنیکے بنام مدعا علیہم نمبر ۲ دعوے برأت کا ذمہ داری ادا کرنے لگان سے مدعی کو اگر لگان متدعویہ بابت زمانہ مابعد

۱۸۹۵ء
منشی بہوشن
بنام
تاراللال سنگ
دیوبہادر

بیع کسے بہی ہو نہین کر سکتا۔

جملہ ہر سہ مقدمات مین انتقالات بحق مدعا علیہم نمبر ۳ - ۴ ۲ ۱ ساڑہ ۱۲۹۵ کو کئے گئے یہ حجت نہین کیگئی ہے کہ مدعی سنے مدعا علیہم نمبر ۲ کو بطور اپنے اسامیان کے بوقت انتقال یا بعد اسکے یا کسی وقت پر تسلیم کیا۔

اسمقدمہ سے احکام دفعہ ۸۰ ادفعہ تحتی (ڈی) ایکٹ انتقال جائداد متعلق ہین پٹہ گیرندہ کو جایز ہے کہ قطعی طور پر یا بذریعہ رہن یا پٹہ ذیلی کے کل یا کوئی جزو اپنے حق واقع جائداد کا منتقل کرے اور کوئی منتقل الیہ حق مذکور یا اوسکے کسی جزو کا بہر انتقال حق مذکور کر سکتا ہے پٹہ گیرندہ صرف بوجہ ایسے انتقال کے کسی ذمہ داری سے جو اوس پٹہ سے متعلق ہے بری الذمہ نہوگا کسی عبارت ضمن ہذا سے یہ تصور نہ کیا جائیگا کہ کسی اسامی کو جس کو حق ناقابل انتقال دخیلکاری حاصل ہو یا مستاجر کسی محال کو جسکی مالگذاری کے ادا کرنے مین تصور واقع ہوا ہو یا پٹہ دار کسی محال کو جو زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس ہو یہ اختیار ہے کہ اپنے حق کو جو اوسکو بطور اسامی یا مستاجر یا پٹہ دار مذکور کے حاصل ہو منتقل کرے" یہ بحث کیگئی تہی کہ اس عبارت کی تعبیر بلحاظ معمولی قانون ہند کے جو دربارہ تعلق مالک اراضی اور اسامی کے بوقت صادر ہونے ایکٹ کے تہا کرنی چاہئے یہ حجت کی گئی ہے کہ مطابق اوس قانون کے (جسکو اوس بحث مین جو ہمارے روبرو کیگئی ہے بنام قانون رواجی ہند موسوم کیا ہے) اسامی مجاز اس امر کی نہی کہ اپنی ذمہ داری ادائے لگان سے بذریعہ انتقال کے یا بہر حال بذریعہ انتقال و اطلاع انتقال مذکور کے جو زمیندار کو کیجائے سبکدوش ہو بحوالہ اس دلیل کے یہ عرض کیا گیا کہ الفاظ دفعہ تحتی (ڈی) کی تعبیر اس طور پر ہونی چاہئے کہ "پٹہ دار محض بوجہ ایسے انتقال کے کسی ذمہ داری سے جو پٹہ سے متعلق ہے بری نہین ہو جائیگا" یہ حجت کی گئی کہ اگرچہ محض انتقال سے پٹہ دار کی ذمہداری جو بموجب اس ضمن کے ہے رفع نہو جائیگی مگر بذریعہ اطلاع کے جو مالک اراضی کو انتقال مذکور کی کیجائے مع انتقال کے نتیجہ مذکور حاصل ہوگا کیونکہ یہ بیان کیا گیا تہا کہ یہ قاعدہ عام قانونی متعلقہ نسبت باہمی مالک اراضی اور اسامی کے ہندوستان مین بوقت صادر ہونے ایکٹ انتقال جایداد کے تہا۔

واسطے اغراض اس دلیل کے ہم یہ فرض کرینگے کہ اس قسم کے اطلاع انتقال جسکے کافی ہونے پر استدلال کیا گیا ہے واقعی کی گئی تہی یہ فرض کرکے کہ ایسا وقوع مین آیا ہماری دانست مین حسب دفعہ تحتی (ڈی) ذمہ داری اسامی حسب پٹہ کے بوجہ انتقال و اطلاع انتقال مذکور ساقط نہین ہوگی۔

اگر ایسا قانون رواجی ہند جس پر کہ استدلال کیا گیا ہے موجود تہا اور اوسکی رو سے اسامی اپنی ذمہ داری [illegible] بذریعہ انتقال اور کرنے اطلاع کے سبکدوش ہو سکتی تہی (ہم کوئی رائے

۱۸۹۹ء
شتی بہشن لال
بنام
لچھمن سنگھ
دیبہادر

نسبت اس امر کے ظاہر نہیں کرتے کہ آیا ایسا قانون تہا یا نہیں) بہرحال قانون مذکور ایسے پٹہ جات سے متعلق نہ تہا جو بابت کاشت نہوں جیسے کہ یہ پٹہ جات ہیں اور ہماری دانست مین اسمقدمہ مین تعبیر دفعہ تختی مذکور کی بلا خیال کرنے اس امر کے کرنی چاہئیے کہ اوسکی تعبیر بلحاظ یا تابع کسی ایسے اصول کے ہوسکتی ہے -

ہم کو لازم ہے کہ الفاظ قانون کی تعبیر خود بلحاظ اونکے کرین دفعہ تختی مذکور مین حکم ہے کہ ذمہ داری پٹہ دار کی محض بوجہ انتقال کے نہ قطع نہوجاے گی اور ہماری دانست مین اوس سے یہ مستنبط نہین ہوسکتا کہ ذمہ داری مذکور محض حسب مرضی پٹہ دار کے بطریق اطلاع دینے اپنے مالک اراضی کو ساقط ہوجائینگی اوسکی ذمہ داری بحق مالک اراضی بالفاظ صریح باوجود انتقال کے قائم رکھی گئی ہے یعنی مالک اراضی کا حق استفادہ اپنے معاہدہ سے جو ساتھہ پٹہ دار کے ہوا صراحتًا باقی رکھا گیا ہے اور محض انتقال سے اوسکو کچھہ ضرر نہین پہونچتی ہمکو کوئی امر خود دفعہ تختی مذکور مین ایسا نہین ملتا جس سے یہ تعبیر صحیح سمجھی جاوے کہ وہ حق جو مالک اراضی کو حاصل ہے بلا کسی فعل یا رضامندی اوس کے اور محض حسب مرضی اوس شخص کے جسپر ذمہ داری عاید ہے منقطع ہوسکتا ہے -

ہم کچھہ بابت پٹہ جات زراعتی کے نہین کہتے اور جو کچھہ کہ اب ہم کہہ سکتے ہین اوس سے کوئی حق بذریعہ تبادلہ یا دیگر نہج کے کوئی رائے بابت اون کے ایک جانب یا بجانب دیگر ظاہر نہین ہوتی ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ ذمہ داری مدعاعلیہ نمبر ۱ - اپیلانٹ اپیلہائے ہذا کسی طرح پر بذریعہ انتقال موسومہ مدعاعلیہم نمبر ۲ کے جو انکی طرف سے ہوا یا بذریعہ کسی اطلاع انتقال کے جو اونسے مدعی رسپانڈنٹ کو کی ہو تبدیل نہین ہوتی اور ہم اپیلہائے ہذا کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین -

اپیل ڈسمس ہوا -

باجلاس مسٹر سکینرسن صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس

۴- فروری ۱۸۹۶ء

ایس ای کافن (راجہ المدعا علیہ) بنام کاربار ی راوت و یکس دیگر (مدعیان)*

حق نالش بحث متعلقہ اجراے ڈگری وغیرہ - ڈگری خرچہ - نیلام جائداد غیر منقولہ - منسوخی ڈگری بر طبق اپیل - نالش دلاپانے واصلات - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۴۴ و ۵۸۳ -

عمرو نے نالش بنام بکر واسطے معاوضہ کے دایر کی گروہ خارج ہوئی اور بکر نے ڈگری خرچہ کی حاصل کی عمرو نے اپیل کی لیکن زمانہ دوران اپیل بکر نے اپنی ڈگری جاری کرائی اور باجراے ڈگری مذکور ایک جائداد غیر منقولہ عمرو کی خریدی اور قبضہ جائداد حاصل کیا عدالت اپیل نے مقدمہ کو واسطے تجویز کرر کے بر بناے ریمانڈ واپس کیا اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی نے بحق عمرو صادر کی جو بر طبق اپیل بحال رہی اور ادسنے اپنی جائداد واپس لی بعد اس کے عمرو نے ایک نالش بابت قیمت فصل کے جو ناجایز طور پر بکر نے بزمانہ اپنے قبضہ کے تصرف کی تھی دایر کی اپیل دوم میں یہ بحث کیگئی کہ اس قسم کی نالش از روے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے -

تجویز ہوئی - کہ وہ بحث کہ جو اسمقدمہ میں تصفیہ طلب ہے متعلق اجراے ڈگری یا بیباقی یا الغاے اصل ڈگری کے حسب مراد دفعہ ۲۴۴ نہیں کیونکہ وہ مطلقاً اسوقت تک پیدا نہیں ہوئی کہ جب تک ڈگری قائم رہی ایسی نالش از روے احکام دفعہ مذکور کے ممنوع السماعت نہیں ہے -

مقدمہ رانی کنور بنام سوبہدر کنور (۱) و مکندلال پال چودھری بنام محمد سامی میان (۲) و حمیدہ بنام بدہن (۳) و باباسندری دیبی بنام تارنی کانت لاہری (۴) و دیجیت گورائین بنام ریول گوالمین (۵) و رام روپ سنگہ بنام شیو غلام (۶) و رام غلام بنام دوار کا رے (۷) کا حوالہ دیا گیا و بمقدمہ متہرا پرشاد سنگہ بنام سیمبہو گر (۸) سے فرق ظاہر کیا گیا -

* اپیل ثانی ڈگری اپیل نمبر ۷۶۲ سنہ ۱۸۹۲ء مصدرہ بابو انت رام گہوس جج ماتحت درجہ دوم مقام سارن مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء مشعر بحالی ڈگری بابو گوپال چندر مکرجی منصف صوبہ ہاری مورخہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۲۷ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۸

(۳) ویکلی ریپورٹر جلد ۴ صفحہ ۳۸

(۴) " " جلد ۲ صفحہ ۲۱۵

(۵) " " جلد ۳ صفحہ ۲۲۵

(۶) " " جلد ۵ صفحہ ۲۲۷

(۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۱

(۸) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۲۱۲

۱۸۹۵ع کانن بنام ایدی ردات

مدعیان نے ایک نالش واسطے معاوضہ کے بنام مدعا علیہ نمبر ۱ دائر کی مگر اسکو عدالت مرافعہ اولی نے خارج کیا اور مدعا علیہ نے ڈگری خرچہ کی حاصل کی بعد اوسکے مدعیان نے اپیل کیا مگر دوران اپیل مین مدعا علیہ نے اپنی ڈگری جاری کرائی اور بعض جائداد مملوکہ مدعیان نیلام کرائی اوسنے جائداد مذکور خود بتاریخ ۷ جنوری ۱۸۹۵ع [illegible] قبضہ حاصل کیا ۱۴ جون ۱۸۸۹ع کو عدالت اپیل نے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا اور مقدمہ کو واسطے تجویز کے واپس بھیجا مقدمہ کی تجویز مکرر ہو کر ڈگری بحق مدعیان صادر ہوئی اور وہ اپیل تاریخ ۱۳ مارچ ۱۸۹۰ع [illegible] حال ہی مدعیان نے یہ نالش بابت قیمت اوس فصل کے دائر کی جو مدعا علیہ اوس زمانہ مین اوٹھا لے گیا [illegible] مین یہ جوابدہی کیگئی کہ کوئی نالش جدید واسطے انفصال کے نہین ہو سکتی اور مدعیان کو بابت [illegible] اجرا کرنے منصف نے اس عذر مدعا علیہ کو نامنظور کرکے مدعیان [illegible]

مقدمہ مکندلال پال چودہری بنام محمد سامی میان (۱) [illegible]

بنا راضی اس تجویز کے مدعا علیہ نے [illegible] مین اپیل کیا۔

بابو سینش چندر گہوس نے [illegible]

محمد سامی میان (۲) یہ امر مطلقاً فیصل نہین ہوا [illegible]

کی دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مانع نالش مدعیان [illegible]

سندری دیبی بنام [illegible] (۳) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر [illegible]) [illegible]

بہ نسبت دفعہ ۱۱ ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۶۷ع [illegible] (۴) [illegible]

وسعت رکہتا ہے حسب دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی [illegible]

واپسی دیگر نہج پر حسب کسی ڈگری مصدرہ عدالت اپیل کے [illegible]

صادر کنندہ اوس ڈگری مین درخواست گذارنے [illegible]

ہوگا کہ ڈگری عدالت اپیل کو نافذ کرے و فریق غالب [illegible]

مین کردے کہ جسمین وہ قبل اجرائے ڈگری عدالت مرافعہ اولی تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۱
(۲) ״ ״ ״ جلد ۳ صفحہ ۲۷
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۳
(۴) ״ ״ جلد ۴ صفحہ ۲۱۷

سنہ ۱۸۹۵ع
کافن
بنام
کارباری راوت

عدالت اپیل کو بوقت منسوخی ڈگری لازم ہے کہ واپسی بطور مکمل کرادے دیکھو مقدمہ لتی کنور بنام سوبہدر اکنور (۱) حمیدہ بنام بدر سین (۲) وذبیت گورئین نام پیو لاگو رائین (۳)

مسٹر محمود الحق و مولوی محمد اسحاق منجانب ریسپانڈنٹان یہ حجت کی کہ ایسی نالش ہو سکتی ہے دیکھو مقدمہ شاماں پرشاد رائے چودہری بنام ہر دیو نراین رائے چودہری (۴) و جگنیش چندر دت بنام کالی چرن دت (۵)

بابو ستیندر چندر گہوس نے جواب مین یہ بیان کیا کہ مقدمات محولہ فریق ثانی اسمقدمہ سے متعلق نہین ہین

تجویز ہائیکورٹ (بیورلی صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے -

واقعات جسقدر ہمکو ضرور ہین حسب ذیل ہین مدعی کی اراضی مین سے کچہہ باجرائے ڈگری جو بنام اسکے باہمہ خرچہ کے صادر ہوئی تہی نیلام ہوئی اور اسکو مدعا علیہ ڈگری دار نے خرید کیا بعد اسکے ڈگری منسوخ ہوگئی مدعی نے جس نے اپنی اراضی واپس پائی یہ نالش مدعا علیہ سے قیمت فصل کے دلاپانے کے لئے جو مدعا علیہ نے زمانہ اپنے قبضہ اراضی کے اُٹہائی دائر کی مدعا علیہ نے علاوہ دیگر امور کے کہ بلحاظ روداد مدعی کو نالش کا حق نہین پہونچتا ابتدا سے یہ حجت کی کہ دفعہ ۲۴۴ مانع نالش ہے اور ایسا دعوی جیسا کہ یہ ہے صرف عدالت جاری کنندہ ڈگری مین بطور جزو کارروائی اجراے ڈگری کے ہو سکتا ہے اور اسکی تجویز عدالت مذکور سے عمل مین آسکتی ہے -

ہر دو عدالتون نے اس حجت کو نامنظور کیا اور بر بنائے روداد کے مدعی کے حق مین ڈگری صادر کی -

مدعی کی بابت اس ڈگری کی بابت کوئی حجت نہین کی گئی ہے اور صرف یہی حجت اپیل مین پیش ہے کہ دفعہ ۲۴۴ قطعاً مانع نالش جداگانہ ہے اور عدالتہائے موصوف کی یہ تجویز غلط ہے کہ نالش علیحدہ ہو سکتی ہے نسبت اس امر کے نظائر صاف ہین کہ عدالت جاری کنندہ ڈگری جو بعد ازان بر طبق اپیل منسوخ ہو گئی ہو یہ اختیار کامل رکہتی ہین کہ مدیون ڈگری کو وہ شے واپس دلادین جو باجرائے ڈگری اس سے لیگئی ہو اور عدالت کو لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو فریقین کو اُسی حالت مین بحال کردین کہ جسمین وہ قبل اجرائے ڈگری کے تہے یہہ بہی تجویز ہوئی ہے کہ جب قبضہ اراضی ایسی ڈگری کے اجرا مین کیا گیا ہو جو بعد ازان منسوخ ہوگئی ہو تو وہ عدالت کہ جسنے ڈگری کو جاری کیا علاوہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰
(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۴۲۸
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۴
(۴) اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۰

۱۸۹۵ع کافن بنام کارباری برادت

واپسی اراضی کے داصلات یا معاوضہ بابت اُس زمانہ کے دلاسکتی ہے جسمین وہ شخص کہ جس کے ایپر ڈگری جاری کرائی گئی تہی بیدخل رہا ہو دیکہو مقدمات منہرا پرشاد سنگہہ بنام شمبہو گر (۱) دلتی کنور بنام سوبہدرا کنور (۲) مکند لال پال چودہری بنام محمد سامی میان (۳)

لیکن یہ امر ایسا صاف نہین ہے کہ آیا یہ اختیار عدالت کو بنفسہ حاصل ہے یا آیا وہ حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے استعمال کیا جاتا ہے یا بطریق تعمیل ڈگری عدالت اپیل ہے۔

وہ مقدمہ جو سب سے زیادہ قوی طور پر مفید اپیلانٹ ہے مقدمہ منہرا پرشاد بنام شمبو گر (۱) ہے۔ اسمقدمہ مین کچہ جائداد مدیون ڈگری کی باجراے ڈگری زر نقد جو بعد ازان اپیل سے ترمیم ہوئی تہی نیلام ہوئی زرثمن بقدر کل مطالبہ کے جسکی ڈگری ابتدا صادر ہوئی تہی نہ تہا بلکہ اوس روپیہ سے جو بموجب ڈگری ترمیم شدہ صیغہ اپیل کے واجب الوصول تہا زیادہ تہا مدیون ڈگری نے نالش بنام ڈگریدار واسطے دلاپانے زر زائد کے دائر کی اور یہ قرار پایا کہ نالش قابل پذیرائی نہ تہی اور یہ کہ اوسکا چارہ کار محض یہ تہا کہ حسب دفعہ ۱۱ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ع جو اوسوقت نافذ تہا کاروائی کرتے یہ مقدمہ شائد اس بنا پر ممیز ہو سکتا ہے کہ کل ڈگری جیسی کہ اسمقدمہ مین صورت ہے منسوخ نہین ہوئی تہی اور عبارت دفعہ ۱۱ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ع جسپر استدلال کیا گیا تہا کسیقدر عبارت دفعہ ۲۴۴ سے مختلف تہی اور یہ کہ نالش واسطے واپسی ایسی شے کے جو ایک اوسکا لازمہ تہا دیگر مقدمات محولہ یعنی حمیدہ بنام بدہن (۴) بابا سندری دیبی بنام تارنی کانت لاہری (۵) دلجیت گورائین بنام ریول گورائین (۶) مکند لال پال چودہری بنام محمد سامی میان (۳) بہی قابل امتیاز بالولحاظ واقعات ہین یا اس بنا پر کہ گویہ قرار پایا ہے کہ ایسی دادرسی کہ جسکا دعوی اس نالش مین کیا گیا ہے عدالت جاری کنندہ ڈگری عطا کر سکتی ہے مگر یہ اقرار نہین پایا ہے کہ نالش علحدہ بابت اوسکے قابل پذیرائی نہین ہے بمقدمہ بابا سندری دیبی بنام تارنی کانت لاہری (۵) دلجیت گورائین بنام ریول گورائین (۶) ڈگری ابتدائی تبدیل نہین کیگئی تہی مگر ایک مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی کہ ڈگریدار نے اجراے ڈگری مین اوس سے زیادہ اراضی پر قبضہ کر لیا جو از روے ڈگری دلائی گئی اور دوسرے مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی تہی کہ اوسنے ایسی اراضی پر قبضہ کر لیا۔ جو مطابقاً ڈگری مین داخل نہ تہی اور دادرسی متدعیہ [illegible] داخل احکام متعلقہ اجراے ڈگری تہا

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۲ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۰

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۸۴

(۴) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۳۹

(۵) " " " صفحہ ۲۱۵

(۶) " " جلد ۴ صفحہ ۳۵۴

سنہ ۱۹۱۵ء
کلفن
بنام
کملا بابو ری لال دتا

تہی مقدمہ بکندرلال پال چودہری بنام محمد سامی بیان (۱) میں ہم صاحب چیف جسٹس نے قطعی راے ظاہر کی کہ اگرچہ عدالت جاری کنندہ ڈگری بوقت والیسی رانی کئے داد رسی منزید بشکل و اصلات بطریق والیسی دلا سکتی ہے مگر دعوی داد رسی مذکور ایک ایسا معاملہ نہین ہے جسکا تصفیہ حسب دفعہ ۲۴۴ عمل مین آنا لازم ہو اور اسلئے دعوی مذکور بذریعہ نالش علحدہ کے ہو سکتا ہے مقدمات رام روپ سنگہ بنام شیو غلام سنگہ (۲) و رام غلام بنام دوارکا رائے (۳) سے بہی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک نالش مثل نالش حال کے قابل پذیرائی ہے -

بجز اس کے کہ امر تصفیہ طلب نالش ہذا ایسا ہو جو صاف طور سے متعلق اجراے ڈگری یا مباقی یا الفاے ڈگری کے ہو نالش از روے دفعہ ۲۴۴ کے ممنوع نہین ہے ہماری دانست مین وہ اجرا یا مباقی یا الفاء اصل ڈگری سے حسب مراد دفعہ ۲۴۴ کے متعلق نہین ہے کیونکہ نالش مذکور مطلقاً اسوقت تک پیدا نہین ہوئی کہ جب تک ڈگری کا وجود باقی رہا دفعہ ۵۲۰ مین [illegible] عدالت اپیل [illegible] سے کوئی ذیق مستحق کسی فائدہ کا [illegible] واپسی یا دیگر نہج [illegible] حق دار [illegible] جاری کی جائیگی جسے وہ ڈگری صادر کی ہو جسکی [illegible] دیکہنا چاہیئے کہ یہ داد رسی جسکا اب وہ مدعی ہے با جراے ڈگری عدالت اپیل جسکی رو سے صرف ڈگری عدالت مرافعہ اولی منسوخ کیگئی تہی حاصل کر سکتا یا نہین تسلیم کرکے کہ منسوخی ڈگری سے یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ جنس ایسی بحالت جو واقعی از روے ڈگری منسوخ شدہ دلائی گئی تہی اور بہ پابند مقدمات محولہ عدالت جو ڈگری مسپینسل جاری کرے داد رسی کو جسکی اب استدعا کی گئی ہے بربناے اس اصول عام کے عطا کر سکتی تہی کہ فریقین کو جہانتک کہ ممکن ہو اوسی حالت مین کر دیا جاوے کہ جو اونکی پیشتر تہی ہماری یہ راے ہے کہ مدعی صرف دسی خاص طریقہ حصول داد رسی کا پابند تہا ڈگری عدالت اپیل مین یہ ہدایت نہ تہی کہ یہ خاص داد رسی عطا کیجائے اور نہ اسمین یہ ہدایت تہی کہ متعلق اس کے کوئی تحقیقات کی جاوے مدعی نے عدالت جاری کنندہ ڈگری سے اس داد رسی کی استدعا نہین کی اور یہ بحث کہ آیا وہ مستحق اوسکا تہا یا نہین یہ دشواری متعلق اجرا یا مباقی یا الفاے ڈگری مذکور کے متصور ہو سکتی ہے -

پس ہم خیال کرتے ہین کہ عدالتون نے صحیح طور پر یہ تجویز کی کہ نالش قابل پذیرائی ہے اور اپیل مع خرچہ کے ڈسمس ہونا چاہیے -

اپیل ڈسمس ہوا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۸۴ (۲) دیکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۲۲۷
(۳) ،، ،، الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۰

۱۵ فروری ۱۸۹۵ء

بلاجلاس مسٹر جسٹس شاستری صاحب و جسٹس امیر علی صاحب جسٹس

رام کنول سنگہ وغیرہ مدعیان بنام **رام کشور داس** و یک کس دیگر مدعا علیہما

رام کشور و یک کس دیگر مدعا علیہما بنام **رام کنول سنگہ وغیرہ** مدعیان منہ

دہرم شاستر بیوہ ـ ہندو لا ـ اختیار ہندو بیوہ کا دربارہ انتقال جائداد واسطے اغراض مذہبی و خیراتی کے ـ فائدہ روحانی بیوہ کا اور نہ اُس کے شوہر متوفی کا ـ نالش منسوخی انتقال جانب وارثان ما بعد ـ

ایک ہندو بیوہ نے جسنے جائداد اپنے شوہر متوفی ٹھاکر کی وراثتاً پائی تہی ایک دستاویز وقف بحق پوجاری یک ٹہاکر باڑی کے جو اُسکے شوہر متوفی کی ماں نے قائم کی تہی تحریر کی ـ ایک نالش مین جو وارثان مابعد شوہر مسماۃ نے بعد وفات بیوہ کے واسطے منسوخی انتقال کے دائر کی **تجویز ہوئی** کہ چونکہ وہ ٹہاکر باڑی بیوہ کی ساس یعنی ماں شوہر متوفی کی ماں نے کی اور چونکہ کُل جائداد کوئی انتظام واسطے اوسکے قائم رکہنے کے نہیں کیا تہا اور بیانی الزامی وقف واسطے فائدہ روحانی خود بیوہ کے اور نیز اُس کا بیٹا دے گئے تو شوہر متوفی کے کیا گیا اور چونکہ ایسا کیا انتقال عمل مین آیا شیر الماسبت تہی لہذا انتقال ... ہندو بیوہ کے ضرورت مین جو واسطے وہ ایک کار خیر تہا اور جائداد منتقل محض ایک جزو ادنیٰ قیمت کا تہی جو ... کو دیتا ... جائز تہا ـ

مقدمات کلکٹر ضلع بنام کوئیلی دنکٹا نراین آیا (۱) و لکشمی نارائن بنام داسو (۲) و پورن دیئی بنام جے نرائن (۳) و راما بنام رنگا (۴) کا حوالہ دیا گیا ـ

یہہ دو اپیل ایک نالش سے پیدا ہوئین جو رام کنول سنگہ وغیرہ مدعیان نے واسطے منسوخی انتقال بعض جائداد غیر منقولہ کے جس کو ایک ہندو بیوہ نے از روئے ایک وقف نامہ کے منتقل کیا تہا دائر کی تہی ـ مسمی بالگوبند پرشاد نرائن سنگہ ایک بیوہ مسماۃ دہنش کنور چہوڑ کر فوت ہوا جس نے از روئے ایک دستاویز وقف مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۷۵ء کے موضع احمد پور بنام کملداس پوجاری ایک ٹہاکر باڑی کے جو واسطے شوہر متوفی کی ماں نے قائم کیا تہا منتقل کیا بعد وفات کملداس کے رام کشور داس ایک اوسکے چیلا نے سارٹیفکیٹ وراثت حاصل کیا اور قبضہ جائداد مذکور لیا اور بیوہ ۱۸۸۶ء مین فوت ہوئی اور مدعیان نے بحیثیت وارثان

---

* اپیلہائے مندمولفہ مور صاحب جلد ۷ صفحہ ۵۰

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۴۴۴ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۸

(۳) " " " " " ۸ صفحہ ۵۵۱

۱۸۹۵ء رام کنول سنگھ بنام رام کشور اچارج

مابعد بابو کلدیپ نرائن سنگھ متوفی کے بنالش عدالت جج مجسٹریٹ پٹنہ مین داسطے منسوخی انتقال مابہ البحث کے اور نیز واسطے قبضہ کے اس بنا پر دائر کی کہ بیوہ کو کچھ اختیار انتقال جائداد کا بذریعہ وقف نامہ کے نہیں تھا جو ابھی بیان ہوئی کہ موضع مکسوبہ بیوہ کا تھا اور اگر وہ مکسوبہ نہین بھی تھا تو بیوہ کو اختیار کامل اوسکے منتقل کرنے کا تھا کیونکہ انتقال واسطے اغراض مذہبی اور کار ثواب کے کیا گیا تھا جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ جائداد مکسوبہ بیوہ نہ تھی اور انتقال جائز اور قابل پابندی ورثائے مابعد کے نہ تھا مگر حاکم موصوف نے مدعیان کے حق مین ڈگری صادر کرنے کے وقت بنگلہ یعنی ٹھاکر باڑی اور باغ جو اوسکے متعلق تھا اور مورتین اور نیز دنکے زیورات وغیرہ مدعی کے قبضہ سے خارج کیے کیونکہ یہ چیزین دستاویز زیر بحث کلدیپ نرائن سنگھ مورخہ ۹ جولائی ۱۸۸۵ء مین مندرج نہین۔

بناراضی اس ڈگری کے مدعیان اور مدعا علیہا دونون نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

یہ اپیل نمبر ۷ ام ۱۸۹۳ء بابو کرنا سندہ مکرجی و لچھمی نرائن سنگھ منجانب اپیلانٹان۔

بابو سالگرام سنگھ و بابو مہابیر سہائے منجانب ریسپانڈنٹان۔

یہ اپیل نمبر ۱۹۹ ام ۱۸۹۲ء بابو سالگرام سنگھ و بابو مہابیر سہائے منجانب اپیلانٹان۔

بابو کرنا سندہ مکرجی و بابو لکشمی نرائن سنگھ منجانب ریسپانڈنٹان۔

بابو کرنا سندہ مکرجی نے یہ بحث کی کہ بیوہ کو اختیار کامل انتقال جائداد کا جو اوسنے شوہر سے پایا تھا واسطے اغراض مذہبی خیراتی کے حاصل تھا اور تائید اس حجت کے حوالہ دیا منشر اور دے ترجمہ گولپ چندر سرکار صفحہ ۱۴ و شرح دہرم شاستر ہوگنند رناہہ سرستی طبع دوم صفحات ۲۴۴ و ۲۵۵ و مقدمات گنگا جیون بھتوجی بنام دیوشنکر کاشی رام (۱) دکیسو رپوانی بنام سیوک رام شیوشنکر (۲) و ککلکر اسلی پنا بنام کوپل و نیکٹ نرائن آپا (۳) و پورن دیمی بنام جے نرائن (۴) کا حوالہ دیا بیوہ کسی صورت کو اپنے شوہر کی جائداد بمضرت ورثائے مابعد کے وقف نہین کر سکتی دیکھو مقدمہ کارتک چندر چکرورتی بنام گور موہن رائے (۵) پس صرف اون صورتوں مین کہ جب ورثائے مابعد کا نقصان ہو ایسا انتقال جیسا کہ یہ ہے ناجائز ہے مقدمہ مین کوئی مضرت ثابت نہین کی گئی۔

(۱) کتاب بورسٹ ڈیل صاحب طبع ۱۸۶۷ء جلد ا صفحہ ۴۳۶

(۲) ،، ،، ،، ،، ،، ،، ا صفحہ ۴۴۸

(۳) اپیلانٹ سند مولفہ مور صاحب جلد ۸ صفحہ ۵۶

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۸۲

(۵) ویکلی رپورٹر سلسلہ ا صفحہ ۴۸

۱۹۰۵ء
سام کنول سنگھ
بنام
رام کشن سنگھ

بابو سالگرام سنگھ منجانب رسپانڈنٹان - بیوہ کو کچھہ اختیار انتقال اوس جائداد کا جو اوس نے اپنے شوہر سے پائی ہو واسطے
خاص اپنے فائدہ روحانی کے نہین ہے - یہ ضرور ہے کہ وہ واسطے فائدہ روحانی اوسکے شوہر کے ہو
دیکھو مقدمات لکشمی نراین بنام داسو (۱) راما بنام رنگا (۲) وکیل موصوف نے مقدمہ کارتک چندر
چکرورتی بنام گور موہن رائے (۳) پر استدلال کیا -

بابو کرونا سندہ مکرجی نے جواب دیا -

تجویز ہائیکورٹ (میکفرسن صاحب جسٹس امیر علی صاحب جسٹس)

حسب ذیل ہے -

یہہ دو اپیل جو ایک نالش سے پیدا ہوئے مدعیان نے اور مدعا علیہ نے دائر کئے ہین -

مدعیان نے ورثائے بالعد گلدیپ نراین سنگھ کے ہین جو بہت برس پیشتر ایک بیوہ دہنش کنور
چھوڑکر فوت ہوا اور اوسنے اوسکی جائداد وراثتاً پائی اور وہ ۱۸۹۶ء مین فوت ہوئی مدعا علیہ پوجاری ایک
مورت کا ہے جسکو دہنش کنور نے ۱۸۶۵ء مین موضع اجرپور خاص متدعویہ ہبہ کیا -

مدعیان نے بیان کیا کہ انتقال دائمی اوسکے شوہر کی جائداد کا واسطے ایسی غرض کے ناجائز ہے
جوابدہی یہہ ہوئی کہ موضع جائداد مکسوبہ بیوہ کا ہے اور یہ کہ اگر وہ مکسوبہ بہی نہوتا تو بہی انتقال جائز اور بہ
اثر ہوتا -

جج ماتحت نے یہہ تجویز کی کہ موضع ازان گلدیپ نراین تہا اور اوسکی بیوہ کو بطور وارثہ کے پہنچا
اور اوسکو کچھہ اختیار اوسکے انتقال کرنے کا واسطے دوام کے از روئے وقف اور ہبہ کرنے بحق مورت کے
نہ تہا چنانچہ حاکم موصوف نے ڈگری بحق مدعیان صادر کی اور صرف ایک جزو خفیف اراضی کا اوس ڈگری سے
خارج رکہا اور نسبت اوس جزو کے جو خارج رکہا گیا ہے عیان کا اپیل نمبر ۱۹ متعلق اپیل مدعا علیہ (نمبر ۲۲) مین نہین جو کی نسبت بکفیت پیش کیگئی
ہے جو عدالت ماتحت مین پیش ہوئے تہے اور یہ قرین سہولت ہوگا کہ اول اوسپر غور کیا جائے -

یہہ تجویز کہ موضع ازان گلدیپ نراین تہا اور یہ کہ وہ مکسوبہ بیوہ نامبردہ تہا بلا شبہ اون وجوہ سے
صحیح ہے جو جج ماتحت نے بیان کی ہین اور اوسکی نسبت ہمارے روبرو مشکل سے کوئی اعتراض کیا گیا ہے جس امر پر کہ اعتراض
کیا گیا ہے نسبت جواز انتقال کے ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۳۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۵۵۲
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۴۸

سنہ ۱۸۹۵ع
سام کنول سنگہ
بنام
رام کشور داس

بربنائے بعض اقوال مندرجہ شاستر کے یہ بحث کی گئی کہ بیوہ کو اختیار قطعی انتقال جائداد کا جو اوسنے اپنے شوہر سے وراثتاً پائی تہی واسطے اغراض مذہبی کے تہا اور بتائید اوس بحث کے دو مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے جنکی رپورٹ پورے ڈیل صاحب کی رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۹۴ و ۳۱۵ (۱) مین مندرج ہے یہ مقدمات بہت قدیم زمانہ کے ہین اور واقعات پورے طور سے رپورٹ نہین ہوئے ہین اور یہ ظاہر نہین ہوتا کہ جائداد منتقلہ بمقابلہ کل جائداد کے کسقدر تہی اور جہانتک کہ اون سے تائید اوس مباحثہ کی ہوتی ہو جو عام طور پر پیش کیا گیا وہ مقدمات مابعد سے جو اس بارہ مین ہین مطابق نہین ہین۔

بمقدمہ کلکٹر مسلی پٹم بنام کوبلی وینکٹا نرائن آپا (۲) حکام عالی مقام نے یہ فرمایا۔ "واسطے مذہبی یا خیراتی اغراض کے یا واسطے اون اغراض کے جنسے فائدہ روحانی اوسکے شوہر کا ہوتا خیال کیا گیا ہے بیوہ اوس سے زیادہ اختیار انتقال کا رکہتی ہے جو اوسکو محض دنیاوی اغراض کے لئے حاصل ہے" کسی مقدمہ مین تجویز اس حد تک نہین ہوئی ہے کہ اختیار انتقال واسطے اغراض ثواب یا مذہبی کے بلا قید ہے بمقدمہ لکشمن نرائن بنام داسو (۳) انتقال اس بنا پر جائز متصور ہوا تہا کہ وہ بہت چہوٹے سے قطعہ اراضی سے متعلق تہا اور وہ بغرض ایک ایسی مذہبی ضرورت کے کیا گیا تہا کہ جس سے درگذر نہین ہو سکتی تہی اور وہ واسطے فائدہ روحانی بیوہ کے نہ تہا بلکہ واسطے فائدہ اوسکے شوہر کے تہا بمقدمہ راما بنام رنگا (۴) یہ تجویز ہوئی تہی کہ کار ثواب از قسم ضرورت مذہبی ہونا چاہئے بجز اوسکے کہ اقل درجہ انتقال بلحاظ حالات خاندان کے واجبی ہو اور جائداد منتقلہ محض ایک جزو اوس جائداد کا تہا جو شوہر سے وراثتاً پہونچتی تہی بمقدمہ لوہرن ریٹی بنام بجے رائے (۵) قریب قریب یہی رائے قائم کیگئی تہی ــ

اس صورت مین وہ مورت جسکو اراضی دی گئی دہنیش کنور کے شوہر نے قائم نہین کی تہی بلکہ اس کی ماں نے شوہر نے اپنی حیات مین کسی انتظام کا کرنا واسطے قائم رکہنے مورت مذکور کے ضروری نہین خیال کیا اور یہ وقف بادی النظر مین زیادہ تر واسطے فائدہ روحانی خود بیوہ کے تہا نہ کہ اوسکے

(۱) طبع ۱۸۶۲ء صفحہ ۲۲۶ و ۲۴۸
(۲) ایلیہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۸ صفحہ ۵۵۰
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۸۸
(۴) ” ” ” جلد ۸ صفحہ ۵۵۲
(۵) ” ” الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۰۲

سنہ ۱۸۹۵ع
رام کنول سنگھ
بنام
ایم کشور داس

شوہر کے علاوہ برین جائداد منتقلہ نہایت قیمتی تھی اور مطابق اوس شہادت کے جو اسبارہ مین ہے ساری قریب ایک ثلث ترکہ کے تھی جو ورا ثتا پہونچا پس انتقال اس بنا پر کہ وہ بغرض رسومات مذہبی تھا یعنی واسطے فایدہ روحانی اوسکے شوہر کے یا یہ کہ وہ بنظر ثواب تھا اور جائداد منتقلہ کم قیمت اور محض ایک جزو قلیل اوس متروکہ کی تھی جو وراثتا پہونچا قائم نہین رہ سکتی پس ہماری دانست مین جج ماتحت نے یہ تجویز صحیح کی ہے کہ وہ بمقابلہ ورثائے مابعد کے جائز نہین قرار پا سکتا اور یہ کہ مدعا علیہ کا اپیل ساقط ہوتا ہے۔

لیکن جج ماتحت نے یہ غلطی کی کہ اراضی ڈگری شدہ سے مکان بنگلہ یعنی ٹھاکر باڑی اور باغ متعلقہ ٹھاکر باڑی اور اراضی جسکا عموماً ذکر بیشتر زربخشگی مین ہے جو کلدیپ نرائن نے ۴ جولائی ۱۸۵۸ع کو تحریر کیا تھا خارج کیا حاکم موصوف نے یہ امر اس بنا پر کیا کہ کلدیپ نرائن نے ان جائدادون کو ترکہ سے خارج کرکے نسبت اون کے کوئی حق ملکیت استعمال نہین کیا لیکن یہ نتیجہ صحیح طور پر مستنبط نہین ہو سکتا جو کچھ کہ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اوسنے ان چیزون کو اپنے خاص قبضہ مین رکھنا چاہا اور رکھا اور وجہ سے اوسنے اسکو مستثنیٰ کیا علاوہ دستاویز ۱۸۵۸ع کے جسکو مہیش کنور نے تحریر کیا یہ نہین بیان کیا گیا ہے کہ کوئی وقف یا انتقال جائداد اوس جائداد کا جو مستثنیٰ کی گئی تھی عمل مین آیا تھا اور اگر یہ دستاویز ساقط ہوتی ہے تو وہ بابت اون چیزون کے بھی قائم نہین رہ سکتی۔

نتیجہ یہ ہے کہ مدعا علیہ کا اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے اور مدعیان کا اپیل منظور ہوتا ہے ترمیم ڈگری کی بذریعہ خارج کرنے الفاظ بجز در باستثنائے مکان بنگلہ یعنی ٹھاکر باڑی و باغ متعلقہ ٹھاکر باڑی اور مورتون اور اون کے زیورات وغیرہ کے جو دستاویز زربخشگی کلدیپ نرائن مورخہ ۴ جولائی ۱۸۵۸ع مین بیان ہوئے ہین کیجاویگی مدعیان کو اونکے اپیل کا خرچہ دلایا جائیگا۔

اپیل نمبر ۱۹۹ منظور ہوا۔
اپیل نمبر ۲۱۷ ڈسمس ہوا۔

۵ دسمبر ۱۸۹۵ء

اختیار سماعت صیغہ بحری

باجلاس سیل صاحب جسٹس

بمعاملہ جہاز بادبانی انگریزی موسومہ فالس آف ایرک

جہاز موسومہ چوزن بنام جہاز فالس آف ایرک و دیگر مقدمات

عملدرآمد۔اختیار صیغہ بحری۔درخواست یکجا کئے جانے دعاوی بچاتے مال جہاز کے مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) قواعد آئین حسب الاسٹیٹیوٹ ۲۴ و ۲۵ جلوس ولیم چہارم باب ۵۱۔

برطبق درخواست معترض واسطے شامل کئے جانے تین دعاوی جداگانہ بچانے مال کے جو تین مختلف مستدعیان نے بابت مذماشدہ بچانے مال کے جو انہون نے کی تہین پیش کئے تہے۔

بتقلید زیادہ ترحال کے عملدرآمد انگلستان کے تجویز ہوئی کہ دعادی خلاف مرضی مستدعیان کے یکجا شامل ہونے چاہئیں بلکہ انکی سماعت یکے بعد دیگرے بہ تسلسل ہونی چاہئے لیکن شرط یہ ہے کہ صرف ایک خرچہ نامزدگان کو اوس حالت مین دلایا جائیگا کہ عدالت کو بوقت سماعت یہ واضح ہو کہ درخواست یکجا کرنے بہ اعتراض بلا وجہ کافی کیگیا ایسی صورت مین (چونکہ کوئی ضابطہ بابت ایسی درخواست کے جیسی کہ پیش کی گئی از روئے قواعد آئین کے جو از روئے اسٹیٹیوٹ ۲۴ و ۲۵ جلوس ولیم چہارم باب ۵۱ مرتب کئے گئے موجود نہین اور نیز کوئی ضابطہ واسطے یکجا کرنے کے مجموعہ ضابطہ مین ہے) عملدرآمد عدالت بحری انگلستان کی جہان تک کہ عملدرآمد مذکور اس ملک کے بذریعہ مشابہت متعلق ہو سکتا ہے تقلید ہونی چاہئے۔

اسمقدمہ مین ایک حکم اظہار وجہ بنام مستدعیان یعنی مالکان و ماسٹران و جماعت جہاز دخانی موسومہ چوزن مملوکہ پی اور کمپنی و اسٹیم تگ موسومہ دارن ہیسٹنگز و اسٹیم تگ زند لیوٹ جاری ہوا تہا کہ کیون نالشات جداگانہ جو انہون نے بابت اجرا بچانے مال کے بنام جہاز موسومہ فالس آف ایرک دائر کی تہین یکجا نہ کیجائین اور انکی سماعت ایک شامل عمل مین نہ آوے اور کیون پیروی نالشات مذکور کی جب وہ یکجا ہو جائین صرف ایک مقدمہ کے اٹرنیان کو منجانب مستدعیان سپرد نہ کیجائے۔

واقعات جہان تک وہ اہم ہین حسب ذیل تہے۔

۲۵ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کو مقام سینڈ ہیڈس جبکہ طوفان آیا تہا جہاز فالس آف ایرک نے جہاز چوزن سے مدد کی استدعا کی اور چوزن نے نہایت خطرہ برداشت کر کے فالس آف ایرک کو اپنے ساتھ باندہ لیا اور اسکو گہسیٹ کر اوس مقام تک لایا جہان ۲ افیدم پانی گرا تہا اور اسوقت رسی ٹوٹ گئی اور اسوقت

۱۸۸۱ء بمعاملہ فالس آف ایرک

جہاز چوزن سے نے جہاز فالس آف ایرک کے ناخدا اور جماعت جہازی کو اتار لیا اور اس بچانے کے کام کی بابت اونہون نے دعوی ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا کیا دوسری صبح کو جبکہ طوفان کم ہوگیا زرد لیوٹ کو یہ معلوم ہوا کہ فالس آف ایرک پر کوئی آدمی نہین ہے اور وہ اوسوقت اوس جہاز پر گئے اور اوسکو چھوڑ کر چلے آئے اسکی بابت اونہون نے دعوی چھہ ہزار پانسو روپیہ کا بابت بچانے کے کیا جہازداران ہیسٹنگز اوسی تاریخ ناخدا اور کپتان اور کچھہ جماعت فالس آف ایرک کو والیس پہونچا آیا اور جو اشیائے شکستہ تہین اونکو علیحدہ کردیا اور جہاز کو کلکتہ مین لایا اوسکی بابت تین ہزار کا دعوی بطور اجر بچانے کے کیا۔

مسٹر جیکسن و مسٹر اوکنیلی منجانب فالس آف ایرک۔

مسٹر فلپس و مسٹر ڈن منجانب چوزن۔

مسٹر سی پی ہل و مسٹر ٹی اے ایکارڈ مسٹر گریہم منجانب واران ہیسٹنگز۔

مسٹر پو منجانب زرد لیوٹ۔

مسٹر جیکسن تین دعاوی بابت اجر بچانے کے بلحاظ اوس کام کے جسکا کیا جانا منجانب جہازات متذکرہ بالا ظاہر کیا گیا ہے پیش کئے گئے ہین اور یہ دعاوی یکجا ہوکر ایک شامل سماعت ہونے چاہئے عملدرآمد یہ ہے کہ عدالت عموماً حکم اجتماع کا اوس حالت مین صادر کرتی ہے جبکہ اوسکی درخواست منجانب مدعاعلیہم (یا معترضان) کیجاوے اگر درخواست اجتماع منظور نہو تو عدالت کو صرف ایک ہی خرچہ دلانا چاہئے اور وہ خرچہ بحساب رسدی بلحاظ اوس اجر کے جو ہر مقدمہ مین دلایا گیا ہو تقسیم ہونا چاہئے یہ امر صاف طور پر مقدمہ جہاز سیلیومینی (۱) قرار دیا گیا تہا کہ اگر دعاوی بابت مختلف امداد کے جو ایک ہی جہاز کی کیگئی ہو دایر کئے جاوین تو دستور یہ ہے کہ اجازت اجتماع کی دیجاتی ہے اور اس نظیر کی تقلید کیٹ صاحب جسٹس نے بمقدمہ سیکاک بنام بیجناتہہ (۲) کی ہے اس امر سے خرچ بے انتہا ہوگا کہ ایک ہی شہادت چند بار لیجاوے ان دعاوی کی بابت اجتماع نالشات ہونا چاہئے اگر جملہ اشخاص ایک ہی سماعت کے وقت حاضر ہون تو علیحدہ علیحدہ خرچہ ہونا چاہئے لیکن حکم اس شرط کے ساتہہ صادر ہونا چاہئے کہ اگر عدالت کو ضرورت معلوم ہو تو خرچہ نامنظور کرے دیکھو مقدمہ لانگ فرڈ (۳)

(۱) لا رپورٹ ایڈ منسٹرلیس صاحبان جلد ۳ صفحہ ۲۹

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۵۸

(۳) لا رپورٹ پیرٹی ڈیویس صاحبان جلد ۱ صفحہ ۶۰

۱۸۶۳ء
معاملہ
نالش آف ایڈمرل

مسٹر فلپس منجانب چوزن ۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ چوزن بحیثیت نالش علحدہ دیگر دعویداران کی اسوجہ سے نقصان کا متحمل ہو کہ اوسکا دعوی اوروں کے دعوی کے ساتھہ ملحوظ کیا جائے اجتماع دعاوی کے لیئے یہ ضرور ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہوں اسصورت مین وہ ایسے نہیں ہین بلکہ بالکل جداگانہ ہین مین یہ نہین چاہتا کہ شہادت کا اعادہ کیا جائے شہادت مفید زر دیوٹ کا کارآمد چوزن کے ہونا قرین قیاس نہین ہے گو یہ ممکن ہے کہ چوزن کی شہادت زردیوٹ کے کارآمد ہو کوئی نالش مشترک بلکہ کوئی امر مشترک مابین چوزن اور دیگر دعویداران کے نہین ہے کوئی سند ایسی پیش نہین کی گئی کہ جسمین اس قسم کی صورت مین اجتماع کا حکم دیا گیا ہو برخلاف اسکے نظیر منجانب دیگر موجود ہے دیکہو مقدمہ چارلس ایڈ الف (۱) اسپل صاحب جسٹس ۔ زمانہ حال مین انگلستان مین یہ مسلمہ امر ہے اگر طرف ثانی کو عذر ہو حکم اجتماع کا عطا نہین کیا جاتا دیکہو کتاب ولیم و بروس صاحبان موسومہ ایڈمرلٹی پریکٹس صفحہ ۲۴۸ بمقدمہ جہاز جیکب اینڈ اسٹرہم (۲) وفیصلہ بمقدمہ جہاز میل بومبئی (۳) پر غور کیا گیا اور کلیتہً اوسکی تقلید اوس حاکم ذیعلم نے نہین کی جسنے دونون مقدمات کا فیصلہ کیا تہا اگر کل اشخاص ایک ہی لڑائی لڑتے ہون تو اجتماع ہو سکتا ہے لیکن اوس صورت مین جبکہ ہر شخص اپنے خاص فائدہ کے لیئے لڑتا ہو ۔ اسپل صاحب جسٹس ۔ اگر واقعی بحث یہ ہو کہ کسقدر ہمجانے کے اجر کے آپ مستحق ہین تو یہ مناسب ہوگا کہ یہ معاملہ ایک ہی بیٹھی مین طے ہو اور غرض کہ معاملہ مذکور (جیسے کہ ممکن ہے) دو مختلف اوقات مین دو مختلف حکام کے روبرو پیش ہوا میری دانست مین یہی دلیل سے یہ نتیجہ لازم نہین آتا یہ کہتا ہون کہ آیا عدالت کو یہ مناسب ہے کہ بذریعہ چوزن کے عمدہ شہادت ڈالے جو وارن ہیسٹنگز نے پیش کی وارن ہیسٹنگز سے وہ شہادت متعلق کرے جو چوزن نے پیش کی کیونکہ یہی نتیجہ اوس اجتماع کا ہوگا جسکی استدعا کی گئی ہے مجہکو کچہہ عذر صرف ایک ہی وقت پیش ہونے مین نہین ہے مگر شرط یہ ہے کہ واقعات جنپر ہر فریق کو استدلال ہے ایک بعد دوسرے کے پیش کیئے جا دین ۔

مسٹر ل منجانب وارن ہیسٹنگز ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اثنائے تقریر مین بتائید اس درخواست یہ فرض کیا گیا ہے کہ اجتماع کرانا ایک امر استحقاق ہے اور محض اوسکی استدعا کرنا کافی ہے ایسے مسئلہ کی تائید مین کوئی سند نہین ہے یہ استدعا کی گئی ہے کہ یہ نالشات مجتمع کیجا دین گو کیسا ہی فرق ان کام مین ہو جو کیا گیا ہے

(۱) رپورٹ سوابی صاحب صفحہ ۱۵۲
(۲) رپورٹ بیری و ڈیوسن صاحبان جلد ۲ صفحہ ۱۹
(۳) لا رپورٹ ایڈمرلٹی اینڈ ایکلسیاسٹیکل صاحبان جلد ۳ صفحہ ۱۲۹

سنہ ۱۸۹۲ء مقدمہ کالس آف اسٹیکس

گو کیسا ہی اختلاف اونحالات مین ہو جنمین کام کیا گیا تہا یا امر کافی نہین ہے کہ بعض واقعات مختلف دعویداران کے مشترک ہین بلکہ ضرور ہے کہ کل واقعات مجملاً ایک ہی ہون بلحاظ انصاف و سہولت کے یہ بہتر ہو کہ اجتماع نالشات نہ کیا جاوے علاوہ برین فریقین کو یہ استحقاق ہے کہ نالشات جداگانہ دائر کرین دیکہو مقدمہ جہاز چارلس ایڈ الف و دیگر مقدمات جنکا حوالہ پریچرڈ صاحب کے رسالہ موسومہ ایڈمرلٹی ڈائجیسٹ مین بصفحہ ۲۴۴ دیگیا ہے۔

مسٹر پو نے منجانب زر دیوٹ ہی نسبت اجتماع مختلف نالشات کے عذر کیا۔

مسٹر جیکسن نے جواب دیا۔ مقدمہ جہاز چارلس ایڈ الف (۱) و دیگر مقدمات مندرجہ ڈائجیسٹ پریچرڈ صاحب صفحہ ۲۴۴ پر بطور نظائر خلاف اس درخواست کے استدلال کیا گیا ہے مگر انمین سے ہر مقدمہ مین اجتماع کا حکم دیا گیا تہا کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ نہین دیگیا جسمین اجتماع سے انکار کیا گیا ہو بجز اسکے کہ عملاً وہی شرائط اون مقدمات مین ہی جنمین ایک دعویدار کے حقوق مخالف حقوق دیگر دعویداران کے تہے اجتماع نالشات عمل مین آیا کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ جہاز کالس آف ایرک مین جداگانہ درخواستون کے تشخیص و ملاحظہ وغیرہ کا تحمل ہو حکم اجتماع واقعی اکثیر اور زیادہ ترسختی کے ساتہ مقدمات میر بحری مین نسبت دیگر مقدمات کے دیا جاتا ہے دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہین ہے کیونکہ از روے کلیل ایڈمرلٹی کورٹس ایکٹ مصدرہ ۱۸۹۰ء دفعہ ۱۶ کے یہ صراحت قرار دیا گیا ہے کہ مجموعہ مذکور متعلق نہین ہے بجز اس صورت کے کہ احکام ایکٹ کے متعلق ہون یہ نالشات نہ بموجب مجموعہ مذکور بلکہ حسب قواعد صیغہ بحری کے دائر ہوئین میری یہ استدعا ہے کہ یہ قرار دیا جاوے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہین ہے۔

سیل صاحب جسٹس — یہ درخواست واسطے اس حکم کے ہے کہ یہ تین نالشات بابت اجرت بچانے کے مجتمع کیجاوین اور انکی سماعت یکجا عمل مین آوے۔

یہ درخواست منجانب اعتراض کنندگان کی گئی ہے اور ہر نالش مین منجانب مستدعیان اسکی نسبت اس بنا پر عذر کیا گیا ہے کہ دعاوی جداگانہ ایک ہی حالات پر نہین بلکہ مختلف حالات پر مبنی ہین اور باہم متناقض ہین اول یہ امر پیدا ہوتا ہے کہ آیا عدالت کو اختیار صادر کرنے اوس حکم کا ہے جسکی استدعا کی گئی ہے۔

اب یہ عدالت اختیارات صیغہ بحری و صیغہ نیابت بحری بطور عدالت کلنی بحری کے جسکا تقرر

---

(۱) رپورٹ سوائی صاحب صفحہ ۱۵۲

۱۸۹۴ء
بمعاملہ
فالس آف کلائیڈ

حسب احکام کلنیل کورٹس آف ایڈمرلٹی ایکٹ مصدرہ ۱۸۹۰ء (اسٹیٹیوٹ ۵۳ و ۵۴ سنہ جلوس وکٹوریا باب ۲۷) ہوا ہے عمل مین لاتی ہے دفعہ ۱۶ ضمن ۳ ایکٹ مذکور مین حکم ہے "اگر بوقت آغاز اس ایکٹ کے کسی مقبوضات برطانیہ مین قواعد عدالت حضور ملکہ معظمہ سے بموجب ایکٹ ہذا منظور ہو چکے ہون تو وہ قواعد جو بوقت آغاز مذکور حسب ایکٹ وائس ایڈمرلٹی کورٹ مصدرہ ۱۸۶۳ء نافذ ہون اور ہند مین وہ قواعد جو بوقت آغاز مذکور عدالت ہائے نیابت بحری یا عدالتہائے بحری ہند کے نافذ ہون جن مین وہ قواعد بھی شامل جو بلحاظ ان کارروائیات کے بنائے گئے ہون جو منجانب جہازہائے ملکہ معظمہ دائر کیگئی ہون جہانتک کہ وہ متعلق ہون وہی اثر عدالت کلنی یا عدالت ہائے بحری مقبوضات مذکور مین اور ہر عدالت نیابت بحری مین جو حسب ایکٹ ہذا مقرر کی گئی ہو رکہین گے جو قواعد عدالت کو بموجب اس ایکٹ کے حاصل ہے اور انکی تنسیخ اور ترمیم مطابق اوسکے عمل مین آسکتی ہے جہانتک کہ قواعد مذکور غیر متعلق ہون یا انکی توسیع نہ کی گئی ہو قواعد عدالت بابت استعمال اختیار [illegible] دیوانی عدالت کے وہی اثر رکہین گے جو ان قواعد کا ہوتا جو وہی عدالت واسطے استعمال اوس اختیار کے منضبط کرتی جو از روے ایکٹ ہذا دیگیا ہے"

چونکہ ہنوز کوئی قواعد عدالت ہذا نے حسب ایکٹ کلنیل کورٹس آف ایڈمرلٹی منضبط نہین کئے لہذا اس امر کا دریافت کرنا ضروری ہے کہ کن قواعد کے روسے اوس عدالت مین بصیغہ نیابت امیر بحری بوقت آغاز ایکٹ مذکور کے عملدرآمد ہوتا تہا نسبت اس امر کے تحقیقات بمعاملہ جہاز فنی اسکول فیلڈ (۱) کی گئی تہی اور نتیجہ اسکا صفحہ ۲۰۲ رپورٹ کے مندرج ہے "پس یہ ضرور ہے کہ مختلف ایکٹ اور قواعد جو اس بارہ مین اثر رکہتے ہین ملاحظہ کئے جائین ایکٹ ۲ و ۳ سنہ جلوس ولیم چہارم باب ۵۱ مین بادشاہ کو باجلاس کونسل اختیار منضبط کرنے قواعد کا بابت عملدرآمد عدالت ہائے نیابت بحری ممالک بیرون انگلستان کا دیا گیا ہے وہ قواعد کہ جنپر تائید درخواست حال استدلال کیا گیا ہے حسب ایکٹ مذکور جاری کئے گئے تہے اور بلاشبہہ وہ قابل پابندی اون احکام پر ہو گئے جو اسوقت اختیار نیابت امیر بحری جو اب اس عدالت کو حاصل ہے استعمال کرتے تہے اور مین یہ باور کرتا ہون کہ زمانہ سپریم کورٹ مین معمولی یہ دستور تہا کہ اختیار نیابت امیر بحری جو بذریعہ کمیشن کے عطا ہوا تہا جو وقتاً فوقتاً جاری ہوتے تہے اور نہ بموجب اختیار امیر بحری کے جو لندن سے فرمان شاہی عدالت کو عطا ہوا تہا عملدرآمد کیا جاتا ہے چنانچہ اس عدالت نے بہی اسی قسم کا طریقہ اختیار کیا تہا ایکٹ ۲۴ و ۲۵ سنہ جلوس وکٹوریا باب ۱۰ مین جسکی رو سے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۰۲

۱۸۹۴ء بمعاملہ السن آن اینگ

عدالتہائے ہائیکورٹ قائم ہوئین بعد حکم انتقال اختیارات سابق کے یہ حکم ہے (دفعہ ۱۱) منجملہ دیگر امور کے احکام کونسل جو سپریم کورٹ یا اس کے حکام سے متعلق تھے ہائیکورٹ اور اسکے حکام سے جہانتک کہ ایکٹ ہذا اور فرمان شاہی کے مطابق ہون اور تابع اختیارات وضع قانون جناب گورنر جنرل اجلاس کونسل کے متعلق ہونگے از روے فرمان شاہی اول کے ہائیکورٹ کو اختیار سیر بحری و نیابت سیر بحری جو اسوقت تک سپریم کورٹ یا اوسکے کسی جج کو حاصل تھا عطا کیے گئے از روے دفعہ ۳۲ فرمان شاہی دوم کے یہ اختیار قائم رکھا گیا اور دفعہ ۳۷ مین یہ حکم ہے کہ عدالت کو یہ اختیار ہوگا کہ از روے قواعد کے ضابطہ مقدمات دیوانی جن مین مقدمات اختیار سیر بحری و نیابت بحری داخل ہین مقرر کرے اور شرط یہ تھی کہ عدالت جہانتک کہ ممکن ہو مجموعہ ضابطہ دیوانی سے ہدایت حاصل کرے اوسوقت مین ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء جاری تھا گرچہ وہ ایکٹ بذات خود اسکے احکام کے ہائیکورٹ سے متعلق نہ تھا بموجب اس فقرہ کے عدالت نے ۴- اپریل ۱۸۶۶ء کو قواعد جاری کیے جن مین سے چند معاملات بحری سے متعلق ہین" بعد اسکے قواعد عدالت ہذا بر حسب فرمان شاہی دوم منضبط کیے گئے غور کر کے حاکم ذی علم نے یہ فرمایا "تاثیر قواعد مذکور کی مجھکو یہ معلوم ہوتی ہے کہ نفاذ قواعد پریوی کونسل کا عدالت ہذا مین بجز ان صورتون کے مسدود کیا گیا کہ جنمین قواعد مذکور بصراحت قائم رکھے گئے یعنی نالشات ان ریم مین جن مین کوئی حاضر نہو اور دیگر معاملات مین جنمے مجموعہ ضابطہ متعلق نہین ہو سکتا۔

خود مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کوئی احکام بابت اجتماع نالشات کے نہین ہین مگر یہ واضح ہوتا ہے کہ واسطے اجتماع ایسی نالشات کے جو بموجب مجموعہ کے دائر کی گئین درخواستین گذرین ایک مقدمہ مین جس مین فریقین نالشات جنکا اجتماع مطلوب تھا مختلف تھے اور منشاے بھی مختلف تھی عدالت نے حکم کے صادر کرنے سے انکار کیا دیکھو مقدمہ سرنید رو پرشاد دوبے بنام نندن مصر (۱) ایک اور مقدمہ مین جسمین فریقین نالش جن کا اجتماع مطلوب تھا ایک ہی تھے اور منشاء نالشات بھی ایک تھی اجتماع کی اجازت دی گئی (مقدمہ بیکاک بنام بیجناتھ (۲)) چار دیگر مقدمات کا حوالہ (ایک رپورٹ شدہ اور تین غیر رپورٹ شدہ) دیا گیا کہ اونمین درخواستین واسطے اجتماع نالشات کے گذری تھین مقدمہ رپورٹ شدہ نہال سنگھ بنام

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۶
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۵۸

سنہ ۱۸۹۴ع
بمعاملہ
فالس آف ایرلیکا

علی احمد (۱) میں کسی سند کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا اور عدالت نے برنبائے مصلحت کے عمل کیا دو مقدمات غیر رپورٹ شدہ میں واقعات سے ظاہر ایسا پایا جاتا ہے کہ احکام جو صادر ہوکر درحاصل برضائے طرفین صادر ہوئے گویا امر بصراحت نہیں کیا گیا باقی ایک مقدمہ میں اجتماع کی درخواست ہرگز نہ تھی۔

کوئی ضابطہ متعلق ایسے معاملہ کے بمدد قواعد و آئین کے جو مطابق اسٹیٹوٹ ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب ۵۱ منضبط کئے گئے نہیں پایا جاتا ان حالات میں صرف اس طریق پر عمل کیا جا سکتا ہے کہ عملدرآمد عدالت ہائے بحری انگلستان کے مطابق عملدرآمد کیا جائے۔

بلاشبہہ زمانہ سابق میں یہ دستور تھا کہ برطبق درخواست مدعا علیہم کے خلاف مرضی مدعیان کے جس پر یہ اجتماع نالشات کیا جاتا تھا اور نیز برطبق درخواست مدعیان کے خلاف مرضی مدعا علیہم کے ایسی کارروائی ہوتی تھی لیکن عملدرآمد مابعد یہ رہا ہے کہ حسب درخواست مدعا علیہم کے بلا رضامندی مدعیان جداگانہ کے یا حسب درخواست مدعیان کے اگر مدعا علیہ کو عذر ہو حکم اجتماع عطا نہیں کیا جاتا دیکھو کتاب ایڈمرلٹی پریکٹس مؤلفہ ولیمس و بروس صاحبان صفحہ ۲۸۔

نظائر متعلقہ عملدرآمد زمانہ قدیم مقدمات جہاز ولیم ہٹ (۲) اور جہاز میل بوین (۳) و نظائر متعلقہ عملدرآمد حال مقدمات جہاز جیکب لینڈ اسٹرام (۴) و جہاز لپتھیا (۵) بمقدمہ جہاز جیکب لینڈ اسٹرام لارڈ فلیمور صاحب نے بہ صفحہ ۱۹۲ رپورٹ کے یہ فرمایا کہ مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بمقدمہ جہاز میل بوین (۶) جس کو میں نے سنہ ۱۸۳۷ء میں فیصل کیا میں نے حکم اجتماع دو مقدمات کا ایسی صورت میں دیا تھا کہ حسب درخواست منجانب مدعیان کی گئی تھی اور مدعا علیہم نے انکار کیا تھا مگر زیادہ تر زمانہ حال کا عملدرآمد عدالت یہ رہا ہے کہ جب فریقین اسکی نسبت عذر کریں اور بیان کریں کہ انکے حقوق مختلف ہیں تو جبراً اجتماع نہیں کیا جاتا لیکن اگرچہ ان مقدمات میں جبراً اجتماع نہیں کیا گیا مگر یہ ہمیشہ قرار پایا کہ عدالت کو اختیار ہے کہ اس فریق کے ذمہ خرچہ ڈالے جس کو اجتماع سے انکار ہو۔

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۰ (۲) رپورٹ لشنگٹن صاحب صفحہ ۴۵

(۳) لا رپورٹ ایڈ النفس و ابس صاحبان جلد ۴ صفحہ ۱۲

(۴) لا رپورٹ پیری ڈ و لیسن صاحبان جلد ۴ صفحہ ۱۹۱

(۵) " " " " جلد ۵ صفحہ ۵

(۶) لا رپورٹ ایڈ النفس و ابس صاحبان جلد ۴ صفحہ ۱۲

بمعاملہ ... آف ایشرک

بمقدمہ جہاز لیپیتھیا (۱) مدعیان نے نسبت اجتماع کے عذر کیا اور کوئی حکم اجتماع کا صادر نہیں ہوا نالش کی سماعت عمل مین آئی اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فریقین علیحدہ علیحدہ حاضر ہوئے حاکم عدالت نے مالک ماسٹر اور جماعت جہاز پرنس آف ویلز کو ۵۰ پونڈ اور مالک اور ماسٹر اور جماعت جہاز ہاربع کو ۶۰۰ پونڈ دلوائے اور یہ حکم دیا کہ مدعا علیہم صرف ایک خرچہ ادا کرین اور وہ مابین مدعیان کے بلحاظ تعداد دلہائے انکے خرچہ کے تقسیم کیا جاوے اور یہ رائے ظاہر کی کہ حصہ رسدی انکے خرچہ کا دلانا بلحاظ مشخصہ خرچہ مدعیان کے جیسا کہ نالش قابل یعنی مقدمہ جہاز سیرا (۲) مین حکم ہوا تھا عملاً دقت طلب پایا گیا ۔

واضح ہو کہ چونکہ یہ عملدرآمد زمانہ حال مجریہ عدالت بحری انگلستان ہے لہذا میری دانست مین مجکو اسی طریقہ پر عمل کرنا چاہیے واقعات اور حالات جن پر مختلف نالشات مبنی ہین گو ایک ہی نہین ہین مگر میری دانست مین آپس مین تعلق قریب ہے لہذا بتقلید عملدرآمد انگلستان کے مین یہ حکم صادر کرونگا مختلف نالشات بطور پر درج فہرست کیجاوینگی کہ سماعت ایک کی بعد دوسرے کے بتسلسل عمل مین آوے اور متعلق اس امر کے مین یہ چاہتا ہون کہ یہ بخوبی مفہوم رہے کہ اگر وقت سماعت کے یہ معلوم ہو کہ درخواست اجتماع کی نسبت عذر بلا وجہ کافی کے کیا گیا تو مختلف مستدعیان مستوجب اسکے ہونگے کہ انکو صرف ایک ہی خرچہ بمقابلہ معترضان کے دلایا جاوے اس امر مین کوئی شبہ نہین ہے کہ گو سماعت جداگانہ ہو مگر تقلیل خرچہ کی بہت ہو سکتی ہے مثلاً مجکو کوئی وجہ اسکی نہین معلوم ہوتی ہے کہ معاملہ انکشاف صرف ایکہی بیان ملفی بابت سفینہ و دیرات منجانب معترضان نہو اور نہ اسکی کوئی وجہ ہے کہ ایکہی شہادت تین مرتبہ پیش کیجاوے ۔

مین کوئی حکم نسبت ان معاملات کے نہین دیتا لیکن مین چاہتا ہون کہ ان معاملات کی نسبت فریقین یہ تصور کرین کہ یہ قرین قیاس ہے کہ انکا اثر فیصلہ آخر متعلقہ خرچہ پر پہنچیگا ۔

فیصلہ نسبت خرچہ درخواست حال کے بالفعل ملتوی رہیگا ۔ نوٹ ۔ ایک مقدمہ حال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت بحری انگلستان نے اس عملدرآمد قدیم پر عود کیا ہے کہ اجتماع نالشات کا حکم جب کبھی کہ وہ قرین سہولت معلوم ہو بلا لحاظ رضامندی فریقین کے صادر کیا ہے (مقدمہ اسٹرٹ گیری (۵) ملاحظہ طلب) ۔

اٹرنیان منجانب خانس ایشرک ۔ مسٹر کاروتھرس ۔

اٹرنیان منجانب زولیپیٹ ۔ مسٹران سنڈرسن کمپنی ۔

اٹرنیان منجانب ولن ہیسٹنگز ۔ مسٹران مارگن و کمپنی ۔

اٹرنیان منجانب جونن ۔ مسٹر این واٹکنس ۔

---

(۱) لا رپورٹ بحری و ایکلیسیاسٹیکل جان جلد ۵ صفحہ ۔ (۳) ویکلی نوٹس ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۵ع صفحہ ۱۴۴

(۲) " " " جلد ۳ صفحہ ۱۴۴

پریوی کونسل

چہوٹے نراین سنگہ (مدعا علیہ) بنام رتن کنور (مدعیہ)

کڈور پتی نراین سنگہ وبکس دیگر (مدعا علیہا) بنام رتن کنور (مدعیہ)

(برطبق اپیل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ)

شہادت - قراین - تحریر وصیت نامہ -

موصی کے رشتہ داران نے وقوع تحریر وصیت نامہ سے انکار کیا اونہون نے خاص کر وصیت نامہ کی بابت اعتراض اس بنا پر کیا کہ موصی کا اوسکو تحریر کرنا ان حالات مین جو اسوقت موجود تہے اور موجودگی ان گواہان کے جنکا دستخط کرنا ظاہر کیا گیا تہا قرین قیاس نہ تہا نامبردگان نے یہ تسلیم کیا کہ اوسکا ارادہ ایسے وصیت نامہ کے تحریر کرنیکا تہا مگر یہہ حجت کی کہ اوس نے بہت عرصہ تک تحریر کو ملتوی رکہا اور بلا کرنے تحریر کے مرگیا -

اوس شہادت قوی اور قابل اطمینان پر غالب آنیکے لئے کہ جسپر بیان باضابطہ تحریر ہونے کا مبنی تہا یہہ ضروری ہوگا کہ خلاف قیاس ہونا معقول ہو اور صاف طور پر ثابت ہو لیکن حکام عدالت مقام کی رائے مین اسمین سے ایک بات بہی نہ تہی اور امر مذکور ایک ایسی رائے پر مبنی تہا کہ جسمین مبالغہ تہا جو نتائج کہ خلاف وصیت نامہ کے ظاہر کئے گئے تہے وہ ثابت نہین ہوئے اور بجانب دیگر شہادت بتائید اوسکے معقول تہی تجویز ہائیکورٹ کہ جسکی رو سے وصیت نامہ قایم رکہا گیا تہا بحال رہی -

اپیل بناراضی ڈگری ۲۷ نومبر ۱۸۹۱ء مشعر منسوخی ڈگری (۱۶ - فروری ۱۸۹۱ء) جج ضلع گیا رسپانڈنٹ نے ۷ - اپریل ۱۸۹۰ء کو عدالت ضلع گیا سے حسب ایکٹ پروبیٹ (ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۱ء) درخواست واسطے پروبیٹ وصیت نامہ مورخہ ۲۴ - مارچ ۱۸۹۰ء کے کی کہ جسکا اوس تاریخ کو اوسکے دادا ارن بہادر سنگہ راجہ ٹکاری کا تحریر کرنا ظاہر کیا گیا تہا جو اوس ماہ کی ۲۵ تاریخ کو فوت ہوا اور نے یہہ استدعا کی کہ اوسکو بحیثیت موصی لہ بقیہ

* اجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ شینڈ صاحب و سر آر کوچ صاحب -

ترکہ کے چٹہیات متضمن معہ وصیت نامہ منسلکہ عطا کیجاوین اور وصیت نامہ داخل کیا اور یہہ استدعا بہی کی کہ خاص اطلاعنامہ اپیلانٹان حال پر تعمیل کیا جاوے مالیت جایداد مذکور کی جو زیادہ موروثی بہی گیارہ لاکہہ قرار دی گئی۔

وصیت نامہ رسپانڈنٹ کے حق مین تہا جو راجہ کے پسر متبنی نراین سنگہ کی اکلوتی دختر تہی اور اوسکی رو سے وہ جایداد کی مالک قرار دی گئی تہی اپیلانٹان ہر دو مقدمات رشتہ داران طرفی راجہ کے بیان کئے گئے تہے نالش اول مین چہوٹے نراین سنگہ پسر نابالغ کنہیا دیال سنگہ کا تہا اور اوس نے اپنے آپکو ترجیح وراثت قریب ترین بیان کیا کرورتبی نراین اور کلابتی نراین نے اپنے آپکو وارثان بوجہ ہونے ہمیرگان برادر راجہ مرحوم کے ظاہر کیا ان مین سے ہرایک نے اپنی عذرداری داخل کی اور بعد اوس کے اپنی درخواست تہوڑے دن کے اندر داخل کی جس مین عطائے پروبیٹ کی نسبت اس بناپر اعتراض کیا کہ وصیت نامہ راجہ مرحوم نے تحریر نہین کیا تہا اور دستخط جعلی تہے۔

بموجب دفعات ۳۰، ۴۸ ایکٹ ۵ ۱۸۸۱ء کے سایلہ خواستگار پروبیٹ مدعیہ بنائی گئی اور عذرداران معترض عطائے پروبیٹ مدعاعلیہم بنائے گئے چہوٹے نراین نالش اول مین اور دیگر اشخاص نالش دوم مین۔ امر تنقیح طلب واقعی تحریر کرنے راجہ کے تہا گواہان حاشیہ لوکس منجملہ وس اور دیگر گواہون کا بہی اظہار لیا گیا بوقت سماعت یہہ تسلیم کیا گیا کہ کئی برس سے راجہ کا ارادہ ایک وصیت نامہ تحریر کرنے کا تہا کہ جسکے ذریعہ سے جایداد اوسکی پوتی کو ملے کہ جو از روئے دہرم شاستر وارثہ اوسکی نہ ہوگی اس اپیل مین بحث صرف یہہ تہی کہ آیا اوس نے اپنے مکان سے جانے کے قبل اوس ارادہ کو پورا کیا یا اس معاملہ مین اوس نے تاخیر کی جیسا کہ پہلے کرتا رہا تہا اور بلا اثر پذیر کرنے اوس ارادہ کے مرگیا۔

مسٹر آر بی تیلے کوئینس کونسل و مسٹر آر وی ڈاین منجانب اپیلانٹ اپیل اول مین حاضر ہوئے۔

مسٹر جے گریہم کوئینس کونسل و مسٹر جے ایچ اے برنس منجانب اپیلانٹان اپیل دوم مین حاضر ہوئے۔

سنہ ۱۸۹۴ جھنڈے سنگھ بنام رتن کنور

مسٹر ابی فلپ کونسل وسٹ بجے گرہم کوئنس کونسل کی تقریرات سنی گئیں۔

کونسل رسپانڈنٹان سر آر دیسپنر کوئنس کونسل وسرائے کلارک کوئنس کونسل و مسٹر جے ٹی او ڈرآف و مسٹر جی ڈبلیو ارا تھون کا جواب نہیں لیا گیا۔

بعد ازان ۸۔ دسمبر کو حکام عالی مقام کی تجویز لارڈ واٹسن صاحب نے صادر فرمائی۔

لارڈ واٹسن صاحب۔ ان اپیلوں میں ایک ہی بحث نسبت حق وراثت علاقجات وسیع و بہادر سنگھ راجہ مرحوم ٹیکاری ضلع گیا کے جو ۱۴۔ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء کو فوت ہوا پیدا ہوئی ہے راجہ مذکور کی رانی کئی سال قبل اوسکی وفات کے مرگئی تھی اور اوس کے جو صرف ایک لڑکا اوس شادی سے پیدا ہوا تھا وہ بھی ایک بیوہ اور ایک لڑکی چھوڑ کر کہ جو دونون اپیلون مین رسپانڈنٹ ہے مر گیا تھا۔

۱۰ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو یعنی دو روز بعد وفات اپنے دادا کے رسپانڈنٹ نے ایک درخواست جج ضلع گیا کے یہان اس بیان سے گذرانی کہ متوفی نے قبل اپنی وفات کے ۲۳۔ مارچ کو ایک وصیت نامہ اوس کے حق مین بابت اپنی کل جائداد ہائے منقولہ و غیر منقولہ کے تحریر کیا تھا اور دستاویز وصیت نامہ مظہرہ عنقریب حال عدالت گیا مین پیش کیا گیا۔

۲۰ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو رسپانڈنٹ نے ایک درخواست اوسی عدالت مین واسطے چھٹی پانے پروبیٹ وصیت نامہ مذکور کی گذرانی وصیت نامہ مین اپیلانٹان نے جو راجہ کے چچا زاد بھائی دور پشت کے فاصلہ سے تھے اعتراض کیا نامبردگان اس نزاع مین برابر وارثان اوس کے بحالت نہونے وصیت نامہ کے تسلیم کیے گئے ہین اور بنا اون کے اعتراض کی نسبت درخواست رسپانڈنٹ کی یہ تھی کہ بغرض رد دلیل کرنے اون کے استحقاق کے بابو مہا سنگھ و منشی سجیون لال و دیگر خاص ملازمان راجہ مرحوم فریبگار نے براہ بدنیتی ایک جعلی و مصنوعی دستاویز پیش کی ہے جس کے مضمون سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ وصیت نامہ راجہ رن بہادر سنگھ مرحوم مذکور الصدر کا ہے اور رتن کنور مذکورہ (یعنی رسپانڈنٹ) نے درخواست واسطے پروبیٹ وصیت نامہ مظہرہ کے دلائی ہے۔

واسطے تجویز مقدمہ کے دو امور تنقیح طلب قرار پائے امر دوم کہ صرف اوسی کی نسبت اپیلانٹ کے کونسل نے بحث کی بدین الفاظ ہے۔ "آیا وصیت نامہ مورخہ ۲۳۔ مارچ گذشتہ مظہرہ مہاراجہ ٹیکاری کے راجہ رن سنگھ بہادر مرحوم نے باضابطہ تحریر کیا تھا اور وہ اصلی ہے یا نہین"

۱۸۹۴ء
رانی نرین سنگھ
بنام
... ن کنور

اس تنقیح کا جواب جج ذیلعلم عدالت ضلع نے نفی مین دیا اور ہائی کورٹ مین اپیل ہونی پر تجویز حاکم موصوف کی بتہرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس نے منسوخ کی اس تنقیح سے جو صرف ایک بحث پیدا ہوئی اور جسپر عدالتین ماتحت نے آراے مختلف قایم کین وہ ایک امر واقعاتی ہے اور یہ تحریر کرنا بے موقع نہوگا کہ جج ضلع کو اس مقدمہ مین گواہان کے طرز دینے اظہار کے دیکھنے کا فایدہ حاصل نہین تہا جو کثر حاصل ہوا کرتا ہے کیونکہ بہت سی شہادت یا تو بذریعہ کمیشن یا روبرو ... حاکم موصوف کے لی گئی تہی۔

بعض واقعات اس مقدمہ مین ایسے ہین کہ جو بحیثیت متنازعہ مین اور اون مین سے بعض پر لحاظ کرنا بلحاظ تبدیل اسکے معاملات ... کی نسبت تجویز کیجاوے باعث سہولت ہوگا انمین سے جو واقعہ نہایت اہم ہے وہ جج ضلع نے اس طرح ... بیان کیا ہے اور اسمین کوئی شبہ نہین ہوسکتا کہ راجہ ران بہادر کا ارادہ ایک ... وصیت نامہ کے تحریر کرنیکا تہا کہ جیسا ظاہر کیا گیا ہے یہ تعمیل اوس ارادہ کے ... راجہ موصوف نے ۱۸۸۲ء مین ایک مسودہ وصیت نامہ کا تیار کرایا اور اوس کو ایک نامی کونسلی سے درست کرایا کہ جسکی رو سے اوس کے کل تعلقجات کی مالک اوسکی پوتی اور اوسکے اور اوس کے ورثا قرار دے گئے تہے اور چند مواضع کہ جن کا نام مسودہ مین درج نہین ہے پوتی کی مان کو واسطے پرورش کے دیگئے تہے اوسوقت رسپانڈنٹ نابالغ تہی اور یہ امر ہر دو جانب تسلیم ہے کہ راجہ موصوف نے اوس مسودہ کو ٹکاری مین اپنے مکان پر اپنے پاس رکہا اور مارچ ۱۸۹۰ء تک کہ جب رسپانڈنٹ بالغ ہوگئی اوسکو تحریر نہین کرایا رسپانڈنٹ اور اوسکا شوہر اور اوسکی مان راجہ کے ساتھ بطور ایک خاندان کے رہتے تہے۔

شروع مارچ ۱۸۹۰ء مین راجہ ٹکاری مین رہتا تہا وہان وہ ۲۳ مارچ تک رہا اور بعد اوس کے گیا کو روانہ ہوا اور اوسی مہینہ کی ۳۰ تاریخ کو وہ گیا سے کلکتہ کو گیا جہان دوسرے روز ساڑہے ۵ بجے رات کو مر گیا اوسکا رتبہ راجہ کا حقدار ہونا گورنمنٹ نے تہوڑے ہی عرصہ پیشتر تسلیم کیا تہا مگر عطاے خلعت یعنی رسم گدی نشینی ہنوز عمل مین نہین آئی تہی یہ نہین ظاہر ہوتا کہ کوئی ٹہیک تاریخ مقرر ہوئی تہی لیکن یہ تجویز کیا گیا تہا کہ ٹکاری مین دربار ہوگا اور راجہ موصوف اوس تقریب کا نہایت شوق سے منتظر تہا جب وہ آخر مرتبہ ٹکاری سے روانہ ہوا تو غرض اوسکی گیا جانے سے یہ ظاہر کیگئی تہی کہ اوسکی پوتی کے شوہر کا جو اوسکے ساتھ تہا علاج کرنا تہا اور کلکتہ کو وہ ظاہرا اس امید سے گیا تہا کہ وہان جاکر لفٹنٹ گورنر کو اس امر

چہوٹے صاحبان بنام ستن کنعد

پر امادہ کرے کہ وہ بذات خود دربار مین جو ہونے والا تہا بطور رئیس مجلس موجود ہون ظاہر ہے کہ وفات راجہ موصوف کی ناگہانی واقع ہوئی اور مکان سے چلنے کے وقت بلکہ ۲۱۔ مارچ کے سہ پہر تک اوسکو یہ شبہہ ہرگز نہین ہوا تہا کہ مین عنقریب مرنے والا ہون

نسبت تیاری و تحریر وصیت نامہ مظہرہ رسپانڈنٹ کے جو واقعات مقدمہ رسپانڈنٹ کی شہادت سے ظاہر ہوتے ہین وہ یہ ہین۔ ایک شخص محمد فخر الدین جو اوسوقت پٹنہ مین رہتا تہا ۷۔ مارچ سنہ ۱۸۹۰ع کو بتقریب ہولی راجہ موصوف کے بولانے سے ٹیکاری کو گیا اس امر سے انکار نہین کیا گیا ہے کہ یہ وہی وکیل تہا کہ جس سے راجہ نے سنہ ۱۸۸۵ع مین مسودہ جو کونسل کو دکہایا گیا تہا کرایا تہا بعد ہوجانے تقریب مذکور کے ۸۔ مارچ کے سہ پہر کو راجہ نے اوس سے مسودہ سنہ ۱۸۸۵ع درست شدہ کے اردو ترجمہ مین کچہہ ترمیم کرنے کے واسطے کہا چنانچہ اوسنے حسب ہدایت راجہ کے ترمیمات کین ان ترمیمات سے اصل مضمون دستاویز مین کچہہ فرق نہین آیا تہا ترمیمات مذکور خاص یہ تہین کہ عمر رسپانڈنٹ کی جو ۱۴ سال یا قریب اوس کے درج تہی وہ ۱۸۔ سال و ۶ ماہ کردی گئی اور تقرر وصی کا واسطے اہتمام جایداد کے تا وقتیکہ رسپانڈنٹ سن بلوغ کو پہونچ جاوے خارج کردیا گیا اور جو مواضع رسپانڈنٹ کی ماں کی پرورش کے لئے مقرر کئے گئے تہے اونکی تفصیل لکہدی گئی یہ مسودہ مرمہ راجہ نے اپنے پاس رکہا اور ۱۰ مارچ کو فخر الدین پٹنہ واپس گیا۔

دوسرے واقعہ متعلقہ وصیت نامہ کا روز شنبہ تاریخ ۲۲۔ مارچ کو ظہور مین آیا بیان کیا گیا ہے کہ جب دل نرائن مختار راجہ موصوف صاحب گنج سے جو گیا کے سواد مین ہے اپنے مالک سے ایک نالش کے تصفیہ کی بابت مشورہ کرنیکے لئے ٹیکاری آیا اوس روز راجہ نے اوسکو مسودہ مرمہ جو فخر الدین نے ۸۔ تاریخ کو تیار کیا تہا دیا اور اوسکی ایک صاف نقل تیار کرنے کو کہا دل نرائن نے اوسی رات کو وہ کام اپنا ختم کیا اور صبح کو مسودہ و نقل جو اوس نے تیار کی تہی شیش محل لے گیا جہان اوسکو راجہ بیٹہا ہوا معہ اپنے بہت سے ملازمون کے ملا نقل کا پہلے مقابلہ نہین ہوا تہا راجہ کی موجودگی اور سماعت مین دل نرائن نے اوسکو آواز سے پڑہا اور کالیچرن مسودہ سے مقابلہ کرتا گیا بعد اوس کے راجہ نے اوس دستاویز پر اپنی دستخط اور مہر کردی اور حسب کہنے راجہ کے دس اشخاص نے بشمول دل نرائن اور کالیچرن کے تصدیق اوسکی تکمیل کیکی سوائے کالیچرن کے جملہ گواہان تصدیق کرنیوالے راجہ کے ملازمت مین

۱۸۹۳ء
... سنگھ
بنام
... کنور

تھے وہ لوگ وصیت نامہ کی تکمیل کی گواہی کی غرض سے نہین بلائے گئے تھے بلکہ راجہ نے اونکو اون اشخاص مین سے جو وہان موجود تھے منتخب کیا تھا جب تحریر اور تکمیل وصیت نامہ کی ہوگئی تو راجہ اوس دستاویز کو لیکر زنانہ مین گیا اور اوسوقت اوس نے اوس کو رسپانڈنٹ کے حوالہ کیا اور اوس وقت اوسکو یہہ بھی سمجھا دیا کہ وہ اوسکی وفات پر اوس دستاویز کے ذریعہ سے راج کی مالک ہوجاویگی-

یہہ حال جو رسپانڈنٹ نے تاریخ ۸ و ۲۲ و ۲۳ - مارچ ۱۸۹۰ء کا بابت طیاری مسودہ و توسیع و تکمیل وصیت نامہ مظہرہ اپنے بیان کیا ہے اوسکی تائید شہادت کثیر و متفق سے ہوتی ہے شہادت لسانی پیش کردہ رسپانڈنٹ مین اظہار ہر شخص زندہ کا جو ان تین دنون مین وصیت نامہ کی تیاری یا تکمیل مین شریک ہوا تھا اور بہت سے دیگر گواہون کے اظہارات داخل ہین کہ جنہون نے حلفاً یہہ بیان کیا ہے کہ وہ موجود تھے - اور انمین سے کسی موقع یا مواقع پر جو کچھہ عمل مین آیا اور کہا گیا وہ انہون نے دیکھا اور سنا اپیلانٹ کی کونسل کی تقریر مین جو محنت کے ساتھہ کیگئی شہادت مذکور نہایت پورے طور پر پیش کیگئی اور اوسکی تصریح کیگئی اور حکام عالی مقام کو اوسکے خود جانچنے کے بعد یقین ہوا کہ اوسمین کوئی اختلافات یا دیگر ایسے امور ... ایسے ... اوسکی ... مین شبہ پیدا ہو نہین ہین اس شہادت کی نسبت یہہ تحریر ہو سکتا ہے کہ بعض گواہون کی شہادت بہ نسبت دیگر گواہان کی شہادت کے زیادہ تر اعتماد سے قبول کرنی چاہیے اور یہہ امر اتفاقیہ ایسی شہادت سے جو بلاشبہ سچی ہو متعلق ہو سکتا ہے لیکن اس امر پر غور مناسب کرنے کے بعد بھی حکام عالیمقام کے نزدیک کل شہادت پر نظر کرنے سے یہہ پایا جاتا ہے کہ وہ ہر امر اہم کی نسبت بلا کسی اختلاف کے ہے اور اس معنی مین بلا اختلاف ہے کہ اوس سے کچھہ شبہ نہین پیدا ہوتا کہ تمام گواہ ایک جھوٹا بنا ہوا قصہ کہہ رہے ہین-

اپیلانٹان نے کوئی شہادت تردیدی صریحاً متعلق واقعات ۸ و ۲۲ و ۲۳ - مارچ مظہرہ گواہان رسپانڈنٹ کے ہو پیش نہین کی ہے اون کا بیان جو نسبت تحریر وصیت نامہ کے ہے وہ مختصراً یہہ ہے کہ جب راجہ ۳۰ - مارچ کو کلکتہ گیا تب تک اوس نے کوئی وصیت نامہ تحریر نہین کیا اور اوسکا ارادہ مصمم یہہ تھا کہ جب تک رسم خلعت کی نہو جاوے تب تک وصیت نامہ تحریر نکیجیے اور جو وصیت نامہ اب ظاہر کیا گیا ہے وہ مہتا سنگہ اور

بھیون لال سے لئے کہ یہہ دونون راجہ کے ملازمان معتمدین سے تھے دیگر اشخاص کی مدد سے یکم اپریل کی صبح سے کہ جب راجہ کی وفات کی خبر ٹیکاری پاہونچی - ۳۰ - اپریل کی سہ پہر تک مین کہ جب یہ دستاویز مصنوعی عدالت مین پیش کی گئی طیار کیا -

ان حالات مین اپیلانٹان کے لئے یہ ظاہر اور ثابت کرنا قطعی ضروری ہوا کہ کل شہادت رسپانڈنٹ کی متعلق تکمیل وصیت نامہ متنازعہ کے شروع سے آخر تک بالکل جہوٹھہ ہے اپیلانٹان نے اپنی تقریر مین جو اس عدالت کے روبرو کی یہ بیان کیا کہ نسبت واقعات ۲۴ و ۲۳ - مارچ کے شہادت ایک مجموعہ حلف دروغی کا ہے مگر یہ الزام اونہون نے ۸ مارچ کے واقعات کی نسبت نہین لگایا اونہون نے اسقدر بیان کرنے پر قناعت کی کہ اونکو یہ تسلیم نہین تہا کہ یہہ واقعات فی الواقع ظہور مین آئے تہے حکام عالیمقام اس حجت کے صرف یہی معنی سمجھ سکتے ہین کہ وہ الزام حلف دروغی کا فخرالدین پر نہین لگاتے مگر یہ کہتے ہین کہ نامبردہ کا مسودہ ۸ مارچ ۱۸۸۵ء کو حسب ہدایت راجہ کے ترمیم کرنیکا حال کافی طور پر ثابت نہین ہے اس نتیجہ کو حکام عالیمقام منظور نہین کر سکتے اس امر سے کہین انکار نہین کیا گیا کہ مسودہ مین جو ترمیمات ہین وہ فخرالدین کے ہاتھہ کی ہین اور ان ترمیمات مین شہادت ضمنی اس تاریخ کی پائی جاتی ہے کہ جس تاریخ کے قریب وہ کیگئی تہین اور کوئی ذرہ بہی ثبوت ایسا نہین ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ فخرالدین کو بعد اسکے کہ وہ راجہ کے پاس شروع مارچ ۱۸۸۵ء مین کیا تہا اور کبہی کوئی موقع ان ترمیمات کے کرنیکا ملا ہو -

بفرض اسکے کہ فخرالدین نے فی الواقع ۸ - مارچ کو مسودہ کو ترمیم کیا جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے اپیلانٹان نے یہ تقریر کی کہ یہہ امر غیر اہم ہے کیونکہ راجہ کا اُسوقت یہ ارادہ تہا کہ وہ تا وقتیکہ دربار واسطے اوسکی گدی نشینی کے نہو جاوے کوئی وصیتنامہ تحریر نکرے اور اس ارادہ کو اوس نے کبہی نہین چہوڑا اگر یہ ثابت ہو کہ راجہ کا وہ ارادہ تہا جو اسطرح پر اوسکی نسبت بیان کیا گیا ہے اور اُس نے اُسپر عمل کیا تو ترمیم مسودہ کی بیشک غیر اہم ہوگی اور اگر یہ ثابت نہو تو اس امر سے کہ ترمیمات کیگئین اور ان ترمیمات کے طرز سے حکام عالیمقام کے نزدیک یہ ظاہر ہوگا کہ راجہ کے ذہن مین یہہ بات تہی کہ اوسکا وصیت نامہ جلد تحریر کیا جاوے کیونکہ اوسکی پوتی بالغ ہوگئی تہی -

درحالیکہ صریح شہادت زبانی تائید مقدمہ اپیلانٹان نہین ہے کونسل اپیلانٹان نے

اعتراض اپیلانٹان کا نسبت وصیت نامہ کے اور نسبت اُس شہادت کے جو اوسکی تائید
مین ہے بتین وجوہ پر مبنی کیا اول وجہ یہ ہے کہ یہ امر نہایت خلاف قیاس ہی کہ راجہ نے
اپنا وصیت نامہ اپنے ملازمان اور ماتحتون کی موجودگی مین اور گواہی اونکی تحریر کیا ہو یہہ
بحث شد و مد کے ساتھہ کیگئی کہ یہ مشہور ہی (کیونکہ کوئی شہادت اسبارہ مین نہین ہی)
کہ کوئی ہندو شریف آدمی اس راجہ کے رتبہ کا بجز اسکے کہ محض ضرورت کیوجہ سے
مجبور ہو مثلاً اندیشہ فوراً فوت ہونیکا ہو ہرگز اپنا وصیت نامہ آخری لکھنے کا خیال بہی
بلا بلانے روسائے ضلع کے نکریگا دوسری وجہ یہ ہے کہ بعد اُس تاریخ کے کہ جب
وصیت نامہ مظہرہ کا تحریر کیا جانا بیان کیا جاتا ہے راجہ نے اپنے دوستون اور ملاقاتیون
سے جو گفتگو کی اُسکے طرز سے یہہ ظاہر ہوتا تہا کہ اوس نے ہنوز کوئی وصیت نہین کی
تہی اور تیسری وجہ یہ ہے کہ راجہ نے سمجھہ بوجھکر تحریر کرنا اپنے وصیتنامہ کا تا وقتیکہ رسم
خلعت کی نہ ہو جاوے ملتوی رکہا تہا۔

کوئی امر ایسا نہین پایا جاتا کہ جس سے وجوہ دوم و سوم کا وجوہ قایم کرنا ہو بجز اوس
صورت کے کہ وہ اُس شہادت سے واجب طور پر اخذ ہو سکین جو دونون جانب سے
نسبت اس امر کے پیش کی گئی ہو کہ اپنے وصیت نامہ کی بابت راجہ نے اوس زمانہ مین کیا کہا یا
بلا کے رہنے دیا کہ جو مابین تکمیل مظہرہ وصیت نامہ کے جو ۲۴ مارچ کی صبح کو ہوئی اور
اوسکی وفات کے جو ۱۴ مارچ کی شام کو ہوئی گذرا حکام عالیمقام اُس شہادت کا جانچنا
ضروری سمجھتے ہین جسمین اپیلانٹان کے کونسل نے اختلاف ہونا تسلیم کیا ہی ہر دو فریق اپیل
ہذا اس امر پر متفق ہین کہ راجہ کا ارادہ قبل اپنی وفات کے ایک وصیت نامہ بالفاظ دستاویز مظہرہ
تحریر کرنیکا تہا کہ جس سے اوسکے ورثا نتابت سے خارج رہین اور اوسکے کل علاقہ کی مالک
رسپانڈنٹ اور اوسکی مان ہو جاوے ایک جانب تو یہ ظاہر ہے کہ اوس دستاویز کی تاریخ کے
بعد کے ایسے بیانات راجہ کے جبنسے اُسکا یہ یقین کرنا ظاہر ہوتا ہے کہ اوس نے ہنوز اپنے
ورثا شاستری کو وراثت سے خارج نہین کیا تہا اور نہ اوسکا ارادہ ایسا کرنیکا قبل ہونے دربار کے
تہا کہ جبکا وہ اسقدر فکر کے ساتہہ منتظر تہا اُس نتیجہ کے بہت ہی خلاف پڑینگے کہ دستاویز باضابطہ
تحریر ہو چکی تہی بجانب دیگر یہ بہی بخوبی ظاہر ہے کہ اوسی زمانہ کے راجہ کے ایسے بیانات سے
جو اس اقرار کی حد تک پہونچتے ہون کہ اوس نے دستاویز تحریر کر دی تہی اور اوسکو بطور ایک کل

اور [illegible] کے حوالہ رسپانڈنٹ کے کر دیا تھا [illegible] رسپانڈنٹ کی شہادت زبانی کی ہوگی جو [illegible]

[illegible] اپیلانٹان حلف [illegible]

رسپانڈنٹ کی جانب سے پانچ گواہ ہین جنکی اظہارات اس بارہ مین حکام عالیمقام کے نزدیک بہت [illegible] پائی جاتی ہے [illegible] صاحب سٹنٹ سپرنٹنڈنٹ [illegible] سرکار بمقام [illegible] جبکہ ۲۴ مارچ کو راجہ نے [illegible] اپنے [illegible] کچھ [illegible] پہلے راجہ [illegible] پیشی میں بلایا تھا (۲) ہرکو سنگھ زمیندار [illegible] راجہ [illegible] بمقام [illegible] کی تھی (۳) نند لال جسکی آمدنی خاص اونکی زمینداری سے [illegible] سال ہے اور [illegible] ایک لکھ روپیہ کے تجارت مین لگا ہے جو [illegible] ۲۸ [illegible] مارچ کو ملا تھا (۴) [illegible] لال سنگھ [illegible] ایک [illegible] ایک علاقہ کا [illegible] جس نے [illegible] ۲۴ مارچ کو [illegible] [illegible] گفتگو کی تھی [illegible] عدالت [illegible] کہا جس سے راجہ [illegible] سے یہ بیان کیا [illegible] وصیت نامہ تحریر کر دیا تھا [illegible] پہلے چار [illegible] پر یہ بیان [illegible] اور [illegible] لئے رسپانڈنٹ کے حوالہ کر دیا تھا۔ ۲۴ مارچ کو راجہ نے [illegible] ۲۴ مارچ کو راجہ نے [illegible] وصیت نامہ پر دستخط [illegible] عبدالحسن [illegible] بیان [illegible] بعد کہ [illegible] تحریر ہو گیا تھا [illegible] کے اوسپر دستخط کرا لئے تھا"

حکام عالیمقام [illegible] معلوم ہوتا کہ کوئی [illegible] اظہارات مین ہے اور [illegible] اپیلانٹان [illegible] ظاہر کی گئی اگر یہ اظہارات صحیح مین تو [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ راجہ نے بیانات اس مضمون کے [illegible] روانہ ہونیکے پیشتر وصیت نامہ رسپانڈنٹ کے حق مین باضابطہ تحریر کر دیا تھا اور [illegible] دیدیا تھا [illegible] گواہان اشخاص با قدرت اور معزز ہین [illegible] راجہ سے [illegible] کچھ سروکار نہین ہے اور اس نزاع کے نتیجہ سے کچھ تعلق نہین ہے اور حکام عالیمقام کی رائے مین جب تک کہ بالکل صاف اور معقول ثبوت [illegible] اپیلانٹان نے [illegible] لگا دیا ہے کہ بعد وفات

راجہ کے اونہون نے بغرض قایم کرنے ایک وصیت نامہ کے کہ جسکو وہ جانتے تہے کہ راجہ کے ملازمون نے جعلی بنایا تہا دیدہ ودانستہ حلفاً جہوٹا بیان کرنا منظور کیا جایز نہین ہوسکتا ۔

رسپانڈنٹ کی جانب سے نسبت اسی امر کے اور چند گواہان کا اظہار کرایا گیا جن مین ڈاکٹر جان مارٹین کوتس ایک بڑے درست متوفی کے ہین یہہ بہی صرف ایک گواہ رسپانڈنٹ کا ایسا ہے کہ جسکی یہہ حیثیت اعلی ہے کہ اوسکو اپیلانٹان نے جملہ شہادت سے بالاتر تسلیم کیا ہے ڈاکٹر موصوف راجہ کے پاس ۱۰-مارچ کو دو دفعہ آیا تہا ۱۱ بجے صبح کو اور پہر ۵ بجے شام کو ان مین سے ایک دفعہ بہی راجہ نے اپنے وصیت نامہ کا ذکر نہین کیا جب وہ اول مرتبہ آیا تو مریض کو اوسکی طبیعت بہت ہی خراب تہی مگر ظاہرا بات کرنا چاہتا تہا اوسکی بیماری کی بابت جو اوس نے سوالات کئے گئے ان کا اوس نے جواب دیا اور اول اپنے کنبہ کا ذکر کیا اور نیز ایسے ڈاکٹر کے ذاتی باتون کا جنسے وہ محبت کرتا تہا اور اوسوقت گواہ بیان کرتا ہے کہ یہہ دیکہکر کہ اوسکو بولنے مین بہت دقت ہوتی ہے اور کمزوری آگئی ہے مین نے اوسکو زیادہ بات کرنے سے منع کیا دوسری مرتبہ جب وہ گیا تو مریض سست تہا جلد گہٹتا جاتا تہا اور خاموش تہا وہ مریض اوٹہہ بیٹہا اور ڈاکٹر کو اپنا ملاحظہ کرنے اور اپنے پہیپہڑون کی آواز سننے دی بلحاظ اوس اتحاد کے جو ڈاکٹر مین اور متوفی مین تہا یہہ نہایت مناسب تہا کہ رسپانڈنٹ ڈاکٹر کوتس کا اظہار کرادے اس ڈاکٹر کی شہادت سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اول مرتبہ جب وہ گیا تب راجہ کو تکمیل وصیت نامہ کے ذکر کرنیکا موقع نہین ملا اور دوسرے مرتبہ اوسکا جسم اس قابل نہین رہا تہا کہ ذکر کرے اس سے حکام عالیمقام کی راے مین ذرہ بہی تائید اوس نتیجہ کی نہین ہوتی جو اپیلانٹان نے ظاہر کیا ہے یعنی یہہ کہ راجہ اون موقعون پر جو دیگر گواہان نے بیان کئے ہین اسبارہ مین بحث نہین کرسکتا تہا جبکہ وہ ایسا کرنیکے قابل تہا اور اوسکو موقع ایسا کرنیکا تہا نسبت بقیہ گواہان کے جو اسبارہ مین ہین اپیلانٹان نے اپنے سوالات جرح مین کسیقدر بنیاد واسطے ظاہر کرنے اس امر کے قایم کی کہ جو الفاظ راجہ نے اونکے ساتہہ استعمال کئے وہ مبہم تہے اور اونسے یہ ظاہر ہوتا سمجہا جاسکتا تہا کہ یا تو راجہ نے ایک وصیتنامہ تحریر کردیا تہا یا ایک وصیت نامہ اسقدر مرتب کردیا تہا کہ وہ تحریر کے لئے تیار تہا

۱۸۹۶ء
چھوٹے نراین سنگھ
بنام
رتن کنور

اب اپیلانٹان کی شہادت کی طرف توجہ کی جاتی ہے جن گواہون پر اون کو استدلال ہے وہ چھہ اشخاص ہین (اول) فرنیک ہنٹر بیرڈ صاحب کلکٹر گیا (دوم) محمد وزیر علیخان جو ایک شخص ڈاکٹری پیشہ گیا کا ہے (سوم) ڈاکٹر بینو د کرشن بوس اسسٹنٹ سرجن گیا (چہارم) دیپ نراین سنگھ زمیندار و کاشتکار ضلع گیا (پنجم) دسرتھہ سنگھ پیشہ ایضاً اور (ششم) بدری نراین سنگھ زمیندار و کاشتکار ضلع پٹنہ۔

مسٹر بیرڈ ظاہر اٹہیکاری ۲۳ مارچ کو بوجہ اپنے عہدہ کے گئے تھے جب وہ وہان پہونچے تو متوفی سے ملاقات ہوئی جسکے پاس وہ اوس روز تہوڑی دیر کے لئے گئے۔ یہ آخر مرتبہ تہا کہ جب اونہون نے راجہ کو دیکھا وہ اپنا اتحاد راجہ سے نہین ظاہر کرنے اور اون کو یہ نہین یاد ہے کہ کس کس بارہ مین گفتگو ہوئی تہی لیکن جہان تک کہ اون کو یقین ہے راجہ کے وصیت نامہ کی بابت ذکر نہین آیا تہا محمد وزیر علیخان نے راجہ کو جب تک کہ وہ گیا مین رہا تین دفعہ بوجہ اپنے پیشہ کے دیکھا اور اُن مین سے ایک دفعہ بھی راجہ نے اپنے وصیت کا ذکر نہین کیا ڈاکٹر بینود کرشن بوس راجہ کے پاس بوجہ اپنے پیشہ کے بمقام گیا پانچ یا چہہ دفعہ گئے لیکن وصیت نامہ کا ذکر نہین آیا۔ دیپ نراین سنگہ راجہ کے پاس بمقام گیا ۵ مارچ کو گئے اوسوقت بابت وصیت نامہ کے کچھ گفتگو نہین ہوئی اور دسرتھہ سنگھ ۲۵ اور ۳۰ تاریخ کو راجہ کے پاس گئے لیکن وصیت نامہ کی بابت کوئی بات نہین سنی۔

حکام عالی مقام کو اسمین شبہ کرنیکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ان گواہوں نے جو بیانات کئے وہ صحیح ہاون لیکن بفرض اُن کے صحیح ہونے کے یہ نتیجہ اُن سے جایز طور پر نہین نکلتا کہ جو بیانات رسپانڈنٹ کے گواہون نے کئے ہین وہ جہوٹے ہاین۔ حکام عالیمقام یہ نہین فرض کرسکتے کہ راجہ نے اپنے ہر دوست یا ملاقاتی کے ساتھ گفتگو کرنے مین کہ جو اوس کو ملا اپنے وصیت نامہ کے بارہ مین خواہ مخواہ ذکر کیا ہو اور نہ یہ کہ یہ ممکن نہین ہوسکتا کہ جو الفاظ اوس سے رسپانڈنٹ کے گواہان نے ظاہر کئے ہین وہ اوس نے کہی ہون کیونکہ اوس نے ڈاکٹر کوٹ سے یا گواہان مطلوبہ اپیلانٹان سے اوس بارہ مین ذکر نہین کیا۔

یہ تقریرات اپیلانٹ کے گواہ بدری نراین سنگھ کی شہادت سے کہ جو خاص کر تذکرہ کے لایق ہے متعلق نہین ہین۔ نامبردہ نے یہ اظہار دیا ہے کہ ۲۴ مارچ کو وہ مقام گیا پہنچے

سنہ ۱۸۹۵ء
چھوٹے نرائن سنگھ
بنام
رتن کنور

راجہ کی ملاقات کو گیا اور اوس سے بات چیت ہوئی وصیت نامہ کا کچہ ذکر نہین آیا اور راجہ نے یہ کہا اگر میری پوتی لڑکا ہوتی تو میرا دل خوش ہوتا لعنت ہے اس راج پر۔ بعد میرے میرے قرابت مند گدی پر بیٹہین گے یہ ایک عجیب قسم کا بیان ہے اگر یہ صحیح ہو تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ راجہ نے رسپانڈنٹ کے حق مین وصیت نامہ نہ کرنیکا ارادہ کر لیا تہا اور یہ رائے پختہ قایم کر لی تہی کہ اپنے ورثائے متاہلین کو اپنا راج پہونچنے دے یہ امر بالکل برعکس اوس بیان کے ہے جو اسپلانٹان نے عدالت ہذا مین اور نیز عدالتین ماتحت مین کیا ہے اور جو یہ ہے کہ راجہ مرحوم تا روز وفات اپنے راجہ مرحوم کا پورا ارادہ اپنے علاقجات کو رسپانڈنٹ کے پاس بذریعہ وصیت نامہ کے منتقل کرنیکا رہا اور اوس نے جان بوجہ کر تکمیل وصیت نامہ مین جب تک کہ اوس کو باضابطہ درجہ راجہ کا نہ ملجا دے تاخیر کی اور اوس کی دیکایک اور ناگہانی وفات کی وجہ سے اوس کا ارادہ پورا نہ ہونے پایا۔

اس حالت شہادت مین حکام عالی مقام اس امر کے یقین کرنے سے باز نہین رہ سکتے کہ ۲۲ مارچ کی صبح کے بعد کسی موقعہ پر راجہ نے ایسے بیانات کئے جن کی صاف شہادت اس کی پائی جاتی ہے کہ وہ یہ یقین کرتا تہا کہ اس نے وصیت نامہ متنازعہ باضابطہ تحریر کر دیا تہا۔ اور اس امر کی کہ اوس نے اوس کو بطور ایک دستاویز مکمل کے اپنی پوتی کے حوالہ کر دیا تہا۔ حکام عالی مقام کی رائے مین وجہ دوم متذکرہ اسپلانٹان فی الواقع بے بنیاد ہے

وجہ سوم کی تائید مین بہی کہ جس مین یہ فرض کیا گیا ہے کہ راجہ کا یہ ارادہ مصمم تہا کہ وہ قبل خلعت کے وصیت نامہ تحریر نہ کریگا۔ حکام عالی مقام کے نزدیک کوئی شہادت پائی نہیر جاتی اسپلانٹان کی شہادت مین ایک ہی فقرہ متعلق اس کے نہین ہے منجملہ گواہان رسپانڈنٹ کے سات گواہ اون بیانات کی تصدیق کرتے ہین جو راجہ نے ۲۲ مارچ کی صبح کو اور بعد اوس کے کئے اور اس امر کی تصدیق کرتے ہین کہ راجہ کا ارادہ خلعت کی تقریب مین کیا کرنیکا تہا۔ ان مین سے گواہ وصیت نامہ کے ہین اور اون کا بیان یہ ہے کہ بعد اس کے کہ راجہ مرحوم نے وصیت نامہ پر دستخط اور مہر کردی اور راوسپر گواہی بشکل موجودہ ہوگی راجہ نے اوس کو زنانہ مین لیجانے سے پہلے یہ کہا کہ خلعت کے وقت

چھیدی نرائن سنگھ بنام رتن کنور

جب عہدہ داران جمع ہون گے تب وہ اون سے بھی اس پر گواہی کرادیگا باقی گواہ ان مین سے وقت تحریر وصیت نامہ کے موجود نہ تھے لیکن اُن مین سے چار گواہون سے راجہ نے عملاً وہی بیان نسبت ایک وصیت نامہ تحریر یا تکمیل شدہ کے کہ جو اوس نے بطور ایک دستاویز مکمل کے اپنی پوتی کے حوالہ کیا تہا بغرض مضبوطی حق جانشینی کے کیا اور جو ایک گواہ باقی رہا اوسکا اظہار یہ ہے کہ راجہ نے یہ کہا مجھکو بڑی خواہش اس بات کی ہے کہ اوس جلسہ مین لفٹنٹ گورنر سے اور دیگر عہدہ داران سے وصیت نامہ پر جو مین نے اپنی بہو اور پوتی کے حق مین تحریر کیا ہے دستخط کراؤن" یہی کل شہادت اسبارہ مین تمام مسل مین پائی جاتی ہے اور بموجب کسی تعبیر معقول یا صحیح کے یہ نتیجہ اوس سے نکالنا محض ناممکن ہے کہ راجہ کا گو ارادہ وصیت نامہ تحریر کرنے کا تہا مگر اوس نے ہنوز تحریر نہین کیا تہا۔ اور دربارہ ہو جانے تک اوس کی تحریر ملتوی رکھنا چاہتا تہا۔

پس کل تقریر جو حکام عالیمقام کے روبرو اپیلانٹان کی طرف سے کی گئی اون کے خلاف قیاس ہونے کے بیان پر منحصر رہتی ہے کہ جس بیان کو جج ضلع نے قبول کیا تہا اور ہائیکورٹ نے نامنظور کیا۔ قطع نظر اوس بیان کے اور اوس اثر کے جو اوس کو دینا چاہیے مقدمہ رسپانڈنٹ کا حکام عالی مقام کے نزدیک صاف اور کافی طور پر ثابت پایا جاتا ہے اس امر مین کلام نہین ہے کہ راجہ مرحوم کا ارادہ مصمم ایک وصیت نامہ ٹھیک اوسی عبارت سے تحریر کرنے کا تہا جو دستاویز مظہرہ کی ہے۔ شہادت کثیر اور بلا اختلاف بہ ثبوت اس کے موجود ہے کہ مسودہ وصیت نامہ کا طیار کیا گیا اوس کی نقل صاف کیگئی اور اوس نقل پر موصی نے دستخط اور مہر کی اور اوس پر گواہان حاشیہ نے گواہی کی اور شہادت بلا اختلاف اور بلا تردید اس امر کی موجود ہے کہ جب یہ کام ہو چکے۔ تو موصی نے فوراً اوس دستاویز کو بطور ایک دستاویز جائز اور جائز طور پر تکمیل شدہ کی حوالہ اپنے موصی لہ کے کیا اور اوس کی شہادت یہی ہے کہ اوس نے بعد ازان ان جملہ افعال کے کئے جانے کا اقرار کیا۔

اب خلاف قیاس ہونے کے بیان پر غور کرنا باقی ہے اور اول جو امر حکام عالی مقام تحریر کرین گے وہ یہ ہے کہ بمقابلہ ایسی شہادت کے کہ جو رسپانڈنٹ نے اس مقدمہ

۱۸۹۵ء
راجہ مان سنگھ
بنام
رانی گھمن کنور

مین پیش کی ہے غالب آنے کے لیئے خلاف قیاس ہونا صاف اور معقول ہونا چاہئیے یہ ضروری ہے کہ خلاف قیاس ہونا بہت ہی قریب غیر ممکن ہونے کے پہونچ جاوے اگر اوس سے بالکل غیر ممکن ہونا قایم نہ ہوتا ہو اپیلانٹان کی طرف سے جو دلیل ہر عدالت کے سامنے پیش کیگئی ہے اور جس کا منظور ہونا عدالت مرافعہ اولی مین پایا جاتا ہے اوس کو اثر پذیر کرنا مساوی اس تجویز کے ہوگا کہ وصیت نامہ کسی شخص ہندو کا جس پر گواہی خود اوس کے ملازمان اور متوسلین نے کی ہو ناجایز قرار پانا چاہئیے بجز اس کے کہ یہ ثابت ہو کہ موصی اوس وقت پر جو اوس کی تکمیل کے لیئے مقرر تہا۔ ایسے حالات مین ہوگیا۔ کہ زیادہ تر اعلی رتبہ کے اشخاص کی گواہی نہین کراسکتا تہا یہ ایک ایسی بات ہے جو اس قدر قریب بیہودہ ہونے کے ہے کہ وہ عقل مین نہین آسکتی ایسی صورتین ہو سکتی ہین۔ کہ جن مین گواہی صرف ملازمون کی اس امر پر غور کرنے مین کہ آیا وصیت نامہ جایز طور پر تحریر پایا ہے اہم خیالی کی جاتی ہے مثلاً ایسی صورتین کہ جن مین وجہ معقول واسطے اس شبہ کے ہو کہ وصیت نامہ موصی نے برضا و رغبت خود نہین کیا۔ بلکہ اوس کے گہر کے اشخاص کے دباؤ ناجایز سے حاصل کیا گیا ہے یہ مقدمہ حکام عالی مقام کی راے مین اس قسم کا نہین ہے حکام ممدوح کی راے مین یہہ خیال کرنا کسی طرح پر خلاف عقل اور خلاف قیاس نہین ہے کہ راجہ مرحوم نے ایک وصیت نامہ بگواہی اپنے ملازمون کے اس غرض سے تحریر کیا کہ اوس کی پوتی اوس کی جانشین ہو اور اوس وقت اوسکا یہ ارادہ بہی تہا کہ بڑے بڑے عہدہ دارون سے بہی جو دربار مین موجود ہون وصیت نامہ پر تصدیق کراوے اور بعد اوس کے اون انتظامات کی عام طور پر شہرت کرے کہ جو بابت پہونچنے اپنے راج کے کرچکا تہا۔

بہین وجوہ حکام عالی مقام کو اوس نتیجہ کے قبول کرنے مین جو عدالت ہائیکورٹ نے نکالا ہے اور جج ضلع سے اختلاف کرنے مین کہ جسکا اون کے نزدیک ایک راے مبالغہ آمیز برنسبت خلاف قیاس ہونے مقدمہ رسپانڈنٹ کے عمل کرنا پایا جاتا ہے کچہ تامل نہین ہے حکام ممدوح بجز جناب ملکہ معظمہ کو دونون اپیل مین تجویز ہائیکورٹ کے بحال رکہنے کی صلاح دینگے۔ اپیلانٹان ان اپیلون کا خرچہ برداشت

کرین :-

اپیل ڈسمس ہوا

سالیسٹران منجانب چہوٹے نراین سنگھ اپیلانٹ مسٹران ٹی ایل ولسن وکمپنی

سالیسٹر منجانب کرا وریتی نراین سنگھ وکلاپتی نراین سنگھ اپیلانٹان مسٹر جے ایف واٹکنس -

سالیسٹر منجانب رسپانڈنٹ مسٹر ایس جی اسٹیولس -

پریوی کونسل ۱۸۹۴ء ۷ نومبر و ۵ دسمبر

رام رنجن چکرتبی (مدعی) بنام رام نراین سنگھ وغیرہ (مدعا علیہم)

(اپیل ہے یکجائی بنا راضی فیصلہ ہائی کورٹ کلکتہ)

شہادت - قابل متعلق ہونا شہادت کا - قیاس جو واقعات دوامی ہونے قبضہ اسامی سے پیدا ہو - قبضہ مدت دراز کا بہ لگان واحد -

ایک زمیندار نے دعوی حق ملکیت اور قبضہ مواضع کا جو اوس کی زمینداری کی حدود کے اندر تھے اسامیون پر کیا - جو خود اور اون کے پیشروان باعتبار استحقاق قبل بندوبست دہ سالہ سے جو ملک بنگال مین ہوا تھا - اراضی پر قابض چلے آتے تھے اور یکسان لگان زمیندار کو ادا کیا جاتا تھا مدعا علیہ اول نے یہ بیان کیا کہ اوس کے مورث کو ایک گھاٹوال نے جو اوس وقت اراضی واقع زمینداری پر قابض تھا حقیت مقرری عطا کی تھی اور دیگر مدعا علیہم نے استحقاق بحیثیت درمقرری داران مدعا علیہ اول کے ظاہر کیا جزو شہادت مدعا علیہم مین تجاویز تھین جن مین ایک سنہ ۱۸۱۱ء کی اور ایک سنہ ۱۸۲۴ء کی تھی کہ جن مین پیشروان زمیندار فریق نہ تھے یہ تجاویز گھاٹوال مذکور کے جانشین کی نالشات مین صادر ہوئی تھین جن مین مدعا علیہم کے مورثون نے اس بنا پر جوابدہی کی تھی کہ اُن کی حقیت مقرری چلی آتی تھی تجویز ہوئی - کہ یہ تجاویز بطور شہادت قبضہ سابق مدت دراز بادائے لگان کے اور بطور شہادت استحقاق کے کہ جس پر مدعا علیہم اب استدلال کرتے ہین قبول کی جاسکتی ہین کیونکہ وہ

بحضور اجلاس لارڈ ہابس بری صاحب و لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہاؤس صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب

و سر آر کوچ صاحب -

۱۸۹۴ء
راجہ رگھبن سنگہ بنام رام نراین سنگہ

استحقاق بہت مدت پیشتر علانیہ ظاہر کیا گیا تھا بشمول دیگر شہادت کے ان تجاویز سے قبضہ مدعا علیہم کا بہ لگان واحد جو زمیندار کو ادا کیا جاتا ہے ثابت ہوتا ہے اور اس امر پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حقیت مذکور از قسم دوامی اب تک چلی آتی ہے۔

اپیل ہائے بنا بر اصفی ڈگری ۹۔فروری ۱۸۹۱ء ہائیکورٹ جس کی رو سے بمطابق اپیل ۔۔۔ ایک ڈگری ۱۹ دسمبر ۱۸۸۶ء عدالت ڈپٹی کمشنر گنات سنتہال بحال رہی گئی تہی۔ کہ جس کے ذریعہ سے ایک ڈگری ۱۰ اگست ۱۸۸۶ء سب ڈویژنل افیسر جمتارا کی بحال رہی تہی

یہ اپیل دو نالشات سے پیدا ہوئے۔ جو ۴ دسمبر ۱۸۸۲ء کو راجہ ہتیم پور واقع پرگنہ ۔۔۔ حال نے دائر کی تعیین جس نے دعوی قبضہ سات مواضع معروف بہ تعلقہ سیتاندی ۔۔۔ کمبوجی بوجہ معدومی حقیت مقرری منظورہ مدعا علیہ اول سے کیا تہا کہ جس کی ۔۔۔ مدعا علیہم نے جنہوں نے اپنے حقوق درمقرری بہ ماتحتی مدعا علیہ اول کے ۔۔۔ کیئے تائید کی بہ حقوق بحق اون کے کارروائی بندوبست ۱۸۷۲ء جو ۔۔۔ سنتہال نمبر ۳ ۱۸۷۲ء کے عمل مین آئی تہی تسلیم کیئے گئے تہے۔

استحقاق متدعویہ اپیلانٹ یہ تہا کہ وہ اور اوس کا پیشرو باعتبار استحقاق مواضع متنازعہ پر بحیثیت زمینداران قابض چلے آتے تہے اور اون مواضع کو اجارہ دیتے رہے اجارہ آخر ۱۸۷۷ء مین ختم ہوا اور اجارہ اول ڈگمبر سنگہ کے نام ۱۸۰۲ء مین دیا گیا تہا اور وقتاً فوقتاً اوسکی تجدید ہوتی رہی۔

ان دو نالشات مین سے نالش اول راد نراین سنگہ اور اتنی بہاری سرکار پر بشمول ۲۴ دیگر اشخاص سرکار کے سات موضعون مین سے ۶ کی بابت دائر ہوئی تہی یہ جملہ مواضع تعلقہ کردیا کے ۱۷ مواضع مین سے تہے جو سابق مین راجہ ناگور کا تہا اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ راجہ مذکور نے اوس تعلقہ کو ۱۸۱۱ء مین مدعیکے دادا کے ہاتھ فروخت کردیا تہا نالش دوم بابت ساتوین موضع و مدعی کے اوسی مدعا علیہ اول پر بشمول قابض موضع مذکور محمد بسکم کے دائر کی گئی تہی جس نے درمقرری بہ ماتحتی رام نراین کے ظاہر کی جسکو جملہ مواضع کے مقرری دار ہونیکا دعوی تہا۔ دیگر مدعا علیہم کو یہ دعوی تھا کہ وہ بماتحتی نابردہ کے قابض تہے رام نراین کے استحقاق پر جیسا کہ عدالت اپیل ماتحت مین تسلیم کیا گیا جملہ دیگر اشخاص کا استحقاق منحصر تہا۔

رام نراین کا جواب یہ تہا کہ اوس کے پردادا بندہو سنگہ نے حقیت شکمی کسرائی ان مواضع مین لگان

۱۸۹۳ء
رام رنجن چلی
بنام
رام نراین

مقررہ بکہیر سنگہ سے حاصل کی تہی جو گہاٹ وال تعلقہ کردیا کا تہا اور جس نے ۱۸۱۰ء مین پٹہ
پانچ مواضع کا بندہوسنگہ کو بہ لگان صمہ سکہ اور ۱۸۱۸ء مین دو اور مواضع کا باضافہ لگان بتعداد
صہ سکہ دیا اور اوسوقت سے یہ مواضع اس طرح بقبضہ اوس کے موزثان اور خود اوس کے چلے
آتے ہین دیگر مدعا علیہم کا جواب یہ تہا کہ بندہوسنگہ نے اون کے موزثان کو پٹہ جات مقرری
دیئے تھے۔ بکہیر سنگہ کی اولاد مین یہ اشخاص تہے اوسکا ایک پسر ڈگمبر سنگہ تہا جسکا پسر ہردین سنگہ
پدر درگاپرشاد سنگہ کا تہا۔ کہ جسکا پسر کالی پرشاد سنگہ وقت سماعت اس نالش کے زندہ تہا
او فریق نالش نہین کیا گیا تہا بجانب دیگر بندہوسنگہ مذکورہ بالا کا ایک پسر جگموہن سنگہ تہا۔
جس کے پسر کا نام بہی کالی پرشاد تہا اور یہ کالی پرشاد باپ رام نراین سنگہ کا تہا۔
اس اپیل مین بحث یہ ہے کہ آیا یہ بنائے شہادت کے جو قانوناً ناقابل منظوری ہو
یہ نتیجہ صحیح طور پر نکالا گیا تہا۔ کہ رام نراین بطور مقرری دار وارث ہوا تہا وقت سماعت نالش
کے نامبردہ کو تجویزات نالشات جن مین سے ایک ۱۸۱۱ء مین اور دوسری ۱۸۴۳ء مین فیصل
ہوئی تہی شہادت مین پیش کرنے کی اجازت دی گئی نالش اول مین ڈگمبر سنگہ مدعی بحیثیت
گہاٹ وال اور جگموہن سنگہ مدعا علیہ بحیثیت اسامی کے تہی اور جگموہن سنگہ نے اپنے
قبضہ کی تائید اس بنا پر کی تہی کہ وہ قابض سات مواضع کا بطور موروثی و مقرری اسامی کر
تہا پچہلی نالش ۱۸۴۳ء مین ڈگمبر نے دعوی اضافہ لگان ان سات مواضع کا کالی پرشاد
سنگہ پدر رام نراین مدعا علیہ حال پر کیا اور وہ ناکامیاب ہوا۔
۶ ستمبر ۱۸۷۵ء کو مہتمم بندوبست پرگنات سنتہال نے ایک حکم صادر کیا جس مین
رام نراین مقرری دار اور دیگر مدعا علیہم در مقرری داران تسلیم کیئے گئے نالشات حال
جب اول مرتبہ سب ڈویژن مین سماعت ہوئین تب اُن مین حسب آئین سنتہال نمبر ۲
۱۸۷۲ء دفعہ ۲۵ کے تمادی عارض تجویز ہوئی۔ کیونکہ وہ اوس تاریخ سے جوابہی بیان
کی گئی۔ ٹہیک میعاد کے اندر دایر نہین ہوتین تہین۔ مگر ان نالشات کو ڈپٹی کمشنر نے
بر بنا سے روئداد سماعت ہونے کے لئے واپس بہیجا اور ایک اور سب ڈویژنل افسر نے
جو پہلے سب ڈویژنل افسر کا جانشین ہوا تہا اون کو سماعت کیا اور بعد تحقیقات قرار
واقعی کے یہ تجویز کی کہ بکہیر سنگہ نے ۱۸۴۸ء لغایت ۱۸۷۷ء مین کہ اوسوقت وہ گہاٹ وال تعلقہ
کردیا کا تہا پٹہ مقرری بندہوسنگہ کو بہ لگان مذکورہ بالا دیا تہا ڈپٹی کمشنر کے یہان اپیل ہوا نتیجہ

۱۸۹۵ء مسماۃ منرو کنور بنام مہم نراین سنگہ

جس مین منجملہ دیگر وجوہ کے یہ وجہ پیش کی گئی تہی کہ تجاویز متذکرہ بالا شہادت مین (۱) غلط طور پر منظور ہوئی ہین- اس شہادت کا صرف طور پر لیا جانا تجویز ہوا۔ حاکم ضلع نے تجویز اول کی نسبت یہ تجویز کیا کہ وہ اس امر کی کہ ڈگمبر ۱۸۵۷ء مین علانیہ دعوی گہاٹوال ہونے کا کرتا تہا اور جسمین ایک حقیت دوامی ظاہر کرتا تہا سب سے عمدہ شہادت تہی جو مل سکتی تہی اور یہہ تحریر کیا کہ یہ مدعی نالش مذکورہ کی جانب سے ایک استحقاق مخالف استحقاق زمیندار کے ظاہر کرتا تہا- کہ جس کو زمیندار اگر ڈگمبر صرف ایک اجارہ دار واسطے چند سال کے ہوتا- تو درگزر نہ کرتا- یہ واقعہ بند وبست استمراری کے تہوڑے ہی عرصہ بعد ہوا تہا نالش ۱۸۶۳ء سے بہی اسی قسم کے نتایج نکلے جس شخص کو اب مدعی حال اجارہ دار کہتا ہے وہ اوسوقت علانیہ اپنے تئین گہاٹوال ظاہر کرتا تہا اور اگر یہہ غیر صحیح ہوتا تو غالبًا اوس کے نام ایسی پٹہ جات کی تجدید کرنا مطابق اوس رائے کے جو اس تجویز مین قایم کیگئی ہے بند ہو جاتا-

بر طبق اپیل ہائیکورٹ نارس صاحب و بورلی صاحب جسٹسان کی ڈویژن بنچ پر یہ تجویز ہوئی کہ ایک ہی لگان پر قبضہ علی الاتصال عرصہ دراز تک ہونے سے یہ صحیح طور پر قیاس کیا جا سکتا تہا- کہ وہ اسی حقیت مقرری عطا کی گئی تہی- مقدمات دکہنا موہن رائے بنام کریم اللہ (۱) اور ندی کر تئین بوس بنام ستارنی داسی (۲) مین ایسا قیاس کیا گیا تہا نسبت قابل مقبولی ہونے تجویزات کے جن کی نسبت اعتراض کیا گیا تہا عدالت نے یہ تحریر کیا کہ عدالت اپیل ماتحت نے اون کو صرف بطور شہادت اس امر کے منظور کیا تہا- کہ مابین فریقین تجاویز مذکور اون تواریخ پر کہ جن کے وہ متعلق تہین نزاع تہی فی الواقع اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کہ اون تواریخ پر گہاٹوال مظہرہ مقرری دار مظہر ہو پر بابت مواضع متنازعہ کے نالشی تہا اور اون نالشات مین فریقین نے وہی حقوق ظاہر کئے تہے جو اس نالشین ظاہر کئے اسقدر کام نے تجاویز سابق کو گو زمیندار اون مین فریق نہ تہا قابل منظوری قرار دیا- عدالت نے اپیلانٹ کا ایک اور حجت کا بہی تذکرہ کیا- کہ بموجب تعبیر آئین ۲۹ سنہ ۱۸۱۴ء و ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۵۹ء کے بغرض اس امر کے بہی کہ گمبہیر سنگہ گہاٹوال تہا- اوس کو کوئی اختیار دوامی حقیت نشکمی کے عطا کرنیکا نہ تہا اس امر کی نسبت عدالت نے امسال دو مقدمات کو ملاحظہ کیا جو ہائیکورٹ نے سنہ ۱۸۶۶ء مین فیصل کی تہی

(۱) ویکلی رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۴۳ – (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۴ و ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۳۸۲ –

۱۸۹۴ء
رام بہن چکربتی
بنام
رام نراین سنگھ

اور جن مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ بر بنیاد رسم مین گہاٹ والون کو ایسے حالات مین جو نہایت مشابہ حالات مقدمہ حال کے ہتے اپنی اراضیات سے اجزا دوسرون کو دوام کے لئے عطا کر کا اختیار حاصل تہا لیس اپیل ساقط ہوا حکام نے یہبھی تحریر کیا کہ چونکہ مدعا علیہم غالبا ایک مدت سے زیادہ عرصہ سے قابض چلے آئے ہتے لہذا ایسا نہ ہو سکے اوس مقدمہ سے جو مدعیکی طرف سے ثابت کیا گیا اون کو بیدخل نہین ہونے دینا چاہئے ممکن ہے کہ صحیح ہو بلکہ اس سے انکار نہین کیا گیا کہ مدعی زمیندار علاقہ کا تہا لیکن قبل اس کے کہ وہ مدعا علیہم کو اپنی مرضی سے بیدخل کرے جبکہ مدعا علیہم مدت دراز سے قابض تہے تو اوس کو علاوہ اس کے کہ وہ زمیندار تہا کچہ اور بھی ثابت کرنے پر مجبور کرنا چاہئے۔ مدعا علیہم نے یہ دعوی کیا کہ وہ مدعیکی خریداری سنہ ۱۸۶۸ء سے قبل بمالکی ایک شخص کے جس کا اوس تاریخ پر قابض ہونا تسلیم کیا گیا۔ قابض تہے بجانب دیگر مدعی نے جو کچہ ظاہر کیا اور اوس کے ثابت کرنے کا قصد تک نہین کیا وہ اس قدر تہا۔ کہ قابض درمیانی محض اجارہ دار تہا اور اوس حیثیت سے وہ قایم کرنے ایک دوامی حقیت مشکمی کا مجاز نہ تہا۔ اپیل ڈسمس کئے گئے۔

اپیل ہذا مین۔

مسٹر آر وی ڈاین نے منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی کہ مدعا علیہم کے حقوق نسبت حقیت ہائے دوامی کے ثابت کرنے کے لئے جو شہادت تہی وہ بمقابلہ اوس مقدمہ بادی النظری کے جو مدعیکی طرف سے بحیثیت زمیندار ثابت کیا گیا ناکافی تہی اور تجاویز جو مدعا علیہم کی طرف سے بطور شہادت استعمال کی گئین ناقابل منظوری تہین۔ مدعی کی حیثیت زمینداری سے انکار نہین کیا گیا اور بار ثبوت بالکل اوپر مدعا علیہم کے تہا بہ بنا نظیر پرلاد سین بنام درگا پرشاد تیواری (۱) کے یہ عرض کیا گیا کہ زمیندار کو بادی النظر مین استحقاق اپنی زمینداری کے کل مواضع مین وصول نکاسی تمام کا حاصل تہا اور مدعا علیہم کو جو استحقاق حقیت ہائے درمیانی کا ظاہر کرتے تہے یہ لازم تہا کہ اپنے یا اپنے پیشروان کے نام اوسکا عطا ہونا ثابت کرین بحث یہ تہی کہ آیا رام نراین نے بذریعہ شہادت قانونی کے یا کسی طرح بھی اپنے مورث کو ایسی حقیت کا دیا جانا جیسی کہ اوس نے ظاہر کی ثابت کر دیا تہا اوسکو شہادت ملن باوجود اعتراض مدعی کے ایسی تجاویز پیش کرنے کی اجازت دیگئی تہی جو ایسی نالشات مین صادر ہوئی تہین کہ جن مین کوئی ایسا شخص فریق نہ تہا کہ جس کے ذریعہ سے

(۱) ۱۳ ۔۔ مور ملز صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۲۲ (۳۳۱) و بنگال لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۱ (۱۳۲)

۱۸۹۳ء
رام رکھن چکربتی
بنام
رام نراین سنگھ

مدعی نے اپنا استحقاق زمینداری حاصل کیا ہو نتیجہ جو عدالتون نے نکالا یہ تھا کہ تواریخ اون تجاویز کے رام نراین کے پیشروان کامیابی کے ساتھ وہ استحقاق ظاہر کرتے تھے جو اُس نے اب ظاہر کیا اور اس سے بشمول دیگر شہادت کے اس قدر ثابت ہوگیا کہ وہ مستحق تہا لیکن دو مایک نسبت یعنے شہادت دستاویزی کے قانون ہندوستان کا وہی ہے جو یہان کا ہے ہند اول یہ تہا کہ تجاویز مذکور قابل مقبولی نہ تہین اوشانیہ بحث کی گئی تہی کہ اگر وہ منظور کی بہی جاوین تو نتیجہ رام نراین کے مقرری دار ہونیکا ثابت نہ تہا تجاویز سے یہ نہین ثابت ہوتا تہا کہ کوئی ایسا گہاٹ وال تہا کہ جس کو فی الواقع حق موروثی حاصل ہو از روئے واقعات کے ڈگبر سنگھ کے لڑکے اور پوتے کا سا لہا سے مابعد مین کو جو شئی کی بابت ہے سیلدہی سے کوئی تعلق باقی نہین رہا تہا اجارہ ہائے جن کا دیا جانا مدعی نے ظاہر کیا تہوڑی تہوڑی مدت کے لئے دیئے گئے تہے اور یہ بیان کیا گیا کہ ایک کی میعاد گذرنے پر دوسرا دیا گیا پس زمیندار کو ایسی حقیتون پر جو اجارہ دار نے قایم کین یا جنکو اوہنون نے قایم رہنے دیا کچھ خیال کرنے کی ضرورت نہ تہی زمیندار کے حقوق پر اونکا کوئی اثر نہین پہونچا کیونکہ وہ اجارہ موجودہ کی میعاد کے بعد قایم نہین رہ سکتی تہین یہ عرض کیا گیا کہ مقدمہ دکہنا موہن رائے بنام کریم الله (۱) و نہی کرشن بوس بنام نشارنی داسی (۲) مین جو قبضہ مدت مدید بطور شہادت ایک حق مستقل و قابل انتقال کے سمجہا گیا ہے وہ بہ نسبت اوس پٹہ مقرری کے جو اس مقدمہ مین ظاہر کیا گیا کہ جس پر کل پٹہ جات درمقرری متنازعہ بہی منحصر تہے بہتر طور پر ثابت ہوا تہا۔

رسپانڈنٹان اس اپیل مین حاضر نہین ہوئے۔

تجویز حکام عالی مقام کی لارڈ شیلبنڈ صاحب نے صادر فرمائی۔

لارڈ شینڈ صاحب۔ اپیلانٹ اس مقدمہ یکطرفہ کا جسمین وہ اپیل داخل کر دیئے گئے ہین راجہ ہیتم پور ضلع بیر بہوم کا اور زمیندار ایک تعلقہ موسومہ کردیا واقع پرگنات سنہال کا ہے۔ کہ جسمین سات مواضع متنازعہ حال داخل ہین جن مین سے چھہ مواضع کی بابت نالش اول اور ساتوین موضع مدعی کی بابت نالش دوم ہے اور ساتوین مواضع سے ایک تعلقہ یا علاقہ ڈیلی بنا ہے جسمین ڈہی کہلاتا ہے اپیلانٹان دونون نالشات مین مدعی تہا جو ۲۰ دسمبر ۱۸۸۰ء کو ہر اس پیسہ رسپانڈنٹان پر عدالت اولی یعنی عدالت سب ڈویژنل افسر دمکا مین دایر ہوئی تہین۔

(۱) ویکلی رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۳ - (۲) بنگال لارپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۱ و ویکلی رپورٹر جلد ۲۱ صفحہ ۳۸۶ -

سنہ ۱۸۹۵ء
رام رنجن چکرورتی
بنام
رام نراین سنگھ

ہر دو نالشات کو ڈپٹی کمشنر پرگنات سنتہال کے یہان سے واپس آنے کے بعد عدالت مراد کو نے ۲۷ اگست سنہ ۱۸۹۲ء کو ڈسمس کیا اور دونون نالشات مین بعدالت ڈپٹی کمشنر منجانب اپیلانٹ اپیل ہونے پر ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو وہ اپیل ڈسمس ہوئے اور اپیلانٹ کے اپیل ہائے دوم بنارضی تجویزات دیگر یابات عدالت ڈپٹی کمشنر بھی بتاریخ ۹ فروری سنہ ۱۸۹۴ء ہائیکورٹ کلکتہ سے ڈسمس ہوئے۔

دوران کاروائی بندوبست مین جو پرگنات سنتہال مین سنہ ۱۸۷۸ء مین ہوئی اپیلانٹ نے یہ دعوی کیا کہ ساتون مواضع متنازعہ کا بندوبست خود اوسی کے ساتھ کیا جاوے اور رام نراین سنگھ رسپانڈنٹ اول اپیل اول کی طرف سے دعوی اوس کے ساتھ بندوبست کئے جانے کا بطور مقرری دار اور دیگر رسپانڈنٹان کی طرف سے بطور مقرری داران چھ مواضع کے کیا گیا۔ اور اسی طرح چہر رسپانڈنٹ اپیل دوم محمد بہکین کی طرف سے دعوی بطور مقرری دار و مدعی کے کیا گیا

حاکم بندوبست نے باین تجویز کہ رسپانڈنٹان قابض تھے اور مدت دراز سے وہ قابض چلے آتے تھے ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۷۸ء کو بندوبست اون کے ساتھ کر دیا اور اپیلانٹ کو بابت تجویز بحث استحقاق کے نالش بنرمی کی ہدایت کی اور قریب ۹ سال بعد اوس کے نالشات حال دایر ہوئین کہ جن مین اپیلانٹ مستدعی ہے کہ یہ قرار دیا جاوے کہ رسپانڈنٹان کو کوئی ایسے حقوق مقرری یا مدمقرری کہ جن پر وہ استدلال کرتے ہین حاصل نہین ہین اور اوس کو قبضہ دلایا جاوے۔

اپیلانٹ نے اپنا دعوی مواضع متنازعہ کا اس امر واقعہ پر مبنی کیا ہے کہ مواضع مذکور اندر حد زمینداری نامبردہ کے واقع ہین اس امر سے رسپانڈنٹان کو انکار نہین ہے اور اپنی عرضی نالش مین اپیلانٹ نے یہ بیان کیا کہ اوسکا پیش رو اور بعد اوس کے وہ خود ان جایدادون پر قابض رہے بذریعہ آن کا اجارہ دینے کے میعاد اجارہ کی سنہ ۱۸۷۲ء مین ختم ہوئی اپیلانٹ یہ نہین بیان کرتا کہ اوس نے یا اوس کے مورثان نے نسبت زمینداری کے کب یا کس طرح حق حاصل کیا۔ نہ یہ بیان کرتا ہے کہ میعاد اجارہ یا اجارون کی کب شروع ہوئی۔

جواب دہی مین علاوہ عذر تمادی کے کہ جسکی تجویز غیر ضروری ہوگی۔ رسپانڈنٹان اپیل اول نے

سنہ ۱۸۹۳ء
رام موہن چکرورتی
بنام
رام نرائن سنگھ

بذریعہ اپنے بیان تحریری کے یہ ظاہر کیا کہ سنہ ۱۷۹۳ء کے قبل سے یعنی بندوبست دہ سالہ کے قبل سے وہ اور اون کے مورثان مواضع متنازعہ پر بطور حقیت ہاٹ والی کے قابض چلے آتے ہین اور اس امر پر اصرار کیا کہ جب وہ اس قدر مدت دراز تک بذریعہ اپنے اپنے حقوق دوامی مقرری و در مقرری کے بہ لگان مقررہ بلا تبدیل قابض چلے آئے تو اپیلانٹ کو کوئی حق اون کے بیدخل کرنیکا نہین ہے۔ رسپانڈنٹان نے یہ نہین تسلیم کیا کہ اپیلانٹ نے اجارہ مواضع متنازعہ کا دیا تھا اور اونہون نے یہ بیان کیا کہ مورث اپیلانٹ نے زمینداری بذریعہ خریداری بعد اس کے کہ اون کے حقوق مقرری و در مقرری حاصل ہو چکے تھے اور اوس وقت مین کہ جب وہ یا اون کے مورثان بذریعہ ایک حقیت کے کہ جسکو خریدار زمینداری زائل نہین کرسکتا تھا قابض تھے حاصل کی تھی۔ نسبت نوعیت مواضع کے نامبردگان یہ تصریح کرتے ہین کہ یہ اراضیات ابتداءً ایک گھنا جنگل تھا جس مین چیتے اور اور جنگلی جانور رہتے تھے اور تالاب و دیگر ترقیات خود اون کی اور اون کی مورثان کی کوشش اور خرچ اور محنت سے ہوئین اور اب زمین پر اسامی قابض ہین۔ فی الواقع اراضیات متنازعہ پر اب سات مواضع واقع ہین۔

ابتداءً حاکم عدالت مرافعہ اولی نے فیصلہ مقدمہ کا بحق رسپانڈنٹان بر بنائے تمادی اون کارروائیات کی وجہ سے جو سنہ ۱۸۹۰ء مین حاکم بندوبست کے روبرو ہوئی تھین اور بعد اوس کے قبل ارجاع نالش میعاد گذر جانیکی وجہ سے کیا تھا لیکن اس فیصلہ کو ڈپٹی کمشنر نے منسوخ کیا اور مقدمہ واسطے تجویز روئدادی کے واپس کیا گیا بعد ازان شہادت زبانی و دستاویزی دونون جانب سے پیش کی گئی اور فیصلہ تینون عدالتون کا کہ جن کے روبرو یہ مقدمات پیش ہوئے شہادت پیش کردہ پر مبنی ہے

کونسل اپیلانٹ نے اس امر سے انکار نہین کیا کہ رسپانڈنٹان اور اونکے مورثان مدت مدید سے قابض چلے آتے ہین بلکہ تجاویز متفق اس مضمون کی ہین حاکم مرافعہ اولی نے یہ تجویز کیا ہے کہ رام نراین سنگھ مدعا علیہ قبل بندوبست استمراری سے مبلغ ... سکہ یعنی ... سکہ سرکاری معینہ لگان مقرری پر قابض چلا آتا ہے اور یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر حقوق مقرری ثابت ہو جاوین تو حقوق در مقرری کی نسبت کامیابی کی ساتھ اعتراض نہین کیا جا سکتا

۱۸۷۵
رام رنجن چکرورتی
بنام
راجہ ہیرا سنگھ

اور پہر تجویز ڈپٹی کمشنر صیغہ اپیل مین یہ تحریر ہے کہ کوئی قصد واقعی روپیہ دینے سے یہ ثابت کرنیکا نہین سیا گیا کہ لگان پہلا موضع نراین سنگہ اور اوس کے مورثان کا بند وبست استمراری کے وقت سے تبدیل ہو گیا ہے "

ان عدالتون نے یہ بہی تجویز کی ہے کہ اپیلانٹ کا کبہی قبضہ خاص ان مواضع پر نہین رہا کہ جو زیادہ از یکصد سال سے رسپانڈنٹان اوران کے مورثان کے قبضہ مین چلے آتے ہین ۔ حق مقرری جو ابتدائً عطا کیا گیا تہا اوس کی نسبت رسپانڈنٹان کا یہ بیان ہے کہ گمبہیر سنگہ گہاٹ وال تعلقہ کردیا نے سنہ ۱۷۹۸ء مین بذریعہ پٹہ پانچ مواضع کے جو بند ہو سنگہ مورث مستغیث رام نراین سنگہ رسپانڈنٹ کو بہ لگان معین دوام کے لئے دیا گیا عطا کیا تہا اور سنہ ۱۸۰۳ء مین دو مواضع اور شامل کئے گئے اور لگان بڑہا کر متسنگہ کو دیا گیا ۔

تجویز ہائیکورٹ کی اس بنا پر ہے کہ عدالت نہایت مناسب طور پر عطا ہونا حقیت مقرری دوامی کا قبضہ علی الاتصال مدت دراز سے جو ایک ہی لگان پر رہا قیاس کر سکتی ہے " اور بر بنائے شہادت عدالتہای ماتحت کو یہ نتیجہ نکالنا بخوبی جایز تہا ۔ کہ مدعا علیہم مدعیکی خریداری کی تاریخ سے بہت عرصہ پیشتر قابض تہے ۔ اور یہ نہین ثابت کیا گیا کہ اونہون نے اپنا استحقاق محض ایک اجارہ دار سے حاصل کیا تہا "

اس عدالت مین اپیلانٹ کے اپیل کی وجہ جس طرح پر کہ اوس کے مقدمہ مین تحریر ہے اور اوس کے کونسل نے وقت تقریر بیان کی یہ ہے کہ یہ نتیجہ ایسی شہادت پر لحاظ کر کے نکالا گیا ہے کہ جو قانوناً قابل مقبولی نہ تہی اور خاص کر چند ایسی ڈگریات کی شہادت پر لحاظ کرنے سے کہ جو ایسی کارروائیات متعلقہ مواضع متنازعہ مین صادر کیگئی تہین کہ جن مین مورثان اپیلانٹ بحیثیت زمینداران فریق نہ تہے نکلا تہا یہ ڈگریان ایسی کارروائیات مین صادر ہوئی تہین ۔ جو دگمبر سنگہ پسر گمبہیر سنگہ کی طرف سے کہ جس گمبہیر سنگہ کی طرف سے ابتداً پٹہ کا دیا جانا بیان کیا گیا ہے بمقابلہ اشخاص قابض مواضع متنازعہ پیش روان بعض رسپانڈنٹان کے کیگئین تہین ڈگری اول سنہ ۱۸۱۷ء مین اور ڈگری دوم سنہ ۱۸۲۵ء مین ان مین سے مقدمہ اول مین جو سنہ ۱۸۱۱ء مین شروع ہوا مدعی نے اپنے تئین مالک موروثی جاگیر گہاٹ والی تعلقہ کردیا بیان کر کے دعوی دلا پانے قبضہ مواضع متنازعہ حال کا ان اشخاص سے جو اوسوقت قابض تہے کیا جو ابدہی یہ کیگئی کہ گمبہیر سنگہ پدر دگمبر سنگہ مدعی نے حقوق دوامی حقیت گہاٹ والی کو بہ لگان

۱۸۹۲ء
مرلی بھگوتی
بنام
ہنومان سنگھ

معینہ معاف عطا کئے تھے اور قبضہ بھی ہو گیا تھا اور خدمات گہاٹ والی برابر کیجاتی تھین پس ڈگری قبضہ کی بحق مدعی نہین ہو سکتی تھی نالش قبضہ کی ڈسمس کی گئی لیکن اجازت دایر کرنے دوسری نالش کی واسطے تشخیص لگان کے دی گئی مگر اوس مین ڈگری بقایا لگان کی بابت سالہائے گذشتہ کے اور لگان آیندہ کی بشرح معاف کہ جو اسوقت تک ادا کیا جاتا تہا دی گئی نالش مابعد تشخیص لگان کی سنہ ۱۸۴۲ء مین دایر کی گئی جو ابد ہی دہی کیگئی جو مقدمہ سابق مین کی گئی تہی اس امر پر استدلال کیا گیا کہ مدعا علیہم بذریعہ حقوق دوامی حقیت گہاٹ والی کے بہ لگان معینہ اور واسطے انجام دینے خدمات پولیس کے قابض تہے اور اونہون نے یہ فرایض ادا کئے تہے اور ایسی صورت مین تشخیص یا اضافہ لگان نہین منظور کیا جا سکتا اور یہ جوابدہی منظور ہوئی اور نالش سنہ ۱۸۸۵ء مین ڈسمس کی گئی بملاحظہ کی طرف سے یہ بحث کی گئی کہ وہ تجویز مین کہ جنکی اوس کو اب شکایت ہے چند بیانات فریقین مندرجہ ڈگریات یا تجاویز سنہ ۱۸۱۸ء و سنہ ۱۸۲۵ء کو نالشات حال مین خلاف اوس کے شہادت قرار دینے کی وجہ سے ناجائز ہین حکام عالیمقام اس شکایت کو بر بنیاد معقول نہین تصور کرتے حکام ممدوح کو یہ نہین ملی ہے سوتا کہ بیانات فریقین مندرجہ ڈگریات مقدمات سابق مذکور نالشات حال مین بطور شہادت قبول کئے گئے تہے۔

حاکم مرافعہ اولی نے نسبت ان ڈگریات کے یہ تحریر کیا ہے میری یہ رائے ہے۔ کہ دستاویزات پیش کردہ مدعا علیہم اس مقدمہ مین قطع نظر تجاویز مندرجہ اون ڈگریات کے بہ ثبوت قبضہ قدیم اور اس امر کے کہ جس استحقاق پر مدعا علیہم اب استدلال کرتے ہین وہ بہت پہلے سنہ ۱۲۸۵ء بنگلہ مین جو مطابق سنہ ۱۸۷۸ء کے ہے اور بتواریخ مابعد علانیہ ظاہر کیا گیا تہا بطور شہادت لیجا سکتی ہین احکام جو ان ڈگریات مین صادر ہوئے ہین خود شہادت خلاف استحقاق مدعیکی ہونگے اور نہ وہ بطور ثبوت استحقاق مدعا علیہم سمجھے جا سکتے ہین لیکن وہ بہ ثبوت قبضہ قدیم اور بہ ثبوت اس امر کے کہ استحقاق صحیح طور پر خواہ غلط طور پر بہت برس گذرے کہ ظاہر کیا گیا تہا منظور ہو سکتے ہین۔

حکام ہائیکورٹ یہ تحریر کرتے ہین کہ نسبت قابل مقبولی ہونے اون تجاویز کے کہ جنکی نسبت اعتراض کیا گیا ہے ہمکو یہ واضح ہوتا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے اونکو صرف بطور شہادت اس امر کے استعمال کیا ہے کہ ما بین فریقین تجاویز مذکور اون تواریخ پر کہ جن کو وہ

۱۸۹۵ء
مہاراج کمار ... بنام ... رام نرائن

متعلق ہین نزاع ہوئی تہی عدالت مذکور نے ان تجاویز کو یہ ثبوت اس امر کے استعمال کیا ہے کہ اون تاریخون کو بگیا ٹ وال منظہرہ مقرری دار منظہو پر بابت مواضع متنازعہ کے نالشی تہا اور اون نالشات مین فریقین نے وہی حقوق ظاہر کئے جو وہ اب ظاہر کرتے ہین اس حد تک ہماری دانست مین تجاویز مذکور شہادت مین قابل مقبولی نہین باوجود اس کے کہ زمیندار اون مین فریق نہ تہا۔

یہ امر ضرور قابل تحریر ہے کہ بذریعہ تجویز سنہ ۱۸۱۸ء کے ڈگری لگان مواضع متنازعہ حال کی بشرح صہ سالانہ بیشتروان رسپانڈنٹان پر صادر ہوئی تہی حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ اگرچہ پیشرو راجہ کا اوس نزاع مین کوئی فریق نہ تہا۔ مگر اوس تجویز کو بطور شہادت اوس لگان کے استعمال کرنا چاہئے تہا جو بابت قبضہ بتاریخ وقبل تاریخ مذکور کے ادا کیا گیا تہا کہ جس سے اب قریب اسی سال کے گذر گئے بشمول دیگر شہادت مقدمہ کے رسپانڈنٹان نے اس طرح پر قبضہ بہ لگان واحد اس قدر مدت دراز کا ثابت کر دیا ہے کہ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حقیت از قسم دوامی تہی اور ہے۔

جبکہ مقدمہ آخر مرتبہ واسطے تجویز بربنائے شہادت کے پیش ہوا تو اپیلانٹ نے درحقیقت بجز اپنے استحقاق زمینداری اوس تعلقہ کے جس مین مواضع مذکور واقع ہین۔ کہ جس استحقاق سے انکار بہی نہین تہا اور کچھ ثابت نہین کیا تہا اس استحقاق مسلمہ سے بتایک بادی النظر مین رسپانڈنٹان پر بار ثابت کرنے ایک ایسی جواب کا کہ جس سے وہ برابر قابض رہنے کے مستحق ہون عاید ہوا بجانب دیگر اپیلانٹ نے نسبت اس امر کے کہ اوس کے استحقاق کی بنیاد کب اور کس طرح پر شروع ہوئی نہ کچھ بیان کیا ہے اور نہ شہادت دی ہے اس بارہ مین جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ صرف اون چند بیانات سے پایا جاتا ہے جو اون ڈگریات مین مندرج ہین کہ جنکی مقبولی مین خود اوس کو اعتراض ہے ڈگریات مذکور مین یہ لکھا ہے کہ قریب سنہ ۱۸۰۰ء کے اپیلانٹ کے دادا نے زمینداری کو نیلام مین خرید اتہا کہ جس تاریخ پر ڈگری سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اور اشخاص قابض تہے اور دگمبر سنگہ کو لگان ادا کرتے تہے جو بحیثیت گہاٹوال دعویدار تہا۔ اپیلانٹ کے قبضہ کی شہادت جو کچھ ہے وہ صرف متعلق زمانہ حال یعنی سنہ ۱۸۶۵ء و سنہ ۱۸۶۹ء کے ہے کہ جن سنین مین حسب طلب اپیلانٹ نے کل تعلقہ کو دیا کے بدلہ مبلغ صما صہ و مبلغ سارکبی درگا پرشاد سنگہ عطا کئے تہے کوئی شہادت ہی کی نہین ہے

کہ قابضان مواضع متنازعہ سے اوس نے کوئی لگان طلب کیا یا اوسکو وصول ہوا ۔

پس صورت مقدمہ کی یہ ہے کہ بمقابلہ اپیلانٹ کے استحقاق بنسبت زمینداری کے بلا کسی شہادت قبضہ کسی موضع متنازعہ کے قبضہ علی الاتصال رسپانڈنٹان اور اون کے پیشروان کا مورث اپیلانٹ کے استحقاق حاصل کرنے کے قبل سے ثابت ہے بلکہ زیادہ از یکصد سال سمجھا جاسکتا ہے ۔ اس عرصہ مین قبضہ مواضع مذکور پر برابر بہ ادا سے لگان و اجلد رہا اور دیگر حالات شہادت زبانی مین ایسے پائے جاتے ہین اور خاص کر تجویز حاکم مرافعہ اولی مین مذکور ہین کہ جن سے قیاس راسخ کا ہوتی ہے کہ حقیت گہاٹوالی تہی حکام عالیمقام کو یہ ثابت ہے کہ قیاسات بہ تائید حقیت گہاٹوالی مقررہ دمستقل کے جو رسپانڈنٹان اور اون کے پیشروان کے بہ لگان واحد مدت مدید تک علی الاتصال قابض رہنے سے پیدا ہوتے ہین اپیلانٹ کے محض استحقاق زمینداری پر غالب آنے کے لئے کافی ہین کوئی وجہ اس قیاس کی نہین ہے کہ بذریعہ خریداری زمینداری کے مورث اپیلانٹ نے کوئی حق اون حقوق کو منسوخ کر دینے کا حاصل کیا جو اوسوقت موجود تہے اور جن پر رسپانڈنٹان کے پیشروان عمل کرتے تہے بخلاف اسکے وہ قیاسات جو قبضہ سے پیدا ہوتے ہین کل برعکس اس کے ہین پس حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ وہ تجاویز جن کے اپیل ہوئے ہین بربنیاد معقول ہین چنانچہ حکام ممدوح العجز جناب ملکہ معظمہ کو یہ مشورہ دینگے کہ اپیل ہائے مذکور ڈسمس ہونے چاہئین ۔

اپیل ڈسمس ہوئے

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ مسٹران ٹی ایل ولسن وکمپنی ۔

صیغہ ازدواج

باجلاس سیل صاحب جج

۱۸۹۹ء ۱۰ مئی

لیڈلی ۔۔۔ بنام ۔۔۔ لیڈلی[*]

طلاق ۔ دستور ۔ ڈگری سابق واسطے علیحدگی بذریعہ عدالت کے ۔ انفساخ ازدواج کی نالش مین شہادت ۔ امر تجویز شدہ بیرحمی ۔ زناکاری ۔ واحد ہونا فریقین کا ایکٹ طلاق (ایکٹ ۴ ۱۸۶۹ء) دفعہ ۱۰ ۔

ایک نالش انفساخ ازدواج مین بوجہ بیرحمی اور زناکاری رسپانڈنٹ کے گئی الزام اول اور انفساخ ازدواج فریقین متذکرہ پیش ہونے ایک ڈگری سابق کو جو واسطے علیحدگی بذریعہ عدالت بوجہ بیرحمی کے مثا

[*] نالش نمبر ۹ ۱۸۹۹ء ۔

۱۸۹۵ء لیڈلی بنام لیڈلی

ہوئی تھی اور بذریعہ ثبوت اس امر کے کہ فریقین واحد تھے ثابت تجویز ہوا مقدمہ بلینڈ بنام بلینڈ (۱) کی تقلید کی گئی۔

یہ نالش بموجب دفعہ ۱۔ ایکٹ طلاق ہند کے ایشیا ایلن لیڈلی نے باستدعائے انفساخ ازدواج کے بینائے بیرحمی اور زناکاری اپنے شوہر ہنری سنٹ کلیر لیڈلی کے دایر کی سائلہ نے ۱۲ اپریل ۱۸۹۱ء کو یہ نالش سنہ ۱۸۹۰ء کو ایک ڈگری عدالت ہذا سے واسطے علیحدگی کی بذریعہ عدالت کے حاصل کی تھی اوس نالش میں یہ تجویز ہوئی تھی کہ کافی شہادت بیرحمی شوہر سائلہ کی موجود تھی کہ جس سے سائلہ مستحق ڈگری کی تھی۔

مسٹر کسپر زمنجانب سائلہ۔ انگلستان میں یہ تجویز ہو چکا ہے کہ ڈگری علیحدگی بذریعہ عدالت کی مانع نالش انفساخ ازدواج کی نہیں ہے ڈگری نالش سابق کی اس نالش میں شہادت قطعی ہے اب میں صرف زناکاری مابعد کی اور فریقین کے واحد ہونیکی شہادت پیش کرنا چاہتا ہوں بلینڈ بنام بلینڈ (۱)

سیل صاحب جسٹس ڈگری سابق سے ازدواج فریقین اور افعال بیرحمی ثابت ہوتے ہیں آپکو صرف یہ ضرور ہے کہ فریقین حال کا واحد ہونا ثابت کریں اور شہادت زناکاری کی دیں)

چنانچہ بعد اس کے شہادت دیگئی۔

سیل صاحب جسٹس میری رائے میں سائلہ مستحق اوس دادرسی کی ہے جسکی وہ نالش ہذا میں استدعا کرتی ہے اور ازدواج منفسخ قرار دیا جانا چاہیے سائلہ نے مقدمہ سابق میں جو اوس نے واسطے علیحدگی بذریعہ عدالت کے دایر کیا تھا ایک ڈگری مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۱ء حاصل کی تھی وہ کافی شہادت اول تو ازدواج فریقین کی اور ثانیاً بیرحمی کی ہے کہ جسپر ڈگری مبنی ہے اور اب شہادت واحد ہونے فریقین مقدمہ حال کی بھی ہے اور نیز اس امر کی کہ رسپانڈنٹ اب بجز سائلہ کے ایک اور عورت کے ساتھ صحبت رکھتا ہے اندرین حالات سائلہ نے مقدمہ واسطے انفساخ ازدواج کے کافی طور پر ثابت کر دیا ہے ایک ڈگری اظہار وجہ بابت انفساخ ازدواج کے صادر ہونی چاہیے جسکی تشخیص بشرح معمول ہائیکورٹ ہوگی۔ اٹارنیان منجانب سائلہ مسٹران آرور ابرٹس وبرٹن۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء ۷ مارچ

جوگل کشوری چودہرانی نابالغہ بذریعہ اپنی دی پیارے چرن سرکار ویکس دیگر (مدعا علیہما)

بنام **انندلال چودہری** ویکس دیگر (مدعیان)*

(۱) لاجر نوٹس ومو صاحبان جلد ۳ صفحہ ۱۔ *اپیل ڈگری عدالت اپیل نمبر ۲۱۳۳ سنہ ۱۸۹۳ء بمقابلہ ڈگری جی الف براوبرلی صاحب جج ضلع پنیا دیوکرا مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۳ء مشعر بحالی ڈگری بابو بہلبدہر چندر ناتھ ایڈیشنل ماتحت پنیا دیوکرا مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۲ء

۱۸۹۵ء
جوگل کشوری چودہری
بنام
اسند لال چودہری

تعمیل مختص ۔ نالش واسطے تعمیل مختص ایک معاہدہ کے *بمقابلہ نابالغ کے ۔ معاہدہ جو ایک ولی نے بمنظوری عدالت کیا ۔ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء دفعہ ۱۸ ۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۸ ۔ ایکٹ ملکی واردٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء دفعہ ۳۱ ۔

ایک نالش موسومہ نابالغ مین جو واسطے کرانے تعمیل مختص ایک معاہدہ کی کیگئی کہ جو ایک ولی نے جو بموجب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کے مقرر ہوا تہا بمنظوری عدالت کیا تہا یہ ثابت نہین کیا گیا کہ معاہدہ واسطے فایدہ نابالغ کے تہا **تجویز ہوئی** کہ ڈگری تعمیل مختص معاہدہ کی بمقابلہ مدعاعلیہ کے صادر نہ ہونی چاہیے جب کہ وہ نابالغ ہے ۔

مقدمات فلابیٹ بنام مولبنیڈ (۱) وسیکہر چند بنام دلیپتی سنگہ (۲) کا حوالہ دیا گیا ۔

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ اگرچہ اختیار تعمیل مختص کی ڈگری کرنیکا تمیزی ہے مگر اوسکا استعمال عدالتانہ ہونا چاہیے اور کوئی عدالت تاوقت کہ معاہدہ کا واسطے فایدہ نابالغ کے ہونا ثابت نہ ہو ڈگری تعمیل مختص معاہدہ کی صادر نہ کریگی گو وہ صادر بہی کرسکتی ہو ۔

یہ اپیل ایک ایسی نالش کا ہے جو مدعیان نے بمقابلہ نابالغہ کی واسطے کرانے تعمیل مختص ایک معاہدہ کے دایر کی تہی کہ جو اوس کی ولی نے جو حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء مقرر ہوا تہا بمنظوری عدالت کیا تہا ۔ مدعیان کا بیان یہ تہا کہ ایک شخص کشن نراین چودہری کچھ جایداد غیر منقولہ چہوڑ کر مرگیا اور اوس کی بیوہ جو ایک نابالغہ تہی اوس جایداد کی مستحق اور قابض ہوئی پدر بیوہ نے سرٹیفکٹ حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء حاصل کیا اور ولی ذات وجایداد نابالغہ کا ہوا بغرض ادا کرنے ترضجات شوہر متوفی نابالغہ کے و نیز واسطے اخراجات نالش کے جو نابالغہ پر اوس کی ساس نے کی تہی ولی مذکور نے مدعیان سے ایک معاہدہ کیا جسکی رو سے اوس نے اون کی ساتھ تین محلات ا: ان نابالغہ کا بندوبست پٹنی کردینے کا اقرار کیا اور جج ضلع سے منظوری واسطے پٹہ کے حاصل کی گئی مدعیان نے یہہ بیان کیا کہ جزو زر معاوضہ جسکے ادا کرنے کا اقرار تہا ولی مذکور کو وصول ہوگیا لیکن باوجود اس کے اوس نے بلا علم مدعیان اور بخلاف ورزی معاہدہ مذکور کے پٹہ پٹنی محلات مذکور کا مدعاعلیہما نمبر ۲ و ۳ کو عطا کیا ۔

مدعاعلیہما نمبر ۲ و ۳ نے یہ عذر کیا کہ مدعیان کو بمقابلہ اون کی کوئی بنائے مخاصمت نہ تہی ولی نابالغہ نے کوئی معاہدہ مدعیان کے ساتہ نہین کیا بلکہ خلاف اس کے ماہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء مین اوس نے مدعاعلیہما کو پٹہ پٹنی جایداد متنازعہ کا بجمع سالانہ ا ۱۲ ا معہ لیے اور ۴۸ ۹

(۱) رپورٹ رسل صاحب جلد ۴ صفحہ ۴۹۰ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۴۳ ۔

۱۸۹۵ء
جوگل کشوری
بنام
اسندلال جود

بمعاوضہ مبلغ اعانت دینے کا اقرار کیا اور منظوری جج کی نسبت اس انتظام کی حاصل کی اور بعد اس معاہدہ کے ولی مذکورہ نے لبارش مدعیان کم معاوضہ پر مدعیان کو پٹہ دینے کا اقرار کیا جو وہ قانوناً نہین کر سکتا تہا۔

منجانب نابالغہ مدعاعلیہا کے منجملہ دیگر بیانات کے یہ عذر کیا گیا کہ ولی کو کوئی اختیار ایسا فعل کرنے کا نہ تہا جو مضر نابالغہ ہو اور وہ کسی ایسے فعل کی پابند نہین ہو سکتی تہی۔

جج ماتحت نے نالش مدعیان کو بدین تجویز ڈگری کیا کہ معاہدہ مکمل تہا اور وہ مضر نابالغہ کے نہ تہا بر طبق اپیل جج ضلع نے تجویز جج ماتحت کو بحال رکہا۔

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعاعلیہا نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوش و بابو کشوری لال سرکار منجانب اپلانٹان ؛۔

بابو سری ناتہہ داس و بابو سارداچرن متر منجانب رسپانڈنٹان۔

ڈاکٹر راس بہاری گہوس عدالت ماتحت نے یہ غلطی کی کہ بمقابلہ نابالغہ کے ڈگری لتعمیل مخصص معاہدہ کی دی مقدمہ فلایٹ بنام ہولینڈ (۱) مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ نابالغ نالش لتعمیل مخصص معاہدہ کی نہین قایم رکہہ سکتا کیونکہ چارہ کار دو طرفی نہین ہے جبکہ چارہ کار دو طرفی نہین ہے تو عدالت ڈگری لتعمیل مخصص معاہدہ کی نابالغ پر صادر نہین کر سکتی۔ دو طرفی ہونا ہمیشہ ایک وجہ کافی واسطے نہ کرانے تعمیل مخصص معاہدہ کے سمجہی گئی ہے محض اس امر سے کہ ولی نے بمنظوری جج ایک شخص ثالث کے ساتہہ معاہدہ کیا ہے نابالغہ کی حالت مین کوئی فرق نہین آتا مقدمہ سیکہر چند بنام دلیتی سنگہہ (۲) مین لصفحہ ۲۰۰ رپورٹ پرنسپ صاحب جسٹس نے یہ فرمایا ہے۔ "اس امر سے کہ ولی نے جا طور پر جایداد نابالغ کی فروخت کر دی ہو اور اوس معاملہ کو ایک دستاویز تحریری مین قلمبند کیا ہو میری رائے مین نابالغ کی حالت پر کچہہ اوس جایداد کے دلاپانے کا مدعی ہو محض اس وجہ سے کہ تکمیل ایک دستاویز تحریری کی عمل مین آگئی کوئی اثر نہین پہونچ سکتا وہ دستاویز مابین ولی اور شخص ثالث کے تہی اگر ولی نے اپنے اختیار سے تجاوز کیا۔ تو وہ دستاویز فعل نابالغ کا نہین ہے اور نابالغ پر یہ لازمی نہوگا کہ اوس کی منسوخی کی نالش کرے۔ جیسا کہ اوس حالت مین ہوتا ہے کہ جب کسی نے خود ایک دستاویز تحریر کی ہو کہ جس کی جایز ہونیکی نسبت اوس کو اعتراض ہو" ولی نے اس مقدمہ مین بیجا طور پر عمل کیا ہے اور نابالغہ اوس کے فعل کی پابند نہین ہے۔ گو

(۱) رپورٹ رسل صاحب جلد ۴ صفحہ ۲۹۸۔ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۶۳۔

۱۹۰۵ء بنگل کشور [illegible] بنام سنال چیدری

منظوری جج کی حاصل کر لی گئی تھی عدالت ماتحت نے یہ نہین تجویز کی ہے کہ معاہدہ واسطے فایدہ اور نفع نابالغہ کے کیا گیا تہا لہذا ڈگری واسطے تعمیل محض کراوس معاہدہ نہین ہونی [illegible] -

بابو سری ناتھ داس منجانب رسپانڈنٹان - دفعہ ۱۸ - ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء بابت اہتمام جایداد نابالغ منجانب ولی کے ہے اور اہتمام مین اختیار رہن کرنے بلکہ فروخت کرنیکا بھی داخل ہے اور اس مین شبہ نہین ہو سکتا کہ اہتمام مین اختیار پٹہ پر دینے جایداد کا داخل ہے - ولی بعد حاصل کرنے سرٹیفکٹ حسب ایکٹ مذکور کے پٹہ دوامی بلامنظوری عدالت دیسکتا ہے دفعہ ۲۷ - ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ولی ہر ایسا فعل کر سکتا ہے جو معقول و مناسب واسطے فایدہ و قیام جایداد کے ہو دفعہ ۲۹ مین یہ حکم ہے کہ پانچ سال سے زیادہ میعاد کا پٹہ دینے کے لیے ولی کو اجازت عدالت کی لینی ضروری ہے اور دفعہ ۳۱ مین طریقہ حاصل کرنے اجازت کا تحریر کیا گیا ہے (بنرجی صاحب جسٹس - دفعہ ۳۱ مین یہ لکھا ہے کہ اسمین ضرورت اور فایدہ تحریر کیا جاویگا - میکفرسن صاحب جسٹس - ہم کو نہین معلوم ہوتا - کہ کیا ضرورت اور فایدہ ہے) جب اجازت عطا ہو گئی تو عدالت ہذا کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ واسطے فایدہ جایداد کے تہی اس مقدمہ مین اجازت عطا کی گئی پس یہ قیاس کرنا لازم ہے کہ جج نے اجازت واسطے فایدہ نابالغہ کے عطا کی اگر جج حکم مین ضرورت تحریر نہ کرے مگر اوس کو شہادت سے نسبت ضرورت اور فایدہ نابالغ کے اطمینان ہو گیا ہو اور اس وجہ سے اجازت عطا کرے تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ منظوری کالعدم ہے :- میری گذارش یہ ہے کہ ایسا نہین کہا جا سکتا -

دوسری بحث یہ ہے کہ آیا نالش قایم رہ سکتی ہے یہ نالش ایک ایسے معاہدہ پر مبنی ہے - جو ایسے شخص نے کیا تہا جسکو قانوناً اوس کے کرنیکا اختیار تہا اور اس وجہ سے وہ قایم رہ سکتی ہے جب بمنظوری عدالت ولی نے معاہدہ کیا ہو تو وہ ایک معاہدہ جایز ہے یہ بحث کہ کوئی نالش تعمیل محض معاہدہ کی بمقابلہ نابالغہ کے نہین قایم رہ سکتی قابل پذیرائی نہین ہے مابین مقدمہ سیکھر چند بنام دلیپی سنگھ (۱) اور مقدمہ ہذا کی کوئی مشابہت نہین ہے اوس مقدمہ مین گارتھ صاحب چیف جسٹس نے جو کچھ فرمایا تھا وہ یہ ہے کہ خریدار کو جو بہ نیک نیتی بموجب حکم عدالت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۶۳ -

سنہ ۱۹۰۶ء جگل کشوری چودہرانی بنام اننداللال چودہری

سے خریدکرے ایک استحقاق جائز نسبت جایداد مبیعہ کے حاصل ہوتا ہے بجز اوس صورت کے کہ نابالغ یا وہ اشخاص جو بذریعہ اوس کے دعویدار ہون بزمانہ آئندہ یہ ثابت کرسکین کہ بیع ضروری یا جائز نہتی،، حاکم ممدوح نے یہ فیصلہ کیا تہا کہ ایسی صورتون مین بار ثبوت نابالغ پر ہوگا۔

بجویز عدالت ڈیکنسن صاحب و برجی صاحب جسٹسان

حسب ذیل ہے:۔

اس مقدمہ مین جگل کشوری چودہرانی مدعا علیہا نابالغہ ہے جو بہارے روبرو اپیلانٹ ہے ڈگری واسطے تعمیل مختص ایک معاہدہ کے صادر ہوئی ہے جو اوس کی طرف سے اور بمنظوری جج ضلع مسمی پیارے سرکار اوس کے باپ نے کیا تہا کہ جو اوس کا ولی باضابطہ حسب احکام ایکٹ ۴۰ ۱۸۵۸ء مقرر ہوا تہا۔

خاص عذر جو پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ نالش تعمیل مختص کی نابالغہ پر نہین ہوسکتی کسی چارہ کار کی استدعا بمقابلہ اوس کے ولی کے نہین کی گئی ہے جو بذات خود فریق نالش کا نہین ہے۔ جس معاہدہ کے نفاذ کی استدعا ہے وہ واسطے پٹہ پٹنی چند جایداد کے ہے نابالغہ کے بہ لگان سالانہ ۱۱۷۲ روپیہ بادائے مبلغ الہ(۰۰) زرپیشگی کے ہے واقعات مجوزہ یہ ہین اوس علاقہ پر جو نابالغہ نے اپنے شوہر سے وراثتاً پایا تہا قرضہ ہونیکی وجہ سے عنایت اللہ مدعا علیہ نے ولی کے ساتھ اقرار دینے الہ(۰۰) زرپیشگی اور لینے پٹہ پٹنی جایداد کا بہ لگان سالانہ ۱۱۷۲ روپیہ کیا اس انتظام کو جج ضلع نے بتاریخ ۲ جون ۱۹۰۱ء منظور کیا لیکن بعد ازان عنایت اللہ نے پٹہ لینے سے حسب تجویز جج اس بنا پر انکار کیا کہ استحقاق نابالغہ کا خطرہ مین تہا اس پر وہ معاہدہ جواب ما بہ البحث ہے مابین معیان اور ولی کے ہوا اور ۲۵ جولائی ۱۹۰۱ء کو جج ضلع نے ایک حکم ترمیم اپنے حکم ۲ جون کے مشعر منظوری انتظام مذکور صادر کیا۔ ماہ اگست مین مدعیان نے بالعوض ایفائے دو تمسکات نوشتہ شوہر نابالغہ ادا کیئے اور نیز ولی کو مالصہ منجملہ زرپیشگی کے ادا کیا مگر ولی نے تعمیل معاہدہ سے انکار کیا اور انتظام سابق کی طرف جو عنایت اللہ کے ساتھ کیا گیا تہا پھر رجوع ہوا جسکی تعمیل بذریعہ دو دستاویزات رجسٹری شدہ کے بتاریخ ۰ اگست عمل مین آئی جج نے یہ تجویز کیا ہے کہ کوئی جزو مبلغ الہ(۰۰) زرپیشگی کا ادا نہین کیا گیا۔ اور حاکم موصوف کی یہ رائے ہے کہ جس رقم وصولی کو عنایت اللہ نے حلفاً بیان کیا ہے اور پیارے سرکار نے تسلیم کیا ہے وہ صرف یہ ظاہر کرنے کے لیئے قایم کی گئی ہے کہ شرائط منظوری کی تعمیل

۱۸۹۵ع
اہل کستوری چودہرانی
بنام
نندلال چودہری

ہوگئی تہی اور عنایت اللہ کے ساتھ جو انتظام ہوا تہا وہ بہ نسبت اوس انتظام کے جو درمیان کے ساتھ ہوا زیادہ تر مفید نابالغہ کے تہا۔

ہمارے علم مین کوئی ایسا مقدمہ نہین ہے جس مین ڈگری تعمیل مختص کی کسی نابالغ پر صادر ہوتی ہو مقدمہ فلایت بنام بولینڈ (۱) مین یہ تجویز ہوئی تہی کہ نابالغ نالش واسطے تعمیل مختص کسی معاہدہ کے نہین قایم رکہہ سکتا کیونکہ چارہ کار دو طرفی نہین ہے اور یہ ایک اصول عام عدالت ہائے ایکویٹی کا ہے کہ صرف اوس صورت مین کہ چارہ کار دو طرفی ہو دست اندازی کیجاوے

اس بحث پر خیال کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا حسب ایکٹ معاہدہ نابالغ کا معاہدہ کالعدم ہے یا صرف اوسی کی درخواست پر قابل انفساخ ہے جب تک کہ کوئی معاہدہ قابل انفساخ ہو تعمیل مختص اوس کی نہین ہوسکتی اور نابالغ اوس کو منظور نہین کرسکتا کہ وہ اوس منظوری کا پابند ہو جاوے۔

مگر اس مقدمہ مین معاہدہ نابالغہ نے نہین بلکہ ولی نے نابالغہ کی طرف سے کیا تہا ولی کو بموجب دہرم شاستر کے نابالغ کی جایداد کی بسنت جو اوس کے تحت مین ہو اختیار محدود کارہند ہونے کا حاصل ہے وہ بحالت ضرورت اوس کو فروخت یا مکفول یا ایک مدت مدید کے لئے ٹھیکہ پر دیسکتا ہے لیکن نابالغ فعل ولی کا قطعاً پابند نہین ہے وہ بالغ ہونے پر جایداد کو واپس لے سکتا ہے اگر وہ بلا ضرورت جایز منتقل کی گئی ہو اور بحالت ولی غیر سارٹیفکٹ یافتہ کے بار ثابت کرنے ضرورت جایز کا عام طور پر اوس شخص پر ہوگا جو اوس کو ظاہر کرے

یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ اس مقدمہ مین ولی کو جج ضلع نے حسب اختیارات قانونی عمل کرکے مقرر کیا تہا اور معاہدہ کو منظور کیا تہا لہذا ایک معاہدہ مکمل قابل نفاذ بمقابلہ نابالغ کے عمل مین آیا ایک ولی جو حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء یا ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء مقرر کیا گیا ہو بلا منظوری عدالت کے پانچسال سے زیادہ کے لئے پٹہ نہین دیسکتا۔ اگر دے تو وہ معاملہ کسی اور شخص کی درخواست پر جسپر وہ موثر ہو قابل انفساخ ہے دفعہ ۳۱۔ ایکٹ مذکور (نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء) مین یہ حکم ہے کہ منظوری بجز حالت ضرورت کے یا فایدہ صریح نابالغ کے عطا نہ کیجاویگی اور اوسمین بہ ضابطہ کہ جسپر عمل کرنا چاہئے محکوم ہے اثر منظوری پر معقدمہ

سنہ ۱۸۹۵ع
جوگل کشوری ججو بنام اننڈلال چود

سیکہ چند بنام ولیتی سنگہ (۱) مین غور کیا گیا تہا اوس مقدمہ مین نابالغ نے بالغ ہونے پر نالش واسطے واپس پانے اوس جایداد کے کی تہی جسکو اوس کے ولی نے بمنظوری جج ضلع فروخت کردیا تہا وہ مقدمہ ایک نظیر واسطے اس امر کے ہے کہ ایسی نالش ہو سکتی ہے لیکن منظوری بادی النظری اس امر کا ہے کہ معاملہ جایز اور قابل پابندی تہا اور مدعی پر یہ ثابت کرنا فرض تہا۔ کہ کوئی ضرورت جایز اوس کے لئے نہ تہی یا وہ فریبی یا خلاف قانون تہا

ہماری رائے مین اگر نابالغ سن بلوغ کو پہونچنے پر اعتراض معاملہ کی نسبت کر سکتا ہے تو ڈگری تعمیل مخصص کی اوس پر جب تک کہ وہ نابالغ ہے نہین ہو سکتی خواہ کیفیت کچھ ہی ہو نہین ہونی چاہیئے۔

زیادہ بران اختیار تعمیل مخصص کی ڈگری دینے کا تمیزی ہے اگرچہ اوسکو عدالتانہ استعمال کرنا چاہیئے کوئی عدالت تاوقتیکہ معاہدہ کا واسطے فایدہ نابالغ کے ہونا ثابت نہو ڈگری تعمیل مخصص ایک معاہدہ کی جسکا اثر نابالغ پر پہونچتا ہو صادر نہ کرے گی گو وہ صادر کر سکتی بہی ہو یہ بیان کسی کا نہین ہے کہ اس معاہدہ کو واسطے فایدہ نابالغہ کے نافذ کرنا چاہیئے مدعیان اوس کو بمقابلہ نابالغہ کے خود اپنے فایدہ کے لئے نافذ کرانا چاہتے ہین اور ولی کہتا ہے کہ وہ مضر نابالغہ کے ہے جج کی یہ رائے ہے کہ اگر زر پیشگی اسلئے ادا کیا جاتا۔ تو معاہدہ نابالغہ کے فایدہ کے لئے نہوتا لیکن تجویز حاکم موصوف نے یہ کی ہے کہ وہ ادا نہین کیا گیا مگر مدعاعلیہم اظہار ادا ہونے کا کرتے ہین اور ولی جو نابالغہ کی طرف سے عمل کرتا ہے وصول پانا روپیہ کا تسلیم کرتا ہے۔ یہ فیصلہ کہ وہ ادا نہین کیا گیا ولی پر یا کسی مدعاعلیہ پر مابین خود اون کے قابل پابندی نہوگا وہ مانع نہوگا کہ ادا کنندگان مظہر روپیہ دلاپانے کی نالش کرین خواہ نابالغہ اپنے ولی پر الزام اوس کے لینے کا رکہے عدالت مرافعہ اولی مین امر تنقیح طلب یہ تہا کہ آیا معاہدہ مضر نابالغہ کے تہا اور اوس پر بہ نسبت اس بحث کے کہ آیا معاہدہ کا نفاذ واسطے فایدہ نابالغہ کے ہونا زیادہ غور کیا جانا پایا جاتا ہے ہماری دانست مین یا ایسی صورت نہین ہے کہ جس مین ڈگری تعمیل مخصص کی کسی حالات مین ہونی چاہیئے تہی اس امر پر غور کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا مدعیان کوئی چارہ کار بمقابلہ ولی کے پا سکتے ہتے یہ کہنا کافی ہے کہ وہ چارہ کار متدعویہ کے مستحق

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۶۳۔

بمقابلہ نابالغہ کے نہیں ہیں۔ اپیل سے خرچہ کل عدالتونکی ڈگری کیا جاتا ہے ڈگریات عدالتین ماتحت منسوخ کی گئیں۔

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
۱۴ مارچ

ابدل میان (مدعا علیہ نمبر۱) بنام ناصر محمد وغیرہ (مدعیان) *

اختیار عدالت دیوانی ـ حق راستہ عوام نقصان خاص ـ بنا سے مخاصمت ـ حق نالش ـ

ایک نالش مین جو واسطے دور کرنے سدراہ عام کے کی گئی تہی عدالتہائے ماتحت سے یہ تجویز ہوا کہ مدعیان بوجہ اوس سدراہ کے جو ایکہی ذریعہ اون کو چرانے اپنے مویشی کا تہا اوس سے محروم ہوئے اور بسبب اوس کی چند گاؤن کا اون کو نقصان ہوا اپیل دوم مین منجانب مدعا علیہ حجت کی گئی کہ ایسی امر سے مدعیان عدالت دیوانی مین نالش کرنے کے مستحق نہین ہوتے ـ

تجویز ہوئی کہ مدعیان کو جو مضرت اوس راستہ کے رک جانے سے پہونچی کہ جو اوس گاؤن سے جس مین وہ رہتے تہے اوس گاؤن کو جاتا تہا کہ جس مین اون کی کہیت اور چراگاہ تہی وہ ایک مضرت خاص اون کو اور اون کے پیشہ کو تہی اور اوس سے اون کو نقصان عظیم وقت کا اور ہرج ہوا اور وہ مدعیان کے مستحق نالش ہونے کے لئے کافی تہی ـ

یہ بہی **تجویز ہوئی** کہ مرجانا گاؤن کا اسقدر بعید و غیر صریح تعلق سدراہ سے رکہتا تہا کہ اوس سے بنائے مخاصمت نہین حاصل ہوسکتی تہی ـ

مقدمات ونٹر بائٹم بنام لارڈ ڈربی (۱) و رکٹ بنام میٹروپولیٹن ریلوے کمپنی (۲) و کوک بنام میرو کارپوریشن آف باتہ (۳) و بردواپرشاد متانی بنام گورا چند متانی (۴) و گیا لجی بنام کمپنی (۵) و راج کمار سنگہ بنام صاحب زادہ رائے (۶) و بلیگریو بنام برسٹل واٹر ورکس کمپنی (۷) و روز بنام ملیس (۸) کا حوالہ دیا گیا ـ

مدعیان نے عدالت منصفی سلہٹ مین مدعا علیہم پر نالش واسطے دور کئے جانے ایک سدراہ کے دائر کی بیان مدعی یہ تہا کہ وہ رستہ شارع عام تہا اور مدت مدید سے اوس راستے

(۱) لاء رپورٹ ایکسچیکر جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ (۴) بنگال لاء رپورٹ ضمیمہ اپیل دیوانی جلد ۳ صفحہ ۹۹ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۱ صفحہ ۱۴
(۲) لاء رپورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ (۵) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۶۹ ـ
(۳) لاء رپورٹ کامن پلیز جلد ۲ صفحہ ۱۷۷ ـ (۶) " " " کلکتہ " ۳ " ۲۰ ـ
(۷) رپورٹ ہرلسٹن و نارمن صاحبان جلد ۱ صفحہ ۳۷۹ (۸) رپورٹ ٹینیلی و سلوین صاحبان جلد ۴ صفحہ ۱۰۱ ـ

۱۸۹۵ء
بذل میان
بنام
ناصر محمد

آمد و رفت کرتے تہے اور اوس سدراہ سے جو مدعا علیہم نے قایم کی مدعیان کا جو ایک ہی راستہ اپنے گانون سے اپنے مولیشیون کو چرانے کے لئے اراضی چراگاہ پر لیجانے کا تہا اوس سے مدعیان محروم ہو گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ کچہ گائین اون کی ایک اور سڑک سے لیجانے مین مر گئین مدعا علیہم نے اپنے بیان تحریری مین راستہ مذکور کے راستہ عام ہونے سے انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ نالش عدالت دیوانی مین قایم نہین رہ سکتی ہتی اور اوسمین تمادی عارض تہی منصف نے نالش کو بدین تجویز ڈگری کیا کہ راستہ متنازعہ ایک راستہ عام تہا اور مدعیان نے ایسی مضرت خاص ثابت کر دی کہ جس سے وہ عدالت دیوانی مین نالش کرنے کے مستحق ہون اور نالش مین تمادی عارض نہ تہی بر طبق اپیل جج ماتحت نے تجویز منصف کو بحال رکہا۔

بنا راضی اس فیصلہ کے مدعا علیہ نمبر ا نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو تاراکشور چودہری منجانب اپیلانٹ۔

بابو بسنو گوپال رائے منجانب رسپانڈنٹان۔

بابو تاراکشور چودہری۔ عدالت اپیل ماتحت نے کوئی صاف تجویز نسبت وجود اور قسم راستہ متدعویہ کے نہین کی ہے علاوہ برین واقعات مجوزہ بدا سے "مضرت خاص" یا "ہرجہ خاص" کہ جس سے مدعیان کو بنائے مخاصمت حاصل ہو قایم نہین ہوتا مقدمہ اجلاس کامل چنی لال بنام رام کشن ساہو (۱) مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ مدعیکو بابت سدراہ عام کے نالش کرنے کیلئے لازم ہے کہ اپنی مضرت خاص ثابت کرے مقدمہ ونٹر باٹم بنام لارڈ ڈربی (۲) مین کہ جو ایک نالش بابت سدراہ عام کے تہی۔ مدعی نے یہ ثابت کیا تہا کہ اوسکو کئی مرتبہ اوس راستہ سے جانے مین دیر ہوئی اور مثل ہر دیگر شخص کے کہ جس نے اوس راستہ سے جانے کا قصد کیا کہ ایک ایسی سڑک سے کہ جو اوس قدر سیدہا راستہ نہ تہا سفر کرنا پڑا یا اوس سدراہ کو دور کرنا پڑا کہ جسمین اوسکو بڑا خرچ پڑا تجویز یہ ہوئی کہ وہ مستحق نالش قایم رکہنے کا نہ تہا۔ یہ اصول کہ محض تضیع اوقات و ہرجہ عام سے جو سدراہ کی وجہ سے ہو معقول بنائے مخاصمت حاصل نہین ہوتی مقدمہ روز بنام ملیس (۳) مین بہی تسلیم کیا گیا کہ جو ایک نظیر خلاف میری حجت کے سمجہا جا سکتا ہے پہر اس امر سے کہ ایک شخص ایک خاص پیشہ یا کار کرتا ہے اور دوسرا ایسا کام نہین کرتا اور اوسکو بوجہ سدراہ کے اوس کار کے کرنے مین ہرج ہوتا ہے وہ ہرجہ خاص اس شخص کا نہین ہو جاتا اگر محض یہ امر کہ مدعی اس قسم کی نالش مین یہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۶۰۴ (۲) لا رپورٹ ایکسچیکر جلد ۹ صفحہ ۲۱۶ (۳) رپورٹ میلنی و سلوین صاحبان

جلد ۴ صفحہ ۱۰۱

۱۸۹۹ء
ابدل میان
بنام
تاہمر محمد

ثابت کرے کہ وہ ایک خاص کار یا تجارت کرتا ہے کہ جسکی وجہ سے وہ اکثر ایک خاص راستہ سے جایا کرتا ہے اور اوسکا بابت اوس کے اوس راستہ پر روک ہونے کی وجہ سے ہرج ہوا ہے ثبوت کافی مضرت خاص کا سمجھا جاوے تو اوسحالت مین مابین ایسی مضرت کے جو خاص ہے اور ایسی مضرت کے جو خاص نہین ہے فرق اور تمیز کرنا نا ممکن ہوگا لیکن اگر مضرت صریح اور عظیم کسی شخص کی ذات یا جایداد کو اوس روک سے کہ جسکی شکایت ہے پہونچے تو صرف اسی امر کو ایسا تصور کرنا چاہیئے کہ اوس سے بنائے مخاصمت واسطے دور کرنے اوس روک کے حاصل ہوتی ہے مگر اوصورت مین ایسا خیال نہین کرنا چاہیئے۔ دیکھو مقدمات کیلی ڈونین ریلوے کمپنی بنام واکرس ٹرسٹینر (۱) و رکیٹ بنام میٹروپولیٹن ریلوے کمپنی (۲) اسحالت مین مرنا گاؤن کا جو تجویز ہوا ہے وہ بیشک صریحاً بوجہ سد راہ کے نہین ہوا ہے وہ غایت درجہ ایک نہایت بعید نتیجہ تہا محض یہ امر کہ مدعیان مقدمہ ہذا اپنے کہیت اور اراضیات چراگاہ کے سب سے سیدہے رستہ سے محروم ہوتے مضرت خاص نہین ہے کہ جس سے معقول بنائے مخاصمت حاصل ہو۔

بابو پرسنو گوپال رائے منجانب رسپانڈنٹان۔ مقدمات انگلستان جنکا دوسری طرف سے حوالہ دیا گیا ہے اس مقدمہ سے کچہ تعلق نہین رکہتے اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ مقدمات کچہ تعلق رکہتے ہین تو بہی ایک مقدمہ مابعد یعنی مقدمہ کلی ڈونین ریلوے کمپنی بنام واکرس ٹرسٹینر (۲) مین کہ جس مین ان مقدمات مین غور کیا گیا تہا یہ تجویز ہوئی تہی کہ اگر کسی شخص کو بوجہ سد ہے راستہ کے رک جانے کے دور کے راستہ سے جانا پڑے اور اوس سے اوسکا ہرج ہو تو وہ ہرج مضرت خاص ہے کہ جسکی بابت نالش ہوسکتی ہے مقدمات روز بنام مائلیس (۴) و بلیگریو بنام برسٹل واٹر ورکس کمپنی (۵) اوس رائے کی تائید مین ہین نیز دیکھو کتاب پرٹ صاحب دربارہ شارع ہائے عام صفحہ ۱۲۰ طبع سیزدہم مقدمہ راج کمار سنگہ بنام صاحب زادہ رائے (۶) مین یہ صاف قرار دیا گیا ہے کہ مضرت خاص سے مدعی مستحق کرنے نالش کا بابت دور کئے جانے سد راہ کے اگر وہ ایک رستہ عام ہو ہوگا۔ اس مقدمہ مین تجویز عدالتین

---

(۱) لارپورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۷ صفحہ ۲۵۹ (۵) رپورٹ برلیٹس ونارمن صاحبان جلد ۱
(۲) " " " " " ۲ " ۵ ۱۷ صفحہ ۳۴۹
(۳) " " " " " " " ۶ ۱ (۶) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ
(۴) رپورٹ مور واسکاٹ صاحبان جلد ۴ صفحہ ۱۰۱ ۲۰

۱۸۹۵ء
اپیل بیان
بنام
نامحمد

ماتحت کی یہ ہے کہ راستہ ایک رستہ عام ہے اور ہرج ذاتی معترت خاص قرار دیا گیا ہے - دیکھو مقدمات گیہن جی بنام گنپتی (۱) و راج کمار سنگہ بنام صاحب زادہ راے (۲) و گیلی ڈونین ریلوے کمپنی بنام واکرس ٹرسیٹیز (۳) و برودا پرشاد مستافی بنام گوراچند مستافی (۴)

یہ تجویز عدالتین ماتحت کہ مدعیان کا جو ایک ہی رستہ اپنے مویشیان کو اراضیات چراگاہ وا چرانے کے لئے لیجانیکا تہا وہ نہین رہا - مدعیان کے مستحق ڈگری ہونے کے لئے اگر کا یونا کے مرجانے پر خیال نہ بہی کیا جائے کافی ہے -

بابو تارا کشور چودہری نے جواب دیا -

تجویز عدالت (میکفرسن صاحب و بنرجی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہے -

یہ اپیل اوس نالش مین رجوع ہوا ہے جو مدعیان ریسپانڈنٹان نے واسطے استقرار اپنے حق راستہ کے اوپر ایک قطعہ اراضی کے اور واسطے دور کئے جانے اوس روک کے جو مدعا علیہم نے اوس راستہ مین قایم کی تہی دایر کی تہی مقدمہ مدعیان جس طرح پر کہ اون کی عرضی نالش مین بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ اراضی متنازعہ مدت مدید سے بطور شارع عام استعمال ہوتی رہی ہے اور مدعیان اوسکو اپنے مورثان کے وقت سے بطور شارع عام کے استعمال کرتے چلے آتے تہے وہ راستہ اوس گانون سے کہ جس مین وہ رہتے ہین اون موضعون کو جاتا ہے کہ جنمین اون کی اراضیات کاشتکاری اور اراضیات چراگاہ کہ جن پر وے اپنے مولیشیون کو چراتے ہین واقع ہین مدعا علیہم نے ناجایز طور پر اوس راستہ مین روک قایم کر کے اوس کو بند کر دیا ہے کوئی اور راستہ مدعیان کے مویشیان کو دوسرے گانون مین آسانی سے لیجانے کا نہین ہے اور بعض مویشی اون کے اس وجہ سے مر گئے اور بوجہ سد راہ کے مدعیان کا بڑا ہرج ہوتا ہے اور بڑا نقصان ہوتا ہے -

مدعا علیہم کو یہ عذر ہی کہ نالشہین تمادی اور مسئلہ امر تجویز شدہ عارض ہے اور اراضی مذکور انکی ملکیت ہے اور اوسکو کبہی کسی نے بطور رستہ کے استعمال نہین کیا اور بموجب خود مدعیان کے اس بیان کے کہ راستہ ایک شارع عام ہے نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین ہے -

عدالتین ماتحت نے عذرات مدعا علیہم کو نامنظور کیا ہے اور نالش کو ڈگری کر دیا اور قرار دیا ہے کہ مدعیان اراضیات چراگاہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۴۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۹ - (۴) بنگال لا رپورٹ صفحہ جلد ۱۰

۱۸۹۵ء
رندل میان
بنام
ناصر محمد

اپیل دوم مین منجانب مدعا علیہم کے اولاً یہ حجت کی گئی ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے یہ غلطی کی کہ ڈگری مرافعہ اولی بحق مدعیان بحال کرتے بتجویز صاف نسبت وجود و نوعیت راستہ متدعویہ کے بحال رکھی اور ثانیاً یہ کہ واقعات مجوزہ عدالت ماتحت بلکہ واقعات مظہرہ عرضی نالش بھی ایسی مضرت خاص کے قائم کرنے کے لئے کافی نہین جو مین لغرض اس امر کہ مدعیان واسطے دفعہ کئے جانے سدراہ عام کے مستحق نالش دیوانی ہون ضروری ہے۔

نسبت حجت اول کی یہ کہنا کافی ہے کہ ہماری دانست مین عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز صاف کردی ہے کہ وجود راستہ متنازعہ کا ثابت ہے اور وہ ایک رہتہ عام ہے جج ماتحت ذیعلم نے یہ تحریر کیا ہے "خود منصف نے امر موجودگی راستہ کی تصدیق کی ہے اور وہ آگے بڑھکر حاکم موصوف یہ لکھتے ہین دعوی مین تمادی عارض نہین ہے کیونکہ وہ محض دفعہ ۲۶ ایکٹ میعاد سماعت پر منحصر نہین ہے" "اور منصف نے جسکی تجویز اس امر پر بحال رکھی گئی یہ تحریر کیا ہے نالش بنا استحقاق آمد قدیم پر مبنی نہین ہے بلکہ ایک ہرج خاص پر جو ایک شارع عام مین کیا گیا ہے مبنی ہے پس دفعہ ۲۶ مذکور متعلق نہین ہوتی"۔

امر دوم کی نسبت کہ جسپر ہر دو جانب سے محنت سے بحث کی گئی زیادہ تر غور سے جانچ کرنا ضروری ہے۔

قاعدہ قانون انگلستان اسبارہ مین یہ ہے کہ لغرض اس کے کہ بابت سدراہ عام کی نالش کرنے کا مدعی مستحق ہو یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا ایک ایسا ہرجہ خاص علاوہ اوس ہرجہ کی ثابت کرے جو تمام رعایا ے ملک معظمہ کے عاید حال ہوا ہو جسحالت مین کہ یہ امر ثابت ہوجاوے نالش واسطے ہرجہ یا حکم امتناعی کی ہوسکتی ہے دیکھو مقدمات ونتربا تھم بنام لارڈ ڈربی (۱) ورکیٹ بنام میٹروپولیٹن ریلوے کمپنی (۲) وکوک بنام میر اینڈ کارپوریشن آف باتھ (۳) اوراوسی قاعدہ کی تقلید اس ملک مین درعمل کیجاتی ہے دیکھو مقدمات بروداپرشاد مستانی (۴) وگیھا لجی بنام گینپتی (۵) وراج کمار سنگھ بنام صاحب زادہ رائے (۶) مقدمہ آخر الذکر مین گارتھ صاحب چیف جسٹس نے بوقت صادر کرنے تجویز اجلاس کامل کے یہ فرمایا ہے ہماری یہ رائے ہے کہ چونکہ اس مقدمہ مین مدعی مذکور سے مضرت خاص مدعیکو پہنچی ہے لہذا عدالت دیوانی کا یہ ہدایت کرنا کہ وہ دیوار گرا دیجاوے جائز تہا

(۱) لارپورٹ ایکسچیکر جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ (۲) لارپورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۴ صفحہ ۱۷۵ (۳) لارپورٹ اکویٹی مقدمات صفحہ ۱۲۶ (۴) بنگال لاریپورٹ ضمیمہ جلد بیورانی جلد ۳ صفحہ ۹۵ (۵) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۵۱۱۶۰ (۵) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۴۹

(۶) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۰

۱۸۹۵ع
بنل میان
بنام
ناصر محمد

اِس مین شبہ نہین ہے کہ مجموعہ فوجداری مین احکام واسطے دور کئے جانے سدراہ عام کے بذریعہ کارروائی سرسری روبرو مجسٹریٹ کے مندرج ہین لیکن کوئی امر اون احکام مین ایسا نہین ہے جس سے واضعان قانون کا یہ منشا ظاہر ہو کہ ہر شخص خاص اوس دادرسی سے محروم رہے جو اوسکو ایسی حالتون مین قانوناً بذریعہ نالش دیوانی کے حاصل ہے۔ اور احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری جنپر اوس اجلاس کامل کے حکام نے غور کیا (ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۲ء دفعہ ۵۲۱) جہان تک کہ اوس بحث کو تعلق ہے جو اس وقت ہمارے روبرو پیش ہے دراصل وہی ہین جو مجموعہ حال (ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳۳) کے ہین۔

پس جب یہ صورت ہے تو بحث واسطے تجویز کے یہ ہے کہ آیا واقعات مجوزہ مقدمہ ہذا ہرجہ خاص حسب منشا قاعدہ مندرجہ مقدمات انگلستان یا مضرت خاص حسب منشائے قاعدہ قرارداده اجلاس کامل مقدمہ کلکتہ آخر الذکر کے قایم کرنے کے لئے کافی ہین۔

منصف نے یہ تجویز کی کہ مدعیان کا جو ایک ہی ذریعہ اپنی مویشیون کے چرانیکا تہا اوس سے وہ محروم ہو گئے ہین ۔ اور مدعیان نمبر ۱ و ۲ کو مضرت خاص پہونچی ہے یعنی مدعی نمبر ۱ کی دو گائے اور مدعی نمبر ۲ کی ایک گائے منجملہ اون کی گایون کے ضایع ہو گئین اور اس ہرج خاص اور مضرت خاص سے اختیار سماعت عدالت دیوانی کو حاصل ہوا اور عدالت اپیل ماتحت نے دراصل اِن تجویز کو بحال رکہا۔

وکیل ذیعلم اپیلانٹ کی یہ حجت ہے کہ ضایع ہو جانا گایونکا ایک نتیجہ قریب ترین ولازمی سدراہ کا نہ تہا اور اوسکو یہ بھی حجت ہے کہ جس ہرج کی شکایت ہے وہ ایک ایسا ہرج تہا جو خاص مدعیان کا نہ تہا بلکہ اون کو اور اُن کے ساتھ مین دیگر خلایق کو بھی ضرور ہوا ہوگا پس نہ تو نقصان اور نہ ہرج جو ہوا اون کو مستحق نالش کرنے کے لئے کافی ہوگا اور تایید اپنی حجت کے وکیل مذکور نے چند مقدمات انگلستان سے جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے استدلال کیا۔

ہمکو وکیل ذیعلم اپیلانٹ کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ ضایع ہو جانا گایونکا اگر نتیجہ سدراہ کا کسی طرح پر تہا تو محض بعید اور غیر صریح تہا اور اوس وجہ سے واسطے قایم رکہنے اس نالش کے حاصل نہین ہوتی لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ مضرت دیگر کہ جس کی شکایت عرضی نالش مین حسب مذکورہ بالا ہے اور جسکا ہونا دراصل عدالتین ماتحت نے تجویز کیا ہے حسب منشائے قانون مضرت خاص ہے کہ جو مدعی کو مستحق اجراج نالش ہذا ہونے کے لئے کافی ہے مدعیان کاشتکار ہین اور وہ مویشی رکہتے ہین اور راستہ متنازعہ اوس گانون سے کہ جسمین وہ رہتے ہین اُن کے کہیتون اور اراضیات چراگاہ

۱۸۹۵ء
ندل میان
بنام
امر محمد

کو جاتا ہے اور بوجہ بند ہوجانے راستہ کے جو صرف ایک ہی ذریعہ اونکا اپنے مویشیونکی چرانے کا تھا اوس سے وہ محروم ہو گئے ہین" اور خاص ہرج اون کا ہوا ہے مقدمہ ونسٹر بنام لارڈ ڈربی (۱) مین کیلی صاحب چیف بیرن نے یہ تحریر کیا ہے از روے ہنا ملک ہذا کی اور خاصکر بہ استدلال مقدمات اوسن بنام مور (۲) ورکٹ بنام میٹروپولیٹن ریلوے کمپنی (۳) میری یہ راے ہے کہ صحیح اصول یہی کہ وہ شخص اور صرف وہی شخص نالش بابت روک کے قایم رکھ سکتا ہے کہ جبکا کوئی ایسا ہرج ہوا ہو جو خاص اوسپر یا اوس کی تجارت پر یا اوس کی پیشہ پر موثر ہو بنابرے واقعات مقدمہ ہذا کی ہم یہ تصور کرتے ہین کہ اس اصول کی شرایط کا پورا ایفا ہو گیا -

اس مقام پر ہم بتائید اوس راے کی جو ہم قایم کرتے ہین ہم اور مقدمات کا بھی حوالہ دیسکتے ہین بمقدمہ بلیگریو بنام ٹریبل واٹر ورکس کمپنی (۴) مدعی نے اپنی عرضی دعوے مین یہ بیان کیا تہا کہ مدعاعلیہم نے بذریعہ روک دینے ایک عام پگڈنڈی کے جو منجملہ اوس کی کہیتون کے دو کہیتون کے بیچ مین ایک سے دوسرے کو جاتی تہی اوسکا نقصان وقت اور کام کا کیا اور عدالت نے یہ تجویز کی کہ یہ وجہ معقول تہی اور بمقدمہ روز بنام مائلیس (۵) لارڈ ایلین برا نے یہ فرمایا اگر آدمی کے وقت یا اوسکی روپیہ کی کچہ قدر ہے تو میری راے مین مدعی نے ہرجہ خاص ثابت کر دیا ہے"

ہماری صاف یہ راے ہے کہ جو مضرت مدعیان کو اوس راستہ کے رک جانے سے جو اوس گانون سے جسمین وہ رہتے ہین اوس گانو کو جاتا ہے کہ جسمین اون کی کہیت اور اراضیات چراگاہ واقع ہین پہونچی وہ خاص اونکی اور اون کے پیشہ کی ہے اوس سے اونکا نقصان عظیم وقت کا اور ہرج ہوتا ہے اور وہ اوس مضرت سے مختلف قسم کی ہے جو عموماً اور سب لوگونکو بوجہ روک مذکور کے پہونچ سکتی ہے اور وہ اوس امر کے ثبوت کے واسطے بروے دلیل ونظیر کے مدعیان کے مستحق نالش ہذا ہونے کے لئے کافی ہے

پس جو وجوہ ہمارے روبرو پیش کئے گئے ہین وہ دونون ساقط ہوتے ہین لہٰذا یہ اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس ہوگا

اپیل ڈسمس ہوا -

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
۱۵ مارچ

شام لال پال وغیرہ (ڈگریداران) بنام مہومون سرکار وغیرہ (مدیونان ڈگری) *

(۱) لاریورٹ ایکسچیکر جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ (۲) ریورٹ لارڈ ریم صاحب جلد ۱ صفحہ ۶۹ (۳) لاریورٹ ہوس آف لارڈس جلد ۲ صفحہ ۱۷۱
(۴) ریورٹ ہرلسٹین و نارمن صاحبان جلد ۱ صفحہ ۲۷۹ (۵) ریورٹ مینلی وسلوین صاحبان جلد ۲ صفحہ ۱۰۱
* اپیل حکم نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۲ء ہنا رضی حکم اے ای اسٹیلی صاحب جج ضلع باقرگنج مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر منسوخی حکم بابو دوارکانات مترا سب جج ماتحت ضلع مذکور مورخہ ۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء -

۱۸۹۵ء
شام لال پال
بنام
مدہوسودن رائے

اجرائے ڈگری - انتقال ڈگری واسطے اجرا کے - اجرا بمقابلہ قایم مقام مدیون کے مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۲۳ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۶۴۷ و ۵۰۸ - درخواست منجانب ڈگریدار واسطے اجرائے ڈگری کے بذریعہ قایم کرنے دوسرے شخص کے وفات مدیون ڈگری پر اوس عدالت سے جہان کہ ڈگری منتقل کی گئی ہو -

ایک ڈگری دوسری عدالت مین واسطے اجرا کے منتقل کیگئی دوران کارروائی مین منجملہ مدیونان ڈگری کے ایک شخص مرگیا بطبق ایک درخواست کے جو عدالت مذکور مین منجانب ڈگریدار واسطے اجرائے ڈگری کے بنام قایم مقام قانونی مدیون متوفی کے گذرانی گئی ایک اطلاعنامہ بموجب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری ہوا قایم مقام قانونی کی عذر کیا کہ عدالت مذکور کو اختیار سماعت درخواست کا نہ تہا اور درخواست مذکور حسب دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوس عدالت مین گذرنی چاہیئے تہی جس نے کہ ڈگری کو صادر کیا تھا -

تجویز ہوئی - کہ یہ اختیار عدالت اجراکنندہ ڈگری کا کہ حسب دفعہ ۲۴۹ حکم جاری ہونے ڈگری کا بمقابلہ قایم مقام قانونی مدیون ڈگری متوفی کے بعد اجراے اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ کے دے احکام دفعہ ۲۳۴ کی وجہ سے جاتا نہین رہتا کہ جس مین محض ڈگریدار کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ عدالت صادرکنندہ ڈگری مین درخواست واسطے جاری کئے جانے ڈگری کے اوپر قایم مقام قانونی مدیون ڈگری کے کہ جو مرگیا ہے گذرانے اور اوس عدالت کو کہ جس مین ڈگری منتقل کی گئی ہو قایم مقام قانونی کے مقابلہ مین کارروائی اجرا ہونیکی اجازت دینے کا پورا اختیار حاصل ہے

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ بفرض اس کے بھی کہ عدالت صادرکنندہ ڈگری مین درخواست حسب دفعہ ۲۳۴ دینا قبل اس کے کہ عدالت جاری کنندہ ڈگری کارروائی حسب دفعہ ۲۴۸ کرے لازمی تہا نہ دینا ایسی درخواست کا محض ایک بیضابطگی تہی کہ جس سے روئداد مقدمہ مین کچھ فرق نہین آتا اور حسب دفعہ ۵۷۸ حکم عدالت مرافعہ اولی کا ایسی بیضابطگی کی وجہ سے منسوخ نہین ہونا چاہیئے تہا -

یہ اپیل ایک درخواست سے ہوا ڈگریداران نے ایک مدیون ڈگری متوفی کے قایم مقام قانونی پر ڈگری جاری ہونے کے لئے دی پیدا ہوا ڈگری مذکور ہائیکورٹ نے بصیغہ ابتدائی صادر کی تہی اور وہ واسطے اجرا کے بعدالت جج ماتحت بیری سال منتقل کیگئی تہی دوران کارروائی مین منجملہ مدیونان ڈگری کے ایک شخص مرگیا اور اطلاعنامہ جج ماتحت نے بنام قایم مقام حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا

۱۸۹۵ء
شام لال پال
بنام
مدھوسودن

اجرا صادر کرسکتی ہے حجت رسپانڈنٹ کی یہ ہے کہ حسب دفعہ ۲۳۴ صرف عدالت صادر کنندہ ڈگری ہی وہ عدالت ہے کہ جو مدیون ڈگری متوفی کے قایم مقام قانونی پر اجرا ہونے کا حکم دیسکتی ہے یا اقل درجہ یہ کہ درخواست حسب دفعہ ۲۳۴ کا ہونا قبل اطلاعنامہ دفعہ ۲۴۸ کے یا حکم حسب دفعہ ۲۴۹ کے لازمی ہے ہم کو مجموعہ مین کوئی امر ایسا نہین پایا جاتا کہ جس سے یہ حجت جایز ہو یہ اختیار عدالت اجرا کنندہ ڈگری کا کہ حسب دفعہ ۲۴۹ حکم جاری ہونے ڈگری کا بمقابلہ قایم مقام قانونی مدیون ڈگری متوفی کے بعد اجرائے اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ کے دے احکام دفعہ ۲۳۴ کی وجہ سے جاتا نہین رہتا مثلاً جبکہ محض ڈگری دار کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ عدالت صادر کنندہ ڈگری مین درخواست واسطے جاری کئے جانے ڈگری کے اوپر قایم مقام قانونی مدیون ڈگری کے کہ جو مرگیا ہے گذرانے قبل اس کے کہ ہم یہ قرار دیسکین کہ عدالت جاری کنندہ ڈگری حکم اجرا صادر نہین کرسکتی تھی کہ جو اس نے صورت ہذا مین صادر کردیا ہے یہ ضروری ہے کہ مجموعہ مین ہمارے مین کوئی قید نسبت اختیار عدالت مذکور کے پائی جاوے یا کوئی ایسا حکم پایا جاوے کہ جس کی ذریعہ سے مدیون ڈگری متوفی کی قایم مقام قانونی پر اوس حکم اجرا صادر کرنیکا اختیار تنہا کسی اور عدالت کو دیا گیا ہو۔

پس ہماری یہ رائے ہے کہ جج ضلع نے جو رائے قایم کی ہے وہ غلط ہے بفرض اس کے کبھی کہ عدالت صادر کنندہ ڈگری مین درخواست حسب دفعہ ۲۳۴ دینا قبل اس کے کہ عدالت جاری کنندہ ڈگری کارروائی حسب دفعہ ۲۴۸ کرے لازمی تہا نہ دینا ایسی درخواست کا محض ایک بیضابطگی تھی اور حسب دفعہ ۵۷۸ حکم بوجہ ایک ایسی بیضابطگی کے کہ جس سے روئداد مقدمہ مین کچھ فرق نہین آتا منسوخ نہین ہونا چاہئیے تہا یہ صاف پایا جاتا ہے کہ ہم مقدمہ مین کچھ روئداد نہین ہے کیونکہ عذر جو نسبت اجرائے ڈگری کے کیا گیا ایک عذر لفظی تہا قایم مقامان قانونی مدیون ڈگری کو کسی طرح پر عدالت باقرگنج مین درخواست دیئے جانے سے نقصان نہین پہونچا کیونکہ وہ مسلماً اوسوقت اندر علاقہ اوس عدالت کے سکونت رکھتے تھے

حکم جج ضلع کا منسوخ ہونا چاہئیے اور جو حالت کہ پھر بحال ہونا چاہئیے اپیلانٹان اپنی خرچہ عدالت ہذا و نیز عدالت اپیل ماتحت کے مستحق ہین — اپیل منظور ہوا

صیغۂ اپیل ابتدائی دیوانی

اجلاس پل صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
۴ اپریل

سرت لال متر
بنام راجیندو نراین دیب وغیرہ *

* نالش ابتدائی دیوانی نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۳ء

سنہ ۱۸۹۵ء
نزت لال متر
بنام
راجندر و نرائن دیب

ایکٹ دادرسی خاص دفعہ ۹۔ نوعیت قبضہ جس سے حق نالش حاصل ہو۔ قبضہ بذریعہ عدالت۔

مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ قابض ایک کمرہ کا بحیثیت قایم مقام اپنے باپ اور چچا کے تہا جو زندہ ہے لیکن فریق نالش نہیں ہتے اور وہ کمرہ مذکور سے اندر چھ مہینے کے قبل ارجاع نالش ہذا بیدخل کیا گیا تھا ایسی صورت مین یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ اوسکا قبضہ بذریعہ عدالت کے نہ تہا۔ لہذا اوس قبضہ سے اوسکو استحقاق قایم رکہنے نالش کا بموجب دفعہ ۹۔ ایکٹ دادرسی خاص کے حاصل نہین ہوا۔

اجازت ترمیم کرنے عرضی نالش کی بذریعہ اس بیان کے کہ مدعی کا قبضہ بلا شرکت غیرے خود اوسی کے طرف سے تہا نہین دی گئی کیونکہ ایسا بیان خلاف ورزی اوس مقدمہ کے تہا کہ جس کی بناپر وہ عدالت مین آیا تہا۔

اس مقدمہ مین مدعی نے استدعا دلا پانے قبضہ ایک کمرہ واقع سوابازار راج باڑی کی کی جو ایک جزو جایداد امانتی متروکہ سر راجہ رادہا کانت دیب بہادر متوفی کا تہا عرضی نالش مین یہ بیان کیا گیا کہ مدعی پرپوتا بذریعہ دختر راجہ متوفی کے تہا اور مدعیکا باپ روپ لال متر و شام لال متر کہ وہ نواسے راجہ مذکور کے تہے حسب شرایط وصیت نامہ راجہ کے مستحق مکان مسکونہ مذکور راجہ مذکور کے تہے اور اوس کے ایک جزو پر قابض اور متصرف ہتے اور بقایم مقامی شام لال متر و روپ لال متر کے مدعی قابض بلا شرکت غیرے ایک کمرہ پر باہر کے کمرون کے پیچہے کے کمین مین تہا جسمین کہ اوس نے ایک الماری چوبی رکہی تہی اوس کو بند اوسکا قفل بند تہا اور ۲ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کو مدعا علیہم نے جبراً تالہ توڑ ڈالا اور الماری چوبی کھول ڈالی گئی اور جبراً کمرہ پر قبضہ کر لیا اور اس طرح مدعیکو بلا کاروائی باضابطہ قانونی کے بیدخل کر دیا یہ عرضی نالش ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء کو داخل ہوئی اور اوس مین یہ استدعا تہی کہ مدعیکا قبضہ کمرہ مذکور پر کرادیا جاوے۔

مسٹر ڈن و مسٹر چودہری منجانب مدعی

مسٹر جیکسن و مسٹر آر متر و مسٹر سنگہ منجانب مدعا علیہم۔

مسٹر ڈن تاریخ ارجاع نالش سے پہلے چھ ماہ کے اندر بیدخلی عمل مین آئی اور نالش چونکہ حسب دفعہ ۹۔ ایکٹ دادرسی خاص ہے بحث صرف یہ ہے کہ مدعی بتاریخ ۲ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء قابض تہا یا نہین اور وہ اوس تاریخ کو بیدخل کیا گیا یا نہین بحث استحقاق جو بیان تحریری

۱۸۹۵ء
نرت لال متر
بنام
راجیندر ونراین
دیب

مین پیش کی گئی ہے اوس پر لحاظ نہیں کیا جا سکتا:-

مسٹر جیکسن نے منجانب مدعا علیہم یہ عذر ابتدائی پیش کیا کہ عرضی نالش سے کوئی بناے مخاصمت ظاہر نہین ہوتی تہی کیونکہ بیان یہ تہا کہ باپ اور چچا قابض تہے اور مدعی محض بقایم مقامی اون کے قابض تہا اوسکو حق نالش نہین ہے اوسکا قبضہ مثل قبضہ ملازم کے ہے وہ قبضہ بذریعہ عدالت کی حد تک نہین پہونچتا۔ کتاب ڈاربی صاحب متعلقہ فریقین نالش صفحات ۳۳۶ و ۳۳۷ و بون صاحب و لیک صاحب کی کتاب دربارہ عرضی دعوی و جواب دعوی طبع سوم صفحہ ۱۴۱ برٹی بنام لوسنٹ (۱) و ویٹ بنام بیلی (۲) و رایٹ بنام سٹوارٹ (۳) کتاب مالک صاحب دربارہ قبضہ ۵۶ و کتاب مارکبی صاحب موسومہ الیمنٹ آف لا صفحات ۱۸۹ و ۱۹۳۔ دیکہو نیز امیر الدین بنام محمد جمال (۴) اور نوٹ ہاے متعلقہ دفعہ ۹۔ ایکٹ دادرسی خاص مولفہ نیلسن صاحب

مسٹر ڈن نے یہ جواب دیا بموجب وصیت نامہ راجہ کے مدعی بہی مستحق قبضہ بحیثیت ایک شخص اپنے باپ کے خاندان کے ہے وہ یہ استدعا کرتا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو عرضی نالش کی ترمیم کیجاوے۔

ہل صاحب جسٹس۔ یہ نالش مدعی نے حسب دفعہ ۹۔ ایکٹ دادرسی خاص واسطے دلا پانے قبضہ ایک کمرہ کے کی ہے جو مکان نمبر ۱ و ۵ و ۳ واقع گلی راجہ نوبوکشن مین باہر کے کمرون کے نیچے سے کہن مین ہے منجانب مدعا علیہم یہ عذر کیا گیا ہے کہ عرضی نالش سے کوئی بناے مخاصمت ظاہر نہین ہوتی مدعی کا بیان دراصل یہ ہے ابتداءً وہ مکان کہ جس سے یہ کمرہ متعلق ہے مکان سکونت خاندانی راجہ سر راد ہاکانت دیب کا تہا جو ۱۸۶۳ء مین ایک وصیت نامہ لکہکر ۱۸۶۷ء مین فوت ہوا اور بموجب اوس وصیت نامہ کے مدعی کا باپ اور چچا قابض اور متصرف ایک جزو مکان پر ہین یہ سمجہنا چاہیئے کہ نامبردگان اس طرح پر قابض اوس جزو مکان پر ہین کہ جسمین کمرہ متنازعہ واقع ہے۔

بعد ازان دفعہ مین کہ جس پر مدعا علیہ نے اپنا عذر مبنی کیا ہے یہ لکہا ہے بقایم مقامی اپنے چچا شام لال متر اور باپ روپ لال متر کے مدعی اوس تاریخ تک جو بعد اوس کے بیان کی گئی ہے منجملہ دیگر کمرون کے کمرہ متنازعہ پر قابض تہا اور پہر اس کے بعد مدعی نے یہ

(۱) رپورٹ الیٹ صاحب جلد ۱۶ صفحہ ۳۲ (۲) رپورٹ کاٹن بیج سلسلہ جدید جلد ۱ صفحہ ۲۲ (۳) (۲۴۵) رپورٹ ایسٹ جان جلد ۳ صفحہ ۱۷۲ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۵۔

۱۸۹۵ء
...لال نتر
بنام
رائے...ر ...
دیگر

بیان کیا ہے کہ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء مین مدعا علیہم نے تالا اوس کمرہ کا زبردستی توڑ ڈالا اور قبضہ کمرہ پر کرلیا اور اسطرح پر مدعی کو بیدخل کردیا۔

مدعا علیہم یہ بحث کرتے ہین کہ قبضہ سے دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص مین مراد ہے وہ ضرور وہ قبضہ ہے کہ جو استادہوا ہین سے لفظون مین بالفاظ قبضہ بذریعہ عدالت بیان کیا گیا ہے اور مدعی نے اپنی عرضی نالش مین جو کچھ ظاہر کیا ہے وہ ایک قبضہ بقایم مقامی اوس کے باپ اور چچا کے ہے اور در اصل وہ قبضہ کہ جس پر وہ استدلال کرتا ہے جہانتک کہ نوعیت اوسکی عرضی نالش مین ظاہر کی گئی ہے خود اوسکا نہین ہے بلکہ اوس کے باپ اور چچا کا ہے اور یہ بحث کی جاتی ہے کہ اس قسم کا قبضہ بذریعہ عدالت نہین ہے کہ جس سے وہ اس نالش مین مستحق کامیابی کا ہو المختصر یہ کہ قبضہ متدلہ خاص اوسکا نہین ہے بلکہ کسی اور شخص کا ہے۔

بجانب دیگر مدعی بجواب عذر مسٹر دیکین کے یہ ظاہر کرتا ہے کہ الفاظ بہ قایم مقامی اپنے باپ اور چچا کے تو وہ توہم عرضی نالش کے کچھ اور معنی قایم کرنے چاہئین اور مدعی نے جس چیز کا اظہار اوس مقام پر کیا ہے وہ ایک قبضہ بلاشرکت غیری ہے جو بحیثیت قایم مقامی مطلقا نہین ہے بلکہ خود اپنی ہی طرف سے ہے مین اقبال کرتا ہون کہ مین یہ معنی عرضی نالش کے قایم نہین کرسکتا پس میری رائے یہ ہے کہ چونکہ عرضی نالش سے بادی النظر مین یہ پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص حسب الفاظ ایکٹ مذکور مستحق دلاپانے دخل کمرہ کا ہو بہ بیدخلی سنہ ۱۸۹۳ء کے ہی تو باپ اور چچا مدعی کے ہین جو درحقیقت قبل اوس تاریخ کے کمرہ مذکور پر قابض تھے لہذا مدعا علیہ کے عذر کو اثرپذیر کرنا لازم ہے اور نالش ساقط ہونی چاہیئے

مسٹر ٹون نے یہ عذر کیا کہ اگر ہماری تجویز یہ ہے کہ یہ اعتراض اثرپذیر کیا جاوے تو مناسب یہ ہوگا کہ مدعیکو اپنی عرضی نالش کی ترمیم کرنیکی اجازت دیجاوے تاکہ وہ یہ ثابت کرسکے کہ بیدخلی جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کے قبل جو قبضہ اسکا تھا وہ اوس کے باپ اور چچا کی طرف سے نہ تھا بلکہ خاص اوسی کی طرف سے تھا میری رائے مین یہ ایک اجازت مدعیکو ایسا بیان پیش کرنیکی ہوگی کہ جو بالکل خلاف اوس مقدمہ کے پڑیگا کہ جسکی بناپر وہ عدالت مین آیا ہے اور اس نوبت مقدمہ مین مجھکو نہین دینی چاہیئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ نالش معہ خرچہ بشرح نمبر ۲ ڈسمس ہوتی چاہیئے نالش ڈسمس ہوئی

اٹرنی منجانب مدعی۔ مسٹر این سی بوس اٹرنیان منجانب مدعا علیہ مسٹران کالی ناتھ متر وغیرہ سرکار کی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
یکم اپریل

فیض الدین علیخان و یک کس دیگر (ڈگریداران) بنام تین کوڑی شاہ (خریدار نیلام) وغیرہ

۱۸۹۵ء فیض الدین علیخان بنام رن کونوری شاہ

(مدیونان ڈگری) ہٰذا

نیلام بعیت اجراے ڈگری - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ و ۳۱۲ - درخواست منجانب خریدار نیلام واسطے منسوخی نیلام کے اس بنا پر کہ مدیونان ڈگری کا کوئی حق قابل نیلام جایداد مین نہ تہا - اثر تبنیت کا جو منجانب ایک بیوہ کی بعد اس کے کہ جایداد اوس کی سوت کو پہونچ گئی تہی عمل مین آئی -

ایک ہندو تابع قانون متاکشرا دو بیوگان گولپ کماری و بہاری کماری اور ایک لڑکا شب پرشاد جو بطن گولپ کماری سے تہا زندہ چہوڑ کر فوت ہوا بذریعہ ایک وصیتنامہ کے اوس نے اپنی بیوہ بہابنی کماری کو اختیار ایک لڑکا تبنّی کرنیکا دیا اوس حالت مین کہ شب پرشاد نا کتخدا فوت ہو جاوے لیکن اوس نے کوئی انتظام اپنی جایداد کا نہین کیا اور وہ مطابق دہرم شاستر کے پہونچنے کیواسطے رہی تب پرشاد نا کتخدا سنہ ۱۲۹۷ مطابق سنہ ۱۸۹۰ء مین مرگیا اور بہابنی کماری نے اوسی سال مین ایک لڑکا متبنّی کیا جس تبنیت مین گولپ کماری شریک نہ تہی سنہ ۱۲۹۷ مطابق سنہ ۱۸۹۰ء مین بغرض ادا کرنے قرضجات اپنے شوہر کے بیوگان نے ایک رہن نامہ بحق مسمی فیض الدین علیخان کے تحریر کیا جس نے ایک ڈگری سنہ ۱۲۹۹ مطابق سنہ ۱۸۹۲ء مین حاصل کی با جراے اوس ڈگری کے جایداد مرہونہ نیلام ہوئی اور ایک شخص ثالث نے اوسکو خرید کیا بر طبق درخواست منجانب خریدار نیلام واسطے منسوخی نیلام کے اس بنا پر کہ مدیونان ڈگری کا کوئی حق قابل نیلام جایداد مین نہ تہا کیونکہ وہ تبنیت ہونے پر پسر متبنّی کو پہونچ گئی تہی

تجویز ہوئی - کہ چونکہ پسر متبنّی مستحق اسکا نہین ہے کہ بطور وارث مرحوم دعوی ترکہ کسی اور شخص کا علاوہ اپنے پدر تبنیت کنندہ کے جسکا لتین کہ ترکہ نسبت قبل اوس کی تبنیت کے کسی وارث کے علاوہ اوس بیوہ کے جس نے اوس کو متبنّی کیا تہا پہونچ گیا ہو کر ہے لہذا تبنیت منجانب بہابنی کماری کا اثر نہین ہوسکتا کہ گولپ کماری اوس جایداد سے جو اوسکو بطور وارث اپنے پسر کے پہنچ چکی تہی محروم ہو جاوے اور جب یہ صورت ہے تو یہ نہین کہا جاسکتا کہ مدیونان ڈگری کا کوئی حق قابل نیلام جایداد مین نہ تہا پس نیلام منسوخ نہین کیا جاسکتا -

یہ بہی **تجویز ہوئی** کہ گولپ کماری پر کوئی ایسا فرض مذہبی تبنیت منجانب بہابنی کماری کے منظور کرلینے کا نہ تہا کہ جسکا یہ اثر ہو کہ وہ جایداد سے محروم ہو جاوے -

مقدمات لکشمن داداناٰیک بنام رامچندر داداناٰیک (۱) و بہوبن مئی دیبی بنام رامکشور اچاجی

اپیل حکم منجانب ۱۸۹۴ء منجانب حکم بابو کالی چرن گہوسال جج عدالت مرشد آباد مورخہ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء -

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸ ولارپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۷ صفحہ ۱۸۱ -

۱۸۹۵ء
فیض الدین علیخاں
بنام
تین کوڑی شاہ

رام کشور اچارجی (۱) و اتما بنام مہو بالی سیدی (۲) و در بومٹی چودہراین بنام شاما چرن چودہری (۳) و ننداکنی داسی بنام آنونانڈ دسے (۴) و سریندر نندن بنام سیلا جاکانت داس مہاپاتر (۵) کا حوالہ دیا گیا۔

یہ اپیل ایک درخواست سے پیدا ہوا جو خریدار نیلام نے حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے منسوخی نیلام کے اس بنا پر کہ مدیونان ڈگری کا کوئی حق قابل نیلام جایداد نیلامی مین نہ تہا پیش کی ایک شخص نراین سنگھ دو بیوگان گولپ کماری و بہابنی کماری اور ایک پسر شب پرشاد جو بطن گولپ کماری سے تہا زندہ چہوڑکر فوت ہوا نراین سنگہ نے ایک وصیت نامہ چہوڑا جس مین منجملہ دیگر شرائط کے شرط ذیل مندرج تہی اگر پسر نابالغ جو اسوقت موجود ہے بحالت ناکتخدائی مر جاوے تو میری زوجہ دوم بہابنی کماری بذریعہ قانون کے مجاز اس کی ہوگی کہ یکے بعد دیگرے تین پسران تک اپنے خاندان مین سے متواتر ایک کے بعد مر جانے دوسرے کے متبنی کرے اور پسر متبنی وارث جایداد کا ہوگا سنہ ۱۲۹۰ء (سنہ ۱۸۸۳ء) مین شب پرشاد ناکتخدا مر گیا۔ اور بہابنی کماری نے از روئے اوس اختیار کے جو وصیت نامہ کی روسے دیا گیا تہا اوسی سال مین ایک پسر متبنی کیا سنہ ۱۲۹۶ (سنہ ۱۸۸۹ء) مین بیوگان نے بغرض ادا کرنے قرضجات اپنے شوہر کی ایک رہن نامہ بحق مسمی نواب سید فیض الدین علیخان اور ایک اور شخص کے تحریر کیا اور نامبردگان نے سنہ ۱۲۹۹ء (سنہ ۱۸۹۲ء) مین ڈگری حاصل کی با جراے ہی ڈگری کے جایداد مرہونہ نیلام ہوئی اور مسمی تین کوڑی شاہ نے اوسکو خرید کیا بعد ازان حسب دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جج ماتحت سے درخواست واسطے منسوخی نیلام کے از جانب خریدار نیلام کیگئی۔ جج ماتحت نے نیلام کو بدین تجویز منسوخ کیا کہ مدیونان ڈگری کا کوئی حق قابل نیلام جایداد مین نہ تہا جزو اہم تجویز حاکم موصوف کا حسب ذیل ہے۔

جب تبنیت عمل مین آگئی تو اب یہ امر تصفیہ طلب ہی کہ باوجود اس کے آیا گولپ کماری کو کوئی حق جایداد متروکہ اپنے شوہر مین حاصل تہا میری یہ رائے ہے کہ تبنیت کے عمل مین آتے ہی اوسکا کوئی حق باقی نہ رہا تو چونکہ گولپ کماری بعد وفات اپنے پسر شب پرشاد کے وارث جایداد ہوگئی تہی لہذا یہ امر مشتبہ معلوم ہوگا کہ آیا وہ اوس جایداد سے بوجہ اس کے کہ اوس کی سوت نے جانکی پرشاد کو گود لیا محروم ہوگی لیکن یہ بحث اسقدر مین پیدا نہین ہوتی جبکہ نراین سنگہ کے وصیت نامہ مین یہ پایا جاتا ہے کہ اوس نے ایک ہبہ آیندہ بعد وفات شب پرشاد

(۱) دیکہو رپورٹ پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۱۵ و ہلپایہ ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۱ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۱۰

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۶ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۹ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۵۔

سنہ ۱۸۹۵ء
نرسی لال وغیرہ بنام راجیندر و نراین

سے بحق اپنے پسر متبنی کے کیا یہ ہبہ مابعد ایک وصیت جایز ہے اور پسر متبنی کو فوراً متبنی ہوتے ہی جایداد حاصل ہوگئی کیونکہ وہ ٹہیک بوقت وفات نراین سنگہ کے موجود تہا وصیت نامہ اسبارہ مین بالکل صاف ہی کیونکہ اوس سے صاف منشا موصی کا ایک ہبہ مابعد بحق پسر متبنی کے بہ ترجیح بیوگان کے قایم کرنیکا ظاہر ہوتا ہے اور میری دانست مین نہ ایک ہبہ جایز ہی ہے ۔

بنا رضی اس حکم کے خریدار نیلام نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ۔

بابو گوپ چندر سرکار منجانب اپیلانٹان ۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو دوارکا ناتہ چکربتی منجانب رسپانڈنٹان ۔

بابو گوپ چندر سرکار ۔ چونکہ جایداد نراین سنگہ کی موروثی تہی اور مکسوبہ خاص نہ تہی لہذا وہ مجاز کرنے کسی انتقال کا بذریعہ وصیت کے نہ تہا کوئی انتقال کسی شخص کے نام از روئے وصیت نامہ کے نہین ہوا نامبردہ نے صرف خیال اوس امر پر کیا تہا کہ جبکہ جب دہرم شاستر کے وقوع مین آتا اور کوئی ہبہ مابعد مطلقاً نہین ہوا ایکٹ وصیت ناجات ہنود (نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۷۰ء) ہمقدمہ سے متعلق ہے اور دفعہ ۳ ۔ ایکٹ مذکور مین یہ حکم ہے کہ کسی امر مندرجہ ایکٹ ہذا سے موصی کو ایسی جایداد کے ہبہ کرنیکا اختیار حاصل نہوگا کہ جسکو وہ مابین اشخاص زندہ منتقل نہین کرسکتا تہا ۔“

خاندان مشترک تابع متاکشرا کا کوئی شخص انتقال بذریعہ وصیت نامہ بلا رضامندی اپنے شرکا کے نہین کرسکتا دیکہو دہرم شاستر مین صاحب طبع پنجم صفحہ ۲۲۴ مقدمہ ہنمنت رام چندر بنام بہیما چاریا (۱) مین ایک شریک کی ناقابلیت پر بسبت منتقل کرنے اپنے غیر منقسم حصہ جایداد کی بحث ہوچکی ہے اوسمقدمہ مین موصی اپنی بیوہ کو جو اوسوقت حاملہ تہی اور ایک پسر کو جسکو اوس نے متبنی کیا تہا زندہ چہوڑ کر فوت ہوا تہا ۔ چند روز قبل اوس کی وفات کے اوس نے ایک وصیت نامہ تحریر کیا جس کے ذریعہ سے اوس نے یہ ہدایت کی کہ درحالیکہ بعد اوسکی وفات کے اوس کے لڑکا پیدا ہو جایداد مابین اوس لڑکے کے اور اوس کے پسر متبنی کے تقسیم کیجاوے لیکن اور صورت مین اوسکی کل جایداد پسر متبنی کو پہونچے مدعی اوسمقدمہ مین وہ لڑکا تہا جو موصی کے بعد اوس کی وفات کے پیدا ہوا تہا اور اوس نے نالش پسر متبنی سے قبضہ جایداد کا دلا پانے کے لئے کی تہی تجویز ہوئی تہی کہ وصیت نامہ موصی کا جہانتک کہ اوسکی رو سے مدعی کا حصہ نصف جایداد رہ جاتا تہا اثر پذیر ہونے کے قابل نہ تہا ۔ نیز دیکہو مقدمہ لکشمن دادا نایک بنام رامچندر دادا نایک (۲) اور ملک گری سے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۵ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸ ولا رپورٹ اپیل ہای کونسل

۱۸۹۵ء
فیض الدین مُنشیا
بنام
تین کوڑی مائر

جو بیوگان پر حاصل ہوگئی ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرضہ واسطے ضرورت جایز کے لیا گیا تھا سنت وقوع تبنیت ہے کچھ علم گرہیدار کو نہ تھا اور مدعا علیہ ثانی نے کوئی شہادت اوس کی نہیں دی ہے وصیت نامہ سے جایداد کے وراثتاً پہونچنے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ دیکھو مقدمہ اناما بنام میوبالی دیدی (۱) واقعات اوس مقدمہ کے مشکل اسمقدمہ کے ہیں (بنرجی صاحب جسٹس) اسمقدمہ میں یہ صورت ہے کہ جایداد منجملہ بیوگان کے ایک کو بہو نچ گئی تھی اور یہی فرق ہے اس سے کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ بیوہ مذکور بذریعہ اپنے شوہر کے دعویدار نہیں ہے اس مقدمہ میں آخر ایک کامل لڑکا تھا نہ باپ اور جبکہ جایداد شب پرشاد کو پہونچ چکی تھی تو اپسر متبنی صرف بحیثیت برادر ملک کامل آخر کی دعوی کرسکتا ہے لیکن بیوہ کو اوس جایداد سے محروم نہیں کرسکتا جو اوس نے بطور وارث اپنے پسر کی وراثتاً پائی تھی دیکھو مقدمات بہون سی دیبا بنام رام کشور اچارجی چودہری (۲) و دربومئی چودہرائن بنام چندر چودہری (۳) وچندر سن بہاد بنام گوجر بائی (۴) وکیشورام کرشن بنام گوبند گنیش (۵) ڈاکٹر راش بہاری گہوس منجانب رسابڈنٹان مقدمہ مندا کنی داسی بنام ادنا تھ دے (۶) میں یہ تجویز ہوئی تھی کہ تبنیت منجانب بیوہ خورد کا یہ اثر تھا کہ بیوہ کلاں کا حق جایداد میں سے جاتا رہا۔ اوسمقدمہ میں چہوٹی بیوہ نے اس وجہ سے تبنیت کی تھی کہ بڑی بیوہ نے تبنیت کرنے سے انکار کیا تھا بیوہ پر اوس سے تبنیت کا منظور کرنا لازم ہے جو اوسکی موت سے واسطے فایدہ روحانی شوہر کے کی ہو دیکھو مقدمہ رکہما بائی بنام رادہابائی (۷) گولپ کماری پر یہ فرض تھا کہ تبنیت کو منظور کرے میری گذارش یہ ہے کہ اوسکو ٹہیک اوسی حالت میں ہونا چاہیئے کہ گویا اوس نے دوسری بیوہ سے پسر متبنی کرنے کے کہا تہا وہ تبنیت پر اعتراض نہیں کرسکتی۔

جب وہ ہریو ناتھ ڈگری ہوں اور اقل درجہ ایک ان میں سے کوئی حق قابل نیلام جایداد میں نہ رکہتا ہو جیسی کہ صورت اسمقدمہ میں ہے تو نیلام منسوخ ہونا چاہیئے یہ بحث نہیں ہوسکتی کہ بعد تبنیت کے مادر متبنیت کنندہ کا کوئی حق قابل نیلام جایداد میں نہ تہا۔

بابو گولپ چندر سرکار کا جواب۔ مقدمہ رکہما بائی بنام رادہابائی (۷) میں دو بیوہ تہیں اور کوئی لڑکا نہ تہا جب کوئی شخص بلا چہوڑنے لڑکے کے مرجاتا ہے تو ممکن ہے کہ ایک بیوہ پر یہ فرض مذہبی ہو

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۸ (۲) ویکلی رپورٹ پریوی کونسل جلد ۲ صفحہ ۱۵ ریلیف رپورٹ ہند مولوہ صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۴ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۶ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۳ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۹۱ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۹۹ (۷) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی اپیل دیوانی جلد ۵ صفحہ ۱۸۱

کہ دوسری بیوہ کی کی ہوئی تبنیت کو منظور کرے۔

تجویز عدالت (میکفرسن صاحب و بنرجی صاحب جسٹسان) حسب ذیل ہی

یہ اپیل بنا راضی ایک حکم کے ہے جو جج ماتحت مرشدآباد نے حسب دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق منسوخی نیلام جایداد غیر منقولہ اس بنا پر کہ مدیونان ڈگری کا کوئی حق قابل نیلام اوسمین نہ تہا صادر کیا تہا۔

جس ڈگری کے اجرا مین نیلام ہوا تہا وہ اپیلانٹان عدالت ہذا نے گولپ کماری برامنیا اور بہاری کماری برامنیا بیوگان نراین سنگہ متوفی پر بربنائے رہن نامہ نوشتہ مسماتان مذکور موسومہ ڈگریداران حاصل کی تہی۔ بعد ہوجانے نیلام کے مدیونان ڈگری اور خریدار نیلام نے درخواست ہائے منسوخی نیلام گذرانی مدیونان نے یہ حجت کی کہ نیلام بوجہ ایسی بیضابطگی کے کہ جس سے اونکا نقصان ہوا باطل تہا اور خریدار نے یہ حجت کی کہ مدیونان ڈگری کا کوئی حق قابل نیلام جایداد نیلامی مین نہ تہا درخواست مدیونان ڈگری عدالت ماتحت نے نامنظور کی مگر خریدار نیلام کی درخواست منظور کی جج ماتحت ذی علم کی یہ رائے ہوئی کہ مدیونان ڈگری گولپ کماری و بہابنی کماری کا کوئی حق قابل نیلام جایداد نیلامی مین نہ تہا کیونکہ جایداد جو ابتدا مسماتان مذکور کے شوہر کی تہی مسمی جانکی سنگہ کو پہونچ گئی تہی جسکو بہابنی کماری نے بموجب اجازت اپنے شوہر نراین سنگہ کے متبنی کیا تہا۔

اپیل مین منجانب ڈگریداران یہ حجت کی گئی ہے کہ فیصلہ غلط ہے اور اولاً عدالت ماتحت کو یہ تجویز کرنا چاہیے تہا کہ مدیونان ڈگری بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ایک اون مین سے گولپ کماری مستحق جایداد کی بطور وارث اپنے پسر متوفی شب پرشاد کے تہی جسکو نراین سنگہ کی وفات پر ترکہ پہونچ چکا تہا اور دوم عدالت ماتحت کو یہ بھی تجویز کرنا چاہیے تہا کہ اگر جایداد جانکی سنگہ پسر متبنی کو پہونچ بہی گئی ہو تو بہی وہ اجرا ڈگری محصلہ اپیلانٹان مین قابل نیلام تہی کیونکہ وہ ڈگری مبنی اوپر ایک رہن نامہ کے تہی جو بیوگان نے واسطے ایفائے قرضجات اپنے شوہر متوفی کے لکہا تہا۔

جن واقعات پر حجت اول مبنی ہے اور جو ہمارے روبرو متنازعہ نہین ہے مختصراً یہ ہین جایداد متنازعہ ایک شخص نراین سنگہ کی تہی جو ایک ہندو تابع قانون متاکشرا تہا اور جو دو بیوگان گولپ کماری اور بہابنی کماری اور ایک پسر شیب پرشاد جو گولپ کماری سے تہا زندہ چہوڑ کر فوت ہوا جایداد مذکور جایداد موروثی نراین سنگہ کی تہی جو اوس تک اپنے پدر سے ورثتاً آئی تہی نراین سنگہ نے بذریعہ ایک دستاویز کے جو وصیت نامہ نامزد کی گئی ہے اپنے بیوہ بہابنی کماری کو اجازت

سنہ ۱۸۹۵ ع
فیض الدین علی خان
بنام
تین کوڑی شاہ

پسر متبنی کرنے کی درحالیکہ پسر نامبردہ شب پرشاد نا کتخدا مر جاوے دی ہتی لیکن کوئی انتظام
اپنی جایداد کا اوس نے نہین کیا تہا اور وہ بموجب دہرم شاستر کے ورثتاً ہو پہنچنے کے لئے ہو
شب پرشاد کی وفات پر جو نا کتخدا مر گیا بہابنی کماری نے بموجب اجازت اپنے شوہر کے جانکی سنگ کو
سنہ ۱۸۹۱ء مین گود لیا۔ رہن نامہ کہ جس پر ڈگری موسومہ اپیلانٹان مبنی ہے بیست سنہ ۱۸۹۲ء مین تحریر پایا تہا
اور ڈگری مورخہ ۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء یعنی سنہ ۱۲۹۸ مین کسی وقت کی ہے ان واقعات کی بنا پر اپیلانٹان کے
وکیل ذی علم کو یہ حجت ہے کہ چونکہ خاندان تابع قانون متاکشرا ہے اور جایداد متنازعہ نراین سنگہ
کی جایداد موروثی تہی لہذا اگر اوس کو وصیت نامہ مذکورہ مین کوئی شرط متعلق انتظام جایداد نامبردہ کے
اور مشعر محدودی یا لگانے قید کے اوس حق پر جو اوس کے پسر کو پہونچتا مندرج ہوتی یا اوس کے مندرج
ہونے کی تعبیر کیجا سکتی تو بھی نامبردہ کسی طرح پر اوس کے انتظام کرنیکا مجاز نہ تہا اور وفات نامبردہ پر
جایداد حقاً اوس کے پسر شب پرشاد کو پہونچ گئی۔ اور شب پرشاد کی وفات پر گوپ کماری نے بحیثیت
اوس کی مان کے جایداد ورثتاً پائی اور بہابنی کماری کے پسر واسطے نراین سنگہ کے متبنی کرنے سے
وہ حق جو گوپ کماری کو بحیثیت وارثہ شب پرشاد کے حاصل ہو گیا تہا جا نہین سکتا تہا تائید اس دلیل
کے متعدد مقدمات کا حوالہ دیا گیا جن مین سے ہم اس مقام پر صرف مقدمہ لچھمن داد نایک بنام
رام چندر داد نایک (۱) کا تذکرہ کرتے ہین جو صاف طور پر ایک نظیر واسطے اس مسئلہ کے ہے۔
کہ ایک شخص ہندو تابع قانون متاکشرا اپنی جایداد کا انتظام نسبت کل یا جز کے بذریعہ وصیت نامہ کے
نہین کر سکتا اگر اوس کا لڑکا یا کوئی اور شریک خاندان جو اوس کے ساتھ شامل ہو موجود ہو۔ اور
مقدمات موہن مئی دیبیا بنام راجکشور اچارجی چودہری (۲) و انا ما بنام موہالی بیدی (۳) و ریومئی چودہرائن
بنام شاما چرن چودہری (۴) کا ذکر کرتے ہین کہ جن سے یہ مسئلہ قایم ہوتا ہے کہ لیک حق جو بذریعہ وراثت کسی
شخص کو حاصل ہو گیا ہو بوجہ تبنیت مابعد واسطے کسی شخص کے علاوہ اوس شخص کے کہ جس کی ذریعہ سے شخص اول الذکر
دعوی دار ہے جا نہین سکتا شب پرشاد کی وفات پر جایداد جو اصل مین نراین سنگہ کی تہی۔ اور کلیتاً
شب پرشاد کو پہونچ گئی تہی اوس کی مان گوپ کماری کو ورثتاً پہونچی وہ تبنیت جانکی سنگہ مین شریک
نہ تہی اور تبنیت جانکی سنگہ کا جسکو بہابنی کماری نے بطور پسر متبنی نراین سنگہ کے گود لیا یہ اثر نہین ہو سکتا کہ
گوپ کماری اوس جایداد سے جو اوسے اپنے پسر سے ورثتاً پائی تہی محروم ہو جاوے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸ و لا رپورٹ اپیل ہای متعلقہ ہند جلد ۷ صفحہ ۱۸۱ (۲) ویکلی رپورٹر پریوی کونسل
جلد ۳ صفحہ ۱۵ و اپیلہای ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۹ (۳) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۱۰۸

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۶ -

سنہ ۱۸۹۵ع فیض الدین یکم جون بنام تین کوڑی مشا

رسپانڈنٹان کے وکیل ذی علم نے مقدمات سند اکمنی داسی بنام اوناتھ دے (۱) وسوربیادہ ننددن بنام سیلاجاکانت داس مہاپاتر (۲) کے سدرہ کے ساتھ استدلال کیا لیکن یہ مقدمات مقدمہ حال سے صریحاً قابل امتیاز ہین اون دونون مقدمات مین لپسر متبنی جو محرومی ایسے شخص کے کہ جس کو پہلے حق حاصل ہو چکا تھا دعویدار جایداد کا تھا مالک قسم ذکور اخیر کا پسر متبنی تھا۔ اور جس شخص کو وہ محروم کرنیکا دعویدار تھا وہ ایکمقدمہ مین تو اوس کی سوتیلی مان بذریعہ تبنیت واگر یہ الفاظ استعمال کئے جاوین اور دوسرے مقدمہ مین ایک شریک اوس کے پدر تبنیت کنندہ کا جایداد مشترکہ مین تھا۔ مگر مقدمہ ہذا مین وہ شخص جسکی تبنیت کا اثر محرومی بیان کیا جاتا ہے یعنی جانکی سنگہ پسر متبنی مالک ذکور اخیر شب پرشاد کا نہین ہے بلکہ پسر متبنی اوس کے پدر نراین سنگہ کا ہے جو مالک جایداد کا قبل شب پرشاد کے تھا اور ہماری رائے مین یہ ایک اہم فرق ہے وہ قاعدہ قانون کہ جسپر مقدمہ سند اکمنی داسی بنام اوناتھ دے (۱) مین عمل کیا گیا تھا یا ین الفاظ بیان کیا گیا ہے کہ پسر متبنی مالک ذکور اخیر کا جو مالک کامل جایداد کا تھا مستحق پانے اوس کل جایداد کا اور اوس جایداد مین ہر ایسے شخص کو حق سے محروم کرنیکا ہے کہ جسکا استحقاق بذریعہ وراثت اوس کے استحقاق سے فروتر ہے اور جو بحالت عمل مین آنے تبنیت کے قبل وفات لغیر مالک کامل کی وارث نہین ہو سکتا تھا لیکن ایسا پسر متبنی بحیثیت وارث مرحوم سوائے اپنے پدر تبنیت کنندہ کے کسی اور شخص کی جایداد کا دعویٰ کرنے کا مستحق نہین ہے جبکہ وہ جایداد قبل اوس کی تبنیت کے کسی وارث کو علاوہ اوس بیوہ کے جس نے اوس کو متبنی کیا ہو پہنچ چکی ہو۔ ہماری دانست مقدمہ ہذا صریحاً تحوا سے جزو اخیر قاعدہ مذکور مین جو اسطرحپر بیان کیا گیا داخل ہوتا ہے۔

یہ بحث کی گئی ہے کہ گوپ کماری بیوہ کا ان نراین سنگہ پہ یہ فرض مذہبی تھا کہ بہابنی کماری کی کی ہوئی تبنیت کو منظور کرے اور اگر یہ صورت ہے تو بہابنی کماری کی کی ہوئی تبنیت کی نسبت یہ تصور کرنا چاہیئے کہ وہ گوپ کماری کی رضامندی مفہوم سے عمل مین آئی اور اوس حالت مین تبنیت مذکور کی اگر یہ تاثیر ہو کہ مسماۃ مذکور جایداد سے محروم ہو جاوے تو کوئی بے انصافی نہ ہو گی یہ نہین بیان کیا گیا ہے کہ گوپ کماری نے کوئی رضامندی صریح نسبت تبنیت جانکی سنگہ منجانب بہابنی کماری کے ظاہر کی تھی اور جب یہ صورت ہے اور گوپ کماری نے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۹ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۵
(۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۶۹ -

۱۸۹۵ء
فیض الدین علی
بنام
تین کوڑی

جایداد نہ اپنے شوہر سے بلکہ اپنے بھرسے وراثتاً پاتی ہے تو ہماری والست مین یہ تجویز کرنا مد سے تجاوز کرنا ہوگا کہ مساۃ مذکورہ پر کوئی ایسا فرض اپنی سعت کی کی ہوئی تبنیت کے منظور کرنیکا تہا۔ کہ جس کا یہ اثر ہوگا کہ وہ اس مقدمہ مین اپنی جایداد سے محروم ہوجاے۔

پس بربناے نظایر ہم کو یہ تجویز کرنی لازم ہے کہ بہابنی کماری کی کی ہوئی تبنیت کا یہ اثر ہوگا کہ حق گوپ کماری کا جاتا رہے اور اگر یہ صورت ہے تو یہ نہین کہا جا سکتا کہ مدیونان ڈگری کا کوئی حق قابل نیلام جایداد مین نہ تہا۔

منجانب رسپانڈنٹان یہ بحث کی گئی کہ بہرحال ایک ملزوم ڈگری یعنی بہابنی کماری کا کوئی حق کسی قسم کا جایداد نیلامی مین باین لحاظ کسی بر تو مقدمہ کے نہ تہا ممکن ہے کہ یہ امر بالکل صحیح ہو لیکن اس سے کسی صورت حالت رسپانڈنٹان کی بہتر نہین ہوجاتی کیونکہ بموجب اون اسباب کے جو ہم تبنیت مقدمہ کے قایم کرتے ہین بہابنی کماری کا کوئی حق جایداد نیلامی مین نہ تہا۔ لیکن گوپ کماری دیگر مدیون ڈگری مالک کل حق واقع جایداد مذکور کی تہی۔

بموجب اس راے مقدمہ کے بحث دوم پر جو منجانب اپیلانٹان پیش کی گئی غور کرنا غیر ضروری ہوگیا۔

حکم عدالت ماتحت متعلق منسوخی نیلام اس بنا پر کہ مدیونان ڈگری کا کوئی حق قابل نیلام جایداد نیلامی مین نہ تہا منسوخ ہونا چاہیے اور نیلام بحال ہونا چاہیے اپیلانٹان مستحق اپنے خرچہ کے ہین۔   اپیل منظور ہوا

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس مسٹر ڈبلیو کومر پیتھرم نائیٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
۸ اپریل

درباری مندر (سایل) *   بنام   جگولال (فریق مخالف)

منظوری نالش فوجداری مجوبہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۹۵ و ۴۳۹ و ۴۳۹ - اختیار سشن جج کا حکم صادرہ مجسٹریٹ ضلع مین دست اندازی کرنے کا منظوری جدید کا عطا ہونا بعد انقضا ے چہ ماہ کے تاریخ منظوری اول سے

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی حکم صادرہ الیف ڈبلیو بیڈ کاک صاحب سشن جج بہاگلپور صادرہ ۱۸ فروری ۱۸۹۵ء۔

۱۸۹۵ء
دربار ی مندر
بنام
جگولال

سشن جج اور مجسٹریٹ ضلع دونون حسب دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری مجاز دینے حکم تحقیقات مزید کے ہین لیکن سشن جج کو اختیار کرنے تجویز ثانی کا نسبت ایسے حکم کے نہین ہے جو مجسٹریٹ ضلع نے حسب دفعہ مذکور بشرط انکار تحقیقات مزید کے صادر کیا ہو سشن جج مجاز ہین کہ اس معاملہ مین ہائیکورٹ سے حسب دفعہ ۴۳۸ الم استصواب کرین :-

اگرچہ مہینے بعد عطائے منظوری بموجب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے گذرجاوین اور اس عرصہ مین حسب منظوری مذکور نالش فوجداری نہ کی جاوے تو مدعی مجاز نہین ہے کہ منظوری جدید حاصل کرے اور بربنائے اوس منظوری جدید کے مقدمہ دائر کرے ان الفاظ کے کہ چھ مہینے اوس تاریخ سے کہ جس تاریخ کو منظوری دی گئی تھی یعنی یہ معنی چاہین کہ چھ ماہ اوس تاریخ سے کہ جس تاریخ کو منظوری اول مرتبہ دیگئی تھی اور نہ کسی تاریخ مابعد سے کہ جس تاریخ کو اوس حکم کے مضمون کا اعادہ کیا گیا ہو۔

منصف سے کہ جس نے تجویز اوس نالش کی کی ہے کہ جس پر درخواست منظوری پیدا ہوئی نالش فوجداری کی منظوری عطا کرنے سے انکار کیا اور جس منصف نے کہ ابتدا منظوری نالش فوجداری کی عطا کی تھی وہ اور تھا اور وہ منصف کہ جس نے منظوری جدید عطا کی نہ تو وہ منصف تھا کہ جس نے مقدمہ کی تجویز کی تھی اور نہ وہ منصف تھا کہ جس نے منظوری نالش فوجداری ابتداءً عطا کی تھی۔

تجویز ضمنی۔ اندرین حالات یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ آیا منظوری اوس قسم کی تھی کہ جس کا تذکرہ دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ہے۔

ایک شخص جگولال (فریق مخالف) نے منجانب راجہ رلب نراین سنگھ ۱۸۹۳ء مین کسی وقت منصف مسدہ پورہ کے یہان درخواست درباری مندر سائل پر نالش فوجداری کرنے کی منظوری کے لئے بابت جرایم دفعات ۱۹۳ و ۴۶۸ و ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے کہ جنکا ارتکاب کرنا سائل کی نسبت ایک نالش مین جسکی تجویز منصف مذکور نے سال گذشتہ مین کسی وقت مین کی تھی ظاہر کیا گیا پیش کی منصف مذکور نے منظوری عطا کرنے سے انکار کیا۔ لیکن بر طبق اپیل تحقیقات مزید کا حکم صادر ہوا اور بالآخر بتاریخ ۱ مارچ ۱۸۹۴ء منصف مذکور کے جانشین عہدہ نے منظوری عطا کی اس حکم کی نارضی سے جج ضلع کے یہان اپیل ہوا اور ہائیکورٹ کے سامنے معاملہ پیش ہونے پر وہ حکم بحال رہا۔ ہائیکورٹ نے تجویز کی کہ باوجود اوس انکار کے جو اول مرتبہ منصف نے کیا تھا منصف کو یہ اختیار حاصل تھا کہ لیکن منظوری بربنائے روئداد جدید عطا کرے حکم ہائیکورٹ کا مورخہ ۲۰ اگست ۱۸۹۴ء تھا اور

۸ ستمبر کو جگہ لال نے ڈپٹی مجسٹریٹ مدہ پورہ کے یہان درباری مندر سایل پر مقدمہ دایر کیا۔ لیکن ۳۰ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو سایل اس بنا پر رہا کیا گیا کہ بوقت دایر ہونے مقدمہ کے ۲ ماہ سے زیادہ عرصہ تاریخ منظوری یعنی ۱ مارچ ۱۸۹۴ء سے گذر گیا تہا۔

اس پر جگولال نے ۸ نومبر کو اوس منصف کے جانشین سے کہ جس نے ۱ مارچ کو منظوری عطا کی تہی درخواست واسطے منظوری جدید کے کی جو یکم دسمبر کو عطا کی گئی مگر ڈپٹی مجسٹریٹ کی کہ جس نے درباری مندر سایل کو ۳۰ اکتوبر کو رہا کیا تہا یہ راے ہوئی کہ وہ معاملہ مین تحقیقات مزید نہین کر سکتا تہا۔ تاوقتیکہ اوس کو مجسٹریٹ ضلع ایسا کرنیکا حکم نہ دے چنانچہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے ضلع سے استصواب کیا۔ مجسٹریٹ ضلع نے ۲۲ دسمبر کو یہ حکم صادر کیا۔ میری دانست مین یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ منظوری جدید کے عطا ہونے سے دفعہ ۱۹۵ (مجموعہ ضابطہ فوجداری) سے گریز کیا جا سکتا ہے اگر یہ امر جائز ہوتا تو یہ اصول مسماعت کہ قاعدہ عوام کا اس مین ہے کہ نزاعات ختم ہون زایل ہو جاتا۔

بنا راضی اس حکم کے جگولال نے سشن جج کے یہان درخواست دی جس نے ۱۵ فروری ۱۸۹۵ء کو مجسٹریٹ ضلع کو یہ ہدایت کی کہ وہ خود یا بذریعہ کسی اور مجسٹریٹ کے اس معاملہ مین تحقیقات مزید کرے یہ حکم اس امر کی وجہ ظاہر کرنے کا حاصل کیا گیا کہ حکم منصف کا جسکی رو سے منظوری جدید یکم دسمبر ۱۸۹۴ء کو عطا کی گئی تہی اور حکم سشن جج کا ۱۸ فروری ۱۸۹۵ء کا جسکی رو سے ہدایت تحقیقات مزید کی کی گئی۔ دونون منسوخ کیون نہ کئے جاوین :۔

مسٹر پی ایل راے و بابو امریندر ناتھ چٹرجی و بابو مہو پہوشن گنگولی بتائید حکم مذکور منجانب سایل حاضر ہوئے :۔

اڈوکیٹ جنرل (سر چارلس پال) و بابو جوگندر ناتھ گہوس منجانب فریق مخالف وجہ ظاہر کرنے کے لئے حاضر ہوئے :۔

مسٹر پی ایل راے ۔ حکم سشن جج کا خلاف اختیار ہے اوس کو حسب دفعہ ۴۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ اختیار حاصل نہ تہا کہ مجسٹریٹ ضلع کے حکم کی نسبت جس نے تحقیقات مزید کا حکم دینے سے انکار کیا تہا تجویز ثانی کرے بموجب دفعہ مذکور کے سشن جج اور مجسٹریٹ ضلع کو اختیارات مساوی حاصل ہین لیکن اس کے یہ معنے نہین ہین کہ جب فریقین ان مین سے ایک حاکم کے یہان ہو آئے ہون اور جس امر کی اونہون نے استدعا کی تہی وہ حاصل نہ کر سکے ہون تو وہ دوسرے حاکم کے یہان جاوین اور اوس حکم کا اپیل کرین اگر سشن جج کی یہ راے تہی کہ حکم مجسٹریٹ ضلع کا ناقص تہا۔ تو اوس کو

۱۹۰۵ء
بہمن عین علی خان
بنام
تن کوڑی شاہا

چاہیئے تہا کہ ہائی کورٹ سے حسب دفعہ ۴۳۸ اوس معاملہ مین استصواب کرتا دیکھو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام تیپر سنگہ (۱) و ہیرامن دسے بنام رام کماراین (۲)

منصف کو کوئی اختیار منظوری دوم عطا کرنیکا تاریخ منظوری اول سے چہہ ماہ گذر جانے کے بعد نہتا دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین حکم واسطے ایسی کارروائی کی نہین ہے اوس دفعہ مین صریحاً یہ لکہا ہے کہ منظوری جو اوس دفعہ کے بموجب دی گئی ہو صرف چہہ ماہ تک نافذ رہے گی اور وجہ اوس قاعدہ کی یہ ہے کہ کوئی شخص مجاز اسکا نہو کہ عدالت سے منظوری حاصل کرکے پہر اوس کو ملزم کے سر پر ایک میعاد غیر معین تک بغرض خوف دلانے کے ڈال رکہے اور اگر کسی شخص کو یہ اجازت ہو کہ ہر چہہ ماہ پر منظوری جدید کی درخواست بار بار کیا کرے تو غرض مذکور فوت ہوجاویگی کوئی وجہ جیسا کہ اندر مقدمہ دائر نہ کرنیکی نہین بتلائی گئی اور نہ کوئی خاص وجوہ منظوری جدید کے عطا کرنے کے ظاہر کی گیئن دیکھو مقدمہ جگیو سنگہ بنام ہری ہر پرشاد سنگہ (۳)

ایڈوکیٹ جنرل (مسٹر چارلس پال) نے وجہ استدعا ظاہر کی سشن جج کو حسب دفعہ ۴۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری اختیار تحقیقات مزید کے حکم دینے کا حاصل تہا۔ کیونکہ مجسٹریٹ ضلع نے کوئی حکم صادر نہین کیا تہا محض ایک رائے ظاہر کی تہی مقدمہ ہیرامن دسے بنام رام کماراین (۲) جس کا حوالہ دوسری طرف سے دیا گیا متعلق نہین ہوتا۔ اوس مقدمہ مین صرف یہ تجویز ہوئی تہی کہ مجسٹریٹ ضلع مجاز اسکا نہ تہا کہ ہائیکورٹ سے حسب دفعہ ۴۳۸۔ ایک ایسے مقدمہ مین استصواب کرے جسکو سشن جج نے اپیل مین فیصل کردیا ہو۔

ایک عدالت کو جس نے منظوری واسطے نالش فوجداری کے حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری عطا کی ہو منظوری جدید عطا کرنیکا اختیار حاصل ہے اگر وہ منظوری جو پہلے عطا کی گئی تہی بوجہ انقضائے میعاد کے بیکار ہوگئی ہو مقدمہ گلاب سنگہ بنام دیبی پرشاد (۴) مین یہی تجویز ہوئی ہے

تجویز ہائیکورٹ (بتہیم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس)

حسب ذیل ہے

واقعات کہ جن سے یہ حکم پیدا ہوا حسب ذیل ہین۔ ایک شخص جگو لال نے منجانب راجہ سر بلبہ نرائن سنگہ ۱۹۰۳ء مین منصف مادہےپورہ سے دربار بی مند رسایل پر نالش فوجداری

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۶۲ (۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۷۷
(۲) " " " کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۶ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۵۴۔

۱۸۹۵ع

درباری مندر بنام جگو لال

کرنے کی منظوری کے لئے بابت حلف دروغی وجعلسازی کے کہ جسکا ارتکاب کرنا سایل کی نسبت ایک نالشمین جسکی تجویز منصف مذکور نے سال گذشتہ مین کی تہی ظاہر کیا گیا۔ درخواست کی اول تو منظوری عطا نہین کی گئی۔ لیکن حاکم اعلی کے یہان اپیل ہونے پر حکم تحقیقات مزید کا صادر ہوا اور بالآخر جانشین منصف مذکور نے ۱۰ مارچ ۱۸۹۳ع کو منظوری عطا کی

اِس حکم کی ناراضی سے جج ضلع کے یہان اور بعدہ عدالت ہذا مین اپیل کیا گیا لیکن حکم مذکو بحال رہا عدالت ہذا نے یہ تجویز کی کہ باوجود انکار اول کے منصف کو یہ اختیار حاصل تھا کہ بعد کو بربناے مدیدہ جدید منظوری عطا کرے۔

حکم عدالت ہذا کا مورخہ ۹ اگست ۱۸۹۴ع تہا اور ۲۸ ستمبر کو جگو لال نے ڈپٹی مجسٹریٹ مادہی پورہ کے یہان مقدمہ دایر کیا۔ چنانچہ سایل درباری مندر گرفتار ہوا لیکن بتاریخ ۴ اکتوبر رہا کیا گیا اس بنا پر کہ وقت دایر ہونے مقدمہ (۲۸ ستمبر) کے چھ ماہ سے زیادہ عرصہ تاریخ منظوری (۱۰ مارچ) سے گذر چکا تہا :-

اس پر ۹ نومبر کو جگو لال نے اوس منصف کے جانشین سے جس نے ۱۰ مارچ کو منظوری عطا کی تہی واسطے جدید منظوری نالش فوجداری کے درخواست کی اور منظوری جدید یکم دسمبر کو عطا ہوئی مگر ڈپٹی مجسٹریٹ کی جس نے سایل حال کو ۴ اکتوبر کو رہا کیا تہا یہ راے ہوئی کہ وہ اوس معاملہ مین تحقیقات مزید نہین کرسکتا تہا تاوقتیکہ مجسٹریٹ ضلع اوسکو ایسا کرنیکا حکم نہ دے چنانچہ اونہون نے اوس عہدہ دار سے ۵ اپریل کو استصواب کیا :-

۲۴ دسمبر کو مجسٹریٹ ضلع نے حکم ذیل صادر کیا۔ میری دانست مین یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ منظوری جدید کے عطا ہونے سے دفعہ ۱۹۵ سے گریز کیا جا سکتا ہے اگر یہ امر جایز ہوتا تو اصول حد سماعت یعنی فایدہ عوام کا اسمین ہے کہ نزاعات ختم ہون زایل ہو جاتا۔

بعد اوس کے جگو لال نے سشن جج سے درخواست کی جس نے ۱۵ فروری ۱۸۹۵ع کو مجسٹریٹ ضلع کو یہ ہدایت کی کہ وہ خود یا بذریعہ کسی اور مجسٹریٹ کے اس معاملہ مین تحقیقات مزید کرے

بعد اس کے حکم حال اس عدالت سے اس امر کی وجہ ظاہر کرنے کا حاصل کیا گیا کہ حکم منصف کا جسکی رو سے یکم دسمبر ۱۸۹۴ع کو منظوری جدید عطا کی گئی تہی اور حکم سشن جج کا ۱۵ فروری ۱۸۹۵ع کا جسکی رو سے بابت الزامات حلف دروغی وجعلسازی کے تحقیقات مزید کرنیکی ہدایت کیگئی۔ دونون منسوخ کیون نہ کئے جاوین :-

۱۸۹۵ء
دہاری مندر
بنام
جگیشال

اولاً یہ حجت کی گئی کہ سشن جج کو کوئی اختیار منسوخی حکم مجسٹریٹ ضلع کا جو حسب دفعہ ۴۳۷ مجموعہ کے صادر ہوا تہا نہ تہا۔ اور ثانیاً یہ کہ حسب الفاظ دفعہ ۱۹۵ منصف مجاز اسکا نہ تہا کہ منظوری جدید نالش فوجداری کی بعد اس کے کہ بوجہ انقضائے میعاد کے منظوری بیکار ہوگئی تہی عطا کرے :-

امر اول سشن جج کے روبرو پیش کیا گیا تہا لیکن اوس حاکم کی یہ رائے ہوئی کہ اوس کو اختیار حاصل تہا کیونکہ مجسٹریٹ ضلع نے کوئی حکم حسب دفعہ ۴۳۷ مجموعہ کے صادر نہین کیا تہا۔ مگر ہماری دانست مین یہ امر صاف ہے کہ مجسٹریٹ ضلع نے تحقیقات مزید کا حکم دینے سے انکار کیا اور اوسکا ایسا کرنا ایک حکم حسب دفعہ مذکور سمجہنا چاہیئے مجسٹریٹ ضلع اور سشن جج دونون حسب دفعہ ۴۳۷ تحقیقات مزید کا حکم دینے کے مجاز ہین لیکن جب ان مین سے ایک حاکم نے تحقیقات مزید کرنے سے انکار کر دیا ہو تو ہماری دانست مین یہ کارروائی بہر حال نامناسب ہوگی کہ دوسرا حاکم اوسکا حکم دے اگر سشن جج کی یہ رائے تہی کہ حکم مجسٹریٹ ضلع کا غلط تہا تو وہ اس معاملہ مین عدالت ہذا سے حسب دفعہ ۴۳۸ استصواب کرنیکا مجاز تہا لیکن یہ صاف رائے ہماری ہے کہ اوس کو نسبت ایک ایسے حکم کے جو مجسٹریٹ ضلع نے حسب دفعہ ۴۳۷ صادر کیا تہا خود تجویز ثانی کرنے کا اختیار نہ تہا۔

مگر چونکہ سشن جج کارروائی مجسٹریٹ ضلع کی رپورٹ واسطے حکم عدالت ہذا کے کرنیکا مجاز ہوتا اور اب بہی وہ مجاز ایسا کرنیکا ہے لہذا ہماری یہ رائے ہے کہ ہم کو امر دوم کو جو اس حکم مین پیش کیا گیا ہے فیصل کرین یعنی یہ کہ آیا جس حالت مین کہ منظوری عطیہ حسب دفعہ ۱۹۵ بوجہ انقضائے میعاد کے قبل اس کے کہ کوئی نالش بموجب اوس کے شروع کیجاوے بیکار ہوگی ہو مدعی مجاز اسکا ہے یا نہین ہے کہ منظوری جدید حاصل کرے اور بربنائے اوس منظوری جدید کے مقدمہ دایر کرے -
مقدمہ جگدیو سنگہ بنام ہری ہر پرشاد سنگہ (۱) مین یہ حجت روبروئے ایک بنچ عدالت ہذا کے پیش کی گئی تہی اور اوس بنچ نے اس امر پر کوئی رائے ظاہر کرنا غیر ضروری سمجہا اسوجہ سے کہ بفرض اس کے بہی کہ منصف کو جس نے اوس مقدمہ مین منظوری جدید عطا کی تہی اوس کے عطا کرنے کا اختیار حاصل تہا عدالت کی یہ رائے ہوئی کہ اوس نے صحیح اختیار تمیزی اوس عطا کرنے مین استعمال نہین کیا تہا معاملہ درخواست گلاب سنگہ بنام مہبی پرشاد (۲) اسٹریٹ صاحب قایم مقام چیف جسٹس نے جو تنہا اجلاس کر رہے تہے یہ رائے ظاہر کی کہ منظوری جدید عطا کی جاسکتی ہے اگر وہ منظوری جو پہلے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۷۷۰ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۵۴ ۔

۱۸۹۹ء
درباری مندر
بنام
جگو لال

عطا ہو چکی تھی بوجہ انقضائے میعاد کے بیکار ہو گئی ہو لیکن وہ رائے محض بطور اظہار رائے تھی کیونکہ تجویز یہ ہوئی کہ مقدمہ بموجب منظوری اول کے جو اوس مقدمہ مین دی گئی تھی ہنوز دائر تھا لیس جہان تک کہ ہم کو علم ہے اس امر کا تصفیہ نہین ہوا ہے اور اس وجہ سے دفعہ کے الفاظ و منشا پر غور کرنا ضروری ہے :-

دفعہ ۱۹۵ باب ۱۵ مجموعہ مین شامل ہے جسکے عنوان مین یہ الفاظ ہین "اختیارات عدالت ہائے فوجداری در بارہ تحقیقات و تجویز اور وہ مد ب شرائط جو واسطے شروع کرنے کارروائی کے ضرور ہین) مین داخل ہے اون اجزا کو چھوڑ کر جو بحث حال سے غیر متعلق ہین دفعہ مذکور حسب ذیل ہے :-

"کوئی عدالت سماعت نہ کرے گی - (ب) ایسا جرم جو مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعات ۱۹۳ یا ۱۹۴ یا ۱۹۵ یا ۱۹۶ یا ۱۹۹ یا ۲۰۰ یا ۲۰۵ یا ۲۰۶ یا ۲۰۷ یا ۲۰۸ یا ۲۰۹ یا ۲۱۰ یا ۲۱۱ یا ۲۲۸ کے بموجب قابل سزا ہو جب وہ جرم کسی کارروائی عدالتین یا بتعلق اوس کے سرزد ہوا ہو الا بمنظوری یا برطبق استغاثہ اوس عدالت کے یا کسی اور عدالت کے جس کی عدالت اول الذکر ماتحت ہو (ج) ایسے جرم کی جسکی تصریح دفعہ ۴۶۳ مین ہے یا جو قابل سزا حسب دفعہ ۴۷۱ یا ۴۷۵ یا ۴۷۶ مجموعہ مذکور کے ہے جب وہ جرم کسی مقدمہ مروجہ عدالت کے کسی فریق کی طرف سے نسبت کسی دستاویز کے سرزد ہو جو اوس کارروائی مین بطور شہادت کے داخل ہوئی ہو الا بمنظوری ماقبل یا برطبق رجوع استغاثہ اوس عدالت یا کسی اور عدالت کے جسکی عدالت اول الذکر ماتحت ہو گی

ہر منظوری یا اوسکا انکار جو اس دفعہ کے بموجب وقوع مین آئے اوس کے منسوخ کرنے کا اوس حاکم کو اختیار ہے جس کے ماتحت حاکم منظوری دہندہ یا انکار کنندہ ہو اور کوئی منظوری اوس تاریخ سے جب منظوری عطا ہو چھ مہینے سے زیادہ عرصہ تک بحال نہ رہے گی :"

پس جو بات کہ اس دفعہ مین صریحاً لکھی ہے وہ یہ ہے کہ بابت جرائم مصرحہ ضمنہائے ب و ج کوئی عدالت فوجداری اون کی سماعت نہ کرے گی تاوقتیکہ وہ عدالت کہ جسکو اوس جرم سے تعلق ہے خود مقدمہ قایم نہ کرے خواہ اوس کے دایر ہونے کی منظوری عطا کرے اور جس صورت مین کہ عدالت خود مقدمہ قایم نہ کرے مگر اوس کے دایر ہونے کے لئے منظوری عطا کرے یہ لازم ہے کہ تاریخ منظوری سے چھ ماہ کے اندر مقدمہ دایر کیا جائے نسبت استغاثہ از جانب خود عدالت کے کوئی میعاد جسکی پابندی لازم ہو مقرر نہین ہے اور صاف ظاہر ہے کہ عدالت یا تو بطور استغاثہ یا حسب احکام باب ۴۵ ہر وقت کارروائی کر سکتی ہے لیکن جس حالت مین کہ عدالت کام نالش فوجداری کرنے کا دوسرے

۱۸۹۵ء
دربار ی مندر
بنام
جگو لال

سے سپرد کرے یعنی جبکہ وہ محض منظوری نالش فوجداری کی عطا کرے تو اوسصورت مین منشاے صاف دفعہ مذکور کا یہ پایا جاتا ہے کہ مقدمہ تاریخ منظوری سے چھ ماہ کے اندر شروع ہونا لازم ہے اور وجہ اس قاعدہ کی ایک نہایت کارآمد وجہ پائی جاتی ہے کہ کوئی شخص مستغیث مجاز اسکا نہو۔ کہ عدالت سے منظوری نالش فوجداری حاصل کرکے پھر اوسکو ملزم کے سر پر ایک میعاد غیر معین تک بغرض خوف دلانے کے ڈال رکہے۔

پس اگر یہ صحیح معنی دفعہ مذکور کے ہین۔ تو ہماری رائے مین یہ نہایت کارآمد حکم قانونی بالکل باطل ہوجاتا ہے اگر کوئی شخص مجاز اسکا ہو کہ درخواست منظوری جدید کی ہر چھ ماہ پر بار بار کرے۔ اگر ارباب کی اجازت دی جاوے تو ہماری رائے مین منظوری عدالت کی اس غرض سے ہوگی۔ کہ ایک شخص مستغیث وہی امر عمل مین لاسکے کہ جس کے انسداد کا منشا قانون کا ہے اور علاوہ برین یہ امر محض بذریعہ غلط استعمال لفظ منظوری کے ہوسکتا ہے اگر عدالت منظوری نالش فوجداری کی عطا کرتی ہے تو ایک ہی دفعہ عطا کرتی ہے ممکن ہے کہ کوئی حکم جدید ہو جو ایک اور پرچہ کاغذ پر بعد چھ ماہ کے لکھا گیا ہو۔ لیکن وہ منظوری جدید نہین ہے وہ صرف اعادہ منظوری اول کا ہے اور جب دفعہ مذکور مین چھ مہینے اوس تاریخ سے جب منظوری عطا ہو لکھے ہین تو ہماری دانست مین اوس کے یہ معنی سمجھنے چاہئین کہ چھ مہینے اوس تاریخ کہ جب منظوری اول مرتبہ عطا کی گئی تھی اور نہ کسی تاریخ مابعد سے کہ جب مضمون حکم کا اعادہ کیا گیا ہو۔

یہ رائے ہماری نسبت دفعہ مذکور کے ہے تو حکم واسطے منسوخ کئے جانے حکم سشن جج کے اور ہر ایسی کارروائی کے جو بموجب منظوری جدید مظہرہ کے عمل مین آئی ہو قطعی ہوجانا لازم ہے۔

ایک اور امر اہم اسمقدمہ مین پیدا ہوتا ہے مگر چونکہ اوسپر بحث نہین ہوئی لہذا ہم بجز اس کے کہ اوسکا ذکر کرین۔ اور کچہ تحریر کرنا غیر ضروری سمجھتے ہین یہ امر قابل تحریر ہے کہ اوس منصف نے جس نے واقعی تجویز اوس نالش کی کی تہی کہ جس سے درخواست منظوری پیدا ہوئی نالش فوجداری کی منظوری عطا کرنے سے انکار کیا تہا اور وہ منصف کہ جس نے اولًا منظوری نالش فوجداری کی عطا کی اور تہا اور وہ منصف جس نے منظوری جدید عطا کی نہ تو وہ منصف تہا کہ جس نے نالش کی تجویز کی تہی اور نہ وہ منصف تہا کہ جس نے اولًا منظوری نالش فوجداری عطا کی تہی۔

اندرین حالات ہماری دانست مین یہ امر نہایت مشتبہ ہے آیا منظوری مذکور اوس قسم کی تہی

ایسی کا تذکرہ دفعہ ۵۹۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ہے

حکم قطعی کیا گیا۔

استصواب فوجداری

اجلاس سر ڈبلیو کومر پیتھرم صاحب نائٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
یکم اپریل

کارپوریشن کلکتہ بنام اسٹنڈرڈ میراین انشورنس کمپنی

ایکٹ میونسپل کانسولیڈیشن کلکتہ (ایکٹ بنگال ۲ سنہ ۱۸۸۸ء) دفعہ ضمیمہ دوم۔ ذمہ داری ادا کرنی لیسنس ٹیکس میونسپلٹی کو ان کمپنی ہاے بیمہ کی جنکی رجسٹری انگلستان مین ہوئی ہو اور جو کلکتہ مین کاروبار بذریعہ آڑھتیوں کے کرتی ہین:—

اسٹینڈرڈ میراین انشورنس کمپنی چونکہ ایک کمپنی بیمہ ہے جسکی رجسٹری انگلستان مین ہوئی ہے اور وہ کاروبار بیمہ بذریعہ آڑہت ایک دوکان تاجران عام کے کلکتہ مین کرتی ہے لہذا وہ مستوجب ادائے لیسنس ٹکس کی کہ ازروے دفعہ ضمیمہ دوم ایکٹ میونسپل کانسولیڈیشن کلکتہ (ایکٹ بنگال نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۸ء) کے لگایا گیا ہے نہین ہے۔

کاروبار بیمہ اون پیشیون مین سے نہین ہے جو ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور مین بیان کئے گئے ہین اور دفعہ ۷ کی روسے ٹیکس صرف اون اشخاص پر لگایا جاتا ہے جو بعض یا کوئی ایک پیشہ تجارت یا کار منجملہ اون کے جو ضمیمہ مذکور مین بیان کئے گئے ہین کرتے ہون الفاظ دفعہ مذکور کی روسے تا نیز اوس کی اشخاص پر محدود ہے کہ جس لفظ مین جائنٹ اسٹاک کمپنیان جو خاص پیشہ ہاے مندرجہ ضمیمہ مذکور کرتی ہون داخل ہون۔

اسٹینڈرڈ میراین انشورنس کمپنی مستوجب لگائے جانے ٹکس کی بحیثیت رکھنے والے ایک مقام کاروبار کے حسب قسم ۸ ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور کے نہین ہے کیونکہ اوس کے آڑہتیے کوئی کاروبار کلکتہ مین خود اپنے دفترون مین نہین کرتے ہین اور خود کمپنی کا کوئی مقام کاروبار کلکتہ مین نہین ہے

یہ ایک استصواب حسب دفعہ ۴۳۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہے جو چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ نے کیا واقعات حسب ذیل ہین:—

مسٹران گلیڈاسٹن ولی کمپنی تاجران کلکتہ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء سے آڑہتیے کلکتہ کی اسٹینڈرڈ میراین انشورنس کمپنی لمیٹڈ کے چلے آتے ہین کہ جو ایک جائنٹ اسٹاک کمپنی ہے کہ جسکی رجسٹری انگلستان مین ہوئی ہے اور اوسکا صدر دفتر یا مقام کاروبار انگلستان مین ہے اور سرمایہ اوسکا پانچ لاکھ پونڈ ہے جسمین سے ایک لاکھ پونڈ ادا ہو گئے

* استصواب فوجداری نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۵ء از جانب ٹی اے پیرن صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ مورخہ ۲۱ فروری سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۵ء
کارپوریشن کلکتہ
بنام
اسٹنڈرڈ میرین
انشورنس کمپنی

ماہین سال سرکاری ۹۴-۱۸۹۳ء مین یعنی مابین یکم اپریل ۱۸۹۳ء و ۳۱ مارچ ۱۸۹۴ء کے مسٹران گلیڈسٹن ولی کمپنی نے بحیثیت آڑہتیون کمپنی مدعا علیہ کو اور اوس کمپنی کی طرف سے کل کام متعلق اون کی کاروبار بیمہ کے کئے لیکن اوس عرصہ مین کوئی درخواست لیسنس کی منجانب کمپنی مدعا علیہ کے نہین کیگئی اور نہ لیسنس حاصل کیا گیا بربنائے ان واقعات کے مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی کہ کمپنی مدعا علیہ مستوجب تشخیص ٹکس کی حسب دفعہ ۸۱ قسم ضمیمہ دوم ایکٹ میونسپل کانسولیڈیشن کلکتہ (ایکٹ بنگال نمبر ۲ ۱۸۸۸ء عیسوی کے تہی اور حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ مذکور عار جرمانہ کیا۔ لیکن حسب درخواست کمپنی مدعا علیہ کے مجسٹریٹ نے ہائیکورٹ سے حسب دفعہ ۴۳۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری استصواب کیا بحث جو واسطے رائے ہائیکورٹ کے بربنائے واقعات مجوزہ بالا پیش کیگئی یہ ہے

آیا اسٹینڈرڈ میرین انشورنس کمپنی مستوجب تشخیص حسب دفعہ ۸۰۔ ایکٹ بنگال نمبر ۲ ۱۸۸۸ء وضمیمہ دوم ایکٹ مذکور اقسام ادم کے ہے اور اگر ہے تو نمبر سر دہ اقسام مذکور کے کس مد کی رو سے؟

ایڈوکیٹ جنرل (سر چارلس پال) و مسٹر اوکینلی منجانب کارپوریشن کلکتہ حاضر ہوئے۔

مسٹر فلپس منجانب اسٹنڈرڈ میرین انشورنس کمپنی حاضر ہوئے۔

مسٹر فلپس۔ ازروئے احکام حصہ باب ۴۔ ایکٹ میونسپلٹی کلکتہ۔ ایکٹ بنگال نمبر ۲ ۱۸۸۸ء کے جائنٹ اسٹاک کمپنیان مستوجب حاصل کرنے لیسنس کی نہین ہین دفعات ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲۔ ایکٹ مذکور مین ذکر اشخاص کا ہے الفاظ اشخاص و کورنس جو دفعہ ۱۱ مین کارپوریشن و کمپنیان داخل نہین ہوسکتین اون مین تذکیر و تانیث نہین ہوسکتی ایکٹ عبارات عامہ (ایکٹ بنگال نمبر ۱ ۱۸۶۷ء) سے اس معاملہ مین مدد نہین ملتی کیونکہ دفعہ ۱۴۔ ایکٹ میونسپلٹی کلکتہ مین یہ صاف لکہا ہوا ہے کہ کن اغراض کے لئے لفظ شخص مندرجہ ایکٹ مذکور مین کمپنی داخل ہوگی ضمیمہ دوم۔ ایکٹ مذکور کا بلا تعلق الفاظ دفعات کے بنایا جانا پایا جاتا ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ لفظ شخص مندرجہ دفعہ ۸۰ کی توسیع بذریعہ اظہار مندرجہ ضمیمہ دوم۔ ایکٹ مذکور کے کردی گئی ہے کہ جس سے اوس مین کمپنیان داخل ہوتی ہین لیکن وہ توسیع بھی اگر ہے تو اوسی دفعہ کی رو سے محدود کردی گئی ہے صرف ایسی کمپنیان جو کوئی پیشہ تجارت یا کار منجملہ اون کے جو ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور مین مندرج ہین کرتی ہون ہر سال لیسنس حاصل کرینگی۔ اگر یہہ کہا جائے کہ بموجب ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور کے کل جائنٹ اسٹاک کمپنیان خواہ وہ کوئی پیشہ یا تجارت یا کار منجملہ اون کے جو ضمیمہ مذکور مین بیان کئے گئے ہین کرتی ہون یا نہ کرتی ہون داخل ہین تو تمام خیراتی جماعتین اور ایسوسی ایشن جو نفع کے غرض سے دفعہ ۲۶۔ ایکٹ کمپنی ہائے ہند کی رو سے قائم

۱۸۹۵ء
کارپوریشن کلکتہ
بنام
اسٹنڈرڈ میرائن
انشورنس کمپنی

نہین ہوتی ہین ستوجب یعنے لیسنس کی ہونگی - بے شک یہ منشاء اضعان قانون کا نہ تھا-

پھر ان الفاظ مستعملہ ضمیمہ کو سر کہ سرمایہ اداشدہ جسکا دس لاکھ روپیہ یا اوس سے زیادہ تک پہونچگیا ہو" یہ ظاہر ہے کہ سوائے کمپنی ہائے ہند کے اور کمپنیون کے داخل ہونیکا منشا نہ تھا اگر ایسا منشا ہو تو شرح مبادلہ کی کمی و بیشی سے لسنس پینے کی ذمہ داری مین فرق آویگا اسٹنڈرڈ میرائن انشورنس کمپنی اپنا کاروبار یہان بذریعہ آڑہتیون کے کرتی ہے - جنہون نے اپنا لیسنس حاصل کرلیا ہے کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ آڑہتیون کو اور اون لوگون کو بھی کہ جن کے وہ آڑہتیے ہین میونسپلٹی کو ٹکس ادا کرنا چاہیئے ایسے اشخاص ہین - جو تاجر بھی ہین اور غیر ملک کی کمپنیون کے آڑہتیے بھی ہین کیا اون کو لیسنس لینے سے اور اون لوگون کے لئے بھی کہ جن کے وے آڑہتیے ہین حاصل کرنا چاہیئے اون فوائد مین جو میونسپلٹی دیتی ہے آڑہتیے شریک اور اون سے مستفید ہوتے ہین اور نہ وہ لوگ کہ جن کے وے آڑہتیے ہین ضمیمہ دوم ضمن ۱ مین خود یہ حکم ہے کہ کسی شخص کو ایک سے زیادہ لیسنس ذاتی حاصل نہ کرنا ہوگا سپیرم صاحب چیف جسٹس محض آڑہت ضمیمہ مذکور مین داخل نہین ہے قسم ہائے ذمہ داری سرمایہ پر منحصر نہین ہے بلکہ الیت مقام کاروبار پر منحصر ہے - ہان مقام کاروبار خاص چیز ہے کمپنی کا کوئی علیحدہ مقام کاروبار یہان نہین ہے ایرچ سن بنام لاسٹ (۱) و ورل کمپنی بنام کالگہون (۲) دکالگہون بنام بروکس (۳) و گرینجروسن بنام گف (۴) مقدمات مذکور حسب انکم ٹکس ایکٹ (اسٹیٹوٹ ۱۶ و ۱۷ اجلوس وکٹوریا باب ۳۴) کے ہین اور وہ متعلق نہین ہوتے -

انکم ٹکس جو سرکار لیتی ہے وہ لیسنس ٹکس سے جو میونسپلٹی لیتی ہے نہایت مختلف قسم کا ہے پھر اگر اصول قایم مقامی اور ٹکس لگانیکا یکجا ایکٹ مذکور سے متعلق کیا جاوے تو یہ پایا جاتا ہے کہ دفعات ۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و دیگر دفعات جو بابت قایم ہونے کارپوریشن کے ہین سب یہ ظاہر کرتی ہین کہ جن اشخاص پر اثر پہونچے وہ اندر حدود مقامی میونسپلٹی کے ہون محوائے دفعہ ۴ مین ظاہر ہے کہ کمپنی ہائے ملک غیر داخل نہین ہین - ۳۰ یعم ادا یوم اشخاص ملک غیر کے لئے جو اور ملک مین رہتے ہون کافی نہ ہونگے نیز دیکھو دفعہ ۱۴۱ جو بابت نالشات فوجداری کے ہے اور دفعہ ۳۴۴ جس مین طریقہ تعمیل اطلاعنامہ کا حکم ہے ان سب سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ اشخاص جن پر اثر پہونچے اندر حدود مقامی میونسپلٹی کے ہون اور نہ اشخاص ملک غیر-

ایڈوکیٹ جنرل منجانب کارپوریشن - انشورنس کمپنی کلکتہ مین تجارت حسب محوائے دفعہ ۸۰ ضمیمہ دوم

(۱) لا رپورٹ کوینس بنچ ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۴۱ (۲) لارپورٹ کوینس بنچ ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۵۳۰ (۳) لارپورٹ مقدمات اپیل جلد ۴ صفحہ ۳۰۹ (۴) لارپورٹ (۱۸۹۵ء) کوینس بنچ جلد ۱ صفحہ ۱۷

۱۸۹۵ء
کارپوریشن کلکتہ
بنام
اسٹینڈرڈ میرین
انشورنس کمپنی

ایکٹ میونسپلٹی کلکتہ (ایکٹ بنگال نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۸ء) کرتی ہے اور وہ مستوجب یعنے لیسنس کی
ہے (بیتھرم صاحب چیف جسٹس ـ جائنٹ اسٹاک کمپنیان مستوجب ادائے لیسنس
ٹکس کی نہین ہین تاوقتیکہ وہ تجارت ہائے مندرجہ ضمیمہ دوم مین سے کسی قسم کی تجارت نہ کرین
مثلاً بیمہ کرنے والا یہ کار ضمیمہ مذکور مین بیان نہین کیا گیا ہے، واضعان قانون نے کوئی الفاظ عام
استعمال نہین کئے ہین صرف چند تجارتون کی تصریح کر دی گئی ہے کمپنی بیمہ کاروبار کرتی ہے ـ
تجارت یا کار نہین کرتی) ضمیمہ مذکور مین صرف اشخاص بیان کئے گئے ہین تجارت یا کار کا ذکر نہین
ہے پیشہ تجارت اور کار تین قسمین کاروبار کی ہین چوتھی قسم نہین ہو سکتی دفعہ ۷۰ کی توسیع بذریعہ
ضمیمہ دوم کے کر دی گئی ہے اگر بیمہ بیان کلکتہ مین کاروبار کرتی ہے تو اوسکو لیسنس ٹکس ادا کرنا
لازم ہے دیکھو ایکٹ انکم ٹکس (اسٹیچوٹ ۲۳ و ۲۴ جلوس وکٹوریا باب ۳۴ ـ بیمہ کرنیوالا بموجب
اوس ایکٹ کے دعوی بری ہونیکا نہین کر سکتا ـ

لفظ شخص کے جو معنی دفعہ ۳ ـ ایکٹ میونسپلٹی مین دئے گئے ہین اونکو مقدمہ حال سے کچھ
تعلق نہین ہے ـ از روئے احکام دفعہ ۲ ـ ایکٹ عبارات عامہ نمبر ۱ سنہ ۱۸۶۸ء کے اشخاص مین کمپنیان
داخل ہین ـ

ضمیمہ دوم مین یہ الفاظ لکھے ہین سرمایہ اداشدہ جنکا دس لاکھ روپیہ یا اوس سے زیادہ تک پہونچ
گیا ہو" لفظ پہونچ گیا ہو مصلحتاً استعمال کیا گیا ہے اوس کے معنی ہین برابر ہو یعنی مقصود ہے کہ
کمپنیان جنکا سرمایہ سکہ ملک چینی مین ہے داخل کیجائین اور مین مین یہ عرض کرتا ہون کہ کمپنی مدعا علیہ
مستوجب لئے جانے ٹکس کی بطور رکھنے والے مقام کاروبار کے حسب قسم ۷ ضمیمہ دوم ہے ـ

تجویز عدالت (بیتھرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل
ہے :-

جس بحث پر ہم کو غور کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا کمپنی بیمہ جسکی رجسٹری ساختہ سرمایہ اداشدہ ایک لاکھ
پونڈ کے انگلستان مین ہوئی ہے اور جو بذریعہ اڑہت ایک دوکان عام تاجران مقام کلکتہ سے
دستاویزات بیمہ کلکتہ مین دیتی ہے اور عام کاروبار بیمہ کا وہان کرتی ہے مستوجب ادا کرنے اوس
لیسنس ٹکس کی ہے یا نہین جو از روئے دفعہ ۸۰ ـ ایکٹ میونسپل کانسولیڈیشن کلکتہ کے لگایا جاتا ہے
ہماری دانست مین وہ مستوجب نہین ہے اور ہماری اس رائے کی وجہ یہ ہے کہ کاروبار بیمہ اون
پیشون مین سے نہین ہے جو ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور مین بیان کئے گئے ہین اور دفعہ ۸۰ مین صرف

۱۸۹۵ء
کارپوریشن کلکتہ
بنام
اسٹینڈرڈ لائف
انشورنس کمپنی

ایسے اشخاص پر ٹیکس لگایا گیا ہے جو بعض یا کوئی ایک پیشہ یا تجارت یا کاروبار مین سے جو اوس ضمیمہ مین بیان کیئے گئے ہین کرتے ہون الفاظ دفعہ مذکور کے یہ ہین ہر شخص جو کلکتہ مین کوئی پیشہ تجارت یا کار منجملہ اون کے جو ضمیمہ دوم مین مندرج ہین کریگا ہر سال لیسنس حاصل کریگا اور بابت اوس کے وہ رقم ادا کریگا جو ضمیمہ دوم مین بیان کی گئی ہے ۔ ضمیمہ دوم سات اقسام پر منقسم ہے جن مین سے ہر ایک مین ایک خاص تعداد محصول کی قایم کیگئی ہے اول ہر ایک جائنٹ اسٹاک کمپنی جس کا سرمایہ ادا شدہ دس لاکھ روپیہ یا اوس سے زیادہ تک پہونچگیا ہو دوم ہر دیگر جائنٹ اسٹاک کمپنی اور اشخاص جو تجارت ہائے یا کاروبار ہائے مصرحہ کرتے ہون اور جو ایک خاص مالیت ماہانہ کے مکان مین کرتے ہون اقسام سوم و چہارم و پنجم و ششم اس مین چند پیشے و تجارتین بلالحاظ مالیت اوس مکان کے جہان وہ کیئے جاتے ہون داخل ہین اور دیگر تجارتین اور کاروبار جو ایک خاص مالیت ماہانہ کے مکان مین کیئے جاتے ہون شامل ہین قسم (۶) اس مین ہر رکھنے والا دوکان یا مقام کاروبار کا جو کسی اور قسم مین شامل نہین ہے۔ داخل ہے اور دلال اور پھیری والے شامل ہین قسم ۷ اس مین تمام گھوم کر بیچنے والے جو ٹوکریون یا خوانون مین مال بیچنے کا لیکر پہرتے ہین داخل ہین کاروبار بیمہ کا کہین ذکر ضمیمہ مذکور مین نہین ہے کوئی الفاظ عام اوس مین نہین پائے جاتے جو اس قدر وسیع ہون کہ اون مین کاروبار بیمہ شامل ہو دلایل کارپوریشن کی یہ ہین کہ قسم اول مین تمام جائنٹ اسٹاک کمپنیان جو کلکتہ مین دس لاکھ کے سرمایہ ادا شدہ سے کاروبار کرتی ہین داخل ہین چاہے جو کچھ کاروبار اوسکا ہو اور گو وہ اس قسم کا ہو کہ اگر کوئی ایک شخص اوس کو کرے تو لیسنس کی ضرورت نہو اور اگر یہ صورت نہین ہے تو ہر شخص یا کمپنی جو کاروبار بیمہ بلکہ کسی قسم کا کاروبار کلکتہ مین کرے مستوجب ٹیکس کا بہ حالت مین بطور رکھنے والے ایک مقام کاروبار کے از روئے قسم ۶ کے ہے ہماری دانست مین یہ دلایل کارآمد نہین ہوسکتین غرض اقسام مذکور کی یہ ہے کہ ایسے اشخاص اہل تجارت یا پیشہ کے کہ جن کو لیسنس لینا چاہیئے گروہ یا اقسام قایم کی جائین تاکہ یہ ضرورت نہ ہو کہ جتنے پیشون کی بابت ٹیکس ادا کیا جائے گا اوتنے ہی دفعہ تعداد ٹیکس بار بار بیان کرنی پڑے لیکن کوئی امر ضمیمہ مذکور مین ایسا نہین ہے کہ جس سے توسیع تاثیر دفعہ مذکور کی ہو کہ جو بالفاظ صریح پیشہ ہا یا تجارت ہائے یا کار ہائے مندرجہ ضمیمہ مذکور پر محدود ہے تاوقتیکہ یہ نہ تصور کیا جاسے کہ کمپنی کے کاروبار کرنے سے وہ کاروبار اون مین داخل ہو جاتا ہے جو ضمیمہ مذکور مین مندرج ہین گو وہ کسی

الکٹرک کارپوریشن
بنام
بینڈ رومیلیا
موڑ بس کمپنی

قسم کا ہو ہماری دانست مین ایک ایسے دفعہ کی کہ جس کے الفاظ و معنی ہماری دانست مین صاف ہین ایسی تعبیر کرنا ممکن نہین ہے الفاظ کی رو سے تا بہ اوس کی انتخاص نہ پر حدود ہے جس لفظ مین بیشک وہ جائنٹ اسٹاک کمپنیان داخل ہین جو وہ خاص پیشے کرتی ہو ان کہ ضمیمہ مین مذکور ہین اور ہم یہ تصور کرتے ہین کہ اگر ہم ایکٹ کو بوجہ اس کے کہ کمپنیان ضمیمہ نین علیحدہ اقسام مین قایم کی گئی ہین کہ کمپنی سے کہ وہ فی الحقیقت کاروبار کرے نہ جو ضمیمہ مذکور مین سے کوئی کاروبار نہ کرتی ہو متعلق کرین تو تا وال صاف الفاظ و معنی ایکٹ مذکور کی ہوگی۔ ایسی تعبیر سے کمپنی پر ٹیکس اس وجہ سے لگ جائیگا کہ وہ ایک کمپنی ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ کاروبار ہمسے قابل تشخیص ٹیکس ہے کوئی کاروبار کرتی ہے وہ سوال جو پیش ہے یہ ہے کہ آیا کمپنی مستوجب لگانے ہے ٹیکس کی از روئے قسم ۲ کے لیور ٹینی والے ایک مقام کاروبار کے ہے یا نہین جواب منفی اس جہت کا یہ ہے کہ کمپنی کوئی مقام کاروبار کلکتہ مین نہین رکھتی کیونکہ مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو ان کا کاروبار اون کے الکٹرک مسٹران کلینڈ اسٹن والی کمپنی خود اپنے دفترون مین کرتے ہین اور یہان خاص کمپنی کا کوئی بھی مقام کاروبار نہین ہے ہمارا جواب استصواب کا یہ ہے کہ اسٹنڈ میراین الکٹرک کمپنی لمیٹڈ حسب دفعہ ۸ ایکٹ بنگال نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۰ء و ضمیمہ دوم ایکٹ مذکور مستوجب تشخیص نہین ہے۔

اجلاس سر ڈبلیو کومر پیتھرم صاحب نٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
۴ اپریل

ناتھ چونگ (مستغیث) بنام سرت چندر سرکار (ملزم)[*]

منظوری نالش فوجداری۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۱۹۵ و ۵۴۰ منظوری واسطے کرنے نالش فوجداری کے اور دلانا معاوضہ کا قید بجالت نہ ادا کرنے زر معاوضہ کے۔

مستغیث کو حکم ادا کرنے صد کا بطور معاوضہ کے ملزم کو ورنہ ایک ماہ قید محض مین رہنے کا حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہوا تھا اور اوسپر بابت جرایم دفعات ۲۱۱ و ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات کے نالش فوجداری کرنے کی منظوری بھی عطا کی گئی تھی تجویز ہوئی کہ اگر مجسٹریٹ کی یہ رائے تھی

[*] استصواب فوجداری نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۹۵ء از جانب الیف ایچ ہارڈنگ صاحب سشن جج میمن سنگھ مورخہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۵ع
شب ناتھ
بنام
سرت چندر

کہ یہ ایک ایسا مقدمہ تہا کہ جسمین حسب دفعات ۱۱۱ و ۴۲۰ و ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات منظوری نالش فوجداری کی طلب کرنی چاہیئے تو اوسکے حسب احکام دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کارروائی نہین کرنی چاہیئے تہی
لہذا یہ **تجویز ہوئی** کہ تہدید بحالت نہ ادا کرنے اوس معاوضہ کے جو دلایا گیا تہا خلاف قانون تہا ۔

مقدمہ ۲ مہجور ان کورمی بنام درگا چرن ساہو خان (۱) کی تقلید کیگئی ۔

یہ ایک استصواب حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب سشن جج میمن سنگہ کے ہی
یہی استصواب سے واقعات ذیل پائے جاتے ہین :-
۲۱ نومبر ۱۸۹۴ع کو شب ناتھ چونکہ مستغیث نے ایک استغاثہ عدالت ڈپٹی مجسٹریٹ مین داخل کیا
جسمین اوس نے سرت چندر ... نامی ہیڈ کانسٹبل پولیس اور آٹھ دیگر اشخاص پر کہ جنکا اوس نے نام
بیان کیا الزام جرائم دفعات ۱۴۳ و ۱۴۷ و ۳۴۲ و ۴۴۸ و ۳۴۲ و ۳۴۳ مجموعہ تعزیرات ہند لگایا مجسٹریٹ ضلع
نے مقدمہ واسطے فیصلہ کے سپرد جائنٹ مجسٹریٹ کے کیا صرف ایک ملزم ہیڈ کانسٹبل سرت
چندر ... طلب کیا گیا اوس نے یہ تسلیم کیا کہ مستغیث کے مکان کے اندر گئے تہے لیکن یہ بیان
کیا کہ بغرض گرفتاری ایک شخص کا مانع نہ ہونے سے ایسا کیا تہا جائنٹ مجسٹریٹ نے استغاثہ کا بیہودہ و دانستہ
جہوٹا ہونا کہا جانا تجویز کیا اور ملزم کو حسب دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کیا جائنٹ مجسٹریٹ
نے مستغیث پر حسب دفعہ ۲۱۱ و نیز حسب دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند نالش فوجداری کے واسطے
منظوری عطا کی اور یہ بہی ہدایت کی کہ مستغیث ملزم کو ۲۵ روپیہ معاوضہ حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ
فوجداری ادا کرے مستغیث نے بنارا حتی حکم منظوری نالش فوجداری کے اور بنارا حتی حکم
ادائے معاوضہ کے سشن جج کے یہان درخواست دی سشن جج نے منظوری نالش فوجداری
کو منسوخ کیا اور نسبت حکم ادائے معاوضہ کے ہائی کورٹ مین رپورٹ کی اور یہ گذارش کی کہ حکم
ادائے معاوضہ کا بہی جائز نہ تہا اور منسوخ ہونا چاہیئے بوقت پیشی استصواب کے کوئی حاضر نہین
ہوا ۔

تجویز ہائیکورٹ (بیہزم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس)
حسب ذیل ہے :-
یہ ایک استصواب سشن جج میمن سنگہ کی طرف سے ہے جنہون نے یہ تحریر کیا کہ حکم جائنٹ

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۹ ۔

۱۸۹۵ء
تسب ناتھ جونگ بنام سرت چند رسرکار

مجسٹریٹ بمقدمہ شب ناتھ جونگ بنام سرت چندر سرکار ہیڈ کانسٹبل جسکی رو سے مستغیث کو یہ حکم ہوا ہے کہ صہ معاوضہ ملزم کو حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری ادا کرے ورنہ ایک ماہ قید محض مین رہے منسوخ کیا جاوے یہ پایا جاتا ہے کہ جائنٹ مجسٹریٹ نے مستغیث پر بابت جہوٹے استغاثہ کرنے کے حسب دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند نالش فوجداری کرنے کی منظوری بہی عطا کی ۔ لیکن اوس منظوری کو سشن جج نے منسوخ کردیا ہے ۔

ہماری یہ راے ہے کہ یہ مقصود ہرگز نہ تہا کہ ایک ایسے مقدمہ مین جس مین مجسٹریٹ تجویز کنندہ کی یہ راے ہو کہ استغاثہ دیدہ و دانستہ اور عمداً جہوٹا کیا گیا تہا اور مستغیث پر بابت جرم دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے نالش فوجداری ہونی چاہیئے احکام دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بموجب کارروائی کی جائے ۔ پس اگر جائنٹ مجسٹریٹ کی یہ راے تہی کہ یہ ایک ایسا مقدمہ تہا کہ جس مین بابت جرم دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے منظوری واسطے نالش فوجداری کے عطا کرنی چاہیئے تو اوس کو حسب احکام دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کارروائی نہین کرنی چاہیئے تہی نالش فوجداری کی منظوری عطا کرنا یا ہدایت کرنا اور نیز حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری معاوضہ دلانیکی کارروائی کرنا ہماری دانست مین ایک نامناسب استعمال اختیار تمیزی حاکم موصوف کا تہا مقدمہ ملکہ معظمہ بنام روپن راے (۱) ایسی کارروائی سے جائنٹ مجسٹریٹ نے فی الواقع پہلے ہی سے نتیجہ اوس الزام کا جسکو وہ واسطے تجویز کے پیش کرتا تہا تجویز کرلیا ۔

مقدمہ ہذا مین سشن جج نے منظوری نالش فوجداری کو منسوخ کردیا ہے اور اوس کی وجوہ جو حاکم موصوف نے اپنی تجویز مین تحریر کئے ہین اون سے ہم کو اتفاق ہے اور انہین وجوہ سے ہم یہہ تصور کرتے ہین کہ ہم کو حکم مصدرہ حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری منسوخ کرنا چاہیئے

یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ہیڈ کانسٹبل ساتھ ایک گروہ آدمیون کے مستغیث کے گہر مین گہس گیا اور اوسکے مال کو بہت کچھ نقصان پہونچایا ۔ اور یہ نہین ثابت کیا گیا کہ ہیڈ کانسٹبل کا ایسا کرنا جایز تہا ۔ گو اوسکی غرض ایک شخص کا مایشخ کی گرفتاری سے ہو پس یہ کسی طرح پر صاف ظاہر نہین ہوتا ۔ کہ مستغیث کو طریق عمل پولیس سے ناراض ہونے کی وجہ معقول نہ تہی ۔

حکم قید کا بحالت نہ ادا کئے جانے زر معاوضہ کے جو دلایا گیا ہے ہماری دانست مین خلاف قانون ہے دیکہو مقدمہ رام جیون کرمی بنام درگا چرن سادہو خان (۲)

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۲۹۶ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۷۹ ۔

ہم جائنٹ مجسٹریٹ کے حکم حسب دفعہ ۵۰۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کو منسوخ کرتے ہین اور یہ ہدایت کرتے ہین کہ مبلغ ؎ اگر مستغیث سے وصول کیا گیا ہو تو اوس کو واپس کیا جاوے

حکم منسوخ ہوا۔

اپیل دیوانی

باجلاس گھوس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
۱۹ فروری

رسول جہان بیگم (مدعاعلیہا) بنام رام سرن سنگھ وغیرہ (مدعیان)*

دہرم شاستر۔ بیوہ۔ رواج ازدواج ثانی ہندو بیوہ کا۔ محرومی ڈگری جو ایک مختلف بنائے مخاصمت پر عطا کیگئی۔

ہندو بیوہ دوسری شادی کرنے پر اوس جایداد سے جو اوس کے شوہر اول سے ورا ثتاً پہونچی ہو محروم ہو جاتی ہے گو بموجب رواج مروجہ اوس کی قوم کے ازدواج ثانی جایز ہو مقدمہ مورگا بی بنام ویرم کلی (۱) کی تقلید کیگئی۔ مقدمہ منگنی گپتا بنام رام رتن رائے (۲) کا حوالہ دیا گیا و مقدمہ ہر سرن داس بنام نندی (۳) سے اختلاف کیا گیا:۔

مدعیان کی نالش یہ تھی کہ وہ ایک جایداد کے مالکان مشترک ساتھ بہیا رام کے بحیثیت شرکائے خاندان مشترکہ تابع قانون متاکشرا کے تھے بعد وفات بہیا رام کے ۳ ۔ حصہ جایداد کا حسب ایکٹ رجسٹری اراضی بنام اکالو کنور مادر بہیا رام درج رجسٹر ہوا گو مدعیان مالکان قابض تھے اور اکالو کنور مستحق محض نان و نفقہ کی تھی اکالو کنور نے ۱ ۔ حصہ اپنی لڑکی اور نواسے کے نام بلا استحقاق ہبہ کر دیا اور بموجب ہبہ نے بابت اوس حصہ کے ٹھیکہ زر پیشگی دیدیا اور زر پیشگی داران اور بیوہ قابض ہو گئے پس مدعیان نے استدعا واسطے دلا پانے قبضہ کے باثبات اپنے استحقاق ملکیت مظہرہ کے اور اگر یہ نہو تو واسطے اس استقرار کے کی کہ وہ وارثان مودی تک بہیا رام کے تھے اور اس حیثیت سے وہ پابند ہبہ و پٹہ زر پیشگی مذکور کے نہ تھے اکالو کنور دوران نالش مین مرگئی یہ پایا گیا کہ مدعیان مالکان

* اپیل ڈگری عدالت اپیل نمبر ۱۱۶۹ سنہ ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری جی جی ڈے صاحب جج ضلع شاہ آباد مورخہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء مشتر بحالی ڈگری بابو اتیاس چندر ستر جج ماتحت ضلع مذکور مورخہ ۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۲ء (۱) انڈین لا ریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۲۶ (۲) انڈین لا ریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۸۹ (۳) انڈین لا ریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۰۔

۱۸۹۵ء
رسول جہان بیگم
بنام
رام سرن سنگھ

مشترک ساتھ بھیارام کے حسب منظہر نہ تہے مگر بحیثیت وارثان مودی ونستحق نصف کی اکالوکنور کی وفات پر بعد ارجاع نالش کے ہوئے تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعیان نے دعوی دلاپانے قبضہ کا نالش مین کیا تہا۔ اور چونکہ اکالوکنور قبل شروع ہونے تجویز مقدمہ کے مرگئی لہذا مدعیان مستحق اوس بارہ کار کے تہے گو اونہون نے استدعا اوس کی ایک ایسی بناپر کی تہی جو اوس بناسے مختلف تہی کہ جس پر اونہون نے ڈگری پائی :—

بیانات اہم مندرجہ عرضی نالش مقدمہ ہذا یہ تہے کہ مدعیان اور ایک شخص لالورام اور اوس کا لڑکا بھیارام شرکا ایک خاندان مشترکہ تابع قانون متاکشرا کے تہے اور ۸ حصہ موضع ... مرئی اون کی جایداد خاندان مشترکہ تہی لالورام پہلے مرگیا اور بعد اوس کے بھیارام اپنی مان اکالوکنور اور اپنی بیوہ بدہاء دیوی کو زندہ چہوڑ کر فوت ہوا اور وہ دونون خاندان مشترکہ مین رہتی تہین ایکٹ جسٹری اراضی ال ایسٹ انکال نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۶ء کے صادر ہونے پر ۸ حصہ اکالوکنور کے نام واسطے اوس کی خاطرداری کے درج رجسٹر کیا گیا لیکن مدعیان مالکان قابض رہے بعد ازان سنہ ۱۸۹۰ء مین اکالوکنور نے ایک ہبہ نامہ اوس حصہ کا بحق اپنی دختر و نواسہ (مدعاعلیہما نمبر ۱ و ۲) کے تحریر کیا اور نامہ الیہان نے سنہ ۱۸۹۲ء مین اوس حصہ کا ٹہیکہ زرپیشگی سات سال کے لیئے یافتہ زرپیشگی داران (مدعاعلیہما نمبر ۱ و ۲) نے بموجب ٹہیکہ کے قبضہ کرلیا۔ بعد اس کے عرضی نالش مین یہ بیان کیا گیا کہ اکالوکنور (مدعاعلیہا نمبر ۲) کو صرف حق بیوہ خاندان مین پرورش پانیکا حاصل تہا اوسکو کوئی حق ہبہ مذکور کے کرنیکا نہ تہا اور اوس نے سنہ ۱۸۹۰ء مین ایک اقرارنامہ بحق مدعیان تحریر کیا تہا۔ جس مین اوس نے اونکی ملکیت کو قبول کیا تہا اور یہ تسلیم کیا تہا کہ اوسکو صرف حق نان ونفقہ کا تہا بحالات مذکورہ بالا مدعیان نے یہ استدعا کی کہ قبضہ حصہ مذکور کا مع واصلات دلایا جاوے یا اگر یہ نہو تو یہ اقرار دیا جاوے کہ مدعیان وارثان خود ہی بھیارام کے تہے اور اس حیثیت سے وہ پابند ہبہ نامہ نوشتہ مدعاعلیہا نمبر ۳ دستاویز زرپیشگی نوشتہ مدعاعلیہما نمبر ۱ و ۲ کے نہ تہے۔

مدعاعلیہ نمبر ۲ نے جسکا اب قایم مقام اپیلانٹ ہے اپنی بیان تحریری مین اون بیانات سے انکار کیا جو مدعیان نے بنسبت خاندان مشترکہ و قبضہ مشترکہ کے کیئے تہے اور یہ بیان کیا کہ ۸ حصہ موضع مذکور کا جایداد مکسوبہ خاص لالورام کی تہی اور چونکہ بھیارام اپنے باپ کی حیات مین مرگیا تہا۔ لہذا اکالوکنور وارث جایداد کی بعد وفات لالورام کے ہوئی اور وہ اب بہی اوس پر قابض تہی مدعاعلیہم نمبر ۱ و ۲ وارثان جایز لالورام کے تہے اور ہبہ بحق اون کے اور ٹہیکہ زرپیشگی جو اونہون نے بنام

۱۸۹۵ء
رسول جہان بیگم
بنام
رام سرن سنگہ

مدعا علیہا نمبر ۲ وہ تحریر کیا تہا معاملات جانتے تھے اور علاوہ برین اکالوکنور نے بعد ارجاع ہن نالش کے اوس حصہ مدعا علیہ نمبر ۴ کے ہاتہ بیع کر دیا تہا۔

اکالوکنور جو ابتدا مدعا علیہ نمبر ۳ تہی اوس عرصہ مین کہ نالش عدالت مرافع اولی مین دایر تہی فوت ہو گئی

جج ماتحت کہ جن کی عدالت مین نالش دایر ہوئی تہی بربنائے شہادت یہ تجویز کی کہ بیانات مدعیان نسبت ملکیت مشترکہ صحیح تہے مگر یہ تجویز کی کہ بہیارام اپنے باپ لالورام کے بعد زندہ تہا۔ اور وارث اوس کی جایداد کا ہوا اور بعد وفات بہیارام کے اوس کی بیوہ بہاہوکنور وارث اوس کے ترکہ کی ہوئی لیکن چونکہ اوس نے دوسرا شوہر کر لیا لہذا اوس کے حقوق بحیثیت بیوہ بہیارام جاتے رہے اور کالوکنور بحیثیت مادر قابض اوس کے ترکہ کی ہوئی جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ چونکہ اکالوکنور ابتدا جلوع اس نالش کے مر گئی لہذا مدعیان بحیثیت وارثان عود مستحق ڈگری قبضہ حصہ متنازعہ کی ہو گئے

جج ضلع نے بر طبق اپیل یہ تحریر کیا کہ مقدمہ ہذا مین چونکہ ازدواج ثانی از روئے رواج قوم کے جایز ہے لہذا ایکٹ ۱۵ ۱۸۵۶ء اوس سے متعلق نہین ہوتا لیکن قاعدہ محرومی مندرجہ ایکٹ مذکور عام اصول دہرم شاستر پہ مبنی ہے اور اوس حالت مین بہی کہ ازدواج ثانی از روئے رواج کے جایز ہو بیوہ اپنی حق واقع ترکہ شوہر اول سے ازدواج ثانی کرنے پر محروم ہو جاتی ہے۔ جج ضلع نے ان تجاویز سے جو عدالت مرافع اولی نے کی تہین اتفاق کیا اور ڈگری عدالت مذکور کو بحال رکہا۔

رسول جہان بیگم مدعا علیہا نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو دادا کالی مکرجی و مولوی سید محمد طاہر منجانب اپیلانٹ۔

مولوی محمد یوسف منجانب رسپانڈنٹان۔

بابو دادا کالی مکرجی۔ اسمقدمہ مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ اوس قوم (اگرہری) مین کہ جس قوم کا بہیارام تہا ایک ایسا رواج تہا کہ جسکی روسے ازدواج ثانی بیوگان کا جایز تہا پس حکم محرومی مندرجہ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۵۶ء اسمقدمہ سے متعلق نہین ہوتا مقدمہ ہرسرن داس بنام نندی (۱) متعلق ہے دہرم شاستر مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس کی وجہ سے بیوہ اپنے حقوق واقع ترکہ اپنے شوہر اول سے محروم ہو جاوے مقدمہ منی رام کولیتا بنام کیری کولتیانی (۲) بتائید میری حجت کے ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۷۶ ولا رپورٹ اپیلہائے جلد ۷ صفحہ ۱۱۵

۱۸۹۵ء
رسول جہان بیگم
بنام
رام سرن سنگہ

مقدمہ متنگی گپت بنام رام رتن رائے (۱) نظیر ایک مختلف امر کی ہے اور مقدمہ مورو گنی بنام ویرم کلی (۲) مین یہ تجویز ہوئی تہی کہ ایسا دستور یا رواج دکہن کی شودر قومون مین تہا کہ جس کی رو سے بیوگان ازدواج ثانی پر اپنا حق چہوڑ دیتی ہین اس مقدمہ مین رواج مجوزہ بتائید ازدواج ثانی کرکہ کوئی ایسا رواج تجویز یا دریافت نہین ہوا ہے کہ جسکی رو سے بیوہ اپنے حق سے ازدواج ثانی پر محروم ہو جاوے چونکہ بدامو کنور اپنے حق سے محروم نہین ہوتی ہے لہذا نالش مدعیان کامیابی نہین ہوسکتی علاوہ برین مدعیان نے دعوی دلاپانے قبضہ کا اس بنا پر کیا تہا کہ وہ شرکا ایک خاندان مشترک کے ساتہہ بہیارام کے تہے۔ وہ وجہ ساقط ہوگئی۔ لہذا مدعیان مستحق ڈگری قبضہ کے اس نالش مین نہین ہین اکالوکنور وقت ارجاع نالش کے زندہ تہی اور کوئی بنائے مخاصمت واسطے دلاپانے قبضہ کے نہ تہی اگر نالش واسطے استقرار کے سمجہی جاوے تو اوس مین تمادی عارض ہے

مولوی محمد یوسف وکیل رسپانڈنٹان سے جواب نہین طلب کیا گیا۔

تجویز عدالت (گہوس صاحب وگارڈن صاحب جسٹسان) گہوس صاحب جسٹس نے صادر فرمائی۔

گہوس صاحب جسٹس۔ یہ نالش واسطے دلاپانے قبضہ چند جایداد ہائے مندرجہ ہبہ نامہ نوشتہ مسماۃ اکالوکنور موسومہ مدعا علیہا اومورخہ ۹ مارچ ۱۸۸۰ء کے ورنہ واسطے اس استقرار کے تہی کہ ہبہ نامہ مذکور ناجایز تہا اور مدعیان پر قابل پابندی نہ تہا مدعیان نے دعوے بحیثیت ورثائے متوفی ترکہ مسمی بہیا سنگہ کا کیا نابروگان نے یہ بیان کیا کہ وہ اور بہیا سنگہ شرکا ایک ہندو خاندان مشترک تابع قانون متاکشرا کے تہے اور بعد وفات بہیا سنگہ کے وہ قابض کل جایداد خاندان مشترکہ کے تہے گو مسماۃ اکالو بہیا سنگہ نے ناجایز طور پر ہبہ نامہ مذکور بنام مدعا علیہا نمبر اول تحریر کیا مدعیان نے یہ بہی بیان کیا کہ مسماۃ مذکور نے ایک اقرار نامہ ستمبر ۱۸۸۹ء مین بنام مدعیان تحریر کیا تہا جس مین اُس نے اونکا استحقاق نسبت جایداد متنازعہ کے تسلیم کیا تہا اس مقام پر ہم یہ بیان کرتے ہین کہ نالش مسماۃ اکالو کی حیات مین شروع کی گئی تہی۔ لیکن وہ دوران نالش مین قبل شروع ہوے تجویز کے مرگئی اور جو امور عدالت ماتحت مین پیش کئے گئے اون مین سے ایک یہ پایا جاتا ہے کہ آیا مدعیان درحالیکہ بیوہ مذکور بتاریخ ارجاع نالش زندہ تہی قبضہ جایداد متنازعہ کے دلاپانے مین کامیاب ہوسکتے ہین :-

(۱) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۹۹ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۲۶-

سنہ ۱۸۷۴ء
رسول جہان
بنام
رام سنگہ

مدعا علیہا اپیلانٹ دعویدار ہو جب ایک ڈیکری رہینگی کے تہی جو مدعا علیہا نمبر ادم سے دیا تہا۔ اور اوس نے یہ عذر کیا کہ نہ تو بہیا سنگہ اور نہ اوسکا باپ لالورام فریق خاندان ہندو مشترکہ کے ساتھ مدعیان کے تہے اور بہیا سنگہ لالورام سے پہلے مرگیا تہا اور لالورام کی وفات پر جایداد اوسکی بیوہ مسماۃ اکالو کو پہونچی اور مسماۃ مذکور نے جو بیعنامہ ۹ مارچ ۱۸۶۸ء کو بحق مدعا علیہا نمبر ادم تحریر کیا وہ جایز تہا۔

ہر دو عدالت ماتحت کی یہ تجویز پائی جاتی ہے کہ مدعیان اور بہیا سنگہ شرکا خاندان ہندو مشترکہ کے نہ تہے مگر لالورام کی وفات پر جایداد اوس کے پسر بہیا سنگہ کو پہونچی اور مسماۃ اکالو مجاز تحریر کرنے بیعنامہ کی بحق مدعا علیہا نمبر ادم کے نہ تہی مگر یہ پایا جاتا ہے کہ وقت تجویز کے عدالت مرافعہ اولی مین مدعا علیہ کی جانب سے ظاہرا اول ہی مرتبہ یہ بحث کیگئی تہی کہ آیا مدعیان بغرض اس کے کہ بہیا سنگہ لالورام کے بعد زندہ رہا۔ اس وجہ سے کامیاب ہو سکتے ہین کہ نامبردہ کی وارث اوس کی بیوہ مسماۃ بدامو کنور ہوئی ہو پایا گیا۔ کہ اس مسماۃ نے بعد وارث ہونے ترکہ بہیا سنگہ کے دوسری شادی کر لی اور اس ازدواج ثانی کے ہونے پر جایداد مسماۃ اکالو کے ہاتہ مین پہونچ گئی۔ کیونکہ ہم کو تجویز منصف کی اسی طور پر معلوم ہوتی ہے جس نے یہ تجویز کیا۔ کہ مسماۃ بدامو کنور کے دوسرا شوہر کر لینے پر اوس کے کل حقوق نسبت ترکہ بہیا سنگہ کے جاتے رہی اور اسوجہ سے اوس کی ماں بموجب دہرم شاستر کے بحثیت وارث قریب ترین نامبردہ قابض تہی اور بعد اوس کی وفات کے مدعیان مستحق وارث ہونے کے تہے نسبت اس بحث کے کہ آیا مدعیان درحالیکہ نالش حیات مسماۃ اکالو مین دایر ہوئی تہی ڈگری اس نالش مین پا سکتے تہے ہر دو عدالت کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ قبل اس کے کہ ڈگری اس نالش مین صادر کی گئی مدعیان مستحق وارث ہونے جایداد مقبوضہ مسماۃ اکالو کے تہے۔ تو کوئی وجہ اس کی نہ تہی کہ وہ دوسری نالش کرنے پر مجبور کئے جاوین اور جج ضلع ذی علم نے نسبت بحث متعلقہ حق مسماۃ بدامو کنور بیوہ بہیا سنگہ کے جیسا کہ روبرو حاکم موصوف کے اپیل مین پیش ہونا پایا جاتا ہے حسب ذیل تحریر کیا ہے مقدمہ ہذا مین ازدواج ثانی ازروئے رواج قوم کی جایز ہے اور مین یہ نہین سمجھتا کہ ایکٹ ۱۵ ایسی صورتون سے متعلق ہو لیکن میرے نزدیک یہ پایا جاتا ہے کہ حسب تحریر ولسن صاحب جسٹس بمقدمہ متنگنی گپت بنام رام رتن رائے[1] قاعدہ محرومی مندرجہ ایکٹ ۱۵ تمام اصول دہرم شاستر پر مبنی ہے اور اوس صورت مین بہی کہ ازدواج

[1] انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۸۹ بصفحہ ۲۹۲ —

۱۹۰۰ء [illegible] بنام [illegible] سنگھ

ثانی اگرچہ رواج جائز ہو لیکن ایسے ازدواج سے محرومی تمام حق وارثیت کی شوہر اول سے ہوجاتی ہے اس مقدمہ مین یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ امر تسلیم کیا گیا تھا کیونکہ بہیا کی بیوہ بیس سال سے زیادہ عرصہ سے وراثت سے خارج ہے اور اوس نے کوئی دعوی نسبت اوس کے نہین کیا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ عدالتین ماتحت نے نالش مدعیان کو واسطے دلا پانے قبضہ جایداد متنازعہ کے ڈگری کیا ہے

اپیل دوم مین جو منجانب مدعاعلیہا رجوع ہوا اوسکے وکیل ذی علم مدعاعلیہا نے ہمارے روبرو یہہ حجت کی ہے کہ بموجب رواج مروجہ اوس قوم کے کہ جس مین مدعیان کا خاندان ہے ازدواج ثانی بیوگان کا جایز ہے مسماۃ بدامو کنور قانوناً اپنے حق وارثیت جایداد اپنے شوہر سے کہ جس کو اوس نے اوس کی وفات پر پایا محروم نہین ہوئی نسبت اس امر کے ہم کو اول تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حجت صحیح طور پر اس مقدمہ مین پیدا نہین ہوتی۔ کیونکہ جیسا کہ مین اوپر ظاہر کر چکا ہون مدعاعلیہا کے مقدمہ مین یہ بیان نہین تھا کہ بدامو کنور وارث بہیا سنگھ کی نسبت اس جایداد کے بحیثیت اوسکی بیوہ کے ہوئی اور بدامو کنور اپنے ازدواج ثانی کے بعد ہی جایداد مذکور پر قابض رہی یا وقت ارجاع نالش کے وہ اوس جایداد کی مستحق رہی بلکہ مقدمہ مدعاعلیہا کا یہ تھا کہ بہیا سنگھ لاولد اوس سے پہلے مرگیا تھا اور اس وجہ سے اوس کا کوئی استحقاق نسبت جایداد متنازعہ کے نہ تھا۔ اور باہجا خاتجاویز جج ماتحت و جج ضلع دونون کے ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ بدامو کنور وارث جایداد کی بحیثیت بیوہ بہیا سنگھ کے ہوئی۔ مگر تاہم اوس کے ازدواج ثانی پر اوس کا تعلق جایداد سے بالکل جاتا رہا اور اس امر کے وقوع مین آنے پر جایداد مسماۃ اکالو کے ہاتھ مین بحیثیت وارثہ قریب ترین اپنے پسر بہیا سنگھ کے پہونچ گئی۔ لیکن اگر یہ ضروری ہو کہ ہم کوئی رائے نسبت اس بحث قانونی کے ظاہر کرین۔ جو ہمارے روبرو پیش ہوئی ہے۔ تو ہماری دانست مین ہم کو مقدمہ مورو گنی بنام ویرم کلی (۱) کا حوالہ دینا کافی ہوگا جس مین حکام ذی علم نے کہ جنہون نے اوس مقدمہ کو فیصل کیا اپنی رائے نسبت اس بحث کے حسب ذیل ظاہر کی۔ واضح ہو کہ وہ اصول کہ جس کی بنا پر بیوہ کو بحالت نہ ہونے کسی وارث ذکور کے حق حین حیاتی اپنے شوہر متوفی کا پہونچتا ہے یہ ہے کہ وہ جزو باقی ماندہ اپنے شوہر کا ہے۔ اور جس صورت مین کہ قاعدہ نسبت ازدواج ثانی کے سخت نہ رہا ہو اور ازدواج ثانی جایز ہو گیا ہو

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۲۶

۱۸۹۵ء
رسول جہان بیگم
بنام
رام سرن

یہ نہین فرض کیا جا سکتا۔ کہ از روے اوس قانون کے کہ جسکی یہ تو میین پابند ہین۔ بیوہ جایز نہ ہوگا۔ کہ واسطے قایم رہنے اُس غلط اصول کے جسپر حق تمتع مبنی ہے بحالت نہونے کسی ورثا کے جایداد بیوہ کے پاس کہ جس نے ازدواج ثانی کرلیا ہے رہنے[1] اور یہی راے ولسن صاحب جسٹس نے مقدمہ متنگنی گپت بنام رام رتن راے (۲) مین ظاہر کی تہی۔ اور ہم یہ کہتے ہین کہ ہم کو اس سے کلیتاً اتفاق ہے ہمارے نزدیک ازدواج ثانی سے بیوہ اوس حق سے جو محض حق بیوہ تہا اور جو اوس نے اپنے شوہر سے وراثتاً پایا تہا محروم ہوگئی۔ گو کہ بسبب اوس کی قوم کے رواج کے ازدواج ثانی جایز تہا۔ اور جایداد مسماۃ اکالو کو بطور وارثہ قانونی اپنے شوہر بہیما سنگہ کے پہونچی۔

ایک امر جو ہمارے روبرو وکیل ذی علم نے پیش کیا ہے یہ ہے کہ آیا مدعیان درحالیکہ نالش بحیات مسماۃ اکالو دایر ہوئی تہی مستحق ڈگری قبضہ کے اس مقدمہ مین ہین۔ اس مین شبہ نہین ہے کہ جس بنا پر مدعیان نے اپنی نالش مبنی کی تہی وہ اوس بنا سے مختلف تہی۔ کہ جس پر اونہون نے ڈگری اس مقدمہ مین پائی اونہون نے جیسا کہ مین اوپر بیان کر چکا ہون نالش اس بنا پر کی تہی کہ وہ اور بہیما سنگہ شرکا ایک مشترکہ خاندان ہندو کے تہے لیکن واضح ہوگا کہ کل امور تنقیح طلب متعلق ہر فریق کے مقدمہ کے جو وہ عدالت اولی مین ثابت کیا چاہتا تہا اور عدالت مین پیش کئے گئے تہے اور وقت تجویز کے جو ظاہر ہوا کہ اگرچہ بہیما سنگہ سالخہ مدعیان کے شریک مشترکہ خاندان ہندو کا نہ تہا مگر ہبہ نامہ جو مسماۃ اکالو نے مارچ ۱۸۸۰ء مین تحریر کیا تہا ایک ایسی دستاویز تہی کہ جس کا تحریر کرنا اوسکو جایز نہ تہا یعنی وہ ایک ایسی دستاویز تہی کہ جو جہان تک کہ مدعیان وارثان عودی کو تعلق تہا بالکل بے اثر تہی یہ یاد رکہنا چاہیے کہ نالش جس طرحپر عدالت اولی مین داخل ہوئی تہی محض واسطے ایک چارہ کار استقراری کے نہ تہی بلکہ واسطے اوس چارہ کار کے اور نیز واسطے قبضہ کے تہی ہمارے نزدیک جب کہ مدعیان نے دعوی دلاپانے قبضہ کا اس نالش مین کیا تہا۔ اور مسماۃ اکالو قبل اوس وقت کے کہ جب مقدمہ کی تجویز شروع کیگئی مرگئی۔ تو کوئی وجہ اس کی نہین ہے کہ مدعیان واسطے دلاپانے اوس چارہ کار کے کہ جسکی استدعا اونہون نے اس نالش مین کی تہی مگر ایک ایسی بنا پر کہ جو کسیقدر اوس بنا سے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۸۹

۱۸۹۵ء
رسول جہان بیگم
بنام
امرن سنگھ

مختلف تھی۔ کہ جسپر اونکا ڈگری پانا رد ارکہا گیا۔ ایک نالش جداگانہ کرنے پر مجبور رکہا۔ بین بنظر کل حالات کے ہماری راے مین کوئی وجہ کافی واسطے ہماری دست اندازی کے تجویز عدالت ماتحت مین نہین ہین۔ پس ہم اس اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

ہم یہ بھی تجویز کرتے ہین۔ کہ اپیلانٹ کے وکیل ذی علم نے ہماری توجہ مقدمہ عدالت الہ آباد ہرسرن داس بنام نندی (۱) کی طرف مائل کی جس مین حکام ذیعلم کا اپنی راے اس مضمون کی ظاہر کرنا پایا جاتا ہے۔ کہ ایک بیوہ ایسی قوم کی کہ جس مین ازدواج ثانی جایز ہوا اپنے ازدواج ثانی پر اپنے حق واقع جایداد سے محروم نہین ہو جاتی اور دفعہ ۴۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۵۶ء ایسی بیوہ سے متعلق نہین ہوتی یہ نہین پایا جاتا۔ کہ اوس مقدمہ مین ایک ہندو بیوہ کی جو اپنے شوہر کا ترکہ وراثتاً پاوے۔ صحیح حالت پر غور کیا گیا تہا اوس پر مقدمات موروگنی بنام ویرم کلی (۲) اور تنگلی گپت بنام رام سن راشٹے (۳) مین غور کیا گیا تہا۔ کہ جن کا ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہین۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

صیغہ نگرانی فوجداری

اجلاس ناکس صاحب جسٹس وبیورلی صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۲ مارچ

دہرم چند لال (سایل) بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند فریق مخالف ٭

مجموعہ تعزیرات (ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۱۸۶۔ اختیار ناظر کا دوسرے کے سپرد کرنیکا ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۵۲۔ ایکٹ رسوم عدالت (۷ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۲۲ :—

سایل پر الزام حسب دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ایک پیادہ عدالت دیوانی کے مزاحم ہونے کا جو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۲۶ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۹۔

٭ مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۵۹۶ ۱۸۹۶ء بنارا من حکم مصدرہ بابو اسے سی چیٹر جی ڈپٹی مجسٹریٹ پورنیہ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۵ء

۱۸۹۵ء
دہرم چندلال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

اوس کی جایداد کو باجرائے ایک ڈگری کے قرق کرتا تھا لگایا گیا وارنٹ قرقی کا ناظر عدالت کے نام تھا جس نے اوسکا اجرا سپرد پیادہ مذکور کے بذریعہ پشت پر تحریر کردینے نام اوس پیادہ کے کردیا۔

تجویز ہوئی کہ ناظر کو اسطرح سپرد اجرا وارنٹ کا سپرد پیادہ کے کرنیکا اختیار تھا۔

الفاظ اجرا کے بیٹے منعدرجہ دفعہ ۱۵۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ یہ مقصود نہ تہا کہ عہدہ دار مناسب خود اجرا تمام وارنٹوں کا جو اوس کے پاس بہیجی جاوین کرے اور مجموعہ مین کوئی ایسا امر نہین ہے کہ جس سے کسی طرح پر یہ امر ظاہر ہو کہ اجرا وارنٹوں کا خواہ وہ وارنٹ گرفتاری یا قرقی یا واسطے ضبطی اونیلام کے ہون عہدہ دار مناسب کو کسی ایسے طریقہ پر جو تعمیل سمن سے مختلف ہے کرنا چاہیئے۔

ایکٹ رسوم عدالت (ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء) مین صاف یہ ذکر ہے کہ پیادگان نہ صرف واسطے تعمیل سمن واطلاعنامجات یا احکام کے بلکہ واسطے اجرائے دیگر حکمنامجات مثلاً وارنٹ گرفتاری یا قرقی وضبطی کے بہی مقرر کئے جاوینگے

گو اختیار زیادہ تر صاف اور صریح عبارت سے بہ نسبت اوس کے جو بذریعہ محض پشت پر تحریر کردینے ناظر کے نام پیادہ کے ظاہر ہوتی ہے بخوبی عطا کیا جاسکتا ہے تاہم یہ کہنا ناممکن ہے کہ یہ شہادت کافی سپرد کردینے کی نہین ہے۔

دہرم چندلال سایل پر ۲۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو ڈپٹی مجسٹریٹ پورنیہ نے حسب دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند یہ جرم ثابت تجویز کیا۔ کہ اوس نے مسمی میان جان پیادہ عدالت دیوانی کی جو کچھ جایداد سایل کے اجرائے ڈگری مین قرق کرتا تہا مزاحمت کی اور حاکم موصوف نے حکم سزا ادائے جرمانہ مارکا صادر کیا جس وارنٹ کے ذریعہ سے قرقی کیجاتی تہی وہ جج ضلع پورنیہ کے یہان سے ۵ مئی سنہ ۱۸۹۴ء کو صادر ہوا تہا۔ اور جج مذکور کی عدالت کے ناظر درگا پرشاد دوبے کے نام تہا پشت پر عبارت ذیل تحریر تہی۔

جہوبک لال (دو قلم و تہا) چار یوم ۱۴-۵-۹۴ - میان جان (دستخط) کے بہادر ری

۱۵-۵-۹۴

معنی اس عبارت ظہری کے یہ بتلادئے گئے کہ وارنٹ واسطے اجرا کے اولاً ایک کو جہوبک لال کے حوالہ ہوا تہا اوس نے اوسکو تاریخ ۱۵ کی صبح کو واپس کیا اور زبانی یہ رپورٹ کی کہ وہ اوسکا اجرا نہین کرسکا کیونکہ منجانب ڈگری دار کے کوئی شخص واسطے نشان دہی کسی جایداد

سنہ ۱۸۹۵ء
دہرم چند لال بنام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

ازان مدیونڈگری سکے کہ جس کو وہ قرق کرسکتا حاضر نہین ہوا وارنٹ اوس روز میان جان کے حوالہ کیا گیا جسکا نام وارنٹ کی پشت پر لکہدیا گیا ۱۰ مئی کو ناظر نے یہ رپورٹ سشن جج سے کی کہ سایل نے اجراے وارنٹ مین پیادہ کی مزاحمت کی سشن جج نے ۱۰ اگست کو اظہار پیادہ کا بلا سایل کو اطلاع دینے کے لیا اور سایل پر نالش فوجداری کے لئے منظوری عطا کی - بنا راضی اس تجویز ثبوت جرم ڈپٹی مجسٹریٹ کے سایل نے سشن جج کے یہان اپیل کیا - اور دوران سماعت اپیل مین اوس نے درخواست عدالت ہذا مین دی - اور حکم وجہ اسباب کی ظاہر کرنے کا حاصل کیا کہ کارروائی بوجہ ناجایز ہونے کے منسوخ کیون نہ کیجاے - اور اگر یہ نہو تو اپیل اسی اور جج کے یہان سماعت ہونے کے لئے منتقل کیون نہ کیا جاوے :-

مسٹر سی پی ہل وسرگرفتہ ایولس و مسٹر سی گرنیڈی تائید حکم مذکور منجانب سایل حاضر ہوئے :-

ایڈوکیٹ جنرل صاحب مسٹر پال و ڈپٹی لیگل ریمیمبرنسر (مسٹر کلبی) واسطے ظاہر کرنے وجہ کے منجانب سرکار حاضر ہوتے -

مسٹر ہل منجانب سایل میان جان پیادہ عدالت وقت واردات کے اپنے سرکاری لوازم منصبی کی انجامدہی مین مصروف نہ تہا - پس سایل پر تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند نہین ہوسکتی وارنٹ ناظر عدالت کے نام تہا - اور اوس نے خود اوس کا اجرا نہین کیا - اوسکو کوئی اختیار سپرد کرنے اوس کے اجرا کا پیادہ کو نہ تہا اور نہ کسی امر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اوس نے اوسپر عبارت ظہری تحریر کی اور اس طرح یہ اجرا اسکا سپرد کیا (نارس صاحب جسٹس) لیکن دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ لکھا ہے کہ وارنٹ مناسب عہدہ دار کو اجرا کے سپرد کیا جاے گا اوس مین یہ نہین لکھا ہے کہ مناسب عہدہ دار کو خود اجرا کرنا چاہیئے نمونہ وارنٹ سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے دیکھو حکمنامہ دیوانی نمبر ۲۸ مندرجہ ضمیمہ الف قواعد عام و سرکلر احکام ہائیکورٹ - وہ نمونہ جو اوس مین مندرج ہے مطابق نمونہ نمبر ۱۳۶ ضمیمہ چہارم مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے مین مقدمہ سایمنڈس بنام کرلش (۱) پر استدلال کرتا ہون وہ مقدمہ ازروے دفعات ۹۰ اسٹیٹوٹ سنہ ۱۲۴۳ جلوس وکٹوریا

(۱) مقدمات فوجداری مولفہ کاکس صاحب جلد ۱۶ صفحہ ۲۶ -

سنہ ۱۸۹۵ء
دہرم چند لال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ

باب ۵ کے فیصل ہوا تھا نیز دیکھو مقدمات نگرانی صیغہ فوجداری نمبر ۴۰۲ سنہ ۱۸۹۲ء و جو سشن جج ترہت کے سمسہ تصواب پر ہوا انفصال (۱) و نمبر ۱۴۶ سنہ ۱۸۹۳ء (۲) و نمبر ۴۱۲ سنہ ۱۸۹۴ء (۳) مقدمہ عبدالکریم بنام بون (۴) یہ سب خلاف پایا جاتا ہے لیکن وہ مقدمہ ایک عجیب مثال محض غلط طور پر معلق کرنے نظائر کی ہے مجھکو یہ بھی حجت ہے کہ ملزم اپنا حق حفاظت خود اختیاری استعمال کرتا تھا دیکھو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ... رام (۵) دوسرا امر نسبت جواز منظوری کے ہے اس قسم کے مقدمہ ... اطلاع واسطے ... کرنے ... کے دینی چاہیئے یہ معاملہ ایک کارروائی روبرو عدالت نہ تھا اور اس سے وہ مقدمہ جلال ... کا ... بنام ہری بیرا (۶) سے ممیز ہے مقدمہ حال میں کارروائیات روبرو عدالت سے ناظر کی رپورٹ پر آئین مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام شیخ بیاتی (۷) میں جو اجلاس کامل ہائیکورٹ مدراس سے ہے مقدمہ مذکورہ بالا کے فیصل ہوا تھا یہ تجویز ہوئی تھی کہ تحقیقات عدالتی ہونی لازم ہے اور جس شخص کے خلاف منظوری عطا کیجائے اوس کا عذر پہلے سماعت کر لینا لازم ہے چونکہ کوئی ... ضابطہ نہیں ہوا تھا لہذا مجسٹریٹ کو کہ جس نے جرم کی سماعت کی ... ایسا اختیار نہ تھا ... کارروائیات ابتدائی سے کالعدم ہیں (ابیچورلی صاحب ... سول ... سے یہ پایا جاتا ہے کہ مجسٹریٹ کو جرایم دفعہ ۱۹۱ ضمن ... مجموعہ ضابطہ فوجداری کی سماعت کرنے کا اختیار نہیں ... اگر یہ بات اس طرح پر ہے تو دفعہ ۵۳۰ ضمن ... کی رو سے کارروائیات قطعاً کالعدم ہو جاتی ہیں)

ایڈوکیٹ جنرل (مسٹر ...) منجانب سرکار ... سشن جج کے یہان اپیل دائر ہوا ہے اور عدالت ہذا اسوقت میں دست اندازی نہیں کر سکتی سائل کا چارہ کار عدالت ماتحت میں ختم نہیں ہو چکا ہے تمام کار ... عاملانہ بذریعہ دوسرے کے سپرد کرنے کے انجام دیئے جا سکتے ہیں دیکھو مقدمہ والنس بنام ساوھ ... (۸) نیز دیکھو آئین ۱۰ سنہ ۱۸۹۳ء و آئین ۲۲ سنہ ۱۸۱۲ء و ایکٹ بنگال نمبر ۵ سنہ ۱۸۶۳ء یہ سب منسوخ ہو گئے ہیں لیکن ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ناظر کو ہمیشہ یہ اجازت تھی کہ اپنا اختیار اپنے ماتحتوں کے سپرد کرے ... دیکھو دفعہ ۲۲

(۱) و (۲) و (۳) غیر رپورٹ شدہ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۵۹۳ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۶۸ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۸ (۷) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۳۲ (۸) رپورٹ ایکسپکر جلد ۶ صفحہ ۱۵۰۔

۱۸۹۵ء
دہرم چندلال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

ایکٹ رسوم عدالت ۱۸۷۰ء و حصہ ۱ باب ۱ قاعدہ ۹ دوم حصہ ۴ باب ۴ قاعدہ ۱۱ قواعد عام و احکام سرکلر ہائیکورٹ ان مین صاف یہ ذکر ہے کہ پیادگان واسطے اجرائے حکم نامجات مثل وارنٹ گرفتاری یا قرقی ضلعی کے مقرر کئے جاوینگے ۔

عدالت دنارس صاحب وبورلی صاحب جسٹسان نے تجاویز ذیل صادر فرمائین :۔

بیورلی صاحب جسٹس ۔ دہرم چندلال سایل پر حسب دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات یہ جرم ثابت تجویز ہوا ہے کہ اوس نے مسمی میان جان پیادہ عدالت دیوانی کی جو اوس کی جایداد اجرائے ڈگری مین قرق کرتا تہا مزاحمت کی اور اوس پر مار حرجانہ ہوا ہے بنا راضی اس تجویز ثبوت جرم سے سایل نے سشن جج کے یہان اپیل کیا ہے اور اوس نے عدالت ہذا سے بہی حکم اس امر کی وجہ ظاہر کرنے کا حاصل کیا ہے کہ کاروائیات بوجہ قانونًا ناقص ہونے کے منسوخ کیون نہ کیجاوین یا اپیل کسی اور جج کے یہان سماعت ہونے کے لئے منتقل کیون نہ کیا جاوے اصل امر جو ہمارے روبرو پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ وقت واردات کے میان جان اپنے سرکاری لوازم منصبی کی انجام دہی مین مصروف نہ تہا ۔ کیونکہ وارنٹ قرقی ناظر عدالت کے نام تہا ۔ اور ناظر کو اوسکا اجرا پیادہ کے سپرد کرنے کا اختیار نہ تہا اور نہ فی الواقع اوس نے اس طرح پر اوسکا اجرا سپرد کیا ۔

ایک یہ امر بہی پیش کیا گیا کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو مقدمہ کی سماعت نہین کرنی چاہیے تہی کیونکہ کوئی استغاثہ باضابطہ یا منظوری اوس عدالت کی کہ جس نے وارنٹ صادر کیا تہا نہ تہی لیکن نسبت اس امر کے ہم کو اس سے زیادہ کچہ تحریر کرنے کی ضرورت نہین ہے ۔ کہ گو کچہ تہوڑی سی بیضابطگی مقدمہ کے دایر کرنے مین ہوئی ہو لیکن ہم کو یہ نہین پایا جاتا کہ اوس بیضابطگی سے کوئی ناانصافی ہوئی ہے اور اس وجہ سے ہم کو اوس بنا پر تجویز ثبوت جرم مین دست اندازی کرلے پیدائل نہین ہونا چاہیے ۔

وارنٹ جو اسمقدمہ مین زیر بحث ہے چہپے ہوئے نمونہ نمبر ۴ پر لکہا ہوا ہے جو عدالت ہذا نے مستند قرار دیا ہے اور جو مطابق نمونہ نمبر ۱۳۶ ضمیمہ چہارم مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ساتھ اون ترمیمات کے ہے کہ جن کو عدالت ہذا نے حسب دفعہ ۶۴۲ منظور کیا ہے ۔

وارنٹ مذکور جج ضلع پورنیہ کے یہان سے ۵ مئی ۱۸۹۴ء کو صادر ہوا تہا اور حسب معمول وہ

۱۸۹۵ء
دہرم چند لال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہند

حاکم موصوف کی عدالت کے ناظر مسمی درگا پرشاد دوبے کے نام تہا۔ لپشت پر اوس کی عبارت ذیل لکہی ہوئی ہے ۱۸۹۴ جہومک لال (تلمذ) چاریوم ۱۴۔۵۔۹۴ میان جان (دستخط) سے بہادوری ۱۵۔۵۔۹۴ ہوگئ

ناظر درگا پرشاد دوبے اور نائب ناظر کالی ناتھ بہادوری کی شہادت مین عبارت ظہری مذکور کے یہ معنی ظاہر کئے گئے ہین وارنٹ مذکور ۱۴ مئی کو واسطے اجرا کے حوالہ جہومک لال کے کیا گیا تہا اوس نے اوس کو ۱۵ تاریخ کی صبح کو واپس کیا اور یہ رپورٹ کی کہ وہ اجرا اوس کا اس وجہ سے نہین کرسکا کہ کوئی شخص منجانب ڈگریدار واسطے نشان دہی کسی جایداد زیر اجرا ہونے ڈگری کے کہ جسکو وہ قرق کرسکتا حاضر نہین ہوا ڈگریدار کے مختار نے یہ شکایت کی کہ جہومک لال نے اوس سے ہرگز یہ نہین کہا کہ وہ واسطے اجرائے وارنٹ کے جاتا تہا۔ اور اوسکی درخواست پر اوسی روز وارنٹ مذکور ایک اور پیادہ میان جان کے حوالہ کیا گیا۔ جسکا نام اوسی وقت وارنٹ کی پشت پر لکہہ دیا گیا:—

ہمارے روبرو اس معاملہ پر بحث کرنے مین مسٹر ل نے مقدمہ سایمنڈس بنام سرکار (۱) اور دو فیصلہجات غیر رپورٹ شدہ عدالت ہذا پر استدلال کیا۔

مقدمہ نگرانی نمبر ۲۴۲ سنہ ۱۸۹۳ء مین جو سشن جج ترہت کے استصواب پر ایک بینچ عدالت ہذا (ٹریولین صاحب و بنرجی صاحب جسٹسان) نے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات کو اس بناپر منسوخ کیا۔ کہ جس شخص کی مزاحمت کیگئی وہ ایک وارنٹ کے اجرا کرنے مین اپنے سرکاری لوازم منصبی کی انجام دہی مین مصروف نہ تہا اوس مقدمہ مین وارنٹ مجسٹریٹ کے یہان سے واسطے وصول کرنے تنخواہ چوکیدار کی حسب دفعہ ۴۵ ایکٹ بنگال نمبر ۶ سنہ ۱۸۷۰ء صادر ہوا تہا وہ کورٹ سب انسپکٹر کے نام تہا اور اوسے اوس کو بذریعہ عبارت ظہری کے ایک سب ڈویژنل عدالت کے پیادہ کے سپرد کیا تہا۔ اور اوس شخص کی مزاحمت کی گئی تہی یہ پایا جاتا ہے کہ عدالت نے بلحاظ الفاظ دفعہ زیر بحث (اور اوس مین اجرا اوسکا بسپرد کسی شخص کے جسکا نام اوس مین درج ہوگا کریگا") کی یہ تجویز کی ہے کہ کورٹ سب انسپکٹر کو اجرا وارنٹ کا کسی اور شخص کے سپرد کرنے کا اختیار نہ تہا۔

(۱) رپورٹ کاکس جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۔

۱۸۹۵ء
کام چند لال
بنام
ملکہ معظمہ قیصر ہند

مقدمہ نگرانی نمبر ۱۰۶ سنہ ۱۸۹۲ء مین ایک اور بنچ عدالت ہذا (بنرجی صاحب و سپیل صاحب جسٹسان) نے ایک ایسی قسم کی تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات کو اس بنا پر منسوخ کیا۔ کہ یہ نہین ثابت ہوا کہ وہ شخص جسکی اجراے وارنٹ مین مزاحمت کیگئی کوئی اختیار اوس کے اجرا کا رکہتا تہا اوس مقدمہ مین وارنٹ بنام ناظر دفتر کلکٹری سی ذرائع پور سے تہا۔ لیکن وہ شخص جو اوس کے اجرا کے لئے گیا بخشی یا نائب ناظر تہا عدالت نے یہہ تحریر کیا۔ یہہ امر کسی طرح پر نہین ظاہر ہوتا کہ سپردگی اس مقدمہ مین کس طرح پر عمل مین آئی تہی آیا ناظر کی طرف سے سپردگی ہوئی بہی تہی یا نہین یا بخشی نے محض اوس چیز پر کہ جسکو ڈپٹی مجسٹریٹ دستور معمولی کہتے ہین عمل کیا اور بلا اس کے کہ ناظر نے اوس سے کوئی بات صریحاً کہی ہو ان دو پروانون کو جو ناظر کے نام تہے بغرض اجراے اون کے لے لیا۔ اس امر کی نسبت کوئی شہادت مطلقاً نہین ہے جبکہ یہ صورت ہے اور وہ شخص کہ جس کے خلاف وارنٹ صادر ہوے تہے حسب تحریر ایک از حکام ذی علم کہ جنہون نے مقدمہ سالمینڈس بنام کرٹز (۱) فیصل کیا تہا مستحق اسبات سے مطلع ہونے کا تہا کہ آیا ایسا شخص اجرا اون کا کرتا تہا۔ کہ جسکو اختیار اون کے اجرا کرنیکا تہا تو ہماری یہ راے ہے کہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہند مزاحمت کرنے ایک سرکاری ملازم کی اوس کے سرکاری لوازم منصبی کی انجام دہی مین بربناے شہادت موجودہ قایم نہین رہ سکتی۔ اوس مقدمہ مین یہہ بہی عذر پیش کیا گیا تہا۔ کہ ناظر کو یہ اختیار نہ تہا کہ اپنا اختیار دوسرے کو سپرد کرے لیکن عدالت نے صریحاً اوس عذر کی نسبت راے ظاہر کرنے سے گریز کیا۔ کیونکہ کوئی شہادت عدالت کے روبرو اس امر کی نہ تہی کہ ناظر نے اپنا اختیار سپرد کیا تہا

مقدمہ سالمینڈس بنام کرٹز (۱) اجراے وارنٹ قرقی بابت محصول نالیون حسب دفعہ ۹ اسٹیچوٹ ۱۲ و ۱۳ جلوس وکٹوریہ باب ۵۰ سے پیدا ہوا تہا۔ دفعہ ۹ اسٹیچوٹ مذکور مین یہہ حکم ہے کہ وارنٹ جو کمشنران صادر کرین گے "بنام بیلف یا انسپکٹر یا وائیکزلو یا دیگر عہدہ داران نالیون کے جو اندر حدود مذکور ہون یا بنام کسی اور شخص یا اشخاص یا اون مین سے ایک یا زیادہ کے جیسا کہ کمشنران ثانی صادر کنندہ وارنٹ مناسب سمجہین ہو سکتا ہے" اوس مقدمہ مین وارنٹ کلکٹر محصول نالیون کے نام تہا اور جس نے اوس کو واسطے اجرا کے ایک اور

(۱) رپورٹ کاکس صاحب جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۔

سنہ ۱۸۹۵ء
دہرم چند لال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ

شخص کے حوالہ کیا اور اوس نے پھر ایک تیسرے شخص کے حوالہ کیا یہ تجویز ہوئی کہ بموجب اسٹیٹیوٹ مذکور کے کلکٹر مذکور کو یہ اختیار نہ تہا کہ وہ اوس کو واسطے اجرا کے کسی اور شخص کے حوالہ کرے فیلڈ صاحب جسٹس نے یہ تحریر کیا۔ یہ ایک عام اصول قانونی ہے کہ ہر شخص جب کہ مکان مین گہسکر اوسکا مال قرق کیا جاوے مستحق اس امر سے مطلع ہونیکا کہ کس اختیار کے بموجب لیا کیا جاتا ہے اور اس امر کے دریافت کر سکنے کا ہے کہ آیا اوس اختیار پر عمل کیا گیا ہے اس مقدمہ مین وارنٹ حسب اسٹیٹیوٹ مذکور اوس شخص کو دیا گیا تہا۔ کہ جسکو کوئی اختیار اوسکو واسطے اجرا کے دوسرے شخص کے حوالہ کرنیکا نہ تہا یہ کہنا بیہودہ ہوگا کہ ایک شخص مجاز وارنٹ کو جس شخص کو چاہئے دیسکتا ہے اور اوس شخص کو ارتکاب مداخلت کا کرنے دیسکتا ہے ریسپانڈنٹ کہ جس کے خلاف وارنٹ صادر ہوا تھا مستحق اس امر سے مطلع ہونے کا تہا کہ آیا اوس کو ایک ایسا شخص اجرا کرتا تہا کہ جسکو اوس کے اجرا کا اختیار حاصل تہا اور ایسا اختیار صرف اوسی شخص کو ہوگا۔ کہ جس کے نام وہ صادر ہوا تھا۔“ اور کیو صاحب جسٹس نے یہ تحریر کیا۔ میری بہی صاف وہی رائے ہے وہ شخص جس نے وارنٹ کا اجرا کیا مجاز اوس کے اجرا کرنیکا نہ تہا۔“

میری دانست مین مقدمات محولہ مسٹر ہل مین سے کسی مین وہ معاملہ جو اس وقت ہمارے روبرو پیش ہے طے نہین ہوا ہے اون مین سے دو مقدمات مین فیصلہ اوس خاص قانون کے الفاظ پر منحصر تہا کہ جس کے بموجب وارنٹ زیر بحث صادر ہوا تہا اور تیسرے مقدمہ مین عدالت نے صریحاً اوس امر کے فیصل کرنے سے گریز کیا کیونکہ یہ ثابت نہین ہوا کہ ناظر نے فی الواقع اپنا اختیار سپرد کیا تھا۔

بجانب دیگر یہ پایا جاتا ہے کہ یہ بحث ہائیکورٹ الہ آباد کے روبرو مقدمہ عبدالکریم بنام ملہن (۱) مین پیش ہوئی تہی اور اوس عدالت نے یہ فیصلہ کیا کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کوئی امر مانع ناظر کا نہ تہا کہ وہ کسی نائب کو اپنی طرف سے وارنٹ کے اجرا کرنیکا اختیار دے اور وارنٹ کی پشت پر اوس نائب کا نام تحریر کر دینا کافی شہادت بادی النظر میں سپردگی کی تہی ایڈوکیٹ جنرل ذیعلم نے ہماری توجہ مقدمہ وِلش بنام تے سوت ورتہہ (۲) کی طرف بہی مایل کی ہے جس مین یہ تجویز ہوئی تہی کہ ایک وارنٹ کو جو دو جسٹسان اور سیران شہر کے نام

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۴۰ (۲) رپورٹ ایکچیکر جلد ۹ صفحہ ۱۰۱۔

۱۸۹۵ء
دہرم چند لال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہند

صادر کیا تہا نامبردگان بذریعہ نایب کے قانوناً اجرا کر سکتے تہے۔ اوس مقدمہ مین پارک صاحب چیف جیرن نے یہ فرمایا "یہ بخوبی ظاہر ہے کہ واسطے محض اغراض عاملانہ کے ہر عہدہ دار سرکاری نایب مقرر کر سکتا ہے مثلاً واسطے کرنے ایسے کامون کے کہ جن مین اختیار تمیزی یا رائے کے قائم کرنے کی ضرورت نہ ہو"۔ پارک صاحب جیرن نے یہ فرمایا ایک عہدہ دار سرکاری جسکا کام محض عاملانہ ہو ہمیشہ نایب مقرر کر سکتا ہے"۔ اور مارٹن صاحب جیرن نے یہ فرمایا۔ میری دانست مین اجرائے وارنٹ خالص ایک ایسی عاملانہ خدمت ہی کہ جس سے اوسکو دوسرے اشخاص کا مامور کرنا جایز ہے۔

مگر میری دانست مین یہ ایسا معاملہ نہین ہے کہ جسکا تصفیہ بموجب قانون ونظائر انگلستان کے کیا جاوے بلکہ ہم کو اوس دستور و ضابطہ پر نظر کرنا چاہیئے جو ملک بنگال مین بابت تعمیل و اجرائے حکمنامجات کے مروج چلا آتا ہے۔ مابین حیثیت والونی ایک شیرف کے جو انگلستان مین ہوتا ہے اور ہماری عدالت ہائے مفصل مین سے کسی عدالت کے ناظر کے عہدہ کے کوئی مشابہت کسی قسم کی نہین ہے ہمارے روبرو بحث صرف یہ ہے کہ آیا بموجب قانون و دستور مروجہ مفصل کے ناظر کو یہ اختیار ہے کہ اپنے نام کے حکمنامجات کا اجرا معرفت اپنے نائب ماتحتون کے عمل مین لاوے اور در حقیقت صرف یہی بحث اس مقدمہ مین ہے کیونکہ شہادت سے صاف واضح ہے کہ میان جان پیادہ کو ناظر نے واسطے اجرائے وارنٹ قرقی کے مامور کیا تہا۔

پس اولاً احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلقہ تعمیل اجرائے حکمنامجات عدالت کا ملاحظہ کرنا باعث سہولت ہوگا:-

دفعہ ۷۴۔ بابت سمن و سوم مدعا علیہ کے ہے اور اوس مین یہ حکم ہے کہ سمن معمولاً عہدہ دار مناسب کی معرفت یا اوسکی کسی ماتحت کی معرفت تعمیل کے لئے عہدہ دار مذکور کو حوالہ کیا یا بہیجا جاویگا دفعہ ۱۴۹ مین یہ حکم ہے کہ تمام اطلاعنامجات اور احکام جو اس مجموعہ کے مطابق کسی شخصکو دینے یا اوس پر تعمیل کرنے منظور ہون اوسیطرح تعمیل کئے جائینگے جسطرح حسب مرقومہ بالا سمن کی تعمیل ہونی چاہیئے۔

دفعہ ۱۶۶ مین یہ حکم ہے کہ جو سمن کسی شخص کے نام اس حکم سے جاری کیا جائے کہ وہ شہادت دے یا دستاویز پیش کرے اوس کی تعمیل حتی الامکان قریب قریب اوسی طور سے کیجاویگی جسطرح

۱۸۹۵ء
دہرم چند لال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

اس مجموعہ کی دفعات بالا مین مدعا علیہ پر سمن کی تعمیل کر نیکا حکم ہے

دفعہ ۲۵۱ متعلق صدور وارنٹ اجرائے ڈگری کے ہے اور بہ عبارت ذیل ہے اجرائے ڈگری کی وارنٹ پر وارنٹ کے صادر ہونیکی تاریخ اور دستخط جج یا اوس عہدہ دار کے جسکو عدالت اوس کام کے لئے مقرر کرے ثبت ہونگے اور مہر عدالت ثبت ہوکر وارنٹ مذکور مناسب عہدہ دار کو اجرا کے لئے حوالہ کیا جائیگا اور اوس وارنٹ مین وہ خاص تاریخ لکھدیجائیگی جس مین یا جس سے پہلے اوس کا اجرا ہونا چاہیئے اور وہ عہدہ دار جسکا یہ کام ہو اوس کی پشت پر تاریخ اور طور اوس کے اجرا کا یا در صورت عدم اجراء وجہ عدم اجرا کی لکھیگا اور بعد تحریر اس عبارت ظہری کے اوس عدالت کو واپس کریگا جس نے اوسے صادر کیا ہوگا

الفاظ اجرا کے لئے مندرجہ دفعہ ہذا کا یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ منشا صرف یہ تہا کہ عہدہ دار مناسب خود اجرا تمام وارنٹون کا جو اوس کے پاس بہیجی جاوین کرے اور در حقیقت مجموعہ مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے کسی طرح پر یہ امر ظاہر ہو کہ اجرا وارنٹون کا خواہ وہ وارنٹ گرفتاری یا قرقی یا واسطے ضبطی دینام کے ہون عہدہ دار مناسب کو کسی ایسے طریقہ پر جو تعمیل سمن سے مختلف ہے کرنا چاہیئے۔ مثلاً بحالت قرقی جایداد منقولہ کے وارنٹ ناظر کے نام ہوتا ہے اور دفعہ ۲۶۹ مین یہ حکم ہے کہ اہلکار قرقی اوس جایداد کو اپنی حراست مین یا اپنے کسی ماتحت کی حراست مین رکہیگا اور اوس کی حفاظت کا تراواقعی کا ذمہ دار ہوگا "

دفعہ ۳۳۶ بابت گرفتاری مدیون ڈگری کے ہے اور اوس مین ذکر عہدہ دار مجاز گرفتاری کا ہے اور دفعہ ۳۴۰ مین ذکر اوس عہدہ دار کا ہے جو وارنٹ کی تعمیل کے لئے مقرر ہوگا

واضح ہو کہ عہدہ دار مناسب جس کے پاس سمن اور وارنٹ معمولی طور پر مطابق احکام دفعات ۷۶ و ۲۵۱ مجموعہ کے بہیجے جاتے ہین ناظر ہے اور وارنٹ تو بالفاظ صریح واسطے اجرا کے اوسی کے نام صادر ہوتے ہین یہ امر چہپے ہوئے نمونون سے جو ہائیکورٹ نے مقرر کئے ہین ظاہر ہے -

بغرض اجرائے حکم نامجات کے ناظر عہدہ دار مناسب عدالت کا اوس وقت سے کہ جب ملک بنگال مین عدل گستری سرکار انگریزی شروع ہوئی سمجہا گیا ہے آئین ۴ سنہ ۱۷۹۳ء مین کہ جو اول ہی قانون دربارہ ضابطہ مقدمات دیوانی کے تہا دفعہ ۵ مین یہ لکہا تہا کہ سمن بنام مدعا علیہ معرفت ناظر یا اوس سے نیچے کے اہلکار کے تعمیل کیا جائیگا اور دفعہ ۱۴ مین یہ حکم تہا کہ جب گواہان

۱۸۹۹ء
دہرم چند لال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

حاضر دی سمن پر حاضر نہوون - تو عدالت ایک حکم ناظر کے نام اون گواہان کو گرفتار کرکے عدالت کے روبرو حاضر کرنے کا صادر کرسکتی ہے اور دفعہ ۳۱ مین یہ مندرج تہا - کہ ہر حکم نامہ یا تجویز یا حکم یا ڈگری عدالت ہائے ضلع و شہر کی تعمیل یا اجرا یا پہنچنے کسی شخص کے یا دست اندازی کسی شخص سے فوراً بموجب حکم مندرجہ اوس کے اندر حدود اختیار خاص ہر عدالت کے عمل مین آویگا"

دفعہ ۱۴ مین بابت تعمیل سمن و اجراے حکم ناجات بذریعہ پیادگان کے قاعدہ مندرج تہا - اور شرح اون کی اجرت کی مقرر کیگئی تہی نام ہر پیادہ کا جو واسطے تعمیل حکمنامہ کے بہیجا جاوے اور تعداد اوس کے نرخ خوراک کی اور تعداد یوم کہ جسکی بابت اوس کو خوراک ملنی چاہیئے حکمناموں کی پشت پر تحریر ہونیکا قاعدہ تہا -

آئین پنجم سنہ ۱۸۰۳ء مین جوڈیشل اور دیگر صیغون سے سرکاری عہدہ داران ہندوستانی کے تقرر اور موقوفی کی بابت قاعدہ مندرج تہا - لیکن یہ قرار دیا گیا تہا کہ وہ آئین موثر اوپر نائب ناظر اور مردہا اور پیادگان اور برقندازان اور اسی قسم کے ملازمان سرکاری کے جن کو بوجہ کافی اون کے خاص افسران مقرر و برخاست کرتے ہین اور وہ اون کی نیک چلنی کے ذمہ دار رہتے ہین نہوگا اور دفعہ ۲ مین ناظرون کو یہ اجازت دی گئی تہی کہ وہ حسب دستور اپنے نایب اور مردہے اور پیادے یا کوئی اسی قسم کے ملازمان سرکاری جو خاص زیر حکومت و اختیار انکے رہتے ہین مقرر کرین"

از روے آئین ۴ سنہ ۱۸۰۶ء دفعہ ۴ ضمن (۳) کے مدعا علیہ پر معرفت ناظر عدالت بذریعہ صرف ایک چپراسی یا پیادہ کے سمن تعمیل ہونیکا قاعدہ تہا آئین ۲۳ سنہ ۱۸۱۴ء مین پہر بابت ادسی مضمون کے ضابطہ مقدمات دیوانی کے قاعدہ درج کیا گیا اور دفعہ ۱۳ بابت اون پیادون کے تہی - جو ماتحتی ناظر واسطے اجراے حکم ناجات کے رکہے جاتے تہے جو پیادگان کہ تنخواہ دار ملازمان سرکاری نہین ہوتے تہے ان کے نام درج رجسٹر کئے جاتے تہے اور ایک خاص قسم کی چپراس رکہتے تہے اور دفعہ مذکور مین انکی اجرت طلبانہ مین سے دیے جانے کا حکم تہا از روے آئین ۲۵ سنہ ۱۸۳۷ء دفعہ ۳ کے عدالت ہاے ضلع و شہر کے حکام اور رجسٹراران کو جو اکثر اون عدالتون کے ناظرون کو اجراے ڈگریات یا دیگر حکم ناجات عدالتی مین مال منقولہ کا نیلام عمل مین لانے کے مقرر کرتے ہین یہ اختیار دیا گیا تہا کہ اونہین اہلکارون کو جایداد غیر منقولہ کی نیلام مین کام مین لاوین -

سنہ ۱۸۹۵ء
دہرم چند لال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

ازروے آئین ۲ بابت ۱۸۰۳ء دفعہ ۵ کے منصفون کو یہ اختیار دیا گیا تہا کہ واسطے تعمیل حکمنامجات کے طلبانہ وصول کرین لیکن ازروے ضمن ۴ دفعہ مذکور کے جو ضوابط کہ آئین ۲۶ سنہ ۱۸۱۴ء مین ناظر کے سپرد گیکی تہین اون کی بابت یہ قرار دیا گیا کہ خود منصف انجام دین یہ قاعدہ بذریعہ ایکٹ ۴ اشتہار ۱۸۵۲ء کے منسوخ کیا گیا جس مین یہ حکم درج کیا گیا کہ منصف بہی اپنے دفتر مین ناظر رکہین ۔

ضابطہ عدالتہاے دیوانی ایسٹ انڈیا کمپنی واقع احاطہ فورٹ ولیم متعدمات منبری مولفہ ولیم سیکفرسن صاحب مین جو تیسری مرتبہ طبع ہوا ہے سنہ ۱۸۵۶ء صاحب موصوف نے صفحہ ۱۸۱ مین تحریر کیا ہے حکمنامہ معرفت ناظر عدالت کے بذریعہ اوس کے نیچے کے اہلکاران پیادگان متعلقہ عدالت کے اجرا کیا جاتا ہے" بہ صفحات ۱۹۰ و ۴۳۲ حکمنامجات کے نمونے مندرج ہین اور ہر ایک اون مین سے ناظر عدالت کے نام ہے :-

قوانین سابق جنکا مین نے ذکر کیا ہے چند سال گذرے کہ منسوخ ہو گئے لیکن اونکا تذکرہ کرنا بغرض ظاہر کرنے اس بات کے ضروری سمجہا گیا ۔ کہ دستور حال جسکی روسے کل حکمنامجات عدالت ہاے دیوانی بذریعہ ملازمان دفتر ناظر کے اجرا کئے جاتے ہین ایک ایسا دستور ہے جو شاید ایک صد سال سے چلا آتا ہے حال مین چند سال سے جزئیات مین کچہ تبدیلات ہوئے ہین لیکن اون سے اس اصول عام مین فرق نہین آتا کہ ناظر ہمیشہ وہ عہدہ دار مناسب سمجہا گیا ہے جو جوابدہ عدالت کا بابت اجراے اوس کے حکمنامجات کے ہے اور اوس کو یہ اجازت ہے کہ اپنی ماتحتی مین ملازمان رکہے کہ جنکے سپرد کام بذات خود تعمیل یا اجرا کرنے اون حکمنامجات کا جو اوس کے پاس بہیجے جاوین کیا جا سکتا ہے اب ناظر منجملہ ان عہدہ داران عاملہ عدالت کے ہے جنکا ذکر باب ۶ - ایکٹ ۱۲ اشتہار ۱۸۸۷ء مین ہے وہ ایک تنخواہ دار اہلکار سرکاری ہے جو سرکار کو اپنی خدمات کی انجام دہی قرار واقعی کی بابت ضمانت دیتا ہے نایب ناظر اور پیادگان بہی اب تنخواہ دار اہلکاران سرکاری ماتحت ناظر کے ہین تعداد پیادگان کی جو واسطے تعمیل و اجراے حکمنامجات کے ہر ضلع مین رکہے جاتے ہین ازروے دفعہ ۲۲ ایکٹ رسوم عدالت کے جج ضلع مقرر کرتا ہے اور اجرت ازروے دفعہ ۲۰ کے ہائیکورٹ سے طے پاتی ہے ایکٹ رسوم عدالت مین صاف یہ ذکر ہے کہ پیادگان نہ صرف واسطے تعمیل سمن و اطلاعنامجات یا احکام کے بلکہ واسطے اجراے دیگر حکمنامجات مثلاً وارنٹ گرفتاری یا قرقی و ضبطی کے بہی مقرر کئے جاوینگے - ازروے

سنہ ۱۸۹۶ء
دہرم چند لال
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

قواعد عدالت ہذا کے ناظر ذمہ وار واسطے تعمیل واقعی وباضابطہ کل حکمنامجات کے جو اون کے سپرد معرفت خود اون کے اور اون کے ماتحتون کے تعمیل ہونے کے لئے کئے جاوین اور ہر صورت مین واسطے صحت اون بیانات کے جو اون کی واپسی مین کئے جاوین" قرار دئے گئے ہین قواعد احکام دیوانی حصہ ۱ باب ۱ دفعہ ۱۹ (م) - شرح تنخواہون کی جو عدالت نے مقرر کی ہے حصہ ۲ باب ۱۱ دفعہ ۱۰ مین مندرج ہے :-

حکمنامہ کی پشت پر پیادہ کا نام تحریر کر دینے کا دستور بطور شہادت اس امر کے کہ وہ اوس کے اجرا کے لئے مامور کیا گیا یا بھیجا گیا سنہ ۱۸۹۳ء سے چلا آتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے اور اگرچہ جیسا کہ اون حکام ذیعلم نے جنہون نے مقدمہ عبد الکریم بنام بلبن (۱) متذکرہ بالا کا فیصلہ کیا ظاہر کیا ہے اختیار زیادہ صاف وصریح عبارت سے بہ نسبت اوس کے کہ جو محض پیادہ کا نام پشت پر تحریر کر دینے سے مفہوم ہوتی ہے بخوبی عطا کیا جا سکتا تہا تاہم یہ کہنا ناممکن ہے کہ یہ شہادت کافی سپردگی کی نہین ہے نہ یہ پایا جاتا ہے کہ اوس شخص کو جس کے خلاف ایسا وارنٹ صادر ہو کوئی واقعی وجہ پیادہ کے اختیار اجراء ایسے وارنٹ مین اعتراض کرنیکی ہے یا اوس کو کوئی حق اس شکایت کے کرنیکا ہے کہ اوس کو اوس اختیار کی اطلاع نہین ہوئی خود وارنٹ پر مہر اور دستخط اوس عدالت کے جو اوسکو صادر کرتی ہے ہوتے ہین اور اوس پیادہ کے پاس جو اوسکا اجرا کرتا ہے چپراس ہوتی ہے کہ جسپر نام اوس عدالت کا کہدا ہوتا ہے کہ جسکا ملازم وہ پیادہ ہے اور پیادہ ایک تنخواہ دار ملازم سرکاری ہوتا ہے اور اوسکا نام وارنٹ کی پشت پر لکہا ہوتا ہے بس یہ واضح ہوگا کہ حفاظت کافی اس امر کی موجود ہے کہ کسی شخص پر ناجائز حکمنامہ کا اجرا ہو جائے اور شہادت کافی موجود ہے کہ جس سے کوئی شخص جسپر اجرا ہو چارہ کار حاصل کر سکے۔

پس میری رائے یہ ہے کہ مسٹر رک کی حجت اس مقدمہ مین بے وقعت ہے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ ناظر کو اجراء وارنٹ کا میان جان پیادہ کے سپرد کرنیکا اختیار حاصل تہا اور یہ ثابت ہے کہ اسطرح پر اوس نے اوسکو سپرد کیا۔

ساتھ ہی اسکے مین یہ بھی خیال کرتا ہون کہ بلحاظ اس امر کے کہ وہ شخص جسکی مزاحمت کیا جانا بیان کیا گیا ہے ایک پیادہ جج ضلع وسٹن مقام پورنیہ کے یہان کا تہا اور ناظر عدالت جج کی کارروائی پر اعتراض کیا گیا ہے بہ زیادہ تر پسندان فریقون کے ہوگا کہ اپیل کو اور

سنہ ۱۸۹۴ء
۱۴ نومبر و ۱۵ دسمبر

پریوی کونسل

پچھمن لال چودہری (مدعاعلیہ) بنام کنہیا لال موار (مدعی) †

[برطبق اپیل از ہائی کورٹ مقام کلکتہ]

ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ دفعات ۱۱۸ و ۱۴۱ تبنیت - دستور گیا والون سا امتحان گیا۔

ثابت متبنی کرنے کے تجاویز واقعات پر بلحاظ شہادت دستاویزی کے قطع نظر تعبیر کے - بمقابلہ ایک دعوی بابت حق ملکیت بذریعہ وراثت کے جو متوفی کے ترکہ مین بند ہو دایر کیا مدعاعلیہ نے بعض یہ عذر کیا کہ بیوہ نے بموجب اجازت اپنے شوہر کے اوسکو متبنی کیا ہے عدالتہائے ماتحت نے یہ تجویز کیا کہ ایسی کوئی اجازت نہین دیگئی تھی اور چونکہ بیوہ نے اپنے شوہر کے لئے متبنی نہین کیا لہذا اوس نے مدعاعلیہ کو بطور خود اپنے پسر متبنی کیا تجویز ہوئی کہ بربنائے واقعات موجودہ کے ایسی نالش نہین ہے جسکا حساب ۱۱۸ ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء متعلق ہو۔ عدالتہائے ماتحت نے اس امر کے خلاف تجویز کرنے مین بھی اتفاق کیا کہ تبنیت رسم دتک عمل مین آئی تھی جسکی یہ تاثیر ہوتی کہ مدعی کے حقوق نسبت ایک دوسرے خاندان مین پہنچ جاتے جسکے ذریعہ اگر یہ تبنیت ثابت ہوجاتی تو سلسلہ وراثت مین خلل آجاتا اور مدعی کا استحقاق بشرط ثبوت تبنیت کے زایل ہوجاتا۔

بطور وجہ اسکے کہ درست اندازی کے ان تجاویز واقعات مین بیان کیا گیا کہ شہادت زیادہ تر دستاویزی تھی جسکی تعبیر کی بابت فیصلہ کیا گیا تھا اور اس طرح پر امور مذکورہ واقعاتی نتھے لیکن یہ تجویز کیا گیا کہ امور مذکور تاثیر اوس شہادت پر مبنی تھے جو دستاویزات سے حاصل ہوئی تھی اور نہ تعبیر دستاویزات پر پس کوئی وجہ نہ تھی کہ اوس معمولی قاعدہ سے انحراف کیا جائے جو دربارہ تجاویز متفقہ دو عدالتون کے نسبت واقعات کے ہے۔ ازروئے شاستر دستور گیا والون کے دربارہ تبنیت کے طفل متبنی کا تعلق خاندان اپنے اصلی باپ سے قطع نہین ہوتا ہے پس وہ اپنے حقوق واقع خاندان مذکور سے محروم نہین ہوتا۔

اپیل بنا راضی ڈگری (۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء) مصدورہ ہائیکورٹ کلکتہ شمول بحالی ڈگری (۶ فروری سنہ ۱۸۸۹ء) مصدورہ جج ماتحت گیا۔

رسپانڈنٹ کے باپ شری کشن لال نے [illegible] قایم مقام اوسکا پسر رسپانڈنٹ کنہیا لال ہوا ۹ جنوری سنہ ۱۸۸۸ء کو نالش بنام مدعاعلیہ جواب اپیلانٹ ہے واسطے دلاپانے قبضہ اراضی و جایداد واقع گیا کے جو کشن لال چودہری کی تھی جو [illegible] فروری سنہ ۱۸۴۶ء کو فوت ہوا اور جسکی یہ جایداد اوسکی وفات سے قبضہ مین اوسکی لاولد بیوہ بھونیا چودہراین کے وفات سماۃ مذکورہ تک رہی جو ۳ اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ء کو واقع آئی

† اجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ شینڈ صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر آر کوچ صاحب۔

سنہ ۱۸۹۳ء
بنسی لال چودھری
بنام
نہال لال وغیرہ

موروث اعلی سائل اور کشن لال کا امیر چند چودہری تہا جو کشن لال کا پردادا تہا مدعی کشن لال کے چچا کی لڑکی کا لڑکا ہے اور اوسکے بوقت بوفات بہونیا بیوہ کے لطور قریب ترین بندہو کے دعوی وراثت کشن لال کا کیا تھا مدعا علیہ جو بہونیا بیوہ کا بہتیجہ تہا قابض جایداد تہا اور اوسنے مقدمہ کی جوابدہی اون وجوہ پر کی کہ اول اوسکو سماۃ نے اپنے شوہر متوفی کشن لال کے لئے بموجب اجازت شخص مذکور کے متبنی کیا تہا دوم مول چند باپ مدعی کی مان کا بذریعہ تبنیت کے دوسرے خاندان مین منتقل ہوگیا تہا پس بذریعہ اوسکے مدعی استحقاق ثابت نہین کرسکتا ہے۔

فریقین نالش ہذا اور وہ اشخاص جنکے ذریعہ سے وہ دعویدار ہین ایک فرقہ برہمنان گیا معروف گیا والون مین سے ہین جو چند گوترون یا خاندان مین منقسم ہین اور اونکے مختلف القاب آبائی ہین مثلاً موار کہ اس فرقہ سے مدعی تعلق رکہتا ہے اور چودہری کہ اس فرقہ مین اپیلانٹ اپنا ہونا بیان کرتا ہے اور تنک ہو رہا جسکے خاندان مین حسب حجت اپیلانٹ مولچند دادا مدعی کا جسکے ذریعہ سے مدعی نے لطور بندہو کے استحقاق ثابت کرنا چاہا متبنی ہوا تہا اور مدعی نے یہ دلیل کی کہ سلسلہ وراثت اس طرح پر ٹوٹ گیا ہے۔

چونکہ عدالت ہائے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ یہ ثابت کرنیکے قاصر رہا کہ بہونیا چودہرین کو یہ اجازت تہی کہ نامبردہ کو اپنے شوہر کا متبنی کرے یا آنکہ سماۃ نے فی الواقع اوسکو اس طرح پر متبنی کیا تہا بلکہ سماۃ نے مدعا علیہ کو بطور اپنے پسر کے متبنی کیا تہا اور چونکہ عدالتہائے موصوف نے یہ بہی تجویز کی کہ سماۃ اپنے شوہر کی جایداد پر اپنی وفات تک قابض رہی لہذا جو امور کہ بر طبق اپیل ہذا پیش کئے گئے حسب ذیل ہین آیا مدعی کے دعوی مین بموجب مد ۱۱۸ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے اس سبب سے تمادی عارض ہے کہ اوسنے نالش واسطے استقرار امر کے کہ مدعا علیہ کی تبنیت مظہرہ ناجائز تہی یا کبہی عمل مین نہین آئی اوس وقت سے چہہ برس کے اندر دایر نہین کی کہ جب اوسکو اول مرتبہ تبنیت کا علم ہوا تا یا آیا مولچند کو اوسکے چچا نرسچون تک نے پہلے اپنے خاندان کے گوتر مین اس طرح پر متبنی کیا یا نہین کہ وہ از روے قانون ہنود واقعات کے خاندان چودہری مین تہیہ ۱۲ اور بموجب یہ ناممکن ہوگیا کہ اوسکے ذریعہ سے بحیثیت بندہو کشن چودہری کے استحقاق ثابت کیا جائے

عدالت مرافعہ اعلی نے نسبت امر صراحت کے یہ تجویز کی کہ چونکہ نالش دوبرس کے اندر وفات بہونیا دایر کیگئی تہی اور چونکہ سماۃ کا قبضہ جایداد استنادی طور پر ہے حق کے تہا اور نیت

سنہ ۱۸۹۴ء
لچھمن لال چودھری
بنام
کنہیا لال سواے

بیوہ کے لینے اور مدعی کے دعوی مین تمادی عارض نہتی [illegible] کی سنجانب سے بہت کے زیادہ زیادہ ایک ایسا انتظام تھا جیسا کہ دستور گیا والون مین [illegible] وجہ سے حالات لڑکے کی حیثیت کیا تبدیل نہین ہوئی یا وہ ایک خاندان سے دوسرے خاندان مین نہین چلا گیا۔

ہائیکورٹ نے دفعہ ۱۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) اور فیصلہ مقدمہ جگدمبا چودہرانی بنام دکھنا موہن راے چودہری (۱) پر تجویز ہوئی کہ دفعہ ۱۲۹ ضمیمہ ایکٹ ۱۸۷۷ء مطابق دفعہ ۱۱۸ ایکٹ آخر الذکر ایسی تمام نالشات [illegible] ہے جن مین کامیابی بجز اسکے نہین ہو سکتی کہ کوئی حیثیت جو ظاہر ہوئی ہو مسترد کیجائے غور کرنیکے [illegible] کہ مقدمہ حال وسمین داخل نہین ہوتا بلکہ وہ زیادہ تر مشابہ مقدمہ راج بہادر سنگہ بنام اچمبت لال (۲) کے ہے جسمین تبنیت خود بیوہ کے لئے کیگئی تہی اور اوسکے شوہر کے لئے تبنیت [illegible] جانب سے ہوئی حکام کی یہ رائے ہوئی کہ اوسکی وجہ سے مولچند کا قطع تعلق [illegible] سے نہین ہوا اور حکام ممدوح نے یہ تصور کیا کہ اوسکی تبنیت کی نسبت سوال [illegible] سکتا ہے کہ وہ اوسکے ساتھ تہا کسی صورت مین [illegible] ہوتی ہے۔

مدعی کا دعوی [illegible] دعوی کرتا تھا قریب ترین جدی متوفی کا تہا اور برطبق [illegible] ہوئے [illegible] تو وہ بدعوی مندرجہ بالا کے ڈگری کیا گیا۔

برطبق آپیل ہذا۔

مسٹر آر وی ڈ این سنجانب اپیلانٹ [illegible] کی کہ نالش مدعی مین بموجب ۱۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے تمادی [illegible] عوالہ اوس شہادت کا دیا جس سے ظاہر ہے ثابت ہوتا تہا کہ مدعی کو علم تبنیت مذکور کا تہا اسلئے [illegible] دور ثنا پہونچتی تہی اور مجرد ان کو اوسکا علم چہہ برس سے زیادہ قبل کرنے نالش کے تہا جو تعبیر کہ دفعہ ۱۱۸ کی بلحاظ اون قانون کے کیگئی جو سنہ ۱۸۹۲ء مین صادر ہوا اور جسکی تعبیر مقدمہ جگدمبا چودہرانی بنام دکہنا موہن راے چودہری (۱) کیگئی تہی کہ ایسی نالشات سے چہہ برس کی میعاد متعلق ہے جن مین [illegible] کامیابی بلا مسترد ہونے کسی تبنیت ظاہری کے نہین ہو سکتی اس مقدمہ مین یہ سمجہا جا سکتا ہے کہ بیوہ نے ظاہرا اپنے شوہر کے لئے متبنی کیا تہا خواہ جائز طور پر یا ناجائز طور پر اور بحث جواز کی اب [illegible] نہین کیجا سکتی سبب نالش متعلقہ تبنیت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۸ و لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۳ صفحہ ۸۴۔

(۲) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۶ صفحہ ۱۱۰۔

سنہ ۱۸۹۴ء
ہن لال چودہرے
بنام
کنہیا لال سوار

ہبنا جو سماۃ نے ۱۵ - اپریل ۱۸۲۹ء کو تحریر کیا اور جو ۱۹ جون مابعد کو رجسٹری ہوا سماۃ نے اپنے آپکو بیوہ اور وارثہ کشن لال کا بیان کیا کہ اقرار کیا کہ بسبب لاولد ہونے کے اوس نے مطابق اجازت اپنے شوہر متوفی کے بطور اپنے بیٹے کے کھین لال کو اوسکا یہ نام رکھکر متبنی کیا اور مسماۃ نے اوسکے حق میں جایداد متروکہ اپنے شوہر کی ہبہ کی۔

بعد ازاں دیگر شہادت بتائید وجہ دوم جوابدہی کے یعنی تبنیت مذکورہ موچند منجانب اوسکے والدین ترہون تک پہوپہاکے جسکی تائید بیان کیگئی تہی کہ اوسکو اصل باپ کے گہر سے تعلق نہ تہا کونسل نے بعلم نے فیصلہ پر اوریجنل کورٹ عظیم آباد صدورہ اوس نالش کا حوالہ دیا جو موچند نے ۱۸۷۹ء میں واسطے اثبات اپنے حق بطور پسر متبنی ترہون اور اوسکی زوجہ جھونا کے بابت ترکہ اپنے پدر تبنیت کنندہ کے دایر کی تہی جسکا بعد ازاں اثبات کے ضلع میں ہتہا مختلف نتائج کے تجویز پر اوریجنل کورٹ کی نسبت میں یہ ہوی کہ تبنیت مذکورہ مطابق اوس رواج کے جو بعض فرقہ میں صدہا سال سے جاری ہے ثابت ہے یہ عرض کیا جاتا ہے کہ فقط یہ تجویز ثبوت قطعی خلاف مدعی کے جسنے اپنے عرضی دعوی میں بذریعہ موچند کے دعوی کیا ہے جایز ہونے تبنیت کرم کی خرابی کا منجانب ترہون تک پہوپہاک کے ہے اور یہ بلکہ اسکے اور شہادت دستاویزی مزید کے یہ دلیل کیگئی تہی کہ تجویز ہائیکورٹ خلاف تبنیت موچند کے ازروے قانون وواقعات کے غلط ہے کیونکہ وہ تعبیر غلط دستاویزات پیش شدہ پر مبنی تہی جسنے صریحاً ایک مکمل قطع تعلق موچند کا بعد اپنی تبنیت کے اپنے اصلی باپ کے خاندان سے ثابت ہے یہ ایک ہی واسطے غور واسپر شہادت کے ہے۔

مسٹر جے ڈی مین منجانب رسپانڈنٹ سے جواب طلب نہیں کیا گیا۔

بعد ازاں ۱۵ - دسمبر کو تجویز حکام عالیمقام لارڈ شینڈ نے صادر فرمائی۔

لارڈ شینڈ صاحب - مدعی رسپانڈنٹ اپیل ہذا مطابق اعلی رشتہ کے قریب ترین بہ ہونے وارث کشن لال چودہری کا ہے جو ۱۶ فروری ۱۸۲۶ء کو لاولد فوت ہوا اوسکی بیوہ جہونا چودہراین اوسکے بعد مدعیہ تہی جو نا بسر رہ کے ترکہ پر اپنی وفات تک جو ۳۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو وقوع میں آئی قابض رہی اور اوسوقت اپیلانٹ نے قبضہ پایا۔

نالش حال ۹ جنوری ۱۸۸۸ء کو دایر کیگئی تہی رسپانڈنٹ مستحق ہوا کہ اوسکا حق وراثت بابت جایداد بعد کشن لال چودہری کے ڈگری کرایا جاتا اور اوسکا قبضہ دلایا جاے

۱۸۹۴ء
لچھمن لال بنام چودھری
کنسا نرائن چودھری

وہ حق جسکا عذر مدعا علیہا و اپیلانٹ نے کیا حق ایک پسر کا اس بیان سے تھا کہ کشن لال چودھری نے قبل اپنی وفات کے اپنی زوجہ کو اجازت دی تھی کہ نامبردہ کے لیئے ایک پسر متبنی کرے اور بعد وفات نامبردہ کے مسماۃ نے استعمال اوس اختیار کا جو مسماۃ کو دیا گیا تھا کیا اور اوسنے بطور پسر کے اپنے شوہر متوفی کے متبنی کیا۔

یہ وجہ جواب دہی ساقط ہوئی ہے تجویز مرافعہ میں ثابت گیا اور ہائیکورٹ کی یہ رائے ہے کہ اپیلانٹ یہ ثابت کرنے میں قاصر رہے کہ رگھوبنا چودھری اپنی کو اپنے شوہر کی اجازت اوسکے متبنی کرنے کی تھی یا یہ کہ مسماۃ نے جائز طور پر اپیلانٹ کو بطور پسر اپنے شوہر کے متبنی کیا۔ نتیجہ دلیل اپیلانٹ از روئے اپیل ہذا کسی ایسے حق پر مبنی نہ تھی جو خود اوسکو حاصل تھا بلکہ ظنیا اوس حق پر مبنی تھی جو اوسنے جایداد متنازعہ کا حاصل کیا تھا۔

بلحاظ اس رائے کے اوسکے کونسل نے دو وجوہ جوابدہی پیش کین اس سے اول یہ تھی کہ رسپانڈنٹ کو کوئی حق وراثت نہیں ہے کیونکہ یہ تسلیم اوسکے اصلی رشتہ مندی کشن لال چودھری متوفی کے اپیلانٹ نے یہ بیان کیا اور وہ ثابت ہوا کہ رسپانڈنٹ دوسرے خاندان میں متبنی کیا گیا اور اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ از روئے قانون ہندو و رفعات کے ایک شریک خاندان چودھری کا نہیں رہا اور بہ حیثیت لال چودھری کا وارث نہیں ہو سکتا تھا دوسرا عذر حد سماعت کا تھا تجاویز دونوں عدالت ماتحت نسبت اپیلانٹ کے نسبت اول وجہ جوابدہی کے بھی نہیں۔

اس امر میں آسانی ہوگی کہ اولاً نسبت عذر عدم سماعت کے تجویز کیجائے جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ میعاد بارہ برس کی نسبت عذر کیا گیا ہے اس سے متعلق نہیں ہے مدعا ان اندر دو برس کے بعد رگھوبنا چودھرین کی وفات کے نالش کی تھی اور وہ تھا قدر اوسکے حق کے اور بطور وارث کے عام اوسکے مطابق پسر متبنی کے بعد وفات اپنے شوہر کے قابض ترکہ نامبردہ اپنی وفات تک رہی ہائیکورٹ نے تجویز کی کہ نسبت نامبردہ اگر کوئی حق تھا تو مسماۃ کے لیئے تھی اور تا وقتیکہ شوہر کے میراث مذکور سے کوئی حق نسبت جایداد شوہر کے حاصل نہیں ہو سکتا اور بوجہ کوئی عذر حد سماعت خلاف مدعیہ کے دعوی نسبت جایداد مذکور کے نہیں کیا جاسکتا۔

کونسل اپیلانٹ نے بربنائے مسئلہ ایلیمہ بنام ایک سکارت کے یہ دلیل کی پیش کیا چھہ برس

کی تاریخ تبنیت مظہرہ اپیلانٹ سے بالغ نالش ہے یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ نالش ہذا کو فی الواقع آرٹیکل ۱۱۸ کو
حصول اس امر کے تھی کہ تبنیت اپیلانٹ کی ناجائز تھی یا فی الواقع کبھی نہیں کیگئی تھی اوسوقت
سے جب تبنیت مظہرہ کا علم رسپانڈنٹ کو ہوا قبل دائر ہونے نالش کے چھ برس گذر گئے تھے اگر
تبنیت فی الواقع ہوئی تھا چودہراین نے اپنے بیٹے کی تھی اور نہ اپنے شوہر کے لئے (اور ہائیکورٹ
نے یہ تجویز کی ہے کہ یہ صحیح ہے کہ تبنیت نامہ پیش شدہ کی ہے) عذر سماعت نالش ہذا سے متعلق
نہیں ہو سکتا جو کلیتہ متعلق [illegible] شوہر کے ہے لیکن حکام عالیمقام کی رائے مین ایک اور وجہ ہے
جسکی بابت بھی یہ عذر ایسا ہی صریحاً ساقط ہوتی ہے یعنی یہ ثابت نہیں کیا گیا ہے کہ تبنیت مظہرہ کا
علم رسپانڈنٹ کو تا وقت وفات ہوئی تھا چودہراین کے ہوا تھا جو دو برس کے اندر قبل دائر ہونے
نالش کے وقوع مین آئی مدعا علیہا [illegible] تجویز کی ہے کہ اپیلانٹ کا جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے
کہ وہ قریب دو برس بعد وفات کشن لال چودہری کے متبنی کیا گیا تھا کہ جب اوسکی عمر تخمیناً پانچ
برس کی تھی قبضہ ہوئی تھا چودہراین کی [illegible] بعد ہوا لہذا جہانتک کہ قبضہ کو تعلق ہے
رسپانڈنٹ کو علم تبنیت مظہرہ کا [illegible] چودہراین کے نہیں ہوا علاوہ برین شہادت
صریحی اس امر کی نہیں ہے کہ رسپانڈنٹ [illegible] اپیلانٹ کی تبنیت مظہرہ کا علم تا وفات مسماۃ
کے ہوا صرف ایک شہادت خلاف [illegible] سکا ہو اپیلانٹ کا کونسل بغرض ثابت [illegible]
علم کے دیکھنا تھا ایک فقرہ [illegible] رسپانڈنٹ کے اظہار مین تھا (مثل کا صفحہ ۳۰۳) [illegible] انکار
کرنے کے اس امر سے کہ اپیلانٹ متبنی کیا گیا تھا نامبردہ نے یہ بیان کیا ہے "اگر ہوئی تھا چودہراین
مدعا علیہا کو متبنی کرتی تو مجکو اوسکا حال معلوم ہوتا" بر بنائے اسکے یہ بیان کیا گیا کہ اوسکا علم
معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ اکثر ہوئی تھا چودہراین کے مکان مین بعد وقوع تبنیت
مظہرہ کے گیا اور اس طرح پر وہ اوس سے واقف ہو گیا ہو گا بہ ظاہر ہے کہ ایسی شہادت
صریحاً علم ضروری کے ثابت کرنے کے لئے ناکافی ہے اور بدین وجہ عذر سماعت ساقط ہوتا ہے۔

دوسری وجہ اپیل جو بیان کیگئی اور جو نمبر سے سوم امر تنقیح طلب تھی جسکا تصفیہ جج ماتحت
نے کیا یہ تھی کہ رسپانڈنٹ کا دادا بلحاظ سوتیلہ متوفی جسکے ذریعہ سے رسپانڈنٹ اپنے دعوی کرتا ہے
اور جو نسل کشن لال کے امیر چند کی اولاد مین تھا جو اوسکا مورث اعلی تھا تربہون تک جو پہلا کے
خاندان مین متبنی کیا گیا تھا اور اس وجہ سے خود وہ اور اوسکی اولاد اپنے باپ کے خاندان
سے نکلکر تربہون تک جو پہلا کے خاندان مین داخل ہو گئی جسنے اوسکو متبنی کیا تھا" (اپیلانٹ

[illegible] طلب) اس بیان سے سپانڈنٹ کے بیان [illegible]
[illegible] کر موہنچند چودہری کو بطور دتک [illegible]
[illegible] مطابق شاستر کے [illegible]
کبھی اپنے چودہری خاندان سے قطع تعلق ہوا"

تیسرا تنقیح طلب متعلق اس جواب دہی کے [illegible] آیا موہنچند
چودہری کو تربہون تک بہوبہا نے بطریق دتک متبنی کیا تھا اور آیا وہ تبنیت جائز تھی یا نہیں آیا
بذریعہ اوس تبنیت کے [illegible] اوسکا تعلق اوسکے باپ کے خاندان سے قطع ہو گیا"
شہادت سے [illegible] اون میں جو ایک فرقہ برہمنان بانند کان ضلع [illegible]
جس میں فرقبیت [illegible] داخل ہیں خاص اور سب [illegible] رواجات تبنیت
تبنیت کے جاری ہیں [illegible] یہ رواج کہ گو تبنیت اس طرح پر کیجائے کہ [illegible]
وراثت اپنے پدر تبنیت کنندہ [illegible] حاصل ہو جائیں تاہم اس سے خواہ مخواہ اوسکا تعلق ساتھ
اپنے اصلی باپ کے یا اپنے خاندان کے قطع نہیں ہوتا ہے [illegible] بہت سے منترک [illegible]
متعلق قدیم مذہب بودھ کے ہیں اور گیاوال برہمنوں کو یہ [illegible] ہے کہ بطور یادیان [illegible]
جاتریوں کے کام کریں جو ان مقامات میں آتے ہیں اور اوسکے [illegible]
کریں اور بذریعہ تبنیت کے [illegible] خون میں واسطے [illegible] کرنے [illegible]
کرنے متبنی کے ساتھ خود اپنے خاندان کے آسانی رکہی گئی ہے کشن لال گہر نموگا [illegible]
مسل صفحہ ۱۷۲) بیان کیا کہ جاننا ہے کہ ایک گیا وال مالک وراثت چار خاندان [illegible]
اور پہر متبنی تمام خاندان کا کہلاتے اور اپنے نام کے ساتھ اون تمام خاندانوں [illegible] اپنے
کرے جن میں وہ مالک ہوا اور بہت سے اور گواہوں نے شہادت اوسی مضمون کی دی ہے اصلی
نسبت اس جزو مقدمہ کے جج ماتحت نے یہ تحریر کیا ہے "کوئی شہادت [illegible] ان تمک
اس امر کے نہیں ہے کہ موہنچند متبنی ہوا تھا اور یہ اوس سے بہی کم ثابت ہے کہ اوسکو
تربہون تک بہوبہا نے بطریق دتک متبنی کیا تھا بعض دستاویزات میں [illegible] اور
کا پایا جاتا ہے اور اون سے وہ مستنبط ہو سکتی ہے لیکن بحث یہ ہے کہ کہاں [illegible]
تبنیت بطریق دتک ثابت ہوتی ہے اون دستاویزات میں سے کسی
ہوتا ہے کہ موہنچند اوس طریق سے متبنی کیا گیا تہا" اور بعد ذکر بعض

۱۸۹۴ء
کشن لال چودہری بنام بیالال موار

حاکم موصوف نے بوقت کرنے تجویز نسبت شہادت کے کرر یہ تحریر کیا ہے (مثل صفحہ ۱۷۷)

[illegible] گواہان پیش کردہ طرفین سے یہ جو ظاہر ہوتا ہے کہ گیا والون مین نسبت تبنیت کے بہت عجیب رواج [illegible] ہین وہ شخص بھی جو دوسرے کی جایداد بذریعہ ہبہ کے پاتا ہے لقب اپنے واہب کا اختیار کرتا ہے اور اپنے آپکو اوسکا پسر متبنی کہتا ہے اس عجیب رواج کی بنیاد اس غرض سے ہے کہ اپنے واہب کے جاتریون کو بہم پہنچے [illegible] کہ وہ [illegible] لڑکو مین بطور جزو کے اونکی جایداد کے اور سب سے بڑا ذریعہ آمدنی گیا والون کے ہین بوقت کرنے تبنیت کے وہ کسی شخص کو بالکل خلاف دہرم شاستر کے ہی متبنی کر لیتے ہین وہ نواسون اور بہاجون اور کلونت [illegible] کو متبنی کر لیتے ہین اور بیوگان بلا اپنے شوہر سے پہلے اجازت حاصل کرنیکے ہی متبنی کر لیتی ہین [illegible] شہادت سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ کسوقت سے یہ رواج ہے لیکن صریحاً اوس زمانہ سے ہے کہ جب [illegible] گیا والون مین ضعف آیا [illegible] صرف [illegible] پائے جاتے ہین اور اونکے ازدواجات وغیرہ اس [illegible] کم ہو گیا والون کی اب گہٹ کر ۲۰۰ یا ۳۰۰ گہر رہ گئے ہین اسلئے ہر شخص زیادہ [illegible] ہبہ جات یا تبنیت سچی اون اشخاص کے کرتا ہے [illegible] اور [illegible] اس رواج سے مال کے ضبط سرکار ہونیکی [illegible] نہین [illegible] بیانات اور تبدیل گوترون کے مین بلا کسی قابل [illegible] تبنیت کے [illegible] نہین [illegible] کے ماموں نے متبنی کیا تہا چہ جائیکہ یہ تجویز کرون [illegible] تہا [illegible] چودہری قایم رہا اور وہ کشن لال کے پٹہ (کاغذ ۵) [illegible] اوداکے بہائی کے سنہ ۱۲۶۳ء مین بیان کیا گیا ہے کوئی گنجایش شبہہ کی باقی نہین ہتی [illegible] متبنی کیا وہ بدستور خاندان چودہری مین داخل تہا اور بہیم اور [illegible] تہا [illegible] بحیثیت وراثت پائی تہین موہن چند کی تبنیت بہ جانب [illegible] دہرم شاستر کے ناجایز ہے جو نیگا مین مروج ہے اور بذریعہ قانون مندرجہ [illegible] ہوسکے انحالات مین مین یہ تجویز نہین کر سکتا کہ موہن چند خاندان چودہری سے [illegible] مین اوسکی کوئی جگہ نہین رہی مین تجویز سوم امر متنقیح طلب کی خلاف مدعا علیہ [illegible]

[illegible] نتیجہ اخذ کیا حکام ولعلم نے یہ تحریر کیا ہے (مسل صفحہ ۱۸۸)
[illegible] ستدلال کیا گیا ہے یہ ہے کہ موہنچند کو بطریق [illegible] اوسکے ماموں نے [illegible] ہوجانے کے تو مدعی کی نالش خواہ مخواہ ساقط ہوگی کیونکہ وہ بذریعہ موہن چند دعویدار [illegible]

لچھمن لال بنام کنہیا لال

ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ جج ماتحت نے تحریر کیا ہے کوئی شہادت صریح اس امر کی نہیں ہے کہ موکچند کو تہہون تمک بہوپہا نے بطریق تمک متبنی کیا اور ایسی تبنیت بہی بموجب ہرشاستر کے جائز نہوگی جسمین بہائی کو لازم ہے کہ اپنی ہی نسل کے لڑکے کو متبنی کرے بہت سی دستاویزات پر استدلال کیا گیا ہے کہ وہ تبنیت مذکور کی شاہد ہین ایک انمین سے اکا غذ ب (نقل انتقل) ہے لہذا ہماری دانست مین وہ مرتبہ نا قابل مقبولی ہے اور جج ماتحت نے اوسکو صحیح طور پر بے اثر کیا ہے اور اگر وہ مقبول بہی کیا جائے اوس سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ موکچند کو تہہون تمک بہوپہا نے بطریق دتمک متبنی کیا تہا کاغذ (الف) ایک تجویز صدر امین اصلی مورخہ ۲۰ اگست سنہ ۱۸۲۸ء سے ثابت ہوتا ہے کہ تبنیت سول چند کی کشن لال مدعا علیہ نے اپنی نالش مین بیان کی تہی لیکن امر مذکور کی تجویز نہین کیگئی تہی ہم یہ بہی تحریر کرتے ہین کہ اس دستاویز مین سول چند کو چودہری اور تمک بہوپہا بیان کیا گیا ہے گویا وہ دونون خاندانون مین تہا کاغذ (ہ) مورخہ ۴ جولائی سنہ ۱۸۳۲ء مین وہ سول چند تمک بہوپہا اور سول چند چودہری اور کاغذ (ل) مورخہ ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۶۵ء مین وہ صرف تمک بہوپہا بیان کیا گیا ہے پس ہم ان دستاویزات سے یہ نتیجہ نہین نکال سکتے کہ اوسکی جگہ اپنے خاندان اصلی مین باقی نہین رہی قوی ترین امر بہ حجت اپیلانٹ یہ ہے کہ جایداد ملکیت خاندان متنازعہ سب سہر چند یعنے موکچند کے بڑے بہائی کو پہونچین یہ امر کاغذ (الف) سے ظاہر ہوتا ہے جسکا ہم نے ابہی حوالہ دیا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ امر بنسبت ثبوت قطعی اس امر کا نہین ہے کہ موکچند کا تعلق اپنے اصلی خاندان سے قطعی جاتا رہا بہت سی دستاویزات مین ابتدا سے سنہ ۱۸۳۲ء لغایت سنہ ۱۸۶۸ء مین زیادہ تر کاغذات ۴۰ و ۵۲ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ وہ مول چند چودہری اور تمک بہوپہا لکہا گیا ہے جس سے ہمارے نزدیک ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکا تعلق اپنے خاندان اصلی سے قطع نہین ہوا تہا علاوہ برین کاغذ (ہ) اوسکو کشن لال چودہری کے دادا کا بہائی لکہا ہے اور یہ کہ وہ اوس صورت مین ہوتا کہ وہ اپنے خاندان اصلی مین قایم رہتا اور کہ اوسکے پسر گوپال یعنے کشن لال کے باپ کو جیسا کہ مدعی نے بیان کیا ہے سہر چند نے متبنی کیا ہوتا لہذا ہماری دانست مین جج ماتحت کی رائے نسبت سول چند کی حیثیت کے اپنے خاندان اصلی مین صحیح ہے خواہ اوسکی کچہہ ہی حیثیت بسبب کسی قسم کی تبنیت برائے نام کے خاندان تہہون تمک بہوپہا مین مطابق غیر معین دستورات و رواجات مروجہ گیا والون کے ہو۔

چنانچہ تجاویز متفقہ خلاف اپیلانٹ کے نسبت امور کے ہین کہ جو ایک امر متعلقہ واقعات کے اور جسکی تجویز شہادت پر منحصر ہے منجانب اپیلانٹ یہ دلیل کیگئی کہ چونکہ یہ شہادت اہم درجہ تک تحریری ہے لہذا یہ معمولی قاعدہ کہ بوقت تجویز ہر دو عدالت مین نسبت واقعات کے دست اندازی نہین کرتی متعلق نہین ہوتا ہے حکام عالیمقام اس رائے کو بیجا نہین کر سکتے بحث مذکورہ ایک بحث متعلق تعبیر

سنہ ۱۸۹۴ء
لچھمن لال چودہری
بنام
کنہیالال وغیرہ

ایک یا زیادہ دستاویزات کے نہین ہے کہ جو ایک امر قانونی ہوگا بلکہ ایک بحث متعلق اس امر کے ہے کہ ڈگریات اور فیصلجات ورنیز دیگر دستاویزات کا بطور شہادت امر تبنیت کے کیا اثر ہے اور اوسکے کیا نتائج ہین مگر حکام عالیمقام یہ تحریر کر سکتے ہین کہ بعد سماعت اپیلانٹ کی اپیل نسبت اون دستاویزات کے جنپر اوسنے اوسکو بالخصوص طلب کیا ہے حکام ممدوح کو کوئی وجہ تجویز کرنے کی نہین معلوم ہوتی کہ کوئی ایسی تبنیت موہنچند کی امر کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ جس سے اوسکی حیثیت یا حق وراثت خود اوسکے اصلی خاندان مین زائل ہوگیا۔

ڈگری سنہ ۱۸۱۰ء کا بطور ضمیمہ ملیحدہ کے چھپی ہے ظاہر خاص کر اون دونون کا نتیجہ ویزمین ہے کسی مین جسکی تا رضی سے اپیل ہے نہین ہے اوسمین بلاشک یہ حکم ہے کہ موہنچند کو بطور وارث یعنی پسر متبنی کے جائداد متروکہ نربہون وسماۃ جہونا پر دخل دلایا جاوے لیکن تجویز مذکور خاص مجیب جانب گیا والون پر مبنی ہے جسکا ذکر دو مرتبہ اون وجوہ تجویز مین جو تحریر کی گئی ہین آیا ہے اور اوسکے ترجمہ مین مندرج ہے۔

چونکہ موہن چند کی تبنیت مطابق رواجات مروجہ اوسکے اہل قوم کے ہوئی ہے لہذا حکام عدالت ہذا کی یہ رائے ہے کہ اس امر کی گنجایش باقی نہین رہی ہے کہ تبنیت مطابق شاستر کے نہین کیگئی تہی کیونکہ ایک رواج جو کسی خاص فرقہ مین صدہا سال سے بلکہ زمانہ سونان سے جاری ہو بند نہین کیا جا سکتا اور یہ مناسب ہے کہ رواج مذکور پر عمل کیا جاوے یہ بات مطابق اور نہ خلاف شاستر کے ہے"۔

گو تبنیت اس طرح کیگئی تہی ثابت نہین کیا گیا ہے اور یہ لازم نہین آتا ہے کہ موہنچند خود اپنے اصلی خاندان مین نہین رہا یا اوسکا حق وراثت اوس حیثیت سے زائل ہوگیا۔

کونسل اپیلانٹ نے مزید بران ڈگریات سنہ ۱۸۳۲ء و سنہ ۱۸۴۴ء صادرہ صدر امین علی بہادر صاحب جج ضلع بہار مطبق اپیل کا حوالہ دیا ہے وہ ایک نالش مین صادر ہوئی تہین جو مابین شنکر لال سنگھ بہا چہا جسنے اپنے آپکو پسر متبنی اور وارث موہن چند کا بہا چودہری بیان کیا اور کشن لال چودہری کے تہی جو دعوی کہ کیا گیا تہا وہ بابت نصف اون بعض جائدادون کے تہا جو کشن لال چودہری کو بر طبق وفات اپنے باپ گوپال چند ولد موہنچند کے وراثتاً ملی تہین جو خاندان سہر چند مین متبنی ہوا تہا اور جو جائداد اسے مذکور کا مدعی بر طبق وفات اپنے پدر تبنیت کنندہ کے تہا بنائے دعوی یہ تہی کہ سہر چند و موہن چند جو آپس مین بہائی تہے اپنے باپ کی وفات پر مشترکا وارث جائداد متنازعہ کے ہوئے اور نصف انہین سے موہنچند کی اور بعد ازان اوسکے وارث یعنی مدعی کی بحیثیت

سنہ ۱۸۹[illegible]ع
پہمن لال چودہری
بنام
کنہیا لال مواد

اوسنے پسر متبنی کے نہین جوایدہی یہ تہی کہ کوئی جنبہ جایداد ہاے مذکور کا کبہی ازان موہچند نہا اور وہ مکسویہ ہہرچند کی بلا تعلق غیرے نہین اور کلیتاً اوسکے نام بذریعہ استحقاقی مندرج نہین اور یہہ بہی بیان کیا گیا نہا کہ موہچند بطور پسر زیر بہون تک بیوپہلکے متبنی کیا گیا نہا اور اوسکو کوئی تعلق جایداد ہاے مذکورسے نہ نہا نالش مذکور اس بنا پر ڈسمس کیگئی تہی کہ تمام دستاویزات سے جو پیش کیگئین ظاہر ہوتا ہے کہ جایداد ہاے متنازعہ خود ہہرچند نے حاصل کی تہین اور صرف اوسکے نام کی دستاویزات ان جایدادون کی تہین اور عدالت کو کوئی ضرورت خیال کرنے یا فیصل کرنے کسی بحث متعلق تبنیت مظہرہ موہچند کی خاندان تک بہیہپا مین یا تاثیر تبنیت مذکور کی اگر وہ عمل مین آئی ہو کہ اوسکے ذریعہ سے وہ خاندان چودہری سے علیحدہ ہوگیا نہین ہے بیانات ز لیقین جو نالش مذکور مین واسطے اغراض نالش مذکور کے لئے گئے مقدمہ ابن نسبت اوس معاملہ کے جواب زیر بحث ہے یعنے تبنیت مظہرہ موہچند کے خاندان تک بیوپہا مین اسطرح پر کہ وہ خود اپنے خاندان اصلی سے علیحدہ ہوجاتے بطور شہادت قبول نہین کئے جاسکتے۔

حکام عالیمقام ہود بانہ حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دینگے کہ اپیل ہذا معہ خرچہ ڈسمس کیا جائے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

سالیسٹر منجانب اپیلانٹ۔ مسٹر جے ایف واٹکنس۔

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ۔ مسٹران ٹی ایل ولسن وکمپنی۔

سنہ ۱۸۹۴
۲۳ نومبر [illegible]

ابوالفتح محمد اسحاق وغیرہ (مدعیان) بنام

راس بایا دہر چودہری وغیرہ (مدعا علیہم)†

[برطبق اپیل از ہائیکورٹ مقام کلکتہ]

شرع محمدی۔ وقف۔ دستاویز ناجایز بطور وقف نامہ کے۔ کوشش ہبہ دوامی کی بحق خاندان کے۔ بالاخر لیکن محض نمایشی ہبہ واسطے اغراض خیراتی کے۔

ایک دستاویز کی رو سے جو برائے نام وقف نامہ تہا اور جس سے ظاہر معلوم ہوتا تہا کہ جایداد وقف کیگئی جایداد کی تملیک دواماً خاندان واقف مین کیگئی اور ساتہہ ہی اوسکے بالاخر ہبہ واسطے فائدہ غربا کے جو صرف دستاویز بصورت اثر پذیر ہوتی کہ خاندان مذکور کی اولاد مین کوئی باقی

† اجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ شینڈ صاحب و سر آر کوچ صاحب۔

۱۸۹۷ء ابو الفتح محمد اسحاق بنام رس مایا دہر چودہری

نہ ہے کی گئی **تجویز ہوئی** کہ ممکن ہے کہ ہبہ بحق غربا بسبب قلیل ہونے تعداد کے یا بسبب اوسکے غیر معین یا بعید ہونے کے محض نمایشی ہوا ور وہ زمانہ جب یہ ہبہ اثر پذیر ہوا ایسا غیر معین اور غالباً ایسا بعید تھا کہ ہبہ مذکور محض نمایشی تھا لہذا مطابق شرع محمدی کے اوس سے وقف قایم نہین ہوتا ہے۔ محمد احسان اللہ چودہری بنام امرچند کنڈو (۱) وعبد الغفور بنام نظام الدین (۲) کا حوالہ دیا گیا اور نسبت اس اصول کے تقلید کیگئی کہ کار خیر کی غرض قایم ہونے وقف کے اصلی اور نہ نمایشی ہونا چاہئے۔

ممکن ہے کہ انتظام پرورش خاندان واقف جایداد متوقوفہ سے خلاف وقف جایز کے اوس حالت مین ہو کہ وقف فی الواقع واسطے مذہبی یا خیراتی غرض کے ہو لیکن چونکہ تملیک بحق خاندان دوام کے لئے خلاف شرع محمدی کے ہے اور چونکہ حقوق مین حیاتی نا قابل انتقال ہیکے بعد کسیکی ممانعت سے لہذا ایسے انتقالات محض بذریعہ اضافہ کرنے ان الفاظ کے جایز نہین ہو جاتے ہین کہ انتقالات مذکور بطور وقف کے یا واسطے فایدہ غربا کے کئے گئے ہین یا جس صورت مین کہ فی الواقع کوئی فایدہ اشخاص آخر الذکر کو عطا نہ کیا گیا ہو۔

فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ لکانی میا بنام سکھہ لال پودار (۳) پسند کیا گیا۔

اپیل- بنا رضی ڈگری (۲۴ فروری ۱۸۹۴ء) صادرہ ہائیکورٹ (۴) متعلقہ منسوخی ڈگری (۱۸ اپریل ۱۸۹۲ء) صادرہ جج ماتحت سلہٹ۔

یہ نالش متعلق ایک تملیک تعلقہ جات واراضی وسکانات واقع سلہٹ بالتی (؟) الولیسہ کے تھی جو بذریعہ ایک دستاویز ۲ دسمبر ۱۸۶۶ء کے عمل مین آئی اور جس پر معلوم ہوتا تھا کہ وقف کیا گیا یہ دستاویز اول ودوم مدعا علیہم ابو الحسین محمد عبد الرحمن اور ابو محمد عبد القادر دو پسران محمد ادریس خان ایک سنی مسلمان نے جو ۱۸۶۴ء مین فوت ہوا تحریر کی تھی اوسمین یہ قرار دیا گیا تھا کہ بہ ادراک مدلول وقف دوامی اپنی تمام غیر منقولہ وموروثی ومقتنیہ جایداد کا جو اوس وقت اونکے قبضہ مین تھی واسطے فایدہ ہونے اپنے اطفال اور اپنے اطفال کے اطفال اور اونکی اولاد قسم ذکور واناث کے اور بالآخر بر طبق منشاء خاندان کے بسبب نہ رہنے اولاد کے واسطے فایدہ غربا ومحتاجین وبیوگان و یتیمان متعلقہ سلہٹ کے کیا تھا دستاویز مذکور رپورٹ اپیل بعدالت ہائیکورٹ مندرجہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۹۹

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۴۹۸ ولاء رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۷ صفحہ ۳۲۸ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۱ ولاء رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۷ صفحہ ۱۷۰ (۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۱۶ - (۴) رس مایا دہر چودہری بنام ابو الفتح محمد اسحاق - انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۹۹ -

مین درج ہے اور وثیقہ جات اہم و نیز واقعات مقدمہ تجویز حکام عالیمقام مین مندرج ہین۔
اب بحث یہہ تہی کہ آیا ہبہ مذکور جو واسطے فائدہ غربا کے کیگئی اصلی تہی یا محض نمایشی۔

مدعیان جو اپیلانٹان ہین پسران مدعا علیہ اول کے ہین اونہون نے نالش بحیثیت سہیم ہونے دستاویز مذکورہ ۱۸۹۰ء کے واسطے استقرار اس امر کے دایر کی کہ وہ ایک جایز وقف نامہ قرار دیا جاے جس سے ایک ایسا قابل انتقال امانت قایم کیگئی اور چند مجمع درہون جایداد منافع دستاویز کو جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ اول نے بلا اختیار جایز کے کئے ہین ناجایز اور کالعدم قرار دیجاوین اور مدعا علیہ اول عہدہ متولی امانت سے برخاست کیا جاے۔

ساتہہ اول دو مدعا علیہم کے نالش مین ایک سو دس شخص بالولوجہ ہونے اہالی خاندان کے یا بوجہ تعلق و ظاہرہ جایداد کے جو اونمین سے بعض ہین منتشر ہوکر پہونچ گئی تہی فریق مقدمہ بنائے گئے انمین سے چہہ کس بوقت سماعت اپیل ہذا حاضر ہوئے اور اول دو حاضر نہین ہوئے۔

جج ماتحت سلہٹ نے ایک تنقیح طلب ثبوت جواز وقف مذکور کے قایم کیا اور یہہ تجویز کی کہ جایداد مذکور ۱۸۶۰ء مین وقف کیگئی تہی اور اوسی وجہ سے اوس وقت سے برابر وقف رہی ہے حاکم موصوف نے یہہ تجویز کی کہ بہ ادعان مذکور نے بذریعہ عملین لانے اون اختیارات کے جو بذریعہ وقف نامہ مذکور دیئے گئے تہے بعض جایدادون کو دیگر جایدادون سے تبدیل کر لیا اور سالہا بعد مین مدعا علیہ اول جو کہ مقروض ہوگیا تہا مدعا علیہم کو ترغیب دی کہ اوسکے ساتہہ تقسیم کرلے بعد ازان جایداد مذکور کے جزو کثیر پر مطالبہ ورہو ناخذہ قایم کیا گیا اور وہ منتقل کردیا گیا مگر حاکم موصوف نے یہہ تجویز کی کہ ایک جزو آمدنی کا خیرات مین صرف کیا گیا حاکم موصوف کی راے مین وقف نامہ مذکور فریبی نہ تہا نہ کسی طرح خلاف شرع محمدی کے تہا جب ایک مرتبہ وقف اثر پذیر ہو گیا وہ منسوخ نہین کیا جاسکتا اور وہ بذریعہ کسی فعل بعد کے یا طریق عملدرآمد ہبایون کے معدوم نہین ہوا چنانچہ حاکم موصوف کی راے مین جایز طور پر وقف قایم کیا گیا تہا اور اسوجہ سے وہ منسوخ نہین ہوسکتا تہا حاکم موصوف نے فی الواقع دعوی کو ڈگری کیا بنا راضی اس ڈگری کے چہہ مدعا علیہم نے جو وہ اشخاص ہین جو اپیل ہذا مین بطور رسپانڈنٹان کے حاضر ہوئے مین اپنا اپیل ہائیکورٹ مین دایر کیا۔

ایک ڈویژن بنچ (ٹاٹنہیم صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس) نے فیصلہ مذکور کو اسی تجویز سے منسوخ کیا کہ کوئی وقف جایز عملین نہین آیا اونہون نے تمہیداً یہہ تحریر کیا کہ اگر وقف نامہ ۱۸۶۰ء کی رو سے جب وہ تحریر کیا گیا تہا ایک جایز وقف قایم ہوا تہا تو اوسکے مستطرق عملدرآمد بعد الوقف

کے اوسکے جواز مین فرق نہین آسکتا تہا بجز اسکے کہ طریق عمل مذکور سے یہ مستنبط ہو کہ اوسکا ہرگز یہ منشا تہا
کہ وقف کرین حکام نے بعد ملاحظہ اون تمام اسناد کے جنکا اونکو حوالہ دیا گیا یہ تجویز کی کہ واسطے قایم کرنے
وقف جایز کے ضرور ہے کہ وہ واسطے کسی مذہبی یا خیراتی غرض کے کیا جاے گو چند روزہ یا درمیانی فایدہ
کل یا جزو جایداد وقف کا واقف کے خاندان کو دیا گیا ہو اور حکام ممدوح نے یہ تجویز کی کہ تمام مقدمات
جن مین انتظام آخر الذکر کو منظور رہا ایسے مقدمات ہے جن مین اول درجہ صریح اور خاص غرض وقف
کی مذہبی یا خیراتی تہی حکام ممدوح نے یہہ بہی تجویز کی کہ بالآخر وقف ہونا ایسے غیر معین اتفاق پر
منحصر نہین ہونا چاہئے کہ جیسا ساقط ہونا کسی خاندان کا ہے اور اونہون نے مقدمہ متہو گٹی بنام
اوتہلا کٹی (۱) کا حوالہ دیا حکام ممدوح نے مقدمہ محمد احسان اللہ چودہری بنام امر چند کندو (۲)
کا حوالہ بنسبت اس ضرورت کے دیا کہ وقف واسطے غرض خیراتی کے اصلی ہونا چاہئے اور نہ محض
نمایشی ہمقدمہ مین دستاویز سنہ ۱۸۶۶ء مین محض استعمال ایسے الفاظ کا کیا گیا ہے جنسے جایداد
ناقابل انتقال ہو جاے حالانکہ واقفان کا فی الواقع یہہ کبہی منشا نہ تہا کہ اپنے حق ملکیت کو ترک
کرین اور بہت عرصہ سے اونہون نے نمایش امانت کو بہی ترک کیا تجویز مفصل انڈین لاء رپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۹۹ مین مندرج ہے اور مقدمات محولہ اوسمین پائے جاتے ہین۔

برطبق اپیل ہذا منجانب مدعیان کے۔

مسٹر جے ایچ اے برنیس نے منجانب اپیلانٹان یہ دلیل کی کہ ہایکورٹ نے یہ تجویز کرنے مین غلطی
کی ہے کہ جایداد مندرجہ دستاویز ۱۲ دسمبر ۱۸۶۶ء کو وقف نہین کیگئی تہی وقف کرنا جایداد کا بالآخر
اغراض خیراتی کے لئے اس ہدایت کے ساتہہ کہ وہ اشخاص جو حق انتفاعی پاوینگے اولاً واقفان ہونگے
اور درمیان مین اونکے خاندان اور اونکی اولاد ہوگی ساتہہ اس ہدایت کے کہ درصورت نہ باقی
رہنے اشخاص آخر الذکر کے بالآخر یہ غرض ہونی چاہئے کہ غربا کو فایدہ پہونچا ایک وقف جایز تہا محمد احسان اللہ
چودہری بنام امر چند کندو (۲) خلاف حجت ہذا کے فیصل نہین ہوا ہے وہ فیصلہ یہہ تہا کہ یہہ جو
کسی واقفان نے محض اپنے خاندان اور اپنی اولاد کے اوسوقت تک کے لئے کہ کوئی زندہ رہے
ہمون کیا ہے کہ بالآخر یہہ واسطے فایدہ غربا کے ہو گیا ہو اور وہ اوسوقت تک ملتوی رہے کہ خاندان
مذکور مین کوئی باقی نہ رہے جایز طور پر بطور وقف کے کیا جا سکتا ہے تجویز مفیدہ اپیل کی رو سے جسکا حوالہ
دیا گیا ہے اس امر کا فیصلہ ضروری نہ تہا کہ آیا ہبہ واسطے اغراض خیراتی کے جو بعد اوسکے اثر پذیر ہوگا
کہ عطا کنندگان کی اولاد مین کوئی نہ رہے کہ ایک ہبہ محض نمایشی تہا یا نہین اور یہہ ایک ایسا امر تہا جسکی

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۲۶ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۴۹۸ لاء رپورٹ اسپیشل ہند جلد ۲۱ صفحہ ۲۵

سنہ ۱۸۹۴ء
ابوالفتح محمد
بنام
رسمک لال دہر چو

نسبت ہند مین فیصلہجات مخالف بلا گروہ ئے ہین تجویز مذکور مین یہ بات بہی تحریر کیا گیا ہے
کہ کمیٹی موصوف کو کسی ایسی سند کا حوالہ نہین دیا گیا ہے جس سے ثابت ہو کہ مطابق شرع محمدی کے
ہبہ بطور وقف کے بلا در اصل وقف کئے جانے جایداد کے خیراتی یا مذہبی اغراض کے لئے کسی کسی
وقت پر جایز ہے لیکن اسکی رو سے یہ بحث باقی رہی کہ اصلی ہبہ جو ہبہ نمایشی سے قابل امتیاز ہو
کیا ہے اور مقدمہ مین خواہ مقدمہ مابعد بمبئی مین جسکا فیصلہ حکام عالیمقام نے اوسی مضمون کا
کیا (عبد الغفور بنام نظام الدین (۱)) بالآخر کوئی ہبہ واسطے فائدہ غربا کے نہین تہا یہ
کہ یہ ضرور نہ تہا کہ ہبہ بحق غربا اصلی ہونیکے لئے فوراً عمل پذیر ہوا اور ممکن ہے
واقع جایداد مذکور کے بعد تک ملتوی رکہا جائے دیکہو مقدمہ بنگال بیان
فیصلجات متفقہ اس بارہ مین موجود ہین کہ یہ ہو سکتا ہے کہ با پرورش خاندان
آخر کیواسطے اغراض خیراتی کے قایم کیا جا اور یہ کہ ہبہ بحق خاندان شرع محمدی مین
اون زمانہ سے ثابت ہے جو تجویز امیر علی صاحب جسٹس بمقدمہ بنگال
جمع کئے گئے ہین بمعن حاکم ممدوح نے ذکر وقف بحق اولاد کا کیا ہے اوقات
موہوبات بحق غربا قرار دیئے گئے ہین اور غرض خیراتی ہین بخشش واسطے پرورش
خاندان کے داخل ہے گو وہ تجویز جسکا حاکم موصوف نے حوالہ دیا جو بوقت سماعت مقدمہ
کامل سے صادر کیگئی تہی تجویز اکثر حکام سے مختلف تہی مگر اسمین ایک کمال ور نہایت
بہترین اسناد شرع محمدی کے تہی عام اسی کہ احکام شرعی جو اس بارہ مین ہین
کہ وہ ابتدا سے تہے زمانہ حال تک تقلید کیگئی یا نہین نتیجہ بلاحظ شروع زمانہ کی اسناد کا یہ تہا کہ وقف
جسکا فائدہ بانی نے خود اپنے خاندان اور اولاد کو دیا ہو مطابق شرع کے تہا۔

بعد حوالہ تجویز امیر علی صاحب جسٹس بمقدمہ محمد اسمٰعیل خان بنام شستی چرن گہوس (۲) کے
جس مین عدالت نے یہ تجویز کی کہ وقف بحق واہب کے اطفال و رشتہ داران کے دوام کے
ساتہہ باقی رہنے ایک جزو آمدنی کیواسطے واہب کے تاحیات اوسکے جایز تہا مختلف نتایج جو ان
فیصلجات سے اخذ کئے گئے جن مین ایک مختلف رائے قایم کیگئی تہی بیان کئے گئے نتایج مذکور
یہہ ہے کہ جس صورت مین کہ کسی وقفنامہ کی اصل غرض بالکل متعلق امورات مذہبی یا اغراض خیراتی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۱ و لارپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۲۲ صفحہ ۷۶۔
(۲) ایضاً در کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۱۶ (۱۴۰) (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴۱۲۔

۱۸۹۴ع

ابوالفتح محمد اسحاق بنام رسبادھر چودھری

کے نہوا اور جس صورت مین اوسمین کوئی تجویز واسطے غرض آخر الذکر کے بجز بصورت وقوع کسی غیر معین یا از حد بعید امر کے نکی گئی ہو تو اوسکی رو سے وقف قایم نہین ہو سکتا ہے اور نیز یہ کہ کوئی بہت بعید یا غیر قرین قیاس واقعہ جو محض اس غرض سے تحریر کیا گیا ہو کہ ہبہ واسطے فائدہ خاندان کے جو اور طرح پر نافذ نہوتا اثر پذیر ہو یہ اثر نہ رکھیگا کہ کوئی انتظام واسطے فائدہ واہب کے خاندان اور اطفال اور اوسکی اولاد کے اوسوقت تک کے لئے کہ جب اون مین سے کوئی باقی نرہے جائز ہوجائے یہ نتائج منجملہ او مقدمات کے مقدمات عبد الغنی قاسم بنام حسین میان رحمت اللہ (۱) و محمد حمید اللہ خان بنام لطف الحق (۲) سے قابل اخذ ہین لیکن بخلاف وسکے ہائیکورٹ بمبئی سے دو نظایر صادر ہوئی ہین کہ جنپر توجہ قابل ہونی چاہیئے بمقدمہ امرت لال کالیداس بنام شیخ حسین (۳) عدالت موصوف نے گو اوسمت اوسنے خود آخر الذکر اصولون کو فیصلہ جات مذکور سے ناپسند کیا مگر وقف کو جو بحق [illegible] ان تھا مطابق اوس قانون کے جو عدالت موصوف نے پایا تھا نافذ کیا اوس رائے کی جو ویسٹ صاحب جسٹس نے ایک اور مقدمہ مین قایم کی تھی پیروی کیگئی وہ رائے بمقدمہ فاطمہ بی بی بنام ایڈوکیٹ جنرل بمبئی (۴) ظاہر کیگئی تھی جس مین حاکم موصوف نے یہ تجویز کی تھی کہ اگر اس شرط کا کہ بالآخر وقف واسطے مذہبی اور ایسی غرض کے جو معدوم نہو جائے کیا گیا ایفا ہوجائے تو وقف اس وجہ سے ناجائز نہین ہو جاتا کہ ایک ہبہ درمیانی بحق اطفال واقف اور اوسکی اولاد کے کیا گیا اور عدالت موصوف نے بمقدمہ امرت لال کالیداس بنام شیخ حسین (۳) یہ تجویز کی کہ گو اون فوائد سے جو اولاد کو یکے بعد دیگرے پہونچے ممکن ہے کہ بلحاظ بعض قانون انگلستان کے دوامیت متصور ہو مگر مطابق شرع محمدی کے اوس سے ہبہ ناجائز نہین ہوجاتا بشرطیکہ بالآخر غرض خیراتی صریحاً ظاہر کردی جائے دو مقدمات بمبئی مندرجہ بالا پر بالخصوص اس تقریر مین استدلال کیا گیا۔

مقدمہ عبد الغنی قاسم بنام حسین میان رحمت اللہ (۱) خلاف فیصلہ مقدمہ ڈو دی جان بی بی بنام عبداللہ حجام (۵) کے ہے جسکو سپریم کورٹ مقام کلکتہ نے صادر کیا تھا اور مقدمہ پتہو کٹی بنام اونہا کٹی (۶) قابل امتیاز ہے مقدمہ آخر الذکر مین کوشش اس امر کی کی گئی تھی کہ ایک وقف شرطیہ

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۷ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۷۴۴ (۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۴۹۲ (۴) ایضاً ,, ,, بمبئی جلد ۶ صفحہ ۴۲۔

(۵) رپورٹ فلٹن صاحب صفحہ ۳۴۵۔

(۶) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۶۶۔

ابو الفتح محمد اسحاق
بنام
رسمایا دہر چودہری

قایم کیا جائے یہ ایک کافی وجہ واسطے کرنے فیصلہ خلاف اس امر کے تہی کہ وقف قایم ہوا اوس مقدمہ
مین شرط یہی کہ وقف صرف اوس صورت مین اثر پذیر ہو کہ واقف کے اطفال مین سے کوئی سن
بلوغ کو نہ پہونچے نسبت اسناد مندرجہ شرع محمدی کے جو نسبت امر مذکور کے جمع کی گئی ہین یہ عرض
کیا گیا کہ الفاظ غرض خیراتی کے معنے بوقت متعلق کرنے شرع کے ایسے محدود نہین سمجھنے چاہئین
جن مین الفاظ مذکور فیصلہ جات انگلستان مین استعمال کئے گئے ہین کیونکہ اسناد اول الذکر سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اغراض وقف مین ہبہ بحق واقف کے خاندان کے داخل ہو سکتا ہے حوالہ بیلی صاحب
کی ڈائجیسٹ شرع محمدی حنفیہ باب ۹ طبع دوم صفحات ۵۹۴ و ۵۹۵ کا دیا گیا مصنف معروف
کی یہ رائے تہی کہ معنے وقف کے غیر ضروری طور پر اوقاف قسم مذہبی یا خیراتی پر محدود کئے گئے
ہین اور اوسکی دانست مین لفظ مذکور مین ہبہ بحق خود واہب اور اوسکے اطفال کے داخل ہے
مصنف موصوف کی رائے مین وقف جایز ہے گو اوسکی غرض ساقط ہو جا سکتی ہو کیونکہ
اوس صورت مین آمدنی جایداد موہوبہ کی غربا کو پہونچیگی اور یہ قیاس کر لیا جائیگا کہ منشاء
واہب کا یہی تہا (صفحہ ۵۵۲ و دیباچہ صفحہ ۳۶) یہ رائے اون اسناد پر مبنی تہیں جو بنیاد
اوسکی کتاب کی تہین یعنے فتاوے عالمگیری اور نتایج جو دلایل ابو یوسف سے اخذ کئے گئے
حوالہ ہملٹن صاحب کی ہدایہ جلد ۲ فصل ۱۵ صفحہ ۳۳۳ کا دیا گیا شرع محمدی کا یہ منشاء ہے
کہ اگر منافع جایداد واہب کے خاندان کے لئے باقی رکہا جائے تاہم وقف بحق غربا کے ہو سکتا ہے
اور اسناد قدیم اس مضمون کی ہین کہ وقف جبتک کہ وہ ایسی غرض کے لئے ہو جو ہمیشہ قایم
رہے واسطے فایدہ اولاد واقف کے بطور تمتع بردارانکے ہو سکتی ہے اور یہ امر مقدمات منفصلہ
صدر دیوانی عدالت سے ظاہر ہوتا ہے اوس وقت سے پہلے کہ عدالتہائے قانون کا یہ عملدرآمد
موقوف ہوا کہ مفتی سے رائے لیا کرین بشرط غرض خیراتی پر معاملات وقف اسقدر اصرار نہ تہا
کہ جسقدر اوسکے بعد ہو گیا ہے اوسکے بعد سنین حال مین مقدمات یکسان طور پر فیصل نہین
ہوئے ہین مگر اونکی رو سے یہ ثابت نہین ہوا ہے کہ ہبہ بحق خود اپنے خاندان کے جب اوسکے
ساتہہ مین بالآخر ایک ہبہ واسطے غرض خیراتی کے ہو گو کسی زمانہ آیندہ مین وہ اثر پذیر ہو بلا
ہو وقف نہین ہے اس مقدمہ مین بالآخر ہبہ بحق غربا ہے اور یہ امر ملحوظ اس قاعدہ کے کہ جنکے
فایدہ کے لئے ہبہ کیا جائے وہ ہمیشہ موجود رہین اہم ہے یہ ہبہ بالآخر ناپیشی نہین ہے بلکہ جہانتک
کہ اوسکو تعلق ہے با وقعت ہے اور واسطے قایم رکہنے وقف کے کافی ہے بلا شک بعد فیصلہ

ابوالفتح محمد اسحاق بنام رسمیا دھر چودھری

مقدمہ مذکور کے عدالت ماتحت سے دونوں عدالتوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اگرچہ دستاویز سے جو ایک وقف نامہ معلوم ہوتی ہے لیکن جس میں کوئی بھی الفاظ وقف واسطے مذہبی یا خیراتی اغراض کے نہیں کیا گیا تھا ایک جائز وقف قایم نہیں ہوا دیکھو مقدمہ ... [illegible]

مگر یہ غرض کیا گیا کہ صحیح رائے یہ تھی کہ حسبہ حق غربا وقف ... [illegible]

نہ تھا اور بحال رکھنا اس وقف کا بلحاظ اسکے تمام مفہوم ... [illegible]

متعلقہ امر تنقیح کے تھا۔

علاوہ اسناد منضمہ بالا کے اسناد ذیل کا حوالہ ... [illegible] مسٹر امیر علی و مقدمات قطب الدین حسین بنام محمد علی (۲) و ... [illegible] (۳) و کنیز فاطمہ صاحبہ جان (۴) و فتو بی بی بنام بہرت لال بہگت (۵) و حسین علی بنام خیر النسا بیگم (۶) و مظہر الحق بنام مہراج ونارس دھاباتر (۷) و شیخ صاحب بی بی بنام دامودر پیم جی (۸) و دیال چند ملک بنام کرامت علی (۹) و واجد علی بنام اشرف حسین (۱۰) و مہی پت سنگہ بنام امیر عالم (۱۱) و جگت منی چودہرانی بنام رام جنی بی بی (۱۲)۔

مسٹر کروی ڈاین نے منجانب مسپانڈنٹان یہ دلیل کی کہ جب مضمون دستاویز ۲۱ دسمبر ۱۸۶۷ء کی جانچ کی گئی تو یہ معلوم ہوا کہ بانیا کی اصل نیت یہ نہیں کہ واقعی نفع غربا کو یا درحقیقت کوئی نفع پہونچایا جائے تجویز مذکور ایک ہبہ دائمی کی بحق اولاد واقف سلسلہ ذکور و اناث کے تھی صرف ایک تجویز مفید غربا کے یہ تھی کہ اگر ایسی کوئی اولاد باقی نہ رہے جائیداد مذکور پر قبضہ واسطے فائدہ غربا و محتاجین و بیوگان و یتیمان ضلع مذکور کے رکھا جائے بذریعہ ان الفاظ کے اور دوسرے کوئی اور الفاظ متعلق غربا کے نہ تھے کسی متولی حال و استقبال پر یہ فرض عاید نہیں کیا گیا تھا کہ کوئی کام خیراتی قسم کا کریں اور ممکن ہے کہ خاندان آیندہ پشت با پشت تک وراثت پاتا رہے اور غالباً پاتا رہے گا واقفان کی نیت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ (۲) سلیکٹ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ صفحہ ۱۱۰ (۳) اپیلیٹ ہند مولفہ مور صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۹۰ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۳۱۳ (۵) ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۲۹۹ (۶) ایضاً " جلد ۲۲ صفحہ ۴۴۴ (۷) ایضاً " جلد ۳ صفحہ ۲۲۵ (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۸۴ (۹) ایضاً " جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ (۱۰) ایضاً " کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۴ (۱۱) ایضاً " کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۷۶ (۱۲) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۳۔

ابوالفتح محمد اسحاق بنام راساماية دھر چودھری

اس طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ بموجب تحریر دستاویز ہبہ نامہ کے اول دم مدعا علیہم اپنی آمدنی کو جہانتک اونکی طرح خرچ اور اپنے علاقہ کا انتظام جہانتک وسیع طرح پر کرنے تھے با لآخر ارانت واسطے غربا کے اسی قسم کی تھی کہ اوس سے کسی قسم کا فایدہ غربا کا اندر کسی زمانہ معین کے نہوگا جو حجت کہ اسکا ثابت پایا ہے بعد فیصلہ مقدمہ محمد احسان اللہ چودھری بنام امرچند کندو (۱) کے کر سکتا تھا وہ ... اس امر کی نہی کہ آیا یہ ہبہ بالآخر اندراون موہوبات کے داخل ہوتا ہے یا نہیں جنکو بنا پر تجویز یعنی موسوم کیا گیا ہے لیکن بعید اور غیر معین ہونے اوس زمانہ سے جبکہ ہبہ کو ... کسی طرح پر فرض کیا ہے وہ فوراً داخل موہوبات ناجایز کے ہوتا ہے اور طرح پر تجویز مقدمہ مستند بالا مقدمہ ... بالکل متعلق ہے ہبہ واسطے اغراض خیراتی کے مقدمہ ہذا میں محض اسنے کام میں لایا گیا تھا کہ ایسے ہبہ کی جو بحق خاندان دیگر نہ ہو بلا کسی حیلہ کے کیا گیا تھا شکل ایسی بنائی جائے اور ہبہ آخرالذکر مطابق فیصلہ جات جن میں سے صرف فیصلہ مذکور حوالہ کا ... کی ضرورت ہے بطور ایک وقف کے ناجایز تھا منجملہ ایسے میکناٹن صاحب کے اصول و نظایر شرع محمدی باب ۹ متعلقہ وقف کا حوالہ دیا۔

مسٹر جے ایچ اے برنس نے جواب دیا۔

بعد ازاں ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو حکام عدالت العالیہ کی تجویز لارڈ ہابہوس صاحب نے صادر فرمائی

لارڈ ہابہوس صاحب - غرض نالش ہذا کی یہ ہے کہ ایک ہبہ جایداد کو جو بذریعہ دستاویز مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۶۹ء کے عمل میں آیا بطور ایک جایز وقف نامہ کے ثابت کیا جائے ہبہ کنندگان دو بہائی معروف بہ عبد الرحمن و عبد القادر مسلمانان سنی فرقہ حنفیہ کے تہے مدعیان جو اب اپیلانٹان ہیں پسران عبد الرحمن کے ہیں جنکو حقوق بذریعہ ہبہ کے دیئے گئے ہیں مدعا علیہم جو ایک سو سے زیادہ تعداد میں ہیں خود وہ اہان اور وہ اشخاص ہیں جو دعوی حقوق کا اجزائے جایداد موہوبہ میں بذریعہ معاملات کے ساتھ عبد الرحمن کے بعد تاریخ ہبہ کے کرتے ہیں بعض ان دعویداران میں سے رسپانڈنٹان اپیل حال کے ہیں۔

جج ماتحت سلہٹ نے یہ تجویز کی کہ ہبہ کو بطور وقف نامہ کے جایز تہا اور اونہوں نے مدعیان کے حق میں ڈگری اوس بنا پر صادر کی بر طبق اپیل ہائیکورٹ نے مختلف رائے قایم کی اور نالش کو ڈسمس کیا مسلمین کا عذرات کثرت سے متعلق نزاعات ذیلی کے ہیں کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۴۹۸ و لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۷ صفحہ ۲۸۔

سنہ ۱۸۹۴ء
ابوالفتح محمد اسحاق
بنام
راسمایا دہر چودہری

کونسے قطعات جایداد داخل ہبہ کے ہین اور کیا نتایج اوس طریقہ سے اخذ کرنے چاہئین جس طریق پر ہبہ کنندگان نے جایداد مذکور کی نسبت بعد ہبہ کے عمل کیا لیکن صرف ایک امر جسکی نسبت یہان بحث کیگئی ہے خود ہبہ مذکور کی نوعیت ہے کیونکہ بلحاظ اوس راے کے جو حکام عالیمقام نے قایم کی ہے تمام دیگر امور غیر اہم ہین۔

ہبہ نامہ مذکور اس طرح پر شروع ہوتا ہے " اپنے آپکو رحم وفضل خدا تعالے کے سپرد کر کے اور خدا کے فضل کی امید واسطے ہمیشہ قایم رکھنے نام ہمارے بزرگان اور قایم رکھنے ہماری جایداد دوات کے رکھکر ہمنے یہ وقف دوامی مطابق اپنی شرع کے کیا ہے " بعد ازان اونہون نے تفصیل اوس جایداد کی تحریر کی ہے جو اونہون نے منتقل کی تہی اغراض یہ ہین۔

واسطے فایدہ اپنے اطفال اور اطفال اپنے اطفال اقربا کا، اور رشتہ داران اپنے خاندان اور اونکی اولاد سلسلہ ذکور و اناث کے اور بصورت معدوم ہونے کے واسطے فایدہ غربا و فقرا و بیوگان و یتیمان سلہٹ کے مشعر شرائط جایز اور صحیح اقرارات کے جو بعد ازین ذیل مین مندرج ہین (یہ انتظام کیا) ہم دو بہائیون نے تا حیات اپنے اپنے ذمہ اہتمام او نگرانی جایداد مذکور کی بطور متولیون کے لی اور جایدادہاے وقف کو اپنی ملکیت و تصرف حیثیت خانگی سے خارج کر کے اپنے قبضہ اور اپنی نگرانی مین بحیثیت متولیان کے لیا ہے۔

اسکے بعد مختلف امور اور فرایض متعلقہ عہدہ متولی کے بیان کئے گئے ہین جن مین امور مندرجہ ذیل واقع ہوے ہین۔

بغرض قایم رکھنے نام او عزت اپنے خاندان کے ہم متولیان معقول و مناسب تعداد حسب مطابق اپنی آمدنی اور حیثیت کے کرینگے ہم حسب اپنی پسند او مرضی کے وظیفے واسطے پرورش اور مددخرچ اون اشخاص کے مقرر کرینگے جنکو مقصود ہے کہ وقف ہذا سے فایدہ پہونچے اور جو اب حیات مین ہین اور جو بعد ازین پیدا ہون اور ہم وظیفہ ہاے مذکور اونکو ہر مہینے دیا کرینگے اور نیز اخراجات بابت رسوم اونکی شادی وغمی کے جب ضرورت ہوگی دیا کرینگے۔

ہم متولیان اور ہمارے جانشین متولیان مجاز ہونگے کہ وظیفے اون اشخاص کے جنکے فایدہ کے لئے وقف کیا گیا ہے اور جو اب حیات ہین اور جو بعد ازین پیدا ہون بلا شک بلحاظ اونکی حیثیت و حالات اور حالت آمدنی جایدادہاے وقف کے بڑہا دین یا گہٹا دین ہم متولیان حال اور وہ متولیان جو ہمارے بعد مقرر ہون مجاز ہونگے کہ جایدادہاے وقف کو بطور مناسب کے استعمال کرین

سنہ ۱۸۹۴ع
ابوالفتح محمد اسحاق
بنام
رسمایا دہر چودہری

اور بیٹی و پوتی اور تیسرا اور چند روزہ ادا رسے اونکی بابت وین اور جو رہ بیہ کہ لطور سلامی بابت اجارہ لیوینگے تو رسم و مشاہرہ ہو اور جایداد سے جو خرچ بین اور کوئی اراضیات وقف ہذا کی کسی اور اراضیات سے بدلین اور جو اراضیات کہ اس طرح بذریعہ خریداری یا مبادلہ کے حاصل کرین وقف ہذا مین شامل کرین اور اوسکے منافع کو اخراجات وقف مین صرف کرین اور زر توفیر منافع کو تحویل مین جمع رکہین اور ہمیشہ کوشش کرینگے جایداد ہاے وقف اور زر نقد لیکر تیسرے مین جو کچہ جایداد مین ہم متولیان اور ہماری جانشین متولیان بعد تحریر دستاویز ہذا کے حاصل کرینگے وقف ہذا مین شامل کیجاویگی ہم متولیان اور اون متولیان کو جو ہماری بجاے بعد ازین مقرر ہونگے یہ اختیار نہوگا کہ سوے کسی جایداد کا بحق رشتہ داران یا اشخاص غیر کے کرین"۔

یہ شرط کی گئی ہے کہ متولیان مابعد ہمیشہ اولاد قسم ذکور وا سباب سے ہوینگے اور اگر باقی رہین اونکے رشتہ داران مین سے منتخب کئے جاوینگے یہ انتظامات بہی کئے گئے ہین کہ اون اشخاص مین سے کسیکے فایدہ کیواسطے وقف کیا گیا ہے کوئی شخص دعوی کسی چیز کا بطور استحقاق کے نکر سکے اور حساب طلب نکرے اور اپنے حق کو منتقل نکرے یا اوسکو فروخت نکرے اور دستاویز مذکور کے آخر مین اوسکی غرض مکرر یہ بیان کی گئی ہے۔

"غرض اس وقف جایداد کی یہ ہے کہ جایداد تمام خطرون سے محفوظ اور نام اور عزت خاندان کی قایم رکہی جاے اور منافع ان جایدادون کا قایم رکہنے نام اور عزت خاندان اور پرورش اون اشخاص مین جنکے فایدہ کے لیے وقف ہذا کیا گیا ہے اور مذہبی اغراض وغیرہ مین صرف کیا جاے"۔

وہ دستاویز جو بطور وقف نامہ کے پیش کیگئی ہے اس قسم کی ہے اغراض جو بیان کی گئی ہین یہ وہ یہہ ہین کہ نام خاندان کا بنا رہے اور جایداد خاندان مین قایم رہے ہر خاص امانت واسطے کسی شخص خاندان کے ہے خاندان کی وقعت بذریعہ جمع کرنے زر توفیر اور ظاہرا بذریعہ شامل کرنے اوسکے بیع مین جایدادہاے مکسوبہ مابعد کے اضافہ کیجاے اور کسی شخص کو یہ حق نہوگا کہ متہتممان سے حساب طلب کرے یہ جایداد ہمیشہ کے لیے واسطے تصرف خاندان کے جہانتک کہ ہبہ کنندگان نتیجہ کو حاصل کرسکتے ہین اس طرح پر محفوظ ہے کہ کسی شخص کا حصہ منتقل نہ کیا جاے اور نہ بابت اوسکے قرضجات کے قرق کیا جاے اور ہمین کچہ ذکر نہ ہے کا نہین ہے بجز اسکے خدا سے یہ دعا ہے کہ خاندان کا نام ہمیشہ قایم رہے اور اوسکی جایداد محفوظ رہے اور اتفاقی ذکر غیر معین مذہبی اغراض وغیرہ کا

سنہ ۱۸۹۴ء
ابو الفتح محمد اسحاق
بنام
راسمایا دہر چودہری

نہاتمہ پر فقرہ محولا خیر کے ہے ہبہ بحق غربا و بیوگان و یتیمان کے ہے لیکن اونکو کچہہ ملنے والا اوسوقت تک نہین ہے تا کہ وا ہبان کی کونسل مین سے سلسلہ منقسم یا طرفی مین کوئی باقی تر ہے اور اونکو تو فیر امدنی مین سے بہی کچہہ نہین دیا گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہائی کورٹ مین ذیعلم ایڈوکیٹ جنرل نے منجانب عیان یہ حجت کی کہ ہبہ بحق واہب کی اولاد کے بلا کسی ذکر غربا کے لطور ایک وقف کے بحال رکہا جا سکتا ہے اور نیز شرع محمدی کا یہ مقصود ہے کہ دوامی ہبہ جات بحق خاندان بنام نہاد امانت ہائے مذہبی کئے جا سکتے ہین مقدمہ محمد احسان اللہ چودہری بنام امر چند کنڈو (۱) بورڈ مذا نے یہ فرمایا۔ حکام ممدوح کو کسی ایسی نظیر کا حوالہ نہین دیا گیا ہے نہ حکام ممدوح کو کوئی ایسی نظیر ملتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ بہ مطابق شرع محمدی کے ہبہ لطور وقف کے صحیح ہے بجز اسکے کہ فی الواقع وقف جائیداد واسطے اغراض خیراتی کے کسی نہ کسی وقت پر ہوا بورڈ موصوف نے فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ کا بحال رکہا جسنے یہ تجویز کی تہی کہ ایک چہوٹا حصہ جائیداد کا بخوبی خیرات سے متعلق کیا گیا تہا لیکن نسبت جز وکثیر جائیداد مذکور کے ہبہ مذکور بلا بوجہ بعض عبارات متعلق وقف کے در اصل سوا ہبہ دوامی بحق خاندان کے کچہہ نہین تہا اور ہبہ مذکور وہ خلاف شرع محمدی کے تہا اصول فیصلہ ہذا کا حوالہ مقدمہ عبد الغفور بنام نظام الدین (۲) دیا اور پسند کیا گیا ہے یہ ایک کافی جواب ان دلائل کا ہے جو ہائیکورٹ مین استعمال کی گئی ہین۔

لیکن حکام عالیمقام اب یہ نہین کہہ سکتے کہ حکام ممدوح کو کسی ایسی سند کا حوالہ نہین دیا گیا جو خلاف اس رائے کے ہو کیونکہ مسٹر برنین نے حکام ممدوح کو حوالہ دو مقدمات کا دیا ہے جن مین بمعہ محنت کے ساتہہ تجاویز ہائیکورٹ کلکتہ مین جج ذیعلم امیر علی نے صادر کی ہین تجاویز مذکور مطابق اوس رائے کے ہین جو حاکم موصوف نے اپنے ٹیگور لا لیکچرس مین ظاہر کی ہے اور اگر حکام عالیمقام نے اونکو صحیح طور پر سمجہا ہے وہ پورے طور پر موید دلیل ایڈوکیٹ جنرل کی ہین ایک تجویز مقدمہ محمد اسمٰعیل خان بنام ستشی چیلن گہوس (۳) صادر ہوئی تہی جس مین بعض ہبجات ایسے تہے جو خود ہی بحق غربا انر یعنی ہوتے اور ہبہ مذکور بحال رکہا گیا تہا اور کوئی اپیل مزید پیش نہین کیا گیا تہا دوسرا مقدمہ مقدمہ بکائی میان بنام سکہہ لال پودر (۴) ہے جسمین کوئی ہبہ بحق غربا

---

(۱) انڈین لاریپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۴۹۸ (۵۰۹) ولاریپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۷ صفحہ ۲۸ (۳۷) (۲) ایضاً ،، بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۱ ولاریپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۰ (۳) ایضاً ،، کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۲۴ (۴) ایضاً ،، ،، جلد ۲۰ صفحہ ۱۱۶

۱۸۹۴ء
ابو الفتح محمد اسحاق بنام راسمایا دہر چودہری

اوس وقت تک نہ تھا کہ وہ ہبہ کے خاندان مین کوئی نہ ہے اجلاس کامل یا پنچ حکام مین اوسکی سماعت ہوئی حکام ممدوح نے یہ تجویز کی کہ دستاویز مذکور ناجائز تھی امیر علی صاحب جسٹس نے اختلاف کیا-

رائے اوس تقسیم ذاتی احکام شرع محمدی کی جبکہ حکام عالیمقام سمجھتے ہین ایسے اقوال پر مبنی ہے جو اصول ذہنی تھے اور ایسے نظائر پر جو بہت غیر مکمل طور پر بیان کئے گئے ہین مثلاً حاکم موصوف نے سوال اٹھایا جو ابتدائی تجویز ہبہ لیے محمود کا دیا جسکا یہ مضمون ہے کہ نیکی کی راہ سے دینا اپنے خاندان کو اس نیت سے کہ وہ محتاج نہون زیادہ ثواب ہے بہ نسبت خیرات فقیر کے ہے اصلی مدعا وہ ہے کہ جو کوئی شخص اپنے خاندان کو دے" اور بطور نظیر کے حاکم موصوف نے ذکر ہبہ ایک مکان کا کیا ہے کہ جو وقف یا صدقہ مین دیا گیا تھا اور جسکی آمدنی اولاد مسمی ارکان واہب (۱) کو عطا کی گئی تھی حاکم موصوف کی دیگر قدیم اسناد اوسی قسم کی ہین-

بہ نسبت نظائر کے حکام عالیمقام کو بہت زیادہ اور مفصل حالات معلوم ہونے چاہئین قبل اسکے کہ وہ تجویز کر سکین کہ آیا وہ متعلق بھی ہونگے یا نہین حکام ممدوح سنتے ہین کہ ہبہ کیا گیا اور وہ بحال رکھا گیا لیکن بابت حالات جایداد کے سوائے اسکے اور کچھ اونہون نے نہین سنا کہ مقدمہ محولہ مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکان مذکور خاص طور پر مقدس سمجھا جاتا تھا اونکو کچھ حال خاندان یا واقف کا نہین معلوم ہے بہ نسبت اون حدیثون کے جو بطور اصلی اصول شرع محمدی کے بیان کی گئی ہین واضح ہو کہ حکام عالیمقام نے یہ امر فراموش نہین کیا کہ کس حد تک شرع اور مذہب فرقہ ہائے اہل اسلام مین باہم مخلوط ہین لیکن حکام ممدوح نے اثنائے بحث مین دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ از روئے عام قانون اسلام کے اقل درجہ جیسا کہ ہند مین معلوم ہے سادہ ہبہ جات منجانب معمولی اشخاص کے بحق بعید اولاد کے جو ہنوز پیدا نہین ہوئی یعنی متواتر نا قابل انتقال حقوق حین حیاتی ممنوع ہین اور آیا یہ تصور کرنا چاہئے کہ وہی انتقالات جو اوس صورت مین ناجائز ہین جب کہ معمولی الفاظ ہبہ کے استعمال کئے جاوین جایز ہو جاتے ہین اگر صرف ہبہ کنندہ یہ کہدے کہ وہ بطور وقف کے خدا کے نام پر یا واسطے غربا کے کئے گئے ان سوالات کا کوئی جواب نہین دیا گیا نہ جواب دینے کی کوشش کی گئی نہ حکام عالیمقام کو کوئی جواب معلوم ہوتا ہے یہ صحیح ہے کہ واہب کا حق قطعی جایداد مذکور مین کم ہو جاتا ہے اور حق حین حیاتی رہجاتا ہے یعنی وقف نامہ کی وجہ سے وہ متولی یا مہتمم تصور کیا جاتا ہے لیکن وہ اوس حیثیت مین واجبات سے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۱۴۰

۱۸۹۴ء ابو الفتح محمد اسحاق بنام رسمایا ہیرچودھری

کو افتیا کیا جسکو حاکم موصوف نے ایک فیصلہ منظور کیا اور حاکم موصوف نے بابہ کو بالفعل بموجب اس امر کے بحال رکھا کہ بالآخر امانت واسطے غربا کے تہی۔

حکام عالیمقام ان نتائج کو قبول نہین کر سکتے نتائج مذکورین الفاظ کا بہ نسبت اصلی امور کے زیادہ لحاظ کیا گیا ہے اور ظاہر کو اصل پر ترجیح دیگئی ہے اپنی تجویز مین ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ ہذا مین صحیح فیصلہ کیا ہے کہ فی الواقع ہبہ بحق غربا کے نہین ہے ممکن ہے کہ ہبہ نمایشی خواہ بسبب اوسکی قلیل تعداد ہونے کے یا اوسکے غیر معین اور بعید ہونے کے ہو اگر کوئی شخص ایک کروڑ روپیہ کا ہبہ کرے اور اوسمین دس روپیہ غربا کے لئے دے وہ ہبہ فوراً نمایشی سمجھا جائیگا ایسا انتظام بھی غربا کے لئے کہ جنکی رو سے وہ مستحق پانے ایک روپیہ کے ہین اوسوقت تک کہ خاندان مین سے کوئی مطلقاً باقی رہے بدرجہ مساوی نمایشی ہے ممکن ہے کہ صدہا سال تک ممکن ہے کہ اوسوقت تک کہ جایداد مذکور بوجہ اتلاف بذریعہ نزاعات یا بداعمالی یا تباہی کے نابود ہو جائے بلاشک اوسوقت تک کہ زمین پر ایک بھی اون اشخاص مین سے نہ رہے جنکی پرورش کا تعزت واہب کو خیال تہا وہ نمایشی ہے حکام عالیمقام کو اتفاق ہے کہ اس ہبہ مین غربا صرف اس لیئے شامل کیئے گئے ہین کہ وہ ظاہراً بغرض ثواب معلوم ہو اور اس طرحپر وہ انتظامات جایز ہو جائین جنکی مراد تہی کہ خاندان کی عظمت ہو۔ حکام ممدوح جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو مودبانہ یہ مشورہ دینگے کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جائے

اپیل ڈسمس کیا گیا

سالیسٹران منجانب اپیلانٹان۔ مسٹران ہیم برٹن و گارڈنیہ۔

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹان مسٹران سانڈرسن و ہالینڈ و ایڈکن۔

سیفل اپیل دیوانی

۴ دسمبر ۱۸۹۲ء

باجلاس نارس صاحب جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس

مقبول احمد چودھری (مدعا علیہ) بنام گریش چندر کنڈو (مدعی) †

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ ۱۸۸۵ء) دفعہ ۹۵۔ مہتمم علاقہ ذمہ داری مہتمم کی واسطے درج رجسٹر کرانے اپنے نام کے قبل اسکے کہ لگان علاقہ تحصیل کرسکے۔ ایکٹ رجسٹری اراضی (ایکٹ بنگالہ ۷ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۷۸ ـ

† اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۹۰ ۱۸۹۱ء بنارضی ڈگری مصدرہ ایف اے سلیک صاحب جج ضلع چاٹگام مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۹۰ء بتغیر بحالی ڈگری مصدرہ بابو جگت چندر داس منصف سیتا کنڈ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۹۱ء

مقبول احمد چودھری
بنام
کرشن چندر مکرجی

ایک شخص کو جو منیجر ایک محال کا بموجب احکام دفعہ ۹۰ ایکٹ مزارعان بنگال کے مقرر ہوا ہو لازم ہے کے اپنا نام بموجب احکام دفعہ ۷۸ ایکٹ رجسٹری اراضی کے درج رجسٹر کرائے قبل اسکے کہ وہ مزارعان اوس محال سے جسکا وہ منیجر مقرر ہوا ہے لگان تحصیل کر سکے

اس مقدمہ میں مدعی کرشن چندر کو ایک ایسا شخص تہا جو بسبب نزاعات مابین مالکان شرکا کے عدالت دیوانی سے بموجب دفعہ ۹۰ ایکٹ مزارعان بنگال کے واسطے کرنے اہتمام محال احسان اللہ چودہری و رحیم اللہ چودہری و بشیر اللہ چودہری و رابط النساء چودہری کے (اخیر دو نام اشخاص متوفی کے ہین) مقرر ہوا تہا مدعی نے نالش واسطے لگان باقیتی محال کے دایر کی اور نالش اولاً بطور منیجر منجانب احسان اللہ و رحیم اللہ و بشیر اللہ کے دایر کی لیکن بعد ازان برطبق اسکی درخواست کے نام رابط النساء کا شامل کیا گیا تہا اور بالآخر برطبق درخواست نام بشیر اللہ و رابط النساء خارج کئے گئے تہے وہ محال جسکی بابت لگان کا دعوی کیا گیا تہا ایک تعلقہ تہا جو مدعا علیہم کے قبضہ مین بطور ایک طرف کے تہا جو کلکٹر کے رجسٹر مین صرف احسان اللہ اور رحیم اللہ چودہری کے نام درج تہا صرف ایک امر تنقیح طلب جو واسطے رپورٹ ہذا کے اہم ہے یہ تہا کہ آیا مدعی نالش لگان کی بلا درج کرانے اپنے نام کے بطور منیجر کے رجسٹر کلکٹری مین دایر کر سکتا تہا یا نہین منصف نے یہ تجویز کر کے کہ درج رجسٹر کرانا نام منیجر کا ضروری نہ تہا مدعی کے حق مین ڈگری صادر کی۔ صاحب جج نے برطبق اپیل منجانب مدعا علیہ کے یہ تحریر کیا۔

نسبت اس امر کے میری یہ رائے ہے کہ احکام دفعات ۳۸ و ۷۸ ایکٹ رجسٹری اراضی مقدمہ حال سے متعلق نہونگے کیونکہ تعریف لفظ منیجر مندرجہ ایکٹ مذکور مین تقرر حال مین داخل نہین کیونکہ اس ایکٹ مین منیجر سے مراد ہر ایسا شخص ہے جو واسطے کرنے اہتمام کسی محال کے منجانب کسی نابالغ یا غیر صحیح العقل یا مجنون یا منجانب کسی یا خیراتی کارخانہ کے مقرر ہوا ہو اور مدعا علیہ کا وکیل یہ ثابت یا بیان کرنیکی کوشش نہین کرتا ہے کہ مالکان شرکا مین سے کوئی قسم مندرجہ بالا مین داخل ہوتا ہے یا انتہاد منجانب کسی مذہبی یا خیراتی کارخانہ کے ہے چونکہ یہ صورت ہے لہذا مجکو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اپیل حال کی مدعا علیہ اس بنا پر مند کریہ کیا جا سکتا ہے کہ احکام ایکٹ رجسٹری اراضی کی تعمیل نہین کیگئی ہے لہذا مین فیصلہ امر ہذا کا خلاف مدعا علیہ کے کرتا ہون۔

لہذا صاحب جج نے اپیل کو ڈسمس کیا۔ مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو کپل چندر سین منجانب اپیلانٹ۔ بابو ہیم چندر بنرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز عدالت (ٹامس صاحب جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

جس امر کا فیصلہ کرنے کی ضرورت ہمکو مقدمہ ہذا مین ہے یہ ہے کہ آیا اوس شخص کو جو مہتمم کسی محال کا بموجب احکام دفعہ ۹۔ ایکٹ مزارعان بنگال کے مقرر ہوا ہے ضرور ہے یا نہین کہ بموجب احکام دفعہ ۷۸ ایکٹ رجسٹری اراضی کے قبل اوسکے وہ لگان اجرائے صول مزارعان اوس محال سے تحصیل کرسکے جسکا وہ مہتمم مقرر ہوا ہے اپنا نام درج رجسٹر کرائے۔

دفعہ ۷۸۔ ایکٹ رجسٹری اراضی مین یہ مندرج ہے کہ کسی شخص پر لازم نہوگا کہ کسی ایسے شخص کو لگان ادا کرے جو لگان مذکور کا دعوی بطور مالک یا مہتمم کسی ایسے محال یا جایداد لاخراج کے جسکی بابت اوسکو از روئے ایکٹ ہذا حکم ہے کہ اپنا نام درج رجسٹر کرائے یا جو مرتہن ہو بجز اسکے کہ نام مدعی مذکور کا بموجب ایکٹ ہذا درج رجسٹر ہوا ہو" بغرض دیکھنے اس امر کے کہ کسی شخص کو از روئے ایکٹ ہذا حکم ہے کہ اپنا نام حسب مراد دفعہ ۷۸ درج رجسٹر کرائے ہمکو لازم ہے کہ دفعات ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ کی طرف رجوع کرین اور دفعہ ۴۲ جسپر ہمکو غور کرنا ہے دفعہ ۴۲ ہے جس مین ذکر اون مہتمان کا ہے جو بعد نفاذ ایکٹ رجسٹری اراضی کے مقرر ہوئے ہین فقرہ ۳ دفعہ مذکور مین یہ مندرج ہے "ہر شخص کو جو بعد ایسے آغاز کے (یعنی آغاز نفاذ ایکٹ کے) کسی محال یا جایداد لاخراج یا کسی حق واقع محال یا جایداد مذکور کا اہتمام بطور مہتمم کے لے لازم ہوگا کہ چھ مہینے کے اندر تاریخ لینے اہتمام مذکور سے بطریق محکومہ بعد کلکٹر اوس ضلع کو جسکے رجسٹر عام مین محال یا جایداد مذکور درج ہو یا کسی اور عہدہ دار کو جسکو کلکٹر موصوف نے اختیار دیا ہو کہ ایسی درخواستین لے درخواست واسطے درج رجسٹر کئے جانے اوسکے نام اور نوعیت اور مقدار اوسکے حق کے بطور مالک یا مہتمم مذکور کے دے" بہ ہر مہتمم سے متعلق ہے واضح ہو کہ "مہتمم" کی تعریف فقرہ ۶ دفعہ ۳۔ ایکٹ مذکور مین کی گئی ہے فقرہ مذکور مین یہ مندرج ہے "مہتمم" سے مراد ہر ایسا شخص ہے جسکو کلکٹر یا کورٹ آف وارڈس یا کسی عدالت دیوانی یا فوجداری نے واسطے اہتمام کسی محال یا جایداد لاخراج یا اوسکے کسی حصہ کے مقرر کیا ہو اور ہر شخص جسکی سپردگی مین کوئی محال یا جایداد لاخراج یا اوسکا کوئی جز و منجانب کسی نابالغ یا فاتر العقل یا مجنون کے یا منجانب کسی مذہبی یا خیراتی بنیاد کے ہو" قایم مقام صاحب جج ضلع کے بہ رائے ہوئی کہ "مہتمم" سے اس دفعہ مین صرف وہ شخص مراد ہے جو واسطے اہتمام وغیرہ کسی جایداد کے منجانب کسی جایداد کے منجانب کسی نابالغ یا فاتر العقل یا مجنون کے یا منجانب کسی مذہبی یا خیراتی کارخانہ کے مقرر ہوا ہو یعنی حاکم موصوف نے لفظ "او" بعد فعل کیہ حرف عطف اور نہ حرف تردید خیال کیا ہے یہ ہماری دانست مین ایک غلط تعبیر دفعہ مذکور

سنہ ۱۸۹۲ء
مقبول احمد
چودھری
بنام
کرشنو چندر کندو

کی ہے دفعہ مذکور ہماری عدالت مین دو اقسام اشخاص کی ظاہر کرتی ہے سب سے پہلے وہ اشخاص جنکو کلکٹر یا کورٹ آف وارڈس یا کوئی عدالت دیوانی یا فوجداری واسطے اہتمام کسی محال یا جایداد لاخراج یا اوسکے کسی جزو کے مقرر کرے اور ثانیاً وہ اشخاص جنکی سپردگی مین محالات یا جایداد لاخراج یا اوسکا کوئی جزو منجانب کسی نابالغ یا فاتر العقل یا مجنون کے یا منجانب کسی مذہبی یا خیراتی کارخانہ کے ہو [illegible] یہ امر کہ یہی معنی [illegible] اس امر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ایکٹ رجسٹری اراضی صادر ہوا آئین ۵ سنہ ۱۸۱۲ء نافذ تہا اور دفعہ ۲۶ آئین مذکور مین حکم تہا کہ صاحبان جج ضلع یا شہر کسی شخص کو واسطے اہتمام کسی محال کے مقرر کرین جب مابین مالکان نزاعات ہون اور جو شخص کہ اس طرح مقرر ہو یہی اور وہان کے وہ شخص ہے جو نصف اول تعریف مہتمم مندرجہ فقرہ ۶ دفعہ ۳ ایکٹ رجسٹری اراضی مین مندرج ہے۔

بحث یہ ہے کہ آیا وہ مہتمم جسکا ذکر دفعہ ۹۸ ایکٹ مزارعان بنگال مین ہے اور جسکا تقرر صاحب جج ضلع کے حضور سے ہوگا کسی متعلقہ حیثیت مین یکہ مہتمم کے ہے یا نہین واقع ہو کہ مہتمم جسکا ذکر ایکٹ رجسٹری اراضی مین ہے وہ مہتمم ہے جسکو منجملہ اور وون کے عدالت دیوانی مقرر کرے گی ہماری دانست مین صاحب جج ضلع کو کلینتاً وہی منصب ہے جو عدالت دیوانی کو از روے ایکٹ رجسٹری اراضی کے ہے ہم مزید بران یہ بہی بتلا دینگے کہ فقرہ ۳ دفعہ ۹۸ ایکٹ مزارعان بنگال مین یہ حکم ہے کہ مہتمم تابع نگرانی صاحب جج ضلع کے واسطے اغراض اہتمام کے وہی اختیارات رکہیگا جو مالکان شریک بالاشتراک اگر اوسکا تقرر نہوتا عمل مین لاتے اور مالکان شریک کوئی ایسا اختیار عمل مین نہ لاینگے یہ ظاہر ہے کہ تحصیل کرنا لگان کا جزو اور حصہ اہتمام محال کا ہے اور وہ آئین ۵ سنہ ۱۸۱۲ء مین ایسا ہی تسلیم کیا گیا ہے دفعہ ۲۶ آئین مذکور مین جہان ذکر اون امور کا کیا گیا ہے جو اہتمام محال مین داخل ہین یہ مندرج ہے کہ اونمین سے ایک تحصیل کرنا لگان کا ہے تحصیل کرنا لگان کا ایک اہم جزو اہتمام محال کا ہے جب مہتمم مقرر ہوتا ہے شرکا رگو اونکے اسماء درج رجسٹر ہوتے ہین لگان تحصیل نہین کر سکتے اور بجز اسکے کہ مہتمم درج رجسٹر ہو کوئی ایسا شخص نہین ہے جسکو مزارعان ذمہ دار ادا کرنے اپنے لگان کے ہون۔

بلحاظ اس راے متعلقہ قانون کے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ فیصلجات ہر دو عدالتہاے ماتحت کے غلط ہین اور منسوخ کئے جانے چاہئین اور یہ نالش معہ خرچہ تمام عدالتون کے ڈسمس ہونی چاہئے۔

اپیل منظور ہوا

جون ۱۸۹۵ء

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس نارس صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

تراب علی وایک کس دیگر بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند[†]

مجموعہ تعزیرات (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۲۰۱ غائب کرنا وجہ ثبوت ایک قیاسی قتل عمد کا۔ نہونا ثبوت ارتکاب جرم کا۔

دفعہ ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات کمتعلق اوس شخص سے متعلق ہے جو اصل یا واقعی مجرم کو چہپائے اصل یا واقعی مجرم سے۔

- ملزمان پر الزام قتل عمد اور نیز غائب کرنے لاش متوفی بغرض بچانے قاتل کے سزا سے حسب دفعہ ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات کے لگایا گیا شہادت ادعا سے قطعی طور پر ثابت ہوتا تہا کہ اون دونون مین سے کوئی نہ کوئی فی الواقع قاتل ہے لیکن از روئے شہادت یہ کہنا ناممکن تہا کہ اونمین سے کون باعث ہلاک ہوا اونکی بریت الزام قتل عمد سے کی گئی لیکن بابت الزام حسب دفعہ ۲۰۱ کے تجویز ثبوت جرم کی گئی تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم قایم نہین رہ سکتی۔

اپیلانٹان پر الزام قتل عمد اور نیز جرم حسب دفعہ ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات کا لگایا گیا وہ قتل عمد سے بری ہوئے کیونکہ کوئی شہادت نہ ثبوت اس امر کے نہی کہ ملزمان مین سے کون مرتکب قتل عمد کا ہوا لیکن اونکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات کے کی گئی نامبرگان نے بنا راضی حکم تجویز ثبوت جرم کے اپیل کیا۔

بابو جیندر کانت سین مخانب اپیلانٹان حاضر ہوئے۔

ڈپٹی لیگل ریمیمبرانسر (مسٹر کلبی) مخانب سرکار۔

بابو جیندر کانت سین۔ کوئی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ متوفی قتل کیا گیا تہا صرف ازروئے شہادت ڈاکٹر سے ثابت ہوا ہے کہ وہ ہلاک کیا گیا تہا لہذا یہ ثابت نہین ہوا ہے کسی جرم کا فی الواقع ارتکاب ہوا ہے نہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ملزمان جانتے تہے یا اونکو ایسی کافی اطلاع تہی کہ جس سے وہ یاور کریں کہ کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ دیکہو ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام عبدالقادر (۱) وملکہ معظمہ قیصر ہند بنام فتح سنگہ (۲) وملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سکّی مصر (۳) مزید بران

---

† اپیل صیغہ فوجداری نمبر ۹۰۹ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم صادرہ اے ای سٹیبلی صاحب سشن جج بانفرگنج مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۹۴ء (۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۴۹ (۲) ؍؍ ؍؍ ؍؍ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۴ (۳) ؍؍ ؍؍ ؍؍ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۶۱۹۔

تراب علی
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ

بہت سے مقدمات مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ کسی شخص کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات کے اوسحالت مین نہین ہو سکتی کہ وہ خود اصل مجرم ہو دیکھو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام مہرام سنگہ ریفرنس ہائیکورٹ (۱) و ملکہ معظمہ بنام کاشی ناتھ دنکر (۲) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کرشن (۳) و ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام لالی (۴) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ڈونگر (۵)۔

ڈپٹی لیگل ریممبرانسر نے مقدمہ مین جانب سرکار کے بحث نہین کی۔

تجویز عدالت (نارس صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

دو ملزمان پر الزام قتل عمد ایک شخص مسمی معزالدین کا اور نیز غائب کرنے اوسکی لاش کا بغرض بچانے قاتل کے سزا سے حسب دفعہ ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے لگایا گیا۔

صاحب جج نے یہ تجویز کی کہ کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہین ہے کہ ملزمان مین سے کون مرتکب قتل کا ہوا اور حاکم موصوف نے اون دونون کی برات بابت جرم مذکور کے کی مگر حاکم موصوف نے بابت الزام حسب دفعہ ۲۰۱ کے تجویز ثبوت جرم کے اور دونون مین سے ہر ایک کی نسبت پانچ برس کی قید سخت کا حکم سزا صادر کیا۔

کوئی وجہ اسکو کہ کسی شخص کی سوائے ملزمان کے قتل معزالدین مین نہین تھی اور شہادت سے قطعی طور سے ظاہر ہوتا تھا کہ اونمین سے ایک یا دوسرا فی الواقع قاتل تھا لیکن ازروئے شہادت یہ کہنا ناممکن تھا کہ اونمین سے کون باعث ہلاکت ہوا۔

ملزمان نے بنا رضی تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۲۰۱ کے اپیل کیا ہے اور اونکا وکیل ذیعلم حجت کرتا ہے کہ وہ قایم نہین رہ سکتی۔

ہمارے نزدیک یہ حجت منظور ہونی چاہیئے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام مہرام سنگہ ریفرنس (۱) کیمپ صاحب جسٹس و گلوور صاحب جسٹس نے یہ فرمایا "وہ دفعہ" (۲۰۱) متعلق اون اشخاص کے جو خود مجرم نہون اور جنہون نے بذریعہ غائب کرنے شہادت کے اصل ملزمان کی مدد نتایج اوسکے جرم سے بچنے کے لئے کی ہو بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام کاشی ناتھ دنکر (۲) لاٹھ صاحب جسٹس و کیمبال صاحب جسٹس نے یہ فرمایا "دفعہ ۲۰۱ اور دو دفعات مابعد بالکل ایک ہی الفاظ سے اسطرح شروع

(۱) ویکلی رپورٹر مقدمات فوجداری جلد ۷ صفحہ ۵۲ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی مقدمات فوجداری جلد ۸ صفحہ ۲۶ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۱۳ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۹۴۹ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۵۲۔

سنہ ۱۸۹۵ء [illegible] علی بنام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

ہوئی ہین جو کوئی شخص یہ جانکر یا اس امر کے باور کرنے کی وجہ رکھکر کہ کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے اب کہنا
چاہئے کہ چونکہ ایسا کوئی قانون نہین ہے جسکے رو سے کوئی مجرم مجبور ہو کہ ایسی اطلاع دیوے جس سے وہ خود مجرم
ٹھہرے لہذا یہ عیان ہے کہ دفعات ۲۰۲ و ۲۰۳ - اوس شخص سے متعلق نہین ہو سکتین جو مرتکب اوس
جرم کا ہوا ہو لیکن وہ جرم جسکے ارتکاب کا حال وہ جانتا ہو اور دفعہ ۲۰۱ کی بھی ہماسے نزدیک اوسی
طرح پر تعبیر کرنی چاہئے اور صرف اوسکی الفاظ پر جو دفعہ ۲۰۱ کے عین مابین ہے نظر کرنے سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ قانون مذکور کا یہ مقصود تہا کہ محض دوسرے شخص سے متعلق ہو اور بموجب ہماری
راے ہے کہ تجویز ثبوت جرم ملزمان بطور [illegible] جرم کے جسکو وہ جانتے تہے یا باور کرتے تہے
کہ جو اونہون نے کیا ہے ناجائز ہے" مقدمہ ملکہ معظمہ بنام [illegible] (۱) مین [illegible] صاحب چیف جسٹس
و براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس نے یہ فرمایا "ہماری راے مین از روے تعبیر دفعہ مذکور کے وہ شخص جو بطور
اصل مجرم کے تعلق رکہتا ہے مجرم جرم درجہ دوم چہپانے شہادت جرم کا قرار نہین پا سکتا"۔
مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام [illegible] ونگی (۲) براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس نے فرمایا "میری دانست
مین اوس امر کی ضرورت نہین ہے کہ کوئی راے نسبت اوس طریقہ کے ظاہر کیجائے جس سے دفعہ ۲۰۱
[illegible] میری دانست مین صرف جو کچہہ کہ مجھکو کرنا چاہئے یہہ ہے
کہ فیصلہ [illegible] کر دون کہ آیا دفعہ مذکور ایسے مجرم سے متعلق ہے یا نہین کہ جو خود اپنے جرم کی
شہادت کو غائب کرے دفعہ مذکور باب ۱۱ مین مندرج ہے جسکا عنوان یہ ہے جہوٹی گواہی
اور جرائم مخالف عدالت عامہ کے بیان مین" خلاصہ مندرجہ حاشیہ دفعہ ۲۰۱ کا یہ ہے مجرم کو
بچانے کے لئے ارتکاب کئے ہوئے کسی جرم کی وجہ ثبوت کو غائب کرا دینا یا اوسکی نسبت جہوٹی
خبر دینا یہ صحیح خلاصہ دفعہ مذکور کا ہے اور الفاظ خود دفعہ مذکور سے اور اون وجوہ سے جو لائق صاحب
جسٹس نے تحریر کئے ہین میری دانست مین کوئی گنجائش شک کی نہین ہے کہ دفعہ مذکور محض اوس
شخص سے متعلق ہے جو اصل یا واقعی مجرم کو بچائے ایسی بہت سی تجاویز عدالتہائے ہائیکورٹ ہند کی ہین
جنسے تائید اس راے کی ہوتی ہے اور مجھکو کوئی ایسی تجاویز معلوم نہین ہین جو خلاف اوسکے
ہوئی ہون یہ تمام تجاویز طبع نہین ہوئی ہین لیکن یہ بالکل کافی ہے کہ با نتیجہ تجاویز مندرجہ ذیل کا حوالہ دیا جائے
ملکہ معظمہ بنام مہام سندر [illegible] (۳) و ملکہ معظمہ بنام [illegible] (۴) و ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام کرشن (۵)

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۰۹ (۲) ” ” ” جلد ۸ صفحہ ۲۵۲ (۳) ویکلی رپورٹر مقدمات فوجداری جلد [illegible] صفحہ ۵۲ (۴) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی مقدمات فوجداری جلد ۸ صفحہ ۱۲۰ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۷۱۳

سنہ ۱۸۹۵ء
تراب علی بنام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

وقیصرہ ہند بنام سکالا ایل (۱) و ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام لی (۲) ہم تجاویز و بیان نیں برس سے زیادہ عرصہ مین ہوئی ہین مع ہذ و نو حکام متین ہائیکورٹون کی ہین یہ خیال ہین نہین آتا کہ وہ سب اوس متعلقہ قانون کی نظر سے نہین گذرتین اور بنوجہ یہ خیال کرنا معقول ہے کہ دفعہ مذکور کی ترمیم کیجاتی اگر اوسکے معنے کی تعبیرات نے حکام اول درجہ تین ہائیکورٹون نے غلط کی ہوتی "۔

اور مقدمات بہی اسی مضمون کے ہین کہ جنکے ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہے۔

تجاویز ثبوت جرم منسوخ ہونی چاہئین اور اپیلانٹان بری اور رہا کئے جانے چاہئین

تجویز ثبوت جرم منسوخ کی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پگٹ صاحب جسٹس و اسٹیونس صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۵ء
۱۲-۳-اپریل

دیبی داس چودہری (مدعی) بنام بیپرچرن گہسال وغیرہ (مدعا علیہم)†

نیلام بعلت باقیات مالگذاری - نیلام حصہ ہندو بیوہ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ۵۴ - بر طبق نیلام ایک حصہ وار مع کسی محال کے بابت باقیات مالگذاری کے حق مابعد زائل ہوجاتا ہے۔

جس صورت مین کہ ایک حصہ کسی محال کا مقبوضہ کسی ہندو بیوہ کا بعلت باقیات مالگذاری کے نیلام ہوا یہ تجویز کی گئی کہ بموجب دفعہ ۵۴ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء جو حق کہ مشتری نے حاصل کیا وہ صرف حیات بیوہ تک قائم نہ تہا تجویز ہوئی کہ مشتری نے کوئی ایسا حق حاصل نہین کیا جو حیات بیوہ پر محدود ہو بلکہ کل حصہ بذریعہ نیلام کے منتقل ہوا۔

ستن مہنی ایک ہندو بیوہ کو حق حین حیاتی حصہ ایک زمینداری معروف چندپارا مین تہا چونکہ اوسکا حق کلکٹر نے بعلت باقیات مالگذاری کے نیلام کیا تہا لہذا مدعی دیبی داس چودہری نے جو وارث مابعد تہا بعد ختم ہوجانے بیوہ کے حق کے نالش ہذا بعد وفات سماۃ کے اس بیان سے دایر کی کہ بموجب احکام دفعہ ۵۴ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء بوجہ ہونے صرف حق حین حیاتی ستن مہنی کے مشتری کو کوئی حق نہ تہا کہ بعد وفات سماۃ مذکورہ کے اوس حصہ زمینداری پر قبضہ رکھے جو نیلام ہوا تہا صاحب جج ضلع بیر بہوم نے یہ تجویز کی کہ بر طبق نیلام حصہ مذکور کے حق مابعد زائل ہوگیا لہذا مدعی نے نالش کے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۷۸۹ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۶۴۹ -

† اپیل از ڈگری ابتدائی نمبر ۴۶ سنہ ۱۸۹۲ء بنارضی ڈگری مصدرہ مسٹر وایٹ صاحب جج ضلع بیر بہوم مورخہ ۸ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء۔

سنہ ۱۸۹۹ء
دینا داس چودہری
بنام
ہیرچند گہال

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو نیل مادہب بوس بابو ہری موہن و بابو سرود اپرسن نا دیا و بابو کرونا سند ہو کر جی منجانب اپیلانٹ۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو سرت چندر دت منجانب رسپانڈنٹ نمبر ا۔

بابو پر متہا ناتھ سین (منجانب بابو سری ناتھ داس) منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳۔

بابو بین بہاری گہوس منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۴۔

بابو نلنی رنجن چٹرجی منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۹۔

جز و اہم تجویز ہائیکورٹ (**پگٹ صاحب جسٹس و اسٹیونس صاحب جسٹس**) حسب ذیل ہے۔

پگٹ صاحب جسٹس۔ ہم یہ تجویز نہین کرتے ہین کہ رسپانڈنٹان سے جواب طلب کیا جائے اور ہمارے نزدیک یہ ایسا مقدمہ نہین ہے جس مین یہ ضرور ہو کہ یقین کو اسقدر تاخیر مین ڈالا جائے کہ وہ منتظر تجویز تحریری کے رہین۔

ہمکو اس امر کی ضرورت نہین ہے کہ کوشش بیان کرنے اون حالات مقدمہ کی کرین جنکی تفصیل مین کسیقدر پیچیدگی ہے وہ حالات تجویز ذیلعیم صاحب جج مین بخوبی مندرج ہین اور ہمکو صرف تجویز اون چار امور کی کرنی ہے جو از روے بیانات ذیعلیم وکیل اپیلانٹ کے جو ہمارے روبرو مین پیدا ہوتے ہین اور جو ہم کہتے ہین کہ اون واقعات سے پیدا ہونگے جو تجویز ذیلعیم صاحب جج مین تحریر کیے گئے ہین۔

امور نسبت چند پارلکے دو قسم کے ہین نسبت ایک کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کو بمقابلہ مدعی کے ایک صحیح حق نسبت اوس حصہ کے حاصل نہین ہے جسپر قبضہ لطیف ہندو بیوہ کے ستن منی کا تہا کیونکہ بموجب دفعہ ۵ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء کے کوئی حق اوس سے زیادہ مدعی کو منتقل نہین ہوا جو سماۃ کو حاصل تہا اور سماۃ کا حق صرف حق ہندو بیوہ کا تہا جو بلا شک اوسکی زندگی کے ساتھہ ختم ہو گیا اور حجت مذکور ان الفاظ موجود دفعہ ۵ پر مبنی ہے مشتری حدود یا حصص تا بیع تمام مطالبات کے حاصل کریگا اور ایسے کوئی حقوق حاصل نکریگا جو مالک یا مالکان سابق کو حاصل نہتے۔ یہ حجت کیگئی ہے کہ اسمقدمہ مین چونکہ مالک سابق ایک ہندو بیوہ تہی لہذا مشتری نے کوئی ایسا حق حاصل نہین کیا جو اوسکے حق حین حیاتی سے زیادہ ہو۔

ہمارے نزدیک یہ وہ معنے نہین ہین جو دفعہ ہذا سے متعلق کئے جائین بلحاظ باب

۱۸۹۵ء
دیبی داس پانڈے
بنام
بیرچین گہال

بوجب احکام دفعہ ۱۳ اسکے عمل مین آیا جو نیلامات ایسے حصص علیحدہ سے متعلق ہے جنکی بابت علیحدہ حسابات رکہے جاتے ہین دفعہ ۱۳ مین یہ حکم ہے کہ ایسی صورتون مین مشتری نیلام "صرف اوس حصہ یا اون حصص محال کا مالک ہوگا جنسے مطابق حسابات علیحدہ کے باقی مالگذاری واجب الوصول ہو" اور اخیر فقرہ دفعہ ۱۳ مین یہ الفاظ ہین "حصہ یا حصص نیلام شدہ معہ اوس حصہ یا اون حصص کے جو نیلام سے خارج رکہے گئے بدستور ایک محال واحد قایم رہیگا اور حصہ یا حصص نیلام شدہ بہ علیحدہ جزو یا مجموعی تعداد جداگانہ اجزائے جمع کے تشخیص اور مقرر کئے جاوینگے"

ہمارے نزدیک اوس فقرہ دفعہ ۱۳ سے نسبت ہر امر کے جو مشتبہ ہو اگر دفعہ ۵۴ مین کوئی امر مشتبہ ہو ہدایت کافی ہوتی ہے یہ صاف ظاہر ہے کہ نیلام حسب دفعہ ۱۳ یہ خیال کیا گیا ہے کہ کل حصہ جسکی بابت باقی واجب الوصول ہو مشتری کے حق مین منتقل ہو جاویگا اور اس سے تائید اوس خیال کی ہوتی ہے جو صرف دفعہ ۵۴ کے پڑہنے سے نسبت اوسکے معنے کے پیدا ہوتا ہے یعنے یہ کہ "الفاظ کوئی حقوق حاصل نکریگا" سو تو صرف دفعہ مذکور متعلق حاصل کرنے ایسے حقوق کے نسبت اوس حقیت کے ہین جیسا کہ کفالتنامے وغیرہ جنکا ذکر فقرہ ما قبل دفعہ مذکور مین ہے لہذا ہماری یہ رائے ہے کہ کل حصہ بہ طبق نیلام بابت باقیات مالگذاری حسب دفعہ ۵۴ کے منتقل ہوا اور مشتری نے کوئی حق جو جائداد ستن ہتی پر محدود ہو حاصل نہین کیا۔

[باقی تجویز نسبت ایسے امور کے ہے جو واسطے رپورٹ ہذا کے اہم نہین ہین]۔

۱۸- اپریل

باجلاس پگٹ صاحب جسٹس و اسٹیونس صاحب جسٹس

رامسے مکرجی وغیرہ ڈگریداران) بنام دوارکا ناتھہ مکرجی (مدیون ڈگری) †

ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ع) ضمیمہ ۳ مد ٦- ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) مد ۱۷۹- اجرائے ڈگری- زمانہ جس سے میعاد شروع ہوتی ہے- تاریخ ڈگری- تاریخ ادا-

۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۰ع کو ایک ڈگری لگان بابت رقم اقساط کے جو ۱۵- اگست سنہ ۱۸۹۰ع کو واجب الادا تہی صادر ہوئی ۱۹- اگست سنہ ۱۸۹۳ع کو ڈگریداران نے درخواست اجرائے ڈگری گذرانی-

تجویز ہوئی کہ میعاد سماعت تاریخ ڈگری سے اور نہ اوس تاریخ سے جو واسطے ادا کے مقرر تہی شروع ہوئی اور درخواست مذکور بنا بر روئے مد ٦ ضمیمہ ۳- ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۵ع کے تمادی عارض ہے-

۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۰ع کو اپیلانٹان نے ایک ڈگری ترافعی طرفین بابت لگان بقیہ اقساط حاصل کی زر ڈگری ۱۵- اگست سنہ ۱۸۹۰ع کو واجب الادا تہا ایک درخواست واسطے اجرائے اس ڈگری کے ۹- اگست سنہ ۱۸۹۳ع کو پیش کی گئی اور اوسوقت مدیون ڈگری نے یہ عذر کیا کہ ڈگری بموجب مد ٦ ضمیمہ ۳- ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۵ع کے تمادی عارض ہے یہ عذر منظور ہوا اور درخواست اجرائے ڈگری منصف اول بانکوڑا نے ڈسمس کی اور بر بنائے اپیل حکم حاکم موصوف کا قایم مقام جج ضلع بحال کیا منصف واسطے ڈگری ...

ڈاکٹر راش بہاری گہوس بابو نلنی رنجن چٹرجی منجانب اپیلانٹان - بابو دکہہ ہرن چٹرجی منجانب ریسپانڈنٹ-

ڈاکٹر راش بہاری گہوس- الفاظ و تاریخ ڈگری مندرجہ مد ٦ ضمیمہ ۳- ایکٹ مزارعان بنگال سے مراد اوس تاریخ سے ہے جو ڈگری کی روسے واسطے ادا کے مقرر کیجائے مقدمہ سکہارام کنٹ بنام گنیش ستھے (۱) لسبٹ صاحب جسٹس نے یہ فرمایا ہے- "درصورت ایسی ڈگری کے جسکا روپیہ بذریعہ اقساط واجب الادا ہو- چونکہ تجویز ہوئی ہے کہ چونکہ از روئے حکم حاکم عدالت کے ایک میعاد واسطے تعمیل مختلف اجزائے حکم حاکم موصوف کے مقرر کیجاتی ہے لہذا اوسکی یہ تعبیر کرنی چاہیئے کہ واسطے اغراض حد سماعت کے بابت ہر قسط کے صرف اوس تاریخ کی تجویز ہو جاتی ہے کہ جب روپیہ ادا کیا جانا چاہیئے"- یہ تجویز مقدمہ حال سے متعلق ہے جس مین کل رقم ڈگری شدہ ایک تاریخ معین کو قابل ادا ہے میری حجت کی تائید مقدمات آشمی بائی بانوجی اد کا بنام نادہور کو بابوجی اوکا (۲) و غریب اللہ سرکار بنام موہن لال شاہا (۳) سے ہوتی ہے-

† اپیل از حکم صیغہ اپیل نمبر ٦ ۲ سنہ ۱۸۹۴ع بنا راضی حکم مصدرہ بی بی چھہ صاحب قایم مقام جج ضلع بانکوڑا مورخہ ۲ فروری سنہ ۱۸۹۴ع جو بحالی حکم مصدرہ بابو تارا چرن سین منصف بانکوڑا مورخہ ۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۲

سنہ ۱۸۹۵ع
رام چند کرجی
بنام
دوارکا ناتھ کرجی

بابو گمبر چیرجی منجانب رسپانڈنٹ۔ الفاظ "تاریخ ڈگری" کی تعبیر بلحاظ معمولی معنے کے کرنی چاہیئے از روئے سنہ ۱۸۵۹ع ایکٹ حد سماعت کے چہہ زمانے مقرر کئے گئے ہین جن سے میعادین شروع ہوتی ہین چہٹا یہ ہے جس صورت مین کہ درخواست واسطے نفاذ کسی ایسے ادائے ہو جسکے لئے ڈگری یا حکم مین ہدایت ہو کہ فلان تاریخ کو کیجائے تاریخ مذکورہ۔

یہ فقرہ ضمیمہ سوم ایکٹ مزارعان بنگال سے متروک کیا گیا جس مین اول تین میعادین مد ۷ کی داخل کیگئی ہین اور چونکہ ایکٹ حد سماعت کا ذکر دفعہ ۲ مین کیا گیا ہے لہذا یہ تصور کرنا چاہیئے کہ سوچ سمجھکر متروک کیا گیا ہے بمقدمہ ممتاز الحق بنام نریب سنگہ (۱) مقدمہ شریب لعل سرکار بنام موہن لال شاہا (۲) سے اختلاف کیا گیا تہا اور یہ تجویز کیگئی تہی کہ الفاظ تاریخ تجویز مذکور موقوعہ دفعہ ۸۵ ایکٹ بنگال ۸ سنہ ۱۸۶۹ع کے معمولی معنے لینے چاہئین یعنے اوسکی مراد اوس تاریخ سے ہے جسکو تجویز صادر کی گئی۔

تجویز عدالت۔ پگٹ صاحب جسٹس و ہیولنز صاحب جسٹس۔ پگٹ صاحب جسٹس نے صادر فرمائی۔

پگٹ صاحب جسٹس۔ ہمقدمہ مین ایک ڈگری ایک ایسی نالش مین صادر ہوئی تہی جو بموجب ایکٹ مزارعان بنگال ۲۶ مئی سنہ ۱۸۹۱ع کو دائر ہوئی تہی جسمین یہ حکم ہوا تہا کہ مبلغ چار سو روپیہ بابت اوس لگان کے جسکا دعوی نالش مذکور مین کیا گیا ماہ ساون آیندہ یعنے اگست مابعد مین ادا کیا جائے ہمارے نزدیک بملاحظہ ڈگری سے کچہہ شک نہین رہتا کہ نالش مذکور بموجب ایکٹ مزارعان بنگال کے دائر کیگئی تہی اور گو ڈگری تراضی طرفین ہوئی تہی ہمارے نزدیک اوس سے کچہہ فرق اوس امر مین نہین آتا ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے۔

۹ اگست سنہ ۱۸۹۳ع کو درخواست اجرائے ڈگری پیش کیگئی تہی اور یہ حجت کی گئی تہی کہ درخواست مذکور مین حسب احکام مد ۶ حصہ ۳ ضمیمہ ۳ ایکٹ مزارعان بنگال اس سبب سے تمادی عارض ہے کہ تین برس زیادہ تاریخ ڈگری سے اوسوقت گذر گئے تہے جب درخواست واسطے اجرا کے ۹ اگست سنہ ۱۸۹۳ع کو دیگئی تہی متصدی عدالت ابتدائی نے اوس حجت کو منظور کیا جو پیش کیگئی تہی اور درخواست مذکور ڈسمس کی اور بر طبق اپیل حاکم موصوف کا حکم قائم مقام جج ضلع نے بحال رکہا۔

ہمارے روبرو اپیل مین یہ حجت کیگئی ہے کہ باوجود الفاظ صریح مد ۶ ضمیمہ ۳ ایکٹ مزارعان بنگال کے الفاظ مذکور کی اس طور پر تعبیر کرنی چاہیئے کہ میعاد تاریخ ڈگری یا حکم سے شروع نہو۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۱۷ (۲) ایضاً سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۲۷۔

۱۸۹۵ء
اسد ... کمکی
بنام
تاتا ... کمی

اوس تاریخ سے شروع ہو جو از روئے ڈگری کیواسطے ادائے رقم مندرجہ ڈگری کے مقرر کیگئی ہے اور ہمارے روبرو حوالہ نظائر [سکھارام وکٹ بنام گنیش ستارام (۱) و لکشمی بائی بلونجی او کا بنام مہادیو اوبا یوجی او کا (۲) اور ایک یا دو مقدمات عدالت ہذا کا] متعلق احکام مکتب ہائے میعاد سماعت سابق اس طور پر دیا گیا ہے کہ اوس سے امور ہم قسم پر اثر پہونچتا ہے۔

ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے کہ بحث نسبت اون نظائر کے کرین جنکا حوالہ ہمارے روبرو دیا گیا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ نتیجہ اوس توضیح کا جو نسبت تاثیر ایکٹ میعاد سماعت متواتر کے بذریعہ فیصلہ جات عدالتون کے ہوئی تہی یہ ہوا کہ مد ۱۷۹ ایکٹ مصدرہ ۱۸۷۷ء وضع کی گئی مد ۱۷۹ مین میعاد تین برس کی واسطے اجرائے ڈگری یا حکم کسی عدالت دیوانی کے جسکے لئے کوئی حکم بذریعہ نمبر ۱۸ یا بذریعہ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۳۰ کے نہین ہے مقرر کیگئی تہی اور اوس مد مین مطابق حالات کے مختلف زمانے مقرر کئے گئے تہے جنسے تین سال کی میعاد جو اس طور پر مقرر کی گئی شروع ہوتی تہی اول تاریخ ڈگری یا حکم ہے اور یہ اور دوسری اور تیسری مداخل مد ۶ حصہ ۳ ضمیمہ ۳ - ایکٹ مزارعان بنگال کے کا گئی ہین اور تین اور مدین نہین جو اس طرح پر درج نہین کی گئین اور ان تینون مین سے اخیر مد یعنے چہٹی مین حکم واسطے اوس صورت کے ہے جس مین کوئی تاریخ بذریعہ ڈگری کے واسطے ادائے زر ڈگری شدہ کے مقرر کی گئی ہو یعنے جس صورت مین درخواست واسطے وصول کسی ایسی رقم کے ہو جسکے لئے ڈگری یا حکم مین یہ ہدایت ہو کہ وہ کسی تاریخ معین کو ادا کیجائے تو تاریخ مذکور سے تین برس کی میعاد شمار کیجائے گی واضح ہو کہ ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء کا حوالہ مد ۶ ضمیمہ میعاد ایکٹ مزارعان بنگال مین دیا گیا ہے۔

یہ عیان ہے کہ واضعان قانون کے روبرو بوقت مرتب کرنے ضمیمہ میعاد کے واسطے ایکٹ مزارعان بنگال کے مد ۱۷۹ تہی اور ہمکو یہ خیال کرنا چاہئے کہ واضعان قانون نے سوچ سمجھکر ایکٹ مزارعان مین کوئی ایسا حکم جیسا فقرہ ششم خانہ سوم مد ۱۷۹ - ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء مین مندرج ہے داخل کرنے سے احتراز کیا یعنے درحالیکہ معزی الیہم کے روبرو یہ امر مشتبہ تہا کہ آیا تین برس کی میعاد اوس تاریخ سے شروع ہونی چاہئے یا نہین جو بذریعہ ڈگری کے واسطے ادائے زر ڈگری شدہ کے مقرر ہو (جس صورت مین کہ ڈگری اوس شکل کی ہو) واضعان

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۹۳-

(۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۶۵-

سنہ ۱۸۹۵ء
رام سندر کرمو
بنام
دوارکا ناتھ

قانون نے سوچ سمجھکر ایسے کسی حکم کے درج کرنے سے احتراز کیا اور تاریخ ڈگری یا حکم کو وہ تاریخ قرار دیا جس سے تین برس شمار کئے جاوینگے ان حالات مین ہمکو کوئی اور طریقہ اسکے سوائے معلوم نہین ہوتا کہ الفاظ "تاریخ ڈگری یا حکم" کی تعبیر اونکے معمولی معنے مین کیجائے اور یہ قرار دیا جاے کہ گو کچھ سختی یا دقت بعض صورتون مین اس امر سے پیدا ہو کہ تین برس کی میعاد تاریخ ڈگری سے اور نہ اوس تاریخ سے (اگر کوئی ایسی تاریخ ہو) جس تاریخکو ڈگری مین حکم ہو کہ روپیہ ادا کیا جاے شمار کیجائیگی مگر قانون کا یہی حکم ہے اور اپیلانٹ کی حجت منظور نہین ہوسکتی۔

ہمنے یہ ضروری نہین سمجھا ہے کہ اپنے فیصلہ کو فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ ممتاز الحق بنام نربہے سنگہ (۱) پر مبنی کرین گو بلاشک تعبیر الفاظ دفعہ مذکورہ ایکٹ سنہ ۱۸۶۹ء کی جو اوس مین اختیار کیگئی ہے مطابق اوس تعبیر کے ہے جو ہماری دانست مین الفاظ ایکٹ مزارعان بنگال متعلقہ حد سماعت مقدمہ حال مین کرنی لازم ہے لیکن ہمارے نزدیک جو کچھ ہمنے تحریر کیا ہے واسطے ظاہر کرنے اس امر کے کافی ہے کہ از روئے عبارت ایکٹ مزارعان بنگال کے ہم بالکل پابند اس امر کے ہین کہ وہی فیصلہ کرین جو ہم نے کیا ہے۔

لہذا ہم اپیل معترضہ ڈسمس کرتے ہین

اپیل ڈسمس کیا گیا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۱۷۔

سنہ ۱۸۹۶ع
۱۸ مئی

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سیل صاحب جسٹس

مانک لال سیل نابالغ بذریعہ اپنے قریب ترین قرابتمند **پنا لال آدے** (مدعی)

بنام

سرت کماری داسی بیوہ ہنہمہ شنکر وبال **پنا لال سیل** متوفی ویکسن دیگر (مدعا علیہما)[+]

رسیور اٹرنی کا عمل بیجا - اقرارات جو ایک فریق نالش کے ساتھ کئے گئے ایڈمنسٹرٹر جنرل کا ایکٹ (ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۴ع) - نابالغ -

ایک رسیور مقررہ عدالت نے دو اقرارنامجات خانگی ایک قبل اور دوسرا بعد تاریخ اپنے تقرر کے ساتھ اور المدعاعلیہم نالش منفرعہ دو کئے جاتے اور نگرانی کئے جانے اپنے اختیارات کی تحریر کئے دونوں اقرارنامجات میں سے کسیکی اطلاع عدالت کو کسیوقت نہیں کی گئی تجویز ہوئی کہ یہ ایک شدید تحقیر عدالت تھی جسکی بابت فریقین مستوجب سزا گی فوجداری تھے رسیور کیپ ملازم عدالت ہے اور اسکو صرف وہ اختیار اور اقتدار حاصل ہوتا ہے جو عدالت اوسکو دینا پسند کرے -

یہ درخواست نالش مندرجہ بالا میں منجانب ولیم ہنری ریلینڈ رسیور جایداد منقولہ وغیر منقولہ پنا لال سیل متوفی واسطے اجازت اس امر کے تھی کہ بعض امورو بروعدالت کے پیش کرے اور مطابق عبارات وشرائط دو اقرارنامجات مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ع و ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ع کے جہانتک کہ وہ خلاف حکم عدالت مورخہ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ع کے نہوں اجازت دیجائے کہ بلقب رسیور جایداد کے عمل کرے -

مسٹر ولیم ہنری ریلینڈ عدالت سے رسیور جایداد کا ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ع کو برضامندی جملہ فریقین نالش کے مقرر کیا گیا تہا لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت حکم تقرر عدالت سے ہوا تہا دو خانگی اقرارنامجات مابین سری متی سرت کماری داسی بیوہ پنا لال سیل مدعا علیہما نالش اور ولیم ریلینڈ باندراج ان شرائط کے تحریر ہوئے جنکی بابت ریلینڈ کو لازم تہا کہ بطور رسیور کے عمل کرے اول اقرارنامہ مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ع تہا اور اوسکو مسٹران رمیفرے ورود اٹرنیان مدعا علیہما سرت کماری داسی کے تحریر دفتر کیا تہا بعد ازان ایک دوسرا اقرارنامہ اونہیں اٹرنیان نے ترمیم خفیف اقرارنامہ اول کے

[+] نالش نمبر ۳۱۹ سنہ ۱۸۹۵ع -

۱۸۹۵ع
مانک لال سیل
بنام
سرت کماری

اظہار کیا تھا اور وہ مورخہ ۴۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ع تھا اور اوسکی تکمیل تحریر او نہین اشخاص یعنے ڈبلیو ایچ ریلینڈ و سرت کماری داسی نے کی تھی ان دونون اقرارنامجات مین سے کسی کی کبھی زمانہ حال تک عدالت کو اطلاع نہین ہوئی گئی۔

ایک درخواست مین جو بتائید اپنی درخواست کے سائل ڈبلیو ایچ ریلینڈ نے پیش کی یہ تحریر کیا۔

۱۲ جولائی سنہ ۱۸۹۴ع کو ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال ایڈمنسٹریٹر متروکہ پنا لال سیل متوفی کا بذریعہ انتقال حقیت اہتمام کے ہوا جو اوسکے حق مین مدعا علیہا سرت کماری داسی بیوہ و متہمہ نزکر متوفی نے بذریعہ دستاویز انتقال وغیرہ افعال کے کیا جو بہ تعمیل دفعہ ۳۱۔ ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ع کے کئے گئے کیا تھا۔

۲۔ یہ کہ سائل متہمہ نزکر پنا لال سیل کا اپریل سنہ ۱۸۹۴ع مین باتخت ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال موصوف کے مقرر ہوا اور وہ بطور ایڈمنسٹریٹر متروکہ متوفی کے عمل کرتا تھا

۳۔ اور جایداد مذکور کی بابت اوسوقت اور بہت برس پہلے سے نزاعات کا سلسلہ جاری تھا اور وہ نزاعات حال مین ختم ہوئے۔

۴۔ اور جب گفتگو تصفیہ نزاع مذکور کی ہو رہی تھی مدعا علیہا سرت کماری داسی سائل سے کہا تھا کہ سائل متروکہ مذکور کا خانگی سپرد مقرر کیا جائیگا اور تقرر مذکور کو ایڈمنسٹریٹر جنرل نے پسند کیا اور وہ اس امر پر رضامند ہوئے کہ جایداد سائل کو برطبق حاصل کرنے حکم کے واسطے غرض مذکور کے سپرد کیجائے۔

۵۔ اور قبل اسکے کہ درخواست تقرر سائل کی بطور رسیور کی گئی اٹرنیان سرت کماری داسی نے ایک اقرارنامہ بااندراج اون شرائط کے اظہار کیا جنپر اونہون نے یہ چاہا کہ سائل بطور اونکے رسیور کے عمل کرے اور اقرارنامہ مذکور پر سائل نے دستخط کئے جسکی تاریخ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ع ہے جسکی ایک نقل درخواست ہذا کے ساتھ منسلک ہے اور جسپر نشان (الف) ہے۔

۶۔ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ع کو نالش ہذا مین ایک حکم تراضی طرفین واسطے تقرر سائل کے بطور رسیور کے صادر کیا گیا (جسکی ایک نقل درخواست ہذا کے ساتھ منسلک ہے اور اوسپر نشان (ب) ہے)

۷۔ اور چونکہ اٹرنیان سرت کماری داسی نے بعد ازان یہ ظاہر کیا کہ اقرارنامہ مذکور مین ترمیم کیجائے لہذا سائل نے ایک دوسرا دستاویز تحریر کی جسکی تاریخ ۴۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ع ہے (ایک نقل جسکے شامل درخواست ہذا ہے اور جسپر نشان (ج) ہے۔

۸۔ اور سائل اقرارنامہ مذکور کے تحریر کرنے پر اس غرض سے رضامند ہوا کہ اپنے آپکو غیر ضروری نالشات سے بچائے اور بلا ایسے ارادے کے کہ اوسکے کارمنصبی رسیوری مین کسی طرح فرق آئے۔

سنہ ۱۹۱۹ع
کنہالال سیل
بنام
سرت کماری داسی

"۹- اور سائل نے ضمانت قابل اطمینان رجسٹرار اس عدالت عالیہ کے داخل کی لیکن جائداد مذکور کا اہتمام بطور رسیور کے ابتک نہیں لیا ہے۔

"۱۰- اور رجسٹرار موصوف نے بر طبق اطلاع وہی سائل کے کہ اوس نے اقرارنامہ مذکور تحریر کیا ہے فرمایا کہ اقرارنامجات مذکور بیجا تھے اور سائل بطور رسیور کے اونکے بموجب عمل نہیں کر سکتا۔

"۱۱- بعد اسکے کہ سائل کو کونسل نے یہ مشورہ دیا کہ معاملہ مذکور روبرو اس عدالت عالیہ کے پیش کیا جاے

"۱۲- اور ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۹ع کو سائل نے اٹرنیان مدعاعلیہا سرت کماری داسی کو چٹھی لکھی اور اون سے یہ استدعا کی کہ معاملہ مذکور میں تحریر کریں لیکن کوئی جواب نہیں آیا اور ایک نقل چٹھی مذکور کی درخواست ہذا کے ساتھ شامل ہے اور وہ پر نشان (د) کا ہے۔

لہذا سائل واسطے صدور اس حکم کے استدعا کرتا ہے کہ اوسکو منتیار ہو کہ جائداد مذکور کا اہتمام اور بطور رسیور کے تابع شرائط اقرارنامجات مذکور کے جہانتک کہ وہ خلاف حکم عدالت مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ع کے نہیں یا جہانتک کہ شرائط اقرارنامہ مذکور منظور کیجاوین عمل کرے یا ایسا حکم صادر کیا جائے جو بلحاظ حالات مندرجہ ماقبل کے عدالت عالیہ ہذا اسکے نزدیک مناسب معلوم ہو"

اصل اقرارنامہ مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ع مابین سرت کماری داسی ایک جانب اور مدعو الیہ رسیور کی جانب دیگر حسب ذیل ہے۔

"چونکہ بابو بینا لال سیل جو ایک منجملہ پانچ پسران بابو منی لال سیل متوفی ساکن کولوٹولہ قصبہ کلکتہ صوبۂ بنگال کے تھا ۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ع کو بلا وصیت سرت کماری داسی اپنی منکوحہ بیوہ کو اور ایک دختر مسماۃ نت منی داسی از بطن سرت کماری داسی مذکورہ اور دو نواسے اور پانچ نواسیان از بطن دختر مذکور سے اور بہت سی جائداد منقولہ و غیر منقولہ واقع کلکتہ و مختلف اضلاع بنگالہ چھوڑ کر فوت ہوا۔

اور چونکہ سرت کماری داسی مذکورہ نے درخواست کر کے ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۰۸ع کو چٹھیات اہتمام جائداد متروکہ بینا لال سیل مرحوم کی ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر منعقدہ فورٹ ولیم واقع بنگال صیغۂ وصیتی و بلا وصیتی سے حاصل کین۔

اور چونکہ سرت کماری داسی مذکورہ نے جائداد مذکور پر قبضہ پایا اور ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۱۰ع کو مسماۃ نے مطابق اوس اجازت کے جو اس بارہ مین اوسکو بینا لال سیل مذکور نے دی تھی مانک لال آڈی کو جو اب مانک لال سیل کہلاتا ہے بطور پسر بینا لال سیل مذکور کے متبنی کیا اور مانک لال سیل کم سن نابالغ ہے

سنہ ۱۸۹۵ع
مانک لال سیل
بنام
سرت کماری داسی

تھی اوسکی جایداد مذکور کا بطور اوسکے وارث تنہا کا ہوا۔
اور چونکہ بذریعہ ایک حکم صادر ہونے ہائیکورٹ موصوف بمقدمہ مانک لال سیل مذکور نابالغ مورخہ ... ستمبر
سنہ ۱۸۹۱ع کے مسمات سرت کماری داسی مذکور ولی ذات وجایداد مانک لال سیل مذکور کی اس شرط پر مقرر ہوئی
کہ ضمانت قابل اطمینان رجسٹرار ہائیکورٹ موصوف کے دے جو اوس نے ۴ اپریل سنہ ۱۸۹۲ع کو دی۔
اور چونکہ بذریعہ دستاویز انتقال مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۹۴ع سرت کماری داسی مذکور نے بحق مسٹر ایل پی
[illegible] ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال کے کل متروکہ مال دیدنی جو مسماۃ کو از روئے چٹھیات اہتمام مذکور
حاصل ہوا تھا منتقل کیا لیکن دستاویز مذکور مین کوئی تفصیل جایداد مذکور کی نہ تھی۔
اور چونکہ جایداد مذکور بنا لال سیل مذکور کی تاریخ دستاویز مذکور سے ایڈمنسٹریٹر جنرل موصوف کے قبضہ مین
تھی اب بھی ہے۔
اور چونکہ سرت کماری داسی مذکور اب ہائیکورٹ سے واسطے حکم تقرر ایک خانگی ریسیور کے جسکو مسماۃ
نامزد کرے واسطے لینے اہتمام کل جایداد بنا لال سیل مذکور کے اور اس امر کے کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل موصوف
اوسکا قبضہ ریسیور خانگی مذکور کو حوالہ کرے پیش کرنیوالی ہے۔
اور چونکہ ڈبلیو ایچ ریلینڈ نے حسب درخواست سرت کماری داسی مذکور کے یہ اقرار کیا ہے کہ بطور خانگی
ریسیور متوفی مذکور کے بوقت اوسکے اس طرح پر مقرر ہو جانے کے ہائیکورٹ سے مطابق تعین شرایط کے
جو بعد ازین مندرج ہین عمل کریگا۔ لہذا اب یہ تحریر کی رو سے مابین فریقین دستاویز ہذا کے [illegible]
۱- یہ اقرار اسی صورت اور وقت نافذ و اثر پذیر ہوگا جبکہ ڈبلیو ایچ ریلینڈ مذکور ہائیکورٹ سے ریسیور جایداد
غیر منقولہ و لگان و کرایہ و منافع جایداد غیر منقولہ بنا لال سیل متوفی مذکور کا مقرر ہو جائیگا۔
۲- ڈبلیو ایچ ریلینڈ مذکور جب اس طرح پر خانگی ریسیور حسب مندرجہ بالا مقرر ہو جائیگا دن کے معمولی کام
کے گھنٹے کاروبار جایداد بنا لال سیل مذکور مین صرف کریگا۔
۳- ڈبلیو ایچ ریلینڈ مذکور بطور حق الخدمت بعوض خدمات بطور خانگی ریسیور مذکور بالمقطعہ کے مستحق تنخواہ
پانچسو روپیہ ماہوار کا ہوگا اور علاوہ اوسکے مستحق ہوگا کہ اوس زمانہ مین کہ جب وہ عہدہ ریسیور مذکور پر
قایم رہے استعمال گاڑی و گھوڑے کا جو جایداد مذکور کے خرچ سے بہم پہونچایا جائیگا کرتا رہے اور نیز
ضروری سفر خرچ جب وہ مفصل مین واسطے کام متروکہ مذکور کے جاتے پاویگا۔
نیز ڈبلیو ایچ ریلینڈ کو کو جایداد مذکور کے خرچ سے مناسب [illegible] ایک مناسب اور ضروری عملہ کلکتہ
مین اس غرض سے دیا جائیگا کہ وہ اپنی خدمات بطور ریسیور مذکور کے بخوبی انجام دے سکے کل تعداد [illegible] عملہ مذکور

۱۸۹۵ء
ہرلال سیل
بنام
سرت کماری داسی

مقام کلکتہ کی اگر ضرورت ہو رجسٹرار ہائیکورٹ اوسوقت تجویز کرینگے جب حکم تقرر ڈبلواینچ ریلینڈ مذکور کا بطور رسیور مذکور کے صادر کیا جائیگا۔

۵۔ تمام روپیہ جو ڈبلواینچ ریلینڈ جایداد مذکور سے وصول کریگا بوقت وصول بنک بنگال مین ڈبلواینچ ریلینڈ کے نام سے بطور رسیور مسبوق الذکر کے جمع کیا جائیگا اور جو روپیہ واسطے خرچ کے مطلوب ہوگا تا مبردہ بذریعہ چیک کے حساب بنک سے لیگا۔

بعد انتظام و نفقہ سرت کماری داسی مذکورہ و پسر مذکور اور ادا کرنے مالگذاری سرکار و ابواب محصولات میونسپلٹی و جمع و لگان یا قسط زمینداران اعلیٰ تنخواہ عملہ و اخراجات مقدمات وغیرہ و مرمت مکانات و متفرق و دیگر اخراجات کے ڈبلواینچ ریلینڈ مذکور ہر سال کے آخر و اختتام پر جو کچھ روپیہ جایداد مذکور کی آمدنی سے بچیگا اوس سے پرامیسری نوٹ سرکاری ۳ سود فیصدی کے خرید کریگا اور تمسکات نامجات سرکاری مذکور ڈبلواینچ ریلینڈ مذکور کے نام سے بطور رسیور مسبوق الذکر کے ہونگے اور واسطے حفاظت کے رکھے جاینگے مکان خلدان مین رسیور مذکور کے قفل و کلیجی سے بند کر کے رکھے جاینگے۔

۷۔ تمام رسیدات جو بابت لگان و کرایہ جایداد ہائے واقع کلکتہ یا مفصل یا بابت کسی اور روپیہ کے ہون جو بابت متروکہ مذکور واجب الادا ہو دستخطی ڈبلواینچ ریلینڈ کے بطور رسیور مسبوق الذکر کے ہونگے اور اونپر مہر سرت کماری داسی کی بھی ہوگی۔

۸۔ ڈبلواینچ ریلینڈ ماہواری اور ہر مہینے سرت کماری داسی کے پاس ایک نقشہ آمدنی و خرچ متروکہ مذکور کا بابت ماہ گذشتہ کے واسطے مسماۃ کی اطلاع کے ارسال کیا کریگا۔

۹۔ ڈبلواینچ ریلینڈ مذکور تمام اہم معاملات متعلقہ جایداد مذکور مین سرت کماری داسی سے مشورہ لیگا اور مسماۃ کو وقتاً فوقتاً حالات جایداد سے بخوبی مطلع کرتا رہے گا۔

۱۰۔ ڈبلواینچ ریلینڈ مذکور کا قطعی اختیار ہوگا کہ ملازمان علاقہ مذکور کو تقرر او برخاست کرے اور سرت کماری داسی مذکور کسی طرح پر اسبارہ مین اختیار ڈبلواینچ ریلینڈ مین مداخلت نکر سکے گی۔

۱۱۔ اگر سرت کماری داسی کسیوقت پر چاہے کہ کسی وقت ڈبلواینچ ریلینڈ کو عہدہ رسیوری سے موقوف کرے اور دوسرے شخص کو بعوض اور بجائے اوسکے رسیور مقرر کرے وہ یعنی ڈبلواینچ ریلینڈ مذکور نسبت کسی ایسی درخواست کے جو ہائیکورٹ سے واسطے غرض مذکور کے کیجائے عذر و اعتراض نکریگا لیکن اگر ڈبلواینچ ریلینڈ مذکور حسب درخواست سرت کماری داسی مذکور کے عہدہ رسیور خانگی مسبوق الذکر سے تین برس کے اندر برخاست کیا جاے تو ایسی صورت مین سرت کماری داسی مذکور ڈبلواینچ ریلینڈ مذکور کو بطریق معاوضہ کے سمت اخراجات بلکہ اسکے کرنا

سنہ ۱۸۹۵ء
مکند لال سیل
بنام
سرت کماری داسی

ڈبلو ایچ ریلینیڈ مذکور کی بوجہ کسی شدید بد عملی یا بد انتظامی منجانب ڈبلو ایچ ریلینیڈ مذکور کے عمل میں آئے۔

ایک دوسرا اقرار نامہ حالانکہ بہ ترمیم خفیف شرائط اقرار نامہ اول کے مسٹران رمیفرے وروز اٹارنیان سرت کماری داسی سے تحریر کیا اور اوسکی تعمیل بتحریر سرت کماری داسی اور ڈبلو ایچ ریلینیڈ نے بمضمون ذیل کی۔

۱- مکان دفتر ڈبلو ایچ ریلینیڈ متذکرہ فقرہ ۴ - اقرار نامہ مذکور متصل جائے سکونت سرت کماری داسی مذکور کے ہوگا اور اگر کوئی مستقل مکان سکونت خاندان واسطے رہنے سرت کماری داسی اور اوسکے پسر مکند لال سیل لیا جائے تو منا سب مکان دفتر مکان مذکور مین واسطے ڈبلو ایچ ریلینیڈ مذکور اور اوسکے عملہ کے دیا جائیگا۔

۲- بجائے اسکے کہ ڈبلو ایچ ریلینیڈ مذکور حسب مندرجہ فقرہ ۲۰ - اقرار نامہ مذکور کے سال کے تمام کا غذات سرکاری خریدکرے کاغذات مذکور وقتاً فوقتاً جیسے موقع ہو خرید کئے جائینگے۔

باقی سب طرح پر اقرار نامہ مذکور بدستور بلا ترمیم رہیگا۔

۲۶ - مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کو ڈبلو ایچ ریلینیڈ نے مسٹران رمیفرے وروز کو ایک چٹھی حسب ذیل تحریر کی۔

مسٹران رمیفرے وروز ۲۶ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء

مہربان من

نسبت آپکی چٹھی ۲۳ ماہ حال کے میری مرضی نہین ہے کہ کارروائی اوس درخواست کی کرون جسکی بابت ہمنے آپکو نوٹس دیا اور بدینوجہ مین اوس سے دست بردار ہوتا ہون لیکن مجھکو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ مجھکو بطور ریسیور کے کام نہین کرنا چاہیئے تاوقتیکہ عدالت کو واقعات کی اطلاع دیجائے کہ جو میری ہوگئی ہے بطور ریسیور کے مجھکو بلاشک کوشش اس امر کی کرنی لازم ہے کہ مطابق مرضی اون اشخاص کے جو مستحق منافع ہین مطابق اپنی کارمنصبی بطور اہلکار عدالت کے عمل ہو کرون لیکن مجھسے یہ استدعا کی گئی ہے کہ اون شرائط پر رضامند ہو جاؤن جو ممکن ہے کہ عدالت پسند نکرے چونکہ مجھکو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ عدالت کو ان شرائط کی اطلاع کیجائے لہذا مین بہت خوش ہونگا اگر آپ کارروائی شروع کرین اور معاملہ مذکور کو عدالت مین ارسال کرین۔

یہ بذریعہ گذرانے ایک درخواست کے عدالت مین کہ مجھکو عدالت لینے اہتمام کی تابع اقرار نامہ مابہ البحث کے دیجائے ہو سکتا ہے اور اوس صورت مین مجھکو حاضر ہونیکی بھی ضرورت نہین ہے (دستخط) ڈبلو ایچ ریلینیڈ

کوئی جواب اس چٹھی کا مسٹران رمیفرے وروز کے پاس سے نہین آیا اور اس سبب سے ۲۰ مئی کو ڈبلو ایچ ریلینیڈ نے بذریعہ اپنے اٹرنی مسٹر سوین ہو کے ایک نوٹس اوپر بنام تمام اشخاص متعلق پر تعمیل کرایا اور یہ درخواست عدالت کو دی۔

۱۸۹۹ء
لال سیل
بنام
سرت کماری داسی

مسٹر ہینڈرسن منجانب اپلانٹ ڈبلو ایچ ریلینڈ ۔ مسٹر کیسپرز منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال ۔
مسٹر پی است اپکار و مسٹر [illegible] منجانب سرت کماری داسی ۔
مسٹر گارتھ منجانب نابالغ لال سیل و مسٹر [illegible] کلینڈ [illegible] (مرتہنان)۔
[اثنائے سماعت [illegible] منجانب سرت کماری داسی بیان کیا گیا کہ [illegible] اوسکے جو
عدالت نے ظاہر کی ہے [illegible] کہ کسی شرط کے اقرارنامہ مذکور سے دست بردار ہوا]

سیل صاحب جسٹس ۔ [illegible] ایک [illegible] جو بذریعہ ایک حکم مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۴ء
کے مقرر ہوا تھا غرض یہ ہے کہ عدالت کو اطلاع بعض واقعات متعلقہ اوسکے تقرر کی دیجاوے اور نیز حالات
عدالت سے ہدایات طلب کیجاوے کہ جایداد [illegible] متروکہ لال سیل متوفی کی ہے مدعی اوسکا متبنی
ہے جسکو بعد اوسکی وفات کے اوسکی بیوہ سرت کماری داسی نے متبنی کیا تھا نالش ہذا ابتداءً مسٹر کمار [illegible]
بغرض حاصل کرنے اہتمام جایداد [illegible] حقوق کے دایر کی گئی ہے ۱۸۸۸ء میں مسٹر ملیک
نے حیثیت اہتمام اپنے شوہر کے متروکہ کی حاصل کین اور اوسکے ذریعہ سے جایداد کو قبضہ حاصل
کیا اور اوسکا اہتمام سنہ ۱۸۹۲ء [illegible] تک کیا بعد ازین بذریعہ ایک [illegible] مورخہ ۲۱ جولائی ۱۸۹۲ء
جو سماۃ نے موجب دفعہ [illegible] ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل [illegible] تحریر کی سماۃ نے جایداد کو ایڈمنسٹریٹر جنرل
کو منتقل کی جو اوسے بذریعہ [illegible] جایداد مذکور کا مقرر ہوا اور اوس وقت سے قابض ہے معلوم ہوتا ہے
کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل نے بطور رسیور کے اوس وقت تک کام کیا کہ وہ بذریعہ حکم مورخہ ۹ مارچ ۱۸۹۹ء
کے برخاست ہوا۔

ابتدائی نالش [illegible] ۲۳ دسمبر ۱۸۹۹ء کو ایک ڈگری متعلق تقرر حقوق مدعی بطور متبنی بنا لال سیل کے
اور [illegible] صادر کی گئی کہ سرت کماری مستحق پانے نان و نفقہ کی جایداد مذکور سے تھی اور
[illegible] تحقیقات بعض امور کی گئی [illegible] کے بعد بہت سی کارروائیات ہوئین جنکا بالخصوص
ذکر کرنا [illegible] ہے بالآخر ایک تجویز پیش کی گئی جسکا یہ مقصود تھا کہ ایک [illegible] بغرض [illegible]
[illegible] جایداد [illegible] لیجاوے اور یہ ایک جزو تجویز مذکور کا تھا کہ آیندہ جایداد مذکور کا
انتظام ایک رسیور کرے جسکا تقرر عدالت سے ہو۔

بموجب تجویز مذکور کے مسٹر ڈبلو ایچ ریلینڈ اس طور پر نامزد کیا گیا کہ وہ ایک شخص لائق عہدہ
رسیور کے ہے اور اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرت کماری کی رضامندی نسبت اوسکے تقرر کے
بعض شرائط پر دیگئی تھی جو اوس وقت تک ظاہر نہیں کی گئی تہین اور جو ایک اقرارنامہ مین درج

۱۸۹۵ء
مانک لال بنام سرت کماری

کی گئی تہین جسپر دستخط مساۃ اور مسٹر بلینڈ کے تہے بہ ضرور نہین ہے کہ تمام شرائط اقرارنامہ کا ذکر کیا جاے یہہ کہنا کافی ہے کہ غرض یہہ تہی کہ سرت کماری داسی کو جو متبنا زیادہ اختیار رسیور بعد بارہ اہتمام جایداد کے سے نفع اٹہانے کو بہی ایک مین بمنزلہ تہا کہ تمام رسیدات زر تحصیل پر دستخط رسیور کے ہونا اور پر مہر سرت کماری کی بہی ثبت ہو۔

ایک اور شرط یہہ تہی کہ سرت کماری کو یہہ استحقاق ہو کہ رسیور کو جس وقت چاہے بلا عذر نیابت برطرف کرے تاہم صرف اس شرط کے موقوف کرے کہ اگر مساۃ اختیار کو دو تین سال کے اندر تقرر رسیور سے عملین لاوے وہ اوسکو صرف ادا کرے۔

جب سرت کماری نے درخواست واسطے تقرر مسٹر بلینڈ کے بطور رسیور کے کی تہی اوس نے ایک درخواست داخل کی جسکا آٹہواں فقرہ حسب ذیل ہے سائلہ نے ڈیو ایچ بلینڈ ساکن ۱۵ کالج اسٹریٹ مقام کلکتہ جو بوقت ترک ملازمت سرکار بطور سپرنٹنڈنٹ سٹامپ و اسسٹنٹ رجسٹری کا کام کرتا تہا اور جو پیشتر کچہ عرصہ تک منتظم جایداد گورنمنٹ لال سیل مذکور کا ماتحتی ایڈمنسٹریٹر جنرل موصوف کے رہ چکا ہے بطور رسیور جایداد کی منتخب کیا اور نیز تاریخ مسطور کا درخواست اس عدالت کا دیا کہ تنخواہ پانسو روپیہ ماہوار اسکا کام کرانا مناسب ہے سرت کماری اور گہوڑا واسطے استعمال مسٹر ڈیو ایچ بلینڈ کے دیا جاے اور اوسکو ساتہ ہی [illegible] واسطے صدر اور [illegible] کی کچہری تک دیا جاے

اب مین یہہ تحریر کرتا ہون کہ یہہ بیان انتظام کا [illegible] کیا سوا [illegible] کہنا ہے کہ یہہ بیان ایک سچا اور پورا بیان انتظام کا تہا حالانکہ یہہ عیان ہے کہ نہایت قابل اعتراض امورات انتظام اوس بیان مین متروک رہے گئے۔

بمطابق درخواست سرت کماری کے جسکی نسبت کوئی اعتراض ظاہر نہین ہوا تہا حکم واسطے مقرر کئے جانے مسٹر بلینڈ کے بطور رسیور کے صادر کیا گیا تہا بعد ازان ایک جدید اقرارنامہ ہوا اور اوسکی بہی اطلاع عدالت کو نہین کی گئی اور جسکی تاثیر یہہ تہی کہ اقرارنامہ سابق نسبت بعض خفیف امور کے ترمیم کیا جاسکے بعد ازان لیکن قبل اسکے کہ مسٹر بلینڈ نے جایداد کا اہتمام لیا اوسکی توجہ اس جانب مائل کیگئی کہ یہہ نہایت نامناسب تہا کہ رسیور کوئی ایسا انتظام کسی فریق نالش کے ساتہ کرے کہ جسکی اطلاع عدالت کو نہین کی گئی تہی اور جسکی غرض یہہ تہی کہ فریقین کو یا ان مین سے ایک کو موقع اہتمام جایداد مین بہت سے دست اندازی کرنیکے دیے جائین مابین مسٹر بلینڈ اور مسٹرز [illegible] وکلا سرت کماری کے مراسلت ہوئی جس مین مسٹر بلینڈ

سنہ ۱۸۹۵ء
مانک لال اپیل
بنام
سرت کماری داسی

نے اصرار کیا کہ اقرارنامجات مذکور کی اطلاع عدالت کو دیجائے اور عدالت سے ہدایات بابت اوسکے تقرر کے حاصل کیجائین بخلاف اسکے مسٹران رمیفرے وڈروز نے منجانب اپنی ہوکلیکے اصرار کیا کہ مسٹر ریلینیڈ کو چاہیے کہ یا تو اون اقرارنامجات کا جو تحریر ہوئے ہین پابند رہے اور اونکی تعمیل خیر خواہی سے کرے (جیسا کہ اونہون نے تحریر کیا ہے) یا اپنے عہدہ سے مستعفی ہو۔

ایک امر ایسا ہے کہ جسکی اطلاع مجھکو سرت کماری کے کونسل نے دی اور جسکا ذکر مین نے متروک کیا ہے یعنی اصل شرائط اقرارنامہ مین سے ایک مین یہ مندرج ہے کہ رسیور مسٹران رمیفرے وڈروز کو اٹرنیان علاقہ کا مقرر کرے اس شرط کی نسبت عذر کیا گیا اور وہ صحیح طور پر خارج کی گئی لیکن اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا لیکہ یہ مقصود تہا کہ واسطے سرت کماری کے ایک فائدہ دوبارہ اہتمام جایداد کے حاصل کیا جائے یہ بہی مقصود تہا کہ اوسکے اٹرنیان کو فائدہ بشکل کام پیشہ کے متعلق جایداد کے حاصل ہو۔

واضح ہو کہ اول امر یہ ہے کہ ان اقرارنامجات کا مسٹر ریلینیڈ کے تقرر بطور رسیور پر کیا اثر ہونا چاہیئے مجھکو اپنی اس رائے کے ظاہر کرنے مین کچھہ تامل نہین ہے کہ وہ اشخاص جنکو اقرارنامجات کی تحریر سے تعلق تہا مرتکب نہایت تحقیر عدالت کے ہوئے ہین جسکی بابت وہ ہر ایک اوس سزا کے مستوجب ہونگے فوجداری کے ہین صریحاً یہ ایک بڑا فریب بابت عدالت کے ہے کہ ایسا شخص بطور رسیور کے پیش کیا جاوے جسنے ایک پوشیدہ انتظام اس قسم کا فریقین نالش مین سے ایک کے ساتھہ کیا تہا اسمین کچھہ شک نہین ہو سکتا کہ اگر قبل تقرر کے عدالت کو معلوم تہا کہ فریقین کا یہ مقصود تہا کہ بذریعہ انتظام شدہ باہمی اپنے کے رسیور کے عمل پر نگرانی رکھین تو تقرر مذکور نہ کیا جاتا یہ نہایت صاف طور پر سمجھنا چاہیئے کہ رسیور مقررہ عدالت کو صرف وہی اختیار و اقتدار بابت کرنے اہتمام اوس جایداد کے جو اوسکو سپرد کی گئی ہو حاصل ہے جو عدالت اوسکو دینا پسند کرے وہ ملازم عدالت کا ہے نہ فریق نالش کا اور کسی قسم کی دست اندازی اوسکے اہتمام مین بذریعہ اقرار پوشیدہ کے خواہ وہ قبل یا بعد تقرر کے ہوا ہو بالکل ایک دست اندازی عدالت کے اہتمام جایداد مین ہے جو شخص کہ اس طرح پر دست اندازی کرے اپنے آپکو مستوجب سزا کے تحقیر کا کرتا ہے مگر بحث یہ ہے کہ آیا بلحاظ حالات کے مجکو یہ امر جائز رکھنا چاہیئے یا نہین کہ رسیور نے بلا علم عدالت کے جو اقرارنامجات تحریر کئے وہ بطور ایک فائدہ قابلیت دوامی کے اثر پذیر ہون اولاً جب مین نے اپنی یہ رائے نسبت ان اقرارنامجات کے ظاہر کی تو فریقین نے فوراً اپنی آمادگی اون سے دست بردار ہونے کی ظاہر کی اور اونہون نے دست برداری کی یہ ایک ایسا امر ہے کہ جسکو میرے نزدیک

سنہ ۱۸۸۵ع
مانک لال سیل
بنام
سرت کماری

مجھے مناسب وقت دینی چاہیئے علاوہ بربین اون بیانات تحریری حلفی مین جو رسیور اور سرت کماری نے داخل کئے ان دونون نے فی الواقع بہ تقریر کیا ہے کہ وہ آگاہ نہ تہے کہ اقرارنا جات مذکورہ تحریر کرنے مین وہ کوئی امر بیجا کرتے تہے نہ اونکا یہ مقصود تہا کہ اقرارنامجات مذکورہ کے تحریر کرنے مین وہ کوئی امر بیجا کرتے تہے نہ اونکا یہ مقصود تہا کہ اقرارنامجات مذکورہ کی بنا پر رسیور کے لیئے ترتیب دیا جائے جسکی بابت کسی قسم کی دست اندازی کیجائے ایک شخص یعنی چوہدری ان ربیف درونز سے جنہوں نے سرت کماری بنام بیان کیا کہ وہ اون کے ہمراہ گئی جو بعوض پہانا مسٹر رلینڈ عمل کرتے تہے تحریر کی یہ لکہا اون کا افسوس ہے کہ ہمارے یا مسٹر رلینڈ کے ذہن مین یہ نہین گذرا کہ اقرارنامہ مذکور ان اعلان مرقومہ تک کو کرلی جاتے تہی " اب یہ کہنا ہاہتا ہون کہ اگر یہ صورت ہو کہ بجائے عمل فریقین کی ان اقرارنامہ کے کرنیمین مسٹران ربیف درونز کے جو اٹرنیان تجربہ کار ہین ذہن مین نہ تہی تو شاید یہ تعجب کی بات نہین ہے کہ مسٹر رلینڈ یا سرت کماری کے ذہن مین یہ امر نہ آیا ہو کہ وہ اقرارنامجات مذکورہ کے تحریر کرنے مین کوئی امر بیجا کرتے تہے یہ بخوبی ہوسکتا ہے کہ اونہون نے یہ خیال کیا ہو کہ اگر اونکا عمل کسی طرح پر بیجا ہوتا تو وہ اٹرنیان جو معاملہ مذکور مین عمل کررہے تہے اوس سے واقف ہوتے اور اونکو مطلع کرتے گو مین کیسا ہی مسٹر رلینڈ اور سرت کماری کے ایسے بیانات کے قبول کرنے پر آمادہ ہون کہ وہ اقرارنامجات کے تحریر کرنے مین بہ نیک نیتی عمل کر رہے تہے لیکن مجکو یہ کہنا لازم ہے کہ بلا شک مجکو کوئی ایسا بیان منجانب اٹرنیان پذیرا کرنا بہت دشوار ہے یہ امر کہ نامبردگان ایس بات سے ناواقف تہے کہ اون اقرارنامجات مین جو فریقین نے اونکی مدد سے تحریر کیئے کوئی امر بیجا تہا ایسا ہے جو (مین مقر ہون) میری سمجھ مین نہین آتا اور جو بدرجہ مساوی ناقابل معافی ہے ۔

پس مسٹر رلینڈ کے اس یقین دلانے کو پذیرا کرکے کہ وہ بالکل ناواقف تہا کہ وہ کوئی امر خلاف یا غیر مطابق ٹہیک ادا کرنے اپنی خدمات بطور رسیور کر رہا تہا اور بلحاظ اس امر مسلمہ جملہ اشخاص کے کہ وہ خاص لیاقت واسطے انتظام اس جایداد کے رکہتا ہے میری دانست مین مین جایداد کے نہایت فایدہ کا کام کرونگا اگر مین اوسکے عہدہ رسیور سے برخاست کرنے سے احتراز کرون اور اوسکو فوراً اجازت دون کہ جایداد مذکور کا انتظام لے یہ وہ حکم ہے جو مین درخواست پر صادر کرنا تجویز کرتا ہون۔

مسٹر گارتہ نے منجانب ایک کارپوریشن کے بیان کیا کہ اوسکے روپیہ مطابق اوس تجویز کے

سنہ ۱۸۹۹ع
اپیل سیل
بنام
ست کماری

جسکا مین نے حوالہ دیا ہے قرض دیا ہے اوسوقت مین نے یہ کہا کہ اوسکو کوئی منصب عدالت مین آنیکا نہین ہے میری اب بہی وہی رائے ہے۔

نسبت خرچہ اس درخواست کے واضح ہو کہ وہ بلاشک بذمہ جایداد عاید نہین ہونا چاہیے مگر مین کوئی حکم نسبت خود اسکے خرچہ کے نہین دونگا لیکن نسبت خرچہ مدعی اور اڈمنسٹریٹر جنرل کے یہ حکم دیتا ہون کہ اوسکو سرت کماری ادا کرے جسنے اقرارنامہ ابتدائی تجویز کیا تہا اور جو اوسپر اوسوقت تک قایم رہی کہ سماعت درخواست ہذا عمل مین آئی اور اوسوقت اوسنے اوس سے دست برداری کی۔

مجکو یہ بہی تحریر کرنا لازم ہے کہ اگر اٹرنیان مدعا علیہ اپنا فرض نسبت عدالت کے ادا کرتے جیسا کہ اونکو چاہیے تہا تو اس درخواست کی ضرورت نہوتی اور فریقین کو وہ خرچہ نہ دینا پڑتا جو اونکے سبب سے ہوا ہے۔

اٹرنی منجانب مدعی بابو بہوپندر ناتہہ بوس
اٹرنی منجانب مدعا علیہ اڈمنسٹریٹر جنرل بنگال مسٹر سوینہو۔
اٹرنیان منجانب مدعا علیہا سرت کماری داسی مسٹران رمیفرے و روز۔
اٹرنیان منجانب مرتہنان یعنی مسٹران گلنڈرس آربتہنات و کمپنی۔ مسٹران سینڈرسن کمپنی۔

سنہ ۱۸۹۹ع

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گہوش صاحب جسٹس و بینی صاحب جسٹس

تیجندر نراین سنگہ (مدعی) بنام بکائی سنگہ وغیرہ (مدعا علیہم) †

ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ع) دفعہ ۷۴۔ تاوان۔ نالش منجانب مشتری بابت باقیات لگان ۔ ایکٹ مزارعان بنگال (۸ سنہ ۱۸۸۵ع) دفعہ ۲۹ (ب) کے قبل قبولیت تحریر کی گئی۔ معاہدہ بابت [illegible] ہے۔ ایکٹ بنگالہ ۸ سنہ ۱۸۶۹ع دفعہ ۵۔

ایک قبولیت مین جو سنہ ۱۸۸۱ع مین تحریر کی گئی تہی یہ شرط تہی کہ بوقت گذرنے میعاد ہفت سالہ کے جو اوسمین مقرر کی گئی تہی ایک جدید پٹہ تحریر کیا جانا چاہیے اور اگر مدعا علیہ ازاضیات مذکورہ کو بلاتحریر کرنے قبولیت جدید کے کاشت کرے تا مبروہ لگان بشرح للعہ فی بیگہہ ادا کرے گا

† اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۹۳۴ سنہ ۱۸۹۷ع بنارضی ڈگری مصدرہ بابو ہرگوبند مکرجی جج ماتحت بہاگلپور مورخہ ۳۰ اگست سنہ ۱۸۹۶ع مشعر بحالی ڈگری مصدرہ بابو اومان چرن کر منصف سودہی پورہ مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۸۹۶ع۔

سنہ ۱۸۹۰ء
تجبندر ونراین
بنام
بکائی سنگھ

(جو شرح اوس سے بہت زیادہ تہی جو واسطے میعاد مذکور کے مقرر کیگئی تہی) کوئی قبولیت جدید بوقت گذرنے میعاد مذکور کے تحریر نہین کی گئی تہی اور مدعی مالک ایک جزو نے جو لگان علیحدہ وصول کرتا تہا نالش نرابابت باقیات لگان بشرح جدید للعہ کے عدالت کی مدعا علیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ چونکہ مدعی مالک ایک جزو کا ہے لہذا وہ مستحق نالش اضافہ لگان نہین ہے اور شرط بابت لگان اعلیٰ کے ایک معنی دہمکی تہی اور یہ مقصود تہا کہ اوسکی تعمیل کیجائے عدالت مرافعہ اولیٰ نے ڈگری بشرح زاید یعنی باضافہ ۲ روپیہ مطابق عبارت دفعہ ۲۹ (ب) ایکٹ مزارعان بنگال کے صادر کی برطبق اپیل جج ماتحت نے کل نالش کو اس بنا پر ڈسمس کیا کہ چونکہ نالش مذکور ایک نالش بابت اضافہ لگان کے ہے اور مدعی مالک ایک جزو کا ہے لہذا نالش نہین ہوسکتی۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ قبولیت قبل صادر ہونے ایکٹ مزارعان بنگال کے تحریر کیگئی تہی لہذا مقدمہ حال پر اثر ایکٹ مذکور کا نہین پہونچتا اور مدعی گو مالک ایک جزو کا ہے مگر یہ نالش دایر کرسکتا تہا مقدمہ رام چندر وچکرتی بنام گردہرت (۱) کی تقلید کیگئی۔

پرنسپ صاحب جسٹس وگہوس صاحب جسٹس نے تجویز کی (**ریمپنی صاحب جسٹس** مختلف الرائے) کہ یہ منشا تہا کہ لگان زاید بصورت نہ تحریر کرنے قبولیت جدید کے قابل نفاذ ہو اور اقرار منظرہ بابت اضافہ لگان بشرح للعہ از قسم تاوان کے نہ تہا۔

ریمپنی صاحب نے تجویز کی کہ یہ عذر شرح للعہ کی ایک تاوان تہا مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین نہین کیا تہا اور کسی صورت مین شرط مذکور داخل منشاے دفعہ ۷۴۔ ایکٹ معاہدہ مجریہ سنہ ۱۸۷۲ء کے نہین ہوتی ہے علاوہ برین نالش واسطے معاوضہ عہد شکنی کے نہین ہے بلکہ بابت لگان کے اوس شرح سے ہے جسکے ادا کرنے کا وعدہ مدعا علیہ نے ایک وقت معین سے کیا تہا یہ بہی **تجویز** ہوئی کہ دفعہ ۲۹ (ب) ایکٹ مزارعان بنگال متعلق بر اثر گذشتہ نہین ہے اور قبولیت حال سے متعلق نہین ہے جو قبل صادر ہونے ایکٹ مذکور کے تحریر کیگئی تہی دفعہ ۵۔ ایکٹ بنگالہ ۸ سنہ ۱۸۶۹ء کہ جو قانون متعلقہ ہے مانع اس امر کا نہین ہے کہ کوئی رعیت دخیلکار جو لگان چاہے اوسکے ادا کرنے کا اقرار کرے

مدعی نے بطور حصہ دار وموضع پورداری کے نالش ہذا بابت اپنے حصہ باقیات لگان بابت سنہ ۱۲۹۶ لغایتہ سنہ ۱۲۹۹ ف (سنہ ۱۸۸۹ء لغایت سنہ ۱۸۹۱ء) کے بموجب شرائط ایک قبولیت کے جو بتاریخ ۱۹۔ اسوج سنہ ۱۲۸۹ ف (۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء) کو تحریر کی تہی دایر کی عرضی دعوی مین مندرج تہا کہ لگان

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۷۰۵۔

سنہ ۱۸۹۵ع بلدیو نرائن سنگھ بنام ... سنگھ

موضع کا تمام مالکان معہ مدعی کے سنہ ۱۲۹۵ف تک بلاشرکت تحصیل کرتے رہے اور ۱۲۹۶ف سے بعد تصفیہ نزاع مابین تامیرگان نسبت اونکے حصص کے وہ لگان مذکور کاشتکاران سے علیحدہ علیحدہ مطابق اپنے اپنے حصص کے وصول کرتے رہیں۔

شرائط قبولیت مورخہ ۱۱-اسوج سنہ ۱۲۸۸ف حسب ذیل ہیں۔

مین نے برضا و رغبت خود واسطے اغراض کاشت سے منشی کملا پرشاد ولد منشی پیاری لال متوفی ساکن و مالک جزو موضع نگوارا پرگنہ ترسہٹہ ضلع ترہیت متعلقہ راج بوروارہ پرگنہ مولہنی گوپال حصہ ضلع سوپول ورزمیندار موضع بوروار مذکور سے لمبائی ۵ کوٹہ اراضیات زمان ومکان واقعہ اندرحدود مندرجہ ذیل موضع مذکور بجمع سالانہ باستثنائے محصولات سرک وتعمیرات سرکاری کے واسطے میعاد سات برس سنہ ۱۲۸۹ف سے سنہ ۱۲۹۵ف تک اجرا قرار دیے ہین کہ بشرح مندرجہ ذیل بابت اراضیات مذان ومکان کے لگان ادا کیا کرونگا لہٰذا مین یہ قبولیت بابت اراضی مذکور بمضمون کی لکھہ دیتا ہون کہ مین اراضیات مذکور کو کاشت کرونگا اور اوسکا پیداوار لونگا اور مین کاشتکار نتائج سیلاب اور اراضیات کے افتادہ رہنے اور نہونے مناسب کاشت اور آفت سماوی کا متحمل ہونگا اور مین رسیدات لیکر کچہری زمینداری مین سال بسال اقساط بہ قسط لگان بجمع معینہ بالا ادا کیا کرونگا اور اگر مین کوئی قسط ادا نکرون تو مین علاوہ جمع مذکور کے سود بابت نہ ادا کرنے قسط کے بشرح ۲ فی روپیہ بابت ہر قسط کے ادا کرونگا اور اگر مین تمام اقساط ادا نکرون تو اون مالکان کو جنکا ذکر قبل ازین کیا گیا ہے اختیار حاصل ہوگا کہ مجھکو اراضیات مذکور سے بلا دریافت کرنے نالش کے بیدخل کرین اور بعد طبق گذرجانے میعاد معینہ قبولیت ہذا کے مین ایک قبولیت جدید بحق مالکان مذکور تحریر کرونگا اور بعد ازین اراضیات مذکور کو کاشت کرونگا اور اگر مین بلا تحریر کرنے قبولیت جدید کے اراضیات مذکور کو کاشت کرون تو مین بلا عذر اونکی بابت لگان بیکسان شرح سے بحساب ۲ روپیہ فی بیگہہ کے ادا کرونگا اور مجکو اور میرے ورثا کو اوس صورت مین کوئی عذر کسی قسم کا ادا کرنے لگان مین بشرح یکسان مذکور نہوگا لہٰذا مین نے یہ قبولیت واسطے میعاد سات برس کے بابت اراضیات مذکورے اراضیات مذکور کے تحریر کی کہ وہ بوقت ضرورت کام آوے۔

مدعاعلیہ نے اپنے بیان تحریری مین نسبت شرح لگان کے منجملہ دیگر وجوہ کے اِن وجوہ پر عذر کیا۔

"۵۔ مدعی صرف ایک حصہ دار موضع بوروارہ کا ہے اور بدون جد اوسکو یہ استحقاق نہین ہے کہ لگان کسی کاشتکار کا صاف کرے اسلئے نالش قابل ڈسمس ہے۔

"۷۔ مدعاعلیہ کو اب تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اون قبولیتون مین جو کاشتکاران علیحدہ علیحدہ نے تحریر کین ہین ایک شرط اسمضمون کی ہے کہ اگر اوسکی میعاد گذرنے پر قبولیت ہائے جدید تحریر نکیا مین لگان

تجھبندرائین ٹھاکر بنام بکاری سنگھ

بشرح للعہ روپیہ فی بیگہ وصول کیا جاوے جس سے مدعا علیہ کو یاد ہو کہ شرط مذکور محض بطور دھمکی کاشتکاران کے درج کیگئی
نہیں مدعا علیہ کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لگان بشرح سابق اون کاشتکاران سے بھی وصول کیا جاتا ہے جنکی قبولیتون
کی میعاد گذر گئی ہے شرط بابت اضافہ لگان کے قبولیتون مین محض بطور ضابطہ کے درج کیگئی تھی یہ مقصود
نہتا کہ شرط مذکور نافذ کیجاوے۔

۹۔ مدعا علیہ نے مدعی کو پورا لگان بابت سالہائے متنازعہ کے بشرح منظورہ اپنے ادا کیا ہے اور اس وجہ
سے بھی نالش حال قابل پذیرائی نہین ہے۔

عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ مدعی کی تحصیل لگان علیحدہ ہے اور یہ تجویز کی کہ نالش حال
قابل پذیرائی ہے لیکن چونکہ مدعا علیہ ایک رعیت دخیلکار ہے لہذا بموجب قانون کے اوسکا لگان
دو آنہ فی روپیہ سے زیادہ بذریعہ کسی اقرار تحریری کے اضافہ نہین ہوسکتا۔

بر طبق اپیل جج ماتحت نے یہ تحریر کیا۔

بموجب دفعہ ۲۹ ایکٹ مزارعان بنگال کے لگان کسی رعیت دخیلکار کا اضافہ بجز بموجب احکام ایکٹ
مذکور نہین ہوسکتا اور بموجب دفعہ ۲۹ کے لگان ایسے رعیت کا بذریعہ معاہدہ کے اضافہ کیا جا سکتا ہے دونون
مقدمات حال مین اوسی اراضی کی بابت دعوی اوس سے زیادہ لگان کا کیا گیا ہے جو بابت اوسکے
پیشتر واجب الادا تھا لہذا نالشات مذکور بابت اضافہ لگان کے ہین اور چونکہ وہ صرف ایک نے منجملہ دو
زمینداران مشترک کے دایر کی ہین لہذا دعاوی بابت اضافہ لگان کے منظور نہین ہوسکتے ہین۔

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو اوما کالی مکرجی و بابو جوگیش چندر دے منجانب اپیلانٹ۔

بابو ساروا چرن متر منجانب ریسپانڈنٹ۔

بابو اوما کالی مکرجی - یہ نالش واسطے اضافہ لگان کے نہین ہے یہ ایک نالش بابت لگان کے
اوس شرح سے ہے جسکا اقرار مدعا علیہ نے کیا تھا اس نالش کی نسبت اس بنا پر عذر نہین ہوسکتا کہ
مدعی صرف حصہ دار ایک جزو کا ہے دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مزارعان بنگال متعلق نہین ہے پرسنو چندر کر بنام
موکشدا دیبی (۱) مگتیہ چندر ناہک بنام جدو گھوس کلشی (۲) ملاحظہ طلب ہین دفعہ ۱۸۷ ایکٹ مذکور بھی مدعا
پر موثر نہین ہے اور دفعات ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ اوس سے متعلق نہین ہین کیونکہ یہ نالش اضافہ لگان کے نہین ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۰۴ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۴۔

سنہ ۱۸۹۵ء تیجمندر سنگھ بنام [illegible] بگار کی [illegible]

مقدمہ رام چندر چکرتی بنام گروہردت (۱) بالکل مطابق مقدمہ حال کے ہے مدعی بموجب شرط اوس معاہدہ کے جو مدعا علیہ کے ساتھہ ہوا مستحق ڈگری لگان کا بشرح للعہ کے ہے (گہوس صاحب جسٹس - بحث یہ معلوم ہوتی ہے کہ آیا شرط مذکور از قسم تاوان کے ہے یا نہیں) فریقین کا یہ مقصود تہا کہ بعد سات برس کے مقرر تصفیہ ہوا اگر کوئی تصفیہ نہو تو باہم فریقین شرح للعہ کی قرار پائی اقرارنامہ میں تمہید واسطے شرح آیندہ کے ہے اور مطابق اصول تجویز اجلاس کامل بمقدمہ کلا چند کیال بنام شب چندر رائے (۲) شرح للعہ کی تاوانی نہیں ہے بحث تاوان کی مدعا علیہ نے عدالت انتہائی ماتحت مین پیش نہین کی تہی اور وہ اب اوسکو پیش نہین کرسکتا ہے -

بابو سارو اچرن متر منجانب رسپانڈنٹ - بحث تاوان کی مدعا علیہ نے فقرہ ۶ اپنے بیان تحریری مین پیش کی تہی جس مین اوسنے بیان کیا کہ شرط مذکور محض ایک دہمکی تہی مرف وہ واقعہ جو تہرطا بالعیت مین خیال کیا گیا تہا یہ تہا کہ قبولیت جدید تحریر نہ کیجائے پس شرط مذکور تاوانی ہے قانون (دفعہ ۲۴ - ایکٹ مزارعان بنگال) مین حکم واسطے مناسب قدر مین انصاف شروع کے ہے اور یہی حکم قانون سابق مین تہا یہ صحیح معیار واسطے جانچنے اس امر کے ہے کہ آیا شرط مذکور تاوانی ہے یا نہین یہ نالش بطور ایک نالش معاوضہ لفظو رکیجانی چاہیئے دفعہ ۷۴ - ایکٹ معاہدہ مین اجازت صرف معقول معاوضہ کی ہے بصورت نہونے کسی شہادت خلاف کے اصل لگان ایسا معاوضہ لفظو رکیا جانا چاہیئے -

بابو اوما کالی مکرجی کا جواب سماعت کیا گیا -

تجاویز مندرجہ ذیل عدالت (پرنسپ صاحب جسٹس وگہوس صاحب جسٹس وبیمپنی صاحب جسٹس) نے صادر فرمائین -

پرنسپ صاحب جسٹس - یہ ایک نالش بابت اوس لگان کے ہے جو مدعی کو بطور مالک جزو محال کے واجب ہے -

مدعا علیہ لکائی سنگہ کے قبضہ مین للعہ بیگہ اراضی بہ لگان للعہ کے واسطے سات برس کے تہی جو [illegible] ف مین گذر سے اور ایک قبولیت مین جو مسبوقہ نے تحریر کی تہی وعدہ کیا تہا کہ بر ختم گذرنے میعاد مقررہ کے مین ایک قبولیت جدید بحق مالکان تحریر کرونگا اور بعد ازان اراضیات مذکورہ کو کاشت کرونگا" اور علاوہ برین " اگر مین اراضیات مذکورہ کو بلا تحریر کرنے قبولیت جدید کے کاشت کرون

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۷۵۵ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۲ -

تو ہمین بلاکسی عذر کے اونکو لگان بشرح یکسان بحساب للعہ روپیہ فی بیگہہ اداکرونگا"

مدعاعلیہ نے قبولیت جدید تحریر نہین کی چنانچہ مدعی نے نالش ہذا بدعوی لگان بقدر مالعہ بجائے عہ روپیہ کے جو بیشتر تہا دایر کیا ہے۔

یہ تجویز ہوئی ہے کہ مدعا علیہ کاشتکار نے حقوق دخیلکاری بموجب ایکٹ لگان کے جو اوس وقت مین نافذ تہا قبل تحریر کرنے قبولیت مذکور کے حاصل کرلئے تہے۔

منصف کی صریحًا یہ رائے ہوئی کہ اقرار اداکرنے کا بشرح للعہ روپیہ فی بیگہہ بصورت خلاف ورزی شرط نسبت تحریر کرنے قبولیت جدید کے اختتام سات برس پر از قسم تاوان کے تہا اور حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ مدعی مستحق اضافہ لگان کا صرف بقدر دو آنہ فی روپیہ کے لگان سابق بطور معاوضہ کے تہا اور حاکم موصوف نے مدعی کے حق مین ڈگری بابت اوس تعداد کے جو اس طرحپر واجب تہی صادر کی جیساکہ ہم سمجہتے ہین حاکم موصوف نے اس نتیجہ کے اخذ کرنے مین دفعہ ۲۹ - ایکٹ مزارعان بنگال اور اصول دفعہ ۷۴ - ایکٹ معاہدہ پر عمل کیا ہے اپیل مین جج ماتحت نے نالش کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ چونکہ مدعی صرف مالک یک جزو محال کا ہے لہذا وہ نالش اضافہ لگان نہین کرسکتا ایسا اضافہ صرف بموجب ایکٹ مزارعان بنگال کیا جاسکتا ہے اور سوا اسکے کہ تمام مالکان شامل ہوکر نہین کیا جاسکتا۔

قبولیت مذکور مین قبل صادر ہونے ایکٹ مزارعان بنگال کے تحریر کیگئی تہی اور بدینوجہ کسی معاہدہ پر جو اوسوقت کیا گیا اثر ایکٹ مذکور کا نہین پہونچتا اسی وجہ سے جج ماتحت نے ایکٹ مذکور کو غلط طور پر متعلق کیا ہے یعنی مدعی بطور مالک جزو ... دایر کرنے نالش سے ممنوع ہے نالش ہذا بموجب ایکٹ مزارعان بنگال کے نہین ہے اور مدعاعلیہ نے اپنی شہادت مین تسلیم کیا ہے کہ وہ سرکار محال کو وہ لگان جو اونکو واجب ہوتا ہے علیحدہ علیحدہ اداکرتا ہے کہ بدینوجہ جیساکہ عدالت ہذا تجویز کرچکی ہے یہ نالش قابل پذیرائی ہے۔

بعدازان یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا مدعی مستحق پانے لگان کا بشرح متدعویہ بوجہ شرایط قبولیت کے ہے یا نہین۔ ہمارے سامنے ... یہ بحث کی گئی ہے کہ شرح لگان زاید جو بصورت نہ تحریر کرنے قبولیت جدید کے قابل ادا قرار پائی تہی ایسی شرح تہی کہ جسکے حساب سے لگان جدید اداکرنا فریقین کے ذہن مین تہا اور قبولیت جدید جسکے تحریر کرنے کا مدعاعلیہ نے وعدہ کیا تہا بموجب اسی شرح کے ہوتی بخلاف اسکے یہ بحث کی گئی ہے کہ کوئی ایسا اقرار نہین کیا گیا تہا اور یہ کہ شرط مذکور از قسم تاوان بابت

سنہ ۱۸۹۰ع
تیجندر سنگھ
بنام
بکائی سنگھ

نہ تحریر کرنے قبولیت جدید کے تھی۔

عرضی دعوی مین بلاشک کوئی ایسا اقرار بیان نہین کیا گیا ہے۔

وہ بعبارت ذیل ہے۔ "قبولیت مذکور مین یہ شرط تھی کہ اوسکی میعاد گذرنے پر نامبردہ ایک قبولیت جدید تحریر کریگا اور بعد ازان اراضی کا لگان ادا کریگا اور اگر وہ اراضی کو بلا تحریر کرنے قبولیت جدید کا لگان رکھے تو وہ بابت تمام اراضیات بشرح یکسان للعہ روپیہ فی بیگہہ لگان ادا کریگا مگر مدعا علیہم نے باوجود اسکے کہ میعاد قبولیت مذکور گذر گئی ہے نہ قبولیت جدید تحریر کی ہے نہ اراضیات کو ترک کیا ہے لہذا مدعی مستحق ہے کہ بموجب شرائط قبولیت کے لگان اراضیات مذکور کا بشرح یکسان للعہ روپیہ فی بیگہہ سنہ ۱۲۹۶ف سے دلایا جاوے"۔

کوئی شہادت بتائید اوس بیان کے جواب میں پیش کیا گیا ہے یعنی ایسا اقرار کیا گیا تھا نہین ہے نہ کوئی امر ایسا ہے جس سے ظاہر ہو کہ کس بنا پر اس شرح للعہ روپیہ بیگہہ کا دعوی کیا گیا ہے سوا اسکے کہ مدعا علیہ نے قبولیت جدید کے تحریر کرنے مین قصور کیا۔

مدعی کا مقدمہ جیسا کہ دایر کیا گیا یہ تھا کہ وہ مستحق اس اضافہ لگان کا اس سبب سے تھا کہ مدعا علیہ نے قبولیت جدید تحریر نہین کی علاوہ برین سوائے بوقت بحث کے جو ہمارے روبرو کی گئی یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ شرائط قبولیت جدید کے بابت لگان کے جو واجب الادا ہے ہونا کیا ہو نگے اور اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ لگان بشرح للعہ فی بیگہہ ہو گا۔ یہ استدعا کی گئی ہے کہ اس سبب سے ہمکو یہ قرار دینا چاہئے کہ مدعا علیہ کا قبولیت جدید تحریر کرنا یا نکرنا کچھ اہم نہین ہے کیونکہ اگر وہ ساتھ اراضیات کو اپنے پاس رکھنا منظور کیا اوسکو لازم ہے کہ لگان زاید ادا کرے جو اسقدر بڑھ گیا اور مدعی مستحق ہوگا باوجود اسکے کہ قبل اسکے تحریر کرنے قبولیت نہ لے سکے [illegible] مستحق تھا کہ اراضیات مذکور پر اون شرح سے قابض رہے [illegible] قانون [illegible] ہونے بعض حالات معرضہ کے بڑھائی جاسکتی ہین یہ [illegible] ضروری [illegible] ہے کہ کوئی شخص جسکو حق مقابضت مثل مدعا علیہ کے حاصل ہو وہ اپنے حقوق جو بموجب قانون کے حاصل ہون بخوشی اس طرح پر ترک کرے۔

واقعہ یہ تھا کہ بوقت گذرنے میعاد پٹہ موجودہ کے ایک قبولیت جدید تحریر کیجاتی لیکن کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے تعداد اوس لگان کی جو بموجب قبولیت مذکور واجب الادا ہوتا یا میعاد پٹہ جدید کی دریافت ہو سکتی اور مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین یہ بیان کیا ہے کہ وہ باور

سنہ ۱۸۹۵ع
تیجندر ابن
بنام
لکہائی سنگہ

کرنا تہا کہ بشرط نسبت ادا کرنے للعہ فی بیگہہ کے بعوض نہ پیہ کرنے قبولیت کے " بطور محض دہمکی کاشتکاران کے درج کی گئی تہی " - اور وہ " قبولیت مین محض بطور ایک مرضابطہ وغیرہ کے درج کی گئی تہی یہ مطلب تہا کہ شرط نافذ کورنا نہ کیجائے " -

ہم یہ تجویز نہین کرسکتے ہین کہ مدعاعلیہ نے یہ اقرار کیا کہ لگان بشرح للعہ فی بیگہہ گذرنے میعاد اپنے پٹہ پر ادا کریگا یا آنکہ اوس نے یہ اقرار کیا کہ ایک قبولیت جدید بشرط ایفاء کو تحریر کریگا یہ مقصود تہا کہ لگان زائدہ صرف بصورت نہ تحریر کرنے قبولیت جدید کے قابل نفاذ ہوا ور یہی مدعی کا مقدمہ تہا جو اوسنے دائر کیا - اور جسکی تجویز ہوئی بلکہ ہم یہ تجویز کرتے ہین جیسا کہ ہمارے نزدیک منصف نے تجویز کی ہے کہ اقرار واسطے ادا کرنے بشرح زائد مظہرہ للعہ فی بیگہہ کے از قسم تاوان تہا -

اسکے بعد اس امر پر غور کیا جانا چاہیئے کہ اگر اسکو تاوان تصور کیا جائے مدعی مستحق ہسکا ہے کہ اوسکا مقدمہ اس غرض سے واپس بہیجا جاے کہ تجویز اس امر کی کیجائے کہ آیا بلحاظ دفعہ ۷۴ ایکٹ معاہدہ کے وہ مستحق کسی معاوضہ کا بابت اس عہد شکنی کے کہ قبولیت جدید تحریر نہین کی گئی ہو یا نہین اور اگر ہے تو مقدمہ کا کوئی معاوضہ جو اس طرح پیولانے کے قابل ہو بموجب قانون کے واجبی ہونا چاہیئے اور خواہ وہ نہین ہونا چاہیئے جو معاہدہ مین درج ہو وہ تعداد جو اس طرح پر تحریر کی گئی صرف ایسی پوری تعداد متصورہ ہونی چاہیئے جسکا دعوی کیا جاسکتا ہے اسمقدمہ مین معاوضہ لگان ایسے کاشتکار کا ہے جسکو حقوق دخیلکاری حاصل ہین اور جو بشرح آٹھہ آنہ و چار آنہ فی بیگہہ قابل ہے اور یکسان شرح للعہ کی طلب کیجاتی ہے یہ بادی النظر مین بالکل نا واجب ہے لیکن اس شرح کا مدعی دعوی کرتا ہے اور کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہین ہے کہ یہ شرح کس طرح مقرر کیگئی تہی یا اسپر آیندہ کیا معاوضہ واجب بطریق اضافہ لگان کے ہوگا -

لہذا صرف ایک نتیجہ جو مین اخذ کرسکتا ہون یہہ ہے کہ مدعی یہ ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے کہ وہ مستحق پانے کسی شے کا بجز شرح لگان سابق کے ہے مدعی مستحق پانے ڈگری باقیات کا جو کہ بشرح لگان سابق واجب ہین مع سود کے ہے اور اوس سے زیادہ کا نہین اس حد تک ڈگری عدالت ماتحت اپیل ترمیم کیجاتی ہے ہر فریق اپنا اپنا خرچہ کل عدالتون کا ادا کریگا -

مین آخر مین یہ اور تحریر کرتا ہون کہ ایک مقدمہ کا جسکی سماعت میرے ذی علم ہمعصر ان نے کی ہے رمپنی صاحب جسٹس نے ذکر کیا ہے اور اوسمین ابتک تجویز صادر نہین ہوئی ہے مجہکو اوسمقدمہ کے واقعات معلوم نہین ہین پس مین اوسپر یہ تعلق مقدمہ ہذا کے غور نہین کرسکتا ہون -

سنہ ۱۸۹۵ء
بندہ ابن سنگھ
بنام
اتی سنگھ

گہوس صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون مین چاہتا ہون کہ نسبت اوس مقدمہ کے جسکا حوالہ رینی صاحب جسٹس نے اپنی تجویز مین دیا ہے یہ اور تحریر کرون کہ واقعات اوس مقدمہ کے اور شرائط اقرارنامہ بہت مختلف واقعات اور شرائط قبولیت مقدمہ ہذا سے ہین -

ریمپنی صاحب جسٹس - مدعی مقدمہ ہذا نے نالش بابت بقیات لگان بابت سنہ ۱۲۹۶ف لغایت سنہ ۱۲۹۹ف بربنائے ایک جسٹری شدہ معہ لیت کے جو مدعا علیہ نے ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۴ء کو تحریر کی دایر کی شرائط اوس قبولیت کا جسکی تحریر کی نسبت ہمارے روبرو کوئی بحث پیش نہین کی گئی ہے یہ ہین کہ مدعا علیہ لگان بشرح ۲ روپیہ ۴ روپیہ ۸ روپیہ کے بابت اوس اراضی کے جو اوسکے قبضہ مین ہے میعاد سات برس تک ادا کرتا رہے اور اگر میعاد مذکور کے گذرنے پر نامبردہ اراضی مذکور کو کاشت کرتا ہے تو وہ قبولیت جدید تحریر کرے اور اگر وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے تو وہ لگان بابت اوس اراضی کے جو اوسکے قبضہ مین ہے بشرح للعہ فی بیگہہ ادا کرے واضح ہو کہ مدعی بیان کرتا ہے اور اوس سے انکار نہین کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ اراضی پر بدستور قابض ہے اور اوس نے قبولیت جدید تحریر نہین کی ہے چنانچہ مدعی نالش بابت بقیات لگان بشرح للعہ فی بیگہہ کے کرتا ہے منصف نے یہ تجویز کی کہ شرح مدعا علیہ کے لگان کی دو آنہ فی روپیہ سے زیادہ اضافہ نہین ہو سکتی چنانچہ حاکم موصوف نے مدعی کے حق مین ڈگری اوس شرح سے صادر کی مگر جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ چونکہ مدعی صرف ایک منجملہ دو زمینداران مشترک کے ہے لہذا وہ ہرگز اضافہ لگان نہین کر سکتا -

مدعی اب یہ عرض کرتا ہے (۱) عدالت ہائے ماتحت نے بہ غلط خیال کیا ہے کہ وہ نالش واسطے اضافہ مدعا علیہ کے لگان کے کرتا ہے اوسکی استدعا نالش مین یہ نہین ہے کہ مدعا علیہ کا لگان اضافہ کیا جائے بلکہ دعوی محض بابت بقیات لگان کے اوس شرح سے ہے جسکا اقرار مدعا علیہ نے سنہ ۱۸۸۴ء مین بہت عرصہ قبل نفاذ ایکٹ مزارعان کے کیا تہا اور بقیات مذکور کے دلاپانے کا مانع کوئی امر ایکٹ مزارعان مین نہین ہے (۲) اور گو وہ اور اوسکے شرکا رفتہ پیشتر اپنے لگانات بالاشتراک وصول کرتے تہے مگر تا سبر ڈگان سنہ ۱۲۹۶ء سے لگانات علیحدہ علیحدہ وصول کرتے رہے ہین اور مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین کوئی عذر نسبت اسکے نہین کیا ہے اور اوس نے دعوی کی جوابدہی اس بنا پر نہین کی ہے بلکہ برخلاف اسکے فقرہ ۷ - اپنے بیان تحریری مین مدعا علیہ نے یہ عذر کیا ہے کہ اوس نے مدعی کو اوسکا حصہ لگان ادا کیا ہے اور اوس نے اپنے اظہار مین بیان کیا ہے کہ اوسکے شرکا کو اوس نے اونکا حصہ لگان علیحدہ ادا کیا ہے میری رائے مین دونون حجتین صحیح ہین اور منظور ہونی چاہئیں یا میرے نزدیک جو وجہ کہ عدالت

سنہ ۱۸۹۵ع
تیجندر نرائن سنگہ
بنام
نکائی سنگہ

ماتحت اپیل نے واسطے ڈسمس کرنے نالش کے تحریک کی ہے صریحاً غلط ہے مقدمہ حال میرے نزدیک مشابہہ مقدمہ راجہ چندر چکرورتی بنام گردھردت (۱) کے ہے جس مین رعیت نے قبضہ مین پیشتر سے اراضی بلا لگان رکہی تہی اور وہ ذمہ دار لگان کا بابت اس اراضی کے بشرح ... فی بیگہہ تسلیم کیا گیا تہا جسکے ادا کا اقرار مشابہہ حالات مقدمہ حال مین اوسنے تاریخ گذرنے میعاد پٹہ سابق سے اقرار کیا تہا۔

لیکن یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر یہ صورت بہی ہو تو شرح للعہ فی بیگہہ کی جسکے ادا کرنے کا وعدہ مدعا علیہ نے اپنی قبولیت مین ایسی صورت مین کیا ہے کہ وہ قبولیت جدید بعد گذرنے سات برس مندرجہ قبولیت کے تحریر نہ کرے تاوانی ہے اور بموجب اوسکا نفاذ بمقابلہ اوسکے نہین کیا جاسکتا لیکن اوس نے کوئی ایسا عذر اپنے بیان تحریری مین نہین کیا ” بمجرد حال میری یہ راے ہے کہ شرط ادا کرنے للعہ روپیہ فی بیگہہ کی ایک ایسی شرط نہین ہے جو داخل منشاے دفعہ ۷۴ - ایکٹ معاہدہ کے ہو کر صرف یہی دفعہ جہانتک مجہکو معلوم ہے ایسی ہے جسکے ذریعہ سے قانون سرکاری ملک ہندا مین قاعدہ قانون انگلستان خلاف تاوانات کے داخل کیا گیا ہے اوس قانون کی نسبت ایک زمانہ حال کی نسبت جلاس کامل ہائیکورٹ الہ آباد مین یہ بیان کیا گیا ہے۔ ”خلاف عقل قاعدہ جو بانیندگان انگلستان نے یعنی حکام عدالت انگلستان نے جو بلاشک قانون دانی مین مشہور ہے لیکن اس بات نے مانع تہے کہ ایسے اقرارات واسطے فریقین کے قایم کرین جو فریقین نے مین کئے تہے اور جنکے کرنے کا انکو اختیار تہا وراثتاً پہونچا ہے“ دیکہو مقدمہ بانکے بہاری بنام سندر لعل (۲)

(۲) یہ نالش اس بیان پر دایر نہین کی گئی ہے کہ کسی معاہدہ کی خلاف ورزی کی گئی ہے نالش بابت بقایات لگان کے اوس شرح سے ہے جس شرح سے مدعا علیہ نے اقرار ادا کرنے کا بصورت اپنے نہ تحریر کرنے ایک قبولیت جدید کے جسکے تحریر کرنے سے وہ قاصر رہا ہے کیا تہا شرح لگان مندرجہ قبولیت بطور اوس تعداد کے جو در صورت خلاف ورزی معاہدہ کے ادا کیجایگی بیان نہین کیگئی ہے اور جو تعداد کہ مدعی اس نالش مین وصول کرنا چاہتا ہے معاوضہ خلاف ورزی معاہدہ نہین ہے بلکہ لگان بابت اراضی مقبوضہ مدعا علیہ کے ایسی شرح سے ہے جسکے ادا کرنے کا ایک وقت خاص سے مدعا علیہ نے وعدہ کیا ان وجوہ سے احکام دفعہ ۷۴- ایکٹ معاہدہ میری راے مین متعلق نہین ہے مین نہ یہ شرح کوئی تاوان مطابق قاعدہ مندرجہ مقدمات اجلاس کامل کالاچند کیال بنام شب چندر (۳) سے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۵۷ (۲) " " الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۳۲ و ۲۵۳ (۳) " " " کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۹۲-

سنہ ۱۸۹۵ع تیجندر ناتھ بنام اہلکاری مستاگا

وعمر خان محمد خان بنام صالح خان (۱) کہ ہے شرح مذکور گذرنے اوس میعاد سات برس سے شروع ہوتی ہے جسکی بابت قبولیت تحریر کی گئی تہی اور نہ تاریخ تحریر کرنے قبولیت سے علاوہ برین مجھکو یہ بہی نہین معلوم ہوتا کہ قبولیت مذکور بوقت تحریر کیئے جانیکے خلاف احکام کسی قانون نافذالوقت کے تہی بلاشک وہ اب ایک ناجایز معاہدہ مطابق دفعہ ۲۹ ضمن (ب) ایکٹ مزارعان بنگال کے ہے اور اگر وہ بعد صادر ہونے ایکٹ مذکور کے کیا جاتا تو وہ نافذ نہین کیا جاسکتا تہا لیکن دفعہ مذکور متعلق بنا گذشتہ نہین ہے دفعہ ۵ - ایکٹ بنگالہ ۸ سنہ ۱۸۶۹ع مین یہ مندرج ہے کہ رعایا جنکو حقوق دخیلکاری حاصل ہون (اور مدعا علیہ بلاشک ایک رعیت دخیلکار ہے)۔ مستحق ہین کہ پٹہ جات مناسب معادلانہ شرح پر پائین لیکن جہانتک کہ مجھکو معلوم ہے اس حکم قانون کی کبہی یہ تعبیر نہین کی گئی کہ رعیت دخیلکار کو جائز نہین ہے کہ اقرار ادا کرنے کسی شرح لگان کا کرے جو وہ پسند کرے۔

نہ میرے نزدیک یہ کہا جاسکتا ہے کہ شرح لگان فی بیگہہ کی جسکے ادا کرنے کا مدعا علیہ نے وعدہ کیا ہے ایک خلاف ایمان شرح ہے جسکو منسوخ کرنا عدالت عدل کو جائز ہوگا کیونکہ ایک اور مقدمہ مین جسمین ایسے ہی حالات مین ایک غیر دخیلکار رعیت نے وعدہ ادا کرنے ۵ روپیہ فی بیگہہ کا کیا ہے اور اوس مقدمہ مین تجویز ابہی صادر کیجائیگی میرے ذی علم جلیس گہوس صاحب اور مین نے بالاتفاق یہ تجویز کی ہے کہ رعیت مذکور لگان مذکور کے ادا کرنے کا پابند ہے اسلئے کہ اوس مقدمہ مین مدعا علیہ ایک رعیت غیر دخیلکار ہے میری رائے مین اس امر مین فرق نہین آتا ہے کہ وہ شرح جسکا اقرار کیا گیا ہے تاوانی ہے یا نہین کیونکہ اگر وہ تاوانی ہو اور اوس سبب سے ناجائز ہو تو وہ تاوانی ہی متصور ہوگی گو حق رعیت کچہہ ہی ہو اگر وہ تاوانی نہو تو وہ تاوانی نہین ہوجاتی خواہ رعیت دخیلکار ہو یا غیر دخیلکار۔

وکیل رسپانڈنٹ نے حوالہ احکام دفعہ ۴۳ ایکٹ معاہدہ کا بہی دیا ہے اور یہ عذر پیش کیا ہے کہ مدعا علیہ پابند اسکا نہین ہے کہ ”مشترک معاہدلہم مین سے ایک کے ساتھہ مین اوس معاہدہ کو پورا کرے جو دونون کے ساتھہ مشترکاً کیا گیا تھا“ حجت مذکور کا جواب میرے نزدیک اس امر سے ہوتا ہے کہ فریقین نے سنہ ۱۲۹۶ف مین معاہدہ جدید کیا جیسا کہ مدعا علیہ کے بیان تحریری اور اوسکے اظہار سے عیان ہے۔ لہذا میری یہ رائے ہے کہ اپیل مع خرچہ ڈگری ہونا چاہیے۔ ڈگری ترمیم کی گئی۔

(۱) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۱۰۲۔

سنہ ۱۸۹۰ء
۳۰ - اپریل

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس مسٹر ڈبلیو کومر پتھیرم صاحب ایکٹنگ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

پرسنو کمار پاتر (سایل) بنام اودے ستت (فریق مخالف) †

سرقہ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۳۷۹ - لیجانا داین کا مال مدیون کو - دفعہ ۳۶۲ مجموعہ تعزیرات ہند جیسا کہ سنہ ۱۸۶۰ء مین بنایا گیا تھا -

بغرض مجبور کرنے مستغیث کے واسطے ادا کرنے رقم للعہ کے جو اوسکے ذمہ ملزم کے تھے تین راس مویشی قیمتی سے مستغیث کے مویشی خانہ سے بموجب حکم ملزم کے علیحدہ کئے گئے تھے **تجویز ہوئی** کہ ملزم مرتکب جرم سرقہ کا نہین ہوا -

تمثیلات دفعہ ۳۷۸ مجموعہ تعزیرات سے ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ بغرض ارتکاب سرقہ حسب مراد دفعہ مذکور ضرور ہے کہ لینے والے شے مذکور بہ نیت اپنے پاس رکھنے کے یا اوسکو واسطے اپنے فایدہ کے منتقل کرنے کے یا کسی ایسے طریق پر لیا ہو جس سے مالک مجبور ہو کر اوسکو وہ شے جو اوسکو سپرد کا دینا ہو بلا ضرورت بہانہ لینے اپنے مال کے ادا کرے - الفاظ بددیانتی سے کوئی مال منقولہ لینے کی نیت" موجودہ دفعہ مندرجہ بالا بشمول دفعہ ۲۳ و دفعہ ۲۴ مجموعہ تعزیرات ہند کی یہ مراد ہے کہ اوس نیت سے کہ بطریق ناجایز ایسا مال حاصل کرے کہ جسکا وہ قانوناً مستحق نہین ہے" "حاصل کرنا مال کا بذریعہ ناجایز کی مراد ہے کہ کسی شے کو واسطے فایدہ حاصل کنندہ کے جگہہ سے منتقل کیا جاوے" اور نہ یہ کہ اوسپر قبضہ کچھ عرصہ کے لئے واسطے کسی غرض عارضی کے کیا جاوے"

نسبت دفعہ ۳۶۲ مجموعہ تعزیرات کے جیسی کہ وہ سنہ ۱۸۶۰ء مین بنائی گئی تھی بحث کیگئی

بغرض مجبور کرنے مستغیث کے واسطے ادا کرنے رقم للعہ کے جو اوسکے ذمہ باقی ملزم بابت لگان کے تھے تین راس مویشی مالیتی سے بموجب حکم ملزم کے مستغیث کے مویشی خانہ سے علیحدہ کئے گئے تھے ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم بابت سرقہ حسب دفعہ ۳۸۰ مجموعہ تعزیرات کے کی گئی اور اوسکی نسبت حکم سزا چھ مہینے کی قید سخت کا ڈپٹی مجسٹریٹ مدناپور نے صادر کیا بر اپیل سشن جج نے تجویز ثبوت جرم کو بحال رکھا لیکن حکم سزا کو گھٹا کر ایک ماہ کی قید سخت اور ۵ روپیہ جرمانہ

† نظر ثانی صیغہ فوجداری نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۰ء بنارانی حکم مصدرہ جے پراٹ صاحب سشن جج مدناپور مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء مشعر ترمیم حکم مصدرہ اے سی سیکرج صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ مدناپور مورخہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء

سنہ ۱۸۹۰ء
پرسٹوکا ماپاتر
بنام
ایمپرس وسنت

رکہا ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۹۰ع کو ملزم نے ہایکورٹ میں حکم واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے حاصل کیا کہ کیون تجویز ثبوت جرم اسی بنا پر منسوخ نہ کیجاے کہ کوئی جرم زیر دفعہ ۳۸۰ مجموعہ تعزیرات کے سرزد نہین ہوا ہے۔

مسٹر ایم گہوش مسٹر پیرو وبابو آشوتوش طرفی منجانب ملزم تایید حکم حاضر ہوے۔

ڈپٹی لیگل ریمیمبرانسر (مسٹر کلبی) منجانب سرکار و بابو پرانی لال مزمدار وبابو سرت چندر رائے چودہری منجانب مدعی واسطے ظاہر کرنے وجہ کے حاضر ہوئے۔

مسٹر ایم گہوش یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستغیث کو ملزم کے للعہ روپیہ دینے تھے اور مستغیث پر واسطے اداکرنے رقم مذکور کے دباو ڈالنے کے لئے مویشی علیحدہ کئے گئے اور روکے گئے تھے یہ فعل بموجب مجموعہ تعزیرات کے سرقہ نہین ہے انگلستان مین یہ صریحاً چوری کی حد تک نہین پہونچتا ہے ملکہ معظمہ بنام ویٹ (۱) ملاحظہ طلب مقدمات ہندمین استقدر قرار نہین پایا ہے کہ این جرم سرقہ کا بذریعہ تبدیل کیا جائے کرنے مال مدیون کے بغرض مجبور کرنے شخص آخرالذکر کے واسطے اداکرنے اوسکے قرضہ جایزکے ہوگا۔

ڈپٹی لیگل ریمیمبرانسر نے وجہ ظاہر کی۔ قانون انگلستان مختلف ہے مجموعہ تعزیرات مین صریحاً اسکی ضرورت نہین رکہی گئی ہے جسکو نیت چوری کرنے کی کہتے ہین ملکہ معظمہ بنام مدار (۲) چوکیدار (۳) جسکا فیصلہ تین حکام عدالت ہذا نے کیا بہت عرصہ ہوا کہ منسوخ ہوچکا ہے نیز دیکہو... مقدمہ پرلوناتہہ مکرجی (۳)

مسٹر ایم گہوش نے جواب دیا۔ مقدمہ مداری چوکیدار (۲) کے بعض خلاف سمجھے گئے ہین اوسمین تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ لینا بددیانتی سے تہا علاوہ برین قیدی خود ... نہین تہا ... اوسکو کاہون کا نہ تہا مقدمہ پرلوناتہہ مکرجی (۳) مین رپورٹ سے بصاف ظاہر نہین ہوتا ہے ... واسطے مجبور آاداکرانے قرضہ جایز کے تہا اور نہ واسطے اوس سے زیادہ جبر لینے کے جو واجب تہا ... تین مقدمہ مسٹر کلبی کی حجت کی تائید مین مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنگارام سنت رام (۴) ہے لیکن اوسمقدمہ مین مین عرض کرتاہون کہ اصول مندرجہ مقدمہ کیبنام ہیکارٹ (۵) غلط متعلق کیا گیا ہے دیکہو مسٹر ... صاحب کی نوٹ متعلقہ مقدمہ مذکور اونکی کتاب قانون فوجداری ہند طبع پنجم صفحہ ۱۳۸۔ دفعات قانون کا کبہی یہ منشا نہین ہوسکتا تہا کہ اگر مالک کسی ہوٹل کا گاڑی کی چہت پر سے

(۱) مقدمات فوجداری مولفہ کاکس صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۰ (۲) ویکلی رپورٹر مقدمات فوجداری جلد ۳ صفحہ ۲۔
(۳) ویکلی رپورٹر مقدمات فوجداری جلد ۵ صفحہ ۹۸ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۳۵۔
(۵) لا پوسٹ کوئینز بینچ جلد ۹ صفحہ ۲۲۹۔

پرسنو کار ہاتر بنام اودے سنت

کسی ایسے فروکش ہونیوالے کے متعدد قانون اوتارنے جوبلا ادا کرنے اپنے بل کے روانہ ہونیکو ہو تو وہ مجرم سرقہ کا تجویز کیا جاوے۔

[پیتھرم صاحب چیف جسٹس] ممکن ہے کہ مالک ہوٹل کو کوئی اقالت اپنے مقیم مکان کے مال پر حاصل ہو (خواہ یہ صورت ملک ہند میں ہے یا نہیں) کہ صورت بورڈنگ ہوس کیپر یا صورت معمولی رہن کی خیال کرلی جاوے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام نسوشی ہوشن (۱) یہ تجویز ہوئی ہے کہ کپانڈ ہی شئ کو واسطے پیش کرنے کے شہادت برخلاف نامبردہ کے علیحدہ کرنا کوئی سرقہ نہیں ہے مکامہ نویعلم سب صاحب جسٹس وگلہ اور صاحب جسٹس اور مقدمہ میں بھی وہی نتیجہ جو مارتی تجویز کے (۲) مقدمہ میں تہے یہ استعمال ناجائز یا بیان نا جائز نہیں ہے کہ مال عارضی طور پر ان فرمائش سے علیحدہ کیا جاوے اور روکا جاوے کہ جو کچہ ادائی واجب ہے بہرحال وصول کیا جاوے اگر مطالبہ نا جائز ہوتا تو ممکن ہے کہ بصورت اور ہوئی مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا باوشاہ بنام مرلمن (۳) وہاولٹا وبنیاد (۴)

تجویز عدالت (پیتھرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) یہ ذیل ہے۔

(۱) جنوری گذشتہ کو سائل پرسنو کمار ناری کی اسپیت تجویز ثبوت دفعہ ... مجموعہ تعزیرات کے سکتا گئی اور حکم سزا چہ مہینہ کی قید سخت کا دیا گیا بر فتق اپیل سشن جج صاحب نے تجویز ثبوت جرم ذکور کو بحال رکہا لیکن حکم سزا گہٹا کر ایک روز کی قید سخت اور ۵۰ روپیہ جرمانہ کا حکم دیا۔

(۲) ماہ گذشتہ کو سائل نے عدالت ہذا سے حکم واسطے اظہار کرنے وجہ اس امر کے حاصل کیا کہ کیوں تجویز ثبوت جرم مذکور اس بناء پر منسوخ نہو جاوے کہ جرم حسب دفعہ ۳۸۰ مجموعہ تعزیرات کے سرزد نہیں ہوا تہا۔

بیان مدعی یہ تہا کہ ۳۰ دسمبر گذشتہ کو تین راس مواشی قیمتی ۳۵ مستغیث کے مواشی خانہ سے بموجب خاص حکم سائل کے اس غرض سے علیحدہ کئے گئے تہے کہ مستغیث کو واسطے ادا کرنے اوس کے جو اوسکے ذمہ سائل کے بابنہ لگان کے تہے مجبور کیا جاوے جوابدہی یہ تہی کہ مواشی مذکور سائل کے ملازمان کو از خود مادائے جزوی اوس قرضہ کے جو اوس سے واجب الادا تہا دیئے گئے تہے اور خود سائل اوسوقت موجود نہ تہا اور اوسکو واردات مذکور کا کچہ علم نہیں ہے عدالتہائے ماتحت نے اس جوابدہی کو غلط تجویز کیا ہے اور ہمارے روبرو بحث یہ ہے کہ آیا بموجب بیان مدعی کے جرم سرقہ کا

(۱) رپورٹ سوم صاحب جلد ۶ صفحہ ۱۴ (۲) ویکلی رپورٹر مقدمات فوجداری جلد ۳ صفحہ ۲ (۳) مقدمات فوجداری رسل و رائن صاحبان صفحہ ۴۰۳ (۴) رپورٹ کارنگٹن و پین صاحبان جلد ۱ صفحہ ۶۵۸۔

١٨٩٥ء نہپر سنگھ بنام پادری سنگھ

ارتکاب ہوا ہے یا نہین۔

تواریخ اوس وضع قانون ہند کی جو بابت سرقہ و دیگر جرایم متعلق مال کے ہے دلچسپ اور ہدایتی ہے مجموعہ تعزیرات مین جس طرح پر کہ ۱۸۳۷ء مین مسودہ کیا گیا تہا وہ دفعہ جس مین تعریف سرقہ کی تہی دفعہ ۳۶۳ تہی اور ان الفاظ مین تہی "جو کوئی شخص اس نیت سے کہ کوئی شے جو ملکیت کسی شخص کی ہو اور جو زمین سے ملحق نہین ہے کسی شخص کے قبضہ سے بلا رضامندی اوس شخص کے فریباً نکالکر تبدیل جای بغرض لینے مذکور کرے تو کہا جائیگا کہ شخص مذکور نے سرقہ کا ارتکاب کیا" دفعہ مذکور کے بعد چند تشریحات تہین جن مین سے اخیر یہ تہی "ممکن ہے کہ کوئی شخص مرتکب سرقہ کا ہو گو اوسکی یہ نیت ہو کہ مال مذکور کو بعد لینے کے واپس دے" اور چند تمثیلات تہین جن مین تمثیلات ذیل تہین۔

(س) زید نے کوئی چیز بکر کی بکر کے قبضہ سے بلا بکر کی رضامندی کے اس نیت سے لے کر اوسکو بکر کے پاس اس بہانہ سے کہ اوسنے وہ پائی ہے اس امید سے لیجاتے کہ اس طریق سے بکر سے انعام حاصل کرے اس صورت مین زید نے فریباً لینا ہذا زید مرتکب سرقہ کا ہوا۔

(ف) زید اور بکر باغبان مین بکر نے ایک درخت سیب معمول سے بہت زیادہ بڑا بغرض حاصل کرنے انعام کے پرورش کیا زید اوس سیب کو بلا بکر کی رضامندی کے لے گیا اور اوسکو مجوزان انعام کے روبرو بطور خود اپنے سیب کے پیش کیا اور انعام حاصل کیا بعد ازان اوسنے سیب مذکور کو بکر کے پاس واپس بہیجدیا چونکہ اس صورت مین زید نے سیب فریباً لیا ہذا وہ مرتکب سرقہ کا ہوا گو اوسنے سیب مذکور کو واپس دیا۔

(ز) زید جسکی دوستی بکر سے ہے بکر کے کتب خانہ مین بکر کی غیر حاضری مین گیا اور بلا بکر کی رضامندی صریح کے ایک کتاب لی اس صورت مین یہ ممکن ہے کہ زید نے یہ سمجہا ہو کہ اوسکے لئے بکر کی رضامندی معنوی یہ ہے کہ بکر کی کتابون کو استعمال کرے اگر زید کا یہ خیال تہا تو زید مرتکب سرقہ نہین ہوا۔

(ح) [illegible] ...اور صرف اس نیت سے کہ [illegible] ...وصول کرے بکر کے قبضہ مین سے مال [illegible] ...عمل [illegible] ...جرم سرقہ کا نہین ہے لیکن [illegible] ...ناجائز بیرونی حقوق جابر [illegible]

(ط) [illegible] ...ہو کہ اوس سے زیادہ [illegible] ...پیدا کرے

سے لیے کافی ہوے اور اپنے کام مین لاوے یا اوسکی یہ نیت ہو کہ بعد اپنا روپیہ لینے کے بکر بہ نالش بابت قرضہ کے کرے تو اس صورت مین چونکہ ایسی نیت فریبانہ ہے لہذا زید مرتکب سرقہ ہوا۔

تعریف جرم پیروی ناجایز حقوق جایز کی جو ترتیب دہندگان مسودہ مجموعہ کے ذہن مین تہی دفعہ ۴۰۲ مسودہ مجموعہ مین حسب ذیل تہی ''جو کوئی شخص بہ نیک نیتی یہ باور کرکے کہ کوئی قرضہ جایز طور پر واجب ہے کوئی مال اوس شخص سے جسکو وہ باعتقاد خود یہ سمجہتا ہے کہ قرضہ مذکور کا دیندار ہے نہ فریباً بلکہ بغرض ادا ے قرضہ مذکور کے ایسے حالات مین لے یا لینے کی کوشش کرے کہ اگر اوسکی نیت فریبانہ ہوتی تو وہ مجرم سرقہ یا سرقہ بالجبر کا ہوتا اوسکو سزا دونون قسمون مین سے کسی قسم کی قید کی جسکی میعاد ایک برس تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ کی یا دونون دیجایگی۔

دفعہ مذکور کے ساتھ بہت سی تمثیلات تہین جن مین سے اول یہ تہی (الف) ''زید نے بہ نیک نیتی یہ باور کرکے کہ بکر اوسکا ایک سو روپیہ کا قرضدار ہے بغرض وصول قرضہ مذکور کے بکر کا مال فریباً نہین بلکہ ایسے حالات مین لیا کہ اگر وہ فریباً لیتا تو وہ مجرم سرقہ کا ہوتا زید نے وہ مال ایک سو پچاس روپیہ کو فروخت کیا اور بکر کے پاس ۵۰ روپیہ واپس بہیجے تو زید مرتکب اوس جرم کا ہوا جسکی تعریف ضمن ہذا مین کی گئی ہے۔

ضمیمہ مسودہ مجموعہ مین ترتیب دہندگان نے نوٹ (س) مین لسنبت جرم ہذا کے یہ تحریر کیا ہے کہ یہ فعل سرقہ سے بذریعہ ایک حد صریح کے جو اس مجموعہ مین پائی جاتی ہے ممیز کیا گیا ہے یعنی وہ ایک فعل فریبانہ نہین ہے اوسکا یہ مقصود ہے کہ مال کی تقسیم بیجا کی اصلاح کیجائے اور وہ امر کیا جائے جو عدالت قانون اگر اوسنے استمداد کیجائی کرنے کا حکم دیتین اگر ایسے دائن کو ایسے معیوب نام سارق سے موسوم کیا جاتا تو عام خلایق کی طبیعت پر صدمہ پہونچتا۔

یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت پر ترتیب دہندگان مجموعہ کا یہ مقصود تہا کہ مدیون کے مال پر اوسکے دائن کا اس غرض سے قبضہ کرنا کہ قرضہ واجبی وصول کرے کوئی جرم مطلقاً ہو کیونکہ ایسا فعل تائید دفعہ ۴۰۳ سے بذریعہ تمثیل (ط) کے اور دفعہ ۴۰۲ سے بذریعہ عبارت خود دفعہ مذکور اور عبارت تمثیل (الف) کے خارج کیا گیا ہے کہ جن دونون مین یہ حکم ہے کہ بغرض اس امر کے ایک جرم حسب دفعہ مذکور ہو ضرور ہے کہ وہ لینا واسطے ایفاء قرضہ کے ہو۔

۲۳ جولائی سنہ ۱۸۴۶ء کو انڈین لا کمشنران نے اپنی پہلی رپورٹ نسبت مجموعہ تعزیرات کے پیش کی اور فقرہ ہاے ۲۰۴ و ۲۰۵ مین ذکر جرم سرقہ کا حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۳۶۳ مسودہ مجموعہ کے ہے

نقرہ ۲۸۶ مین صاحبان موصوف نے یہ تحریر کیا مجموعہ مین ڈرائیجیسٹ سے اس امر کی تشریح مین فرق ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص مرتکب سرقہ کا ہو گو ارتکاب اوسکا بنیت رہنے کر مال مذکور کو بعد لینے کے واپس کرے حالانکہ از روئے نمبر ۳۰ دفعہ ا باب ۸ ڈائیجیسٹ کے یہ قرار دیا گیا ہے کہ سرقہ اوسی حالت مین نہین ہوتا ہے کہ جب نیت یہ ہو کہ مالک کو صرف عارضی طور پر قبضہ اوس شے سے جو لیگئی اور نہ قطعاً اوسکی ملکیت سے محروم کیا جاے چنانچہ جو نیت تعریف مندرجہ ڈائیجیسٹ مین ظاہر کیگئی ہے یہ ہے کہ مالک محروم کیا جائے ابداً اوس شے کو جو لیگئی اور جسکی تبدیل جلد کی گئی فریباً اپنے کام مین لایا جائے اور جو نیت کہ تعریف مندرجہ مجموعہ مین ظاہر کیگئی ہے محض فریباً لینا ہے یعنی لینا بغرض استعمال ناجائز اوس شخص کے جو لے یا کسی اور شخص کے بذریعہ زبان ناجائز اوس شخص کے جس سے شے مذکور لی گئی ہو [illegible] کرنے اوسکے اوس فائدہ سے جو اوسکو ایسی صورت مین حاصل ہوتا کہ شے مذکور اوس سے لیجاتی"

فقرہ ۲۸۷ مین کمشنران نے نسبت تمثیل (ف) متعلقہ دفعہ مذکور کے بحث کی ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ واسطے اوس غرض کے جسکے لئے وہ بنائی گئی تہی وہ ضروری اور کافی ہے لیکن معزی الیہم نے یہہ بھی تحریر کیا ہے کہ باہم انکے نسبت اس امر کے اختلاف آراے ہے کہ آیا اصول ڈائیجیسٹ یا اصول مسودہ مجموعہ ایسا اصول ہے جسپر واضعان قانون کو عمل کرنا چاہئے۔

دوسری رپورٹ کمشنران مین جو مورخہ ۲۴ جون ۱۸۴۷ء ہے معزی الیہم نے فقرہ ۳۰۸ لغایت ۳۱۰ مین بحث نسبت اون احکام مندرجہ مسودہ مجموعہ کے کی ہے جنسے وہ جرم قایم ہوتا ہے جسکو پیروی ناجایز حقوق جائیز کا بیان کیا ہے اور اونہون نے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ احکام مذکور کو پسند کرتے ہین۔

مجموعہ تعزیرات ہند سنہ ۱۸۶۰ء مین جو بطور قانون نافذ ہوا مجموعہ مذکور مین دفعہ ۳۷۸ بجاے دفعہ ۳۶۲ مسودہ مجموعہ کے قایم ہوئی اور صرف فرق واقعی مابین ہر دو دفعات مذکور کے یہ ہے کہ لفظ بددیانتی کا بجاے لفظ فریباً کے کام کیا گیا ہے" لیکن تعریفات مندرجہ دفعات ۲۳ و ۲۴ مجموعہ تعزیرات کی رو سے بالکل وہی معنے لفظ "بددیانتی" کے قایم کئے گئے ہین جو لفظ "فریباً" کے بشرح دفعات ۱۵ و ۱۶ مسودہ مجموعہ کے قایم کئے گئے تہے چند تشریحات جو دفعہ مذکور سے مسودہ مجموعہ مین متعلق تہین تبدیل کی گئین اور ایک تمثیل جسکو ہمنے اوپر نقل کیا ہے بالکل متروک کی گئی ہے اور نیز تمثیلات (ر) و (ف) و (ض) بہی متروک کی گئی ہین تمام احکام جو متعلق پیروی ناجایز حقوق جائیز کے تہے خارج کئے گئے لیکن دفعہ ۴۰۳ کے ساتہہ جس مین مذکور جرم مال کے تصرف بیجا مجرمانہ کا ہے تشریح مندرجہ ذیل ملحق کی گئی ہے" بددیانتی سے تصرف بیجا صرف ایک مدت تک تصرف بیجا حسب مراد اس دفعہ کے

دفعہ ۱۸۶۰ء
[illegible] بائز
[illegible] بنام
[illegible] سنت

پر سفوکا ... باب ... اور ... سنت

ہے" اور چند تمثیلات دی گئی ہین جن مین سے ایک (ب) ہے "زید جو بکر سے دوستانہ راہ ورسم رکھتا ہے بکر کے کتب خانہ مین بکر کی غیبت مین گیا اور بکر کی رضامندی صریح کے ایک کتاب لے گیا اس صورت مین اگر زید کو یہ گمان تھا کہ پڑہنے کے لیے کتاب لینے کی مجھکو بکر کی رضامندی معنوی حاصل ہے تو زید سرقے کا مرتکب نہین ہے لیکن اگر زید اونکے دیا ہے فائدہ کے لئے اوس کتاب کو بیچ ڈالے تو زید اوس جرم کا مرتکب ہے جسکا دفعہ مین ذکر ہے"-

جیسا کہ ہمنے پیشتر ذکر کیا ہے خود دفعہ مذکور اب بہی فی الواقع وہی ہے جو وہ اوسوقت تہی جب وہ مجموعہ مین تہی کیونکہ گو ایک لفظ بجائے دوسرے کے قایم کیا ہے دونون الفاظ کے ایک ہی معنے از روئے تعریفات کے قائم کئے گئے ہین اور جس امر پر کہ ہمکو غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا الفاظ ... واضعان قانون سے یہ صاف ظاہر ہے یا نہین کہ جب مال قبضہ مالک سے بلا اسکی رضامندی ... اس نیت سے لیا جائے کہ مال مذکور اوسکو واپس کیا جائے گا اور بلا نیت حاصل کرنے کسی شے کے بذریعہ کچھہ مدت تک اپنے پاس رکہنے کے بجز کسی شے کے جسکے پانے کا لینے والا قانوناً مستحق ہے تو یہ فعل سرقہ ہوگا باوجود اس امر واقعہ کے کہ تشریح اور تمثیل جو سودہ مجموعہ مین بغرض صریح اس امر کے داخل کی گئی تہین کہ کسی شخص کو کچھہ مدت تک استعمال و تصرف اوسکے مال سے محروم کرنا داخل سرقہ ہے اوسوقت دیدہ و دانستہ ترک کی گئین تہی کہ جب وہ بطور قانون صادر کیا گیا -

تمثیلات متعلقہ دفعہ حال مین سے صرف ایک دفعہ جس سے ہمارے نزدیک بنسبت امر زیر بحث کے کوئی ہدایت ہوتی ہے تمثیل (ل) ہے "زید اس نیت سے بکر کی کوئی چیز بکر کے قبضہ سے اوسکی بلا رضامندی لے لے کہ جب تک بکر سے اوسکے واپس کرنے کے صلہ کے طور پر کچھہ روپیہ نہ حاصل کرے چیز مذکور کو اپنے پاس رکہے تو اس صورت مین چونکہ (زید بدیانتی سے لیتا ہے اسلئے زید سرقہ کا مرتکب ہوا"-

اس تمثیل پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوسنے وہ چیز لی اوس چیز کو وہ خود اپنے فایدہ کے لئے لیتا ہے اور نہ محض اس نیت سے کہ اوسکو واسطے استعمال عارضی کے لے لیوے اوسی طرح جیسے کہ جس طرح پر کوئی شخص جو کوئی شے بغرض اوسکو فوراً فروخت کرنے کے لیجاتا ہے اس غرض سے خرید کرے کہ اوسکو خود اپنے فایدہ مین صرف کرے گو اوسکا صرف یہ منشا رہے کہ اوسکو بہت تہوڑے عرصہ تک اپنے پاس رکہے صورت مندرجہ تمثیل مین لینے والا چیز کو اس نیت سے لیتا ہے کہ اوسکو اوسوقت تک اپنے پاس رکہے کہ اوسکا تبادلہ روپیہ یا کسی اور ایسی چیز سے کرے کہ جسکا وہ مستحق نہین ہے

اور یہ ہماری دانست مین چرانا چیز کا بلحاظ نہایت معمولی معنے لفظ مذکور کے ہے پس جہانتک کہ تینتا
متعلقہ دفعات موجودہ سے ہمکو مدد ملتی ہے اون سے ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا منشا
تہا کہ بغرض ارتکاب سرقہ حسب مراد دفعہ مذکور کے لازم ہے کہ لینے والے نے وہ چیز اس نیت سے
لی ہو کہ اوسکو اپنے پاس رکہے یا اوسکو خود اپنے فائدہ کے لئے یا کسی ایسے طریق پر منتقل کرے
جس سے مالک مجبور ہو کہ اوسکو ایسا روپیہ جو تا مبردہ کو اوسکا دینا نہین تہا بغرض واپس لینے
اپنے مال کے ادا کرے۔

یہ الفاظ دفعہ حال "جو کوئی شخص بددیانتی سے کوئی مال منقولہ کسی شخص کے قبضہ مین سے (نلیینے کے لئے) اوس مال کی تبدیل جائے کرے وغیرہ" کو تعریفات مندرجہ دفعات ۲۳ و ۲۴ کے ساتہہ پڑہنا چاہئے اور اوس صورت مین دفعہ مذکور اس طرح پر پڑہی جائیگی جو کوئی شخص بغرض حاصل کرنیکے ناجایز وسیلون سے ایسے مال منقولہ کے کہ جسکے پانے کا وہ جایز طور پر مستحق نہین ہے مال مذکور کی تبدیل جاے وغیرہ کرے" اور بحث یہ باقی رہتی ہے کہ آیا حاصل کرنا مال کا ناجایز وسیلون سے یہ مراد رکہتا ہے کہ وہ چیز جسکی تبدیل جائے کیگئی ہے واسطے فایدہ حاصل کنندہ کے حاصل کیجاے یا اوسکی یہ مراد ہے کہ اوسکا قبضہ کچہہ عرصہ کے لئے واسطے غرض عارضی کے حاصل کیا جائے ہمارے نزدیک اول معنے زیادہ اصلی معنی الفاظ مذکور کے ہین اور بلحاظ تواریخ اس دفعہ کے یہی معنے ایسے ہین کہ جو ہمکو الفاظ مذکور سے قایم کرنے چاہین لیکن جب ہم جانتے ہین کہ یہ وہ معنے ہین جو ترتیب دہندگان ایکٹ کا مقصود تہا کہ اونکے معنے ہون اور واضعان قانون نے اوس تشریح او تمثیل کو منظور کرنے سے انکار کیا جس سے اونکے معنے وسیع تر قایم ہوتے تب لہذا ہمارے نزدیک معاملہ بہت زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔

اب ہم جانچ فیصلہ جات مختلف عدالتہائے ہند متعلق امر ہذا کی کرتے ہین وہ یہ ہین

۱- ملکہ معظمہ بنام مداری چوکیدار (۱) جسکا فیصلہ پیکاک صاحب چیف جسٹس نے بشمول کیمپ صاحب جسٹس و گلوور صاحب جسٹس کے ۱۷ فروری سنہ ۱۸۶۵ء کو کیا حکام ذیعلم نے یہ تجویز کی کہ قیدی جس نے مال ایک مدیون کا جبراً اور خلاف اوسکی مرضی کے لیا تہا اور اوسکو باہم اوسکے دائنان کے تقسیم کیا تہا مجرم سرقہ کا تہا۔

(۱) دیکہو ویکلی رپورٹر مقدمات فوجداری جلد ۳ صفحہ ۲

سنہ ۱۸۹۵ء
پرسنو کمار پاتھک بنام اودے سنت

۲- ملکہ معظمہ بنام پریوناتھ ہزرمی (۱) جسکا فیصلہ ایلس صاحب جسٹس و جیکسن صاحب جسٹس نے ۱۶- اپریل ۱۸۶۶ء کو کیا حاکم ذیعلم موصوف نے یہ تجویز کی کہ جبراً اور ناجایز طور پہلے لینا دا ین کا اپنے مدیون کے اپیل کو بغرض لینے اپنے دعوی کے سرقہ تہا-

۳- جواہر شاہ بنام گرداری چودہری (۲) جسکا فیصلہ جیکسن صاحب جسٹس و مارکبی صاحب جسٹس نے ۹ ستمبر ۱۸۶۸ء کو کیا حکام ذیعلم نے یہ تجویز کی کہ جب صورت مین ملزمان نے مستغیثان کو ایک خاص سمت مین مدد اونکی گاڑیون کے جانے سے روکا اور ان سے ایک رقم زر نقدی یعنی ایک محصول سڑک جسکے لینے کا اونکو حق تہا وہ مجرم مزاحمت بیجا کے تہے مگر سرقہ نہین-

۴- ملکہ معظمہ بنام نارنی پرشاد (۳) جسکا فیصلہ کیمپ صاحب جسٹس و گلوور صاحب جسٹس نے ۴ جون ۱۸۷۰ء کو کیا حکام ذیعلم نے یہ تجویز کی کہ لیجانا بعض بہینسون کا بحکم ملزم کے اور اونکو اپنے ملازم کی تحویل مین رکہنا امانت سرقہ حسب تعریف مندرجہ مجموعہ تعزیرات کی حد تک پہونچتا تہا واقعات اسمقدمہ کے رپورٹ سے بالکل صاف ظاہر نہین ہوتے ہین لیکن چونکہ حکام ذیعلم نے تحریر کیا ہے وہ بہت مشابہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام مداری (متذکرہ صدر) کے تہا لہذا ہم یہ قیاس کرتے ہین کہ شہادت اسامر کی تہی کہ ملزم کا یہ منشا تہا کہ مستغیث کو اوسکی بہینسون سے بالکل محروم کرے یا اونکو اوسوقت تک اپنے پاس رکہے کہ اوسکو کچہ چیز جسکا وہ مستحق نہ تہا اونکے معاوضہ مین ملے-

۵- ارادہن منڈل بنام میان خان لکا دگیر (۴) جسکا فیصلہ گلوور صاحب جسٹس و مٹر صاحب جسٹس نے ۴ جون ۱۸۷۲ء کو کیا حکام ذیعلم نے یہ تجویز کی کہ ناجایز طور پر گرفتار کرنا اور مویشی کا مین بہیجدینا مویشی کا حسب مراد مجموعہ تعزیرات کے سرقہ نہین ہے گو یہ فعل بہ نیت صدا پہونچانے بہی بغرض مالکان کا خرچ زاید کرانے اور اونکو وقت مین ڈالنے اور تکلیف پہونچانے کے عمل مین لایا گیا ہو اسمقدمہ مین یہ نہین معلوم ہوتا کہ خود ملزمان کا یہ منشا تہا کہ خود اپنے فعل ناجایز سے کوئی فایدہ اوٹہائین-

۶- ملکہ معظمہ بنام سوشی بہوشن ہالدار (۵) جسکا فیصلہ کیمپ صاحب جسٹس و گلوور صاحب جسٹس نے ۱۸۷۵ء مین کیا حکام ذیعلم نے یہ تجویز کی کہ جس صورت مین ایک شخص سے بیجا طور پر قبضہ کہاتہ بہی کی

(۱) ویکلی رپورٹر مقدمات فوجداری جلد ۵ صفحہ ۶۸ (۲)، ،، ،، ،، جلد ۱۰ صفحہ ۳۰ (۳)، ،، ،، ،، جلد ۱۳ صفحہ ۸ (۴)، ،، ،، ،، جلد ۱۴ صفحہ ۶ (۵)، رپورٹ شوم صاحب جلد ۴ صفحہ ۴-

حاصل کیا اور اس نیت سے اپنے پاس رکہا کہ اوسکو تحقیقات عدالتی مین بطور شہادت کے خلاف اوس شخص کے استعمال کرے جسکی وہ کہاتہ بہی تہی وہ مرتکب سرقہ کا نہین ہوا کیونکہ اسطرح تہوڑی مدت تک اوسکو اپنے پاس رکہنے سے مالک کو نقصان ناجائز حسب مراد مجموعہ کے نہین پہونچا

۷- ایک مقدمہ مدراس کا ہے جسکی رپورٹ ویر صاحب کے قانون جرائم و ضابطہ فوجداری نمبر ۴۲۲ (طبع سوم) مین ہے اور جسکا فیصلہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۰ء کو چیف جسٹس صاحب و انس صاحب جسٹس نے کیا واقعات یہ تہے کہ ملزم اپنے مدعی مختلف راس مویشی اوسکی نیت بمنا بغرض سے ہانک لے گیا کہ اوسپر بارہ ڈالے اور اپنا قرضہ وصول کرے حکام ذی علم نے یہ تجویز کی کہ ایسا لینا باعث زیان ناجائز کا مدعی کو ہوا اور بد دیانتی سے تہا اور بوجہ وہ مستوجب تہا اوس [illegible] نہین ہوا کہ یہ مقصود تہا کہ لینا مذکور صرف عرصہ قلیل کے لئے تہا

۸- ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام منگپدا جسکا فیصلہ ۷ جنوری ۱۸۹۱ء کو برڈوڈ صاحب جسٹس و جارڈین صاحب جسٹس نے کیا حکام ذی علم نے یہ تجویز کی کہ ملزم جس نے ایک کشتی جو مستغیث کی تہی اوسوقت گرفتار کی کہ جب وہ مسافرون کو ایک سوتے کے پار جو ایک ندی مین ایک ایسے موقع پر ملتا تہا جو لمبی میل کے اندر سرکاری گذر سے تہا لیے جاتی تہی) اور نیت ملزم کی یہ تہی کہ وہ اشخاص جنکو سوتے مذکور کے پار جانا ہو بصورت نہونے مستغیث کی کشتی کے اوسکے گذر کو استعمال کرین اور ایسے ہر گذر مذکور کی آمدنی بڑہ جاتے مرتکب سرقہ کا ہوا گو اوسکی یہ نیت نہ تہی کہ کشتی مذکور کو اپنے استعمال مین لاوے یا مستغیث کو ہمیشہ کے لئے اوسکی قیمت سے محروم کرے۔

۹- پہاگ رانے بنام ارجوسیان (۲) مین جسکا فیصلہ چیف جسٹس صاحب و بیورلی صاحب جسٹس نے ۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۳ء کو کیا یہ تجویز ہوئی تہی کہ ملزمان نے مستغیث کے مویشی رات کیوقت کہول لیے اور اونکو مویشی خانہ مین ہانک لے گئے اور غرض یہ تہی کہ مویشی خانہ کے مالک سے اوس فیس مین حصہ لین جو بابت اونکے چہڑانے کے ادا کیجاتے حکام نے یہ تجویز کی کہ اوس صورت مین اجزائے سرقہ موجود تہے اور حکم دیا کہ ملزمان کی تجویز بابت جرم مذکور کے کیجائے۔

فیصلہ جات کی اس جانچ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذی علم حکام ہائیکورٹ مدراس نے سنہ ۱۸۹۳ء مین خیال کیا کہ دفعہ مجموعہ حال کے معنے اوس سے زیادہ وسیع ہین جو دفعہ مندرجہ اوس مجموعہ کے تہے جسطور پر کہ وہ ابتداء ترتیب دی گئی تہی گو اوسکے ساتہ وہ تشریح بہی نہی جو اوسوقت متروک کی گئی تہی جب

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۳ (۲) بمبئی ،، ،، کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۳۹-

سنہ ۱۸۹۵ء
پرسنو کمار پاتر
بنام
اردو سنت

جب مجموعہ مذکور قانون ہوا اور زیادہ وسیع معنے بہ نسبت اوس دفعہ مسودہ مجموعہ کے تہے جسمین ذکر نیت ناجایز حقوق جایز کا تہا کیونکہ دفعہ مذکورہ ایسے مقدمات پر محدود تہی جن مین مال ناجایز طور پر بلا بغاے کسی مطالبہ کے لیا گیا ہو اور عدالت مدراس نے یہ تجویز کی ہے کہ سرقہ ہوگا کہ کوئی داین اپنے مدیون کو چند روز کے لئے قبضہ کسی شئے سے جو اوسکی ملکیت ہو اوس غرض سے محروم کرے کہ اوس پر دباؤ ڈالکر قرضہ واجبی جبراً وصول کرے اوس سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۹۴ء مین ذیعلم حکام ہائیکورٹ بمبئی نے یہ تصور کیا کہ دفعہ حال کے وہی معنے ہین جو دفعہ مذکور کے مسودہ مجموعہ مین بذریعہ اوس تشریح کے قایم کیئے گئے تہے جو اوسوقت متروک کی گئی تہی جب مجموعہ مذکور قانون ہوا یعنی کہ حکام ممدوح نے یہ تجویز کی کہ کسی شخص کو قبضہ اوسکے مال سے ایک عرصہ محدود تک محروم کرنا سرقہ ہے گو ملزم کی یہ نیت نہو کہ مال مذکور کو کسی طرح پر اپنے کام مین لائے شروع زمانہ کے فیصلہ جات عدالت ہذا پورے رپورٹ نہین کیے گئے ہین اور بعض صورتون مین رپورٹون سے یہ تحقق کرنا دشوار ہے کہ ٹہیک واقعات مقدمات مذکورہ کیا تہے لیکن نہایت احتیاط کے ساتہ مقدمات مذکورہ کی جانچ کرنے سے جو ہم اوسکی کرسکتے ہین ہمارے نزدیک حکام ذیعلم عدالت ہذا کا کبہی یہ مقصود نہ تہا کہ دفعہ مجموعہ حال کے اوس سے وسیع پر معنے قایم کرین جو ازروئے تمثیل (ل) کے کہ جسکا حوالہ ہمنے اوپر دیا ہے قایم کیئے گئے ہین جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مال کسی دوسرے شخص کا بغرض مالک سے جبراً لینے بعا وضہ اوس شئے کے جو لی گئی ہے کسی ایسی چیز کے لے جسکا دعوی کرنے کا لینے والے کو استحقاق نہین ہے تو یہ سرقہ ہے ہماری یہ رائے ہے کہ عدالت ہاے مدراس وبمبئی نے دفعہ مذکور کے اوس سے زیادہ وسیع معنے قایم کیئے ہین جو واضعان قانون کا منشا تہا کہ قایم ہون اور قانون مذکور کی تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو ہمارے نزدیک دفعہ مذکور کے معنے حکام عدالت ہذا نے سمجہے ہین وہ معنے صحیح ہین ان وجوہ سے ہمارے نزدیک ازروئے بیان مدعی کے ارتکاب جرم سرقہ کا نہین ہوا ہے اور حکم واسطے منسوخ کیئے جانے تجویز ثبوت جرم کے قطعی کیا جائیگا جرمانہ اگر ادا کیا گیا ہو واپس دیا جائیگا۔

حکم اظہار وجہ قطعی کیا گیا تجویز ثبوت جرم منسوخ کی گئی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

احسن اللہ خان بہادر (مدعی) بنام تیرتھ باشنی وغیرہ (مدعا علیہم)[†]

ٹکس چوکیداری - ایکٹ چوکیداران موضع (ایکٹ بنگالہ ۶ سنہ ۱۸۷۰ع) نالش بابت باقیات ٹکس چوکیداری جو پٹنی دار سے موجب بندوبست پٹنی کے واجب الادا تہا - ابواب - لگان - ایکٹ مزارعان بنگال (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۵ع) دفعات ۳ (۵) و ۷۴ - آئین ۸ سنہ ۱۷۹۳ع دفعات ۵۴ و ۵۵ - آئین ۵ سنہ ۱۸۱۲ع دفعہ ۳ - ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۹ع دفعہ ۱۶ - اپیل دوم - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۵۸۶ -

ایک نالش باقیات ٹکس چوکیداری مین جو پٹنی دار سے بموجب بندوبست پٹنی کے واجب الادا تہا جواب دہی یہ کی گئی کہ وہ ایک ناجائز محصول تہا اور جائز طور پر وصول نہین کیا جا سکتا تہا -

تجویز ہوئی کہ چونکہ ادا کرنا ٹکس چوکیداری کا آیا جملہ شرائط خود بندوبست پٹنی مذکور کے تہی جو باہمی اشخاص مجاز کے معاہدہ کے قرار پائی تہی اور بعوض بدل البتی کے کی گئی تہی اور آئین پٹنی میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ پٹنی تعلقہ جات جائز تعینات ملے دوامی مطابق شرائط اون ... لیا گیا جنکے بموجب اون پر قبضہ ہے اور علاوہ برین چونکہ وہ تعداد جسکے پٹنی دار نے بطور ٹکس چوکیداری کے ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے بالکل بابت قبضہ جایداد کے اوسی طرح جیسے ادا کیجاتی ہے کہ جس طرح پر وہ شے جو صریحاً لگان کہلاتی ہے اور جزو لگان اراضی کی بالکل اوسی طور پر ہے کہ جیسا لگان ہے لہذا وہ ابواب نہین ہے اور بدینوجہ قابل وصول ہے -

سرنومنی دیبی بنام کمار پوریش نارائن رائے (۱) کی تقلید کی گئی -

تلک دہاری سنگہ بنام جلتن مہتن (۲) و راجا پرشاد سنگہ بنام بال کنور کوری (۳) سے امتیاز کیا گیا - چد مانند سنگہ بنام جینا نند سنگہ (۴) کا حوالہ دیا گیا -

دہرطبق ... سیاند نشان کے کہ چونکہ نالش ہذا ایک نالش از قسم نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کی ہے اور اوسکا تعین پانسو روپیہ سے کم کیا گیا ہے لہذا حسب دفعہ ۵۸۶

[†] اپیل از ڈگری کہ اپیل نمبر ۹ ... ۱۹ سنہ ۱۸۹۶ع بنام منی ڈگری مصدرہ بابو ... بہاری شوم قایمقام جج ماتحت ... منسوخی ڈگری مصدرہ بابو ... بہاری رائے منصف مرشد آباد مورخہ ... نمبر سنہ ۱۸۹۴ع (۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ... صفحہ ... (۲) ... کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳ (۳) ... جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۶ (۴) ... جلد ۱۵ صفحہ ۸۲۸ -

۱۸۹۰ء
حسن اللہ خان
بنام
شیر شاہ ہاشمی

مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل دوم نہین ہوسکتا) یہ بہی تجویز ہوئی کہ چونکہ بدل واسطے
ادا کرنے ٹکس چوکیداری کے نسبت اوسکا حقیقت مٹھی کا ہے اور چونکہ زر مذکور واقعات معینہ پر
زمیندار کو مٹھی دار سے قابل وصول ہے اور بس روپیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے
جایز طور پر واجب الادا ہے لہذا وہ داخل تعریف لگان سند جا ایکٹ مزارعان بنگال کے ہوگئے
اور اپیل دوم ہوسکتا ہے۔ دیرج نہناب چندر بہادر بنام راونابود چودہری (۱) اور گنش نام زراین چکرورتی
(۱) و دوارکس ورکمپنی بنام سری کرشنو بہو مک (۳) اور نتیسر بسواس بنام ہرشی چندر بوس (۴) کا حوالہ دیا گیا۔
یہ اپیل ایک نالش دلاپانے ٹکس چوکیداری مین جو مدعی نے بنام مدعا علیہ بربنا ایک معاہدہ رجسٹری شدہ
کے دائر کی تہی ہوا ہے مدعیان کا یہ بیان تہا کہ آٹھہ آنہ حصہ ایک زمینداری کا پٹہ مٹھی پر مدعا علیہ کو دیا
گیا تہا اور از روئے شرائط پٹہ مذکور کے وہ (یعنی مدعا علیہ) پابند تہا کہ نصف تنخواہ چوکیداران
موضع کی ادا کرے اور روپیہ بابت سنہ ۱۲۹۲ف لغایت سنہ ۱۲۹۸ف واسطے یعنی مدعی نے
ادا کیا زر متدعویہ پانسو روپیہ سے کم تہا جوابدہی یہ تہی کہ ٹکس چوکیداری مدعا علیہ نے کبہی ادا
نہین کیا تہا اور موضع مذکور مین صرف ایک چوکیدار ہے اور اوسکی تنخواہ لگان مین
شامل ہے اور ایک جزو دعوی یعنی بابت سنہ ۱۲۹۲ مین تمادی عارض ہے عدالت مرافعہ
اولی نے نالش کو اس تجویز سے ڈگری کیا کہ بموجب پٹہ رجسٹری شدہ کے مدعا علیہ پر لازم ہے
کہ ٹکس چوکیداری ادا کرے بر طبق اپیل جج ماتحت نے نالش مدعی کو اس تجویز سے ڈسمس کیا
کہ شرط ادا کرنے ٹکس چوکیداری کی جو زمیندار سے واجب الادا تہا ایک قرار ادا کرنے ابواب کا
تہا اور بدینوجہ بموجب قانون قابل وصول نہ تہا۔
بنا راضی اس فیصلہ کے مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔
بابو سری ناتہہ داس و بابو بسنت کماربوس منجانب اپیلانٹ۔
بابو اکشے کمار بنرجی منجانب رسپانڈنٹان۔
بابو اکشے کمار بنرجی نے ایک عذر ابتدائی اس بنا پر کیا کہ چونکہ زر متدعویہ وہ روپیہ ہے
جو اپیلانٹ نے ادا کیا اور جو مدعا علیہ سے بموجب ایک معاہدہ کے واجب الادا تہا جیسا کہ مدعی نے
بیان کیا ہے لہذا نالش مذکور قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے تہی اور چونکہ بابت پانسو روپیہ
سے کم کے ہے لہذا اپیل دوم نہین ہوسکتا ہے دیکہو مقدمہ ہیرچ نہناب چندر بہادر بنام راونا بود چودہری (۱)
اور سکن بنام تری لوچن چیٹرجی (۲)

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۱۷ (۲) ؍؍ ؍؍ جلد ۹ صفحہ ۱۹۱ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳ (۴) ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۳

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب [illegible]

احمد [illegible] خان بہادر (مدعی) بنام تیرتھ باشنی وغیرہ [illegible]

[illegible] چوکیداری - ایکٹ چوکیداران موضع (ایکٹ بنگالہ ۶ سنہ [illegible])

[illegible] چوکیداری واسطے موجب بندوبست مستمری کے واجب الادا [illegible]

ایکٹ [illegible] بنگال (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۵ع) دفعات ۳ (۵) و ۴۴ - آئین [illegible]

۵۴ و ۵۵ - آئین ۵ سنہ ۱۸۱۲ع دفعہ ۳ - ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۹ع دفعہ ۱۶ - اپیل [illegible]

(ایکٹ [illegible]) دفعہ ۵۰ -

[illegible]

[illegible] کرتا ہوں کہ وہ قابل [illegible] اس [illegible]

مقدمہ سے متعلق [illegible] آپ کی

ذمہ وار ادا کرنے ٹکس مذکور کا کیا اور پھر لازم ہے کہ اوسکو ادا کرے یہ [illegible] کیا [illegible]

وہ جائز طور پر قابل وصول نہیں ہے کیونکہ وہ بموجب ایکٹ چوکیداری (۶ سنہ [illegible])

جو کچھ کہ اصل معاہدہ میں اضافہ کیا جاسکے بنام ابواب ہو سو [illegible]

بندوبست میں شامل تھا اُنکا ایک مجموعہ تمام لگانات کا جو بوقت بندوبست مقرر کئے [illegible]

نیز دیگر محصولات کا ہے جو زمیندار سے آئندہ بابت مطالبہ سرکار کے [illegible] جب ہوا [illegible]

بابو آشتی کمار بنرجی نے جواب دیا - مدعی کا چوکیداری [illegible] وصول نہیں [illegible]

کروہ ابواب ہے - ابواب سے مراد ہر چیز علاوہ اُس رقم معین کے ہے جسکے بطور لگان کے

ادا کرنے کا اقرار کیا گیا - یہ کوئی چیز جو پہلے معین ہوا ابواب ہے [illegible] مقدمہ میں زر نقد کو [illegible]

غیر معین ہے اس امر میں انبا ذکر نا بہت ضرور ہے کہ ابواب کیا ہے اور لگان کیا ہے

ہر چیز جو علاوہ لگان معین کے ادا کیجاتی ہو ابواب ہے دیکھو مقدمہ راجا پرشاد سنگھ بنام [illegible]

[illegible] صفحہ ۵۵ رپورٹ مذکور یا ابواب کوئی چیز علاوہ لگان کے ہے یہ یقیناً لگان نہیں ہے

مدعی کا بیان یہ ہے کہ چونکہ وہ رقم جو مدعا علیہ سے واجب الادا تھی خود وصول کی

... بابت ... کمیشن چوکیداری موضع

... واجب الوصول ہے۔

... کیونکہ دعوی ایسی دعوی بابت سالانہ میعاد تمادی عائد ہے اور زر ادعا ...

... چوکیداری کے علاوہ اس کے ہے جو فی الواقع سالانہ واجب الادا ہے اور انجام ... کو

... آیا اور مدعی نے پایا ہے اور وہ متعلق کرنے دعوی سود کا نہیں ہے۔

عدالت مرافعہ اولی نے عذر معاملت کو اس تجویز سے نامنظور کیا کہ دعوی مذکور و بابت الگ ادائے کے نہیں ہے بلکہ ایک معاہدہ ... شدہ پر مبنی ہے اور تجویز حق مدعیان بربنائے سویداد کے ایک عدالت موصوف نے ... دعوی کی ڈگری صادر کی۔

برطبق اپیل مدعا علیہ نے اول مرتبہ یہ عذر کیا کہ اقرار ادائے کمیشن چوکیداری از روئے قانون کالعدم ہے کیونکہ وہ ایک اقرار واسطے ابواب کا ہے اور عدالت ماتحت اپیل نے عذر مذکور کو منظور اور نالش کو ڈسمس کیا۔

اپیل دوم میں یہ حجت منجانب مدعی اپیلانٹ کے کی گئی ہے کہ عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز کرنے میں قانوناً غلطی کی ہے کہ زر مدعویہ مقدمہ ہذا از قسم ابواب ہے اور مدعا علیہم ریسپانڈنٹان نے یہ عذر ابتدائی کیا ہے کہ اپیل دوم از روئے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع ہے کیونکہ نالش از قسم نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے اور زر مدعویہ پانسو روپیہ سے زیادہ نہیں ہے۔

یہ ضروری ہے کہ عذر ابتدائی پر اول غور کیا جائے۔

بتائید اپنے عذر کے وکیل ذی تعلیم ریسپانڈنٹان نے مقدمات (۱) برج مہتاب چند بہادر بنام رادھا بنود چودھری (۱) و راسکن بنام تریلوچن چیٹرجی (۲) پر استدلال کیا ہے بخلاف اس کے بابو سری ناتھ نے منجانب اپیلانٹ بہ سند مقدمہ والٹن و کمپنی بنام مسری کرسٹو بہکت (۳) یہ حجت کی کہ یہ دعوی ایک دعوی

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ... صفحہ ۱۵۱ (۲) ایضاً جلد ۹ صفحہ ۵۱۸ (۳) انڈین لا رپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۲۔

بابت لگان کے ہے اور بدیں وجہ سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ سے از روئے ضمن ۸ ضمیمہ دوم ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ مفصل (۹ ‌ ۱۸۸۷ء) مستثنیٰ ہے۔

دو مقدمات حوالہ سپانڈنٹان ہمارے نزدیک بالکل مشابہ مقدمہ حال کے نہیں ہیں اور بربنائے واقعات مقدمہ ہذا کے ہمارے نزدیک دعوی مذکور کو ایک دعوی لگان تصور کرنا چاہیئے اول مقدمہ مین منجملہ اون دو مقدمات کے جنکا حوالہ منجانب رسپانڈنٹان دیا گیا ہے واقعات رپورٹ میں درج نہیں کئے گئے ہیں اور دوسرے مقدمہ میں ہمکو تجویز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نالش منجانب زمیندار بنام پٹنی دار ان کے تہی اور معاہدہ مابین فریقین واسطے دلاپانے ایک مبلغ زر نقد کے تہی جو زمیندار نے بطرفی زمینداری اخراجات ڈاک کے طرح کی تہی اور اون اخراجات کی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ پٹنی دار پر از روئے اپنے معاہدہ کے لازم تہا کہ اونکو برداشت کرے'' اس سے پایا جاتا ہے کہ معاہدہ او مقدمہ میں ایک ایسا معاہدہ تہا جسکے ذریعہ سے پٹنی دار نے وعدہ ادا کرنے اخراجات ڈاک کا کیا تہا اور چونکہ اوس نے ایسا نہیں کیا لہذا زمیندار کو لازم ہوا کہ اخراجات ادا کرے اور روپیہ کی بابت نالش کرے اگر یہ صورت تہی اور اگر معاہدہ یہ نہ تہا کہ زر مذکور زمیندار کو اولاً ادا کیا جائے تو دعوی مذکور ایک دعوی بابت لگان کے تصور نہیں کیا جا سکتا تہا اور صحیح طور پر وہ ایک دعوی حاوضہ بابت خلاف ورزی معاہدہ کے تصور کیا گیا تہا دیکہو تنسیلسواس بنام پرشن چندر بسواس(۱) اور وہ مقدمہ صحیح طور پر ایک مقدمہ عدالت مطالبہ خفیفہ کی قسم کا تصور کیا گیا تہا مقدمہ حال مین معاہدہ مابین فریقین کے جو خود قبولیت پٹنی متعلق سے پایا جاتا ہے ‘‘ یہ ہے کہ پٹنی داران زمیندار کو ٹکس چوکیداری ادا کیا کرینگے جو زمیندار کو ادا کرنا ہوتا ہے بدل واسطے ادا کے مذکور کے قبضہ اراضی بابت پٹنی کا ہے اور زر مذکور بادقات معینہ زمیندار کو منجانب پٹنی داران بل ادا ہے جس روپیہ کے اس طور پر ادا کئے جانے کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ ہماری رائے میں داخل تعریف لگان مندرجہ ایکٹ مزارعان بنگال کے ہوتا ہے بشرطیکہ وہ جائز طور پر واجب الادا ہو جیسا کہ مقدمہ مولشن وکمپنی بنام سری کرسٹو بہونک(۲) تجویز ہوا ہے یہ امر کہ وہ جائز طور پر واجب الادا ہے بعد ازین دیکہا جائیگا پس یہ نالش از قسم نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے نہ تہی اور بدیں وجہ عذر ابتدائی نامنظور ہونا چاہیئے۔

اب ہم اس حجت رپلانٹ پر لحاظ کرتے ہیں کہ زر مدعویہ نالش ہذا از قسم ابواب نہیں ہے ہمکو یہ تجویز کرنی چاہیئے کہ وہ حجت صحیح ہے ... کو اب بنا بر ... نا مکی

سنہ ۱۹۰۰ع
... بنام ... پیر ... پٹنی ... ے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۱ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۴۔

احسن اللہ خان
بنام
تیرتھ باشنی

وہ ایک نالش واسطے دلا پانے محصول ناجائز کے ہے۔

بہ شرط متجانب پٹنی داران کے زمینداران کو وہ تعداد جو اوس سال بابت ٹکس چوکیداری اوس کے جمع کے
واجب الادا ہے جو پٹنی پر دیا گیا ہے ایک منجملہ شرائط خود بندوبست پٹنی کے ہے جو مابین ایسے اشخاص
کے ہوئی ہے جو مجاز کرنے معاہدہ کے ہیں اور بعوض بدل مالیتی کے ہوئی ہے اور آئین پٹنی نمبرہ سنہ ۱۸۱۹ء
کی دفعہ ۳ میں صریحاً یہ اعلان کیا گیا ہے کہ پٹنی تعلقات جائز حقیت ملتے و ماسی مطابق شرائط
اور تعہدات کے جنکے بموجب اونپر قبضہ ہو تصفیہ کئے جائینگے چونکہ یہ صورت ہے لہذا ہمکو دیکھنا
چاہیے کہ کس حد تک احکام قانون متعلق امتناع عاید کرنے ابواب و دیگر محصولات کے اس شرط پر جو اور
طرح پر جائز شرط ہے موثر ہیں اوسوقت جب شرط مذکور کی گئی تہی یعنے سنہ ۱۸۶۲ء میں قانون متعلقہ ابواب
دفعات ۵۴ و ۵۵ - آئین ۸ سنہ ۱۷۹۳ء اور دفعہ ۱۳ - آئین ۵ سنہ ۱۸۱۲ء اور دفعہ ۱۱ - ایکٹ بنگالہ ۸ سنہ ۱۸۶۹ء
میں مندرج تہا اور وقت منسوخی آئین ہائے مذکور کے ایکٹ مزارعان بنگال میں وہی احکام فی الواقع
از روئے دفعہ ۷۴ - ایکٹ آخر الذکر بپیرایہ منضبط کئے گئے۔

دفعہ ۵۴ - آئین ۸ سنہ ۱۷۹۳ء میں یہ امر ظاہر کی گئی تہی کہ موجودہ ابواب اصل لگان یا اصل جمع
میں اندراج ایک زمانہ معین تک شامل کئے جائیں اور دفعہ ۵۵ میں ممانعت عاید کرنے کسی ابواب جدید
کی رعایا پر کی گئی تہی یہ احکام صرف رعایا سے متعلق تہے اور حقیت داران درمیانی مثل پٹنی داران
پر موثر نہیں ہو سکتے تہے دفعہ ۲ - آئین ۵ سنہ ۱۸۱۲ء میں کہ یہ حکم متعلق اوس شرط کے تہا جو اب زیر غور
ہے بعدہ اختیار دینے مالکان اراضی کو کہ اپنے ماتحت تعلقہ داران اور ٹھیکہ داران ماتحت اور رعایا کو
کسی ایسی شکل میں پٹہ جات عطا کریں جو معاہدین کو مناسب معلوم ہو ممانعت عاید کرنے خرچہ ہای
یا اوپر معین محصولات کی گئی تہی خواہ وہ از نام ابواب یا متہوٹ یا کسی اور نام سے موسوم کئے گئے
ہوں اور یہ قرار دیا گیا تہا کہ تمام شرائط یا باقی رکہنا اس قسم کے حقوق کا ناجائز و کالعدم ہے اور از روئے
دفعہ ۱۱ - ایکٹ بنگالہ ۸ سنہ ۱۸۶۹ء کے زمیندار جو کوئی ابواب وصول کرے ذمہ دار ہرجہ کا قرار دیا گیا تہا
کہ جسکی تعداد زر وصول کردہ کے دوچند سے زیادہ نہو دفعہ ۷۴ ایکٹ مزارعان بنگال میں جو اب
فی الواقع بجائے ان احکام کے ہے یہ حکم ہے کہ تمام محصولات رعایا پر از نام ابواب یا متہوٹ یا اور
اسی قسم کے محصولات علاوہ واقعی لگان کے ناجائز ہونگے اور تمام شرائط اوسیا قی رکہنا حق ادائے
محصولات مذکورہ کالعدم ہوگا۔

ہماری دانست میں ان احکام قانون سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اونکی رو سے جس امر کی امتناع

مسیح خان بہادر
بنام
ہزنسہ باشتی

مقصود ہے وہ عاید کرنا رعایا پر ابواب و دیگر محصولات قسم مذکور کا علاوہ اُس واقعی لگان کے
ہے جو از روے رواج یا معاہدہ کے مقرر کیا گیا ہو اور وجہ اس امر کی کہ کیون قانون مین امتناع
ان محصولات کی باوجود اس امر کے ہے کہ اونکا وعدہ برضا و رغبت کیا جائے (جیسا کہ شروع
زمانہ کے احکام قانون متعلق امر ہذا یعنی آئین ۸ سنہ ۱۷۹۳ع دفعات ۵۴ و ۵۵ و آئین ۵ سنہ ۱۸۱۲ع
دفعہ ۳ سے ظاہر ہوتا ہے) یہ ہے کہ وہ خود اختیاری اور تکلیف دہ قسم کے ہین اور غیر مبہم اور بہانہ سے
لگان کے اوس حد تک بڑھانے کا اثر رکھتے ہین کہ اون سے ظلم ہو یہ بخوبی معلوم ہے کہ بصورت کسی
موجودہ کاشت کے جبکہ لگان از روئے معاہدہ یا رواج کے مقرر کیا گیا ہو اگر زمیندار یہ چاہتا ہے کہ لگان
بڑھائے اور رعیت عذر کرتا ہے تو فریقین کے باہم اکثر یہ انتظام ہو جاتا ہے جسکے ذریعہ سے رعیت اقرار
ادا کرنے کسی چیز کا جو صریحاً صرف کبھی کبھی اور چند روز کے لئے ادا کرنا ہو علاوہ لگان کے کر لیتا ہے
اور اس خیال سے دھوکہ دیا جاتا ہے کہ لگان جو بار دوامی ہے بلا تبدیل رہے گا اور زمیندار رقم
زاید کے لینے پر اس امید پر رضامند ہو جاتا ہے کہ اضافہ جو ایک مرتبہ ادا کیا جائیگا زمانہ غیر معین تک
جاری رہیگا اسی طرح پر جب کوئی جدید حق کاشتکاری قایم کیا جاتا ہے زمیندار کو اس امر مین
اکثر دقت پڑتی ہے کہ کاشتکار کو اوس سے زیادہ شرح لگان کے منظور کرنے پر رضامند کرے جو
معمولاً شرح ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ وہ رقوم زاید بطور محصولات کے ادا کرنے پر رضامند ہو جائے اور یہ
معاملہ تاریخی ہے جیسا کہ تجویز عدالت مال زمانہ بندوبست استمراری سے جس مین سے انتخاب
تجویز ایک قابل صاحب جج نے مقدمہ راجہ پرشاد سنگھ بنام کلکٹر کو یری (۱) مین مندرج ہے معلوم ہوتا
ہے یعنے یہ کہ خود اختیاری اور غیر معین محصولات اسقدر ظلم کی حد تک پہونچ گئے تھے کہ دست اندازی
واضعان قانون کی ضرورت ہوئی۔

لیکن نہ وجوہ اور نہ عبارات ان قواعد امتناعی کی اور نہ منشا اور نہ الفاظ قانون کے کسی قدر
اصل مقدمہ حال سے بلحاظ قسم حقیت اور نوعیت رقم مزید مطالبہ کے کہ اس نام سے وہ موسوم
کیا گیا ہے کوئی تعلق رکھتے ہین۔

امر متنازعہ فیہ حقیت مثبتی ایک موضع کی ہے اور از روے خود نوعیت حقیت اور شرایط بندوبست کے
رعیت مستحق تمام منافع آیندہ موضع مذکور کا خواہ وہ بذریعہ اضافہ لگانات رعایا کے ہو یا بذریعہ
توسیع کاشت بوسیلہ ترود کرنے اراضیات افتادہ کے ہو ہو جاتا ہے اور زمیندار فی الواقع

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۲۶ بصفحہ ۶۴۷۔

سنہ ۱۹۰۵ء
احسن اللہ خان بہادر
بنام
نیرچند باشنی

ایک سالانہ دار اپنی زمینداری کا اس طرح پر ہو جاتا ہے کہ پتنی دار سے بطور اپنی سالانہ آمدنی زمینداری کے
ایک رقم معین بابت بیہ قسم جمع معین یا لگان مندرجہ قبولیت کہلاتی ہے اور اوسمین مالگذاری سرکار
(کہ وہ بھی ایک رقم معین ہوتی ہے) جو زمیندار سے بابت اوسکے موضع کے واجب الوصول ہوتی ہے
داخل ہے لیکن علاوہ مالگذاری سرکار کے زمیندار کو دیگر محصولات گورنمنٹ یا اوسکے اہلکاران کو
دینے پڑتے ہین جن مین سے ٹکس چوکیداری یعنی رقم متنازعہ ایک ہے اور اس غرض سے کہ
زمینداران کو قابض منافع اوس موضع سے جسکا پٹہ پتنی دیا گیا ہے ملے اور ذمہ داری ادا کرنے ان
محصولات سے اوسمین کچھ فرق نہ آئے انتظام یہ ہے کہ پتنی دار زمیندار کو زرٹکس مذکور بھی ادا کرے گو وہ
ادا کرے اور یہ رقم جمع معین مین محض اس سادہ اور صریح وجہ سے شامل نہین کیجاتی کہ وہ خود
معین نہین ہے کیونکہ اوسمین کمی بیشی نہ حسب مرضی بلکہ بموجب احکام اوس قانون کے جس سے
وہ عاید کی گئی ہے ہو سکتی ہے (ایکٹ بنگالہ ۶ سنہ ۱۸۷۰ء) اس انتظام مین کوئی امر نا جائز
نہین ہے نہ کوئی امر ایسا ہے جو خلاف مصلحت قانون کے بہ نیت امتناع عاید کرنے ابواب کے
ہو زمیندار جو پتنی دار کو تمام اپنے حقوق بابت آیندہ اضافہ کرنے منافع موضع کے منتقل کرتا ہے
پتنی دار سے انصافاً نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ اوسکو اسقدر روپیہ ادا کرے جو تمام ٹکس یا محصولات کے جو اوپر
نسبت مالک ہونے زمینداری مذکور کے عاید کئے جاوین کافی ہوا اور پتنی دار معمولی طور پر اس پر رضامند
ہو جاتا ہے وہ رقم جسکا وہ وعدہ کرتا ہے کہ زمیندار کو بابت ٹکس چوکیداری کے ادا کریگا بالکل اوسی
طرح بابت اراضی موضع کے جو اوسکے قبضہ مین ہے ادا کرتا ہے کہ جس طرح وہ شے جو صراحتاً لگان
کہلاتی ہے اور وہ جزو لگان زمین اوسی طرح پر ہے کہ جیسا خود لگان ہے گو یہ رقم دوسری رقم
سے بالکل علیحدہ رکھی جاتی ہے مگر وہ اضافہ مابعد نہین ہے وہ دونون ایکساتھ بطور معاوضہ
اوس معاوضہ کے مقرر کیجاتی ہین جو رعیت بابت قبضہ حقیت کے ادا کرتی ہے اور وجہ اس امر
کی کہ وہ علیحدہ رکھی جاتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ایک ایسی وجہ ہے جو خلاف اوس
اصول قانون کے نہین ہے جسپر امتناع ابواب مبنی ہے شرط ادا کئے ایسی رقم کی ہمارے نزدیک
ایک شرط واسطے "عاید کرنے ایک خود اختیاری یا غیر معین محصول کے" حسب مراد دفعہ ۱۰ ایکٹ ۵
سنہ ۱۸۵۹ء یا واسطے عاید کرنے از نام ابواب یا ماتھوٹ یا اسی قسم کے محصول علاوہ واقعی لگان کے"
حسب مراد دفعہ ۷۴ سنہ ایکٹ مزارعان بنگال متصور نہو سکتی اور اوسکی صاف وجہ یہ ہے کہ اس صورت
مین عاید کرنا محصول کا ابتداءً نہ مرضی زمیندار پر بلکہ قانون ملک (ایکٹ بنگالہ ۶ سنہ ۱۸۷۰ء) پر منحصر ہے

سنہ ۱۸۹۵ع
حسن الزمان بہادر
بنام
تیرتھ باشنی

یہ وہ ایکٹ ہے جسکے ذریعہ سے زمیندار پر ذمہ داری عاید کی گئی ہے اور زمیندار اپنی ذات سے جب پٹنی عطا کرتا ہے محض یہ شرط کر لیتا ہے کہ شخص آخر الذکر کو لازم ہے کہ منجملہ دیگر رقوم کے اوسکو وہ رقم برابر ادا کرتا رہے جو اوس سے بموجب ایکٹ مذکور وصول کیجاتی ہے بلاشک اگر ایکٹ مذکور مین کوئی امتناع نسبت ایسی شرائط کے ہوتی جیسی کہ ایکٹ ٹکس جایداد انگلستان اسٹیٹیوٹ ۵ و ۶ جلوس وکٹوریہ باب ۳۵ دفعہ ۱۰۳) مین ہین تو وہ کالعدم ہوتین لیکن بصورت نہونے کسی ایسی امتناع کے کوئی وجہ واسطے یہ کہنے کے نہین ہو سکتی ہے کہ شرط مذکور ناجایز ہے دیکھو سرنومئی بی بنام کمار پورنیندو نرائن رائے (۱)

وکیل ذیعلم رسپانڈنٹان نے یہ حجت کی کہ محض یہ امر کہ زر متدعویہ بابت ٹکس چوکیداری کے اوس شے مین شامل نہین کیا گیا ہے جو سین جمع پٹنی یا لگان متدعیہ قبولیت کہلاتی ہے بلکہ علحدہ رکھا گیا ہے اسلئے کافی ہے کہ وہ ابواب متصور کیا جائے اور اس سبب سے ناجایز اور ناقابل وصول ہوا اور تایید اون اصول صحیح کے مقدمات ملک ناری سنگہ بنام جتین نہتن (۲) و رادہا پرشاد سنگہ بنام بال کنور کوری (۳) پر استدلال کیا گیا ہے بلاشک اون تجاویز مین سے بعض مین جو ان مقدمات مین صادر کی گئین ایسے فقرات ہین جنکو اگر تنہا دیکھا جائے تو ممکن ہے کہ یہ معلوم ہو کہ اون سے تایید رسپانڈنٹ کی حجت کی ہوتی ہے لیکن ان مقدمات پر باحتیاط غور کرنے سے ہمارے نزدیک وہ مقدمہ حال سے صریحاً قابل امتیاز ہین اور متعلق اوس امر کے نہین ہین جو اب ہمارے روبرو پیش ہے۔

بمقدمہ جتین نہتن (۴) جس امر کی نسبت اجلاس کامل سے استصواب کیا گیا تھا یہ تھا کہ آیا بعض رقوم جنکو خود مدعی نے ابواب تسلیم کیا تھا قانوناً اس سبب سے قابل وصول ہین یا نہین کہ وہ بہت برسون تک ادا ہوتی رہی ہین اور اجلاس کامل اور پریوی کونسل نے جسکے روبرو مقدمہ کا اپیل کیا گیا تھا امر مذکور کا جواب نفی مین دیا مسٹر صاحب ٹمپل نے اپنی تجویز مین جس سے اکثر حکام اجلاس کامل نے اتفاق کیا بلاشک یہ تحریر کیا ہے کہ صرف ایک چیز جو بموجب آئین ۵ سنہ ۱۸۱۲ع قابل وصول ہے "وہ رقم ہے جو بذریعہ معاہدہ کے بطور لگان کے زمیندار کو واجب الادا قرار پائی ہے" لیکن تجویز مذکور کے شروع مین حاکم موصوف نے یہ امر پہلے سے احتیاطاً لکھدیا ہے کہ آئین

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۵۷۶ (۲) " " " جلد ۷ صفحہ ۱۳۱ (۳) " " " جلد ۱۷ صفحہ ۷۱
(۴) " " " جلد ۱ صفحہ ۱۰۵ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۳۱۔

سنہ ۱۸۹۵ء حسن لبید خاں بہادر بنام تیرتھہ بانشنی

مذکور میں ابواب کی تعریف نہیں کی گئی ہے اور یہ امر کہ آیا کوئی خاص رقم ابواب ہے یا نہیں ہر مقدمہ
میں عدالت کی تجویز پر چھوڑ دیا ہے پریوی کونسل نے فیصلہ اجلاس کامل کو محض اس بنا پر
بحال رکھا کہ زر مطالبہ مقدمہ ہذا بمقدار ... اور شامل نہیں کئے گئے لہذا بموجب آئین ۸ سنہ ۱۸۸۵ء
کے قابل وصول نہیں ہیں۔

بمقدمہ رادھا پرشاد سنگہ بنام بال کنور کوری (۱) جبل امر کی نسبت کہ اجلاس کامل سے استصواب کیا گیا
تہا یہ تہا کہ آیا بعض محصول عوی جو مدعی بینک و خرچ موسومہ کئے گئے ہیں محصولات ناجایز ہیں
یا نہیں اور آیا وہ اس سبب سے بطور لگان کے واجب الوصول ہیں یا نہیں کہ وہ بہت عرصہ سے
ادا ہوتے رہے ہیں اجلاس کامل نے جزو اول امر مذکور کا اثبات میں دیا اور جزو دوم کا
نفی میں اور اکثر حکام ذیعلم نے وہی رائے نسبت آئین ۸ سنہ ۱۸۸۵ء کے قایم کی جو اجلاس کامل نے
بمقدمہ جلیتن مہتن (۲) قایم کی تہی اس امر سے کہ اجلاس کامل نے فیصلہ مقدمہ پرمانند سنگہ بنام
بجنا تہہ سنگہ (۳) کو منسوخ کیا جو بلحاظ بعض مراتب کے اور نہ جملہ مراتب کے مشابہہ مقدمہ حال کے تہا
بلاشبہہ ایک دلیل مفید رسپانڈنٹ حاصل ہوتی ہے لیکن وہ دلیل قطعی نہیں ہے کیونکہ اکثر حکام
اجلاس کامل نے اپنے نتیجہ کو اس امر پر مبنی کیا ہے کہ مقدمہ پرمانند سنگہ (۳) کا فیصلہ غلط ہوا تہا
اور نہ اس بنا پر کہ جن رقوم کا اوسمین دعوی کیا گیا تہا اور منظور ہوا تہا اوس رقم سے جو از قسم
لگان موسوم کی گئی تہی علیحدہ رکہی گئی تہین اور بدینوجہ قابل وصول نہ تہین بلکہ اس بنا پر
کہ وہ بلحاظ خاص رو کی نوعیت کے کوئی جزو لگان اراضی کا نہ تہین اس سبب سے کہ وہ رقوم
سالانہ اور نیو ماری نہین اور او کینیلی صاحب جسٹس نے جنکی تجویز ایسی تہی کہ جس سے ظاہر
اکثر حکام اجلاس کامل نے اتفاق کیا تہا تعریف لفظ ابواب مندرجہ ذیل کو صحیح تصور کیا۔
"یہ لفظ خاص کر واسطے امتیاز کرنے اون محصولات کے استعمال کیا جاتا ہے جو بعد قایم
ہونے اصل یا ابتدائی تعداد لگان کے از قسم اضافہ عاید کئے ہوئے" اس قسم کی تعریف جیسا کہ
میرے روبرو بیان کی گئی دعوی حال سے بالکل غیر متعلق ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ ذیعلم جج نے ...
اپنی تجویز میں فرمایا ہے کہ مطابق فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ جلیتن مہتن (۲) بموجب آئین
مذکور کے کوئی رقم بابت قبضہ اراضی کے بجز ایک رقم کے جسکی بابت ہرچہ جو بابت قبضہ کو ... واجب الادا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۷۲۶ (۲) ۰ ۰ ۰ جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۵ و ڈبلیو لارپورٹ سلسلہ کلکتہ
جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ (۳) ۰ ۰ ۰ جلد ۱۵ صفحہ ۸۲۸۔

سنہ ۱۹۰۰ع
سلیمان خان بہادر
بنام
رتنہ باشنی

ہوا اور جو بذریعہ اقرار یا بذریعہ تصفیہ عدالتی مابین فریقین کے قرار پائی ہو داخل ہونی چاہیئے قابل وصول نہین ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ تصور کرنا چاہیئے کہ یہ تحریر محض اس قسم کے مقدمات سے متعلق تھی جنکی نسبت حاکم عالی مقام موصوف اور جوڈیشل کمیٹی اوسوقت تجویز کر رہی تھی۔ وہ مقدمات ایسے تھے جن مین رقوم متنازعہ یا تو صاف طور پر یا بلحاظ انکی نوعیت کے ابواب تھے اور صرف اسی بنا پر جایز ہو سکتی نہین کہ اصل مین یا ارضی کے لگان مین شامل کر دیجاتی مگر یہ نوعیت رقم متنازعہ حال کی نہین ہے۔

لہذا ان مقدمات کی رو سے کسی طرح پر فیصلہ اس امر کا نہین ہوا جو اب ہمارے روبرو پیش جو یہ ہے کہ آیا ایک رقم جسکے ادا کرنیکا وعدہ پٹنی دار نے زمیندار سے بابت ٹکس چوکیداری کے کیا ابواب ہے یا نہین گو تجاویز بعض حکام نے تعلیم مین ہین اولا۔ ایسے قول ہائے جنکی تعبیر یہ پائی جاتی ہے کہ وہ متعلق امر مذکور کے ہو ہمکو کوئی ایسا مقدمہ معلوم نہین ہے جس مین دعوی مثل دعوی حال کے ناجائز اور ناقابل پذیرائی تصور کیا گیا ہو بخلاف اسکے ایک دعوی مشابہ اس دعوی کے جواب زیر غور ہے بمقدمہ مسرنومتی دیبی بنام مہکا پرشاد نراین رائے (۱) محولہ قبل منظور کیا گیا تھا وہ مقدمہ ہماری دانست مین بالکل مطابق ہے اور اوس سے بخوبی تائید اوس رائے کی ہوتی ہے جو ہمنے اوپر قایم کی ہے۔

بلحاظ رائے مندرجہ بالا نسبت مقدمہ کے یہ غیر ضروری ہو جاتا ہے کہ تاثیر دفعہ ۹، ایکٹ بنگال پر لحاظ کیا جائے جس مین یہ حکم ہے کہ کوئی امر مندرجہ ایکٹ ہذا کسی مالک یا قابض حقیت دوامی واقع بقبضہ دولبت ستمراری کو مانع اس امر کا تصور نہ کیا جائیگا کہ پٹہ دوامی مقرری کسی شرائط پر جو مابین اوسکے اور اوسکی رعیت کے قرار پا گئے عطا کرنے اس مین شک نہین کہ کسی قدر اختلاف مابین دفعہ ۱ اور دفعہ ۷ ۔ ایکٹ مذکور کے ہے لیکن خواہ یہ پیروی اوس اصول کے جو لارڈ جسٹس جیمس صاحب نے بمقدمہ ابز بنام ٹوپسن (۲) قرار دیا ہے ہم دفعہ آخر الذکر کو جو ایک خاص حکم ہے بطور ایک قید کے دفعہ اول الذکر مین جو ایک عام حکم قانون ہے تصور کرین یا اون قواعد کو جو کنگ صاحب جج نے بمقدمہ ووڈ بنام ربلے (۳) تحریر کئے ہین یعنے یہ کہ وہ فقرات متخالف بلحاظ مندرجہ کسی قانون

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۵۷۶ (۲) لاء رپورٹ اپیلہاے چانسری جلد ۱ صفحہ ۲۹۴ (۱۸۶۶) (۳) لاء رپورٹ کامن پلیز جلد ۳ صفحہ ۲۶ (۶۷)۔

مین سے اخیر فقرہ غالب آنا چاہیئے پس کہ فقرہ آخر کو نافذ کرین وجہ معقول یہ خیال کرنیکی
معلوم ہوتی ہے کہ دفعہ ۱۰۷ سے دفعہ ۴۳ مین کوئی قید نہین لگائی گئی لیکن جیسا کہ ہم نے
اوپر تحریر کیا ہے ہمکو ضرورت نہین ہے کہ امر ہذا کی نسبت بحث مزید کرین۔

بوجوہ مندرجہ بالا ہمارے نزدیک فیصلہ عدالت ماتحت اپیل کہ ناطق ہو یہ از قسم الواب ہے
اور بہ بنوجہ نا قابل وصول ہے قانوناً غلط ہے لیکن چونکہ ہم یہ تجویز کرتے مین کہ دعوی ہذا ایک
دعوی بابت لگان کے ہے لہذا اسکے ایک جزو یعنے جزو بابت سنہ ۱۲۹۳ف مین تمادی کا
عارض ہونا قرار دیا جانا چاہیئے علاوہ برین جیسا کہ ہمکو عرضی دعوی سے معلوم ہوتا ہے پہلے
ایک نالش بابت لگان کے ہوئی تھی لہذا اسقدر زر متدعویہ حال جو وقت دایر ہونے
نالش مذکور کے واجب ہو گیا تھا از روئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت تصور
ہونا چاہیئے۔

نتیجہ یہ ہے کہ ڈگری عدالت ماتحت اپیل منسوخ کیجانی چاہیئے اور مقدمہ عدالت موصوف
مین واسطے تجویز اس امر کے واپس بھیجنا چاہیئے کہ دعوی مذکور مین سے کسقدر بسبب دو
وجوہ مندرجہ بالا کے ممنوع السماعت ہے اور اون دیگر امور کا فیصلہ کیا جائے جو اپیل مین
روبرو عدالت موصوف کے پیش کئے گئے تھے۔

اپیل منظور ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا

باجلاس نارس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس

دہنی رام شاہا (مدعی) بنام بہاگیرتھ شاہا وغیرہ (مدعا علیہم) †

امر تجویز شدہ۔ شرکت نالشات منجانب مختلف شرکا، بابت خاص قوم زر نقد کے بعد تصفیہ بابت حسابات جسکا تصفیہ اوس امین نے کیا جسکا تقرر نالشات سابق مین ہوا تہا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳ تشریحات ۲ و ۳ - دفعہ ۴۴ - عرضی دعوی کی ترمیم حسب دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ مصارف عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) دفعہ ۷ فقرہ ۴ ضمن (د) ایکٹ تعین مالیت نالشات (۷ سنہ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۸ -

بعد فسخ ہونے ایک شرکت کے دو جداگانہ نالشات [illegible] مین مختلف شرکا نے بابت خاص قوم جو اونکو واجب الوصول تہین اور علی سبیل البدل بابت ورس دیگر رقم کے جو بر طبق تصفیہ حسابات واجب الوصول تہی دائر کین نسبت ان نالشات کے منجملہ دیگر وجوہ کے ان وجوہ پر عذرات کئے گئے (۱) نالشات مذکورہ ازروی احکام دفعہ ۴۳ - ایکٹ معاہدہ مجریہ سنہ کے ممنوع السماعت ہین (۲) نالشات جداگانہ بابت ایک ہی معاملہ کے قابل پذیرائی نہین ہین (۳) نالشات مذکورہ علاقہ منصف مین دائر نہین ہوسکتی ہین (۴) چونکہ حسابات کا تصفیہ پہلے ہو چکا ہے لہذا کوئی وجہ نالش نہین ہے منصف نے اول تین عذرات کو نامنظور کیا اور نسبت چہارم کے یہ تجویز کیا کہ جس تصفیہ کا عذر کیا گیا ہے اوسکو مدعیان نے منظور کیا تہا حاکم موصوف نے ایک امین مقرر کیا جسنے حسابات کی جانچ کی اور شرکا مین سے ہر ایک کے مطالبہ کو متحقق کیا اور مدعیان نالشات مذکورہ نے ڈگریان بربنا تصفیہ حسابات امین کے حاصل کین۔

نالشات حال سنہ ۱۸۹۱ء مین بعض دیگر شرکا نے جو نالشات سنہ ۱۸۸۹ء مین مدعا علیہم تہے اس بنا پر دائر کین کہ حساب شرکت کا تصفیہ وہ امین کر چکا ہے جو نالشات سنہ ۱۸۸۹ء مین مقرر ہوا تہا اور فریقان اور دیگر مابقی جملہ اشخاص کے عدالت تجویز کر چکی ہے مدعیان نے استدعا دلاپانے اس روپیہ کی جو اونکو بموجب تصفیہ امین کے واجب الوصول تہا اور علی سبیل البدل سلطے دیگر داد رسی کے کی جو عدالت ماہرگان کو مدعا علیہم مین سے کسیکے مقابلہ مین عطا کرنا مناسب تصور کرے۔

نارس صاحب جسٹس و بیولی صاحب جسٹس (ایکمین صاحب جسٹس مختلف الرائے) نے یہ تجویز کی -

† اپیل از ڈگریات اپیل نمبر ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۴۷ و ۹۰۲ بابت سنہ ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری صادرہ از ... صاحب جج ضلع مورخہ ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء منفسخ کی ڈگری صادرہ بابو سرت ... منصف ... گنج مورخہ ۱۶ فروری سنہ ۱۸۹۲ء

سنہ ۱۸۹۵ء
دہنی رام شاہ
بنام
بہاگیرتھ شاہ

(الف) دفعہ ۳ خواہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مانع نالشات حال نہین ہے۔

(ب) بموجب احکام دفعہ ۷ فقرہ ۳ ضمن ۵ ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) و دفعہ ۸ ایکٹ تعین لسٹ نالشات (۷ سنہ ۱۸۸۷ء) نالشات مذکور صحیح طور پر عدالت منصف مین دائر کی گئی تہین اور بہائی بریم چند بنام روپی چندر پنی چندر(۱) کی تقلید کی گئی۔

(ج) نالشات مذکورہ صحیح طور پر ترتیب دی گئی تہین اور ایسے تفاصیل جیسے کہ عرضی دعوی مین تہے یعنے صریح بیان نسبت زرہائے باقی جملہ تعدہ رسد جو نالش سابق مین تجویز ہو چکے تہے اور ہنو کی ہندہا علی سبیل البدل بابت حساب کے مانع پذیرائی نالشات حال نہین ہے۔ ہیلر بنام شنار(۲) و سٹوپٹ بنام ابرو اسمتہ (۳) لالہ شیو پرشاد بنام جگر ناتہہ (۴) کا حوالہ دیا گیا وید ناتہ داس ملک بنام رسک لال ملک (۵) سے امتیاز کیا گیا۔

(د) اجازت ترمیم عرضی دعوی کی بموجب دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دیجانی چاہئے کرامر بنام اسمتہ (۶) کی تقلید کی گئی ودیلدن بنام نیل (۷) و محمد ظہور علی خان بنام ٹہاکرانی رتاکنور (۸) و جوزف بنام سولیمو (۹) و رام دیال خان بنام اجودہیا رام خان (۱۰) کرٹر بنام سنیس (۱۱) کا حوالہ دیا گیا

تجویز بینچ صاحبان۔ وجہ حجت کرنے کی ہے کہ بموجب تشریحات ۲ و ۳ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالشات حال ممنوع السماعت ہین اور جن ترمیمات کے کئے جانیکی درخواست عرضی دعوی مین کی گئی ہے وہ بموجب دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منظور نہین ہو سکتین۔

فریقین نالشات ہذا و نیز اور شرکا و ورثا ایک شراکت کے تہے جو ۱۹ جون سنہ ۱۸۹۳ء انگریزی مطابق ۳ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو فسخ ہوئی سنہ ۱۸۹۵ء مین دو نالشات بعض شرکا نے (نمبر ۸ و ۹ سنہ ۱۸۹۵ء بمنجانب رگہوناتہہ شاہ وغیرہ و نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۵ء منجانب درگا چرن شاہ وغیرہ) بنام باقی شرکا بطور مدعا علیہم کے عدالت منصف جہیب گنج مین دائر کین اور دونون مقدمات مین سے ہر مقدمہ مین ایک خاص تعداد کا دعوی بطور باقی مدعیان کے اور علی سبیل البدل دوسرے قسم کا کیا گیا تہا جو بر طبق تصفیہ حساب کے باقی نکلے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱ صفحہ ۳۴ (۲) رپورٹ وسٹوارٹ صاحبان جلد ۲ صفحہ ۱۲ (۳) رپورٹ مسٹر کفرڈ صاحبان جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ (۴) لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۰ صفحہ ۴۷ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۱۰۱ (۶) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۶ صفحہ ۷۰۰ (۷) لا رپورٹ کوئینس بینچ ڈویژن جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۴ (۸) اپیلہائے ہند سولہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۴۶۸ (۹) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۴۸ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۲ (۱۰) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱ و ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ (۱۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۷۰۰۔

سنہ ۱۹۱۳ء
دہنی رام وغیرہ
بنام
[illegible]

اون نالشات مین بعض مدعا علیہم نے دعوے نمبر ۳ و ۴۲ داخل تہے) منجملہ اور وجوہ کے ان وجوہ پر عذرات کئے (الف) نالش جس طرح پر کہ ترتیب دیگئی ہے از روئے احکام دفعہ ۲۰۲ ۔ ایکٹ معاہدہ ہند کے ممنوع السماعت ہے (ب) نالشات جداگانہ بابت ایکہی معاملہ کے قابل پذیرائی نہین ہین (ج) نالشات مذکورہ عدالت منصف مین دایر نہین ہوسکتی ہین (د) چونکہ حسابات کا تصفیہ پہلے ہوچکا ہے لہذا کوئی وجہ نالش نہین ہے منصف نے اول تین عذرات کو نامنظور کیا اور نسبت چہارم کے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ گو تنقیح تصفیہ حسابات بر طبق درخواست دائیان کے ہوا ہے مگر مدعیان نے اوسکو منظور نہین کیا چنانچہ حاکم موصوف نے ایک امین (اہل کمیشن) واسطے جانچ کاغذات لنکاس کے مقرر کیا اور امین نے اونکی جانچ کی اور معاملت حساب ہر شریک کی جداگانہ متحقق کی نالشات مذکورہ مین بر بنائے تجویز امین کے کل مدعیان بابت ون رقوم کے جو اونکو واجب الوصول تہین ڈگری صادر کیگئی۔

وہ نالشات جن مین اپیلیں حال ہوئے ہین ۱۹۰۸ء مین دایر کیگئی تہین دہنی رام شاہ جو اپیل نمبر ۹۲ مین اپیلانٹ ہے نالش نمبر ۵۰۰ سنہ ۱۹۰۸ء مسبوق الذکر مین مدعا علیہ نمبر ۱۳ تہا بیان مندرجہ عرضی دعوی نالش دہنی رام شاہ کہ حسابات شرکت کا تصفیہ مین نالشات نمبر ۹۵۸ و ۹۵۹ مین کرچکا ہے اور تمام جائدات اور زیادہ قیمتی جملہ شرکا کے عدالت سے تجویز ہوچکے ہین ۔ مدعا اسند عابہ تہی کہ ڈگری بابت اوس رقم کے جو از روئے تصفیہ نامبردہ کو یا فتنی ہے اور علی سبیل البدل واسطے کسی اور دادرسی کے عطا کرے عدالت مدعا علیہم مین سے کسی کے مقابلہ مین مناسب تصور کرے صادر کیجائے تین دیگر نالشات جن مین اپیلیں نمبر ۱۰۹ لغایتہ ۱۰۳ ہوئے ہین بعض دیگر شرکا سنہ دایر کی تہین اور وہ مشابہ نالش دہنی رام کے تہین ان جملہ نالشات کی تجویز منصف حبیب گنج نے سنہ ۱۹۱۱ء کی ان نالشات کے مدعا علیہم مین سے ایک مدعا علیہ لومین چند رنسا ماسے جو نالش نمبر ۹۵۸ سنہ ۱۹۰۶ء مین مدعا علیہ نمبر ۴۴ بہی تہا یہ عذر کیا کہ نالش کی باشکل موجودہ سماعت نہین ہوسکتی۔

منصف نے ان جملہ نالشات کو ڈسمس کیا اور صاحب جج ضلع نے ڈگری منصف کو اس بنا پر بحال رکہا کہ نالشات از روئے احکام دفعات ۴۳ و ۱۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہین اور نالشات مذکورہ اس سبب سے قابل ترتیب دی گئی نہین کہ وہ بطور نالشات فسخ شرکت کے دایر نہین کیگئی تہین اور یہ کہ اگر نالشات اوس شکل مین دایر کیجاتین تو مالیت ہر نالش کی ایکہزار روپیہ سے زیادہ ہوتی یا اختیار سماعت منصف سے بڑہجاتی زیادہ تفصیل واقعات کی جو مین اپیلانٹ کے لئے ضروری ہے تجویز ہائیکورٹ مین مندرج ہے۔

۱۸۹۵ع
دہنی پرشاد
بنام
بہاگیرتھی پرشاد

مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو تارکیشر چودہری منجانب اپیلانٹان۔

ڈاکٹر ترلوکناتھ متر و بابو نلینی رنجن چٹرجی منجانب رسپانڈنٹان۔

مقدمہ کی سماعت اول رامپرو نیرجی صاحب جسٹس و بیلینی صاحب جسٹس کے ہوئی جنکے باہم اختلاف سے ہوا اور بمطابق اوسکے بموجب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ کے مقدمہ بحکم چیف جسٹس صاحب واسطے فیصلہ کے سپرد نارس صاحب جسٹس کے ہوا۔

بابو تارکیشر چودہری۔ ذیعلم جج ماتحت نے یہ غلط تجویز کیا ہے کہ یہ نالشات از روے دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہین بلحاظ استدعا مندرجہ نالش نمبر ۹۰ کے بیصاف ظاہر ہے کہ مقدمہ مین بحق مدعاعلیہم کے ڈگری نہین ہوسکتی تہی اور تجویز مقدمہ مذکور مین نسبت زیادتی اون اشخاص کے جو اوسوقت مدعاعلیہم تہے کچھہ انہین سے بحث حال کی یعنی آیا مدعیان مستحق پانے کسی چیز کے کسی سے منجملہ مدعاعلیہم کے ہین یا نہین کبہی سماعت یا قطعی طور پر تجویز نہین کی گئی دفعہ ۴۳ بہی اس مقدمہ سے متعلق نہین ہوسکتی وہ مانع نالش عدم کی صرف اوس صورت مین ہے جب مدعی اوسی نالش کا نالش اول مین مدعی ہو بخلاف اسکے اصول امر تجویز شدہ مدعاعلیہم حال کو نسبت مستکل نالش کے عذر کرنے کا مانع ہے امر متنقح طلب مذکور نمبر ۹۰ مین قایم ہوا تہا اور عذر مذکور نامنظور ہوا تہا دوسری دلیل جسکی بنا پر صاحب جج ذیعلم نے نالشات کو ڈسمس کیا دفعہ ۲۶۴ ایکٹ معاہدہ مجریہ سنہ ۱۸۷۲ء و نمونہ نمبر ۱۳ مندرجہ ضمیمہ چہارم مجموعہ ضابطہ دیوانی سے اخذ کی گئی تہی شرکت ۱۸۸۹ء مین فسخ ہوگئی اور کوئی نالش واسطے فسخ شرکت کے اب ضروری یا قابل پذیرائی نہین ہے دیکہو کتاب لنڈلی صاحب بابت شرکت طبع پنجم صفحات ۴۸ و ۴۹ لغایت ۵۰۰ نمونہ مقررہ کا یہ مقصود نہین ہے کہ وہ جامع تصور کیا جاے اگر یہ نالشات نالشات تفہیم حساب تصور کیجائین تو مالیت اختیار سماعت منصف سے متجاوز کیگی مقدمہ سالڈ و بہائی پریم چند بنام بدیکچند دپنی چند (۱) و دفعہ ۸ ایکٹ ۱۸۸۷ء ملاحظہ طلب نسبت امر متعلقہ کے کہ نالشات مذکور اس سبب سے ناقص ہین کہ وہ دعاوی تصفیہ اہم پر مشتمل سمجہے گئے تہے اور اونمین استدعا واسطے تصفیہ جدید کے نہ تہی کوئی اصل چلنقص نالش کی نہین ہے بجاے اسکے کہ نالشات مذکور اس بنا پر ناقص ہون مین یہ حجت کرتا ہون کہ اگر مدعیان نے استدعا واسطے تصفیہ جدید حساب کے کی ہوتی تو ممکن تہا کہ اونکی نالشات کی نسبت یہ عذر ہوتا کہ اونکی ترتیب ناقص ہے پس نالش واسطے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۳۹۸۔

حساب لین دین شراکت اور معاملات بجائے تصفیہ حساب کے ایک جو امر ہی معقول ہے (کتاب لنڈلی صاحب در بارہ شراکت طبع نجم صفحہ ۲۱۵ و مقدمات جنکا اوسمین حوالہ ہے) یہہ بہی تجویز ہوئی ہے جس حساب کا تصفیہ کثرت رائے سے بددیانت ہوا ہو اوسکی پابندی اقلیت رائے پر ہے مقدمہ صاحبن بنام ٹامسن (۱) و دیگر مقدمات جنکا حوالہ نوٹ (د) صفحہ ۲۱۵ کتاب لنڈلی صاحب در بارہ شراکت مین ہے ایک اور جواب نالش تفہیم حساب کا یہہ ہے کہ معاملات متنازعہ کا تصفیہ ثالثی سے ہو گیا ہے کتاب لنڈلی صاحب صفحہ ۵۱۴ پس مین یہہ عرض کرتا ہون کہ تصفیہ حساب جو امین عدالت دیوانی نے کیا اور جسکو عدالت نے منظور کیا اور جسپر اوسنے عمل کیا نالش تفہیم حساب اوسی کاروبار شراکتی مین جسمین جملہ شرکا فریق تہے اقل درجہ بلحاظ خانگی فیصلۂ ثالثان کے یا بہرحال بہ نسبت تصفیہ حسابات از روے کثرت رائے کے کچہہ کم اثر نہین رکہتا ہے لیکن یہہ خیال کر کے کہ مناسب چاہیے کہ ادعا جسکی استدعا کیجانی چاہیے تصفیہ حساب ہے اجازت ہونی چاہیے کہ عرضی دعوی کی ترمیم کیجاوے دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ایسی ترمیم کی اجازت ہے۔ مقدمات موسومہ بنام ڈونگرسے (۲) محمد ظہور علیخان بنام ٹہکرانی رتا کنور (۳) و رامچندر رتنا بنام امک چندر بالکیا (۴) ملاحظہ طلب۔

ڈاکٹر ترلوک ناتہہ متر منجانب رسپانڈنٹان مین اپنے جواب کو اس سبب سے امر ترمیم پر محدود کرونگا کہ حکام ذیعلم (بنرجی صاحب جسٹس و میتی صاحب جسٹس) نے یہہ چاہا کہ مین جواب صرف امر مذکور کا دون جس ترمیم کی اجازت مجموعہ مین ہے وہ اس قسم کی ترمیم نہین ہے جس سے وضع تو ایک جدید عرضی دعوی ہو جاوے ترمیم مجوزہ سے عرضی دعوی بالکل مختلف ہو جاویگی اسکی رپورٹ مقدمہ سابق مین ان مقدمات مین شہادت نہوگی اور تمام کارروائیات بغرض شروع کرنے نالش جدید کے نابود کرنی پڑینگی اس سے مدعا علیہم کے حق مین نا انصافی ہوگی۔

بابو تارا کشور چودہری کا جواب سماعت کیا گیا۔

فیصلہ ہائیکورٹ (نارس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و میتی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

نارس صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل ور اپیلہاے ہائیکورٹ نمبرہ ۹ و ۲۰ و ۹۰۳ و ۹۰۵ء کی سماعت بنرجی صاحب جسٹس و میتی صاحب جسٹس نے کی اور چونکہ باہم حکام ذیعلم کے نسبت ایک امر قانونی کے

(۱) رپورٹ ورتن صاحب جلد ۵ صفحہ ۴۷۶ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۶۰۲۔
(۳) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۸ (۴) ” ” ” کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۳۴۸۔

سنہ ۱۸۹۵ء
دہنی رام شاہ
بنام
بہاگیرتھی شاہ

اختلاف ہلسٹ ہوا لہذا اپیلہائے مذکور بموجب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی بتحویل دفعہ ۵۸۷ بحکم چیف جسٹس صاحب میرے سپرد ہوئے ہین۔

واقعات جنسے اپیل پیدا ہوئے حسب ذیل ہین سنہ ۱۲۹۲ بنگلہ مین چہہ اشخاص یعنے مدعا علیہ نمبر ۵ شوہر مدعا علیہا نمبر ۲ وشوہر مدعا علیہا نمبر ۳ وبہنوئی مدعا علیہ نمبر ۲۶ وپدر مدعا علیہم نمبر ۱۱ و ۱۲ و مدعا علیہ نمبر ۱۹ اور ایک شخص مسمی کیول رام شاہ نے ایک شرکت بغرض کرنے کاروبار کانچہ کے بمقام ستاگنج قایم کی مدعا علیہ نمبر ۱ گماشتہ اس کارخانہ کا تہا اوسکی اجرت ۲ ر۔ ۱ گنڈا حصہ منافع کا تہا باقی منافع مابین چہہ شرکا کے بعض حصص مین جو فہرست نمبر ا عرضی دعوی مین مندرج ہین قابل تقسیم تہا سنہ ۱۲۹۳ بنگلہ مین حالت شرکت اسطرحپر تبدیل ہوئی کہ پانچ شرکا ئے جدید یعنی باپ مدعا علیہ نمبر ۱ وشوہر مدعا علیہا نمبر ۱۹ و ۲۰) ومدعا علیہ نمبر ۱۵ ومدعا علیہ نمبر ۲ وپدر مدعا علیہ نمبر ۴ ومدعا علیہ نمبر ۸ شریک کئے گئے مدعا علیہ نمبر ۱۔ اب ہی گماشتہ کارخانہ مذکور کا اونہین شرائط پر رہا جو سنہ ۱۲۹۲ بنگلہ مین قرار پائی تہین اور باقیماندہ منافع مابین گیارہ شرکا کے بعض حصص مین جو فہرست نمبر ا عرضی دعوی مین مندرج ہین قابل تقسیم تہا۔

سنہ ۱۲۹۴ بنگلہ مین حالت شرکت کی پہر تبدیل ہوئی یعنے شوہر مدعا علیہا نمبر ۲ وپدر مدعا علیہ نمبر ۱۸ (شوہر مدعا علیہا نمبر ۱۹ و ۲۰) وپدر مدعا علیہ نمبر ۴ مین سے بعض فوت اور بعض دستبردار ہوئے اور چار شرکا ء جدید یعنے گماشتہ (مدعا علیہ نمبر ۱) ومدعا علیہ نمبر ۳ و مدعی ومدعا علیہ نمبر ۲۴ - شریک کئے گئے مدعا علیہ نمبر ۷ اکو حق بنسبت حصہ گماشتہ کے تہا مدعا علیہ نمبر ۱- اب ہی گماشتہ کارخانہ مذکور کا رہا اوسکی اجرت بڑہا کر بقدر ۳ ر۔ ۶ گنڈا حصہ منافع کے کی گئی اور باقیماندہ منافع مابین بارہ شرکا ئے کے بعض حصص مین جو فہرست نمبر ا عرضی دعوی مین مندرج ہین قابل تقسیم تہا شرکت مذکور بذریعہ رضامندی باہمی کے ۹ جیٹ سنہ ۱۲۹۴ بنگلہ کو فسخ ہوئی۔

بعد فسخ شرکت کے بابت ہر سال کے اون تین سال مین سے جن مین شرکت جاری رہی حسابات جنسے ترمنجات وزرہائے منافع ہر شریک بابت ہر سال کے ظاہر ہوتا تہا دائنان کارخانہ نے طیار کئے ان حسابات کی بنسبت بعض شرکا نے عذر کیا اور اونمین سے کسی نے اونپر دستخط نہین کئے سنہ ۱۸۸۹ء مین شرکا نے جنہون نے بنسبت حسابات کے عذر کیا تہا نالشات نمبر ۹۵۸ و ۹۵۹ و

۱۸۹۵ء
سنی لال
بنام
بھاگیرتھی

عدالت منصف اول صاحب گنج مین بنام دیگر شرکا کے دائرکین نالش نمبر ۹۵۸ بہ مدعا علیہا نمبر ۱ و ۲
اور اوسکے بھائی نے دائر کی تھی مدعی حال مدعا علیہ نمبر ۳ مدعا علیہ مجیب نالش ہذا کا ہے گماشتہ
(مدعا علیہ نمبر ۱) مدعا علیہ نمبر ۲ تھا نوعیت دعاوی و دادرسی مندرجہ نالش نمبر ۹۵۸ خلاصہ عرضی
دعوی و جواب دعوی و دلائل مندرجہ تجویز منصف سے حسب ذیل واضح ہوتے ہین -

نالش دلاپانے روپیہ کی بہ تصفیہ حسابات مالہ

منجانب مدعیان یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ نے بلا گماشتہ اور اپنے شریک کے
جو کچھ کام نہین کرتا تھا ایک کارخانہ بمقام سنام گنج منجانب دیگر مدعا علیہم کرتے تھے اسکا
نرعیر مسکے جاری کیا اور مدعیان بطور شرکا کے کارخانہ مذکور بعض اپنے نام سے اور بعض اپنے
نام کے زمانہ ممتاز عنک کاروبار کرتے رہے مدعیان نے روپیہ متذکرہ عرضی دعوی
اپنے حصہ کے دیا اور مدعا علیہم نے بابت ایک دوسرے کے تصفیہ حسابات کا
اپنا وادنی مدعیان کو دیا اور بموجب عرضی دعوی یہ استدعا کی گئی کہ تصفیہ حسابات
کمیشن سے کیا جائے اور مدعیان کو اوسقدر روپیہ دلایا جائے جسقدر کا ہر ایک اوسمین سے
مدعا علیہ سے پانے کا مستحق تھا منجانب مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۰
یہ حجت کی گئی ہے کہ چونکہ مدعیان نالش ہذا اور نالش نمبر ۹۵۹ کے یکسان حقوق ...
نالشات نہین ہو سکتین اور یہ نالش بوجہ اشخاص ضروری کے فریق نہ بنائے ...
استمال بیجا کے ناقص ہے اور دعوی بمقابلہ مدعا علیہم مذکور ممنوع السماعت ہے اور مدعا علیہ نمبر ۲
گماشتہ کاروبار کا ہے اور مدعا منسدی حیلہ فریقین تک ... متعلق کا ... مذکور مدعا علیہ ...
تھا اور وہ تنہا ... شرکا کا ہے اور یہ نالش بوجہ ... ہوتے دفعہ ...
ممنوع السماعت ہے اور جب گماشتہ مدعا علیہ اور ... تصفیہ حسابات کا کیا تھا تو ...
اوسکو بنظر فائدہ بیجا کے منظور نہین کیا -

مدعا علیہ نمبر ۳ یہ حجت کرتا ہے کہ وہ کارخانہ مذکور کا ... اوسکے ...
اوسکو کچھہ تعلق نہ تھا اور اوسکا پسر ... کارخانہ ... شریک ... تھا
مدعا علیہ نے کوئی جایداد متروکہ نہین چھوڑی تھی جو بوقت الذکر نہین پائی -

گماشتہ مدعا علیہ نمبر ۲ یہ حجت کرتا ہے کہ یہ نالش عدالت ہذا مین قابل سماعت نہین ہے
اور دعوی ... مین تمادی عارض ہے اور مدعا علیہ مجیب پابند نہین ہے کہ مدعیان کو حساب

سنہ ۱۸۹۵ع
دسی رام
بنام
بہاگیرتھی ناتھ

سمجھلتے اور مدعاعلیہ مذکور بطور گماشتہ منجانب مدعاعلیہم نمبر ۱ و ۲ کے عمل کرتا تھا اور حسابات سنہ ۱۲۹۲ کا تصفیہ اونکے ساتھ ہوگیا ہے اور اوسکا فرصلہ اونکے دیا فتنی مین شامل ہوگیا ہے اور اوسکو کوئی تعلق مدعیان سے نہین ہے اور حسابات سنہ ۱۲۹۳ اور سنہ ۱۲۹۴ کا بہی تصفیہ ہوگیا ہے اور مدعاعلیہم کے قرضجات منجملہ متفقی متحقق ہوگئے ہین اور مدعیان سے نالش ہذا اوسکو بلاضرورت نقصان پہونچانے کی غرض سے دائر کی ہے دیگر عذرات جو ملبرود مے کئے متشابہ بیان تحریری ماقبل کے ہین"

منصف نے منجملہ دیگر امور کے امور تنقیح طلب ذیل قرار دیئے۔

چونکہ نالش ہذا اور نالش نمبر ۹۵ متعلق ایک ہی کارخانہ کے ہین آیا دعاوی جداگانہ قابل سماعت ہین یا نہین۔

"آیا نالش ہذا بموجب احکام دفعہ ۴۴ - ایکٹ معاہدہ کے ناقابل پذیرائی ہے۔

نالش مذکور عدالت ہذا مین ہوسکتی ہے یا نہین - آیا تصفیہ حسابات تبراضی فریقین ہوا یا نہین۔

مدعیان مین سے کسکو کسقدر روپیہ مطابق حسابات کے واجب ہے اور اوسکا کون ذمہ دار ہے۔

ان امور تنقیح کا فیصلہ بحق مدعیان ہوا۔

نسبت ایسے امر تنقیح طلب کے کہ "آیا تصفیہ حسابات تبراضی فریقین ہوا تہا" منصف کی تجویز یہی کہ تصفیہ بذریعہ دریان کارخانہ شرکتی کے ہوا تہا اور مدعیان نے نسبت تصفیہ مذکور کے عذر کیا تہا اور ہیرد وستانی تحریر کہ جن سے کسی نے دستخط نہین کئے تہے۔

حسابات جسطرح پر اونکا تصفیہ دریان نے کیا تہا امین کو واسطے جانچ کے حوالہ کئے گئے تہے ممبرو مے اونکی جانچ کی اور اپنی رپورٹ داخل کی جسکے بموجب مدعیان کی نالش بترمیم اونکے دعاوی کے بنام بعض مدعاعلیہم کے ڈگری ہوئی - نالش نمبر ۹۵ مین مدعاعلیہ نمبر ۱ نالش حال اور اوسکے شرکا مدعیان تہے اور نالش مذکور بترمیم اونکے دعاوی کے بمقابلہ بعض مدعاعلیہم کے ڈگری ہوئی منصف کی تجاویز و ڈگریات بر طبق اپیل بحال رہا۔

امین نے بذریعہ اپنی رپورٹ کے یہ تجویز کی کہ مبلغ ۔/۵ مدعی نالش ہذا کو بابت اپنے حصہ منافع شرکت بابت سنہ ۱۲۹۲ بنگلہ کے واجب تہے اور نالش ہذا واسطے دلاپانے رقم مذکور کے دائر کی گئی ہے۔

عرضی دعوی بہ تشریح کی اسمائے فریقین و فہرستون کے حسب ذیل ہے۔

مدعیان مندرجہ بالا حسب ذیل تحریر کرتے ہین۔

(۱) - ایک کاروبار بمقام سنام گنج وغیرہ بغرض کرنے تجارت گانجے وغیرہ کے مطابق حصص نفع ونقصان مندرجہ فہرست اے مندرجہ ذیل کے شروع کیا گیا تہا سنہ ۱۲۹۲ بنگلہ مین مقدار ہیرے حصہ

سنہ ۱۸۹۵ء
ہنسی رام شاہ
بنام
ہر دیت شاہ

کی ۵ اگنڈہ تہی اور باقی حصص دیگر اشخاص مندرجہ فہرست گماشتہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے تہے چونکہ کاروبار مذکور سنہ ۱۲۹۲ بنگلہ مین شروع کیا گیا تہا اور ۱۹ چیت سنہ ۱۲۹۴ بنگلہ کو بند کیا گیا تہا۔

۲- نالش نمبر ۸۵ سنہ ۱۸۸۸ء مین مدعا علیہ نمبر ۱۳ وغیرہ نے اور نالش نمبر ۹۵ سنہ مذکور مین جو مدعا علیہ نمبر ۱۵ وغیرہ نے دائر کی تہی اور جس مین جملہ شرکا فریق تہے حسابات کا تصفیہ مین عدالت دیوانی سے کیا تہا اور قرضجات اور باقیتی تمام فریقون کا عدالت نے مطابق اوسکے جیسا کہ ضمیمہ مین تصریح ہے تجویز کیا

۳- مطابق حسابات مذکور کے رقم ۱۱ روپیہ ۵ آنہ ۸ گنڈہ مجکو بابت میرے حصہ ۵ اگنڈہ بابت سنہ ۱۲۹۴ بنگلہ کے واجب ہے باوجودیکہ مین نے باربار تقاضا کیا اور کوشش کی مدعا علیہم رقم مذکور مجکو ادا کرنیسے قاصر رہے یہی وجہ نالش مقدمہ ہذا کی ہے جو ۱۹ چیت سنہ ۱۲۹۴ بنگلہ یعنے اخیر تاریخ جاری رہنے کاروبار کو اندر علاقہ نینی تال بلیاجنگ کے پیدا ہوئے۔

۴- مین مدعی یہ استدعا کرتا ہون کہ ایک ڈگری بنام اصل مدعا علیہ بحصہ رسدی ۱۱ روپیہ ۵ آنہ ۸ گنڈہ بابت میرے ۵ اگنڈہ حصہ معہ خرچہ عدالت کے صادر کیجائے یا ڈگری بابت کسی دادرسی کے جو عدالت کے نزدیک مجکو بمقابلہ ہر مدعا علیہما کے عطا کرنی مناسب ہو صادر کیجائے مورخہ ۱۰ جیٹ سنہ ۱۲۹۵ ۱۱۱۔

مدعا علیہم مجیب کا بیان تحریری حسب ذیل تہا۔

نالش واسطے دلاپانے ۱۱ روپیہ ۵ آنہ ۸ گنڈہ مطابق تصفیہ حسابات کے۔

۱- مدعی کو کوئی وجہ نالش بمقابلہ میرے حاصل نہین ہے اور مدعی کی نالش بشکل موجودہ چل نہین سکتی۔

۲- مدعی کے دعوی مین تمادی عارض ہے۔

۳- کاروبار متنازعہ اس طرح چلتا تہا کہ شرکاے سابق ہرسال برطرف کئے جاتے تہے اور اونکے بجاے شرکا جدید داخل کئے جاتے تہے اور حصص مین فرق کیا جاتا تہا اور مطابق خود مدعی کے بیانات کے حساب قرضجات اور باقیتی کا باہم شرکا کے مختلف طور سے طے کیا جاتا تہا ان حالات مین مدعیان کی نالش جیسی کہ وہ ہے بشمول قرضجات اشخاص غیر متعلق کے دائر کیگئی ہے ناقص ہے۔

۴- چونکہ کاروبار متنازعہ اندر علاقہ دہام گنج کے کیا جاتا تہا لہذا مدعی کی نالش عدالت ہذا مین نہین

ہوسکتی ہے۔

"۵- مین کبہی عہدہ گماشتہ کاروبار متنازعہ پر منجانب مجابنترکار مدعیان وغیرہ کے مامور نہ تہا مین مدعیان کے ساتہہ کوئی تعلق متعلق روپیہ کے نہین رکہتا ہون اور مین ذمہ وار دعوی کا مقدمہ مین نہین ہون اور مدعی اوسکے پانیکا مستحق نہین ہے مدعی کی نالش بالکل جہوٹی ہے۔

"۶- مین منجانب مدعا علیہا نمبر ا و ۵ مقرر ہوا اور عہدہ گماشتہ پر تحت اونکے بہ تعلق کاروبار متنازعہ کے سالہاے متنازعہ کے بہت پیشتر سے مامور تہا اور نفع و نقصان بقدر حصہ انکے اونکے حصص کے جو وار لفعو کئے جاتے تہے لینا دیتا رہا حساباب سنہ ۱۲۹۵ بنگلہ تک باقاعدہ جبکہ دیئے گئے تہے اور مدعا علیہ نمبر ا و ۵ کا کسیقدر مقروض تہا جسکی بابت اونہون نے مجہپر نالش کی اور اپنا زر باقی وصول کیا جسکو کسی شخص کو بابت کاروبار مذکورہ عرضی دعوی کے سنہ ۱۲۹۵ بنگلہ تک کچہہ دینا نہین ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔

"۷- اسوجہ سے کہ میری مدعا علیہا نمبر ا و ۵- اور گوکل چندر سنہا برادر مدعا علیہ نمبر ۵ سے ناموافقت تہی گوکل چندر سنہا مسبوق الذکر نے کاغذات نکاس بابت سنہ ۱۲۹۵ پر قبضہ کیا اور مدعی سے بغرض مجکو نقصان پہونچانے کے یہ جہوٹی نالش کرادی مقدمات مذکورہ مدعی کا اپیل جو مین نے کیا ہے دایر ہے لہذا مین یہ استدعا کرتا ہون کہ آپ مہربانی کرکے نالش کو ڈسمس فرمائین اور میرا خرچہ دلائین مورخہ ۲- اساڑہ سنہ ۱۲۹۸ بنگلہ"۔

برطبق ان سوالات وجوابات کے منصف نے امور تنقیح طلب ذیل قرار دیئے ہین۔

"آیا نالش اندر دونوں دفعات ۲۱ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے یا نہین"۔ "آیا نالش مین تمادی عارض ہے یا نہین"۔ "فریقین مین سے کون مستوجب ادا کرنے کے ہین اور کسقدر رکے"۔

منصف نے تجویز اول امر تنقیح طلب کی بحق مدعا علیہم کی اور دیگر امور تنقیح طلب کا فیصلہ نہین کیا حاکم موصوف کی تجویز حسب ذیل ہے۔

"در امر تنقیح طلب اول- بروز سماعت آخر جب مقدمات مذکور کی بحث شروع ہوئی اوسوقت مین نے یہ ضروری سمجہا کہ یہ امر تنقیح طلب قایم کرون گو فریقین نے یہ امر پیش نہین کیا تہا لیکن بنظر انصاف کے چونکہ یہ امر جائیز اور مطابق قانون کے تہا مین نے یہ سمجہا کہ مجہپر لازم تہا کہ امر مذکور کو قایم کرون اور اوسکا فیصلہ قبل تجویز دیگر امور کے کرون یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ نالش سابق مین جو مدعا علیہا نمبر ۳ و ۵ انالش نمبر ۱۴۶ نے دایر کی تہی جملہ مدعیان اور دیگر شرکا فریق مقدمہ تہے اور اس نالش مین حساب ترمیمات جملہ فریقہاے مقدمہ کا طے کیا گیا تہا گو بوجہ اپنی سہل انگاری کے ان مدعیان نے

سنہ ۱۸۹۵ء دہنی رام شاہا بنام بہاگیرتہ شاہا

ڈگریات بابت اپنے حصے کے روپیہ کے حاصل نہین کین چونکہ باہین تمام ان شرکار کے صرف ایک کاروبار تہا لہذا صرف ایک ہی وجہ مخاصمت تہی اور صرف ایک نالش ہو سکتی تہی کہ جیسا فقرہ ۴ دفعہ ۱ ضمیمہ چہارم مجموعہ ضابطہ دیوانی سے معلوم ہوتا ہے قانون کا یہ منشا نہین ہے کہ بابت دعوی ہر شریک کے ایک علیحدہ نالش کیجائے یہ کچھ اہم نہین ہے کہ کوئی شریک ایسی نالش مین مدعی ہو یا مدعا علیہ۔

"نالشات شرکت وتقسیم ہی ایسی اقسام کی نالشات ہین کہ جن مین ایک کی درخواست پر دیگر اشخاص اپنے حقوق کو حاصل کر سکتے ہین ایسی نالشات مین یہ بات غیر معمولی نہین ہے کہ بعض اوقات مدعی نالش واسطے فائدہ دیگر اشخاص کے اور خود اپنے نقصان کے دایر کرتا ہے میری راے مین مدعیان حال کو اپنی داد رسی نالش سابق مین حاصل کرنی چاہئے تہی اور کوئی نالشات جدید جیسی کہ اب کی گئی ہین کوئی عدالت سماعت نہین کر سکتی ہے اس راے متعلقہ اصول قانون کی تائید تجاویز مندرجہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ، صفحہ ۴۲۸ و انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحات ۳۵۳ و ۸۵۰ سے ہوتی ہے بلحاظ اس راے متعلقہ قانون کے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ مدعی کی نالشات حال ممنوع السماعت ہین اور تجویز امر تنقیح طلب کی بحق مدعا علیہم کرتا ہون"

مدعی نے اپیل کیا صاحب جج ضلع نے فیصلہ منصف کو بحال رکھا اور اپیل کو معہ خرچہ کے ڈسمس کیا تجویز حاکم موصوف حسب ذیل ہے۔

"حالات مقدمات حال کے خاص ہین فریقین ایک کارخانہ فروخت گانجہ کے شرکار تہے یا وہ قایم مقامان شرکار کے تہے۔

در سنہ ۱۸۸۸ء مین نالشات نمبر ۹۵۸ و ۹۵۹ عدالت مرافعہ اولی حبیب گنج مین دایر کی تہین نالش نمبر ۹۵۸ مین رگہوناتہ شاہا و رام چرن شاہا مدعیان تہے نالش نمبر ۹۵۹ مین درگا چرن شاہا و ہری چرن شاہا و رام چرن شاہا والیشر داسی قایم مقامہ کارتک رام شاہا مدعیان تہے استدعا ہر دو نالشات مین قریب قریب یکسان تہین ہر ایک نالش مین یہ استدعا کی گئی تہی کہ حسابات کاروبار مذکور کے طے کئے جائین اور مدعیان کو وہ روپیہ دلایا جائے جو اونکا پاونی نکلے منصف نے امین عدالت دیوانی کو واسطے جانچ حسابات کارخانہ مذکور اور ارسال کرنے رپورٹ کے مقرر کیا اسکی تعمیل کی گئی اور ہر مقدمہ مین منصف نے یہ تجویز کی کہ مدعیان کو کیا قابل پانے اور مطالبہ اونکے ڈگریات صادر کین۔

۱۸۹۵ء
دہنی رام شاہ
بنام
بیباگیرتہیت شاہ

یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ فریقین اون ثالثات کے جواب پیش ہین وہی اشخاص ہین جو ثالثات نمبر ۹۵۸ و ۹۵۹ مین فریق تہے بلکہ دعاوی نالشات نہا اون نالشات کی کارروائی پر مبنی ہین۔

"عرضی دعوی ہر پانچ ثالثات مین جواب پیش مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ حسابات کاروبار کا تصفیہ امین نے کیا تہا اور عدالت سے یہ ثابت قرار پایا تہا کہ مدعیکو ایک رقم خاص واجب ہے ہر ایک نالش مین استدعا واسطے دلاپانے روس رقم کے ہے جو نالش نمبر ۹۵۸ یا ۹۵۹ سنہ ۱۸۸۹ء مین یافتنی قرار پائی تہی۔

"یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب منصف نے اول مرتبہ امور تنقیح طلب قرار دیے تہے کوئی امر تنقیح نسبت اسکے نہ تہا کہ آیا نالش بموجب دفعہ ۱۳ یا ۴۳ ۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ممنوع السماعت ہے یا نہین یہ امر تنقیح طلب بعد ازان قایم کیا گیا اور خلاف مدعیان کے تجویز کیا کہ وکلاے اپیلانٹان نے یہ حجت کی ہے کہ امر مذکور بیانات تحریری مدعا علیہم مین پیش نہین کیا گیا تہا اور منصف نے یہ غلطی کی کہ ایسا امر تنقیح طلب قرار دیا۔

"یہ صحیح ہے کہ مدعا علیہم نے اپنے بیانات تحریری مین یہ امر صریحاً پیش نہین کیا تہا اونہون نے یہ بیان کیا تہا کہ نالشات بشکل موجودہ قایم نہین رہ سکتین۔

"یہ ثابت نہین کیا گیا کہ مدعا علیہم نے کوئی عذر نالشات ابتدائی مین نسبت دال امر تنقیح طلب کے کیا تہا میرے نزدیک وہ ایک ایسا امر تنقیح طلب تہا جسکا قرار دینا منصف پر واجب تہا حاکم موصوف کے لیئے یہ ضروری تہا کہ اس امر کا فیصلہ کرین کہ آیا اونکو اختیار تجویز ثالثات مذکور کا حاصل تہا یا نہین۔

مجکو بالکل یقین نہین ہے کہ احکام دفعہ ۱۳۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ان ثالثات سے متعلق ہین یہ صحیح ہے کہ فریقین ان نالشات کے فریقین ثالثات نمبر ۹۵۸ یا ۹۵۹ سنہ ۱۸۸۹ء کے تہے اور نالشات مذکورہ مین سے کسی ایک مین ہر ایک کو موقع یہ ثابت کرنے کا تہا کہ اوسکا کسقدر یافتنی ہے یہ بہی صحیح ہے کہ امین نے یہ دریافت کیا کہ ہر ایک کو کیا واجب تہا مگر یہ معلوم نہین ہوتا کہ عدالت نے ڈگری مین تجویز امین نسبت اون رقوم کے جو کسیکو بجز مدعیان نالشات مذکور کے واجب تہین درج کی۔

شاید یہ کہا جا سکتا ہے کہ معاملہ متنازعہ نالشات ہذا کی سماعت اور تجویز قطعی نالشات نمبر ۹۵۸

سنہ ۱۹۰۵ء
دہنی لال منالال
بنام
بہاگیرتھ منالال

۱۹۰۵ء مین نہین کی گئی بخلاف اسکے بہ بخوبی کہا جاسکتا ہے کہ مدعیان یہ دعوی کرتے ہین کہ معاملہ مذکور قطعی طور پر فیصل کیا گیا تہا اور نامہ بردگان اپنے دعاوی کو فیصلہ مذکور پر مبنی کرتے ہین یہ صحیح ہے اور میرے نزدیک مدعیان کو یہ منصب نہین ہے کہ اپنے دعاوی کو تجاویز مصدورہ نالشات نمبر ۱۹۰۸ و ۱۹۰۹ پر مبنی کرین اور بعد ازان یہ کہین کہ امور پیش شدہ کا فیصلہ قطعی طور پر نہین ہوا تہا۔

لیکن اور دلائل بہی ہین جنکی بنا پر ہمارے نزدیک حکام منصف صحیح ہین یہ ثابت ہو بہ بیش مین بطریق نالش فسخ شراکت کے دائر نہین کی گئی ہین مقدمہ ہیرت داس ملک بنام رسک لال ملک (۱) یہ مندرج ہے واضح ہو کہ اولا یہ ایک اصول طے شدہ ہے کہ جدا گانہ نالش منجانب ایک شریک کے بنام دوسرے شریک کے دائر نہو سکیگی بجز اسکے کہ وہ نالش ایسی جداگانہ حسابات شراکت سے ہو کہ اوسپر غور کرنا لازم نہ آوے" میری دانست مین جب ایک شریک دیگر شرکا پر بابت اپنے کاروبار مشترک کے نالش کرے تو اوسکو لازم ہے کہ اوس طریقہ پر نالش کرے جو لمونہ نمبر ۱۱۳ ضمیمہ چہارم ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین قرار دیا گیا ہے ایسی نالش مین ہر شریک اپنا زر باقی وصول کرسکتا ہے بلاشک یہ سختی معلوم ہوتی ہے کہ مدعیان نالش ہذا اوس روپیہ کو جو امین نے اونکا باقی قرار دیا ہے وصول نکر سکین لیکن میرے نزدیک عدالت ماتحت نے یہ صحیح تجویز کی ہے کہ نالشات نہین ہوسکتی ہین۔

یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر نالش واسطے فسخ شراکت یا تصفیہ حسابات کے دائر کی جاتی تو وہ اندر اختیار سماعت منصف کے نہوتی مالیت نالش ایکہزار روپیہ سے بڑھجاتی جملہ اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کئے جاتے ہین"

اپیل دوم مین یہ دلیل کی گئی ہے کہ اولاً عدالتہا ے ماتحت نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ نالش از روے دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے۔

ثانیاً۔ اگر اصول امر تجویز شدہ متعلق بہی ہو تو وہ مفید مدعی کے ہے اور اوسکی یہ تاثیر ہے کہ مدعاعلیہ کو یہ عذر کرنے کی ممانعت ہو کہ نالش جس طرح پر کہ وہ ترتیب دی گئی ہے نہین ہوسکتی۔

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۷ (۱۶۳)

دہنی رام مسلنا بنام بہاگیرتہی بیبی

بالتنا عدالت ماتحت اپیل نے یہ غلط تجویز کیا ہے کہ بصورت ایسی شکل مین مدعی نالش کرسکتا تہا۔ بیع واسطے نسخ شدہ اکٹ کے بموجب دفعہ ۲۶۵ - ایکٹ معاہدہ و شکل متذکرہ نمونہ نمبر ۱۱۳ ضمیمہ چہارم مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بالعا عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ عدالت منصف کو اختیار سماعت نالش مذکور کا اوس صورت مین نہوتا کہ وہ بموجب احکام دفعہ ۲۶۵ ایکٹ معاہدہ مطابق نمونہ نمبر ۱۱۳ ضمیمہ چہارم مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دایر کیجاتی۔

یہ بہی بیان کیا گیا ہے اگر نالش ناقص طور پر ترتیب دیگئی تہی اور اگر وہ ممنوع سماعت نہ تہی تو عرضی دعوی واسطے ترمیم کے واپس دیجانی چاہیئے۔

میری یہ رائے ہے کہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مانع نالش حال نہین ہے۔ نالشات نمبر ۹۵۸ و ۹۵۹ سنہ ۱۸۹۱ع مین مدعیان وقت نے دعوی رقوم خاص کا مدعا علیہم [illegible] کیا اور وہ نہوان نے کہ بابت تعدادہاے خاص کے حاصل کین [illegible] تنقیح طلب جو نالش ہذا مین قایم کیا گیا ہے یعنی حق مدعیان حال واسطے دلا پانے تعداد خاص کے مدعا علیہم حال [illegible] صریحاً اور فی الواقع فیصلہ شدہ تہا اور بغیر [illegible] بہی نہ تنہا میری یہہ بہی رائے ہے کہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مانع نالش ہذا نہین ہے۔ احکام دفعہ مذکورہ صرف اوس صورت مین متعلق ہوتے ہین جب بہی دونون نالشات مین ایک ہی ہو [illegible] وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے یہ بتلایا کہ ترتیب نالش حال واسطے جن منشاء و اغراض کے ویسی ہی ہے جیسی کہ ترتیب نالشات نمبر ۹۵۸ و ۹۵۹ سنہ ۱۸۹۱ع کی تہی اور اہم اختلاف صرف یہ تہا کہ نالش حال مین ایک خاص تعداد کا دعوی اس بیان سے کیا گیا ہے کہ تصفیہ حسابات کا ہوچکا تمام فریقون کے ہوا تہا اور نالشات سابق مین ایک تعداد خاص کا دعوی بعد تصفیہ حسابات کے کیا گیا تہا اور یہ ایک امر تنقیح طلب صریحاً قرار دیا گیا تہا کہ آیا بلحاظ احکام دفعہ ۲۶۵ - ایکٹ معاہدہ کے نالشات مذکور صحیح طور پر ترتیب دیگئی تہین یا نہین اور تجویز بحق مدعیان صادر ہوئی تہی یہ دلیل جہانتک کہ مجکو معلوم ہوتا ہے اون حکام ذیعلم کے روبرو پیش نہین کی گئی تہی جنہون نے سماعت اپیل کی اول مرتبہ کی اور بلحاظ اوس رائے کے جو مین وکیل ذیعلم کی دیگر حجتون کی نسبت قایم کرتا ہون کوئی رائے نسبت اسکے ظاہر کرنی ضرور نہین ہے۔

نسبت سوم و چہارم حجتون وکیل ذیعلم اپیلانٹ کے مجکو تحریرات بنرجی صاحب جسٹس سے

۱۸۹۵ء
دہنی رام شاہا
بنام
جہانگیر تہشاہا

بالکل اتفاق ہے کہ جن مین ہمن کوئی عبارت کار آمد طور پر اضافہ نہین کرسکتا مین ذیعلم حاکم موصوف سے اوس نتیجہ مین بہی جو حاکم موصوف نے نسبت واپس دینے عرضی دعوی کیواسطے ترمیم کے اخذ کیاہے اتفاق کرتا ہون۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ وہ نالش جس مین اپیل ہذا ہوا ہے مدعی اپیلانٹ نے اس بیان سے دایر کی تہی کہ وہ اور مدعا علیہم شریکان ایک شرکت کے بغرض کرنے تجارت گانجہ وغیرہ کے تہے جو ۱۸۹۲ء مین شروع ہوئی جسکا ۱۸۹۴ء مین فسخ ہوئی اور حصہ مدعی کا کاروبار مذکور مین ۱۵ گنڈہ تہا اور ۱۸۹۵ء مین دو نالشات جو نالشات نمبر ۹۰۸ و ۹۰۹ تہین بعض مدعا علیہم نے جو مدعا علیہم نرتیبی ہین بنام مدعی اور باقی مدعا علیہم کے دایر کی تہین جن مین تصفیہ حسابات کا امین عدالت دیوانی نے کیا تہا اور ڈگریات اور زر یافتنی تمام شرکا کا عدالت نے جیسا کہ فہرست نمبر ۲ عرضی دعوی مین مندرج ہے تجویز کیا تہا اور بمطابق حسابات مذکور کے رقم مابین کی مدعی کو اوسکے ۵ گنڈہ حصہ کی بابت واجب تہی جو مدعا علیہم نے باوجود تقاضاے ارگنڈہ متواتر کے ادا نہین کی اور مدعی کی یہ استدعا ہے کہ اوسکے حق مین ڈگری بنام اصل مدعا علیہم بابت تعداد مذکور کے صادر کیجائے یا کوئی اور ایسی دادرسی عطا کیجائے جو عدالت کی دانست مین مناسب معلوم ہو۔

جوابدہی منجملہ دیگر امور کے عذر عدم سماعت اور انکار دعوی کے حق سے تہا۔

امور تنقیح طلب جنکی بابت حسب استدعاے فریقین عدالت مرافعہ اولی مین تجویز ہوئی یہ تہے۔

اول۔ آیا نالش ازروے دفعات ۴۳ و ۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے یا نہین۔

دوم۔ آیا نالش مین تمادی عارض ہے یا نہین۔

سوم۔ فریقین مین سے کون مستوجب ادا کرنے کلہے اور اسکو اور اگر ہے تو کسقدر۔

انمین سے اول امر تنقیح طلب منصف ذیعلم نے جیسا کہ حاکم موصوف نے اپنی تجویز مین تحریر کیا ہے خود قایم کیا گو مدعا علیہم نے عذر مذکور پیش نہین کیا تہا حاکم موصوف نے فیصلہ اس امر تنقیح طلب کا خلاف مدعی کے کیا اور نالش بلا تجویز کرنے دیگر امور تنقیح طلب کے ڈسمس کی۔

بر طبق اپیل منجانب مدعی عدالت ماتحت اپیل نے اسکو اوسنے نسبت صحت فیصلہ منصف کے شبہات

سنہ ۱۹۰۸ع
...بنی ملاح شاہ
بنام
بہاگیرتی ناتھ

ظاہر کئے مگر باایں ہمہ ڈگری حاکم موصوف کو بحال رکھا اور نالش کو انہی وجوہ پر ڈسمس کیا ہے چونکہ مدعی نے اپنے دعوی کو فیصلہ نالشات سابق پر مبنی کیا تہا لہذا اوسکو یہ کہنے کی اجازت نہین ہوسکتی کہ اوس امر کی جواب پیش کیا گیا ہے سماعت اور قطعی طور پر تجویز نہین ہوئی علاوہ برین ترتیب نالش ناقص تہی کیونکہ وہ بطور نالش فسخ شرکت کے دایر نہین کی گئی تہی اور اگر نالش قابل مناسب دایر کیجاتی تو عدالت منصف کو اختیار اوسکی تجویز کرنیکا نہوتا۔

اپیل معروضہ مین منجانب مدعی اپیلانٹ کے یہ حجت کی گئی ہے۔

اولاً عدالت ہائے ماتحت نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ نالش از روئے دفعات ۱۳ و ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے۔

ثانیاً عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ عدالت ماتحت کو اختیار تجویز کرنے نالش کا اوس صورت مین نہوتا کہ وہ مناسب شکل مین دایر کیجاتی اور۔

ثالثاً۔ عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ ترتیب نالش ناقص ہے اور اگر کوئی نقص ترتیب نالش مین تہا بہی تو اوسکو لازم تہا کہ عرضی دعوی کی ترمیم ایسی شرائط متعلقہ خرچہ پر جو قرین انصاف اور مناسب ہوتین اس طرح پر کرتی کہ اس بیان کو کہ زر یافتنی تمام شرکا رکا نالش سابق مین تجویز ہو چکا ہے خارج کرتی اور ایک استدعا علی سبیل البدل واسطے ڈگری تفہیم حساب کے داخل کرتی۔

اول حجت اپیلانٹ کی میری رائے مین بالکل صحیح ہے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مانع نالش دوم صرف اوس صورت مین ہوتی ہے کہ مدعی نالش مذکورہ مدعی نالش اول بہی ہو اور مقدمہ مین مدعی نالش حال نالش سابق مین ایک مدعا علیہ تہا اور نہ ایک مدعی لہذا دفعہ ۴۳ مقدمہ حال سے تعلق نہین رکہہ سکتی نہ دفعہ ۱۳ مجموعہ کی مانع نالش ہذا محض اس وجہ سے ہوسکتی ہے کہ اوس معاملہ کی جواب فی الواقع تنازعہ ہے یعنے جس مین یہ امر داخل تہا کہ آیا مدعی مستحق دلاپانے کسی چیز کا مدعا علیہم مین سے کسی سے ہے یا نہین سماعت اور تجویز قطعی نالشات سابق مین فی الواقع یا تعبیراً حسب مراد تشریح ۲ کے نہین ہوئی تہی۔

دوسری حجت بہی اپیلانٹ کی میری دانست مین صحیح ہے صاحب جج ضلع نے یہ تحریر کیا ہے کہ "یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر نالش واسطے فسخ شرکت کے یا تصفیہ حسابات کے دایر کیجاتی تو وہ اندر اختیار منصف کے نہوتی تعداد متنازعہ ایکہزار روپیہ سے بڑہ جاتی" لیکن چونکہ جس مین نزاع تہا

ہنومان سہائے بنام ہابیر پرشاد

کہ چند سال ہوئے کہ شراکت فسخ ہوگئی ہے لہذا کوئی نالش واسطے فسخ شراکت کے ضروری نہ تھی اور اگر نالش واسطے تصفیہ حسابات کے بموجب دفعہ ۲۶۵ - ایکٹ معاہدہ کے دایر کیجاتی یا اگر نالش حال ایک نالش واسطے تفہیم حساب کے تصور کیجاتی تاہم بلحاظ اوس تعداد کے جسپر دادرسی مستدعیہ کا تعین کیا گیا ہے وہ اندر اختیار سماعت منصف کے ہوتی واسطے ایسی نالش کے رسوم عدالت بلحاظ تعداد مالیت کے بموجب دفعہ ۷ فقرہ ۴ ضمن (و) ایکٹ رسوم عدالت کے واجب الادا ہے (دیکھو لڈو بھائی پریم چند بنام ردی چند دینی چند (۱) اور چونکہ یہ صورت ہے لہذا بموجب دفعہ ۸ - ایکٹ تعین مالیت نالشات (۷ سنہ ۱۸۸۷ء) کے مالیت واسطے اغراض اختیار سماعت بھی وہی ہے جو واسطے شمار رسوم عدالت کے ہے یعنے وہ تعداد ہے جسپر دادرسی مستدعیہ کا تعین کرا گیا ہے کہ وہ مقدمہ نہ امین اندر حد اختیار سماعت منصف کے بلحاظ مالیت کے ہے -

نسبت تجویز سوم کے بیان کر مین نے اوپر تحریر کیا ہے کوئی نالش واسطے فسخ شراکت کے ضروری یا قابل پذیرائی نہ تھی کیونکہ یہ امر غیر متنازعہ ہے کہ شراکت ختم ہوگئی ہے نہ کوئی نالش واسطے تصفیہ حسابات شراکت کے ضروری یا قابل پذیرائی تھی کیونکہ طرفین مین سے کسی نے یہ بیان یا ظاہر نہین کیا ہے کہ کوئی قرضہ بابت کارخانہ شراکتی کے ذمہ کسی شخص ثالث کے ہے اور یہ بھی کہ بعض شرکا بابت کارخانہ شراکتی مذکور بعد فسخ شراکت کے بابت اپنے حصص سرمایہ شراکتی کے نالش دایر اور ڈگریات حاصل کرچکے ہین اور بدیں وجہ اب نسبت حقوق اور ذمہ داریوں شرکا کے تصور نہین کیا جاسکتا کہ وہ بدستور حسب منشائے دفعہ ۲۶۳ - ایکٹ معاہدہ کے قائم ہین اس امر کی نسبت بھی شبہ ہوسکتا ہے کہ نالش بابت حساب کے ہوسکتی ہے یا نہین نالش سابق مین جس مین تمام شرکا فریق تھے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ ایک کاس بذریعہ دائینان فریقین کے عمل مین آیا تھا اور ایک کاس مذکور کی جانچ امین عدالت دیوانی نے کی تھی جسنے حساب طیار کیا تھا اور ڈگری بحق مدعیان نالش مذکور برنباے حساب مذکور کے صادر کی گئی تھی علاوہ برین مدعا علیہ نمبر ۱ صرف ایک مدعا علیہ تھا جسنے کوئی جواب دعوی اس نالش مین کی تھی اور اوسنے اپنے بیان تحریری کے فقرہ ۲ مین یہ تحریر کیا کہ حسابات سنہ ۱۸۹۷ء تک ختم ہوگئے تھے واضح ہو کہ نسبت نالش تفہیم حساب معاملات شراکت کے یہ جواب ہی عمدہ ہے کہ حساب مابین فریقین کے طے ہوگیا اور اوسکا تصفیہ ہوگیا دیکھو مقدمات ٹیلر بنام ٹیلر (۲) ہیلو بیرٹ بنام ایبرو اہمنسہ (۳)

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۳۰۳ ؛ (۲) رپورٹ اہمنسہ وہمن سٹوارٹ صاحبان جلد ۲ صفحہ ۱۲ (۳) رپورٹ سیمنز جلد ۹ ونہ صاحبان جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ ۔

سنہ ۱۸۹۵ع
گوہنی لال مشا
بنام
بہاگیرتہ سنگہا

و دیگر مقدمات جنکا حوالہ لنڈلی صاحب کی کتاب بابت شرکت طبع پنجم صفحہ ۲۱۱ مین دیا گیا ہے لہذا مدعی پر بسبب الزام بابت ترتیب نالش کے جسطرحپر کہ اوس نے کی ہے نہین لگایا جا سکتا یعنی اوسنے استدعا صرف دلاپانے اپنے حصہ منافع شراکت کی جو اون حسابات مین دکہلایا گیا ہے جو نالش سابق مین طیار کیئے گئے تہے کی تہی اور بصراحت استدعا واسطے تصفیہ جدید حساب کے نہین کی تہی ورنہ بالآخر معمولی استدعا واسطے اوس دیگر دادرسی کے کی تہی جو عدالت کی رائے مین عطا کرنی مناسب ہو۔

مگر عرضی دعوی مین دو نقص ہین جنپر اعتراض ہوسکتا تہا اور وہ یہ ہین درج کرنا اس غلط بیان کا کہ زر منجات اور زر باقی تمام شرکا کے عدالتون سے نالشات سابق نمبر ۴۲۸ و ۹۰۵ سنہ ۱۸۸۹ع مین تجویز ہو چکے ہین اور ترک کرنا استدعائے علی سبیل البدل کا واسطے ڈگری تفہیم حساب کے اگر عدالت کی رائے مین وہ حساب جو نالش سابق مین طیار کیا گیا ایک کافی بنائے ڈگری واسطے اوس روپیہ کے نہو جسکا دعوی مدعی نے بطور اپنے حصہ منافع شراکت کے کیا ہے لیکن مجکو یہ بہی تحریر کرنا چاہیئے کہ غلط بیان درج کرنے اور متروک کرنے استدعائے علی سبیل البدل کے لیئے اس امر سے کسی قدر وجہ معافی کی پائی جاتی ہے کہ نالشات سابق مین عدالت نے اون کے کاغذات کو صحیح تصور کیا اور اپنی ڈگری بحق مدعیان معدودہ نالشات مذکور کو کاغذات مذکور پر مبنی کیا۔

جو امر کہ اب واسطے ہمارے فیصلہ کے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا نالش بوجہ صرف ان دو نقصون عرضی دعوی کے ڈسمس کیجانی چاہیئے یا نہین (دیگر وجوہ جنپر ڈگریات عدالتہائے ماتحت مبنی ہین جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا ہے صریحاً ناقابل پذیرائی ہین) یا آنکہ جس ترمیم کی استدعا کی گئی ہے اوسکی اجازت دینی چاہیئے اور مقدمہ عدالت مرافعہ اولی مین واسطے تجویز بربنائے رویداد کے واپس بہیجنا چاہیئے امر مذکور پر بہترین غور کرنے کے لئے بعد میرے نزدیک امر آخر الذکر مناسب طریقہ ہے جو اختیار کیا جانا چاہیئے۔

اولاً میرے نزدیک مدعی اپیلانٹ استحقاقاً مستحق واپسی مقدمہ کا ہے ابتدائی وجہ جسکی بنا سے عدالت مرافعہ اولی نے اوسکی نالش کو ڈسمس کیا صریحاً غلط ہے بعد ازان اون تین وجوہ مین یعنی امر تجویز شدہ نہونا اختیار سماعت کا اور غلطی شکل نالش جسپر عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری ڈسمسی کو بحال رکہا اول دو کا کلیتاً ناقابل پذیرائی ہونا پیشتر ثابت کیا گیا ہے اور نسبت تیسری کے صرف ایک نظیر جسکا حوالہ اوسکی تائید مین دیا گیا ہے یعنے مقدمہ پرشادداس ملک بنام رسک لال ملک (۱) مقدمہ حال سے صریحاً قابل امتیاز ہے اس مقدمہ مین دو نالشات منجانب

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۰۷۔

سنہ ۱۸۹۵ء دہنی رام شاکر بنام ہائیر تہہ شاہ

بعض شرکار کے ہوچکی ہین جن مین حسابات طیار کئے گئے تہے اور ڈگریات مدعیان نالشات مذکورہ نے حاصل کی تہین یہ امر کہ آیا حسابات مذکورہ سے جو تمام فریقین نالش ہذا کی موجودگی مین طیار کئے گئے تہے ایک کافی بنا ڈگری بحق مدعیان نالش حال کے حاصل ہو سکتی ہے یا نہین ایک ایسا امر ہے جسکی نسبت عدالتہائے ماتحت مین سے کسی نے تجویز نہین کی ہے اور مدعی اپیلانٹ صریحاً مستحق فیصلہ عدالت کا نسبت امور مذکور کے ہے بغرض کئے جانے ایسے فیصلہ کے اصل مقدمہ واپس بہیجا جانا چاہئے اور بموجب امر مذکور کے یہ رہجاتا ہے یعنے آیا واپسی مقدمہ مین ہمکو یہ ہدایت عدالت ماتحت کو کرنی لازم ہے یا نہین کہ ترمیم عرضی دعوی کی بطریق متدعیہ کیجائے۔

میرے نزدیک بموجب دفعہ ۵۳ ضمن (ج) بشمول دفعات ۵۸۲ و ۵۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہمکو یہ اختیار ہے کہ عرضی دعوی کو ترمیم کرین یا عدالت ماتحت کو ہدایت کرین کہ وہ ایسا کرے اگر ہمارے نزدیک ایسا کرنا مناسب ہو بشرطیکہ ترمیم مذکور سے نالش ایک قسم کی تبدیل ہوکر دوسری قسم کی نالش مختلف نوعیت کی نہو جائے۔

علاوہ برین میرے نزدیک ترمیم متدعیہ سے خلاف ورزی فقرہ شرطیہ دفعہ ۵۳ مجموعہ مذکور محولہ بالا کی نہین ہوتی ہے کیونکہ نالش جیسی کہ وہ ترتیب دی گئی ہے ایک نالش واسطے ایک خاص رقم زرنقد کے بابت حصہ منافع مدعی شراکت فسخ شدہ کے ہے اور وہ اس بیان پر مبنی ہے کہ حسابات شراکت کا تصفیہ امین عدالت دیوانی کرچکا ہے اور توضیحات اور زر باقی شرکار جو عدالت سے دو نالشات سابق مین تجویز ہو چکا ہے کس خاص طور پر کیا گیا ہے اور نیز واسطے ایسی دیگر دادرسی کے ہے جو عدالت کو مناسب معلوم ہو ترمیم متدعیہ کی یہ غرض ہے کہ غلط بیان توضیحات اور زر باقی شرکار کا عدالت سے تجویز ہو جانے کا متروک کیا جاوے اور ایک استدعا علی سبیل البدل واسطے حساب کے درج کیجائے اگر عدالت کی رائے مین وہ حساب جو نالش سابق مین طیار کیا گیا ہے کافی بنائے ڈگری زرنقد متدعیہ مدعی نہو اس سے میری رائے مین نوعیت نالش مذکور کی ایسی تبدیل نہین ہوتی ہے کہ وہ ایک نالش دوسری اور مختلف نوعیت کی حسب مراد فقرہ شرطیہ دفعہ ۵۳ کے ہو جائے نالش مذکور ایسا ہی ایک نالش بابت اوس روپیہ کے ہوگی جو مدعی کا حصہ منافع ایک فسخ شدہ شراکت کا ہے اور کیا جانا حساب کا صرف ایک امر ضمنی اصل دادرسی متدعویہ کا ہے اور وہ صرف اوس صورت مین ضروری ہے کہ عدالت یہ فیصلہ کرے کہ جو حساب نالش سابق مین طیار کیا گیا تہا جسمین

سنہ ۱۸۹۵ع دہنی رام مرٹ بنام بہایرتہہ سٹ

تمام فریق نالش حال کے فریق تہے ایک کافی بناء ڈگری کی نہین ہے بلاشک یہ امر بخوبی شبہہ کیا جاسکتا ہے کہ آیا واسطے ایسی غرض کے کوئی ترمیم عرضی دعوی کی ضروری بہی ہے یا نہین اور آیا عام استدعا واسطے ایسی دیگر دادرسی کے جو عدالت کے نزدیک مناسب معلوم ہو اسلئے کافی ہے کہ مدعی کو عدالت سے یہ استدعا کرنے کا استحقاق ہو کہ اگر ضرورت ہو حسابات کی جانچ کیجائے دیکہو مقدمہ لالہ شیو پرشاد بنام جگرناتہہ (۱)۔

اب باقی رہا صرف دیکہنا اس امر کا کہ آیا یہ مناسب و صحیح ہے یا نہین کہ باستعمال اپنے اختیار تمیزی کے ہم اجازت ترمیم کی دین اور مقدمہ کو واپس بہیجین میرے نزدیک یہ مناسب اور صحیح ہے۔ عرضی دعوی مین وہ تمام بیانات واقعات کے مندرج ہین جو نالش تفہیم حساب مین ضروری ہین یعنے واقعات متعلق شرکائے شراکت و حصہ مدعی اور تاریخین شروع اور فسخ ہونے کارخانہ کی ماسوائے اسکے جیسا کہ مین نے پیشتر تحریر کیا ہے کہ بقدر وجہ معافی درج کرنے اوس بیان غلط کی تہی جسکے ترک کرنے کی اب استدعا ہے اور جو اسبارہ مین ہے کہ زربافتنی تمام شرکا کی عدالت سے نالش سابق مین تجویز ہو چکی ہے اور ترک کئے جانے استدعائے علی سبیل البدل واسطے کئے جانے حساب کے ہے جسکے درج کئے جانے کی اب استدعا ہے علاوہ برین غلط بیان عرضی دعوی محولہ بالا مین فریباً یا بہنیت دہوکہ دہی نہین کیا جاسکتا تہا کیونکہ وہ نالشات جن مین زرہائے یافتنی مدعی کا تجویز ہو جانا بیان کیا گیا ہے اونکے شرکا نے تخصیص کے ساتہہ بیان کئے ہین اور تجویز مصدرہ نالشات مذکور خود مدعی نے داخل کی ہے اور گو یہ صحیح ہے کہ نالش مذکور بہت عرصہ سے دایر ہے مگر مدعی پر ہرگز کوئی الزام نہین عاید ہوتا کیونکہ توقف اسوجہ سے ہوا ہے کہ عدالت ہائے ماتحت نے نالش کو غلط اور ناکافی وجوہ ابتدائی پر بلا دیکہنے رویداد کے ڈسمس کیا تہا لہذا اوس ترمیم کی نسبت جسکی مین اجازت دونگا یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ مضر مدعاعلیہم کے ہوگی سوائے امر خرچہ کے جسکی نسبت جو حکم کہ مجکو صادر کرنا چاہیئے یہ ہے کہ اپیلانٹ مدعاعلیہم کو کل وہ خرچہ جو اونکا جملہ عدالتون مین ابتک ہوا ہے ادا کرے۔

اگر اوس ترمیم کا جسکی اجازت دینا مین تجویز کرتا ہون یہ نتیجہ ہوتا کہ اوسمین کوئی ایسا دعوی جدید شامل ہو جائے جو اب اوس صورت مین ممنوع السماعت ہوتا کہ نالش جدید دایر کرتی

(۱) لاء رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۔

سنہ ۱۹۰۵ء
رام شاہا
بنام
ہستاہا

پڑتی تو نسبت ترمیم کے یہ اعتراض ہوسکتا تہا کہ اوس سے مدعاعلیہم کا نقصان ہوگا اور مقدمہ ویلڈن بنام نیل (۱) کا حوالہ تائید اعتراض مذکور کے دیا جاسکتا گو اوس صورت مین بہی ماسٹر آف دی رولس نے بعض مستثنیات بقید ترمیم مذکورہ اندر بہت خاص حالات کے باقی رکہی ہین اور بمقدمہ محمد ظہور علیخان بنام تہکرانی رتناکنور (۲) حکام عالیمقام پریوی کونسل نے ترمیم عرضی دعوی کی اس خیال سے جائز رکہی کہ "نالش جدید مین غالباً عذر ایکٹ مدسماعت کا ہوتا اور بلحاظ حالات مقدمہ کے ایسی جوابدہی خلاف انصاف ہے" لیکن مقدمہ حال مین ترمیم کو سے داخل ہوتا کسی جدید دعوی یا وجہ نالش کا لازم نہین آتا۔

مقدمات مثل مقدمہ ہذا مین میرے نزدیک صحیح قاعدہ جسکی پیروی کیجانی چاہیے وہ ہے جو لارڈ جسٹس بوین صاحب نے بمقدمہ کراپر بنام اسمتہ (۳) قرار دیا ہے جس مین حاکم ذیعلم موصوف نے یہ فرمایا ہے "مجکو کسی قسم کی ایسی غلطی یا سہو معلوم نہین ہے جسکی اگر وہ فریبانہ نہو یا اوسکا مقصود دہوکہ سے نہو عدالت کو تصحیح نہین کرنی چاہیے اگر وہ بلا بے انصافی بحق فریق دیگر ہوسکتی ہو عدالتین اس غرض سے نہین ہین کہ تعلیم دین بلکہ اس غرض سے ہین کہ امور متنازعہ کا فیصلہ کرین اور مین ایسی ترمیم کو معاملہ عنایت یا رعایت تصور نہین کرتا ہون۔

گو اپیل مین (لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۹ صفحہ ۲۵۹) لارڈ سلیورن صاحب نے نسبت اس امر کے شبہہ کیا کہ آیا بلحاظ حالات خاص مقدمہ مذکور کے ترمیم مزبور کی اجازت دینی چاہیے حاکم عالیمقام نے عام عبارت تحریر مذکور کو پسند فرمایا۔

جو طریقہ کہ مین تجویز کرتا ہون اوسکی بخوبی تائید مقدمات منفصلہ عدالت ہذا و پریوی کونسل سے ہوتی ہے دیکہو مقدمات محمد ظہور علی بنام تہکرانی رتناکنور (۲) وجوزف بنام سولبنو (۵) ورادیال خان بنام اجودہیا رام خان (۶) یہ صحیح ہے کہ مقدمات مذکور کا فیصلہ بموجب قانون سابق کے ہوا تہا لیکن تابع شرط دفعہ ۵۳ مندرجہ بالا کے جسکی خلاف ورزی مقدمہ ہذا مین نہین پائی ہوتی ہے قانون جدید اسبارہ مین ٹہیک وہی ہے جو سابق مین تہا مین مقدمہ کرٹس بنام اسمیتھ (۷) کا بہی حوالہ تائید اس رائے کے دیکہتا ہون جو مین نے قایم کی ہے کہ ترمیم مستدعیہ کی اجازت دیجاے۔

(۱) لا رپورٹ کوئینس بنچ ڈویزن جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۴ (۲) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۸ (۳) لا رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۲۶ صفحہ ۷۰۰ (۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۴۴۱ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۸ صفحہ ۴۳ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۰ (۶) ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۲۵۴ (۷) لا رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۳ صفحہ ۸۰۷

دونی رعیت شاہ
بنام
بہاگیرتھ شاہ

پس نتیجہ یہ ہے کہ میری رائے میں مقدمہ عدالت مرافعہ اولی میں بدین ہدایت واپس کیا جانا چاہئے
کہ عدالت موصوف ترمیم عرضی دعوی کی بموجب دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس طور پر کرے
کہ یہ بیان کر دیا جاوے کہ تمام شرکا کا نالش سابق میں تجویز ہو چکا ہے تو کیا جاوے اور استدعا
مابین ... البدل متذکرہ بالا درست ہے ... کیجاوے گا بشرطیکہ مدعی اپیلانٹ عدالت
مرافعہ اولی میں ایک ہفتہ کے اندر ... عدالت موصوف ... کے پہونچنے کی کل خرچہ مدعا علیہم
... کا اوس تاریخ تک ... ادا کرے ... حسب مندرجہ بالا اندر میعاد ... کے
عمل نہ کیا جاوے تو یہ اپیل معہ خرچہ کے ... کیا جائیگا۔

چونکہ اوپر تحریر کیا گیا ہے اپیلانٹ دوم نمبر ۹۵ لغایت ۹۵ سے بھی ...
لیکن چونکہ ... زلیلم ... صاحب جج کی رائے مختلف ہے اور چونکہ
جنکی بابت باہم ہمارے اختلاف ہے ... لہذا ہمارے نزدیک ...
بموجب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی الشمول دفعہ ۵۸۷ ... جیسا کہ ...
صاحب تجویز فرماوین سپرد کئے جاوین چنانچہ مقدمات روبرو ... جسٹس ... پیش کئے جاتے
ریمپنی صاحب جسٹس ۔ مدعی نالش ہذا اور مدعیان نالشات متعلق ان بیانات سے
نالشات کرتے ہین اول نامبردگان شرکا ایک کارخانہ کے تھے جو سنہ ۱۲۹۲ بنگلہ مین شروع ...
۹ جیٹ سنہ ۱۲۹۶ بنگلہ مین ختم ہوا تھا دوم نالش نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۸۹ع مین جو مدعا علیہ نمبر ۱۳ وغیرہ
نے دایر کی تھی اور نالش نمبر ۹۵ سنہ مذکور مین جو مدعا علیہ نمبر ۱۵ وغیرہ نے دایر کی تھی اور
جس مین تمام شرکا کارخانہ کے شریک تھے حسابات کا تصفیہ مین عدالت دیوانی سے کیا تھا اور
وضعات اور بقیہ قطعی تمام شرکا کے عدالت سے حسب مندرجہ فہرست ا کے تجویز کئے گئے
تھے سوم مطابق حسابات مذکور کے ایک رقم ہر مدعی کو واجب ہے جسکے ادا کرنے سے مدعا علیہم وجوہ
تقاضائے متواتر کے قاصر رہے ہین لہذا نامبردگان یہ استدعا کرتے ہین کہ ڈگری بابت ان
رقوم کے یا کسی اور دادرسی کے جو عدالت کے نزدیک مناسب معلوم ہو صادر کیجاوے۔
واضح ہو کہ انہیں تجویز روبرو منصف کے یہ ثابت ہوا ہے کہ بیانات اصل مین
صحیح ہین نالشات نمبر ۹۵ و ۹۹ سنہ ۱۸۸۹ع مین جیسا کہ منصف نے تحریر کیا ہے ذمہ داریان
تمام شرکا کی طے ہو گئی تہین گو بوجہ ... مدعیان وقت کے اونہوں نے ڈگری بابت
اپنے حصہ کے روپیہ کے حاصل نہین کئیں بدینوجہ گو نالشات حال صریح طور پر ازروئے دفعہ ۱۳

سنہ ۱۸۹۵ء
منشی رام شاہ
بنام
آئیتہ شاہ

مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت نہون تاہم یہ صاف ظاہر ہے کہ مدعیان از روئے خود اپنے بیان کے مستحق اوس دادرسی کے نہین ہین جسکی استدعا وہ ان نالشات مین کرتے ہین یا ہنرگان مستحق اون خاص رقوم زرنقد کے نہین ہین جنکے وہ اپنے آپکو مستحق بیان کرتے ہین کیونکہ کوئی ایسی رقوم اونکو نالشات سابق مین دلائی نہین گئی تہین ساتھہ ہی اسکے مجھکو یہ کہنا چاہئے کہ مجھکو شبہہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا یہ نالشات از روئے دفعہ ۱۳ کے ممنوع السماعت ہین یا نہین نالشات سابق واسطے تصفیہ حسابات شراکت کے تہین اونکا تصفیہ ابتک نہین کیا تہا اور گو اون رقوم کی جو مدعیان حال کو واجب ہین عدالت سے ڈگری نہین ہوئی یہ خود مدعیان کا قصور تہا ممکن تہا کہ وہ عدالت سے یہ استدعا کرتے کہ اونکے حق مین ڈگریات بابت اون رقوم کے صادر کیجاوین جو آیندہ اونکی بابت تجویز کی تہین اور وہ اونکو ملجاتین لہذا اغلب درجہ وجہ واسطے یہ حجت کرنیکے ہے کہ بموجب تشریحات ۲ و ۳ متعلقہ دفعہ ۱۳ کے نالشات حال ممنوع السماعت ہین مگر چاہے جو کچھہ صورت ہو یہ ظاہر ہے کہ بیلحاظ شہادت کے مدعیان مستحق اون رقوم خاص کے نہین ہین جنکی وہ نالش کرتے ہین اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمکو چاہئے کہ ہم ترمیم عرایض دعوی ان نالشات کی کرین اور واسطے فایدہ مدعیان کے اونکو عرایض دعوی تصفیہ حساب کی بنا وین میرے نزدیک یہ نہین کیا جانا چاہئے کیونکہ اولاً میرے نزدیک ضمن (ج) دفعہ ۵۳ کا کہ صرف یہی ایک ایسی ضمن ہے جسکے بموجب عرایض دعوی کی اب ترمیم ہو سکتی ہے یہ مقصود ہے یا اوسمین اجازت ایسی ترمیمات عظیم کی ہے جیسی کہ اب بیان کیا گیا ہے کہ ہمکو عرایض دعوی مین کرنی چاہئین دوسرا میرے نزدیک ایسا کرنا انحراف فقرہ شرطیہ متعلقہ دفعہ ۵۳ سے ہوگا جو کچھہ کہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمکو کرنا چاہئے ہماری دانست مین ترمیم عرایض دعوی نہین ہے بلکہ عرایض جدید بنانا ہے یعنی بجائے یہ دعوی کرنے کے جیسا کہ عرایض دعوی حال مین کیا گیا ہے کہ توضیحات اور زر یافتنی تمام فریقون کا نالشات سابق مین عدالت سے تجویز ہو گیا تہا یہ ضروری ہوگا کہ اوسکے خلاف دعوے کیا جائے اور یہ بیان کیا جائے کہ ان نالشات سابق مین توضیحات اور زر یافتنی جملہ شرکا کی تجویز عدالت سے نہین ہوئی تہی اور بجائے یہ استدعا کرنے کے کہ ڈگریات بابت اون رقوم کے صادر کیجاوین جو مدعیان کو واجب تجویز ہو چکی ہین یہ استدعا کیجاوے گی کہ حسابات شراکت کا تصفیہ کیا جائے اور بابت اون رقوم کے اگر کوئی ہون ڈگریات صادر کیجاوین جنکے لوگ مدعا علیہم تجویز کئے جاوین علاوہ اسکے وہ ترمیمات جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمکو کرنی چاہئین یا عدالت ماتحت کو

دنبی رمشنا
بنام
مہاگیر نہتنا

حکم دیا جانا چاہیئے کہ کیسے ایسی ترمیمات ہین جو میرے نزدیک کوئی عدالت مدعی کی طرف سے نہین کر سکتی
ہے بلکہ وہ ایسی ہین کہ جو صحیح طور پر صرف خود اوسکے مشیران اہل پیشہ کر سکتے تھے مزید بران فقرہ
شرطیہ متعلقہ دفعہ ۵۳ مین صریحاً یہ مندرج ہے کہ عرضی دعوی کی ترمیم وہ فریق جسکو وہ واسطے ترمیم کے
واپس دیجائے یا عدالت اس طرح پر نہین کر سکتی کہ نالش ایک قسم کی بدلکر دوسری اور مختلف نوعیت کی
ہوجائے لیکن اگر عدالت عرایض دعوی ان نالشات کو ترمیم کرے اور بخلاف بیانات موجودہ مندرجہ
عرایض دعوی کے مدعیان کی طرف سے یہ بیان کرے کہ حسابات شراکت کا تصفیہ پہلے نہین
ہوا ہے اور استدعا واسطے تصفیہ حسابات کے بجائے استدعا دلاپانے رقوم معینہ زر نقد کے کرے
تو کیا یہ بدلنا نالشات کا دوسری اور خلاف قسم کی نالشات مین نہین ہے کیا یہ بالکل تبدیل کرنا
وجہ مخاصمت نالشات کا نہین ہے میرے نزدیک ہے۔

علاوہ اسکے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۵۳ (ج) مین عرضی دعوی ایسے طریق پر مقصود ہے
کہ بعد اسکے کہ ترمیم کیجائے تجویز فوراً صادر ہو سکے مگر چاہے جو کچھ صورت ہو میرے نزدیک اوسکا
یہ مقصود نہین ہے کہ مقدمہ واپس بھیجا جائے اور از سر نو تجویز کیجائے کہ جسکے حکم دینے کی ہم سے
درخواست کی گئی ہے اور جیسا کہ بلاشک ان نالشات مین اوس حالت مین کیا جانا چاہیئے
کہ مدعیان کوئی دادرسی حاصل کرسکین احکام مندرجہ مجموعہ نسبت واپسی مقدمہ کے دفعات
۵۶۲ و ۵۶۶ مین اور دونون مین سے کسی کی رو سے میری دانست مین ہمارا واپس بھیجنا ان
مقدمات کا جایز نہین ہے نالشات مذکور کی بخوبی تجویز بربنا اون بیانات کے جو مدعیان نے کیئے
اور اون امور تنقیح طلب کے جو ان بیانات سے پیدا ہوتے ہین ہوئی ہے کوئی شہادت خارج نہین کی گئی ہے
اور کوئی شہادت جدید اسلیئے مطلوب نہین ہے کہ جو امور تنقیح طلب مدعی کے بیانات سے پیدا ہوتے
ہین فیصل کیئے جائین لہذا میرے نزدیک مقدمات مذکور اسلیئے واپس بھیجے جانے نہین چاہئین کہ
مدعیان اپنے مقدمہ کی ترمیم کرین اور نزاع از سر نو شروع کرین۔

علاوہ برین اگر ہم مدعیان کی استدعاؤن کو تسلیم کرین تو کیا اوس سے کچھ فائدہ ہوگا کیا وہ
نالشات جو تبدیل شدہ ہونگی بموجب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت نہونگی اوسوقت
نالشات مذکور نالشات تصفیہ حسابات ہونگی نالشات سابق اسی قسم کی نالشات نہین تھین تمام شرکا
کاروبار مذکور کے نالشات سابق مین فریق نہ تھے مدعیان حال اون نالشات مین مدعاعلیہم تھے اور
بدینوجہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اونہون نے استدعا کسی دادرسی کی اپنی عرضی دعوی مین نہین کی ہے

ندیکن ثالث نے تصفیہ حسابات شراکت مین مثل ثالثات کے بغرض التصفیہ بین المتنازعین کے بلا سلسلہ تمام فریق مدعیان مقصور ہوئے ہین اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ سند کی دادرسی کیے ہین اگر یہ اوسکا دعوی بذریعہ عرضی دعوی کے کرین کیونکہ بذریعہ بیانات تحریری کے

جو طریقہ کہ ہمارے نزدیک ان مقدمات مین اختیار کیا جانا چاہئے یہ ہے کہ مدعیان کو اجازت دیجاوے کہ اپنی ثالث سے حسب دفعہ ۲۷۳ کے وصف پیرو ہو رہیں اور انکو یہ اجازت دیجاوے کہ اگر وہ چاہین تو نالشات جدید دائر کرین اونکی یہ خواہش نہین ہے کہ انکو اب کرنے کی اجازت دیجاوے اسوجہ سے کہ اونکو یہ اندیشہ ہے کہ نالشات جدید مین تمادی عارض ہوگی مگر یہ ظاہر نہین ہے کہ کیونکر ہوگی اور بہرحال یہ ایسا خیال نہین ہے کہ اسکی کچھ وقعت ہمارے نزدیک ہونی چاہئے۔

بلحاظ خیال مدعیان کے ممکن ہے کہ یہ دقت سختی ہو کہ اونکو کوئی دادرسی نملے لیکن اگر یہ صورت ہو تو یہ بالکل خود اونکا قصور ہے ممکن تہا کہ اونکی دادرسی ثالث سابق مین اگر وہ پسند کرتے کہ اوسکی استدعا کرین کیجاتی شاید ممکن تہا کہ اونکی دادرسی ثالث سے حاصل ہو جاتی اگر چہ اونکو مناسب طور پر ترتیب دیتے ممکن ہے کہ شکل ثالث بحال دفعہ ۵۰۶ دانستہ اس غرض سے اختیار کی گئی ہو کہ احکام دفعہ ۴۳ سے گریز کیا جاوے لیکن مدعیان نے خود اپنا طریق دعوی کرنیکا اختیار کی گئی ہو کہ احکام دفعہ ۴۳ سے گریز کیا جاوے لیکن مدعیان نے خود اپنا طریق دعوی کرنیکا اختیار کیا اور اگر وہ ناکامیاب رہے تو یہ اونکا قصور ہے جیسا کہ ذیلیم وکلائے رسپانڈنٹ نے بیان کیا ہے انصاف نتہا حق مدعیان کا ہی نہین ہے مدعا علیہم کو اوسی قدر حق انصاف یا رعایت کا کہ جو ان نالشات مین چاہی گئی ہے حاصل ہے جیسا کہ مدیون کو اور اگر مصلحت قانون یہ ہے کہ نزاعات ختم ہونی چاہئیں جسکی وجہ اوسمین یہ حکم ہے کہ نالش اگر وہ اندر میعاد معین کے دائر نہ کیجاوے ممنوع السماعت ہے اور مدعا علیہ اوسی معاملہ کی بابت متواتر نالشات کرنے کی وجہ سے دقت مین نہ ڈالا جاوے تو میری دانست مین یہ امر کہ مدعا علیہم نالشات متعدد فاصل نا انصافی ہوگا کہ اونکو فائدہ ان احکام قانون کا نہ دیا جاوے۔

اپیل منظور ہوئی

۲- اپریل ۱۸۹۵ء

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس سیل صاحب جسٹس

بمعاملہ دفعہ ۴۵- ایکٹ دادرسی خاص (اسکشلہ ۱۸۷۷ء) و بمعاملہ ایکٹ بنگالہ ۲- سنہ ۱۸۸۸ء و بمعاملہ ڈبلو کارک ہل وغیرہ-

انتخاب میونسپلٹی- ایکٹ دادرسی خاص (۱۸۷۷ء) دفعہ ۴۵- قانون انتخاب- ایکٹ انتماع میونسپلٹی کلکتہ (ایکٹ بنگالہ ۲ سنہ ۱۸۸۸ء) دفعات ۸ و ۱۴ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۳۱ و ۳۲- میونسپل کمشنر کا انتخاب- فہرست رائے دہندگان- چیرمین (میر مجلس) کا اختیار کس حکم سے-

ایکٹ میونسپلٹی کلکتہ (ایکٹ بنگالہ ۲ سنہ ۱۸۸۸ء) مین یا قواعد لوکل گورنمنٹ مجوزہ حسب دفعہ ۱۹ ایکٹ مذکور مین کوئی امر ایسا نہیں ہے جسکی رو سے ضرور ہو کہ نام امیدوار یا تجویز کنندہ یا تائید کنندہ یا منظور کنندہ کسی امیدوار کا کسی انتخاب میونسپلٹی مین رائے دہندگان کی فہرست مرتبہ مین مشتہر کیا جائے-

دفعات ۲۰ و ۲۳- ایکٹ مذکور مین صرف قواعد متعلق رائے دہندگان کے مندرج ہین وہ متعلق ایسا قنون تجویز کنندگان یا تائید کنندگان یا منظور کنندگان کے نہین ہین-

دفعات ۸ و ۱۴ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۳ و ۳۱ و ۳۲ کی بابت بحث کی گئی-

تجویز ضمنی- ہائیکورٹ کو بذریعہ ایک کارروائی از قسم کوا وارنٹو (دیعنے کس حکم سے) کے یہ اختیار ہے کہ ایسے شخص کو جو باضابطہ منتخب نہین ہوا ہے عملین لانے ایسے کمشنر کی خدمات سے باز رکھے جو باضابطہ منتخب ہوا ہو چیرمین کو کوئی اختیار تمیزی عدالتانہ طیار کرنے فہرست امیدواران مین نہین ہے-

بمعاملہ منی لال گہوس (۱) پسند کیا گیا-

بموجب دفعہ ۳۱- ایکٹ مذکور کے ہر امیدوار انتخاب کو لازم ہے کہ اپنا نام چیرمین کے پاس اقل درجہ سات روز قبل وس تاریخ کے جو واسطے انتخاب کے مقرر ہو معہ نامہ اپنے تجویز کنندگان و تائید کنندگان و منظور کنندگان کے بھیجے چیرمین کو یہ اختیار نہین ہے کہ اس قاعدہ درگذر کر کر درخواست با ضابطہ مین بعمیل دفعہ ۳۱- ایکٹ مذکور کی ہو گئی ہو چیرمین کو کوئی اختیار نہین ہے کہ اس سے انکار کرے اور امور متعلقہ بہ نسبت اون اشخاص کے تجویز کیے ہوئے جو دعوی کرتے ہون کہ امیدواران کا رائے ہون چیرمین صرف نظر ثانی ابتدائی فہرست رائے دہندگان کی اوس طریق پر جو دفعہ ۲۲ مین مندرج ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۲-

بمقابلہ مارک ہل

یا بر طبق درخواست کے جو حسب دفعہ ۱۲ گذرے یا مطابق حکم پریزیڈنسی مجسٹریٹ حسب دفعہ ۱۰ کے کرسکتا ہے۔ جاری کرنے تتمہ فہرست رائے دہندگان کی اجازت ایکٹ مذکور مین نہین ہے۔

تعریف لفظ "انتخاب کنندہ" کی معہ ضروری لیاقتون کے دفعہ ۸۔ ایکٹ مذکور مین مندرج ہے ایکٹ مذکور مین کوئی امر ایسا نہین ہے جسکی رو سے کسی ایسے شخص کو جسکو لیاقت رائے دینے کی بموجب دفعہ ۸ کے حاصل ہو رائے دینے کی امتناع ہو گو اوسکا نام مرتمہ فہرست رائے دہندگان مین ہو صرف ایک امتناع قواعد لوکل گورنمنٹ مجریہ حسب دفعہ ۱۹ ایکٹ مذکور مین پائی جاتی ہے۔

۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کو رجنی موہن چیٹرجی نے حکم بنام کپتان ڈبلو کارک ہل کارپوریشن کلکتہ چیرمین کارپوریشن واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے حاصل کیا کہ کیون چیرمین کو یہ ہدایت نہ کیجائے کہ کپتان کارک ہل کا نام فہرست اون امیدوارون سے خارج کرے جو میونسپلٹی کے انتخاب مین منتخب کئے گئے ہین اور بجائے اوسکے نام کے رجنی موہن چیٹرجی ایک کامیاب امیدوار کا نام درج کرے اور کیون کپتان ڈبلو کارک ہل بطور کمشنر حلقہ نمبر ۱۸ (ہیسٹنگ وارڈ) کے کام کرنے سے باز نرہے۔

بوقت انتخاب میونسپل کمشنران کے مارچ سنہ ۱۸۹۵ء مین تین امیدواران واسطے حلقہ نمبر ۱۸ کے تھے کپتان ڈبلو کارک ہل و مسٹر سی ایف ڈیف ہولٹس و سائل بابو رجنی موہن چیٹرجی۔ مسٹر ڈیف ہولٹس و کپتان ڈبلو کارک ہل باضابطہ کمشنران منتخب ہوئے ۱۲ و ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کو اور قبل انتخاب کے سائل نے بذریعہ ایک چٹھی موسومہ چیرمین کے نسبت امیدواری کپتان کارک ہل کے خاص کر دو وجوہ پر عذر کیا (۱) یہ کہ ایک منجملہ تجویز کنندگان بوقت انتخاب کپتان ڈبلو کارک ہل کے مسٹر بی پی ... جو منتخب کنندہ نہ تھا کیونکہ اوسکا نام فہرست رائے دہندگان مین نہ تھا صرف ایک نام ... اوسکے نام ایم کوہین کا تھا (۲) یہ کہ اسامئے چار منجملہ آٹھ منظور کنندگان کے جواز روئے ایکٹ میونسپلٹی کے ضروری ہین فہرست رائے دہندگان مین مندرج نہ تھے حکم مذکور واسطے سماعت کے ۲۔ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کو پیش ہوا۔

مسٹر او کنیلی منجانب کپتان کارک ہل۔ مسٹر نیس و مسٹر پالٹ منجانب رجنی موہن چیٹرجی۔

مسٹر او کنیلی واسطے اظہار وجہ کے یہ صحیح ہے کہ نام بی پی کوہینس کا فہرست مین مندرج نہین ہے لیکن ایم کوہین کا مندرج ہے دستخط خود اوسکی رو سے کئے ہین لیکن کوئی امر قانونی ... مذکور مین نہین ہے اور اسمین کوئی غلطی نہین ہوسکتی کہ کس سے مراد ہے غلطی مذکور بذریعہ ایک امر اسکے پیدا ہوئی جو اسکی ... اور تجویز کنندہ کے ہوئی تجویز کنندہ کی چٹھیات اوسکی ... دینے لگی نہین ہوجب

معاملہ کاڑسے بل

بحث فریق ثانی کے اگر کلرک کسی نام کے ہجے غلط لکہے تو آدمی کی لیاقت رائے دینے کی جاتی نہیں رہتی

پہلی عذر کئے جانے کے ایک امیدوار تجویز کنندہ مسٹر بلودی ہتی حاصل کیا گیا تہا اور اوسکا نام [illegible] کو

درج کیا گیا الستیت عذر دوم کے یہ صحیح ہے کہ نام چہار تجویز کنندگان کے فہرست میں مندرج نہیں ہے لیکن

کوئی درخواست حسب نمبر ۳۱- ایکٹ میونسپلٹی کے واسطے اونکے درج کئے نہیں کی گئی تہی [illegible]

بعد ازان ایک تتمہ فہرست متوہمہ مین درج کئے گئے تہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] تہی

حیثیت بیہودہ ہے کہ چیرمین کو یہ اختیار نہ تہا کہ اونکے نام بعد ازان فہرست مین درج [illegible] اوسکو کلی

اختیار ہے اور یہ کوئی بحث الگی نہیں ہے کہ بعد ازان اصحاب کو شامل کرے تو [illegible]

یہ متروک ہوئے تہے اس عدالت کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ چیرمین کا [illegible]

ہے بجز اسکے کہ وہ ایسا اختیار عملدرآمد مین لائے جو اوسکو حاصل نہیں ہے یا اوس [illegible]

ہے جو اوسکو حاصل ہے [illegible] کو اختیار وسیع بموجب دفعہ ۴۵ [illegible]

اوس نزاع مابین اہل مقدمہ اور چیرمین کے ہو لہذا سب عدالت چیف [illegible]

اور ہائیکورٹ عدالت سے استدعا نہ صرف یہ کی گئی ہے کہ انتخاب کو منسوخ [illegible]

[illegible] ایسے شخص کے منسوخ کرے جسکو متوقع منتخب ہونیکا بربنائے خود [illegible]

[illegible] جو بکوشش [illegible] خلاف مرضی انکے بکنندگان کے بذریعہ اس حکم [illegible]

دیا ہے احکام متنقبہ دفعہ ۴۵ ایکٹ دادرسی خاص کے از قسم بینڈیمس یا سرٹیاری [illegible]

ہیں اور صرف اوس صورت مین جاری ہونے چاہئیں کہ جب کسی [illegible] یا عہدہ دار [illegible]

ایسے اختیار کا کیا ہو جو اوسکو حاصل نہ تہا اور نہ اوس صورت مین جب اختیار مذکورہ سے تجاوز کیا گیا

ہو یا اوسکا استعمال بےضابطہ طور پر کیا گیا ہو ملکہ معظمہ بنام اوورسیران وال سال (۱) مقدمہ ملال [illegible]

بنام کارپوریشن کلکتہ (۲) ملکہ معظمہ بنام [illegible] (۳) ملاحظہ طلب دفعہ ۴۵- ایکٹ دادرسی خاص مین

الفاظ حق اور انصاف سے کوئی معنی قانونی اصطلاح مقدمہ کے نہیں ہیں بلکہ حق اور انصاف مطابق

اوسکی اصلی روئیداد کے ہے۔

(مسٹر) سیل صاحب جسٹس کیا یہ ضرور ہے کہ امیدوار کا نام فہرست رائے دہندگان مین درج

نہیں اگر وہ اور طرح پر لیاقت رائے دینے کی رکہتا ہو تمام عذرات نسبت فہرست رائے دہندگان

(۱) رپورٹ کوئینس بینچ ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۴۰۷ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۰

(۳) ۔۔ ۔۔ ۔۔ جلد ۴ صفحہ ۳۰

سنہ ۱۹۰۵ع

بمعاملہ کارک ہل

سے اور نسبت جو ان ... لے کے بعد کئے جانے انتخاب کے چیرمین کو سماعت کرنے چاہیئن جسکا فیصلہ قطعی قرار دیا
مسٹر فلپس نے تائید حکم اظہار وجہ یہ کہا چیرمین اور کارپوریشن کلہ ہے کہ دیکھے کہ صحیح شخص کا انتخاب
ہوا ہے اگر وہ یہ نہ کہہ سکتے کہ صحیح شخص کون ہے تو اس عدالت ہذا کا اختیار ایسا کرنیکا زائل نہیں ہوتا ہے
چاہیئے کہ تجویز کنندہ و تائید کنندہ و امیدوار سب لیاقت رائے دینے کی رکھتے ہون ان علامات کا تعین
بموجب دفعہ ۲۲ کے چیرمین کو کرنا چاہیئے لیکن اوسکا فیصلہ قطعی نہیں ہے چیرمین کو یہ اختیار نہیں ہے کہ نام کسی
ایسے امیدوار کا مشتہر کرے جسنے یا جسکے نام زد کنندگان و منظور کنندگان نے تعمیل احکام ایکٹ مکمل نہ کی ہو جیسے
دفعہ ۲۹ مین صرف یہ حکم ہے کہ غلطی فہرست کی بغرض انتخاب کو ناجائز نہ کرے اوسکا یہ منشا نہیں ہے
کہ حقوق رائے دہندگان مین خلل ہو کیونکہ کارک ہل کبھی ایک مناسب امیدوار نہ تھا چیرمین
جانتا تھا کہ وہ مناسب امیدوار نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے یہ خیال کیا کہ بذریعہ بعض اسکے
افعال کے وہ ایک مناسب امیدوار ہو گیا ہے المختصر ... رائے دہندہ اور انتخاب کنندہ کے
صحیح نہیں ہے انتخاب کنندہ ایسا شخص نہیں ہو سکتا جو رائے نہیں دے سکتا ہے امیدواران خود
بھی رائے دہندگان قبل اسکے ہونے چاہیئن کہ وے ... سے رائے دینے کے لیئے کہین امیدوار
اور اوسکا تجویز کنندہ سب اوس زمرہ مین داخل ہونے چاہیئن کوئی شخص بطور امیدوار نہیں ہو سکتا
لازم ہے کہ وہ از قسم مذکور باشندہ اور محصول دہندہ کلکتہ کا ہو اور ایسا شخص ہو کہ لیاقت رائے
دینے کی رکھتا ہو ... دلیل طرفثانی کے رائے دہندہ کی بابت سخت جانچ کیجاتی ہے لیکن امیدوار
تجویز کنندہ کی نسبت نہیں کیجاتی قاعدہ نسبت سات روز کے (دفعہ ۳۱) ٹھیک الفاظ مین
تحریر کیا گیا ہے اور تاریخ چیرمین آسانی کی نہیں ہے وہ اوس سے ہرگز نہیں کر سکتا اور
یہ نہیں کہہ سکتا کہ "مجھکو مہلت مطلوب نہیں ہے" چیرمین کی خدمات بالکل حاکمانہ ہین بابی
کوئینی وہی شخص نہیں ہے جو ایم کوئینی ہے اونمین جنس کا فرق ہے ایم کوئینی مسلماً
ایک عورت ہے اور بدیں وجہ نا قابل کرنے خدمات میونسپلٹی کے ہے اگر اوسکی ساس چیٹھی
لکھتی اور نہ اوسکی ازو عہ اور اوسکا نام فہرست مین درج ہوتا تو کیا اوسکو لیاقت حاصل ہو جاتی
یہ محض غلطی تحریر نہین ہے سبل صاحب جسٹس مسٹر ہنی کا نام بجائے اوسکے نام کے
قائم کیا گیا تھا] یہ امر صرف چار روز قبل انتخاب کے ہوا تھا کہ جب اوسکا وقت گذر چکا تھا،
نسبت ایما درچار منظور کنندگان کے واقع ہو کہ اونکے نام فہرست مین بالکل مندرج نہ تھے
چیرمین نے اونکے نام از خود تحریر کئے اوسکو کوئی منصب ایسا کرنے کا نہیں تھا یہ امر خلاف ایا...

معاملہ کارک ہل

تھا یہ فی الواقع ایک تحریک از قسم کوادوارنٹو یعنی کسی اختیار سے یا ایک حکمنامہ منڈیمس واسطے
چیرمین کو اس امر پر مجبور کرنے کے ہے کہ دعاوی رجنی موہن چٹرجی کو تسلیم کرے جن مقدمات
کا حوالہ دوسری جانب سے دیا گیا ہے مقدمات اختیار عدالت انشا کے ہین-

سیل صاحب جسٹس- یہ ایک حکم اظہار وجہ از قسم کوادوارنٹو بنام کپتان ولیم کارک ہل
اور چیرمین اور کمشنران کارپوریشن کلکتہ کیواسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے ہے کہ کیون حکم
بنام چیرمین مذ بنام ہدایت صادر نکیا جائے کہ نام کپتان ولیم کارک ہل کا فہرست کمشنران منتخبہ
حلقہ نمبر ۱۸ سے خارج کیا جاویگا اور بجائے اوسکے نام بابو رجنی موہن چٹرجی سائل کا درج کیا جائے اور کیون
چیرمین موصوف کو ممانعت نکیجائے کہ نام کپتان کارک ہل کا کلکتہ گزٹ مین حسب دفعہ ۱۹- ایکٹ بنگالہ
۲ سنہ ۱۸۸۸ء بطور کمشنر منتخبہ حلقہ مذکور کے مشتہر نکرے اور کیون نام رجنی موہن چٹرجی کا کلکتہ گزٹ
مین بطور باضابطہ منتخبہ کمشنر حلقہ مذکور کے مشتہر نکیا جائے اور کیون کپتان کارک ہل بطور
منتخبہ کمشنر حلقہ مذکور کے کام کرنیسے باز رکھا جائے- اب صرف بجانب کپتان کارک ہل کے وجہ ظاہر کیگئی ہے
جس وجہ اور سی کا کہ سائل مستدعی ہے اوسکی بنا اس پر مبنی ہے کہ کپتان ولیم کارک ہل ایک امیدوار انتخاب
بطور میونسپل کمشنر حلقہ نمبر ۱۸ اسی حال کے انتخاب مین جو میونسپلٹی مین تھا جو ۱۶ مارچ گذشتہ کو عمل مین آیا
اور باضابطہ لایق امیدواری نہین ہے اور اوسکا انتخاب ناجایز تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس انتخاب
مین جسکا اوپر ذکر کیا ہے تین امیدواران واسطے حلقہ نمبر ۱۸ کے تھے کپتان ولیم کارک ہل و مسٹر
سی ایف ڈویٹ ہالٹس و سائل بابو رجنی موہن چٹرجی- نتیجہ انتخاب جیسا کہ چیرمین نے اعلان
کیا ہے یہ تھا کہ کپتان ولیم کارک ہل نے ۲۸ آرائے حاصل کین اور مسٹر سی ایف ڈویٹ ہالٹس نے
۷۰۔ اور سائل نے ۲۰۔ آرائے حاصل کین چنانچہ مسٹر ڈویٹ ہالٹس و کپتان کارک ہل باضابطہ
منتخبہ کمشنران واسطے حلقہ مذکور کے قرار دیئے گئے تھے-

قبل انتخاب ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کو سائل نے بذریعہ ایک چٹھی موسومہ چیرمین کارپوریشن کے نسبت
امیدواری کپتان کارک ہل کے اس بناء پر عذر کیا کہ اوسکے تجویز کنندگان کا نام یعنے بی بی کونتی کا راے
دہندگان کی فہرست مرتبہ مین مندرج نہین ہے بعد ازان جیسا کہ سائل کی چٹھی مورخہ ۱۴ مارچ ۱۸۹۵ء
سے ظاہر ہوتا ہے یہ عذر مزید کیا گیا تھا کہ کپتان کارک ہل کی امیدواری کے منظور کنندگان مین سے
چار ایسے اشخاص نہ تھے جنکے نام کہ راے دہندگان کی فہرست مرتبہ مین مندرج ہون وہ اشخاص
جنکے خلاف عذر مذکور کیا گیا تھا مسٹر کنیڈو فرو مسٹر بین لائینس و مسٹر ایچ لیپنا و مسٹر ٹی ایچ اسمتھ تھے

۱۹۰۵ء
اٹاوہ بنک پل

بالفرض لو تسلیم ان عذرات کے یہ تحریر کرنا ضروری ہے کہ بموجب دفعہ ۳ ایکٹ میونسپلٹی ۱۹۰۰ء کے
چیرمین کو یہ حکم ہے کہ ایک فہرست اون تمام اشخاص کی طیار کرے جو بلیاقت رائے دینے کی بوقت انتخاب
کے رکھتے ہون اور فہرست مذکور ساٹھ روز قبل اوس تاریخ کے جو واسطے انتخاب کے مقرر ہو مشتہر کرے
مطابق قواعد کے جو از روئے دفعات ۱۲ و ۲۳ کے مقرر کیا گیا ہے اور از روئے دفعہ مذکور کے چیرمین کو یہ اختیار
دیا گیا ہے کہ فہرست مذکور کی نظرثانی کرے اور اوس فہرست کو جو اس طرح پر نظرثانی کی گئی ہو کم از کم پندرہ
روز قبل تاریخ انتخاب کے مشتہر کرے بموجب دفعہ ۱۴ کے جو شخص کہ ضروری لیاقتین رائے دینے کی بموجب
دفعہ ۱۳ ایکٹ مذکور کے رکھتا ہو تابع احکام دفعہ ۱۵ کے لیاقت منتخب کئے جانے کی بطور ممبر کسی حلقہ
وارڈ یا کانسٹیچونسی کی رکھتا ہے بشرطیکہ اوسکی امیدواری کا باضابطہ اعلان کیا گیا ہو اور بطریق محکومہ ایکٹ
مذکور یا [illegible] باضابطہ تجویز کیا گیا ہو اور اوسکی تائید کی گئی ہو اور منظور ہوا ہو دفعہ ۱۶ مین وہ طریقہ
مکمل مقرر کیا [illegible] تجویز [illegible] امیدوار مذکور کی تجویز اور تائید منظور کیجائے اوس دفعہ مین یہ حکم
ہے کہ ہر شخص جو امیدوار [illegible] ہو اپنا نام چیرمین کے پاس لکھ کر کم از کم سات روز قبل اوس تاریخ کی
جو واسطے انتخاب کے مقرر ہو معہ اسماء ایسے دو انتخاب کنندگان ہر حلقہ کے جس مین مقرر ہونیکی
وہ درخواست کرتا ہو جو اوسکی امیدواری کی تجویز اور تائید کرتے ہون اور آٹھ انتخاب کنندگان ہر حلقہ
مذکور کے جو اوسکی نامزدگی کو منظور کرتے ہون بھیجیگا اور اوس حلقہ یا اون حلقہ جات کا نام لکھیگا جنکے لئے مقرر ہونیکی
وہ درخواست کرتا ہے واضح ہو کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ چیرمین نے مطابق احکام ایکٹ کے جو واسطے طیاری
[illegible] انتخاب کنندگان کے [illegible] اول یا ابتدائی فہرست باضابطہ طریقہ پر مشتہر کی اور بعد ازان ایک فہرست
جو نظرثانی کی گئی مشتہر کی [illegible] سائل کا عذر یہ تھا کہ چونکہ نام تجویز کنندہ کا اور اسماء چار منظور کنندگان
کے [illegible] فہرست مرمت مین مندرج نہ تھے لہذا اون شرائط کی جو ایکٹ مین واسطے
باضابطہ تجویز و منظوری امیدوار کے مندرج ہین تعمیل نہین ہوئی ہے بنسبت اول عذر کے یہ کوشش
کی گئی تھی کہ مدعا علیہ قایم کرے [illegible] کہ جب نام بلاشبہ فہرست مرمت مین مندرج ہو جائے
نامزدگی کو نہین [illegible] رفع کیا جائے اور بنسبت عذر دوم کے اوسکے رفع کرنے کے دو طریقے اختیار کئے گئے
تھے اول اگر اسماء چار منظور کنندگان [illegible] تاریخ کے بھیجے گئے تھے کہ وہ اسماء [illegible]
فہرست مرمت مین مندرج تھے اسکے ساتھ ہی چیرمین نے وہ فہرست جاری کی جسکو اوسنے تتمہ فہرست
انتخاب کنندگان موسوم کیا اور جس مین [illegible] نے اون چار منظور کنندگان کا
[illegible] اندراج تھا [illegible] کہ [illegible] فہرست مرمت مین متروک ہوئے تھے گو وہ

۱۸۹۰ء
معاملہ
کارک بل

اوس فہرست مرتبہ مین مندرج نہے جو واسطے انتخاب سنہ ۱۸۹۰ء کے طیار ہوئی تہی ۔ صورت واقعات مین
اول امر جو پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا بالفعل بغرض ادراک کے کہ اعتراضات مذکور صحیح تہے اصلی تاریخ
کے درجہ تک پہونچتے تہے یہ دیکہنا ہے کہ آیا بالفعل چیرمین سے وہ اعتراضات رفع ہوگئے یا دیگی اصلاح ہوئی
جو سائل نے نسبت امیدواری اپنی ان کارک بل کے کئے تہے ہر شخص کو واسطے اس امر کے کہ وہ کمشنر کسی
حلقہ واقع کلکتہ کا منتخب کیا جائے لازم ہے کہ جیسا مین نے تبایا ہے بموجب دفعہ ۱۳ کے باضابطہ اعلان
اپنی امیدواری کا کرے اور اوسکا نام باضابطہ تجویز و تائید و منظور اوس طریق پر کیا جانا چاہئے
جو ایکٹ مین محکوم ہے یعنے وہ بغرض امیدواری ٹہیک ٹہیک وہ شرائط جو دفعہ ۱۳ ایکٹ مین مقرر
دیگئی ہین بجالائے بحث یہ پیدا ہوتی ہے کہ لفظ انتخاب کنندگان کس طرح پر کہ دفعہ ۱۳ ایکٹ
مذکور مین مستعمل ہوا ہے کیا [illegible] ہے مین چاہتا ہون امر مذکور پر یہ ضرور ہوگا کہ اپنی توجہ [illegible] واسطے غور
حال کے ہاں مین فرض کرونگا کہ لفظ انتخاب کنندگان مستعملہ دفعہ مذکور سے مراد وہ اشخاص ہے جنکو حق
انتخاب کرنیکا بموجب دفعہ ۸ کے ہے اور جنکے اسما اوس فہرست مرتبہ راے دہندگان مین مندرج
ہین جو بطریق مندرجہ دفعات ۲۰ لغایت ۲۴ ایکٹ مذکور کے طیار کیگئی ہے -

اگر یہ تعبیر دفعہ ۱۳ کی صحیح ہو تو اوسکی رو سے لازم ہے کہ تجویز کنندہ و تائید کنندہ و منظور کنندگان اور
امیدوار کے ایسے اشخاص ہون جنکے اسماے راے دہندگان کی فہرست مرتبہ مین مندرج ہون اور ضرور ہو
اسماے مذکور چیرمین کے پاس کم از کم سات روز قبل اوس تاریخ کے بہیجے جائین جو واسطے انتخاب کے
مقرر ہو سینئر کونسل ان کارک بل کے یہ حجت کی گئی ہے کہ شرائط نسبت سات روز بہیجنے نوٹس
کے ایک شرط واسطے فائدہ چیرمین کے ہے کہ جس سے وہ دست بردار ہوسکتا ہے مین یہ راے
منظور نہین کرسکتا میرے نزدیک منشاء قانون کا یہ منشا نہ تہا کہ اس امر کو چیرمین [illegible]
تمیزی پر چہوڑین کہ وہ شرط مذکور پر حسب اپنی مرضی کے استدلال کرے یا اوس سے دست بردار ہو [illegible]
مین مقصود یہ تہا کہ شرط مذکور کی تعمیل کیجائے یہ مسلم ہے کہ مسٹر بی پی کو نین باضابطہ [illegible]
بموجب دفعہ ۸ کے رکہتا ہے لیکن اوسکا نام راے دہندگان کی فہرست مرتبہ مین [illegible]
کونین جو مندرج ہے سہواً ایک غلطی تحریر بجاے بی پی کونین کے نہیت ہے [illegible] نام [illegible]
جو بموجب ایکٹ مذکور کے لیاقت انتخاب کنندہ ہرگز نہین رکہتی یہ اعتراض بعد [illegible]
ڈبلو جی جینی کے بطور تجویز کنندہ کے اس بات سے رفع نہین ہوتا ہے کہ کوئی شخص مذکور باضابطہ لیاقت
انتخاب کنندہ کی بموجب دفعہ ۸ کے رکہتا ہے اور اوسکا نام راے دہندگان کی فہرست مرتبہ مین مندرج

سنہ ۱۹۰۵ء بمعاملہ کارک ہل

مگر اوسکا نام اندر عرصہ سات روز کے قبل اوس تاریخ کے جو واسطے انتخاب کے مقرر تھی بھیجا نہین گیا تھا اسی قسم کا عذر نسبت چار منجملہ آٹھ اسماء کے جو ابتداءً بطور کپتان کارک ہل کے منظور کنندگان کے بھیجے گئے صحیح ہے اس سبب سے کہ قایم کئے جانے اندر عرصہ سات روز کے قبل انتخاب کے ایسے چار رای دہندگان کے نام سے جنکے اسماء فہرست مرتبہ مین مندرج ہین اصلی نقص کی اصلاح نہین ہو گئی کیونکہ اوس سے تعمیل اس شرط کی نہین ہوئی کہ امیدوار کو چاہئے کہ نام آٹھ انتخاب کنندگان کے بطور منظور کنندگان کے اندر عرصہ کم از کم سات روز قبل اوس تاریخ کے جو واسطے انتخاب کے مقرر ہو بھیجے مگر یہ حجت کی گئی ہے کہ اس عذر کی اصلاح بذریعہ اون چار ناموں کے جنکی نسبت ابتداءً عذر پیدا ہوا تھا رای دہندگان کی فہرست مرتبہ مجریہ چیرمین مین داخل ہونے سے ہو گئی نسبت اس حجت کے مجھکو یہ تحریر کرنا لازم ہے کہ مجھکو کوئی اجازت ایکٹ مذکور مین واسطے جاری کرنے کسی ایسی فہرست کے جسکا مجھے علم نہین ہوتی چیرمین پر فرض ہے کہ عام یا ابتدائی فہرست رای دہندگان کی ساٹھ روز قبل اوس تاریخ کے جو واسطے انتخاب عام کے مقرر ہو مشتہر کرے اور اگر ضروری ہو ترمیم اس فہرست کی بطریق مندرجہ دفعہ ۲۰ کے کرے [illegible] میری راے مین اوسکا اختیار نسبت کرنے کارروائی متعلقہ فہرست رای دہندگان کے ختم ہوتا ہے عہدہ دار موصوف اصل فہرست کی بہی نظر ثانی خود اپنی مرضی سے کسیوقت نہین کر سکتا ہے وہ صرف بر طبق ایک درخواست کے جو حسب دفعہ ۲۱ کی جاے یا تعمیل اوس حکم کے جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حسب دفعہ ۲۲ صادر کیا ہو ایسا کر سکتا ہے علاوہ برین یہ تحریر کیا جاتا ہے کہ بموجب قواعد مجریہ لوکل گورنمنٹ کے اون رای دہندگان کو انتخاب کرنا چاہئے جنکے اسماء فہرست مرتبہ مین مندرج ہون یعنے اوس فہرست مین جسکی ترمیم بطریق محکومہ ایکٹ مذکور کی گئی ہو لہذا کوئی اجازت واسطے جاری کرنے کسی تتمہ فہرست کے ایکٹ مذکور مین یا از روے قواعد مجریہ لوکل گورنمنٹ حسب دفعہ ۱۹ ایکٹ مذکور کے پائی نہین جاتی ہے لیکن یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر سائل فعل چیرمین سے ناراض ہے تو اوسکو کافی چارہ کار بموجب ایکٹ مذکور کے حاصل ہے اور بدین وجہ عدالت ہذا کو اختیار دست اندازی نہین ہے مجکو معلوم نہین ہے کہ کوئی ضابطہ بموجب ایکٹ مذکور کے ایسا ہے جسکو سائل بغرض منظور کئے جانے نامہ کپتان کارک ہل کے فہرست امیدواران سے اختیار کرتا یا اختیار کر سکتا تھا جب کہ نسبت کپتان کارک ہل کی امیدواری کے اعتراض کیا گیا تب واضح یہ منشا نہین تھی کہ کوئی ہمارا رای دہندگان کی فہرست مرتبہ مین سے خارج کئے جائین یا اوسمین داخل کئے جائین لہذا وہ ایسا شخص نہ تھا جو بموجب دفعہ ۲۱ درخواست کر سکتا تھا اسکے یہ کہنا چاہئے کہ چیرمین کا اختیار نسبت اوس درخواست کے کیا تھا جو اوسکو دی گئی

بمعاملہ کارک ہل

اپنی فہرست امیدواران سے نام کسی ایسے شخص کا دور کرے جسکی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ ایکٹ
امیدواری جو باضابطہ لیاقت نہین رکہتا ہے اب دیکہنا چاہیئے کہ آیا چیرمین کو کوئی اختیار نامنظور کرنے
نام کا عمل مین لانے کا کسی اختیار تمیزی عدالتکا ذرایعی نسبت طیار کرنے فہرست امیدواران کے حاصل تہا
یا نہین ایک مقدمہ موسومہ ہامہ منی لال گہوس (۱) مین ٹریولین صاحب جسٹس نے یہ تجویز کیا کہ
چیرمین کو ایسا اختیار یا اختیار تمیزی نہین تہا حاکم ذیعلم کے الفاظ یہ ہین " بعد بغور ملاحظہ کرنے
دفعات ایکٹ میونسپلٹی کے کونسل جو مقدمہ ہذا مین مقرر تہا اور خود مین بہی یہ معلوم کرتے ہیں کہ وہ امر
کہ اونہین کوئی امر ایسا جو کا منصبی کی حد تک پہونچے مسٹرلی (چیرمین وقت) کے ذمہ تہا کہ وہ کوئی
عدالتانہ اختیار تمیزی یا عدالتانہ فصل نسبت فہرست امیدواران کے عمل مین لاوین" حاکم ذیعلم نے
بعد ازان یہ تحریر کیا ہے " میرے نزدیک قبل اسکے کہ مین حکم اظہار مندرجہ کو قطعی کرسکون مجکو یہ کہنا چاہیئے کہ
کہ مسٹرلی پر یہ امر صریحا لازمی تہا کہ منی لال گہوس کا نام اوس فہرست سے خارج کرے جو بموجب دفعہ ۱۳
ایکٹ میونسپلٹی کے طیار کی گئی ہے چیرمین پر یہ امر لازم ہے کہ ایک فہرست ان تمام اشخاص کی جو
امیدوار انتخاب ہون مشتہر کرے اگر چیرمین نے منی لال گہوس کا نام مشتہر نہین کیا تو شخص آخر الذکر
عدالت مین آسکتا اور یہ کہہ سکتا تہا کہ چیرمین پر صریحا لازم تہا کہ اوسکے نام کو مشتہر کرے چیرمین پر اس سے
زیادہ لازمی نہین ہے کہ جسقدر کسی میونسپل کمشنر پر لازم ہے کہ نسبت حق کسی امیدوار کے تجویز کرے کل ایکٹ
اور قواعد مرتبہ حسب ایکٹ مذکور کو باحتیاط ملاحظہ کرکے مجہکو کوئی پتہ اس فرض داری یا فرض کا کسی جگہہ
پر نہین ملتا ہے اور کوئی شخص جو مقدمہ ہذا مین مقرر ہوا ہے مجکو یہ بتلا نہین سکتا ہے کہ کوئی ایسا
حق یا فرض بموجب ایکٹ مذکورہ اور قواعد کے عطا کیا گیا ہے" میرے نزدیک مقدمہ ہذا مین یہ فیصلہ دینا
مقصود نہین ہے کہ بالفرض اسکے کہ کسی شخص نے نام کسی منظور کنندہ کا سہوا غلط لکہا ہو یا آٹہہ سے کم
اشخاص کا نام بہیجا ہو اندر ایسے عرصہ کے جو سات روز سے کم قبل اوس تاریخ کے تہا جو واسطے انتخاب کے مقرر
تہی ارسال کیا ہو تو چیرمین پر ایسی صورت مین لازم ہوگا کہ نام اوس شخص کا بطور ایک امیدوار کے شایع کرے لیکن
جس امر کی کہ مقدمہ ہذا کو ایک مسئلہ بنایا ہے یہ ہے کہ بالفرض اس امر کے کہ بادی النظر مین ایک کامل تعمیل
اوس شرط کی ہوگئی ہے جو دفعہ ۱۳ مین مندرج ہے چیرمین کو یہ اختیار نہین ہے کہ اوس سے
تجاوز کرے اور اون امور کی تجویز کرے جن سے حالات اون اشخاص مین فرق آئے جو یہ دعوی
کرتے ہون کہ وہ ٹہیک ٹہیک لیاقت امیدوار ہونے کی بموجب ایکٹ کے رکہتے ہین مگر یہہ
ظاہر ہے کہ ایکٹ مین سائل کو کوئی چارہ کار بنسبت اوس فعل چیرمین کے حاصل نہین ہے کہ وہ نام

بمعاملہ کلارک ہل

کپتان کلارک ہل کا فہرست امیدواران سے خارج نہ کرے چونکہ سائل کو کوئی اور کافی یا مناسب چارہ کار حاصل
نہین ہے لہذا میری دانست مین عدالت ہذا کو اختیار مطابق اوس اختیار کے جو اعلی عدالتہاے
انگلستان میں لاتے ہین حاصل ہے کہ دادرسی مستدعیہ بہ قیاس کے عطا کرے کہ یہ ثابت ہوگیا
کہ کپتان کلارک ہل باضابطہ لیاقت امیدوار کی نہین رکھتا تھا اور انتخاب مذکور اوس نا جائز
تھا لیکن بہ نسبت امر آخر الذکر کے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۱۳ سے ایک شدید دقت سائل کو پیش
آتی ہے اب دیکھنا چاہیے کہ آیا ایکٹ مذکور مین کوئی ایسا حکم ہے یا نہین کہ جسکی رو سے بالخصوص یا بذریعہ
مفہوم لازم ہو کہ نام امیدوار یا اوسکے تجویز کنندہ یا تائید کنندہ یا منظور کنندگان کا فہرست راے
دہندگان مین جو حسب دفعات ۲۰ لغایتہ ۲۳ ایکٹ مذکور طیار کی گئی ہو مندرج ہو مجھکو کوئی ایسا حکم
معلوم نہین ہوتا ہے دفعہ ۳۱ مین یہ حکم ہے کہ امیدوار انتخاب کو لازم ہوگا کہ اندر میعاد مقررہ کے
خود اپنا نام معہ اسماء ایسے دو انتخاب کنندگان ہر حلقہ کے جن مین تقرر کی وہ درخواست کرتا ہے
ارسال کرے جو اوسکی امیدواری کی تجویز و تائید کرتے ہون اور آٹھ انتخاب کنندگان کا بابت ہر حلقہ
کے جو اوسکی نامزدگی کو منظور کرتے ہون ہیجے لفظ مستعملہ دفعہ مذکور "انتخاب کنندگان" ہے مین قیاس کرتا ہون
کہ مین یہ تصور کرسکتا ہون کہ "انتخاب کنندہ" اور "شخص جو لیاقت انتخاب کرنے کی رکھتا ہو" الفاظ ہم معنے
ہین لیکن نہین جو کسی شخص کو قابلیت انتخاب کرنیکے لیے ضروری ہین دفعہ ۸ مین مندرج ہین وہ ایک ایسا شخص
ہونا چاہیے جو قسم مذکور سے ہو اور جو کلکتہ مین رہتا یا محصول ادا کرتا ہو اور جسکی عمر اکیس برس کی ہوگئی ہو اور جو لیاقت
انتخاب کرنے کی ایک اون طریقون مین سے جسکا ذکر فقرات (الف) و (ب)، و (ج) و (د) و (ہ) مین ہے رکھتا ہو اسامر
کی ضرورت نہین ہے کہ بالتفصیل ذکر ان لیاقتون کا کیا جاے کیونکہ اسمین کچھہ شک نہین کہ کپتان کلارک ہل
کے تجویز کنندگان و منظور کنندگان مین تمام شرائط دفعہ ۸ کی موجود ہین از روے کسی دفعہ ما بعد
کوئی لیاقت مزید کسی شخص کو انتخاب کنندہ یا شخص قابل کرنے انتخاب بنانے کے لیے قایم یا اضافہ
نہین کی گئی ہے اور شرائط دفعہ ۸ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ مقصود تھا کہ کوئی
جدید یا مزید لیاقت واسطے ایسے شخص کے مطلوب ہو لیکن یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو قواعد و قیود از روے
دفعات ۲۰ لغایتہ ۲۳ منضبط کیے گئے ہین فضول اور بیکار ہو جائینگے بجز اسکے کہ یہ تصور کیا جاے
کہ واضعان قانون کا یہ منشاء تھا کہ راے دہندگان کی فہرست مرتبہ مین اسی قسم کے اشخاص مندرج کیے
جائین جو مستحق صرف راے دینے کے نہین بلکہ امیدوار کو یا اونکو تجویز یا منظور کرنیکے ہون لیکن قابل سمجھے گئے ہین
راے دہندگان کے بھی دوسری مراد اون اشخاص سے ہے جو لیاقت راے دینے کی رکھتے ہین کوئی ایسا

خاص ایکٹ مذکور مین نہین ہے جو کسی ایسے شخص کو جو لیاقت راے دینے کی بموجب دفعہ کے
رکھتا ہے استعمال کرنے اپنے حق کا بصورت نہ درج ہونے اوسکے نام کے راے دہندگان کی فہرست مرتبہ
مین مانع ہو یا اوسکے حق کو زائل کرے صرف ایک امتناع اس قسم کی قواعد لوکل گورنمنٹ بمراد دفعہ ۱۹ مین
پائی جاتی ہے کوئی امتناع اوس قسم کی قواعد مذکور مین پائی نہین جاتی ہے جس سے کوئی ایسا شخص جو لیاقت
راے دینے کی بموجب دفعہ کے رکھتا ہو استعمال اپنے حق امیدوار ہونے یا کسی دوسرے شخص کی امیدواری
کی تائید کرنے یا منظور کرنے سے محروم یا اوسکے نا قائم ہو جائے یہ قیاس کر کے بھی کہ واضعان قانون کا
یہ منشا تھا کہ صحیح ہونا نام راے دہندگان کا فہرست مرتبہ مین ایک شرط ماقبل واسطے اوسکے عملمین لانے
حق دینے راے کے ہوگی مگر اس سے کسی طرح پر خواہ مخواہ یہ لازم نہین آتا ہے کہ واضعان قانون کا
یہ منشا تھا کہ اسی طرح کی قید اون اشخاص کے لئے جو لیاقت راے دینے کی رکھتے ہون درباره امیدوار
ہونے یا اوسعان کی امیدواری کو منظور کرنے کے لگائی جاوے یہ قرین قیاس ہے کہ یہ مناسب متصور کیا جاے
کہ حق راے دینے کا اون راے دہندگان پر محدود کیا جائے جنکے نام فہرست مرتبہ مین مندرج ہون
تاکہ عہدہ داران انتخاب کو آسان اور بلا توقف طریقہ جانچ کرنے حق اون اشخاص کا حاصل ہو جو دعوی راے
دینے کا اثناے انتخاب مین کرتے ہون مگر اس امر کی بوجہ مذکور ضرورت نہین ہے کہ نام امیدواران و
منظور کنندگان کے فہرست مرتبہ مین مندرج ہون کیونکہ زیادہ وقت اور زیادہ آسان موقع واسطے
جانچنے دعاوی اون اشخاص کے ملیگا جو اون حقوق کو عملمین لانے کی خواہش رکھتے ہون
لیکن یہ فرض کر کے بھی کہ واضعان قانون کا وہ منشا رہا جسپر سائل کو استدلال ہے
کہ اوسکا نتیجہ مین یہ تحریر کرنے پر آمادہ نہین ہون کہ عبارت ایکٹ مین کوئی امر ایسا ہے
جسکی رو سے مجکو جائز ہو کہ منشا مذکور قیاس کرلون یا سمجھ لون نہونا ایسی عبارت کا ایکٹ
مین جس سے اظہار منشاے مذکور کا صریحاً یا بذریعہ مفہوم لازمی کے ہوتا ہو اگر اب منشا ہونا ایک ایسا
نقص ہے جسکی اصلاح صرف بذریعہ وضع قانون جدید یا بذریعہ قواعد مناسب کے جو حسب دفعہ ۱۹ بنائے
جائیگی ہوسکتی ہے میرے نزدیک مجکو یہ اختیار نہین ہے کہ کسی ایسے نقص کی اصلاح بذریعہ ایسی
تفسیر کے کرون جو الفاظ سے نہین ہوسکتی اور میری راے مین جسکی تاثیر یہ ہوگی کہ ایکٹ مین ایسی چیز کا
اضافہ کیا جائے جو اوسمین اب نہین ہے اوس نتیجہ کی تائید جو مین نے اخذ کیا ہے عبارت دفعہ ۱۲ متعلقہ لیاقت
امیدواران سے ہوتی ہے اوس دفعہ مین یہ حکم ہے کہ ہر شخص جو لیاقت راے دہندہ کی بموجب قواعد
ماقبل کے رکھتا ہو تابع احکام دفعہ ۲۴ کے قابلیت منتخب ہونے کی واسطے عہدہ کمشنری میونسپلٹی واقع کلکتہ کے

معاملہ کارک ہل

رکہیگا" یہ تحریر کیا جانا چاہیئے کہ قابلیت ایک امیدوار کی بہانیرلطہ قابلیت رائے دینے کے بموجب کسی دفعہ منجملہ تین دفعات ماقبل کے قرار دیگئی ہے ذکر صریح اوس قابلیت سے جو لازموئے دفعات ماقبل کے قایم کیگئی ہے انثل درجہ یہ امر مشتبہ رہتا ہے کہ آیا واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ ایک جدید لیاقت یا شرط بذریعہ دفعات مابعد یعنی ۲۰ لغایتہ ۲۳ کے عاید کیجائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اوس مقدمہ مین جسکا مین نے حوالہ دیا ہے کہ ٹربولین صاحب جسٹس ایسی رائے کے قایم کرنے پر نسبت دفعہ ۱۴ کے مائل تہے صفحہ ۱۹۶ رپورٹ کے حاکم ذیعلم نے یہ فرمایا ہے بحث مقدمہ ہذا مین یہ ہے۔ ہتی لال گہوس کا نام کہ وہ بہی ایک امیدوار ہے مرتبہ فہرست رائے دہندگان حلقہ شیرامین واسطے اون انتخابات میونسپلٹی کے جو کلمہ ہونگے اپنی طرف سے اور دیگر شرکا کی طرف سے مندرج ہے نامبردہ فہرست مین علیحدہ مندرج نہین ہے وہ جزو ایکٹ میونسپلٹی جو متعلق اون اشخاص کے ہے جو بلحاظ منتخب ہونیکے ارکین ہین دفعہ ۱۴۔ ایکٹ مذکور مین پایا جاتا ہے واضح ہو کہ یہ حق ہنا ہ نقاندان مشترک ہو کہ کسی شخص کو اختیار اپنی جانب سے رائے دینے کا دے اندر دفعہ ۱۴ کے دیا گیا ہے۔ جو دفعہ ۱۴ کے ماقبل نہین ہے لہذا مسٹر پل یہ حجت کرتے ہین کہ ایک شخص جسکو اختیار رائے دینے کا بموجب دفعہ ۲۴ کے دیا گیا ہو ایسا شخص نہین ہے جو لیاقت انتخاب کئے جانے کی بموجب دفعہ ۱۴ کے رکہتا ہو مجہپر یہ کہنا لازم ہے کہ نسبت عذر مذکور کے بہت کچہہ کہا جاسکتا ہے لیکن میرے نزدیک یہ بہتر نہو گا بجز اسکے کہ مجہکو قطعاً ضروری ہو کہ ایسے قلیل غور پر ایک ایسا قطعی قاعدہ قرار دون جسکی ایک اہم تاثیر استعمال حق دینے رائے پر ہو"

ان وجوہ سے مجکو یہ تجویز کرنی چاہیئے کہ ایکٹ مین کوئی امر ایسا نہین ہے جسکی رو سے ضرور ہو کہ نام کپتان کارک ہل کے تجویز کنندہ یا تائید کنندہ یا منظور کنندگان کے مرتبہ فہرست رائے دہندگان مین مندرج ہون اور چونکہ وہ سب ایسے اشخاص تہے جو باضابطہ لیاقت انتخاب کرنے کی بموجب دفعہ ۸ کے رکہتے تہے لہذا نتیجہ یہ ہے کہ کپتان کارک ہل کے امیدواری کی باضابطہ تجویز اور تائید اور منظوری مطابق اوس طریقہ کے ہوئی جو ایکٹ مذکور مین محکوم ہے لہذا کپتان کارک ہل کو امیدواری کی قابلیت تہی۔ لہذا سائل نے کوئی وجہ ادعی منتعیہ ثابت نہین کی حکم اظہار وجہ خارج کیا جانا چاہیئے اور اوسکو لازم ہے کہ کپتان کارک ہل کا خرچہ ادا کرے۔

اٹرنیان منجانب پلاینٹف مسٹران مارگن وکمپنی۔ اٹرنی منجانب کپتان کارک ہل مسٹر فاد

پریوی کونسل

اشتیاق علی (اپیلانٹ) بنام صاحب ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی منجانب کورٹ آف وارڈس (مدعا علیہ)

[برطبق اپیل از عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر اودہ]

متعلقہ نالش - نالش بمقابلہ کلکٹر بحیثیت ایجنٹ کورٹ آف وارڈس - مالک نالایق - ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء (حفاظت جایداد مجنونان) دفعہ ۱۱ - ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ء (مالگذاری اراضی اودہ) دفعات ۱۷۵ و ۱۷۶ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۴ و ۴۶۴ -

ایک ڈگری بنام ڈپٹی کمشنر کے بحیثیت ایجنٹ کورٹ آف وارڈس بابت اوس قرضہ کے صادر ہوئی جو بذمہ ایسے مالک کے تہا جسکی جایداد تحت اہتمام عہدہ دارہ کو ربذریعہ ایک حکم کے آئی تہی جو کالت ضلع نے حسب ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء صادر کیا تہا کیونکہ مدیون کی نسبت یہ تجویز ہوا کہ وہ مجنون اور ناقابل انتظام اپنی جایداد کے ہے -

صاحب جوڈیشل کمشنر نے بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مسل کو طلب کر کے ڈگری مذکور کو جو برطبق اپیل بحال ہو چکی تہی منسوخ کر دیا - حاکم ممدوح کی یہ رائے ہوئی کہ نالش بنام ڈپٹی کمشنر بحیثیت مذکور رجوع نہیں ہونی چاہئے تہی بلکہ صرف بمقابلہ مہتمم کے ہو سکتی ہے جو حسب ہدایت مندرجہ ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء مقرر ہوا ہو ورنہ بمقابلہ ولی کے ہو سکتی ہے چونکہ یہ تجویز ایک امر اصطلاحی پر مبنی تہی اور بنیاد اوسکی صحیح نہ تہی لہذا منسوخ کی گئی اور ڈگری ابتدائی بحال کی گئی -

اپیل بنا راضی ڈگری (۸ جولائی سنہ ۱۸۸۹ء) مصدورہ صاحب جوڈیشل کمشنر جسکی رو سے حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ڈگری (۷ مارچ سنہ ۱۸۸۹ء) مصدورہ صاحب جج ضلع لکہنؤ منسوخ ہوئی تہی جو بحالی ڈگری ۱۲ [illegible] سنہ ۱۸۸۸ء مصدورہ جج ماتحت بارہ بنکی منسوخ کی گئی تہی -

اپیلانٹ کا دعوی بربنائے گیارہ قطعہ تمسکات کے تہا جو بخط سکے احسان حسین خان مالک موضع ٹانڈا پرگنہ و تحصیل فتحپور ضلع بارہ بنکی نے بابت اصل و سود بشرح للعہ روپیہ فیصدی سالانہ مابین ۱۸ مئی سنہ ۱۸۸۳ء و ۲۶ فروری سنہ ۱۸۸۸ء تحریر کئے تہے اور جو سب قبل ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۸۸ء تاریخ ارجاع نالش واجب الادا تہے ڈگری بابت مبلغ للعہ کے صادر ہوئی مدعا علیہ صاحب ڈپٹی کمشنر تہے جنہوں نے بحیثیت کلکٹر ضلع بتاریخ ۹ - اپریل سنہ ۱۸۸۸ء منجانب کورٹ آف وارڈس کے اہتمام جایداد احسان حسین خان کا بموجب حکم مورخہ ۱۸ نومبر سنہ ۱۸۸۷ء مصدورہ اوس عدالت دیوانی کے جسکے علاقہ حفاظت سماعت کے اندر جہان مین رہتا تہا اپنی تحت مین لیا تہا

م باجلاس لارڈ واٹسن صاحب لارڈ ہابہوس صاحب لارڈ میکناٹن صاحب لارڈ شینڈ صاحب لارڈ ڈیوی صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب

سنہ ۱۸۹۵ء
اشرف علی
بنام
ماجد علی ڈپٹی کمشنر
رو بنکی

بروئے اوس حکم کے جو حسب دفعہ ۱۶۱ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۶ء واسطے بہتر انتظام حفاظت جایداد اشخاص مجنون صادر ہوا تھا ڈپٹی کمشنر کو یہ ہدایت ہوا تھی کہ جایداد انسان سبحن کی اپنی سپردگی مین لین جس کی نسبت بعد تحقیقات یہ تجویز ہوا تھا کہ وہ ... ہے اور اپنے کاروبار کا انتظام نہین کر سکتا دفعہ مذکورہ حسب ذیل ہے۔

اگر جایداد جزواً یا کلاً اراضی یا کوئی حق واقع اراضی ہو جو تابع اختیار کورٹ آف وارڈس ... دیوانی کو جایز ہے کہ بجائے اسکے کہ مہتمم مقرر کرے صاحب کلکٹر کو یہ ہدایت کرے کہ جایداد کو اہتمام سپردگی مین لین اور بعد اوسکے صاحب کلکٹر پر لازم ہوگا کہ مہتمم جایداد کا اور ولی ذات شخص مجنون کا مقرر کرین جملہ کارروائی صاحب کلکٹر نسبت سپردگی جایداد بموجب ایکٹ ہذا بتابع نگرانی حکام بالادست صیغہ مال کے ہوگی۔

احکام دفعات ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۷۰ و ۱۷۶ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ء ایکٹ مالگذاری اراضی اودھ حسب ذیل ہیں۔

دفعہ ۱۶۶۔ اختیار کورٹ آف وارڈس کا حفاظت ذات یتیم اور اہتمام جایداد اون اشخاص پر حاوی ہوگا جو تابع اوس اختیار کے ہین۔

دفعہ ۱۶۷۔ کورٹ آف وارڈس کو جایز ہے کہ مہتمم جایداد مالکان ناقابل کے مقرر کرے اور اگر مالکان مذکور نابالغ یا فاتر العقل یا مجنون ہون تو جایز ہے کہ اولیا واسطے حفاظت ذات اشخاص مذکور کے مقرر کرے اور ایسے مہتمان اور اولیا کو برطرف کرے اور اونکی نگرانی کرے۔

دفعہ ۱۷۰۔ جملہ مالکان ناقابل جنکی جایداد تحت اہتمام کورٹ آف وارڈس ہو بذریعہ اور از نام اولیا کے جس صورت مین اولیا مقرر ہوئے ہون نالش کرینگے اور بذریعہ اور از نام اولیا مذکور اونپر نالش کیجائیگی۔ شرط یہ ہے کہ بلا منظوری کورٹ آف وارڈس کوئی نالش قایم نہ رکھی جائیگی نہ کسی نالش کی جوابدہی کیجائیگی۔

دفعہ ۱۷۶۔ اگر کوئی ولی حسب مذکورہ بالا مقرر نہوا ہو تو مالک ناقابل بذریعہ اور از نام کورٹ آف وارڈس نالش کریگا اور بذریعہ اور از نام کورٹ آف وارڈس اوسپر نالش کیجائیگی۔

عرضیدعوی مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ غضنفر علیخان سربراہ کار جایداد ... سے کئے ہین اور صاحب

اشرف علی
بنام
صاحب ڈپٹی کمشنر
بارہ بنکی

جوڈیشیل کمشنر کی رائے اسمقدمہ سے واضح ہوتا تہا کہ یہ شخص مہتمم جایداد مقرر ہوا تہا جیسا کہ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کی رو سے ضرور ہے۔ جوابدہی یہ تہی کہ احسان خان بوقت تحریر کرنے معاہدہ کے مجنون تہا اور معاہدہ کرنیکی صلاحیت نہین رکہتا تہا بر طبق قایم ہونے امر تنقیح طلب کے بنسبت اسکے تجویز خلاف جوابدہی کے کی گئی اور تجویز کیا گیا کہ احسان خان قابلیت اہتمام اپنے کاروبار کی رکہتا تہا۔

بر طبق اپیل یہ عدالت جج ضلع یہ فیصلہ بحال رکہا گیا۔ عدالتین ماتحت مذکور سے کسی مین یہ عذر پیش نہین کیا گیا کہ مدعا علیہ قایم مقام جایز یا ایک نا قابل کا اور ایسا شخص نہ تہا جسپر بطور قایم مقام کورٹ آف وارڈس کے نالش ہو سکے۔

صاحب جوڈیشیل کمشنر نے بر طبق درخواست مدعا علیہ حسب بین وجوہ جیسا کہ لگی ہم در بارہ کاروائی مقدمہ و پذیرائی شہادت بیان کی گئی ہین حسب دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مسل کو طلب کیا صاحب موصوف نے تجویز کیا کہ منجملہ وجوہ مذکور کے کوئی بہی قابل جواز نہین ہے حاکم موصوف نے البتہ یہ خیال کیا کہ عدالتین ماتحت نے اپنی رائے مین بنسبت شہادت متعلقہ حالت عقل احسان حسین کے غلطی کی لیکن یہ تجویز کی کہ شہادت قابل پذیرائی پیش ہوئی تہی جسکی بنا پر عدالتین موصوفین کو فیصلہ کرنے کا استحقاق حاصل تہا اور درخواست مین کوئی ایسی بات نہین ہے جسکی وجہ سے حاکم موصوف دست اندازی کر سکین لیکن صاحب جوڈیشیل کمشنر کی یہ رائے ہوئی کہ بلحاظ اس امر کے مظفر علیخان مہتمم جایداد کا بموجب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کے مقرر ہوا تہا اور (جیسا کہ حاکم موصوف نے ایک امر واقعہ ہونا تجویز کیا) مان احسان حسین کی اوسکی ولی تہی لہذا ڈپٹی کمشنر بحیثیت ایجنٹ کورٹ آف وارڈس ایسا شخص نہ تہا جسپر بموجب احکام ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ء نالش ہو سکتی صاحب جوڈیشیل کمشنر نے یہ بہی لکہا کہ اگر بوجود احسان حسین پر نالش ہوتی تو اوس وقت بموجب احکام دفعات ۴۴۳ لغایت ۴۶۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ولی کا مقرر کرنا ضرور ہوتا اور جواز دفعہ ۴۶۴ کا بہی دیا جو مانع اس امر کا ہے کہ دفعات مذکور ایسے اشخاص مجنون سے متعلق کئے جاوین جسکی ذات یا جایداد کا ولی یا مہتمم منجانب کورٹ آف وارڈس مقرر کیا گیا ہو۔

مسٹر ایچ کاول منجانب اپیلانٹ چونکہ بحکم ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء صاحب سول جج نے بموجب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء صادر کیا اور بموجب اوسکے صاحب ڈپٹی کمشنر نے اہتمام جایداد کا اپنے ہاتہہ مین لے لیا لہذا عدالت واقع ضلع نے صحیح طور پر صاحب ڈپٹی کمشنر کو ایجنٹ کورٹ آف وارڈس اور قایم مقام اوس جایداد کا تصور کیا جو ذمہ دار واسطے قرضہ ہی مدعا علیہ ٹہیک طور پر وہ شخص تہا جسپر بحیثیت کلکٹر نالش ہونی چاہئے تہی۔ صاحب جوڈیشیل کمشنر کا فرض کرنا غلط تہا کہ کوئی ولی مقرر ہوا ہے

اشرف علی بنام صاحب ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی

اور غلطی عظیم ہوئی تھی۹ جبکہ صاحب موصوف حسب دفعہ ۲۲ عمل کرسکتے تھے بموجب دفعہ
ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ع مالک نا قابل پر انتظام کورٹ آف وارڈس صحیح طور پر نالش کی آتی تھی کوئی شہادت
ایسی نہ تھی جسکی بنا پر عدالتین ماتحت سوائے اسکے اور کچھ کرسکتین کہ نالش کے جاری رہنے کی
اجازت دیتین اور اگر بوجہ ڈگری صادر ہونے کے صاحب جوڈیشل کمشنر کو حسب دفعہ ۲۲ کوئی حکم
صادر کرنا جایز تھا تو وہ حکم مشعر ایسی مقدمہ ہونا چاہئے تھا مشعر ڈسمس نالش -

مسٹر جے ایچ اے برینن منجانب رسپانڈنٹ - بموجب دفعہ ۱۷ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ع منجملہ
مالکان نا قابل جنکی جایداد تحت اہتمام کورٹ آف وارڈس ہو بذریعہ اور بنام اونکے اولیا کے
نالش ہونی چاہئے درحالیکہ ولی مقرر ہوئے ہوں یہ بیان ہوا ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے مظفر علیخان
کو مہتمم یا سربراہکار مقرر کیا ہے اور اگر جیسا کہ صاحب جوڈیشل کمشنر کو باور تھا کوئی ولی احسان حسین
مالک نا قابل کا مقرر کیا گیا تھا تو حاکم موصوف کا یہ فیصلہ صحیح تھا کہ نالش بمقابلہ اس مدعا علیہ کے
غلط طور سے رجوع کی گئی تھی یہ بیان ہوا تھا گو مسل مین نہ تھا کہ احسان حسین کی زوجہ بطور
ولی مقرر کی گئی تھی یہ دلیل ہوسکتی ہے کہ عدالت اپیل کی یہ تجویز صحیح تھی کہ عدالتہای ماتحت
نے درباب استعمال اپنے اختیار سماعت کے بے ضابطگی کے ساتھ عمل کیا کہ ڈگری بمقابلہ مدعا علیہ
بلا تحقیق کرنے اس امر کے صادر کی کہ آیا مدعا علیہ صحیح طور پر وہ شخص ہے جسپر نالش ہونی
چاہئے اور عدالت اپیل موصوف نے برطبق ظاہر ہونے اس بات کے کہ مدعا علیہ ایسا
شخص نہ تھا منسوخ کرنے ڈگری مین صحیح طور پر عمل کیا -

مسٹر ایچ کاول سے جواب نہین لیا گیا -

تجویز حکام عالیمقام لارڈ ہابہوس صاحب نے صادر فرمائی -

لارڈ ہابہوس صاحب - جس تجویز کی تار ضی سے اپیل کیا گیا ہے وہ بظاہر محض ایک
اصطلاحی بنا پر مبنی ہے اپیلانٹ نے بکفالت بعض تمسکات کے احسان حسین خان کو روپیہ قرض دیا تھا
احسان حسین خان بعدہ مجنون ہو گیا اور بذریعہ حکم عدالت مورخہ ۷ نومبر سنہ ۱۸۸۰ع کے مجنون قرار
دیا گیا اور اوسکی جایداد تحت اہتمام کورٹ وارڈس قرار پائی اور ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی کے سپرد کی گئی
یا بتبدیل الفاظ جایداد مذکور تحت اہتمام کورٹ آف وارڈس در آئی اور کورٹ آف وارڈس نے
ایک مہتمم مقرر کیا اپیلانٹ نے سنہ ۱۸۸۸ع مین بنام صاحب ڈپٹی کمشنر نالش واسطے دلا پانے
زر قرضہ کے دائر کی دعوی کی ڈگری جج درجہ اول سب جج بارہ بنکی نے صادر کی اور اوس ڈگری کو برطبق

۹ نہین ہوئی تھی

۱۸۹۵ء
اشرف علی بنام صاحب ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی

برطبق صاحب جج ضلع لکھنو نے بحال رکھا مدعا علیہ کو استحقاق کسی اپیل مزید کے کرنے کا اختیار نہ تھا
لیکن مدعا علیہ نے حضور صاحب جوڈیشل کمشنر بربنائے مختلف وجوہ اپنی درخواست کے درخواست
نگرانی مقدمہ کے حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش کی صاحب جوڈیشل کمشنر نے
بتمامہ عذرات کو نامنظور کیا اور اونپر استدلال نہیں ہے لیکن صاحب جوڈیشل کمشنر نے ایک نیا
اعتراض بنا قایم کیا اور یہ تجویز کیا کہ علاء الدین ولی کو کچھ اختیار سماعت مقدمہ کا نہ تھا حاکم موصوف نے یہ لکھا کہ مدعا علیہ کو تھا
تجویز مقدمہ ہذا کا بمقابلہ کورٹ آف وارڈس کے حاصل نہ تھا کیونکہ جب غضنفر علیخان ایک شخص بطرف صاحب
کلکٹر مہتمم مقرر ہو چکا تو خواہ بلحاظ اوسکی حیثیت عام کے یا بحیثیت کورٹ آف وارڈس شخص
مذکورہ شخص مناسب تہا جسپر از طرف شخص مجنون نالش ہونی چاہیے تہی دیکھو دفعات ۳۱ و ۳۲
ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء ورنہ ولیہ ذات مجنون پر جو اوسکی ماں تہی نالش ہونی چاہیے تہی

معلوم ہوتا ہے کہ جج ذیعلم کے ذہن میں درمیان مہتمم اور ولی کے کچھ گڑبڑ تہا ایکٹ مالگذاری
اراضی اوردھ ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۷۶ء سے ولی جج موصوف میں یہ حکم ہے دفعات ۱۷۵ و ۱۷۶ جملہ مالکان
ناقابل جنکی جایداد تحت اہتمام کورٹ آف وارڈس ہو بذریعہ اور زیر ہدایت صاحب صوبہ ولی
مقرر ہوئے ہون نالش کرینگے اور بذریعہ اوسیا دہ ولی نالش کیجایگی مگر شرط یہ
کہ بلا منظوری کورٹ آف وارڈس کے کوئی نالش قایم نہ کی جاویگی نہ کسی نالش کی جوابدہی کیجایگی مگر
کوئی ولی حسب مذکورہ بالا مقرر نہوا ہو تو مالک ناقابل بذریعہ اور نام کورٹ آف وارڈس نالش کریگا
اور بذریعہ اور نام کورٹ آف وارڈس اوسپر نالش کیجایگی۔ مہتمم کا کچھ ذکر نہیں ہے۔

جج ذیعلم موصوف نے اعتراض کو بشکل خبار بیان کیا ہے کہ نہ ولیہ ذات مجنون پر جو اوسکی
ماں ہے نالش ہونی چاہیے تہی مگر اس امر کی کوئی شہادت نہ تہی کہ ماں ولی ذات مجنون کی مقرر
کی گئی تہی مسٹر برنسین نے اجلاس عالیمقام کو اطلاع دی ہے کہ فی الحقیقت زوجہ شخص مجنون نہ کہ ماں اوسکی
جیسا کہ جج ذیعلم موصوف نے تصور کیا تہا ولیہ مقرر ہوئی تہی مگر یہ بات اب تک کسی مسل میں بیان نہیں
کی گئی اور اس لئے اب محکمہ میں پذیرا نہیں ہو سکتی۔ لیکن بفرض اسکے بہی زوجہ ولیہ مقرر ہوئی تہی
اور بفرض اسکے بہی کہ وہ اوسوقت ولیہ تہی کہ جب ڈگری عدالت ابتدائی صادر ہوئی
یہ امر باقی رہتا ہے کہ اپیلانٹ نے فریق نالش کا کورٹ آف وارڈس کو بنایا تہا اور کورٹ آف
وارڈس وہ محکمہ تہا جسکے تحت اہتمام جایداد شخص مجنون کی تہی اور جسکو ڈگری کی تعمیل کرنا پڑتا
ڈگری صادر ہوتی۔ اگر ولی فریق بہی ہوتا تو ولی وہ شخص نہ تہا جسکو روپیہ ادا کرنا پڑتا بلکہ ولی کو

سنه ۱۸۹۵ع
بابو اشرف علی
بنام
صاحب ڈپٹی کمشنر
بارہ بنکی

کورٹ آف وارڈس سے اسند عاکرنی پڑتی اور روپیہ واسطے ادائے زرڈگری کے لینا پڑتا یہ ایسا نہیں کیا گیا ہے کہ نالش کی تجویز پورے طور پر بربنائے روداد نہیں ہوئی یا آنکہ اگر وہی فریق نالش ہوتا تو کوئی طریقہ جوابدہی کا اختیار کیا جاتا بس وہ وجہ جس پر جوڈیشل کمشنر نے ڈگریات عدالتین ماتحت کو منسوخ کیا ظاہرا نہایت ضعیف قسم کی تہی بغرض اسکے کہ اوسکے بحال کرنے کے واسطے عمدہ وجوہ اصطلاحی موجود نہین حالانکہ ایسی وجوہ نہین اس احکام عاجز انہ بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا یہ سفارش کرینگے کہ ڈگری صاحب جوڈیشل کمشنر منسوخ کیجاوے اور ڈگری صاحب جج ضلع بحال کیجاوے رسپانڈنٹ خرچہ درخواست بعدالت صاحب جوڈیشل کمشنر بغرض نگرانی مقدمہ وخرچہ اپیل ہذا ادا کریگا۔ اپیل منظور ہوئی

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ ۔ مسٹران بار رووراجرس۔

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ ۔ سالیسٹران انڈیا آفس۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بیکفرسن صاحب جسٹس وبنرجی صاحب جسٹس

۱۸ مارچ سنه ۱۸۹۵ع

گیانند آسرم (فریق ثانی) بنام **بین موہن بین** (سائل)[۱]

اپیل ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنه ۱۸۸۲ع) دفعات ۶۲۹ و ۵۸۶ و ۵۸۸ و ۵۹۱ ۔

حکم منظوری تجویز ثانی نالش از قسم نالشات مطالبہ خفیفہ مین جسکی مالیت پانسو روپیہ سے کم ہو ۔

نالش از قسم نالشات قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ مین جسکی مالیت مبلغ پانسو روپیہ سے کم تہی عدالت اپیل نے حکم منظوری تجویز ثانی بلا تحریر کرنے کسی وجہ منظوری کے صادر کیا ۔ بنارضی اوس حکم کے حسب دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی اپیل ہائیکورٹ مین پیش کیا گیا ۔

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور ناقص ہے کیونکہ خلاف احکام دفعہ ۶۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر ہوا برطبق اس عذر رسپانڈنٹ کے کہ بنارضی حکم مذکور اپیل نہین ہوسکتا یہ ہی تجویز ہوا کہ بحسب دفعہ ۶۲۹ اپیل جایز ہے اور احکام دفعہ مذکور تابع دفعہ ۵۸۶ مجموعہ مذکور کے نہین ہین نہ بروئے دفعہ مذکور برطرف ہوسکتے ہین جو امور درخواست تجویز ثانی مین پیش کئے جاتے ہین اون امور سے قطعاً مختلف ہین جو نالش مین پیش کئے جاتے ہین ۔ تجویز ثانی صرف خاص وجوہ پر منظور ہونی ہے اور یہ بات تجویز ہوسکتی ہے

(۱) اپیل بنارضی حکم نمبر ۱۹ بابت سنه ۱۸۹۳ع بنارضی حکم جے ناکس میٹ صاحب جج ضلع ہوگلی مورخہ ۱۰ اپریل سنه ۱۸۹۴ع

گیانند آسرم
بنام
بپن موہن سین

کہ اگرچہ ڈگری اجرائے نالش سے اپیل جایز نہوا لا حکم منظوری تجویز ثانی سے جسکی رو سے مقدمہ بعد طے ہو جانے کے پھر کہولا جاوے اپیل جایز ہو۔

یہ اپیل ایک حکم سے پیدا ہوا جو صاحب جج ضلع ہوگلی نے بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۸۹۴ء منظوری تجویز ثانی صادر کیا ایک شخص مسمی بپن موہن سین نے بنام ایک شخص مسمی گیانند آسرم کے عدالت منصفی دوم ہوگلی سے ڈگری مبلغ پانسو روپیہ کم کی حاصل کی بتاریخ ۲۸ جولائی ۱۸۹۳ء صاحب جج ضلع نے بر طبق اپیل ڈگری مرافعہ اولی کو منسوخ کیا بتاریخ ۱۱ نومبر بپن موہن سین مذکور نے درخواست واسطے تجویز ثانی تجویز عدالت صاحب ضلع کے پیش کی بعد مختلف التواؤن کے ۱۶ مارچ ۱۸۹۴ء واسطے سماعت آخر مقدمہ کے مقرر ہوئی لیکن بتاریخ ۱۰ مارچ صاحب جج ضلع نے بلا قلمبند کرنے کسی وجہ کے تجویز ثانی منظور کی بنا رضی اس حکم کے فریق ثانی گیانند آسرم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو ملنی رنجن چٹرجی و بابو جسودا نندن پرمانک منجانب اپیلانٹ۔

بابو اوما کالی مکرجی و بابو سرش چندر چودہری منجانب رسپانڈنٹ

بابو سرس چندر چودہری نے ایک اعتراض ابتدائی نسبت سماعت اپیل کے اس بنا پر پیش کیا کہ چونکہ نالش از قسم نالشات قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ تہی اور مالیت اوسکی مبلغ پانسو سے کم تہی لہذا بموجب دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی اپیل نہین ہو سکتا وکیل موصوف نے دفعات ۵۸۸ و ۵۹۱ مجموعہ پر بہی استدلال کیا۔

بابو ملنی رنجن چٹرجی منجانب اپیلانٹ۔ جس حکم کی شکایت ہے وہ بخلاف ورزی دفعہ ۶۲۶ مجموعہ کے ہے اور اس لئے قایم نہین رہسکتا بموجب دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنا رضی حکم صادرہ عدالت اپیل مشعر منظوری تجویز ثانی بربنائے وجوہ مندرجہ دفعہ مذکور اپیل ہو سکتا ہے اگرچہ کوئی اپیل دوم نالش از قسم نالشات عدالت مطالبہ خفیفہ مین جسکی مالیت پانسو روپیہ سے کم ہو نہین ہو سکتا دفعہ ۶۲۹ - اُس باب مین واقعہ ہے جسکی پیشانی تجویز ثانی ہے جسکی کارروائیات نالش کی کارروائیات سے بالکل مختلف ہین دفعہ ۶۲۹ مین صاف حکم ہے کہ بنا رضی حکم مشعر منظوری تجویز ثانی بربنائے وجوہ مصرحہ دفعہ مذکور اپیل ہو سکتا ہے باوجود احکام دفعہ ۵۸۶ کے یہ تجویز ہوا ہے کہ بنا رضی حکم مشعر واپسی مقدمہ کے ایسی نالش مین جو قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہو اپیل ہو سکتا ہے۔ دیکھو صاحب کلکٹر بجنور بنام

سنہ ۱۹۰۰ء
پارشد سرم بنام موہن سنگھ [illegible]

جعفر علی خان (۱) و مہادیو لونہر سنگھ بنام راگھو کیشو (۲)
یہی تجویز ہوا ہے کہ بنا رضی حکم مشعر منظوری تجویز ثانی نالش سماعت خفیفہ مین اپیل ہو سکتا ہے
دیکھو غلام حسین محمد بنام ہوسی میان حامد علی (۳)۔

تجویز عدالت (میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل تھی۔

یہ اپیل بنا رضی حکم مشعر منظوری تجویز ثانی نسبت تجویز عدالت اپیل کے حسب دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے۔

نالش از قسم نالشات قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ تھی۔ اور مالیت شے متنازعہ نالش ... سے کم تہی۔ نالش مذکور کی سماعت منصف نے باستعمال اپنے معمولی اختیارات کی تہی بعد تصفیہ اپیل کے مدعا علیہ نے واسطے تجویز ثانی تجویز عدالت اپیل کے درخواست پیش کی یہ درخواست ۱۱ نومبر ۱۸۹۳ء کو گذری اطلاعنامہ بنام فریق ثانی جاری ہوا اور بعد پیدا ہونے التواؤن کے ۶ مارچ ۱۸۹۴ء واسطے سماعت آخر درخواست کے مقرر ہوئی تاریخ مذکور درخواست تجویز ثانی منظور کی گئی اور واسطے بحث کے تاریخ مقرر کی گئی جسکا مطلب ہم سمجھتے ہین کہ واسطے سماعت بحث کے نسبت اوس اپیل کے جسکی سماعت کرنا ہو اولی تہی صریحاً اگر ۹ کو مقدمہ ملتوی ہو کر ۲۰ مقرر ہوئی تہی لیکن ۱۰ ماہ مذکور کو بلا اطلاع و بغیر حاضری فریق ثانی تصفیہ مقدمہ کا کیا گیا تو احکام دفعہ ۶۲۳ مجموعہ کی خلاف ورزی کی گئی کیونکہ فریق ثانی کو حاضری کا موقع نہین دیا گیا۔

منجانب رسپانڈنٹ ہمارے روبرو ایک حلفنامہ مشعر اسکے پیش کیا جاتا ہے کہ ۹ تاریخ کو جج نے زبانی حکم ملتوی کیے جانے مقدمہ کا اور پیش کیے جانے کا ۱۰ کو دیا۔

اس حلفنامہ کی تردید نہین کی گئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ تاریخ جو لکہی گئی وہ یا تو غلطی سے لکہی گئی یا بلا علمی حکم زبانی کے لکہی گئی۔

مگر یہ امر چاہو جس طرح ہو تاہم خلاف ورزی احکام دفعہ ۶۲۳ کی صاف طور سے ایک امر یقینی ہے اوس دفعہ کی رو سے یہ ضرور ہے کہ جج خود اپنے ہاتھ سے وجوہ منظوری درخواست تجویز ثانی کے تحریر کرے اس مقدمہ مین کوئی ایسی تحریر نہین ہے صرف حکم محض ہے بلا کسی وجہ کے کہ تجویز ثانی منظور ہے چونکہ تجویز ثانی کی درخواست مختلف وجوہ پر کی گئی تہی مثلاً دریافت ہونا شہادت جدید کا اور عدالت کا غور نہ کرنا اور وقعت مناسب دینا بعض شہادت کو

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۸ (۲) ؍؍ ؍؍ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۴۹۳ (۳) ؍؍ ؍؍ بمبئی جلد ۸ صفحہ [illegible]

پیش ہو چکی تہی لہذا فریق ثانی کے واسطے اس امر کا جاننا اہم تہا کہ ٹہیک کن وجوہ پر [illegible] منظور ہوئی تہی۔

پس ہم پر یہ تجویز کرنا لازم ہے کہ چونکہ حکم مذکور خلاف دفعہ ۶۲۲ کے ہے لہذا [illegible] جانب رسپانڈنٹ ایک عذر ابتدائی پیش کیا گیا تہا کہ بنا راضی اوس حکم کے جسکی [illegible] اپیل نہین ہو سکتا کیونکہ بموجب دفعہ ۵۸۶ کے اس نالش مین اپیل [illegible] ممنوع ہے [illegible] کہ حکم مذکور منجملہ اون احکام کے نہین ہے جنکی صراحت دفعہ ۵۸۸ مین ہے اور بموجب دفعہ مذکور اور دفعہ ۵۹۱ بنا راضی کسی حکم کے جو کسی عدالت نے باستعمال اپنے اختیارات ابتدائی یا اپیل کے صادر کیا ہو بجز اون احکام کے جنکی صراحت کی گئی ہے ممنوع ہے اس بات کو قبول کرکے عبارت دفعہ ۶۲۹ سے عقب گذاری کرنا غیر ممکن ہے جسمین یہ حکم ہے کہ اعتراض نسبت حکم مشعر منظوری درخواست تجویز ثانی فوراً بذریعہ اپیل بنا راضی حکم مشعر منظوری درخواست پیش کیا جا سکتا ہے خواہ بوقت اپیل بنا راضی ڈگری یا حکم آخر کے جو نالش مین صادر ہو پیش ہو سکتا ہے۔ بموجب فحوائے دفعہ ۶۲۲ درخواست تجویز ثانی نسبت تجویزات ایسی نالشات کے ہے جنمین اپیل نہین ہو سکتا ہے اور نیز ایسی نالشات مین جنمین اپیل ہو سکتا ہے جائز ہے ممکن کہ بموجب دفعہ ۶۲۹ کے استحقاق اپیل بنا راضی ڈگری آخر ایسی نالش کے جس مین اپیل بموجب دیگر دفعات مجموعہ کے ممنوع ہے حاصل نہو گا مگر شخص مظلوم کو باایہمہ وہ چارہ کار حاصل ہو گا جو علی سبیل البدل بروے دفعہ مذکور عطا کیا گیا ہے کہ بنا راضی حکم مشعر منظوری درخواست تجویز ثانی اپیل کرے۔

درخواستہائے تجویز ثانی مین جو مباحثات پیش ہوتے ہین وہ اون سے قطعاً مختلف ہین جو نالشات مین پیدا ہوتے ہین تجویز ثانی صرف بربنائے وجوہ خاص منظور ہو سکتی ہے اور ایسا ہو سکتا ہے کہ گو اپیل کی اجازت بنا راضی ڈگری آخر نالش کے نہین ہے تاہم اپیل کی اجازت بنا راضی حکم مشعر منظوری تجویز ثانی ہو جس سے مقدمہ بعد فیصل ہو جانیکے پہر کہولا جاویگا یہ امر کہ احکام دفعہ ۶۲۹ تابع دفعہ ۵۹۱ نہین ہین دبروئے دفعہ مذکور مسترد ہوتے ہین اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقدمات قابل اپیل مین بنا راضی حکم مذکور ہر آئینہ اپیل کی اجازت دیگئی ہے اگرچہ حکم مذکور منجملہ اون احکام کے نہین ہے جنکی صراحت دفعہ ۵۸۸ مین کی گئی ہے۔

لازم ہے کہ وہ حکم جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے منسوخ کیا جاوے اور مقدمہ

پاس صاحب جج ضلع کے اس غرض سے واپس بہیجا جائے کہ وہ درخواست کی سماعت اور تجویز بطریق محکومہ باب ۷ ، مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل مین لاوین - مقدمہ واپس بہیجا گیا -

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس

لونیت لال (مدعی) بنام رادہا کرسٹو بہٹا چارجی وغیرہ (مدعا علیہم) †

نیلام بعلت بقایا مالگذاری - نالش منسوخی نیلام - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ع دفعہ ۵ - قرقی بحکم عدالت دیوانی - قرقی جو سب سے اخیر یوم ادا کے بعد ہوئی ہو -

نالش منسوخی نیلام ایک حقیت مین جو بعلت بقایا مالگذاری نیلام ہوئی تہی منجملہ وجوہ پیش کردہ مدعی کے ایک وجہ یہ تہی کہ حقیت جو بوقت نیلام تابع قرقی بموجب ایک حکم عدالت دیوانی کے ہے بلا پورے کرنے اون ضوابط کے نیلام کی گئی جو دفعہ ۵ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ع مین محکوم ہین واسطے ادائے اس زر بقایا کے جسکی علت مین حقیت نیلام ہوئی ۷ جون سنہ ۱۸۹۸ع مقرر تہی تاریخ قرقی ۲ - اگست مابعد تہی -

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۵ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ع مین نسبت اون صورتون کے حکم ہے جن مین قرقی قبل ۱۵ یوم کے اوس اخیر تاریخ سے ہوئی ہو جو واسطے ادائے اوس روپیہ کے مقرر کی گئی ہو جسکی علت مین حقیت کا نیلام کرنا مقصود ہے پس دفعہ مذکور ایسے مقدمہ سے جیسا کہ مقدمہ حال ہے متعلق ہوگی جس مین قرقی بعد اخیر یوم ادا کے اور بعد اسکے کہ حقیت مستوجب نیلام بعلت بقایا مالگذاری سرکار ہو گئی تہی عمل مین آئی نبولال سنگھ بنام مہابیر پرشاد سنگہ (۱) کا حوالہ دیا گیا -

مدعی نے واسطے منسوخی نیلام بعلت بقایا مالگذاری موضع مہسم پور کرتہلک کے اور نیز واسطے دیگر دادرسیون کے دعوی کیا جنکا تذکرہ کرنا اس رپورٹ مین ضرور نہین ہے - نیلام بعلت بقایا مالگذاری سرکار کے ہوا جو ۷ جون سنہ ۱۸۹۸ع کو واجب الادا ہوئی اور بتاریخ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ع عمل مین آیا اسی اثنا مین (۲ - اگست سنہ ۱۸۹۸ع) قرقی بحکم عدالت دیوانی عمل مین آئی پس ایک بحث جو اس مقدمہ مین پیش ہوئی یہ تہی کہ آیا بوجہ قرقی مذکور اشتہار محکومہ دفعہ ۵ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ع ہونا چاہیے تہا اور آیا بعدم موجودگی ایسے

† اپیل نمبر ۳۰۹ از ڈگری اپیل نمبر ۲۰۳ بابت سنہ ۱۸۹۹ع بنارضی ڈگری خواجہ سید محمد فخرالدین جج صاحب جج ایڈیشنل سیشن ... ۳ - اگست سنہ ۱۸۹۸ع (۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۲ و ۲ ... لا رپورٹ ... جلد ...

ستمبر ۱۸۹۹ع
۱۰ اپریل ۱۸۹۹ع

نونیت لال بنام دواکر...

اشتہار کے نیلام قایم رہسکتا ہے یا نہین۔

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مسٹر ڈی ایکار و بابو سینتش چندر گہوس بابو مکہن لال منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر ہل و بابو نارک ناتہہ پالت و بابو بپند رچندر ملک منجانب رسپانڈنٹ۔

مسٹر ڈی ایکار۔ بموجب دفعہ ۵۔ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ع چونکہ جایداد بوقت نیلام بحکم ایک محکمہ عدالتی زیر قرقی تہی لہذا بموجب دفعہ مذکور ایک اشتہار جاری ہونا چاہیئے تہا۔ مقدمہ مین کوئی اشتہار بموجب دفعہ مذکور نہین ہوا اور اِس سے نیلام خلاف اختیار روکا لازم تہا۔ دیکہو گوبند لعل رائے بنام بیچراس رائے (۱)۔

مسٹر ہل منجانب رسپانڈنٹ۔ قرقی متعلقہ دفعہ ۵۔ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ع ایسی قرقی ہے جو بوقت واجب ہونے زربقایا کے نافذ ہو یہ بات دفعہ ۳۔ ایکٹ مذکور سے عیان ہے اشتہار بموجب دفعہ ۵ قبل ۱۵ دن کے اوس سب سے آخر کی تاریخ سے ہونا چاہیئے جو بموجب دفعہ ۳ واسطے ادا کے مقرر ہوئی ہو اور اوسمین منجملہ دیگر مراتب کے سب سے آخر تاریخ ادا کی مشتہر ہونی چاہیئے چونکہ یہ صورت ہے لہذا عیان ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ دفعہ ۵۔ صرف اون صورتون سے متعلق ہو جن مین قرقی قبل واجب ہونے زربقایا کے ہوئی ہو اور نہ اون صورتون سے جن مین قرقی بوقت نیلام کے ہو۔

مسٹر ڈی ایکار کا جواب سُنا گیا۔

تجویز ہائیکورٹ (بریٹ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس) حسب ذیل تہی۔

مدعی مالک دو حقیت یعنی مواضع مہسم پور کرہتا اور کپٹن روپ کا تہا۔ ظاہرا اوسکو اوا سے مالگذاری سرکار مین کچہہ دقت بوجہ نادہندی حصہ داران شریک کے ہوئی ہے ان حقیتون مین مالگذاری سرکار جو ۷ جون سنہ ۱۹۰۰ع کو واجب الادا تہی باقی پڑی چنانچہ حقیتین نیلام کی گئین مدعی نے صاحب کلکٹر و صاحب کمشنر کے دونون یہان درخواست منسوخی نیلام موضع مہسم پور کرہتا کی پیش کی مگر ناکامیاب رہا لیکن نامبردہ اپنی درخواست مین بحکم صاحب کلکٹر سے نسبت موضع کپٹن روپ کے جو دوسرے ضلع مین واقع تہا اور جہان کے صاحب کلکٹر کی نظر عنایت بجانب نامبردہ تہی کامیاب ہوا۔ معلوم ہوتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۹۹ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۷۰

کہ ایام نیلام مدعی کی کچھ گفتگو ساتھ خریدار بابو راوتا کرسٹو بہٹا چارجی وکیل عدالت ججی پٹنہ کے ہوئی تہی جو مسالہ بیشتر سے اوسکا وکیل رہا تہا اور بوجہ اوس امر کے جو اوسکا بیان ہے کہ نتیجہ گفتگو کا یہ تہا اور بوجہ اوس وعدہ کے جو بابو راوتا کرسٹو نے اوس سے کیا مدعی نے نالش حال نسبت فسخی نیلام موقوعہ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء کے داخل کی۔ مدعی مستدعی منسوخی نیلام دو وجہ سے ہوا اول یہ کہ وقت نیلام ہوا کوئی بقایا مالگذاری سرکار کی نہ تہی دوسرے یہ کہ بوجہ ایک ڈگری عدالت دیوانی کے جو اوسوقت قایم تہی نیلام موجب دفعہ ۵ قانون نیلام کے عمل میں نہیں آسکتا تہا مدعی کو یہ بہی دلایا جائے جایداد کا بمقابلہ خریدار یعنے بابو راوتا کرسٹو بہٹا چارجی کے بہی بہتنا ہیں کیونکہ ہے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ خریدار مذکور کے ساتھ ہوا ہے جسکی رو سے خریدار مذکور نے یہ وعدہ کیا ہے کہ مدعی کے حصہ واقع اس جایداد کو بجانب اوسکے منتقل کردیگا۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کیا ہے کہ جایداد مناسب طور پر نیلام کی گئی کیونکہ بقایا مالگذاری جسکا ادعا کیا جاتا تہا فی الواقع اوسکے ذمہ واجب الادا تہا اور کارروائیات متعلقہ نیلام مطابق قانون کے تہیں اور جج ماتحت نے نالش بمقابلہ ذات بابو راوتا کرسٹو بہٹا چارجی کے اس بنا پر ڈسمس کی کہ وہ بربنائے شہادت یہ تجویز نہیں کرسکتے تہے نسبت اس انتقال کے معاہدہ مکمل تہا۔ یہی تین امور ہمارے روبرو اپیل میں وجہ قرار دیئے گئے ہیں۔

نسبت امر اول کے یہ کہنا کافی ہے کہ ہمکو تجویز جج ماتحت سے کلیتاً اتفاق ہے جس میں صاف طور پر ثابت اس امر کی ہے کہ ۵ کی بابت بقایا مالگذاری سرکار واجب الادا ہے ہمکو واضح ہوتا ہے کہ اصحاب میں جو کچھ گڑبڑ ہے وہ بوجہ اس کوشش حکام مال کے ہے کہ ہندی مہینوں کو انگریزی مہینوں سے جن سے بہہ وجوہ مطابق نہیں ہیں مطابق کریں ہمکو اوس شہادت سے جو ہمارے روبرو ہے اطمینان اس امر کا ہے کہ حقیقت پر بقایا تہی اور اسلئے وہ صحیح طور پر نیلام کیگئی نسبت امر دوم کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ جایداد بموجب حکم عدالت دیوانی بتاریخ ۲ اگست سنہ ۱۸۸۹ء زیر قرقی تہی لہذا جایداد بلا پوری تعمیل ضوابط متعلقہ دفعہ ۵ ایکٹ کے نیلام نہیں ہوسکتی تہی دفعہ ۵ ہماری دانست میں مقدمہ ہذا سے متعلق نہیں ہے اخیر دن ادا سے مالگذاری سرکاری کا ۲۸ جون تہا اور قرقی عدالت دیوانی سے تا ۲ اگست مابعد نہیں ہوئی دفعہ ۵ میں بابت اون صورتون کے حکم ہے جنمیں قرقی اقل درمیعاد ۱۵ دن قبل آخر تاریخ ادا سے اوس قسط کے عمل میں آئی ہو جسکی علت میں جایداد کا معرض نیلام میں لانا مقصود ہے ہم حال مقدمہ

شوکت علی ۔۔۔ سیتا ... [illegible]

نونیت لال بنام رادہاکرسٹو بہٹاچارجی

نبوارسی لال ساہو بنام مہابیر پرشاد سنگہ (۱) کا واسطے وجوہ اس حکم کے دیکہ سکتے ہین اور
تجویزات احکام عالیمقام محکمہ جوڈیشل کمیٹی سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا مقدمہ جیسا کہ
اب ہمارے روبرو پیش ہے داخل محولہ دفعہ ۵ نہین ہے چونکہ ترقی ۲۰ اگست کو ہوئی لہذا
احکام دفعہ ۵ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ع کا تعمیل کرنا غیر ممکن ہوگا جسمین یہ حکم ہے کہ صاحب کلکٹر اطلاع
ترقی مذکور کی بندرہ روز قبل واسطے زر مالگذاری کے دین لیکن واسطے ادائے اس زر بقایا کے جو تاریخ
مقررہ پر واجب ہوا تہا جو کچہ زمانہ قبل ترقی واقع ہوئی بموجب دفعہ ۵ - ایسی صورت سے جیسی کہ اب ہمارے
روبرو پیش ہے متعلق نہوگی جس مین ترقی بعد اجرے تاریخ ادا کے اور بعد اسکے ہوئی کہ حقیقت مستوجب
نیلام بعلت بقایا مالگذاری مستقر ہو گئی -

نسبت امر سوم کے ہماری یہ رائے ہے کہ جج ماتحت نے صحیح طور پر تجویز کیا ہے کہ شہادت نسبت
وجود معاہدہ مظہرہ مابین مدعی و بابو رادہاکرسٹو بہٹاچارجی نہایت مجہول و غیر قطعی ہے خود شہادت
سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ کوئی معاہدہ منعقد ہوا اور کچہ شک نہین کہ اوس سے بصراحت یہ ثابت
نہین ہوتا کہ کسی معاہدہ منطوقہ کے شرائط کیا تہی - دیگر گواہان کی شہادت زیادہ تر متعلق ہے
لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ اس قسم کے معاملہ مین شہادت اصل فریق کی نہایت اہم ہے پس اس
حد تک ہمکو جج ماتحت سے اتفاق ہے مگر ہم یہ تجویز کر سکتے ہین کہ بغرض دلیل اس بات کو ہی فرض
کر سکے کہ معاہدہ یہ تہا جیسا کہ مختار مدعی بیان کرتا ہے کہ تہا کہ بابو رادہاکرسٹو بہٹاچارجی اس بات
پر راضی ہوئے کہ بعد طلب وصول پانے اوس روپیہ کے مدعی سے جو بوقت نیلام ادا کیا گیا تہا
معہ سود نصف حصہ ان دونون مواضع کا بجانب مدعی منتقل کردنگا مدعی نے اس بات کو غیر
ممکن کر دیا ہے کہ مدعا علیہ کسی ایسے معاہدہ کی تعمیل کر سکے بعدہ مدعی منسوخی کرانے نیلام موضع
کنچن روپ مین جسمین اوسکا صرف نصف حصہ ہے کامیاب ہوا اور اس وجہ سے وہ امر
جسکا منطبق ہونا بیان کیا گیا ہے کہ ہر دو فریق کے قبضہ مین نصف نصف حصہ کنچن روپ کا
اور نصف نصف دوسرے موضع بہسم پور کا رہے ممکن نہ رہا ہمکو یہ بہی واضح ہوتا ہے
کہ مدعی نے اپنی عرضی نالش مین اس بات کی آمادگی بہی ظاہر نہین کی کہ مدعا علیہ کو بابت نصف
خرچہ کے کچہ روپیہ ادا کریگا -

پس اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے - اپیل ڈسمس ہوا

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۷ (۳۰۰) ولا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد صفحہ ۸۹ (۱۰۴) -

۲۸ مئی ۱۹۲۴ء

باجلاس ہیورلی صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس

قیصر چندر پال چودہری وغیرہ (مدعیان سائلان تجویز ثانی) بنام رام لال پال (مدعاعلیہ فریق ثانی)†

زمیندار و آسامی - ملکیت نسبت درختان کے جو اراضی اوگے ہون - ایکٹ اسامیان بنگال (نمبر ۸ بابت ۱۸۸۵ء) دفعہ ۲۳ - حق اسامی دخیلکار نسبت کاٹنے درختان کے - حق اسامی دخیلکار کا نسبت تصرف کرنے درختان کے جبکہ وہ کٹ جاوین - بار ثبوت - رواج - نالش ہرجہ -

بموجب قانون عام کے ملکیت درختان کی جو اراضی پر اوگے ہوئے ہون مالک اراضی کو ہر صورت تابع کسی رواج کے جو خلاف اسکے ہو حاصل کرے -

بموجب دفعہ ۲۳ - ایکٹ اسامیان بنگال کے بار ثابت کرنے اس امر کا زمیندار پر ہے کہ اسامی مستحق دخیلکاری کو ممانعت اس بات کی ہے کہ درختان واقع اراضی کو دور کرے اور نہ اسامی پر کہ ایسا رواج ثابت کرے جس سے اوسکو استحقاق ایسا کرنیکا حاصل ہو مگر استحقاق تصرف کرنے درختان مذکور کا جب کہ وہ کٹ گئے ہون ایک بحث جداگانہ ہے -

ایک نالش زمینداران بنام اپنے اسامیان کے جنکو حق دخیلکاری حاصل تہا بابت تصرف کرنے بعض درختان انبہ کے جو اونکی اراضی پر اوگے ہوتے تہے اور اونہون نے کاٹ ڈالے تہے تجویز ہوئی کہ بار اس امر کا صحیح طور پر اسامیان پر ڈالا گیا کہ رواج مظہرہ اپنے کو ثابت کرین جسکی رو سے اونکو یہ حق دیا گیا ہو کہ درختان کو فروخت کرین اور بر طبق اونکی ناکامیابی کی در باب ثبوت ایسے رواج کے نامبردگان مستوجب ادائے ہرجہ بابت تصرف درختان کے نہین ہو سکتے ہین -

وہ حالات جن سے یہ رولین متعلق ہین بصیغہ مطالبہ خفیفہ عدالت جج ماتحت نے ایک نسبت ہرجہ بابت کاٹ ڈالنے و تصرف کر لینے بعض درختان انبہ کے دائر ہوئی تہین مدعاعلیہم اسامیان مستحق دخیلکاری اوس اراضی کے تہے جسپر درختان مذکور واقع تہے مدعیوں کا یہ بیان تہا کہ درخت اونکے مورثان نے نصب کئے تہے اور مدعاعلیہم ہمیشہ متصرف اونکی پیداوار کے رہے تہے جج ماتحت نے بار ثابت کرنے اس بات کا مدعاعلیہم پر ڈالا کہ اونکو استحقاق کاٹ ڈالنے اور تصرف کرنے درختان کا حاصل تہا اور یہ تجویز کر کے کہ نامبردگان ثابت کرنے کسی ایسے رواج کے جس سے اونکو ایسا استحقاق دیا گیا ہو قاصر رہے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ نامبردگان نسبت

† مرافعہ دیوانی نمبر ۱۲۹ و ۱۲۹۱ بابت ۱۹۲۳ء و بنا راضی حکم بابو گوپال چند رچودہری جج ماتحت عدالت مطالبہ خفیفہ نمبا مورخہ ۹ جون ۱۹۲۲ء -

سنہ ۱۸۹۴ء
تجیر چند بیال چودھری
بنام
رام لال پال

درختان کے اوس طریق پر عمل کرنے کے مستحق نہ تھے کہ جس طور پر اونھون نے عمل کیا اور پہر دو نالشون مین ڈگری بحق مدعی صادر کی بابت مبلغ لعہ ایک نالش مین اور بابت مبلغ للعہ دوسری نالش مین۔ برطبق درخواست مدعاعلیہم اس بنا پر کہ جج ماتحت نے غلط طور پر بار ثبوت بذمہ مدعاعلیہم عاید کیا تھا ہائیکورٹ سے احکام بغرض اظہار وجہ اس امر کے صادر ہوئے کہ تجویز جج ماتحت کیون نہ منسوخ کیجائے۔

احکام مذکور واسطے سماعت کے روبرو جیورل صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس کے پیش ہوئے حکام ممدوح نے بتاریخ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء تجویز ذیل صادر کی۔

"ہمارے نزدیک کچھہ شک نہین ہوسکتا کہ اس مقدمہ مین جج ماتحت نے بار ثبوت مدعاعلیہم پر ڈالا اور علاوہ اس بات کو اوس پلیڈر ذیعلم نے جو از جانب مدعیان حاضر ہوئے اور جنہون نے یہ دلیل کی کہ بار ثبوت اس طور سے صحیح طریق پر ڈالا گیا تسلیم کیا ہمارے نزدیک یہ بات مطابق دفعہ ۲۳ ایکٹ اسامیان بنگال کے نہ تھی اور یہ کہ بموجب دفعہ مذکور بار ثبوت کرنے ایسے رواج کا جسکے بموجب اسامی کو امتناع کاٹ ڈالنے درخت کی ہو مدعی پر ڈالا گیا ہے ہم آخر الفاظ دفعہ مذکور کا یہ مطلب سمجھتے ہین کہ رعیت مستحق دخیلکاری اون درختان کو جو اوسکی اراضی پر واقع ہون بلا رضامندی زمیندار کے کاٹ ڈال سکتا ہے سوائے اسکے کہ کوئی رواج خلاف اسکے ہو اور یہ بات زمیندار پر لازم ہے کہ کچھہ ثبوت ایسے رواج کا دے اس امر کا فیصلہ کرنا کہ کسقدر شہادت کافی ہے کام عدالت تجویز کنندہ مقدمہ کا ہے ہمکو دریافت ہوتا ہے کہ ہماری اس رائے قانونی کی تائید تجویز ایک ڈویزن بینچ عدالت ہذا مورخہ ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء مصدورہ مقدمہ گرجا ناتھہ رائے بنام میان الدنیا (۱) سے ہوتی ہے ان حالات مین ہماری یہ رائے ہے کہ یہ احکام قطعی ہونے چاہئین اور مقدمات جج ماتحت کے پاس بغرض تجویز مکرر بلحاظ ان تحریرات کے واپس بھیجے جانے چاہئین سایلان اپنا خرچہ بابت ان احکام کے پائینگے"۔

(۱) سوال دول نمبر ۱۰۶۸ و ۱۰۷۰ بابت سنہ ۱۸۸۹ء باجلاس ٹاٹنہیم صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس۔

بابو جبو داشدن پہاتک منجانب مدعیان ۔ بابو اسوتوش دہر منجانب مدعاعلیہم۔

واقعات کافی طور سے تجویز مین بیان کئے گئے ہین ۔ جو حسب ذیل ہین۔

یہ احکام بغرض اظہار وجہ اس امر کے حاصل کئے گئے تہے کہ ڈگریات منصف نیلپہاماری باستعمال اختیارات متعلقہ عدالت خفیفہ جنکی رو سے دعوی مدعیان ڈسمس کئے گئے تہے منسوخ نہ کیجائین ۔ م م

سنہ ۱۹۰۷ع
میر منید پال چودہری
بنام
رام لال پال

مدعیان نے درخواست تجویز ثانی نسبت اس تجویز کے بربناء وجوہ ذیل پیش کی - (۱) یہ کہ عدالت کو یہ تجویز کرنا چاہیئے تہا کہ دفعہ ۲۳ - ایکٹ اسامیان بنگال کو اس قسم کے مقدمہ سے جیسا کہ یہ ہے جس مین کوئی دعوی استحقاق کاٹ ڈالنے درختان کا بابت کسی استعمال زراعتی کے نہین کیا گیا تہا کچہہ تعلق نہین ہے (۲) یہ کہ بفرض اس امر کے کہ دفعہ ۲۳ متعلق ہے عدالت کو بہ تعبیر صحیح حصہ آخر دفعہ مذکور کے یہ تجویز کرنا چاہیئے تہا کہ بار ثابت کرنے ایسے رواج کا جسکی رو سے اسامی کو کاٹ ڈالنا درخت کا جائز ہو اسامی پر تہا (۳) یہ کہ عدالت کو یہ تجویز کرنا چاہیئے تہا کہ مدعا علیہم مستحق اس امر کے نہ تہے کہ کوئی اب بیان کرین اور اوسکی بناء پر کامیاب ہون جو مخالف اوس بیان کے تہا جو انکی درخواست مین کیا گیا تہا اور صریحاً متناقض اوس بیان کے تہا جسکے ثابت کرنیکی کوشش عدالت تحت

ہم نالشات بنام مختلف اسامیان جو اضلاع والا بسے ہرجہ بابت کاٹ ڈالنے درختان متمر کے جو اونکی اراضیات کاشت مین تہے دائر کئے گئے ہیں عرائض دعوی مین بیان کیا گیا تہا کہ اسامیان نے درختان حسب مذکورہ بالا خلاف رواج مقامی کے کاٹ ڈالے تہے لہذا ہمکو یہ بات صاف عیان ہوتی ہے کہ عرائض بلحاظ خاص دفعہ ۲۳ - ایکٹ اسامیان بنگال کے مرتب کی گئی ہین-

مدعا علیہم نے یہ بیان کیا تہا کہ درختان ملکیت اونکی ہے اور اس امر سے انکار کیا کہ مدعیکو کوئی حق ثابت ہے اونکے حاصل تہا منصف نے یہ تجویز کیا کہ چونکہ مدعیان نسبت درختان کے اپنا حق ثابت کرنے سے قاصر رہے لہذا اونکی نالشات ڈسمس ہونی چاہئین کیونکہ یہ ثابت تہا کہ درختان مدعا علیہم کی اراضیات موروثی پر واقع تہے-

بوقت سماعت اپیل وکیل سائلان نے ہمارے روبرو بعض فیصلات عدالت ہذا کا حوالہ دیا اور ایک فیصلہ حکام پریوی کونسل کا جسکی نسبت ہم صرف یہ بیان کرنا مناسب سمجہتے ہین کہ اوسکو واقعات مقدمہ ہذا سے کچہہ تعلق نہین ہے اور نیز ایک فیصلہ حال غیر رپورٹ شدہ کا جسکو مسٹر جسٹس مکفرسن صاحب جسٹس نے بر طبق اپیل نمبر ۱ ایک عدالت مطالبہ خفیفہ کے صادر کیا اوس فیصلہ مین یہ تجویز ہوا ہے کہ بار ثابت کرنے رواج در وو درخت ابہ کاٹ ڈالنے اسامی کے تہا فیصلہ مقدمہ مذکورہ سے ہم یہ مستنبط نہین کر سکتے کہ صحیح نوعیت اوس حق کی جو اسامی کو حاصل تہا کیا تہی اور ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نے مخصوص طور پر ایک رواج بیان کیا تہا اور زمیندار نے ایک رواج خلاف مقابلہ مدعا علیہ بیان کیا تہا مقدمہ ہذا مین صرف زمیندار ایک رواج مانع اور درختان بیان کرتا ہے بلحاظ عبارت دفعہ ۲۳ ایکٹ اسامیان بنگال کے ہماری یہ رائے ہے کہ مدعا علیہم جو قدیم رعایا دخیلکار ہین جبتک کہ رواج مقامی مانع نہو درختان کو کاٹ ڈال سکتے ہین اور بالتحقیق کوئی رواج مقامی بخلاف انکے ثابت نہین ہوا ہے پس ہماری یہ رائے ہے کہ ہمکو یہ موقع حاصل نہین ہے کہ دریافت منصف مین دست اندازی کرین لہذا اپیل منظور نہ کیا جائیگا

فقیر دیپال ... بنام رام لال ...

ہین کی گئی تہی یعنے یہ کہ یہ آسامیان بروئے رواج مستحق کاٹ ڈالنے اور فروخت کرنے درختان متعلق جوت کے بطور اپنی جایداد اور نہ بطور جایداد مدعیان کے ہین (۳) یہ کہ عدالت کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ نظائر مورد حوالہ نمبر ۱۰۶۰ و ۱۰۶۷ بابت سنہ ۱۸۸۵ء کو واقعات مقدمہ حال سے کچھ تعلق نہین ہے اور رعیت مستحق دخیلکاری مستحق کاٹ ڈالنے درختان کی بلا رضامندی زمیندار کے نہین ہے الا اس صورت مین کہ بموجب رواج کے اوسکو ایسا کرنیکی اجازت ہو ایک وجہ خریدکی پیچہے سے داخل کرنیکی اجازت دیگئی یعنے یہ کہ عدالت کو یہ تجویز کرنا چاہئے تہا کہ چونکہ مقدمہ حال مین دعوی اور ڈگری بابت قیمت درختان کے ہے اور دفعہ ۲۳ - اور دیگر دفعات ایکٹ اسامیان بنگال مین کوئی حکم اس بارہ مین نہین ہے کہ بعد اسکے کہ درخت کاٹ ڈالے جاوین اونکو کون شخص تصرف کرے لہذا نالش کا تصفیہ بلا فیصلہ امر مذکور کے نہونا چاہئے تہا -

مسٹر جے ٹی اوڈواف و بابو سرودا پرسنو سین و بابو ہر پرشاد چٹرجی منجانب سایل تجویز ثانی ڈاکٹر راس بہاری گہوش و بابو جسودا نندن پرمانک منجانب فریق مخالف -

دلایل اور مقدمات محولہ کا حوالہ کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ (بیورلی صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس) مین ہے جو حسب ذیل تہی -

ہل صاحب جسٹس - سوال یہ ہے کہ آیا جج ماتحت نے صحیح طور پر ہرجہ مدعیان کو جو زمیندار ہین بابت تصرف بعض درختان انبہ کے دلوایا ہے جنکو مدعاعلیہ نے جو رعایا مستحق دخیلکاری ہین اپنی اراضیات کاشت سے کاٹ کر فروخت کر ڈالا -

رولس مین بناءپر حاصل کی گئین کہ احکام دفعہ ۲۳ - ایکٹ اسامیان بنگال پر لحاظ کر کے جج ماتحت نے بیجا طور پر بار ثابت کرنے اس امر کا مدعاعلیہم پر ڈالا کہ وہ مستحق کاٹ ڈالنے اور تصرف کرنے درختان کے ہین مسٹر وڈراف نے جو منجانب مدعیان واسطے اظہار وجہ کے حاضر ہوئے جواب مین یہ حجت کی کہ یہ تعبیر صحیح دفعہ مذکور کی ہے البتہ اگر یہ امر بذمہ مدعاعلیہم تہا کہ جواز کاٹ ڈالنے درختان کا بطور نسل مزروعی واسطے کاشت اپنی اراضیات کے دکہلانے اور مرفا وس حالت مین کہ یہ بات ثابت ہو جاتی یہ بحث پیدا ہو سکتی تہی کہ آیا بوجہ رواج نامبردگان اونکے کاٹنے سے منع تہے کونسل موصوف نے یہ بہی دلیل کی کہ بغرض اسکے کہ فیصلہ ان دونون امور کا خلاف مدعیان ملتبین آوے پہر بہی یہ بحث باقی رہیگی کہ آیا ملکیت درختان مدعیان کو حاصل تہی یا مدعاعلیہم کو ہمارے نزدیک ان بحثون مین سے ہمکو بحث اول کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے

۱۸۹۵ء
برجیشوری داسی
بنام
رام لال پال

بحث مذکور عدالت ماتحت مین پیش نہین کی گئی تھی اور چونکہ وہ ہرجہ جو دلایا گیا ہے قیمت درختان مقطوعہ پر محدود ہے لہذا ہماری رائے مین بحث مذکور واسطے فیصلہ اوس امر کے جو ہمارے روبرو پیش ہے اہم نہین ہے نسبت دوسری بحث کے مسٹر اوڑراف کو تسلیم ہے کہ بار ثابت کرنے ایسے رواج کا زمیندار پر ہے جسکی رو سے اسامی دخیلکار کو کاٹ ڈالنے درختان کی ممانعت ہو نہ اسامی پر کہ خلاف اوسکے ثابت کرے لیکن یہ بحث بھی باعث وجہ اجیر کے منجملہ وجوہ متذکرہ صدر کے ہماری رائے مین غیر اہم ہے لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ ہم اس بات کے خیال کرنے کی طرف مائل ہین کہ مسٹر اوڑراف نے جو امر تسلیم کیا ہے وہ صحیح ہے جہانتک کہ ہمکو واقفیت ہے اس بارہ مین کوئی فیصلجات رپورٹ شدہ نہین ہین لیکن دو مقدمات غیر رپورٹ شدہ کی طرف جنمین امر مذکور کی نسبت تجویز کی گئی تھی اثنائے تقریر مین ہماری توجہ مائل کی گئی مگر فیصلجات مذکور متفق نہین ہین مقدمہ اول منفصلہ عدالت مطالبہ خفیفہ بیار یلال پال بنام مہرابن منڈل (۱) نمبر ۹ الف سنہ ۱۸۹۴ء فیصلہ ۸ اپریل ۱۸۹۴ء تھا جسکو آنریبل صاحبان جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس بان نے فیصل کیا تھا اوس مقدمہ مین یہ تجویز ہوا تھا

(۱) مقدمہ مذیل مجمع ماتحت مینا ج پور نے حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے رائے ہائیکورٹ کے مسئلہ ارسال کیا تھا۔ یہ نالش مدعیان (زمینداران) نے واسطے دلا پانے ہرجہ کے مدعا علیہ (اسامی) سے جسنے ایک درخت جو اوسکی اراضی جوتداری پر واقع تھا کاٹ ڈالا ہے دایر کی ہے مدعا علیہ مداری دعوی سے بہ عذر وجود ایک رواج کے جسکی رو سے اسامیان دخیلکاری بلا رضامندی زمیندار درخت کاٹ سکتے ہین انکار کرتا ہے مدعا علیہ نیز ساتھ ایک اسامی دخیلکار ہے اور اوسکی حجت دفعہ ۲۳ - ایکٹ اسامیان بنگال پر استدلال ہے اول سوال جو واسطے تصفیہ کے پیدا ہوا ہے نسبت بار ثبوت کے ہے سوال یہ ہے کہ آیا بار ثبوت اس امر کا ابتدا اوسپر مدعی ہے کہ رواج خلاف ثابت کرے یا مدعا علیہ پر کہ وہ رواج مذکورہ کا ثابت کرے کچھ شک نہین کہ اگر دفعہ ۲۳ - ایکٹ اسامیان بنگال کی لفظی تعبیر کیجائے تو یہ نتیجہ نکلیگا کہ واضعان قانون نے اس قیاس کو جائز رکھا ہے کہ اسامی دخیلکار کو حسب معمول حق کاٹنے درختان کا حاصل ہے اور واضعان قانون نے یہ امر زمینداران پر لازمی قرار دیا ہے کہ رواج خلاف اسکے ثابت کرین مگر ایسی تعبیر مخالف قانون سابق قرار یافتہ فیصلجات متعلقہ معاملہ ہذا [دیکھو عبدالرحمان بنام دانا رام ہاشی (۱)] اور اوسی مسئلہ مقبولہ سابق کے ہوگی کہ جیسا عالم مین کلہ ہے اور اسلئے بموجب اس اصول کے کہ جب وجہ کسی قانون کی ساقط ہو جاتی ہے تو خود قانون بھی ساقط ہو جاتا ہے ایسی تعبیر پذیر انہونی چاہئیے ساتھ ہی اسکے یہ دلیل کیجا سکتی ہے کہ واضعان قانون نے اوس قانون قرار یافتہ فیصلجات کو پسند نہین کیا بلکہ

(۱) ویکلی رپورٹر ۲۳ ۱۸ء صفحہ ۳۶۷ -

تھر ضیا بانو
بنام
رام لال پال

کہ بار ثبوت اس امر کا ذمہ اسامی ہے کہ بموجب رواج کے اوسکو استحقاق کاٹنے درخت ایسے کا حاصل

واضعان قانون کی رائے مین محنت کاشتکار کی لگانے درخت مین اوس زمین سے زیادہ قیمت رکھتی ہے جس
درخت کی پرورش ہوتی ہے اور اسی وجہ سے دفعہ ۲۳ ایکٹ اسامیان بنگال منضبط ہوئی ہے لیکن چونکہ
باغ کاشتکاری کے قابل نرہیگا اگر اسامی بلا رضامندی زمیندار کے بعدم موجودگی کسی رواج کے خلاف
اسکے باغ کو درختوں سے خالی کرسکے اور چونکہ ایسی صورت مین ہر دو حصص دفعہ ۲۳ ایکٹ مذکور باہم
قابل موافقت نہونگے (دیکھو سرکار بنام لیشب آف کسفورڈ (۱) جسکا حوالہ ولسن صاحب جسٹس نے مقدمہ
انگ منجری دیبی (۲) دیا ہے) مین اس تجویز کے کرنیکی طرف مائل ہون کہ منشا واضعان قانون کا
اوس سے جدا گانہ ہے کہ جو وکیل مدعا علیہ بیان کرتا ہے مختصراً مین اس طرف ہون کہ اولاً بار ثبوت
مدعا علیہ پر ڈالا جائے کہ وہ رواج مظہرہ اپنے کو ثابت کرے اگر ایسا ہے تو اسمین کچھ شک نہین ہے
کہ مدعا علیہ اس بار کے پورا کرنے سے قاصر رہا اگرچہ اسمین بھی چندان کچھ شک نہین ہے کہ
شہادت پیش کردہ مدعی بھی بہت قابل اطمینان نہین ہے اس موقع پر یہ بات ظاہر کرنا لازم
ہے کہ بدینوجہ فیصلہ اس مقدمہ کا حل سوال متعلقہ بار ثبوت پر منحصر ہے اور وہ ایک ایسا سوال
ہے جو دقت سے خالی نہین ہے اور عوام کے واسطے اہم ہے۔

"لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ امر ذیل واسطے رائے حکام عالیمقام کے ارسال کیا جاوے۔
"یعنی آیا اول مدعی زمیندار سے ثبوت جاری ہونے اس رواج کا طلب کرنا چاہئے کہ اسامیان خلیکار
کو ممانعت اس بات کی ہے کہ بلا رضامندی زمیندار کے حق درو درختان کو استعمال مین لاوین۔
منحصر اوپر رائے آنریبل کورٹ کے نسبت امر مندرجہ بالا کے مین اس بات کی طرف مائل ہون کہ
مدعی کو بطور معاوضہ مسلمہ قیمت درختان کی دلاون لہذا دعوی جزواً منظور کیا جاتا ہے مدعا علیہ
مدعی کو مبلغ ۱۴ معہ خرچہ رسدی کے بعد منہائی اوس خرچہ کے جو بالمقابل شخص اول الذکر بابت
جزو دعوی ڈسمس شدہ کے ہے ادا کرے"۔

ڈاکٹر گرو داس بنرجی وبابو جیوداننددن پرمانک منجانب مدعی۔

ازطرف مدعا علیہ کوئی حاضر نہین ہوا۔

تجویز عدالت (رنا پس صاحب جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

ہماری رائے مین بار ثابت کرنے رواج کاٹنے انبہ کا ذمہ اسامی ہے۔

(۱) لا رپورٹ کوئینس بینچ ڈویزن جلد ۴ صفحہ ۲۶۱ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۷۔

سنہ ۱۹۰۰ع
پرتھی پال چودہری
بنام
رام لال پال

تہا دوسرا مقدمہ فقیر چند پال چودہری بنام ہزاری ناتہہ گہوس (۱) ہے وہ ایک فیصلہ اوکینلی صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس مصدرہ ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۳ع ہے (سول رول نمبر ۲۰۱۵ و ۲۰۱۶ بابت سنہ ۱۸۹۳ع)

(۱) اس نالش مین جو مدعاعلیہم اسامیان مدعی پر واسطے دلاپانے ہرجہ بابت کاٹ ڈالنے اور تصرف کرنے ایک درخت کے جو اوس اراضی پر واقع تہا جسپر وہ منجانب مدعی قابض تہے دایر کی گئی تہی ہایکورٹ نے برطبق درخواست مدعاعلیہ ایک رول واسطے اظہار وجہ اس امر کے عطا کی کہ کیون تجویز مندرجہ ذیل مصدرہ جج ماتحت کرشنا گڈہ باختیار عدالت سمال کاز خفیفہ منسوخ نہ کیجاوے۔

"امور تنقیح طلب یہ ہین کہ آیا مدعاعلیہم نالش ہذا و نالش نمبر ۲۰۹ سنہ ۱۸۹۳ع کو حق مستقل اپنی اراضیات کاشت مین حاصل ہے یا نہین اور آیا مدعیان مستحق دلاپانے اوس ہرجہ کے ہین یا نہین جسکا ہر مقدمہ مین دعوی کیا گیا ہے"

"مین تجویز کرتا ہون کہ مدعاعلیہم ان ہر دو نالش کو کوئی ایسا حق مستقل اپنی اراضیات کاشت مین حاصل نہین ہے جسکی وجہ سے وہ مستحق کاٹنے درختان کے اپنی اراضی سے ہون مین یہ تجویز کرتا ہون کہ نامبردگان کو صرف حق درخیلکاری اپنی اراضیات کاشت مین ہے نامبردگان نے اس بات کے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ ایسی اسامیون کو جیسی کہ وہ ہین بموجب رواج دیہہ استحقاق دور کرنے درختان ثمرہ استادہ کا جو اونکی اراضی پر واقع ہون حاصل ہے میری یہ راے ہے کہ انکو ایسا رواج کل پرگنہ کا ثابت کرنا چاہئے تہا یا اقل درجہ کسیقدر زیادہ تعداد مواضع گرد و پیش کا ثابت کرنا چاہئے تہا ورنہ وہ رواج جائز نہین ہوسکتا بعض گواہان مدعاعلیہم سے یہ ثابت ہے کہ بعض اسامیان نے جنکو کچہہ حق مستقل اراضیات مین حاصل ہے درختان ثمر استادہ فروخت کیے اور اونکی قیمت تصرف کی ہے لیکن میری یہ راے ہے کہ مدعاعلیہان ہر دو نالش کو کوئی حق مستقل اپنی اراضیات مین حاصل نہین ہے لہذا وہ مستحق تصرف قیمت درختان کے نہین ہین میری راے مین مدعیان جملہ درختان متنازعہ کا منجانب مدعاعلیہم کاٹا جانا ثابت کرنے مین قاصر رہے ہین کیونکہ مدعیان کا صرف ایک گواہ اس بارہ مین ہے اور مین اوسکی شہادت پر بہروسہ نہین کرسکتا لہذا مین بحق مدعیان ڈگری بابت قیمت ایک درخت کے ہر مقدمہ مین جسکا کاٹنا مدعاعلیہم نے تسلیم کیا ہے صادر کرونگا لہذا ڈگری بحق مدعیان واسطے دلاپانے مبلغ ... کی صادر ہوگی اور بلحاظ حالات مقدمہ ہر فریق اپنا خرچہ اپنے ذمہ رکہیگا"

برطبق سماعت رول

بابو صودا شندن پرامانک منجانب مدعاعلیہ بتائید حکم اظہار وجہ۔

مسٹر وڈرآف و بابو سرودا پرسنو راے و ڈاکٹر راش بہاری گہوش و بابو ہر پرشاد چٹرجی نے ازطرف مدعی وجہ ظاہر کی

تجویز عدالت (اوکینلی صاحب جسٹس و امیر علی صاحب جسٹس) حسب ذیل تہی۔

۹۳ سنہ ۱۹ ع
فقیر چند پال چودھری
بنام
رام لال پال

جو متعلق کاٹنے درختان انبہ و دیگر درختان کے از طرف اسامی تہا حکام ذیعلم نے فیصلہ مقدمہ مذکور مین یہ فرمایا ہے
جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہم پر بار ثابت کرنیکا اس بات کا ہے کہ کوئی رواج درباب کاٹنے درختان کے بحق
اونکے ہے یہ صریحاً غلط ہے دفعہ ۲۳ ایکٹ اسامیان مین صاف لکہا ہے کہ اسامیان کو استحقاق کاٹ ڈالنے
درختان کا مانع دو شرطکے حاصل ہے (۱) یہ کہ اسامی ایسے کرنیسے مالیت زمین کی کم نکرے (۲) یہ کہ وہ مقید کسی
رواج یا دستور کا ہے جو خلاف حق مذکور کے ہو۔ مقدمات آخر الذکر مین نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عدالت ماتحت مین واسطے
فیصلہ اس امر کے بہیجے گئے کہ آیا درختان بعد دور ہوجانیکے ملکیت زمیندار تہے یا نہین جہانتک معلوم ہوا ہے
فیصلہ ارس صاحب جسٹس و سکینرسن صاحب جسٹس کا حوالہ بوقت تحریر روبرو اوکینلی صاحب جسٹس و امیر علی صاحب
جسٹس کے نہین دیا گیا کہ یہ امر قابل افسوس ہے مگر فقرہ مندرجہ بالا سے بہر نہج تائید قوی اوس رائے
کے ہوتی ہے جسکی نسبت ہمنے ظاہر کیا ہے کہ ہم اوسکے اختیار کرنے کی طرف مائل ہوئے اگر اس بحث کا فیصل
کرنا ضروری ہوتا۔ مگر ہماری رائے مین اس مقدمہ مین یہ فرض کیا جاسکتا ہے بلا اسکے کہ فیصلہ عدالت ماتحت
مین کچہ فرق آوے کہ مدعیان اوس بار سے سبکدوش ہونہین قاصر رہے جو از روے قانون کے اونکے اوپر
درباب ثابت کرنے رواج مانع کے عاید کیا گیا ہے اور واسطے جواغراض کے مدعا علیہم نے بکام کاٹ ڈالنے
درختان کے اندر اپنے حقوق کے عمل کیا لیکن چونکہ حق کاٹ ڈالنے درختان کا اور اونکے تصرف کرنیکا
جب وہ کاٹ ڈالے جاوین حقوق مختلف ہین لہذا وہ سوال جسپر مقدمہ منحصر ہونا چاہیئے باینہمہ
باقی ہے کہ آیا ملکیت درختان مدعیان کو حاصل تہی یا مدعا علیہم کو۔

یہ رول بحق مدعا علیہ بنام فریق ثانی واسطے اظہار وجہ اس امر کے صادر ہوئی تہی کہ فیصلہ جج ماتحت کرشناگرہ
باستعمال اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ کیوں منسوخ نہ کیا جائے۔
مدعیان ریسپانڈنٹ نے مدعا علیہ اپنی اسامی پر واسطے دلاپانے ہرجہ کے بوجہ کاٹ ڈالنے اور تصرف کرنے ایک درخت کے
نالش کی تہی جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ بار ثابت کرنے رواج کاٹنے درختان کا بحق اپنے بذمہ مدعا علیہ ہے یہ صریحاً غلط ہے
دفعہ ۲۳ ایکٹ اسامیان مین صاف لکہا ہے کہ اسامیان کو استحقاق کاٹ ڈالنے درختان کا مانع دو شرط کے حاصل ہے
(۱) یہ کہ اسامی ایسا کرنے سے مالیت زمین کو کم نہ کرے (۲) یہ کہ وہ مقید کسی رواج یا دستور کا ہے جو خلاف حق مذکور کے ہو۔
نسبت تصرف کے یہ امر زیر تجویز پیش کیا گیا تہا کہ آیا مدعی نے یہ ثابت کیا ہے یا نہین کہ درختان بعد قطع ہو جانے کے
ملکیت اونکی تہے اس امر کا فیصلہ نہین کیا گیا ہے اور ہماری یہ رائے ہے کہ قبل اسکے کہ فیصلہ نالش کا مختتم طور پر
ہوسکے اوسکا فیصلہ ہونا ضرور ہے ۔ رول
رول قطعی کیجائیگی اور مقدمہ عدالت ماتحت مین واسطے تصفیہ کے واپس بہیجا جائیگا خرچہ اس مقدمہ کا متعلق نتیجہ کے ہوگا

سنہ ۱۹۰۰ء
فقیر چند پال وغیرہ
بنام
رام لال پال

ہمارے نزدیک قانون متعلقہ امر ہذا مقدمہ کیتی بنام امیر الدین سنہ ۱۸۶۷ء (۱) مین صحیح طور پر بیان کیا گیا ہے اور وہ سب سے پہلا اوس سلسلہ مقدمات مین ہے جسکا حوالہ ہمارے روبرو دیا گیا تھا مقدمہ مذکور کا فیصلہ صدر کورٹ سے بتاریخ ۱۵- اپریل سنہ ۱۸۶۲ء عمل مین آیا تھا اوس مقدمہ مین یہ کہا گیا ہے ''ملکیت ایسے درختان (اتبہ) کی اور نیز علی العموم لکڑی کی مالک دمل اراضی کو حاصل ہے جس مین وہ اوگا ہوئی ہو'' مقدمہ دیگر مین جسکا فیصلہ اوسی عدالت نے اوس روز کیا (سکہہ اسندری دیبیا بنام سروپ شنیچ (۲) یہ قرار دیا گیا کہ بموجب کامن لا ملک کے درختان غیر مثمرہ جب ایک مرتبہ اسامی اونکو نصب کر دے ملکیت مالک اراضی ہین - یہی راے بمقدمہ عبد الرحمان بنام دوا نارام ہاشی (۳) قایم کی گئی تہی اوس مقدمہ مین زمیندار نے واسطے بچانے اپنے حقوق کے بحیثیت زمیندار نسبت اون درختان کے نالش دایر کی تہی جو اسامی نے زمین پر لگائے تہے اور عدالت نے بوقت ڈگری کرنے دعوی نامبردہ کے یہ فرمایا '' اگرچہ اسامی کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ زمانہ کاشت اپنے اون تمام فوایدسے متمتع ہو جو درختان استادہ سے اوسکو حاصل ہو سکتے ہون تاہم اوسکو کچھہ اختیار نہین ہے کہ اونکو کاٹ ڈالے اور اپنے صرف خاص مین لاوے '' علی ہذا القیاس بمقدمہ مسز تن جی ایڈل جی سیٹھہ بنام صاحب کلکٹر تہانہ (۴) حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ فرمایا کہ درختان جزو اوس اراضی کے ہین جسپر وہ واقع ہین اور استحقاق اونکے کاٹ ڈالنے اور فروخت کرنے کا متعلق ملکیت زمین کی ہے فیصلہ اوکینلی صاحب جسٹس اور ٹیلر صاحب جسٹس سے تایید مزید قاعدہ مذکور کی حاصل ہوئی ہے چند فیصلات ہم مضمون ہائیکورٹ الہ آباد کا بہی ہمارے روبرو حوالہ دیا گیا تہا مثلاً مقدمہ رام برن رام بنام سالگ رام سنگہ (۵) جسمین بحث مابین زمیندار واسامی دخیلکار کے تہی اور عدالت نے یہ فرمایا کہ درخت متعلق زمین کے ہین اور ساتھہ اراضی کے بجانب زمیندار منتقل ہوئے ہین علی ہذا القیاس بمقدمہ قاسم مہاوت بنام ہنیف حسین (۶) یہ قرار دیا گیا تہا کہ قیاس قانونی اور قاعدہ عام یہ ہے کہ ملکیت درختان واقع اراضی کاشت اسامی دخیلکار زمیندار کو حاصل ہے نیز دیکہو مقدمات دہکی نندن بنام مہابان سنگہ (۷) و امداد خاتون بنام مہابیر پرشاد (۸)

(۲) کسی ایسے مقدمہ کا ہمارے روبرو حوالہ نہین دیا گیا جو راجع ہوا ہو پس ایسا نہ ہمکو کسی ایسے مقدمہ سے

(۱) سدرلینڈ صاحب کے منقولہ عدالت مطابقت فیصلہ صفحہ ۱۳ (۲) ایضاً صفحہ ۱۷ (۳) وکیلی رپورٹر سنہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۶ (۴) اپیلہاے ہندوستان مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۵ و وکیلی رپورٹر پریوی کونسل جلد ۱۳ صفحہ ۱۳ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۹۲ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۱۶ (۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۶۷ (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۵۹ -

سنہ ۱۸۹۴ع
فقیر چند پال چودھری
بنام
رام لال پال

واقفیت ہے نہ یہ بیان کیا گیا کہ وہ کامن لا جو اون مقدمات میں قرار دیا گیا ہے جنکا اب حوالہ دیا گیا ہے بذریعہ وضع قانون کے تبدیل کر دیا گیا ہے پس ہماری راے میں یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ حق اسامی دخیلکار میں نسبت کاٹ ڈالنے درختان متوقع اپنی اراضی کاشت کے بذریعہ وضع قانون چاہو جو کچھ فرق آتا ہو لا ملکیت درختان باہنہمہ بموجب قانون عام زمیندار کو حاصل ہے یہ صحیح ہے کہ حقوق مالکانہ زمیندار اس بارہ میں اس امر سے قطع نظر کرکے معاہدہ کا اوپر کیا اثر ہو سکتا ہے بذریعہ رواج کے مستوجب ترمیم (جسکی ایک مثال مقدمہ غیر مطبوعہ فقیر چند گھوش بنام نند لال گوسامی (۱) اپیل خاص نمبر ۰۰۰ بابت سنہ ۱۸۹۸ء منفصلہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۹ء اجلاس جناب چیف جسٹس صاحب و بنرجی صاحب جسٹس سے حاصل ہوتی ہے) بلکہ مستوجب کلیتاً معدوم ہو جانیکے ہیں لیکن بحالت نہونے ثبوت کسی ایسے رواج کے ہماری راے میں حق زمیندار جس طور پر کہ پہلے قایم تھا اب بھی بلا کمی کے قایم ہے۔

(۱) یہ اپیل منجانب مدعا علیہ بنا راضی ڈگری بابو کیدار ناتھ بوز مدار جج مالحت درجہ دوم ہوگلی مورخہ ۲۷ اگست سنہ ۱۸۹۸ء ہوئی جسکے بموجب ڈگری بابو بھگوان چند چٹرجی منصف سیرامپور مورخہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء منسوخ کی گئی تھی

بر خلاف اپیل

[illegible] مادھب بوس منجانب اپیلانٹ

بابو کنتوری لال گوسامی منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز عدالت (میکلین صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس (جس میں واقعات کافی طور سے بیان آگئے ہیں) میکلین صاحب چیف جسٹس نے صادر فرمائی۔

میکلین صاحب چیف جسٹس۔ یہ ایک نالش ہے جو بعض زمینداران نے بنام اپنے اسامیان کے جو زمینداری کے زمیندار اسامیان دخیلکار اراضی کے ہیں واسطے ممانعت قطع درختان کے اور واسطے دلایانے ہرجہ کاٹ ڈالنے درختان .... کے دایر کی ہے۔

اس امر کی نسبت تحقیقات ہوئی ہے کہ اس زمینداری میں کیا رواج ہے اور تجویز یہ ہے کہ جب رعایا بلا رضامندی یا اجازت زمیندار کے درخت کاٹے تو زمیندار مستحق دلایانے ایک چہارم حصہ قیمت درختان مقطوعہ رعایا ہیں جسکا مطلب میں یہ سمجھتا ہوں کہ بموجب رواج زمیندار کے رعایا کو استحقاق کاٹ ڈالنے درختان واقع اپنی کاشت کا حاصل ہے لیکن جب وہ ایسا کرینگے تو انپر لازم ہے کہ اپنے زمینداران کو ایک ربع قیمت درختان جو حسب مذکورہ بالا کاٹے جاویں ادا کریں اگر یہ صورت ہے تو نتیجہ نکلتا ہے کہ رعیت کو بلا کسی کی رضامندی کے منصب کاٹ ڈالنے درختان کا حاصل ہے

۱۔ اپریل

مقدمہ جالمین عذر یہ تہا کہ بذریعہ رواج مقامی مدعاعلیہم مستحق تصرف درختان ملکے بعد اونکے کاٹ ڈالنے کے بھی تہے لیکن جج ماتحت نے ہماری راے مین بار کرنے ثابت ایسے رواج کا صحیح طور پر مدعاعلیہم پر ڈالا ہے اور تجویز کیا ہے کہ مدعاعلیہم نے رواج مذکور ثابت نہین کیا اس تجویز کی نسبت اس عدالت مین اعتراض نہین کیا گیا اور مدعاعلیہم پر واجب التعمیل ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ رولس معہ خرچہ منسوخ ہونی چاہئین۔

رولس منسوخ کی گئین۔

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس

سوبندر نراین سنگہ (مدعی) بنام بہائی لال ٹہاکر وغیرہ (مدعاعلیہم) *

جایداد غیر منقولہ۔ ٹہیکہ ہاٹ کا۔ ایکٹ عبارات عامہ (نمبر ۱ بابت ۱۸۶۸ء) دفعہ ۲ ضمن ۵ ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ بابت ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۰۷۔ ڈگری بابت استعمال و تصرف کے نالش گذاشتگان باکرایہ مین ترمیم عرضی دعوی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳۔

نالش واسطے کرایہ ایک ہاٹ کے بربنا ایک زبانی بندوبست تین سال کے بعوض سالانہ مبلغ [illegible] کے کیگئی تہی

اور اس لیے کوئی حکمنامہ امتناعی جو بشمول ممانعت رعایا ایسا کرنے سے ہو غلط ہوگا اور جہانتک جج ماتحت ذیعلم نے حکمنامہ امتناعی عطا کیا ہے اونکی ڈگری تبدیل ہونی چاہیے اور اپیل منظور ہونا چاہیئے پہر حاکم موصوف نے اسمقدمہ مین کوئی ہرجہ نہین دلایا ہے اور اس بنا پر بجانب مدعیان عذر مخالف ہے اسعدالت مین بیان کیا گیا ہے کہ قیمت درختان مقطوعہ مبلغ [illegible] ہے اور اسمقدار کی نسبت اعتراض نہین ہے اور یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بلحاظ ان تجاویز متعلقہ واقعات کے زمینداران مستحق ایک چہارم زرمذکور کے ہین چنانچہ بحق اونکے تجویز ڈگری چہارم حصہ منجملہ [illegible] یعنے للعہ صادر ہونی چاہیئے پس تجویز جج ماتحت ذیعلم اس طور پر تغیر کیجاویگی کہ دعوی مدعیان بابت حکمنامہ امتناعی ڈسمس ہوگا اور برخلاف اسکے بحق نامبردگان تجویز بابت مبلغ للعہ جو ایک چہارم حصہ قیمت اون درختان کا ہے جو مدعاعلیہم نے اس اراضی سے کاٹے ہین صادر ہوگی لیکن چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ فریقین نے اسمقدمہ مین نسبت اپنے حقوق کے غلطی کی اور ہر جگہ اونکو مبالغہ سے بیان کیا لہذا اظہار مین ہماری یہ راے ہے کہ قرین انصاف سے جو طریقہ ہم اختیار کر سکتے ہین وہ یہ ہے کہ یہ کہین کہ ہر فریق اپنا خرچہ بابت جملہ عدالتون کے ادا کرے۔

---

* اپیل بنا رہنی ڈگری اپیل نمبر ۲۱۷۹ بابت ۱۸۹۳ء بنا رہنی ڈگری بابو بہرو گوند لرجی اڈیشنل جج ماتحت بہاگلپور مورخہ ۱۳ جولائی ۱۸۹۳ء مشعر منسوخی ڈگری و بابو و اچرن کر ڈپٹی شنل [illegible] ہاد ہو پورا مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۳ء۔

مسمی ... بنام ...

مدعا علیہ نے معاہدہ سے انکار کیا عدالت مرافعہ اولی نے تجویز بحق مدعی صادر کی لیکن بر تجویز اپیل جانب مدعا علیہ بعد پیش ہوکر کہ ٹھیکہ زبانی بموجب ایکٹ انتقال جائداد کے ناجائز ہے نالش ڈسمس ہوئی۔

تجویز ہوئی کہ ہاٹ ایک استفادہ ہے جو اراضی سے پیدا ہوتا ہے اور اسلئے داخل تعریف جائداد غیر منقولہ مندرجہ دفعہ ۳ ضمن ۵ ایکٹ عدالت عامہ نمبر ۱ بابت ۱۸۶۸ع ہے ٹھیکہ ہاٹ کا داخل دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جائداد نمبر ۴ بابت ۱۸۸۲ع ہے اور صرف بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے عمل میں آسکتا ہے۔

یہ بھی تجویز ہوئی کہ ڈگری بابت استعمال و تصرف اراضی مبنی بر مدعا علیہم مسمنہ مقدمہ نہیں ہوسکتی کیونکہ ایسا کرنا گویا ایسی ترمیم کے ہوگا جس سے امور تنقیح طلب بالکل مختلف نوعیت کے اون امور سے پیدا ہوگئے جنکی بنا پر عدالت ماتحت میں بطور نالش کرایہ کی تجویز ہوئی اور جس کے برنبار شہادت جدید تجویز کی ضرورت ہوگی ایسی ترمیم کی اجازت بموجب دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہیں ہوسکتی مقدمہ کلی کانتو داس چودہری بنام سمیر الدین لشکر (۱) و ایشا نچندر سنگھ بنام مثال ماں چرن جھا (۲) و رانیتی داسی بنام نر وہری مہنت (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

مدعی نے بحیثیت مالک ۹ حصہ ایک ہاٹ کے نالش برنبار بیانات ذیل رجوع کی۔

۲- یہ کہ مدعا علیہم زبانی بندوبست ۱۶ ر ہاٹ واقع جھکرکا پٹی پرگنہ ملوہنی گوپال سن ۱۸۹۴ع لغایت [illegible] ۱۹۰۲ع بجمع سالانہ معہ حاصل کرکے اور وعدہ ادا ے کرایہ کا ہر سہ مین بماہ بہادرون کرکے قابض مشترک ہاٹ مذکور کے ہے۔

۳- مدعی کا ۹ ر حصہ سنہ ۱۹۰۲ع مین علیحدہ ہوگیا۔

۴- مدعا علیہم نے مالک ۷ ر حصہ سے سازش کرکے زر کرایہ ادا نہین کیا لہذا مدعی مستحق ہے حصہ ۵ روپیہ فیصدی کا مدعا علیہم سے ہے۔

چنانچہ مدعی نے دعوی اپنے حصہ کرایہ کا معہ سود واجب الادا ہر چہ لغایت مبلغ عہ ۹ بابت سنہ ۱۹۰۱ و ۱۹۰۲ع کے کیا۔

مدعا علیہم نے بندوبست زبانی سے انکار کیا اور یہ بیان کیا کہ حصہ دار شریک مدعی نے اونکو اپنی طرف سے واسطے وصول کرایہ کے مقرر کیا تھا اور مدعا علیہم نے صرف اوسقدر کرایہ وصول کیا کہ جو اونہون نے پاس شریک مذکور کے بھیجدیا مدعا علیہم نے یہ بھی بیان کیا کہ کل آمدنی ہاٹ بابت درو بست ۱۶ر کے صرف مبلغ ما ہے۔

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۲۳ صفحہ ۴۴۳ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۸ (۲) اپیلیٹ ہند سرلف مور جلد ۱۱ صفحہ ۳۔
(۳) رپورٹ مارشل صاحب صفحہ ۲۰۔

سنہ ۱۹۱۶ء
سریندر نرائن سنگھ
بنام
بہاری لال ٹھاکر

جو امور تنقیح طلب قرار دیئے گئے وہ حسب ذیل ہیں (۱) آیا مدعی تنہا نالش کر سکتا ہے (۲) آیا مدعی زر دعوی مدعا علیہم فریق اول سے وصول کر سکتا ہے"۔ حصہ دار شریک (ایک ۸ حصہ) بحکم عدالت مدعا علیہ فریق دوم بنایا گیا۔

منصفی سے جنہوں نے اول مرتبہ مقدمہ کی تجویز کی فیصلہ ہر دو امور تنقیح طلب کا بحق مدعی کیا۔ برخلاف شہادت تجویز حاکم موصوف یہ تھی کہ مدعا علیہم ٹھیکہ دار ہاٹ بعوض مبلغ ما عہ بابت کل ۱۴ حصہ نسانہ متدعویہ میں تھے۔ بہ طبق اپیل مدعا علیہم نے یہ عذر پیش کیا کہ ٹھیکہ بانی جو مدعی نے بیان کیا تھا بموجب دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جائداد کے ناجائز تھا اور مدعی برخلاف اوس ٹھیکہ کے کوئی کرایہ وصول نہیں کر سکتا۔ جج ماتحت نے اس عذر کو منظور کیا اور نالش کو ڈسمس کیا۔

مدعی نے اپیل دوم ہائیکورٹ میں پیش کیا۔

ایسار و اجرن منجانب اپیلانٹ۔ ٹھیکہ متنازعہ ٹھیکہ جائداد غیر منقولہ کا نہ تھا اوسکی رو سے صرف یہ حق عطا کیا گیا تھا کہ بعض حقوق جو معاوضہ سایر کہلاتے ہیں وصول کئے جائیں وہ از قسم لگان یا کرایہ نہیں ہے سریندر [ ] بہٹا چارجی بنام کیدار ناتھ بہٹا چارجی (۱) زمیندار قابض اراضی کا رہتا ہے اور وہ حقوق جو وصول کئے جاتے ہیں جائداد غیر منقولہ داخل تعریف مندرجہ ایکٹ عبارات عامہ نہیں ہیں اور ٹھیکہ داخل الفاظ دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جائداد ہے لیکن بفرض اسکے کہ ٹھیکہ بموجب دفعہ مذکور کالعدم تھا مدعی مستحق معاوضہ بابت استعمال و تصرف کے ہوگا ٹھیکہ ناجائز سے اسامی غاصب نہیں ہو جاتا شہادت زبانی نسبت اوسکے پیدا ہو سکتی ہے کہ زر کرایہ وصول شدہ کسقدر تھا اور وہی معاوضہ مناسب مقدمہ میں ہوگا۔ ایسے حالات میں کرایہ دار کی نسبت یہ سمجھا جائیگا کہ وہ سال بسال کرایہ دار رہتا ہے۔ والش بنام لونس ڈیل (۲) وائٹ و فال صاحب کا قانون زمیندار و اسامی طبع چہارم صفحات ۱۰۲ و ۵۷۰۔

بابو جوگیش چندر رے منجانب رسپانڈنٹان۔ جس حق کی بابت ٹھیکہ دیا گیا ہے وہ ایک استفادہ ہے جو اراضی سے پیدا ہوتا ہے اور وہ داخل تعریف جائداد غیر منقولہ مندرجہ دفعہ ۲ ایکٹ عبارات عامہ ہے دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جائداد صریحاً اس مقدمہ سے متعلق ہے پھر کوئی ثبوت اس بات کا نہیں ہے کہ ہاٹ متنازعہ ۱۸۹۳ء میں موجود تھا اور مقدمہ بگشود ہر لبس

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۹ (۲) لاء رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۱ صفحہ ۹۔

بنام مدہو سہلدار (۱) اوس سے متعلق تہا نسبت تبدیل کئے جانے اس نالش کے نالش استعمال و التصرف مین اجلاس کامل عدالت ہذا نے مقدمہ ٹکھوداس چودہری بنام شمس الدین لشکر (۲) یہ تجویز کیا ہے کہ ایسی تبدیل کی اجازت نہین دیجا سکتی۔

بابو سارداچرن مِتّر کا جواب سُنا گیا۔

تجویز عدالت (بہ نسبت صاحب جٹس وگہوس صاحب جٹس) حسب ذیل تہی۔

مدعی نے بطور مالک ایک حصہ کے مدعاعلیہم سے دعوی کرایہ ایک ہاٹ کا بربنا معاہدہ زبانی کیا حصہ دار شریک مدعی بحکم عدالت مدعاعلیہ بنایا گیا اور منصف نے ڈگری بحق مدعی صادر کی۔

برطبق اپیل جج ماتحت نے نالش کو اس بنا پر ڈسمس کیا کہ چونکہ ہاٹ جایداد غیر منقولہ ہے اور ٹہیکہ ایک سال سے زیادہ کیواسطے تہا لہذا کوئی معاہدہ زبانی ثابت نہین کیا جا سکتا لہذا ٹہیکہ مذکور بموجب دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جایداد کے صرف بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے عملمین آسکتا تہا۔

اپیل دوم مین مدعی کو یہ حجت ہے کہ ہاٹ جایداد غیر منقولہ نہین ہے اور اس لئے دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جایداد متعلق نہین ہے لیکن ہاٹ ایک استفادہ ہے جو اراضی سے پیدا ہوتا ہے اور اس وجہ سے مدخل تعریف جایداد غیر منقولہ ہے جس طور پر کہ وہ دفعہ ۳ ضمن (۵) ایکٹ عبارات عامہ مین درج ہے اس لئے ٹہیکہ ہاٹ کا داخل دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جایداد ہے اور صرف بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے عملمین آسکتا ہے۔

مگر علی سبیل البدل منجانب مدعی اپیلانٹ یہ حجت ہے کہ اگر یہ رائے نسبت قانون کے اختیار کیجائے تو اوسکو ڈگری بابت استعمال و التصرف کے ملنی چاہئے کیونکہ مسلماً مدعاعلیہم ہاٹ پر قابض رہے ہین جسکے ایک جزو کا مدعی مالک ہے ایسے زمانہ کے لئے جسمین عرضی نالش مدعی کے ہوگا لہذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اوسکی اجازت ہوسکتی ہے یا نہین خصوصاً کاروائیات کی اس نوبت مین یعنی بصیغہ اپیل دوم درحالیکہ دعوے اللذین مین تجویز نالش کی جس طور پر کہ وہ ابتداءً داخل ہوئی تہی بعنوان نالش کرایہ بربنائے معاہدہ منظورہ عملمین آئی ہے اولاً معاملہ قابل غور عدالت ہذا یہ ہے کہ آیا یہ امر داخل ایسی ترمیم کے ہوگا جس سے ایک نوعیت کی نالش بدلکر دوسری اور متناقض نوعیت کی ہوجائیگی

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۳ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۲۳۳ و ویکلی رپورٹر جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۸

سنہ ۱۸۹۹ء
امیچند ابراہیم
بنام
بانکی لال

دفعہ ۳۰۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی)۔

مقدمہ ہدایتی اس بارہ مین لکھی کانتو داس چودہری بنام سمیر الدین لشکر (۱) ہے جسکا فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا سے ہوا تہا اور جسمین یہ تجویز ہوا تہا کہ نالش کیا یہ بالگان مین مدعی زمیندار مستحق اس بات کا نہین ہے کہ تجویز مزید نسبت اس امر کے کراوے کہ آیا کسقدر روپیہ بابت زرکرایہ یا زرلگان بابت استعمال و تصرف اراضی بذمہ مدعاعلیہ واجب الادا ہے یا نہین اور اگر ہے تو کسقدر ۔ مقدار زرکرایہ واجب الادا خواہ بابت استعمال و تصرف خواہ بابت کرایہ مقدمہ مین جو ہمارے روبرو پیش ہے مسلمہ نہین ہے مدعا علیہ اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ بابت اس ہاٹ کے تحصیل کرتا ہے لیکن اس بات سے انکار کرتا ہے کہ وہ بموجب کسی ٹہیکہ کے ایسا کرتا ہے اور اوسکا بیان ہے کہ اوس نے محض بطور تحصیلدار از طرف مالکان عمل کیا ہے فاسبرہ اس بات سے بہی انکار کرتا ہے کہ کوئی روپیہ اوسکی بابت بذمہ اوسکے واجب الادا ہے پس اگر نالش کی تجویز بطور نالش متوقفہ استعمال و تصرف کیجائے تو امور تنقیح طلب اوس سے بالکل مختلف قسم کے پیدا ہونگے کہ جنکی بابت تجویز نالش کی بطور نالش کرایہ کے ضمن مین آئی ہے اور اوس سے ضرورت اس بات کی ہوگی کہ سماعت جدید نالش کی عدالت ماتحت مین بربنا رشہادت جدید عمل مین آوے متعلق اسکے دیکہو ایشا نچند سنگہ بنام شیام سنہ بہٹو (۲) و نرائنی داسی بنام نردہری مہتو (۳)

پس ہمپر لازم معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایسی ترمیم دعوی کی اجازت دین ہماری یہ رائے ہے کہ صیغہ اپیل دوم مین مدعیکو ایسی ترمیم کی اجازت دینا جبکہ مدعی نے دو عدالت ماتحت مین کبہی اوسکا خیال نہین کیا اور یہانتک کارروائی کی کہ یہ اصرار نالش کو جس طور پر کہ وہ ابتداً رجوع ہوئی تہی قایم رکہنا چاہا ناپسندیدہ ہے۔

لہذا اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیجاتی ہے۔

اپیل ڈسمس ہوئی

(۱) بنگال لارپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۴ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۸
(۲) ایجپلیٹ ہند مولفہ سدصاحب جلد ۱ صفحہ ۷ (۲۰)
(۳) رپورٹ مرطل صاحب صفحہ ۷۰ ۔

۱۰ مئی ۱۸۹۵ع

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس سر ڈبلیو کومر پتہرم صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

ہیرالال سرکار وغیرہ (سایلان) بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (فریق ثانی) †

جرم متعلقہ ایکٹ اسٹامپ (نمبر اول ۱۸۷۹ع) اقرار تحریری صحت قرضہ - گواہی گواہان - تمسکات - ایکٹ اسٹامپ (نمبر اول ۱۸۷۹ع) دفعہ ۳ ضمن ۴ (ب) ضمیمہ اول مد اول و دفعہ ۶۱ -

جو دستاویزات بلحاظ شکل صرف اقرارات صحت قرضہ ہین وہ تبدیل بہ تمسکات حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۳ ضمن ۴ (ب) ایکٹ اسٹامپ (نمبر اول ۱۸۷۹ع) محض اسوجہ سے نہین ہوجاتین کہ اونمین یادداشت نسبت شرح اوس سود کے مندرج ہے جسپر قرضہ دیا گیا ہے اور اونپر گواہیان گواہون کی ہین حسب منشائے دفعہ مذکورہ بالا کوئی دستاویز تمسک نہین ہوسکتی جبتک کہ وہ ایسی نہو کہ جس سے خود ذمہ داری ادائے روپیہ کی پیدا ہوتی ہے -

اسمقدمہ مین بعض ملزمان کے نسبت جو دستاویز کا بینیہ کرتے ہین ڈپٹی مجسٹریٹ بیربہوم نے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۶۱ ایکٹ اسٹامپ و دفعہ ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات اور نسبت دیگر ملزمان کے جو اونکے مدیون ہین تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۶۱ - ایکٹ اسٹامپ صادر کی اشخاص اول الذکر اشخاص آخر الذکر کو روپیہ قرض دیا کرتے تھے اور لین دین منجانب دائنیان درج ہوتا تھا اور اندراجات پر ایک یا زیادہ گواہان کی گواہی ہوا کرتی تھی ایک نمونہ ان اندراجات کا تجویز ہائیکورٹ مین درج ہے -

بابو کرونا سندہو کرجی منجانب سایلان بہ تائید رول حاضر ہوئے -

کوئی شخص واسطے اظہار وجہ کے حاضر نہین ہوا -

بابو کرونا سندہو کرجی - سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اندراجات مندرجہ بہی یا اسوجہ سے کہ اون پر گواہیان گواہون کی ہین داخل تعریف تمسک مندرجہ دفعہ ۳ ضمن ۴ (ب) ایکٹ اسٹامپ ہوجاتے ہین یا نہین شکل اندراجات اور اوس غرض سے جسکے واسطے اندراجات مذکور لکھے گئے تہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ محض اقرارات صحت قرضہ واجب الادا حسب منشائے ضمیمہ اول ضمن اول ایکٹ اسٹامپ کے ہین محض اس امر سے کہ گواہیکی گواہیان ہین اندراجات مذکور تمسک نہین ہوجاتے اون

---

† درخواست نظر ثانی فوجداری نمبر ۱۳۰ بابت ۱۸۹۵ع بر خلاف حکم صادرہ جی کارڈن صاحب سشن جج بیربہوم مورخہ ۴ مارچ ۱۸۹۵ع مشعر بحالی حکم صادرہ بابو اٹل بہاری مترہ ڈپٹی مجسٹریٹ بیربہوم مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۵ع -

فی نفسہ کوئی ذمہ داری ادائے روپیہ کی پیدا نہیں ہوتی دیکھو بنجا رام بنام باجھوبن رائے (۱) وجو کسی ہمت لال بنام جبکسی اجیرت لال (۲) پھر کوئی منشا گرہند کا ادائے رسوم واجب اسٹامپ سے نہ تھی نہ عدالت کو کوئی توقع ادائے رسوم اسٹامپ و جرمانہ کا دیا گیا دیکھو دفعات ۳۷ و ۴۰۔ ایکٹ اسٹامپ و قیصر ہند بنام جانکی (۳) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سدانند مہنتی (۴)۔

تجویز عدالت ہائیکورٹ (پیتہرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس)

اس مقدمہ میں چند سوالات پیدا ہوئے ہیں اور اونکے منجملہ یہ سوال ہے کہ آیا بعض دستاویزات مستلزم اسٹامپ ہیں یا نہیں۔ اگر اس سوال کا جواب بحق انتخاص ملزم ہوگا تو دیگر سوالات پر غور کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

دستاویزات بابت مہیات ایک دکان ساہوکاران یا دوستیوں میں تسلیم ہیں اور سب نمونہ ذیل ہیں۔

ٹکٹ ۱
سری نیمی چند رلبواس ساکن
بورانگرم مبلغ ستر روپیہ

"لیکہ سری نیمی چند رلبواس ساکن بورانگرم
بنام جمع

اودہار ۱۹ آسن سمت معرفت خود مبلغ ستر روپیہ میں نے بطور قرضہ کے لیے ہے اور بسود بشرح ۱۰ ایک روپیہ سیکڑا ماہواری ادا کرونگا۔

گواہان
سری ہیم چند رنگ لکہہ اویا دھیا ساکن ماجیت پور
(کاتب)
سری کشوری موہن گہوس ساکن ہری سرا"

سوال یہ ہے کہ آیا یہ تحریرات حسب مراد دفعہ ۳ و دفعہ ۲ (۱۶) ایکٹ اسٹامپ تمسکات ہیں یا حسب مراد منجملہ اول مد اول ایکٹ مذکور اقرارات بحت قرضہ ہیں۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۸۲ (۲) ۔۔ ۔۔ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۱۹۴ (۳) ۔۔ ۔۔ جلد ۷ صفحہ ۸۲ (۴) ۔۔ ۔۔ کلکتہ جلد صفحہ

سنہ ۱۸۹۵ء ہیرالال سرکار بنام ملا صفر قیدی

ہماری نہایت صاف طور پر یہ رائے ہے کہ تحریرات مذکور تمسک نہیں ہیں بلکہ صرف اقرارات بابت قرضہ ہیں اور اس لیے اون پر ایک ایک آنہ کا اسٹامپ کافی ہے تعریف تمسک پر استدلال ہے یہ ہے "یا کوئی دستاویز جسپر ایک گواہ کی گواہی ہو اور حامل کو یا حسب الحکم واجب الادا ہو جسکی رو سے کوئی شخص اس بات کی ذمہ داری اپنے اوپر لے کہ روپیہ دوسرے کو ادا کریگا" اس تعریف میں لفظ اہم ذمہ داری لے ہے اور حسب تعریف مذکور کوئی دستاویز تمسک نہیں ہو سکتی بجز اسکے کہ وہ ایسی دستاویز ہو جس سے فی نفسہ ذمہ داری ادائے روپیہ کی پیدا ہوتی ہو کیا کہ صورت اون دستاویزات کی ہے جو باستعمال معمولی لفظ مذکور تمسکات کہلاتی ہیں مگر یہ صورت اقرارات بابت قرضہ میں یا خرید و فروخت مال میں نہیں ہے جسکی بابت روپیہ ادا کرنیکی ذمہ داری دستاویز سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ وعدہ واپسی زر قرضہ وادائے قیمت مال سے پیدا ہوتی ہے جو قانوناً ضمنیہ استنباط کیا جاتا ہے جب روپیہ قرض لیا جاتا ہے یا مال خریدا جاتا ہے۔

دستاویزات حال بلحاظ شکل کے صرف اقرارات ہیں اور ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ محض یہ امر کہ اون میں یادداشت شرح سود کی مندرج ہے جسپر قرضہ لیا گیا ہے اور گواہوں کی گواہی ہے اس بات کے لیے کافی ہے کہ اوس دستاویز کو جو دیگر نہج پر محض اقرار ہے تبدیل بہ تمسک کردے جس سے فی نفسہ ذمہ داری ادائے روپیہ کی پیدا ہوتی ہے۔

تجویز ثبوت جرم و احکام سزا منسوخ ہونے چاہئیں اور زرجرمانہ اگر ادا ہو گیا ہے واپس ہونا چاہیے۔

تجویز ثبوت جرم منسوخ کی گئی۔

سنہ ۱۸۹۵ء ۱۴ مارچ

باجلاس سر ڈبلیو کومر پٹیرم صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیویلی صاحب جسٹس

شیو پرگاش تیواری (اپیلانٹ) بنام جھوپے نرائن پرشاد پانڈے (ملک کمپنی بگر) (فریق مخالف) †

مجموعہ تعزیرات (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعات ۲۱ و ۲۲۵ — گرفتاری سے بچ جانا

اختیار ناظر و نائب ناظر کی اپنے منصب کے دوسرے کو — ملازم سرکاری۔

† نگرانی فوجداری نمبر ۹۰ بابت سنہ ۱۸۹۵ء بر خلاف حکم مسٹر ڈی جی ڈیوی صاحب جج ضلع شاہ آباد مورخہ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء مشتمل بحالی حکم بابو نندلال ڈپٹی مجسٹریٹ مرقومہ ۵ ام جولائی سنہ ۱۸۹۴ء۔

مہاراجہ ... بنام معین نرائین پرشاد پاٹھک

ناظر کو یہ اختیار ہے کہ تعمیل وارنٹ گرفتاری دوسرے شخص کے سپرد کرے۔

مقدمہ دہرم چندپال بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) کی تقلید کی گئی۔

جو چپراسی بموجب ایسی سپردگی کے عمل کرے وہ حسب مراد تعریف مندرجہ دفعہ ۲۱ ضمن ۴ مجموعہ تعزیرات کے ملازم سرکاری ہے۔

سوال۔ آیا بھاگ جانا قیدی کا گرفتاری سے ایک مزاحمت ملازم سرکاری حسب مراد دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہے یا نہیں۔

دو وارنٹ گرفتاری منصف بکسر نے بنام سایل بااجراء دو ڈگریات کے مقابلہ اوسکے جاری کئے ہر دو وارنٹ بنام ناظر عدالت تھے ناظر نے تعمیل وارنٹون کی دو چپراسیون کے سپرد کی اور چپراسیون نے سایل کو گرفتار کیا اور درحالیکہ چپراسیان اوسکو عدالت کی جانب لاتے تھے وہ واسطے مدد کے چلایا اور چار شخص آئے اور اونہون نے سایل کو حراست چپراسیان سے چھوڑا لیا منصف نے یہ حکم دیا کہ تجویز فوجداری نسبت سایل و بقیہ چار اشخاص کے بابت جرایم حسب دفعات ۱۸۶ و ۲۲۵ مجموعہ تعزیرات و نیز اعانت جرایم مذکور اور بموجب کسی دوسری دفعہ کے جو انکے مقدمہ سے متعلق ہو عمل مین آوے روبرو صاحب سشن جج کے اپیل ہوا صاحب موصوف نے بدین تجویز اپیل کو ڈسمس کیا کہ بموجب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری حاکم موصوف کو کچھہ اختیار دست اندازی نہ تھا کیونکہ حکم منصف بموجب دفعہ ۴۷۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تہا صرف سایل نے عدالت ہائیکورٹ مین تحریک کی اور رول حاصل کی۔

بابو دوارکا ناتھہ چکربرتی منجانب سایل تایید رول حاضر ہوئے۔

بابو دبیندو چندر ملک واسطے اظہار وجہ کے حاضر ہوئے۔

بابو دوارکا ناتھہ چکربرتی۔ سایل نے ہرگز ارتکاب کسی جرم کا حسب دفعہ ۱۸۶ خواہ دفعہ ۲۲۵ مجموعہ تعزیرات کے نہین کیا جہانتک سایل کو علاقہ ہے دفعہ ۲۲۵ کو کچھہ تعلق نہین ہے دفعہ ۱۸۶ مین جو عبارت استعمال کی گئی ہے وہ ایسے شخص سے متعلق نہیں ہے جو حراست سے بھاگ جاے دیکھو سرکار بنام شٹوپن دہمباجی پاٹیل (۲) جیتھہ صاحب چیف جسٹس۔ کیا چپراسیان حسب دفعہ ۲۱ ضمن ۴ مجموعہ تعزیرات ملازم سرکاری تہ تھے [اگر

(۱) دیکھو صفحہ ۹۰۵ ماقبل (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۳۴۔

۱۸۹۵ء
شنبھو پرکاش ہوار بنام سیوپرشاد

...سپاہیان انصرام اپنی خدمات کے بحیثیت ملازم سرکاری کے عمل نہیں کر رہے تھے وارنٹ بنام ناظر تھے ...دینا ظریب کو اختیار نہ تھا کہ اونکی تعمیل بپیرو جیبرا سہاگ کرے [بیورلی صاحب جسٹس - امر مقدمہ دہرم چند ...لال بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند(۱) منفصل ہو چکا ہے] مگر دفعات متعلق قرقی جایداد و دفعات متعلق گرفتاری ...وات مین ایک فرق اصلی ہے دفعہ ۲۶۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین جو متعلق قرقی جایداد منقول کے ہے ...الفاظ مستعملہ مین عہدہ دار قرقی کرنیکا اختیار خود و علی ہذا القیاس دفعہ ۲۷۱ مین الفاظ شخص ...تعمیل کنندہ حکمنامہ استعمال کئے گئے مین لیکن دفعات ۳۳۶ و ۳۳۷ مین جو متعلق گرفتاری اشخاص ...کے ہین الفاظ مستعملہ علی الترتیب یہ مین عہدہ دار جسکو گرفتار کرنیکا اختیار دیا گیا ہو اور عہدہ دار جسکے ...سپرد اوسکی تعمیل کی گئی ہو نیز دیکھو نمونہ ۱۵۳ ضمیمہ چہارم مجموعہ مذکور جس مین یہ الفاظ ہین - بذریعہ تحریر ...ہذا تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ ـــــــ کو گرفتار کرو"۔

بابو دیندر ناتھ چندر ملک نے بوجہ اظہار وجہ مقدمہ عبدالکریم بنام ...مین (۲) پر استدلال کیا

تجویز ہائیکورٹ (پیتھرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل تھی۔

ہماری یہ رائے ہے کہ مقدمہ ہذا و مقدمہ دہرم چند لال بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۳) کے باہم امتیاز نہین کیا جاسکتا جسکو ایک بنچ عدالت ہذا نے بتاریخ ششم ماہ حال منفصل کیا اور اسلئے یہ رول منسوخ ہونا چاہئے۔

یہ امر کہ آیا بھاگ جانا قیدی کا گرفتاری سے داخل مزاحمت ملازم سرکاری حسب مراد دفعہ ۱۸۶ مجموعہ تعزیرات ہے یا نہین اس مقدمہ مین پیدا نہین ہوتا کیونکہ یہ ثابت تھا کہ سائل نے موجود ہوکر اعانت چار دیگر اشخاص کی مزاحمت سرکاری مین کی۔

ہم مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ہیکنی(؟) و فوجدار (۴) کا حوالہ بہ ثبوت اس امر کے دیتے ہین کہ چپراسی کسی عدالت انصاف کا جسکا یہ کام ہے کہ کسی حکمنامہ عدالتی کی تعمیل کرے ایک ملازم سرکاری حسب مراد تعریف مندرجہ دفعہ ۲۱ مجموعہ تعزیرات ضمن ۴ ہے -

رول منسوخ کی گئی

(۱) دیکھو صفحہ ماقبل ۹۰۹
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۳۹۰ .
(۳) صفحہ ماقبل ۹۰۹
(۴) بنگال لا رپورٹ اجلاس کامل جلد ۳ صفحہ ۲۱

مئی ۱۸۹۵ء

باجلاس سر جان ایج ایج کومر پتھیرم صاحب قائم مقام چیف جسٹس و بیولی صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مہالب الدین وغیرہ (سائلان)[†]

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۲۳ - قبضہ کرلینا مال پر بوجہ اشتباہ کے - حکم مجسٹریٹ -

بموجب احکام دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ منشاء نہین ہے کہ مجسٹریٹ بغرض تحقیق کرنے اس بات کے کہ آیا وہ مال جو بوجہ اشتباہ کے گرفتار کیا گیا ہے اوس شخص کا ہے یا نہین جسکے قبضہ سے گرفتار کیا گیا اوسوقت تک کوئی تدبیرات اخیر عمل مین لاوے کہ میعاد چھہ ماہ مندرجہ دفعہ مذکورہ گذرجاوے کہ مجسٹریٹ پر عمل مین لانا تدبیرات مذکور کا اوسوقت تک لازم ہے لیکن جو اشتہار جاری ہوچکا ہو اور میعاد چھہ ماہ مذکور گذر گئی ہو تو بموجب احکام دفعہ ۵۲۳ وہ شخص جسکے قبضہ سے مال مذکور برآمد ہوا حاضر ہوکر یہ ثابت کرسکتا ہے کہ وہ ملکیت اوسکی ہے -

۱۰ مارچ ۱۸۹۵ء کو سب انسپکٹر پولیس مقام کلشائی نے ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس رپورٹ مشعر اس امر کے ارسال کی کہ اوس نے بعض زیورات اس اشتباہ پر کہ وہ مسروقہ ہین مکان سائلان سے گرفتار کئے ہین - اس رپورٹ پر عمل کرکے ڈپٹی مجسٹریٹ نے بتاریخ ۱۷ مارچ اطلاعنامجات بنام سائلان بدین ہدایت جاری کئے کہ نامبردگان اوسکے روبرو حاضر ہون اور اونکا اطمینان کرین کہ زیورات مسروقہ نہین ہین بتاریخ ۱۹ - مارچ سائلان نے درخواست واسطے اجراء سمن کے بنام بعض گواہان کے اپنی جانب سے گذرانی - لیکن چونکہ پیش کرنے درخواست مین بہت توقف ہوا تھا مجسٹریٹ نے اوسکو نامنظور کیا تباریخ ۲۵ مارچ ڈپٹی مجسٹریٹ نے چار گواہون کا اظہار لیا اور اونکا اطمینان ہوا کہ جو زیورات مکان سائلان سے برآمد ہوئے وہ ازان اونکے نہین ہین اور بموجب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ سائلان مستحق قبضہ زیورات مذکور نہین ہین اور یہ حکم دیا کہ اشتہار متذکرہ دفعہ مذکور حسب ضابطہ مشتہر کیا جاوے سائلان نے ہائیکورٹ مین تحریک کی اور بخلاف حکم ڈپٹی مجسٹریٹ رول حاصل کی مسٹر بارود ڈاکٹر اشوتوش مکرجی بتائید رول منعقدہ نمبر ۱۹۵ حاضر ہوئے -

مگر کسی شخص نے بخلاف رول وجہ ظاہر نہین کی مگر ڈپٹی مجسٹریٹ نے ایک جواب باظہار اس بات کے ارسال کیا کہ قبل صادر کرنے حکم کے بموجب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری قلمبند کرنا کسی شہادت کا ضرور

† روبکارے فوجداری نمبر ۳۴۹ بابت سنہ ۱۸۹۵ء بنارضی حکم مصدرہ بابو گوبند موہن چاہجی سب ڈویژنل مجسٹریٹ کلشائی مورخہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء -

سنہ ۱۸۹۵ع
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
مہا الدین

تہا اور علاوہ برین اپنے جواب مین اس بات کو بھی نشان دیا کہ اگر اونکا حکم منسوخ کیا جایگا تو امن ضلع مین فرق آویگا کیونکہ زمیندار ان مقامی مشہور گیرندگان مال مسروقہ ہین۔

مسٹر بارو ۔ بموجب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری مجسٹریٹ جسکو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ جو حکم مناسب سمجھے نسبت حوالگی مال کے "جو بوجہ اشتباہ کے گرفتار کیا گیا ہو" صادر کرے ایسا حکم صرف بعد اسکے صادر کرسکتا ہے کہ اون اشخاص کو جنکے قبضہ مین مال مذکور بوقت گرفتاری کے تہا یہ موقع دے کہ عرض حال کرین اور شہادت پیش کرین دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ جب وہ اشخاص جو مستحق قبضہ کے ہون معلوم نہو سکین تب مجسٹریٹ بعض احکام صادر کرسکتا ہے الفاظ معلوم نہو سکین سے اظہار تحقیقات منجانب مجسٹریٹ ہوتا ہے اور بر بنا اوس تحقیقات کے وہ اشخاص جنکا مال بوجہ اشتہار کے گرفتار کیا گیا ہو اس امر کا حق رکہتے ہین کہ اونکا عرض حال سُنا جاوے اور وہ شہادت پیش کرین ۔ کوئی حکم بابت قبضہ اوس مال کے جو غائب ہو اہے با قتضاء واجبیت معمولی مہری غیبت مین صادر نہونا چاہیے۔

عدالت دیتیہام صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس سے تجویز ذیل صادر ہوئی۔

ہماری یہ رائے ہے کہ ہمقدمہ مین رول منسوخ ہونا چاہیے سوال ایک نہایت سادہ سوال قانونی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیا ایسے مجسٹریٹ کو جسکے پاس رپورٹ پلیس بابت گرفتاری مال مسروقہ حسب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بطور ایسے مال کے ارسال کی گئی ہو کہ اوسکی نسبت پولیس کو اشتباہ ہو کہ وہ مسروقہ ہے جایز ہے کہ مال کو روکے اور اشتہار بصراحت تفصیل مال جاری کرے اور اوسمین یہ حکم دے کہ جو شخص دعویدار ہو وہ اندر چہہ ماہ کے تاریخ اشتہار مذکور سے مجسٹریٹ کے روبرو حاضر ہو اور اپنا دعوی ثابت کرے قبل اسکے کہ وہ اولاً اوس شخص کو جسکے قبضہ مین مال بوقت گرفتاری کے تہا یہ حکم دے کہ وجہ اس امر کی ظاہر کرے کہ کیون ایسا نہ کیا جائے۔

ہمارے روبرو منجانب سائیلان مسٹر بارو نے اسمقدمہ مین بحث کی ہے لیکن ہماری رائے مین وہ بادی النظر مین ان دفعات سے کوئی ایسی بات نہین دکہلا سکے جس سے مجسٹریٹ پر کوئی اس قسم کا فرض عاید کیا گیا ہو جب مجسٹریٹ سے رپورٹ کیجاوے تو اونکا فرض یہ ہے کہ مال کو حوالہ اوس شخص کے کردے جو اوسکا مستحق ہو اگر کوئی شک اس امر مین نہو کہ مال اوسکا ہے لیکن اگر اس بات مین شک ہو تو مجسٹریٹ کو چاہیے کہ مال کو روکے اور اشتہار بغرض تحقیق کرنے اس بات کے جاری کرے کہ کوئی اشخاص دعویدار اوس مال کے ہین یا نہین اور ہمارے نزدیک یہ بات صاف ہے کہ یہ منشا نہین ہے

سرکار بنام مہالب الدین ۱۸۹۹ء شمشیر قیصر شمشیر بلند

کہ مجسٹریٹ اوسوقت تک کہ میعاد چھ ماہ کی نہ گذر جاوے کوئی تدبیر آخر واسطے تحقیق کرنے اس امر کے کرے کہ آیا مال ملکیت اوس شخص کا ہے جسکے قبضہ سے برآمد ہوا یا آنکہ مجسٹریٹ پر تدبیر آخر مذکور کا لازم ہو لیکن جب اشتہار جاری ہو چکا اور چھ ماہ گذر چکے تب احکام دفعہ ۵۲۴ کام آتے ہیں اور وہ شخص جسکے قبضہ سے مال برآمد ہوا حاضر ہوکر یہ ثابت کر سکتا ہے کہ مال اوسکا ہے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مجسٹریٹ نے کسی نہج پر ایسے اختیارات سے تجاوز کیا ہے اس لئے یہ ہر دو رول منسوخ ہونے چاہئیں۔

رولس منسوخ کئے گئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گھوس صاحب جسٹس

مئی ۱۸۹۹ء

دیبی دیال ساہو (ڈگریدار) بنام مہاراج سنگھ (مدیون ڈگری)†

ڈگری - انتقال ڈگری بغرض اجرا - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۲۳ و ۲۲۶ - اجرا ایسی ڈگری کا جو دوسرے ضلع میں صادر ہوئی ہو - اختیار سماعت -

بر طبق درخواست ڈگریدار ڈگری زر نقد صادرہ منصف ایک ضلع کی واسطے اجرا کے عدالت منصف ایک دوسرے ضلع میں بھیجی گئی نہ عدالت ضلع میں جیسا کہ دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں حکم ہے تجویز ہوئی کہ اوس عدالت منصف کو جس میں ڈگری بھیجی گئی کچھ اختیار اجرا ڈگری مذکور کا بلا حکم پیشگی عدالت ضلع کے حسب دفعہ ۲۲۶ نہ تھا۔

اپیلانٹ نے ڈگری زرلگان عدالت منصفی ڈالٹن گنج واقع ضلع پالاموسی حاصل کی اور عدالت مذکور میں یہ درخواست کی کہ ڈگری مذکور واسطے اجرا کے عدالت منصفی اورنگ آباد واقع ضلع گیا میں بھیجی جاوے یہ درخواست منظور ہوئی اور ڈگری براہ راست عدالت منصفی اورنگ آباد میں بھیجی گئی چنانچہ اپیلانٹ نے عدالت آخر الذکر میں درخواست اجرا اپنی ڈگری کی گذرانی ایک منجملہ اون عذرات کے جو مدیون ڈگری نے پیش کئے یہ تھا کہ درخواست اجرا ہو جہ سے منظور نہیں ہو سکتی ڈگری عدالت اورنگ آباد میں بسبیل مناسب نہیں پہونچی۔

فقرہ آخر دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں یہ حکم ہے۔

---

† اپیل ثانی حکم صیغہ اپیل نمبر ۲۹۱ بابت سنہ ۱۸۹۸ء بنارائی حکم سے سی ہر بیٹ صاحب جج ضلع گیا مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء مشعر منسوخی حکم بابو پیبرش چیٹرجی منصف آنا مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء۔

اگر وہ عدالت جسمین ڈگری واسطے اجرا کے بھیجی جانے چاہیے اوسی ضلع مین واقع ہو جسمین عدالت
صادر کنندہ ڈگری واقع ہے تو عدالت مذکور ڈگری کو براہ راست عدالت اول الذکر مین بھیجیگی
لیکن اگر وہ عدالت جسمین ڈگری واسطے اجرا کے بھیجی جانے چاہیے مختلف ضلع مین واقع ہو
تو عدالت صادر کنندہ ڈگری اوسکو عدالت ضلع اوس ضلع مین ارسال کریگی جسمین ڈگری کا اجرا
ہونا چاہیے"۔

منصف اورنگ آباد نے اجرا منظور کیا مگر بر طبق اپیل صاحب جج ضلع گیا نے کارروائیات منصف کو خلاف اختیار قرار دیکر منسوخ کیا۔ ڈگریدار نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مولوی محمد حبیب اللہ نے منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی کہ فروگذاشت نسبت بھیجنے ڈگری کے بذریعہ عدالت ضلع کے محض ایک بیضابطگی ہے جس سے اختیار سماعت عدالت اورنگ آباد پر اثر نہین پہونچتا عدالت ضلع کو صرف ایک حکم ضابطہ درباب بھیجنے کاغذات کے اورنگ آباد کو صادر کرنا تھا حکم منصف ایسے نقص کیوجہ سے جیسا کہ یہ ہے خلاف اختیار نہ تھا۔

بابو مہابیر سہاے منجانب رسپانڈنٹ۔ دفعہ ۲۲۳ مین عمل اس طور پر شروع ہوتا ہے کہ ڈگری کا اجرا اوس عدالت ماتحت جسمین وہ واسطے اجرا کے ارسال کیجائے بموجب اون احکام کے ہوگا جو بعد ازین مندرج ہین"۔ اس حصہ دفعہ کو ساتھ الفاظ "اوسکو عدالت ضلع مین ارسال کریگی" کے جو دفعہ کے آخر مین واقع ہوئے ہین پڑھنے سے ظاہر ہے کہ کارروائی ارسال کی عدالت ضلع مین ایک کارروائی اہم تھی اور قانون کا یہ مطلب تھا کہ اوسکی تعمیل ٹھیک ٹھیک کیجاوے یہ مطلب دفعہ ۲۲۶ سے صاف ہو جاتا ہے جسکی رو سے عدالت ضلع کو اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ اجرا ڈگری کا خود عمل مین لاوے خواہ کسی عدالت ماتحت کو ایسا کرنے کا اختیار دے منصف ڈالٹن گنج کو کچھ اختیار بھیجنے ڈگری کا پاس منصف اورنگ آباد کے نہ تھا اور عدالت آخر الذکر کو عدالت ضلع گیا نے اختیار عمل مین لانے کارروائی اجرا کا نہین دیا تھا۔

مولوی حبیب اللہ کا جواب نہ سُنا گیا۔

تجویز عدالت (پرنسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس) حسب ذیل تھی۔

اسمقدمہ مین ڈگری زرنقد منصف ڈالٹن گنج نے صادر کی ڈگریدار نے یہ درخواست کی کہ ڈگری مذکور منصفی اورنگ آباد مین بغرض اجرا بذریعہ نیلام جائداد غیر منقولہ واقع علاقہ عدالت

سنہ ۱۹۰۵ء
بھی دیال ساہو
بنام
باماچ سنگھ

مذکور بھیجی جاوے منصف ڈالٹن گنج بلحاظ فقرہ آخر دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپنی ڈگری کو واسطے اجراء کے براہ راست پاس منصف اورنگ آباد کے بھیجا بجائے اسکے کہ بذریعہ عدالت ضلع گیا کے ارسال کرین منجانب مدیون ڈگری فوراً ایک عذر پیش کیا گیا کہ چونکہ اجازت عدالت ضلع گیا کی موجود نہین ہے لہذا منصف اورنگ آباد کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہ تہا منصف نے اس عذر کو نامنظور کیا لیکن عدالت ضلع نے برطبق اپیل تجویز کیا کہ یہ عذر مہلک ہے چنانچہ عدالت موصوف نے کارروائیات اجرا کو نامنظور کیا ڈگریدار نے اپیل کیا ہے۔

یہ بحث دقت سے خالی نہین ہے کیونکہ اوسمین تجویز اس امر کی شامل ہے کہ آیا یہ محض بےضابطگی ہے یا ایسا امر ہے جس سے اختیار سماعت عدالت اورنگ آباد مین فرق آتا ہے بعد غور کثیر کے ہمنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ منصف اورنگ آباد کو کوئی اختیار سماعت بلا حکم صاحب جج ضلع کے جو بموجب دفعہ ۲۲۳ صادر ہو حاصل نہ تہا منشاء درمضمون قانون جیسا کہ دفعہ ۲۲۳ مین ظاہر کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہرا یہ تہا کہ عدالت اوس ضلع کو جس مین ایسی ڈگری کا جاری کرنا مقصود تہا جو عدالت واقع ضلع دیگر نے صادر کی ہو اختیار اعلیٰ درباب اجراء اوس ڈگری کے دیا جاوے اور یہ قاعدہ قرار دیا جائے کہ صرف بذریعہ حکم مصدرہ عدالت ضلع کے کسی عدالت ماتحت ضلع مذکور کو اختیار کارروائی کا ایسے معاملہ مین دیا جائے دفعہ ۲۲۳ مین یہ حکم ہے کہ بعد پہونچنے کاغذات ضروری کے اوس عدالت سے جسنے وہ ڈگری صادر کی ہو جائز ہے کہ اجراء ڈگری یا حکم کا اگر وہ عدالت جسمین ڈگری ارسال کی گئی ہو عدالت ضلع ہو عدالت موصوف سے یا کسی عدالت ماتحت سے جسکو عدالت مذکور ہدایت اجرا کی کرے عملمین آوے عدالت ضلع کو بلاشبہہ اختیار سماعت نسبت کل ضلع کے حاصل ہے اور اس لئے صاحب جج کو یہ اختیار علی سبیل البدل دیا گیا ہے کہ خود ڈگری کا اجرا کرے یا اگر مناسب سمجھے کسی عدالت ماتحت کو اوسکے اجرا کی ہدایت کرے ہماری یہ راے ہے کہ جب تک اسی قسم کا حکم صادر نہو کسی عدالت کو اختیار جاری کرنے ایسی ڈگری کا حاصل نہین ہے لہذا اپیل مع خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

۳۰ - اپریل ۱۹۰۵ع

اجلاس کامل

باجلاس سر فرانسس ولیم میکلین صاحب نیٹ چیف جسٹس و پرنسپ صاحب جسٹس و ہارنگٹن صاحب جسٹس و ہل صاحب جسٹس و گھوس صاحب جسٹس و بریٹ صاحب جسٹس و ہنری صاحب جسٹس و میتھر صاحب جسٹس و گیدٹ صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس و نیل صاحب جسٹس و سٹیونس صاحب جسٹس

جگدانند سنگہ (ڈگریدار) بنام امرت لال سرکار وغیرہ (مدیونان ڈگری) و دیگر اشخاص خریداران نیلام) †

مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۳۱۰ - الف - مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ترمیم کا ایکٹ (نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۴ع) تعبیر اسٹیٹوٹ - تاثیر ایسے ایکٹ کی جسکے بموجب حقوق جدید پیدا ہوئے ہوں - اجرا ڈگری نیلام اجرا ڈگری جو بعد نافذ ہونے ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۴ع کے عمل میں آیا ہو جسمین کارروائی اجرا قبل ایکٹ اجتماع عبارات عامہ (ایکٹ اول سنہ ۱۸۶۸ع) شروع ہوئی ہو - ایکٹ اسمعیان بنگال (نمبر ۶ سنہ ۱۸۵۸ع) دفعہ ۱۷ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۲۲۳ -

۸ فروری سنہ ۱۸۹۴ع کو ایک ڈگری بنام امرت لال سرکار و دیگر اشخاص عدالت مطالبہ خفیفہ کلکتہ سے حاصل کیگئی اور بعدہ بجانب ایک شخص مسمی جگدانند سنگہ کے منتقل کی گئی جسکا نام بجاے اصل ڈگریدار کے قایم کیا گیا ۲۶ جولائی کو جگدانند سنگہ نے عدالت مطالبہ خفیفہ کلکتہ مین درخواست واسطے اجرا ڈگری کے گذرانی اور اوسی تاریخ ڈگری واسطے اجرا کے عدالت ضلع بنکورا مین منتقل کی گئی بتاریخ ۳ اگست حکمنامہ قرقی جاری ہوا اور بتاریخ ۵ اگست اسکی تعمیل ہوئی اشتہار نیلام ۱۱ اگست کو جاری ہوا اور ۱۴ اگست کو اسکی تعمیل ہوئی اور تاریخ ۲۸ ستمبر نیلام عمل مین آیا بتاریخ ۷ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ع مدیون ڈگری نے حسب دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی جو حسب احکام ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۴ع مصدرہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۴ع جزو مجموعہ مذکور ہوئی تھی واسطے منسوخی نیلام کے درخواست گذرانی صاحب جج ضلع نے مقدمہ گرشچندر باسو بنام اپورب کرشن داس (۱) برمعہ عدول قرار یافتہ مقدمات لالموہن مکرجی بنام جگبندھو چندر راے (۲) و وزیر علی بنام صدام کمل شاہا (۳) کے جو نند لال کر کے نیلام کے منسوخ کرنے سے بربنا اسوجہ کے انکار کیا کہ نفاذ

† استصواب اجلاس کامل نسبت رول اپیل نمبر ۲۶۲ بابت سنہ ۱۸۹۴ع بنام حکم جی گارڈن صاحب قایممقام جج ضلع بنکورا مورخہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۴ع (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۹ (۲) " " جلد ۲۴ صفحہ ۶۳۶ (۳) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۳۸

۱۹۰۵ء
جگدانند سنگھ
بنام
امرت لال سرکار

الف مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے اور ایکٹ ۱۸۹۵ء کو کوئی امر متعلق زمانہ ماضیہ نہ تھا اور اسلئے دفعہ ۳۱۰ الف بہ روابط اجراء ایسی ڈگری سے متعلق نہیں ہے جو قبل اسکے صادر ہو چکی تھی کہ دفعہ مذکور صادر ہوئی بمطابق درخواست حسب دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بیع فیصلہ ہوئے منسوخ کیا جاکر غلط ہے۔

اجلاس کامل سے یہ تجویز ہوئی کہ فیصلہ مقدمہ ملا موہن کہچی بنام جگبندہ و چندر سے (۱) جہانتک کہ اسکی رو سے یہ تجویز ہوئی ہے کہ دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال کی رو سے ایک حق جدید واسطے مدیون ڈگری کے پیدا کیا گیا ہے اور اسلئے وہ ایسے مقدمہ سے متعلق نہیں ہے جسمیں ڈگری قبل نافذ ہونے ایکٹ مذکور کے صادر ہوئی ہو غلط ہے مقدمات وزیر علی بنام رام کمل شاہا (۲) و گنیندر ناتھ بنام ابوربت کرشن داس (۳) کا فیصلہ بھی جو اسی اصول پر مبنی ہیں غلط ہوا ہے۔

سوال۔ آیا فیصلہ مقدمہ ملال موہن کہچی بنام جگبندہ چندر ساہا (۱) بموجب دفعہ ۶ ایکٹ عبارات عامہ بوجہ اسکے کہ کارروائیات اجرا بموجب ایکٹ بنگال نمبر ۸ ۱۸۶۹ء شروع ہوئی تہیں کہ وہ ایکٹ بموجب ایکٹ اسامیان بنگال کے منسوخ ہوگیا صحیح تھا؟ یہ سوال اس مقدمہ میں پیدا نہیں ہوا کیونکہ اگرچہ کارروائیات اجرا بموجب قانون سابق رجوع ہوئیں الا دفعہ ۶ ایکٹ عبارات عامہ کا اس مقدمہ میں کچھ اثر نہیں ہے کیونکہ تغیر قانون بوجہ منسوخ کئے جانے قانون سابق کے عمل میں نہیں آئی بلکہ بذریعہ اضافہ کئے جانے دفعہ جدیدہ نمبر ۳۱۰ (الف) کے قانون مذکور میں۔

پس تجویز ہوئی کہ دفعہ ۳۱۰ الف کارروائیات اجرائے ڈگری مقدمہ حال سے متعلق ہے اور مطابق اسکے عدالت ماتحت پر فرض تھا کہ بمطابق درخواست مدیون ڈگری نیلام کو منسوخ کرتی اور چونکہ عدالت موصوف نے ایسا نہیں کیا لہذا وہ استعمال اپنے اختیار سے حسب مراد دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ مبرا ہی پس عدالت کو حسب دفعہ مذکور اختیار دست اندازی کرنیکا حاصل تھا۔

واقعات مقدمہ کافی طور پر حکم استصواب پگٹ صاحب جسٹس و بینی صاحب جسٹس سے واضح ہوتے ہیں جو حسب ذیل تھا۔

"یہ رول بتاریخ ۷ دسمبر ۱۹۰۴ء پرنسپ صاحب جسٹس و گھوس صاحب جسٹس نے حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بمعاملہ مقدمہ اجرائے ڈگری نمبر ۳ ۱۹۰۴ء متدائرہ عدالت منصفی ضلع عطا کی تھی جسمیں جگدانند سنگھ کو کہ بدلے اصامرت لال سرکار و دیگر اشخاص بونانی ڈگری ہیں

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۶۳۲ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۳۷
(۳) ،، ،، ،، جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۹۔

سنہ ۱۸۹۵ء
جگدانند سنگہ بنام امرت لال سرکار

یہ رول امرت لال سرکار مدیون ڈگری نے حاصل کی ہے بموجب وسکے ڈگریدار اور چارس ولیم وبلیس و دیگر اشخاص خریداران نیلام کو جنہون نے اوس نیلام مین جو ان کارروائیات اجرائے ڈگری مین بتاریخ ۷ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء عمل مین آیا خریداری کی ہے یہ حکم دیا گیا ہے کہ نامبردگان وجہ اس بات کی ظاہر کرین کہ کیون ایک حکم صاحب جج ضلع بنکورا مصدورہ ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء جسکے بموجب درخواست مدیون ڈگری مذکور واسطے منسوخی نیلام اجرائے ڈگری مذکور نامنظور کی گئی، و نیلام منظور کیا گیا منسوخ نہ کیا جاوے۔

واقعات مقدمہ حسب ذیل ہین۔ بتاریخ ۸ فروری سنہ ۱۸۹۴ء جیبنل گوپی کشن نے ایک ڈگری بمقابلہ امرت لال سرکار (سائل) و دیگر اشخاص عدالت مطالبہ خفیفہ کلکتہ سے نالش نمبر ۱۵۷۹ بابت سنہ ۱۸۹۴ء مین حاصل کی یہ ڈگری بعدہ بجانب ڈگریدار حال مسمی جگدانند سنگہ منتقل کی گئی جسکا نام بطور ڈگریدار بجائے جیبنل گوپی کشن قایم کیا گیا بتاریخ ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء جگدانند ڈگریدار نے عدالت مطالبہ خفیفہ مین واسطے اجرائے ڈگری کے درخواست پیش کی اور اوسی تاریخ ڈگری واسطے اجرا کے عدالت ضلع بنکورا مین منتقل کی گئی بتاریخ یکم اگست سنہ ۱۸۹۴ء عدالت بنکورا مین درخواست واسطے اجرا کے ڈگری کے پیش ہوئی اور مقدمہ اجرائے ڈگری پر نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۴ء ڈالا گیا بتاریخ ۴ اگست حکمنامہ قرقی جاری ہوا اور ۵ تاریخ کو اوسکی تعمیل ہوئی اشتہار نیلام ۱۱ کو جاری ہوا اور ۱۴ اگست کو اوسکی تعمیل ہوئی اور بتاریخ ۷ ستمبر نیلام عمل مین آیا بتاریخ ۷ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء سائل مدیون ڈگری نے مبلغ ۱۰ روپیہ عدالت مین جمع کیا اور عدالت سے حسب دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی منسوخی نیلام کی استدعا کی دفعہ مذکور جزو مجموعہ مذکور حسب احکام ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۴ء مصدورہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء ہوئی۔ زر ڈگری مبلغ ۱۴۹ روپیہ تہا اور زر ثمن نیلام مبلغ ... از طرف خریداران شاو ولیس وکمپنی و مبلغ ... از طرف ڈگریدار تہا اور اوسکا پانچ فیصدی ... تہا بقیہ خرچہ مبلغ ۱۰ روپیہ بابت فیس نیلام کے واجب الادا تہا یعنے مبلغ ...۔

صاحب جج ضلع نے بدین تجویز منسوخی نیلام سے انکار کیا کہ اونپر پابندی فیصلہ علیہ اجلاس پانچ حاکم مقدمہ گریش چندر باسو بنام پورب کرشن داس (۱) مصدورہ ۸ اگست سنہ ۱۸۹۴ء و محصول مندرجہ مقدمہ وزیر علی بنام رام کمل شاہا (۲) لازم ہے۔

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ ۱۱ صفحہ ۱۰۴۰ (۲) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۳۔

سنہ ۱۹۰۹ء [illegible] بنام [illegible] لال سرکار

"برطبق سماعت رول ہذا اون مقدمات کا حوالہ ہمارے روبرو دیا گیا۔

"یہ حجت کی گئی کہ چونکہ کوئی کارروائی اجرائے ڈگری بوقت صدور ایکٹ ۱۹۰۵ء [illegible] دایر نہ تہی اور چونکہ خود عدالت مطالبہ خفیفہ کو کوئی اختیار اجرائے ڈگری ابتابہ جایداد [illegible] نہ تہا لہذا فیصلات محولہ بالا کی پابندی مقدمہ ہذا مین لازم نہین ہے۔

"مگر ہماری یہ رائے ہے کہ فیصلات مذکور مقدمہ حال سے متعلق ہین [illegible] ایک استحقاق جدید مدیون ڈگری کو عطا ہوا ہے یا کوئی استحقاق محصولہ [illegible] ڈگری [illegible] گیا ہے جیساکہ فیصلات عدالت ہذا مین ظاہرا قرار دیا گیا ہے تو ہم کوئی جواز [illegible] جو ہمارے روبرو خلاف اس قاعدہ کے پیش کی گئی ہین کہ فوراً بوقت صادر ہونے ڈگری [illegible] قایم ہو جانے تعلق ڈگریداران مدیون ڈگری کے بذریعہ اوسکے حقوق ایک طور [illegible] ہو جاتے ہین قبل اسکے کہ کوئی تدبیرات اجرا ڈگری الوقوع عمل مین آوین۔

"پس ہم اپنے آپکو مجبور سمجہین گے کہ بمتابعت فیصلات مذکور رول کو [illegible]

"اولاً اگر اس معاملہ مین تجویز ہو چکی ہوتی تو ہم اولاً یہ تجویز کرتے کہ بلحاظ [illegible] ایکٹ یہ مقصود [illegible] کہ اوسکا اثر متعلق بزمانہ ماضی ہو قطع نظر اسکے کہ اوس سے کوئی حق جدید پیدا ہوا یا حق محصولہ مین فرق آیا یا نہین۔

ثانیاً یہ کہ ایکٹ مذکور سے کوئی حق جدید پیدا نہین ہوتا نہ کسی حق محصولہ مین فرق آتا [illegible] جہانتک مدیون ڈگری کو تعلق ہے اوس سے ہماری رائے مین کوئی استحقاق جدید بحق [illegible] پیدا نہین ہوتا کارروائیات اجرا بمخالفت اوسکے اس معمولی حق کے سبب کہ اپنی جایداد اپنے پاس رکہے کارروائیات مذکور اس غرض سے ضروری ہین کہ وہ اپنے دیون کے ادا کرنے پر مجبور کیا جاوے لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ کسی ایکٹ کی نسبت جسکی روسے کوئی تخفیف جو قانون موجودہ متعلقہ اجرا مین پائی جاوے رفع کیجائے یہ بات مناسب طور پر نہین کہی جا سکتی کہ اوس سے کوئی استحقاق جدید بحق مدیون ڈگری پیدا ہوتا ہے بلکہ اوس سے حتی الامکان اوس درجہ خلل اندازی مین کمی کیجاتی ہے جس مین کارروائیات اجرا مخل حقوق موجودہ مدیون ڈگری نسبت اوسکی جایداد کے ہونگی۔

". ڈگریدار کا یہ حق ہے کہ اوسکا روپیہ اوسکو ادا کیا جاوے اور ہماری یہ رائے نہین [illegible] کہ اوسکو کوئی حق محصولہ نسبت کسی سلسلہ غیر ضروری کے تہا جسکے ساتہہ ابتک از روے

گوکلانند سنگھ
بنام
امرت لال سرکار

قانون نفاذ روسکے دعاوی کا ازطرف اوسکے بمقابلہ جایداد اوسکے مدیون کے عملمین آیا ہے
تعبیر ضروری سے یہ مطلب ہے کہ اوس سے زیادہ کہ جس قدر واسطے وصول کرانے اوسکے زر دعوی
کے ضروری ہے فیصلہ مقدمہ گرلش چندر باسو بنام اپوربہ کرشن داس (۱) فیصلہ اجلاس کامل
سوال قور مقدمہ نہین ہے کوئی سوال معین سپرد نہین کیا گیا تہا نہ عدالت سے فیصل ہوا
اور اسلئے بلحاظ ضابطہ ہمکو اختیار ہے کہ اسمقدمہ مین اجلاس کامل سے استصواب کرین۔
اور اگر اجلاس کامل مناسب سمجہے تو ہم یہ عرض کرتے ہین کہ یہ مناسب ہوگا کہ فیصلہ اجلاس
کامل مقدمہ لال موہن مکرجی بنام جگیندر چندر راے (۲) پر جسکی پابندی مقدمہ وزیر علی بنام
رام کمل شاہا (۳) مین کی گئی اور نیز فیصلہ آخر الذکر پر کہ یہ دونون فیصلے اوسمقدمہ سے تعلق
رکہتے ہین جسکی بابت یہ استصواب کیا جاتا ہے غور فرمایا جاے یہ معاملہ وقت صدور ایکٹ
۵ سنہ ۱۸۹۴ء سے نہایت درجہ اہم ہے لہذا ہم واسطے فیصلہ اجلاس کامل کے یا اگر اجازت
ہو تو واسطے کل عدالت کے اس امر کو ارسال کرتے ہین۔
اول۔ آیا مقدمہ گرلش چندر باسو بنام اپوربہ کرشن داس (۱) کا فیصلہ صحیح طور سے ہوا یا نہین
دوم اور اگر اجازت دیجاوے تو ہم اس امر کی نسبت بہی کل عدالت سے استصواب
کرینگے کہ آیا مقدمات لال موہن مکرجی بنام جگیندر چندر راے (۲) وزیر علی بنام رام کمل شاہا
(۳) حوالہ بالا کا فیصلہ صحیح طور سے ہوا یا نہین۔ اس استصواب کی سماعت روبرو کل عدالت کے عملمین آئی۔
بابو گرلش چندر چودہری و بابو ہریندر ناتہ مکرجی منجانب مدیون ڈگری۔
مسٹر پی او کینلی دمعیت مسٹر جی بی میکنایر و مسٹر سی ڈی گیدس منجانب خریداران نیلام۔
بابو گرلش چندر چودہری ۔ تمہید ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۴ء مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک ایکٹ
واسطے ترمیم مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے اور اوسمین مزید ہران یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ فوراً نافذ
ہوگا عبارت ایکٹ سے اور بلحاظ اوسکے فحواے اور غرض ایکٹ کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
منشاء واضعان قانون کا یہ تہا کہ اوسکا اثر متعلق بزمانہ ماضی ہو۔ رسالہ لارڈ کاسل صاحب
متعلق تعبیر قوانین صفحہ ۴۷۴۔ ایک برائی کے رفع کرنے کے لئے دفعہ ۳۱۰ الف بذریعہ ایکٹ ترمیم
مجموعہ ضابطہ دیوانی نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۴ء منضبط کی گئی اور تاثیر اوسکی بیان مندرجہ عبارت تمہید کی کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۹۴۰ (۲) " " " " جلد ۱۴ صفحہ ۶۳۶
(۳) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۳۸۳۔

ایکٹ مذکور فوراً نافذ ہوگا یہ ہے کہ دفعہ ہذا شامل مجموعہ ضابطہ دیوانی ہوگی اور اوسی طور پر نافذ ہے جس طور پر دیگر دفعات باب ۱۹ مجموعہ کی۔ اگر یہ حجت کیجائے کہ دفعہ ۳۱۰ الف کا اثر متعلق بہ ماضی ہونا مقصود تہا تو یہ دقت پیدا ہوگی کہ اس دفعہ کا اثر ہرگز فوراً شروع نہوگا بجز اسکے کہ جو نالش بتاریخ ۲۔ مارچ ۱۹۴۳ء یا بعد اوسکے رجوع ہوئی ہو کہ اوس تاریخ ایکٹ نمبر کو صادر ہوا اور ڈگری حاصل ہوئی ہوا اور بعد ازان کارروائی اجراء ڈگری عمل مین آئی ہو اس رائے کے اختیار کرنے کی حالت مین الفاظ فوراً کے کچھ معنے نہین رہے ایکٹ مذکور صرف نیلاموں سے متعلق ہے اور صرف بصورت وقوع مین آنے نیلاموں کے بعد ۲ مارچ ۱۹۴۳ء نافذ ہوگا وہ ایک قاعدہ ضابطہ کا ہے مدیون ڈگری کو کوئی چارہ کار بموجب مجموعہ ۱۸۸۲ء کے حاصل نہ تہا الا حسب دفعہ ۳۱۱۔ ایکٹ جدید ایک ایکٹ متعلق چارہ کار ہے اور مذکورہ اوسکے ایسے نیلامات مین جو کم قیمت پر بمضرت مدیونان ڈگری عمل مین آتے ہون اور اوسکی تعبیر فیاضانہ ہونی چاہئے دیکھو رسالہ میکسویل صاحب درباب تعبیر قوانین فصل ۲ صفحہ ۴۸ (طبع دوم)۔

بموجب دفعہ ۳۱۰ الف کے کوئی حق جدید مدیون ڈگری کو عطا نہین ہوا۔ مدیون ڈگری کو اپنی جایداد خاص مین حق حاصل ہے اور بلاشبہ ڈگریدار کو حق پانے اپنے روپیہ کا ہے خواہ ذات مدیون سے خواہ جایداد سے۔ لیکن مدیون ڈگری کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی جایداد کو بذریعہ ادائے روپیہ کے محفوظ کرے اگر وہ روپیہ ادا کرے تو کوئی نیلام عمل مین نہ آویگا وہ کوئی حق جدید نہین ہے بلکہ ایک چارہ کار متعلقہ نیلامات بمضرت اور واسطے حفاظت جایداد مدیون ڈگری کے بطریق دیگر ہے دفعہ ۳۱۰ الف سے کسی حق محصولہ ڈگریدار مین فرق نہین آتا حق محصولہ ڈگریدار کا یہ ہے کہ اوسکو اوسکا روپیہ ملے یہ حق نیلام کے وقت تک رہتا ہے ایکٹ جدید سے کسی حق مین محصولہ ڈگریدار مین فرق نہین آتا کیونکہ یہ کوئی حق صرف بعد نیلام کے ظہور پذیر ہوتا ہے مقدمہ گریش چندر باسو بنام ابو سب کرشن داس (۱) صریحاً قابل تمیز ہے اوس مقدمہ مین جملہ کارروائیات اجراء قبل ۲ مارچ ۱۹۴۳ء بجز نیلام کے عمل مین آئی تہین اور نیلام بعد اوس تاریخ کے ہوا تہا تعداد حال مین کارروائیات اجراء قبل نفاذ ایکٹ مذکور کے شروع ہوئی تہین بموجب دفعہ ۳۱۰ الف ڈگریدار کو اوسکا روپیہ ملجاتا ہے اور خریدار کو اوسکا روپیہ ملجاتا ہے اور عدالت کو اوسکا خرچہ ملجاتا ہے

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۳۰۹۔

جگدانند سنگھ بنام امرت لال سرکار

اس طور پر اوس سے کسی شخص کے حق مصولہ مین فرق نہین آتا دفعہ ۳۱۰-الف ایکٹ قاعدہ
کہنا بلطہ ہے وہ مشابہ ہے دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال کے ہے دفعہ مذکور ایسے باب (نوزدہم) مین
شامل کیگئی ہے جو محض ضابطہ سے متعلق ہے وہ شامل قواعد متعلقہ نیلام جایداد غیر منقولہ کیگئی ہے کارروائی حسب دفعہ ۳۱۰ الف
۳۱۱ یکسان ہے عدالت کو نیلام منسوخ کرنا ہوتا ہے اسلئے دفعہ ۳۱۰-الف ایکٹ قاعدہ ضابطہ ہے اوس سے صرف
ایک اور طریقہ منسوخ کرانے نیلام کا ظاہر ہوتا ہے اوسکی عبارت مشابہ عبارت دفعہ ۱۷۴
ایکٹ اسامیان بنگال کے ہے۔ مقدمہ لال موہن مکرجی بنام جگیندر چندر رائے (۱) قابل امتیاز
ہے اور مقدمہ وزیر علی بنام رام کمل سنت ہا (۲) کا فیصلہ صحیح طور پر نہین ہوا کارروائیات جو اوس
ایک نئی کارروائیات ہین اور قانون جدید اون کارروائیات سے متعلق ہوگا۔ دیکھو
گروبدایا لیساپا بنام بیر بہدرایا ارسنگاپا (۳) و دیپ نراین دت بنام نریندر کرشن (۴) و
ہیچارام دت بنام عبد الواحد (۵)۔
سٹراو لنیلی منجانب خریداران نیلام۔ مابین دفعہ [illegible] الف مجموعہ ضابطہ دیوانی و دفعہ ۱۷۴
ایکٹ اسامیان بنگال کے بہت فرق ہے اسوجہ سے کہ یہ تجویز ہوا ہے کہ دفعہ ۱۷۴-ایکٹ قاعدہ
ضابطہ کا ہے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ دفعہ ۳۱۰-الف بھی ایک قاعدہ ضابطہ کا ہے واضح ہوگا دفعہ
۳۱۰-الف سے بادی النظر مین وہ فائدہ کم ہوتا ہے یا رفع ہوتا ہے جو بموجب دفعہ ۱۷۴ ڈگریدار
کو عطا کیا گیا ہے کیونکہ بموجب دفعہ ۱۷۴ ڈگریدار کل زر قرضہ وصول کرسکتا ہے یعنے زر ڈگری خرچہ
و اخراجات نیلام وغیرہ لیکن بموجب دفعہ ۳۱۰ الف نامبردہ صرف اوسقدر روپیہ پاسکتا ہے
جو اشتہار نیلام مین درج ہو مین شرایط نیلام مندرجہ اشتہار نیلام کا حوالہ دیتا ہون و اضعان
قانون کا یہ مقصود نہ تہا کہ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۴ع کا اثر متعلق بزمانہ ماضی ہو اوسکی نسبت یہ سمجہنا
چاہئے کہ مثل دیگر ایکٹ ہاے کے معمولی طریق پر نافذ ہوا ہے دیکہو ڈودی الونیم بنام
بیچ (۶) لفظ فوراً سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکا اثر متعلق بزمانہ ماقبل نہین ہوسکتا۔ دیکہو
ملکہ معظمہ بنام لیالیس و بریڈ فورڈ ریلوے کمپنی (۷) یہ کہنا غلط ہے کہ ایکٹ مذکور ایک ایکٹ
متعلق چارہ کار ہے لیکن یہ فرض کرکے کہ وہ متعلق بہ چارہ کار ہے یہ نتیجہ پیدا نہین ہوسکتا کہ اوسکا اثر

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۷۳۶ (۲) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۳۸۳
(۳) " " " بمبئی جلد ۷ صفحہ ۴۵۹ (۴) " " " کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۷۴ (۲۷۹) (۵) " " " کلکتہ
جلد ۱۸ صفحہ ۵۰ (۶) رپورٹ کوئینس بینچ جلد ۵ صفحہ ۶۷۷ (۷) " " " جلد ۱۸ صفحہ ۳۴۳۔

سنہ ۱۹۰۰ع
جگد انند سنگھ
بنام
امرت لال سرکار

متعلق بزمانہ ماضی ہے دیکھو نیبس بنام ہارڈنگ (۱) موقوف دفعہ ۳۱۰ الف سے باب ۱۹ مجموعہ مین مقدمہ فریق ثانی کی تقویت نہین ہوتی باب ۱۹ مین جو ہین دفعہ ۳۱۰ الف داخل کی گئی ہے ایسی دفعات ہین جو متعلق بضابطہ نہین ہین مقدمہ گرشچندر با سو بنام الپورب کرشن داس (۲) مین اوس وقت تک دست درازی نہین کیجا سکتی کہ جب تک مقدمات لال موہن نکرجی بنام جگیندر چندر (۳) وزیر علی بنام کمل رتنا (۴) مین دست اندازی نہ کیجاے فیصلجات ماقبل عدالت ہذا قابل پابندی ہین دیکھو معاملہ ٹیرل (۵) وہی قاعدہ بمقدمہ کیمرے بنام ڈریپیر (۶) قرار دیا گیا ہے لہذا مقدمات اجلاس کامل بالتی قابل پابندی ہین [بعدہ جج صاحب جسٹس سے دفعہ ۳۱۰ الف محض مدیونان ڈگری سے متعلق نہین ہے بلکہ کسی شخص سے جسکی جایداد نیلام ہوئی ہو] ہان مگر وہ بینامیداران سے متعلق نہین ہے الفاظ مدیون ڈگری دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان مین استعمال کئے گئے ہین اگر دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی مین استعمال نہین کئے گئے تجویز مقدمہ گرشچندر باسو بنام الپورب کرشن داس (۲) اس مقدمہ مین قطعی ہے اگر اصول جسپر مقدمات لال موہن نکرجی بنام جگیندر چندر (۳) و وزیر علی بنام رام کمل رتنا (۴) صحیح ہو اگر فیصلے مقدمات اجرا ڈگری مین دست اندازی نہین کیجا سکتی تو مقدمہ گرشچندر باسو بنام الپورب کرشن داس (۲) مین بھی دست اندازی نہین کیجا سکتی اگر اون دو مقدمات اجلاس کامل مین فیصلجات غلط ہین تو فیصلہ مقدمہ گرشچندر باسو بنام الپورب کرشن داس (۲) بھی غلط ہے جن مقدمات کا فیصلہ بموجب دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال کے ہوا ہے وہ خواہ مخواہ مقدمات حسب دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی سے متعلق نہین ہین۔

یہ رول منسوخ ہونی چاہئے یہ رول بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عطا ہوئی ہے حکم صاحب جج ضلع کی نگرانی بموجب دفعہ ۶۲۲ کے نہین ہوسکتی جب کسی امر قانونی کی نسبت بحث ہوکے بیگا ہ کسی حاکم اوسکا فیصلہ ہو تو ہائیکورٹ حسب دفعہ ۶۲۲ نسبت اوسکے نگرانی نہین کرسکتی حاکم موصوف پر تقلید مقدمات اجلاس کامل لازم تہی اور بدینوجہ حاکم موصوف سے استعمال اپنے اختیار سماعت بطریق خلاف قانون یا بہ بے ضابطگی اہم عمل نہین کیا ہے۔

(۱) لاریورٹ اپیلہاے انگلینڈ و ایرلینڈ جلد ۱ صفحہ ۹ (۲) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۰۰ (۳) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۶ (۴) ایضاً جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۰ (۵) لاریورٹ چانسری ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۹۳ و صفحہ ۲۴۶ (۶) لاریورٹ کوئینس بنچ جلد ۳ صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۳۔

جگدانند سنگھ بنام امرت لال سرکار

بابو اشیچندر چودہری نے جوابدیا۔

گر عدالت کامل سے تجویز ذیل صادر ہوئین۔

پیتھرم صاحب جسٹس [پیتھرم صاحب چیف جسٹس و پرنسپ صاحب و نارس صاحب و گھوش صاحب و بانرجی صاحب و امیر علی صاحب و ہل صاحب و گارڈن صاحب و سیل صاحب و اسٹیونس صاحب ان سے متفق الرائے] جو اسوال عدالت کامل مین واسطے فیصلے کے ہمقدمہ مین ارسال کئے گئے

وہ یہ ہین۔

اول۔ آیا مقدمہ گرش چندر پال بنام الیوب آشین (۱) کا فیصلہ صحیح طور پر ہوا ہے یا نہین

(۲) آیا مقدمات لال موہن نکرجی بنام جگیندر چندر راے (۲) و وزیرعلی بنام رام کمل ساہا (۳) کا فیصلہ صحیح طور پر ہوا ہے یا نہین

مقدمہ لال موہن مکرجی بنام جوگیندر چندر راے (۲) مین جو ان تین مقدمات مین سب سے پہلا مقدمہ ہے سوال یہ تہا کہ آیا دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال ایسے نیلام سے متعلق ہے یا نہین جو بعد نفاذ ایکٹ مذکور کے عملین آیا درحالیکہ درخواست اجرا ڈگری بموجب ایکٹ بنگال نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۹ء گذری تہی اور اشتہار نیلام بموجب ایکٹ مذکور جاری ہوا تہا اجلاس کامل نے جواب اوس سوال کا نفی مین دیا اور یہ تجویز کی کہ نفاذ دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال کا متعلق زمانہ ماتقدم نہین ہو سکتا کیونکہ اوسکی رو سے مدیونان ڈگری کو ایک حق جدید عطا ہوا تہا جو اونکو بموجب ایکٹ سابق کے حاصل نہ تہا اور کیونکہ کارروائیات قبل نفاذ ایکٹ جدید شروع ہو چکی ہین۔

علی الترتیب اوسکے بعد کے دوسرے مقدمہ وزیرعلی بنام رام کمل ساہا (۳) مین سوال یہ تہا کہ آیا دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال ایسے نیلام سے متعلق تہی یا نہین جو بعلت ایسے اجرا کے عملین آیا جسکی درخواست بعد نفاذ ہونے ایکٹ مذکور کے گذری تہی درحالیکہ ڈگری بموجب ایکٹ سابق صادر ہوئی تہی اجلاس کامل سے جواب اس سوال کا نفی مین دیا گیا اور یہ تجویز ہوئی کہ یہ مقدمہ صریحاً مقدمہ لال موہن مکرجی بنام جوگیندر چندر راے (۵) سے ممیز نہین کیا جا سکتا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۹۴ (۲) ایضاً ” جلد ۱۴ صفحہ ۶۳۶

(۳) ایضاً ” ” جلد ۱۵ صفحہ ۸۳ (۴) ” ” ” جلد ۱۵

(۵) ” ” ” جلد ۱۴ صفحہ ۶۳۶۔

سنہ ۱۸۹۵ء
جگدانند سنگھ بنام امرت لال سرکار

سب سے آخیر کے مقدمہ مین منجملہ مقدمات متذکرہ بالا کے لیفٹے گرش چندر باسو بنام اپوربا کرشن (۱) اس مین سوال یہ تہا کہ آیا دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی جو بموجب ایکٹ نمبرہ ۵ سنہ ۹۴ء مجموعہ مین اضافہ ہوئی تہی ایسے نیلام سے متعلق ہے یا نہین جو بعد اوس تاریخ کے عمل مین آیا کہ جب ایکٹ مذکور نافذ ہوا اور حالیکہ درخواست اجرائے ڈگری قبل تاریخ مذکور کے گذری تہی اور اشتہار نیلام بہی قبل تاریخ مذکور جاری ہوا تہا اکثر حکام اجلاس کامل نے جنہون نے مقدمہ کی سماعت کی جواب سوال مذکور کا بصیغہ نفی بتقلید ہر دو مقدمات سابق متعلق دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال دیا اور یہ تجویز کی کہ دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی مثل دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان ایک حکم قانون مشعر عطائے ایک حق کے تہا نہ متعلق محض ضابطہ۔

یہ سب فیصلجات بلاشبہہ اس عام بنیاد پر مبنی ہین کہ ایسے حکم قانون سے جیسا کہ دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال خواہ دفعہ ۳۱۰ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی مین مندرج ہے ایک استحقاق جدید مدیونان ڈگری کو حاصل ہوتا ہے اور اس لئے ایسا حکم کسی ایسے مقدمہ سے متعلق تجویز نہونا چاہئے جس مین ڈگری قبل نفاذ حکم مذکور صادر ہوئی ہو لیکن چونکہ یہ سب مقدمات ایک دوسرے سے بعض امور مین مختلف ہین اور چونکہ یہ دیکہنا باقی ہے کہ آیا اون وجوہ اختلاف سے گو عام وجہ متذکرہ بالا صحیح ہی ہو کوئی مبنا دواسطے جواز فیصلہ کسی ایک مقدمہ کے حاصل ہوسکتا ہے یا نہین کہ وہ واسطے جواز فیصلہ دوسرے مقدمہ کے کافی ہوا ان مقدمات پر علیحدہ علیحدہ [illegible] مناسب ہے۔

مین اول مقدمہ لال موہن کرمی بنام جگیندر چندر رائے (۲) پر غور کرونگا کیونکہ وہ ان تینون مقدمون مین سب سے پہلا ہے [illegible] سب سے قوی ہے بروئے ڈگریدار و خریدار نیلام جس کے حق مین وہ صادر ہوا تہا۔ اوس مقدمہ مین مسٹر صاحب جسٹس نے جنہون نے تجویز اجلاس کامل صادر فرمائی تہی یہ فرمایا ہے - ہماری یہ رائے ہے کہ درخواست حسب دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال بابت ایسے نیلامات کے سماعت نہین ہوسکتی جو بہ اجرائے اون ڈگریات کے عمل مین آئے ہون جو قبل اوس تاریخ کے صادر ہوئی ہین کہ جب ایکٹ مذکور نافذ ہوا درحالیکہ درخواست اجرائے ڈگری قبل تاریخ مذکور پیش ہوئی تہی بموجب دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال کے مدیونان کو ایک استحقاق جدید عطا ہوا ہے جو اونکو بموجب ایکٹ سابق کے حاصل نہ تہا لہذا قیاس یہ ہے (بعدم موجودگی

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۴۹۴ (۲) ،، ،، ،، ،، جلد ۱۴ صفحہ ۶۳۶۔

جگدانند سنگھ بنام امرت لال ہیرا

قانون صریح یا استثناء صریح کے خلاف لسکے) کہ اوسکا اثر متعلق بزمانہ ماضی ہو مقصود نہین ہے لیکن وسکے احکام اون کارروائیات سے متعلق نہین ہوسکتے جو قبل نفاذ ایکٹ مذکور شروع ہوئی ہون۔ دلیل مرسلہ تجویز کے دو جداگانہ حصے ہین جو ایکدوسرے سے غیر متعلق ہین۔

حصہ اول دلیل کا منشا یہ ہے کہ چونکہ اثر ایسے قانون کا جس سے استحقاق جدید پیدا ہوتا ہو متعلق بزمانہ ماضی نہین ہونا چاہئے اور چونکہ دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال سے ایک استحقاق جدید حق مدیونان ڈگری پیدا ہوتا ہے لہذا دفعہ ۱۷۴ کا اثر متعلق بزمانہ ماضی نہونا چاہئے یعنے اوسکا اثر ایسے مقدمات مین نہونا چاہئے جن مین ڈگری جسکی رو سے نیلام ہوا ہو مدیون ڈگری زر ادا کر سکتا قبل اسکے صادر ہوئی کہ دفعہ مذکور کو رتبہ قانون حاصل ہوا۔

دوسرا حصہ دلیل مذکور کا منشا یہ ہے کہ چونکہ اون کارروائیات پر جو بموجب کسی قانون کے شروع ہوئی ہون اثر کسی تغیر قانون مذکور کا نہونا چاہئے اور چونکہ کارروائیات مقدمہ ہذا کا آغاز بموجب قانون لگان سابق کے ہوچکا تھا لہذا اون پر اثر دفعہ ۱۷۴ کا نہونا چاہئے۔

ان دونون حصص دلیل کو علیحدہ علیحدہ جانچنا ضرور ہے۔

مجھے لازم ہے کہ ہر دو بابت نتیجہ حصہ اول دلیل مندرجہ سے اختلاف کرون کیونکہ مین اوس صغری او کبری کے جسپر نتیجہ مذکور مبنی ہے صحیح ماننے سے مجبور ہون۔

اولاً میری رائے مین یہ عام وسیع مسئلہ جو اس دلیل مین بطور قضیہ کبری کے اختیار کیا گیا ہے یعنے یہ کہ اثر ایسے قانون کا جسکے بموجب کوئی حق جدید پیدا کیا گیا ہو متعلق بزمانہ ماضی نہونا چاہئے بطریق عالمگیر صحیح نہین ہے بلاشبہہ معمولی طور سے قانون جدید کا اثر صرف بابت معاملات آیندہ کے ہونا چاہئے نہ بنسبت معاملات ماسبق کے ارکوہرٹ بنام ارکوہرٹ (۱) لیکن قاعدہ خلاف اثر متعلق بزمانہ ماضی کا چندان ایسے قانون سے متعلق ہونا مقصود نہین ہے جس سے استحقاق جدید پیدا کیا گیا ہو کہ جسقدر ایسے قانون سے کہ جسکے بموجب سے ذمہ داری جدید پیدا ہوئی ہو یا حقوق حصول مین دست اندازی کی گئی ہو دیکھو ریڈ بنام ریڈ (۲) گارڈنر بنام لوکس (۳) کتب مستند قوانین مین جس طور پر یہ قاعدہ عام طور سے سمجھا گیا ہے اور بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے میکسویل صاحب اپنے رسالہ متعلقہ تعبیر قوانین مین

(۱) مقدمات ہوس آف لارڈس مولفہ میک کوین صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۲۹ (۲) لارپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۳ صفحہ ۳۰۸ (۳) لارپورٹ مقدمات اپیل جلد ۳ صفحہ ۵۸۲۔

یہ فرماتے ہین " نفاذ قاعدہ مابہ البحث کا خاص کر اوس حالت مین ہوتا ہے کہ جب قانون سے حقوق محصولہ پر یا نوعیت قانونی معاملات ماضیہ پر اثر مضر پڑیگا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے نہر ایسے قانون کی نسبت جسکی رو سے ایسے حقوق محصولہ جو بموجب قوانین موجودہ حاصل ہو چکے ہون چھین لئے جاوین یا اونکو ضرر پونہچے یا جنکی رو سے ذمہ داری جدید قایم کی گئی ہو یا فرض جدید قایم کیا گیا ہو یا عدم قابلیت جدید نسبت ایسے معاملات کے یا معاوضات سے متعلق لگائی ہو جو ہو چکے ہین بوجہ تعظیم واضعان قانون یہ قیاس کرنا لازم ہے کہ اونکا اثر متعلق بزمانہ ماضی ہونا مقصود نہ تہا (طبع دوم صفحہ ۲۰۷ [نیز دیکہو کتاب لیر فورس صاحب متعلق قانون اسٹیٹیوٹ صفحہ ۵۰۷ اور کتاب بیوک صاحب متعلق قانون اسٹیٹیوٹ طبع دوم صفحہ ۱۶۰)۔

چونکہ ہمراہ پیدا کئے جانے کسی حق جدید کے بحق ایک فرقہ اشخاص کے عموماً ذمہ داری جدید دیگر فرقون پر عاید ہوتی ہے یا دیگر فرقون کے حقوق محصولہ مین دست اندازی ہوتی ہے لہذا ایسا قانون جسکی رو سے حق جدید پیدا کیا گیا ہو عموماً تابع قاعدہ خلاف اثر متعلق بزمانہ ماضی ہوگا لیکن جس حالت مین مثل صورت ہذا کے استحقاق جدید (ایک لمحہ اس بات کو مان کر کہ وہ ایک حق جدید اصلی ہے) بصراحت تابع ایسی شرائط کے پیدا کیا جاتا ہے کہ جن سے انسداد اس امر کا کیا جاتا ہے کہ دیگر اشخاص پر کوئی ذمہ داری عاید ہو یا حقوق محصولہ دیگر اشخاص مین دست اندازی ہو تو وجہ قاعدہ کی باقی نہین رہتی اور اس لئے قاعدہ کا اثر باقی نہین رہتا وہ اشخاص جنپر اسکا اثر ایسے حکم قانون کا پہونچ سکتا ہے کہ جیسا دفعات کتنی ادم دفعہ ۱۷ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء بنگال مین یعنی مدیون ڈگری مندرج ہے ڈگریدار و خریدار نیلام مین یا وردفعہ مین بصراحت یہ حکم کہ مدیون ڈگری مستحق منسوخ کرانے نیلام کا صرف بطبق ادا ئے نہ محض معاوضہ کے خریدار کو بلکہ بذریعہ ادا ئے اوس کل روپیہ کے جو بموجب ڈگری واجب الادا ہو معہ خرچہ کے ڈگریدار کو ہے اس طور سے حق محصولہ ڈگریدار پر جو یہ ہے کہ ایفا اپنی ڈگری کا حاصل کرے کچہہ اثر اس حکم کا نہین پہونچتا الا جہانتک کہ وہ مفید اوسکے ہے کیونکہ ممکن ہے کہ نیلام سے ہمیشہ کل روپیہ ڈگریدار کا وصول نہو لیکن متعلق کئے جانے دفعہ ۱۷ سے ہمیشہ کل روپیہ اوسکو وصول ہوگا۔ رہا خریدار نیلام ممکن ہے کہ مبیع منفیدی زر ثمن سے اگرچہ وہ معمولی طور پر ایک معاوضہ کافی ہے معاوضہ کافی اوس حالت مین حاصل نہو کہ جب خریدار نیلام نہایت فایدہ مند خریداری

سنہ ۱۹۰۰ء
جگدانند سنگہ
بنام
امرت لال

کرے لیکن چونکہ نیلام بعد نفاذ قانون جدید کے عملمین آیا اور یہ تصور کرنا چاہیئے کہ اوسنے کیا تہا پوری واقفیت قانون مذکور کے بولی بولی تو یہ نہین کہا جاسکتا کہ اوسکے کسی حق محصولہ مین دست اندازی ہوئی۔

پہر ثانیاً میری یہ رائے ہے کہ دفعہ ۳۱۰ الف سے کوئی استحقاق اصلی جدید بحق مدیون ڈگری پیدا نہین ہوتا۔ دفعہ مذکور مین فی الاصل ایک قاعدہ ضابطہ کا منضبط کیا گیا ہے جسکا یہ حکم ہے کہ بعد عملمین آنے نیلام کے بعلت اجراے ڈگری اور قبل اسکے کہ نیلام منظور ہوا ہو اگر مدیون ڈگری ایک رقم معین عدالت مین جمع کردے تو ڈگریدار اپنا زر واجب اوس رقم سے جو اس طور پر جمع کی گئی ہو وصول کرے نہ زر ثمن نیلام سے اور خریدار نیلام جسکا حق اوسوقت تک مکمل نہین ہوا کہ نیلام عدالت سے منظور ہو مستحق منظوری نیلام کا نہوگا بلکہ زر ثمن معہ ایک خاص معاوضہ کے زر مجتمعہ سے پائیگا چونکہ فی الحقیقت یہ ایک معاملہ ضابطہ کا ہے لہذا کوئی اعتراض اس بارہ مین نہین ہوسکتا کہ وہ فوراً اثر پذیر ہوگا اوسکا اثر معاملات گذشتہ پر اور طریق نفاذ حقوق محصولہ پر ہو [دیکہو گارڈنر بنام لوکس (۱)] ”ہر آئینہ بشرطیکہ“ جیسا کہ مسٹر صاحب لارڈ جسٹس نے مقدمہ میلاس آف کاسٹاریکا بنام آرلینجر (۲) فرمایا ہے ”کہ کوئی بے انصافی نہو“۔ اور مینے اوپر یہ بات دکہلادی کہ یہ شرط صورت حال مین پوری ہوتی ہے۔

پہر دلیل مذکورہ مین یہ فرض کیا گیا ہے کہ وہ اثر جو سائل دفعہ ۳۱۰ الف ایکٹ ہاے ممالک بنگال دینے دفعہ مذکور سے متعلق کرنا چاہا بلحاظ اپنی نوعیت کے متعلق بزمانہ ماضی ہے اور یہ بہی مزید بران فرض کیا گیا ہے کہ فحواے واغراض دفعہ سے کوئی ایسی بات مستنبط نہین ہوتی جس سے یہ ظاہر ہو کہ اوسکا کچہہ اثر متعلق بزمانہ ماضی ہونا مقصود تہا مگر یہ ایسے مفروضات ہین جنکی صحت کے تسلیم کرنے کو مین ہرگز آمادہ نہین ہون۔

درحالیکہ وہ نیلام جسکی منسوخی کی استدعا اسمقدمہ مین تہی بعد نفاذ ایکٹ جدید کے عملمین آیا تہا (اور مین یہ اور لکہہ سکتا ہون کہ بقیہ دو مقدمات مین او زیر او سمقدمہ مین جسمین یہ اپیل متعلق پیدا ہوا ہے حالت واقعات ایکسی ہی تہی) لہذا میری راے مین یہ فرض کرنا ایکٹ مذکور کو ایسے نیلام سے متعلق کرنیسے اوسکا اثر متعلق بزمانہ ماضی کرنا ہوگا صحیح نہین ہے بموجب دفعہ ۳۱۰ الف ایسے نیلام کے منسوخ کرنیمین جو بعد نفاذ دفعہ مذکور عملمین آیا ہو صریح اثر دفعہ مذکور کا صرف متعلق

(۱) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۳ صفحہ ۶۰۳ (۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۶۹۔

سنہ ۹۵ ملع
جگدانند سنگہ بنام امرت لال سرکار

بزمانہ آیندہ ہے کہ نیلام مذکور ایسی ڈگری اور کارروائیات اجرائے ڈگری پر منحصر ہو جنکی تواریخ نفاذ دفعہ مذکور کے ماقبل ہوں اثر رکہتا ہے لارڈ ونسین صاحب مقدمہ ملکہ معظمہ بنام باشندگان سینٹ میری جو اپیڈ جیسلی (۱) بخوبی دکہلا چکے ہین او مقدمہ مین حاکم عالیمقام ممدوح نے بہ مذکرہ ایسے قانون کے جسکا اثر متعلق زمانہ آیندہ ہو یہ فرمایا " قانون مذکور صحیح طور پر قانون متعلق زمانہ آیندہ اسوجہ سے بہی نہین کہا جاسکتا کہ ایک حصہ اون مقتضیات کا جو اوسکے عمل کے واسطے ضروری ہین ایسے وقت سے لیا گیا ہے جو ماقبل اوسکے نفاذ کے ہے " اور یہ رائے خاص قوت کے ساتھ مقدمہ مسل و مقدمہ سے متعلق ہے جو اب زیر غور ہے جس مین واقعات ماقبل صدور قانون جدید کا اثر معین کرتے اوس شخص مین جیسر فی الواقع اثر قانون جدید کا پہونچتا ہے مقدم ہے یعنے خریدار نیلام ۔

پہر رہا مفروضہ ثانی یہ بلا شک صحیح ہے کہ ایکٹ اسامیان بنگال مین کوئی صریح الفاظ ایسے نہین ہین جن سے یہ ظاہر ہو کہ دفعہ ۳۷ کا کوئی اثر متعلق بزمانہ ماضی ہوگا ۔ لیکن گو الفاظ صریح منظور ایسے نہون تاہم عام نحوائے و غرض ایکٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکا اثر متعلق بزمانہ ماضی ہونا مقصود ہے دیکہو مقدمہ پرڈو بنام بنگہم (۲) اور اگر ہم ان باتون پر لحاظ کرین تو اس بارہ مین بہت کم شبہہ رہسکتا ہے کہ صورت مطلین و اضعان قانون کا کیا مقصو تہا بموجب قانون سابق اگر کوئی حقیت یا کاشت باجرائے ڈگری لگان نیلام ہوجاتی تہی اور نیلام کم قیمت پر ہوتا تہا تو اسامی نیلام کو صرف اوس حالت مین منسوخ کرا سکتا تہا کہ وہ یہ ثابت کرے کہ کمی قیمت بوجہ کسی بے ضابطگی اشتہار یا تعمیل نیلام کے وقوع مین آئی ہو لیکن اگر کوئی ایسی بے ضابطگی نہو لیکن با اینہمہ نیلام سے نقصان ہوا ہو تو گو نقصان کیسا ہی زیادہ ہو اسامی اوسکے برداشت کرنے پر بطور ایک مصیبت لازمی کے مجبور تہا ایسی مصیبت کا علاج کرنا دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال سے مقصود تہا اور یہ خیال کرنا دشوار ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ یہ علاج صرف اون صورتون پر محدود کیا جاے جن مین نیلامات باجرائے ایسی ڈگریات کے عمل مین آوین جو بعد صدور ایکٹ مذکور صادر ہوئی ہون اور بعد صدور ایکٹ مذکور سا لہا سال آیندہ تک قایم رکہی جاوے جنمین وہ ڈگریات جو بموجب ایکٹ سابق صادر ہوئی ہون بذریعہ نیلام حقیت و کاشت جاری ہوتی رہین حالانکہ قانون جدید کے

(۱) لا رپورٹ اوسیٹس بنچ جلد ۲ صفحہ ۱۲۷ (۲) لا رپورٹ اپیلہاے چانسری جلد ۴ صفحہ ۴۲۰ ۔

سنہ ۱۸۹۵ء
جگدانند سنگہ
بنام
امرت لال سرکار

ایسے نیلامات سے متعلق کرنے سے جو بموجب ڈگریات مصدرہ حسب قانون سابق عملمین آوین
لازم آتا کہ کوئی حق منتقی یا حق اضافی ظہور مین آویگی بطور ایک قانون جارہ کا کہ اوسکی تعبیر اضافی
ہونی چاہئیے کہ جس سے وہ ہر نیلام اوس تنیت یا کاشت کے متعلق ہوسکے جو بعد صدور ایکٹ عملمین
آوے قطع نظر اسکے کہ تاریخ ڈگری کیا ہے -

دوسرا حصہ اپیل مقدمہ لالموہن مکرجی (۱) کا قابل جانچ علیحدہ کے ہے نیلام بہ اثنائے
ایسی کارروائیات اجراے ڈگری کے عملمین آیا تہا جو بموجب ایکٹ سابق (ایکٹ بنگال نمبر ۸
سنہ ۱۸۶۹ء) رجوع ہوئی تہین جو بموجب ایکٹ اسامیان بنگال منسوخ کیا گیا تہا اب دفعہ ۶
ایکٹ عبارات عامہ نمبر اول سنہ ۱۸۶۸ء مین یہ حکم ہے کہ منسوخی کسی ایکٹ سے کوئی اثر اون
کارروائیات پر نہ پڑیگا جو قبل نفاذ ایکٹ ناسخ شروع ہو چکی ہون اور جو کچہہ شک اسبارہ مین
رہا ہو کہ آیا کارروائی اجراے ڈگری کا کارروائی نالش ہے یا نہین [جسکی نسبت دیکہو مقدمہ
دیب نراین دت بنام نریندہ کرشن (۲) و مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۴۷ تشریح] اسمین
گنجایش شک کی نہین ہے کہ کارروائی اجراے ڈگری مقدمہ مین ایسی کارروائی تہی جو قبل نفاذ
ایکٹ ناسخ شروع ہو چکی تہی پس یہ کہا جاسکتا ہے کہ کارروائی اجراے ڈگری مقدمہ پر
کچہہ اثر منسوخی ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۹ء کا نہین پہونچتا تہا اور اسلئے احکام دفعہ ۱۷۴ ایکٹ ناسخ کا
کچہہ اثر اوسپر نہ تہا بلاشبہہ اثر دفعہ ۶ ایکٹ اول سنہ ۱۸۶۸ء کا جسکے بموجب کارروائیات
مشدائرہ مین پابندی ضابطہ سابق کی ہونی چاہئیے صرف اون صورتون پر محدود ہے
جن مین تغیر قانون نتیجہ منسوخی قانون سابق کا ہے اور اون صورتون پر حاوی نہین
ہے جنمین تغیر مذکور محض بوجہ اضافہ کے قانون سابق مین ہے لیکن ممکن ہے کہ
یہ بات صاف ہو کہ دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال ایک حکم منفرد اس قسم کا
ہے دفعہ مذکور ایک منجملہ ایک مجموعہ احکام مندرجہ ایسے ایکٹ کے ہے جسکے بموجب
قانون سابق منسوخ کیا گیا اور جو بجائے قانون سابق کے قایم ہوا - اگر اسمعاملہ مین
احکام دفعہ ۶ ایکٹ اول سنہ ۱۸۶۸ء کا کچہہ اثر نہوتا تو مجکو اس بات کے کہنے مین کچہہ
تامل نہوتا کہ یہ جزو فیصلہ مقدمہ لالموہن مکرجی (۱) کا غلط ہے چونکہ یہ صورت ہے اور چونکہ
دوسرا امر کی نسبت بوقت تقریر ہمارے روبرو بحث نہین کی گئی اور چونکہ اوسکا کچہہ اثر فیصلہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۳۶ (۲) ,, ,, ,, جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۷

آنند سنگھ بنام امرت لال سرکار

مقدمہ پر نہین پہونچتا جس تین پر انصواب پیدا ہوا ہے لہذا مین مناسب نہین سمجہتا کہ اس امر کی نسبت کوئی راے قطعی ظاہر کرون اگرچہ مین یہ اور لکہہ سکتا ہون کہ ممکن ہے کہ مقصد دفعہ ۶ ایکٹ عبارات عامہ صرف یہ ہو کہ اون کارروائیات کو جو بموجب ایکٹ سابق [illegible] کی گئی ہون بلا دست اندازی ایکٹ ناسخ کے صرف اوس حد تک [illegible] اوس حد تک وہ ہو گئی ہون اور اوسکے آگے اونہین پابندی اوس ضابطہ کی کیجاوے جو بعد منسوخی نافذ ہوا اور بر بنا اس راے کے شائع دوم دلیل کو اوس سے زیادہ وقعت حاصل ہوئی کہ [illegible] حاصل تہی۔

پس میری راے مین فیصلہ مقدمہ لالموہن کرجی (۱) جہانتک کہ وسکی [illegible] تجویز کیا گیا ہے کہ دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال کی روسے ایک استحقاق جدید واسطے مدیون ڈگری کے پیدا کیا گیا ہے اور اس لئے اوس مقدمہ سے غیر متعلق ہے جس مین ڈگری قبل اسکے صادر ہوئی تہی کہ ایکٹ مذکور کو زیر قانون حاصل ہوا غلط ہے مگر مین نسبت صحت دوسری وجہ فیصلہ کے اوس مقدمہ سے بہ این وجہ غیر متعلق ہے کہ مقدمہ مذکور آیا کارروائی منعقدہ تہا جو بہ پابندی قانون سابق رجوع کی گئی تہی کسی راے کے ظاہر کرنے سے اجتناب کرتا ہون۔

مقدمہ وزیر علی بنام رام کمل سنا (۲) پر غور کرنے مین مجہکو زیادہ وقت لگانے کی ضرورت نہین ہے مقدمہ مذکور کلیتاً پہلی وجہ پر منجملہ دو تا وجوہ کے جن پر مقدمہ لالموہن کرجی [illegible] مبنی ہے یعنی اسوجہ پر کہ دفعہ ۱۷۴ سے ایک استحقاق جدید کوئی مدیون ڈگری کا پیدا ہوتا ہے اور چونکہ مین اوپر ثابت کر چکا ہون کہ یہ وجہ صحیح نہین ہے لہذا مجہبر یہ کہنا لازم ہے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ غیر صحیح طور پر ہوا۔

اب مقدمہ گریش چندر باسو بنام اپورب کرشن داس (۳) کا جانچنا باقی ہے اگر اون حکام ذیعلم کی جنہون نے فیصلہ مقدمہ مذکور کا کیا یہ راے تہی کہ وہ تابع اوس اصول کے ہے جو فیصلہ اجلاس کامل متعلقہ مقدمات لالموہن کرجی (۱) وزیر علی (۲) مین قرار دیا گیا ہے لیکن چونکہ مین بوجوہ مندرجہ بالا یہ کہہ چکا ہون کہ یہ اصول قرار یافتہ مقدمات مذکورکہ ایسے حکم سے جیسا دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال مین مندرج ہے استحقاق جدید پیدا ہوتا ہے صحیح نہین ہے لہذا مجہپر یہ کہنا لازم ہے کہ مقدمہ گریش چندر باسو بنام اپورب کرشن داس (۳) کا فیصلہ غیر صحیح طور پر ہوا اگرچہ اس مقدمہ مین کارروائیات اجراے ڈگری بموجب قانون سابق دائر ہوئی تہین الا

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۳۶ (۲) ایضاً جلد ۵ صفحہ ۳۸۳ (۳) ایضاً جلد ۱۲ صفحہ ۹۱

جگدانند سنگھ بنام امرت لال سرکار

مقدمہ پر اثر دفعہ ۶ - ایکٹ عبارات عامہ کا نہین پڑتا کیونکہ تغیر قانون بذریعہ منسوخی قانون سابق سے عمل مین نہین آیا بلکہ بذریعہ اضافہ کرنے ایک دفعہ جدید یعنے دفعہ ۳۱۰ الف کے اوسمین اور جو کچھہ کہ مین نسبت مقدمہ لالموہن مکرجی (۱) کے بہ استثنائے جزو متعلق تاثیر دفعہ ۶ ایکٹ اول سنہ ۱۸۶۸ع کہہ چکا ہون بقوت مساوی اس مقدمہ سے متعلق ہے۔

ازطرف خریدار نیلام یہ دلیل کی گئی ہے کہ دفعہ ۳۱۰ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال سے اس طور پر مختلف ہے کہ دفعہ اول الذکر مقابلہ دفعہ آخرالذکر کمتر مفید ڈگریدار کے ہے کیونکہ اوسمین یہ حکم نہین ہے کہ مدیون ڈگری فوراً خرچہ وسود مابعد اجرائے اشتہار نیلام جو اشتہار مین درج نہ تہا ادا کرے میرے نزدیک یہ ہرگز وجہ فرق اصلی کی نہین ہے کیونکہ ڈگریدار کے استحقاق ایصال ایسا خرچہ وسود مین دفعہ ۳۱۰ الف سے کچھہ فرق نہین آتا۔

لہذا مین جواب امور مرسلہ کا حسب ذیل دونگا۔

۱ مقدمہ گریس چندر راسو بنام اپورب کرشن داس (۲) کا فیصلہ صحیح طور پر نہین ہوا۔

۲ مقدمہ وزیر علی بنام رام کمل ساہ (۳) کا فیصلہ صحیح طور پر نہین ہوا۔ نہ مقدمہ لالموہن مکرجی بنام جوگیندر چندر راے (۴) کا فیصلہ صحیح طور پر ہوا جہان تک کہ اوسکی رو سے یہ اصول قرار دیا گیا ہے کہ دفعہ ۱۷۴ ایکٹ اسامیان بنگال کی رو سے ایک حق جدید واسطے مدیونان ڈگری کے پیدا کیا گیا ہے اور اس لئے دفعہ مذکور ایسے مقدمہ سے غیر متعلق ہے جس مین ڈگری قبل نفاذ ایکٹ مذکور صادر ہوئی ہو۔

لیکن نسبت اس بحث کے کہ آیا مقدمہ آخرالذکر مین جو حکم صادر کیا گیا وہ بموجب دفعہ ۶ - ایکٹ عبارات عامہ بوجہ صحیح تہا یا نہین یہ کارروائیات اجرا بموجب ایکٹ بنگال نمبر ۸ سنہ ۱۸۶۹ع کے شروع ہوئی تہین کوئی راے ظاہر نہین کرتا۔

منجانب خریدار نیلام یہ بحث کی گئی تہی کہ عدالت کا فیصلہ نسبت اون امور کے جنکی بابت استصواب کیا گیا ہے کچہہ ہی ہو عدالت بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس حکم مین دست اندازی نہین کرسکتی جسکی شکایت اوس مقدمہ مین ہے جسمین یہ استصواب پیدا ہوا ہے لیکن اگر میری وہ راے صحیح ہے جو مین نسبت دفعہ ۳۱۰ - الف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم کرتا ہون تو عدالت ماتحت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۳۶ (۲) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۹۴۔
(۳) " " " " جلد ۱۵ صفحہ ۳۸۳ (۴) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۶۳۶

سنہ ۱۸۹۵ء بلدانند سنگہ بنام ہرت لال سرکار

برپرطبق درخواست مدیون ڈگری کے اسمقدمہ مین فرض تہا کہ نیلام کو بموجب دفعہ مذکور منسوخ کرتی اور چونکہ عدالت موصوف نے ایسا نہین کیا لہذا عدالت موصوف ایسے اختیار سماعت کے استعمال مین لانے سے قاصر رہی۔ جو اوسکو قانوناً حاصل تہا کہ جیسی مراد دفعہ ۶۲۲ کی ہے اور اسکے باعث سے حکم عدالت موصوف قابل نگرانی عدالت ہذا کے ہو گیا۔

لہذا مین رول کو قطعی کرونگا۔

بیورلی صاحب جسٹس۔ مین قابلانہ تجویز بنرجی صاحب جسٹس سے ساتہ بلا استثناء کے اتفاق کرتا ہون کہ مجہکو رپورٹ مقدمہ لال موہن ملکجی بنام جوگیندر چندر رائے (۱) سے یہ واضح نہین ہوتا کہ منشاء اون حکام ذیعلم کا جنہون نے فیصلہ مقدمہ مذکور کا کیا یہ تہا کہ اپنی تجویز کو کسی طریق سے دفعہ ۶ ایکٹ عبارات عامہ سنہ ۱۸۶۸ء پر مبنی کرین جو رول قطعی کی گئی۔

صیغہ ابتدائی

باجلاس نیل صاحب جسٹس

۲ جون سنہ ۱۸۹۵ء

سرت کماری دیبی وکیٹس دیبر بنام راداموہن رائے (۱)

عدالت مطالبہ خفیفہ بلاد پریزیڈنسی) تجویز جدید کیواسطے دوسری درخواست۔ پریزیڈنسی کی عدالت مطالبہ خفیفہ کا ایکٹ (۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۷۔ علمدرآمد مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۲۲۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء دفعہ ۵۳۔

حکام عدالت مطالبہ خفیفہ کلکتہ کو اختیار سماعت کرنے ایسی زیادہ درخواست تجویز جدید کا اوسی نالش مین حاصل ہے دفعہ ۳۷۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء مین کوئی ایسی بات نہین ہے جو مانع ایسے علمدرآمد کی ہو۔ یہ امر مطابق علمدرآمد عدالتہائے واقع انگلستان ہے کہ ایسی درخواست مین منظور کیجاوین مقدمہ پرس چند گلچہ بنام کاتو رام (۲) کی تقلید کیگئی۔

بتاریخ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۵ء عدالت مطالبہ خفیفہ مین باجلاس سوم ایک نالش از طرف راداموہن رائے بنام نیل رتن سین وکدارتا نہہ متر جو دو منجملہ او مہیا وصیت نامہ کہ وہ چند متر متوفی کے تہی واسطے دلاپانے مبلغ (۹۹ر) ۔ روپیہ دائر کی گئی۔ بتاریخ ۶ جون سنہ ۱۸۹۵ء وہ نالش ڈسمس ہوئی۔

بتاریخ ۱۴ جون سنہ ۱۸۹۲ء مدعی نے درخواست واسطے تجویز جدید کے حسب دفعہ ۳۷۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۶۳۶ | درخواست بمعاملہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ابتدائی دعوی نالش نمبر ۲۲۵۰ عدالت مطالبات خفیفہ کلکتہ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۵ و ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۲۰۳۔

سنہ ۱۸۹۵ع
سرت کماری داسی
بنام
رادھا موہن رائے

پریزیڈنسی کی عدالت مطالبات خفیفہ کلکتہ میں گذرانی جو باجلاس صاحب چیف جسٹس جج و جج سوم کے تاریخ ۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۳ع کو واسطے سماعت کے پیش ہوئی۔ وہ تاریخ مذکور حکم ابتدائی مشعر ڈسمسی نالش منسوخ کیا گیا اور ڈگری مبلغ ۹۲۲ روپیہ کی بحق مدعی اس ہدایت سے صادر ہوئی کہ زر مذکور جایداد متعلقہ ترکہ کہیرود چندر متر متوفی سے وصول کیا جاوے بغرض ایفاے اس ڈگری کے بعض جایداد غیر منقولہ متعلقہ ترکہ کہیرود چندر متر بتاریخ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ع بعینہ اجرا قرق کی گئی۔ مگر کہیرود چندر متر متوفی نے بذریعہ اپنے وصیت نامہ کے پانچ اوصیا مقرر کیے تھے جن میں سے ایک نے پروبیٹ کو ترک کیا مگر بقیہ چار نے پروبیٹ وصیت نامہ کا حاصل کیا اور بطور ورثا اور اوصیا کے اہتمام ترکہ متوفی کے عمل کیا۔ جایداد منقولہ بعد قرقی تجویز سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے مہتمم دو اوصیا یعنی سرت کماری داسی و نندو لال بوس نے تاریخ ۳ نومبر سنہ ۱۸۹۳ع باجلاس حکام بنچ عدالت مطالبات خفیفہ ایک نالش بنام رادھا موہن رائے مدعی نالش ابتدائی کے واسطے واگذاشت کیے جانے جایداد غیر منقولہ مذکور از ان قرقی جو کہیرود چندر متر متوفی کی قرقی سے اس بنا پر رجوع کی کہ وہ نالش ابتدائی میں بموجب دفعہ ۴۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فریق نہیں بنائے گئے تھے اور اس لیے حکم قرقی بمقابلہ ترکہ مذکور قابل پابندی نہ تھا جسکی نسبت ہر چہار اوصیا کو بموجب دفعہ ۴ ایکٹ پروبیٹ و چیٹیات اہتمام حق حاصل تھا۔ بتاریخ ۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ع نالش مذکور ڈسمس ہوئی اور بتاریخ ۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ع مدعیان اوصیا نے درخواست تجویز جدید حسب دفعہ ۳۷ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ع پیش کی جو تاریخ ۱۲ جنوری سنہ ۱۸۹۵ع واسطے سماعت کے باجلاس صاحب چیف جج و جج پنجم کے پیش ہوئی بر طبق اسکے حکم ابتدائی مشعر ڈسمسی نالش منسوخ کیا گیا اور ایک حکم مشعر واگذاشت جایداد مقروقہ صادر ہوا۔

بتاریخ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۹۵ع رادھا موہن رائے مدعی نالش ابتدائی نے درخواست واسطے تجویز جدید دوم کے پیش کی جو بتاریخ ۲۲ فروری سنہ ۱۸۹۵ع روبرو صاحب چیف جج و جج پنجم کے پیش ہوئی مگر درخواست مذکور ڈسمس ہوئی کیونکہ حکام موصوف نے یہ تجویز کیا کہ اونکو کچھ منصب بالفعل سماعت کرنے ایسی درخواست کا نہیں ہے۔

بتاریخ ۱۸ مارچ سنہ ۱۸۹۵ع رادھا موہن رائے مدعی نالش ابتدائی نے ہائیکورٹ سے ایک رول حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنام مدعیان نالش عوبداری واسطے اظہار وجہ اس بات کے حاصل کی کہ کیون ہائیکورٹ مسل مقدمہ کو طلب نہ کرے اور جو حکم اوسکے نزدیک مناسب ہو صادر نہ کرے۔

یہ رول واسطے سماعت کے روبرو سیل صاحب جسٹس کے پیش ہوئی۔

مسٹر گارتھ نے وجہ ظاہر کی۔ مسٹر ڈون نے رول کی تائید کی۔

بتاریخ ۳ جون سنہ ۱۸۹۵ء رول بوجوہ ذیل قطعی کی گئی۔

سیل صاحب جسٹس۔ اس رول میں جو بحث شامل ہے وہ نسبت اس امر کے ہے کہ آیا حکام عدالت مطالبہ خفیفہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اوسی مقدمہ میں ایک سے زیادہ درخواست تجویز جدید کی سماعت کرین یہ بحث اس طریقہ

۱۸۹۵ء
مسٹر گکاری ورای
بنام
رادہا موہن رائے

پیدا ہوتی ہے مدعی نے بتاریخ ۱۱- اگست ۱۸۹۴ء ڈگری بابت مبلغ ٩/٢٦ روپیہ حاصل کی اور باجراے اوس
ڈگری کے بعض جایداد قرق کرائی برطبق اوسکے دو دعویداروں نے واسطے منسوخی قرقی کے درخواست
گذرانی بتاریخ ۵ دسمبر ۱۸۹۴ء دعوی ڈسمس ہوا بتاریخ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۴ء دعویداران درخواست تجویز
جدید پیش کی اور بتاریخ ١٠ جنوری ١٨٩٥ء اجلاس سماعت کنندہ درخواست سے ڈگری نالش
دعویداری مین بحین ہدایت صادر ہوئی کہ جایداد قرقی سے واگذاشت کیجاوے بتاریخ ٢٦-
جنوری ۱۸۹۵ء مدعی نے واسطے تجویز جدید اوس درخواست کے درخواست گذرانی جو بتاریخ ۲۱
جنوری ۱۸۹۵ء منظور ہوچکی تھی جسکے بموجب جایداد قرقی سے واگذاشت کی گئی تھی اوپر حکام ذیعلم
جنکے روبرو درخواست مذکور پیش کی گئی یہ تصور کیا کہ انکو کوئی اختیار سماعت کرنے درخواست جدید کا
نہین ہے اور ظاہرا حکام موصوف نے یہ تجویز کی کہ بموجب دفعہ ۲۳ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ کے ایک
نالش مین صرف ایک درخواست تجویز جدید پیش ہوسکتی ہے بحث یہ ہے کہ آیا یہ راے صحیح ہے یا نہین
دفعہ ۲۳ مین یہ مندرج ہے بجز اوسکے کہ جسقدر اس ایکٹ ہذا مین خاص طور پر حکم ہے ڈگری عدالت مطالبہ
خفیفہ منتہم اور قطعی ہوگی لیکن عدالت موصوف کو جایز ہے کہ برطبق درخواست کسی فریق کے جو اندر
آٹھ یوم کے تاریخ ڈگری یا حکم صادرہ کسی نالش سے پیش کیجاوے (بشرطیکہ وہ ڈگری حسب دفعہ ۵۲۲
مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر نہوئی ہو) عملین آنے تجویز جدید کا حکم دے اور ڈگری یا حکم کو ساتھہ اون
شرایط کے جو اوسکے نزدیک معقول ہون تبدیل یا مسترد یا منسوخ کرے اور اس اثنا مین کارروائیات کو ملتوی کرے"
اب صورت حال مین حکام ذیعلم نے بوقت صادر کرنے اپنے حکم کے درخواست تجویز جدید پیش ہدایت
نہین کی کہ سماعت جدید عملین آوے بلکہ یہ [illegible] ادقی سے واگذاشت کیجاوے پس حکم مذکور
نالش دعویداری مین ڈگری یا حکم موجودہ ہوا مسٹر گارتہ بحث کرتے ہین کہ دفعہ ۲۳ کا کبھی یہ منشا نہ تھا کہ متواتر
درخواستین واسطے تجویز جدید کے پیش کیجاوین اور اونہون نے وہ تکلیفین نشان دی ہین جو کسی ایسی حد سے
پیدا ہوسکتی ہین لیکن سوال یہ ہے کہ واضعان قانون نے بذریعہ اون الفاظ کے جو منتظم الیہم نے
دفعہ ۲۳ مین اختیار کئے ہین یہ مناسب سمجھا ہے یا نہین کہ اس امر کی ممانعت کیجاوے کہ ایک مقدمہ
مین ایک سے زیادہ درخواست تجویز جدید کی پیش نہ کیجاوے اور یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اگر حجت
مسٹر گارتہ کی صحیح ہے تو الفاظ ڈگری یا حکم کو بمنزلہ ڈگری یا حکم ابتدائی کے تصور کرنا چاہئے لیکن
میری یہ راے ہے کہ مجھکو یہ اختیار نہین ہے کہ الفاظ مذکور کے ایسے معنے محدود قایم کرون میری
راے مین الفاظ ڈگری یا حکم کو اس طور پر پڑھنا چاہئے ڈگری یا حکم جو نالش مین موجود یا قایم

۱۸۹۵ء
سرت کماری
بنام
رادہا موہن راے

ہو یہی راے سر رچرڈ کوچ صاحب پاتیکس صاحب جس نے مقدمہ پرسن چند گولچا بنام کالو رام (۱) مین جو ایک استصواب ہائیکورٹ سے ازطرف حکام اول و دوم عدالت مطالبہ خفیفہ کلکتہ کے ہوا اختیار کی تہی اوس مقدمہ مین وہی بحث نسبت احکام دفعہ ۵۲ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء کے پیدا ہوئی تہی الفاظ اوس دفعہ کے بعینہ ویسے نہین ہین کہ جیسے دفعہ ۳۷ کے ہین لیکن میری یہ راے ہے کہ معنے دفعہ ۳۷ - ایکٹ حال و دفعہ ۵۲ - ایکٹ سابق دونون کے فی الاصل واحد ہین نسبت دفعہ سابق کے سر رچرڈ کوچ صاحب نے یہ فرمایا ہے "عبارت دفعہ ۵۲ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۵۰ء کی ہر آئینہ کافی طور پر وسیع ہے کہ جس سے درخواست تجویز جدید بعد تجویز سابق کے ہو سکے" اور حاکم ممدوح نے بعد ازان نشان دیا ہے کہ ایسی تجویزات جدید کی اجازت دینا بعد تجویزات جدید سابق کے مطابق عملدرآمد عدالتہا انگلستان کے ہوگا حاکم ممدوح فرماتے ہین عدالت ہاے کامن لا و صدالتہاے ایکویٹی انگلستان مین ایسی مثالین ہین جن مین ایک سے زیادہ تجویز کی اجازت دیگئی جب ایسا کرنا مناسب معلوم ہوا ہماری راے مین وہی قاعدہ مقدمہ حال مین متعلق کیا جا سکتا ہے مجہکو یہ فرض کرنا چاہیے کہ حکام عدالت مطالبہ خفیفہ اس اختیار کو سواے اوس صورت کے استعمال نہ کرین گے کہ حکام موصوف کو ایسا مناسب معلوم ہو" اور اونکو اختیار ہے کہ جو شرایط قایم کرنا مناسب سمجہین اونکو قایم کرین"۔

میری راے مین استعمال الفاظ مندرجہ دفعہ ۳۷ سے واضعان قانون کا یہ منشا نہ تہا کہ اوس عملدرآمد کو تبدیل کرین جو بموجب ایکٹ [illegible] ہوتا تہا اور اگر کوئی تبدل ہونا چاہیے تو وہ تبدل بذریعہ صریح حکم قانون کے ہونا چاہیے نہ کہ بذریعہ اختیار کرنے ایسی تعبیر کے جو مغایر قاعدہ موجودہ کے جسکی پابندی عملدرآمد عدالت مین کیجاتی ہے ہو لہذا میری یہ راے ہے کہ حکام عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار سماعت درخواست تجویز جدید کا حاصل ہے جس امر کا فیصلہ مین کرتا ہون وہ صرف یہی ہے۔

خرچہ درخواست حال متعاقب نتیجہ درخواست تجویز جدید کے ہوگا۔

اٹرنیان منجانب مدعیان نالش عویداری - بابو کیدار ناتہہ متر۔

اٹرنیان منجانب رادہا موہن راے مدعی نالش ابتدائی - مسٹر ڈبلیو سیومینہو۔

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳۔

پریوی کونسل

ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال (مدعا علیہ) بنام پریم لال ملک (معیان) وغیرہ†

[برطبق اپیل بنارضی فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ]

ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال (نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء) دفعہ ۳۱ - انتقال منجانب ہندو وصی بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل - تعبیر قوانین -

یہ استحقاق اوصیا کہ وے جایداد اپنے موصی کو معہ کل اختیارات و فرائض متعلقہ اہتمام جایداد مذکور کے جو از روئے دفعہ ۳۱ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء کے عطا کیا گیا ہے ایڈمنسٹریٹر جنرل کے حوالہ کریں کسی خاص قسم کے اوصیا یا حقیت ہاے پر محدود نہیں ہے یہ استحقاق ہر ایک وصی کو دیا گیا ہے جسکے سپرد حقیت متوفی کی بروے پروبیٹ اس ایک شرط پر کی گئی ہو کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل راضی ہو جاوے -

یہ ضرور نہیں ہے کہ قانون اجتماع کنندہ میں ہر ایک قانون کی تعبیر جبکہ اوسکی ابتدا کا پتہ لگایا جاوے مطابق اوس حالت اشیاء کے کیجاوے جو اوس وقت سے پیشتر تہی جبکہ وہ اول بطور قانون نافذ ہوا کیونکہ مقصد یہ ہے کہ قانون موجودہ متعلقہ امر مذکور جمع کیا جاوے اور حالات موجودہ سے متعلق کیا جاوے اور نہ قانون صریح اوس اظہار منشا سے منسوخ کیا جاسکتا ہے کہ جو منشا سے زمانہ ماقبل قانون سابق سے اس معاملہ کی بابت مستنبط ہو سکتا ہو -

کارروائیات واضعان قانون دربارہ صدور قانون ایسی ہیں جنپر بوقت تعبیر عدالتی قوانین ہند و نیز قوانین برطانیہ کے لحاظ نہیں کیا جاسکتا -

اوصیا نے پروبیٹ وصیت نامہ و قبضہ متروکہ ایک ہندو موصی کا حاصل کر کے ایک دستاویز بعبارت دفعہ ۳۱ - ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء کے تحریر کی جسکی رو سے وہ جایداد جو اونکے سپرد بروے پروبیٹ کی گئی تہی ایڈمنسٹریٹر جنرل کو منتقل کی گئی -

بہ منسوخی تجویز اکثر حکام عدالت اپیل بہ بحالی تجویز چیف جسٹس صاحب تجویز ہوئی کہ یہ انتقال بموجب دفعہ مذکور کے

† اجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ شینڈ صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب -

۱۸۹۵ء
ایڈمنسٹریٹر جنرل
بنام
پریم لال ملک

جایز ہے۔

اپیل بنا رہتی ڈگری (۱) ۱۶ مئی ۱۸۹۴ء معدورہ ایک بنچ صیغہ اپیل ہائیکورٹ مشعر بحالی ڈگری مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۹۳ء جو باستعمال معمولی اختیار سماعت صیغہ ابتدائی دیوانی صادر کی گئی تہی۔

یہ نالش ۹ ستمبر ۱۸۹۳ء کو منجانب نابالغ پسر متبنی بابو نند لال ملک ایک ہندو کے دایر کی گئی تہی جو ۱۸۹۱ء مین اپنا وصیت نامہ مورخہ ۱۵ اگست ۱۸۸۹ء تحریر کرکے فوت ہوگیا مدعی نے بذریعہ بیوہ اپنی ولیہ کے یہ دعوی کیا کہ متروکہ متوفی کا انتظام بموجب ہدایت عدالت کیا جاوے اور رسیور مقرر کیا جاوے اور حکم امتناعی صادر کیا جاوے جسکی رو سے ایڈمنسٹریٹر جنرل بینے قبضہ متروکہ سے ممنوع کیا جاوے کیونکہ اوصیاء نے عہدہ دار موصوف کے نام بتاریخ ۱۴ اگست ۱۸۹۳ء کل دو متروکہ اسباب وحق جو ان کے سپرد بروے اوس پروبیٹ کے کیا گیا تہا جو انہوں نے ۱۷ مارچ ۱۸۹۱ء کو حاصل کیا تہا منتقل کیا ایڈمنسٹریٹر جنرل صرف جنہوں نے اب اپیل کیا ہے اور دو اوصیاء شمبہو ناتہہ را و دوارکا ناتہہ بجو مدعا علیہم تہے وہ اشخاص آخر الذکر جو بطور رسپانڈنٹان کے شامل کیے گئے تہے اس اپیل حاضر نہین ہوئے۔

کوئی جواب تحریری داخل نہین ہوا ۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء کو درخواست منجانب مدعی اس حکم امتناعی کے لئے گذری کہ اپیلانٹ ہر حال جزو متروکہ کے منتقل کرنے سے جو مشتہر بہ نیلام ہوا ہے منع کیا جاوے اور رسیور مقرر کیا جاوے۔ ان درخواستون کو سیل صاحب جسٹس نے باستعمال اختیار ابتدائی کے ۱۲ دسمبر ۱۸۹۳ء کو منظور کیا اونکی وجوہ اونکی تجویز مطبوعہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۷۳۲ مین مفصل درج ہین اونہون نے انتقال کو ناجایز قرار دیکر رسیور جایداد متروکہ متوفی مقرر کیا۔

اپیل منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل دایر ہوا اور اوسکی سماعت ۲۲ جنوری ۱۸۹۴ء اور تین یوم مابعد کو بنچ [illegible] چیف جسٹس و پرنسپ صاحب جسٹس و ٹریویلین صاحب جسٹس نے کی اکثر حکام نے فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رکہا مگر چیف جسٹس صاحب نے اونسے خلاف کیا اور انتقال کو بموجب دفعہ ۱۳ ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۷۴ء کے جایز قرار دیا تجاویز مذکورہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۷۳۲ مین مفصل مندرج ہین۔

۵ اپریل ۱۸۹۵ء کو اپیل ایڈمنسٹریٹر جنرل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل ہائیکورٹ سے منظور ہوا مسٹر آر وبیسٹر کوینس کونسل و مسٹر جے ڈی مین نے منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی کہ تجویز چیف جسٹس کی صحیح ہے اور ڈگری جو مطابق فیصلہ اکثر حکام کے ہوئی منسوخ ہونی چاہئے یہ ایسے

(۱) ایڈمنسٹریٹر جنرل بنام پریم لال ملک انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۷۳۲۔

سنہ ۱۸۹۵ء
ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال
بنام
پریم لال ملک

کہ واضعان قانون نے انتظام متروکہ ہندو موصی کی ایڈمنسٹریٹر جنرل کو اجازت نہین دی جبکہ وہ وصیان انتقال لینے پر رضامند ہو صحیح نہین ہے مقدمہ اپیلانٹ کے لیئے یہ دلیل ضرور نہین ہے کہ قبل سنہ ۱۸۷۰ء کے اوصیاء متروکہ ہندو کو حسب دفعہ ۳ ایکٹ نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۶۷ء کے منتقل کرسکتے تھے عام امر ہے کہ قبل سنہ ۱۸۷۰ء کے وہ ایسا انتقال کرسکتا تھا یا نہین اوسکو دوسرا اختیار بعد تبدیلی قانون کے حاصل ہوگیا جسکی رو سے وہ تعریف اوس وصی مین جسکو بروے پروبیٹ استحقاق حاصل ہونا تھا داخل ہوگیا اور یہ حیثیت اوسکو اوسوقت حاصل تھی کہ بروے ایکٹ وصیت نامجات ہنود نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۷۰ء کے دفعہ ۱۷۹ ایکٹ وراثت ہند سنہ ۱۸۶۵ء معہ دیگر دفعات ایکٹ مذکور کے وصیت نامجات ہندوؤن سے متعلق ہوئی اثر دفعہ مذکور کا معہ دفعہ ۱۸۷ کے کہ وہ بھی متعلق کی گئی تھی یہ تھا کہ بغرض ثابت کرنے اپنے استحقاق کے وصی کے پاس پروبیٹ ہونا چاہیئے اور جبکہ اوسکو پروبیٹ حاصل ہوگیا تو جایداد متوفی اوسکے سپرد ہوگئی دفعہ ۵ ایکٹ وصیت نامجات ہندو سنہ ۱۸۷۰ء مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جس سے یہ قرار دیا گیا ہو کہ ایکٹ مذکور کی کسی عبارت سے حقوق و فرایض و استحقاق ایڈمنسٹریٹر جنرل پر اثر نہوگا اور نہ کوئی عبارت دفعہ ۶۲ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء مین یا منجملہ ایکٹ ہاے متعلقہ عہدہ مذکور کے کسی ایکٹ مین ایسی ہے کہ وجہ سے کامل نفاذ دفعہ ۳۱ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء کا نہوسکے بحث منجانب اپیلانٹ یہ ہے کہ دفعہ ۵ ایکٹ وصیت نامجات ہنود سنہ ۱۸۷۰ء قانون مابعد یعنے نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء پر غالب نہین آسکتی اگر اوسکا اثر دفعہ ۳۰ ایکٹ سابق نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۶۷ء پر بھی ہو حالانکہ یہ کسی طرح سے تسلیم نہین کیا جاتا ہے کہ اوسکا اثر خلاف دفعہ ۳۰ ایکٹ آخر الذکر کے ہے خاص بحث یہ ہے کہ بطور نتیجہ متعلق کیئے جانے دفعہ ۱۷۹ ایکٹ وراثت ہند سنہ ۱۸۶۵ء کے وصیت نامجات ہندوؤن سے وصی بلحاظ اس امر کے کہ سنہ ۱۸۷۴ء مین اختیار اوصیا بنسبت کرنے انتقال بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل بکرر بلا کسی شرط کے داخل قانون کیا گیا اونکا وہی منصب بابت انتقالات اوصیاے ہندو موصیان کے ہوگیا جو اونکا منصب بارہ لینے انتقال کے اوصیاء اہل انگلستان باشندہ ہند سے تھا دفعہ ۳۱ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء کی عبارت وسیع ہے اور بظاہر جملہ اوصیا سے متعلق ہے جنکو استحقاق پروبیٹ سے حاصل ہوا ہو اگر نفسا بصورت ایسی صاف تغیر کے دیکھنا منظور ہو تو واضعان قانون ضرور ایسی صراحت سے واقف ہونگے کہ سنہ ۱۸۷۰ء سے ہندو وصی قایم مقام قانونی موصی کا کل اغراض کے لیئے ہوتا تھا اور جایداد اوسکے سپرد بہ حیثیت مذکور ہوتی تھی اور

سنہ ۱۹۰۵ء
ایڈمنسٹریٹر جنرل بنام
پریم لال ملک

کوئی استحقاق بحیثیت ہندو وصی سنجانب تامبردہ ثابت نہین کیا جاسکتا تہا بجز اسکے کہ اوس نے پروبیٹ حاصل کیا ہوا اس امر سے کہ ہندو وصی کو قبل سنہ ۱۸۸۱ء کے کوئی استحقاق پروبیٹ سے حاصل نہین ہوتا تہا اور سنہ مذکور تک معنے دفعہ ۴- ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء مین وہ داخل نہین تہا (اگر یہ امر اس طور پر ہو) کوئی وجہ نہین پائی جاتی ہے کہ دفعہ ۱۳- ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء کی صرف قانون سابق متعلقہ ہندو وصی کی مدد سے بہ تجاہل اوس وضع قانون کے جو عمل مین آیا تہا اور اوس تبدل کے جو کی گئی تہی تعبیر کیجاوے یہ امر عدالت ماتحت نے فرض کیا تہا کہ دفعہ ۵- ایکٹ مصدورہ سنہ ۱۸۸۱ء کی روسے نفاذ دفعہ ۱۳- ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء کا ممنوع ہے لیکن اس سے یہ لازم ہوگا کہ قانون گذشتہ موثر اور مبطل قانون حال کا ہو حالانکہ قانون آخر الذکر بعبارت صاف تہا ہندو موصیان بروے قانون سنہ ۱۸۷۴ء کے بلحاظ ان اختیارات اوصیا کے کہ وہ بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل انتقال کرین اوسی منشاے قانون مین داخل ہوگئے تہے جسمین اوصیا موصیان اہل یورپ داخل تہے اور عہدہ دار موصوف نسبت اونکی ناقابلیت انتقال لینے کے اوسی حالت مین بلحاظ اوصیا موصیان اہل ہنود کے ہوگیا تہا جو اوسکی نسبت اوصیا اہل یورپ باشندہ ہند کے پیشتر سے تہی اس بحث مین غلطی ہے کہ چونکہ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء ایکٹ اجتماع کنندہ ہے لہذا اوسکی نسبت یہ تصور ہونا چاہئے کہ وہ بلحاظ صرف حالت اون اشیا کے وضع کیا گیا تہا جنسے احکام ایکٹ ہاے سابق متعلق تہے۔

مسٹر ایچ ایچ کوزنس ہارڈی کوئینس کونسل و مسٹر آر بی فنلے کوئینس کونسل و مسٹر جے ایچ اے برنیٹ نے منجانب رسپانڈنٹ پریم لال ملک کے یہ حجت کی کہ دفعہ ۱۳- ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء ہندو موصی کے ہندو اوصیا سے متعلق نہین ہے اور اوصیا رسند لال ملک کو کوئی اختیار متروکہ اپنے موصی کو بدست اپیلانٹ جسکو بہی قانوناً انتقال مذکور کے لینے کا اختیار نہ تہا منتقل کرنیکا حاصل نہ تہا جب تک کہ ایکٹ وصیت نامجات اہل ہنود سنہ ۱۸۸۱ء صادر نہین ہوا تہا حق نسبت متروکہ موصی کے بوجہ پروبیٹ کے حاصل نہین ہوتا تہا وصی کو استحقاق از روے عطیہ مندرجہ وصیت نامہ کے حاصل ہوتا تہا اور اوسکو کسی عطیہ عدالت سے کچہہ نہین ملتا تہا دیکہو مقدمہ شارو بی بی بنام بلدیو داس (۱) دیگر مقدمات جنکا حوالہ انجا و نیز عدالت ماتحت مین نسبت اس امر کے دیا گیا ہے اگرچہ اوسکے موصی کی جایداد جو بروے پروبیٹ کے پہونچی تہی ہندو وصی کو از روے قانون سنہ ۱۸۸۱ء کے حاصل ہوئی تہی تاہم یہ لازم نہین آتا کہ لفظ ملبعظ

(۱) بنگال لا رپورٹ ضمیمہ جلد ہفتم تیرہ انی جلد ۱۸۶۷ء ...

۱۸۹۵ء ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام ہیم لال ملک

انضباط مکرر دفعہ ۳۰ ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل ۱۸۷۴ء کی جواب دفعہ ۱۳ ایکٹ ۱۸۸۱ء میں ہے یہ تعبیر کیجا سکتی ہے کہ اوسکا اثر بوجہ وضع قانون درمیانی ان دو ایکٹون کے یہ ہے کہ ہندو وصیاء کو یہ اختیار دیا جاوے کہ وے اپنے عہدہ سے بذریعہ کرنے انتقال موسومہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے سبکدوش ہوجاوین نہ یہ لازم آتا ہے کہ شخص آخر الذکر ایسا اختیار استعمال کرسکے جو اوسسے از روے ایکٹ ہاے سابق نے لیا گیا تہا دفعہ مذکور کے بعینہ اونہین الفاظ مین ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۹۰ء ۱۸۷۴ء مین مکرر وضع ہونے سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ قانون جیسا کہ وہ بوقت ایکٹ سابق کے تہا دیکہا جاے ایکٹ اجتماع کنندہ کی تعبیر کرنے مین جب ان محض فعات ایکٹ ہاے سابق مکرر داخل کی گئی ہون یہ خیال نہین کیا جاسکتا کہ اوسکی رو سے ضمناً قانون متعلق ایسے معاملے کے تبدیل کیا گیا جسکی بابت صحیح طور پر بصراحت اوس حالت مین قاعدہ مقرر کیا جا [illegible] کہ واضعان قانون کا منشا رہونا کہ تبدیل کیجاے یہ نتیجہ اخذ نہین کیا جاتا باستثنا کہ ایسے اختیارات ایکٹ اجتماع کنندہ مین داخل کیے گئے تہے جو ایکٹ ہاے سابق مین مدنظر نہ تہے مقدمہ مجل بنام ہمیسن (۱) کا حوالہ دیا گیا (جس مین ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۱ء کی یہ تعبیر کی گئی تہی کہ اوسمین حالت جدید اشیاء کی داخل نہ تہی بلکہ وہ قانون سابق دقتی بابت قرضہ سے متعلق تہا (تہا دیگر عدالت ماتحت مین [illegible] ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۷۴ء کی تعبیر کرنے مین صحیح طور پر فرق نمایان حالت ہندو وصی پر جسکو پروبیٹ بحالات موجودہ اوسوقت کے دیا گیا ہو حسب ایکٹ ہاے نمبر ۲۹ ۱۸۳۹ء و نمبر ۸ ۱۸۵۵ء و نمبر ۲۴ ۱۸۶۷ء جنکا اجتماع ازان بعد بروے ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۷۴ء کے ہوا صادر ہوئے تہے و نیز حالت قانون حسب ایکٹ وراثت ہند ۱۸۶۵ء دفعہ ۲۳۳ پر لحاظ کیا گیا ہے دفعہ ۱۷ ایکٹ نمبر ۲ ۱۸۷۴ء سے ظاہر ہے کہ دفعہ ۱۵ کی رو سے ایڈمنسٹریٹر جنرل کو یہ اختیار نہ تہا کہ فوراً درخواست چہٹیات اہتمام ترکہ ہندو متوفی کی اندر حدود اونہی علاقہ حکومت عینہ ابتدائی کے گذرانے الا اوس صورت مین کہ وہ عدالت کا اطمینان کرے کہ ترکہ کے نقصان کا اندیشہ ہے بجز اسکے کہ چہٹیات اہتمام عطا کیجاوین یہ بحث بلحاظ اس امر کے نہین ہوسکتی کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل انتقال ترکہ کا بذریعہ انتظام انتظام مسانہہ اکیلے وصی ترکہ مذکور کے حاصل کرسکتا ہے تاہم نتیجہ ضمنی کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل وصی کے سانہہ انتقال لینے کا انتظام کرسکتا ہے بموجب بیان

(۱) لارپورٹ کوینس بینچ ڈویزن جلد ۳ صفحہ ۳۷۰۔

ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک

اپیلانٹ کے ایکٹ مذکور سے ممنوع کیا جاتا ہے یہ قیود نسبت کارروائی عہدہ دار موصوف
کے خلاف اوس اثر کے ہین کہ جو دفعہ ۳۱ کو دیئے جانے کی کوشش کیگئی ہے مزید بران
امانت ہائے مندرجہ وصیت نامہ ہندو سے ممکن ہے کہ فرائض قایم رکہنے اور اہتمام کرنے
کارخانہ ہائے مذہبی کے عاید کیئے گئے ہون جنکی تعمیل بخوبی ایڈمنسٹریٹر جنرل سے نہین
ہوسکتی اصل مراد قانون اس امر کی نسبت سنہ ۱۸۷۴ء تک یہ تہی کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل متروکہ اہل ہنود
کا انتظام نکرین سنہ ۱۸۷۴ء مین اختیار درخواست کرنے کا بحالات خاص اور بعفید مقام کے دیا گیا
تہا ان جملہ امور سے صحیح تعبیر دفعہ ۳۱ کی وہی پائی جاتی ہے جو اکثر حکام عدالت ماتحت نے
اوسکی کی ہے اور تعبیر مخالف سے پیچیدہ طور پر اوس کام کے کرنے کا اختیار ہو جاوے گا
جو بموجب احکام محصلہ بطریق راست عدالت کے نہین کیا جا سکتا تہا۔

مسٹر کرو بیٹر کونسل نے اس بحث پر استدلال کرکے جواب دیا کہ نتیجہ دفعہ ۱۷۹-۱ ایکٹ
وراثت ہند سنہ ۱۸۶۵ء کے ہندو وصی سے متعلق کرنے کا از روے ایکٹ وصیت نامجات
اہل ہنود سنہ ۱۸۷۰ء کے یہ تہا کہ ایک اول اختیار وصی مذکور کو دیا گیا تہا اور عبارت صاف
دفعہ ۳۱۔ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء عمل ہونا چاہیے۔

بعد ازان ۳۰ مارچ کو تجویز حکام عالیمقام لارڈ واٹسن صاحب نے صادر فرمائی۔

لارڈ واٹسن صاحب۔ نند لال ملک ایک ہندو رئیس و دولتمند کلکتہ مین ۱۰ فروری
سنہ ۱۸۹۱ء ایک وصیت نامہ اخیر چہوڑکر فوت ہوا جسکی روسے اوسنے اپنے کل ترکہ منقولہ
غیر منقولہ کا انتظام کیا اور دوارکا ناتہ و شمبہو ناتہ ملک کو اپنا اوصیاء و امناء مقرر کیا
ان اشخاص نے عہدہ جو اونکو عطا کیا گیا تہا منظور کیا اور مارچ سنہ ۱۸۹۱ء مین اونہون نے
پروبیٹ ہائیکورٹ کلکتہ سے حاصل کیا اور امانت ہائے وصیت نامجات کا انتظام کرنا
شروع کیا ۴۔ اگست سنہ ۱۸۹۳ء کو اونہون نے ایک دستاویز تحریر کی جسکی روسے اونہون نے
کل ترکہ مال و حقوق جو اونکے سپرد بروے پروبیٹ مذکور کیے گئے تہے بنام اپیلانٹ
ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال کے ظاہرا حسب قواعد دفعہ ۳۱۔ ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل مجریہ
سنہ ۱۸۷۴ء (ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء) منتقل کیے۔

ضمن متنازعہ مین یہ حکم ہے کہ کوئی وصی یا منتظم غیر سرکاری اول ایڈمنسٹریٹر جنرل پریزیڈنسی
کی رضامندی حاصل کرکے جسکے علاقہ کے اندر جایداد مندرجہ پروبیٹ یا چٹہیات اہتمام واقع

اڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک

ہونیدر یہ دستاویز تحریری و دستخطی کے جسپر اسٹامپ دس روپیہ کا ہوا اور جسکا اشتہار اوسمقام کے گزٹ مین دیا جائے کل ترکہ و اسباب و حقوق کو جو اوسکو بروئے پروبیٹ یا چٹھیات مذکور حاصل ہوئے بنام اڈمنسٹریٹر جنرل اونکے عہدہ کے نام سے منتقل کرسکتا ہے"۔

اوسی دفعہ مین یہ حکم ہے کہ ایسی دستاویز کے بامنابطہ تحریر اور مشتہر ہونیکے بعد منتقل کنندہ جملہ ذمہ داری فعل یا ترک فعل سے بعد اوس تاریخ کے بری ہوگا اور اڈمنسٹریٹر جنرل وقت کو وہی حقوق حاصل ہونگے اور وہ تابع اونہین ذمہ داریون کے ہوگا جو اوسکو اوس صورت مین حاصل ہونے یا جنکا وہ اوس صورت مین تابع ہوتا کہ پروبیٹ یا چٹھیات اہتمام عہدہ دار موصوف کو اوسکے عہدہ کے نام سے بتاریخ انتقال عطا کی گئی ہوتین۔

یہ امر متنازعہ نہین ہے کہ اگر اوصیار وامنا نند لال ملک متوفی کے زمرہ اون اشخاص مین داخل ہین جنکو بروئے دفعہ ۳۱- اختیار اپنے فرایض اہتمامی کے اڈمنسٹریٹر جنرل کو سپرد کرنے کا دیا گیا ہے تو صحیح طور پر دستاویز انتقال تحریر اور مشتہر کی گئی اور اوسکا نفاذ ہونا چاہئیے صرف بحث جو پیش کی گئی ہے اور جسپر گفتگو عدالتہاے ماتحت اور اثناے اس اپیل مین کی گئی ہے یہ ہے کہ آیا انتقال کنندگان بحیثیت اوصیا و امنا سید و متوفی کے اوصیاء غیر سرکاری حسب منشاے ضمن مذکور کے ہین یا نہین۔

نالش حال ستمبر سنہ ۱۸۹۳ع مین بعدالت ہائیکورٹ منجانب پریم لال ملک متبنی و وارث موصی کے (جسکا تذکرہ بعد ازین بطور رسپانڈنٹ کے کیا گیا ہے) ولایت اوسکی مادر تبنیت کنندہ و رفیق یعنے سرمتی ترگنا سندری داسی کے دایر ہوئی تہی عرضی دعوی مین بہت سے نتائج مندرج ہین اونمین سے اول تین یہ ہین (اول بابت انتظام ترکہ موصی حسب ہدایت عدالت (دوم) بابت تقرری رسیور تا تجویز آخر نالش (سوم) بابت حکم امتناعی جسکی رو سے اڈمنسٹریٹر جنرل ترکہ پر قبضہ لینے یا اوسمین دست اندازی کرنے سے باز رکہا جاے۔ اوصیار وامناے وصیت نامہ شخص متوفی کے اور اڈمنسٹریٹر جنرل بطور مدعا علیہم کے طلب کئے گئے تہے۔

سیل صاحب جج نے جنہون نے نالش کی تجویز کی بروے ڈگری مورخہ ۲۱- دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع کے یہ تجویز کی کہ انتقال جو منجانب اوصیار وامنار بدست

سنہ ۱۸۹۵ع
ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک

مدعا علیہ ایڈمنسٹریٹر جنرل بتاریخ ۱۴۔ اگست سنہ ۱۸۹۳ع ہوا نا جایز ہے اور حاکم موصوف نے رسیور جایداد منقولہ و لگان و پیداوار منافعہ جایداد غیر منقولہ متعلقہ ترکہ متوفی کا مقرر کیا برطبق اپیل و نکا فیصلہ اکثر حکام عدالت (پرنسپ صاحب جسٹس و ٹریویلین صاحب جسٹس مختلف الرائے) نے بحال رکہا اپیل حال ایڈمنسٹریٹر جنرل نے بنا رضی ان تجاویز کے دائر کیا او صیاء وامنا رالگرچہ بطور رسپانڈنٹان کے طلب کئے گئے تہے مگر وے حاضر نہین ہوئے۔

حکام عالیمقام وہ تعبیر دفعہ ۱۳۔ ایکٹ سنہ ۱۸۷۴ع کی اختیار نہین کر سکتے جو اکثر حکام ذیلم نے پسند فرمائی تہی ممدوح الیہم کی رائے مین صحیح تعبیر قانون کی چیف جسٹس صاحب نے کی تہی۔

ضمن مذکور کی روسے مکرر انضباط بلا تغیر لفظی دفعہ ۳۰۔ ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل سنہ ۱۸۶۷ع (ایکٹ نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۶۷ع) کا ہوا اوسوقت جبکہ ایکٹ مذکور صادر ہوا تہا وصی ترکہ ہندو کا احکام دفعہ ۳۰ سے مستفید نہین ہوسکتا تہا اوسکے اختیارات و فرائض مثل وصی انگلستان کے نہ تہے بلکہ کسیقدر مثل منیجر کے تہے اوسکو پروبیٹ کی ضرورت نہ تہی اور پروبیٹ کی روسے اگر وہ اوسکو حاصل کرے کوئی استحقاق نسبت ترکہ منقولہ یا غیر منقولہ کے جسکا وہ اہتمام کرتا تہا حاصل نہین ہوتا تہا چنانچہ وہ حسب منشائے دفعہ ۳۰ کے ایسا وصی یا منتظم غیر سرکاری نہ تہا جو بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل کسی ترکہ کو جو اوسکو بروئے پروبیٹ مذکور یا چٹہیات اہتمام کے حاصل ہوا ہو منتقل کر سکتا۔

ایک بڑی تبدیل اہم قانون مین بروے ایکٹ وصیت نامجات ہندو (ایکٹ نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۷۰ع) کے کی گئی جس مین منجملہ دیگر امور کے یہ حکم تہا کہ بعض اجزائے ایکٹ وراثت ہند سنہ ۱۸۶۵ع (ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ع) اون کل وصیت نامجات و تتمہ وصیت نامجات سے متعلق ہونگے جو کسی ہندو نے بتاریخ یکم ستمبر سنہ ۱۸۷۰ع یا بعد اوسکے تحریر کئے ہون منجملہ ان ضمن ہائے کے جو اس طرح پر متعلق کئے گئے دفعات ۱۷۹ لغایتہ ۱۸۹ ہین جن مین حکم پروبیٹ و چٹہیات اہتمام کے عطا کرنے کا ہے ان مضمون مین سے دو ضمن کا حوالہ دینا اغراض اسمقدمہ کے لئے کافی ہے دفعہ ۱۸۱ بدین مضمون ہے کہ پروبیٹ صرف اوس وصی کو عطا کیا جا سکتا ہے جو بروے وصیت نامہ مقرر کیا گیا ہو دفعہ ۱۷۹ مین یہ حکم ہے کہ شخص متوفی کا وصی یا قانونی منتظم جیسی کہ صورت ہو اوسکا قایم مقام قانونی کل اغراض کے لئے ہوگا اور کل جایداد شخص متوفی کی اوسکو بحیثیت مذکور حاصل ہوگی۔

یہ امر متنازعہ نہین ہے کہ ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ع کا اثر صریحی یہ تہا کہ ہندو وصی کو جو ایسی حالت مین ہوا اور جو احکام ایکٹ مذکور سے مستفید ہونا چاہے بعینہ وہی منصب حاصل ہو جیسا کہ

سنہ ۱۸۹۵ء ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک

کسی موصی اہل انگلستان مقیم ہند کے وصی کو جہانتک کہ پروبیٹ لینے اور ترکہ متوفی کے حاصل کرنے کو تعلق ہے حاصل ہوتا ہے وصیت نامہ نند لال ملک متوفی کا اگست سنہ ۱۸۸۹ء مین تحریر کیا گیا تہا اور اسلئے اوسکے اوصیار کو پروبیٹ حاصل کرنے پر بروئے قانون مذکور کے فوراً وہ کل جایداد حاصل ہو گئی جسکا مالک متوفی بوقت اپنی وفات کے تہا۔

استحقاق جایداد موصی متوفی کے معہ کل اختیارات و فرائض متعلقہ اوسکے انتظام واہتمام کے منتقل کرنے کا جو بروئے دفعہ ۳۱ - ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۴ء کے عطا کیا گیا ہے کسی خاص قسم کے اوصیار یا متروکات پر محدود نہین ہے یہ استحقاق عبارت وسیع و عام مین ہر ایک وصی وصیت نامہ کو دیا گیا ہے جسکو ترکہ موصی متوفی کا بروے اوسکے پروبیٹ کے قانوناً حاصل ہوا ہو از روئے ضمن مذکور صرف ایک شرط استعمال استحقاق وصی سے متعلق کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی انتقال بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل بلا اوسکی رضامندی کے نہ کیا جاویگا اس امر کی تجویز کا عہدہ دار موصوف کی رائے پر چہوڑا گیا ہے کہ آیا جایداد جو وصیت نامہ مین داخل ہے اور امانت جو اوسکی رو سے قایم ہوئی ہو اس قسم کی ہے کہ اوسکو انتظام اپنے ذمہ لینا مناسب ہے یا نہین۔

اندرین حالات حکام عالیمقام کو واضح ہوتا ہے کہ اوصیار و اسنا ر نند لال ملک بموجب خاص عبارت قانون کے ایسے اشخاص مین جنکو اختیار اون متروکات کے منتقل کرنے کا جو اونکو بحیثیت مذکور حاصل ہوئے ہیں بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل کے حسب احکام دفعہ ۳۱ کے حاصل ہے درحقیقت بحث مین منجانب رسپانڈنٹ کے یہ حجت نہین کی گئی ہے جو زیادہ تر اعادہ اون وجوہ کا ہے جو عدالتہائے ماتحت نے بتایید اپنی تجاویز کے تحریر کی ہین کہ اگر دفعہ ۳۱ پر بہ منفرد لحاظ کیا جائے تو کوئی دوسرا نتیجہ اخذ نہین ہو سکتا لیکن یہ اصرار کیا گیا تہا کہ اگرچہ عبارت ضمن مذکور کی ایسے عام الفاظ مین ہے جسمین ہر ایک وصی جس نے پروبیٹ بموجب دفعہ ۱۷۹ و دفعات مابعد ایکٹ وراثت ہند سنہ ۱۸۶۵ء کے حاصل کیا ہو داخل ہو سکتا ہے تاہم یہ تجویز ہونی چاہیئے کہ وصی وصیت نامہ ہندوکا خارج ہے کیونکہ منجملہ دیگر امور کے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہی منشا رہتا یہ خیال مین آسکتا ہے کہ واضعان قانون جبکہ اونہون نے ایک ضمن کو بعبارت صاف منضبط کیا تو اوسی قانون مین ایسے دیگر احکام داخل کرین جنسے اوسکا اثر کسیقدر محدود یا معدوم ہو جائے مگر ایک صریح حکم مندرجہ قانون سنہ ۱۸۷۴ء بذریعہ اظہار اوس منشا کے جو وضع قانون سابق متعلقہ امر مذکور سے پایا جاتا ہو محدود یا معدوم

سنہ ۱۸۹۵ء
ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام برجیہ لال [illegible]

نہین کیا جاسکتا او [illegible] قانون جدید [illegible] ہے اب [illegible] نہین ہے
وہ بیٹے کا [illegible] دفعہ ۹ [illegible] جنرل [illegible]
سنجمد [illegible] کے [illegible] مین [illegible]
ایبٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل [illegible] کی رو سے [illegible] موصی
نہین دیا ہے اور دفعہ ۳۱ - ایکٹ [illegible] مین [illegible] ایک [illegible]
دفعہ ۳۰ مکرر منضبط کئے گئے اور نہ اوس [illegible] کا
اثر زیادہ تر وسیع ہے یہ دلیل و قیاسات پر مبنی ہے جو حکام عالیمقام [illegible]
معلوم نہین ہوتے مین دفعہ ۳۰ کا کوئی اطلاق اوسوقت جبکہ وہ داخل قانون ہوئی [illegible]
وصی سے نہین تہا بلکہ کوئی [illegible] اوسوقت قانون تہا [illegible] حاصل نہین تو تہا
[illegible] اوسکو منتقل کرینگے [illegible] وصی کی حیثیت [illegible] حاصل
کیا ہو اور جبکو [illegible] وصیت ناجات [illegible] کے حاصل ہوا ہو بہت
مختلف حیثیت [illegible] اوس قسم کے اشخاص ہین [illegible] تصریح دفعہ ۳۰ مین کی گئی
ہے اور جو مستحق انتقال [illegible] ہین اور علاوہ ضمن مندرجہ ایکٹ [illegible] حکام
عالیمقام ابہی غور کرینگے کوئی وجہ [illegible] معلوم ہوتی کہ کیون وصی [illegible] اوسکے حکام
سے محروم کیا جائے مگر بفرض اس امر کے [illegible] عمدہ بنیاد پر مبنی ہے [illegible]
آتا ہے کہ ہندو وصی [illegible] دفعہ ۳۱ - ایکٹ [illegible] مین داخل نہین ہے [illegible]
نے یہ عجیب مسئلہ پیش کیا کہ قانون اجتماع کنندہ کی نسبت تجویز کرنے [illegible]
سراغ اوسکی ابتدا سے لگانا چاہئے اور جبکہ پتہ لگ جائے تو اوسکی [illegible]
اون معاملات کے کرنی چاہئے جو اوسوقت تہے جبکہ وہ اول مرتبہ قانون [illegible]
تائید مین کوئی وجہ ہے اور نہ کوئی سند ہے خاص مقصد اجتماع کا [illegible]
متعلق امر خاص کے جمع کئے جائین اور وہ اس غرض سے زمانہ موجودہ [illegible]
کہ ایک مجموعہ کارآمد متعلق اون حالات کے بنجاوے جو اوسوقت موجود تہے جبکہ ایکٹ
اجتماع کنندہ صادر کیا گیا تہا -
رسپانڈنٹ نے عبارت دفعہ ۵ - ایکٹ وصیت ناجات ہنود [illegible] استدلال
کیا جس مین یہ لکہا ہے کہ "اس ایکٹ کی عبارت سے حقوق و فرائض و [illegible] ایڈمنسٹریٹر جنرل

بنگال و مدراس و بمبئی پر اثر نہوگا" یہ کسی طرح ظاہر نہین ہوتا ہے کہ ان الفاظ مین جو مستثنیٰ ہے اوسکا یہ منشا تھا کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل اگر اونکو مناسب معلوم ہو منظور کرنے انتقال وراثت ہندو سے بموجب دفعہ ۱۳۰ ایکٹ ۱۸۷۰ء باز رہین لیکن حکام عالیمقام کو اس امر مین شبہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ استثنا سے ذکر اون اختیارات پر موثر نہین ہوسکتا جو ایڈمنسٹریٹر جنرل کو بروے ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۴ء کے نسبت دیئے گئے ہین۔

دوسری بحث رسپانڈنٹ کی احکام دفعات ۱۶ و ۱۷ ایکٹ ۱۸۷۴ء پر مبنی ہے منجملہ ان دفعات کے اول دفعہ کی رو سے ایڈمنسٹریٹر جنرل کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ درخواست چٹھیات اہتمام ترکہ ایسے شخص متوفی کی جسنے سرمایہ تعدادی ایک لاکھ سے زیادہ چھوڑا ہو یا تو عموماً یا معہ وصیت نامہ منسلکہ کے اوس صورت مین کرے کہ کوئی شخص دعویدار استحقاق انتظام کرنے کا اندر ایک ماہ کے بعد وفات متوفی کے حاضر آوے مگر متروکات ہنود صاف طور پر اوسکے اثر سے مستثنیٰ کئے گئے ہین بخلاف اسکے دفعہ ۱۷ کی رو سے عدالت کو درخواست اشخاص پر جنکو استحقاق ہو یا درخواست ایڈمنسٹریٹر جنرل پر حکم صادر کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کو ہدایت درخواست کرنے چٹھیات انتظام اسباب کسی شخص متوفی کی کہ جسمین ہندو بھی داخل ہے اون صورتون مین کیا جاسکتا جن مین عدالت کی خاطر خواہ ثابت ہوجاے کہ سرمایہ کی نسبت خوف تصرف بیجا یا خرابی یا تلاف کا ہے بجز اسکے کہ چٹھیات انتظام عطا کیجا دین یہ احکام حکام عالیمقام کو متناقض احکام دفعہ ۱۳ کے معلوم نہین ہوتے مین دفعہ ۱۷ کی رو سے ایڈمنسٹریٹر جنرل کو کوئی استحقاق نہین دیا گیا ہے یا اونکا یہ حق ساقط کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ مین اہتمام ترکہ ایسے ہندو کا لین جو وصیت کرکے یا بلا وصیت فوت ہوا ہو اور وہ ترکہ [illegible] مین نہو لیکن اگر ترکہ خطرہ مین ہو تو عدالت اونکو اونکی خاص درخواست پر اون اشخاص پر جنکو کوئی استحقاق وراثت ہے ترکہ کے انتظام کرنے کی ہدایت کرسے حکام عالیمقام و یہ غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاے کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہین ہوسکتا کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کو متعلق ترکہ ہنود کے ہونے کی سبب درخواست اوصیا اجازت دیجاے بہرحال ایک ایسا نتیجہ جو احکام صادر دفعہ ۱۳ پر غالب آوے اخذ نہین کیا جاسکتا۔

یہ بھی اصرار کیا گیا تھا کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہین ہوسکتا ہے کہ کسی صورت

سنہ ۱۸۹۶ء
ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال
بنام
بھیم لال ملک

ایڈمنسٹریٹر جنرل پر فرض امانت ہائے وصیت نامہ ہندو کی تعمیل کرنے کا عاید کیا جائے تو ان مین غالباً یا امکاناً تعمیل امانت ہائے مذہبی کی لازم آوے جن سے کسی سرکاری اہلکار کو کچھ تعلق نہونا چاہئے اس دلیل کے دو جواب مین اول ممکن ہے کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے تقرر کیا مذکور عدالت اون صورتون مین ڈھونڈے جن مین کوئی انتظام موجود نہوا ور ترکہ کو نقصان پہونچنے کا خطرہ ہو دوم دفعہ ۱۳ کی رو سے اوسپر کوئی فرض کسی ترکہ کے انتظام کرنے کا خواہ وہ ہندو کا ہو یا نہو کسی ایسی صورت مین عاید نہین کیا گیا ہے جس مین عہدہ دار موصوف سے درخواست منجانب اوصیا ورکارکن کے انتظام کرنے کی نہ کی گئی ہو اور جس مین کہ اغراض وصیت کے اونکی راے مین ایسے ہون جنکی تعمیل منجانب عہدہ دار مذکور جو اونکی حالت مین ہو نہونی چاہئے۔

حکام عالیمقام یہ تحریر کرتے ہین کہ وہ حکام ذیعلم نے جنکی جانب کثرت راے عدالت عالیہ نے بنا تجویز حوالہ کاروائیات واضعان قانون کا جنکا نتیجہ صدور ایکٹ ۱۸۷۴ء تھا بنجو ان جایز تعبیر دفعہ ۱۳ کے دیا ہے گو اونہون نے اپنی تجاویز کا کاروائیات مذکور مبنی نہین کی ہین حکام عالیمقام یہ مناسب سمجھتے ہین کہ مسئلہ مذکور سے اپنا اختلاف راے ظاہر کرین وہ وجوہ جن سے کاروائیات مذکور پر غور کرنا اوس حالت مین کہ عبارت کسی ایکٹ صادرہ واضعان قانون برطانیہ زیر تفسیر ہون ممنوع ہے بدرجہ اولی بصورت قانون ہند کے بھی قوی ہین۔

حکام عالیمقام حضور ملکہ معظمہ کو مودبانہ مشورہ دینگے کہ ڈگری بابت جنکی نارضامندی سے اپیل کیا گیا ہے منسوخ کیجاوین اور نالش ڈسمس کیجاوے اور یہ ہدایت کیجائے کہ خرچہ فریقین عدالتہائے ماتحت مابین سالیسٹر و موکل کے ترکہ متوفی سے ادا کیا جائے خرچہ اپیل ہذا بھی اسی طرح ترکہ پر عاید ہو۔

اپیل منظور ہوا

سالیسٹر منجانب اپیلانٹ۔ مسٹر جے الیف واٹکنس۔

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ۔ بھیم لال ملک و مسٹران ٹی ایل ولسن وکمپنی۔

صیغہ اپیل دیوانی

۲۸ مئی ۱۸۹۵ء

باجلاس اگلیٹ صاحب جسٹس و اسٹیونس صاحب جسٹس

گوپی ناتھ باگدی وغیرہ (مدعیان) بنام **الیشور چندر باگدی وغیرہ** (مدعا علیہم)

حصہ داران ایکٹ مزارعان بنگال (نمبر ۸ سنہ ۱۸۸۵ء) دفعات ۱۷۱ و ۱۷۴ ـ ادائے زر ڈگری [illegible] ایک حصہ دار بغرض منسوخ کرانے نیلام کے ـ مطالبہ

مدعیان و مدعا علیہم کاشتکاران شریک بعض جوتوں کے تھے جو بعلت اجرائے ڈگری لگان [illegible] نیلام ہوئی تھین اور مدعیان نے زر [illegible] مشتری نیلام بموجب دفعہ ۱۷۴ ایکٹ مزارعان بنگال کے ادا کر کے نیلام منسوخ کرایا تھا ـ

یہ تجویز ہوئی کہ مدعیان کو ایسی رقم کے ادا سے کوئی [illegible] اپنے شریک کاشتکاران باقیدار کے حصوں پر حاصل نہیں ہوئی مقدمہ لکھیو رام [illegible] بنام ظفر حسین شاہ (۱) کی تقلید کی گئی ـ

مدعیان و مدعا علیہم کاشتکاران شریک دو جوتون کے تھے جو اونکے قبضہ مین اونکے تعلقہ دار جنکی کا نت دت کی طرف سے تھین جس نے ڈگری اوپر بابتہ لگان کے حاصل کی اور بعلت اجرائے اوسکے جوتونکے جنپر باقی تھی نیلام ہو گئین مدعیان نے بموجب احکام دفعہ ۱۷۴ ایکٹ مزارعان بنگال کے عدالت مین زر مطالبہ بہ ادائے زر ڈگری رقم مدعیہ بنابر ادائے مشتری نیلام کے داخل کی اور نیلام منسوخ کیا گیا نالش حال مدعیان نے واسطے دلایانے حصہ رسدی اور اس استقرار کے دائر کی کہ مدعیان کو مواخذہ اپنے باقیدار حصہ داران شریک کے حصوں پر بابت حصہ رسدی اوس رقم کے حاصل ہو گیا جو اونکی جانب سے مدعیان نے ادا کی تھی جج ماتحت بردوان نے (بہ بحالی فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کے) یہ تجویز کی کہ ادائے رقم مذکور کی وجہ سے جو مدعیان نے بغرض منسوخ کرانے نیلام کے ادا کی تھی مدعیان کو کوئی مواخذہ اپنے شرکا کے حصوں پر حاصل نہیں ہوا بنا ر[illegible] اس فیصلہ کے مدعیان نے یہ اپیل بحضور ہائیکورٹ دائر کیا ـ

اپیل [illegible] ڈگری صیغہ اپیل نمبر ۳۳۹ سنہ ۱۸۹۴ء [illegible] ڈگری بابو [illegible] چندر [illegible] ماتحت بردوان [illegible]

[illegible] ڈگری [illegible] منصف [illegible] مرافعہ اولی [illegible] ۱۸۹۳ء [illegible] (۱) انڈین

سنہ ۱۸۹۵ع گوپی ناتھ بنام لیتور چند

بابو بپن بہاری گہوس (خورد) منجانب اپیلانٹان۔ مدعیان نے کل رقم زرنقد جو منجانب [illegible] اونکے حصہ داران شریک اپنے مدعا علیہم کے واجب الادا تہی اسغرض سے اداکی کہ کاشتکاری لگان مین نیلام ہونے سے محفوظ رہے اس روپیہ کے ادا ہونے سے مدعا علیہم کو بڑا فایدہ پہونچا اگر یہ صورت نہوتی تو حقوق حصہ داران واقع جایداد معدوم ہو جاتے مین یہ حجت کرتا ہون کہ چونکہ اس روپیہ کا ادا کرنا حقوق حصہ داران کاشتکاری کے بچانے کے لئے ضروری تہا لہذا اسکی وجہ سے مدعیان کا مواخذہ حصہ ہر ایک مدعا علیہم بلقدر حصہ رسدی اوس رقم مالگزاری سے قایم ہوتا ہے جو منجانب ہر ایک مدعا علیہ مذکور کے واجب الادا تہی زرو [illegible] ایکٹ مزارعان بنگال کے وہ رقم حصہ رسدی جو منجانب مدعا علیہم کے واجب الادا ہے [illegible] متصور ہونی چاہئے جو بذریعہ رہن حصص مدعا علیہم واقع کاشت ہا [illegible] محفوظ کیا گیا ہو۔

بابو چندر چکرورتی منجانب رسپانڈنٹان۔ کوئی مواخذہ حصص حصہ داران پر نہین ہے اجلاس کامل نے مقدمہ کیشو رام داس بنام مظفر حسین شاہ (۱) مین یہ فیصلہ کیا ہے کہ کوئی عام قاعدہ [illegible] کا نہین ہے کہ اوس شخص کو جو حقیت مین استحقاق رکہتا ہو اور جسنے [illegible] کے ادا کیا ہو مواخذہ حقیت پر حاصل ہو جاتا ہے دفعہ ۱۷۱ متعلق نہین ہے کیونکہ وہ ادائے زر جو دفعہ مذکور مین بیان کیا گیا ہے ایسا ہے جو قبل نیلام کیا جائے اور نہ بعد نیلام کے جیسا کہ دفعہ ۱۷۴ مین [illegible] اسکے دفعہ [illegible] کی رو سے کوئی مواخذہ قایم نہین ہوتا ہے اور اسلئے [illegible] منشا ان قانون کا یہ نشا رہا کہ کوئی مواخذہ قایم نہو۔

تجویزات (پگٹ صاحب جسٹس و اسٹیونس صاحب جسٹس) کو پگٹ صاحب جسٹس نے صادر فرمایا۔

پگٹ صاحب جسٹس۔ نسبت اصول عام کے جسکی بناء پر ذیعلم وکیل اپیلانٹان نے حالات مقدمات ہمارے روبرو بیان کئے ہم خیال کرتے ہین کہ ہمپر مقدمہ کیشو رام اس بنام مظفر حسین شاہ (۱) کی پابندی لازم ہے جسکو ہم اصولاً اوس مقدمہ سے جو منجانب اپیلانٹان [illegible] نہین کر سکتے ہین اور ہم خیال کرتے کہ اوس خاص قسم کے ادائے زر کے

(۱) [illegible] رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۹

سنہ ۱۸۹۵ء
بانا شہ
مدعی
بنام
شو چندر بکری

لئے جو حسب دفعہ ۴۷ کیا جاتا ہے خود ایکٹ مذکور میں بہ تعلق دفعہ مذکور کوئی امر تجویز ہونا چاہئے تہا تاکہ ہم حجت اپیلانٹان کو بذریعہ قرار دینے اس امر کے منظور کر سکتے کہ علاوہ اونکے استحقاق دلاپانے حصہ رسدی کے ذات سے اونکو استحقاق قایم کرنے مواخذہ کا جایداد پر بہی جہان تک مخصوص اونکے کاشتکاران شریک کو تعلق ہے بابت اوس روپیہ کے حاصل ہے جو نالشیگان نے حسب احکام دفعہ مذکور ادا کیا ہو کوئی ایسی عبارت دفعہ مذکور مین نہیں ہے جس مین ایسا استحقاق یا حق شخص ادا کنندہ کا مدنظر ہو اور ہم یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم کوئی ایسا حکم جیسا کہ یہ ہے دفعہ ۴۷ مین اضافہ کرنا چاہئے۔

لہذا ہم اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔ اپیل ڈسمس کیا گیا

سنہ ۱۸۹۵ء
اپریل

باجلاس سر ڈبلیو کمر پیتہرم صاحب نائیٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

ابہے داسی (ڈگریدار) بنام پدمولوچن منڈل (مدیون ڈگری) بیکس و دیگر (سائل)

نیلام اجلت لقا یاے لگان۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۳۱۱ و ۶۲۲ درخواست منسوخ کرانے نیلام حقیت منجانب اوس شخص کے جسنے مدیون ڈگری سے قبل قرقی کے خریداری کی تہی۔ اپیل دوم۔ حکم متعلق منسوخی نیلام۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۲۔

وہ شخص جو خریدار ہوئے حقیت کا قبل قرقی کے مدیون ڈگری سے جسکے حقوق واقع حقیت بعلت اجرا ڈگری بقایا لگان خود حقیت مذکور کے نیلام ہوئے ہون مستحق ہے کہ درخواست حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض منسوخ کرانے نیلام کے گذرانے مقدمہ عصمت النساء بیگم بنام اشرف علی (۲) غیر کیا گیا۔

کوئی اپیل دوم بنا راضی حکم دفعہ ۳۱۲ و ۳۱۳ بابت مذکور متعلق منسوخی نیلام کے نہین ہو سکتا ہے [مقدمہ ناناکمار راے بنام غلام چند دے (۲) کی تقلید کی گئی] اور عدالت نے اندر حالات مذکور کے دست اندازی کرنے سے بموجب دفعہ ۶۲۲ انکار کیا۔

یہ اپیل ایک درخواست سے پیدا ہوا ہے جو منشتری حقیت مدیون ڈگری نے بغرض منسوخ کرانے نیلام حقیت کے حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے گذرانی تہی ایک شخص مسمی پدمولوچن منڈل نے حقیت ایک شخص دگمبر ڈوا کو مدیون ڈگری سے ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو خرید کی تہی زمینداری

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۸۹ (۲) ایضاً جلد ۱۸ صفحہ ۴۲۲۔

ابہے واسی بنام پیاسولوچن

۲۰ جون ۱۸۹۱ء کو ڈگری لگان بنام ڈگمبر ڈاکو مذکور کے حاصل کی اور بعلت اجرائے ڈگری مذکور کے ۱۸۹۱ سے تمام حقیت مدیونان ڈگری نیلام کرائی اور خود اوسنے ۲۷ نومبر ۱۸۹۳ء کو خرید کی ۸ جنوری کو پیاسولوچن منڈل نے درخواست بغرض منسوخ کرانے نیلام کے حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے گذرانی عدالت مرافعہ اولی نے نیلام منسوخ کیا اور بطریق اپیل کے صاحب جج ضلع نے حکم مذکور بحال رکھا۔

بنا راضی اس حکم کے ڈگریدار نے اپیل بحضور ہائیکورٹ دایر کیا۔

بابو نیل مادہب بوس و بابو ستیش چندر گہوس منجانب اپیلانٹ۔

بابو ہرنیدر نراین متر منجانب رسپانڈنٹ۔

بابو ہرنیدر نراین متر نے یہ عذر ابتدائی کیا کہ بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل دوم بنا راضی حکم منسوخی نیلام کے نہیں ہو سکتا ہے۔ دیکھو مقدمہ نانک رائے بنام غلام چندر دراس (۱)

بابو نیل مادہب بوس نے منجانب اپیلانٹ یہ حجت کی کہ بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور کے ڈگریدار مشتری ہے اور جس سے اپیل دوم ہو سکتا ہے بغرض اس امر کے کہ اپیل دوم نہو سکتا تو نہیں نے باستدلال مقدمہ اجلاس کامل عصمت النسا بیگم بنام اشرف علی (۲) کے یہ حجت بھی کی کہ چونکہ سائل نے مدیون ڈگری نہ خریداری کی ہے لہذا اوسکو منسوخ حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ کے عذر لیتے آئینیکا نہیں ہے اور اسلیے عدالت تحت کو کوئی اختیار اوسکی درخواست کی سماعت اور نیلام کے منسوخ کرنیکا حاصل نہیں ہے لہذا عدالت کو دست اندازی حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ مذکور کے کرنی چاہیے۔

بابو ہرنیدر نراین متر نے جوابدیا۔ مقدمہ عصمت النسا بیگم بنام اشرف علی (۲) کا درحقیقت اثر حیثیت سائل پر نہیں پہونچتا حقیت بعلت خود اسکی بقایاے لگان کے نیلام کی گئی ہے اور وہ مشتری کو کل مواخذہ جات سے مبرا حاصل ہوئی ہے (دیکھو دفعات ۵۹ و ۱۶۱ - ایکٹ مزارعان بنگال) لہذا جایداد سائل کی نیلام ہوگئی اور اوسکے استحقاق واقع اراضی پر قانوناً اثر ہوا مقدمہ پانی چندر سرکار بنام ہرچند رچودہری (۳) سے جسکا حوالہ گہوس صاحب جسٹس نے پسند کیے مقدمہ عبد الغنی بنام ڈن (۴) میں دیا اس دلیل کی تائید ہوتی ہے۔

تجویز عدالت (بتیہرم صاحب چیف جسٹس و بیوریلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

یہ اپیل دوم بنا راضی حکم منسوخی نیلام بعلت اجرائے ڈگری کے ہے۔

حکم زیر بحث کا حسب دفعہ ۳۱۲ مجموعہ مذکور کے صادر ہونا معلوم ہوتا ہے اور ایک عذر ابتدائی یہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۳ (۲) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۸ (۳) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۴۹۶

(۴) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۸۔

ہیبے واسی بنام [illegible]

پیش کیا گیا ہے کہ بموجب احکام فقرہ آخر دفعہ ۵۰۸ کے اپیل [illegible] مقدمہ [illegible] بنام غلام [illegible] میں منفصل کیا تھا [illegible] پہنچے یہ استدعا کی ہے کہ [illegible] بطور درخواست حسب دفعہ ۳۲۲ مجموعہ مذکور [illegible] کہ عدالت ہائے ماتحت کو اختیار [illegible] سائل ایک ایسا شخص نہیں [illegible] گذرانے کا مجاز ہو [illegible] بیگم بنام اشرف علی (۲) [illegible] ہے۔

واقعات مختصراً [illegible] بابت بقایاے لگان [illegible] ہوئی تھی ۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء کو مدیون ڈگری نے حقیت [illegible] سائل فروخت کی ۲۱ جولائی ۱۹۴۳ء کو درخواست منجانب ڈگریدار بغرض اجراء ڈگری گذری اور ۲۷ نومبر کو حقیت نیلام کی گئی اور [illegible] خرید کیا۔

چونکہ خود حقیت بعلت اجراے ڈگری خود واسی کے بقایاے لگان کے نیلام کی گئی تھی [illegible] یہ رائے ہے کہ مقدمہ اجلاس کامل عصمت النسا بیگم بنام اشرف علی (۲) جس پر استدلال کیا گیا ہے متعلق نہوگا۔ اور چونکہ جائیداد سائل نیلام ہو گئی لہذا وہ ایک ایسا شخص ہے جو درخواست منسوخ کرانے نیلام کے حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور گذرانے کا مستحق تھا مقدمہ بانی چند بنام سرکار بنام ہرچند رچودھری (۲) ملاحظہ طلب۔ اور جب کہ یہ صورت ہے تو عدالت ہائے ماتحت کو اختیار سماعت درخواست حسب دفعہ ۳۱۱ کے حاصل تھا۔ اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اپیلانٹ کو کسی داد رسی کا مستحق بربناے روئداد کے معلوم نہیں ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قریب ایک ماہ بعد اپنی خریداری کے سائل نے قبولیت بابت اس حقیت کے بحق اپیلانٹ و نیز ایک دستاویز قسط بندی بابت بقایا لگان کے تحریر کی اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ سائل نے بعد نیلام کے اپیلانٹ کو مبلغ [illegible] اول قسط تین سے جو فروری ۱۹۴۴ء میں واجب الادا تھی ادا کئے دستاویز قسطبندی میں کوئی تذکرہ ڈگری کا نہیں ہے مگر اس امر میں بابت کچھ شبہ ہو سکتا ہے کہ اس کا منشا [illegible] ستر کرنے کا تھا یہ روعدالتہا ماتحت نے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۲۲ (۲) [illegible] جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۹۔

یہ تجویز کی ہے کہ نیلام ایک نیلام فریبی تھا اور بلا علم سائل کے عمل میں آیا تھا اندرین حالات ہماری دانست میں کوئی وجہ ہماری دست اندازی کے لئے حسب دفعہ ۲۲ ہ کے نہین ہے۔

اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہے۔ اپیل ڈسمس کیا گیا

۸ جنوری ۱۸۹۵ء

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ناریس صاحب جسٹس و بیویلی صاحب جسٹس

دیوان سنگہ وغیرہ بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند ؎

تجویز ثبوت جرم۔ حکم سزا۔ اختیار عدالت دربارہ سزا بعد تجویز ثبوت جرم قتل عمد۔ رائے مجسٹریٹ سپرد کنندہ کا حوالہ سشن جج نے اپنی تجویز مین دیا۔

قانون مین کوئی اختیار تمیزی عدالت کو جو تجویز ثبوت کسی جرم کی صادر کرے اس بارہ مین نہین دیا گیا ہے کہ سزا جو اوس جرم کے لئے مجموعہ تعزیرات مین محکم ہے دے یا نہ دے جبکہ تجویز ثبوت جرم قتل عمد کیجاوے تو صرف وہ اختیار جسکی قانون مین عدالت کو اجازت ہے یہ تجویز کرنیکا ہے کہ اون دونون سزاؤن مین سے جو محکوم ہین بلحاظ حالات مقدمہ خاص کونسی سزا دیجانی چاہیئے۔

او سمقدمہ مین جسکا فیصلہ از روئے قانون سپرد صاحب سشن جج کے جب با ساتھ اسیسران کے اجلاس فرما ہون کیا گیا ہو تو اونکو لازم ہے کہ خود اپنی راے بلا شبہہ بعد اسیسران کے قایم کرین مگر بلا تعلق اوس راے کے جو مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے ظاہر کی ہو صاحب جج کا اپنی تجویز مین راے مجسٹریٹ سپرد کنندہ کا حوالہ دینا بالکل غیر متعلق و غلط تجویز ہوا۔

۱۰ جون ۱۸۹۴ء کی صبح کو گوپال پور ضلع گیا مین بلوہ وقوع مین آیا جسکے اثنا مین ایک شخص کالی سنگہ مارا گیا اور نیم و ہاری سنگہ وغیرہ زخمی ہوئے۔ کل اشخاص ملزمان یعنی (اول) دیوان سنگہ و (دوم) ناگ سنگہ و (سوم) بہیرون سنگہ نمبر ا و (چہارم) ہرنس سنگہ و (پنجم) حرکت سنگہ و (ششم) بہیرون سنگہ نمبر ۲ و (ہفتم) مادہو سنگہ و (ہشتم) الیشر سنگہ پر الزام ارتکاب جرایم حسب دفعہ ۱۴۸ و دفعہ ۳۰۲ بشمول دفعہ ۱۴۹ اور دفعہ ۳۲۶ بشمول دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات کے لگایا گیا تہا ان سب اشخاص کا بلوہ مین شریک ہونا خاطر خواہ ثابت ہو گیا اسیسران نے جملہ ملزمان کا اول الزام کی نسبت ملزم ہونا اور دیگر دو الزامات کی نسبت ملزم نہونا تجویز کیا کیونکہ اسیسران اونمین سے کسیکو بابت اون ضربات کے ماخوذ نہین کر سکتے تہے جو کالی سنگہ یا نیم و ہاری سنگہ کو پہونچائی گئی تہین مگر سشن جج نے کل ملزمان کا تینون الزامات کی نسبت

؎ اپیل فوجداری نمبر ۸۶۳ سنہ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم صادرہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۴ء مسٹر ...صاحب قایم مقام سشن جج گیا مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۴ء

سنہ ۱۸۹۵ء
دیوان سنگھ بنام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

ملزم ہونا تجویز کیا مگر چونکہ اونہون نے یہ تجویز کی کہ اون مین سے صرف بعض ملزمان یعنی دیوان سنگھ و بہیرون سنگھ نمبر ۱ و حرکت سنگھ بلا توسط باعث ہلاکت کالی سنگھ کے ہوئے تہے لہذا حاکم موصوف نے صرف ان اشخاص کی نسبت حکم حبس دوام بعبور دریائے شور حسب دفعہ ۳۰۲ بشمول دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات کے صادر کیا اور کوئی حکم سزا نامبردگان پر نسبت دیگر الزامات کے صادر نہین کیا اسی طرح صاحب سشن جج نے یہ تجویز کی کہ ملزمان مین سے چند دیگر اشخاص یعنے ہربنس سنگھ و بہیرون سنگھ نمبر ۲ و البشر سنگھ ضرر شدید نیدہاری سنگھ کو پہونچانے کے صریحاً مجرم تہے اور اونکی نسبت سات سال قید سخت کی سزا کا حکم حسب دفعہ ۳۲۶ بشمول دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات کے اور تین سال کا علاوہ اوسکے حسب دفعہ ۱۴۸ صادر کیا مگر کوئی حکم اونکی نسبت حسب دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات کے صادر نہین کیا دیگر دو ملزمان یعنے ناگ سنگھ و مادہو سنگھ کی نسبت صرف تین سال کی قید سخت کا حکم حسب دفعہ ۱۴۸ کے دیا مگر کوئی حکم سزا نسبت اونکے بابت دیگر دو الزامات کے صادر نہین کیا جملہ ملزمان نے اپیل بحضور ہائیکورٹ دائر کیا۔

مسٹر سی پی ہل و بابو اتلیا چرن بوس منجانب اپیلانٹان حاضر ہوئے۔

جونیر وکیل سرکار (بابو رام چرن متر) منجانب سرکار حاضر ہوئے۔

دلائل متعلقہ روئداد مقدمہ واسطے اغراض اس رپورٹ کے غیر ضروری ہین۔

تجویز ہائیکورٹ (نارس صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

اس مقدمہ مین آٹھہ اشخاص یعنے (اول) دیوان سنگھ و (دوم) ناگ سنگھ و (سوم) بہیرون سنگھ نمبر ۱ ساکن گوتہنی و (چہارم) ہربنس سنگھ و (پنجم) حرکت سنگھ و (ششم) بہیرون سنگھ نمبر ۲ ساکن کنسرا و (ہفتم) مادہو سنگھ و (ہشتم) البشر سنگھ کی نسبت تجویز ثبوت جرم شرکت بلوہ کی گئی ہے جس مین ایک شخص کالی سنگھ مارا گیا تہا اور نیدہاری سنگھ و چند دیگر اشخاص زخمی ہوئے تہے جملہ ملزمان پر الزام ارتکاب جرایم (اول) حسب دفعہ ۱۴۸ و (دوم) حسب دفعہ $\frac{302}{149}$ و (سوم) حسب دفعہ $\frac{326}{149}$ کے لگایا گیا تہا الزام قتل عمد بوجہ وفات کالی سنگھ کے اور الزام ضرر شدید کا جو نیدہاری سنگھ کو پہونچایا گیا تہا اسیسران نے جملہ ملزمان کا الزام اول کی بابت ملزم ہونا مگر دیگر دو الزامات کی بابت ملزم نہونا تجویز کیا کیونکہ اسیسران اوتمین سے کسیکو بابت اون ضربات کے جو کالی سنگھ یا نیدہاری سنگھ کو پہونچائی گئی ماخوذ نہین کر سکتے تہے بخلاف اسکے صاحب سشن جج نے کل ملزمان کا تینون الزامات کی بابت ملزم ہونا تجویز کیا ہے مگر چونکہ حاکم

۱۸۹۵ع
دیوان سنگھ
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

موصوف نے یہ تجویز کی ہے کہ ملزمان میں سے صرف بعض اشخاص یعنے دیوان سنگھ و بھیرون سنگھ نمبر ۱ و حرکت سنگھ بلا توسط باعث ہلاکت کالی سنگھ کے ہوئے لہذا حاکم موصوف نے صرف ملزمان مذکور کی نسبت حبس دوام بعبور دریائے شور حسب دفعہ ۳۰۲/۱۴۹ کے صادر کیا اور کوئی حکم اونکی نسبت بابت دیگر الزامات کے صادر نہیں کیا اسی طرح حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ ملزمان میں سے چند دیگر اشخاص یعنے ہرنہال سنگھ و بھیرون سنگھ نمبر ۲ و البیر سنگھ نے بلا توسط ضرر شدید بدنیہ ہاری سنگھ کو پہونچایا لہذا اونہوں نے ملزمان مذکور کی نسبت سات سال کی قید سخت کا حکم حسب دفعہ ۳۲۵/۱۴۹ یا حسب دفعہ ۳۲۶/۱۴۹ کے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ بموجب کن دفعات کے) اور تین سال کا علاوہ اسکے بموجب دفعہ ۱۴۸ کے صادر کیا مگر اونہوں نے کوئی حکم سزا اونکی نسبت بموجب دفعہ ۳۰۲/۱۴۹ کے صادر نہیں کیا دیگر دو ملزمان یعنے تاگ سنگھ و مادھو سنگھ کو اونہوں نے صرف تین سال قید سخت کا حکم حسب دفعہ ۱۴۸ کے دیا اور کوئی حکم سزا اونکی نسبت بابت دیگر الزامات کے نہیں دیا نتیجہ یہ ہے کہ نسبت دو ملزمان کے سشن جج نے حکم سزا صرف حسب دفعہ ۱۴۸ کے دیا اگرچہ حاکم موصوف نے اونکا ملزم سنگین تر جرایم کا ہونا حسب دفعات ۳۰۲/۱۴۹ و ۳۲۶/۱۴۹ کے تجویز کیا اور نسبت دیگر تین اشخاص کے اونہوں نے کوئی حکم سزا حسب دفعہ ۳۰۲/۱۴۹ کے صادر نہیں کیا اگرچہ اونہوں نے نامبردگان کا ملزم قتل عمد حسب دفعہ مذکور ہونا تجویز کیا۔

[حکام مرافعہ نے بعد غور کرنے کے واقعات مقدمہ ہذا اور مادھو سنگھ ملزم نمبر ۵ کو بری کرنے کے اس بنا پر کہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ وہ بلوہ میں مستعدی سے شریک ہوا حسب ذیل فرمایا]

دوسری بحث یہ ہے کہ باقی ملزمان کن جرایم کے مرتکب ہوئے اور کیا احکام سزا بابت نسبت اونکے صادر ہونے چاہئیں صاحب جج نے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ تجویز کی ہے کہ بروئے دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات کے جملہ ملزمان قتل عمد اور بالارادہ ضرر شدید پہونچانے کے اور نیز جرم صغیر یعنے سلاح مہلک سے مسلح ہو کر بلوہ کرنے کے مجرم ہیں۔

بحث حکم سزا کی نسبت حسب ذیل سشن جج صاحب نے تحریر کیا ہے ایک حال کے مقدمہ میں جو میں نے سشن میں فیصلہ کیا میں نے بتقلید فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ نیلمنی پودر بنام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند (۱) یہ تجویز کی تھی کہ میں اون اشخاص کی نسبت بتجویز ثبوت جرم صادر نہیں کر سکتا جو فی الواقع اون جرایم کے مرتکب نہیں ہوئے تھے جنکا الزام حسب دفعہ ۱۴۹ کے علاوہ اس جرم کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۲۔

سنہ ۱۸۹۵ء
دیوان سنگھ
بنام
ملکہ معظمہ قیصر ہند

لگایا گیا تہا جو حسب دفعہ ۱۴۸ قایم کیا گیا تہا مگر حکام عالیمقام یعنے جنہم صاحب چیف جسٹس و ہیورلی صاحب جسٹس نے مجکو یہ بتلایا کہ بموجب نظیر مذکور کے تجویز ثبوت جرم خلاف قانون قرار نہین دیگئی تہی بلکہ حکم سزا سے جداگانہ خلاف قانون قرار دیا گیا تہا مجکو اب معلوم ہوتا ہے کہ میری راے تجویز سابق مین غلط تہی لیکن ایک بڑی اور بہت بہاری دقت اس مقدمہ مین پیش آتی ہے جسکے لئے جہانتک کہ مین جانتا ہون کوئی فیصلہ مستند نہین ہوا ہے وہ دقت یہ ہے کہ جبکہ عدالت پر یہ لازم ہو کہ اگر وہ بلوہ کرنیوالون کو سزا حسب دفعہ ۳۰۲ بشمول دفعہ ۱۴۹ کے دے تو حکم سزا بدرجہ اقل جو وہ بموجب دفعہ مذکور کے صادر کرسکتی ہے حبس دوام بعبور دریائے شور ہو کیا عدالت کو یہ اختیار ہے کہ تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا نسبت اول الزام کے صادر کرے دوسرے الزامات کی بابت کسی حکم سزا کے صادر کرنے سے انکار کرے جس طور پر کہ مین نظیر مقدمہ نیل منی پودر بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) کی تعبیر کرتا ہون عدالت یا تو حکم سزا حسب دفعہ ۱۴۸ یا حسب دفعہ ۱۴۹ بشمول کسی دیگر دفعہ کے صادر کرسکتی ہے مگر نہ بموجب دونون دفعہ کے بجز اسکے کہ ملزم بذات خاص مرتکب کسی فعل مزید کا ہوا ہو جسکا الزام حسب دفعہ ۱۴۹ لگایا گیا ہو لہذا کیا مجکو یہ اختیار ہے کہ حسب دفعہ ۱۴۸ حکم سزا صادر کرون اور سب سے کم سزا محکومہ دفعہ ۳۰۲ کو نظر انداز کرون مین بہت پس وپیش سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ مین یہ اختیار اون ملزمان کی صورت مین رکہتا ہون جنپر خاص جرم قتل عمد کا ثابت نہین کیا گیا ہے مین اسیسران کے ساتہہ اتفاق کرتا ہون کہ اس مقدمہ مین ارتکاب ہر دو جرایم قتل عمد و ضرر شدید کا مسلح بہ سلاح مہلک ہوکر بتابید غرض مشترک مجمع خلاف قانون کے کیا گیا تہا اور اس لئے مجکو لازم ہے کہ کل ملزمان کی نسبت جنپر جرم حسب دفعہ ۱۴۸ ثابت ہوا ہے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۰۲ بشمول دفعہ ۱۴۹ و نیز حسب دفعہ ۳۲۶ بشمول دفعہ ۱۴۹ کے کرون بطریق معمولی اگر ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم میرے روبرو حسب دفعات ۱۴۸ و ۳۲۶ بشمول دفعہ ۱۴۹ کے کیجاتی تو مین جو سزا ضروری ہوتی فقط سنگین جرم کی بابت دیتا بشرطیکہ سزا جو اوسکے لئے محکوم ہے میری راے مین کافی ہوتی مگر اس مقدمہ مین یہ نہایت مناسب خیال کرتا ہون کہ احکام سزا جداگانہ اوس اشخاص کی نسبت صادر کئے جاوین جو ضرر شدید ہتہیار دہاری سنگ کے پہونچانے مین ماخوذ ہین تاکہ دقت حکم سزا فقط حسب دفعہ ۳۲۶ اون اشخاص کی نسبت صادر کرنے مین واقع نہو جنکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۰۲ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۲۔

کی گئی ہے لہذا ہمین بہیرون سنگہ کو تہتی و مرکت سنگہ و دیوان سنگہ کو سزا فقط حسب دفعہ ۳۰۲ کے دینگے کیونکہ انکو ہر دو دفعات ۱۴۸ و ۳۰۲ کے بموجب سزا دینا فضول ہوگا ہرنیم سنگہ و بہیرون سنگہ نمبر ۲ و ہیرا سنگہ کو سزا بموجب ہر دو دفعات ۱۴۸ و ۳۲۵ بشمول دفعہ ۱۴۹ و ماد ہو سنگہ و تاگ سنگہ کو صرف بموجب دفعہ ۱۴۸ کے دیجاویگی چونکہ قابل افسوس ہلاکت کالی سنگہ کو کلیتہً بلا پیشتر سے سوچے ہوئے واقع ہوئی اور وہ اشخاص جنہون نے اوسکے اوپر حملہ کیا فی الواقع بہ نسبت اون اشخاص کے زیادہ مجرم نہین ہین جو غالباً باعث ہلاکت نیمدباری کے ہوتے لہذا ہمین کم سے کم حکم سزا صادر کرونگا جسکے صادر کرنے کا اختیار ہمکو قانوناً حسب دفعہ ۳۰۲ کے دیا گیا ہے اور حکم سزاے انتہائی حسب دفعات ۱۴۸ و ۳۲۵ بشمول دفعہ ۱۴۹ اون اشخاص کی نسبت جو حملہ نیمدباری سنگہ مین شریک تہے صادر کرونگا۔ کیونکہ یہ صاف طور پر ثابت نہین ہے کہ ان اشخاص نے سواے لاٹہیون کے کسی دوسرے آلہ کا استعمال کیا تہا صرف دیگر دو اشخاص کو سزاے انتہائی حسب دفعہ ۱۴۸ کے دیجا سکتی ہے۔

ہماری یہ راے ہے کہ صاحب سشن جج نے بہت بڑی غلطی اپنی تجویز کے اس فقرہ مین کی ہے چونکہ اونہون نے جملہ ملزمان کا حسب دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات کے مجرم ہونا تجویز کیا ہے لہذا حاکم موصوف پر قانوناً لازم تہا کہ حکم سزا جرم مذکور کی بابت نامبردگان کی نسبت صادر کرتے دفعہ ۳۰۲ مین یہ حکم ہے کہ "اوس شخص کو جو مرتکب قتل عمد کا ہوگا سزاے موت یا حبس دوام بعبور دریاے شور کی دیجاویگی اور وہ مستوجب جرمانہ کا بہی ہوگا" اور قانون مین کوئی حکم نہین ہے جسکی رو سے عدالت کو ایسا اختیار دیا گیا ہو کہ وہ حکم سزا محکومہ مجموعہ مذکور کے صادر کرنے سے باز رہے۔ لہذا اگر وہ جرم جسکے وہ مرتکب بیلا نشان ہوئے قتل عمد ہے تو اونکو کوئی حکم سزا منجملہ اون سزاؤن کے جنکا حکم دفعہ ۳۰۲ مین ہے دیا جانا چاہیئے یہ حجت نہین کیجا سکتی ہے کہ قانون کی رو سے اختیار تمیزی عدالت صادر کنندہ تجویز ثبوت جرم مذکور کو اوس سزا کے دینے یا نہ دینے کا جو اوسمین اوسکی بابت محکوم ہے دیا گیا ہے صرف وہ اختیار جسکی اجازت قانوناً عدالت کو ہے یہ تجویز کرنیکا ہے کہ دونون سزاؤن مین سے جو محکوم ہین کونسی سزا بلحاظ حالات خاص مقدمہ کے دینی چاہیئے لہذا اس مقدمہ حال مین اگر ہماری یہ راے ہوتی کہ تجویز سشن جج کی بحال رکہی جا سکتی ہے اور جملہ ملزمان قتل عمد کے مجرم ہین تو بموجب احکام دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اون ملزمان کو جنکی نسبت کوئی حکم سزا بابت جرم مذکور کے صادر نہین کیا گیا ہے یہ ہدایت کرنا ہمپر لازم ہوتا کہ وجہ اس امر کی ظاہر کرین کہ اونکو سزا اوس جرم کی بابت کیون نہ دیجاے۔

۱۹۰۵ء دیوان سنگھ بنام قیصرہ ہند

لہذا یہ ضرور ہے کہ تفصیل کے ساتھہ اون واقعات اور حالات پر غور کیا جائے جنپر صاحب جج نے تجویز مذکور کی ہے۔

بوقت تجویز کرنے اسمعاملہ کے صاحب جج نے حسب ذیل تحریر کیا ہے اب یہ بحث ہے کہ آیا وہ افعال جسکا نتیجہ ہلاکت کالی سنگھ کی ہوئی قتل عمد کی حد تک پہونچتے ہین یا نہین اسیسران و مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے یہ تجویز کی ہے کہ افعال مذکور اس حد تک پہونچتے ہین اور حاکم آخر الذکر نے قوی وجوہ اپنی تجویز کے بیان کئے ہین بلاشک کالی سنگھ متوفی پر حملہ کا ارادہ پیشتر سے کیا گیا تھا گو مین یہ نہین خیال کرتا کہ بلوہ کنندگان کا ابتدا ً منشا رنامبردہ کے قتل کرنے کا تھا بلاشک حملہ بہ نیت پہونچانے ضرر جسمانی کالی سنگھ کے کیا گیا تھا اور ضرر جسمانی جسکے پہونچانے کی نیت تھی (جیسا کہ جنٹ مجسٹریٹ نے بیان کیا ہے) ایسا ضرر متصور ہونا چاہیئے جو پہونچایا گیا ہے کیونکہ بلوہ کرنیوالون نے گڑاسے اور لاٹھیان تشدد قاتلانہ کے ساتھہ سر اور جسم اور اعضا کالی سنگھ پر بلا کسی قسم کی احتیاط یا روک کے استعمال کئے ہین یہ ضرر جسمانی جیسا کہ سول سرجن نے ظاہر کیا ہے معمولی طور پر ہلاکت کے لئے کافی تھا اور اسلئے مجہپر بموجب احکام دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے لازم ہے کہ کل بلوہ کرنے والون کو مجرم قتل کا تجویز کرون۔"

اول ہمکو یہ بیان کرنا چاہیئے کہ صاحب جج نے جو ذکر رائے مجسٹریٹ سپرد کنندہ کا کیا ہے وہ بالکل غیر متعلق ہے اور اوسکا ذکر اونکی تجویز مین بالکل نہونا چاہیئے فیصلہ مقدمہ کا قانوناً سپرد صاحب سشن جج کے بمدد اسیسران کے ہے اور صاحب جج کو اپنی خاص رائے اوسکی بابتہ بلا شبہہ بمدد اسیسران لیکن بلا تعلق کسی اظہار رائے مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے قایم کرنی چاہیئے کوئی شبہہ نہین ہے کہ صاحب جج نے اپنی خاص رائے معاملہ مین قایم کی ہے اور وہ اوسکو صرف بذریعہ حوالہ رائے مجسٹریٹ کے مضبوط کرنا چاہتے ہین مگر ایسا حوالہ نہ صرف بے موقع ہے بلکہ بیجا ہے کیونکہ مجسٹریٹ بوقت تجویز موجود نہ تھا اور اوسنے جو کچھہ کہ گواہان نے عدالت سشن مین کہا نہین سنا اور اوسکو کوئی اختیار کسی قسم کا معاملہ کی نسبت فیصلہ کرنیکا حاصل نہ تھا۔

اوس فقرہ مین جو ابہی نقل کیا گیا ہے صاحب جج نے یہ تجویز کی ہے کہ اگرچہ حملہ کا ارادہ پیشتر سے کیا گیا تھا تاہم بلوہ کرنے والون کا منشا رکالی سنگھ کے قتل کرنے کا نہ تھا مگر چونکہ اونکا منشا اوسکو ایسے ضرر جسمانی پہونچانے کا تھا جو معمولی طریقہ خلقت مین باعث ہلاکت ہونیکے لئے کافی تھا لہذا وے مجرم قتل عمد کے ہین فقرہ مابعد مین حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا ہے کہ قابل افسوس

ہلاکت کالی سنگہ کی جو بلا پیشتر سے سوچے ہوئے واقع ہوئی اور وہ اشخاص جنہوں نے اوسکے اوپر حملہ کیا فی الواقع بہ نسبت اون اشخاص کے زیادہ مجرم نہیں ہین جو غالباً باعث ہلاکت نیم دہاری کے ہوئے تہے۔

جیساکہ ہم بیان کر چکے ہین واضح ہو کہ اس مقدمہ مین صرف ایک بیان ہمارے روبرو ہے اور وہ بیان منجانب مستغیث ہے اور ملزمان نے کوئی دوسری صورت واقعات کے پیش کرنے کی کوشش نہین کی اونمین سے اکثر اشخاص کی جوابدہی عدم موجودگی کی ہے جسکے ثابت کرنے سے وے قاصر رہے ہین لہذا ہمکو وہ بیان منظور کرنا چاہئے جو منجانب مستغیث کیا گیا ہے اور بموجب اس بیان کے ملزمان کا ایک گروہ کثیر جو لاٹہیون وگنڈاسون سے مسلح تہا جبراً قبضہ اوس اراضی کے لینے کو گیا جو اوسوقت تک نیم دہاری سنگہ کے قبضہ مین تہی کالی سنگہ برادر نیم دہاری سنگہ کا تہا اور ایک چہوٹے قطعہ اراضی مین جسمین فصل ملکر تہی استحقاق رکہتا تہا نامبردگان و دیگر اونکے رشتہ داران اون اشخاص کو سمجہانے کے لئے گئے جو اوس اراضی مین قلبہ رانی کر رہے تہے اونکا بیان ہے کہ وے خاموش چلے گئے اور یہ ثابت نہین ہے کہ وے مسلح تہے یا اونہون نے کسی جبر کا استعمال کیا یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ منجانب ملزمان کے کسی شخص کو کسی طریقہ سے ضرر پہونچا برخلاف اسکے ملزمان نے بیرحمی کے ساتہہ تشدد کیا یعنے اونمین سے متعدد اشخاص نے کالی سنگہ پر حملہ کیا اور اسکو مار کر ہلاک کیا شہادت ڈاکٹری کا خلاصہ صاحب جج نے اس طور پر بیان کیا ہے۔

"شہادت ڈاکٹری سے ظاہر ہے کہ کالی سنگہ کی ہلاکت بباعث پہونچنے اوس صدمہ کے ہوئی جو نہایت تشدد کے ساتہہ پہونچایا گیا نامبردہ کے بہت سے زخم خوفناک تہے اور بائین کنپٹی کی ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ گئی تہی اور دماغ پر جون جمع تہا گو سول سرجن نہین بیان کہہ سکتے کہ ان متعدد ضربون مین سے جو باہر نمودار تہین کس ضرب کیوجہ سے یہ صدمہ مہلک ظہور مین آئین علاوہ اسکے بائین ران کی ہڈی اور بائین طرف کی پانچوین پسلی اور ساعد دہنے کی ہڈی نیچے ٹوٹی ہوئی ملی تہی منجملہ زخمون کے دو زخم ایک بائین کان کے پیچہے اور ایک کاری زخم بائین بازو کے اوپر کے حصہ پر غالباً برچہی سے کئے گئے تہے کیونکہ ظاہراً اول صورت مین برچہی کی دہار کا استعمال کیا گیا تہا اور دوسری مین نوک کا میڈ ڈاکٹر مسٹر ہیکر کی شہادت نسبت وجہ ہلاکت کے بعبارت ذیل ہے: "میری رائے مین ہلاکت صدمہ اون متعدد ضربات سے ہوئی جو بظاہر بہت سختی سے لگائی گئین اسکی تخصیص کرنا مشکل ہے کیونکہ اوسکے سر پر بہت زیادہ ضربات تہین" اس شہادت سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ کالی سنگہ کو متعدد اشخاص نے مار کر

سنہ ۱۸۹۵ء
دیوان سنگھ
بنام
قیصرۂ ہند

ہلاک کیا جو اُٹھیو وگرامانون سے مسلح تھے جنکا استعمال اونکے سر و دیگر حصص اونکے جسم پر بلا کسی روک کے کیا گیا اور ہم سشن جج کی رائے سے بالکل اتفاق کرتے ہین کہ اون اشخاص کو جو ضرب پہونچانے مین شریک تھے ضرور یہ علم ہوگا کہ ہلاکت ایک نتیجہ قرین قیاس تھے اور یہ جرم قتل عمد کا ہے ہم یہ بھی خیال کرتے ہین کہ ہر ایک شخص اوس مجمع خلاف قانون کو جو بغرض قبضہ لینے اراضی کے و جبراً رفع کرنے مقابلہ کے (جو کیا جائے) اکٹھا تھا ضرور یہ علم ہوگا کہ قتل عمد کے ارتکاب کا احتمال ہے اور اسلئے بروئے احکام دفعہ ۱۴۹ مجموعۂ تعزیرات کے ہر ایک شخص مجرم قتل عمد کا ہے اس مضمون کے بہت سے مقدمات مندرج رپورٹ ہین اور ہم اس مقدمہ مین کوئی ایسا امر نہین دیکھتے ہین جسکی وجہ سے مقدمہ منشار دفعہ مذکور سے خارج ہو جاتے برخلاف اسکے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ حال ایک مقدمہ بدترین ہے جو ہمارے روبرو آیا ہے اور کوئی وجہ کسی قسم کی نہین ہے کہ اصول نظیرات مذکور کی کیون نہ تقلید کیجائے۔

چنانچہ ہم اپیل جملہ ملزمان کو (بجز مادھو سنگھ جسکو ہمنے بری کیا ہے) ڈسمس کرتے ہین ہم حکم سزاے حبس دوام بعبور دریاے شور کو جو دیوان سنگھ و بھیرون سنگھ نمبر ۱ و حرک سنگھ کی نسبت صادر کیا گیا ہے بحال رکھتے ہین اور ہم ہدایت کرتے ہین کہ اطلاع نامہ ملزمان ہرنام سنگھ و بھیرون سنگھ نمبر ۲ و الیشر سنگھ و ناگ سنگھ پر تعمیل کیا جاوے کہ وے وجہ اس امر کی ظاہر کرین کہ اونکو کیون سزاے جرم قتل عمد کی نہ دیجائے جسکے نامبردگان مرتکب تجویز کیے گئے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

۴ جون ۱۸۹۵ء

باجلاس سر ڈبلو کومر پیتھرم صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

چندر ناتھ دے ویک کس دیگر (مدیونان ڈگری) بنام ہردا سندری گھوس (ڈگریدار) ✝

اجرائے ڈگری - ایکٹ انتقال جایداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۹۹ و ۶۷ - درخواست بغرض قرقی و نیلام جایداد مرہونہ بعلت اجرائے ایک ڈگری کے جو مطابق ایکٹ انتقال جایداد حاصل نہیں کی گئی گو نالش بعد صدور ایکٹ مذکور کے دایر کی گئی -

ایک مرتہن نے ڈگری بتاریخ ۱۵ فروری سنہ ۱۸۸۳ء بربنائے ایک رہن نامہ مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۷۹ء کر حاصل کی - ڈگری مذکور مین محض یہ شرط تھی کہ مدعی کو زر متدعویہ دلایا جاوے اور یہ کہ جایداد مرہونہ متوجب ادائے قرضہ کی ہے ڈگریدار نے بعلت اجرائے ڈگری مذکور ایک جایداد منجملہ جایداد ہائے مرہونہ کے نیلام کرائی اور بعد ازان ڈگری منتقل کی اور منتقل الیہ نے بتاریخ ۱۰ - اگست ۱۸۹۲ء بغرض اجرائے ڈگری بذریعہ قرقی و نیلام دیگر جایداد ہائے مرہونہ کے درخواست کی -

برطبق مدیونان ڈگری کے تجویز ہوئی کہ دفعہ ۹۹ - ایکٹ انتقال جایداد مقدمہ مذکور سے متعلق ہی اور یہ کہ جایداد مرہونہ بجز اسکے نیلام نہیں ہوسکتی تہی کہ نالش حسب دفعہ ۶۷ - ایکٹ مذکور دایر کیجائے اور ضابطہ مندرجہ ایکٹ انتقال جایداد پر عمل کیا جائے - لیکن جایداد مذکور قرق ہوسکتی تہی کیونکہ دفعہ ۹۹ مین کوئی امر مانع ایسی قرقی کا نہین ہے -

اپیل ہذا ایک درخواست سے پیدا ہوا جو منجانب منتقل الیہ ڈگریدار کے بغرض اجرائے ڈگری بذریعہ قرقی نیلام ایک جایداد منجملہ جایداد ہائے مرہونہ کے پیش ہوئی تہی چندر ناتھ دے اور ایک شخص دیگر نے ایک رہن نامہ بحق ایک شخص ہریش چندر شاہا کے بتاریخ ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۷۹ء تحریر کیا - جایداد نمبری ۵ معہ جایداد ہائے دیگر رہننامہ مین مندرج تہی اور گو وہ اسوقت بقبضہ ایک مسماۃ ہرن منی داسی کے تہی لیکن بعد ازان مدیونان ڈگری [illegible] جایداد مذکور حاصل کی ہریش چندر شاہا نے ایک نالش بتاریخ ۱۱ - جنوری سنہ ۱۸۸۳ء دایر کی اور بتاریخ ۱۳ - فروری سنہ ۱۸۸۳ء ایک ڈگری یکطرفہ حاصل کی جو مضمون ذیل کی تہی -

✝ اپیل از احکام [illegible] نمبر ۔۔ سنہ ۱۸۹۴ء معہ مقدمہ ۔۔ الیف ایچ ہارڈنگ صاحب جج ضلع ۔۔ مورخہ ۲۴ - اپریل سنہ ۱۸۹۴ء منسوخی حکم بابو جگر دہر پرشاد جج ماتحت ضلع مذکور مورخہ ۱۷ - اگست سنہ ۱۸۹۳ء

سنہ ۱۸۹۵ء
چندر وناتھ دے
بنام
سندری بوس

"نالش یکطرفہ ڈگری کیجاتی ہے - مدعی رقم متدعویہ اور خرچہ نالش معہ سود بحساب ۶ فیصدی سالانہ تاروز وصول دلاپانے اور جائیداد مرہونہ مستدعیہ ادائے قرضہ کی رہنے اور مدعیکو سود دلایا جائے" - ہریش چندر شاہ ڈگریدار نے بعد وصول کرنے ایک جزو رقم ڈگری شدہ کے بذریعہ نیلام خود جائیداد مرہونہ کے ڈگری مذکور کو بنام ایک شخص بردداسندری گہوس کے منتقل کیا جنے بتاریخ ۱۰ اگست ۱۸۹۱ع بغرض اجرائے ڈگری مذکور بذریعہ قرقی و نیلام جائیداد نمبری ۸ کے درخواست کی - مدیون ڈگری نے نسبت اجرائے کے اس بنا پر اعتراض کیا کہ چونکہ حسب ایکٹ انتقال جائیداد کوئی ڈگری صادر نہیں ہوئی لہذا جائیداد قرقی اور نیلام نہیں ہوسکتی - عدالت مرافعہ اولی نے اعتراض مدیون ڈگری کا منظور کیا اور یہ قرار دیا کہ جائیداد مذکور قرق اور نیلام نہیں ہوسکتی کیونکہ دفعہ ۹۹ - ایکٹ انتقال جائیداد مقدمہ مذکور سے متعلق ہے - برطبق اپیل صاحب جج ضلع نے اعتراض مدیون ڈگری کو بایں تجویز نامنظور کیا کہ دفعہ ۹۹ متعلق نہیں ہے اور اجرائے ڈگری مذکور کا منظور کیا - بناراضی حکم مذکور مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا -

مسٹر سی پی ہل و بابو جوگیش چندر رائے منجانب اپیلانٹان -

بابو سری ناتھ داس و بابو گوبند چندر داس منجانب رسپانڈنٹ -

مسٹر ہل نے منجانب اپیلانٹان یہ حجت کی کہ اس صورت میں نالش بعد نافذ ہونے ایکٹ انتقال جائیداد کے دائر کی گئی اور ڈگری حاصل کی گئی - ڈگری مطابق احکام ایکٹ مذکور کے نہ تھی - اوسمین کوئی حکم واسطے نیلام کے نہ تھا - اوسمین صرف یہ ہدایت تھی کہ جائیداد مرہونہ ذمہ دار قرضہ کی رہے - ڈگریدار بغیر حاصل کرنے حکم نیلام حسب ایکٹ انتقال جائیداد کے ڈگری مذکور جاری نہیں کراسکتا ہے صاحب جج ضلع نے محض یہ تحریر کیا ہے کہ دفعہ ۹۹ - ایکٹ انتقال جائیداد میں یہ حکم ہے کہ ایکٹ مذکور کسی حق یا ذمہ داری میں جو بوجہ کسی تعلق قانونی کے قبل اوسکے نافذ ہونیکے پیدا ہوئی ہو یا کسی چارہ کار کے نسبت کسی حق یا ذمہ داری کے مخل ہوگا - لیکن جب صورت میں کوئی نالش بعد تاریخ ایکٹ انتقال جائیداد بغرض بیعیات یا نیلام جب کسی رہن نامہ ہوا قبل تاریخ ایکٹ مذکور کے دائر کی گئی ہو تو ضابطہ جس کی متابعت کیجائیگی وہ ہے جو ایکٹ انتقال جائیداد میں مندرج ہے کیونکہ ضابطہ آئین ہفتم ۱۸۸۲ع ایکٹ انتقال جائیداد کی دفعہ ۲ ضمن (ج) سے مستثنی نہیں کیا گیا - دیکھو مقدمہ بہو بو سندری دیبی بنام راکھل چندر بوس (۱) اثنائے بحث میں مقدمات

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۸۳

چندنقہ دری بنام بسنت ری گھوس

ذیل کا حوالہ دیا گیا - اکرام سنگہ بنام انتظام علی (۱) دکاویری بنام انتہایا (۲) سبتہو وائین بنام سبتو سبامی (۳) ووریگیا بنام انتہا (۴) دیجیا ناتہہ پرشاد نرائین سنگہ بنام مہیشوری پرشاد نرائین سنگہ (۵) رامیش چندر داس بنام چین عظیم اوجہا (۶) وحاذب لال شا چودہری بنام مادہب لال شا چودہری (۷)

بابو سری ناتہہ داس منجانب رسپانڈنٹ خاص بحث یہ ہے کہ آیا از روئے دفعہ ۹۹ - ایکٹ انتقال جایداد ڈگریدار اپنی ڈگری جاری کرانے سے ممنوع ہے یا نہیں - یہ عرض کیا جاتا ہے کہ دفعہ ۹۹ مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے کیونکہ ڈگریدار کوئی جایداد منجملہ جایداد مرہونہ کے (جسکو صحیح طور پر جایداد مرہونہ کہہ سکتے ہین) نیلام کرانا نہین چاہتا ہے - اور رہن نامہ قبل نافذ ہونے ایکٹ انتقال جایداد کے تحریر کیا گیا - اگر ڈگری مذکور فی الواقع ایک ڈگری زر نقد فرض کیجائے تو کوئی دقت پیدا نہین ہوسکتی - ڈگریدار بمقابلہ ایسی جایداد کے کارروائی کرنا چاہتا ہے جو جایداد مرہونہ نہین ہے - مدیونان ڈگری کا کوئی حق جایداد مرہونہ مین بوقت رہن نہ تھا - محض اس امر سے کہ نامبردگان نے ایک حق اراضی مین بعد ازان حاصل کیا وہ جایداد مرہونہ نہین ہوجاتی - ڈگریدار ایک دوسری نالش واسطے استقرار اپنی کفالت کے بربنائے دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جایداد دائر نہیں کرسکتا کیونکہ ایفائے قرضہ نامبردہ ہوچکا ہے - مقدمات بحولہ فریق ثانی متعلق نہین ہین کیونکہ مقدمات مذکور مین نالشات بربنائے رہن نامجات دائر نہین کی گئی تہین -

مسٹر پل نے جواب یہ کہا کہ جایداد نمبری ۵ ایک جایداد مرہونہ نہیں ہے ایک خیال یہ ہے ڈگریدار نے دفعہ ۴۳ - ایکٹ انتقال جایداد سے نفع حاصل کیا ہے -

تجویز عدالت (پیتہرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے -

اعادہ کرنا واقعات مقدمہ ہذا کا ضروری نہین ہے کیونکہ وے تجاویز عدالت ہائے ماتحت مین پورے طور پر بیان کئے گئے ہین اور بحث جسکی نسبت ہمکو غور کرنا ہے صرف یہ ہے کہ آیا ایک ڈگری بشکل ہذا جو ایسی نالش مین صادر کی گئی جو بعد نافذ ہونے ایکٹ انتقال جایداد کے [illegible] ہوئی تہی

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۰ (۲) انڈین لارپورٹ [illegible] صفحہ ۱۲۹
(۳) " " مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۵ (۴) " " " [illegible] صفحہ ۴۸
(۵) " " کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۱ (۶) " " " [illegible] صفحہ ۲۵
(۷) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۳۴ -

سنہ ۱۸۹۵ع
جیندناتھ دے
بنام
بروداسندری گپتا

بذریعہ نیلام جائیداد مرہونہ جاری کیجا سکتی ہے یا نہین -

نالش مذکور بربنائے ایک رہن نامہ کے واسطے دلا پانے اوس زرنقد کے تہی جو حسب دستاویز مذکور بذریعہ رہن جائیداد ہائے مختلف کے محفوظ کیا گیا تھا منجملہ اونکے ایک جائیداد تھی جو ابتدا زمین ایسے گویہ جائیداد خاص بوقت رہن بدخل ایک قابض حین حیاتی کے تہی اور راہن کو اسوقت اسمین صرف ایک حق مابعد حاصل تہا -

جزو موثر ڈگری دار کا حسب ذیل ہے "نالش کیطرفہ ڈگری کیجاتی ہے - مدعی زرمتدعویہ اپنا اور خرچہ نالش معہ سود بحساب ۶ روپیہ فیصدی سالانہ تا روز وصول دلا پاوے اور جائیداد مرہونہ مستوجب ادائے قرضہ وغیرہ کی رہے"۔

جج ماتحت نے یہ خیال کیا کہ چونکہ وہ جائیداد جو ابتک قرق کی گئی اوس جائیداد کا ایک جزو تہی جو شامل رہن تہی لہذا وہ بوجہ احکام دفعہ ۹۹ - ایکٹ انتقال جائیداد کے بغیر کارروائیات مزید حسب دفعہ ۶۷ - ایکٹ مذکور کے بذریعہ قرقی نیلام نہین کی جاسکتی تہی -

ڈی علم صاحب جج ضلع نے ایک مختلف رائے قایم کی ہے حاکم موصوف نے یہ خیال کیا کہ اگرچہ ڈگری مذکور باعتبار شکل یا دراصل ایسی ڈگری نہ تہی جو کسی نالش مین جو حسب دفعہ ۶۷ دایر کی گئی ہو صادر ہوسکتی تاہم وہ نالش حسب دفعہ مذکور فی الواقع دایر کی گئی اور یہ کہ بوجہ مذکور دفعہ ۹۹ مقدمہ سے متعلق نہ تہی -

ہم یہ خیال کرتے ہین کہ وہ رائے جو جج ماتحت نے قایم کی ہے صحیح ہے - مراد دفعات ۶۵ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۹ - ایکٹ مذکور یہ ہے کہ مرتہنان وصول کرنے زر سے بذریعہ نیلام جائیداد ہائے مکفولہ کے بجز بطریقہ محکومہ ایکٹ کے باز رکہے جائین اور بجز اسکے کہ وہ نالش جسمین جائیداد مکفولہ کے نیلام سے روپیہ وصول کرنیکی استدعا کی گئی ہے ایسی نالش ہو جسمین ضابطہ جس کا اتباع کیا گیا ہو وہ [illegible] ایکٹ مذکور مین مندرج ہے ہماری دانست مین نالش مذکور اندر احکام دفعہ ۹۹ کے داخل ہے [illegible] مرہونہ بابت اوسکے نیلام نہین کیجا سکتی ہے - چنانچہ ہم حکم صاحب جج ضلع کو منسوخ [illegible] مقدمہ حکم جج ماتحت کو بحال کرتے ہین کہ جس مین مقدمہ کے خارج کئے جانے کی ہدایت [illegible] جائیداد مقروقہ اس مقدمہ اجرا مین نیلام نہین کیجا سکتی ہے لیکن چونکہ دفعہ مین یہ حکم نہین ہے کہ جائیداد مرہونہ قرقی نہ کیجائیگی لہذا ہم اوس قدر حکم حاکم موصوف بحال نہین کرتے ہین کہ جسمین یہ ہدایت ہے کہ جائیداد مذکورہ قرقی سے واگذاشت کیجائے -

اپیل منظور ہوا -

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رضی میاں ✝

اقبال مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ نمبر ۱۰ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۶۴ - اقبال کا جو اوس زبان مین قلمبند نہ ہوا ہو جس مین وہ دیا گیا ہے شہادت مین مقبول ہونا - فتور عقل - مجموعہ تعزیرات (ایکٹ نمبر ۴۵ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۸۴ -

اقبال ایک شخص ملزم کا جو زبان بنگالی کیا گیا یعنے وہ زبان کہ جس مین ملزم کا اظہار لیا گیا زبان انگریزی قلمبند ہوا - مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے اپنی شہادت مین روبرو عدالت کے یہ بیان کیا کہ مین زبان بنگالی بخوبی نہین سمجھ سکتا تھا اور یہ کہ اوسوقت جبکہ اقبال مذکو قلمبند کیا گیا میرے پاس کوئی محرر نہ تھا -

تجویز ہوئی کہ تعمیل احکام دفعہ ۳۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کافی طور پر کی گئی -

مقدمہ جے نرائن رائے بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) ممیز کیا گیا -

جس صورت مین کہ فتور عقل مظہرہ ایسا نہ تھا کہ جسکی وجہ سے ملزم اپنے فعل کے ماہیت جاننے کے قابل نہو یا یہ جاننے کے قابل نہو کہ جو وہ کر رہا تھا خلاف قانون ہے یہ تجویز ہوئی کہ یہ امر اسلئے کافی نہ تھا کہ وہ ذمہ داری جرم سے حسب دفعہ ۸۴ مجموعہ تعزیرات کے بری کیا جائے -

ملزم پر الزام قتل عمد اوسکی زوجہ کا لگایا گیا - نامبردہ نے ایک بیان روبرو مسٹر ہالیڈے اسسٹنٹ کمشنر سلہٹ یہ الفاظ ذیل کیا "مین بیمار تھا - مین نے کل بنجر مکان کے برآمدہ مین اپنی زوجہ کے سر پر ایک داؤ مارا اور اوسکو ہلاک کیا" - یہ بیان بزبان بنگالی کیا گیا لیکن بزبان انگریزی قلمبند کیا گیا - ملزم نے نشانی اپنی اوس کاغذ پر بنادی - یہ نہین ثابت کیا گیا کہ مدعی سے کوئی سوال کیا گیا تھا مسٹر ہالیڈے نے جبکا اظہار عدالت مین لیا گیا یہ بیان کیا کہ مین زبان بنگالی بخوبی نہیں لکھ سکتا تھا اور یہ کہ اوسوقت جبکہ اقبال مذکور قلمبند کیا گیا میرے پاس کوئی محرر نہ تھا - یہ بیان کیا گیا کہ ملزم اوسوقت جبکہ اوسنے جرم مذکور کا ارتکاب کیا - صحیح العقل نہ تھا - اسسٹنٹ سرجن اسٹیشن نے جسنے ملزم کو چند ہفتہ تک اکثر دیکھا تھا یہ اظہار دیا کہ مین نے

✝ اپیل فوجداری نمبری ۴۲۱ بابت ۱۸۹۵ء بنا راضی حکم مصدرہ ۲۵ اپریل گوویس صاحب سشن جج مقام سلہٹ مورخہ ۲ - مئی ۱۸۹۵ء (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۸۶۲ -

۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
رنجی سیان

کوئی علامت دیوانگی کی نہیں پائی لیکن مجھکو یہ امر معلوم ہوا کہ ملزم زیادہ گفتگو نہیں کرتا تھا۔ وہ واقعات جنکی وجہ سے شبہات نسبت صحیح العقلی ملزم کے پیدا ہوسکتے ہین حسب ذیل ہین۔

یہ نہین ظاہر ہوا کہ کوئی وجہ تحریک فعل مذکور کی تھی۔ ملزم نے کئی ضرب لگائیں باوجودیکہ ایک ضرب باعث ہلاکت ہونیکے لئے کافی تھی۔ اوسنے کوئی کوشش فرار ہونے یا اپنے فعل سے مخفی کرنے کی نہین کی [illegible] کا رپسند ماد سونہایت عجیب تھا۔ وہ [illegible] معمولی کھانا نہین کھاتا تھا کوئی کام کرتا تھا [illegible] کہ وہ مجنون [illegible]

واقعات مذکورہ بالا سے [illegible] کوشش جج نے تجویز [illegible] سے نتیجہ اخذ کیا کہ اون سے یہ ثابت نہین ہوا کہ ملزم غیر صحیح العقل تھا گو واقعات سے [illegible] کا میرد کو خبط [illegible] تھا [illegible] پریشان اور حالت عجیب مین تھا اور انھون نے یہ بھی تجویز کیا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible] پیدا ہوتے ہین۔

[illegible] قلمبند کیا کہ

[illegible] بموجب دفعہ ۳۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قلمبند کیا گیا۔ اور وہ اقبال صحیح اور برضی جود تھا یا نہین۔

دوم۔ اگر ارتکاب قتل عمد نسبت ملزم کے ثابت ہے تو کیا ناسپردہ ذمہ داری مجرمانہ سے بوجہ فتور عقل کے مستثنی ہے۔

نسبت امر اول کے واضح ہو کہ صرف ایک عذر جو نسبت پذیرائی اقبال مذکور کے پیدا ہوسکتا ہے یہ ہے کہ وہ بزبان بنگالی (یعنے وہ زبان کہ جس مین ملزم کا اظہار لیا گیا) قلمبند نہین کیا گیا بلکہ بزبان انگریزی قلمبند کیا گیا لیکن شہادت مجسٹریٹ سپرد کنندہ سے (جنکا بیان ہے کہ اوسوقت جبکہ اظہار مذکور قلمبند کیا گیا [illegible] پاس کوئی محرر نہ تھا اور یہ کہ وہ زبان بنگالی بخوبی نہین لکھہ سکتے تھے) ظاہر ہوتا ہے کہ تعمیل احکام دفعہ ۳۶۴

۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
رمنی میاں

مجموعہ ضابطہ فوجداری کی کافی طور پر کی گئی اور اس امر سے مقدمہ حال مقدمہ [illegible] رائے
بنام معظمہ قیصرہ ہند [illegible] سے ممیز ہو سکتا ہے - لہذا کوئی اعتراض نسبت پذیرائی اقبال مذکور کے
ہمکو نظر نہیں آتا ہے - نیز ہماری یہ رائے ہے کہ اقبال جرم صحیح اور بمرضی کیا گیا ہے - اور اگر اوسیر
بشمول شہادت [illegible] لحاظ کیا جائے تو وہ یہ ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ فعل ملزم
اگر وہ کوئی جرم ہو جرم قتل عمد کی حد تک پہونچتا ہے -

اب ہمکو امر [illegible] کرنا چاہئے - اب باوجودیکہ چند گواہان منجانب سرکار بیان کرتے
ہیں کہ ملزم قتل عمد کے [illegible] فاتر العقل [illegible] اور ما بعد وہ بعد قتل یہی [illegible] صحیح العقل
نہ تھا ہم ذی علم [illegible] کی اس تجویز سے متفق ہیں کہ اس قسم کا فتور عقل جو بیان کیا گیا
ملزم کو [illegible] سے بری کرنے کے لئے کافی نہیں ہے
[illegible] ایسا ہو کہ وجہ سے ملزم اپنے فعل کی ماہیت
[illegible] خلاف قانون ہے ملزم پر
واجب [illegible] آسکے اور ہم نہیں خیال کرتے ہیں کہ
[illegible] ہے -

[illegible] ہم خیال کرتے ہیں کہ ذی علم سشن جج کی [illegible] اور
[illegible] بالکل صحیح ہے -

لہذا ہمکو کوئی وجہ اپنی [illegible] دیکھتے ہیں اور ہمکو اپیل ڈسمس
کرنا چاہئے -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۸۶

۱۸۹۵ء
۱۶ مئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ڈبلیو کومر پیتھرم صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

دینا لال (مدعی) بنام گوپی ناتھ کھتری وغیرہ (مدعا علیہم)[1]

ایکٹ حصول اراضی (نمبر ۱ بابت ۱۸۹۴ء) نالش معاوضہ عمارات جو اراضی رہون ملکیت متعلقہ اراضی و عمارات - مالک اراضی اور اسامی - ایکٹ انتقال جائیداد نمبر ۴ بابت ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۰۸ ضمن (ج) -

ایک قطعہ اراضی حسب ایکٹ ۱ ۱۸۹۴ء بغرض تعمیر ایک سڑک کے اندر شہر کلکتہ کے حاصل کیا گیا اسامیون نے جنہون نے کہ عمارات پختہ جزو ہائے اراضی پر تعمیر کی تہین اور جو بوقت حصول اراضی قابض تہے روبرو کلکٹر نسبت مالیت اپنے حقوق کے دعوی کیا لیکن چونکہ مالک اراضی نے بابت کل زر معاوضہ کے دعوے کیا لہذا معاملہ مذکور صاحب جج ضلع کے پاس بہیجا گیا جنہون نے تجویز کی کہ اراضیات مذکور ابتداءً واسطے اغراض عمارتی کے عطا کی گئی تہین اور ایک جزو معاوضہ زر نقد یعنے قیمت عمارات اسامیونکو دلوایا - بر طبق اپیل جو ہائیکورٹ مین منجانب مالک اراضی اس بنا پر ہوا کہ حقیت رسپانڈنٹان جو عارضی قسم کی تہی اوسوقت ختم ہو چکی تہی جبکہ میونسپلٹی نے اراضی مذکور حاصل کی لہذا عمارات جو اراضی مذکور پر تہین ملکیت مالک کی ہو گئین اور یہ کہ اسامیان مذکور مستحق معاوضہ کے نہین ہین -

تجویز ہوئی کہ صاحب جج نے نسبت واقعات تجویز صحیح کی اور یہ کہ مالک اراضی مستحق عمارات تعمیر کردہ اسامیان کا بغیر ذمہ دار ہونے اس امر کے نہ تہا کہ معاوضہ انکو اگر انکی حقیت ختم بہی ہو گئی ہوا دا کرے -

یہ بہی تجویز ہوئی کہ چونکہ اراضی مذکور کہ جماعت مذکور نے اثناے قیام پٹہ مین بامقابلہ اس معنے کے کہ تعلق زمیندار و اسامی مابین فریقین ہنوز قایم تہا حاصل کی اور چونکہ دفعہ ۱۰۸ ضمن (ج) ایکٹ انتقال جائیداد جو کلکتہ سے اوسی طور پر متعلق ہے

---

(۱) اپیل بنا راضی ڈگری ابتدائی نمبر ۹۷ بابت ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری سی پی گیرٹ صاحب جج ضلع ۲۴ - پرگنات مورخہ ۱۶ - فروری ۱۸۹۳ء -

۱۸۹۵ء
دینالال سیل
بنام
گوپی ناتھ کہتری

جیسا کہ مفصلات سے لہذا اسامیان مستحق معاوضہ عمارات مذکور کے ہین - مقدمہ جگت موہنی داسی بنام دوار کا ناتھ جیسا کہ (۱) تمیز کیا گیا -

واقعات مقدمہ مختصراً حسب ذیل ہین - ایک قطعہ اراضی معہ اون عمارات کے جو اوسپر تہین حسب ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۰ء بغرض بنانے ایک سڑک کے اندر کلکتہ حاصل کیا گیا -

مالک مسلمہ اراضی مذکور کا ایک شخص دینالال سیل تہا بر طبق استصواب جو کلکٹر صیغہ حصول اراضی نے حسب دفعہ ۱۵ - ایکٹ حصول اراضی (نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۰ء) عدالت دیوانی سے کیا دینالال سیل نے بابت کل زر معاوضہ کے دعوے کیا اور گوپی ناتھ کہتری وغیرہ نے ایک حصہ رقم مذکور کا پر دعوے کیا کہ بدرے مدتان نے عمارات اراضی مذکور پر تعمیر کی تہین اور نامبردگان بہت عرصہ تک اوسپر باوائے ماہواری کرایہ اراضی قابض ہے - صاحب جج ضلع ۲۴ پرگنات نے تجویز کی کہ اراضی مذکور ابتداءً واسطے اغراض عمارتی کے علاقے کی قیمت عمارات گوپی ناتھ کہتری مذکور و اشخاص دیگر کو دلوائی - بنا راضی فیصلہ ہذا دینالال سیل نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

مسٹر پاو کینلی و مسٹر میک نیر بجانب اپیلانٹ

ڈاکٹر راس بہاری گہوس و بابو سریش چندر چوہدری و بابو سرت چندر بجانب مسئولان

مسٹر اوکینلی دعویداران مفصلہ پٹہ داران اراضی مین جنہون نے اوسپر مکانات تعمیر کئے تھے - کلکتہ مین عمارات مالک اراضی کی ملکیت ہوتی ہین - مقدمہ ہذا مین کوئی بیان ایسا بھی اسکا نہین کیا گیا کہ حقیقت ایک حقیت استمراری ہے پٹہ اصلی ایک پٹہ عارضی تھا جکی میعاد ختم ہوگئی اور مورثان دعویداران نے ایک پٹہ جدید لیا تھا اور کرایہ وقتاً فوقتاً اضافہ کیا گیا تہا کوئی حقیقت حصول اراضی مذکور کے قایم نہ تھا دعویداران بندرہ ون کے اطلاعنامہ ترک کا دعوی کر سکتے تھے -

بمقدمہ جگت موہنی داسی بنام دوار کا ناتھ بسیاکھ (۱) یہ تجویز ہوئی ہے کہ قاعدہ انصاف و نیک نیتی بمقام کلکتہ اور نہ دہرم شاستر یا شرع محمدی درمیان ہندو اور مسلمانون کے متعلق ہے -

چونکہ بمقدمہ ہذا یہ صورت ہے لہذا دعویداران نے پٹہ لیا تو مابین فریقین یہ قرار پایا تہا کہ مکانات بوقت اختتام پٹہ بطور جائداد اسامیان رہین ... جس قسم کا ہو لیکن چونکہ میعاد پٹہ ختم ہوگئی لہذا اسامیان مستحق ... ہین - مابین فریقین کوئی اقرار نہ تہا کہ

(۱) مقدمہ ... جلد ۵ ...

مقدمہ ... [illegible]

۱۸۹۵ء
دینالال سیل
بنام
تھوپی ناتھ کہتری

مکانات بعد اختتام میعاد پٹہ کے بہی بطور جایداد اسامیان کی رہین گے اور اگر کوئی ایسا قرار بہی ہوتا تو اوس اقرارنامہ کی رجسٹری ہونی چاہئے تہی -

ڈاکٹر راش بہاری گہوس منجانب رسپانڈنٹان - مقدمہ جگت موہنی داسی بنام دوارکا ناتھ بیساکھ (۱) قابل فرق ہے مقدمہ مذکور مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے - اگر مقدمہ مذکورہ خریدار جیسے بیوہ سے خریداری کی تہی قبل قابض ہونے وارثان عودی کے عمارت بنا لیتا تو مقدمہ مذکور متعلق ہوتا - بمقدمہ مذکور بعد آنے اراضی کے قبضہ وارثان عودی عمارت تعمیر کی گئی تہی - اس مقدمہ مین جبکہ اراضی حاصل کی گئی اسامیان قابض تہے یہ تجویز ہوئی ہے کہ جس صورت مین مالک اراضی نے نسبت اون عمارات کے جنکو کسی اسامی نے عرصہ [illegible] سال سے تعمیر کیا ہے کوئی اعتراض نہ کیا ہو اور اثنائے زمانہ مذکور مین کرایہ اسامی سے لیا ہو تو در اثنائے میعاد مذکورہ اگر عدالت کی یہ تجویز کہ اراضی مذکور ابتداء [illegible] اغراض عمارت کے عطا کی گئی تہی صحیح نہو مالک اراضی آسامی کو بلا دینے معاوضہ کے بیدخل کرنے سے ممنوع ہوگا - دیکہو مقدمہ جیسودا بائی بنام راجیندر لکا رام (۲) یہ بہی تجویز ہوئی ہے کہ اسامی مستحق ہے [illegible] کسی مکان کا جو اوسنے اراضی پر تعمیر کیا ہو اوٹہا لیجاوے دیکہو مقدمہ رسکلال [illegible] بنام لوک ناتھ کرموکر (۳) اور بمعاملہ درخواست ٹہاکر چیندر پرمانک (۴) یہی قاعدہ دفعہ ۱۰۸ ضمن (ج) ایکٹ انتقال جایداد مین داخل [illegible] گیا ہے - نیز بفرض اسکے بہی کہ [illegible] داران اسامیان ماہ بماہ تہے تاہم بخیال اس امر کے کہ نا مبردگان اسامی اراضی مذکور کے اوس صورت مین بنے رہتے [illegible] نہ بنائی جاتی کوئی جوری یہ نتیجہ اخذ نہ کر لی کہ اسامیان کا کچہہ بہی [illegible] نہ تہا - دیکہو مقدمہ یکطرفہ فالو بمعاملہ سنگر فورڈ مارکٹ کمپنی (۵) -

مسٹر اوکینلی نے جوابدیا - مقدمہ یکطرفہ فالو (۵) مستدلہ فریق ثانی ایک مقدمہ مابین مالک اراضی اور اسامی کے نہ تہا - اگر اوس اصول کی جو اوس مقدمہ مین قرار دیا گیا ہے تقلید کیجاوے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ زمیندار سے بوجہ اوسکی بردباری کے روپیہ دلوایا جائے - مقدمہ بمعاملہ درخواست ٹہاکر چیندر پرمانک (۴) ایک مقدمہ متعلق رہن مشتبہ ہے لہذا وہ مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلدہ صفحہ [illegible] (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲
(۳) ،، ،، بمبئی جلد ۵ صفحہ [illegible] رپورٹ جلد ہشتم صفحہ ۵۹۵ و ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ (۵) رپورٹ بدنیول [illegible] صاحبان جلد [illegible] صفحہ ۱۴۳ و ۲۶۳ -

دینا لال کسیل
بنام
گوپی ناتھ کہتری

مقدمہ رسک لال سودک بنام لوک ناتھ کرسوکر (۱) کوئی سند بعد مقدمہ جگت موہنی داسی بنام دوارکا ناتھ بساک (۲) کے نہین ہے اوس طریقہ سے جیسے کہ دفعہ ۱۰ - ایکٹ انتقال جائیداد کی تعبیر کی گئی ہے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسے مقدمہ سے متعلق نہین ہے جیسا کہ مقدمہ حال ہے وہ اشیای کہ جو زمین سے ملحق ہیں اگر بالکل جدا کیجاوین تو وہ بزمانہ قیام پٹہ کے لیجا سکتی ہین - دفعہ ۱۰۸ ضمن (ح) ایکٹ انتقال جائیداد اوس مقدمہ سے جو سلسلہ سعت بہ نہا ہو کہ جس مین قبضہ منقطع ہو گیا تہا متعلق نہین ہے - علاوہ اسکے کہ اسامیان کو حق لینے ملبہ عمارت کا ہو اونکو ملبہ لینے کے لیئے بہت وقت ملا تہا اور چونکہ اونہون نے ایسا نہین کیا لہذا اب وے مستحق معاوضہ کے نہین ہین - بنظر اسکے کہ مالک اراضی ذمہ دار اوس زر کے ادا کرنیکا قرار دیا جائے جو کسی اسامی نے واسطے ترقی اراضی کے یہ باور کر کے خرچ کیا ہو اوسکو ایک حق جائز نسبت اراضی کے حاصل ہے - فریب اور دہوکہ دہی منجانب مالک صاف طور پر ثابت کرنی چاہیئے دیکہو مقدمہ لنگ ویس بنام راٹرے (۳) اس مقدمہ مین کوئی امر اوس قسم کا ثابت نہین کیا گیا ہے -

نتیجہ عدالت رائے ٹہہرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس حسب ذیل ہے -

یہ اپیل بنا راضی ڈگری صاحب جج ضلع ۲۴ پرگنات کے ہے جسکی رو سے تقسیم زر معاوضہ ایک قطعہ اراضی نمبر ۹ موقوعہ ملک اسٹریٹ کلکتہ کی عمل مین آئی جو حسب ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۷۰ء بغرض تعمیر سڑک موسومہ ہیرین روڈ کے حاصل کیا گیا تہا -

اپیلانٹ مالک اراضی مابہ النزاع کا ہے اور رسپانڈنٹان قایم مقامان آسامیان نامبردہ ہین جنہون نے اجزائے اراضی مذکور پر عمارات پختہ تعمیر کی تہین اسامیان نے روبروئے کلکٹر بابت اپنے حقوق واقع اراضی کے دعوی کیا لیکن چونکہ مالک اراضی نے یہ دعوی کیا کہ مین کل زر معاوضہ کا مستحق ہون لہذا معاملہ مذکور پاس صاحب جج کے حسب دفعہ ۳۹ - ایکٹ مذکور کے بہیجا گیا - صاحب جج نے رسپانڈنٹان کو قیمت اون عمارات کی دلوائی جو اجزائے اراضی مقبوضہ نامبردگان پر قایم تہین اور بنا راضی ڈگری مذکور کے مالک اراضی نے اپیل کیا -

شہادت سے یہ ثابت ہے کہ رسپانڈنٹان اور انکے پیشروان باعتبار استحقاق بہت سال سے اجزائے اراضی پر اسطرح قابض [illegible] کا اپیلانٹ کو ادا کرتے تہے اور ایک

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ [illegible] لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۶
(۳) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱

سنہ ۱۸۹۵ء
دینا لال اپلینٹ
بنام
بھوپال ناتھ مکرجی

صورت مین ۴۰ برس پیشتر اور دوسری صورت مین پچیس برس بیشتر رسپانڈنٹان نے بعلم
واجازت اپیلانٹ عمارات پختہ اراضی پر تعمیر کی تہین جنکو نامبردگان ہمسایان کو بکرایہ پر باہم شرح
سے دیتے تہے اور رسپانڈنٹان کے پاس پٹہ جات تحریری نہین ہین لیکن کرایہ وقتاً فوقتاً تبدیل کیا
گیا ہی اور وہ یا تو زبانی یا بذریعہ اقرارنامہ تحریری مابین فریقین کے تہوڑے عرصہ کے لئے مقرر کیا جاتا
تہا رسپانڈنٹان اسطور پر اوسوقت قابض تہے جبکہ اراضی جماعت مذکور نے حاصل لی تہی -

بر بناء ان واقعات کے صاحب جج ضلع نے تجویز کی ہے کہ قیاس یہ پیدا ہوتا ہے کہ اراضیات
مذکورہ رسپانڈنٹان کو در اصل واسطے اغراض تعمیر مکان کے عطا کی گئی تہین اور یہ کہ نامبردگان
اوسپر اوسوقت تک قابض رہنے کے مستحق تھے کہ جبتک وے کرایہ جو انہون نے ادا کرنے کا
اقرار کیا ادا کرتے رہین - ہم خیال کرتے ہین - کہ تجاویز مذکور کی تائید شہادت سے ہوتی ہے
اور اندرین حالات ہم خیال کرتے ہین کہ رسپانڈنٹان صاف طور پر مستحق حصہ پانے کے
اوس معاوضہ مین ہین جو بابت اراضی کے دلوایا گیا گو اس امر کی نسبت اعتراض ہو سکتا ہے
کہ آیا وہ طریقہ جس سے مالیت اونکے حق کی قایم کی گئی صحیح تہا یا نہین -

مسٹر او کینلی نے منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی ہے کہ چونکہ حقیت رسپانڈنٹان اوسوقت
ختم ہوگئی تہی جبکہ جماعت مذکور نے اراضی حاصل کی لہذا عمارات جو اراضی مذکور پر قایم ہین
ملکیت مالک اراضی کی ہوگئین اور یہ کہ رائے صاحب جج کی دربارہ دلوانے رسپانڈنٹان کو
قیمت عمارات مذکور کے صحیح نہیں ہے - بتائید بحث ہذا کونسل موصوف نے مقدمہ ہگلت موہنی داسی
بنام دوارکا ناتھ بیساکھ (۱) پر استدلال کیا ہے مقدمہ مذکور مین یہ تجویز کی گئی تہی کہ خریدار ایک ہندو
بیوہ کے حق متعلقہ اراضی واقع کلکتہ مستحق اوٹھا لیجانے ملبہ عمارات کا جو اوسنے اراضی پر تعمیر
کی ہون بعد اسکے نہین ہے کہ اراضی بقبضہ وارثان عودی آجائے ہماری دانست مین مقدمہ
مذکور مقدمہ حال سے قابل فرق ہے کیونکہ اوسوقت جب اراضی کو (جو اب مابہ النزاع ہے)
جماعت مذکور نے حاصل کیا تہا رسپانڈنٹان واقعی قابض تہے مگر وجہ تجویز مقدمہ ہگلت موہنی
داسی بنام دوارکا ناتھ بیساکھ (۱) اس واقعہ پر مبنی تہی کہ اراضی بقبضہ وارثان عودی آگئی تہی
حکام ذیعلم نے جنہون نے مقدمہ مذکور [illegible] اس امر تک تجویز نہین کی کہ اسامیان
حق [illegible] اوسوقت بہی جبکہ وے [illegible] نہین اوٹھا لیجا سکتے تہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ [illegible] ۸۰۲

مقدمہ
ہیرالال سیل
بنام
گوپال داس کھتری

بخلاف اسکے ہمکو نظر اجلاس کامل عدالت ہذا کا جو بمعاملہ درخواست ہا کرچند پرسکاک صادر ہوئی اور مقدمہ رسک لال مودک بنام لوک ناتھ کرموکر (۲) اور مقدمہ جسوا بالی بنام رامچندر لکا رام (۳) کا حوالہ دیا گیا -

قاعدہ جو اجلاس کامل نے قرار دیا دستور اور رواج ملک پر مبنی تہا اور بالفاظ ذیل بیان کیا گیا تہا -

"ہم اس امر کو صاف خیال کرنے ہیں کہ مطابق دستور رواج ملک کے عمارات اور اسی قسم کی دیگر ترقیات جو اراضی پر کی گئی ہون محض اس امر اتفاقیہ سے کہ وہ زمین سے ملصق ہیں ملکیت مالک زمین کی نہیں ہو جاتیں اور ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ امر بطور ایک قاعدہ عام کے قرار دیا جانا چاہیئے کہ اگر وہ شخص جو ترقی کرتا ہے محض مرتکب مداخلت بیجا کا نہیں ہے بلکہ بموجب کسی حق یا دعوی حق کے بہ نیک نیتی قابض ہے تو وہ مستحق ہے کہ یا تو ملبہ کو اوٹھا لیجائے اور اراضی کو بہ حالت سابق بحال کر دے جسمین وہ قبل ترقی کئے جانیکی تہی یا معاوضہ بابت مالیت عمارت کے اگر وہ بغرض نفع مالک زمین کے قایم رکہی جائے حاصل کرے اور اختیار لینے عمارت یا دینے اجازت اوٹھانے ملبہ کا مالک اراضی کو اون صورتون میں باقی رہتا ہے جنمین کہ تعمیر کنندہ عمارت نے بزمانہ قایم رہنے اوس حق کے جو اوسکو حاصل ہو عمارت مذکور منہدم نہ کی ہو"۔

بمقدمہ جگت موہنی داسی بنام دوارکا ناتھ بسیاک (۴) قاعدہ مذکور بطور قاعدہ دہرم شاستر کے مقصود نہین ہوا بلکہ بطور ایسے قاعدہ انصاف و نیک نیتی کے متصور ہوا ہے جو مفصلات سے متعلق ہے لیکن نہ کلکتہ سے نہین پانٹیفکس صاحب جسٹس نے یہ فرمایا کہ قاعدہ جو نارٹن نے قرار دیا اون معاہدات کرایہ داری سے متعلق ہے جن مین کرایہ ادا کیا جاتا ہو اور اوس مقدمہ سے متعلق نہین ہے جو اونکے روبرو تہا -

بمقدمہ رسک لال مودک بنام لوک ناتہ کرموکر (۲) ولسن صاحب جسٹس نے تجویز کی کہ بحیثیت مین جو بذریعہ معاہدہ مابین ہنود پیدا ہو فریقین تابع دہرم شاستر کے ہین اور یہ کہ وہ قاعدہ جو اجلاس کامل نے قرار دیا شہر کلکتہ سے بہی متعلق ہوگا -

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ہفتم صفحہ ۵۹۵ ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۲۲۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۶۸۸ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۶۶ (۴) ،، ،، ،، جلد ۵ صفحہ ۵ (۵) ،، ،، کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۸۲

۱۸۹۵ء
دینا لال اپیل
بنام
[illegible]

مقدمہ میں جو اراضی متنازعہ شہر [illegible] سے متعلق تھا حیثیت مدعیان زیادہ ترادنی طور کی تھی [illegible] مدعیان چند سال کے اراضی پر قابض تھے [illegible] تعمیر عمارات کی اجازت دیگئی تھی - مدعا علیہم نے [illegible] کوشش کی [illegible] اسامیان [illegible] ہونے کے تصور کرتے اور ان کو نوٹس ترک کرنے اراضی کی دی [illegible] بلا معاوضہ کے بیدخل کرنیکی کوشش کی معلوم ہوتا ہے کہ عدالت نے [illegible] ایکٹ [illegible] ۱۸۵۹ء مقدمہ سے متعلق ہوگا لیکن چونکہ مدعا علیہم نے [illegible] اراضی پر بدستور قبضہ قایم رکھنے کا دعوے کیا اور [illegible] یہ فیصلہ ہوا کہ اگر عدالت کی یہ تجویز بھی صحیح ہو کہ [illegible] مدعا علیہ مدعیان کو بلا معاوضہ بیدخل کرنے سے ممنوع ہے -

[illegible] جگت موہنی داسی بنام دوارکا ناتھ بیا کہ [illegible] اگر اسامی کی حقیت ختم ہوگئی ہوتی تو اپیلانٹ [illegible] مدعا علیہم نے تعمیر کی بغیر اسکے ہو تا کہ وہ ذمہ دار [illegible] معاوضہ [illegible]

[illegible] خصوصیات سے متعلق ہے اور ایکٹ [illegible] کوئی معاہدہ یا رواج مختص المقام اس کے خلاف نہو تو [illegible] پٹہ گیرندہ کو اپنے درمیان یعنی بمقابلہ ہم گرہی حقوق حاصل ہین اور وہ [illegible] ہین اور منجملہ حقوق پٹہ گیرندہ کے ضمن [illegible] میں یہ حکم ہے [illegible] کو اختیار ہے کہ دوران میعاد پٹہ مین جسوقت چاہے وہ تمام [illegible] زمین سے ملصق کی ہون (دیکھو دفعہ ۳) بشرطیکہ وہ جائداد [illegible] اس مقدمہ مین اراضی کو جماعت مذکور نے دوران [illegible] تعلق مالک اراضی مو اسامی کا ہنوز ما بین فریقین قایم تہا اور چونکہ یہ [illegible] اوس معاوضہ عمارات کے تہی جو جماعت مذکور نے [illegible] فی الحقیقت [illegible] اسامیان اگر دعوی مہردگان کی [illegible] بربنائے دیگر کی جاتی مستحق ایک

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۲ -

۱۸۹۵ء
ہیرالال اپیل
بنام
گوپی ناتھ کھتری

زیادہ تر تعداد اوس معاوضہ کے پائے جاتے جو دلایا گیا لیکن چونکہ انہون نے ظاہرا اپنا دعوے روبرو صاحب جج ضلع کے قیمتی عمارات پر محدود کیا لہذا عدالت ماتحت مجاز نہ تھی کہ نامبردگان کو رقوم مذکورہ سے کچھ زیادہ دلواتی - درحقیقت اپیلانٹ کو رقم مبلغ ؏ ۱۵۸ عہ اور رسپانڈنٹان کو رقم ؏ ۳۶۸۴ اور رقم ؏ ۱۲۵۰ کی دلائی گئی ہے - کاغذات مسل سے یہ ظاہر ہوتا کہ کل زرمعاوضہ بقدر مبلغ ؏ ۶۲۱۵ کے کیونکہ قرار دیا گیا لیکن بربنائے اوس شہادت کے جو مسل مین ہے ہم جزا کچھ دخل نہین کرسکتے کہ رسپانڈنٹان کے حقوق دربارہ اراضیات مذکورہ بعوض اون رقوم کے جو نامبردگان کو دلوائی گئیں ارزان خرید کئے گئے ہین -

چنانچہ ہمکو اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کرنا چاہئے - اپیل ڈسمس کیا -

۱۸۹۵ء
۲۸-مئی

باجلاس سر ڈبلو کومر پیتیرم صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس
اگھور کالی دیبی (مدیون ڈگری) بنام پرسنو کمار بنرجی وغیرہ (ڈگریداران) †

ایکٹ میعاد سماعت (نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ دفعہ نہم - درخواست بغرض حصول فیس نیلام - درخواست دربارہ ایسی ایک ڈگری کے جس کو اوس عدالت سے جبرًا جاری کیا جہانکہ وہ بغرض اجرائے منتقل کی گئی تھی - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ - کارروائی معاون اجرائے ڈگری -

کوئی درخواست ڈگریدار بغرض ادا کرنے فیس نیلام کے نسبت اوس جائداد مدیون ڈگری کے جو خود اوسنے خرید کی اور کوئی درخواست بغرض ایسی کسی ڈگری کے ڈگریدار کو جو اوس عدالت مین گذرانی گئی ہو جس مین ڈگری مذکور بغرض اجرائے منتقل کیگئی اور جس نے اوس کو جبرًا نافذ کیا حسب منشائے ایکٹ میعاد سماعت ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ ضمن کارروائی معاون اجرائے ڈگری نہین ہے - مقدمہ کرشن آیار بنام دنک آیار (۱) ممیز کیا گیا -

پرسنو کمار بنرجی وغیرہ دیگر نے ایک ڈگری زررہن بمقابلہ سری متی اگھور کالی دیبی بتاریخ ۱۷- دسمبر ۱۸۸۸ء عدالت منصف بردوان سے حاصل کی ڈگری داران نے ۱۸۹۰ء مین بعدالت

† اپیل حکم نمبری ۳۱۳ ۱۸۹۴ء بنا راضی حکم بی ڈی بیٹن صاحب جج ضلع ہوگلی مورخہ ۴ اپریل ۱۸۹۴ء مغیر منسوخی حکم بابو شیو بہوشن بوس منصف مقام بدوان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۲ء

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۶ صفحہ ۱۸۱ -

۱۸۹۵ء
اکھوکالی دیبی
بنام
پرسنو کمار بسرجی

موصوف ایک درخواست بغرض اجرائے ڈگری کے گذرانی بعدازان ڈگری بغرض اجرا بعدالت منصف مقام علی پور منتقل کی گئی بتاریخ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء نامبردگان نے ایک درخواست بغرض اجرا بعدالت آخرالذکر گذرانی اور کچھہ جائداد مملوکہ مدیون ڈگری نیلام کی گئی اور اوس کو نامبردگان نے خرید کیا اور بتاریخ ۹ - فروری ۱۸۹۳ء اونہوں نے معمولی فیس نیلام داخل کی اور بتاریخ ۲۴ جون ۱۸۹۳ء مقدمہ اجرا ڈگری خارج کیا گیا - بتاریخ ۹ - مارچ ۱۸۹۴ء نامبردگان نے ایک درخواست اوسی عدالت مین بہ مضمون ذیل گذرانی "چونکہ کل رقم یافتنی سائلان وصول نہین ہوئی ہے لہذا نامبردگان عرضی ہذا گذرانکر استدعا کرتے ہین کہ عدالت براہ مہربانی ڈگری مجریہ نامبردگان کو واپس دینے ڈگری مذکور بغرض اجرا بعدالت منصفی مقام بروئے پور درکار ہے "-

مدیون ڈگری نے نسبت ادائے ڈگری کے بربنا میعاد سماعت اعتراض کیا - عدالت ابتدائی نے تجویز کی کہ درخواست مین میعاد سماعت عارض ہے - بر اپیل صاحب جج ضلع ۲۴ پرگنات نے باستدلال مقدمہ کرشن تمار بنام ونک آیار (۱) اعتراض مدیون ڈگری کو نامنظور کیا اور تجویز کی کہ درخواست مذکور اندر میعاد کے ہے - لیکن حاکم موصوف نے تجویز کی کہ درخواست متعلقہ ادائے فیس نیلام ایک کارروائی معاون اجرا ڈگری نہین ہے -

بنارضی حکم مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

بابو لال بہاری متر و بابو پُرو تہا ناتھ سین منجانب اپیلانٹ -

ڈاکٹر آسوتوش مکرجی منجانب رسپانڈنٹان -

بابو لال بہاری متر - مقدمہ کرشن آیار بنام ونک ایار (۱) مخالف میرے نہین ہے بلکہ اوس سے میری حجت کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اوسکی رو سے یہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ بنظر حصول فائدہ مد ۱۷۹ ضمن (۴) ایکٹ میعاد سماعت کے کوئی حکم عدالت موید اجبار کے ضروری ہے بمقدمہ مذکور ایک درخواست بغرض واپسی ڈگری اوس عدالت مین گذرانی گئی تہی کہ جس نے اوسکو صادر کیا تہا اور اس لئے درخواست مذکور معاون کارروائی اجرا ڈگری تجویز کی گئی - مقدمہ حال مین صرف ایک درخواست باین غرض گذرانی گئی کہ ڈگری ڈگریدار کو واپس کیجائے اور ڈگری مذکور اندر معنے ایکٹ میعاد سماعت مد ۱۷۹ ضمن (۴) ایک کارروائی معاون اجرائے ڈگری متصور نہین ہو سکتی - وہ درخواست جسکا مذکور مین نے کیا ہے ایک درخواست بغرض حصول

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۶ صفحہ ۸۱

۱۸۹۵ء
اگھور کامنی دیبی
بنام
پرسنو کمار رضرا

(۱)
کرسی حکم عدالت کے سو یہ اجرا ڈگری مذکور کے ہے۔ دیکھو مقدمہ اوپیش چند بدت بنام سندر نراین دیوا ڈاکٹر آشوتوش مکرجی منجانب رسپانڈنٹان۔ درخواست منجانب ڈگرید ار واسطے بحالی نیلام کے بمقدمہ گوبند پرشاد بنام رنگ لال (۲) ایک کارروائی معاون اجرائے ڈگری تجویز کی گئی درخواست ڈگرید ار بغرض لینے زر ثمن نیلام ایک کارروائی معاون اجرا ہے۔ دیکھو مقدمہ ہیران سنگھ بنام جواہر سنگھ (۳) بمقدمہ ہذا درخواست جو بغرض واپسی ڈگری گذرانی گئی ایک درخواست اندر معنے دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) ایکٹ مبحوثہ ساعت کے ہے۔ مقدمہ کرشن ایار بنام وینک آیار (۴) میری بحث کی تائید مین ہے۔

تجویز عدالت (پیتھرم صاحب چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

بمقدمہ ہذا امور تصفیہ طلب یہ ہین (الف) آیا درخواست جو عدالت مین ڈگرید ار نے جس نے خود کچھ جایداد اپنے مدیون کی نیلام مین خرید کی ہو بغرض حصول ثمن نیلام کی ایک ایسی درخواست ہے یا نہین جو مطابق قانون کے عدالت مناسب مین بغرض ایک کارروائی معاون اجرا ڈگری کے گذرانی گئی۔ اور (ب) آیا درخواست جو نامبردہ نے اوس عدالت مین گذرانی جس مین کہ اوسکی ڈگری بغرض اجرا بھیجی گئی ہے اور جس نے ایک جزو حصہ وصول کیا تہا واسطے واپس لینے ڈگری کے اس غرض سے کہ وہ اوسکو دوسرے منصف کی عدالت مین جاری کرانا چاہتا ہے ایک درخواست قسم مذکورہ ہے یا نہین۔

ذیعلم صاحب جج ضلع نے نسبت امر اول کے جواب نفی مین دیا اور چونکہ ہم اون سے اتفاق کرتے ہین لہذا ہمارے لئے یہ ضرور نہین ہے کہ نسبت امر مذکور کے کچھ اور کہین لیکن اونہون نے جواب امر دوم کا اثبات مین دیا ہے اور اوس جواب سے ہم اتفاق نہین کرسکتے ہین جبکہ کوئی ڈگری جسکو عدالت صادر کنندہ نے بعدالت دیگر بغرض اجرا بھیجا ہے نافذ کی گئی ہو یا جزواً تعمیل اوسکی عدالت موصوف نے کی ہو تو ضابطہ مناسب جیسا کہ دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین محکوم ہے واسطے عدالت موصوف کے یہ ہے کہ جو کارروائی ہوئی ہو اوسکی اطلاع اوس عدالت کو کرے کہ جس نے ڈگری مذکور صادر کی

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۴۴ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۳۳ (۳) " " " مدراس جلد ۶ صفحہ ۱۸ (۴) " " " الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۶۶

اور اگر یہ کارروائی نہ کیجائے تو ڈگریدار بشکیب عدالت اجراکنندہ ڈگری سے نسبت ارسال کرنے سارٹیفکٹ ضروری کے درخواست کرسکتا ہے اور باوجودیکہ اس امر کا صراحتاً حکم نہین ہے یہی درخواست کرسکتا ہے (بشرطیکہ تعمیل ڈگری پورے طور پر نہ کی گئی ہو) کہ ڈگری واپس کیجائے۔

یہی کارروائی ہے جو بمقدمہ کرشن ایار بنام ومینک آیار (۱) کی گئی اور نسبت اوسکے عدالت موصوف نے تجویز کی کہ وہ ایک درخواست واسطے کرنے کارروائی معاون اجرائے ڈگری حسب منشا قانون مبتدا سماعت کے ہے کیونکہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ درخواست مذکور عدالت مین بغرض کئے جانے ایسی کارروائی کے گذرانی گئی تھی کہ جسکا کیا جانا قبل اسکے کہ کارروائی اجرا عمل مین آسکے ضروری تھا۔ مقدمہ حال بالکل مختلف قسم کا ہے کیونکہ یہ محض ایک درخواست منجانب ڈگریدار اوس عدالت مین گذرانی گئی تھی کہ جس مین ڈگری مذکور بایں غرض بھیجی گئی تھی کہ ڈگری جو جزواً تعمیل شدہ ہے نامبردہ کو واپس کیجائے۔ نامبردہ کو ڈگری کے واپس لینے مین عدالت نے کوئی کارروائی معاون اجرائے ڈگری نہین کی کیونکہ یہ امر منجملہ اون امور کے نہین ہے کہ جسکے کرنیکا اختیار بحکم عدالت موصوف کو اس غرض سے قانوناً دیا گیا تھا کہ ڈگری جاری کرے یا اجرا مین مدد کرے اور باوجودیکہ یہ ممکن ہے کہ غرض ڈگریدار حاصل کرنے قبضہ ڈگری سے یہ تھی کہ ڈگری مذکور کی تعمیل مزید کرائے مگر ہماری دانست مین یہ درخواست نامبردہ کہ ڈگری مذکور اوسکو واپس کیجائے کسی کشاکشی الفاظ سے بھی ایک ایسی درخواست تجویز نہین کیجاسکتی جو عدالت مین مطابق قانون بغرض کرنے کارروائی معاون اجرائے ڈگری کے گذرانی گئی ہو چونکہ بوجوہ بالا ہم تجویز ذیعلم صاحب جج سے اتفاق نہین کرتے لہذا ہم فیصلہ حاکم موصوف کو منسوخ کرتے ہین اور فیصلہ منصف کو معہ خرچہ ہر دو عدالت کے بحال کرتے ہین۔ اپیل منظور کیا گیا

باجلاس نارس صاحب جسٹس وگارڈن صاحب جسٹس

ناصر علی فقیر (ڈگریدار) بنام مہر علی عرف چھوٹے فقیر (فریق مخالف)

اپیل مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۳۰ - ایکٹ ٹرانسفر آف پراپرٹی ... ایکٹ نمبر ... سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۹۰

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۶ صفحہ ۱۸ † اپیل از ڈگری عدالت اپیل نمبر ۷۶ سنہ ۱۸۹۲ء بنا راضی ڈگری بابو طرام ملک جج ماتحت مقام کھلنا مورخہ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء منسوخی ڈگری بابو ستیا کانت ملک منصف مقام بگیرہاٹ مورخہ ۲۸ جون سنہ ۱۸۹۳ء

ناصر علی فقیر بنام مہر علی

عمرو نے ایک ڈگری واسطے قبضہ ایک اراضی کے بمقابلہ بکر وغیرہ حسب دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کے حاصل کی عمرو جب قبضہ لینے گیا تو اوس سے مدعا علیہ فریق ثالث نے مزاحمت کی اسپر عمرو نے بعدالت منصف واسطے رفع مزاحمت کے درخواست کی اور درخواست نامبردہ حسب دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی بطور نالش نمبری درج رجسٹر کی گئی - منصف نے مدعیکو ڈگری دی - برطبق اپیل جج ماتحت نے اوسکو منسوخ کیا - بنا راضی حکم جج ماتحت مدعی نے ہائیکورٹ میں اس بنا پر اپیل کیا کہ کارروائی حسب دفعہ ۳۳۱ محض بہ تسلسل نالش ابتدائی حسب دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کے تھی اور چونکہ اپیل بنا راضی فیصلہ صادرہ حسب دفعہ مذکور نہیں ہوسکتا لہذا کوئی اپیل بعدالت جج ماتحت دایر نہیں ہوسکتا -

تجویز ہوئی کہ کارروائیات حسب دفعہ ۳۳۱ مجموعہ مذکور از قسم نالش جدید مابین ڈگریدار اور شخص ثالث کے ہیں اور اس لئے اپیل روبرو جج ماتحت کے ہوسکتا تھا - مقدمہ راگولوجی تاجی بنام رہولا بار اگہو (۱) سے فرق ظاہر کیا گیا اور مقدمات متال بنام جیناتا گونڈن (۲) کالی ما بنام دہولا بار اگہو (۳) کا حوالہ دیا گیا -

ایک شخص مسمی ناصر علی فقیر نے ایک ڈگری واسطے قبضہ ایک اراضی کے بمقابلہ یار علی فقیر وغیرہ حسب دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص حاصل کی باجرائے ڈگری مذکورہ وہ اراضی کا قبضہ لینے گیا لیکن اوس سے ایک شخص مہر علی فقیر (فریق ثالث) نے مزاحمت کی اسپر ڈگریدار نے بروبرو منصف کے استغاثہ کیا اور استغاثہ اوسکا بطور نالش نمبری حسب دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی درج رجسٹر ہوا اور دوسین نامبردہ مدعی اور عذردار مدعا علیہ ہوا منصف نے مدعیکو ڈگری دی - برطبق اپیل جج ماتحت نے یہ ڈگری منسوخ کی - بعدازین مدعی نے ہائیکورٹ مین خاص کر اس بنا پر اپیل کیا کہ چونکہ کارروائی حسب دفعہ ۳۳۱ مجموعہ مذکور بہ تسلسل نالش ابتدائی حسب دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کے تھی اور چونکہ بنا راضی حکم حسب دفعہ مذکور کوئی اپیل نہیں ہوسکتا لہذا کوئی اپیل مقدمہ ہذا بھی بعدالت جج ماتحت نہیں ہوسکتا -

بابو سرت چندر رائے چودہری منجانب اپیلانٹ -

مولوی محمد طاہر (بجائے مولوی سید شمس الہدیٰ) منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز عدالت (نارس صاحب جسٹس و گارڈون صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے -

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۲۰ (۳) " " " مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۵۲۰ -

سنہ ۱۸۹۰ء
[...]علی
بنام
[...]لی

گارڈن صاحب جج ـ مدعی نے بنالش ہذا ایک ڈگری واسطے قبضہ اراضی کے حسب دفعہ ۹ ـ ایکٹ دادرسی خاص حاصل کی ـ جب کہ وہ باجرائے ڈگری قبضہ لینے گیا تو اوس سے مدعا علیہ نے مزاحمت کی اسپر ڈگریدار نے عدالت مین استغاثہ کیا اور اوسکا استغاثہ بطور نالش درج رجسٹر کیا گیا جس مین نامبردہ مدعی اور وہ شخص جس نے اوس سے بصیغہ اجرائے ڈگری مزاحمت کی تہی مدعا علیہ ہوا منصف نے مدعیکو ڈگری دی ـ برطبق اپیل جج ماتحت نے اوسکو منسوخ کیا منجملہ اون امور کے جو روبرو جج ماتحت پیش کئے گئے ایک امر یہ تہا کہ کوئی اپیل بنا راضی حکم منصف حسب دفعہ ۳۳۱ نہین ہوسکتا کیونکہ یہ محض ایک کارروائی بسلسلہ نالش ابتدائی حسب دفعہ ۹ ـ ایکٹ دادرسی خاص کے تہی اور چونکہ بنا راضی فیصلہ صادرہ حسب دفعہ مذکور کوئی اپیل نہین ہوسکتا تہا لہذا اپیل مقدمہ ہذا اپیل روبرو جج ماتحت نہین ہوسکتا ـ یہ اپیل دوم مین ہمارے روبرو بہی پیش کیا گیا ہے ـ

ہم یہ خیال کرتے ہین کہ وہ رائے جسکی نسبت بحث کی گئی تسلیم نہین کیجا سکتی ـ عبارت دفعہ ۳۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی بالکل صریحاً مخالف اوسکے ہے ـ دفعہ مذکور مین یہ مندرج ہے کہ اگر تعرض یا مزاحمت منجانب کسی اور شخص کے علاوہ مدیون ڈگری کے سرزد ہوا اور وہ بہ نیک نیتی یہ دعوی کرتا ہو کہ وہ اپنی طرف سے یا منجانب کسی اور شخص علاوہ مدیون ڈگری کے جایداد مذکور پر قابض ہے تو دعوی اوسکا بہ ثبت نمبر داخل رجسٹر ہوکر ایک مقدمہ قرار دیا جاویگا جس مین ڈگریدار مدعی متصور ہوگا اور دعویدار مذکور مدعا علیہ اور عدالت کو اوسوقت لازم ہوگا کہ دعوی کی تحقیقات اوسی طور پر اور اوسی طرح کے اختیار سے کرے گویا کہ نالش بابت جایداد کے ڈگریدار کی طرف سے بنام دعویدار حسب احکام باب پنجم کے دائر ہوئی تہی اور فقرہ مختتمہ یہ ہے ایسا ہر حکم اثر ڈگری کا رکہیگا اور مثل ڈگری کے اپیل وغیرہ کی تمام شرائط کا تابع ہوگا ہماری صاف طور پر یہ رائے ہے کہ کارروائیات حسب دفعہ ہذا از قسم نالش جدید مابین ڈگریدار اور شخص ثالث کے ہین اور اسلئے مقدمہ ہذا اپیل روبرو جج ماتحت کے ہوسکتا تہا

ہمارے روبرو [...] اپیلانٹ کے مقدمہ راؤ لوچی نمامی بنام ہولاپا ما گہورا (۱) کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ مقدمہ مذکور کوئی سند واسطے اوس مسئلہ کے نہین ہے جسپر بمقدمہ ہذا استدلال کیا گیا ہے ـ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ مذکور زیادہ تر متعلق تعین ماہیت تعرض اختیار سماعت کے ہے اور صرف تعرض مذکور کا کارروائیات حسب دفعہ ۳۳۲

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۴ صفحہ ۳۰۰

ناصر علی بنام مہر علی

مجموعہ ضابطہ دیوانی بمنزلہ کارروائیات متعلق نالش ابتدائی خیال کیجا سکتی ہین - مزید
بران فیصلہ ہذا سے مقدمات متمم مال بنام جینا ناگونڈن (۱) و کا بنام نبین کستی (۲) بین
حذف کیا گیا ہے - لہذا ہماری دانست مین یہ اپیل ساقط ہوتا ہے اور مع خرچہ کے ڈسمس
کیا جانا چاہیئے - اپیل ڈسمس کیا گیا

۱۹ - اپریل سنہ ۱۸۹۵ع

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

ہرمنی داسی وغیرہ (مدعیان) بنام هری چرن چودہری (مدعا علیہ)†

اشتمال بیجا - مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع دفعات ۲۶ و ۲۷ و ۳۱ - اشتمال مدعیان ان اشخاص جنکا تعلق مشترکہ نالش مین ہے - دعاوی جو متناقض نہین ہین - بنائے دعوی کے معنے - عرضی دعوی کی ترمیم فریقین -

مدعیان ۱ لغایت ۳ دختر و پسران دختر مسمی گدادہر کے تھے نامبردگان نے بیان کیا کہ گدادہر ایک نابالغ لڑکا (عمرو) اور ایک دختر نابالغ ہرمنی اور ایک بیوہ چندرمنی کو چھوڑکر فوت ہوا پسر مذکور چندرمنی کو بطور وارث چھوڑکر فوت ہوا اور چندرمنی کی وفات پر پسران ہرمنی مستحق جایداد متروکہ عمرو کے ہوئے لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ گدادہر نے عمرو کو بطور اپنے وارث کے نہین چھوڑا تو ہرمنی جایداد گدادہر کی بطور وارث قریب کے مستحق ہوگی اور مدعیان نے جایداد کا بندوبست ٹھیکہ پر (مدعی نمبر ۴) کے ساتھ کیا لیکن نامبردہ کو مدعا علیہ نے قبضہ نہین دیا جو جایداد کی نسبت دعوی بذریعہ خریدار کے قایم مقام بزبانی ایک برادر گدادہر سے کرتا ہے مدعیان ۱ لغایت ۵ نے شامل ہوکر نالش قبضہ جایداد بابت اثبات حق مدعی نمبر ۱ یا مدعیان ۲ و ۳ و ۴ کے دایر کی بر طبق عذر مدعا علیہ بسبب دفعہ ۲۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالش بوجہ اشتمال بیجا مدعیان ناقابل پذیرائی ہے - تجویز ہوئی کہ الفاظ "بنائے دعوی" موقومہ دفعہ ۲۶ مجموعہ مذکور نہ وسیع بلکہ محدود معنے مین استعمال ہوئے ہین یعنی وہ مین واقعات جن سے خلاف ورزی حق کی ہوتی ہے شامل ہین لیکن خواہ مخواہ وہ واقعات جنسے خود وہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۲ (۲) ایضاً ایضاً مدراس جلد ۳ صفحہ ۵۲ † اپیل ابتدائی حکم نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۴ع مصدرہ بابو کرشن ناتھ داس قایم مقام جج ماتحت کہونا مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۸۹۴ع

سنہ ۱۸۹۵ع
ہرمنی داسی
بنام
ہری چرن
چودھری

حق قایم ہوتا ہے شامل نہین ہین لہذا وہ شرط کہ جو ان الفاظ سے مستنبط ہوتی ہے نسبت ایک ہی بنا سے دعوی کے اوس حالت مین پوری ہو جاتی ہے کہ واقعات جن سے خلاف ورزی حق متعدد مدعیان کی پیدا ہوتی ہے ایک ہی ہون گو وہ واقعات ایک ہی نہون جن سے وہ حقوق قایم ہوتے ہین جنپر مدعیان اپنا دعوی دادرسی مذکور علی سبیل البدل کرتے ہین اور چونکہ مدعیان مقدمہ نے اوسی فعل ناجایز مدعا علیہ کی شکایت کی ہے کہ جس سے اونکے حق کی خلاف ورزی ہوئی لہذا وہی اونکی بنائے دعوی ہے اور چونکہ اونہون نے ایک ہی دادرسی یعنے قبضہ کا دعوی کیا ہے اور چونکہ علاوہ اسکے اونہون نے کوئی دعوی متناقض پیش نہین کیا پس ایسا مقدمہ اندر دفعہ ۲۶ مجموعہ مذکور کے آتا ہے اور بوجہ اشتمال بیجا مدعیان کے ناقص نہین ہے۔ مقدمات لنگ اپال بنام جیا وینکٹا امال (۱) نوشیروان جی مردوان جی پانڈے بنام گارڈن (۲) سے اختلاف کیا گیا و مقدمہ نفیر آیا بنام صدرو آیا (۳) کی تقلید کیگئی۔

واقعات مقدمہ جس طور پر کہ عرضی دعوی مین تحریر ہین مختصراً حسب ذیل ہین۔

مسمی گرادہر بہونجا چودہری اور اوسکا بھائی پرتاب نراین بہونجا چودہری اہالی ایک خاندان مشترکہ ہنود کے تہے پرتاپ نراین سنہ ۱۲۴۵ع بنگلہ مین دو پسران راجندر نراین اور ستیل نا تہہ کو چہوڑ کر فوت ہوگیا گرادہر سنہ ۱۲۴۶ع بنگلہ مین فوت ہوا اور اپنی بیوہ چندرمنی اور ایک نابالغ لڑکا اور ایک نابالغ لڑکی ہرمنی کو چہوڑ گیا گرادہر متوفی کے پسر نابالغ کی وفات پر اوسکی بیوہ چندرمتی حصہ جایداد نامبردہ کی وارث ہوئی چندرمنی سنہ ۱۲۹۵ع بنگلہ مین فوت ہوئی مدعیہ نمبرا ہرامتی نے اپنی مان کی وفات پر وارثان پرتاب نراین متوفی سے قبضہ جایداد متروکہ پدر طلب کیا لیکن نامبردگان نے انکار کیا اور ماہ جیٹھہ سنہ ۱۲۹۶ع جایداد ہائے مذکور بنام مسمی کالیداس ادک فروخت کی گئین جس نے پہر جایداد متنازعہ کو بدست مدعا علیہ نمبرا یعنے رائے ہریچرن چودہری کے فروخت کیا مدعیہ نمبرا اور اوسکے پسران مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ نے جایداد کا بندوبست پٹنی مدعی نمبر ۵ کے ساتہہ کیا مگر نامبردہ بہی قبضہ حاصل کرنے مین ناکامیاب رہا۔ چنانچہ مدعیان نے نالش ہذا واسطے دلاپانے قبضہ جایداد یا اثبات حق ابتدا اوسکے بدین بیانات دایر کی کہ بوقت وفات ہر سہ مدعیہ نمبرا کے وہ محض نابالغ تہی اور دیگر مدعیان نمبرا و ۳ و ۴۔ اوسوقت تک پیدا ہی نہین ہوئے تہے پس نامبردگان کو یہ امر ثابت کرنا مشکل ہوگا کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۳۹ (۲) رر رر رر بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۶۶۔
(۳) رر رر رر بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۱۱۹۔

ہرلنہی داسی بنام ہری چرن چودہری

مدعیہ نمبر ۱ مسماۃ متوفیہ نے بوقت اپنی وفات کے ایک پسر چھوڑا اور یہ کہ پسر مذکور اپنی نابالغی مین فوت ہوگیا اگر گدادہر نے پسر مذکور چھوڑا تہا تو مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ بحیثیت پسران ہمشیرہ کے اوسکے وارث ہونگے لیکن اگر یہ ثابت ہو کہ نامبردہ نے کوئی پسر چھوڑا تو مدعیہ نمبر ا بطور دختر گدادہر کے وارث ہوگی اور چندرمنی بیوہ گدادہر کی وفات پر مدعیہ نمبر ا یا اوسکے پسران مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ بحالت مین باستحقاق وراثت گدادہر یا اوسکے پسر کے مستحق جایداد کے ہونگے۔

مدعا علیہ نمبر ا نے صرف اوس نے نالش پر اعتراض کیا نسبت اوسکے مختلف بنا دیہی عذرات کئے لیکن صرف وہ عذر جو رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہے یہ تہا کہ مدعیان شامل ہو کر نالش واحد بر بنا اوسکے مستحق نہ تہے عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ ایسی نالش قابل پذیرائی نہین ہے اور مدعیان کو یہ طے کرنا چاہئے کہ آیا مدعیہ نمبر ا یا مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ نالش دایر کرین اور یہ حکم صادر کیا کہ عرضی نالش بغرض ترمیم واپس کیجائے۔ بنا راضی حکم مذکور مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

تا یم مقام ایڈوکیٹ جنرل (مسٹر گریفتہ ایونس) و بابو بہونی چرن درجہ منجانب اپیلانٹ

مسٹر سی پی ہل و بابو جوگیش چندر رائے منجانب رسپانڈنٹ۔

مسٹر ڈبلیو سی بنرجی منجانب مسٹر گریفتہ ایونس۔ جج ماتحت نے بلحاظ بنائے دعوی مندرجہ دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے غلط معنی سمجھے ہین اونہون نے اوسکو ایک مجموعہ حقوق کا یا بنیر خلاف ورزی حقوق مذکور کی تصور کیا ہے بنائے دعوی مقدمہ ہذا مین وہ فعل ہے جو مدعا علیہ نے نسبت جایداد متروکہ گدادہر کے کیا ہے مقدمہ لنگٹ ایال بنام چینیا ونیکٹا ایال (۱) صریحاً قابل فرق ہے مقدمہ مذکور مین صرف ایک بیوہ نے منجملہ دو بیوگان ایک ہندو متوفی کے اور اوسکے پسر متبنی نے واسطے پانے کل جایداد خاندان کے بشرطیکہ تبنیت جایز ہو اور اگر جایز نہو تو واسطے نصف جایداد کے نالش دایر کی مقدمہ ہذا مین مدعیان یعنی منجملہ اونکے ایک شخص مستحق کل جایداد کا ہوگا اور نہ ایک حصہ کا جو ایک صورت مین کم اور دوسری مین زیادہ ہو یعنی خواہ مدعیہ نمبر ا وارث قریب ترین ہو یا مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ ورثا سے قریب ترین ہون مقدمہ فقیر آ یا بنام رودر آیا (۲) بالکل ہیرے مفید ہے اس مقدمہ مین مدعا علیہ نے جو دعوی پیش کیا اوسکی تردید مین ہر دو فریق مدعیان کا فایدہ ہے اس قسم کے مقدمہ مین اس امر کا خیال کرنا چاہئے کہ آیا مدعا علیہ کو اپنی جوابدہی مین بوجہ اتصال بنا ہائے دعوی کے نقصان پہونچا یا نہین اگر یہ صورت ہے تو بنا ہائے دعوی مذکور کی تجویز جداگانہ ہوسکتی ہے یہ امر دیکہنا ضرور ہے کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۶ صفحہ ۲۳۹ (۲) ؍؍ ؍؍ ؍؍ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۱۱۹۔

پرمشی داسی بنام ہریچرن چودہری

مقدمہ مین کون سے فریق ضروری ہیتا بنائے دعوی منجانب مدعیہ نمبر ۱ اور منجانب مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ مختلف نہین کہی جاسکتی "بنائے دعوی" کے معنے خلافورزی حق کے ہین اور اوسمین حق شامل نہین ہے ایکٹ جوڈیکیچر مین الفاظ "بنائے دعوی" وارد نہین ہین تہو مقدمہ اسمرتہہ ویٹ بنام ہینے (۱) مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ قاعدہ شمال متعدد مدعیان و مختلف بنائے دعوی کا ایک نالش مین صرف اون صورتون سے متعلق ہے جنمین متعدد مدعیان کا دعوی "ایک ہی دادرسی کا ہو یا جنمین یہ شبہہ ہو کہ کس مدعی کا یا کس تعداد مدعیان کا مشترکا یا منفرداً جائز حق دادرسی کا ہے مقدمہ ہذا مین دادرسی مندعویہ ایک ہی ہے اگر الفاظ ایک ہی بنائے دعوی کے معنے اول حق اور بعدہٗ خلافورزی حق کے ہین تو لفظ منفرداً مندرجہ دفعہ ۲۶ مجموعہ کا استعمال نہایت تناقض طور پر ہوا ہے۔

مسٹر پل منجانب رسپانڈنٹ۔ اسمقدمہ مین یہ دیکہنا چاہیے کہ الفاظ "بنائے دعوی" کے کیا معنے ہین نالش بیدخلی مین اوسکے معنے (اول) حق (دوم) خلافورزی حق مذکور کے ہین الفاظ "بنائے دعوی" اسی معنے مین کل مجموعہ مین یکسان طور پر استعمال ہوئے ہین قانون مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ عرضی دعوی مین یہ لکہنا چاہیے کب اور کہان بنائے دعوی پیدا ہوئی اس واقعہ سے کہ مدعیہ نمبر ۱ بیدخل کی گئی کوئی بناء دعوی دیگر مدعیان کو پیدا نہین ہوتی عرضی دعوی مین اسکا کوئی ذکر نہین ہے کہ دیگر مدعیان کب بیدخل کئے گئے اسوجہ سے مدعاعلیہ کو دقت ہوگی اسمقدمہ مین یعنی بعہ بیدخلی کے قایم کی گئی ہے بنائے دعوی ہر فریق مدعیان کی مختلف ہے اسمقدمہ مین بناہائے دعوی جداگانہ ہین گو وہ ایک ہی معاملہ سے پیدا ہوئی ہون دادرسی پر بحث کرنا ضرور نہین ہے بلکہ بنائے دعوی پر مقدمات مولہ طرف ثانی مین واقعات کا کوئی بیان علیحدہ علیحدہ بیدخلی نہین ہے اور کسی خاص حق کی خلافورزی ہوئی ہے لہذا مقدمات مذکور قابل فرق ہین۔

مسٹر گریفتہہ اپولنس نے جواب دیا۔

تجویز عدالت (مسٹر میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس [illegible])

یہ اپیل بنا رضی حکم جج ماتحت کہ اسنا منظور دای عرضی دعوی بنظر اصلاح [illegible] اس بنا پر کہ عرضی دعوی بوجہ شمال بیجا مختلف مدعیان کے جنکو مختلف بناہائے دعوی حاصل ہین ناقص عرضی دعوی مین مختصراً یہ تحریر ہے کہ جایداد ہائے مندرجہ ضمیمہ عرضی دعوی کے دادسر ہونکا

(۱) لاررپورٹ مقدمات اپیل سنہ [illegible] صفحہ ۴۹۴۔

ہرامنی وغیرہ
بنام
ہرچرن چودہری

چودہری پدر مدعیہ نمبرا یعنے مسماۃ ہرامنی اور اوسکا بہائی پرتاب ورثہ مین پہونچا چودہری کعبص ساوی کما ایک
وقابض ملکیت تہے اور پرتاب سنہ ۱۸۴۵ء مین دو پسران چہوڑکر اور گرداہر سنہ ۱۸۴۶ء مین ایک پسر نابالغ اور ایک
دختر نابالغ یعنے مدعیہ ہرامنی اور ایک بیوہ چندرمنی کو چہوڑکر فوت ہوا اور پسر گرداہر اپنی نابالغی مین
اپنی ماں اور چندرمنی کو بطور اپنے وارث کے چہوڑکر فوت ہوا اور چندرمنی اور ہرامنی مدعیہ نمبرا
بشرکت خورد و نوش پسران و بیوگان پرتاب کے رہتی تہین اور بعد وفات چندرمنی سو قوعہ بہاگن
سنہ ۱۸۹۵ء کے مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ پسران ہرامنی مدعیہ نمبرا استحقاق ۸/ حصہ گرداہر کے جو اوسکے
پسر نابالغ کو پہونچا تہا بطور پسران ہمشیرہ پسر مذکور و وارثان قریبی کے ہونے اور اگر بوجہ سہو ہونے
شہادت کے مدعیان یہ ثابت نکرسکین کہ گرداہر ایک پسر چہوڑکر فوت ہوا تو مدعیہ نمبرا یعنے
ہرامنی بحیثیت دختر و وارثہ قریبی گرداہر کے ۸/ حصہ کے مستحق ہوگی ... مدعیان نمبرا و ۲ و ۳ و
بہرے مشترکا بند و بست یعنے پٹی حصہ مذکور کا مدعی نمبر ۵ کے ... اور چونکہ مدعا علیہم نے
ناجایز طور سے حصہ مذکور پر قبضہ رکہا لہذا مدعیان نمبرا لغایت ۵ نے مشترکا یہ نالش باثبات حق
مدعیہ نمبرا و مدعی نمبر ۵ خواہ مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ مدعی نمبر ۵ واسطے قبضہ اور واصلات کے دایر کی
یہ نالش بنام دو اشخاص دایر کی گئی ہے ایک اونمین سے مدعا علیہ نمبرا ہے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے
کیا جاتا ہے کہ وہ دعوی جایداد بلائے متنازعہ کا بذریعہ خریداری کے قایم مقام پرتاب کے کرتا ہے
اور دوسرے مدعا علیہ نمبر ۲ کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ جایداد مذکورہ بذریعہ پٹنی تحت مدعا علیہ
نمبرا کے قابض ہے۔
مدعا علیہ نمبرا کہ صرف اوسی نے ظاہرا بیان تحریری داخل کیا ہے بیان کرتا ہے کہ گرداہر کا
کبہی جایداد بلائے متنازعہ مین کوئی حق نہ تہا اور نامبردہ بیان کرتا ہے کہ گرداہر اپنے باپ کے سامنے
بلا چہوڑنے کسی پسر کے فوت ہوگیا تہا اور یہ کہ مدعا علیہ کو معلوم نہین ہے چندرمنی گرداہر کی بیوہ
اور مدعیہ نمبرا یعنے ہرامنی اوسکی دختر صحیح النسب تہی یا نہین اور نہ یہ اوسکو معلوم ہے کہ آیا مدعیان
نمبر ۲ و ۳ و ۴ پسران صحیح النسب مدعیہ نمبرا کے ہین اور یہ کہ مطابق رواج قدیم کے جو اوس
خاندان مین رایج ہے جس مین گرداہر تہا عورات و اشخاص مختلف گوتر کے ہمیشہ وراثت سے
خارج ہے ہین اور یہ کہ نہ مدعیہ نمبرا نہ اوسکے پسران مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ کا کوئی استحقاق بذریعہ
وراثت کسی ایسی جایداد پر ہوسکتا ہے جسکا ابتدا مالک گرداہر تہا اور یہ کہ بیعنامہ مشتری نے نسبت
جایداد بلائے متنازعہ کا بعوض قیمت بلا اطلاع دعوی مدعیان کے ہونے اور مدعیان کے

۱۹۰۰ء
رامنی داسی
بنام
پرپتی چودھر

دعوی مین تمادی عارض ہے اور مدعیان شامل ہوکر ایک نالش دایر کرنیکے مستحق نہین ہین۔

عدالت ماتحت نے آخر عذر مدعا علیہ نمبر ۲ کی بنا پر یہ تجویز کی کہ مدعیان نمبر ۱ لغایتہ ۳ نالش واحد کے دایر کرنے مین شامل نہین ہوسکتے تہے بلکہ اونکو یہ پسند کرنا چاہیے کہ آیا مدعیہ نمبر ۱ یا مدعیان نمبر ۲ لغایتہ ۳ نالش کی پیروی کرین چنانچہ ۲ مارچ ۱۸۹۴ء کو عدالت موصوف نے حکم دیا کہ عرضی دعوی ترمیم کیواسطے واپس کیجاوے۔

بنا راضی حکم مذکور مدعیان نے اپیل ہذا دایر کیا اور اونکی طرف سے یہ بحث کیگئی ہے کہ عدالت ماتحت کی یہ تجویز غلط ہے کہ مقدمہ ہذا مین مدعیان کا اشتمال بیجا ہے جسکی وجہ سے عرضی دعوی مین ترمیم کی ضرورت ہو کیونکہ دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین حکم ہے کہ ایسے اشخاص بطور مدعیان کے شامل ہوسکتے ہین جنکو ایک ہی بناء دعوی کی بابت کسی دادرسی متدعویہ کے استحقاق کا ہونا بعض کو بجائے بعض کے بیان کیا گیا ہو۔ برخلاف اسکے کونسل ذیعلم رسپانڈنٹ نے یہ بحث کی ہے کہ اگرچہ اشخاص جو کسی دادرسی متدعویہ کی نسبت علی سبیل البدل حق ظاہر کرتے ہون بطور مدعیان شامل ہوسکتے ہین مگر حسب منشائے دفعہ ۲۶ مجموعہ مذکور کے بابت ایک ہی بناء دعوی کے شامل ہوسکتے ہین اور چونکہ الفاظ "بنائے دعوی" مین نہ صرف وہ واقعات شامل ہین جنسے خلاف ورزی حق مدعیان کی ہوتی ہے بلکہ وہ واقعات بہی شامل ہین جنسے اونکا حق قایم ہوتا ہے اور یہ واقعات مقدمہ موجودہ مین مختلف اور متناقض ہین اسلئے مدعیان کی نسبت یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ دادرسی علی سبیل البدل کا دعوی بابت ایک ہی بنائے دعوی کے کرتے ہین۔

بحث جو اسمقدمہ مین پیش ہوئی ہے شک اور دقت سے مبرا نہین ہے اوسکا تصفیہ تعبیر دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بشمول دفعہ ۳۱ پر مبنی ہونا چاہیئے۔

دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی لفظ بلفظ حکم نمبر ۱۶ قاعدہ ۱ سپریم کورٹ آف جوڈیکیچر سے بایزادی الفاظ "نسبت ایک ہی بنائے دعوی کے" جو اخیر فقرہ اول کے مین نقل کی گئی ہے یا قید اوس دقت کے رفع کرنیکے ظاہرا اضافہ کی گئی ہے جو تعبیر لفظی قاعدہ انگلستان سے پیدا ہوسکتی تہی یعنے مدعیان جنکو جداگانہ بنائے دعوی حاصل ہون ایک ہی نالش مین شامل ہون چنانچہ یہ امر مقدمہ بوتہ بنام میسکو (۱) جایز قرار دیا گیا تہا اسکو کہ متعلق تعبیر قاعدہ انگلستان

(۱) لا رپورٹ کوینس بینچ ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۲۹۶۔

سنہ ۱۹۰۵ء
ہرامنی داسی
بنام
ہریچرن چکرورتی

صرف حال مین بذریعہ فیصلہ پرویوی کونسل مقدمہ سمرتہو دیٹ بنام بہنے (۱) رفع ہوئے ہین جسمین یہ تجویز ہوئی ہے کہ قاعدہ صرف اون مقدمات سے متعلق ہے جنمین چند مدعیان ایک ہی دادرسی کے مستدعی ہون بالخصوص جبکہ یہ شبہہ ہو کہ مدعیان مین سے کسکو یا مدعیان مین سے کس تعداد کو اوسکا یا مشترکاً یا منفرداً قانونی استحقاق نسبت دادرسی کے حاصل ہے۔ لیکن اگرچہ اضافہ الفاظ "نسبت ایک ہی بنائے دعوی کے" سے ایک قسم کی دقت رفع کرنیکا منشا ہو مگر اوس سے دوسری قسم کی دقت پیدا ہو گئی ہے یعنے دفعہ مذکور کی ایسی تعبیر کرنے مین کہ جس سے وہ قید جو الفاظ مذکورہ سے مستنبط ہوتی ہے مناسب حال ایسی صورت کے ہو جس مین مختلف مدعیان ایک ہی دادرسی کے علی سبیل البدل مستدعی ہون کیونکہ اگر الفاظ "بنائے دعوی" وسیع معنے مین لئے جاوین یعنے یہ کہ اونمین کل وہ واقعات داخل ہین جنسے دعوی قابل نفاذ پیدا ہو یعنے استحقاق اور اوسکی خلاف ورزی شامل ہو (مقدمہ ریڈ بنام بروان (۲) ملاحظہ طلب) تو ایسی صورت کا خیال کرنا مشکل ہے جس مین دو مدعیان اوسی دادرسی علی سبیل البدل کیواسطے اوسی بناء دعوی کی نسبت یعنے اوسی استحقاق اور اوسکی خلاف ورزی کی بابت مستدعی ہون اسی امر سے کہ وے ایک ہی دادرسی علی سبیل البدل کے مستدعی ہین وہ واقعات جن سے اونکا استحقاق حسب بیان اونکے پیدا ہوتا ہے صرف مختلف ہی نہین بلکہ متضاد اور باہم متغایر ہونگے کونسل ذی العیم رسپانڈنٹ نے اس دقت کے رفع کرنے کی کوشش بذریعہ پیش کرنے اوس رائے کے کی ہے جو مقدمات لنگ امال بنام مونکیٹ امال (۳) قایم کیگئی تہی یعنے الفاظ علی سبیل البدل ایسی صورت حالے سے متعلق ہین جن مین یہ شک ہو کہ کون شخص مستحق نالش بابت بناء دعوی کے ہے مثلاً بصورت بیع موسومہ ایجنٹ (کارندہ) یہ دقت پیدا ہو سکتی ہے کہ آیا اصل مالک یا ایجنٹ کو دعوی کرنا چاہئے یا اون صورتون مین جن مین اشخاص کو مختلف اور متضاد حقوق نسبت ایک ہی شے کے ہون اور امتحاب ایسے فصل کا کیا جائے جس سے ایک ہی بناء دعوی کسی ایک شخص کو مطابق آخری تجویز عدالت کے کہ کون منجملہ دو کے ڈگری پانے کا مستحق ہے حاصل ہو۔

ہمکو کوئی شک نہین معلوم ہوتا کہ وہ صورتین جو ابھی بتلائی گئی ہین اون صورتون مین داخل ہین جنسے الفاظ علی سبیل البدل متعلق کرنے کا منشا ہے لیکن جبرا مرکے سمجھنے مین کسقدر دقت

(۱) لاء رپورٹ مقدمات اپیل ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۰۴ (۲) لاء رپورٹ کوئنس بینچ ڈویژن جلد ۱۳ ۱۹۰۸ء
(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۹ -

ہرامنی داسی بنام ہریپن چندر رائے

معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کس طرحپر مالک اور ایجنٹ کی نسبت ایک صورت مین اور اون اشخاص کی نسبت جو مخالف اور متضاد حقوق رکھتے ہون دوسری صورت مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک ہی بناء دعوی ایسی حالت مین رکھتے ہین کہ الفاظ مذکور مین وہ واقعات شامل سمجھین جائین جن سے حق اور اوسکی خلافورزی پیدا ہوتی ہو کیونکہ واقعات جنسے امنکے حقوق قایم ہوتے ہین خواہ مخواہ مختلف ہونگے۔

اس معمولی قاعدہ تعبیر کی تقلید کرکے کہ عبارت مندرجہ قانون کی ایسی تعبیر کرنی چاہیے کہ کچھہ معنے اوسکے ہر جزو کے ہون اور یہ خیال کرکے کہ الفاظ بناء دعوی کی تعریف کہین مجموعہ ضابطہ دیوانی مین نہین کی گئی ہے الا ضمناً بغرض دفعہ ۲۶ اور یہ کہ جہانتک کہ اوس دفعہ کو تعلق ہے الفاظ مذکور ایک محدود اور بعض حالات مین ایک گنجایش دار معنے مین استعمال کئے گئے ہین ہم یہ خیال کرتے ہین کہ صحیح طریقہ دفعہ ۲۶ کی تعبیر کرنیکا کہ اس طورپر الفاظ علی سبیل البدل کے کچھہ معنے ہون یہ ہے کہ یہ قرار دیا جاوے کہ الفاظ "بناء دعوی" سے جو دفعہ مذکور وسیع معنے مین نہین بلکہ محدود معنے مین اس طرح پر استعمال کئے گئے ہین کہ واقعات [illegible] سے خلافورزی حق کی ہوئی اونمین داخل ہین مگر خواہ مخواہ وہ واقعات [illegible] جنسے خود حق پیدا ہوا تاکہ قید جو ان الفاظ سے یعنی نسبت ایک ہی بناء دعوی کے "مستنبط ہوتی ہے اوس حالت مین کارآمد ہو جبکہ وہ واقعات جنسے خلافورزی استحقاق متعدد مدعیان کی ہوتی ہے ایک ہی ہون گو واقعات جنسے وہ استحقاق پیدا ہوا ہو جیسے وہ اپنا دعوی نسبت دادرسی علی سبیل البدل کے مبنی کرتے ہین ایک ہی [illegible] ہم واقف ہین کہ یہ رائے نہ صرف مقدمہ مدراس کے جسکا ابھی حوالہ دیا گیا ہے بلکہ مقدمہ نوشیروان جی مروانجی پانڈے بنام گارڈن (۱) کے بھی خلاف ہے لیکن ہم اپنا تجاوز سے اختلاف کرنے پر مجبور ہین جہانتک کہ اوس مسئلہ کو تعلق ہے جسپر اب ہم غور کرتے ہین ورنہ تجویز ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۲۶ فی نفسہ تناقض نہو ہماری دانست مین یہ رائے خلاف اوس تناقض کے ہے جو دفعہ ۳۱ مجموعہ مذکور مین دربارہ شامل کرنے مدعیان کے نسبت مختلف بناء دعوی کے ضمناً پائی جاتی ہے؛

مگر علاوہ اوس حقیقت کے جو شمال مدعیان کی نسبت حسب دفعہ ۲۶ مجموعہ مذکور کے بذریعہ الفاظ "ایک ہی بناء دعوی کی بابت" قایم کی گئی ہے ایک قید مزید ہے جو اوس قاعدہ مین

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲۶۶-

سنہ ۱۸۹۵ع
ہراسنی داسی
بنام
ہریچرن چودھری

ضمنا شامل ہے جو دفعہ مذکور کے فقرہ اول میں بیان کی گئی ہے اور وہ قطع نظر الفاظ مذکور کے ہے (دیکھو مقدمہ ہمرتہو بیت بنام سنہی (۱) محولہ بالا مین ظاہر کیا گیا ہے جس سے وہ قاعدہ صرف اون مقدمات پر محدود ہے جن مین دادرسی متدعویہ مدعیان جو شامل کئے گئے ہون ایسی دادرسی ہو یا جن مین یہ امر مشتبہ ہو کہ مدعیان مین سے کسکو یا کس تعداد مدعیان کو اور آیا مشترکاً یا منفرداً استحقاق قانونی بابت دادرسی کے حاصل ہے۔

اب ہمکو دیکھنا چاہیے کہ کس طرح پر ان دونون قیود متعلقہ اشتمال مدعیان کا اثر مجموعی اشتمال مدعیان مقدمہ حال پر پہونچتا ہے اسمقدمہ مین کل مدعیان ایک ہی فعل بیجا مدعاعلیہم کی شکایت کرتے ہین اوس سے خلاف ورزی اونکے استحقاق کی ہوئی ہے وہی اونکی بناء دعوی (اندر معنے محدود مذکورہ بالا) ہے یعنے قبضہ ناجائز جایداد متنازعہ کا رکہنا جسکے مدعیان مستحق ہین وے کل ایک ہی دادرسی کا دعوی کرتے ہین یعنے قبضہ و زر واصلات کا اور وے اپنی نالش کے دائر کرنے مین اسوجہ سے شامل ہوئے ہین کہ پانچوین مدعیکو حق بذریعہ دیگران حاصل ہے یعنے حق مٹینی واقع جایداد متنازعہ اور دیگر چار مدعیان کو کسی کو دعوی متناقض پیش آنے اور کل یہ تسلیم کرتے ہین کہ حق ملکیت مدعیان نمبر ۲ و ۳ و نمبر ۴ کو بحیثیت ورثاء پسر گدادہر کے حاصل ہے۔ مگر یہ مشتبہ ہے کہ آیا وے اسبات کو ثابت کر سکین گے یا نہین کہ گدادہر ایک لڑکا چہوڑ کر فوت ہوا یا آیا عدالت بالآخر یہ تجویز کریگی کہ گدادہر آخر مالک تہا اور یہ کہ حق نسبت جایداد متنازعہ کے بذریعہ وراثت کے اوسکی دختر مدعیہ نمبر ۱ کو اور نہ پسران دختر مذکور کو یعنے مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ کو حاصل ہے عین حق قانونی دادرسی متدعویہ کا حق وراثت بر طبق وفات چندر منی داسی جایداد کا ہے جو ابتداءً گدادہر کی تہی گو یہ امر کہ وہ حق مدعیہ نمبر ۱ یا مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ کو حاصل ہے بدینوجہ مشتبہ ہے کہ اس امر مین شک ہے کہ کس طرح پر چند واقعات قبل جانشینی چندر منی اور بعد وفات گدادہر کے واقع ہوئے ایسا مقدمہ ہماری رائے مین صاف طور پر اندر دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حسب مذکورہ بالا داخل ہوتا ہے کیونکہ حسب توضیح مندرجہ بالا یہ مقدمہ ایسا ہے جس مین حق دادرسی متدعویہ کا مشترکاً مابین اون اشخاص کے ہونا بیان کیا گیا ہے جو دعوی حقوق ملکیت اور مٹینی کا کرتے ہین

(۱) لاء رپورٹ مقدمات اپیل سنہ ۱۸۹۴ع صفحہ ۳۹۳ -

سنہ ۱۹۰۵ء
ہرلسی داسی بنام ہرکیرپان چودہری

اور علی سبیل البدل درمیان اون اشخاص کے ہے جو دعوی حق ملکیت کا بابت ایک ہی بنائے دعوی کے کرتے ہین۔

مزید بران ایک اور عمدہ طریقہ دریافت کرنے منشائے اور منشائے واضعان قانون کا اس قسم کے مقدمات مین جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے یہ ہے کہ نتیجہ دونون فریق مدعیان کے بشمول نالش کرنیکا جیسا کہ اونہون نے کیا ہے اوس نتیجہ کے ساتھ مقابل کیا جائے کہ جب وے منفرداً نالش کرین اور ہر فریق اوس جزو دادرسی علی سبیل البدل کا خواہان ہو جس سے اوسکو حق دادرسی حاصل ہوتا ہے صورت اول الذکر مین بہ تسلیم کرکے (جیسا کہ ہمکو اس نوبت پر کرنا لازم ہے) کہ اونکے دیگر بیانات صحیح ہین ایک فریق کو منجملہ دو فریق مدعیان کے ضرور حق دادرسی مستدعیہ کا ہوگا اور وہ صرف ایک کو مل سکتا ہے اور چونکہ دونون فریق آپس مین جھگڑا نہین کرتے ہین لہذا فیصلہ مقدمہ کا بلا کسی تجویز اس دا تو مشتبہ کے کہ آیا گر ادہر ایک لڑکا چھوڑکر فوت ہوا یا نہین (بجز اسکے کہ مدعا علیہم اس امر کا فیصلہ چاہین) ہو سکتا ہے مگر صورت آخر الذکر مین یعنے جبکہ نالشات جداگانہ دایر کیجاوین بہ تسلیم صحت دیگر بیانات کے ایک فریق کو مدعیان مین سے ڈگری ملے گی مگر صرف ایک ہی کو ڈگری ملے گی اور مشتبہ امر تنقیح طلب واقعاتی متذکرہ بالا کی تجویز بغرض دریافت اس امر کے کرنی پڑے گی کہ دونون نالشات مین سے کونسی ڈگری ہونی چاہیئے کو اگر مدعیان نالش جداگانہ دایر کرنے کے واسطے مجبور نہ کئے جاتے (کیونکہ اونکے درمیان اختلاف نہین ہے) تو اوسکی تجویز غیر ضروری ہوتی اس طرح بذریعہ ایک طریقہ کے کثرت نالشات سے اور تجویز ایک غیر ضروری امر تنقیح طلب سے بچاؤ ہوتا ہے جس سے دوسرے طریقہ مین بچاؤ نہین ہو سکتا تھا اور واضعان قانون کا منشا طریقہ آخر الذکر کو طریقہ اول پر ترجیح دینے کا کبھی نہین ہو سکتا تھا غرض مدعا علیہ کی اس مقدمہ مین احتمال مدعیان نسبت عذر کرنے کا ظاہر ہے وہ چاہتا ہے کہ مدعیان آپس مین لڑائے جاوین گو مدعیان ایسا نہین کیا چاہتے اور اس طرح سے ہر ایک دوسرے کے مقدمہ کو دوبارہ اس امر کے کہ آیا گردہر نے لڑکا چھوڑا یا نہین برباد کرین مگر مدعا علیہ نے یہ بات فراموش کی کہ ہر دو دعوے علی سبیل البدل غلط نہین ہو سکتے اور دونین سے ایک ضرور صحیح ہوگا کوئی دلیل جو وجوہ انصاف معدلت یا وجوہ آسایش متخاصمین یا عدالتہائے پر مبنی ہو ایسی معلوم نہین ہوتی جسکی وجہ سے دامنگاہ قانون سے استعمال مدعیان کی مخالفت اس قسم کے مقدمہ مین کی ہو۔ لہذا ہمکو یہ ضرور تجویز کرنی چاہیئے

کہ نامبردگان کا استعمال صحیح ہوا ہے اور یہ کہ نالش کی ترتیب بوجہ استعمال بیجا مدعیان کہی ناجایز نہین ہے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ مقدمہ نفیرا بابنام رورابا (۱) بالکل ہمشکل ہے اور اوس سے اوس رائے کی جو ہمنے اختیار کی ہے پوری تائید ہوتی ہے۔

لہذا نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ضرور منظور ہونا چاہیئے اور حکم جسکی ناراضی سے اپیل ہوا ہے منسوخ ہونا چاہیئے اور مقدمہ عدالت ماتحت کو معہ اس ہدایت کے واپس بہیجا جانا چاہیئے کہ مدعیان کو اجازت مقدمہ مین کارروائی کرنے کی بربنا عرضی دعوی کے جیسی کہ وہ مرتب ہوئی ہے دیجائے۔

اپیل منظور ہوا۔

پریوی کونسل

بہگوان رامانج داس (مدعی) بنام رام پرپاپن رامانج داس (مدعا علیہ)

[بذریعہ ریوایور یعنے ازسرنو قایم ہونے مقدمہ کے]

دہرمشاستر۔ وقف۔ جانشینی بطور مہنت ایک مٹھہ واقع پوری کے معمولی قاعدہ۔ حق چیلہ کا۔ مٹھرہ ناقابلیت مہنت سیروس کی دربابِ کرنے چیلہ کے۔

دو متخاصمین۔ دعویداران مہنت نزاع بنسبت حق جانشینی عہدہ مہنت ایک روتی مٹھہ کے حسب معمولی قاعدہ جانشینی کے تہا ہر دو عدالتہا ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مہنت وقت کو یہ اختیار تہا کہ اپنا جانشین اپنے چیلون مین سے مقرر کرے اور بصورت نہونے تقرر کے چیلہ یا اگر ایک سے زیادہ چیلے ہون بڑا چیلہ جانشین ہوگا اور اگر کوئی چیلہ نہو تو گرو بہائی یعنے چیلہ اوسی گرو کا جسکا مہنت متوفی چیلہ تہا جانشین ہوگا۔

مدعی کا بیان تہا کہ وہ باضابطہ طور پر چیلہ کیا گیا تہا اور اوسکو اخیر مہنت نے جسکے استحقاق کی نسبت نزاع نہین ہے مقرر کیا تہا مدعا علیہ نے جسکا قبضہ تہا بیان کیا کہ مدعی ہرگز ایسا چیلہ نہ تہا اور بیان کیا کہ اگر اخیر مہنت یہ کوشش کرتا کہ اوسکو بطور چیلہ کے لے تو یہ فعل اس سبب سے ناجایز ہوتا کہ مہنت مذکور سیروس تہا مدعا علیہ کا یہ استحقاق تہا کہ اوسکو اوس مہنت نے جو اخیر مہنت سے پہلے تہا بطور چیلہ کے لیا تہا اور اوسکو منصب تہا کہ نسبت حق وراثت کے حجت کرے لیکن جب اخیر مہنت عہدہ مذکور پر

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۹ ۱ اجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ شینڈ صاحب و سر آر کوچ صاحب۔

سنہ ۱۹۰۵ء بھگوان رامانج داس بنام رام پرپن رامانج داس

مامور ہوا تو اوسکو تسلیم کر لیا تھا نا بیردہ نے ایک مظہرہ وصیت نامہ شخص آخرالذکر کا پیش کیا جسمین مندرج تھا کہ وہ جانشین ہوگا اور اپنے قبضہ پر جسکو اور مہنتون نے منظور کیا استدلال ہے۔

تجویز ہوئی کہ صرف برص شدید لسم کا مہنت اخیر کو نا قابل کر سکتا تھا نسبت اوسکے کوئی شہادت ڈاکٹری نہین ہے لیکن بنائے واقعات نتیجہ یہ ہے کہ کوئی ایسی ناقابلیت نہین تھی۔ بیانات مندرجہ وصیت نامہ مظہرہ صحیح نہین ہین اور وہ تبدیل استحقاق کے لئے غیر موثر ہے عام اس سے کہ اخیر مہنت نے اوسکو تحریر کیا تھا یا نہین کیونکہ اسکی تاثیر وصیتی نہین ہے نیز وہ امر جو بعد وفات اخیر مہنت کے کیا گیا مدعی کو محروم یا مدعا علیہ کو مستحق نہین کر سکتا تھا کیونکہ کوئی ایسا رواج نہ تھا کہ اس طرح پر مہنت کے منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا ہو۔

اپیل بنا مرضی ڈگری (۲۸-اپریل سنہ ۱۹۰۱ع) مصدرہ ہائیکورٹ مشعر منسوخی ڈگری (۲۹-اپریل سنہ ۱۹۰۰ع) مصدرہ جج ماتحت کٹک۔

نالش جو ۲۵ نومبر سنہ ۱۸۹۸ع کو دایر کی گئی واسطے حاصل کرنے استقرار اس امر کے تھی کہ مدعی کو یہ استحقاق ہے کہ بطور مہنت بوقت وفات اخیر مہنت کے وارث ہو اور واسطے قبضہ گدی پر بیٹھنے واقع پوری اور اوسکے اوقاف کی تھی جسکا تعین ڈیڑہ لاکھ روپیہ تخمیناً دو لاکھ تک کیا گیا استحقاق مظہرہ مدعی جواب اپیلانٹ ہے یہ تھا کہ اوسکو اخیر مہنت مسمی ہرے گریب رامانج داس نے جو عہدہ مذکور پر بلا نزاع سنہ ۱۸۶۳ع سے سنہ ۱۸۹۸ع تک مامور رہا بطور چیلہ کے لیا اور جانشین ہونیکے لئے مقرر کیا تھا اور عرضیدعوی مین مندرج تھا کہ شخص آخرالذکر جو اسکا بھائی مدعی کے باپ کا تھا اوسکو جب وہ تخمیناً دس برس کا تھا غازیپور واقع لب گنگا سے اپنے وطن سے دکہن پوری کو لایا تھا اور اوسکو نامبردہ کا چیلہ ۲۰ ماگہ سنہ ۱۲۸۲ (فروری سنہ ۱۸۷۵ع) کو کیا تھا اور اوسکا نام بھگوان رامانج داس رکہا تھا اور مسمی ہرے گریب نے اوسکو وہان تخمیناً چار برس تک رکہا اور بعد ازان اوسکو بنارس بھیجدیا جہان اوسکو پنڈت نے تعلیم دی اور وہان سے وہ ایک جاترا یعنی سفر مذہبی کو گیا اور جب وہ دکہن پوری مین واپس آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ مسمی ہرے گریب ۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۸ع کو فوت ہو گیا تھا اور مدعا علیہ رگہونندن نے ہتھیا لی گدی پر قبضہ یہ بیان ایک وصیت نامہ کے کیا ہے جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا کہ وہ قریب اڑتالیس گھنٹہ قبل اوسکے فوت ہونے کے تحریر کیا گیا تھا اگر یہ اصلی وصیت نامہ نہین ہے اور جبکہ اوسکو یعنی چیلا اخیر مہنت کو اوسنے بہی واسطے اپنی جانشینی کے پسند کیا تھا تو کوئی اور جانشین نہین ہو سکتا تھا۔

سنہ ۱۸۹۵ء
بہگوان رامانج بنام رام پرپیاری رامانج داس

جو اوسکی بابت ہی ادعاعی سمی ہے گریب داس کا چیلہ نہین ہوا تہا جو اگر رسم اوسکو چیلہ کرنے کی
ادا ہی کرتا اس سبب سے پر اثر طور پر ایسا نہین کرسکتا تہا کہ وہ بسبب مبروص ہونے کے
ضروری رسوم ادا نہین کرسکتا تہا بلکہ مہنت چتربہج داس یعنی پیشرو سمی ہے گریب نے
مدعا علیہ کو اپنا چیلہ ۸ کاتک سنہ ۱۲۵۸ (نومبر سنہ ۱۸۵۱ء) مین کیا تہا اور یہ امر بسبب اون
بعض اختلافات کے جو مابین مدعا علیہ اور مہنت مذکور کے پیدا ہوئے تہے اور نیز بنسبت
مدعا علیہ کے سفر کو چلے جانیکے ہوا کر چہوٹے چیلے سمی ہے گریب نے جانشینی حاصل کی جب
مدعا علیہ دکہن پرسا مین واپس آیا تو اوسکی ہے گریب سے صلح ہوگئی اور چونکہ وہ اوسکا گروبہائی
تہا لہذا آخر کو اوسکا جانشین مقرر ہوگیا اور بالآخر تیرہوین دن بعد اوسکی وفات کے بموجودگی
مہنتون دیگر مٹہون کے تمام رسوم کے ساتہہ حسب ضابطہ مہنتی کی گدی پر بٹہایا گیا۔

اسوجہ سے اپیل ہذا خاص کر مبنی ہے یہ ہین کیا قاعدہ جانشینی اس موروثی مٹہہ کا بموجب شہادت
کے ہے اور کیا یہ صورت ہے جیسا کہ مدعی نے بیان کیا ہے کہ اگر متوفی کا چیلہ ہوتا تو اوسکے
حق کو ترجیح ہوتی یا مہنت مذکور اپنی حیات مین چیلا اور گروبہائی مین سے پسند کرکے جسکو چاہتا
مقرر کرسکتا تہا ثانیاً کیا سمی ہے گریب اخیر مہنت نے مدعیکو بطور اپنے چیلے کے سنہ ۱۲۸۱ء مین
لیا تہا اور اگر اوس نے ایسا کیا تو کیا رسم مذکور بسبب اوسکے اوس وقت ایسی حالت برص مین
ہونے کے کہ اوسکے سبب سے وہ ناقابل لیے چیلے کے ہوگیا تہا کالعدم وغیرہ موثر تہی ثالثاً کیا
مدعا علیہ کو جیسا کہ اوس نے بیان کیا ہے مہنت چتربہج نے سنہ ۱۲۵۸ء مین بطور چیلے کے اختیار کر
لیا تہا کہ ہے گریب کا گروبہائی ہوا اور کیا اوسکو شخص آخر الذکر نے مقرر کیا تہا جیسا کہ وصیتنامہ
پیش کردہ مدعا علیہ مین بیان کیا گیا ہے اور کیا دستاویز مذکور مین واقعات صحیح صحیح لکہے
گئے ہین۔

عدالتہاے موصوف نے ایک رپورٹ ۱۸- اپریل سنہ ۱۸۸۱ء مطابق ۱۱- بیساکہہ سنہ ۱۲۸۸ بنگلہ کو جو
بہت سے مہنتون اور دیگر برہمنون متعلق کارخانہاے مذہبی واقع پوری نے کلکٹر قسمت
جنوبی مقام کٹک کو بجواب پروانہ دربارہ وراثت مہنتون و ادہکاریون مٹہون پوری کی ہدسال
کی تہی شہادت مین پذیرا کیا پروانہ مین یہ سنن تہا کہ یہ مناسب ہوگا کہ وہ مہنت جنکو اختیار ہے
کہ اپنے جانشین نامزد کرین کلکٹر کو اوس تقرر کی اطلاع دیا کرین جو وہ کیا کرین اور یہ دریافت
کیا تہا کہ ایسا طریقہ اختیار کرنے مین کچہہ عذر تو نہین ہے اس رپورٹ مین قاعدہ وراثت

۱۸۹۵ء
ٹھاکرانی رام جگت
بنام
دولن
مم پرشاد پرام
بیداس

موروثی مٹھون واقع پوری کا حسب ذیل بیان کیا گیا ہے

حضور کے پروانہ مین یہ مندرج ہے کہ صرف اس امر پر غور کیا جائے یعنی نسبت اون مہنتون اور ادہیکاریون کے جو گدیون مٹھون پوری پر مامور ہین اور اون اشخاص کے جنکو اختیار ہے کہ بعد اپنی وفات کے اپنے جانشینان کو نامزد کرین مناسب ہے کہ اپنی حیات مین اون اشخاص کو منتخب کرین جنکو وہ مناسب سمجہین کہ اونکے جانشینان ہون اور حضور کو اوسکی اطلاع باندراج اونکے نام کے کرین تاکہ وقت نامزد کئے ہوئے اشخاص کا تقرر بہت تہوڑے عرصہ بعد وفات مہنت یا ادہیکاریون مذکور کے منظور کر لیا جاوے اور صحیح کہ اگر کوئی مہنت یا ادہیکاری جو کسی گدی پر مٹھون موروثی پوری مین سے مامور ہو کہ ایک جب پوری سے جاتا رہا اور کام کے لئے باہر گیا ہوا ہو فوت ہو یا اگر اوس وقت اوسنے کوئی چیلہ بسبب اپنی کم عمری کے نہ کیا ہو تو اوس صورت مین یہ ضابطہ متعلق نہوگا۔

بصورت ایسے شخص متوفی کے اوسکا گر بہائی یا اگر اوس نے کوئی گر بہائی چہوڑا ہو تو بہتیجہ چیلا یا ناتی چیلہ (اونمین سے جو کوئی قابل گدی نشین ہونیکے ہو) مطابق قاعدہ کے مالک اور گدی نشین ہوتا ہے علاوہ برین اگر کوئی مہنت یا ادہیکاری جو مٹھون مذکورین سے کسی مٹھہ کی گدی پر ہو اپنی زندگی سے ناامید ہو کر اپنے بڑے چیلے یا چہوٹے چیلے یا ادہیکاری یا اپنے گر بہائی کو مالک مٹھہ مذکور کا اپنی حیات مین کرنا چاہے تو اوسکو اختیار ہے کہ اوسکو مالک اور گدی نشین کرے بشرطیکہ نامبردہ (یعنے وہ شخص جو پسند کیا گیا) اونچی ذات کا برہمن ہو اور قابل گدی نشین ہونے کے ہو ایسے حالات مین کسی اور شخص کو اختیار نہین ہے اگر اوسکے کوئی چیلہ نہو تو وہ خود اپنے گر بہائی کو یا اگر کوئی گر بہائی نہو تو اپنے بہتیجہ چیلہ کو یا ناتی چیلہ کو اونمین سے جو کوئی اوسکی رائے مین قابل اور لایق گدی نشین ہونیکے ہو کنٹہی دے اور حضور کو اپنے فیصلہ کی اطلاع دے کہ وہ شخص بعد اوسکی وفات کے مالک ہوگا پس ایسا شخص گدی نشین اور مالک مٹھہ مذکور کا ہوگا اور ایسے حالات کے کوئی اور شخص مالک یا مستحق کسی حق کا بذریعہ کسی دستاویز یا بطور ایک مخالف کے نہوگا بعد وفات کسی مہنت یا ادہیکاری کسی مٹھہ کے جسکے مالک نے کوئی فیصلہ حسب مندرجہ بالا نہین کیا ہے چہوٹا چیلہ مالک یا گدی نشین نہین ہو سکتا اگر متوفی نے کوئی بڑا چیلہ بطور وارث کے چہوڑا ہو اگر بڑا چیلہ لائق نہو یا مبروص یا نابینا ہو تو چہوٹے چیلون مین سے جو کوئی لایق اور قابل گدی نشین ہونے کے ہو مالک اور گدی نشین ہوگا لیکن جو قوم کا برہمن نہو یا جو مشکوک النسب ہو گی (یعنے ایسا شخص ہو جسکی ولدیت وغیرہ معلوم نہو) گدی نشین نہین ہو سکتا یہ قواعد زمانہ سلف سے چلے آتے ہین اور اگر ایسے قواعد بدستور آیندہ جاری رہین تو کوئی امر خلاف شاستر کے نہوگا"۔

بھگوان داس بنام ... (margin: بھگوانا ن ناتجہ بنام ... رام پرساد ... رانا ناتھ داس)

باقی رپورٹ سواے موروثی مٹھوان کے دیگر مٹھون سے متعلق تہی ہنت چترپہج داس اور اٹھا لیس اور سرداران مٹھون نے رپورٹ مذکور پر دستخط کئے جو شہادت مین بموجب دفعہ ۳۲ ضمن ۴ ایکٹ شہادت ۱۸۷۲ء بطور ایک راے بعض اشخاص متوفی کے پذیرا کی گئی تہی۔

بربناے مندرجہ بالا اور بیانات زبانی مختلف مہنتون مٹھون بمقام پوری کے بوقت سماعت روبروے جج ماتحت بابو جوگیش چندر متر کے معمولی حق جانشینی کا چیلہ مہنت عین ماقبل مہنت آخیر کو حاصل ہونا یا ایک کو اوسکے چیلون مین سے جسکو وہ مقرر کرے تجویز کیا گیا تہا۔

ہر دو عدالتہاے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مہنت موروثی مٹھہ کو (کہ وہ ایسا مٹھہ ہے جسمین مہنت متوفی کا جانشین اوسکا چیلہ ہوتا ہے) اختیار تقرر کا اپنے چیلون مین سے ہے اگر ایک سے زیادہ ہون اور بصورت نہونے تقرر کے چیلہ جانشین ہوتا ہے اور اگر زیادہ ہوتے ہین تو بڑا چیلہ اور بصورت نہونے چیلہ کے گربہائی جانشین ہوتا ہے عدالت اولی نے یہ تجویز کی کہ اگر یہ سچ بہی ہو کہ مدعا علیہ گربہائی سمی گریب کا تہا وہ مستحق جانشینی کا بمقابلہ مدعی کے نہوگا جو چیلہ متوفی کا ہے کیونکہ گربہائی بترجیح چیلہ کے جانشین نہین ہوسکتا اور عدالت اولی نے تجویز کی ہے کہ یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ مدعی فروری ۱۸۸۰ء مین ہے گریب کا چیلہ مقرر کیا گیا تہا اور تجویز کی کہ یہ ثابت نہین ہوا۔ ہے کہ اوسوقت ہے گریب عارضہ برص لاعلاج مین مبتلا تہا ہے گریب نا قابل کرنے افعال کا بطور مہنت کے نہین تہا چنانچہ عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعیکا استحقاق ثابت ہے بخلاف اسکے عدالت موصوف کی یہ راے ہوئی کہ "شہادت نسبت استحقاق مدعا علیہ کے صرف نا قابل اطمینان ہی نہین ہے بلکہ قیاسات کلیتاً خلاف اس امر کے ہین کہ اوسکو کوئی استحقاق ہے" جج ماتحت نے وصیت نامہ مذکور کو محض بطور ایسی شہادت دستاویزی کے تصور کیا جو مدعا علیہ نے بغرض تردید شہادت چیلہ ہونے مدعی اور ثابت کرنے اس امر کے دی کہ مدعا علیہ ہے گریب کا گربہائی تہا اور حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ وصیت نامہ مذکور وصیت نامہ ہے گریب کا نہ تہا اور علاوہ برین بیانات مندرجہ وصیت نامہ مذکور پر اعتبار نہ کیا چنانچہ عدالت اولی نے دعوی مدعیکو ڈگری کیا

اس فیصلہ کو ہائیکورٹ (ڈاکٹر ہنیم صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس) نے منسوخ کیا نسبت بحث قاعدہ وراثت کے کوئی فی الواقع اختلاف مابین دونون عدالتون کے نہین تہا لیکن ہائیکورٹ نے یہ فرمایا۔ "ہمارے نزدیک مہنت کا مین اپنے چیلون دیتے

سنہ ۱۸۹۵ء
بھوانی رامانجداس بنام رام پرپیارن رامانجداس

ادہکاری واپنے گرمہائی کے انتخاب کرسکتاہے لیکن صرف بصورت نہونے چیلہ یا گربہائی کے وہ کسی بہتیجہ چیلہ یا ناتی چیلہ کو منتخب کرسکتاہے" توضیح ان الفاظ کی یہ ہے کہ گربہائی مہنت کا سربلب چیلہ ہے اور ادہکاری ایک سپرنٹنڈنٹ ہے اور بہتیجہ یعنی لڑکا گربہائی کا اور ناتی جو اوسی بزرگ روحانی سے پیدا ہوا ہو یہ ذریعہ الفاظ مشابہت وراثت ملے گرہنیوں یعنے دنیاداروں سے لئے گئے ہین مگر ہائیکورٹ نے عدالت اولی سے اور زیادہ اتفاق نہین کیا حکام ممدوح نے اول تجویز نسبت وصیت نامہ کے کی جسکو حکام ممدوح نے تجویز کیا کہ ہے گریب نے بامغالطہ تحریر کیاہے اور خیال کیا کہ وہ خواہ مخواہ مضر بیان مدعی کے ہوگا بعد جانچ شہادت نسبت طیاری و تکمیل تحریر وصیت نامہ کے اور نسبت اوس طریقہ کے جس طرح پر وہ پیش ہوا اور اوسپر عمل کیا گیا تھا و نیز نسبت حالت سابق مدعا علیہ رسپانڈنٹ کے جو مشتبہ مذکور مین تہی حکام ممدوح نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وصیت نامہ مذکور وصیت نامہ ہے گریب کا اس سبب سے تہا کہ مطابق اوسکی ہدایات کے تحریر کیا گیا تہا حکام ممدوح نے تذکرہ اوس نتیجہ کا کیا جو فوراً تسلیم کئے جانے مدعا علیہ سے بطور مہنت منجانب بیگر مہنتون کے اور مدعی کے عرصہ دراز تک اپنے دعوی کے کرنےمین تساہل کرنے سے نکلتاہے اور حکام ممدوح نے اس بیان کو کہ وہ تیرتہہ جاترا کے سبب سے غیر حاضر تہا بہت مشتبہ تصور کیا بلحاظ جملہ مراتب حکام ممدوح نے یہ فرمایا "ہمکو یہ تجویز کرنی چاہئے کہ مدعی نے قابل ہمارے اطمینان کے یہ ثابت نہین کیاہے کہ وہ ہے گریب کا چیلہ تہا علاوہ ہمارے نزدیک یہ بخوبی ثابت کیا حکام ممدوح نے فرمایا "ہمارے نزدیک زرمے شہادت یہ بہی عیان ہے کہ ہے گریب بوقت مدعی کے تقرر بظاہرہ بطور چیلہ کے سبر وس تہا اور اسمین کوئی عذر نہین ہوسکتا کہ وہ بیمار ہنکر مرض فوت ہوا"
برطبق اسکے مدعی نے اپیل کیا۔

مدعا علیہ رگہونندن چونکہ دوران اپیل مین فوت ہوا لہذا اب اوسکا قایم مقام مہنت رام پرپیارن رامانج داس رسپانڈنٹ بذریعہ "ریویو" کے ہے۔

مسٹر آر بی فنلے کوئین کونسل ومسٹر آر وی ڈوین منجانب اپیلانٹ۔ ازروے رواج متعلق جانشینی اوس عہدہ کے جو کہ اب ما بہ البحث ہے مدعی چونکہ جایز طور پر مقرر شدہ چیلہ اخیر مہنت کا ہے لہذا وہ مستحق جانشین ہونے کا ہے اس امر کی عمدہ شہادت موجود ہے کہ مدعی کو مہنت ہے گریب واس نے ۱۸۷۵ء مین چیلہ کیا تہا اور اس کوشش مین

سنہ ۱۸۹۵ء
مہنت گوکل ... چند ...
بنام
رام پرساد
و امان ... داس

ناکامیابی رہی تہی کہ اس فعل مہنت کے جواز کی نسبت کہ اوس نے نابردہ کو اس طرح چیلہ کیا تہا اعتراض کیا جائے کوئی کافی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہین دی گئی تہی کہ مہنت مذکور کو عارضہ برص کا تہا اور کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہ تہی کہ اوسکو شدید قسم کا جذام تہا کہ جو صرف مطابق دہرم شاستر کے ناقابل کر دیتا ہے کیونکہ خفیف قسم کے عارضہ مذکور کی وہ تاثیر نہین ہے مقدمات اننتا بنام راما بائی (۱) و لکشمی نراین سنگہ بنام تلشی نراین (۲) اور ایک نوٹ متعلقہ مقدمہ آخر الذکر کا جس مین راے پنڈت تاران بنارس نے دی تہی (دیکہو صفحہ ۲۸۶ رپورٹ مذکور) و ایشر چندر سین بنام رانی داسی (۳) کا حوالہ دیا گیا ہے کوئی واقعی تقویت مدعا علیہ کے بیان کو بذریعہ پیش کرنے وصیت نامہ کے نہین دی گئی تہی جسکے سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہے گریب نے تحریر کیا تہا جج ماتحت نے صحیح طور پر بنائے واقعات یہ تجویز کی ہے کہ وہ وصیت نامہ ہے گریب کا نہین ہے لیکن اگر وہ اوسکا باضابطہ تحریر کیا ہوا وصیت نامہ ہوتا تو بہی موصی قانوناً حق مدعی کا بطور اپنے مقرر کردہ چیلہ کے ظاہر نہین کر سکتا تہا حق مذکور رواج متذکرہ پر مبنی تہا اور ہے گریب کے لئے اپنے بجائے اپنے گرہائی کو مقرر کرنا بلحاظ حالات کے اوسکے اختیار سے باہر ہوتا یہ شہادت کہ مدعا علیہ کو مہنت سابق چیتر بہج نے چیلہ کیا تہا خاص کر وہ تہی جو وصیت نامہ مین مندرج تہی اور اس سے کوئی ثبوت امر مذکور کا حاصل نہین ہوتا تہا بعض بیانات مندرجہ وصیت نامہ صریحاً خلاف درخواست مدخلہ ۱۸۶۷ء خود چیتر بہج کے تہے تسلیم کیا جاتا مدعا علیہ کا بطور جانشین کے منجانب مہنتون تقرب وجوار کے قاعدہ وراثت کو تبدیل نہین کر سکتا تہا اوسپر کچہہ اثر اوسکا ہو سکتا ہے۔

مسٹر جے ڈی بین و مسٹر جے ایچ اے برنیس منجانب رسپانڈنٹ شہادت مدعی سے یہ ثابت نہین ہوا ہے کہ اوسکو ہے گریب نے بطور اپنے چیلہ کے لیا تہا لیکن وہ امر جسکے لحاظ سے تجویز ہونی چاہئے یہ تہا کہ شہادت سے یہ عیان ہو گیا ہے کہ ہے گریب اپنے مرنے سے نو برس پہلے سے شدید جذام مین مبتلا تہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اوس مرض مین فوت ہوا اس سے وہ خواہ مخواہ ناقابل کرنے چیلہ و نامزد کرنے جانشین اور انجام دینے رسوم متعلقہ افعال مذکورہ کے ہو گیا تہا گو امان مدعی نے جو کوشش یہ ثابت کرنے کی کی ہے کہ ہے گریب

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ مبئی جلد ۴ صفحہ ۵۵ (۲) سلکٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۸ (۳) ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۱۲۵

چندراگن ابھی داس بنام بیپاری پنچ داس

مبتلائے جذام نہ تہا اصبین اونہون نے حد سے تجاوز کیا اور جج ماتحت نے اس سے زیادہ اور تجویز نہین کی ہے کہ یہ ثابت نہین ہوا کہ وہ حالت لاعلاج جذام مین مبتلا تہا حکام ممدوح نے مقدمات انندا بنام رامابائی (۱) وجناردہن پانڈو ورنگ بنام گوپال (۲) کا حوالہ بہ ثبوت اس امر کے دیا کہ جذام شدید قسم سے جہت ناقابل ہو گیا تہا اور مقدمہ موتہو ویلیا دپلے بنام پرماتی (۳) کا حوالہ دیا یہ ثابت کیا گیا کہ گو کوئی شہادت ڈاکٹری نہتی جو جانبین مین سے کسی جانب سے پیش نہین ہوئی تہی کہ مرض جسکے سبب مدعا مقدمات محروم کے ناقابل کرنے والی قسم کا تہا- نسبت امتیازات جذام کے لغت موسومہ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا مین لفظ جذام کا صفحہ ۹۶۴ حوالہ دیا گیا نسبت عام قاعدہ متعلقہ حیثیت مہنتون مٹہون کے تجویز مقدمہ گیان شنیدہ پنڈارا سنادی بنام کندا سامی ٹمبیرن (۴) کا حوالہ دیا گیا علاوہ برین وصیت نامہ ہے گربہ کا اصلی ہونا ثابت کیا گیا تہا اور شہادت اس امر کی تہی کہ مدعا علیہ کو استحقاق جائز بطور گروبہائی کے جو بصورت نہ کئے جانے کسی چیلہ کے مقرر کیا گیا حاصل تہا مدعا علیہ کو بہتر استحقاق بموجب وصیت نامہ کے حاصل تہا مہنتون ذریب و جوار نے جو اوسکو تسلیم کیا اوس سے بہت زیادہ تائید اوس کے استحقاق کی ہوئی جو اوسنے شروع ہی سے پیش کیا تہا اور اگر نامبردگان یہ صحیح رائے اختیار کرتے کہ دعویدار کا بیان اپنے چیلہ ہونے کا بے بنیاد تہا تو ایسی صورت پیدا ہوتی جس مین تقرر گروبہائی کا اختیار از روئے قاعدہ وراثت کے تہا-

مسٹر آر بی فنلے کوئینس کونسل نے جواب دیا

بعدازان ۲ فروری ۱۸۹۵ء کو تجویز حکام عالیمقام کی سر آر کوچ صاحب نے صادر فرمائی

سر آر کوچ صاحب بحث اپیل ہذا مین متعلق حق جانشینی بطور مہنت ایک مٹہ یا ہندؤن کے مذہبی کارخانہ معروف دکہن پرسا واقع پوری متصل مندر جگناتہ جی کے ہے جسکا مہنت سنہ ۱۸۵۰ء مین اور چند سال پیشتر سے چترہج داس گسائین تہا ۱۰ فروری ۱۸۵۰ء کو کلکٹر حصہ جنوبی ضلع کٹک نے بغرض ختم کرنے اون نزاعات متواتر کے جو نسبت حق جانشینی مٹہون مقام پوری کے کہ جو تعداد مین بہت زیادہ ہین ہوا کرتے ہین اور مہنتون کو جو دعویٰ حق نامزد کرنے اپنے جانشینون کا کرتے ہین حکم دیا کہ انتخاب کرکے رپورٹ حاکم

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۴۳ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی صیغہ اپیل دیوانی جلد ۷ صفحہ ۱۴۸ (۳) رپورٹ صدر دیوانی عدالت مدراس سنہ ۱۸۵۹ء صفحہ ۲۳۸ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ

سنہ ۱۸۹۵ء
بھگوان رامانج
بنام
رام پریاپن
رامانج چرن

موصوف کو کرین اور نیز حاکم موصوف کو اطلاع دین کہ آیا اونکی یہ رائے ہے یا نہین کہ ایسا کرنا خلاف شاستر کے ہے اور حاکم موصوف نے یہ ارشاد کیا کہ نسبت معاملہ مذکور کے مفصل حال اور اپنی رائے نسبت اوسکے تحریر کرین ۱۸ - اپریل سنہ ۱۸۶۱ء کو کمبر البغداد مہنتو نے کرمن این سے جیز ہیج ایک تھا ایک رپورٹ ارسال کی اور اوس سے اور شہادت زبانی مقدمے جج ماتحت اور ہائیکورٹ نے یہ تجویز کیا ہے کہ مہنت کو اختیار تقرر کا اپنے چیلون یا شاگردون مین سے اگر ایک سے زیادہ ہون حاصل ہے اور بصورت نہونے تقرر کے چیلہ جانشین ہوتا ہے اور اگر چیلے ایک سے زیادہ ہون تو سب سے بڑا جانشین ہوتا ہے اور بصورت نہونے چیلے کے گرو بھائی (یعنے دوسرا چیلہ مہنت کا) جانشین ہوتا ہے -

۶ مئی سنہ ۱۸۶۱ء کو جیز ہیج نے ایک درخواست عدالت دیوانی کٹک مین جسکے حد علاقہ مین دکھن پرسا مٹھ واقع تھا گذرانی جس مین اوسنے یہ تحریر کیا ’مین نے اپنے مٹھ مین ایک برہمن کے لڑکے کو رکھا ہے جسکا نام ہنومان داس ہے اور جو ملک مغربی و شمالی یعنے میرے مولد کا باشندہ ہے اور جسکو مین یہان اوسوقت لایا جب اوسکی عمر صرف پانچ برس کی تھی مین نے اوسکا جنیو مطابق شاستر کے کیا ہے اور اوسکو باقاعدہ اپنا چیلہ کیا اور اوسکو شاستر سنسکرت وغیرہ مین پڑھا کر مین نے اوسکو مختلف امور سکھلائے اور تعلیم کئے ہین مین نے اوسکو کنجی قفل عمارت مٹھ کی سپرد کر دی ہے اور اوسکے ذریعہ سے تمام انتظام کے کاروبار کا انتظام کرتا رہا ہون اوسکے سوائے میرا اور کوئی نہین ہے ہنومان داس مذکور جو ہے کہ رامانج داس کے نام سے زیادہ مشہور ہے بعد میری وفات کے مہنت اور قابض گدی مٹھ کا ہوگا اور اہتمام تمام معاملات و اخراجات امرت منوہی گنبا نہا مہا بیر ہوگا کرے گا اگر کوئی شخص اسکی نسبت اس بیان سے عذر کرے کہ وہ میرا چیلہ ہے تو اوسکا عذر قابل پذیرائی ہوگا نہ وہ پذیرا کیا جائیگا پس بغرض اس امر کے کہ کوئی نزاع نسبت میرے مٹھ کے نہو مین یہ درخواست دیتا ہون اور امیدوار ہون کہ حکم دیا جاوے کہ یہ درخواست دفتر سرکاری مین رکھی جائے ایک اندراج دفتر سے معلوم ہوتا ہے کہ درخواست مذکور جیز ہیج نے اصالتاً دی تھی اور حکم ہوا تھا کہ وہ دفتر مین رکھی جاوے -

۲۱ - اگست سنہ ۱۸۶۲ء کو جیز ہیج نے ایک دستاویز تحریر کی جس مین اوسنے حسب ذیل اقرار کیا -

مہنت [illegible] داس بنام [illegible] رامانج داس

"مین مہنت اور قابض گدی مٹھہ کا ہون میرے ایک چیلہ ہے گریب رامانج داس ہے جو میری خدمت کرنیمین بڑا لایق ہے اوسکا چال چلن بہی اچھا ہے اور مہنت کی گدی پر بیٹھنے کے لایق ہے میرے کوئی چیلہ اور وارث سوائے اوسکے نہین ہے اِس نظر سے مین نے پہلے عدالتہای دیوانی اور کلکٹری مین درخواست ہاے یہ ظاہر کرنے کے لئے داخل کردی ہین کہ ہے گریب رامانج داس مذکور جانشین میرے عہدہ کا بعد میری وفات کے ہوگا اور قابض گدی مہنتی کا اور مالک و قابض مٹھہ اور تمام جایدادہاے منقولہ و غیر منقولہ متعلقہ مٹھہ مذکور کا ہوگا لہذا چونکہ مین فی الحال بوڑہا ہوگیا ہون اور چاہتا ہون کہ آیندہ کسی طرح کا رخنہ جانشینی گدی مہنتی مین نہو لہذا مین اپنا کل حق قبضہ گدی مہنتی کے تمام جایدادہاے منقولہ غیر منقولہ مذکور الصدر ہے گریب رامانج داس مذکور کے حق مین خود اپنی مرضی سے منتقل کرتا ہون اور اوسکو استحقاقاً مالک اور قابض جایداد مذکور کا کرتا ہون وہ اپنا نام مطابق قانون کے درج رجسٹر کرائیگا بعد میری وفات کے اوسکو مہنتی کی گدی ملے گی"۔

۲۷ مارچ سنہ ۱۸۶۷ء کو چیتر بہج نے ایک اور درخواست بحوالہ درخواست سابق اور اِس بیان کے کہ اوسنے ہے گریب کو قابض مٹھہ مذکور کا معہ تمام اوسکی جایدادون کے کردیا ہے یہ استدعا پیش کی کہ مطابق استدعا اوسکے چیلہ ہے گریب رامانج داس کے یہ حکم صادر کیا جاے کہ اوسکا نام درج کاغذات کیا جاے اِس درخواست مین چیتر بہج نے یہ تحریر کیا ہے کہ "میری کوئی اور چیلہ یا وارث سواے ہے گریب داس مذکور کے نہین ہے" چیتر بہج ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۶۸ء کو فوت ہوا۔ ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۳ء کو رگہونندن اصل رسپانڈنٹ نے جو دوران اپیل مین فوت ہوگیا ہے ایک درخواست خلاف درخواست ہے گریب باستدعاے عطاے سارٹیفکیٹ وراثت چیتر بہج کے پیش کی جسمین اوسکو "مہنت رگہونندن رامانج داس بڑا چیلہ اور وارث مہنت چیتر بہج رامانج داس متوفی کا لکہا ہے" اوس درخواست مین بیانات ذیل مندرج ہین۔

"ہے گریب رامانج داس نے اپنے آپکو چیلہ و وارث چیتر بہج داس متوفی بیان کرکے درخواست واسطے سارٹیفکیٹ وراثت کے گذرانی ہے اور اشتہار اوس مضمون کا جاری ہوگیا ہے سایل کسی طرح پر چیلا اور وارث میرے متوفی گرو نہین ہے اور سارٹیفکیٹ اوس بنا پر حاصل نہین کرسکتا متوفی مہنت چیتر بہج داس نے یہ جانکر کہ مین لڑکا اچہے برہمن کا ہون اور قابل ہونے مہنت مٹھہ کا مطابق رواج مٹھہ والون کے ہون مجکو چیلہ مناسب طریقہ پر کیا اور

بہگوان داس بنام رام پیاری داس

جبکو مختلف شاخون علوم شیو مذہب کی تعلیم دی سائل بذریعہ پیدایش کے حقیقی بہائی اور گرو متوفی کا ہے
چونکہ سائل کو عارضہ برص کا لڑکپن سے تہا اور اپنی حیات مین اوسکے بعد قابل انجام دہی فرایض گرہست
یعنی خانہ داری کے نہ تہا لہذا اوسکے باپ نے چہوڑدیا کہ مٹہ مین اپنے ایام بسر کرے بیگو مہنت متوفی
بسبب محبت کے سائل پر بطور اپنے بہتیجے کے اور ایسے شخص کے جو حالت ناقص مین مبتلا ہوگیا تہا مہربانی
کرتا تہا اسوجہ سے سائل کو لوگ عموماً چہوٹا چیلہ بیسے گرو کا کہتے تہے اندرین حالات اگر چہوٹا چیلہ
بہی ہو چونکہ مین بڑا چیلہ ہون لہذا مین وارث ہونے کے قابل ہون کیونکہ مہنت کو اکثر شیو اچلن ناتہ
جی کی کرنی ہوتی ہے اور انتظام فرایض امرت منوہی دیوتا موصوف کا کرنا پڑتا ہے وہ شخص جسکو عارضہ
برص کا ہو ایسے کام جیسے دیو سیوا وغیرہ مین نہین کرسکتا اور لوگ اوسکو چہوتے نہین مین لہذا سائل کہ
جسکو عارضہ برص کا ہے مطابق شاستر اور رواج کے قابل مہنت ہونے کے نہین ہے اور سارٹیفکٹ
وراثت حاصل نہین کرسکتا۔

ایک اظہار مین جو ۲۸ جولائی ۱۸۹۳ء کو تائید اپنی درخواست کے دیا رگہونندن نے یہ بیان کیا
"بعد وفات چیتر بہج کے ہے گریب میری اجازت سے مہنت ہوا قبل وفات چیتر بہج کے
مین مٹہ مین کام پوجاری کا کرتا تہا مین مٹہ مذکور مین چیتر بہج کی وفات تک رہا" ایک درخواست
مین جو بجواب اوسکے ہے گریب نے ۲۸ جولائی ۱۸۹۳ء کو پیش کی تہی اوسنے یہ تحریر کیا "عذرداری کسی
طرح پر چیلہ میرے گرو متوفی کا نہین ہے میرے گرو کا کوئی اور چیلہ سوائے میرے نہین تہا لہذا
کوئی حکم واسطے سارٹیفکٹ وراثت کے پیش نہین کیا گیا تہا ہے گریب بدستور قابض مٹہ کا
اور مہنت اپنی وفات موقوعہ ۱۰ مئی تک ما بعد جولائی ۱۸۹۳ء کے رگہونندن نے کوئی تدبیر
ہے گریب کی حیات مین بغرض اظہار اپنے حق ہونے مہنت کے یا واسطے کئے جانے اوسکا استقرار
کے کہ وہ چیلہ چیتر بہج کا ہے نہین کی وہ بدستور کام پوجاری کا انجام دیتا رہا ۲۰ نومبر ۱۸۹۴ء کو اپیلانٹ
نے نالش بنام رگہونندن اس بیان سے دائر کی کہ ۲۰ فروری ۱۸۹۴ء کو ہے گریب نے اپیلانٹ کو
باضابطہ اپنا چیلہ کیا اور چونکہ وہ چیلا و وارث ہے گریب کا تہا لہذا وہ مستحق قبضہ مٹہ اور
جایداد ملحقہ متعلقہ مٹہ مذکور کا تہا اور یہ استدعا کی کہ بوقت یہ ثابت ہوجانے کے کہ وہ چیلا
و وارث تہا ایک ڈگری اوسکو قبضہ دلانے کی صادر کیجاے اوسکا یہ بیان ہے کہ چونکہ وہ
ہے گریب کے حقیقی بہائی کا بیٹا تہا لہذا ہے گریب نے اوسکو پوری مین اپنے مولد سے بلوایا
اور اوسکا پہلا نام بہگوت دوبے مطابق اوس رواج کے جسپر مہنتان سابق عمل کرتے رہے ہین

تبدیل کیا اور اوسکا نام بہگوان رامانج داس رکہا اور اوسکو باضابطہ اپنا چیلہ بنایا اور وہ دکہن پرساد مٹہہ مین قریب چار برس تک بعد چیلہ ہونے کے رہا اور بعدا زان بنارس کو گیا اور وہ آٹہہ یا نو مہینے تک پڑہتا رہا اور بعد ازان تیرتہہ جاترا کو گیا بعد ازان وہ بطور جاتری کے دو برس اور چند ماہ تک سفر کرتا رہا اور بعد ازان بنارس مین آیا جہان وہ دو یا تین مہینے رہا اوسکے بعد وہ پوری مین آیا جہان اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکا گورو فوت ہوگیا اور وہ مٹہہ مین جانا چاہتا تہا اور اوسکو جانے نہین دیا۔

بیان رگہونندن کا اوسکے بیان تحریری مین یہ ہے کہ اپیلانٹ کبہی چیلا ہے گریب کا نہین ہوا اور ہے گریب اپنی وفات سے بہت پہلے سے عارضہ برص مین مبتلا تہا اور بموجب مطابق شاستر اور رواج کے ناقابل تہا کہ کسی شخص کو اپنا چیلہ کرے اور اگر وہ کسی کو چیلہ کرتا تو وہ چیلہ کرنا ناجایز تہا اور جب رگہونندن بارہ برس کا تہا چترہج نے اوسکو اپنا چیلہ کیا اور ہے گریب چہوٹا چیلا تہا اور ہیگریب نے یہ جانکر کہ رگہونندن اوسکا گرو بہائی تہا اور وہ ہرطرح پر قابل مہنت ہونے کے تہا بڑے بڑے مہنتون اور ادہکاریون (سپرنٹنڈنٹون) مٹہون اپنے فرقہ اور شرکائے قصبہ پوری اور قدیم ملازمان مٹہہ سے شورہ لیا اور قبل اوسکی وفات کے ایک وصیت نامہ بحق رگہونندن باندراج واقعات مندرجہ بالا کے باضابطہ تحریر کیا گیا تہا اور بعد وفات ہے گریب کے سنت اور مہنت اور شرکائے قصبہ پوری جمع ہوئے اور اوسکو مہنتی کی کنٹہی دی اور اوسکو گدی نشین کیا۔

اول اور خاص بحث مقدمہ مین یہ ہے کہ کیا اپیلانٹ کو ہے گریب نے جایز طور پر چیلہ کیا تہا علاوہ شہادت خود اپیلانٹ کے سات گواہان طلب کئے گئے تہے جنہون نے بیان کیا کہ وہ اوسوقت موجود تہے جب وہ چیلہ کیا گیا تہا اور اون رسوم کو بیان کیا جو اوسوقت انجام دی گئی تہین انمین سے تین مہنت اور دو ادہکاری مٹہون قرب و جوار کے تہے اور یہ نہین معلوم ہوا کہ اونکو کوئی تعلق اپیلانٹ سے تہا منجانب رگہونندن کے شہادت نسبت امر مذکور کے پانچ گواہان کی تہی اول ایک محرر کلکٹری پوری کا تہا جس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ اوسکی گفتگو ہے گریب سے دس یا بارہ برس پیشتر اوسکی وفات کے ہوئی تہی جس مین اوسنے نامبرد سے کہا کہ اوسنے کوئی چیلہ نہین کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور شخص موجود نہین تہا ایسی شہادت کچہہ وقعت نہین رکہتی دوسرا گواہ ایک مجلد وکلائے رگہونندن کے تہا اوسکی شہادت یہ تہی کہ ہیگریب قریب پانچ یا سات مہینے قبل اپنی وفات کے اوسکے پاس ایک مسودہ

بھگوان داس
بنام
رام پرساد
رالمنج داس

وصیت نامہ کا لایا تہا اور اوسکو پڑھکر اور بعد ازان سب گریب سے گفتگو کرکے اوسکو معلوم ہوا کہ اوس وقت
تک اوس نے کوئی چیلہ نہین کیا تہا اوس نے یہ بھی بیان کیا کہ ہے گریب نے اوس سے کہا کہ رگہونندن
اوسکا گربہائی تہا ایک اور گواہ (نمبرہ) رگہونندن کا مختار تہا اوس نے کہا کہ ہے گریب کو نے کوئی
چیلہ نہین کیا لیکن جب اوس سے پوچہا گیا تو وہ کوئی وجہ واسطے کرنے اس بیان کے ظاہر نہین
کیا گواہ نمبرہ نے بیان کیا کہ اگر اپیلانٹ چیلہ کیا جاتا تو اوسکو معلوم ہوتا (اوسکی وجہ بابت
اوسکے صریحاً یہ تہی کہ وہ ہے گریب کے زمانہ مین متہرہ مین اکثر جایا کرتا تہا) چند اور گواہان نے
اسی قسم کی شہادت دی کہ اپیلانٹ چیلہ نہین کیا گیا تہا اور اگر ہے گریب چیلہ کرتا تو اونکو
ضرور معلوم ہوتا گواہ نمبرہ نے بیان کیا کہ اوسنے ہے گریب سے سنا تہا کہ رگہونندن اوسکا گربہائی
اپیلانٹ کی اس شہادت کی کہ وہ بنارس مین تعلیم پانے کو گیا تہا تائید دو گواہان نے کی جنکے
اظہار وہان بذریعہ کمیشن کے ہوے ایک لیسر ایشری یعنے اوس پنڈت کا ہے جسکے مکان پر
اپیلانٹ گیا جو فوت ہوگیا اوسنے بیان کیا کہ اپیلانٹ چٹہیات ہے گریب کے پاس بہیجا
کرتا تہا جس مین وہ اوسکو بیاگر و لکہا کرتا تہا اور اوسکے پاس بہی ہے گریب کی چٹہیات آیا کرتی
تہین جن مین شخص آخر الذکر اوسکو بطور اپنے چیلے کے خطاب کرتا تہا دوسرے گواہ نے بیان
کیا کہ اوسنے اپیلانٹ کو بنارس مین ایشری پنڈت کے پاس دیکہا تہا ان گواہان مین سے کسی سے
کوئی ایسا امر ظاہر نہین ہوا جس سے اوسکے اعتبار مین فرق آئے ہائیکورٹ نے تحریر کیا کہ
بیان درباب چلے جانے اپیلانٹ کے بنارس وجاتر اکو بہت مشتبہ ہے اور اگر اوسکو
باور کیا جاتا تو ممکن تہا کہ وہ بہت کامل طور پر ثابت کیا جاتا حکام عالیمقام کی راے مین
یہ طریقہ قابل اطمینان واسطے کرنے تجویز نسبت اس شہادت کے نہین تہا۔

دوسرا امر جو تنقیح کا چیلہ کرنا رگہونندن کو ہے یہ اس سبب سے اہم ہے کہ اگر وہ چیلہ نہین کیا گیا
تہا تو وہ گربہائی ہے گریب کا نہین تہا اور مطابق رواج کے مستحق اوسکے جانشین ہونیکا نہ تہا
اگر اپیلانٹ چیلہ نہین کیا گیا تہا شہادت جو اوس دستاویز سے حاصل ہوتی ہے جسکو
وصیت نامہ نامزد کیا گیا ہے متعلق چیلہ کرنے خاص کر رگہونندن کے ہے مگر اپیلانٹ کے بہی
متعلق ہے جج ماتحت نے اپنی تجویز مین یہ تحریر کیا ہے "صرف ایک دستاویز جو منجانب
مدعاعلیہ بغرض تردید شہادت چیلہ ہونے مدعی اور یہ ثابت کرنے کے کہ مدعاعلیہ ہے گریب کا
گربہائی تہا داخل کی گئی ہے ایک وصیت نامہ ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ وصیت نامہ

۱۹۰۰ء بھگوان مانک داس بنام راجا رام پرساد لالہ مانک داس

ہے گریب داس متوفی کا مورخہ ۹ مئی سنہ ۱۸۹۱ء ہے مدعا علیہ نے کوئی جایداد کا بموجب اس وصیت نامہ کے نہین کرتا ہے بلکہ اوسکو بذریعہ ثابت کرنے بعض قبالات ہے گریب کے اس سبب سے پیش کرتا ہے کہ اوسنے کوئی پروبیٹ نہین لیا ہے"۔ فیصلہ حکام ہائیکورٹ نے ہمارے نزدیک وصیت نامہ کو قطعی لغو کیا ہے حکام ممدوح نے فرمایا ہے اگر ہے گریب نے وصیت نامہ متنازعہ تحریر کیا تو یہ بامر کنا ممکن ہے کہ مدعی کبھی چیلہ مقرر کیا گیا تہا کیونکہ عبارات مشتملہ وصیت نامہ سے ایسا خیال نہی ہوتا ہے اگر مدعی چیلہ مقرر کیا گیا تہا تو یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ کیون ہے گریب نے یہ وصیت نامہ تحریر کرتا حکام اسباب کا متعلق وصیت نامہ کو پذیرا نہین فرماتے ہین حکام عالیمقام کے نزدیک اس امر پر غور کرنا ضرور ہے کہ آیا بلحاظ دیگر شہادت مقدمہ کے بیانات مندرجہ وصیت نامہ بطور صحیح کے پذیرا کرنے چاہئین یا نہین بیانات مذکور حسب ذیل ہین:-

مُہرے واجب التعلیم گرو جی کے دو چیلے تہے بیٹا بار گہونندن لال مانک داس اور چہوٹا مین اور میرے گرو جی کے آخر زمانہ مین چونکہ رگہونندن مذکور جاترا کو گیا تہا اور مین خود اپنے مٹہہ مین رہا اور مینے تا حد اپنی لیاقت کے معاملہ سیوا اور دیگر خدمات مین اپنے گرو مہنت موصوف اور ٹھکر ناتہہ جی پر بہو کو مدد کیا لہذا مہنت موصوف رضامند ہو گیا اور مجکو کنٹھی مہنتی کی روبرو تمام سنتون اور مہنتون پوری کے مطابق دستور مروجہ سابق کے دی اور بعد اپنی وفات کے گدی جانشین ہونیکے اجازت دی چونکہ تہوڑے عرصہ بعد میرا گرو فوت ہوا لہذا مین گدی نشین ہوا اور ٹھیک ٹھیک تمام معاملات کا کرتا رہا ہون اسی عرصہ مین میرا بڑا گر بہائی رگہونندن لال مانک داس مذکور جاترا سے واپس آیا اور چاہا کہ مجہسے کوئی منصب اختیار کرلے بر طبق اسکے مین نے اوسکو بڑا پجاری واسطے کرنے پوجا سری رگہوناتہہ جی مہاراج کے دیوتا مٹہہ مذکور کے اور نیز اپنا قایم مقام بہت سے معاملات مین جو مجہکو کرنے چاہئین تہے مقرر کیا وہ اسوقت تک اون تمام کامون کو قابل اطمینان انجام دیتا رہا ہے اور وہ نیک ہے اور ایک منجملہ [illegible] میرے گرو بہائی سے ہے اوسکے چال چلن سے مین اور دیگر سنت اور مہنت اور تمام چہوٹے بڑے ساکنان مٹہہ مذکور خوش ہین میرا ارادہ تہا کہ کوئی برہمن کا لڑکا ممالک مغربی و شمالی سے لاؤن اور اوسکو اپنا چیلہ بناؤن لیکن چونکہ میرے جسم مین پہلے سے بیماری تہی اور حال مین بیماری مذکور مین زیادتی ہوگئی ہے لہذا میری زندگی کو خطرہ ہے لہذا بعد مشورہ موہن داس مہنت سری مٹہہ و مہنت [illegible] داس و مہنت اترو داس و مہنت بروعا رام مانک داس و ادہکاری کمل نراین لال مانک داس کہ یہ سب ہمارے فرقہ کے ہین اور اونکی صلاح سے مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ بعد میری وفات کے میرا گر بہائی رگہونندن لال مانک داس مذکور میرا جانشین

سنہ ۱۹۰۰ع
بھگوان جانگ
بنام
رام پرساد
رامانج داس

وہ وارث ہوا ورنا بعض گدی مٹھہ نہا کا ہوگا وہ مالک بہی ہوگا اور برہمن کا لڑکا باشندہ ممالک مغربی وشمالی جسکو مین چیلہ کرنا چاہتا تہا بہگوان دوبے ولد سمان دوبے ساکن موضع تیواری پور پرگنہ گنڈا ضلع غازیپور واقع ممالک مغربی وشمالی ہے اگر بعد ازین وہ آئے اور چیلہ ہونے پر رضا مند ہو تو میرا گرو بہائی مہنت رگہونندن رامانج داس بہگوان مذکور کو بضابطہ اپنا چیلہ کرلیگا اور اگر بعد چیلہ ہونے کے وہ یعنے بہگوان مذکور نیک چلن نکلے تو بعد وفات رگہونندن مذکور کے وہ رگہونندن کا وارث اور مہنت مٹھہ کا ہوگا۔

یہ بیان مندرجہ دستاویز نہا کہ چیتر بہج کے دو چیلے تہے اور رگہونندن سے گریب اگر بہائی تہا صریحاً خلاف بیان چیتر بہج مندرجہ اوسکی عرضی ۴ مئی ۱۸۶۱ء اور اوسکی دستاویز ۱۳ اگست ۱۸۶۲ء اور اوسکی عرضی ۲۷ مارچ ۱۸۶۹ء اور درخواست ہے گریب مورخہ ۲۸ جولائی ۱۸۶۳ء کے ہے جس مین ہے گریب نے یہ تحریر کیا ہے "میرے گرو کے کوئی اور چیلہ سوائے میرے نہین تہا" یہ بیان کہ میرے گرو کے اخیر زمانہ مین رگہونندن مذکور" جانڑ کو" چلا گیا تہا خلاف رگہونندن کے اظہار کے ہے جو مقدمہ سارٹیفکٹ ۲۸ جولائی ۱۸۶۳ء کو ہوا کہ جس اوس نے یہ بیان کیا ہے "قبل وفات چیتر بہج کے مین کام پوجاری کا مٹھہ مین کرتا تہا" اسی مٹھہ مین مذکور مین چیتر بہج کی وفات تک حاضر ہوا یہ ضروری سمجہا گیا تہا کہ بیان جانڑ کا واسطے اظہار وجہ بیگر گریب کے مہنت ہونیکے کیا جائے بعد ازان بیان اس نیت کا کہ بہگوان دوبے ممالک مغربی وشمالی سے لایا جائے اور اوسکو اپنا چیلہ کیا جائے صحیح نہین ہوسکتا اگر شہادت اپلانٹ کے گواہان کی جو کہتے ہین کہ وہ بوقت اوسکے چیلہ کئے جانے کے موجود تہے صحیح ہے نسبت ان گواہان کے جج ماتحت نے یہ تحریر کیا ہے "یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ مدعی کے مہنت اور اوسکا ری گواہان مدعی یا مہنت اوتر پرسا مٹھہ سے تعلق رکہتے ہین اور اوس حد سے واقف ہوکر جو بشنیوا ون اشخاص کے ساتہہ رکہتے ہین جو اونکے فرقہ کے نہین ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ کیون یہ اشخاص لیرانہ جہوٹ حلف اوٹہاتے اور ایک ایسے شخص کو شریک اپنی جماعت کا منظور کرتے جسنے کبہی کوئی ایسی رسوم انجام نہین دین جو بشنیو بنانے کے لئے ضروری ہین اور نہ اوسکو صرف ایسا منظور کرین بلکہ اوسکی ایسی حیثیت بذریعہ سلسلہ جہوٹ اور غلط بیانات کے قایم کرین جس سے وہ نہ صرف بشنیو ہوجائے بلکہ اوسکی وہ اعلیٰ ترین حیثیت ہوجائے جو اشخاص اونکے فرقہ کے حاصل کرسکتے ہین" حکام عالمیقام کے نزدیک یہ سخت بے پروائی ثبوت

۱۸۹۶-۹۵ (ششم)
گھوان رام پنچ داس
بنام
رام پیارے
رام پنچ داس

رکھتی ہے دستاویز مذکور ایک وصیت نامہ نہین ہے اوسکی تاثیر وصیت نامہ نہین ہے وہ محض ایک بیان ہے گریب کا جسے اور جب اوسکا مقابلہ دیگر شہادت سے کیا جائے حکام عالیمقام کی رائے مین قابل اعتبار نہین ہے شہادت رگھونندن کے گواہان کی نسبت اس امر کے کہ چنیز بیج نے اوسکو چیلہ کیا ہماری دانست مین کچھہ وقعت نہین رکھتی۔

جج ماتحت کی یہ رائے ہوئی کہ وصیت نامہ مذکور ہے گریب کا وصیت نامہ تہا ہماری دانست مین ہائیکورٹ نے یہ تصور کیا کہ بحث نسبت وصیت نامہ کے صرف یہ ہے کہ آیا وہ قابل اطمینان ثابت کیا گیا ہے یا نہین حکام ممدوح نے بطور امر واقعہ یہ تجویز کی کہ وصیت نامہ مذکور ہے گریب کا وصیت نامہ تہا" اور اگر حکام عالیمقام اونکی تجویز کے معنے صحیح سمجھتے ہین حکام موصوف نے یہ تصور کیا کہ یہ ایک جواب اپیلانٹ کے بیان کا ہوگا اور اس امر پر غور کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا بیانات مندرجہ اوسکے صحیح ہین یا نہین۔

اب باقی رہا غور کرنا نسبت امور جس کے اسکی نسبت باہم جج ماتحت اور ہائیکورٹ کے بہی اختلاف ہے تحریر جج ماتحت کی نسبت اپیلانٹ کے مہنت اور ادہیکاری گواہان کے جسکا پیشتر حوالہ دیا گیا امر ہذا سے متعلق ہے یہ قرین قیاس نہین ہے کہ مہنت اور ادہیکاری رسوم مذہبی چیلہ کرنے مین شریک ہوتے اگر یہ معلوم ہوتا یا وجہ یہ خیال کرنے کی ہوتی ہیگریب بیرمض مین مبتلا ہے جس سے وہ ناقابل انجام دینے رسوم مذکور کے تہا بغیر ص ناقابلیت چیلہ کرنے کے جذام شدید قسم کا ہونا چاہئے اس مقدمہ مین شہادت ڈاکٹری نہین ہے اور شہادت اس امر کی موجود ہے کہ ہے گریب نے چند روز اپنی وفات سے پیشتر تک وہ رسوم ادا کین کہ جو اگر وہ بیرمض ہوتا تو وہ ناقابل ادا کرنے کے ہوتا یہ دلیل کی گئی کہ کوئی شخص مداخلت کرنا نہین چاہتا ہے لیکن معقول طرح پر یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ کچھہ نہ کچھہ عذر یا کوشش اوسکو اس امر پر ترغیب دلانے کی کہ رسوم مذکور کو انجام نہ دے بعض اشخاص جو اوسکے پاس تہے یا مہنت یا ادہیکاری دیگر مٹھون کے کرتے حکام عالیمقام کا نتیجہ شہادت سے یہ ہے کہ ہے گریب بوجہ بیرمض کے چیلہ کرنے کے ناقابل نہین تہا اور اپیلانٹ کو ہے گریب نے جائز طور پر اپنا چیلہ کیا تہا اور رگھونندن چیلہ چنیز بیج کا نہ تہا جو کچھہ کہ بعد وفات ہے گریب کے کیا گیا اپیلانٹ کو بطور مہنت حق جانشین سے یا رگھونندن کو استحقاق عطا کئے جانے سے محروم

سنہ ۱۸۹۵ء بہگوان رامانجمد بنام رام پیاری رامانج داس

نہین کرسکتا کوئی رواج ایسا تہا جسکی روسے اختیار اوس طرح پر نشپکرنے مہنت کا ہو بلحاظ اوس راستے کے جو حکام عالیمقام نسبت وصیت نامہ کے قایم کرنے مین حکام ممدوح کے نزدیک ضرورت فیصل کرنے اس امر کی نہین ہے کہ آیا بیٹے گریب نے اوسکو تحریر کیا تہا یا نہین کہ اس امر کی نسبت ہائیکورٹ اور جج ماتحت مین اختلاف رہا ہے - لہذا حکام عالیمقام جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو صلاح باتہ بیشورہ دینگے کہ ڈگری ہائیکورٹ کو منسوخ اور اپیل عدالت ہائیکورٹ کو معہ خرچہ مسترد اور ڈگری جج ماتحت کو بحال فرمائین رسپانڈنٹ خرچہ اپیل ہذا ادا کریگا - اپیل منظور ہوا -

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ - مسٹران ٹی ایل ولسن وکمپنی -

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ - مسٹران زنمور وسونیہو -

سنہ ۱۸۹۵ ۲۷ مئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس نارس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس ✣

ابہے البشری دیبی (مدعاعلیہا) مدیون ڈگری بنام گوری شنکر پانڈے (مدعی) ڈگریدار[†]

اجرائے ڈگری - ڈگری واسطے ادائے زرنقد بذریعہ اقساط تواریخ معاینہ - مطابقیہ ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۶۷ و ۹۹ و ۱۰۰ - ڈگری بتراضی طرفین - نالش علیحدہ -

جس صورت مین بذریعہ ڈگری بتراضی طرفین کے یہ حکم ہوا ہو کہ ادا کیا جانا زر ڈگری کا بذریعہ اقساط کے ہو اور جایداد ہائے مندرجہ فہرست شمولہ ڈگری پر مطالبہ ادائے اقساط مذکور کا قایم رہے تو جایداد ہائے مذکور بعلت اجرائے ڈگری مذکور کے نیلام نہین ہوسکتین لیکن ایک نالش علیحدہ بموجب دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جایداد کے دایر کرنی چاہیے -

چونکہ مدعی گوری شنکر پانڈے نے ایک نالش کلکتہ مین بنام رانی ابہے البشری دیبی دایر کی ایک ڈگری بتراضی طرفین ۹ مئی سنہ ۱۸۹۳ء کو صادر کی گئی جسکے ذریعہ سے یہ حکم ہوا کہ مدعا علیہا مدعی کو مبلغ ایک لاکھ ماہواری ۱۵ ہزار بذریعہ اقساط ادا کرے اور رقم مذکور کا مطالبہ بعض جایداد ہائے غیر منقولہ مدعا علیہ مندرجہ فہرست شمولہ ڈگری پر ہو بصورت نہ ادا کئے جانے کسی قسط کے مدعیکو اختیار ہوگا کہ اجرائے ڈگری کا بابت صرف اوس قسط کے کرائے جو واجب الوصول ہوا اور ادا نہ کیا جائے

مدعا علیہا نے ادائے قسط اول مین قصور کیا -

بعد ازان برطبق درخواست مدعی ڈگری مذکور عدالت جج ماتحت گوالپاڑا مقام دہوبری کو

[†] اپیل از حکم ابتدائی نمبر ۸۷ سنہ ۱۸۹۵ء ۔ در حکم اظہار وجہ نمبر ۷۷۶ سنہ ۱۸۹۵ء -

بیجے الیری دیبی بنام رتی سنگھ پانڈے

واسطے اجرا کے منتقل کی گئی جج ماتحت نے جایداد ہائے مذکور کے نیلام کرنے کا حکم دیا مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین بنا راضی حکم مذکور کے اپیل کیا اور ایک حکم بنام مدعی حاصل کیا کہ وجہ ظاہر کرتے کہ کیون اجرا حکم مذکور کا تا سماعت اپیل ملتوی نکیا جاے اپیل ورحکم اظہار وجہ واسطے سماعت کے ۲ مئی سنہ ۱۸۹۵ء کو پیش ہوئے۔

قایم مقام ایڈوکیٹ جنرل (مسٹر گرفینتھ ایونس) و مسٹر ایس پی سنگہ و بابو مدن گوپال ؟ منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر سی پی ہل و مسٹر ڈگلس وہیٹ و بابو سریندرنا تہہ لا ئے منجانب رسپانڈنٹ۔

قایم مقام ایڈوکیٹ جنرل - ہمقدمہ سے دفعات ۹۹ و ۱۰۰- ایکٹ انتقال جایداد متعلق ہین از روے ڈگری بہ تراضی طرفین کے ایک مطالبہ جایداد غیر منقولہ مدیون ڈگری پر قایم ہوتا ہے اور بموجب ان دفعات کے ایسی جایداد سواے بذریعہ دایر کرنے نالش حسب دفعہ ۶۷ ایکٹ مذکور کے نیلام نہین کرائی جاسکتی از روے دفعہ ۱۰۰ کے مالک مطالبہ کا اوسی حیثیت مین رکہا گیا ہے جس مین مرتہن حسب دفعہ ۹۹ رکہا گیا ہے اور مصلحت قانون یہ ہے کہ کسی جایداد مرہونہ کو بایفاے ایسی ڈگری کے نیلام نہ کرنے دیا جاے جو از روے رہن کے نہوئی ہو یہ ایک معمولی بات متخاصمان کی نہی کہ نیلام نہ بعلت ڈگری رہن کے کرامین بلکہ بعلت معمولی ڈگریات زر نقد کے کرامین مالک مطالبہ کا جایداد کو تابع مطالبہ مذکور کے قرق کرا سکتا ہے لیکن دفعہ ۹۹ مین اوسکو اوسکے نیلام کرانے کی امتناع ہے۔

کونسل نے بعد ازان حوالہ کتاب گہوس صاحب بارہ رہون طبع دوم نوٹ متعلقہ دفعہ ۹۹ صفحہ ۴۹۸ و دفعہ ۲۲۸ اور اون مقدمات کا جنکا ذکر اوسکی بابت مجموعہ ضابطہ دیوانی مولفہ اولیفنلی صاحب مین حوالہ دیا گیا ہے و مقدمہ جادیلال شاہ چوہدری بنام مادہب لال شاہ چوہدری (۱) کا دیا بمقدمہ عظیم الدین بنام نجم النسار (۲) تجویز ہنا یہ مندرج ہے کہ نالش بموجب دفعہ ۶۷ (ایکٹ انتقال جایداد) ایک ایسی نالش ہے جسکو کوئی ایسا شخص دایر نہین کر سکتا جو مرتہن جایداد نہین ہے لیکن دفعہ ۱۰۰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ احکام ایکٹ مذکور مطالبہ و نیز رہن سے متعلق ہین جہانتک امر مانع تقرر مخالفت کو تعلق ہے مجکو بذریعہ ڈگری بہ تراضی طرفین کے امتناع نہین ہے ڈگری ہذا مین کوئی امر ایسا نہین ہے جسکی تعبیر بطور

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۴- (۲) " " " الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۵-

ابھے لشیری بنام گوری تنکر

ایک حکم نیلام کے کیجائے (مقدمہ درگیا بنام اننہا (۱) وو گنیشر بنام ہتیا (۲) جسکا حوالہ عدالت ماتحت مین دیا گیا ہے اور وہو ٹلی ہٹوکس صاحب کے اینگلو انڈین کوڈز جلد ۲ صفحہ ۳۴۷ کا بھی حوالہ دیا گیا مسٹر ہل منجانب رسپانڈنٹ - ڈگری بہ تراضی طرفین اپلانیٹ کو مانع پیش کرنے اعتراض مبنیا علی حسب دفعہ ۹۹ - ایکٹ انتقال جایداد کے ہے ثانیاً جو مطالبہ کہ بذریعہ ڈگری بہ تراضی طرفین کے پیدا ہوا کوئی مطالبہ بموجب دفعہ ۱۰۰ ایکٹ کے نہین ہے بلکہ فی الواقع ایک ڈگری بموجب دفعہ ۶۷ ایکٹ مذکور کے ہے بمقدمہ جنکنس بنام رابرٹسن (۳) یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایک ڈگری جو بذریعہ انتظام مابین متنازعین کے حاصل کی گئی ہو اور عدالت نے کوئی جانچ عدالتانہ برینائے رویداد نسبت امر متنازعہ کے نکی ہو کبھی امر تجویز شدہ نہین ہو سکتی لیکن یہ امر کہ آیا صحیح ہے یا نہین مشتبہ ہے مقدمہ بیلکرن (۴) مین لارڈ الیشر صاحب ماسٹر آف دی رولس نے فرمایا ہے "جب کسی مقدمہ مین عدالت کوئی ڈگری بہ تراضی طرفین صادر کرتی ہے وہ ایک ڈگری عدالت قابل پابندی ہے" بمعاملہ سوئنسہ ودکین اینڈ میکیکن کمپنی (۵) یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ڈگری بہ تراضی طرفین ویسی ہی بطور راہ واقع تقریر مخالف مابین فریقین کے موثر ہے کہ جیسے وہ تجویز جسکے ذریعہ سے عدالت استعمال اپنی راے کا کسی مقدمہ نزاعی مین کرتی ہے لارڈ ہرشل صاحب لارڈ چانسلر صاحب نے یہ فرمایا ہے "صحیح یہ ہے کہ ڈگری بہ تراضی طرفین کا یہ مقصود ہے کہ خاتمہ نزاع مابین فریقین کا ٹھیک اوسیقدر کیا جائے کہ جیسی وہ ڈگری ہے جو اوس فیصلہ عدالت سے منتج ہو جو بعد معاملہ کے اخیر تک لڑنے کے کیا گیا ہو اور میرے نزدیک داخل نقصان رسانی ہوگا اگر کوئی شخص مناسب اور معقول تعبیر ایسی ڈگریات کی کرے اور اون امور کو جو فی الواقع نالش مذکورہ مین داخل تھے نالش مابعد مین مکرر لڑنے دے" میری حجت کی تائید مقدمہ ہنومنگش بنام لیوی (۶) سے بھی ہوتی ہے قوت پابندی ایک فیصلہ کی عام اصول قانون پر مبنی ہے اور نہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر مقدمہ رام کرپال شوکل بنام روپ کنوری (۷) ملاحظہ طلب ڈگری مذکورہ ایک ڈگری واسطے نیلام بہ علت اجراے مطالبہ کے ہے مدعا علیہ کو یہ اختیار نہین ہے کہ کوئی عذر حسب دفعہ ۹۹

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۴۷ (۲) ایضاً مدراس جلد ۶ صفحہ ۳۴۶ (۳) لارپورٹ ایکیچیکر اسکاٹلینڈ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷ (۴) لارپورٹ چانسری ڈویژن صاحبان جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۵ (۵) لارپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱ (سنہ ۱۸۹۵ع) صفحہ ۳۴۷ و ۵۰۲ (۶) لارپورٹ کامن پلیز جلد ۶ صفحہ ۱۸۲ - (۷) لارپورٹ اپیل ہاے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۳۷ و انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ -

سنہ ۱۸۹۵ء
بی بی اشرفی بیبی
بنام
لیدی شنکر پانڈے

ایکٹ انتقال جایداد کی رو سے مطالبہ مذکور بذریعہ نسل عدالت کے قایم ہوا ہے اور نہ بذریعہ فعل فریقین کے وہ بذریعہ تاثیر قانون کے قایم نہیں ہوا ہے بدینوجہ وہ دفعہ ۱۰۰ - ایکٹ مذکور مین داخل نہین ہے نسبت اجراے اوس جزو ڈگری کے جو بابت مطالبہ کے تہا اور نیز نسبت اجراے باقی کے رضامندی ظاہر کی گئی تہی کونسل نے مقدمہ دینیہ ناتہہ سا نیال بنام چندر کشور منشی (۱) کا بہی حوالہ دیا قایم مقام ایڈوکیٹ جنرل نے جواب دیا -

تجویز عدالت (نارس صاحب جسٹس وگاردان صاحب جسٹس) نارس صاحب جسٹس نے صادر فرمائی اور تبصرو کی اون اجزا کے جو واسطے غرض رپورٹ ہذا کے اہم نہین ہین حسب ذیل ہے -

جج ماتحت کی تجویز حسب ذیل ہے " وہ ڈگری جو ہایکورٹ نے ۲۹ مئی سنہ ۱۸۹۳ء کو بابت ایک لاکہ ما ۱۵/ کے بنام رانی لب الیشری دیبی صادر کی عدالت ہذا مین واسطے اجرا کے حسب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بہیجی گئی ہے اجراے ڈگری بابت ... کے کرائی گئی ہے جو وہ رقم ہے جو بابت اقساط و سود لغایت تاریخ حال بعد منہائی رقوم ادا شدہ کے واجب الوصول ہے مدیون ڈگری کی طرف سے کونسل حاضر ہے اور ہی طرح ڈگری دار کی طرف سے مدیون ڈگری نے نسبت حکم اجرا کے اس بنا پر عذر کیا ہے کہ ڈگری بہ تراضی طرفین مصدورہ ہایکورٹ کی رو سے ایک مطالبہ جایداد مدیون ڈگری پر قایم ہوا اور چونکہ مطالبہ اس طرح پر قایم ہوا ہے لہذا ڈگریدار کو ممنوع ہے کہ کارروائی اجرا کی کرے بلکہ لازم ہے کہ نالش جدید حسب دفعہ ۶۷ - ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے دایر کرے غرض کہ کونسل نیفرمن کرتا ہے کہ ڈگریدار وقت صادر ہونے ڈگری بہ تراضی طرفین سے اوسی حیثیت مین ہے جس مین کوئی مرتہن بموجب ایکٹ انتقال جایداد کے ہوتا ہے کونسل نے تائید اپنے عذر کے نظایر مندرجہ ذیل کا حوالہ دیا - فدگیا بنام منتہا (۲) ونگیپتر بنام ببیا (۳) وجادب لال شا چودہری بنام مادہب لال شا چودہری (۴) وعظیم الدین بنام نجم النسا (۵) یہ تمام نجاویز متعلق مرتہنان و راہنون کے ہین اور اونمین سے کسی مین کوئی امر نسبت اوسکے نہین ہے جو غرض کیا گیا ہے یعنے یہ کہ ڈگری بہ تراضی طرفین ایک رہن ہے ان نظایر مین سے ایک یعنے عظیم الدین بنام نجم النسا (۵) عدالت کی دانست مین صریحا خلاف کونسل کے عذر کے اس سبب سے ہے کہ تجویز مذکور مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ نالش

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۶۴ (۲) " " " مدراس جلد ۴ صفحہ ۴
(۳) " " " مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴ (۴) " " " " کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ (۵) " " " الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۴ -

ابھے البنری بیبی بنام گوری شنکر پانڈے

بموجب دفعہ ۷ ہ کے ایک ایسی نالش ہے کہ کوئی اور شخص جو مرتہن جایداد نہو دایر نہین کر سکتا ہو کونسل ڈگریدار نے عدالت کو حوالہ مختلف نظایر کا دیا ہے عام منشا جنکا یہ ہے کہ عدالت ہذا کو منصب تعمیل کرنے ایسے امر کا نہین ہے کہ جیسا اب عدالت موصوف کے روبرو پیش ہے یعنے آیا ڈگریداروں کو نالش حسب دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جایداد کے دایر کرنی چاہیے تہی یا نہین کونسل عرض کرتا ہے کہ عدالت کو صرف کمیشن حال کے عمل کرانا ہے اور وہ مجاز نہین ہے کہ تجویز نسبت امر ہذا کے کرے میری دانست مین جو کچھہ کہ کونسل نے بیان کیا ہے صحیح ہے اور عدالت کا اختیار کرنے صرف اجرائے ڈگری اور اوس معاملہ پر محدود ہے جو واقعی کارروائیات متعلق اجرائے ڈگری مین پیدا ہو کونسل مدیون ڈگری نے تسلیم کیا ہے کہ یہ امر کہ آیا ڈگریدار کو کرنا کارروائی اجرا کا بموجب ڈگری بہ تراضی طرفین کے ممنوع ہے یا نہین پیشتر ہائیکورٹ مین پیدا ہو چکا ہے چونکہ یہ صورت ہے لہذا میری دانست مین بالخصوص ظاہر ہے کہ عدالت ہذا کو قطع نظر اور وجوہ کے جو پیشتر تحریر کئے گئے عذرات منظور کرنا چاہئے نتیجہ یہ ہے کہ اجرائے ڈگری مطابق استدعا ڈگریدار کے کیجائیگی۔"

مسٹر ول نے اس امر کی کوشش نہین کی کہ اوس جزو حکم جج ماتحت کی تائید کرے جس مین حاکم موصوف نے یہ تجویز کی ہے کہ اوسکی خدمات محض عاملانہ ہین اور اونکو کوئی اختیار نہ تہا کہ نسبت عذرات کے تجویز کرین مسٹر جی ایولس صاحب نے یہ حجت کی کہ بموجب دفعات ۹۹ و ۱۰۰ ایکٹ انتقال جایداد کے حکم واسطے نیلام جایداد ون کے صادر نہین کیا جا سکتا تا وقتیکہ مدعی نالش حسب دفعہ ۶۷ دایر نکرے مسٹر ول نے یہ حجت کی کہ ڈگری بہ تراضی طرفین بنسبت اقرارنامہ باہمی فریقین کے زیادہ تاثیر نہین رکہتی اور بموجب اوسکی صحیح تعبیر کے عدالت کو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ مدعا علیہ اس امر پر رضامند ہوا کہ جایداد ہائے مندرجہ فہرست بصورت نہ ادا ہونے اقساط کے نیلام کیجاوین۔

ہماری یہ رائے ہے کہ مسٹر جی ایولس صاحب کی حجت منظور ہونا چاہئے۔

از روئے ڈگری کے مدعی کا مطالبہ بذریعہ بیع کی جایداد مرہونہ کے قایم کیا گیا اور تمام احکام ایکٹ انتقال جایداد نسبت اس امر کے کہ مرتہن واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے نالش دایر کرے مدعی سے متعلق ہوتا ایکٹ مذکور کے احکام مین سے ایک حکم نسبت مرتہن کے دایر کرنے نالش کے دفعہ ۹۹ مین مندرج ہے جس مین یہ حکم ہے کہ "جب کوئی مرتہن بعد اجرائے ڈگری اجو بربنائے ایسے مطالبہ کے صادر ہوئی ہو جو معاملہ رہن سے پیدا ہوا ہو یا نہین جایداد مرہونہ کو قرق کرائے تو اوسکو اختیار نہوگا کہ بجز دایر کرنے نالش حسب منشاء دفعہ ۶۷ کے کسی اور طور پر جایداد مرہونہ کا نیلام کرا-

البشری دیبی بنام اجیا نکر پانڈے

بجز اسکے کہ تعبیر ڈگری کی ایسی ہو جیسی مسٹر پل نے حجت کی ہے یہ ظاہر ہے کہ مدعی جاءدادون کو بلا دائرکرنے نالش کے نیلام نہین کراسکتا۔

ہماری نزدیک ڈگری کی جو بلاشک اقرارنامہ مابین فریقین سے زیادہ نہین ہے وہ تعبیر نہین کیجاسکتی جو مسٹر پل نے پیش کی ہے۔

اگر ڈگری مین یہ مندرج ہوتا کہ "اگر رقوم مذکور وغیرہ کلکتہ مین ادا نہ کیجائیگی رقوم مذکور قابل اجراے ڈگری بذریعہ قرقی و نیلام جایداد ہاے مندرجہ فہرست کے" واجب اور قابل وصول ہونگی تو کسی قدر قوت دلیل مذکور مین ہوتی۔

بشکل موجودہ ڈگری کے مدعی اقساط مذکور بصیغہ اجراے ڈگری بذریعہ نیلام و قرقی کسی جایداد مدعا علیہ کے وصول کرسکتا ہے لیکن اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جایداد ملے زیر مطالبہ کو نیلام و قرق کرائے تو اوسکو نالش دائرکرنی چاہیئے۔

اپیل منظور ہونا چاہیئے حکم اظہار وجہ مین کوئی حکم صادر کرنے کی ضرورت نہین ہے ہم نسبت خرچے کے کچھ حکم صادر نہین کرتے ہین۔

اپیل منظور ہوا

۸ جون ۱۸۹۶ء

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس

ایلاکہہ بھگت وغیرہ (مدعیان) بنام بہیکی مہتو و یک کس دیگر (مدعا علیہما) وغیرہ (مدعیان)† دہرم شاستر متاکشرا۔ فاترالعقلی بعد ورثہ پانے جایداد کے کیفیت حالت مجنونی بموجب ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۹ء رہن جایداد خاندان مشترک کا منجانب کمیٹی مذکور۔

بموجب قانون متاکشرا کے کوئی شخص جسنے ورثہ جایداد پایا ہوا اپنے حق سے بسبب اپنے فاترالعقل ہوجانے کے کسیوقت مابعد محروم نہین ہوتا ہے۔

مقدمات رام سہاے بھگت بنام للا لال جی سہاے (۱) و رام سندر راے بنام رام سہاے بھگت (۲) کمبز کیسے گئے۔

مقدمات بالگوبند بنام لال بہادر (۳) دیوکشن بنام بدھ پرکاش (۴) وسکو بنام ٹہمارہ (۵) و منی رام کولیتا

† اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۰۷ سنہ ۱۸۹۵ء بنارہنی ڈگری مصدرہ ایچ ڈبلو گارڈن صاحب جج ضلع سارن مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء منسوخ بحالی ڈگری مصدرہ بابو اننت رام گہوس جج ماتحت سارن مورخہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء۔

(۱) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۹ (۲) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۹۱۹ (۳) رپورٹ صدر دیوانی عدالت (سنہ ۱۸۵۳ء) صفحہ ۴۴۲- (۴) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۰۹ (۵) " " " مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۸۹-

ابلاکھ بھگت
بنام
ایسکی مہتو

بنام کیبر وکولینا فی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

چونکہ باپ رہنرگ ایک خاندان مشترک تابع قانون متاکشرا فاترالعقل ہوگیا لہذا اوسکے دو پوتون نے بطور رسیور کمیٹی کے عمل کرکے بموجب ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء مقرر ہوئی تہی جایداد خاندان مشترک کو منجانب فاترالعقل کے بمنظوری صاحب جج کے رہن کیا مرتہن نے بربنائے رہن نالش کی اور ڈگری بنام اون دونون کے بحیثیت خود اونکے اور بطور اولیا اونکے دادا کے حاصل کی تجویز ہوئی کہ فصل کی نقل پر پابندی خاندان کا بخوبی لحاظ کیا جاسکتا ہے اور چونکہ قرضہ واسطے فائدہ خاندان کے ہوا پس کل خاندان پابند رہن اور ڈگری کا تہا اور از روے نیلام اجراے ڈگری مشتری کو کل جایداد منتقل ہوگئی۔

واقعات مقدمہ ہذا جو تجویز ہائیکورٹ مین بخوبی مندرج ہین بالاختصار یہ ہین۔ ایک شخص مسمی رام سہاے بھگت ایک ہندو تابع قانون متاکشرا لعدوارث ہونے اور کچہ عرصہ تک اپنے حصہ واقع جایداد متروکہ پدری پر علیحدہ قابض رہنے کے فاترالعقل ہوگیا اوسکے دو پوتے جگدیو بھگت و اگم بھگت نے جو بموجب ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء بطور کمیٹی مجنون کے مقرر ہوئے تہے حصہ مذکور منجانب مجنون رام سہاے بمنظوری صاحب جج ضلع رہن کیا مرتہن نے ڈگری بربنائے رہن بنام جگدیو و اگم خود اونکی حیثیت اور بطور اولیا اونکے دادا کے حاصل کی حصہ مذکور نیلام کیا گیا اور مرتہن نے خرید کیا پسران مجنون اور تمام اوسکے پوتون (معہ جگدیو و اگم) نے بشمول اونکی زوجگان کے اب یہ نالش بنام مرتہن مابین منجملہ دیگر استدعاؤن کے واسطے استقرار اس امر کے دایر کی کہ حصہ مذکور بذریعہ نیلام کے منتقل نہین ہوا ہے اونکی جانب سے یہ حجت کی گئی کہ (۱) مجنون کا حق واقع جایداد بسبب اوسکی فاترالعقلی کے جاتا رہا (۲) اور ایک تقسیم مابین اوسکے پسران کے ہوئی جسکے ذریعہ سے اوسکا حق اگر کچہ تہا تو ختم ہوگیا اور (۳) انتقال جایداد خاندان مشترک کا جو منجانب کمیٹی ہوا کل خاندان پابند نہین ہے ہر دو عدالت ماتحت نے نسبت واقعات کے یہ تجویز کی کہ تقسیم نہین ہوئی تہی اور رہن واسطے فائدہ خاندان کے ہوا تہا اور نالش کو ڈسمس کیا۔ مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو بلی رنجن چٹرجی منجانب اپیلانٹان۔ رام سہاے نے بوجہ فاترالعقل ہونے کے اپنا حق بطور شریک کے کہو دیا۔ مقدمات رام سہاے بھگت بنام لالا لچہمی سہاے (۲) و رام سندر بنام رام سہاے بھگت

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ و لاء رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۵ صفحہ ۱۱۶ (۲) " " " " کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۵ (۳) " " " " کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۹۔

سنہ ۱۸۹۵ء
نالیہ بھگت
بنام
ایلی مہتو

ملاحظہ طلب شاکسٹر اباب فصل ۱۰- اشلوک ۶ مین مندرج ہے کہ شخص غیر قابل حصہ نہیں پا یگا اگر ہو سکی ناقابلیت قبل تقسیم کے پیدا ہو چونکہ رام سہائے اپنے شرکا سے علیحدہ نہ تہا لہذا یہ قاعدہ کہ جایداد کہ جایداد جو ایک مرتبہ پہونچ گئی چہینی نہین جا سکتی متعلق نہین ہے دہرم شاستر مولفہ مین صاحب (طبع پنجم صفحہ ۶۸۶) فقرہ ۵۸۰ ملاحظہ طلب یہ فرض کرکے کہ مجنون کو حق یک شریک کا حاصل تہا امر مہ جو مین نے تحریر کیا خاندان پر واجب التعمیل نہ تہا یہ حق باپ کا کہ خاندان کو بذریعہ اپنے افعال کے پابند کرے ایک حق خاص تہی اوپر ایسے خیالات کے ہے جو ایسی کہیٹی مین موجود نہین ہو سکتے جو کہ اہتمام اوسکے امور کے مقرر ہوئی ہے اونکو اختیار انتقال کا نہ تہا کہ جو ایک ذاتی حق باپ کا تہا اور نہ ایک لازمہ حق اہتمام کا-

بابو سالک رام سنگہ منجانب رسپانڈنٹان - علیحدگی خاندان مین بعد وفات پدر رام سہائے کے ہوئی تہی اور جایداد مذکور موروثی جایداد خاندان مشترک نہین ہے جایداد مذکور کو نہ تہا امر سہائے کو پہونچی اور چہینی نہین جا سکتی دہرم شاستر مولفہ مین صاحب فقرہ ۵۵۴ (طبع چہارم) و مقدمات مانی رام کو بنیا بنام کیری کو لیتانی (۱) و بالگو نند بنام لال بہادر (۲) و دیوکشن بنام بدہ پرکاش (۳) ملاحظہ طلب چونکہ عدالت نے یہ تجویز کی ہے کہ قرضہ واسطے قاعدہ خاندان کے تہا لہذا وہ خاندان قابل پابندی ہے مقدمہ حال ایک نالش تقسیم نہین کہی جا سکتی مقدمات رام سہائے بھگت بنام للا لجی سہائے (۴) و رام سند ساے بنام رام سہائے بھگت (۵) متعلق نہین ہین-

بابو ملنی رنجن چیٹرجی نے جواب دیا - یہ قیاس نہین کرنا چاہیے کہ کل جایداد مرتہن کے پاس پہونچ گئی ہے امر قابل تجویز است بہی یہ ہے کہ آیا کل یا جزو جایداد صرف مجنون کی بذریعہ نیلام کے منتقل ہوئی یا نہین رہن نامہ مذکور فی الواقع دو خود شرکا ئے خاندان نے تحریر کیا اور خاندان اوسکا پابند موجب قانون کے نہین ہے-

تجاویز مندرجہ ذیل آنریبل پرنسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس نے صادر فرمائین-

گہوس صاحب جسٹس - واقعات جنسے اپیل نمو پذیر ہوا ہے مختصراً یہ ہین - ایک شخص جنہری بھگت دو پسران رام سہائے و شیو سہائے چہوڑ کر فوت ہوا مدعا علیہ اوسکی جایداد کے سوانے چہوڑ کر فوت ہوا اور مقدمہ متنازعہ

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۶ (۲) لارپورٹ اپیلہا سے سند جلد ۷ صفحہ ۱۱۵ (۲) ہر لارپورٹ صدر دیوانی عدالت سنہ ۱۸۵۹ء صفحہ ۴۴ (۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۰۹ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۹ (۵) ایضاً ایضاً کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۹۱۶-

سنہ ۱۸۹۵ء
ابلاکیہ جھکت
بنام
سنکی چھنو

نہین ہے کہ وہ دون جایداد ون پر جو ونہون نے وراثتاً پائین جداگانہ قابض ہے ابتدا ان سنہ ۱۸۳۰ء
مین بالا وسکے ترپ رام سہاے فاترالعقل ہوگیا وسنے تین پسران چہوڑے ابلاکہہ وکہت و وپچند سخص
اخیر بلا کسی اولاد کے فوت ہوا اور باقیماندہ پسران مین سے ہر ایک کے دو پسران ہوے جگدیو ودبجوا
دو پسران ابلاکہہ و اگم و برج بہاری دو پسران دوکہت
سنہ ۱۸۵۸ء مین جگدیو و اگم بطور ... رام سہاے کی کمی بہ صیغہ جنونی بموجب احکام ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء
مقرر ہوے اور ان دو اشخاص نے منظوری صاحب جج کے جزو بیشتر حاصل کر لی تہی جایداد متنازعہ
بحق مدعا علیہ رہنا کی رہن نامہ مذکور بہ نہین ہوتا کہ خود ادنکی بابت کے لکہا گیا بلکہ صرف منجانب کمیونکے
لکہا گیا کہ ابت ہا ہے جو کہ صورت ہو مرتہنان نے اوسپر نالش بر بنا ے رہن کے کی اور سنہ ۱۸۸۳ء مین ایک
ڈگری بنام ان دونون کے بحیثیت خود ادنکے اور بطور اولیا ادنکے رام کے حاصل کی اور اجرا ے
اس ڈگری مین جایداد مرہونہ نیلام کی گئی اور جولائی سنہ ۱۸۸۵ء مین مدعا علیہ نے خرید کی
نالش حال سنہ ۱۸۹۰ء مین بیٹون اور پوتون رام سہاے اور ادنکی زوجگان نے دائر کی اور غرض
ادنکی نالش کی یہ تہی کہ استقرار حق امر کا کرایا جاے کہ رام سہاے کو بسبب فاترالعقلی کے کوئی حق
جایداد مذکور مین نہ تہا اور از روے نیلام جولائی سنہ ۱۸۸۵ء کے مدعا علیہم کو کوئی حق منتقل نہین ہوا
اور منجملہ دیگر امور کے عرضی دعوی مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ ابلاکہہ و دوکہت دو پسران رام سہاے نے
مابین اپنے کل جایداد موروثی رام سہاے کی تقسیم کر لی اور اپنے اپنے حصص پر قابض ہو گئے
بر دعوی انتہاے عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ اوس وقت جب وراثت واسطے رام سہاے کے
شروع ہوئی وہ فاترالعقل نہ تہا اور فاترالعقلی اوسکے بعد ہوئی جب کہ جایداد اوسکو پہونچ گئی اور
مابین دو پسران رام سہاے کے کوئی تقسیم جایداد عمل مین نہین آئی اور جو قرضہ کہ بذریعہ رہن کے لیا
گیا واسطے فائدہ خاندان مشترک کے تہا اور عدالت انتہاے ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ چونکہ جایداد
مذکور ایک مرتبہ جایز طور پر رام سہاے کو پہونچ گئی لہذا وہ اوس سے بوجہ فاترالعقلی مابعد کے
چہینی نہین جا سکتی اور از روے نیلام متنازعہ کے جایداد متنازعہ صحیح طور پر مدعا علیہم کو پہونچ گئی
اور پسران خواہ نبیرگان رام سہاے کے خواہ ادنکی زوجگان یہ منصب نہین رکہتین کہ نیلام مذکور
پر اعتراض کرین۔
بر طبق اپیل دوم بعدالت ہذا وسیع طور پر یہ حجت منجانب مدعیان کی گئی ہے کہ فاترالعقلی کے
وقوع مین آنے پر رام سہاے غیر مستحق جایداد کا ہو گیا اور بدین وجہ از روے نیلام متنازعہ کے

سنہ ۱۹۰۵ء
اہلاکی بھگت
بنام
بھیکو بھگت

کوئی حق مدعاعلیہم کو منتقل نہیں ہوا یہہ بھی دلیل کی گئی ہے کہ چونکہ قرضہ منجانب صرف رام سہائے کے لیا گیا اور نہ منجانب خاندان کے لہذا ڈگری کی پابندی جایداد خاندان مشترکہ پر نہیں ہوسکتی اور بدینوجہ نیلام غیر اثر پذیر تہا اور نیز گو باپ رام سہائے بیٹوں اور پوتوں کو کسی ایسے قرضہ کا جو وہ لیتا اور جو بخلاف تہذیب قسم کا نہوتا پابند کرسکتا تہا مگر حق مذکور خود اوسکی ذات کو حاصل تہا اور نہ اوسکی کمیٹی یعنی منتولی کو۔

صرف نظائر بواسطے حجت وسیع اپیلانٹان کے جنپر وکیل ذیعلم نامبردہ نے اپنا سے اپنی بحث میں استدلال کیا دو فیصلہ جات ڈویژن بینچ عدالت ہذا کے ہیں۔ مقدمات رام سہائے بھگت بنام لالا لکی سہائے (۱) و رام سہائے بنام رام سہائے بھگت (۲) اور متاکشرا باب ۲ دفعہ ۱۰ اشلوک ۱ تا ۳ ہیں۔

ہر دو مقدمات محولہ متعلق اسی خاندان کے تہے مقدمہ اول الذکر میں رام سہائے یا زیادہ تر اوسکی کمیٹی نے نالش دلاپانے قبضہ بعض جایداد کی جو مدعاعلیہم کو بذریعہ نیلام عیبیوا جرائے ڈگری زر واصلات کے ہوگئی تہی جو بمقابلہ پسران رام سہائے و شیوسہائے کے بسبب ایک رہن نامہ کے جو ونہوں نے تحریر کیا تہا صادر ہوئی تہی دائر کی تہی عدالت ہذا نے بلحاظ متاکشرا باب ۲ دفعہ ۱۰ اشلوک ۱ و ۳ و ۶ یہہ تجویز کی کہ شخص فاتر العقل بنا حق پانے حصہ کا بوقت تقسیم جایداد خاندان کے کہو دیتا ہے اور کوئی ایسی ڈگری واسطے دلاپانے جایداد کے بحق رام سہائے صادر نہیں کیجاسکتی جسکا مقصود ایک تقسیم مابین اوسکے اور منتہیان حق اوسکے خرکار (یعنے اوسکے پسران) کے ہو چنانچہ حکام ممدوح نے نالش کو ڈسمس کیا اسکے ساتہہ ہی حکام ممدوح نے یہہ بہی ظاہر کی کہ جو حیثیت ہوس رہن نامہ میں اخفیا کی گئی ہے جو پسران نے تحریر کیا کہ بسبب فاتر العقلی کے رام سہائے نا قابل کرنے دعوی جایداد کے ہوگیا غالباً پذیرا نہیں کیجاسکتی اور وہ اب بہی مالک جایداد کا ہے"۔

دوسرے مقدمہ میں کمیٹی رام سہائے نے اسیطرح پر نالش دلاپانے حصہ واقع ایک ایسی جایداد کی کی جو اوسکے پسران میں سے ایک نے منتقل کی تہی عدالت ہذا نے پیروی مقدمہ سابق کی کی اور بلحاظ متاکشرا کے یہہ تجویز کی کہ چونکہ بر طبق تقسیم مابین مدعی اور اوسکے پسران کے بموجب قانون حصص اوسکے نائل ہوگئے ہیں لہذا رام سہائے نالش بغرض واپس دیئے جانے جایداد مذکور کے خاندان مشترکہ کو دائر نہیں کرسکتا تہا۔

ہماری دانست میں ان دو مقدمات سے تائید اس حجت وسیع اپیلانٹ کی نہیں ہوتی ہے کہ بر طبق وقوع میں آنے فاتر العقلی کے رام سہائے غیر مستحق پانے جایداد مذکور کا ہوگیا حکام ممدوح نے اس سے زیادہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۹ (۲) ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۹۱۹

سنہ ۱۸۹۵ء
ابلاکہہ سنگت
بنام
بہیکی منو

تجویز نہین کی ہے کہ بصورت عملمین آنے تقسیم کے فاترالعقل باپ کو کوئی حصہ نہ ملیگا بلکہ کل جایداد پسران لینگے بخلاف اوسکے یہ معلوم ہوگا کہ عدالت ہذا نے مقدمہ اول الذکر مین بالخصوص اصول مندرجہ مقدمہ بالگوبند بنام لال بہادر (۱) کو منظور کیا جو بہ مضمون ہے کہ بموجب دہرم شاستر کے گو شخص فاترالعقل وراثت جایداد کی نہین پا سکتا مگر وہ شخص جو ایک مرتبہ وارث جایداد ہوگیا اوس سے بیدخل نہین کیا جاسکتا اگر وہ بعد ازان فاترالعقل ہوجاوے۔ یہی رائے ایک اجلاس کامل ہائیکورٹ الہ آباد نے بمقدمہ دیوکشن بنام بدہ پرکاش (۲) اختیار کی اور یہ تجویز کی کہ جب جایداد ایک مرتبہ بذریعہ وراثت کے کسی شخص کو پہونچ گئی تو اوسکی فاترالعقلی مابعد کوئی وجہ واسطے اوسکے واپس لینے کے نہوگی اسی مضمون کا مقدمہ سنکر بنام تبابا (۳) منفصلہ ہائیکورٹ مدراس ہے جس اصول پر یہ مقدمات مبنی ہین فی الواقع وہی ہے جو جوڈیشل کمیٹی نے مشہور مقدمہ منی رام کولتیا بنام کیری کولیتانی (۴) مین ظاہر کیا ہے۔

نسبت اوس دلیل کے جو خود اوس متاکشرا پر مبنی ہے واضح ہو کہ ہمارے نزدیک وہ بھی ایسی ہی ناقابل پذیرائی ہے ہمارے نزدیک وہ قواعد جو اوسمین قرار دئیے گئے ہین اون دو فیصلہ جات عدالت ہذا سے زیادہ نہین ہین جنکا ابھی حوالہ دیا گیا ہے نہ ہم یہ خیال کرتے ہین کہ یہ امر کہ دفعہ اول باب متاکشرا جسکا یہ عنوان ہے "درباره محرومی کے وراثت سے" کسی [illegible] یہ ظاہر کرتا ہے کہ جیسے ہمارے روبرو دلیل کیگئی ہے کہ مصنف کی مراد یہ قرار دینے سے تھی کہ اگر کوئی شخص بعد وراثتاً پانے جایداد کے فاترالعقل ہوجاوے تو وہ اوس سے خارج یا محروم کیا جانا چاہئے بخلاف اسکے اخیر جزو اشلوک ۶ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا نہین ہوسکتا اوسمین یہ مندرج ہے "لیکن وہ شخص جو اپنے شرکا سے علیحدہ ہوچکا ہے اپنے حصہ سے محروم نہین ہوتا ہے" اسی مضمون کا قول دیر متراودے کے باب ۳ اشلوک ۴ مین ہے جسکی عبارت حسب ذیل ہے "علاوہ برین اخراج انکا وقوعمین آتا ہے اگر اونکی ناقابلیت قبل تقسیم (یا وراثت) کے وقوعمین آئے لیکن نہ اوس صورت مین بھی کہ اگر بعد تقسیم (یا وراثت) کے وقوعمین آئے کیونکہ کوئی اجازت واسطے واپس لئے دیئے ہوئے حصون کے نہین ہے" (بابو گولپ چندر سرکار کا ترجمہ ملاحظہ طلب)

لہذا ہم یہ تصور کرسکتے ہین کہ جایداد ایک مرتبہ رام سہلے کو بموجب قانون وراثت کے پہونچکر باوجود اوسکے بعد ازان فاترالعقل ہوجانیکے اوسی کی رہی کیونکہ کوئی تقسیم مابین اوسکے اور اوسکے بیٹے اور پوتون کے

(۱) رپورٹ صدر دیوانی عدالت سنہ ۱۸۵۹ء صفحہ ۲۳۴ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۰۹۔
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۰۹ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۷۶ و لا رپورٹ ایپلس ہند جلد ۷ صفحہ ۱۱۵

سنہ ۱۹۰۰ع
لالا کہیم کت بنام بیکی مہتو

نہین ہوئی لیس جس امر پر کہ ہمکو غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا مدعا علیہ نے ایک حق جایز نسبت جایداد مذکور کے بذریعہ اوس نیلام کے حاصل کیا یا نہین جو بعلت اجرائے ڈگری رہن کے عمل مین آیا اور جسکا حوالہ ہمنے پیشتر دیا ہے۔

یہہ نہین معلوم ہوتا کہ رہن صریحاً منجانب کل خاندان کے ہے بلکہ وہ منجانب باپ اور بزرگ خاندان کے بمنظوری صاحب جج ضلع کے جو حسب احکام ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء بہ منیجر حاصل کر لیگئی تہی کیا گیا تہا اور یہ تجویز کی گئی ہے کہ یہہ رہن واسطے فایدہ کل خاندان کے تہا جو ڈگری کہ مرتہن نے حاصل کی جیسا کہ پیشتر بیان کیا گیا ہے جگدیو وا آلم بہ حیثیت کمیٹی مجنون اور اوسکی حیثیت ذاتی کے تہی ڈگری مذکور مبنی اوپر اقبال کے تہی اور اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جگدیو وا آلم کی یہ مراد تہی کہ رہن نامہ صرف بطور ہی مجنون کے بلکہ شرکاے خاندان مذکور کے تحریر کرین اور چونکہ قرضہ واسطے فایدہ کل خاندان کے لیا گیا تہا لہذا ہماری یہ راے ہے کہ کل خاندان پابند رہن اور اوس ڈگری کا تہا جو بربناے اوسکے حاصل کی گئی اور نیلام مین جو عمل مین آیا کل جایداد بحق مدعا علیہ منتقل ہوئی ہمارے نزدیک ہمپر دباو اس دلیل کا نہین ہے کہ کمیٹی مجنون کل خاندان کو پابند نہین کر سکتی تہی کیونکہ فعل کمیٹی کا منظوری صاحب جج کے فعل باپ اور بزرگ خاندان کا بخوبی تصور کیا جا سکتا ہے اور چونکہ قرضہ مذکور واسطے فایدہ خاندان کے لیا گیا تہا لہذا ہمارے نزدیک صاف ظاہر ہے کہ وہ سب پر قابل پابندی ہے۔

این تمام وجوہ سے ہماری یہ راے ہے کہ یہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جانا چاہئے۔

پرنسپ صاحب جج - مجکو اوس تجویز سے اتفاق ہے جو میرے ذیعلم ہم جلیس نے صادر کی ہے کہ مدعیان پابند اوس رہن کے ہین جو تجویز کیا گیا ہے کہ بابت اون قرضجات کے ہے جو باپ اور دادا مدعیان قسم مذکور نے لئے تہے اور جسکو مہتمم خاندان نے پذیرا کیا اور صاحب جج ضلع نے منجانب شخص اول الذکر کے منظور کیا اور مدعیان قسم اناث کو کوئی حق کرنے عذر کا بابت معاملہ مذکور کے نہین ہے لیکن مین یہ امر تحریر کرنا چاہتا ہون کہ مجکو نسبت صحت اوس قاعدہ کے شبہات ہین جو مقدمات محولہ مین قرار دیا گیا ہے (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۹ و مکرر صفحہ ۹۱۹) کیونکہ مین اس امر مین شبہہ کرنے کی طرف مائل ہون کہ آیا جیسا کہ اونمین تجویز ہوا ہے درحالیکہ جایداد ایک مرتبہ رام سہاے کو بطور ایک شریک ہندو خاندان مشترک کے پہونچی وہ اپنے حقوق واقع جایداد مذکورہ سے اس سبب سے محروم کیا جا سکتا ہے کہ بوقت تجویز ہونے اوسکے خاص حق و حقوق وراثت کے بذریعہ تقسیم کے وہ اتفاق سے فاتر العقل ہو گیا۔

سنہ ۱۸۹۵ع
اجلا کہ بہگت بنام بہیکی مہتو

مگر واسطے اغراض اپیل ہذا کے تجویز کرنا امر ہذا کا اس سبب سے غیر ضروری ہے کہ فیصلہ نالش ہذا کا درنیج پر صحیح طور سے کیا جا سکتا ہے۔

دونون اپیل معہ خرچہ ڈسمس کئے جاتے ہین۔

ایپل ڈسمس کئے گئے

سنہ ۱۸۹۵ع
۴ جون

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس

جگرناتہہ سہائے و یک کس دیگر (مدیونان ڈگری) بنام

دیپ رانی کنور (ڈگریدار) مشتریان نیلام

اختیار سماعت - ایکٹ عدالتہائے دیوانی بنگال و ممالک مغربی و شمالی اسام (۱۲ سنہ ۱۸۸۷ع) دفعہ ۱۳ ضمن (۳) - مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۲ - نیلام بعلت اجراے ڈگری نیلام۔

نالش بربناے رہن نامہ باستدعاے صدور ڈگری نیلام حسب دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت جج ماتحت درجہ دوم سے عدالت جج ماتحت درجہ سوم ضلع مذکور کو بغرض تجویز عدالت موصوف کے منتقل کی گئی نالش مذکور ڈگری ہوئی اور حکم واسطے نیلام کے جج ماتحت درجہ سوم نے صادر کیا بعد نیلام کے درخواست واسطے اوسکی منسوخی کے منجملہ دیگر وجوہ کے اسوجہ پر گذری کہ عدالت جج ماتحت درجہ سوم کو اختیار نیلام کرنے جایداد کا نہین تہا کیونکہ وہ اندر حد علاقہ عدالت جج ماتحت درجہ دوم کے تہی نسبت اختیار سماعت جج ماتحت درجہ سوم بابت تجویز نالش مذکور کے اعتراض نہین کیا گیا۔

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۱۳ ضمن (۳) ایکٹ عدالتہاے دیوانی بنگال و ممالک مغربی و شمالی و اسام (۱۲ سنہ ۱۸۸۷ع) مین ذکر اس قسم کے معاملات کا ہے اور اوس عدالت کو جسنے ڈگری اور حکم نیلام صادر کیا اختیار کرنے نیلام کا حاصل تہا۔

مقدمہ پریم چند بنام کہود ادیبی (۱) سے امتیاز کیا گیا و مقدمات گوپی موہن رائے بنام دیوکی نندن سین (۲) و تین کوڑی دیبیا بنام شب چند پال (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

اپیل ہذا متعلق درخواست منسوخی نیلام بعلت اجراے ڈگری کے ہے نالش مذکور جو ایک نالش واسطے نیلام حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد کے تہی ابتداءً عدالت جج ماتحت درجہ دوم ضلع مظفر پور مین دایر کی گئی تہی وہ نالش عدالت ایڈیشنل یا درجہ سوم جج ماتحت مین حسب دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

† اپیل نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۵ع بنارضی حکم مصدرہ بابو امرت لال مکرجی جج ماتحت ترہت مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۵ع (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۹۹۶ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۳ (۳) " " " " جلد ۱۲ صفحہ ۹۳

۱۸۹۵ء
جگرناتھ سہائے
بنام
اندرپ رائی کنور

عدالت ضلع ترہت نے منتقل کی تہی جج ماتحت درجہ سوم نے ایک ڈگری مطابق احکام دفعہ ۸۸ - ایکٹ"
انتقال جایداد صادر کی اور ایک حکم قطعی حسب دفعہ ۸۹ واسطے نیلام جایداد ہائے مرہونہ کے بانفاذ بعد صادر کیا
اجرائے ڈگری مین جایداد ہائے مرہونہ عدالت جج ماتحت درجہ سوم نے نیلام کین درخواستہائے مختلف
عدالت نسبت نیلام کے کئے گئے لیکن صرف ایک عذر جو واسطے رپورٹ ہذا کے اہم ہے یہہ تہا کہ
جج ماتحت درجہ سوم کو کوئی اختیار کرنے نیلام کا اس سبب سے نہ تہا کہ جو جایداد مین نیلام کی گئین اندر علاقہ
عدالت جج ماتحت درجہ دوم کے واقع تہین عذر مذکور عدالت ماتحت مین نامنظور ہوا
مدیونان ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

بابو مہابیر سہائے منجانب اپیلانٹ - جایداد ہائے متنازعہ کلیتاً اندر حد علاقہ جج ماتحت درجہ
دوم کے تہین لہذا جج ماتحت درجہ سوم کو اختیار اونکے نیلام کرنے کا نہ تہا عدالت ماتحت مین بہ سند مقدمات
سبک بنام اٹکیل و کمپنی و کار تہک ناتہہ پانڈے بنام تلک دہاری لال (۱) و گوپی ناتہہ رائے بنام لوکی
نندن سین (۲) یہہ دلیل کی گئی کہ عدالت جج ماتحت درجہ سوم نے چونکہ ڈگری صادر کی لہذا وسکو
اختیار نیلام کرنے جایدادون کا حاصل تہا لیکن مقدمات مذکور وغیرہ وغیرہ مقدمات متعلق امر مذکور مقدمہ
حال سے قابل تمیز ہین اون مقدمات مین عدالت کو نامعمولی حالات کے اختیار سماعت نالش
حاصل تہا اور جو امر کہ پیش کیا گیا تہا کہ آیا بلحاظ دفعہ ۲۴۳ ضمن (ج) کے اختیار نیلام کرنے کا چہین لیا گیا
ہے یا نہین لیکن اس مقدمہ مین اختیار سماعت جج ماتحت درجہ سوم کا بذریعہ ایک حکم صاحب جج ضلع حسب
دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عطا کیا گیا تہا حاکم موصوف کو اختیار صرف تجویز کرنے نالش مذکور کا دیا گیا
تہا تجویز مذکور ڈگری قطعی کے ساتہہ ختم ہوئی اور اختیار سماعت جج ماتحت درجہ سوم وسکے ساتہہ
ختم ہو گیا -

بابو سارداچرن متر و بابو رگہونندن پرشاد و بابو لچہمی نراین سنگہ نے بمعیت اونکے منجانب
رسپانڈنٹ یہہ حجت کی کہ دفعہ ۱۳ ضمن (۳) ایکٹ عدالتہائے دیوانی ۱۸۸۷ء جواب اس
عذر کا ہے جو پیش کیا گیا ہے وہ مقدمات جنکا حوالہ عدالت ماتحت کی تجویز مین دیا گیا ہے
بالخصوص مقدمہ گوپی موہن رائے دیوکی نندن سین (۲) ایک دوسرا مقدمہ متین کور مہی دیبیا بنام
ستیہ چندپال (۳) جو زیادہ حال مین فیصل ہوا ہے متعلق ہین وہ عدالت جو ڈگری صادر کرے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۶ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۶۶ -
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۳ (۴) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۶۳۹ -

سنہ ۱۸۹۵ء
جھگڑ ناتھ سہاے
بنام
دیپ رانی کنور

بلاشبہہ یہ اختیار تمیزی رکہتی ہے کہ اون جایدادون کو جو بیرون اوسکے حد علاقہ کے ہین خود نیلام کرے یا درخواست نیلام کو اوس دوسری عدالت مین جسکے علاقہ کے اندر جایداد ہاے مذکور واقع ہون حسب دفعہ ۲۹۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بہیجے اور جج ماتحت درجہ سوم کو گو اونکو اختیار تمیزی مذکور حاصل تہا مگر پورا اختیار نیلام کرنیکا حاصل تہا۔

بابو مہابیر سہاے کی سماعت جواب مین کی گئی۔

تجویز ہائیکورٹ بر لسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس حسب ذیل ہے۔

یہ اپیل ایک نالش رہن نامہ مین پیدا ہوا ہے جس مین ڈگری نیلام کی درخواست حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد کے کی گئی تہی نالش مذکور عدالت دوم جج ماتحت مظفرپور مین دایر کی گئی تہی اوس ضلع مین کثرت کار کے سبب ایک اڈیشنل جج ماتحت یا جج ماتحت سوم مقرر کیا گیا تہا اور بذریعہ حکم صادرہ حسب دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مقدمہ مذکور حاکم موصوف کے پاس واسطے تجویز کے منتقل کیا گیا تہا کوئی بحث نہین ہے کہ اڈیشنل جج ماتحت کو اختیار تجویز کرنے نالش مذکور کا تہا جب حکم نیلام صادر ہو گیا اور نیلام ہو چکا اخیر وقت پر مدیون ڈگری (اپیلانٹ) نے یہ عذر کیا کہ اڈیشنل جج ماتحت کو اس سبب سے اختیار نہ تہا کہ جو جایدادین نیلام کی گئین اندر علاقہ اراضی دوم جج ماتحت کے تہین جائز ہے کہ ہم یہ تسلیم کرین کہ اڈیشنل جج ماتحت کو کوئی خاص اختیار مقامی اوس رقبہ پر نہ تہا جس مین جایداد ہاے مرہونہ مذکور واقع تہین گو یہ کسی طرح پر عیان نہین ہے مگر تجویز اڈیشنل جج ماتحت جو ہمارے روبرو اب اپیل مین ہے وہ بنا کر تی ہے عذر مذکور کو نامنظور کیا گیا تہا ایک اور عذر کیا گیا تہا کہ نیلام مذکور بسبب بیضابطگی کے مشتہر کیے جانے اشتہار نیلام مین جسکی وجہ سے جایداد ہاے مرہونہ مین سے ایک کی قیمت کم وصول ہوئی منسوخ کیا جانا چاہیے یہ دونون عذرات ہمارے روبرو اپیل مین کیے گئے ہین۔

اسمین کوئی بحث نہین ہے کہ اڈیشنل جج ماتحت کو اختیار کلی تجویز نالش ہذا کا تہا جو عذر کیا گیا ہے متعلق حاکم موصوف کے اختیار نافذ کرنے حکم مصدورہ بذریعہ نیلام کرنے جایداد ہاے مذکور حسب احکام دفعہ ۸۸ - ایکٹ انتقال جایداد کے ہے بادی النظر مین ہر عدالت کو جسکو اختیار تجویز کرنے نالش کا ہے یہ اختیار حاصل ہے کہ اجرا اپنی ڈگری مصدورہ نالش مذکور کا کرے منجانب اپیلانٹ یہ حجت کیگئی ہے کہ جو اختیار عدالت مرافعہ اولی کو اس مقدمہ مین

۱۸۹۵ء
جگرناتھ سہائے
بنام
لیسپاہی کنور

بذریعہ حکم صاحب جج ضلع حسب دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی منشرمنتقل کرنے مقدمہ کیواسطے
تجویز کے عطا کیا گیا اوسوقت ختم ہوگیا کہ حاکم موصوف نے حکم قطعی نیلام کا صادر کیا اور حاکم
موصوف کا اختیار سماعت نسبت اجرائے حکم مذکور کے کسی ایسی حکم پر محدود ہے جو صاحب
جج ضلع نے حسب دفعہ ۱۳ ایکٹ عدالتہائے دیوانی (۱۲ ۱۸۸۷ء) صادر کیا ہو کوئی مقدمات
صریحاً سوید حجت ہذا کے نہین ہین تجویز اجلاس کامل مقدمہ پریم چند دسے بنام مکھو ما دیبی (۱)
متعلق نہین ہے اوسمقدمہ مین کوئی اختیار جو عدالت موصوف کو حاصل ہو بوجہ حکم گورنمنٹ
مشعر ملکہ ٹھیک کرنے حدود علاقہ جات اور منتقل کرنے اس خاص اختیار مقامی کے دوسری
عدالت کو زائل ہو گیا اور ہم مرتبانے رپورٹ کے یہ تحریر کرسکتے ہین کہ یہ انتقال قبل
ارجاع نالش ہذا کے عمل مین آیا اسمین شک نہین ہے کہ بعض مقدمات جو عدالت ہذا اسے
فیصل ہوئے ہین ایسے ہین جن مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ جس صورت مین علاقہ عدالت
بذریعہ کسی حکم حسب ایکٹ عدالتہائے دیوانی کے مابین دو حکام مساوی الاختیار کے جیسے
دو منصف یا دو جج ماتحت اوسی ضلع کے تقسیم کیا گیا ہو ان عدالتون مین سے ایک عدالت
کا اختیار نسبت اجرائے ڈگری کے اوس رقبہ پر محدود ہے جو اوسکو بذریعہ حکم مذکور کے
تفویض کیا گیا ہو مگر وہ سب مقدمات بموجب ایکٹ عدالتہائے دیوانی بنگال (۶ ۱۸۷۱ء)
کے فیصل ہوئے تھے وہ قانون اب بذریعہ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ء منسوخ ہو گیا ہے اور دفعہ ۱۸
ایکٹ ۱۸۸۷ء کے مکرر بنانے مین ایکٹ ۱۸۸۸ء مین ایک فقرہ (سوم) اضافہ کیا گیا
ہے جو صریحاً اسلئے بنایا گیا ہے کہ وہ بابت معاملات اس قسم کے ہو اوسمین یہ قرار دیا گیا
ہے کہ جس صورت مین کار دیوانی کسی رقبہ ارضی مین صاحب جج ضلع نے حسب ضمن (۲)
ایک کو یا دو یا زیادہ جج ہاے ماتحت مین سے یا ایک کو دو یا زیادہ منصفون مین سے
مفوض کیا ہو ایک ڈگری یا حکم مصدورہ جج ماتحت یا منصف صرف اس سبب سے ناجایز
نہوگا کہ وہ مقدمہ جس مین وہ صادر کیا گیا تھا کلاً یا جزاً ایسی جگہہ مین پیدا ہوا تھا جو بیرون
رقبہ ارضی مقام مذکور کے یا اندر اون حدود ارضی کے تھی جو لوکل گورنمنٹ نے حسب
ضمن (اول) مقرر کی ہین اس امر مین نزاع نہین کیا جا سکتا کہ از روے احکام او
تقرر مبنی نب لوکل گورنمنٹ کے اس جج ماتحت کو اختیار سماعت اوپر کل ضلع کے تھا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۶۹۹۔

جگرناتھ سہاے بنام دیبا نی کنور

اگر حاکم موصوف کو ایسا اختیار نہ تہا تو وہ مجاز کرنے تجویز نالش مذکور کا نہ ہوتا ہے
ہم یہہ بہی تحریر کرسکتے ہین کہ بمقدمہ گوپی موہن رائے بنام دیو کی نندن سین (۱) و بمقدمہ
نین کوری دیبیا بنام شب چندر پال (۲) یہ بتلایا گیا تہا کہ نالش نفاذ رہن حسب ایکٹ
انتقال جایداد مین یہ ناممکن ہوگا کہ غرض واضعان قانون کی تعمیل کیجائے اگر وہ عدالت
جسکو اختیار تجویز نالش کا حاصل تہا مجاز ہو کہ تعمیل اپنے حکم کی حسب بت ایکٹ مذکور کے
کرائے اور اگر یہ ضروری ہو کہ اوس ڈگری یا حکم کو واسطے قطعی کئے جانے نیلام کے
صادر کیا جاوے اون مختلف عدالتون مین جنکا اختیار ارضی خاص جایداد ہائے مرہونہ پر ہو اس
غرض سے منتقل کیا جائے کہ وہ نیلامات عمل مین لائین ہماری دانست مین یہہ طریقہ واضعان قانون
کو منظور نہین تہا اور غرض واضعان قانون کی زائل ہو جائیگی اگر یقین اس امر کا دلایا جائے کہ
نیلام بحق ایسے مرتہن کے ہوگا جو حکم حسب دفعہ ۸۸- ایکٹ انتقال جایداد کے حاصل کرے ہماری
یہ مراد نہین ہے کہ یہ سمجہا جاوے کہ ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ صرف وہی عدالت مجاز عمل مین لانے نیلام کی
بعلت اجرائے ایسے حکم کے ہے کیونکہ بہت سی صورتون مین بلا شبہہ یہ زیادہ آسان اور مناسب
ہوگا کہ نیلامات مختلف لاٹون جایداد ہائے غیر منقولہ مرہونہ کے اون اضلاع مین کئے جائین جنمین
جایداد ہائے مذکور واقع ہون لیکن ہمارے نزدیک نیلامات وہ عدالت بہی کرسکتی ہے جسنے
وہ خاص ڈگری اور حکم واسطے نیلام کے صادر کیا بلا شک جیسا کہ گہوس صاحب جسٹس نے بمقدمہ
گوپی موہن رائے بنام دیو کی نندن سین (۱) بتلایا ہے دفعہ ۲۲۳ ضمن (ج) مجموعہ ضابطہ
دیوانی کی روسے یہ امر باختیار تمیزی عدالت کے چہوڑا گیا ہے کہ ڈگری واسطے اجرا کے
ایسی دوسری عدالت مین ارسال کرے جسکو اختیار ارضی حاصل ہو لیکن یہ ایسا اختیار ہے
جو اختیار تمیزی ہے اور اوس سے اختیار اوس عدالت مین فرق نہین آتا ہے جسنے
حکم ابتدائی صادر کیا ہو ان وجوہ سے بہی ہمارے نزدیک اپیل ہذا ڈسمس ہونا چاہئے
نسبت دوسرے امر کے یہ عذر کیا گیا ہے کہ چونکہ دو جایداد ہائے مرہونہ دو ضلعجات جداگانہ
داخل دو محالات جداگانہ کے بہ طبق تقسیم اصل جایداد کے ہین اور دو اشتہارات نیلام ایک ہی
جگہہ پر مشتہر کئے گئے تہے لہذا اشتہارات مذکور خاص اراضیات پر جیسا کہ قانون مین حکم ہے
چسپان نہین کئے گئے تہے مگر وکیل اپیلانٹ یہ حجت نہین کرتا ہے کہ ان دونون اشتہارات

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۳ (۲) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۳۹-

جگرناتھ سہاے بنام لچھمن رانی کنور

مین سے کوئی اشتہار کسی ایک پٹی پر پٹیات مذکورہ مین سے بموجب حکم نیلام کے صحیح مشتہر طور پر نہین کیا گیا تہا وکیل موصوف محض اس امر پر دلیل کرتا ہے کہ وہ دونون ایک ہی جگہہ پر مشتہر کیئے گئے تہے جس سے وہ استدلال کرتا ہے کہ اشتہار مذکورہ مین سے ایک اشتہار صحیح طور پر مشتہر نہین کیا گیا تہا لیکن مشار الیہ ہمکو یہ نہین تبلا سکا کہ کس خاص پٹی یا محال سے یہ عذر متعلق ہوگا اگر ہم یہ قبول بہی کرلین کہ یہ کافی وجہ واسطے منسوخی نیلام کے ہے تو اس سے حکم منسوخی نیلامات ہر دو پٹیات کا جائز ہو جایگا اور چونکہ کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہین ہے کہ کس نیلام سے یہ عذر متعلق ہوگا لہذا وہ منظور نہین کیا جا سکتا علاوہ برین وہ صرف بیضابطگی کی حد تک پہونچے گا اور بجز اسکے کہ یہ معلوم ہو کہ کس پٹی سے وہ متعلق ہے اس امر پر غور کرنا ناممکن ہوگا خواہ کچہہ ہی شہادت نسبت کسی واقعی نقصان کے ہو جو اوس سے وقوع مین آیا ہو کیونکہ پٹیات مذکورہی حصہ اصل محال کا نہین ہے اور بر بنا وجہ مختلف مالیتون کی ہین یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عذر بہت اخیر نوبت پر کیا گیا تہا اور جب عذر مذکور بنسبت کارروائیات متنازعہ کے کیا گیا مدیون ڈگری نے یہ عرض نہین کیا کہ تعمیل اشتہار نیلام مین بیضابطگی ہوئی ہے بلکہ ذکر اور بیضابطگیون کا کیا لہذا اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

۱۸۹۵ء ۱۶ مئی

باجلاس نارس صاحب جسٹس وگھوس صاحب جسٹس ورِیمپنی صاحب جسٹس

صورت لال منڈل وغیرہ (مدعیان) بنام عمر حاجی وغیرہ (مدعاعلیہم)†

حد سماعت ـ نالش ہرجہ بابت بیجا طور پر لے لینے فصل کے ـ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ دفعات ۳۶ و ۳۹ و ۴۹ و ۴۹ و ۱۰۹ ـ

ایک نالش ہرجہ مین جو بابت بیجا طور پر لے لینے اوس دہانات کے جو مدعی کی اراضی پر پیدا ہوا اس بیان سے تھی کہ مدعاعلیہم نے بیجا طور پر اور بجبر فصل کو کاٹا اور بیجا طور پر لے لیا۔ مدعاعلیہم نے عذر میعاد دو سال کا حسب دفعہ ۳۶ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) پیش کیا ـ

نارس صاحب جسٹس وگھوس صاحب جسٹس نے تجویز کی (ریمپنی صاحب جسٹس مختلف الرائے) کہ نالش مین حسب دفعہ ۳۶ کے تمادی عارض نہین ہے ـ

نارس صاحب جسٹس بلا ظاہر اپنے کسی رائے نسبت متعلق ہونے یا نہ متعلق ہونے دفعات ۳۹ و ۴۹ و ۱۰۹ کے **تجویز کی** کہ مقدمہ ہذا مین تمام ایسی شرائط موجود ہین کہ وہ داخل دفعہ ۴۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت کے ہو ـ

مقدمہ الیو بیہیا جی بنام اسٹیم شپ "ساونرہی" (۱) کا حوالہ دیا گیا ـ

گھوس صاحب جسٹس نے تجویز کی ـ نالش ہذا کو ایک نالش معاوضہ بابت فعل ناجائز مدعاعلیہم یعنی کاٹ لینے اوس فصل کے جوار (جوار؟) مدعی پر استادہ تھی تصور کرنے سے ایک جزو دعوے مدعی کا تمادی عارض ہونے سے محفوظ ہوتا ہے الا اگر اوسکو محض ایک نالش ہرجہ بابت اوٹھا لیجانے اور بیجا طور پر تصرف کرنے فصل کے تصور کیا جائے تو مقدمہ داخل دفعہ ۴۹ کے ہوگا ـ

مقدمہ شیڈر غازی بنام زین الدین (۲) سے اختلاف کیا گیا و مقدمہ بدلوچن داس بنام بیدنا تھ ہتی (۳) کی تقلید کی گئی ـ

† اپیل از ڈگری اپیل نمبرہ ۲۲۶ سنہ ۱۸۹۳ء بنارضی حکم ڈگری مصدرہ مسٹر وئیٹ مور صاحب جج ضلع بھرہوم مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۸۹۳ء نسبت منسوخی ڈگری مصدرہ بابو جدو ناتھ گنگولی ایڈیشنل منصف رامپور ہاٹ مورخہ ۱۶ سمبر سنہ ۱۸۹۲ء (۱) (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۳) (۲) (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۶) (۳) حکم اظہار و جہ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۲۲ ـ اگست سنہ ۱۸۹۴ء ـ

سنہ ۱۸۹۹ء
سورت لال
بنام
ہرجاجی

بکلینی صاحب جسٹس نے تجویز کی۔ اسمقدمہ مین دفعات ۲۹ و ۴۹ و ۱۰۹ مین سے کوئی متعلق نہین ہے اور مقدمہ از روئے حکم دفعہ ۳۶ کے ممنوع السماعت ہے۔

عرضی دعوی نالش ہذا مین اوسکو ایکٹ نالش ہرجہ بابت بیجا طور پر تصرف کرنے وہان کے "بیان کیا ہے اور یہہ مندرج ہے کہ مدعاعلیہم نے بیجا طور پر اور جبراً وہ وہان جو مدعی کی اراضی پر اوگے ہوے تھے ۱۷۔ اگہن سنہ ۱۲۹۵ (یکم دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء) سے مہینے ماگہہ سنہ مذکور (۱۳ جنوری لغایتہ ۱۰ فروری سنہ ۱۸۸۹ء) تک کاٹ لئے اور خود لے گیئے دادرسی مستدعیہ تھی "ہرجہ بابت بیجا طور پر تصرف کرنے دہان کے معہ خرچہ"۔

نالش ۳۰ نومبر سنہ ۱۸۹۱ء کو دو برس سے زیادہ لیکن تین برس سے کم مین تاریخ اوس وجہ نالش سے جو عرضی دعوی مین مندرج ہے دایر کیگئی مدعاعلیہم نے منجملہ اور وجوہ جوابدہی کے عذر تمادی پیش کیا مضمون منید عرضی دعوی و جواب دعوی اور فیصلہ عدالتہاے ماتحت تجویز نارس صاحب جسٹس سے بخوبی ظاہر ہوتے ہین۔

عدالت ماتحت اپیل نے نالش کو بربناے عدم سماعت ڈسمس کیا اور مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل دوم دایر کیا۔ مقدمہ کی سماعت اولاً گہوش صاحب جسٹس و بکلینی صاحب جسٹس نے کی جنکی آراے مین اختلاف رہا اور وہ بر تعلق اسکے سپرد نارس صاحب جسٹس کے حسب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوا۔

بابو کرناسندہو مکرجی منجانب اپیلانٹان۔

بابو سارواچرن متر و بابو چندر سکہر مکرجی منجانب رسپانڈنٹان۔

بابو کرناسندہو مکرجی۔ میعاد مقررہ واسطے اس قسم کے مقدمہ کے تین برس ہے دفعہ ۳۹ یا دفعہ ۴۹ یا دفعہ ۱۰۹ متعلق ہے لہذا دفعہ ۳۶ غیر متعلق ہے عرضی دعوی مین مندرج ہے کہ وہان کاٹے اور بیجا تصرف کئے گئے اور یہہ امر تنقیح طلب کہ آیا وہ "جبراً کاٹے گئے یا نہین" اور نیز الفاظ کاٹ لے گئے جو تجویز صاحب جج مین ہین اون سے ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ ۴۹ متعلق ہے [نارس صاحب جسٹس۔ لیکن عرضی دعوی مین کوئی ہرجہ مداخلت بیجا سے بیان نہین کیا گیا ہے] مقدمہ پنڈا غازی بنام زین الدین (۱) نظیر نسبت مختلف امر کے ہے [نارس صاحب جسٹس۔ اوس مقدمہ سے ظاہر ہے کہ سہ سالہ میعاد نسبت امر حال کے نہین ہوتی ہے اور مقدمہ ملبو سہائی بنام اشیم شیپ سا ونڈری (۲) مین مختلف رائے قایم کیگئی ہے] فیصلہ غیر رپورٹ شدہ مقدمہ پولوچن پروان بنام بیدنا نہہ مہیتی (۳) متعلق ہے

(۱) (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۶۵ (۲) ۔ ۔ ۔ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۳ (۳) حکم اپیل نمبر ۳۲۰ سنہ ۱۸۹۲ء فیصلہ ۲۲ سنہ ۱۸۹۳ء

سنہ ۱۸۹۵ع
صورت لال
منڈل
بنام
عمر حاجی

مقدمہ نراسما بنام رگھوپتی (۱) بھی ایک نظیر واسطے متعلق ہونے مد ۹۳ کے ہے اور یہی صورت مقدمہ سرتومئی بنام چیاری سرکار (۵) کی ہے [نارس صاحب جسٹس - لیکن یہہ تمہارا بیان عرضی دعوی مین نہین ہے] بلحاظ اس رائے کے کہ نالش واسطے معاوضہ بیجا طور پہلے لینے مخصوص جایداد منقولہ کے ہے مد ۴۹ متعلق ہوگی - ایک ایسی قسم کے مقدمہ لیسہا بنام مدراس ٹریڈ پارٹی و بینیفٹ سوسائٹی (۲) مین یہہ تجویز ہوئی کہ مد ۴۹ - اور نہ مد ۳۶ متعلق ہوگی بلحاظ ایک اور راے نسبت مقدمہ کے مد ۹۰ متعلق ہو سکتی ہے مقدمہ البو بھیاجی بنام اٹیم شپ ساوتری (۳) ایسی نالش ہر حیثیت ہے اور مقدمہ حال سے قابل امتیاز کے نہی -

بابو سارو اچرن مترمنیا نب رسپانڈنٹان - دادرسی متدعویہ مندرجہ عرضی دعوی بربنائے تصرف بیجا کے نہی اور نہ بربنائے مداخلت بیجا کے مقدمہ نراسما بنام رگھوپتی (۱) جو متعلق مداخلت بیجا جایداد غیر منقولہ سے ہے متعلق نہین ہو سکتا نسبت متعلق ہونے مد ۴۹ کے مقدمہ البو بھائی بنام اٹیم شپ ساوتری (۳) ایک جواب مکمل ہے مذکور مقدمہ جایداد منقولہ سے متعلق ہے اور نہ ایسی جایداد سے جو شروع مین غیر منقولہ تھی لیکن فعل مدعا علیہم سے منقولہ ہو گئی دو برس کی میعاد قاعدہ عام ہے اور بعض مستثنیات بالخصوص محکوم ہین مقدمہ بڈافازی بنام زین الدین (۵) نظیر صریح واسطے متعلق ہونے مد ۳۶ کے ہے وہ مقدمہ جسکا حوالہ جلد ۱ سلسلہ مدراس سے دیا گیا ہے خلاف میرے نہین ہے

بابو کرنا سندھو مکرجی کی سماعت بجواب اسکے کی گئی -

متجاویز مندرجہ ذیل ہائیکورٹ (نارس صاحب جسٹس وگھوش صاحب جسٹس و بیمپنی صاحب جسٹس) سے صادر فرمائیں -

نارس صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنا رہنی ڈگری اپیل کے گھوش صاحب جسٹس و بیمپنی صاحب جسٹس نے سماعت کیا تھا اور چونکہ باہم حکام ذیعلم موصوف کے اختلاف آراے بابت ایک امر قانونی کے ہوا لہذا اپیل ہذا بموجب احکام دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی بشمول دفعہ ۱۵ و بحکم چیف جسٹس صاحب میرے سپرد ہوا ہے -

نالش مذکور نسبت ۲۶ پیڑ بابت تصرف بیجا وتاوان کے تھی اور جز دوم اوس عرضی دعوی کا جو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۲۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۱
(۳) " " " مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۳ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۶

سنہ ۱۸۹۵ء
موتی لال
منڈل
بنام
مرجاحی

۳۰ نومبر سنہ ۱۸۹۱ء کو داخل کی گئی تہی حسب ذیل ہے۔

"۱- مدعی مالک چند اراضیات لاخراج ومال کا سواضع بہگونی پور و بہوانی پور کا اندر علاقہ مذا لت ہذا ہے وہ اونپر قابض بذریعہ اونکے کاشت کرنے اور اونکی پیداوار پر متصرف ہونے کے ہے۔

۲- مدعا علیہم نے بیجا طور پر اور جبراً وہ دہان جو ۱۲۹۵ مین للعسگر کا اراضی مندرجہ فہرست ہمنملہ اراضیات مذکور کے پیدا ہوئے ۷ اگہن سے جیٹھ تک سنہ مذکور تک کاٹے اور بیجا تصرف کئے لہذا مدعی نالش ہذا دایر کرتا ہے اور استدعا کرتا ہے کہ اوسکے حق مین ڈگری بنام مدعا علیہم بابت ہرجہ حسب حساب مندرجہ ذیل تصرف بیجا دہان مع خرچہ کے صادر کیجائے۔

وجہ نالش اسمقدمہ مین رفتہ رفتہ ۷ اگہن سنہ ۱۲۹۵ سے پیدا ہوئی ہے"۔

۷ اگہن سنہ ۱۲۹۵ مطابق یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کے ہے۔

حساب محولہ مین ہرجہ جو مدعی کا ہوا مبلغ لعماہ ع للکہا ہے۔

مدعا علیہم نے عذر تمادی کیا اور انکار کیا کہ مدعی نے کوئی کاشت متطہرہ کی تہی اور انکار کیا کہ اونہوں نے کوئی دہان جو اوسکی اراضی پر پیدا ہوئے کاٹے بیجا طور پر تصرف کئے ہین۔

بربنائے اِن سوال وجواب کے منصف نے امور تنقیح طلب مندرجہ قایم کئے یعنے

"آیا دعوی مین تمادی عارض ہے یا نہین آیا مدعی نے یہ فصل کاشت کی تہی یا نہین آیا مدعا علیہم فصل مذکور کو جبراً کاٹ لے گئے یا نہین آیا مدعی مستحق ہرجہ ہے یا نہین اور اگر ہے تو ذریعہ اندازہ ہرجہ کا کیا ہے"۔

منصف نے کوئی ذکر دلائل کا گو کوئی پیش کی گئی تہین نسبت بحث تمادی کے نہین کیا ہے حاکم موصوف نے نسبت امر مذاکے صرف یہہ تحریر کیا ہے "مجکو معلوم نہین ہوتا کہ دعوی مین تمادی کس طرح پر عارض ہے حاکم موصوف نے تجویز کیا کہ یہ قابل اطمینان ثابت ہے کہ اراضی مذکور مدعی کی ہے اور اوسنے فصل متنازعہ کاشت کی"۔

نسبت سوم امر تنقیح طلب کے منصف کی تجویز حسب ذیل ہے۔

"شہادت پیش شدہ منجانب مدعی سے مین باور کرتا ہون کہ مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۸ مزدورون سے دہان کٹوا لے گئے عمدہ اور قابل اعتبار شہادت منجانب مدعی کے بثبوت اس امر کے موجود ہے کہ مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت ۸ دہان کٹوا کر لے گئے یعنے اونہون نے اوسکو خود اپنے ہاتہ سے نہین کاٹا لیکن اوسمین مدد کی اور نیز مین

سنہ ۱۸۹۵ء
صورت لال منڈل
بنام
عمر حاجی

عمدہ اور قابل اعتبار شہادت بہ ثبوت اس امر کے موجود ہے کہ مدعا علیہم معترض واقعی عمل بیجا کنندہ تھے بعض مدعا علیہم معترض نے بھی کچھ دھان لئے اونکی ایک غرض مشترک تھی اونہوں نے صریح لوٹ کی۔
منصف نے تشخیص ہرجہ مبلغ للعہ کی اور مدعی کے حق میں ڈگری ذر مذکور بنام مدعا علیہم نمبر ۲ لغایتہ ۸ صادر کی۔ مدعا علیہم نے اپیل کیا اور صاحب جج ضلع نے فیصلہ منصف بربنائے امر حد سماعت کے منسوخ کیا ہے اور بلا کرنے غور نسبت روئداد کے نالش مدعی کو معہ خرچہ کے ڈسمس کیا ہے۔
تجویز صاحب جج ضلع کی حسب ذیل ہے۔
"اول عذر جسکی نسبت تقریر کی گئی ہے عذر حد سماعت ہے اور میری رائے میں مقدمہ اوس بنا پر فیصل ہونا چاہئے۔ نالش بابت مالیت فصل کے ہے جسکو کاٹ لے گئے۔
مقدمہ نیدا افادی بنام زین الدین (۱) مین مندرج ہے کہ بموجب ایکٹ ۱۸۵۹ء متعلق اس قسم کے مقدمات کے مد ۲۲ (مطابق مد ۴۹ قانون حال) نہین ہے بلکہ مد ۴۰ (مطابق مد ۳۶ قانون حال) ہے اگر یہ صورت ہے تو نالش حال مین جو ۳ نومبر ۱۸۹۱ء کو داخل کیگئی تھی صریحاً تمادی عارض ہے کیونکہ وہ افعال جنکی شکایت ہے اونکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ ۱۷ اگہن سے مہینوں پوس ۵ ماگہ ۱۲۹۵ کے اثنا میں آئے اور اخیر روز ماگہ ۱۲۹۵ مطابق ۱۰ فروری ۱۸۸۹ء کے ہے میعاد مقررہ مد ۳۶ دو برس ہے اور سب سے اخیر تاریخ وجہ نالش قریب ساڑھے نو مہینے علاوہ دو برس قبل داخل ہونے نالش کے ہے۔
"مگر یہ بیان کیا گیا ہے کہ مد ۴۹ متعلق ہوگی اگر یہ صورت ہے تو میعاد مقررہ تین برس ہے لیکن صرف ایک نظیر تائید اس امر کے غیر رپورٹ شدہ تحریر فیلڈ صاحب جسٹس کی ہے جسکا حوالہ نوٹ متعلقہ مد ۴۹ قانون حد سماعت [illegible] افسر صاحب مین بدینمضمون دیا گیا ہے کہ اوٹھالیجانا فصل کا ایک معاملہ زیادتی کا مد اخلت بیجا جایداد غیر منقولہ مین ہے۔ لیکن میرے نزدیک غیر رپورٹ شدہ تحریر ایک حاکم واحد کی ایسے مقدمہ مین جسکے واقعات نامعلوم ہین تجویز محولہ بالا پر غالب نہین آسکتی علاوہ برین تحریر مذکور مین نالش ہرجہ بابت مداخلت بیجا سے سمجھی گئی ہے مگر نالش حال اوس طرح پر مرتب نہین کی گئی ہے۔ عرضی دعوی مین صرف یہ مندرج ہے کہ مدعی کی فصل کو کاٹ لے گئے ہین اور اوسکی مالیت اتنی اتنی تھی اور مدعی یہ استدعا کرتا ہے کہ اوسکو ڈگری بابت تعداد مذکور کے معہ خرچہ اور کوئی اور داد رسی عطا کیجائے۔ چنانچہ مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ اس نالش مین تمادی عارض ہے کیونکہ مد ۳۶ مین میعاد دو برس کی مقرر ہے اپیل ڈگری کیا جاتا ہے اور نالش معہ خرچہ کے ڈسمس کیجاتی ہے۔"

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۶۵۔

سنہ ۱۹۰۵ء صورت لال مندل بنام عمر حاجی

مدعی نے عدالت ہذا مین اس بنا پر اپیل کیا کہ عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز کرنے مین غلطی کی کہ نالش مین تمادی عارض ہے۔

منجانب اپیلانٹ یہ دلیل کی گئی ہے کہ مد ۳۹ یا مد ۴۹ یا مد ۱۰۹ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت (۱۵ ایکٹ ۱۸۷۷ء) متعلق ہے منجانب رسپانڈنٹ یہ حجت کی گئی ہے کہ مد ۳۶ متعلق ہے۔

یہ تسلیم کیا گیا کہ اگر مد ۳۶ متعلق ہو تو نالش مین تمادی عارض ہے اور اگر کوئی مد منجملہ مدات ۳۹ و ۴۹ یا ۱۰۹ متعلق ہون تو اوسمین تمادی عارض نہین ہے۔

مد ۳۶ حسب ذیل ہے "نالش ہرجہ بابت فعل مضر یا فعل بیجا یا عدم تعمیل کے جو معاہدہ سے متعلق نہو اور جسکا ذکر بالخصوص اس ضمیمہ مین نہین کیا گیا دو سال جبکہ وہ فعل مضر یا فعل بیجا یا عدم تعمیل وقوع مین آئی ہو"۔

مدعی کی نالش صریحاً ایک نالش ہرجہ بابت فعل مضر یا فعل بیجا جو معاہدہ سے متعلق نہو ہے"۔ لہذا اگر کوئی اور مد ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت مین ایسی ہے جو بالخصوص ایسی نالش سے متعلق ہے جیسی نالش زیر بحث ہے تو مد ۳۶ متعلق نہوگی اور اگر نہین ہے تو وہ مد کو متعلق ہوگی اور مدعی کی نالش مین تمادی عارض ہوگی کوئی مد جسکی رو سے میعاد تین سال کی ہل سکے مدعی کے کار آمد ہوگی۔

بلحاظ اوس رائے کے جو مین نسبت مقدمہ کے قایم کرتا ہون یہ ضرور نہین ہے کہ کوئی رائے نسبت متعلق ہونے یا نہ متعلق ہونے مدات ۳۹ و ۴۹ و ۱۰۹ کے ظاہر کیجائے۔

میری یہ رائے ہے کہ نالش ہذا مد ۴۸ مین داخل ہوتی ہے جو حسب ذیل ہے "بابت خاص مال منقول گم شدہ کے یا اوس مال کے جو سرقہ سے یا بد دیانتی سے تصرف بیجا کر کے یا اوسکی ہیئت منقلب کر کے حاصل کیا گیا ہو یا بابت ہرجہ کے ہو جو ایسے مال کو بیجا طور پر لینے یا روک رکھنے سے ہو تین سال جبکہ اوس شخص کو جو مال کے قبضہ پانے کا حق رکھتا ہو اول مرتبہ معلوم ہو کہ مال کسکے قبضہ مین ہے"۔ یعنے الفاظ خاص مال منقول پر جو مد ۴۹ مین استعمال کئے گئے ہین اور اوسکے وہی معنے مد ۴۸ مین ہونے چاہئین) فیرن صاحب جسٹس نے بمقدمہ ایسو بہایجی بنام ٹیم سب ساونری (۱) غور کیا ہے حاکم ذی علیم موصوف نے یہ فرمایا ہے "لفظ خاص" جو ایسے مال سے متعلق کیا جائے جو خود ایک شخص کے قبضہ مین ہے بے معنے ہے علاوہ اوسکے کو اگر ہی و علم حیواناتی و علم نباتاتی معنے کے وبیسٹر صاحب کی لغت مین اوسکی یہ تعریف کی گئی ہے مخصوص کرنا یا خاص یا معین یا محدود

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۳۔

یا تھیک کو جا تمام مال بہ قبضہ ایک مالک کے اس معنی مین خاص ہے نیز غلہ جو اوسکے کہلیان مین ہے اوسی طرح خاص ہے جیسے کہ گھوڑا اوسکے اصطبل مین - اشخاص قانون دان الفاظ "مال خاص" کو مختلف معنے مین استعمال کرتے ہین یعنے بدل مساوی اوس جایداد کا جسکی اوسی نوع مین حوالگی کا دعوی کیا جا سکتا ہے مثلاً ہبہ وصیتی خاص ایک ایسا ہبہ وصیتی ہے جسکا ایفا صرف بذریعہ حوالگی خاص اوسی شے سے ہو سکتا ہے عبارت مذکور صرف اوس صورت مین متعلق ہے جب وہ سے جسکے آپ مستحق ہین بہ قبضہ کسی شخص غیر کے ہو میرے نزدیک اس معنے مین لفظ خاص کا دفعہ ۴۹ مین استعمال کیا گیا ہے -

یہ توضیح اختیار کرکے دفعہ ۴۹ صورت مذکور مین اس طرح پڑہی جائیگی "بابت مال گم شدہ کے یا اوس مال کے جو سرقہ سے یا بددیانتی سے تصرف بیجا کرکے یا اوسکی ہیئت منقلب کرکے مالک مستحق ہے کہ اسکی واپسی یا اوسی نوع مین اوس شخص سے جسکے قبضہ مین وہ ہے چاہے یا بابت ہرجہ کے ہو جو ایسے مال کو بیجا طور پر لینے یا روک رکہنے سے ہوا ہو تین سال وسوقت سے جب اوس شخص کو جو مستحق واپس مانگنے مال مذکور کا ہو اول مرتبہ معلوم ہو کہ مال مذکور کسکے قبضہ مین ہے"

بربنائے اون واقعات کے جو منصف نے تجویز کئے ہین میری یہ رائے ہے کہ مدعا علیہم نے دہان کو جو اگر بذریعہ سرقہ یا بددیانتی سے تصرف بیجا کرکے نہین لئے تو افعل درجہ بذریعہ ہیئت منقلب کرنے کے لئے ہیئت منقلب کرکے لینا ایک مداخلت بیجا کرنا مال پر ہے جیسے لینا یا استعمال کرنا یا ضائع کرنا اوسکا خلاف حق قبضہ مالک کے ہے مدعا علیہم نے صریحاً خود اپنے استعمال مین تبدیل کیا یا بیجا طور پر مدعیکو استعمال و قبضہ مدعی کے مال سے یعنی دہان سے محروم کیا -

مدعی مستحق واپس مانگنے دہان کا اوسی نوع مین مدعا علیہم سے تہا جنہون نے اوسکو طور اپنے استعمال مین متبدل کیا اور مستحق ہرجہ کا بابت تبدیل مذکور کے ہے -

"الفاظ بیجا طور پر لینے" مین "لینا بذریعہ سرقہ یا بددیانتی سے تصرف بیجا کرکے یا ہیئت منقلب کرکے" داخل ہے مدعی یہہ امر کہ اوسکی فصل کسکے قبضہ مین ہے اوسوقت تک جان نہین سکتا تہا کہ جب تک اوسکو کاٹ کرلے گئے - سب سے پہلے کاٹ کر لیجانا یکم دسمبر ۱۸۹۱ء کو ہوا اور نالش ۲۰ نومبر ۱۸۹۴ء کو دائر کی گئی -

لہذا میری دانست مین تمام شرایط ایسی موجود ہین کہ مقدمہ داخل دفعہ ۴۹ کے ہو -

مجکو یہہ بہی تحریر کرنا چاہئے کہ فصل ستادہ اوپر اراضی کے جایداد غیر منقولہ ہے لیکن جب

۱۸۹۵ء
صورت لال منڈل
بنام
عمر حاجی

اراضی سے علیحدہ کیجائے تو وہ جایداد منقولہ ہوجاتی ہے۔

اپیل منظور ہونا چاہیئے اور تجویز صاحب جج ضلع منسوخ کیجانی چاہیئے اور مقدمہ واسطے تجویز رودادی کے واپس بہیجا جانا چاہیئے۔ خرچہ ہر دو سماعت تا عدالت ہذا کا مطابق نتیجہ کے ہوگا۔

گہوس صاحب جج۔ یہ نالش واسطے دلاپانے معاوضہ بابت بیجا طور پر کاٹنے اور تصرف بیجا وہان کی تہی جو اراضی مدعی پر استادہ تہے نالش مذکور اندر تین برس کے لیکن بعد دو برس کے اوس فعل بیجا مدعا علیہم سے جسکی شکایت ہے دایر کی گئی تہی دو امور تنقیح طلب مابین فریقین جیسے کہ تجویز منصف مین مندرج ہے قایم کیئے گئے تہے اول آیا دعوی مین تمادی عارض ہے یا نہین دوم آیا مدعی نے یہ فصل کاشت کی تہی یا نہین آیا مدعا علیہم نے فصل کاٹ کرلے گئے یا نہین آیا مدعی مستحق پانے ہرجہ کا ہے یا نہین اور اگر ہے تو بذریعہ اندازہ ہرجہ کا کیا ہے"۔

منصف نے بربنائے شہادت مقدمہ کے یہ تجویز کی کہ وہ اراضی جسپر فصل کاشت کی گئی تہی مدعی کی تہی اور اوسنے فصل کاشت کی اور مدعا علیہم اوسکو کاٹ کرلیگئے اور دعوی مین قانون تمادی عاید نہین

برطبق اپیل منجانب مدعا علیہم صاحب جج ضلع کی یہ راے ہوئی کہ نالش مین مطابق میعاد محکومہ مد ۳۶ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے تمادی عارض ہے اور تایید اپنی راے کے حاکم موصوف نے مقدمہ پنڈا غازی بنام زین الدین (۱) کا حوالہ دیا۔

برطبق اپیل دوم ہمارے روبرو منجانب مدعی یہ حجت کی گئی ہے کہ مقدمہ داخل مدات ۳۹ و ۴۸ ایکٹ حد سماعت کے ہوتا ہے۔

مد ۳۶ حسب ذیل ہے۔ "نالش ہرجہ بابت فعل مضر یا فعل بیجا یا عدم تعمیل کے جو معاہدہ سے متعلق نہو اور جسکا ذکر بالخصوص اس ضمیمہ مین نہین کیا گیا دو سال جبکہ وہ فعل مضر یا فعل بیجا یا عدم تعمیل وقوع مین آئی ہو" پس اگر کوئی اور مد ایکٹ حد سماعت مین ایسی ہو جس مین بالخصوص واسطے ایسے مقدمہ کے جیسا کہ ہمارے روبرو پیش ہے حکم ہے تو میعاد متعلق وہ میعاد ہوگی جو بذریعہ مد مذکور اور نہ مد ۳۶ کے محکوم ہے۔

مد ۳۹ مین یہ حکم ہے۔ "نالش ہرجہ مداخلت بیجا اوپر جایداد غیر منقولہ کے تین سال تاریخ مداخلت بیجا سے"۔

مد ۴۸ بعبارت ذیل ہے۔ نالش بابت خاص مال منقولہ گم شدہ کے یا اوس مال کے جو سرقہ سے

سنہ ۱۸۹۵ع
صورت لال
بنام
محمد حاجی

یا بددیانتی سے تصرف بیجا کرکے یا اوسکی ہیئت منقلب کرکے حاصل کیا گیا ہو یا بابت ہرجہ کے ہو جو ایسے مال کو بیجا طور پر لینے یا روک رکھنے سے ہوا ہو تین سال جبکہ اوس شخص کو جو مال کا قبضہ پانے کا حق رکھتا ہو اول مرتبہ معلوم ہو کہ مال کسکے قبضہ مین ہے۔

مد ۴۹ حسب ذیل ہے۔ نالش بابت دوسرے نوع کے خاص مال منقولہ کے یا بابت ہرجہ بیجا طور پر لے لینے یا نقصان پہونچانے یا روک رکھنے ایسے مال کے۔ تین سال۔ جبکہ مال بیجا طور پر لیا گیا ہو یا اوسکو ضرر پہونچا ہو یا جبکہ روک رکھنے والے کا قبضہ ناجائز ہوا ہو"

یہ عنوانتر تجویز ہو چکا ہے کہ فصل ... جایداد غیر منقولہ ہے اور نہ جایداد منقولہ اور تجویز اس مین کچھ شک نہین ہو سکتا کہ جب تک وہ فصل جو مدعا علیہم نے کاٹی زمین پر تھی وہ جایداد غیر منقولہ تصور کیجانی چاہئے لیکن میری دانست مین وہ جیسے ہی کاٹی گئی وہ جایداد منقولہ ہو گئی اور بحث یہ ہے کہ آیا جب مدعا علیہم اوسکو لے گئے وہ ایسا "خاص مال منقولہ" حسب مراد مد ۴۹۔ ایکٹ حد سماعت کے تھا یا نہین جسکی بابت مدعی مستحق ہے کہ عدالت مین اندر تین برس کے اوسوقت سے آئے جب مال مذکور بیجا طور پر کاٹا اور لیجایا گیا۔

اگر فصل مذکور بعد اوسکے کاٹنے کے اوسی زمین پر چھوڑ دی جاتی اور لیجائی نہ جاتی تو ہرگز نزدیک مدعی مستحق ہوتا کہ دعوی معاوضہ بابت مداخلت بیجا اوپر جایداد غیر منقولہ کے حسب مراد مد ۹۰ کے کرتا اور میعاد سماعت تاریخ مداخلت بیجا سے تین سال ہوتی مگر مقدمہ حال مین جو کچھ کہ مدعا علیہم نے کیا کسیقدر یہ ایزادی مداخلت بیجا کے تھا یعنے وہ فصل کو لے گئے اور اوسکو خود اپنے استعمال مین لے آئے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مد ۴۹۔ ایکٹ حد سماعت ایسی جایداد سے متعلق ہے جو شروع ہی سے جایداد منقولہ ہوتی ہے لیکن اوسکی وہ حیثیت کسی فعل مدعا علیہ سے نہین ہوتی مجھے اس رائے کو بطور صحیح کے تسلیم کرنے سے معذور رہنا ہے میری دانست مین جب فصل مذکور کاٹی جاکر حیثیت جایداد منقولہ مین ہو گئی کوئی وجہ نہین ہے کہ کیون مدعی مستحق نہو کہ فصل مذکور کو حسب مراد مد مذکور جایداد منقولہ تصور کرے۔

فعل لیجانے فصل کا ایک فعل علیحدہ وجداگانہ اوسکے کاٹنے سے ہے اور لیجانا اور اپنے استعمال مین لانے کے فعل بیجا مدعا علیہم کا فصل کے تصرف بیجا کرنے کا میرے نزدیک مقدمہ کو داخل مد ۴۹ کے کریگا۔

۱۸۹۵ء
صورت لال
منڈل
بنام
عمر حاجی

مدعی مقدمہ ہذا دعوی بالفاظ خاص کسی معاوضہ مداخلت بیجا کا حسب مراد مد ۴۹ کے نہین کرتا ہے لیکن میری دانست مین اون امور تنقیح طلب مین جو منصف نے قایم کئے یہ بحث بخوبی پیدا ہوتی ہے لہذا اگر مدعی مستحق ہے کہ نالش ہذا کو بطور ایک نالش معاوضہ فعل بیجا مدعا علیہ کے کاٹنے فصل کے جو اوسکی ارضی پر تھی تصور کرے تو مد ۳۹ اوسکے دعوی کے ایک جزو کو (خواہ وہ جزو کچھ ہی ہو) عارضہ تمادی سے محفوظ کریگی لیکن اگر یہہ ایک نالش بابت مداخلت بیجا کے تصور نہ کیجائے بلکہ محض ایک نالش ہرجہ بابت بیجا طور پر اوٹھا لیجانے اور بیجا طور پر تصرف کرنے فصل متنازعہ کے تصور کیجائے تو مقدمہ ہذا میری رائے مین مد ۴۹ مین داخل ہوگا۔

تعبیر ایک ایسے قانون حد سماعت کی جو حق رعایا مین کمی کرتا ہے فیاضانہ طور پر کیجانی چاہئے اور سختی کیساتھ نہ اور دفعات ۳۹ و ۴۹ کی تعبیر فیاضانہ سے میرے نزدیک مقدمہ مین تمادی عارض نہین ہے۔

نسبت اوس نظیر کے جسکا حوالہ تجویز ذی علم صاحب جج ضلع مین دیا گیا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعیکو اوس مقدمہ مین وجہ نالش اوسوقت پیدا ہوئی جب ایکٹ حد سماعت سابق (۹ ۱۸۷۱ء) نافذ تھا لیکن خود نالش مذکور بعد نفاذ ایکٹ حد سماعت جدید (۱۵ ۱۸۷۷ء) کے دایر کی گئی تھی خاص امر جو مقدمہ مذکور مین پیدا ہوا یہ تھا کہ آیا نالش مذکور داخل مد ۲۶ (یا مد ۴۰) ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء کے ہوتی ہے یا نہین مگر عدالت مطالبہ خفیفہ نے دو امور واسطے غور ہائیکورٹ کے ارسال کئے۔

اول " آیا فصل استادہ بموجب ایکٹ ہائے ۱۰ و ۱۴ ۱۸۵۹ء کے جایداد منقولہ ہے یا نہین اور ثانیاً مد ۴۹ قانون حد سماعت حال (۱۵ ۱۸۷۷ء) مدعی کے حق نالش کو زندہ اور تاثیر حد سماعت سے محفوظ کرتی ہے یا نہین " ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے یہ تجویز کی تھی کہ مد ۴۰ (ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء) جسمین دو سال کی میعاد مقرر تھی متعلق ہے اور نہ مد ۲۶ جسمین ایک سال کی میعاد مقرر ہے اور یہ بھی تجویز کی گئی کہ فصل استادہ جایداد منقولہ نہین ہے بلکہ غیر منقولہ ہے نسبت امر دوم کے جو عدالت مطالبہ خفیفہ نے ارسال کیا تھا عدالت ہذا نے یہ تجویز کی کہ وہ بحث پیدا نہین ہوئی مگر صاحبان جج ذی علم نے یہہ اور تحریر کیا کہ عدالت ماتحت کو تجویز بحث حد سماعت کی بلحاظ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے کرنی چاہئے تھی اور بموجب مد ۳۶ ایکٹ مذکور نالش مین تمادی عارض نہ تھی۔

برطبق جانچ ایکٹ ہائے حد سماعت سابق و حال کے یہہ معلوم ہوگا کہ کوئی ایسی مد ایکٹ سابق

۱۸۹۵ء
صورت لال منڈل
بنام
عمر حاجی

مطابق د ۴۹ - ایکٹ حد سماعت جدید کے نہین تہی اور د ۳۴ - ایکٹ حد سماعت سابق زیادہ جامع تاثیر مین بہ نسبت وہم مضمون د ۳۶ - ایکٹ حد سماعت جدید کے ہے کیونکہ اس ایکٹ آخر الذکر مین عام الفاظ "کوئی فعل بیجا" جو ایکٹ سابق مین پائے جاتے ہین پائے نہین جاتے ہین -

اگر ہم اپنے آپکو اون امور پر جو عدالت مطالبہ خفیفہ نے مقدمہ ہذا خارجی (۱) ارسال کئے تہے اور جو جوابات کہ عدالت ہذا نے دیئے محدود کرین تو میرے نزدیک مقدمہ مذکور کوئی نظیر قابل پابندی جہانتک کہ اوس بحث کو تعلق ہے جو مقدمہ ہذا مین پیش کی گئی ہے نہین ہے اور مین اس امر کو ترجیح دیتا ہون کہ عدالت ہذا کے فیصلہ غیر رپورٹ شدہ بمقدمہ بدولوچن پردان بنام بیدنا تہہ میتی (۲) منفصلہ ۲۴ - آگست سنہ ۱۸۹۴ء کی پیروی کیجائے -

ان وجوہ سے مین فیصلہ عدالت ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور مقدمہ کو واسطے تجویز مکرر کے واپس بہیجتا ہون -

مجکو سوائے اتفاق سے مقدمہ ہذا مین اپنے ذی علم صاحبان سے اختلاف کرنا پڑا اور بدینوجہ مقدمہ کسی جج ثالث کے سپرد کیا جاویگا -

ریمپنی صاحب جسٹس - مدعی نے نالش ہذا واسطے دلاپانے ہرجہ دہان کے جو مدعاعلیہ نے بیجا طور پر اور جبراً کاٹے اور تصرف کئے دایر کی ہے -

صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی ہے کہ نالش مین از روئے د ۶۴ ضمیمہ ۱ - ایکٹ حد سماعت تمادی عارض ہے مدعی اب اپیل کرتا ہے اور یہ حجت کرتا ہے کہ نالش مین اس سبب سے تمادی عارض نہین ہے کہ جو د ایکٹ حد سماعت کی متعلق ہے وہ د ۶۴ نہین ہے بلکہ د ۳۹ یا د ۴۹ ہے جن دونون دفعات کے بموجب میعاد سماعت دو سال نہین ہے بلکہ تین سال ہے میری یہ رائے ہے کہ ان دونون دفعات مین سے کوئی متعلق نہوگی -

د ۳۹ - اس سبب سے متعلق نہین ہوسکتی کہ مدعی نالش واسطے معاوضہ مداخلت بیجا اوپر جایداد غیر منقولہ کے نہین کرتا ہے وہ یہ بہی بیان نہین کرتا ہے کہ کوئی ایسی مداخلت بیجا وقوع مین آئی -

د ۴۹ - اس سبب سے متعلق نہین ہوسکتی کہ یہہ نالش بابت بیجا طور پر لینے یا نقصان پہونچانے جایداد منقولہ کے نہین ہے فصل ہائے استادہ جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ مدعاعلیہ نے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۷۶۵ (۲) حکم اظہار وجہ نمبر ۱۳۸ سنہ ۱۸۹۴ء غیر رپورٹ شدہ -

سنہ ۱۸۹۵ء
...بنت لال
...احس
...بنام
...حاجی

بیجا طور پر کاٹ اور تصرف کین جایداد منقول نہین ہین بلکہ غیر منقول ہین دیکھو ایکٹ عبارات عامہ سنہ ۱۸۶۸ء و گوپال چندر لبوس بنام رام جن سردار (۱) و طفیل احمد بنام مہنی مادہب مکرجی (۲) و پنٹا غازی بنام زین الدین (۳) و سایا بنام وینکٹا (۴) و چہیدا لال بنام موہنچند (۵)۔

وکیل ذیعلم اپیلانٹ مقدمہ ہذا مین مقدمہ سرنومتی بنام پٹیاری سرکار (۶) اور مقدمہ غیر رپورٹ شدہ بدلوچن برمان بنام بہدتانہ بیتی (۷) پر جو عدالت ہذا سے ۲۲۔ اگست گذشتہ کو فیصل ہوا استدلال کرتا ہے ان مقدمات مین سے مقدمہ اول الذکر کے واقعات مقدمہ حال کے واقعات سے بالکل مختلف ہین اوس مقدمہ مین مدعا علیہ اراضی پر بعلت اجراے ڈگری قابض کرایا گیا تہا اور مدعا علیہ وہ اس طرح پر قابض تہا اوسنے فصل اراضی مذکور کی کاٹ کر تصرف کی تہی بعد ازان وہ ڈگری جسکے اجرا مین وہ قابض ہوا تہا منسوخ کی گئی اور مدعی نے نالش قیمت اوس فصل کی کی گئی تہی جو اوسنے تصرف کی تہی اسلیئے نالش مذکور ایک نالش بابت منافع جایداد غیر منقولہ مملوکہ مدعی کے جو مدعا علیہ نے بیجا طور پر لے لیا تہا تصور کی گئی تہی اور بدین وجہ یہہ تجویز کیا گیا تہا کہ جو متعلق تہی وہ مد ۱۰۹۔ ایکٹ ۱۸۷۷ء ہے لیکن مدعا علیہ مقدمہ حال کو قبضہ اوس اراضی کا جسپر وہ درخت ایستادہ تہے جو اوسنے کاٹے اور تصرف بیجا کئے کبہی نہین دیا گیا پس مد ۱۰۹۔ ایکٹ مدت سماعت ممکن نہین کہ متعلق ہوسکے۔

مقدمہ غیر رپورٹ شدہ محولہ بالا (حکم اظہار رجیہ نمبر ۱۸۱ سنہ ۱۸۹۵ء) مین یہہ تجویز ہوئی کہ متعدد مسل مقدمہ ہذا داخل مد ۴۹ یا مد ۴۸۔ ایکٹ مدت سماعت کے اس سبب سے ہوتا ہے کہ فعل بیجا جسکی شکایت مدعی کرتا ہے ایک فعل مداخلت بیجا کا تہا اور کاٹ لینا فصل کا اوسمین ایک ایزادی تصور کرنی چاہیئے کہ اس صورت مین مد ۴۹ متعلق ہوگی اور اس سبب سے کہ فصل جب کاٹ لی گئی جایداد منقولہ تصور کیجا سکتی ہے کہ جس صورت مین مد ۴۸ متعلق ہوگی لیکن واضح ہو کہ مدعی نے جیسا کہ پیشتر تبلایا گیا ہے اپنے مقدمہ کو اوس شکل کا نہین بنایا ہے کہ جیسا مدعی نے حکم اظہار رجیہ

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۴۱۹ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۲۷ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۳۹۴
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۶۵ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۳۔
(۵) " " " الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳ (۶) " " " کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۲۵۔
(۷) حکم اظہار رجیہ نمبر ۱۸۴ سنہ ۱۸۹۴ء منفصلہ ۲۲۔ اگست سنہ ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۸۹۵ء
صورت لال
منڈل
بنام
عمر حاجی

نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۱ء مین بنایا تہا۔

مدعی حال نے شکایت کسی فعل مداخلت بیجا کی نہین کی ہے نہ اوسنے یہ بیان کیا ہے کہ کوئی مداخلت بیجا وقوعمین آئی وہ محض شکایت بیجا طور پر منقلب کرنے اپنے دہان کی کرتا ہے تاہم مدعی نے اپنے مقدمہ کو یہ شکل ایک مقدمہ تعرض بیجا جایداد منقولہ کے نہین بنایا ہے فقرہ ہاے ۲ و ۳ عرضی دعوی مین اوسنے مدعا علیہ کی شکایت کی ہے کہ اوسنے دہان کاٹے علاوہ برین میری یہ رائے ہے کہ دفعہ کی یہ مراد ہونی چاہئے کہ مقدمات ہرچہ ایسی جایداد سے متعلق ہو جو شروع ہی سے از قسم منقولہ ہے اور نہ جایداد غیر منقولہ سے جو بذریعہ فعل بیجا مدعا علیہ کے منقولہ ہوگئی میرے نزدیک مقدمہ سیدانعام کی بنام زین الدین (۱) صریحاً متعلق ہے اور گو نقلید مقدمہ مذکور مین فیصلہ دلیعم صاحب جج کو بجال اپیل کو ڈسمس کرتا ہون مین یہہ بہی تحریر کرتا ہون کہ مقدمہ کرشن پرشاد ناگ بنام معز الدین لبواس (۲) کا بہی حوالہ ہمارے روبرو دیا گیا ہے لیکن وہ میرے نزدیک متعلق نہین ہے جو امر کہ اس مقدمہ مین فیصل ہوا ہے متعلق اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے اور نہ متعلق مدہمائف کے۔

اپیل منظور ہوا اور مقدمہ واپس بہیجا گیا

ضمیمہ متفرقات مرافعہ ہائی دیوانی

باجلاس ہل صاحب جج

۱۱ جولائی سنہ ۹۵ء

رمانانتہ برال بنام گلو دانندن سین عنرہ

علمدرآمد۔ اجرائے سمن سمن۔ عدالت مقامی کو واسطے تعمیل کے بہیجا گیا۔ عدالت اجرا کنندہ نسبت کافی ہونے یا ناکافی ہونے تعمیل سمن کے غور کرے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۸۵۔

جب سمن ایک عدالت بنام اشخاص باشندگان بیرون اپنے حد علاقہ کے جاری کرے اور دوسری عدالت کو واسطے علیہن ہلانے تعمیل کے بہیجے تو تجویز کرنا اس امر کا کہ آیا تعمیل سمن بذریعہ اوس عدالت کے جسکے پاس وہ واسطے تعمیل کے بہیجا گیا۔ کافی ہے یا نہین اوس عدالت کا کام ہے جس نے سمن مذکور ابتداءً جاری ہوا۔

مقدمہ یعقوب محمد بنام کز بائی (۱) ممیز کیا گیا۔

مدعیان نے بہت سے معاملات ساتہہ مدعا علیہم کی کوٹہی کے کئے اور بر طبق ایک تصفیہ حساب کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۶ (۲) ۔۔ ۔۔ ۔۔ جلد ۲۰ صفحہ ۶۰۷ † نالش نمبر ۹ ۱۷ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۵ع
رمانا تھ بہرال
بنام
گوردانند سین

رقم مبلغ سہ سو پچاس روپیہ کی مدعا علیہم سے مدعی کو بابت زر اصل و سود کے واجب الادا نکلی ایک ہاتہہ چٹہہ بابت رقم مذکور کے دیا گیا تہا اور بربنائے اوسکے نالش دایر کی گئی مدعا علیہم جو ایک ہندو خاندان مشترک کے تہے جہان آباد مین رہتے تہے اور واسطے جوابدہی نالش کے حاضر نہین ہوئے۔

مسٹر باگرام منجانب مدعی - تمام مدعا علیہم ایکسان مین بیرون علاقہ عدالت ہذا اور اندر علاقہ عدالت منصف مقام جہان آباد کے رہتے ہین اور تعمیل اہلکار عدالت موصوف نے کی تہی اور کیفیت تعمیل مین یہ مندرج ہے کہ یہہ تصور کیا گیا کہ تعمیل سمن کی باضابطہ ہوگئی" دفعہ ۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہہ حکم ہے کہ جس عدالت مین سمن بہیجا جاوے اوسکے وصول ہونے پر اوسی طرح کارروائی کرنی گویا خود اوسنے سمن جاری کیا" اور اوس عدالت کا کام ہے کہ تجویز نسبت کافی ہونے تعمیل کے کرے مجموعہ مین کوئی ایسا حکم نہین ہے کہ عدالت ارسال کنندہ اور عدالت تعمیل کنندہ دونون کا اطمینان نسبت کافی ہونے تعمیل سمن کے ہوجانا چاہیے مقدمہ نقصور محمد بنام اکبر بائی (۱) سے تائید اس رائے کی ہوتی ہے۔

ہل صاحب جسٹس - اگر مقدمہ نقصور محمد بنام اکبر بائی ایسا تصور کیا جائے کہ اوسمین یہ اصول قایم کیا گیا ہے کہ وہ عدالت جو کوئی سمن بموجب احکام دفعہ ۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کسی اور عدالت مین واسطے کئے جانے تعمیل اوپر مدعا علیہ کے ارسال کرے پابند اوس رپورٹ اوس رپورٹ تعمیل کے ہے جو عدالت آخر الذکر نے اس مضمون کی کی ہو کہ سمن کی تعمیل باضابطہ ہوگئی ہے تو مجکو اوسکی تقلید کرنے مین کسیقدر دقت معلوم ہوگی مگر شاید یہ مقصود نہ تہا کہ ایسا قاعدہ بلا قید قایم کیا جائے جہانتک کہ مین خیال کرسکتا ہون دفعہ ۸ مین یہ حکم نہین ہے کہ وہ عدالت جسنے تعمیل عدالت سمن کی کی اوس عدالت کو جس سے وہ جاری ہوا نسبت کافی ہونے تعمیل کے رپورٹ تعمیل کی کرے دفعات ۸۷ و ۸۸ و ۹۰ سے ہمارے نزدیک دو صورتین حاصل ہوتی ہین جن مین اوس قسم کی رپورٹ تعمیلی کا حکم ہے تفصیل محکومہ دفعہ ۸۲ متعلق صرف محدود قسم کے مقدمات کے ہے یعنے وہ جن مین احکام دفعہ ۸۰ عملمین آسکتے ہین اور جیسا کہ مجکو معلوم ہوتا ہے یہہ مقصود نہین ہوسکتا کہ جب اوس عدالت نے رپورٹ کی ہوجسکے پاس سمن واسطے تعمیل کے ارسال کیا گیا ہو عدالت ارسال کنندہ سمن کو نسبت کافی ہونے تعمیل کے تحقیقات کرنی ممنوع ہو بعضا اوقات بے قاعدگیان دربارہ تعمیل سمن کی اسقدر زیادہ ہین جیسا کہ روزمرہ کی تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے قاعدہ کے اختیار کرنے سے اکثر نقصان سائل

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۲ -

۱۸۹۵ء راماناتہ براں بنام گنگودانند بکسین

نتائج پیدا ہونگے عدالت تعمیل کنندہ کا فرض بموجب دفعہ ۸۵ کے یہ ہے کہ برطبق پہونچنے سمن کے اوسیطرح پر رویداد کی
کرے کہ گویا خود اوسنے وہ جاری کیا تہا اور بعدازاں اوسکو مثل کے (اگر کوئی) بموجب دفعہ مذکور کے
ترتیب کی گئی ہو اوس عدالت مین بہیجے جس سے وہ ابتداءً جاری ہوا تہا اور میری رائے مین اوس وقت
عدالت آخر الذکر پر عائد ہوتا ہے کہ جب مدعا علیہ حاضر نہ آئے تو قبل کرنے کارروائی مقدمہ کے تجویز بنسبت
کافی ہونے تعمیل کے کرے علاوہ برین یہی دستور صیغہ ابتدائی عدالت ہذا کا رہا ہے اور اگر مین دوسری
نہج پر تجویز کرون تو مین خلاف دستور قرار یافتہ عدالت کے تجویز کرونگا لہذا مدعی کو میرا اطمینان کردینا
چاہیے کہ سمن کی تعمیل باضابطہ ہوئی ہے۔ اٹرنیان منجانب مدعی۔ مسٹران گرگری و جونس۔

۱۸۹۵ء یکم جولائی

باجلاس سیل صاحب جسٹس

ڈبلیو ڈکنس و بک کسن و مگر (مدعیان) بنام بہیرو پرشاد نابالغ بذریعہ اپنے ولی کے دوران مقدمہ (مدعا علیہ)

دستور دستاویزات کا معائنہ اور انکشاف۔ نابالغ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۲۹ و ۱۳۶۔

کوئی نابالغ فریق مقدمہ بموجب دفعہ ۱۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مجبور نہین کیا جا سکتا کہ بذریعہ تحریری بیان حلفی اور معائنہ کے ایسی دستاویزات متعلقہ مقدمہ کو جو اوسکے قبضہ مین ہون ظاہر کردے اختیار کرنا اوس دستور کا جو حال مین انگلستان مین جاری ہوا ہے خاص کر تین وجوہ سے قابل اعتراض ہوگا (اول) اس سبب سے کہ وہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین مقصود نہین ہے (دوم) اس سبب سے کہ وہ خلاف موجودہ قواعد عملدرآمد کے ہے (سوم) اس سبب سے کہ یہ دستور نہین ہے کہ حکم بابت انکشاف بمقابلہ نابالغ کے جبراً نافذ کیا جاوے۔

مقدمہ دالجی بہاکرسی بنام کہشاورا وجی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔ مقدمہ نتہمل رنگناتہ بنام ملہار راو ہلکر (۲) ممیز کیا گیا۔

یہ ایک درخواست تہی جو رجسٹرار ہائیکورٹ نے حاکم باجلاس چیمبرس کیجنب سے آرڈر کی حکم ارسال حسب ذیل تہا
یہ درخواست حسب دفعہ ۱۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تحریری بیان حلفی بابت دستاویزات منجانب ایک مدعا علیہ نابالغ کے ہے دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے کہ مقدمہ کے دوران مین ہر وقت عدالت کو اختیار ہے کہ کسی فریق مقدمہ کو حکم دے کہ تمام دستاویزات جو اوسکے قبضہ یا اختیار مین ہون یا رہی ہون اور مقدمہ کے کسی امر نزاعی سے متعلق ہون اونکو بذریعہ تحریری بیان حلفی کے ظاہر کردے“۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۷ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۳۰۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء انگلستان

حالانکہ کوئی نابالغ بوجہ ناقابلیت کے یہ تصور کیا گیا ہے کہ مستوجب یہہ حکم دیئے جانے کا نہین ہے
کہ تحریری بیان حلفی دستاویزات کا کرے مقدمہ کرنش بنام منلڈی (۱) ملاحظہ طلب *
نہ رفیق قریب ترین کسی نابالغ مدعی یا ولی دوران مقدمہ مدعا علیہ نابالغ کو یہہ حکم دیا جا سکتا ہے
کہ ایسا تحریری بیان حلفی کرے کیونکہ دونون مین سے کسیکی حیثیت "فریق مقدمہ" کی حسب مراد
دفعہ مذکور کے نہین ہے شروع زمانہ کے فیصلہ جات یکسان نہ تھے یہ تجویز کی گئی تھی کہ کوئی
قریب ترین قرابت مند مجبور نہین کیا جا سکتا کہ بیان تحریر حلفی دستاویزات کا کرے
مقدمات ہارڈ ویک بنام رایٹ (۲) ولاٹن بنام ایلولیس (۳) ملاحظہ طلب اور مدعا علیہ
تحریری بیان حلفی دستاویزات کا بذریعہ رفیق قریب ترین یا کسی اور شخص کے منجانب
مدعی نابالغ کے ہے مقدمہ مکنسن بنام ہال (۴) ملاحظہ طلب اور مناسب طریقہ یہہ تھا کہ کارروائیات
اسوقت تک کے لئے ملتوی کیجائین کہ کوئی شخص مجاز تحریری بیان حلفی کرے کہ مقدمہ الولینو بنام
یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکا (۵) ملاحظہ طلب اس سے اختلاف کیا گیا تھا اور یہ تجویز کی گئی
تھی کہ حکم واسطے دریافت کیلئے دستاویزات کے بنام رفیق قریب ترین کے صادر نہین کیا جا سکتا
مقدمہ ٹو ایک بنام سٹیفنس (۶) ملاحظہ طلب یا بنام ولی دوران مقدمہ کے مقدمہ کیلانس بنام
اپ سنومی واسی تجویز نکیٹ صاحب جسٹس (۷) دیکھو مقدمہ ملاحظہ طلب۔ انگریم بنام لٹل (۸)۔
جو دستور کہ انگلستان مین بذریعان مقدمات آخر الذکر کے قایم ہوا ہے وہ دستور ہے
جسکی تقلید عدالت ہذا مین کیجاتی ہے اور یہی دستور رہا ہے لیکن مجھہ سے یہ استدعا
کی گئی ہے کہ اسی طرح سے کارروائی کیجائے کہ گویا یہ دستور بذریعہ ایک جدید قاعدہ صادرہ حسب
ایکٹ جوڈیکیچر انگلستان کے منسوخ ہو گیا ہے جسکے ذریعہ سے ضابطہ نسبت انکشاف اور معائنہ
کرنے دستاویزات حسب ایکٹ مذکور کے نابالغ مدعیان ومدعا علیہم اور انکے رفیق ہائے
قریب ترین اور اولیاے دوران مقدمہ سے متعلق کیا گیا ہے"۔

(۱) لاء رپورٹ سنہ ۱۸۶۳ء کوئینس بنچ جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ (۲) جیورسٹ سلسلہ جدید جلد ۱ صفحہ ۲۹۷ (۳) لا جرنل چانسری جلد ۵ صفحہ ۳۹۹ (۴) لاء رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ (۵) لاء رپورٹ ایکوٹی جلد ۲ ... چانسری ڈویزن جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ (۷) نالش نمبر ۱۲۹ سنہ ۱۸۸۵ء ۳۰ نومبر (۸) لاء رپورٹ ... صفحہ ۱۳۵۱ -

سنہ ۱۹۰۵ء
ڈنکن
بنام
مہیر و بہادر

از روے قاعدہ مندرجہ حکم ۳۱ قاعدہ ۲۹ منجملہ قواعد سوپریم کورٹ موسومہ انویل پرکٹس بابتہ سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۶۵ کے بلاشک اشخاص زیر نا قابلیت اور نیز اونکے رفیق ہاے قریب ترین اور اولیاے دوران مقدمہ مستوجب بہ حکم دیے جانے کے قرار دیے گئے ہین کہ دستاویزات کو ظاہر کرین یہ ابتک معلوم نہین ہے کہ بغرض نافذ کرنے اس قاعدہ کے عدالتہاے انگلستان کیا طریقہ اختیار کرسکتی ہین لیکن خود قاعدہ مذکور ملک ہذا سے متعلق نہین کیا گیا ہے اور تا وقتیکہ وہ متعلق کیا جاوے ہم کارروائی صرف بموجب دفعہ ۱۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کرسکتے ہین جسمین از روے عبارت کے اس ... قید لگائی گئی ہے کہ ایسے شخص کو جو فریق مقدمہ نہین ہے گو وہ منجانب کسی فریق نابالغ کے پیروی یا جوابدہی مقدمہ کی کرتا ہو حکم واسطے ظاہر کرنے دستاویزات منجانب کسی فریق نابالغ کے ابتک کبھی صادر نہین کیا گیا ہے اگر ایسا حکم اب بلا اختیارات وسیع تر کے جو عدالتہاے انگلستان نے بذریعہ اوس قاعدہ جدید کے عطا کیے ہین جسکا حوالہ مجکو دیا گیا صادر کیا جاسکتا ہے تو یہ امید کیجاسکتی ہے کہ وہ اس سبب سے بیکار ثابت ہوگا کہ وہ مقابلہ ذات نابالغ کے یا بمقابلہ اوس شخص کے جو مقدمہ مین اوسکی طرف سے کارروائی کرتا ہے نافذ نہین کیا جاسکتا لہذا درخواست نامنظور کیجانی چاہیے مین کوئی حکم نسبت خرچہ کے صادر نہین کرسکتا ہون لیکن امر خرچہ اسلیے باقی رکھا جائیگا کہ عدالت وقت سماعت مقدمہ کے اوسکی نسبت تجویز کرے۔

یہ درخواست دو ہفتہ ہوے کہ طے کردیگئی تہی مسٹران ڈگلسم و کمپنی اب یہ استدعا کرتے ہین کہ آئین حاکم اجلاس چیمبرس سے حسب قاعدہ ۳ منجملہ قواعد ۹ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کے منتقل کیا جاوے چنانچہ مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ فریقین روبرو حاکم اجلاس چیمبرس کے دوشنبہ آئندہ کو حاضر ہونگے۔

مجکو معلوم ہوتا ہے کہ اسی امر پر ایک حال کے مقدمہ مین جو ماہ حال کے حصہ سلسلہ بمبئی انڈین لا رپورٹ مین رپورٹ ہوا ہے اور جو میرے پاس بعد اس درخواست کے طے کرنے کے آیا اور جسپر مین توجہ دلاتا ہون غور کیا گیا ہے۔

مسٹر گریہم منجانب سائلان ۔ مسٹر ڈن منجانب مدعا علیہ نابالغ۔

مسٹر گریہم سنہ ۱۸۹۵ء مین ایک قاعدہ حکم ۳۱ قاعدہ ۲۹ منجملہ قواعد سپریم کورٹ جاری کیا گیا تہا جسکی رو سے تمام احکام بابت ظاہر کرنیکے نابالغان اور اونکے رفیق ہاے قریب ترین اور اولیا دوران مقدمہ سے متعلق کردیے گئے تہے علاوہ مذکور عدالت ہاے ... مین اختیار کیا جانا چاہیے بجز اسکے کہ نابالغ دوسرے فریق کو

۱۸۹۵ء
لوکمن
بنام
وپرشاد

تحریری بیان حلفی دستاویزات کا دے وہ اس لائق نہین ہو جاتا ہے کہ اوس تحریری بیان حلفی حاصل کرے مقدمہ نتھمل نرسنگداس بنام ملہار راؤ ملکر (۱) ملاحظہ طلب ۔ یہ ممکن ہے کہ دفتر رجسٹرار ملک ہذا مین ایسا کرنے کا دستور نہو لیکن وہ کبھی قطعی طور پر طے نہین ہوا ہے ۔

[بیل صاحب جٹس ۔ مجکو معلوم نہین ہوتا کہ کس طرح پر اب نافذ کیا جاتا حکم مذکور کا تجویز کرتے ہین]

مین عرض کرتا ہون کہ طریقہ اوسکے نافذ کرنیکا یہ نہین ہوگا کہ فریق معترض ظاہر کرنے یا معاینہ کرانے پر مجبور کیا جاتا بجز اسکے کہ نابالغ ایسا کرے ۔ اسمقدمہ مین اگر ہم اوسکی دستاویزات کو دیکھہ سکین تو مقدمہ ختم ہو جائیگا یہ ہمارے لئے بالکل خلاف انصاف ہوگا کہ ہمکو تمام اپنی دستاویزات ظاہر کرنی پڑین اور نابالغ کو ایسا کرنا ضروری نہو اسمقدمہ مین نابالغ ایک شریک کوٹھی مارواڑی کا ہے اور اوسکا گماشتہ حکم عدالت کی تعمیل کرسکتا ہے

مسٹر لوُن منجانب فریق مخالف ۔ سوائے شاید اوسمقدمہ کے جو ہائیکورٹ بمبئی مین رپورٹ ہوا ہے کوئی نظیر سوئے حجت فریق ثانی کی نہین ہے ازروئے قاعدہ جدید انگلستان کے وہ دستور تبدیل ہوا ہے جو بخوبی قرار پایا دستور ہے ہائیکورٹ بمبئی نے اس خیال پر کارروائی کی ہے کہ قاعدہ انگلستان کا اس ملک سے متعلق کیا جائیگا کوئی وجہ نہین ہے کہ کیون عملدرآمد عدالت ہذا تبدیل کیا جاوے اس طریقہ مین بہت دقت ہے کہ نابالغ تحریری بیان حلفی اپنی دستاویزات کا داخل کرے اسمقدمہ مین ولی دوران مقدمہ نے ایسا کرنے کی درخواست نہین کیگئی ہے کونسی عمر مقرر کیجانی چاہئے جس عمر مین نابالغ ایسا کرسکتا ہے اوسمقدمہ مین نابالغ کی عمر صرف بارہ برس کی ہے نسبت بیانات تحریری کے نابالغ بموجب قاعدہ ۴۴ منجملہ قواعد ہائیکورٹ مینوئلہ اینڈ ایکی سندیعہ قواعد و احکام بیلی صاحب ایسا کرنے کے حکم دیئے جاتے ہین بالخصوص مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ محض خود اختیاری ہے وہ کس طرح پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ نسبت تحریری بیان حلفی بابت دستاویزات کے حلف لیے اگر کوئی اٹرنی ولی دوران مقدمہ مقرر کیا جائے تو کیا اوسکو یہ حکم دیا جاسکتا ہے کہ نسبت تحریری بیان حلفی بابت دستاویزات کے منجانب نابالغ کے حلف لیے اوسکو اوسکی بابت کچھہ معلوم نہوگا لیکن نابالغ ہمیشہ مستحق تحریری بیان حلفی دستاویزات کا دوسری جانب سے ہے عملدرآمد عدالت کا تبدیل نہین کیا جاسکتا سوائے اسکے کہ ایک قاعدہ صریح نسبت امر مذکور کے بنایا جاوے مقدمہ کرٹس بنام منڈی (۲) ملاحظہ طلب عدالت ہذا مین قواعد صریح موجود ہین جنسے تجاہل کرنا پڑیگا قبل اسکے کہ حکم اس قسم کا صادر کیا جاوے [بیل صاحب جٹس ۔ بمقدمہ میر بنام کالنس (۳) سختی اور بے انصافی

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۳۵۰ (۲) لاء رپورٹ (۱۸۹۲ء) کوئنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰ (۳) لاء رپورٹ کوئنس بنچ ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۳۶۱ ۔

سنہ ۱۸۹۵ء ڈکنس بنام بہیرو پرشاد

قاعدہ سابق انگلستان کا ذکر کیا گیا ہے (۱) ان کیلی صاحب نے بابت عملدرآمد جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے کبھی سنا نہیں گیا تھا مقدمہ ٹائلیٹ بنام سٹیفنس (۱) ملاحظہ طلب ہو جس میں یہ کہا ہے کہ کس طرح یہ قاعدہ انگلستان میں نافذ کیا جاتا ہے۔

سیل صاحب نے بیان کیا۔ درخواست جانب مدعیان بمقدمہ ہذا روبرو رجسٹرار کے واسطے ایک حکم بشکل معمولی حسب دفعہ ۱۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی منجملہ اس ہدایت کے کہ مدعا علیہ کو جو عنوان مقدمہ میں نابالغ بیان کیا گیا ہے کی گئی تھی کہ بذریعہ تحریری بیان حلفی کے اون دستاویزات کو جو اوسکے قبضہ میں متعلق نالش کے ہیں ظاہر کرے اور دستاویزات مذکور کو پیش کرے اور معاینہ کرائے۔ مطابق معمولی عملدرآمد رجسٹرار نے اوسکو ظاہر کرنے کا حکم دیا کہ نابالغ کوئی تحریری بیان حلفی بتائید اوسکے استعمال نہیں کیا جاتا تھا لیکن یہ حجت کی گئی ہے کہ وہ فریق جسکے مقابلہ میں ظاہر کیے جانے کی درخواست حلفی کی گئی نابالغ تھا تاہم بلحاظ اوس قاعدہ کے جو حال میں سپریم کورٹ آف جوڈیکیچر نے انگلستان میں بتعلیم قاعدہ ۹ منجملہ قواعد مجریہ کورٹ جاری کیا ہے جسکی رو سے احکام بابت ظاہر کرنیکے نابالغ مدعیان اور مدعا علیہم اور اونکے رفیق ہائے قریب ترین اور اولیا دوران مقدمہ سے متعلق کیے گئے ہیں عملدرآمد مذکور عدالت ہذا میں اختیار کیا جانا چاہیے کہ نابالغ فریق مقدمہ کو یہ حکم دیا جائے کہ بذریعہ تحریری بیان حلفی کے ظاہر کریں۔

رجسٹرار نے درخواست مذکور نامنظور کی اور عہدہ دار موصوف نے ایک یادداشت بہیجی ہے جسمین موصوف الیہ نے وجوہ بابت اوسکے فیصلہ کے مندرج ہیں اس یادداشت میں یہ صریحاً مندرج ہے کہ عدالت ہذا میں نسبت درخواستہا ظاہر کرنیکے جہانتک کہ وہ نابالغ فریقہائے مقدمہ یا اونکے رفیق ہائے قریب ترین یا اولیائے دوران مقدمہ پر موثر ہے کیا دستور رہا ہے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ صریحاً فیصل ہو چکا ہے کہ ولی دوران مقدمہ ایک فریق نالش حسب مراد دفعہ ۱۲۹ کے نہیں ہے اور بدینوجہ اوسکو یہ حکم نہیں ہو سکتا کہ تحریری بیان حلفی داخل کرے۔

مگر جائز ہے کہ ولی دوران مقدمہ اندر بعض حالات کے ایک فریق مقدمہ لغرض اوس سے ظاہر کرانے کے بنایا جا سکتا ہے مقدمہ واکہہ بنام کہٹا ورا وجی (۲) ملاحظہ طلب بخلاف اسکے کوئی ایسی نظیر عدالت کی معلوم نہیں ہے کہ کسی نابالغ فریق مقدمہ کو یہ حکم ہوا ہو کہ تحریری بیان حلفی ظاہر کرنیکا کرے

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویزن جلد ۳ صفحہ ۱۸۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۷۹۔

سنہ ۱۸۹۵ع
دنکن
بنام
ماہیرو پرشاد

درخواست مذکور بمطابق تصورات رجسٹرار کے جیمبرس مین بمجرد داگی گئی تھی اور عدالت مین کوٹ کے لیے ملتوی کی گئی تھی کونسل کی اب سماعت کی گئی ہے اور مجکو بہت سے نظائر انگلستانیہ دربارہ امر ہذا اور نیز ایک فیصلہ حال مصدرہ ججان صاحب جس مقدمہ تانہیل بنام نرسنگداس بنام ملہار راو کنکر (۱) کا حوالہ دیا گیا ہے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جو طریقہ مقدمہ ہذا مین اختیار کرنے کو مجہہ سے کہا گیا ہے خلاف عرصہ دراز کے قرار یافتہ دستور عدالت ہذا کے ہے یہ بھی عیان ہے کہ حکم مستدعیہ اگر صادر کیا جاے تو یہ تاثیر رکھیگا کہ ایک جدید دستور بنی اوپر اس اصول کے جاری کیا جاے کہ واسطے اغراض دفعہ ۱۲۹ مجموعہ کے تمام امتیازات مابین اون فریقون کے جو بذریعہ خود اپنے حق سے نالش کرتے ہین اور اونکے جو ناقابلیت نابالغی کے اندر ہین منسوخ تصور کیے جائین۔

اوس مقدمہ مین جسکا ابھی حوالہ دیا گیا ہے حکم بلاشبہ بنام ایک نابالغ مدعا علیہ کے صادر کیا گیا تھا کہ بذریعہ تحریری بیان حلفی کے ظاہر کرے لیکن گو حاکم ذیعلم موصوف نے اندر حالات مذکورہ کے یہ خیال کیا کہ انکو معمولی دستور کے خلاف کرنے کا اختیار ہے مگر بصراحت ظاہر نہین ہے کہ آیا کہ نہین اونکا یہ مقصود تھا کہ کوئی اصول عام قایم کرین مدعی نے سمن بنام مدعا علیہم واسطے ظاہر کرنے وجہ اس امر کے جاری کرایا کہ کیون وہ واسطے معاینہ مدعی کے تمام کتب و کاغذات وغیرہ کے جو اونکے قبضہ یا اختیار یا نگرانی یا قبضہ یا اختیار یا نگرانی کسی شخص یا اشخاص مین اونکی جانب سے ہون پیش نکرین۔

جواب مین یہ عذر کیا گیا کہ مدعا علیہم چونکہ نابالغان ہین لہذا اونکو یہ حکم نہین دیا جاسکتا کہ بذریعہ تحریری بیان حلفی کے اون دستاویزات کو ظاہر کرین کہ جو اونکے قبضہ مین ہین اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ دستاویزات متعلق معاملات متنازعہ نالش مذکور کی بقبضہ مدعا علیہم یا اونکے اولیا دوران مقدمہ کے نہین اور بالآخر یہ سمجھ کر کہ ولی دوران مقدمہ رضامند تھا کہ تحریری بیان حلفی ظاہر کرنیکا منجانب مدعا علیہم نابالغ کے کرے عدالت نے حکم بنام اونکے واسطے پیش کرنے کے جیسی کہ درخواست کیگئی تھی بلکہ واسطے ظاہر کرنے کے بذریعہ تحریری بیان حلفی کے جو فی الواقع ولی دوران مقدمہ کو کرنا چاہیے تھا صادر کیا لہذا ایلی آطحاث الا کے قریب قریب یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو حکم صادر کیا گیا اوسکی نسبت عذر کیا گیا لیکن وہ دستور جسکے لیے منظوری عدالت کی اب استدعا کیگئی ہے میری دانست مین خاص کر بوجوہ قابل اعتراض معلوم ہوتا ہے۔

(۱) انڈین لاء رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۳۵۰۔

۱۸۹۵ء
ڈوکن بنام بہیرو پرشاد

اولاً وہ ہماری دانست مین ازروے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مقصود نہین ہے ثانیاً وہ خلاف الثر جو جو ہوگا تو عملدرآمد نا فذ عدالت ہذا کے ہوگا اور آخراً کوئی ذریعہ نافذ کرنے اون احکام کا ظاہر نہوگا جو بموجب ایسے عملدرآمد کے صادر کئے جائین۔

بموجب دفعہ ۱۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جو فریق تعمیل اوس حکم کی جو بموجب دفعہ ۱۲۹ کے صادر کیا جائے نکرے اگر مدعی ہو تو مستوجب اسکا ہے کہ اوسکی نالش ڈسمس کیجائے یا اگر مدعا علیہ ہو تو مستوجب اسکا ہے کہ اوسکی جوابدہی خارج کیجائے اور وہ اوسی حالت میں کردیا جاے گویا کہ حاضر نہین ہوا تھا اور جوابدہی نہین کی تھی علاوہ برین دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ اگر کوئی فریق کسی ایسے حکم کی تعمیل کرنے جسکا یہ مضمون ہو کہ وہ بند سوالات کا جواب دے یا انکشاف یا حاضر کرے یا معاینہ کرلے انکار کرے اور اوسکی تعمیل اوسکی ذات پر کیگئی ہو تو وہ اوس جرم کا مرتکب سمجھا جائیگا جو مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۸۸ مین مذکور ہے یہ سزا مین صریحاً نابالغان اور اشخاص ناقابل سے بطور جماعت کے غیر متعلق ہین اور نتیجہ نکالنا معقول معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ کبھی مقصود نہ تھا کہ اختیارات تنبیہی جو ازروے دفعہ ۱۳۶ دیئے گئے ہین بمقابلہ اشخاص زیر نا بالغ کے عمل مین لائے جائین عملدرآمد عدالت ہذا کا اس راے پر مبنی ہے۔

قاعدہ ۳۴۴ مجموعہ قواعد ہائیکورٹ صیغہ ابتدائی بیل صاحب کے قواعد احکام صفحہ ۵۳ مین یہ حکم ہے کہ نابالغ مدعا علیہ کو یہ حکم نہین دیا جائیگا کہ بیان تحریری داخل کرے اگر نابالغ مدعا علیہ قابل (؟) کرنے جوابدعوی کا خیال کیا جائے تو یہ ہمارے نزدیک خلاف قاعدہ ہوگا کہ اوسکو یہ حکم دیا جائے کہ بذریعہ تحریری بیان حلفی کے دستاویزات کو ظاہر کرے یا بجواب سوالات کے اقبالات کرے۔

بموجب قاعدہ ۲۰۷ بیل صاحب کے قواعد واحکام صفحہ ۲۰ کے حکم ظاہر کرنے یا پیش کرنیکا بذریعہ گرفتاری اور سپردگی عدول حکمی کرنیوالے کے نافذ کیا جاسکتا ہے اور یہ بھی ایسی سزا نہین ہے جو معمولی طور پر نابالغ متعلق ہوسکے گی علاوہ برین قاعدہ ۹۰۳ بیل صاحب کے قواعد واحکام صفحہ ۳۶ مین یہ حکم ہے کہ کسی صورت مین کوئی ایسی نالش جس مین ایک نابالغ مدعا علیہ ہے کیطرفہ سماعت نکیجاے گی۔

جس عملدرآمد کے جاری کئے جانیکی اب استدعا ہے ظاہراً مخالف ان قواعد کے اور بعض دیگر قواعد کے ہے جنکا حوالہ دیا جاسکتا ہے اور یہ تطبیق کرنے غور او پران قواعد اور نیز اون قواعد پر انگلستان کے جنکا حوالہ دیا گیا ہے یہ عیان ہے کہ احکام لازمی واسطے ظاہر کرنے وغیرہ کے بنام اشخاص ناقابل کے بطور قاعدہ عام نا قابل انفاذ اور بیکار ہونے چاہئین ہمکو کسی مقدمہ عدالت ہذا کا حوالہ نہین دیا گیا ہے جس مین عملدرآمد حال یہ عام معلوم ہوکہ

۱۸۹۵ء وٹکمن بنام بھیرو پرشاد

جسمیں یلیب الضافی ہے اور بطور امر واقعہ کے واسطے خاص صورتہاے سختی کے خاص معیار ہائے کار بالعموم لگائے جاسکتے ہین میری رائے مین حالہ آمد حال فی الواقع تبدیل نہین کیا جاسکتا الا بذریعہ فتح نون جدید کے جسکے ذریعہ سے اختیارات عدالت حسب دفعہ ۴۲۰ نابالغ فریقہاے مقدمہ اور اونکے زمین ہاے قریب ترین اور اولیاے دوران مقدمہ سے متعلق کئے جائین مگر بشمول نابالغ فریقہاے مقدمہ کے جو سن تمیز کو پہونچے ہون یا نہ پہونچے ہون استعمال ان اختیارات کا خواہ مخواہ واقعات ہر مقدمہ خاص پر منحصر ہوگا مجکو یہ درخواست نامنظور کرنی چاہیئے۔

اٹرنیان منجانب سائلان۔ مسٹران ٹامس گمنڈ و کمپنی۔ اٹرنی منجانب مدعاعلیہ نابالغ بابو اے ٹی دے۔

نظرثانی صیغہ فوجداری

۲ جون ۱۸۹۵ء

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

ستیش چندر پانڈے (سائل) بنام راجچندر ابن باکچی (فریق مخالف) †

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۸۸۲ء) باب ۱۲ دفعہ ۱۴۵ اختیار مجسٹریٹ ضلع مجسٹریٹ حصہ ضلع نسبت منتقل کرنے یا اوٹھا لگانے مقدمات کے دفعات ۱۹۲ و ۵۲۸ اونکا استعلق نہو کارروائیان حسب دفعہ ۱۴۵ سے۔

ایک کارروائی حسب باب ۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایک تحقیقات ہے حسب مراد دفعہ ۴ مجموعہ مذکور کے ہر عام اختیار جو ازروے دفعات ۱۹۲ و ۵۲۸ مجموعہ مذکور کے مجسٹریٹ ضلع یا مجسٹریٹ حصہ ضلع کو بابت منتقل کرنے یا واپس منگانے کسی مقدمہ کے واسطے تحقیقات یا تجویز معرفت کسی مجسٹریٹ اپنے ماتحت کے عطا کیا گیا ہے ازروے کسی عبارت دفعہ ۱۴۵ کے چھین لیا یا قطع نہین کیا گیا ہے الفاظ دفعہ ۱۹۲ واسطے شامل کرنے مقدمات باب ۱۲ کے کافی وسیع ہین۔

کارروائیات متعلق مقدمہ ہذا حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ ضلع نے دائر کین جسبابت نزاع مین ایک چرا اور ایک ٹکڑا ہاے خشک شدہ ندی دریا تہی دو جھوٹے چرندوں پر قابض ہونے کارروائیات کے بنائے گئے تہے اونیل وردائی اوسکے حصص مین بوئی گئی تہی ہر فریق نے دعوی کیا کہ اوسنے جھونپڑے بنائے اور تخم کاشت کئے ہین اور دوسرے پر الزام لگایا کہ اوسنے جھونپڑون کو ضائع کیا ہے دو مقدمات مجمع خلاف قانون کے اس قضیہ متنازعہ سے پیدا ہوئے اور ایک سنگین مقدمہ بلوہ کا تو مین آیا دونون فریق مین سے ہر ایک نے برقنداز ان بغرض استعمال کرنے جبر کے ملازم رکہے اور دعوی

† نظرثانی صیغہ فوجداری نمبر ۴۲ ۱۸۹۵ء نسبت احکم صادر کردہ بابو گریش چندر گانگولی مجسٹریٹ ضلع مورخہ ۔ اپریل ۱۸۹۵ء

۱۸۹۵ء ستیش چندر بنام راجیندر نراین

قبضہ بلاشرکت غیرے چر کا بمقابلہ دوسرے کے بیان اور دیگر امور سے مجسٹریٹ ضلع کو یہ باور کرنے کی ترغیب ہوئی کہ ایسا نزاع ہے جس سے احتمال نقص امن کا ہے اور بدینوجہ کارروائیات حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دایر کیگئی تھین اور اشخاص متعلق کو ہدایت کیگئی تھی کہ عدالت ڈپٹی مجسٹریٹ مین حاضر ہون اور بیانات تحریری اپنے اپنے دعاوی نسبت اراضی متنازعہ کے داخل کرین وہ ڈپٹی مجسٹریٹ جسکو مقدمہ سپرد کیا گیا تھا ایک مجسٹریٹ درجہ اول تھا اور جسکو اختیار دیا گیا تھا کہ حسب دفعات ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر کرے بعد تحقیقات عرصہ دراز کے جس مین بہت سی شہادت لی گئی ڈپٹی مجسٹریٹ اس امر کی نسبت اپنا اطمینان نہین کر سکا کہ فریقین مین سے کسکا قبضہ چر مذکور پر تھا اور اسکی قرقی کا حکم حسب دفعہ ۱۴۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تا فیصلہ عدالت دیوانی مجاز تجویز حقوق فریقین نسبت اراضی مذکور کے تحریر صادر کیا اور نسبت دو قطعہ خشک شدہ نہ دریا کے حاکم موصوف نے یہ قرار دیا کہ فریق دوم مستحق رکھنے اوسکے قبضہ کا ہے فریق اول نے ہائیکورٹ مین درخواست دی اور حکم اظہار وجہ حاصل کیا۔

مسٹر سی پی ہل و بابو جوگیش چندر دے منجانب سایل حاضر ہوئے۔

بابو سرودا چرن متر منجانب فریق مخالف حاضر ہوا۔

مسٹر ہل۔ مجسٹریٹ ضلع کو جسنے کارروائیات شروع کین تحقیقات کرنی اور حکم صادر کرنا چاہیے تھا ڈپٹی مجسٹریٹ کو اس سبب سے اختیار سماعت نہین تھا کہ حاکم موصوف وہ مجسٹریٹ نہین تھا جسنے حکم ابتدائی صادر کیا تھا اور جسکو وجود ایسے نزاع کا اطمینان تھا جسکی وجہ سے کارروائیات حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جائز ہون میری حجت یہ ہے کہ اوس ڈپٹی مجسٹریٹ کو جسنے تحقیقات کی کافی اختیار سماعت نہ تھا اور نہ یہ بات کہ محض ایک بے ضابطگی ہوئی ہے دیکھو کارروائیات ہائیکورٹ مدراس صیغہ اپیل مورخہ ۱۳۔ نومبر ۱۸۷۶ء (۱) و مقدمہ سفرالدین بنام ابراہیم (۲) دفعہ ۱۹۲ دفعہ ۱۴۵ سے بالکل غیر متعلق ہے دفعہ اول الذکر صرف مقدمات فوجداری سے متعلق ہے کیونکہ وہ باب متعلقہ جرایم مین واقع ہے اور علاوہ برین کوئی کافی اور معقول وجہ واسطے اندیشہ نقص امن کے ثابت نہین کی گئی ہے یہ وہ امر ہے جو بنائے اختیار سماعت ہے دیکھو مقدمات اندری کنور بنام سونیت کنور (۳) و منگلو بنام درگا نراین ناگ (۴) و لمبا ملا کنند نراین بھوپ (۵)

---

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس صیغہ اپیل جلد ۳ صفحہ ۲۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۴۲ (۳) ویکلی رپورٹر صیغہ فوجداری جلد ۹ صفحہ ۶۴ (۴) ویکلی رپورٹر صیغہ فوجداری جلد ۲ صفحہ ۴۷ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ ۶۹۰

۱۹۰۵ء
...یش چندر
...ڈے
بنام
...درنرائن
...جی

دو اسود رمہا پاتر بنام شیاما نند دے (۱) و دہنپت سنگہ بنام جہتہر پت سنگہ (۲)۔

بابو سرودا چرن متر منجانب فریق مخالف۔ دفعہ ۱۹۲ و دفعہ ۱۴۵ سے متعلق ہے دیکھو باب ۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری و دفعہ ۵۲۸ زیر باب ۴۵ و دفعہ ۵۲۹ فقرہ (و) و (ط) و نیز دفعہ ۵۳۷ یہ مقدمات بموجب دفعہ ۱۴۵۔ اکثر منتقل کئے جاتے ہیں اگر وہ مجسٹریٹ جو کارروائیات شروع کرے تبدیل ہو جاے تو کیا کارروائیات ازسرنو شروع کیجائیگی [**میکفرسن صاحب جٹس**۔ آپکو اس امر کی نسبت تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا اندیشہ نقص امن کا تہا یا نہین]۔

تجویز عدالت (میکفرسن صاحب جٹس و گارڈن صاحب جٹس) حسب ذیل ہے۔

یہ مقدمہ بموجب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہے مجسٹریٹ ضلع نے حکم ابتدائی اس مضمون کا صادر کیا کہ حاکم موصوف کو وجود ایسے نزاع کا جسمین احتمال نقص امن کا ہے اطمینان ہے اور اشخاص متعلق نزاع مذکور کو ہدایت کی کہ عدالت مجسٹریٹ ماتحت مین حاضر ہون اور بیانات تحریری اپنے اپنے دعاوی متعلقہ اراضی مذکور کے جو منشاے نزاع تہی داخل کرین۔

وہ مجسٹریٹ جسکو مقدمہ سپرد کیا گیا تہا مجسٹریٹ درجہ اول تہا اور جسکو اختیار دیا گیا تہا کہ حسب دفعات ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ حکم صادر کرے اور حکم موصوف نے بعد تحقیقات عرصہ دراز کے جسمین کثرت سے شہادت لی گئی تہی چونکہ حاکم موصوف نسبت اس امر کے اپنا اطمینان نکر سکا کہ فریقین مذکور مین سے کسکا قبضہ ہے لہذا حکم حسب دفعہ ۱۴۶ صادر کیا تاوقتیکہ کوئی مجاز عدالت دیوانی تجویز حقوق فریقین نسبت اراضی مذکور کے صادر نکرے جایداد مذکور قرق رہی جاے۔

برطبق ایک حکم اظہار وجہ کے جو فریق اول راجہ ستیش چندر پانڈے نے حاصل کیا مسٹر ہال یہ حجت کرتا ہے کہ اوس مجسٹریٹ کو جسنے تحقیقات محکومہ دفعہ ۱۴۵ کی اور حکم حسب دفعہ ۱۴۶ صادر کیا اختیار سماعت حاصل نتہا اس سبب سے کہ وہ وہ مجسٹریٹ نتہا جسنے حکم ابتدائی صادر کیا اور جسکو اطمینان وجود ایسے نزاع کا تہا جسکی روسے کارروائیات حسب دفعہ ۱۴۵ کے جایز ہون یعنے اختیار صادر کرنے حکم حسب دفعات ۱۴۵ و ۱۴۶ کا بذات خاص اوس مجسٹریٹ کو حاصل ہے جو کارروائیات شروع کرے، دوم ابتدائی کارروائی حسب دفعہ ۱۴۵۔ اس سبب سے ناقص ہے کہ اوسمین کوئی معقول یا کافی وجہ

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۳۸۵ (۲) " " " " جلد ۲۰ صفحہ ۵۱۳

سنہ ۱۸۹۵ع
ستیش چندر پاٹھک
بنام
راجندر ناراین
باگ چی

ہو اسطے یہ باور کرنیکے وجہ نہین ہے کہ نقص امن کا اندیشہ فوراً تہا اگر کارروائیات حسب دفعہ مذکور کی جائین سوم ڈونا ب جسکی نسبت مجسٹریٹ نے حکم قایم رہنے قبضہ فریق ثانی کا صادر کیا اراضی متنازعہ مین داخل نہتہی اور جسکی نسبت فریقین کو حکم تہا کہ بیانات تحریری داخل کرین۔

اول حجت ہمارے نزدیک غلط ہے دفعہ ۵۳۰ مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی مجسٹریٹ جسکو ازروے قانون باضابطہ اختیار نہ دیا گیا ہو حکم حسب باب ۱۲ کے صادر کرے اوسکی کارروائیات کالعدم ہونگی لیکن یہہ ہمارے نزدیک صریحاً متعلق اوس مجسٹریٹ کے ہے جو مجسٹریٹ ضلع یا مجسٹریٹ حصہ ضلع یا مجسٹریٹ درجہ اول نہین ہے مجموعہ مذکور مین احکام مندرج ہین واسطے منتقل کرنے مجسٹریٹ ضلع یا مجسٹریٹ حصہ ضلع کے کسی ایسے مقدمہ کو جسکی حاکم موصوف نے سماعت کی تہی بغرض تحقیقات یا تجویز کے کسی مجسٹریٹ ماتحت کو جسکو باضابطہ اختیار اوسکی تجویز کا دیا گیا ہو (دفعہ ۱۹۲) اور واسطے اس امر کے کہ کوئی مجسٹریٹ ضلع یا مجسٹریٹ حصہ ضلع کسی ایسے مقدمہ کو واپس منگاوے جو اوسنے کسی مجسٹریٹ کو واسطے تحقیقات یا تجویز کے سپرد کیا تہا اور مقدمہ مذکور کو کسی اور مجسٹریٹ مجاز کو واسطے تحقیقات یا تجویز کے سپرد کرے (دفعہ ۵۲۸) اور واسطے تحقیقات یا تجویز کسی ایسے مقدمہ کے جس مین وہ مجسٹریٹ جسنے کل یا جزو شہادت سماعت کی اختیار سماعت کے عملمین لانے سے معذور ہو جاے اور اوسکی جگہہ کوئی اور مجسٹریٹ آجاے (دفعہ ۳۵۰) عام اختیار جو کسی مجسٹریٹ ضلع یا مجسٹریٹ حصہ ضلع کو بابت منتقل کرنے یا واپس منگانے کسی مقدمہ کے واسطے تحقیقات یا تجویز کے عطا کیا گیا ہے ہمارے نزدیک ازروے کسی عبارت دفعہ ۱۴۵ کے چہینا یا قطع نہین کیا گیا ہے ایک کارروائی حسب باب ۱۲ ایک تحقیقات حسب مراد دفعہ ۴ مجموعہ کے ہے نہمکو کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ دفعہ ۱۴۵ کی وہ تعبیر کیجاے جسکی حجت کیگئی ہے اگر وہ تعبیر صحیح ہے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر وہ مجسٹریٹ جسنے حکم ابتدائی صادر کیا فوت یا تبدیل یا کسی سبب سے ناقابل تحقیقات کرنیکے ہو جاے تو کارروائی مذکور ساقط ہو اور اس سے کل غرض دفعہ مذکور کی مفقود ہو جائیگی جو یہ ہے کہ انسداد نقص امن کا اگر ممکن ہو بذریعہ تجویز امر قبضہ واقعی اوسوقت کے کیا جاے جب حکم واسطے تحقیقات کے صادر کیا گیا تہا اختیار منتقل کرنے کا جو مجسٹریٹان ضلع و مجسٹریٹان حصہ ضلع کو عطا کیا گیا ہے ایک اختیار عام ہے اور مجبزا مقدمات حسب باب ۱۲ صریحاً خارج کئے جائین وہ اوسوقت بہی متعلق ہونا چاہیے یہ دلیل کیگئی ہے کہ دفعہ ۱۹۲ صرف مقدمات فوجداری سے متعلق ہے اس سبب سے کہ وہ ایک ایسے باب مین واقع ہے

ہتیش چندر مُنسے بنام فیندرائن ... جی

جو بابت جرائم کے ہے اور دفعہ ما قبل بابت سماعت جرائم کے ہے مگر الفاظ مذکورہ اسلئے بہت وسیع ہین کہ مقدمات باب ۱۲ مین داخل ہون تاہم ہم یہہ بہی تحریر کر سکتے ہین کہ جو حکم کہ ستہائی دفعہ ۳۴ مین مطابق جواب ۱۹۲ کے ہے حکم صرف واسطے منتقل کرنے "مقدمات فوجداری" کے ہے بذریعہ ایکٹ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۲ع کے لفظ "فوجداری" خارج کیا گیا تہا اور وہ تمام ایکٹ بلکے مابعد مین متروک کیا گیا ہے۔

بنسبت امر دوم کے ہمارے نزدیک یہ غیر ضروری ہے کہ اون تمام مقدمات کا ذکر کرین جنکا حوالہ دیا گیا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک مجسٹریٹ نے اپنے ابتدائی حکم حسب دفعہ ۱۴۵ مین کہہ وجوہ واسطے جواز کارروائیات دفعہ مذکور کے تحریر کی ہین کسی فریق نے ثابت نہین کیا بلکہ بیان بہی نہین کیا کہ مجسٹریٹ کو اوس خبر مین دہوکہ دیا گیا جسپر حاکم موصوف نے عمل کیا اور کوئی خطرہ نقص امن کا نزاع مذکور سے پیدا نہین ہوتا تہا تیسری حجت کی بنا مستحکم نہین ہے اور عذر مذکور ایسا عذر نہین ہے جو سایل کی طرف سے ہونے پر ہم اوسکو سن سکتے ہین خود کارروائی سے اس امر مین شبہہ رہتا ہے کہ آیا ... اراضی متنازعہ مین شامل تہی یا نہین لیکن وس نقشہ سے جو مجسٹریٹ نے اوسمین شامل کیا ہے ثابت ہوتا ہے کہ وہ شامل تہی اثناے تحقیقات مین فریق دوم نے ڈہاب کے شامل کرنے کی نسبت عذر کیا لیکن فریق اول نے اصرار کیا کہ وہ جزو اراضی متنازعہ کی تہی اور داخل کارروائیات کے تہی اور اوسکو تحقیقات مین ایسا ہی تصور کیا گیا اب قبضہ مذکور فریق دوم کا ثابت کیا گیا ہے فریق اول یہ عذر پیش کرتا ہے جو بلحاظ حالات کے ہم سواے گستاخی کے اور کچہہ نہین کہہ سکتے۔

یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ کو بربنائے شہادت یہ تجویز کرنی چاہیے تہی کہ فریق اول کا قبضہ ہے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکی نسبت ہم غور نہین کرنے مجسٹریٹ نے موثر نگاتی کل شہادت طرفین کی کی ہے اور یہ تحریر کیا ہے کہ حاکم موصوف اپنا اطمینان نسبت اس امر کے نہ کر سکتا کہ کون فریق قابض ہے ان حالات مین حاکم موصوف نے وہ حکم صادر کیا جو از روے قانون اوسکو اختیار صادر کرنے کا ہے حکم ... روبہ خارج کیا گیا۔

حکم اظہار روبہ خارج کیا گیا۔

۱۴ جولائی ۱۸۹۵ ع

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس ہل صاحب جسٹس

تنگلنی داسی بنام چنی منی داسی وغیرہ[1]

اجرائے ڈگری - مطالبہ نان ونفقہ بذریعہ ڈگری کے قایم کیا گیا - مطالبہ کا نفاذ کس طرح کیا جائے
ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعات ۶ و ۹۹ - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۲۴۴ (ج) نالش علیحدہ -

جس صورت مین ایک ڈگری مین بمقدار معینہ اوس تعداد کے جو مدعیہ کو بابت نان ونفقہ اینہ کے واجب الادا تھی اوراس امر کے کہ اوسکا مطالبہ بعض اوس جایداد غیرمنقولہ پر ہو جو ایک قسم خاص تمام ترکہ موصی مین ہے یہ ہدایت تھی کہ بذریعہ اجراء ڈگری مین ان ادا نان ونفقہ آیندہ کے ایک دستاویز بحق مدعیہ مشعر قایم کرنے مطالبہ کے جایداد غیرمنقولہ مذکور پر بمطبق منشاء کے تحریر کرنے فارغخطی تمام اپنے حق حقوق وازم ترکہ عام کے تحریر کیجائے تجویز ہوئی کہ ایسا مطالبہ بذریعہ ایک نالش کے جو بربناے دستاویز مذکور دائر کی گئی تھی صحیح طور پر نافذ کیا گیا تھا اور وہ بذریعہ کاروائیات صیغہ اجراء کے نافذ نہین کیا جا سکتا تھا -

مقدمہ سہیشری دیبی بنام گوری شنکر پانڈے (۱) کی تقلید کیگئی مقدمہ اشوتوش بنرجی بنام لکھی منی داسی (۲) اختیار کیا گیا -

نالش مابین بعض ہبقابلہ ترکہ میون متوفی کے ہوا ور جو وصیت نامہ چھوڑ کر فوت ہوا ہے اوسکے ورثا بطور بلاوصیت ہیں اوسکے قایم مقام بلحاظ اوسکے ترکہ کے نہین ہین اور نالش ناقص ہے بجز اسکے کہ ترکہ کی طرف سے کوئی قایم مقام ہو -

ایک شخص مسمی بھوج کرسٹو ملک سنہ ۱۸۶۴ع یا سنہ ۱۸۶۵ع مین اپنے چار پسران پرتاپ چند ملک برج گوپال ملک دا گہورناتھ ملک و شاماچرن ملک صرف اپنے ورثا چھوڑ کر فوت ہوا شاماچرن ملک اپریل سنہ ۱۸۶۸ع مین بلاوصیت فوت ہوا اور صرف اپنی بیوہ سدہیشری داسی زندہ چھوڑی اگہورناتھ ملک سنہ ۱۸۶۶ع یا سنہ ۱۸۶۷ع مین اپنی تنہا لاولد بیوہ اور وارثہ تنگلنی داسی مدعیہ نالش حال چھوڑ کر فوت ہوا پرتاپ چند ملک جولائی سنہ ۱۸۶۸ع مین ایک وصیت نامہ چھوڑ کر جسکے ذریعہ سے اوسنے اپنے بھائی برج گوپال ملک اور ایک شخص مسمی ہیرالال بنرجی اپنے اوصیا مقرر کئے اور تین دختران راج بالا داسی و سوباشنی داسی و لبھنت کماری داسی اور ایک بیوہ

[1] نالش نمبر ۲۰۴ سنہ ۱۸۹۵ع (۱) صفحہ ماقبل ۸۵۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۹ -

۱۸۹۵ء
منگنی داسی
بنام
جنی منی داسی

کامنی داسی جو فروری ۱۸۹۲ء مین فوت ہوئی چہوڑکر فوت ہوا ۳ ستمبر ۱۸۸۲ء کو بسج گوپال ملک نے
پروبیٹ وصیت نامہ مذکور کا حاصل کیا اور اہتمام جایداد اپنے بہائی کا وقت خود اپنی وفات تک
جو ۱۲ اگست ۱۸۸۶ء کو وقوعین آئی کرتا رہا اوسنے ایک بیوہ مدعا علیہا جنی منی داسی اور ایک پسر
نابالغ گوپی ناتہہ اور چار دختران چہوڑین جنی منی ولیا اپنے پسر نابالغ کی ہوئی ۴ اپریل ۱۸۹۰ء کو
گوپی ناتہہ اپنی ماں کو اپنا وارث چہوڑکر فوت ہوا ۲۷ مئی ۱۸۹۰ء کو جنی منی نے چہٹیات انتظام
جایداد گوپی ناتہہ کی حاصل کین بر طبق وفات بسج گوپال ملک کے ہیرا لال بترجی (دوسرے وصی) نے
پرتاپ چندر کے وصیت نامہ کا پروبیٹ ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو حاصل کیا اور اہتمام اوسکی جایداد کا
خود اپنی وفات واقع ماہ ستمبر ۱۸۹۳ء تک کیا۔

۱۸۷۵ء مین منگنی داسی بیوہ اگہور ناتہہ ملک نے ایک نالش بنام پرتاپ چندر ملک بسج گوپال
ملک و سدہیشری داسی بیوہ شاماچرن ملک بدعوی چہارم حصہ جایداد بسج کرسٹو ملک کے
دایر کی تہی اوس مقدمہ مین ایک ڈگری اقبالی ۱۹ مئی ۱۸۷۹ء کو صادر کی گئی تہی بذریعہ جسکے
نالش سے بمقابلہ سدہیشری داسی دست برداری کی گئی تہی اور اوسکے ذریعہ سے یہ ہدایت
کی گئی تہی کہ پرتاپ چندر ملک اور بسج گوپال ملک فوراً بعد داخل کرنے ڈگری کے مدعیہ کو مبلغ [illegible]
واسطے استعمال قطعی مسماۃ کے ادا کرے اور نیز مسماۃ کو مبلغ للعہ ماہوار ادا کیا کرے اور ادائے
رقم مذکور کا مطالبہ بمکان احاطہ نمبر ۲۴ آرمینین اسٹریٹ واقع کلکتہ پر ہو منجملہ دیگر احکام کے یہ بہی
حکم اوسی طرح کی رضامندی سے ہوا کہ ایک باضابطہ رجسٹری شدہ دستاویز پرتاپ چندر اور بسج گوپال
تحریر کرین دستاویز مشعر قایم کرنے مطالبہ اوپر مکان مذکور کے ۱۵ اگست ۱۸۷۹ء کو بسج گوپال و پرتاپ چندر
نے تحریر کی اور باضابطہ رجسٹری کرائی رقم ماہواری ۱۸ اگست ۱۸۸۵ء تک ادا ہوتی رہی اور اوسوقت
بسبب عدم ادا کے مدعیہ منگنی داسی نے اطلاعنامہ اجراے ڈگری بمقدمہ تقسیم بدعوی مبلغ کا زر باقیات
کے تعمیل کرایا درخواست مذکور اس سبب سے پیش نہین کیگئی کہ زر مذکور ادا کیا گیا ۱۳ جنوری ۱۸۹۳ء
کو جنی منی داسی نے اپنا غیر منقسم نصف حصہ موقع جایداد بدست ایک شخص مسمی ہیرا لال دت
کے منتقل کیا منگنی بدستور اپنا مبلغ للعہ ماہوار جون ۱۸۹۴ء تک پاتی رہی اوسوقت چونکہ
دو تین مہینے تک روپیہ ادا نہین ہوا لہذا مسماۃ نے نالش حال باستدعاے اس استقرار کے
منجملہ دیگر امور کے دایر کی کہ اگر زر مذکور ادا نکیا جائے مکان نمبر ۲۴ واقع آرمینین اسٹریٹ نیلام
کیا جائے اور روپیہ عدالت مین اوسکے حساب نالش مین ادا کیا جائے جس سے مسماۃ کو اجازت

۱۹۰۵ء
لکشمی داسی
بنام
جہنی منی داسی

ہو رہے کہ تمام متروکہ ماہوار کیلئے لکہا کہ مدعیہ جہنی منی داسی و ہیرا لال دت کو بطور قایم مقام باعتبار ترکہ برج گوپال ملک کے مدعا علیہ بنایا اور راج بالا داسی سوباشنی داسی بسنت کماری داسی کو اسی قیاس پر لیکن بلا کسی بیان کے مدعا علیہ بنایا کہ وہ قایم مقام پرتاپ چندر ملک کے ترکہ کی تہین قبل دایر ہونے نالش حال کے ۱۳ - فروری ۱۹۰۳ء کو بسنت کماری نے بذریعہ فیصلہ ایک نالش عدالت ہوگلی مین بنام اپنی دو بہنیوں اور مسماۃ تریپرا سندری داسی کے (جو بعد ازان فوت ہو گئی) باستدعائے منجملہ دیگر استدعاؤن کیواسطے تعبیر وصیت نامہ پرتاپ چندر ملک اور واسطے متحقق اور منفصل کئے جانے حقوق فریقین نالش کے بموجب اوسکے اور واسطے استقرار اس امر کے کہ امانت ہائے مندرجہ وصیت نامہ مذکور ناجایز اور غیر قابل نفاذ تہین اور مسماۃ اور اوسکی ہمشیرگان بلکہ ان مستحق جایداد ہائے متعلقہ ترکہ اوسکے باپ کی تہین اور واسطے اوسکی تقسیم کے اور مقرر کئے جانے رسیور کے اور دیگر دادرسی کے دایر کی بوقت دایر ہونے نالش حال کے بسنت کماری کی نالش مقام ہوگلی کی نوبت سماعت نہین آئی تہی لیکن امور تنقیح طلب قایم ہو گئے تہے اور دو اشخاص رسیور مقرر ہو گئے تہے مگر قبل اسکے کہ مقدمہ ہذا واسطے سماعت کے پیش ہوا ایک ڈگری مقدمہ مذکور مین باستقرار حقوق جدا گانہ فریقین وانفصال ترکہ مذکور کے صادر کی گئی تہی۔

مسٹر ہائڈ و مسٹر ڈن منجانب مدعیہ۔

مسٹر کیسپرز منجانب مدعا علیہ ہیرا لال دت۔

مسٹر عبد الرحمن منجانب مدعا علیہا جہنی منی داسی۔

مسٹر چکرورتی منجانب ولی دوران مقدمہ نابالغ مدعا علیہا بسنت کماری داسی۔

مدعا علیہان بالا داسی و سوباشنی داسی حاضر نہین ہوئین۔

مسٹر کیسپرز نے یہ عذر ابتدائی کیا کہ نالش حال متعلق ایک ایسے معاملہ کے ہے جو بالکل داخل دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے مقدمہ اجلاس کامل آشوتوش بنرجی بنام لکھی منی دیبیا (۱) مین یہ طے پایا ہے کہ باقیات نان و نفقہ بصیغہ اجرائے ڈگری مین وصول کرنی چاہئے جب ٹہیک ہدایت ڈگری مین واسطے ادا کرنے نان و نفقہ کے تاریخہائے معین کو ہوا و سمقدمہ مین معلوم ہوتا ہے کہ نان و نفقہ کا مطالبہ بعض جایداد پر قایم کیا گیا تہا لیکن بنسبت اس امر کے اجلاس کامل سے استصواب نہین کیا گیا تہا کہ کیا امر مطالبہ قایم ہونیسے چارہ کار بذریعہ اجرائے ڈگری ممنوع ہو گیا مقدمہ منساد یبی بنام جیون لال (۲) سے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۹ (۲) ״ ״ ״ ״ جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۳ و لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۱۹ صفحہ ۱۶۶

سنہ ۱۹۰۰ء

نبی دوسی
بنام
نبی دزن

ثابت ہوتا ہے کہ اجراء ڈگری ببقایا اوس جایداد کے کرائی گئی تہی جسپر اس طرح سے مطالبہ قایم کیا گیا تہا تاہم اس مطالبہ کی صرف یہ وجہ ہے کہ بیوہ کو حق ملکیت بعض جایداد مصرحہ مین عطا کیا جاے کہ جس سے وہ رجوع کیجاے مقدمہ حال مین تحریر کیا جانا دستاویز مطالبہ کا ظاہر کیا گیا ہے کہ بطور ضمن اصل دستاویز معاملہ مذکور یعنے فارغخطی سے ہوگا اب یہ بخوبی قرار پاگیا ہے کہ دفعہ ۲۴۴ کی وسیع طور پر تعبیر کیجایگی اور ہر نالش جو محل عملین لانے کار روائی اجراء ڈگری کی عدالت اجراء کنندہ ڈگری کو ہو ممنوع ہے مقدمات پرسنو کمار سانیال بنام کالیداس سانیال (۱) وعزیزن بنام مٹک لال ساہو (۲) وپنچانن بندہوا وپادہیا بنام بیابی بی (۳) ملاحظہ طلب ازروے دفعہ ۱۰۰ ایکٹ انتقال جایداد کے بلا تنسیخ کام نالشات متعلقہ جایداد مرہونہ کے جہانتک ممکن ہو مطالبات سے متعلق ہونے چاہئین کوئی صورت مثل مقدمہ حال کے دفعہ ۹۹ ایکٹ مذکور مین مقصود نہین ہے جو اس غرض سے بنائی گئی تہی کہ راہن کا حق انفکاک محفوظ رہے اسمقدمہ مین وجہ نالش باقیات نان ونفقہ ہے یہ ثابت نہین کیا گیا کہ مدعیہ صیغہ اجراء ڈگری مین وہ تمام حادثی حاصل نہین کرسکتی کہ جسکی وہ بالفعل مستحق ہے سماۃ کو اختیار ہے کہ غیر منقسم آٹہ آنہ حصہ جو متعلقہ ترکہ پرتاپ کے ہے اور نیز وہ آٹہہ آنہ حصہ جو ہیرو لال دت نے خرید کیا ہے قرق کرائے۔

مسٹر ناید طمنجانب مدعیہ۔ ازروے دفعہ ۹۹۔ ایکٹ انتقال جایداد کے مدعیہ ممنوع ہے کہ اوس روپیہ کو جسکا مطالبہ ہو چکا ہے کسی اور طریقہ پر سوائے بذریعہ نالش حسب احکام دفعہ ۶۷ ایکٹ مذکور کے کوشش وصول کرنے کی کرے ڈگری بنزاعی طرفین مقدمہ ہذا مین یہ حکم ہے کہ فریقین ایک دستاویز متضمن مطالبہ اوپر جایداد کے تحریر کرین اور اوس طریق پر اگر اور طرح پر نہی ہو مقدمہ ہذا مقدمہ اجلاس کامل آشوتوش نرجی بنام لکہمی منی دیبیا (۴) سے مختلف ہے اور جو امر کہ اب پیش کیا گیا ہے اوسکی نسبت اجلاس کامل سے استصواب نہین کیا گیا تہا مدعیہ اسمقدمہ مین بلا تنسیخ کل روائی اجراء ڈگری بمقابلہ ذات فریقہاے مقدمہ کے اوسی طرح پر کرسکتی تہی جس طرح پر اوسنے موقع سابق پر کیا اور یہ امر کہ سماۃ نے اپنی درخواست سابق مین استدعا کے واسطے نیلام اوس جایداد کے کی جسپر مطالبہ تہا کوئی وجہ عدالت کو یہ تجویز کرنیکی نہین ہے کہ مدعیہ نالش ہذا دائر نہین کرسکتی ہے کیونکہ اوس حالت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۳ (۲) ؍؍ ؍؍ ؍؍ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۳۷ (۳)
؍؍ ؍؍ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۰ (۴) ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۹۔

سنہ ۱۸۹۵ء
شنکلنی داسی
بنام
چینی منی داسی

مسماۃ بے داس سے شے کی استدعا کی جسکی وہ مستحق نہتھی دفعہ ۹۹ نسبت امر ہذا کے صاف ہے مقدمہ ابہیشری دیبی بنام گوری شنکر پانڈے جسکا فیصلہ نارس صاحب جسٹس وگارڈن صاحب جسٹس نے ۷ مئی سنہ ۱۸۹۵ء کو کیا جو مقدمہ ہذا کے بالکل مطابق ہے موید حجت ہذا کا ہے اور ایسا ہی فیصلہ بمقدمہ چندر ناتہہ دے بنام پرودا سندری گہوس (۲) صادر کیا گیا ہے جسکی تجویز چیف جسٹس وبیورلی صاحب جسٹس نے ۴ جون سنہ ۱۸۹۵ء کو صادر کی۔

مسٹر چکرورتی نے بہی ایک عذر ابتدائی نسبت ترتیب نالش کے کیا دعوی جزو آ بمقابلہ پرتاپ کے ہے اوسنے ایک وصیت نامہ چہوڑا اور دو وصیا مقرر کئے ان اوصیا نے پروبیٹ کے بعد دیگرے حاصل کئے لیکن وہ دونون فوت ہوگئے ہین لہذا کوئی شخص قایم مقام باعتبار ترکہ کے نہین ہے دختران ورثا بحالت بلا وصیتی ہین زیادہ سے زیادہ جو اسمقدمہ مین اونکی نسبت کہا جاسکتا ہے یہ ہے کہ وہ باقی کی موہوب لہم ہین لیکن باقی کے موہوب لہم مثل موہوب لہم کے قایم مقام باعتبار ترکہ کے نہین ہوتے ہین مقدمہ مین کارروائی نہین کیجاسکتی بجز اسکے کہ جایداد کا کوئی قایم مقام ہو۔

مسٹر پانڈے نے منجانب مدعی یہ حجت کی کہ پرتاپ کی جایداد کے اس سبب سے کافی طور پر قایم مقام تہے کہ تمام اشخاص جنکو اوس سے تعلق تہا روبرو عدالت کے تہے اور یہ غیر ضروری تہا کہ کوئی ایڈمنسٹریٹر دوران مقدمہ مقرر کیا جا

ہل صاحب جسٹس۔ میری رائے ہے عذر ابتدائی نسبت ترتیب نالش کے جو مسٹر کیسپر نے منجانب مدعاعلیہم بر دلالت کے کیا ہے ساقط ہوتا ہے مقدمہ آشو توش نرجی بنام لکہی منی دیبیا

(۱) میرے نزدیک مقدمہ حال سے صریحاً قابل [illegible] ہے اوسمین جو کچہہ تجویز ہوا یہ تہا کہ نان ونفقہ آیندہ جو بذریعہ ڈگری کے دلایا جاے جب [illegible] واجب الادا ہوجاے [illegible] ڈگری مذکور کے بلا نالش مزید [illegible] جو امر کہ [illegible] کال کیا گیا اور فیصل ہوا [illegible] صحیح طریقہ نافذ کرنے [illegible] نان ونفقہ آیندہ کے قایم کیا گیا نہین تہا [illegible] ہین جو بالآخر بنا ے نالش [illegible] بعد قرار [illegible] واجب الادا کے مدعیہ کو [illegible] دہ کے اور اس امر کے کہ اوسکا مطالبہ مکانات واقع آرمینین اسٹریٹ پر ہو [illegible] بلحاظ ترکہ عام کے ہے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ بہ غرض اطمینان ادا ے نان ونفقہ

(۱) [illegible] ہفتہ وار اپیل ۸۱۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۳۹ –

۱۸۹۹ء
گنی دیبی
بنام
نی متی داسی

آئندہ کے ایک دستاویز بحق مدعیہ مشعر قایم کرنے مطالبہ اوپر مکان کے بصورت مسماۃ کے تحریر کرنے فارغخطی تمام حق و حقوق واقع ترکہ عام کے تحریر کیجائے یہ کیا گیا اور نالش حال برنبائے دستاویز مذکور واسطے نفاذ اوس مطالبہ کے جو اس طرح پر قایم کیا گیا دایر کی گئی ہے برنبائے اصول ہائے عام کے مجکو واضح ہوتا ہے کہ یہ ناممکن ہوگا کہ مطالبہ ہذا بذریعہ کارروائیات متعلقہ اجرا ڈگری کے یا کسی اور طریق پر سوائے بذریعہ نالش قسم حال کے نافذ کیا جائے۔

مسٹر لیسپرز کی اس حجت کا کہ مدعیہ مجاز ہوگی کہ وقتاً فوقتاً بطور اپنے نان و نفقہ کے جو واجب الوصول ہو کارروائی بمقابلہ مکان واقعہ آرمنین اسٹریٹ کے بطریق اجرا ڈگری کے کرے مقدمات ابھیشوری دیبی بنام گوری شنکر پانڈے (۱) و چندر ناتھ دے بنام بردوا سندری گھوس (۲) سے جواب ہوتا ہے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ مناسب طریقہ نافذ کرنے کسی ڈگری کا جبکی رو سے جایداد پر مطالبہ ادا کرنے نان و نفقہ کا ہو بذریعہ نالش کے ہے۔

متعلق اوس عذر کے جو مسٹر چکرورتی نے کیا ہے مقدمہ ایک مہینے تک اس غرض سے ملتوی رہنا چاہیئے کہ جایداد پرتاپ چندر ملک کا جسکے مقابلہ میں دعوی جزواً پیش کیا گیا کوئی باضابطہ قایم مقام ہو۔

اٹرنی منجانب مدعیہ بابو پریو ناتھ بوس۔

اٹرنی منجانب مدعا علیہم بابو مادھب چندر بوس و بابو ہرندر ناتھ دت۔

(۱) صفحہ ماقبل ۵۹ ۔ (۲) صفحہ ماقبل ۸۱۳۔

پریوی کونسل

محمد مظفر حسین وغیرہ یک کس دیگر مدعیان بنام کشوری موہن رائے وغیرہ (مدعا علیہم)†

۵ و ۶ فروری ۲۴ مارچ

[برطبق اپیل از ہائیکورٹ مقام کلکتہ]

نیلام بعلت اجرا ڈگری - حقوق مشتریان - ڈگری رہن - خریداری بصیغہ اجرا ڈگری منجانب ڈگریداران کے - استحقاق ایسے مشتری کا جسکے پاس ڈگری بربنائے رہن کے تہی جو اوسکے مخالف کی ڈگری سے پہلے ہوا تہا - نہونا اطلاع کا مرتہن کو کہ راہن محض بنامیدار منجانب مدیون ڈگری کے ہے - امر متعلق تقرر مخالف - فرق -

مدعیان اور مدعا علیہم نے جن جن سے ہر ایک کے پاس علیحدہ ڈگری اوسی جایداد پر تہی بحصول اجازت صیغہ اجرا ڈگری مین خریداری کی دونون فریق نے دعوی حق ملکیت اور قبضہ کا کیا اور مدعا علیہم قابض تہے ڈگریات مذکور مین سے پہلی بلحاظ تاریخ کے مدعیان کی ڈگری بابت زر نقد بنام قایم مقامان مالک متوفی جایداد مذکور کے تہی جو اوسوقت سے مشتری مدعا علیہم کے پاس اوسکی بیوہ نے رہن کی تہی مدعیان نے صرف حق انفکاک حاصل کیا کیونکہ اونہون نے حق و حقوق و مرافق خرید کئے تہے مرتہنان نے ایک ڈگری بربنائے اپنے رہن کے بنام بیوہ حاصل کرکے نیلام صیغہ اجرا ڈگری مین خریداری کی اور اوس قبضہ کی جوابدہی کی جو اوسنے حاصل کیا تہا - تجویز ہوئی کہ مدعا علیہم جنکے حق مین ڈگری بربنائے ایک واقعی رہن کے بلا اطلاع اس امر کے صادر ہوئی تہی کہ راہنہ صرف فریق بینامی منجانب اپنے شوہر کے تہی بہتر استحقاق رکہتے ہین اور ہائیکورٹ نے صحیح طور پر وہ عذر جو مدعیان نے کیا تہا نامنظور کیا یعنے یہ جوابدہی (کہ اوسمین اور مدعا علیہم کے اس جواب مین کہ بیوہ اصل مالک نہی فرق ہے) عدالت مرافعہ اولی مین پیش یا فیصل نہین ہوئی تہی اور یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ مالک نے اپنی حیات مین اپنی زوجہ کو یہ اختیار دیا تہا کہ اپنے آپکو بطور مالک بذریعہ خود اپنے حق کے ظاہر کرے لہذا وہ کسی نالشین غیر مستحق قرار دینے مرتہنان مین بلا یہ ثابت کرنیکے کامیاب نہین ہوسکتا تہا کہ یا تو مرتہنان نے اس امر کی اطلاع کے ساتہہ رہن لیا تہا یا اونکو تحقیقات کرنے کی کوئی وجہ تہی اور یہی اصول ان مدعیان سے متعلق تہا جنہون نے اوسکے حق و حقوق و مرافق خرید کئے تہے اور وہ بہی مثل نامبردہ کے پابند تہے -

† اجلاس لارڈ ووبسٹر صاحب و لارڈ مسکناٹن صاحب و لارڈ شینڈ صاحب و لارڈ ... چیف و سر آرتہر ... صاحبان -

۱۸۹۵ء
مظفر حسین
بنام
موہن راے

مقدمہ رام کمار کند و بنام مہک کرین (۱) کا حوالہ دیا گیا اور نسبت متعلق ہونے دفعہ ... اوسکی تعلیق کیگئی نسبت ترقی کے جسکے ذریعہ سے ایک وقت مین امتناع انتقال جایداد کی ... تہی اور جسپر مدعیان کو استدلال تہا کہ اوسکی رو سے رہن ناجایز ہوگیا تہا یہ ثابت کیا گیا تہا کہ وہ اوسوقت جب رہن نامہ تحریر کیا گیا تہا نافذ نہ تہی۔

اپیل بنا راضی ڈگری (۱۶ استمبر ۱۸۹۰ء) مصدورہ ہائیکورٹ (۲) متضمن منسوخی ڈگری (۶ استمبر ۱۸۸۷ء) مصدورہ جج ماتحت ڈہاکہ۔

باہم مدعیان کے جواب ہیلانٹان ہین اور اصل مدعا علیہم کشوری موہن راے و گوپی ... بشمول قایم مقامان بکینٹھ موہن راے کے جو اثناے اپیل ہذا مین فوت ہوا کہ یہی تنہا رسپانڈنٹان ہین جواب جانب منہوے ہین بابت حق چار آنہ حصہ ایک محال مالگذار واقع ضلع ڈہاکہ اور ایک مساوی حق نسبت ایک حصہ اراضی لاخراج موقوعہ بازار آغا فضل علی واقع شہر کے نزاع تہا۔

مدعیان نے ایک ڈگری بنام قایم مقامان مولوی عبد العلی کے جو ۱۸۶۹ء مین فوت ہوا بتاریخ ۸ فروری ۱۸۸۲ء حاصل کرکے ۲۷ نومبر ۱۸۸۲ء کو نیلام بعلت اجراے ڈگری مذکور مین حق و حقوق و مرافق واقع جایداد مذکور بعوض نو سو روپیہ کے خرید کئے سارٹیفکٹ نیلام مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۳ء تہا رایان مدعا علیہم حال نے ۳ مارچ ۱۸۸۳ء کو ایک ڈگری بنام میر النساء خاتون بیوہ عبد العلی کے بربناے ایک رہن نامہ مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۷۳ء کے حاصل کی اور نیلام صیغہ اجراے ڈگری مین خریداری کی ۱۳ مارچ ۱۸۸۴ء کو حکم واسطے اونکے قبضہ کے صادر کیا گیا جسکی بنا پر اونہون نے جو اب ہی نالش ہذا مین بمقابلہ قابضان ڈگری ۱۸۸۲ء کی وہ کارروائیات جنسے یہہ دعاوی پیدا ہوئے تجویز حکام عالیمقام اور رپورٹ مندرجہ انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۸۰۸ مین مندرج ہین۔

خاص امور جواب پیش کئے گئے ہین یہہ ہین اول آیا یہہ تجویز عدالت اپیل کہ رایان مدعا علیہم نے رہن جایداد کا بہ نیک نیتی و بعوض بدل مالیتی بلا اطلاع نقص استحقاق راہن کے لیا تہا بربناے روئداد صحیح تہی اور جواب مین امر کے صریحاً بیان نہ کرنے اور نسبت امر ہذا کے عدالت جج ماتحت مین کوئی امر تنقیح طلب قایم نہونے یا تجویز نہ کئے جانیکا کیا اثر تہا ثانیاً آیا عدالت اپیل نے یہ تجویز صحیح کی ہے یا نہین کہ چونکہ مدعیان یا اون اشخاص نے جنکے ذریعہ سے

(۱) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۴ ... بنگال لارپورٹر جلد ... صفحہ ... (۲) کشوری موہن ... بنام مظفر حسین چودہری ...

سنہ ١٨٩٥ محمد مظفر حسین بنام مسماۃ مشوری بیگم

ده دعوی استے رایان کو جو با ویکر ابا کر راہن کا استحقاق بطور مالک کے تہا لہذا مانع تقریر مخالف
و توعلیت آیا تہا (ایکٹ ١٨٧٢ء دفعہ ١١٥) ثالثاً آیا وہ ڈگری جو حسب درخواست مدعیان بحال
ہوگئی تہی دربارہ امتناع انتقال جایداد اوسوقت نافذ تہی یا نہین جب رہن نامہ تحریر کیا گیا تہا
مدعیان نے بطور وارثان احد الزوجگان عبد العلی کے جو نامبردہ کی حیات مین فوت
ہوئی تہی بابت حصہ رسد زرنقد کے جو متوفیہ کو پہونچتے تہے دعوی کرکے ایک ڈگری بنام
نامبردہ ٩ مئی سنہ ١٨٦٥ء کو حاصل کی اور نامبردہ کی وفات پر نالش کو بنام اوسکے قایم مقامان کے جن مین سے
ایک اوسکی باقیماندہ بیوہ امیر النساء تہی قایم رکہا لہذا اونکی ڈگری کی ٢٨ فروری سنہ ١٨٧٣ء کو بعد
ہونے اپیل بحضور ملکہ معظمہ جلاس کونسل بمقدمہ عبد العلی بنام مظفر حسین چودہری (١) بقدر
لعایت قایم کیگئی تہی عینہ اجراے ڈگری مین عند الدرخواست ڈگریداران کے ٨ مئی سنہ ١٨٧٢ء
کو قرقی واسطے جایداد متنازعہ حال کے معہ اور دیگر جایداد کے جو پیشتر عبد العلی کی تہی جاری
ہوئی ١١ جون سنہ ١٨٧٢ء کو امیر النساء نے دعوی جایداد مذکور کا اس بیان سے کیا کہ جایداد مسماۃ
مذکور کی خود اوسکے حق سے تہی اور اوسکے نام اوسکے شوہر متوفی نے بادائے اوسکے دین مہر کے
منتقل کی تہی مسماۃ کے دعوی کو صاحب جج ضلع نے ڈگری کیا اور جایداد مذکور ٢٨ دسمبر
سنہ مذکور کو واگذاشت کی بر طبق اپیل بعدالت ہائیکورٹ (امیر النساء خاتون بنام مظفر حسین
چودہری (٢)) مسماۃ کا مقدمہ واسطے تجویز اس امر تنقیح طلب کے کہ آیا جایداد خود مسماۃ کی تہی یا
مسماۃ کو بطور جز و ترکہ عبد العلی کے پہونچی تہی واپس بہیجا گیا اس امر تنقیح طلب کی تجویز نہین ہوئی
کیونکہ ایک صلحنامہ ہوگیا تہا جسکی شرایط درخواستہائے ٣٠ مئی سنہ ١٨٧٤ء مین مندرج ہین اور
اوسکا دعوی خارج ہوگیا تہا چونکہ شرایط مذکور کا ایفا ربادائے بعض اقساط کے نہین کیا گیا لہذا
تالضان ڈگری سنہ ١٨٧٢ء نے ڈگری جاری کرائی اور حق و حقوق و مرافق واقع جایداد نیلام
شدہ خرید کئے۔

اسی عرصہ مین امیر النساء نے جایداد مذکورہ ٢٨ دسمبر سنہ ١٨٧٢ء کو واگذاشت کرانے کے اوسکو
تاریخ مذکورہ بالا رایان کے پاس رہن کیا اوسکے بعد اونکی ڈگری ہوئی بتعداد نیلام اور اونکی خریداری اور
اونکا قبضہ ہوا اپیلانٹان نے ٧ جون سنہ ١٨٨٦ء کو نالش حال اس مدعوی سے دایر کی کہ بلحاظ حکم اونکے خلاف
حسب دفعہ ٢٤٣ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا گیا ہے منسوخ کیا جاوے اور اونکو حق

(١) ویکلی رپورٹر مقدمات پریوی کونسل جلد ١٦ صفحہ ٢٢ (٢) بنگال لا رپورٹ جلد ١٢ صفحہ ٩٥۔

سنہ ۱۸۹۵ء
منظفر حسین
بنام
مسماۃ امیرالنساء

قبضہ کی ڈگری دیجانے نامبردگان نے رایان مدعاعلیہم وامیرالنساء بیوہ و عبدالحی پسر عبدالعلی کو شامل کیا لیکن نسبت حقوق اس پسر کے کوئی بحث ہائیکورٹ میں پیش نہیں کیگئی۔

جواب یہہ تہی کہ نیلام منظورہ بحق مدعیان کچہہ اثر نہیں رکہتا تہا کیونکہ جایداد مذکور کوئی جزو ترکہ عبدالعلی متوفی کی نہ تہی بلکہ اوسکو متوفی نے اپنے امیرالنساء کے حق میں بذریعہ ہبہ نامہ وغیرہ مورخہ ۲۹ پوس سنہ ۱۲۶۶ (سنہ ۱۸۵۹ء) و ۲۵ کاتک سنہ ۱۲۶۹ (سنہ ۱۸۶۲ء) کے معہ قبضہ منتقل کردیا تہا جب وہ قرقی سے واگذاشت ہوئی اوسکو مسماۃ نے رایان کے پاس رہن کیا نامبردگان نے اپنی ڈگری ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۷۸ء پر استدلال کیا اونہون نے یہہ بیان کیا کہ عبدالعلی نے یہہ باور کرایا تہا کہ اوسکی زوجہ مالک ہے اور مدعیان کے بطور ڈگریداران کے اشتہار نیلام یکم مئی سنہ ۱۸۸۲ء مین مدعاعلیہم کے رہن کو مطالبہ موجودہ تحریر کیا تہا۔

جج ماتحت نے جنہون نے کوئی امر تنقیح طلب نسبت اس امر کے کہ مدعاعلیہم نے رہن ۲۶ مئی سنہ ۱۸۷۳ء بہ نیک نیتی و بعوض بدل مابینی اور بلا اطلاع کسی نقص استحقاق امیرالنساء کے لیا تہا قایم نہیں کیا مدعیان کے دعوی کو بعد لینے جملہ شہادت کے اس بناء پر ڈگری کیا کہ وہ محض ہبہ بے نامہ منجانب اپنے شوہر کے تہی اور جایداد مذکور جزو ترکہ نامبردہ تابع اوسکی ذمہ داریون کے تہی۔

ہائیکورٹ (پرنسپ صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) نے تجویز کو منسوخ کیا حکام ممدوح کی خاص دلیل یہہ تہی کہ چونکہ عبدالعلی نے امیرالنساء کو سب لوگون پر یہہ ظاہر کرنے دیا تہا کہ وہ مالک جایداد مذکور کی ہے لہذا مرتہنان کو بمقابلہ وارثان اور دائنان جو نامبردہ کے ذریعہ سے دعویدار ہون ایک صحیح حق بطور مرتہنان نیک نیت و خریداران نیلام بابت اپنی ڈگری زر رہن کے حاصل تہا۔

تجویز ہائیکورٹ رپورٹ اپیل مندرجہ انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۸ مین مفصل مندرج ہے۔

برطبق اپیل ہذا۔

مسٹر جے ایچ اے برنین نے منجانب اپیلانٹان یہہ دلیل کی کہ تجویز ہائیکورٹ منسوخ ہونی چاہیے اولاً عدالت نے قرقی ۱۸ مئی سنہ ۱۸۶۳ء کے اثر پر لحاظ مناسب نہیں کیا جبکی نسبت یہہ مقصود کرنا ہے تہا کہ تاریخ رہن امیرالنساء یعنے ۲۶ مئی سنہ ۱۸۷۳ء

بدستور نافذ تھی حکم واگذاشت ہونے جایداد متروکہ کا بطور جزو اوس جایداد کے جو عہد لکی تھی بلا قبضہ ہو صاحب جج ضلع نے ۲۸ دسمبر ۱۸۷۲ع کو دیا تھا لیکن ہائیکورٹ نے حکم مذکور کو منسوخ کیا تھا اور ۱۰ جولائی ۱۸۷۳ع کو مقدمہ مذکور حسب دفعہ ۳۵۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ع واسطے تجویز ایک امر تنقیح طلب کے کہ آیا وہ جایداد جو امیر النساء کے قبضہ مین تھی خود اوسکی تھی یا نہین یا اوسکے قبضہ مین بطور جزو ترکہ اوسکے شوہر متوفی کے آئی تھی یا نہین ارسال کیا چنانچہ واگذاشت قرقی چار آنہ حصہ کی ظاہر نہین ہوئی اور اوسکا بدستور نافذ رہنا مطابق اس امر کے ہے کہ اپیلانٹان نے جنکے پاس ڈگری ۳ مئی ۱۸۷۲ع کی تھی ڈگری مذکور کو ۲۷ نومبر ۱۸۷۲ع کو جاری کرایا اور اونہون نے حق و حقوق و مرافق واقع جایداد متروکہ اوسوقت خرید کئے۔

مصالحتنامہ ۱۸۷۷ع کے بعد جو میر النساء کا مقدمہ ۳ مئی سنہ مذکور کو خارج ہوا اور اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکو کوئی استحقاق رہن کرنے کا اوسوقت نہ تھا اور کارروائیات اجراء ڈگری جو اپیلانٹان حال نے بطور ڈگریداران کے کیبت شروع سے آخر تک بخوبی مسلسل نہین ہوا امیر النساء کے رہن بلحاظ اس رائے متعلقہ مقدمہ کے صریحاً خلاف حکم امتناعی نافذ الوقت کے تھا اور اسوجہ سے غیر موثر تھا دفعات ۲۴۰ و ۲۷۴ و ۲۷۶ و ۲۷۸ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ع و مقدمہ گوپی ناتھ بنام بھگوت پرشاد (۱) کا جس مین اپیل مین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ جو تصفیہ باعتبار قیصلہ آخر عدالت ماتحت کے کیا گیا ایک معاملہ دوران مقدمہ و ذرایع حیلہ قانون و اتفاقاتہ نتائج اپیل کے تھا اور مقدمہ دینہ ناتھ سانیال بنام رام کمار گھوس (۲) حوالہ دیا گیا۔

بعد ازان نسبت کوشش خرید اعراض یا قایم کرنے مطالبات کے باوجود علم زیر تجویز ہونے نالش متعلقہ جایداد کے مقدمہ نادر النساء بی بی بنام اگھور علی چودہری (۳) و درجیت کنو بنام لونی بیگم (۴) و چندر کمار لاہوری بنام گوپی کرسٹو گوسامی (۵) کا حوالہ دیا گیا خاص امر یہہ تھا کہ آیا رایان نے رہن ۱۸۷۷ع کا بنیک نیتی اور بلا اطلاع اس امر کے لیا تھا یا نہین کہ امیر النساء صرف قابض منجانب اپنے شوہر کے نامبردہ کی حیات مین اور قابض جایداد کی بطور جزو اوسکے ترکہ کے بعد وفات نامبردہ کے تھی جیسا کہ احکام علیحدہ مین سے ایک مین فرمایا ہائیکورٹ نے جسکو یہہ اختیار [illegible]

(۱) مقدمات ہوس آف لارڈس مولفہ ڈو صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۰۷ و لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۸ صفحہ ۶۵ (۳) ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۱۰۳۰ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۷ (۵) ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۴ -

١٨٩٥ع
محمد مظفر حسین
بنام
کشوری موہن راے

کہ بنسبت امر مذکور کے ایک امر تنقیح طلب ارسال کرے خود اوسکا فیصلہ کیا لیکن اس امر مین شبہ ہے کہ آیا
رسپانڈنٹان کو پہلے اختیار تہا کہ خاص امر متعلقہ مقدمہ کو اول مرتبہ عدالت اپیل مین پیش کرین علاوہ برین
یہ ظاہر نہین ہے کہ کوئی ایسا امر مطلقاً تہا جو اطلاع نزاع متعلقہ استحقاق کی ضد ہوتی
اور بہت کچہ تجویز ہائیکورٹ مین نسبت نتائج ان امر کے استدلال کیا گیا ہے کہ عبد العلی نے اپنی زوجہ کو
یہ ظاہر کرنے دیا کہ وہ مالک جائداد مذکور کی ہے نسبت اس راے کے کہ اس امر سے اوسکو اپنی زوجہ کے
استحقاق کرنے رہن سے انکار کرنے کی امتناع ہو جاتی یہ عرض کیا گیا کہ مقدمہ ہذا مین کوئی وجہ
متعلق کرنے قاعدہ مندرجہ مقدمہ رام کمار کندو بنام میک کوین (١) کی نہین ہے بلحاظ مشتریان
نیلام عدالت کے اپیلانٹان خواہ مخواہ پابند امر نتائج تقریر مخالف کے نہ تہے گو وہ مدیون ڈگری یعنے
اصل مالک سے متعلق ہو ممکن ہے کہ مشتری کو حقوق بمقابلہ دعویدار کے اون سے مختلف حاصل ہون
جو مالک سابق پر موثر ہون حکام ممدوح نے مقدمہ لیکہراج راے بنام موتی ماد ہب سین (٢) کا حوالہ
دیا جس مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اوس قاعدہ قانون مین جسکے ذریعہ سے وہ اپنا استحقاق حاصل کرتا
ہے ایک استثنا بحق اون اشخاص کے ہو سکتی ہے جنکو خود اوس فریق سے جسکے ذریعہ سے وہ
دعویدار ہون مضرت پہونچی ہو یا جسنے اونکو دہوکا دیا ہو اور مقدمہ لالہ پربہو لال بنام ملتی (٣) کا
جس مین یہ قرار پایا تہا کہ خریدار نیلام کیفیت مذکور قایم مقام مدیون ڈگری کا حسب مراد دفعہ ١١٥ ایکٹ
شہادت مجریہ سنہ ١٨٧٢ع کے نہین ہے حوالہ دیا گیا اور مقدمہ پورنیش ناتہہ مکرجی بنام اناتہہ ناتہہ دے
(٤) سے فرق ظاہر کیا گیا۔

مسٹر آر وی ڈاین و مسٹر جے ڈی اوڈرافٹ نے منجانب رسپانڈنٹان یہ دلیل کی کہ یہ امر کہ آیا
رہن ١٨٨٣ع بعوض ایمان سے بہ نیک نیتی بعوض بدل مالیتی اور بلا اطلاع کسی نقص میر النساء کے استحقاق
کے لیا تہا یا نہین بربناے اوس شہادت کے جو عدالت ماتحت مین لیگئی تہی بخوبی پیش اور بربناے
روئداد صحیح طور پر فیصل کیا گیا تہا ہر دو عدالتہاے ماتحت نے گو اونہون نے مختلف نتائج اخذ
کئے اس تجویز سے اتفاق کیا کہ عبد العلی نے اپنی حیات مین واسطے خود اپنی اغراض کے یہ امر
چہپایا کہ وہ مالک جائداد کا ہے گو کوئی امر تنقیح طلب عدالت مرافعہ اولی مین نسبت امر اطلاع کے

(١) لارپورٹ اپیلہاے سند جلد ہشتم صفحہ ٤٠ و بنگال لارپورٹ جلد ١١ صفحہ ٤٦ (٢) ویکلی رپورٹر جلد ١٥ صفحہ ٣٢٣ (٣) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ٤ صفحہ ١٠٤ (٤) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ٩ صفحہ ٦٩٦ ولارپورٹ اپیلہاے سند جلد ٩ صفحہ ١٤٧۔

سنہ ۱۸۹۵ء
محمد مظفر حسین
بنام
کستوری کومین

قایم نہین کیا گیا تہا مگر مدعیان نے کارروائی اس امر کی تجویز کے لئے کی اور شہادت سے یہ ظاہر کیا کہ کوئی اطلاع نہ تہی یہ بہی صحیح طور پر تجویز کی گئی تہی کہ بمقابلہ دعویداران بذریعہ عبد العلی کے رایان کو ایک صحیح استحقاق ازروئے اونکی ڈگری مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۷۸ء کے بطور مشتریان نیلام کے حاصل تہا بار ثبوت اس امر کا کہ رایان کو اطلاع تہی کہ امیر النساء محض بنامیدار منجانب اپنے شوہر کے تہی بذمہ مدعیان تہا بجائے اس امر کے ثابت کرنے کے مدعیان کو یہ جاننا چاہیے تہا کہ امیر النساء نے اپنے سوال صلحنامہ ۱۸۷۶ء مین یہ بیان کیا تہا کہ جایداد مذکور مسماۃ کے حق مین اوسکے شوہر نے بایفائے اوسکے دعوی مہر کے منتقل کی تہی اور مدعیان نے صلحنامہ مذکور کو اس بنا پر زور کیا ہے کہ یہ بیان صحیح تہا اونکے اشتہار نیلام مورخہ یکم مئی ۱۸۹۲ء مین انہون نے یہ بیان کیا تہا کہ یہہ رہن ۲۶ مئی ۱۸۷۳ء کا بحق رایان کے قایم ہے اور اسی سے وہ قیمت جو انہون نے ادا کی کم ہوگی متعلق امر مانع تقریر مخالف کے مقدمہ رام کمار کندو بنام میک کوین (۱) و تجویز مقدمہ مکہن چندیکر گوسائین بنام کالیچرن سنگہ (۲) کا حوالہ دیا گیا جس مین یہہ تجویز کی گئی تہی کہ قایم مقام پابند فعل اوس کا ہے اور مقدمہ پورنش ناتہہ مکرجی بنام آنا تہہ ناتہہ دیب (۳) مین ایک مرتہن جسنے بعلت اجراے اپنی ڈگری رہن کے خریداری کی تہی امر مانع تقریر مخالف کا جو راہن پر موثر تہا پابند تصور کیا گیا تہا۔

مسٹر جے ایچ اے برنین نے جواب دیا۔

بعد ازان ۳۰ مارچ کو تجویز حکام عالیمقام سر آر کوچ صاحب نے صادر فرمائی۔

سر آر کوچ صاحب۔ یہ اپیل بنا راضی ڈگری ہائیکورٹ کلکتہ مشعر منسوخی ڈگری جج ماتحت اول ڈہاکہ بحق اپیلانٹان مصدرہ ایک نالش کے ہے جو نامبردگان نے بنام اول دوم ریسپانڈنٹان اور ایک اور ریسپانڈنٹ بیکنٹہہ موہن راے کے جو دوران اپیل مین فوت ہوا اور اوسکے قایم مقامان کا نام بجاے اوسکے نام کے قایم ہوا دایر کی تہی دو اور مدعاعلیہم تہے جو ریسپانڈنٹان نہین ہین یعنے مسماۃ امیر النساء خاتون بیوہ و عبد العلی متوفی واقعات جنکی بنا پر امر تجویز طلب پیدا ہوتا ہے حکام عالیمقام کو یہ معلوم ہوتے ہین ۹ مئی ۱۸۹۳ء کو اپیلانٹان نے ایک ڈگری بنام عبد العلی بابت زر کہتہ کے حاصل کی جسکی نا راضی سے نامبردہ نے ہائیکورٹ مقام کلکتہ مین

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد تتمہ صفحہ ۴۰ و بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۴۶ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۲۹۶ لصفحہ ۲۹۶ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۶۵ و لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۹ صفحہ ۳۰

۱۸۹۵ء
محمد مظفر حسین
بنام
شورمی کہو اماسی

اپیل کیا عدالت موصوف نے ڈگری مذکور کو ساتھہ ایک عبارت ترمیم کے بحال رکھا بعد ازان عبدالعلی نے بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل اپیل کیا اوسکا اپیل فی الواقع ڈسمس ہوا لیکن بوجہ بعض عذرات کے جو اوسنے کئے تہے اپیل مذکور مکرر ہائیکورٹ مین واسطے متحقق کرنے اور قرار دینے اس امر کے ارسال کیا گیا کہ کسقدر روپیہ کے لئے اپیلانٹان اپنی ڈگری جاری کرانے کے مستحق ہونگے ۲۸ - فروری ۱۸۸۲ء کو ہائیکورٹ نے ایک ڈگری آخر صادر کی جسکے ذریعہ سے یہ حکم دیا گیا اور قرار دیا گیا کہ اپیلانٹان کو اختیار تہا کہ بابت ۹ ر ۳ ر ۲ معہ خرچہ اور سود کے ڈگری جاری کرائین -

اثنائے ان کارروائیات مین عبدالعلی فوت ہوا اور نام امیرالنسا کا بحق خود اور بطور ولیہ اپنے پسران نابالغ کے جو صلب عبدالعلی سے تہے اور کریم النسا رخاتون ایک دختر عبدالعلی کا بجائے اوسکے نام کے سلسلہ بطور اوسکے قایم مقامان کے درج ہوا ۱۸ مئی ۱۸۸۲ء کو اپیلانٹان نے جایداد متنازعہ اپیل ہذا کو اجرائے ڈگری مذکور مین بذریعہ حکم امتناعی مورخہ ۳ مئی ۱۸۸۲ء مجریہ عدالت صاحب جج ضلع ڈہاکہ کے قرق کرایا از روئے حکم مذکور کے مدیونان ڈگری کو جایداد مذکور کے منتقل کرنے کی اور جملہ اشخاص کو بذریعہ خریداری یا ہبہ وغیرہ لا سکنے لینے کی ممانعت کیگئی تہی بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جو اوس وقت مین نافذ تہا اور بذریعہ اوس مجموعہ کے جو بعد ازان نافذ ہوا اور اوس مجموعہ کے جو اب نافذ ہے ہر انتقال جایداد مقروقہ کا بذریعہ بیع یا ہبہ وغیرہ کے ناجایز وکالعدم قرار دیا گیا ہے ۱۱ جون ۱۸۸۲ء کو امیرالنسا نے دعوی جایداد متنازعہ کا اس بیان سے کیا کہ وہ از ان مسماۃ مذکور کی خود اسوجہ سے تہی کہ مسماۃ نے اوسکو اپنے شوہر سے خرید کیا تہا -

۲۸ - دسمبر ۱۸۸۲ء کو قایم مقام جج ضلع ڈہاکہ نے اپنی تجویز مشعر منظوری دعوی اور اس ہدایت کے صادر کی کہ جایداد مذکور قرقی سے واگذاشت کیجائے اپیلانٹان نے بنا راضی اس تجویز کے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور ۱۰ جولائی ۱۸۸۴ء کو عدالت موصوف نے یہ خیال کر کے کہ اصل امر متنازعہ مقدمہ کی نسبت غلط فہمی ہوئی ہے اور صاحب جج نے نسبت اوس شہادت کے بحث نہیں کی ہے جو واسطے امر تجویز طلب کے اہم تہی ایک تنقیح طلب قرار دیا کہ آیا وہ جایداد جو قرق کی گئی تہی اور جو مسماۃ مقبوضہ امیرالنسا کے تہی ایک ایسی جایداد تہی یا نہین جو قبضہ مسماۃ مین بطور جزو ترکہ عبدالعلی کے آئی تہی اور مقدمہ کو

صاحب جج ڈہاکہ کے پاس واسطے تجویز کے واپس بہیجا بحکم ۲۸ دسمبر ۱۸۸۲ع معتبر و الگذاشت
جایداد کے قرقی سے منسوخ نہین کیا گیا تہا یا حکم آیا حکم مذکور کو منسوخ کرنا چاہئے تہا یا نہین
تجویز امر تنقیح طلب مذکور پر منحصر تہا۔

امر تنقیح طلب مذکور کی کبہی تجویز نہین کی گئی امیر النسا اور اپیلانٹان کے باہم مصالحنامہ ہوا۔
جو دو سوالات مین کہ وہ عدالت مین ۳۰ مئی ۱۸۸۳ع کو ایک منجانب امیر النسا کے اور دوسرا
منجانب اپیلانٹان کے گذرے مندرج ہے سوالات مذکور کے بعض اجزا مین خفیف اختلاف
ہے لیکن فی الواقع وہ ایک ہی ہین اور نوعیت مصالحنامہ کی سوال مذکور کرنے سے دریافت ہو سکتی
ہے اوسمین ذکر ڈگری ۲۸ فروری ۱۸۸۲ع و قرقی بعلت اجراے ڈگری مذکور کا ہے منظوری امیر النسا کے
دعوی و اپیل بعدالت ہائیکورٹ اور واپسی مقدمہ کا ہے اور یہہ تحریر ہے کہ اپیلانٹان نے
یہہ طے کیا ہے کہ نامبردگان صرف لے ... منجملہ اوس کل تعداد کے جو اونکو واجب الوصول ہے
لین گے اور یہہ مستند ہے کہ اقرارنامہ جو بنا ہے شرایط اقرار یافتہ مابین فریقین کے ہوا ہے
بطور ایک جز و اصل ڈگری کا قابل اجرا مطابق قواعد اجراے ڈگریات کے تصور کیا جائے
اور بضمانت عذرداری مقدمہ یہ خارج کئے جائین اور کاروائی اجرا تمام بند کیجائے۔"

اسکے بعد شرایط مندرج ہین امیر النسا نے ... تعداد اسکے اور یہہ قرار پایا کہ بقیہ
... بذریعہ اقساط سالانہ کے چودہ برس مین ادا کرے" وصول ہونے زر مذکور کے قرقی
بابت چار آنہ حصہ اون جایدادون کے جو قرق کی گئی ہین اور جنکی بابت مسماۃ نے اپنا دعوی
کیا تہا سواے بعض جایدادون کے جو جایداد متنازعہ حال مین داخل نہین ہے قایم رہے
اور بقیہ بارہ آنہ حصہ قرقی سے واگذاشت کیا گیا اور بعد ازان یہہ تحریر ہے کہ چار آنہ حصہ دیگر
جایدادہاے متعلقہ دعوی او تمام دیگر جایدادہاے مسماۃ امیر النسا خواہ وہ اوسکے نام درج
ہون یا دیگر اشخاص کے نام ہون اور اون جایدادون کا جو اوسکے شوہر نے چھوڑین اور مسماۃ
مذکور نے بذریعہ حق وراثت کے اوس سے حاصل کین ذمہ دار زر منہایات مندرجہ ڈگری رہے اور تا
وصول زر واجب الادا امیر النسا یا اوسکے ورثا یا قایممقامان کوئی بیع یا ہبہ یا کسی اور قسم کا
انتقال اوس چار آنہ حصہ کا جو اس طرح مکفول کیا گیا ہے نہ کر سکین جو حکم کہ عدالت نے
۳۰ مئی ۱۸۸۳ع کو اس درخواست پر صادر کیا یہہ تہا "یہہ مقدمہ خارج کیا جائے" ایک ہی حکم
حکم دوسرے سوال پر صادر کیا گیا تہا۔

سنہ ۱۸۹۵ء محمد مظفر حسین بنام نوری حسن

یکم مئی سنہ ۱۸۸۱ء کو برطبق درخواست اپیلانٹان کے اشتہار نیلام عدالت سے واسطے فروخت کئے جانے جایداد متنازعہ حال کے بعد لیبیلام عام کے جاری ہوا اوسمین یہہ مندرج تہا کہ صرف حق حقوق ومرافق مدیون ڈگری نیلام کئے جاوینگے اور حقوق مذکور دیا جائے ودیگر مطالبات متعلقہ جایداد مذکور کی بابت مرج ضمیمہ مین بمقابلہ ہر لاٹ کی گئی تہی لاٹ اس جایداد کے نمبر او ۲ تہے زیر مد فہرست تفصیل مطالبات متعلقہ جایداد محاذی ہر ایک لاٹ کے یہہ مندرج ہے کہ امیر النسار نے جایداد مذکور کو بذریعہ ایک رہن نامہ معرفہ ۴ اجیٹہ سنہ ۱۸۸۰ء (؟ ۲۶ مئی سنہ ۱۸۸۰ء) کے کشوری موہن رائے کرسپانڈنٹ اول کے پاس رہن کی تہی اور اوسنے ایک نالش بنام مسماۃ واسطے دلاپانے مبلغ ۔ معہ سود کے جایداد مرہونہ سے دائر کی تہی اور اوسنے ڈگری مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء حاصل کی ہر جایداد مذکور ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۸۱ء کو نیلام کی گئی اور اپیلانٹان نے بعوض لعاء کے خرید کی یہ خریداری حق المالکانہ کی تہی جایداد مذکور کو اپیلانٹان نے بغرض پیش کرنے اپیل ہذا کے ... سے زیادہ قیمت کا بیان کیا تہا ایک سارٹیفکٹ نیلام نامبردگان کو یکم دسمبر سنہ ۱۸۸۱ء کو عطا کیا گیا تہا نامبردگان قبضہ حاصل نہین کرسکے اور چونکہ رایان کا قبضہ تہا لہذا اپیلانٹان نے ۴ جون سنہ ۱۸۹۲ء کو نالش حال بنام نامبردگان وامیر النسار وعبدالحی پسر عبدالعلی کیواسطے دلاپانے قبضہ کے مع واصلات سے دائر کی۔

یہان بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالعلی قبل اسکے کہ اپیلانٹان نے اپنی ڈگری حاصل کی تہی جایداد متنازعہ امیر النسار کے ہاتہہ بہ ادائے جزوی اوسکے مہر کے بیع کرچکا تہا اور مسماۃ نے ۲۶ مئی سنہ ۱۸۸۰ء کو جایداد نامے مذکورالصدر مدعا علیہم کے پاس رہن کین کہ اس رہن کی بنا پر اونہون نے مسماۃ پر نالش کرکے ۳ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء کو ڈگری حاصل کی اور نیلام اجرائے ڈگری مذکور میں خود اونہون نے خریداری کی اور اونکو قبضہ جایداد ہائے متنازعہ کا مارچ سنہ ۱۸۸۲ء مین دلایا گیا یہ رہن ہی ہے جسکا ذکر اشتہار نیلام میں مندرج ہے ہائیکورٹ اور عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ انتقالات منجانب عبدالعلی بحق امیر النسا بینامی تہے اور نیک نیتی سے بعوض بدل نہ تہے لیکن ۱۹ فروری سنہ ۱۸۷۶ء کو امیر النسار کا نام دفتر کلکٹری مین بطور مالک جزو اوس جایداد کے جو حقیقی مالگزاری تہی بحکم قایم مقام کلکٹر ضلع کہ کے درج رجسٹر ہوا اور اس امر سے انکار نہین کیا گیا تہا کہ اوسوقت سے وقت وفات عبدالعلی تک جو اگست سنہ ۱۸۷۶ء مین واقع ہوئی تمام معمولی کاروبار ملکیت مسماۃ کے نام سے عمل مین آیا مسماۃ مذکورہ واسطے جملہ اغراض

۱۸۹۵ء
محمد مظفر حسین
بنام
کستوری موہن

کے مالک ظاہری تھی بیان تحریری مین مدعا علیہم نے فقط اپنے رہن کا کیا اور یہ بیان کیا کہ مطابق شرائط دستاویز مذکور کے امیر النساء نے ادائے ایک رقم کثیر زر نقد کی بطور قرضہ کے لی تھی لیکن انہون نے یہ بیان نہین کیا کہ رہن بنیک نیتی اور بلا اطلاع سماۃ کے بینامیدار ہونے کے لیا گیا تھا بوقت قرار دیئے جانے امور تنقیح طلب کے بہت سے امور قرار دیئے گئے تھے لیکن کوئی امر جس سے یہ بحث پیدا ہو قرار نہین دیا گیا تھا اگر اپیلانٹان کا یہ منشا رہتا کہ بحث مذکور پیش کرین تو وہ اوسکی بابت امر تنقیح طلب قرار دیئے جانیکی استدعا کرتے چونکہ کوئی امر تنقیح طلب نہ تھا لہذا جج ماتحت نے امر ہذا پر لحاظ نہین کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہائیکورٹ مین پیش کیا گیا اور یہ دلیل کی گئی کہ مدعا علیہم جو عدالت موصوف مین اپیلانٹان تھے مستحق کامیابی اس سبب سے نہ تھے کہ امر مذکور ابتدائی مین پیش نہین کیا گیا تھا اور نہ اوسکی بابت کوئی امر تنقیح طلب قرار دیا گیا تھا ہائیکورٹ نے یہ عذر منظور نہین کیا اور یہ تجویز کی کہ ایان کو ایک صحیح استحقاق بطور دیانت مرتہنان اور مشتریان نیلام بعلت اجرائے اپنے ڈگری کے حاصل تھا اسکو ایسا ہی تصور کرنا چاہئے انکی وہی حیثیت ہے جو تجویز کمیٹی ہذا مقدمہ مسز ماننیگ (Ramcoomar Koondoo v. Macqueen) بنام مکوین (۱) مین بیان کی گئی ہے جس مین حاکم ممدوح نے یہ فرمایا یہ ایک اصول اصلی انصاف کا ہے جو ہمیشہ متعلق ہونا چاہئے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کسی دوسرے شخص کو یہ ظاہر کرنے دے کہ وہ مالک کسی جائیداد کا ہے اور کوئی تیسرا شخص اوسکو بعوض بدل مالیتی مالک ظاہری سے یہ باور کرکے خرید کرنے دے کہ وہ اصل مالک ہے تو شخص کو جو اس طرح پر دوسرے کو یہ ظاہر کرنے دے کہ وہ اصل مالک ہے یہ اجازت نہ دیجاویگی کہ بر بنائے اپنے استحقاق پوشیدہ کے کامیاب ہو بجز اسکے کہ وہ حق مشتری کو منسوخ کرنے کے سعی کرسکے کہ اوسکو صریحاً اطلاع تھی یا کوئی ایسا امر تھا جو اصلی استحقاق کی اطلاع تعمیری کی حد تک پہونچتا تھا یا ایسے حالات تھے جنسے اوسکو تحقیقات کرنی لازم تھی اور اگر وہ تحقیقات کرتا تو حق اصلی دریافت کرسکتا تھا مستحق کامیابی کا نہوگا یہ اصول عہد اعلیٰ سے متعلق ہے اور اپیلانٹان کی وہی حیثیت ہے کیونکہ انہون نے صرف اوسکے حق و حقوق و مرافق خرید کئے ہین اور وہ بدرجہ مساوی اصول مذکور کے پابند ہین۔

پس بحث یہ ہے کہ آیا قرقی یا حکم امتناعی کا کوئی اثر رہن نامہ پر تھا یا نہین اندر وئے حکم صادرہ جج ضلع کے جائیداد مذکور قرقی سے واگذاشت کی گئی تھی بلحاظ اسکے یہ بحث ایک امر تنقیح طلب

سنہ ۱۸۹۵ء
محمد مظفر حسین
بنام
تشوری بیگم

قرار دیا اور مقدمہ کو واسطے اوسکی تجویز کے واپس بھیجا عدالت موصوف نے حکم صاحب جج ضلع
کو منسوخ نہین کیا یہ امر کہ آیا وہ منسوخ کیا جانا چاہئے یا نہین تجویز امر تنقیح طلب پر منحصر تہا جسکی
تجویز بوجہ ہونے صلحنامہ کے کبھی نہین کی گئی ان احکام ۳۰ مئی سنہ ۱۸۸۴ء کا کہ مقدمہ فہرست
مقدمات زیر تجویز سے خارج کیا جائے اثر منسوخی حکم واگذاشت جایداد کا قرقی سے نہین ہو سکتا تہا
چونکہ مقدمہ ... ہیروہا ہیکورٹ کے اپیل مین تہا لہذا صاحب جج ضلع کو یہ اختیار نہ تہا کہ اپنے حکم کو
منسوخ کرتے مقدمہ مذکور اونکے بابت سے نکل گیا تہا لیکن یہ قیاس کرکے کہ احکام ۳۰ مئی
سے کا یہ مقصود تہا کہ صلحنامہ نافذ کیا جائے (اور گو وے نہایت بیجا لکہے تہے) اور اونکو
اونکے نافذ لیا گیا حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ صلحنامہ کا یہ اثر نہ تہا کہ قرقی کو زندہ یا
بحال کرے اور اوسکا اثر رہن پر پہونچے ذمہ داری امیر النساء کی بموجب صلحنامہ کے ذمہ داری
قایم مقامان عبد العلی سے جو بموجب ڈگری مورخہ ۲۸ فروری سنہ ۱۸۸۲ء کے تہی مخالف تہی
مسماۃ بذات خاص ذمہ دار ادا رأے اقساط کی تہی اور اوسکی کل جایداد بابت اوسکے کل رقم
قرار دی گئی تہی اثر صلحنامہ کا یہ تہا کہ ذمہ داری مذکور کے بجائے ذمہ داری حسب ڈگری
فروری سنہ ۱۸۸۲ء کے قایم کیجائے اور قرقی کالعدم ہو جائے اپیلانٹان جنہون نے صرف حق
الفکاک جایداد خرید کیا اور جواب سند عی دلاپانے اوسکے قبضہ کے بہی عطا ابدی رہن
سے ہین اپنا استحقاق میعاد ثابت کرنے سے قاصر ہے حکام عالیمقام حضور ملکہ معظمہ
دام اقبالہا کو مودبانہ یہ مشورہ دینگے کہ ڈگری ہائیکورٹ بحال کیجائے اور اپیل ڈسمس
کیا جائے اپیلانٹان کو لازم ہے کہ خرچہ اپیل ہذا کا ادا کرین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

سالیسٹران منجانب مدعیان - مسٹران ٹیش دناول۔

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹان - مسٹران بیرو و راجرس۔

سنہ ۱۸۹۵ع
۱۱ اگست

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ٹامس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

شیخ لعل حسین عرف رحمت دولہ (مدیون ڈگری) بنام منوہر داس (ڈگریدار)۔

ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) ضمیمہ ۲ مد ۱۸۰ – اجرائے ڈگری – زندہ رکہنا ڈگری کا
مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعات ۲۲۳ و ۲۳۴ و ۲۴۸ –

منوہر داس نے ایک ڈگری بنام شیخ لعل حسین صیغہ ابتدائی ہائیکورٹ سے ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۸۱ع کو حاصل کی ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع کو ڈگریدار نے عدالت میں حسب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی درخواست واسطے بہیجے جانے نقل مصدقہ ڈگری کے عدالت صاحب جج ضلع ۲۴ پرگنات میں معہ اس سارٹیفکٹ کے کہ کوئی جزو ڈگری مذکور کا بذریعہ اجرا کے اندر علاقہ مذکور (ہائیکورٹ) کے ادا نہیں ہوا ہے اور اس بیان سے کہ مدیون ڈگری کی کوئی جایداد اندر علاقہ عدالت موصوف کے نہیں ہے لیکن جایداد ۲۴ پرگنات میں ہے پیش کی درخواست مذکور کا عنوان درخواست اجرای ڈگری کا تہا اور مطابق نمونہ کے تہی بر طبق اسکے ایک اطلاعنامہ بموجب دفعہ ۲۴۸ (الف) مجموعہ مذکور کے جاری کیا گیا تہا اور چونکہ مدیون ڈگری نے کوئی وجہ ظاہر نہیں کی لہذا ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع کو ایک مصدقہ نقل جاری کئے جانے کا حکم ہوا بعد اسکے کہ ڈگری کی نقل مصدقہ ارسال کی گئی ڈگریدار نے یکم مارچ سنہ ۱۸۹۴ع کو درخواست واسطے اجرای ڈگری کے صاحب جج ضلع کو دی بر طبق اس عذر مدیون ڈگری کے کہ اجرای ڈگری میں تمادی عارض ہے۔

تجویز ہوئی کہ درخواست ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع ایک درخواست اجرائے ڈگری نہ تہی اور نیز یہ کہ حکم ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع ایک حکم واسطے اجرای ڈگری کے نہ تہا اور واسطے زندہ رکہنے ڈگری کے حسب مراد مد ۱۸۰ ضمیمہ ۲ – ایکٹ حد سماعت کے اثر پذیر نہیں ہو سکتا تہا کوئی ضرورت جاری کرنے اطلاعنامہ کی بموجب دفعہ ۲۴۸ بر طبق درخواست انتقال ڈگری حسب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ کے نہ تہی او بر طبق اوس درخواست کے اجرا بر بنائے حکم ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع کے نہیں کرایا جا سکتا تہا اول درخواست اجرای ڈگری وہ تہی جو

(اپیل از حکم ابتدائی نمبر ۲۲۹ سنہ ۱۸۹۴ع بنارضی حکم صادرہ بابو پورن چندر شوم جج ماتحت ۲۴ پرگنات مورخہ ۴ اگست سنہ ۱۸۹۴ع۔

نواب حسین بنام سنو ہرداس کی

کیم مارچ سنہ ۱۹۰۹ء کو اوس عدالت مین پیش کی گئی جسکے پاس نقل مصدقہ ڈگری مذکور کی ارسال کی گئی تھی اور وہ مین المیعاد نہ تھی لہذا اجراے ڈگری مین تمادی عارض تھی مقدمہ نیل منی سنگہ دیو بنام ہیر پشیر بنرجی (۱) کی تقلید کی گئی و مقدمہ آشوتوش دت بنام درگا چرن چٹرجی (۲) سے فرق ظاہر کیا گیا۔

واقعات مقدمہ واسطے غرض رپورٹ ہذا کے تجویز ہائیکورٹ سے بخوبی ظاہر ہوتے ہین

بابو نیل مادہب بوس منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر ایس پی سنگہ بمعیت ایچ ایچ رمیفرے و بابو دوارکا ناتھ مکرجی منجانب رسپانڈنٹ

بابو نیل مادہب بوس۔ حکم واسطے دیئے جانے نقل مسنفہ ڈگری کے ایک حکم واسطے اجراے نہین ہے اب بحث یہ ہے کہ آیا اوسکی تاثیر زندہ رکھنے ڈگری کی ہے یا نہین مین عرض کرتا ہون کہ نہین ہے نسبت صحت اصول کے جو مقدمہ آشوتوش دت بنام درگا چرن چٹرجی (۱) مین قرار دیا گیا ہے جسپر عدالت ماتحت نے استدلال کیا ہے ولسن صاحب جسٹس نے بمقدمہ ہیمنت کوری داسی بنام جدونات ناتھ مکرجی (۳) شبہہ کیا ہے ازروے مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت محض اوس صورت مین ڈگری محفوظ کی گئی ہے کہ وہ زندہ رکھی جاے چونکہ اسمقدمہ مین وہ زندہ نہین رکھی گئی لہذا اجراے ڈگری مین تمادی عارض ہے۔

مسٹر ایس پی سنگہ منجانب رسپانڈنٹ حکم واسطے دیئے جانے سارٹیفکٹ کے بعد اطلاعنامہ کے ایک حکم واسطے اجراے ڈگری کے ہے درخواست مذکور واسطے اجراے کے تھی اور عدالت نے ایک اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری کیا درخواست مین استدعا واسطے اجراے ڈگری کے بذریعہ ارسال کرنے حسب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ کے تھی اور حکم مطابق اوسکے صادر کیا گیا تھا جب کوئی عدالت کوئی ڈگری کسی اور عدالت مین بموجب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ کے ارسال کرتی ہے وہ اوسکو واسطے اجرا کے بھیجتی ہے صرف حکم ہائیکورٹ کے ذریعہ سے ڈگری ہائیکورٹ کی زندہ رہ سکتی ہے دیکھو مقدمہ آشوتوش دت بنام درگا چرن چٹرجی (۵) حکم جاری کئے جانے سارٹیفکٹ کا تاثیر زندہ رکھنے ڈگری کی رکھتا تھا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۴۴۷ (۲) ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۶ صفحہ ۵۰۴ (۳) ؍؍ ؍؍ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۱۰۴ (۳۹۷) (۴) ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۶ صفحہ ۵۰۴ (۵) ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۶ صفحہ ۵۰۴ (۶)

سنہ ۱۸۹۵ء
شجاع حسین
بنام
منوہر داس

تجویز عدالت (نارس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

واقعات اہم مقدمہ ہذا کے جہانتک کہ بیان ضروری ہے کہ وہ واسطے اغراض تجویز ہذا کے بیان کیے جاوین حسب ذیل ہیں - ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو رسپانڈنٹ نے ایک ڈگری بابت روپیہ معہ سود اور خرچہ کے بنام اپیلانٹ صیغہ ابتدائی عدالت ہذا سے حاصل کی ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو رسپانڈنٹ نے درخواست حسب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے ارسال کیے جانے ایک نقل مصدقہ ڈگری کے عدالت صاحب جج ضلع ۲۴ پرگنات مین معہ ایک سارٹیفکٹ کے کہ کوئی جزو ڈگری کا بذریعہ اجرا اندر علاقہ اس عدالت عالیہ کے ادا نہین ہوا ہے" اور اس بیان سے کہ "مدعا علیہ مذکور کی کوئی جایداد اندر علاقہ عدالت عالیہ ہذا کے نہین ہے لیکن اوسکی جایداد ۲۴ پرگنات مین ہے" پیش کی اس درخواست کا عنوان حسب ذیل تہا - "مدعیان نے ایک ڈگری مقدمہ مندرجہ ذیل مین حاصل کی ہے اور بابقیاندہ مدعی استدعا اجراء ڈگری کی مطابق ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے کرتا ہے وہ نمونہ نقشہ مین امور مندرجہ ذیل بتا یکے اپنی درخواست کے عرض کرتا ہے" اس درخواست پر سیل صاحب جسٹس نے حکم مندرجہ ذیل صادر کیا "اطلاعنامہ (جو چار روز بعد تعمیل کے واپس آویگا) بموجب دفعہ ۲۴۸ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری کیا جائے" ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو حاکم ذیعلم موصوف نے حکم ذیل صادر کیا "چونکہ کوئی وجہ ظاہر نہین کی گئی ہے لہذا ایک نقل مصدقہ جاری کیجائے" ڈگری کی نقل مصدقہ حسب ضابطہ معینہ عدالت صاحب جج ضلع ۲۴ پرگنات مین ارسال کیگئی اور ۲۶ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء کو رسپانڈنٹ نے عدالت موصوف مین درخواست واسطے اجرائے ڈگری مذکور بذریعہ قرقی و نیلام بعض جایداد غیر منقولہ کے گذرانی -

یکم جون سنہ ۱۸۹۴ء کو اپیلانٹ نے عذرات نسبت اجراء ڈگری مذکور کے منجملہ دیگر بیانات کے اس بیان سے داخل کیے کہ اجراء ڈگری مین تمادی عارض ہے ۴ - اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو جج ماتحت نے بعد سماعت دلائل طرفین کے عذرات اپیلانٹ کو نامنظور کیا اور حکم جاری کیے جانے ڈگری کا صادر کیا جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ درخواست ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء ایک درخواست واسطے اجراء ڈگری کے تہی اور حکم سیل صاحب جسٹس مورخہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کہ "چونکہ کوئی وجہ ظاہر نہین کیگئی ہے لہذا ایک نقل مصدقہ جاری کیجائے" ایک حکم اجراء ڈگری کا تہا جو درخواست اجراء ڈگری پر صادر کیا گیا اور مستند مقدمہ آشوتوش دت بنام درگا چرن چٹرجی (۱) یہ بہی تجویز کی کہ ایسے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۵۰۴ -

سنہ ۱۸۹۵ء
شجاع حسین
بنام
شیو سہائے داس

حکم کی تاثیر زندہ رکہنے ڈگری کی حسب مد ۸۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء)
کے ہے اپیل مین ہمارے روبرو یہ حجت کی گئی ہے کہ یہہ راے غلط ہے -
ہماری راے یہہ ہے کہ درخواست ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء ایک درخواست اجراے ڈگری نہی
اور ہماری یہہ بھی راے ہے کہ حکم ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو ایک حکم واسطے اجرا کے نہ تہا دعوات
۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء بلاشک ظاہرا بموجب دفعہ ۲۴۸ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے معلوم ہوتی ہے
اور دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ عدالت ایک اطلاعنامہ بنام اوس فریق کے جسکے اوپر ڈگری
جاری کرانے کی درخواست کیجائے اس حکم سے کہ وہ اوس میعاد کے اندر جو عدالت مقرر کرے
وجہ ظاہر کرے کہ ڈگری اوسپر کیون نہ جاری کیجائے اوس حالت مین صادر کریگی جبکہ ایک سال سے
زیادہ مابین تاریخ ڈگری اور درخواست اوسکے اجرا کے گذر گیا ہو ہماری راے مین کوئی ضرورت
جاری کرنے اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ کی نہ تہی بر طبق درخواست انتقال ڈگری حسب دفعہ ۲۲۳
کے ڈگری بربناے حکم ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کے جاری نہین کرائی جاسکتی تہی درخواست مابعد
اوس عدالت مین جسکو نقل مصدقہ ڈگری کی بہیجی گئی تہی ضروری تہی اور یہہ درخواست ہمارے
نزدیک اول درخواست اجراے ڈگری تہی بمقدمہ آشوتوش دت بنام درگاچرن چٹرجی (۱)
وہ حکم جسپر ہواہٹ صاحب جسٹس نے استدلال کیا ہے کہ تاثیر زندہ رکہنے ڈگری کی حسب مد
۱۸۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت کے رکہتا تہا ایک حکم واسطے اجرا کے بذریعہ گرفتاری یوں ڈگری
کے تہا اور اس عدالت سے صادر کیا تہا جسنے ڈگری صادر کی تہی جو راے کہ ہم قایم کرتے ہین
اوسکی تائید فیصلہ مقدمہ نیل متی سنگہ دیو بنام بیر شیشور نرجی (۲) سے ہوتی ہے -
اپیل معہ خرچہ منظور ہونا چاہیے -
اپیل منظور ہوا -

سنہ ۱۸۹۵ء
۸ جولائی ء

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس

تلک سنگہ (مدیون ڈگری) بنام پرشوتم پرشاد (ڈگریدار) †

ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۸ - ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۸۹
درخواست بغرض حکم قطعی نیلام جایداد مرہونہ کے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۰۴ (۲) " " " جلد ۹ صفحہ ۴۴۴

† اپیل از حکم نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۸۹۵ء متنازعہ حکم صادرہ ڈبلو ایچ پیچ صاحب جج ضلع ترہت مورخہ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۹۵ء
منفسخ کنندہ حکم صادرہ بابو شوشی بہوشن سین منصف مظفرپور مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۸۹۴ء

سنہ ۱۹۲۵ء
تلک سنگھ
بنام
پرسوتم پرشاد

درخواست حسب دفعہ ۸۹- ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) سے جو اس غرض سے کیجائے کہ ڈگری رہن واسطے نیلام کے قطعی کیجائے مد ۱۷۸- ضمیمہ ۲- ایکٹ میعاد سماعت سنہ ۱۹۰۸ء متعلق نہین ہے مد مذکور اون درخواستون پر محدود ہے جو حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی کیجاوین مقدمات بائی مانک بائی بنام مانک جی کاوس جی (۱) اور بنیر سنگھ بنام مدد گیال (۲) پسند کئے گئے- مگر ایسی درخواستون کی نسبت تجویز کرنے مین جایز ہے کہ عدالت ان خیالات کی پابند ہو کہ آیا کوئی ایسا غیر معقول تساہل منجانب مرتہنان کے ہوا ہے یا نہین کہ جس سے درخواست مذکور داخل ون قواعد کے ہو جنکو ایسی صورتون مین عدالتہائے ایکوٹی (عدل) متعلق کرتی ہین-

جب تک کہ حکم قطعی واسطے نیلام کے صادر نہو مقدمہ صحیح طور پر زیر تجویز تصور کیا جا سکتا ہے-

یہہ اپیل ایک درخواست سے جو واسطے حکم قطعی حسب دفعہ ۸۹- ایکٹ انتقال جایداد کے تہی پیدا ہوا ابتدائی ڈگری زر رہن ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء کو صادر کیگئی تہی درخواست واسطے اجرای ڈگری کے ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء کو گذرانی گئی لیکن وہ عدم پیروی مین خارج ہوئی دوسری درخواست اجرای ڈگری مورخہ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۲۳ء بہی اس بنا پر نا منظور ہوئی کہ ڈگری مذکور قطعی نہین کیگئی تہی درخواست حال واسطے حکم قطعی کے ۴ ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء کو پیش کی گئی اور مدیونان ڈگری نے یہ عذر کیا کہ درخواست مذکور بوجہ تمادی عارض ہے ہر دو عدالتہائے ماتحت نے عذر مذکور کو نا منظور کیا مدیونان ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل دوم دایر کیا-

بابو دوارکا ناتہہ چکربرتی منجانب اپیلانٹ- درخواست مذکور بین از روئے مد ۱۷۸ ایکٹ میعاد سماعت کے تمادی عارض ہے (گہوس صاحب جسٹس- مد مذکور بصرف مجموعہ ضابطہ دیوانی اور ایکٹ میعاد سماعت سے متعلق ہے وہ ایکٹ انتقال جایداد سے متعلق نہین ہے] صرف وہی مد واسطے ایسی درخواستون کے ہے جنکا بصراحت ذکر نہین ہے اور یہہ مراد تھی کہ وہ عام ہو دفعہ ۴- ایکٹ میعاد سماعت کافی وسیع ہے اور ایکٹ مذکور کا یہہ منشا کبہی نہین تہا کہ کارروائیات حسب ایکٹ انتقال جایداد اوس سے خارج رہین قاعدہ مندرجہ دفعہ ۸۹- ایکٹ انتقال جایداد اوسی قسم کا ہے جیسا کہ قاعدہ متعلق حکم نیلام حسب دفعہ ۸۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے-

(پیرنسپ صاحب جسٹس- درخواست حسب دفعہ ۸۹ ایک درخواست دوران مقدمہ ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۱۳ (۲) " " " الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲۳-

سنہ ۱۹۰۵ء تلک سنگھ بنام پرشوتم پرشاد

اور نہ ایک درخواست بعد ڈگری قطعی کے] مدارات مندرجہ ضمیمہ ۲ کو رو درخواستہائے دوران مقدمہ سے متعلق ہین مدعیکو چاہیے کہ مقدمہ کے ختم کرنے مین اوس سے زیادہ کوشش کرے کہ جو وہ اجرائے ڈگری مین کرتا بمقدمہ درہو بنام کہشوداسے (۱) یہہ تجویز کی گئی تہی کہ مد کور ایسے مقدمات سے متعلق نہین ہے جن مین عدالت پر یہہ فرض ہے کہ حکم بلا تحریک فریق مقدمہ کے صادر کرے اُس مقدمہ مین فریق مقدمہ پر یہہ فرض تہا کہ درخواست واسطے حکم قطعی کے کرے مقدمہ بائی مانک شاہ بنام مانک جی کاؤس جی (۲) جسکا حوالہ عدالت ماتحت کی تجویز مین دیا گیا ہے متعلق ایک درخواست پروبیٹ یا چٹہیات اہتمام سے تہا اور وہ مقدمہ مختلف تہا اور مقدمہ رنبیر سنگہ بنام ورگپال (۳) کا فیصلہ اس بنا پر ہوا تہا کہ مد ۱۷۸ صرف درخواستہائے حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی سے متعلق تہی اور یہ رائے صحیح نہین معلوم ہوتی مقدمہ انند کشور داس بخشی بنام انند وکشور بوس (۴) سے میری محبت کی تائید ہوتی ہے [گہوس صاحب جسٹس۔ لیکن اوس مقدمہ سے یہ فیصلہ اجلاس کامل مصدرہ مقدمہ پورن چند بنام رائے رادہا کشن (۵) اختلاف کیا گیا تہا۔]

بابو جوگیش چندر رے سے جو منجانب رسپانڈنٹ تہے جواب طلب نہین کیا گیا۔

تجویز ہائیکورٹ (پرنسپ صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

یہ معاملہ متعلق اجرائے ایک ڈگری رہن کے ہے جو حسب ایکٹ انتقال جائداد کے صادر ہوئی تہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک درخواست واسطے اجرائے ڈگری مذکور کے بلا اسکے مدعی نے حکم حسب دفعہ ۸۹ واسطے نیلام جائداد ہائے مرہونہ کے حاصل کیا ہو پیش ہوگئی تہی اور اوس سے دستبرداری ہوگئی اور مکرر تجدید کی گئی تہی بر طبق دوسری درخواست اجرائے ڈگری کے راہن مدیون ڈگری نے یہ عذر کیا کہ ڈگری بلا ایسے حکم کے جاری نہین کرائی جا سکتی تہی اور درخواست اجرائے ڈگری کو اوس نے اس بنا پر ڈسمس کرایا بر طبق اسکے مرتہن نے یہہ درخواست کی ہے کہ اوسکی ڈگری حکم نیلام جائداد ہائے مرہونہ کے قطعی کیجائے اپنے عذر کی تمہید راہن نے اس بنا پر کی کہ تاریخ ڈگری ابتدائی سے تین برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے اور بدین وجہ وہ درخواست جو اب پیش کی گئی ہے از روے مد ۱۷۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت ۱۸۷۷ء کے ممنوع السماعت ہے

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۴ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۲۳
(۳) " " " جلد ۶ صفحہ ۲۲ (۴) " " کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۰ (۵)
انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۳۳

سنہ ۱۸۹۵ء
ملک سنگھ
بنام
پرشوتم پرشاد

ہر دو عدالت نے استدعا کو نامنظور کیا اور بالاتفاق یہ تجویز کی کہ حق سعی وہ حکم صادر کیا کہ جو وہ چاہتا تھا ہر دو عدالت نے تجویز الہ آباد ہائیکورٹ بمقدمہ رنبیر سنگھ بنام دلگپال (۱) اور نیز تقلید تجویز ہائیکورٹ بمبئی بمقدمہ بی مکنجی بنام مہانت جی کاروں جی (۲) کی گئی تھی عمل کیا ان دونوں مقدمات میں منشائے مدہ ۲۰۸ پر غور کیا گیا تھا مقدمہ بمبئی میں یہ درخواست کیگئی تھی کہ مدہ ۲۰۸ درخواست پروسیڈ یا چٹھیات اہتمام سے متعلق کیجائے اور اوس مقدمہ میں یہہ تجویز کی گئی تھی کہ مدہ مذکور ایسی درخواستوں پر محدود ہے جو حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش کیجائیں ذی علم چیف جسٹس صاحب نے یہ فرمایا تھا ' جانچ تمام دیگر ہدایات مندرجہ ضمیمہ دوم متعلقہ درخواستوں سے یعنے حصہ سوم ضمیمہ مذکور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو درخواستیں اوس میں مدنظر ہیں وہ ایسی درخواستیں ہیں جو بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیجائیں لہذا یہہ تجویز کرنا معقول ہے کہ وہ درخواستیں جنکا ذکر مدہ ۲۰۸ میں ہے درخواستہائے مقسم ہیں یعنے ایسی درخواستیں جو حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیجائیں علاوہ برین تمہید ایکٹ مذکور میں ذکر صرف بعض درخواستوں کا اور نہ تمام درخواستوں کا ہے' تجویز ہائیکورٹ الہ آباد جسکا حوالہ دیا گیا ہے اوسی مضمون کی ہے اوس مقدمہ میں مثل مقدمہ ہذا کے درخواست متعلق ایک حکم نیلام بموجب ایکٹ ڈگری رہن کے تھی برکٹ صاحب جسٹس نے بہ تقلید تجویز ہائیکورٹ بمبئی کے یہہ ظاہر کیا کہ ایکٹ حد سماعت چند سال قبل صادر ہونے ایکٹ انتقال جائداد کے منضبط کیا گیا تھا اور حاکم موصوف نے یہ فرمایا ہے ' مجھکو کوئی قاعدہ حد سماعت کسی اور جگہہ ایسا نہیں ملتا جو درخواست حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ آخرالذکر سے متعلق کیا جا سکے اور نہ کسی ایسے قاعدہ پر میری توجہ مائل کیگئی ہے چنانچہ میں یہ تجویز کرنے پر مجبور ہوں کہ ایسا کوئی قاعدہ حد سماعت نہیں ہے جس میں وہ درخواست جو اپیلانٹ نے مارچ سنہ ۱۸۹۳ء میں کی داخل تصور کیجا سکے'' ہم اوس رائے کو پسند کرتے ہیں جو اون دونوں تجاویز میں نسبت مدہ ۲۰۸ کے قایم کی گئی ہے اور ہم اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ مدہ مذکور اون درخواستوں پر محدود ہے جو حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی کیجائیں لہذا نتیجہ یہ ہے کہ ایسی درخواست سے جیسی کہ اب ہمارے روبرو ہے کوئی میعاد متعلق نہیں ہے لیکن ہماری مراد یہ کہنے سے نہیں ہے کہ ایسے معاملات کی تجویز کرنے میں عدالت پابند اون امور کی نہوگی کہ آیا کوئی توقف منجانب مرتہن ایسا غیر معقول ہوا ہے یا نہیں کہ وہ داخل اون قواعد کے ہو جو ایسے مقدمات میں عدالت ہائے ایکوئٹی (عدل) متعلق کرتی ہیں ہم یہہ بھی تجویز کر سکتے ہیں کہ چونکہ کوئی حکم قطعی واسطے نیلام کے صادر نہیں ہوا ہے لہذا نالش صحیح طور پر زیر تجویز منصور ہوسکتی ہے لہذا اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے - اپیل ڈسمس کیا گیا -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۳ (۲) " " " بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۱۳

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گھوس صاحب جسٹس

چنڈی دت جہا (مدعا علیہ) بنام پدمانند سنگہ بہادر (مدعیان)[†]

اپیل بحضور پریوی کونسل۔ درخواست اجازت اپیل۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۹۵۔ فرمان شاہی ہائیکورٹ دفعات ۳۹ و ۴۰۔ حکم مشعر انکار تقرر رسیور مقدمہ مین۔

کوئی اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل بنا راضی حکم مشعر انکار تقرر رسیور کے کسی نالش مین نہین ہوسکتا از روئے ایسے حکم کے قطعی طور پر فیصلہ کسی ایسے معاملہ کا نہین ہوتا ہے جو مقدمہ مین بابت حق فریقین کے صریحاً تنقیح طلب ہو اور وہ حسب مراد فقرات (الف) و (ب) دفعہ ۵۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی و دفعہ ۳۹ فرمان شاہی کے حکم قطعی نہین ہے نہ معاملہ مذکور ایک ایسا مقدمہ خاص ہے جو داخل الفاظ فقرہ (ج) دفعہ ۵۹۵ مجموعہ مذکور یا دفعہ ۴۰ فرمان شاہی کے ہو۔

مقدمات صاحبان جسٹس آف دی پیس کلکتہ بنام اورینٹل گیس کمپنی (۱) و لطف علی خان بنام اصغر رضا (۲) و کشن پرشاد پانڈے بنام تلک دہاری لعل (۳) و رحیم بہائی حبیب بہائی بنام ٹرنر (۴) کا حوالہ دیا گیا۔

یہہ ایک درخواست واسطے اجازت اپیل کے بحضور جناب ملکہ معظمہ اجلاس کونسل بنا راضی حکم ہائیکورٹ کے ہے جو مشعر انکار تقرر رسیور کے ایک ایسی نالش مین جو مدعیان نے عدالت جج ضلع بہاگلپور مین دائر کی تہی صادر ہوا تہا واقعات متعلق درخواست تقرر اور حکم ہائیکورٹ رپورٹ مقدمہ بعدالت ہائیکورٹ مین درج کئے گئے ہین (۵) دلائل و مقدمات محولہ طرفین تجویز ہائیکورٹ سے بخوبی ظاہر ہوتے ہین۔

مسٹر ہل و بابو تارک ناتہہ پالت منجانب سائل۔

بابو دگمبر چٹرجی و بابو دوارکا ناتہہ چکرورتی منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز ہائیکورٹ (پرنسپ صاحب جسٹس و گھوس صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

یہ ایک درخواست واسطے ایک سارٹیفکیٹ بغرض کرنے اپیل کے پریوی کونسل مین بنا راضی حکم ایک ڈویژن بنچ عدالت ہذا کے ہے جسکی رو سے تقرر رسیور حسب استدعائے مدعی انکار کیا گیا۔

---

† درخواست اجازت اپیل بحضور جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا اجلاس کونسل نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۵ء (۱) بنگال لاء رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۴۳۳ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۴۰ (۳) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۲ (۴) " " بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۵ و لاء رپورٹس اپیلہائے ہند جلد ۱۸ صفحہ ۶ (۵) " " " کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۵۹۔

۱۸۹۵ء
چنڈی دت شاہ
بنام
چاند سنگھ

درخواست مذکور کی نسبت عذرداری ہوئی ہے اور ہمارے روبرو مباحثہ طویل نسبت اس امر کے کیا گیا ہے کہ آیا یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں مناسب طور پر سارٹیفکٹ حسب شرائط دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جس میں احکام دفعات ۳۹ و ۴۰ فرمان شاہی ۱۸۶۵ء مندرج ہیں عطا کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

اسلئے کہ کوئی فریق مستحق سارٹیفکٹ حسب فقرات (الف) و (ب) دفعہ ۵۹۵ مجموعہ یا دفعہ ۳۹ فرمان شاہی کے ہو یہ ضرور ہے کہ اس قسم کے معاملہ میں حکم مصدرہ ایک ڈگری قطعی ہو جو بموجب تعریف مندرجہ دفعہ ۲ و ۵ مجموعہ کے ایک قطعی تجویز اور حکم ہو۔ مسٹر ہل نے جو منجانب سائل حاضر ہوئے یہ حجت کی کہ حکم ڈویژن بینچ عدالت ہذا داخل عبارت فقرات (الف) و (ب) دفعہ ۵۹۵ کے ہے یا اگر وہ اوسمین داخل نہیں ہے تو سائل مستحق ہے کہ بموجب شرائط دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کے جو فقرہ (ج) دفعہ ۵۹۵ میں مندرج ہیں اپیل کرے ہمکو بہت سے مقدمات مندرجہ رپورٹ متعلقہ امر ہذا کا حوالہ دیا گیا ہے مقدمہ ہدایتی عدالت ہذا مقدمات صاحبان جسٹس آف دی پیس کلکتہ بنام اورینٹل گیس کمپنی (۱) ہے جس میں بربنائے تعبیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کے معنے لفظ تجویز کے قرار دیئے گئے تھے۔ اوسمین یہ قرار دیا گیا تھا کہ "تجویز" سے مراد ایک ایسا فیصلہ ہے جس سے روئداد معاملہ باہمی فریقین بذریعہ تجویز کرنے کسی حق یا ذمہ داری کے اثر پہنچنے ممکن ہے کہ وہ قطعی ہو یا ابتدائی یا درمیانی فرق مابین اونکے یہ ہے کہ تجویز قطعی سے کل مقدمہ یا نالش طے ہو جاتی ہے اور ابتدائی یا درمیانی تجویز سے صرف اوسکا ایک حصہ طے ہو جاتا ہے اور دیگر معاملات آیندہ تجویز کے لئے باقی رہتے ہیں" اسیطرح پر مقدمہ لطف علی خان بنام اصغر رضا (۲) میں بھی یہ تجویز ہوئی کہ صرف وہ حکم جس سے حقوق فریقین کا تصفیہ ہو بموجب دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کے قابل اپیل ہے مقدمہ کشن پرشاد پانڈے بنام تلک دھاری لال (۳) یہ تجویز ہوئی تھی کہ وہ ایسا حکم ہونا چاہئے جسکی رو سے فیصلہ قطعی کسی امر تنقیح طلب متعلقہ کا یا حقوق کسی فریق کا کیا جائے۔

مگر مسٹر ہل بحث کرتے ہیں کہ اونکا موکل مدعی نالش ہذا یہ حق رکھتا ہے کہ تقرر رسیور کی استدعا کرے کہ انسداد تلاف ہو اور انکار عطا کرنے حق مذکور کا داخل اون شرائط قانون کے ہے

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۴۳۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۴۵۵۔
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۸۲۔

سنہ ۱۸۹۵ع

جو مقدمات مذکور مین ظاہر کی گئی ہین ہماری یہہ رائے ہے کہ حق تجویز طلب وہ حق ہے جو مقدمہ کشن پرشاد پانڈے بنام حکم ناتھ تیواری لال مین ظاہر کیا گیا ہے حکم مابہ البحث کا ایسا حکم ہونا ضروری ہے جسکی منشا سے فیصلہ قطعی امر تنقیح طلب مقدمہ کا یا حقوق کسی فریق کا کیا جائے کنفرمیشن رسیور کا ایک معاملہ امر سہائے تنقیح طلب و سمقدمہ مین بابت ان حقوق فریقین کے نہ تہا جو مقدمہ مذکور مین پیش کئے گئے تہے یہ امر گویا ایک امر ضمنی متعلق فیصلہ نالش کے اس غرض سے تہا کہ انسداد ایسے اتلاف کا منجانب مدعا علیہ کے ہو جس سے ان حقوق کو ضرر پہونچے جو اوسوقت مین زیر تجویز تہے بدرجہ غایت حکم مذکور صرف ایک ایسا درمیانی حکم تصور کیا جا سکتا ہے جو داخل عبارت دفعہ ۴۰ فرمان شاہی کے ہو۔

اس معاملہ پر حال مین حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل نے بمقدمہ جیم بہائی جیب بہائی بنام مٹر شر (۱) غور فرمایا ہے اوسمین یہ تجویز ہوئی ہے کہ اس امر کے تجویز کرنے کیلئے کہ معنی الفاظ "حکم یا ڈگری قطعی کیا ہین طریقہ جانچنے کا یہ ہے کہ یہ دریافت کیا جائے کہ واقعی کیا امر روبرو عدالت کے اوسوقت تہا جب ڈگری یا حکم مذکور صادر ہوا تہا رپورٹ سے یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ اثنائے بحث مین لارڈ میکناٹن صاحب نے یہ رائے ظاہر کی کہ ڈگری قطعی مندرجہ دفعہ ۵۹۵ سے مراد اخیر ڈگری نہین ہے بلکہ ایسی ڈگری مراد ہے جسکی رو سے تجویز حقوق کی قطعی طور پر کیجائے اسکے معنے ہم یہہ سمجہتے ہین کہ حکام عالیمقام کی مراد ان حقوق سے تہی جو بذریعہ نالش پیش کئے گئے ہون۔

لہذا بلحاظ اس رائے کے ہماری یہہ رائے ہے کہ حکم متنازعہ داخل عبارت دفعہ ۵۹۵ فقرات (الف) و (ب) مجموعہ ضابطہ دیوانی یا دفعہ ۳۹ فرمان شاہی کے نہین ہے نہ یہہ مقدمہ ایک مقدمہ خاص حسب عبارت فقرہ (ج) دفعہ ۵۹۵ یا دفعہ ۴۰ فرمان شاہی کے ہے الا اگر حکم مذکور ایک حکم درمیانی حسب دفعہ ۴۰ فرمان شاہی کے تصور کیا جائے تو ہم اسکو ایک ایسا معاملہ تصور نہین کرتے جسکی تجویز بطور مناسب بطور خاص اپیل پریوی کونسل مین کیجائے اگر ہم نوعیت حکم جریہ اور اوس نتیجہ پر غور کرین جو اوس عدالت مین پیدا ہو سکتا ہے کہ حکام عالیمقام اجلاس کونسل اپیل بنا بر عمل حکم قسم ہذا کے پذیرا کرین تو ہمکو یہہ نتیجہ نکالنا لازم آتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تہا کہ ایسے حکم کا اپیل ہو سکے اس مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ مدعی مستحق تقرر رسیور کا ان شرائط پر نہین ہے جو اوسنے بیان کی ہین اگر تا میعاد اجازت کرنے اپیل کی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱۵ و لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۲۹ صفحہ ۶۔

۱۸۹۹ء چنڈیکا ... بنام ... سنگہ بہادر

بحضور پریوی کونسل کے حاصل کرے تاہم کارروائی تجویز مقدمہ کی بلالحاظ کارروائی اپیل کورٹ کے عملمین آویگی ممکن ہے کہ اتفاقات سے نتیجہ تجویز یہ ہوکہ ہر دو عدالت ماتحت ہذا یہ تجویز کرین کہ روبداد مقدمہ موافق مدعی کے نہین ہے اور ممکن ہے کہ اتفاق سے بسبب نوعیت نالش اور اون تجاویز کے جو عدالت ہاے ماتحت سے صادر کرین مدعی کو حق کرنے اپیل کا بحضور جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا اجلاس کونسل اس سبب سے نہو کہ تجاویز متفقہ نسبت امور واقعات کے صادر ہوئین لیکن اوس صورت مین بحضور جناب ملکہ معظمہ اجلاس کونسل نسبت امر تقرر سیکیورٹی کے اوسحالت مین اپیل ہوگا جبکہ واقعی نالش مذکور کا فیصلہ قطعی طور پر عدالت ہذا سے خلاف مدعی کے ہوجائیگا۔ اور مدعی کو یہ اعتبار نہوگا کہ پریوی کونسل مین بربناے اوسکی روئداد کے اپیل کرے ہماری دانست مین غالباً واضعان قانون کے یہ امر مد نظر تہا کیونکہ جب اونہون نے اجازت اپیل بنا ملنی حکم انکار تقرر سیکیورٹی حسب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عطا کی اوسیوقت مین یہہ قرار دیا کہ حکم مصدورہ صیغہ اپیل قطعی ہوگا۔

ان وجوہ سے درخواست اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل معہ خرچہ نامنظور کیجاتی ہے۔

درخواست نامنظور کی گئی۔

۱۳ جولائی ۱۸۹۹ء

باجلاس نارس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

تارا پرشاد راے (ڈگریدار) بنام بہولو دیب راے (مدیون ڈگری) †

رہن اجراے ڈگری۔ رہن سادہ۔ ڈگری نائی سائی مشروط) حکم قطعی۔ ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۸۸ و ۸۹۔

ڈگری بربناے رہن سادہ جس مین یہ حکم ہوکہ جایداد مرہونہ بصورت نہ ادا کیے جانے روپیہ کے اندر میعاد مقررہ کے نیلام کیجاے فی الواقع ایک ڈگری نائی سائی یا ڈگری شرطیہ حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ مذکور کے قطعی کیجاے مقدمہ مٹھن لال بنام نراین (۱) کی تقلید کی گئی دشو پرشاد مہتی بنام نندو لال کرمہا پاتر (۲) سے فرق ظاہر کیا گیا۔ پورلش ناتہہ معہ بنام رام چند و موزمدار (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

† اپیل از حکم نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۹۹ء بنا ملنی حکم مصدورہ اے ایف اسٹین ہرکٹ صاحب قایم مقام جج ضلع فریدپور مورخہ ۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء منسوخی حکم مصدورہ بابو بپن بہاری چیٹرجی منصف چودنگا مورخہ ۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء
(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۹ (۲) " " کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۹ (۳) " " جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۲

ایک شخص امر ناتہہ رائے نے جب وہ اپنے برادر عمزاد بہولو دیب رائے کا شریک خوردپوش تہا ایک رہن نامہ جایداد ہائے مشترک کا بغرض ادا کرنے قرضجات خاندان مشترک کے تحریر کیا بعد امر ناتہہ کی وفات کے مرتہن نے ایک نالش برنباء رہن نامہ مذکور بنام بہولو دیب رائے کی مقدمہ سپرد ثالثی ہوا اور مطابق فیصلہ ثالثان کے ڈگری صادر کی گئی ڈگری مین یہہ حکم تہا کہ زر واجب بذریعہ نیلام امر ناتہہ کے حصہ واقع اون جایدادہائے مرہونہ کے جو اب بہولو دیب نے وراثتاً پائی ہین وصول کیا جائے اور خود بہولو دیب کا حصہ نیلام سے بری کیا جائے ڈگری مذکور بعبارت ذیل تہی۔ "اگر زر ڈگری اندر چار مہینے کے ادا نہ کیا جائے تو جایداد مرہونہ نیلام کیجاویگی اور اگر زر مذکور کم ہو تو زر مذکور (باقی) جایدادہائے متروکہ امر ناتہہ متوفی سے وصول کیا جائیگا"۔ اجرائے اس ڈگری مین ایک اشتہار نیلام جاری کیا گیا جسکی رو سے آٹہہ آنہ حصہ واقع جایداد مرہونہ بطور امر ناتہہ کے حصہ کے مشتہر بہ نیلام کیا گیا بہولو دیب نے نسبت کارروائی مذکور کے اس بنا پر عذر کیا کہ ڈگری مذکور قطعی نہین کی گئی ہے اور مقدار امر ناتہہ کے حق کی زیادہ تحریر کی گئی ہے منصف نے دونون عذرات کو نامنظور کیا لیکن بر طبق اپیل ذی علم صاحب جج ضلع نے عذر اول منظور کیا اور کل کارروائی صیغہ اجرا ڈگری منسوخ کی حاکم موصوف نے فرمایا۔

"عبارت دفعات متعلقہ ایکٹ انتقال جایداد (دفعات ۶۷ و ۸۶ و ۸۹ و ۹۹) کسی طرح صاف نہین ہے اور بلحاظ قاعدہ زبانداں کے ضرورت ایک ڈگری قطعی کی واسطے نیلام بصورت ایک رہن سادہ کے ظاہر نہین ہے میری دانست مین دلائل مندرجہ ذیل قوی طور پر موید اپیلانٹ کی حجت کے ہین (۱) عام منشا اون دفعات کا جنکا یہہ مقصود ہے کہ معمولی کارروائی بذریعہ ڈگری نائی سائی (مشروط) اور بذریعہ ڈگری قطعی کے ہونا چاہیئے (۲) خطرہ فریب اور سختی کا بحق دائنان جو رعایت مبینہ سے ہوگا چونکہ یہہ احکام عملدر آمد عدالت چانسری سے لئے گئے ہین جو عادتاً بغرض حفاظت اہل معاملہ یا مدیون کے صد درجہ کے نتایج قانونی اوسکے فعال سے اگر بتعبیر لفظی کیجائے دست اندازی کیا کرتی تہی لہذا ان امور کو میری دانست مین بہت وقعت ہے (۳) تمام مقدمات رپورٹ شدہ سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ کارروائی مکمل ہونی چاہیئے اور جس صورت مین کوئی رعایت جایز رکہی گئی ہے وہ بحق مدیون ہے اور نہ بحق دائن"۔

ڈگریدار نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو سرشی چندر چودہری منجانب اپیلانٹ۔ عدالت مرافعہ اولی نے یہہ تجویز صحیح کی ہے

سنہ ۱۸۹۵ع بابا پرشاد رائے بنام بہولو دیب رائے

۱۸۹۵ء
تارا پرشاد وغیرہ
بنام
بھو بودیب

کہ ایسے مقدمہ مین جو بربنائے رہن سادہ ہو یہہ ضروری نہین ہے کہ واسطے حکم قطعی کے درخواست کیجائے ڈگری نیلام ایسے مقدمہ مین ڈگری بیعیات سے بہت مختلف ہے اور دیئے جانے مہلت رعایتی سے وہ ڈگری بیعیات کی نہین ہو جاتی کتاب ڈاکٹر گہوس صاحب دربارہ رہن مروجہ ہند صفحہ ۴۸ ملاحظ طلب۔

قاعدہ مندرجہ دفعہ ۸۹- ایکٹ انتقال جایداد بابت حکم قطعی نیلام کے نالش رہن سادہ سے متعلق نہین ہے بلکہ نالش بیعیات سے متعلق ہے جس مین ڈگری نیلام بموجب جز واخیر دفعہ ۸۸ کے صادر ہوئی ہو بہرحال قانون مذکور مین کوئی نمونہ ڈگری قطعی نیلام کا بربناے رہون سادہ کے مثل بیعیات کے مقرر نہین کیا گیا ہے (دفعہ نمبر ۱۲۹ ضمیمہ ۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی) ڈگری اس مقدمہ مین جو الناس نے صادر کی تہی اور مطابق اوس نمونہ کے نہ تہی جو قانون مین واسطے ڈگریات نیلام کے مقرر ہے اور اگر وہ ایسی ہوتی بہی تو جو عذر کہ کیا گیا ہے قابل پذیرائی نہین ہے نقص ضابطہ کی اصلاح بذریعہ حکم جاری کئے جانے اشتہار نیلام کے ہوگئی مقدمہ شیو نرائن مستی بنام جند والال کرہیا پاتر (۱) ملاحظ طلب جن مقدمات کا حوالہ عدالت ماتحت نے نسبت ضرورت حکم قطعی کے دیا ہے متعلق نالشات بیعیات یا نیلام بموجب جز واخیر دفعہ ۸۸ کے ہین۔

بابو بیہ سنو چند راے منجانب رسپانڈنٹ - دفعہ ۸۹- ایکٹ انتقال جایداد کی رو سے یہ لازمی ہے کہ حکم قطعی واسطے نیلام کے حاصل کیا جاے (مقدمہ سدا مر لال بنام نراین (۲)) عذر مذکور ایک عذر لفظی نہین ہے کیونکہ ممکن ہے کہ مدیون ڈگری بوقت سماعت درخواست حکم قطعی کے زمانہ رعایتی کی توسیع کرالے اصول مندرجہ مقدمہ پولیش ناتہہ موزمدار بنام رام جدو موزمدار (۳) متعلق ہے۔

بابو سریس چندر چودہری نے جواب دیا- اوس مقدمہ مین جو ہائیکورٹ الہ آباد نے فیصل کیا ڈگری ایک ڈگری شرطیہ نمونہ مقررہ کی نہی صرف ایک امر ڈگری نمونہ مذکور کا جو مقدمہ حال مین موجود ہے زمانہ رعایتی ہے جو ڈگری مین مقرر کیا گیا ہے علاوہ برین رپورٹ مقدمہ مذکور مین نوعیت رہن یا نالش کی مندرج نہین ہے رپورٹ مین وہ حکم بہی مندرج نہین ہے جو اوس مقدمہ مین بطور ایک حکم قطعی کے پیدا نہین کیا گیا تہا-

تجویز ہائیکورٹ (مارس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے-

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۹ و ۱۴۶ (۲) " " " الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۹ (۳) " " کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۶-

۱۹۰۰ء
نانا پرشاد وغیرہ
بنام
بھو بیب ...

یہ اپیل نباراضی حکم صاحب جج ضلع ندیا مشعر منسوخی حکم منصف ضلع مذکور کے ہے۔ یہ مقدمہ ایسا تہا کہ اپیلانٹ نے رسپانڈنٹ پر نالش واسطے نفاذ کفالت رہن کے دایر کی مقدمہ مسپر فتمائی کیا گیا اور ڈگری مشعر استقرار اس امر کے صادر کی گئی کہ راہن کا حصہ ذمہ داران رہن کا ہے اجرا ڈگری کرایی گئی اور اشتہار نیلام جاری کیا گیا بر طبق اسکے مدیون ڈگری نے یہ عذر کیا کہ جایداد کو اس سبب سے نیلام نہین کیا سکتی کہ ڈگری مذکور قطعی نہین کی گئی تہی منصف کی یہہ راے ہوئی کہ مقدمہ رہن سادہ مین ڈگری قطعی کی ضرورت نہین ہے بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے تجویز کی کہ ڈگری قطعی ضروری ہے چنانچہ حاکم موصوف نے عذر مدیون ڈگری کو منظور کیا اور کارروائیات اجرا ڈگری کو قبل از وقت تصور کر کے منسوخ کیا بر طبق اپیل دوم منجانب ڈگریدار کے یہ حجت کی گئی (۱) کہ بموجب احکام ایکٹ انتقال جایداد کے ڈگری قطعی مقدمہ رہن سادہ مین غیر ضروری ہے اور (۲) جو عذر کہ کیا گیا ہے نہایت لفظی قسم کا ہے اور منظور نہین کیا جانا چاہیے۔

ہمارے نزدیک صاحب جج ضلع کی راے صحیح ہے ڈگری مذکور ہمکو سنائی گئی اور وہ فی الواقع ایک ڈگری حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد معلوم ہوتی ہے یعنے وہ ایک ڈگری شرطیہ یا ڈگری ابتدائی ہے اور ہمارے نزدیک احکام دفعہ ۸۹ ایکٹ مذکور سے عیان ہے کہ تا وقتیکہ حکم قطعی واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے صادر نہ کیا جاے مدیون ڈگری کو حق انفکاک حاصل ہے لہذا جو عذر کہ نامبردہ نے نسبت اجرا ڈگری کے کیا ہے ہماری راے مین ایک عذر واقعی ہے اور نہ ایک عذر لفظی قسم کا جیسا کہ وکیل فاضل اپیلانٹ نے مباحثہ کیا ہے۔ فاضل وکیل نے مقدمہ شیو پرشاد دیتی بنام نند ولال کرما پاتر (۱) پر استدلال کیا ہے لیکن ہمارے نزدیک وہ ہر طرح پر مطابق مقدمہ حال کے نہین ہے بخلاف اسکے ایک مقدمہ رام لال بنام نراین (۲) ہے جو بالکل متعلق ہے اور ہمارے نزدیک ایک سند صریح اوس راے کی ہے جو ہم قایم کرتے ہین اور ایک اور مقدمہ پوہپ ناتہہ موز ہوار بنام رام چندر بہو (۳) مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ نالش بیبیاف بین راہن اوسوقت تک کہ حکم قطعی حسب دفعہ ۸۷ ایکٹ انتقال جایداد صادر کیا جاے انفکاک کرا سکتا ہے اور اسی طرح پر ہمارے نزدیک نالش نیلام مین راہن حسب دفعہ ۸۹ کسی وقت قبل اسکے کہ حکم قطعی واسطے نیلام کے صادر کیا جاے

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۹ (۲) " " " الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۹ (۳) " " جلد ۱۹ صفحہ

انفکاک کر اسکتا ہے اپیل سا قط ہوتا ہے اور مدعہ فرچہ خرچہ سمن ہونا چاہیئے۔ اپیل ڈسمس کیا گیا۔ ۱۱ ستمبر ۱۸۹۴

استصواب صیغہ فوجداری

باجلاس مسٹر ڈبلیو کومر پتھرم صاحب نیبٹ چیف جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گبسیر †

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۳۸۶۔ وارنٹ قرقی۔ دعوی منجانب شخص ثالث بابت جایداد مقروقہ۔

اوس مجسٹریٹ کو جسنے وارنٹ قرقی بموجب دفعہ ۳۸۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جاری کیا ہے از رو قانون ضروری نہین ہے کہ تجویز کسی ایسے دعوی کی کرے جو نسبت ملکیت جایداد مقروقہ کیا جائے۔

یہ استصواب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ نے حسب دفعہ ۴۳۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کیا واقعات مقدمہ اور وہ امر جو واسطے رائے ہائیکورٹ کے ارسال کیا گیا چٹھی استصواب مندرجہ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوتے ہین۔

"چونکہ مسٹر ڈی ایم گبسیر کی نسبت حکم سزائے جرمانہ چھہ سو روپیہ حسب دفعہ ۴۲۶ مجموعہ تعزیرات کے صادر ہوا تھا لہذا وارنٹ واسطے وصول زر مذکور کے بذریعہ قرقی و نیلام کے ۸ اگست سنہ ۱۸۹۴ع کو جاری کی گئی تھی بعض جایداد منقولہ جو مکان سکونت ڈی ایم گبسیر مین پائی گئی بعلت جرائے وارنٹ مذکور قرق کی گئی اور مین نے ایک تاریخ باضابطہ واسطے نیلام جایداد مذکور کے مقرر کی قبل تاریخ نیلام کے ایک عودیدار جایداد مذکور یعنی مسٹر ٹی اے فرنگولو حاضر ہوا اور مین نے بر طبق اسکے ایک تاریخ واسطے سماعت اوسکے دعوی کے مقرر کی نسبت میرے اختیار سماعت دعوی مذکور کے عذر کیا گیا۔ کوئی دفعہ باب ۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ایسی معلوم نہین ہوتی جس مین مجسٹریٹ کو ہدایت ہو یا اختیار دیا گیا ہو کہ ایسے دعوی کی سماعت یا تجویز کرے لیکن ایک سرکلر حکم ہائیکورٹ کلکتہ صیغہ فوجداری نمبر ۸۰۶ مورخہ ۲۲ جون سنہ ۱۸۸۶ع ہے جو عام قواعد سرکلر احکام ہائیکورٹ صیغہ اپیل فوجداری سنہ ۱۸۹۱ع مین بہ عنوان ذیل ہے ضابطہ وصول جرمانون کا اوسمین یہہ قاعدہ مندرج ہے کہ اگر کوئی دعویدار (جایداد مقروقہ کا) حاضر ہو تو تجویز ملکیت جایداد مقروقہ کی مجسٹریٹ کو کرنی چاہیئے اور نہ پولیس کو۔

ایک ایسی قسم کا قاعدہ واسطے وصول جرمانہ کے پنجاب مین قرار دیا گیا ہے یعنی جب کوئی عذردار حاضر آوے اوسکو اون مشرا اوکسے آگاہ کرنا چاہیئے جو دفعہ ۴۰۷ مجموعہ تعزیرات مین نسبت کرنے دعوی فریبی جایداد

† استصواب صیغہ فوجداری نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۴ع جو ٹی اے پیرسن صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے مورخہ ... سنہ ۱۸۹۴ع کو کیا تھا

۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
گیمبیر

بغرض انضباط اوسکی قرقی کے واسطے وصول کرنے جرمانہ کے مندرج ہین اور بعد اوسکے نسبت عذر مذکور کے تحقیقات کیجاے اور اوسکا فیصلہ بذریعہ منظور کرنے دعوی کے اور اگر عذر دار کا دعوی بے بنیاد معلوم ہو تو بذریعہ ہدایت کرنے نالش دیوانی کے کیا جاسئے دیکھو نوٹ دفعہ ۳۸۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہینڈرسن صاحب طبع اخیر صفحہ ۲۶۱۔

مگر یہ سرکلر حکم ہائیکورٹ کلکتہ کا ظاہرا بموجب ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۱ء دفعہ ۴۴ کے مرتب کیا گیا تہا (گو اوس مین بالخصوص ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳۸۶ کا ذکر کیا گیا ہے) اور دفعہ ۴۴ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ء مین یہہ حکم ہے کہ ایکٹ مذکور کارروائی چیف کمشنر پولیس اور صاحبان مجسٹریٹ پولیس ملا کلکتہ و بمبئی و مدراس سے متعلق نہو گا بجز اوسقدر کے کہ جسقدر خود ایکٹ مذکور مین صریحاً حکم ہے یعنے دفعات ۴۸ و ۸۷ و ۱۱۹ و ۱۲۰ مین جو صرف ایسی دفعات معلوم ہوتی ہین جو پولیس پریسیڈنسی اور مجسٹریٹان پولیس سے متعلق ہین۔

لہذا اگر یہ سرکلر حکم جو بموجب ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ء کے ہے عدالتہاے پولیس پریزیڈنسی سے متعلق نہین ہے تو دفعہ ۲ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء جسکی رو سے سرکلر حکم مذکور ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء سے متعلق ہوتا ہے صرف سا تہہ اون حدود و قیود کے جو اوسپر بذریعہ ایکٹ سنہ ۱۸۶۱ء کے اوسوقت عاید کیگئی ہین جب قاعدہ مذکور بنایا گیا تہا متعلق ہوگا یعنے وہ صرف عدالت ہاے مفصل سے متعلق ہے۔

مین یہہ بہی مزید بران کہہ سکتا ہون کہ کارعاملانہ عدالتہاے پولیس پریزیڈنسی کا کمشنر پولیس کرتا ہے اور نہ خود مجسٹریٹ جیسی کہ صورت مفصلات مین ہے۔

ایکسیقدر (گو کلیتاً نہین) مشابہ امر کا فیصلہ ہائیکورٹ ہاے بنگال و الہ آباد نے بموجب مجموعہ ضابطہ فوجداری (جسکا عنوان (ج) اشتہار و قرقی ہے) دفعہ ۸۸ کے کیا ہے فیصلہ جات مذکور مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ جب جایداد منقولہ یا غیر منقولہ بموجب دفعہ ۸۸ کے بطور جایداد کسی شخص مفرور یا اشتہاری کے قرق کی گئی ہو تو چونکہ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کوئی حکم واسطے کرنے تحقیقات کے مجسٹریٹ کو بابت دعاوی اشخاص ثالث کے نسبت اوس جایداد کے نہین ہے جو قرق کی گئی ہو لہذا مناسب چارہ کار دعویداران مذکور کے لئے یہ ہے کہ بذریعہ نالش دلپانے کے واگذاشت جایداد مذکور کا کرے ہمکا کہ صاحب چیف جسٹس و ماہمن صاحب جسٹس نے یہ امر ظاہر کیا مسلم یہ کہنے پر آمادہ نہین ہین کہ جب عویداران جو چاہئے تک جا قرنہین ہوہون تو مجسٹریٹ کو

۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصرہ
بنام
گیسپر

یہ قیاس کرنا بخوبی جائز نہوگا کہ جایداد اونکی نہین ہے اور اون لوگونکے اختیار مین یہہ بات چہوڑ دیگئے کہ اگر اونکو کوئی حق ہو تو اوسکو عدالت دیوانی مین ثابت کرین حاکم موصوف بخوبی یہہ کہہ سکتا ہے کہ وہ پابند تجویز کرنے ایسے امر کا نہین ہے جو زیادہ صحیح طور پر ایک امر قابل تجویز عدالت دیوانی کے ہے مگر سیٹن کار صاحب جج نے اس رائے سے اختلاف کیا اور یہ خیال کیا کہ مجسٹریٹ کو لازم ہے کہ تجویز دعوی مذکور کی کرے (مقدمہ ملکہ معظمہ بنام چہوروائے (۱) مگر مقدمہ مذکور کی تقلید بمعاملہ چندبہان سنگہ (۲) کی گئی جس مین قرقی جایداد ایک شخص مفرور کی حسب مجموعہ سابق عملمین آئی تہی اور نیز مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام شیودیال رائے (۳) مین کہ مقدمہ حسب دفعہ ۸۸ مجموعہ ۱۸۸۲ء کے تہا۔

مگر چند امور قابل تذکرہ مابین مقدمات دعاوی قرقی جایداد حسب دفعہ ۸۸ باب مجموعہ مذکور او مقدمات قرقی حسب دفعہ ۳۸۶ کے معلوم ہوتے ہین اولاً قرقی حسب دفعہ ۸۸ چند طرایق مقررہ سے جو بہت مشابہ قرقی بحکم عدالت دیوانی کے ہین کیجا سکتی ہے اور ثانیاً جایداد مقروقہ صرف چہہ مہینے کے بعد قرقی مذکور سے نیلام کیجا سکتی ہے (بجز اسکے کہ جایداد مذکور ایسی ہو کہ جو خراب نہو جائیگی) اور بلاشک یوجہ اس حکم قانونی کے اون حکام نے تعلیم جنہون نے فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام چہوروائے (۱) کا کیا رائے مذکور تحریر کی گئی تہی مین نے عبارت مذکور کے اوپر خط کہینچا ہے مگر بموجب دفعہ ۳۸۶ کے کوئی ایسی میعاد چہہ مہینے کی نہین ہے جسکے اندر جایداد مذکور قبل نیلام کے زیر قرقی رہے لہذا وہی نتیجہ بمقابلہ دعویداران حسب دفعہ ۳۸۶ کے اخذ نہین کیا جا سکتا جو بمقابلہ دعویداران حسب دفعہ ۸۸ کے اخذ کیا گیا تہا۔ علاوہ برین دفعہ ۸۸ جایداد منقولہ و غیر منقولہ دونون سے متعلق ہے مگر دفعہ ۳۸۶ صرف جایداد منقولہ سے متعلق ہے اور یہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ جس صورت مین جایداد غیر منقولہ کو تعلق ہو جایداد مذکور کا تعاقب کیا جائے اور مقدمہ دعوی کا تصفیہ بہتر طور سے عدالت دیوانی مین ہو سکتا ہے۔

لیکن باینہمہ ہر دو دفعات مین یہ دقت ہے کہ خود ایکٹ مین کوئی ضابطہ واسطے ایسے مجسٹریٹ کے نہین ہے جو ان دونون دعاوی مین سے کسی دعوی کی تجویز کرے اور بجز اسکے کہ سرکلر ہائیکورٹ مورخہ ۲۲ جون ۱۸۸۳ء عدالت ہائے پولیس بلاد پریزیڈنسی سے متعلق ہو کوئی سند صریح نہین ہے کہ بمعاملہ دعوی حسب دفعہ ۳۸۶ مجسٹریٹ تحقیقات کرے تمام مقدمات رپورٹ شدہ مین جہانتک کہ مجکو معلوم ہے تجویز بابت ایسی بحث کے ہوئی ہے جو بوجہ قرقی جایداد صرف اشخاص مفرور کے پیدا ہوئی تہی چونکہ امر ہذا عامہ خلایق کے لئے اہم ہے جسکی جایداد بموجب وارنٹ قرقی مجریہ عدالتہائے پریزیڈنسی پولیس کے قرق کیا سکتی ہے لہذا مین مستدعی رائے ہائیکورٹ کا نسبت اس امر کے ہون کہ آیا پریزیڈنسی مجسٹریٹ پر لازم ہے یا نہین کہ سماعت

(۱) ویکلی رپورٹر متعلقہ فوجداری جلد ۷ صفحہ ۳۵ (۲) ایضاً جلد ۷ صفحہ ۱۱۳ (۳) انڈین لاریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۸۴

سنہ ۱۸۹۶ء یسنظم بیگم بنام بسپر

اور عندیداون دعاوی کا کرے جو نسبت جایداد مقروقہ حسب وارنٹ ملنے قرقی مجریہ عدالتہاے بریڈیسی کیئے جاوین یا آنکہ اوس شخص کو جو دعوی جایداد مقروقہ کا کرے ہدایت چارہ جوئی کی عدالت دیوانی مین کیجاے۔

یہ مقدمہ اور نیلام جایداد مرہونہ کا تا فیصلہ ہائیکورٹ کے ملتوی کیا گیا "۔

فریقین بوقت سماعت استصواب کے حاضر نہین ہوئے۔

راے عدالت (پیتہرم صاحب چیف جسٹس و ہیویلی صاحب جسٹس) ایہ ہے

یہہ نہین معلوم ہوتا کہ مجموعہ مین کوئی حکم واسطے تجویز اون دعاوی کے مندرج ہے جو نسبت اوس جایداد کے کئے جاوین جسکی قرقی بموجب دفعہ ۳۸۶ کے کی گئی ہو اور جو کچھہ احکام عدالت ہذا جاری کرے صرف بطریق مشورہ کے ہوسکتے ہین ہماری یہہ راے ہے کہ جب مجسٹریٹ اپنا وارنٹ بموجب دفعہ مذکور کے مطابق اوس نمونہ کے جو ضمیمہ مین مندرج ہے جاری کرچکے تب وہ کل کام کرچکا ہے جو اوسکو ازروے مجموعہ کے کرنا لازم ہے اور اوسکو کسی جگہہ قانون مین یہہ حکم نہین ہے کہ تجویز کسی ایسے دعوی کی کرے جو نسبت ملکیت جایداد مقروقہ کے کیا جاے ہم کوئی راے ظاہر نہین کرتے ہین کہ کس طرح پر دعاوی مذکور کی تجویز کیجاے

ضمیمہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۸۹۶ء عدالت

باجلاس پرنسپ صاحب جسٹس و گہوس صاحب جسٹس

† رادہا پرشاد سنگہ (مدعی نمبر ۱) بنام بدہو وسادہ و دیگر کس دیگر (مدعا علیہما) و یک کس دیگر (مدعی نمبر ۲)

حقیت خدمتی - جاگیر جو گوڈیت یا چوکیدار موضع کو عطا کی گئی ضبطی منجانب زمیندار اطلاعنامہ۔

ایک حقیت خدمتی جو واسطے بجا آوری خدمات خانگی یا ذاتی زمیندار کے قایم کیجاے زمیندار اوسوقت ضبط کرسکتا ہے جبکہ خدمات مذکور کی ضرورت نہ ہے یا جب عطیہ دار حقیت مذکور کا خدمات مذکور کے انجام دینے سے انکار کرے فرق مابین عطیہ ایسی جایداد کے جسپر بالعوض خدمت کا ہوا اور ایسے عہدہ کے جسکی خدمات کی انجام دہی کا اجر بذریعہ استعمال اراضیات کے دیا جاتا ہے ظاہر کیا گیا۔

---

† اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۳۲۳ سنہ ۱۸۹۵ء متنازعہ رقمی ڈگری صادرہ بابو ابناش چندر دت جج ماتحت شاہ آباد مورخہ ۱۶ فروری سنہ ۱۸۹۵ء بحال رکہنے ڈگری صادرہ بابو سری گوپال چٹرجی منصف بکسر مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء

سنہ ۱۸۹۵ء
مادہو پرشاد وغیرہ
بنام
برہو ساہو

مقدمات سیناسی بنام سلور زمیندار (۱) وہرگو بند داہا بنام رام رتن دے (۲) وسرلش چندر رائے بنام داہب موچی (۳) وشیل منی سنگہ دیو بنام گورنمنٹ (۴) وادنیمے رجہارا جے بہار وفدے بہا بنام پرساسامی وبنکٹا دری نیدو (۵) وفارلیسا بنام میر محمد تقی (۶) ولیلانند سنگہ بنام منور نجن سنگہ (۷) و مہادیوی بنام وکرم (۸) کا حوالہ دیا گیا۔

ایک نالش ضبطی اراضیات جاگیر مین جو زمیندار نے ایک گوڑیت (چوکیدار موضع) کو عطا کی تہین عدالتہا ماتحت نے یہ تجویز کی کہ عطیہ مذکور کچھ مدعا علیہم کے مورث کے بارہ برس سے زیادہ قبل نالش کے کیا گیا تہا اور وہ باپ سے بیٹے پسر کو پہونچا تہا جسکو ملاکرنے خدمت زمیندار کے قابض ہو دیا گیا تہا اور زمیندار شرائط عطیہ کی ثابت نہین کرسکا تہا تجویز ہوئی کہ اون واقعات سے جو تجویز کئے گئے یہہ نتیجہ صحیح طور پر نہین نکلتا ہے کہ حقیت مذکورہ دوامی قسم کی تہی لیکن مدعا علیہم بلا اطلاع کے بیدخلی نہین کئے جاسکتے۔

مدعی نمبرا نے بحیثیت زمیندار کے نالش دلاپانے قبضہ بعض اراضیات واقع اپنی زمینداری کی بنام ایک شخص بدہو وساوہ اور ایک شخص طوفانی وساوہ ولد لنگالی وساوہ کے دایرکی عرضی دعوی مین یہہ مندرج تہا کہ اراضیات مذکور لنگالی کو بعوض بجاآوری خدمات گوریٹ (جو کیدار موضع کے) عطا کی گئی تہین اور چونکہ لنگالی کی وفات پر مدعا علیہم انجام دہی خدمات مذکور سے قاصر رہا لہذا وہ موقوف کئے گئے اور اراضیات مذکور زیر قبضہ سیر لائی گئین اور اولنکا بندوبست مدعی نمبر۲ کے ساتہہ کیا گیا لیکن مدعا علیہم استقرار قبضہ کا اپنے حق مین عدالت فوجداری سے کرانے مین کامیاب ہوئے اور اونہون نے مدعی نمبر۲ کو بیدخل کیا۔

مدعا علیہم بدہو نے اس بیان سے انکار کیا کہ لنگالی کو اراضی دی گئی تہی اور یہ عذر کیا کہ سلطنت اہل اسلام مین اوسکے مورثان کو ملی تہی۔

عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ بدہو اور اوس سے پہلے اوسکا باپ اراضیات مذکورہ پر بیس برس سے زیادہ عرصہ سے قابض تہا اور ایک جانب مدعی نمبرا یہہ ثابت نہین کرسکا کہ اوسنے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۶۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۷۔
(۳) رپورٹ صدر دیوانی عدالت بابت ۱۸۵۵ء صفحہ ۱۰۷۲ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۳۲۱ (۵) اپیلہای ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۸ (۶) اپیلہای ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۸ (۴۳۴) (۷) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۴ (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۶۵ ۴۳ (یا اپیلہای ہند جلد ضمیمہ صفحہ ۱۸)

سنہ ۱۸۹۵ع
راجہ پرشاد سنگہ
بنام
بدہو وشاد

بلا اوسکے مورثان نے کبہی استعمال حق ملکیت کا نسبت اراضیات مذکور کے کیا تہا بجانب دیگر مدعا علیہ بدہو اپنا عطیہ بنظیرہ ثابت کرنے سے قاصر رہا اور عدالت نے یہ تجویز کی کہ مدعی نمبر۱ کو یہ حق نہیں تہا کہ بدہو کو اپنی مرضی سے سرسری طور پر موقوف کرے۔

برطبق اپیل جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ حقیت خدمتی مذکور واسطے خانگی کام زمینداران کے قایم کیگئی تہی اور عطیہ سرکاری نہ تہی حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا "چونکہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حقیت مذکور کیفیت رسپانڈنٹ کے مورث کے بارہ برس سے پیشتر عطا کی گئی تہی اور باپ سے بیٹے کو پہونچی تہی جسکا قبضہ بلا کرنے خدمت اپیلانٹ کے قایم رہنے دیا گیا تہا لہذا مجکو چاہیے کہ بصورت نہونے شہادت خلاف قابل اطمینان نسبت شرایط عطیہ مذکور کے یہ تجویز کروں کہ وہ دوامی اور نیز قابل وراثت تہا اور اوسکو اپیلانٹ اپنی مرضی سے ضبط نہیں کر سکتا خاص کر جب قابض قابل وسعنا مند کرنے اون خدمات نامبردہ کا ہے جنکی بابت اراضی مذکور ابتدا اً دی گئی تہی"۔ اپیل ڈسمس کیا گیا۔

مدعی نمبر۱ نے ہایکورٹ مین اپیل دوم دایر کیا۔

بابو ہیم چندر بنرجی و بابو رگہونندن پرشاد و بابو جوگندر چندر گہوس منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر سی گریگری منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز عدالت (پرنسپ صاحب جسٹس وگہوس صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

یہ نالش منجانب مہاراجہ ڈومراون واسطے دلا پانے قبضہ بعض اراضیات کے تہی اراضیات مذکورہ جزو اوسکی زمینداری کی ہین اور نالش مذکور اس بیان پر مبنی تہی کہ اراضیات مذکور ایک شخص مسمی کنگالی وسادہ پدر و مورث مدعا علیہم کو بطور جاگیر بعوض خدمات گوریت کے عطا کی گئی تہین اور وہ سنہ ۱۲۹۳ ف مین فوت ہوا اور چونکہ مدعا علیہم خدمت مذکور کے انجام دینے سے قاصر رہے لہذا وہ اپنی خدمات سے سنہ ۱۲۹۶ ف مین معطل کیے گئے اور بعد ازان اراضیات مذکور کا بندوبست ایک شخص مسمی ساجا کویری مدعی نمبر۲ کے سا تہہ کیا گیا اور نامبردہ نے اراضیات پر فصل کاشت کی لیکن اوسکو مدعا علیہم نے جولائی سنہ ۱۸۹۱ع (سنہ ۱۲۹۸ ف) مین بیدخل کیا نالش مذکور کی جوابدہی مدعا علیہ نمبر۱ بدہو وسادہ نے اس بنا پر کی کہ اراضی مذکور بعوض خدمت کے کنگالی پدر مدعا علیہ نمبر۱ کو عطا نہیں کی گئی تہی بلکہ قبل عملداری سرکار انگریزی سے اوسکے مورثان اور وہ اوسپر بطور جاگیر گوڑیت کے بذریعہ ایک سند (جو پیش نہیں کی گئی) عطیہ شاہنشاہ اسلامیہ کے قابض رہے ہین اور مدعی مہاراجہ ڈومراون یا اوسکے مورث کی بعوض قابض ہونے اراضیات متنازعہ

سنہ ۱۸۹۵ء
رادھا پرشاد سنگھ
بنام
بدری پرشاد

کبھی کوئی خدمت نہین کی ہے گو وہ بعض خدمت شا بہہ خدمت سرکاری کے کرتا رہا تھا
(و) فی الواقع اراضی مذکور مہاراجہ کی زمینداری کی نہین ہے نامبردہ نے یہہ بھی عذر کیا کہ دعوی
مین تمادی عارض ہے۔

نسبت ان دو اخیر عذرات کے یہہ کہنا کافی ہے کہ اونکو عدالتہائے ماتحت نے نامنظور کیا اور
ہمارے روبرو کوئی عذر نسبت اونکے پیش نہین کیا گیا ہے۔

ہر دو عدالتہائے ماتحت نے مقدمہ کو ڈسمس کیا عدالت ماتحت اپیل نے نسبت لوازم مقدمہ
مدعا علیہم کے یہہ تجویز کی کہ وہ ایک عطیہ سرکاری نہ تہا بلکہ ایک حقیت خدمتی تہی جو بحق مورث
مدعا علیہم عذر دار کے بارہ برس سے بہت پیشتر بابت کرنے خانگی کام زمیندار کے قایم کی گئی تہی لیکن
اوسنے (زمیندار نے) مدعا علیہم کی خدمات سے "تہوڑے عرصہ سے" فائدہ نہین اوٹہایا اور یا انہیہ
شخص آخر الذکر بدستور قابض رہا اور حقیت مذکور باپ سے بیٹے کو پہونچی بربنا ان واقعات کے جج ماتحت نے
بہ تحریر کرکے کہ بصورت نہونے شہادت قابل اطمینان نسبت شرائط عطیہ یا اسکے خلاف کے
یہ تجویز کی کہ وہ بقسم دوامی اور قابل ارث تہی اور زمیندار اوسکو اپنی مرضی سے ضبط نہین کرسکتا
علی الخصوص جب کہ حقیت دار قابل خدمت کرنے کے ہے اور اوسپر رضامند ہے۔

فرق مابین ایک عطیہ بابت خدمات قسم سرکاری اور عطیہ بابت خدمات خانگی یا ذاتی
عطا کنندہ کے بخوبی مفہوم ہے صورت اول الذکر مین زمیندار مستحق ضبط کرنے کا نہین ہے اور
صورت آخر الذکر مین جبکہ خدمات مذکور کی ضرورت باقی نرہے یا جبکہ عطیہ دار خدمات مذکور کے
کرنے سے انکار کرے وہ ایسا کرسکتا ہے (دیکہو مقدمات سنیاسی بنام سلور زمیندار (۱) و
ہرگوبند راوہا بنام امرتن دے (۲) وسریش چندر رائے بنام مادہب موچی (۳) و
نیل متی سنگہ دیو بنام گورنمنٹ (۴) و راونیدے رجا نارایے بہارانسے بہادر بنام
پیاسامی وینکٹا دری نایدو (۵)) اور مابین عطیہ ایسی جایداد کے بہی جسپر بار بعض خدمت کا
ہو اور عطیہ ایسے عہدہ کے جسکے کام کی انجام دہی کا اجر بذریعہ استعمال بعض اراضیات کے
دیا جاتا ہے فرق ہے ہماری دانست مین صورت اول الذکر مین زمیندار معمولی طور پر مستحق ضبط کرنیکا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۶۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۷۔
(۳) رپورٹ صدر دیوانی عدالت بابت سنہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۱۰۷۲ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۱۸ صفحہ ۳۲
(۵) ایپلیاسے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۷ صفحہ ۱۲۸۔

سنہ ۱۸۹۵ع
راجا پرتاب سنگہ
بنام
بہاؤ ساد

نہین ہے گو خدمت کی ضرورت بہی نرہی ہو بشرطیکہ عطیہ دار رہنا منداور قابل انجام دینے خدمات کے ہوا ور دوسری صورت مین جبکہ عہدہ باقی نرہے وہ ضبط کرسکتا ہے (دیکہو مقدمہ فارس شاہ بنام میر محمد تقی (۱) اور نیز دیکہو مقدمہ لیلانند سنگہ بنام منورنجن سنگہ (۲))۔

جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ حقیقت خدمتی مقبوضہ مدعا علیہ بغرض کرنے خانگی کام زمیندار کے قایم کی گئی تہی اور عطیہ مذکور واسطے بجا آوری کسی خدمت سرکاری کے نہ تہا اور کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ عطیہ مذکور ایک عطیہ ایسی جایداد کا تہا جسپر بار بجا آوری بعض خدمات کا تہا۔

بعدازان یہہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا اون حالات سے جنپر جج ماتحت نے استدلال کیا ہے یہہ نتیجہ صحیح طور پر اخذ ہوتا ہے یا نہین (کیونکہ جیسا کہ ہم تجویز حاکم موصوف سے سمجہتے ہین وہ صرف ایک نتیجہ ہے) کہ عطیہ مذکور دوامی قسم کا تہا ہماری دانست مین یہہ امر کہ اراضی مذکور باپ سے بیٹے کو پہونچنے دی گئی خواہ یہہ امر کہ حقیقت مذکور بہت برس پیشتر قایم کی گئی تہی یا یہہ امر کہ زمیندار نے تہوڑے عرصے سے خدمات مذکور سے خود فائدہ نہین اوٹہایا بلکہ باپ مدعا علیہ کو قابض رہنے دیا یا ان تمام واقعات کو یکجا تصور کرنے سے یہ نتیجہ جائز طور پر اخذ نہین ہوتا کہ عطیہ جو بعوض خدمات ذاتی زمیندار کے تہا ایسی دوامی قسم کا تہا کہ زمیندار مستحق ضبط کرلینے کا نہین ہے گو عطیہ دار خدمات مذکور کے انجام دینے سے انکار کرے یا خدمات مذکور کی آیندہ ضرورت نہ رہے۔

چونکہ عطیہ خدمتی زمیندار نے بابت اون خدمات ذاتی کے جنکا کرنا قرار دیا گیا تہا قایم کیا تہا لہذا نامبردہ کو ہمارے نزدیک بادی النظر مین یہہ حق حاصل ہے کہ عطیہ مذکور کو اوسوقت ضبط کرے جب کہ خدمات مذکور نہ لیجائین (دیکہو مقدمہ سنیاسی بنام سلور زمیندار (۳) نہایوی بنام ورکم (۴))] مدعا علیہ نے کوئی سند پیش نہین کی ہے نہ اوسنے یہہ ثابت کیا ہے کہ عطیہ مذکور ایک عطیہ ایسی جایداد کا تہا جسپر بعض خدمات کا بار تہا لیکن وہ اس امر پر قانع ہے کہ وہ محض اون حالات پر استدلال کرتا ہے جنکا ذکر تجویز جج ماتحت مین ہے اور جو ہماری راے مین اس نتیجہ کے نکالنے کے لئے کافی نہین ہین کہ عطیہ مذکور دوامی قسم کا اور قابل توریث تہا لیکن بعدازان ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مدعی مستحق ضبط کرنے عطیہ مذکور کا قبل عطیہ دار کو

(۱) بیکلی آف ہند مولفہ سور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۸ (۴۶۴)۔ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۲۴ ولا رپورٹ ایپیل ہند جلد ضمیمہ صفحہ ۱۸۱۔ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۶ صفحہ ۲۶۸ (۴) ٪ ٪ ٪ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۵

سنہ ۱۸۹۵ء
رادھا پرشاد بنام بدھو دساد

یہ اطلاع دینے کے کہ اب ضرورت اوسکی خدمات کی نہین ہے نہ تہا عرضی دعوی مین یہہ بیان ہے کہ مدعاعلیہم عہدہ گوڑیت سے موقوف کیے گئے لیکن شہادت پیش کردہ مدعی سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدمات مدعاعلیہ نمبر ۲ کی اس سبب سے ترک کی گئین کہ اوسنے یہہ ظاہر کیا کہ وہ خدمات گوڑیت انجام نہین دے سکتا اور مدعاعلیہ نمبر ۱ اصل قابض حقیت خدمتی کو اس امر کی اطلاع نہ تھی کہ کار خدمت باقی نہیں رہا یا زمیندار نے اراضیات مذکور کا مدعی نمبر ۲ کے ساتھہ بندوبست کیا ۔ لہذا ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مدعی اس نالش مین قبضہ حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ وہ صرف بذریعہ قطع کرنے اس حقیت خدمتی کے جو مدعاعلیہ نمبر ۱ کے قبضہ میں ہے ایسا کرسکتا ہے اور از روے تجاویز عدالتہاے ماتحت کے اور از روے بیان خود مدعی کے حقیت مذکور ابتک قطع نہین ہوئی ہے مدعی نے مدعاعلیہ عذردار کو کوئی اطلاع واسطے چہوڑنے اراضی کے نہین دی اور نہ اوسکا کوئی بیان ہے چہ جائیکہ شہادت اسکی ہو کہ مدعاعلیہ نے انجام دہی اون خدمات سے جنکی بابت حقیت مذکور قایم کی گئی تہی انکار کیا گو کچہہ شک نہین کہ مدعاعلیہ نے بذریعہ اپنے بیان تحریری کے صریحاً ظاہر کیا ہے کہ مدعی کی کوئی خدمت کرنے پر وہ رضامند نہین ہے ملحوظ اس راے نسبت معاملہ کے ہماری یہ راے ہے کہ دعوی بیدخلی ساقط ہوتا ہے مگر ہماری یہہ راے ہے کہ چونکہ امر نوعیت حقیت مقبوضہ مدعاعلیہ نمبر ۱ امر تنقیح طلب مابین فریقین قایم ہوا تہا اور اوسکی نسبت عدالتہاے ماتحت نے تجویز کی ہے لہذا یہہ قرار دیا جاسکتا ہے جیسا کہ پہلے ظاہر کیا گیا ہے کہ حقیت متنازعہ ایک حقیت خدمتی ہے جسکو زمیندار نے بعوض خدمات خانگی کے جو اوسکی کیجاتی تہین قایم کیا تہا اور حقیت مذکور دوامی قسم کی نہین ہے ۔

ہر فریق اپنا اپنا خرچہ شروع سے آخر تک نزاع ہذا کا ادا کریگا ۔ اپیل ڈسمس ہوا ۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

سنہ ۱۸۹۵ء
۲۰ مئی

باجلاس ہل صاحب جسٹس

ایم ایم واٹکنس وغیرہ بنام این فاکس وغیرہ †

ایکٹ حد سماعت (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مد ۱۲۰ خرچہ مشخصہ اگری کی بابت نالش ۔ نالش باکار خاص کے معنے ۔

کارروائیات مابعد جو متعلق تشخیص خرچہ فریق مخالف کے کیجائین جزو نفس نالش یا مدعا کا نہین ہین ۔

† نالش نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۱ء

۱۸۹۵ء ابراہیم محمد واٹکنس بنام بیبی فاکس

ایک کوٹھی اٹرنیان سے نالش بنام اپنے موکلان کیواسطے دلاپانے خرچہ درخواست ہائیکورٹ
کے دایر کی تجویز ہوئی کہ میعاد سماعت تاریخ تجویز مقدمہ درخواست سے شروع ہوتی۔
مقدمہ بالکرشن پانڈورنگ بنام گوبند شوجی (۱) ورانتہری بنام منگنز (۲) پسند کیے گئے۔
رقوم مندرجہ بل اٹرنی بابت اوس کام کے جو بعد تجویز کے دربارہ جوابدہی تشخیص خرچہ فریق
مخالف کے کیا گیا ہو گو وہ مطابق ہدایات موکل کے کیا گیا ہو ایسی نہین ہین کہ وہ معاملہ
ایکٹ حد سماعت سے مستثنیٰ ہو رقوم جزو خرچہ درخواست ابتدائی کی نہین ہین۔
یہ نالش بیوہ وتنہا وصیہ وصیت نامہ مسٹر الیجرٹن واٹکنس و دیگر شرکائے کوٹھی مسٹران
واٹکنس و کمپنی اٹرنیان ہائیکورٹ کلکتہ نے واسطے دلاپانے زرقم ۵۔۹/۱۰/۱۴ روپیہ باقی حساب کے جو اونکو
مدعا علیہم سے بابت اپنے خرچہ بعض کارروائیات کے جن مین اونہون نے بطور اٹرنیان مدعا علیہم
کے عمل کیا تہا واجب الوصول تہی دایر کی خرچہ مذکور متعلق درخواست مدعا علیہم کے تہا جو حسب
دفعہ ۱۳ ۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۵۹ء ہائیکورٹ سے واسطے حکم استقرار اس امر کے کی گئی تہی کہ ایک پٹینٹ
(سند) بابت نیشکر سے رس نکالنے کی کل کے جسکے مالکان مسٹران ٹامسن وملنی تہے ناجایز
و کالعدم تہی اور مسٹران ٹامسن وملنی نے کوئی استحقاق بلاشرکت غیرے اوسکی بابت حاصل
نہین کیا تہا مدعی کی کوٹھی نے ہدایات واسطے کرنے عمل منجانب مدعا علیہم کے اول مرتبہ جنوری
۱۸۸۷ء مین پائین اور درخواست ۲۶ مئی ۱۸۸۷ء کو گذری۔
ہائیکورٹ نے ۳۰ جنوری ۱۸۸۸ء کو حکم مشعر ڈسمس درخواست معہ خرچہ کے صادر کیا۔
عرضی دعوی ۷۔ اپریل ۱۸۹۱ء کو داخل کی گئی۔
مدعا علیہم نے اپنے بیان تحریری مین اب یہہ عذر کیا ہے کہ نالش مین از روے مد ۸۴ ضمیمہ
دوم ایکٹ حد سماعت کے تمادی عارض ہے لیکن نامبردگان بوقت تجویز حاضر نہین ہوے
بعد حکم ڈسمسی درخواست کے مسٹر محمد واٹکنس و کمپنی بدستور بطور اٹرنیان سائلان (مدعا علیہم
نالش ہذا کے) عمل کرتے رہے اور اونکی جانب سے عذرداری نسبت مختلف درخواستہاے
تشخیص خرچہ کے جو وقتاً فوقتاً مسٹران سینڈرسن و کمپنی نے جو اٹرنیان مسٹران ٹامسن
وملنی کے درخواست ابتدائی مین تہے پیش کی تہین کرتے رہے۔
مسٹر گارتہ و مسٹر ڈن منجانب مدعیان۔

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۵۱۸ (۲) ریورٹ بارنیوال وایڈالفس صاحبان جلد ۳ صفحہ ۵۔

۱۸۸۹ع ایم ایم والٹمنز بنام فاکس

بمشتمولین سنالش حال مین جو واسطے دلا پانے ہمارے خرچہ کے ہے اور روے دفعہ ۴ ایکٹ حد سماعت کے
تمادی عادض نہین ہے بل خرچہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہم نے اپنے اٹرنیان کو یہہ ہدایت کی
تہی کہ جہانتک ممکن ہو فریق ثانی کے خرچہ کی تشخیص کے جانے مین دیر لگاوین او نہون نے ایسا کیا اور
ایسا کرنے سے اونکی نالش اندر میعاد سال محکومہ دفعہ مذکور ایکٹ حد سماعت کے داخل ہوتی ہے ضرورداری
تشخیص خرچہ فریق ثانی برطبق اون ہدایات کے کی گئی تہی جو مدعا علیہم (ہمارے موکلان نے) کی تہین
اور اگر وہ جز و نالش نہ تہین تو بہرحال جزو اوس کار خاص کی تہین جو اونہون نے بحیثیت اٹرنی کیا تہا
اس سے معاملہ مذکور ستمبر ۱۸۸۸ع تک آجاتا ہے کیونکہ اخیر رقم بل خرچہ مین بابت حاضری بوقت تشخیص خرچہ
فریق ثانی مورخہ ۷ ستمبر ۱۸۸۸ع ہے - اٹرنیان جو کسی فریق کی طرف سے کسی نالش مین عمل کرین بوقت
تشخیص خرچہ فریق ثانی کے حاضر ہونے سے انکار نہین کر سکتے وہ جز و معمولی کارروائی متعلقہ نالش کا
ہے اور مستثنائے دفعہ ۴ ۸ ایکٹ حد سماعت مین داخل ہے دیکہو مقدمات راین جیٹی بنام سمپین
(۱) و بالکرشن پانڈورنگ بنام گووند شیوجی (۲) و ہیرس بنام کواپی (۳) اجازت نامہ اٹرنی کا اوسوقت تک
قایم تہا ہر کہ جبکہ کارروائیات نالش مذکور جہانتک کہ موکل کو تعلق ہے ختم ہو جاوین دیکہو دفعہ ۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی -
کارروائیات درخواست ہذا کی بہی وہی صورت ہے گو وہ درخواست ہے اور نہ نالش -
منجانب اٹرنیان کے خاتمہ اوس کام کا نہین ہوا جس مین وہ منجانب مدعا علیہ کے عمل کرتے تہے نہ وہ کام ختم ہوا ہے
دیکہو قواعد و احکام بلیمپیرس صاحب دفعہ ۹ و مقدمہ برن بنام بابو ساجو نایکن (۴) -

ہل صاحب جسٹس - یہہ بات قابل لحاظ ہے کہ ایکٹ مین الفاظ تجویز یا ڈگری استعمال نہین کیے گیے
ہین ہان اور اوسمین یہہ معین نہین کیا گیا ہے کہ نالش کب ختم ہوتی ہے تجہکو کوئی تعریف اوسکی معلوم ہے
کہ نالش کیا ہے کام اوسوقت تک ختم نہین ہو سکتا کہ خرچہ فریق ثانی کا تشخص نہو جاوے اور زر واگذاشتی مدعا علیہم
مال یعنے موکلان مدعیان کی متحقق نہو جاوے -

ہل صاحب جسٹس - یہہ نالش منجانب ایک کوٹہی سالسٹران کے جو از نام ورنگٹن و کمپنی کاروبار کرتے
ہین اور منجانب قایم مقام قانونی مسٹر ایلجرنن ایف این ورنگٹن ایک متوفی شریک کوٹہی مذکور کے واسطے
دلاپانے خرچہ بعض کارروائیات عدالت ہذا حسب دفعہ ۲۴ ایکٹ ۱۵ ۱۸۵۹ع کے ہے غرض ان کارروائیات
کی یہہ تہی کہ جو سند بعض اشخاص موسومہ ٹامسن وملنی کے پاس بابت نیلکر کے رس لگانے کی کل کے ہے
منسوخ کیجاوے - مدعیان کا یہ بیان ہے کہ مدعا علیہ اول مسٹر نیل فاکس نے اونکی کوٹہی سے بہت عرصہ پیشتر
۱۸۸۵ع مین نسبت منسوخ کرانے سند مسٹران ٹامسن وملنی کے اسمبیان سے مشورہ کیا کہ نہ خود وہ صرف

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱ (۲) ” ” ” بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۵۱ (۳) لا رپورٹ کوئینس بینچ جلد ۴ صفحہ ۵۹۸ (۴) ” ” جلد صفحہ ۵۰ -

سنہ ۱۸۹۵ع
واٹکنس
بنام
فاکس

اپنی طرف سے بلکہ منجانب دیگر اشخاص کے بھی جنکو سند مذکور کے منسوخ کرنے سے تعلق ہے عمل کرتا ہے اور مطابق ہدایات مذکورہ کے مقدمہ مذکورہ بالا ۲۰ مئی ۱۸۸۸ع کو دائر کیا گیا تھا لیکن بوجہ اس امر کے کہ خود مسٹر نیل فاکس ایک لیسنس دار بموجب سند مذکور کے تھا بلحاظ مصلحت سمجھا گیا تھا کہ وہ کوئی فریق مقدمہ مذکور کا بنایا جائے اور مطابق اسکے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ نام مدعا علیہ سوم مسٹر مورس کا بجائے اوسکے نام کے استعمال کیا جائے چنانچہ ایسا کیا گیا اجازت نامہ ٹرنی پر جسکی رو سے واٹکنس و کمپنی کو اختیار عمل کرنے کا دیا گیا مسٹر مورس کے دستخط تھے اور مقدمہ مذکور کی پیروی اوسکے نام سے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اوسکی طرف سے اور نیز از طرف مسٹر نیل فاکس کے کی گئی۔

مدعا علیہ دوم مسٹر جارج فاکس ایک بھائی مدعا علیہ اول کی نسبت یہہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک اون اشخاص مین سے تھا جنکو پیٹنٹ مذکور کی منسوخی سے تعلق تھا اور جسکی طرف سے مسٹر نیل فاکس نے مسٹران واٹکنس و کمپنی کو ہدایت کی تھی اور اوس بنا پر اور نیز بربنائے خود اپنی ذمہ داری ذاتی کے جو اوسنے بعد اختتام کارروائی حسب ایکٹ پیٹنٹ کے کی تھی اور ادائے خرچ کا وعدہ کیا تھا وہ نالش ہذا مین شریک کیا گیا نسبت امر ذمہ داری کے مدعی کا یہہ بیان ہے کہ چونکہ ۹ مارچ ۱۸۸۸ع کو درخواست حسب ایکٹ ۱۸۸۳ع معہ خرچ کے ڈسمس ہو گئی تھی لہذا ۲۰ جنوری ۱۸۸۹ع کو مسٹر جارج فاکس نے مسٹر الیجرنن الیف ای واٹکنس سے ملاقات کی جس مین اوسنے وعدہ کیا کہ اگر اوسکے بھائی کو واسطے ادائے خرچہ کے مہلت دیجائیگی تو مین بہہ انتظام کرونگا کہ آپکو روپیہ دیا جائے اور اوسنے یہہ بھی وعدہ کیا کہ وہ خود فوراً مسٹران واٹکنس و کمپنی کے پاس رقم امست رکی جو اوسوقت بابت محنتانہ کونسل کے واجب تھی بھیجدیگا اوسی ملاقات مین اوسنے مسٹران واٹکنس و کمپنی کو یہ ہدایت مزید کی کہ رسپانڈنٹ کے خرچہ کی تشخیص مین جہانتک ممکن ہو دیر لگائے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسٹر جارج فاکس مسٹر واٹکنس سے یہہ وعدہ کر کے اور اوسکو یہہ ہدایت دیکر حسب ہدایت شخص مذکور کے مسٹر فارر کے پاس گیا تھا کہ جو اوسوقت مین ایک شریک کوٹھی مسٹران واٹکنس و کمپنی کا تھا اور جسکی سپردگی مین وہ خاص مقدمہ تھا اور اوس سے بھی مکرر ذمہ داری اور ہدایت مذکور کی کیئین اور جس نے اونکو منظور کیا یہ بیان کیا گیا ہے کہ مطابق اسکے مسٹر نیل فاکس کو مہلت دی گئی لیکن اوسوقت سے مدعا علیہم مین سے کسی نے کچھہ ادا نہین کیا مسٹر نیل فاکس اس نالش مین حاضر نہین ہوا ہے مسٹر مورس حاضر ہوا ہے لیکن اوسنے بیان تحریری داخل نہین کیا ہے مسٹر جارج فاکس نے بیان تحریری داخل کیا ہے لیکن کوئی بوقت سماعت اوسکی جانب سے خواہ مدعا علیہم شریک کیجانب سے حاضر نہین ہوا ہے۔

۱۸۹۰ء
واٹکنس
بنام
فاکس

بذریعہ اپنے بیان تحریری کے مسٹر جارج فاکس نے کل ذاتی تعلق مقدمہ پٹینٹ ایکٹ سے انکار کیا وہ اس امر سے بہی انکار کرتا ہے کہ اوسنے کوئی وعدہ ادا کرنے اپنے بہائی کے خرچہ کا کیا تہا اور اوسنے یہ عذر کیا ہے کہ نالش مین تمادی عارض ہے۔ اول نسبت مقدمہ مدعا علیہم اول کے تجویز کیجاتی ہے بمقابلہ اوسکے نالش (سوائے دو خفیف رقوم کے) ایک بل خرچہ پر مبنی ہے جو عدالت ہذا کے عہدہ دار مشخص نے تشخیص کیا ہے اور کوئی وجہ یہہ خیال کرنے کی نہین ہے کہ اون مطالبات مین سے جو اوسمین مندرج ہین کوئی غیر معقول ہے مسٹر فارجو اوسوقت مین ایک شریک کوٹہی مسٹران واٹکنس و کمپنی کا تہا گو اوسنے اوسوقت کے بعد سے اوس سے اپنا تعلق قطع کر لیا ہے مطالبات مذکور کا صحیح ہونا بیان کرتا ہے اور مسٹر نبل فاکس نے خود بعض چٹہیات مین جو اوسنے مدعی کی کوٹہی کو متعلق اونکے دعوی کے تحریر کین اپنی ذمہداری تسلیم کی ہے پس بجز اسکے کہ نالش مین تمادی عارض ہو کوئی بحث اس امر مین نہین ہو سکتی کہ اوسکو روپیہ ادا کرنا چاہیئے۔ نسبت بحث مذکور کے امور مندرجہ ذیل اہم ہین۔ نالش حال ۲۔ اپریل ۱۸۹۱ء کو دایر کی گئی تہی اور مقدمہ پٹینٹ ایکٹ مین ۲۰ جنوری ۱۸۸۸ء کو تجویز صادر کی گئی تہی معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء کو اخیر کام متعلق ترتیب احکام عدالت صدورہ مقدمہ مذکور مسٹران واٹکنس و کمپنی نے انجام دیا ۹ مارچ ۱۸۸۸ء کو مسٹر جارج فاکس کی ملاقات مسٹر واٹکنس سے ہوئی جس مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ نامبردہ نے وہ کام بتلایا جسکی بنا پر اب مدعا کی گئی ہے کہ وہ ذمہدار قرار دیا جائے اور مسٹران واٹکنس و کمپنی کو ہدایت کی کہ جو کچہہ کہ وہ واسطے توقف تشخیص خرچہ اوسکے یہہ بہی مخالف کے کر سکین عملمین لاوین۔ بتعمیل ان ہدایات کے مسٹران واٹکنس و کمپنی بوقت تشخیص بغرض مذکورہ بالا حاضر ہوئے اور ظاہراً تشخیص مین توقف کیتر کرانے مین کامیاب ہوئے اخیر رقم اونکے بل خرچہ کی بابت اون خدمات کے جو اس طرح پر کی گئین مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۸۸ء ہے۔

بحث یہہ ہے کہ آیا وہ میعاد سماعت جو نالش ہذا سے متعلق ہے تاریخ تجویز مقدمہ پٹینٹ ایکٹ سے شروع ہوئی یا اوس تاریخ سے جسکو مسٹران واٹکنس و کمپنی نے اپنا اخیر کار خدمت متعلق تشخیص خرچہ رسپانڈنٹ کے انجام دیا۔

امر ہذا سے دفعہ ۸ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت متعلق ہے اور اگر تاریخ اول الذکر مناسب ہے تو نالش کو جہانتک کہ مسٹر نبل فاکس کو تعلق ہے تمادی عارض ہے اور اگر تاریخ آخر الذکر ہے تو نالش کو ربین المیعاد ہے۔

جزو اہم ما بہ البحث مین یہہ حکم ہے کہ نالش منجانب اٹرنی بابت اوسکے خرچہ نالش کے یا کسی خاص کے تین برس کے اندر تاریخ اختتام نالش یا کار مذکور سے دایر کیجانی چاہیئے پس اول امر تجویز طلب یہہ ہے کہ

۱۸۹۵ء
اکنس
بنام
ٹاکس

کہ اور کس قسم کے یعنے "اندر نالش" یا "اندر خاص کام" کے کارروائی متنازعہ داخل ہوتی ہے۔

مجکو معلوم نہین ہے کہ ان الفاظ مین سے لفظ اول کی تعریف واضعان قانون نے کی ہے گو بلا شک دفعہ سوم ایکٹ حد سماعت مین یہہ مندرج ہے کہ ایکٹ مذکور بجز اسکے کہ مضمون یا باسباق عبارت مین کوئی امر خلاف ہو) لفظ نالش مین اپیل یا درخواست داخل نہین ہے لیکن میری دانست مین اثر اس امتیاز کا خاص اغراض ایکٹ مذکور پر محدود ہونا چاہئیے اور اوس امر سے اوسکو کچھہ تعلق نہین ہے جو اسبر غور نالشات کو تعداد مذکور مین اور قسم کے کام سے علیحدہ کرنیسے بادی النظر مین یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ مقصود تہا کہ کوئی امتیاز عام مابین نزاعی وغیر نزاعی کام کے کیا جائے لیکن بہت سی مثالین نزاعی کام کی بیان کیجا سکتی ہین جن سے بلا کسی غلط طور پر متعلق کرنے عبارت مذکور کے یہ نامناسب ہوگا کہ لفظ "نالش" متعلق کیا جائے اور میرے نزدیک لفظ مذکور ایسی کارروائیات پر محدود ہونا چاہئیے جو قسم مذکور مین بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صراحتاً داخل متصور ہین یا جو بذریعہ اثر ایکٹہائے خاص کے جو اون سے متعلق ہین بطور نالشات کے متصور ہو سکتی ہین۔

اب یہہ غیر ضروری ہے کہ اگر لفظ مذکور اوس معنے مین استعمال کیا جائے تو اوسکے منشا کے تجویز کرنیکی کوشش مزید کیجائے لیکن مجکو معلوم ہوتا ہے کہ اس طرحپر استعمال کرنیسے اوسمین کارروائی حسب دفعہ ۲۴۴- ایکٹ ۱۸۵۹ء داخل نہین ہوتی ہے طریقہ ارجاع اور ضابطہ پیروی اور نتیجہ آخر مقدمہ مذکور مین ایسے اختلافات ہین جنسے فی الواقع فرق اصلی میری دانست مین مابین ایسی کارروائی اور نالش حسب منشے مذکورہ بالا کے پیدا ہوتا ہے علاوہ برین خود ایکٹ ۱۸۵۹ء مین شروع سے آخر تک مابین نالش خلاف ورزی کے جسکی بابت اوسمین حکم ہے اور کارروائی حسب دفعہ ۲۴۴ کے امتیاز کیا گیا ہے پس میرے نزدیک کارروائی حسب دفعہ مذکور داخل نشان قسم دوم مد ۳۰ کے ہے اور جو کچھہ کہ مقدمہ حال مین تجویز کرتا ہے یہہ ہے کہ کب وہ کام جسکے لئے مسٹر نیل ماکس نے مدعیان کی کوٹھی کو اوسوقت مامور کیا جب اونسے اونکو واسطے پیروی اس کارروائی کے مقرر کیا تہا ختم ہوا۔

مگر اس امتیاز سے اس صورت مین میرے نزدیک نتیجہ مین بہت اہم فرق نہین آتا ہے کیونکہ میری دانست مین صورت معمولی نالش کی متعلق ہونی چاہئیے۔

انڈین لاریورٹ مین صریح دو مقدمات ہین جن مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ کب نالش واسطے اغراض ایکٹ حد سماعت کے ختم ہوتی ہے اور سوئے اتفاق سے اونمین خلاف ہے انہین سے

ڈکنس بنام ناکس

ایک نالش مابین جیٹھی بنام سیمین (۱) ہے اور دوسرا بالکرشن پانڈورنگ بنام گووند شوجی (۲) ہے مقدمہ اول الذکر میں یہہ تجویز کی گئی ہے کہ تاوقتیکہ خرچہ شخص اور ڈگری میں مندرج نہ کیا جائے اور ڈگری حوالہ نکیجائے نالش حسب مراد دفعہ ۹۵ ایکٹ حد سماعت ختم نہیں ہوتی ہے مقدمہ آخر الذکر میں بتقلید اوسکے جو مقدمہ سیرس بنام کوابنٹ (۳) میں تحریر کیا گیا تہا یہہ تجویز کی گئی ہے کہ نالش اوس عدالت کے فیصلہ کے ساتھہ ختم ہوتی ہے جس میں وہ دائر کی گئی تہی یہہ بات کسی صورت سے اونکی تجاویز میں مندرج ہے ظاہر نہیں ہوتی کہ آیا اون حکام ذیعلم کے ذہن میں مضمون متعلق بعمل مقدمات مذکور کا بابت دفعہ ۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی تہی یا نہیں لیکن میرے نزدیک مجکو یہہ قیاس کرنا چاہئے کہ حکام ممدوح کے ذہن میں تہی اور بدیں وجہ مقدمات مذکورہ سے ہمارے نزدیک بہہ ثابت ہوتا ہے کہ گو مقدمہ میں کوئی کارروائیات مابعد تجویز یا ڈگری کیگئی ہوں اور بدیں وجہ مقدمہ اوس معنے میں ہنوز قایم ہو (کیونکہ میرے نزدیک دفعہ ۳ سے یہہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے) وہ مقام جسپر واسطے اغراض ایکٹ حد سماعت کے مقدمہ کو ختم متصور کرنا چاہئے حوالگی ڈگری (حسب رائے عدالت مدراس) یا صادر کیا جانا تجویز کا (حسب رائے عدالت بمبئی کے) ہے لفظ تجویز سے فیصلہ عدالت آخر الذکر میں میرے قیاس میں مراد تجویز عدالت سے اوس معنے میں ہے جس میں لفظ مذکور مجموعہ ضابطہ دیوانی میں استعمال کیا گیا ہے لیکن خواہ حوالگی ڈگری یا صادر کیا جانا تجویز کا مقام مناسب واسطے آغاز میعاد سماعت کے ہو کوئی واقعی فرق مقدمہ ہذا میں اس سبب نہیں ہوتا ہے کہ ان دونوں امور میں سے (یہہ متصور کرکے کہ حکم عدالت ابتدائی ڈگری کے تہا) معلوم نہیں ہوتا ہے کہ کوئی تین برس کے اندر قبل از اجراء نالش ہذا کے وقوع میں آیا بلکہ یہہ بحث بہی نہیں کی گئی ہے کہ ایسا وقوع میں آیا لیکن کونسل ذیعلم مدعیان نے یہ دلیل کی ہے کہ آخر رقم واجب الادا متعلق شروع کی رقوم کے تہین اور اس طریق پر کل دعوی مدعی میعاد حد سماعت کے ہوتا ہے۔

مگر اخیر رقوم متعلق تشخیص خرچہ مسٹر نیل فاکس کے مخالف کے ہین بنا بر اپنی بحث کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۔ صفحہ ۔

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۔ صفحہ ۵۱۰

(۳) لارپورٹ کوئینس بینچ جلد ۴ صفحہ ۲۸۳

۱۸۹۵ء وٹکنس بنام [illegible]

مسٹر کرن نے مقدمہ مدراس محولہ بالا پر بغرض یہہ ثابت کرنے کے استدلال کیا کہ درحالیکہ تشخیص خرچہ ہو رہی تہی یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ نالش ختم ہو گئی لیکن گو مین نہایت تعظیم کے ساتہہ شبہہ کرتا ہون کہ آیا اوس قاعدہ کی جو مقدمہ مذکور مین قرار دیا گیا ہے بربناے اصول تائید کیجا سکتی ہے بہرحال میرے نزدیک وہ اوس حملہ آور سے متعلق ہے جو صیغہ ابتدائی عدالت ہذا مین ہے اور مجکو زیادہ تر تقلید اوس قاعدہ کی کرنی چاہیے جو بمبئی مین قرار دیا گیا ہے۔

بلاشک میری دانست مین مقدمہ حال بہت مشابہہ مقدمہ وتری بنام ٹمکنس (۱) کے ہے جسکی تائید ڈربی اور بوڈنکی صاحبان کے قوانین حد سماعت مین صفحہ ۹۴ سطر ۲ پر تحریر ہے لیکن جب تجویز صادر ہو چکی ہو اور اپیل نہو میعاد قانون شروع ہو جاتی ہے اور بوجہ رقوم مابعد کے جو اندر چہہ سال کے متعلق کام نالش مذکور کے ہون رقوم اولین مندرجہ بل میعاد سے خارج نہین ہو جاتین اور مقدمہ مین قطع مابعد بابت تشخیص خرچہ ایک فریق مخالف کے تہی لہذا میرے نزدیک مدعیان مقدمہ ہذا کامیابی کے ساتہہ اخیر رسوم اپنے بل پر بطور جواب قانون مذکور کے استدلال نہین کر سکتے۔

یہہ نتیجہ اخذ کرکے مین نے بلحاظ جملہ حالات مقدمہ کے یہہ مناسب سمجہا کہ اپنی تجویز کو اس غرض سے ملتوی کرون کہ مدعیان اگر مناسب سمجہین اپنے عرضی دعوی کی ترمیم بدین وجہ کرنے دعوی برارست کے تاثیر قانون مذکور سے بربناے اقرارات ذمہ داری کے جو مسٹر [illegible] نے اپنی بعض چٹہیات مین کئے ہین جو میرے روبرو واسطے ایک اور غرض کے پیش کی گئی ہین ذکر اوسکی چٹہیات مورخہ کو بہی مدعیان مورخہ ۱۲ مئی و [illegible] ۱۸۹۱ء کا کرتا ہون ان چٹہیات مین صریحاً اقبالات ذمہ داری نہ صرف خرچہ مقدمہ کا اوس کام کے بہی مندرج ہین جو بعد ازان مسٹران وٹکنس و کمپنی نے بعد صادر ہونے ڈگری مقدمہ کے داخل میعاد قانونی ہونا ہے عرضی دعوی مطابق ان بیانات ترمیم کی گئی ہے اور بہ نیوجہ میرے نزدیک ایک ڈگری معہ خرچہ حسب معمول بنام مدعا علیہ بابت کل تعداد متدعویہ کے ہونی چاہیے شاید مجکو یہہ اور تحریر کرنا چاہیے کہ گو ترمیم مذکورہ بہ تفہیم میری دی گئی تہی [illegible]

(۱) رپورٹ ہائے نیال و ایڈ النس صاحبان جلد [illegible]

سنہ ۱۸۹۵ء
واٹکنس بنام فاکس

مگر کونسل فریق مدعیان نے یہہ نہین چاہا کہ اپنی اِس حجت سے دست بردار ہون کہ مقدمہ دیگر تجویز بین المیعاد ہے۔

بعد ازین نسبت مدعا علیہ مسٹر موس کے مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ میرا اطمینان نسبت اوسکی ذمہ داری کے بلحاظ اوس طریقہ کے ہے کہ جس سے وہ اِسمقدمہ مین شامل کیا گیا محض یہہ بیان مسٹر نیل فاکس کا کہ مسٹر موس ایک ایسا شخص تہا جسکو منسوخی پیٹنٹ سے تعلق تہا اور جسکی جانب سے اوسنے مدعی کی کوٹھی سے مشورہ کیا تہا میری راے مین اسلیے کافی نہین ہے کہ اوس سے مطالبہ کیا جاے مجکو معلوم ہوتا ہے کہ درخواست حسب ایکٹ پیٹنٹ اِس بنا پر ڈسمس ہوئی تہی کہ وہ فی الواقع درخواست مسٹر نیل فاکس ایک لیسنسدار کی تہی اور نہ از جہت مسٹر موس کی اور باہر امسٹر موس کے ذمہ داری اصلی اِس خرچہ سے برابر انکار کرتا رہا ہے جس سے مین اوسکی یہہ مراد سمجہتا ہون کہ اوسکی جانب سے نہین کیا گیا تہا مجکو کوئی شہادت اِس امر کی معلوم نہین ہوتی کہ پیروی مقدمہ مذکور کی بابت اوسکے یا واسطے اوسکے فایدہ کے کی گئی تہی اور چونکہ میرے نزدیک وہ فی الواقع کوئی فریق مقدمہ مذکور کا نہ تہا بلکہ صرف براے نام تہا لہذا اوسکا یا اولکا یہ کبہی منشا نہ تہا کہ وہ کسی طرح غیر ذمہ دار مسٹران واٹکنس وکمپنی کا بوجہ نتیجہ استعمال اوسکے نام کے ہو لہذا میرے نزدیک نالش بمقابلہ مسٹر موس کے ڈسمس ہونی چاہیے۔

بعد ازین نسبت مسٹر جارج فاکس کے میرے نزدیک یہہ بیان کہ اوسکو تحریک نے مسٹران واٹکنس وکمپنی سے تعلق بذریعہ شہادت کے ثابت نہین کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اول مرتبہ کہ ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کو اونکے پاس گیا اور اوسوقت اوسنے اپنے بہائی کے لیے مہلت مانگی اور یہہ کہا کہ وہ ذمہ دار ہے اور بلاشک یہہ نہین معلوم ہوتا کہ تا مہرگان منشا اوسکو اوسوقت اصل مالک تصور کیا لیکن نسبت اوسکی ذمہ داری کے گو وہ اب اوس سے اپنے بیان تحریری مین انکار کرتا ہے مجکو کوئی وجہ شبہہ کی مسٹر فاکس کی شہادت مین معلوم نہین ہوتی خلاف اسکے تمام جو کچہہ کہ ہے وہ انکار مندرجہ بیان تحریری اور اسقدر ہے مسٹ انکار کسی بیع "تو" کا اوسکی چٹہی موسومہ مسٹران واٹکنس وکمپنی مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۵ء مین ہے بخلاف اسکے مسٹران واٹکنس وکمپنی نے نہایت شروع کی نوبت اپنی مراسلت متعلقہ اپنے دعوی مین اِس وعدہ کا ذکر کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ عرصہ تمینا چہہ ہفتے تک بعد مسٹر

[illegible] ۱۸۹۵ء — واٹکنس بنام فاکس

جارج فاکس کی ملاقات ۸ مارچ کے کوئی درخواست اوسکے بہائی سے مسٹران واٹکنس کمپنی نے واسطے ادا کے نہین کی گو اونہون نے اپنے پاس سے ایک رقم [illegible] کی تہی۔

میری دانست مین مسٹر جارج فاکس نے یہہ ذمہ داری کی تہی کہ اوسکا بہائی خرچہ نہ صرف مقدمہ مذکور کا بلکہ وہ خرچہ بہی ادا کریگا جو تشخیص خرچہ کارروائی فریق ثانی کے ملتوی کرنے مین ہوگا اور اوسکا وعدہ یہہ تہا کہ اگر اوسکا بہائی خرچہ مذکور مسٹران واٹکنس وکمپنی کو باوجود مہلت دینے کے یعنے جیسا کہ مین تصور کرتا ہون معقول مہلت واسطے ادا کے دینے کے ادا نکریگا تو وہ خود خرچہ مذکور ادا کریگا مسٹران واٹکنس وکمپنی نے میری رائے مین اوسکو معقول مہلت دی اونہون نے اول مطالبہ بعد ۸ مارچ کے اگست ما بعد کے آخر مین کیا تہا اور اوس وقت میرے نزدیک اوسکے بہائی کے ادا نکرنے پر ذمہ داری مسٹر جارج فاکس کی پیدا ہوئی نہ پیشتر اوسکے اور میری رائے مین اوسکا عذر قانون مدت سماعت کا ساقط ہوتا ہے اور مقدمہ مقابلہ مدعا علیہ کے اور نیز مقابلہ اوسکے بہائی کے پورا مع خرچہ حسب معمول ڈگری ہونا چاہئے (۱)۔

اٹرنی منجانب مدعی۔ بالولت ماوہب ملک۔

ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام چندرکانت مکرجی †

۵ ستمبر ۱۸۹۵ء

یہ نالش ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال نے بطور وصی وصیت نامہ چارلس [illegible] لنٹن متوفی اٹرنی ہائیکورٹ کلکتہ کے واسطے دلاپانے رقم [illegible] کے دائر کی تہی جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ واجب الادا ہے بابت خرچہ اوس کام کے واجب تہی جو اٹرنی مذکور نے متعلق بعض نالشات کے اپریل ۱۸۸۱ء سے جولائی ۱۸۸۸ء تک کیا تہا بل خرچہ کی تشخیص ۱۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کو کی گئی اور ۲ مئی ۱۸۹۲ء کو وہ منظور ہوا۔

عرضی دعوی مین مدعی نے یہہ تسلیم کیا کہ بعض رقوم بابت مطالبہ مذکور کے ادا کی گئی تہین اور اخیر رقم ۱۳ جون ۱۸۸۹ء کو ادا کی گئی۔

مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین یہہ عذر کیا کہ نالش از روے ایکٹ میعاد سماعت کے ممنوع السماعت ہے اور اسکا منکر ہے کہ ۱۳ جون ۱۸۸۹ء کو یا کسی اور تاریخ کو کوئی رقم ادا کی گئی تہی لیکن یہہ بیان کیا کہ تا سپرد ۔ اٹرنی کو [illegible] بطریق خرچہ ادا کر چکا ہے اور کوئی اور رقم اوسکو واجب نہین ہے اوسنے یہہ بہی بیان کیا کہ ۲ دسمبر ۱۸۸۸ء وہ اخیر تاریخ تہی

† اپیل نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۵ء۔

۱۹۰۳ء
ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام چندرکانت مکرجی

جسپر کوئی کام اوسکے لئے متوفی نے (بطور اٹرنی کے) کیا تہا اور یہ وہ تاریخ تہی جسکو اخیر نالش ختم ہوئی اثناے سماعت مین چٹہی مندرجہ ذیل منجانب مدعی کے داخل کی گئی جو بابو پران ناتہ ہیال نے منجانب چندرکانت مکرجی بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال کے تحریر کی تہی۔

"چونکہ مجکو اطلاع ہوئی ہے کہ میرا موکل مدعا علیہ بابو چندرکانت مکرجی سخت بیمار ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اب اوس سے ہدایات واسطے کرنے کارروائی تشخیص بل خرچہ کے معاملہ مذکور الصدر مین حاصل کیجائین لہذا مین آپ سے یہہ استدعا کرتا ہون کہ آپ مہربانی کر کے میرے موکل کو ہفتہ کی مہلت دین جسکے اندر یا تو معاملہ بل مذکور متعلقہ خرچہ کا تصفیہ کیا جائے یا اگر نہ کیا جا سکے تو کارروائی تشخیص بل خرچہ اٹرنی مذکور مسٹر سی ٹوی لنٹن متوفی کی کیجائے مین اسکے ساتہہ مبلغ ([illegible]) روپیہ بہیجتا ہون جو آپکو بابت محنتانہ تشخیص بل مذکور کے دینے پڑے تہے اخیر مین مین یہہ استدعا کرتا ہون کہ آپ مہربانی کر کے اپنے اوس کلرک کو جسکے سپرد یہہ کام ہے کہ ہدایت فرماوین کہ وہ میری درخواست التواے تشخیص کے چہہ ہفتے تک ملتوی رکہنے پر راضی ہو جائے۔"

نالش حال ۱۲ اگست [illegible] کو دایر کی گئی تہی۔

ٹریولین صاحب جج۔ مقدمہ ہذا مین صرف یہہ تنقیح ہے کہ آیا نالش ہذا مین قانون مدت سماعت عارض ہے یا نہین۔

نالش ہذا بربناے اٹرنی کے بل خرچہ کے دایر کی گئی ہے اور یہہ کام اٹرنی مذکور نے واسطے موکل کے سال [illegible] مین برس سے زیادہ عرصہ [illegible] کے کیا تہا بل مذکور بابت ایک نالش کے ہے جو بنام موکل مذکور دایر کی گئی تہی اٹرنی مذکور نے اوس اپیل مین کام کیا جس سے نالش مذکور ختم ہوئی اخیر کام جو اوس نے کیا نقل کرنا [illegible] تشخیص کا تہا جو فریق ثانی نے جاری کرایا تہا اور جسکو [illegible] اپنے موکل کے پاس بہیجا تہا نالش مذکور مین سواے اسکے کچہہ اور کرنے کو نہین تہا کہ فریق ثانی [illegible] ڈگری خرچہ حاصل کی تہی منسوخ جاری کرانے ڈگری مذکور کا تہا یہ حجت کی گئی تہی کہ واسطے غرض ایکٹ مدت سماعت کے نالش مذکور ختم نہین ہوئی تہی کیونکہ ممکن ہے کہ اٹرنی کو کارروائیات اجراء مین حاضر ہونا پڑے یہہ حجت اگر صحیح ہو تو اوس سے اٹرنی کا چارہ کار بارہ برس کے لئے ملتوی ہو جاویگا۔

میری راے مین معمولی طور پر اوس وقت نالش کا ختم ہونا کہا جا سکتا ہے کہ جبکہ [illegible]

۱۸۹۹ء منس بنام لس

ڈگری کے کچھہ اور کرنے کو باقی نرہے۔ یہہ بھی حجت کیگئی کہ مدعی مستحق میعاد جدید کا بربنا ء اول جزو ادا اور دوم بربناے اقرار ذمہداری کے ہے۔ جزو ادا جو اسمین مستدعوم کیا گیا ہے صریحاً ادا کرنا ایک قسم کا تہا جو ایڈمنسٹریٹر جنرل نے بعد وفات مسٹر نیبٹن کے ادا کی تہی وہ جزو ادا کرنا اپیل کو رکا نہتہا۔ وہ امر کہ جسکا اقبال ذمہ داری کی حد تک پہونچنا بیان کیا گیا ہے ایک چٹھی مین پایا جاتا ہے جو مدعا علیہ کے اٹرنی کی لکہی تہی وہ حسب ذیل ہے (چٹھی مندرجہ صفحہ ۹۰۰ ماقبل پڑہی گئی) یہ عجیب بات ہے کہ ترتیب دہندہ عرضی دعوی نے اس چٹھی کو اس غرض سے پیش نہین کیا کہ اس مقدمہ کو تمادی ایکٹ سے خارج ہوتا ہے۔

مدعی نے چند مقدمات انگلستان کا حوالہ دیا اخیر مقدمہ ایک فیصلہ ارتہہ صاحب جسٹس صادرہ مقدمہ کردین بنام طبرن (۱) ہے۔

یہ مقدمہ عدالت اپیل مین پیش ہوا لیکن وہان دیگر وجوہ پر فیصل کیا گیا جو مقدمات محولہ عبارت متعدد چٹھیات پر منحصر ہین اگر چٹھی حال کی یہہ تعبیر کیجاسکے کہ وہ ایک اقرار ذمہ داری ہے تو مدعی مستحق ڈگری ہے میرے نزدیک اوسکی یہہ تعبیر نہین ہوسکتی ہے۔

چٹھی مذکور کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اٹرنی کو کوئی ہدایات ہرگز نہین کی گئی تہین وہ استدعی التوا کا ہے اور یہہ بھی بیان کرتا ہے کہ اوس زمانہ کے اندر معاملہ تصفیہ ہو جاویگا یا مقدمہ آگے کو چلے گا کوئی وعدہ کسی قسم کا نہین ہے کہ تصفیہ بل مذکور کا اس معاملہ مین کیا جاویگا کہ اوسکا کوئی جزو ادا کیا جاویگا۔

اگر ایک اٹرنی فریق مخالف اٹرنی کو کسی مقدمہ مین جو واسطے تجویز کے پیش ہونے کو ہو یہ استدعا چٹھی لکہے کہ واسطے التواے مقدمہ کے اس غرض سے جو مناسب ہو کہ فریقین تصفیہ مقدمہ کا کرین اور اگر وہ تصفیہ نکرینگے تو مقدمہ آگے کو چلیگا کیا اس صورت مین یہہ چٹھی بطور اقرار ذمہداری اوسے کل یا کسی جزو زر متدعوبہ نالش کے متصور ہو سکتی ہے میری دانست مین نہین ہوسکتی مقدمہ حال مین اٹرنی نے اس سے زیادہ کچھہ نہین کیا میرے نزدیک مقدمہ ڈسمس ہونا چاہئے۔

۱۸۹۹ء ۱۴ اگست

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس تامس صاحب جسٹس و ہنڈرڈن صاحب جسٹس

محمد اکرم شاہ وغیرہ مدعیان بنام انا بلی چودہرانی وغیرہ مع دیگر مدعا علیہا

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۱ صفحہ ۲ ...‡ اپیل ڈگری اپیل نمبر ... سنہ ۱۸۹۷ء بنا راضی ڈگری صادرہ ... الہ آباد ... صاحب ... ضلع ... صادرہ ... ڈگری صادرہ بابو ... مورخہ ... فروری سنہ ۱۸۹۸ء

۱۸۹۰ محمد اکرم شاہ بنام انا بی بی چودھرائن

ایکٹ حد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ ۲ مد ۱۲۷ - جایداد خاندان مشترک - نالش منجانب مسلمان واسطے قبضہ حصہ کے بذریعہ وراثت کے -

مد ۱۴۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) نالش مسلمان سے جو بابت قبضہ بذریعہ حق وراثت حصص از قسم جایداد اپنے مورث متوفی کے ہو متعلق نہیں ہے -

مدعیان نے نالش حال عدالت جج ماتحت دیناجپور مین واسطے دلاپانے قبضہ پانچ آنہ ۱۶ گنڈا ۲ کراس ۲ کرانت حصہ بعض جایدادہائے منقولہ و غیر منقولہ کے اس بیان سے دایر کی کہ وہ جایدادہا متروکہ ایک شخص مسمی پنچو شاہ کی ہین اور مدعیان کو جو اونپر مشمول مدعا علیہما کے قابض تھے اشخاص آخر کار نے بہاگن ۱۲۹۳ بنگلہ (فروری ۱۸۸۷ء) مین بیدخل کر دیا ہے طرفین نے یہ تسلیم کیا کہ پنچو شاہ ۱۲۶۴ء بنگلہ (۱۸۵۸ء) مین ایک بیوہ مدعا علیہا نمبر ۱ اور دو دختران زینت النساء و عزت النساء چھوڑکر فوت ہوا مدعی نمبر ۱ محمد اکرم شوہر عزت النساء کا تھا جو ۱۸۸۵ء مین دو پسران مدعیان نمبر ۲ و ۳ - اور ایک دختر مدعیہ نمبر ۴ چھوڑکر فوت ہو گئی -

مدعیان نے بیان کیا کہ بعد وفات پنچو شاہ کے اوسکی بیوہ اور دو دختران قابضان مشترک جایدادہائے متروکہ نامبردہ کی تہین اور بعد وفات عزت النساء کے مدعیان بھی بطور اوسکے ورثائے قانونی کے قابض جایدادہائے مذکور مشمول مدعا علیہما بقدر حصہ متدعویہ نامبردگان کے اوسوقت تک تھے کہ جب تک اونکو اوس سے مدعا علیہما نے بیدخل نہ کیا خاص جواب یہی بربنائے عذر حد سماعت کے ہوئی کیونکہ مدعا علیہا نمبر ۱ انا بی بی کی نسبت بیان کیا گیا کہ وہ وقت وفات پنچو شاہ سے جو ۱۲۶۴ء (۱۸۵۸ء) مین ہوئی جایدادہائے مذکورہ پر بلا شرکت غیرے قابض ہے - جج ماتحت نے مدعیان کے حق مین ڈگری جایدادہائے غیر منقولہ متدعویہ کی صادر کی حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ اگر مد ۱۲۷ - ایکٹ حد سماعت متعلق نہ بھی ہو تاہم کوئی بحث متعلق ہونے مد ۱۴۴ کی نہیں ہو سکتی تھی اور بوجہ میعاد بمقابلہ مدعیان کے شروع نہین ہو سکتی تھی تاوقتیکہ مدعا علیہم کا قبضہ اونکے مخالفانہ نہو جاوے اور قبل ۱۲۹۳ (۱۸۸۶ء) کے کوئی علامت قبضہ مخالفانہ - مدعا علیہ نمبر ۱ کی بمقابلہ مدعیان کے نہین تھی چنانچہ حاکم موصوف نے عذر حد سماعت کو نامنظور کیا بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے ڈگری جج ماتحت کو منسوخ اور نالش کو ڈسمس کیا مدعیان نے اپیل ہذا ہائیکورٹ مین دایر کیا

سنہ ١٨٩٥ء
مدراس ہائکورٹ
بنام
اہلیلی پی چودہرائے

مسٹر سی پی ایل ویا بوسری تا تہہ داس و بابو گوبند چند رداس و مولوی محمد مصطفی خان منجانب اپیلانٹ ان ۔

مسٹر ایل پی پو و بابو جسو دانندن پرمانک منجانب رسپانڈنٹ ان ۔

مسٹر ایل ۔ نسبت عذر حد سماعت کے مدعا علیہا یہ حجت کرتے ہین کہ وقت وفات پنچو سے مدعا علیہا اناربی اون جایدادون پر جو نامبردہ نے چھوڑی تہین تنہا قابض تہی اور اوسکی دختران اوسپر کبھی قابض نہین تہین مدعیان یہہ بیان کرتے ہین کہ دختران منافع جایداد ہائے مذکورہ سے حصہ لیتین اور اپنی مان کے ساتھہ رہتی تہین اور وہ سب شریک رہتی تہین اور جو جایداد کہ پنچو سے ورانتاً ملی تہی جایداد خاندان مشترک کی تہی اور اس سے مد ١٢٧ ضمیمہ ٢ ۔ ایکٹ حد سماعت متعلق ہے اناربی بطور امانت دارہ منجانب نابالغ دختران کے تہی اور بدینوجہ اوسکا قبضہ اونکے مخالف نہین ہو سکتا ہین تسلیم کرتا ہون کوئی ایسی چیز مسلمانون مین نہین ہے کہ جیسی ہندوؤن مین خاندان مشترک ہوتی ہے مگر ایسی چیز ہے کہ جسکو جایداد مشترک کہتے ہین مناسب مفہوم درحالیکہ مسلمان شامل رہتے اور کہانا کہاتے ہین یہہ ہے کہ جو اشخاص اپنا خرچ جایداد سے پاتے ہین اپنے حصص پر قابض ہین مقدمہ خیر النسا بنام صالح النسا خاتون (١) یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ضمن ١٣ دفعہ ١ ۔ ایکٹ ١٤ سنہ ١٨٥٩ء مسلمانون اور نیز ہندو سے متعلق ہے تجویز مذکور مین یہہ مندرج ہے جو الفاظ کہ ضمن مذکور مین استعمال کئے گئے ہین یہہ ہین جایداد خاندان مشترک اور جایداد جسکا مشترک ہونا بیان کیا گیا جو معمولی الفاظ بلحاظ مشترکت خاندان ہائے اہل ہنود کے ہین لیکن ہمکو کوئی استثنا نسبت خاندان ہائے مسلمانان کے معلوم نہین ہوتی یا کیون اونکے جداگانہ حقوق بذریعہ ورانت اون قیود مین داخل ہون جو بالعموم خلاف اون اشخاص کے جو امانت داران نہین ہین و نیز اونکے جو انکا خاندان مین مقرر ہین" فیصلہ مقدمہ بادشاہ بنام معصوم شاہ (٢) ایک نظیر واسطے اس مسئلہ کے ہے کہ مشترک جایداد خاندان مین جایداد متروکہ مسلمان متوفی اور قابل تقسیم مابین اوسکے ورثاء کے تاوقتیکہ وہ تقسیم نہو داخل ہے اور مد ١٢٧ ۔ ایکٹ حد سماعت متعلق تقسیم جایداد مذکور سے متعلق ہے مقدمہ مذکور کی تقلید مقدمہ عبد الرحیم بنام کریا رام واجی (٣) کی گئی تہی لہذا مد ١٢٧

(١) ویکلی رپورٹر جلد ٥ صفحہ ٢٣٨ (٢) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ١٤ صفحہ ٧٠ ۔
(٣) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ١٨ صفحہ ١٨٦ ۔

سنہ ۱۸۹۵ء
محمد اکرم شاہ
بنام
اللہ دی چودہرانی

مسلمانون ونیز ہندؤن سے متعلق ہے منشی سوار بنام سولکو سردار (۱) یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اگر کوئی شریک خاندان مسلمان کا بھی لگان وکرایہ منافع جایداد خاندان کا وصول کرتا ہے اوسکا قبضہ مخالفانہ اوسکی مان اور بہن کے نسبت نہین کیا جا سکتا تاوقتیکہ یہ اشخاص شمول وسکے رہین اونکا نالہا مین اور روپیہ کا معاوضہ تشکیل واسطے اونکے اخراجات خاندان کے لین نیز دیکھو مقدمہ چندرمتی دیبیا بنام طہر جان بی بی (۲)

مقدمہ جلاس کامل ای رحیم بنام ضیا احمد (۳) ومقدمہ پیجا بنام محی الدین (۴) خلاف ہیری حجت کے مین عدالتہاے مدراس والہ آباد دینے ایکٹ سے قایم کی ہے اور عدالت بمبئی نے دوسری۔

مسٹر پوہنجا نب رسپانڈنٹان۔ یہ عذرات قانونی پیدا نہین ہوتے ہین جج عدالت ماتحت اپیل نے یہ تجویز کی ہے کہ صرف اناپلی قابض جایداد ہے نزاع کی تہی یہ تجویز نہ تہا ہے سماۃ کا قبضہ مخالف اوسکی دختران کے تہا بجز اسکے کہ مد ۱۲۷۔ ایکٹ حد سماعت متعلق ہوئے نالش مین تمادی عارض ہوگی یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ کوئی ایسا خاص رواج خاندان کا ہے جسکے ذریعہ سے قواعد دہرم شاستر نسبت جایداد خاندان مشترک کے متعلق ہون تجویز مقدمہ پیجا بنام محی الدین (۴) مین یہ مندرج ہے "ہمکو یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ جایداد جو بلحاظ معنے ہندؤن کے تاریخ وفات متوفی تک کسی طرحپر جایداد خاندان مشترک تہی مطابق معنے ہندؤن کے بسبب اوسکی وفات کے جایداد مشترک ہو جاوے اور ہم سوا اسکے کچھ اور خیال نہین کر سکتے کہ الفاظ جایداد خاندان مشترک موضوعہ مد ۱۲۷ کا یہ مقصود تہا کہ وہ جایداد خاندان مشترک سے مطابق معنے الفاظ مذکور مستعملہ اہل ہنود کے متعلق ہون" مقدمہ رحیم بنام ضیا احمد (۳) یہہ تجویز ہوئی کہ الفاظ جایداد خاندان مشترک موضوعہ مد ۱۲۷ سے مراد خاندان مشترک ہے نیز دیکھو مقدمہ رگھوناتہ بلی بنام مہاراج بلی (۹)

مسٹر ہل نے جواب دیا۔

تجویز عدالت صاحب جسٹس گارڈن صاحب جسٹس) گارڈن صاحب جسٹس نے فرمایا گارڈن صاحب جسٹس نے نالش تہا ایک حصہ بعض جایدادون کا ہے جو ایک شخص مسمی

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۱ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۵ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۷۰ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد صفحہ

محمد اکرم شاہ بنام انار بی بی چودھرائن

پنچو شاہ کی تہین پنچو سنہ ۱۸۹۲ء مین ایک بیوہ بی بی انار بی اور دو نابالغ دختران زینت النسا و عزت النسا چھوڑکر فوت ہوا عزت النسا نے اکرم شاہ سے جو مقدمہ ہذا مین مدعی نمبر ۱ ہے نکاح کیا سنہ مذکور سنہ ۱۸۹۲ء مین وہ نابالغ پسران اور ایک بالغ دختر جو مدعیان نمبر ۲ و ۳ و ۴ ہین چھوڑکر فوت ہوئی مدعیان بیان کرتے ہین کہ پنچو کی وفات پر اوسکی بیوہ اور دو دختران بحق اوسکی جایداد کے وارثان پائین اور اوسپر وہ مشترکہ قابض و متصرف تہین اور بعد وفات عزت النسا بر جسکا حصہ سات آنہ تہا مدعیان بحق ایک حصہ ۵ بر ۶ گنڈا ۲۸ کراس اور ۲ کرانت وراثتًا پایا اور بشمول مدعا علیہما بی بی ناکلی عرف زینت النسا کے ۱۹۰۲ء تک قابض رہین اور اوسوقت وہ بیدخل کیگئین چنانچہ وہ نالش ڈگری پانے قبضہ اپنے حصہ کی کرتی ہین جوابدہی یہہ ہے کہ پنچو شاہ کی وفات پر اوسکی بیوہ انار بی بی تمام اوسکی جایدادون پر قابض ہوئی اور اوسوقت سے برابر تنہا اور بلا شرکت غیرے بطور مالک کے قابض ہے اور اس سبب سے نالش مذکور مین تمادی عارض ہے جج ماتحت نے مدعیان کے حق مین ڈگری بابت جایدادہاے غیر منقولہ متدعویہ کے صادر کی حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ مدعیان ان جایدادون سے قبل سنہ ۱۹۰۲ء کے خارج یا بیدخل نہین ہوئے لہذا بموجب خواہ مدات ۱۲۷ یا ۱۴۲ یا ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت متعلق ہون نالش مین کسی طرحپر تمادی عارض نہین ہوسکتی بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے ڈگری جج ماتحت کو منسوخ اور نالش کو ڈسمس کیا حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ عزت النسا خواہ مدعیان کا کبہی قبضہ جایداد متدعویہ پر نہین ہوا اور پنچو کی وفات پر صرف انار بی بی قابض ہوئی اور بطور مالک بلا شرکت غیرے بدستور قابض رہی اور قبضہ مذکور برابر مخالف اور خلاف مدعیان کے رہا ہے اور بدینوجہ نالش مین تمادی عارض ہے حاکم موصوف نے یہ بہی تجویز کی کہ بموجب شرع محمدی کے پنچو کی وفات پر عزت النسا اور مدعا علیہا داخل خاندان مشترک نہ تہے اور جو جایداد کہ اونکو وراثتًا ملی وہ جایداد خاندان مشترک اوس معنے مین نہ تہی جس مین یہ الفاظ ہندون کے طریقہ اصول قانون مین سمجہے جاتے ہین ۔

اپیل دوم مین سٹرل نے یہ حجت کی کہ فیصلہ ذریعہ صاحب جج ضلع کا ایک غلط راے متعلق قانون حد سماعت پر جو واقعات مقدمہ سے متعلق ہے مبنی ہے حاکم موصوف نے یہ دلیل کی کہ چونکہ یہ ثابت ہے کہ بعد وفات پنچو کے اوسکی دختران زینت النسا و عزت النسا اپنی ماں کے ساتھ رہتی تہین اور وہی اونکی پرورش کرتی تہی

۱۸۹۵ء
محمد اکرم شاہ
بنام
رانی بیبی و دیگر

وہ سب خاندان مشترک مین داخل نہین اور جو جایداد کہ اونہون نے بنجویب وراثت پائی حسب مراد دفعہ ۲ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت ۱۸۷۷ء جایداد خاندان مشترک تہی اور قبضہ رانی بی کا قبضہ سماۃ مذکور بطور متہمہ یا امانت دارہ منجانب اپنی دختران نابالغ کے تہا اور قبضہ مذکور مخالفانہ یا خلاف ونکے جیسا کہ صاحب جج ضلع نے تجویز کیا ہے نہین ہو سکتا تہا مسٹر ال نے تسلیم کیا کہ اگر دفعہ ۱۴۴ یا دفعہ ۱۴۱ - ایکٹ حد سماعت متعلق ہو تو نالش مین تمادی عارض ہے اور بدینوجہ صرف ایک امر جسکی تجویز ہمکو کرنی ہے یہ ہے کہ آیا دفعہ ۱۲۷ مقدمہ حال سے متعلق ہے یا نہین مسٹر ال نے اثنا ے اپنی بحث مین نظائر مندرجہ ذیل کا حوالہ دیا - خیر النسا بنام صالح النسا خاتون (۱) اچپا بی بی بنام عزیز النسا بی بی (۲) بادشا بنام معصوم شاہ (۳) اسے رحم بنام ضیا احمد (۴) پیچا بنام محی الدین (۵) چیندمنی دیبیا بنام مہاراجن بی بی (۶) ونشی سردار بنام سولنگو سردار (۷) جہانتک کہ ہمکو معلوم ہے کوئی فیصلہ عدالت ہذا کا بموجب دفعہ ۱۲۷ کے ایسا نہین ہے جو متعلق اوس امر کے ہو جو کہ اب پیش کیا گیا ہے یعنے آیا الفاظ جایداد خاندان مشترک موقوعہ مذکور ایسی جایداد مسلمانون سے متعلق ہین یا نہین جس سے بہ نسبت اصول شرع محمدی متعلق ہون مقدمہ خیر النسا بنام صالح النسا خاتون (۱) کا فیصلہ بلحاظ ضمن ۱۳ دفعہ ۱ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء کے ہوا تہا اور یہ تجویز کی گئی تہی کہ الفاظ جایداد خاندان مشترک موقوعہ ضمن مذکور مسلمانون اور ہندو خاندانون سے متعلق ہین لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا کہ آیا مسلمان خاندان مقدمہ ہذا سے کوئی ایسا رواج خاص متعلق ہے یا نہین جسکی رو سے قواعد شرع نسبت جایداد خاندان مشترک متعلق ہون اور بدینوجہ ہمارے نزدیک یہ فیصلہ نسبت اوس امر کے جو کہ اب پیش کیا گیا ہے قطعی نہین ہے صرف وہ مقدمات جو صریحاً بحث مذکور سے متعلق ہین یہہ ہین بادشا بنام معصوم شاہ (۳) اسے رحم بنام ضیا احمد (۴) و پیچا بنام محی الدین (۵) ہائیکورٹ بمبئی نے یہ تجویز کی کہ دفعہ ۱۲۷ نالش مسلمان متعلقہ تقسیم جایداد خاندان مشترک سے متعلق ہے اور عدالتہائے ہائیکورٹ الہ آباد و مدراس

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۲۳۸ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۴۵ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۷۰ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۸۲ (۵) ” ” ” مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۷۰ (۶) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۵ + (۷) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۱۰

محمد اکرم شاہ بنام امارنبی چوہدری ۱۸۹۵ء

نے رائے خلاف قایم کی ہے اور ان فیصلجات پر بخوبی غور کرنیکے بعد ہمارے نزدیک جو رائے کہ عدالتہائے ہائیکورٹ الہ آباد و مدراس نے قایم کی ہے صحیح ہے ہمکو واضح ہوتا ہے کہ اگر ٹھیک ٹھیک بیان کیا جاوے تو خاندان مشترک اور جایداد خاندان مشترک شرع محمدی مین اوس معنے مین نہین ہوتی ہے جیسا مین یہ الفاظ طریقہ دہرم شاستر مین سمجھے جاتے ہین یہ صحیح ہے کہ بعض حصص ہند مین مسلمان خاندانون نے ہندوؤن کے دستور و رواج اختیار کئے ہین اور جہان کہین اونہون نے ایسا کیا ہے اون سے اصول دہرم شاستر نسبت جایداد خاندان مشترک کے متعلق کئے جاسکتے ہین لیکن ایک خاص دستور اس قسم کا جو بالکل خلاف شرع محمدی کے ہے اور جسکا ذکر اوسمین بالکل نہین ہے بیان اور ثابت کیا جانا چاہئے قبل اسکے کہ یہہ تجویز کیجاوے کہ وہ کسی خاص مقدمہ سے متعلق ہے مقدمہ حال مین کوئی ایسا رواج عرضی دعوی یا امور تنقیح طلب مین بیان نہین کیا گیا ہے بلکہ اوسکا حوالہ بھی نہین دیا گیا ہے اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ نالش جیسی کہ ترتیب دیگئی ہے واسطے دلاپانے حصہ خاص جایداد متروکہ نجو شاہ کی ہے اور نہ واسطے واپس دلائے جانے مشترک قبض و تصرف حصہ مذکورہ کے بشمول مدعاعلیہا کے جوجیسا کہ بعض حکام ذیعلم ہائیکورٹ الہ آباد نے تبلایا ہے غرض نالش مقصودہ مد ۱۲۷ کی ہے لہذا صرف اس بنا پر ہمارے نزدیک ہمکو یہہ تجویز کرنی جایز ہے کہ مد ۱۲۷ مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے بلکہ ہماری یہہ بھی رائے ہے کہ بصورت نہونے کسی بیان یا ثبوت کسی خاص رواج کے فریقین نالش ہذا سے اصول شرع محمدی نہ کہ اصول دہرم شاستر متعلقہ جایداد خاندان مشترک متعلق ہین بلحاظ اس رائے کے اور چونکہ نالش مین بربنائے تجاویز واقعات کے جو ذیعلم صاحب جج ضلع نے کی ہین بموجب مدات ۲۳ و ۱۴۴ ضمیمہ دوم ایکٹ مدسماعت کے تمادی عارض ہے لہذا ہمارے نزدیک اپیل ساقط ہوتا ہے اور بغیر ضروری ہے کہ دیگر امور پر جنپر مسٹر ہل نے ہمارے روبرو اصرار کیا ہے غور کیا جائے۔ اپیل مذکورہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔ اپیل ڈسمس کیا گیا۔

۱۸۹۵ء جولائی ۲

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر بیل صاحب جسٹس

پریم لعل مالک نابالغ بذریعہ ربیع ڈیلا رفیق قریب ترین بر تیراگناسندری داسی (اصلی مدعیا) بنام شیتیل پیلئے (نابالغ) بذریعہ منتظم ہو شدا وغیرہ (مدعاعلیہم)

نالش صیغہ ابتدائی دیوانی نمبر ۹۶ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۵ء
عبدالرحمن ...
بنام
انا بابی چوده‌رانی

اپیل بحضور پریوی کونسل غلط حکم - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۱۰ کے بموجب خدمت علاقہ رسیور کا مطالبہ جایداد وغیرہ

بر طبق، یا بحیثیت ادخال ہونے حسب دفعہ ۶۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کسی حکم بنام ملکہ معظمہ دام اقبالہا اجلاس کونسل کے جو بر طبق اپیل بنا رہنی کسی حکم یا ڈگری عدالت مرافعہ کی کے صادر کیا گیا ہو عدالت آخرالذکر ایک ایسی خدمت انجام دیتی ہے جو محض [illegible] ہے مقدمہ سیٹھ بنام لافونٹین (۱) کا حوالہ دیا گیا نسبت تاثیر حکم کے خواہ وہ کیسا ہی غلط ہو اور پر نفس نالش کے بر طبق اس قسم کی درخواست کے کچھ نہین کیا سکتی گو وہ رسیور جو بذریعہ حکم مذکور مقرر ہوا جایداد مذکورہ بر بابت اپنے دعاوی وظیفون کے مطالبہ رکھتا ہے مقدمات ہر طرنیڈ بنام ڈیونیز (۲) وفریرز بنام ہرجیب (۳) وٹین بنام ویج وٹوکول فاریران کمپنی (۴) کی تقلید کی گئی تجویز ضمنی مناسب یہ تھا واسطے اوس فریق کے جو حکم مذکور سے ناراض ہو یہ ہے کہ حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا اجلاس کونسل سے یہ درخواست کرے کہ ضروری تبدیل یا ترمیم حکم مذکور مین کیجائے۔

۱۱ ستمبر ۱۸۹۳ء کو مدعی نے نالش حال بنام شنبھو ناتھ رائے وکالیداس بھنجو و دینندناتھ بھنجو و اوپیندرو ناتھ بھنجو و ہیم چندر بھنجو وارث وقایم مقامان قانونی دوارکاناتھ بھنجو متوفی وایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بدین استدعا دایر کی (الف) واسطے اہتمام جایداد نندولال ملک متوفی کے (ب) واسطے تقرر ایک رسیور کے (ج) واسطے حکم امتناعی منشعر امتناع اس امر کے کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل جایداد پر قبضہ کرے (د) واسطے موقوفی مدعا علیہم تا اوصیار کے اپنے منصب بطور امانت داران وصیت نامہ موصی سے اور واسطے تقرر امانت داران جدید کے بجائے اونکے اور واسطے ایک تجویز کے جو واسطے غرض تعمیل امانت ہائے مذہبی کے مرتب کیجاوے (ہ) واسطے حکم امتناعی منشعر امتناع اس امر کے کہ مدعا علیہم اوصیار جایداد متوفی مین بطور امانت داران یا اور نہج پر بیجا مداخلت نہ کرین (و) اور مدعا علیہم اوصیار کو یہ حکم دیا جائے کہ جایداد موصی متوفی کا جو اونکے ہاتھہ مین ہے حساب دین (ز) اور تمام ضروری حسابات لیے جاوین اور

(۱) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۶ صفحہ ۲۸۴ (۲) رپورٹ بیون صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۲۹ (۳) مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۴ (۴) (۳۴۶) (۴) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۷ —

سنہ ۱۸۹۵ء
پریم لال ملک
بنام
منہو ناتھ راے

تحقیقاتین کیجاوین اور ہدایات واسطے اغراض مذکور کے دیجاوین اور نیز مدعی نے استدعا کی واسطے نان و نفقہ اپنے اور اپنی مان کے تا فیصلہ قطعی نالش کے کی۔

۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو اثنا ے کارروائی نالش مین مدعی نے نالش مین ایک حکم بمضمون کا حاصل کیا کہ جو انتقال جایداد کا دیگر مدعا علیہم نے ۱۴ اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو بحق ایڈمنسٹریٹر جنرل حسب دفعہ ۳۱ ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل سنہ ۱۸۷۴ء کے کیا ہے نا جایز ہے اور ایڈمنسٹریٹر جنرل کو امتناع کیجاے کہ وہ کوئی سامان آرایش یا اسباب جایداد موصی متوفی کا فروخت نکرے اور ایک ریسیور جایداد مذکور کا مقرر کیا جاے اور بدرخواست مدعی کی بطور ایک پیشی مقدمہ کے لفظ کیجاے اور تشخیص خرچہ درخواست کی بشرح نمبر ۲ کی کیجاے۔

۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو ایڈمنسٹریٹر جنرل نے بنا راضی اس حکم کے اپیل کیا اور ۱۹ مارچ کو اپیل مذکور پر پرنسپ صاحب جسٹس و ٹریولین صاحب جسٹس نے ڈسمس کیا اور جسٹس صاحب نے اختلاف کیا۔ برطبق اسکے ایڈمنسٹریٹر جنرل نے مطابق حکم ابتدائی کے جایداد مذکور اوس ریسیور کو جسکو عدالت نے مقرر کیا تہا حوالہ کی لیکن ۲ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کو اوس نے یہ اجازت حاصل کی کہ بنا راضی حکم ابتدائی کے پریوی کونسل مین اپیل کرے قبل سماعت اس اپیل پریوی کونسل کے خود مقدمہ مذکور واسطے سماعت کے ۷ مئی سنہ ۱۸۹۵ء کو پیش کیا اور ایک ڈگری یکطرفہ مشعر التواے سماعت مزید مقدمہ مذکور اور مبنی حکم سپردگی کے رجسٹرار ہائیکورٹ کو کہ حسابات اور بعض تحقیقاتین کرے اور ایک تجویز واسطے امانت ہاے مذہبی جایداد مذکور کے ترتیب دے صادر کی گئی بعد ڈگری ۷ مئی سنہ ۱۸۹۴ء کے بہت سی کارروائیات بہ تعمیل ڈگری کے مدعی نے کین ۲۸ اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو مدعا علیہ دوارکا ناتھ بہنجو فوت ہوا اور مدعی نے یہ اجازت حاصل کی کہ رجسٹر مقدمات کی ترمیم بذریعہ داخل کرنے نام کالیداس بہنجو و بیندرو ناتھ بہنجو و اپیندر و ناتھ بہنجو و ہیم چند بہنجو وارثان قایم مقامان قانونی دوارکا ناتھ بہنجو کے کیجاے۔

۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۵ء کو پریوی کونسل نے یہ حکم صادر کیا کہ ڈگری ہائیکورٹ صیغہ اپیل و ابتدائی دیوانی مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء و ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء منسوخ کیجاے اور نالش ڈسمس کیجاے اور مشخصہ خرچہ فریقین کا بابت عدالتہاے مذکور مابین سالیسٹر موکل و خرچہ اپیل کا جایداد موصی سے ادا کیا جاے اور اپیلانٹ اوسکو اپنے پاس رکہہ لے۔

۱۸۹۵ء
پریم لعل ملک
بنام
ہمنت ہونا ہہ

۲۴ جون ۱۸۹۵ء کو ایڈمنسٹریٹر جنرل نے درخواست عالی ہائیکورٹ میں بدین استدعا گذرانی کہ حکم پریوی کونسل مورخہ ۱۸ امئی ۱۸۹۵ء طلب اور عدالت ہذا میں داخل کیا جاوے اور تمام کارروائی جو اسمقدمہ میں ۱۲ مارچ ۱۸۹۴ء سے معہ ڈگری ہائیکورٹ ۷ امئی ۱۸۹۴ء ہوئی ہے منسوخ کیجائیں اور جو رسیور کہ اس مقدمہ میں مقرر ہوا ہے بطور رسیور آیندہ کام کرنے سے موقوف کیا جاوے اور اوسکو یہ حکم دیا جاوے کہ جایداد حوالہ کرے اور اپنے حساب داخل کرے۔

قایم مقام ایڈوکیٹ جنرل (مسٹر گریفیتھ ایونس) ومسٹر ڈو منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال
مسٹر سی پی ہل منجانب پریم لال ملک۔ مسٹر پگین ومسٹر گریہم منجانب رسیور۔
مسٹر جے ڈی وڈراف منجانب باقیماندہ مدعی۔

مسٹر جج سیل صاحب۔ بلاشک یہ بات عجیب ہے کہ حکم مذکور کی یہ صورت ہو جاوے جو ہو گئی ہے لیکن پریوی کونسل کے روبرو وہ کل امور موجود تہے جو مقدمہ میں بذریعہ عرضی دعوی و جوابدعوی کے پیش کئے گئے تہے چونکہ عرضی دعوی حکام کے روبرو تہا لہذا حکام ممدوح نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہوگا کہ عرضی دعوی سے کوئی وجہ نالش ظاہر نہیں ہوتی تہی گو ممکن ہے کہ وجہ نالش بمقابلہ اوصیا کے ہو کسی شخص کو ملک ہذا میں یہ اختیار نہیں ہے خواہ انگلستان میں کچھہ ہی صورت ہو کہ یہ عرض کرے کہ جب پریوی کونسل نے یہ حکم دیدیا ہے کہ کوئی نالش ڈسمس ہو کہ حکم مذکور غلط ہے یا آنکہ حکام ملک ہذا کے لئے ممکن ہے کہ اجراء حکم مذکور کو ملتوی کریں یا توقف کریں یا اوس ڈگری کے نافذ کرنے سے اس بنا پر احتراز کریں کہ ڈگری مذکور غالباً غلط ہے اور حضور ملکہ معظمہ دراصل غالباً یہ نتیجہ اخذ فرماتیں کہ وہ غلط ہے یہ امر قابل بحث نہیں ہے یہ صحیح ہے کہ درخواست مذکور واسطے حکم امتناعی کے تہی اور حکم امتناعی صادر کیا گیا تہا بایں ہمہ پریوی کونسل کے لئے یہ امر بجا ئز ہوا ہو کہ نفس نالش کو کلیتہً ڈسمس کرے بجائے اسکے کہ حکم و ڈگری ابتدائی کو منسوخ کرے مگر یہاں کسی شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جب پریوی کونسل نے ایک مرتبہ حکم مذکور صادر فرمایا تو حکم مذکور کی نسبت اعتراض کرے کوئی شخص مہتمم جایداد مذکور کا ہونا چاہئے عدالت ہذا رسیور مذکور کو اس سبب سے نہیں رکہہ سکتی ہے کہ نالش ڈسمس ہو گئی ہے جو کچہہ کہ عدالت کر سکتی ہے یہ ہے کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کو اجازت دے کہ واسطے غرض اہتمام جایداد کے تبعیت حکام عالی مقام پریوی کونسل نوعیت تمام مقدمہ کی جانتے تہے اور اوسکو اپنی تجویز میں بیان فرمایا ہے حکام عالیمقام کا فعل جاہئے جسقدر بیجا یا بیجا ہو مگر حکام ممدوح سے بحق ڈسمس کرنے نالش پر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا

سنہ ۱۸۹۹ء بہاری لال بنام شیونا تہہ رائے

مسٹر سی پی ال منجانب فریق مخالف - یہ درخواست منظور نہین ہونی چاہیئے بہرحال نہ اوس
پوری حد تک جسکی استدعا کی گئی ہے وہ اوس پوری حد تک جسکی استدعا کیگئی ہے منظور نہین
کیجا سکتی ابتدائی درخواست واسطے حکم انتظامی امداد ایک رسیور کے تہی اوسکو کوئی تعلق نوعیت
مقدمہ ونفس مقدمہ سے نہ تہا وہ محض واسطے حفاظت جایداد کے تہی اور نالش مین دیگئی تہی مین امر
سمجہنے کے کہ اونکو حساب سمجہانا پڑیگا روصیانے جو امانتدار ان تہے جایداد کبھی ایڈمنسٹریٹر جنرل منتقل کی -
بوقت سماعت ہذا کے نالش مذکور کی سماعت نہین ہوئی تہی پریوی کونسل کو نسبت حالت معاملہ کے
ضرور غلط فہمی ہوئی ہوگی اور یہ سمجہا ہوگا کہ کل مقدمہ روبرو حکام ممدوح کے تہا ہم چاہتے ہین کہ
اب ایسی حالت مین کہدیئے جاوین کہ پریوی کونسل مین حاضر ہوکر حکام ممدوح سے درخواست کرین
کہ تصحیح غلطی کیجے فرماوین کتاب میکفرسن صاحب دربارہ عملدرآمد پریوی کونسل صفحات ۱۲۹ و ۱۴۴
مین یہ چاہتا ہون کہ امور ذیل پیش کرون (اول) عدالت سے یہ درخواست کرنیمین کہ ڈگری ہذا کے
داخل کرنیکی اجازت دیجائے کیا ایڈمنسٹریٹر جنرل کو ایسے امر کے کرنے کی صلاح نہین دیگئی ہے
جو خلاف دیانتداری ہے یعنی تعمیل ایک قرارنامہ کی بسبب ایک غلطی کے اوس سے زیادہ جو فریقین
کو مقصود ہے (دوم) کیا عدالت کو اسمعاملہ مین اختیار تمیزی حاصل نہین ہے کہ ہمکو مہلت دے
کہ ہم پریوی کونسل سے تصحیح حکم کی درخواست کرین اطلاع حکم مذکور کی ایک طلاع ہائیکورٹ
کو بطور ایک عدالت کے اوسوقت تک نہین ہے جب تک کہ وہ داخل نہ کیا جائے اوسکی رو سے
تا وقتیکہ وہ داخل نہو با ختیار تمیزی عدالت ہذا کو باقی ہے کہ ہمکو مہلت واسطے کرنے درخواست
کے دے (سوم) اگر عدالت ہذا ہمکو مہلت نہین دیسکتی تو وہ کیا کارروائی مزید اسمعاملہ مین کرسکتی
ہے جبکہ لحاظ کہ حکم مذکور سے داخل کیا جائیگا نالش ختم ہوجائیگی اور بذریعہ اس ڈگری کے ڈسمس ہوجائیگی -
ڈگری مذکور بغیر مکمل ہے اور اوسمین مندرج ہے کہ نالش ۵ مئی سے ڈسمس کیجائیگی عدالت ہذا
سے اوسوقت استدعا کیجائیگی کہ کچہہ حکم ایسی نالش مین صادر کرے جو موجود نہین ہے اس حکم مین رسیور سے
کہا گیا ہے کہ اپنے حسابات دے اور اپنی بریت حاصل کرے لہذا عدالت سے ایسے امر کے کرنے کے
لیئے کہا گیا ہے جسکو وہ نہین کرسکتی یعنے رسیور کو ایک ایسی نالش مین موقوف کرے جو موجود نہین ہے
رسیور برخاست نہین کیا جاسکتا اور ذمہ وار رہیگا اور اوسکے اطفال و ورثا و قائم مقامان بعد اوسکے
ذمہ وار رہینگے لہذا مین درخواست مہلت کی بغرض دینے درخواست کے پریوی کونسل مین ایسے سبب
کرتا ہون کہ جو احکام فریقین مین سے کسی فریق کے حق مین صادر ہوچکے ہین بے سود ہین -

[illegible] پس صاحب ہنجانب ریسپانڈنٹ عدالت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ [illegible] ملتوی کیا جائے کہ جب تک فریقین کو درخواست کرنے کے لئے وقت ملے آیا مسٹر کلم [illegible] [illegible] اور صیبا بحیثیت کے لیے ممدوح [illegible] کبھی [illegible] ایڈمنسٹریٹر جنرل [illegible] ایک جانب بحیثیت فریق ثانی کو اس سبب سے کچھ نقصان [illegible] کے لئے ہدایت دیجائے صرف ایک شخص جس پر توقف سے اثر ہو پہنچیگا ایڈمنسٹریٹر جنرل ہے [illegible] کوئی خطرہ نہیں ہے وہ صرف کچھ عرصہ تک اپنے خرچ سے محروم رہیگا۔

اگر نالش اس طریق پر ڈسمس ہوگی تو ماں اور طفل اپنے نان و نفقہ سے محروم ہو جائینگے [illegible] بنام رگھوناتھ پرشاد (۱) و بمعاملہ سوبھشری داسی (۲) و بمعاملہ رغید بنام ڈیوڈ (۳) و [illegible] (۴) و کوبید بنام ہمیر (۵) و بمعاملہ پیپ بنام [illegible] (۶) [illegible] دربارہ نالشات اہتمام صفحہ ۵ ملاحظہ طلب۔

سر جی ایونس صاحب نے جواب دیا ممکن ہے کہ پریوی کونسل نے یہ تصور فرمایا ہو کہ جس چارہ کار کی استدعا کی گئی اوسکی مناسب طور پر استدعا نہیں کی گئی تھی اور یہ بطور نالش اہتمام کے ڈسمس ہونا چاہیے اور چارہ کار بمقابلہ اوصیا ر کے چھوڑا جانا چاہیے اگر معاملہ ہذا حکام ممدوح کے روبرو پیش کیا جائیگا حکام ممدوح حکم دینگے یا [illegible] باہر کر دعدالت ہذا جب نالش ڈسمس ہو جائیگی کچھ نہیں کر سکتی ہے [illegible] ثابت کرونگا کہ غلط ہے مقدمہ [illegible] (۷) ملاحظہ طلب حکم پریوی کونسل کی رو سے یہ ضرور ہے کہ عدالت [illegible] ہے کہ پریوی کونسل کو اوسوقت بابت ان امور کے علم [illegible] [illegible] کہ اوصیا تو آجتک کبھی عدالت میں حاضر نہیں ہوسکے ہیں مقدمات [illegible] (۸) و معاملہ [illegible] (۹) و بمقابلہ کالی سندری دیبیا (۱۰) [illegible] کالی سندری دیبی (۱۱) ملاحظہ طلب پریوی کونسل نے ایک شخص پر فرض عاید کیا ہے یہ عرض کیا جاتا ہے

(۱) اپیلہائے ہند سولفہ مور صاحب جلد ۴ صفحہ ۸ [illegible] (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۲ (۳) رپورٹ بیون [illegible] جلد ۳ صفحہ ۹ ۴ ۲ ۹ (۴ ۴ ۳) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۸ صفحہ ۳۱۴ (۴ ۲ ۲) (۵) رپورٹ بیون [illegible] جلد ۹ صفحہ ۳ (۶) لا رپورٹ اپیلہائے چانسری جلد ۳ صفحہ ۳۹ (۷) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۵ ۲۶ (۸) ویکلی رپورٹر جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۵ (۹) اپیلہائے ہند سولفہ مور صاحب جلد ۵ صفحہ ۳۰ (۱۰) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۴ ۰ ۹ (۱۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۴ ۸ ۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ہیرالال گھوس
بنام
...

کی نسبت اوسکے غلط ہونیکے مناسب طریقہ یہہ ہے کہ کہا جاے کہ "ہم نہیں چاہتے کہ اوسکو اپنے اوپر لین یا اوسکی تعمیل کرین تبتک حکم تاکیدی سر ایر ایپنا رپرٹنا کرنا کہ ضرورت حکم مزید کی ہے رو نہیں رکہا جاسکتا ہے پریوی کونسل نے اپنے احکام قطعی صادر کردیئے ہین اور مناسب طریقہ یہہ ہے کہ اوسکی تعمیل کیجاے حکام مذکور داخل کیا جانا چاہیئے۔

سیل صاحب جج۔ یہ ایک نالش ہے جو واسطے اہتمام متروکہ ایک شخص مسمی نند لعل ملک کے دائر کی گئی تہی حالات جن مین اہتمام کی استدعا کی گئی حسب ذیل ہین۔

نند لال ملک ۲۷ فروری سنہ ۱۸۹۲ء کو نہایت کثیر جایداد چہوڑکر فوت ہوا اور اپنے وصیت نامہ مورخہ ۵ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کے اوسنے شنبہو ناتہہ رائے اور ایک شخص مسمی ... اپنے بہنجو کو بطور اپنے اوصیا کے مقرر کیا اور وصیت بہت سی ماتنین بحق مدعی جو اوسکا متبنی تہا اور اپنی بیوہ سری متی نرگنا سندری داسی کے قایم کین اور نیز اوسنے بہت سی مذہبی ماتنین قایم کین۔ واسطے میری غرض حال کے یہ ضروری نہین ہے کہ تین زیادہ تفصیل کے ساتہہ اون مختلف اماتنون کا ذکر کرون ۷ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو اون اوصیاء نے جو از روے وصیت نامہ کے مقرر ہوئے تہے پروبیٹ حاصل کیا اور قبضہ جایداد مذکور کا فوراً حاصل کرکے اوسکا اہتمام کیا اور تا ہمگان جایداد مذکور پر ۱۳ اگست سنہ ۱۸۹۳ء تک بدستور قابض رہے اور اوسوقت بذریعہ ایک دستاویز کے جو معلوم ہوتی تہی کہ بموجب دفعہ ۳۱ ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے تحریر کی گئی تہی تمام جایداد مذکور بحق ایڈمنسٹریٹر جنرل منتقل کی اور تہوڑے ہی عرصہ بعد یعنی ۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو یہ نالش مدعی نے بطور متبنی و وارث نند لال ملک کے بذریعہ اپنے رفیق قریب ترین سری متی نرگنا سندری داسی اپنی ادفتیت کنندہ اور ولیہ کے دائر کی اور اوصیاء جو بذریعہ وصیت نامہ کے مقرر ہوے تہے اور ایڈمنسٹریٹر جنرل مدعا علیہم ہین مدعی نے بہت سے الزامات بد اعمالی اور اتلاف کے اوصیا پر لگائے اور وہ بیان کرتا ہے کہ اپنے افعال کی جوابدہی سے بچنے کے لئے اونہون نے دستاویز انتقال بحق ایڈمنسٹریٹر جنرل تحریر کی ہے عرضی دعوی مین استدعا ہے (الف) یہ کہ جایداد نند لال ملک کا اہتمام عدالت ہذا کرے اور جب ہدایت عدالت ہذا کیا جاے (ب) یہ کہ ایک ریسیور کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ موصی مذکور کا تا فیصلہ قطعی نالش ہذا کے مقرر کیا جاے (ج) یہ کہ مدعا علیہ ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال کو اگر ضرورت ہو عدالت ہذا سے اور بذریعہ حکم امتناعی عدالت ہذا کے امتناع کیجاے کہ جایداد منقولہ و غیر منقولہ کو موصی مذکور کا قبضہ نہ لے یا اوسمین کسی طرح مداخلت یا دست اندازی بیجا نہ کرے (د) یہ کہ اوصیاے مذکورہ وصیت نامہ مذکور کی امانداری

پیسے موقوف کیے جاوین اور اوسکی امانتداران جدید مقرر کیے جاوین اور ایک تجویز بغرض تعمیل احکام وصیت نامہ مذکورہ کے اگر ضرورت ہو عدالت ہذا مرتب کرے یا مطابق ہدایت عدالت ہذا کے مرتب کیجائے (د) یہ کہ اوصیای مذکور کو عدالت ہذا سے یا بذریعہ حکم امتناعی عدالت ہذا کے امتناع کیجائے کہ جایداد مذکور میں بطور امانتداران کے یا اونکے بیچ پر آیندہ مداخلت نکرین (ہ) یہ کہ اوصیای مذکور کو یہ حکم دیا جاوے کہ صحیح اور ٹھیک ٹھیک حساب اوس جایداد موصی مذکور کا جو اونکے ہاتھہ مین آئی یا جو اگر وہ دیدہ ودانستہ قصور یا غفلت نکرتے اونکے ہاتھہ مین بذریعہ عدالت ہذا یا حسب ہدایت عدالت ہذا کے آتی (ز) یہ کہ واسطے اغراض سابق الذکر کے تمام ضروری حسابات لیے جاوین اور تحقیقاتین کیجاوین اور ہدایتین دیجاوین (ح) یہ کہ تا تصفیہ قطعی نالش ہذا کے عدالت ہذا سے مناسب نان ونفقہ واسطے مدعی اور اوسکی ماں یعنی نرگنا سندری دیبی مذکورہ کے مقرر کیا جاوے اور نرگنا سندری داسی مذکورہ کو ادا کیا جاوے (ط) اور یہ کہ مدعا علیہم مزید اور دیگر دادرسی عطا کیجاوے جو بلحاظ حالات مقدمہ کے ضروری ہو۔

کلکتہ مین اس امر پر اعتراض نہین کیا گیا ہے اور بلاشک یہ عیان ہے کہ نالش محض بغرض حاصل کرنے دادرسی بمقابلہ اوصیا کے واسطے کرنے افعال متعلق انتظام جایداد کے دائر کیگئی تہی اور قبضہ مین تہی جایداد دیگئی ہے صرف ایک دادرسی جو کہ ساتہہ مقابلہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے کی گئی ہے وہ دادرسی ہے جسکا ذکر فقرہ (ب) و (ج) استدعا عرضی دعوی مین مندرج ہے یعنی تقرر ایک منصرم کا اور ایک حکم امتناعی بمقابلہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے جسمین رانی لیہ کو امتناع کیجاوے کہ جایداد موصی کا قبضہ نہ لیا جاوے اور متن عرضی دعوی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دعوی بابت دادرسی کے بمقابلہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے صرف ایک بنا سے منسوخ جوازی اوس انتقال پر مبنی ہے جو مسماۃ رانی لیہ کے حق مین اوصیا نے کیا۔

اس امر کا ذکر کرنا بھی اہم ہے کہ جس وقت نالش دائر کی گئی تہی ایڈمنسٹریٹر جنرل نے قبضہ صرف ایک جز قلیل جایداد کا حاصل کر لیا تہا اور تہوڑے عرصہ بعد دائر ہونے نالش کے یعنی ۱۵ نومبر ۱۸۹۳ع کو ایک انتظام منجانب مدعی اور مدعا علیہم کے ہوا کہ جس مین یہ قرار پایا کہ امر تنقیح طلب متعلق جواز یا عدم جواز دستاویز انتقال کے نالش ہذا مین ایک امر تنقیح طلب ابتدائی تصور کیا جاوے اور اوسکی تجویز بشکل ایک تحریک کے واسطے اس حکم امتناعی موسومہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کے کیجاوے کہ وہ بعض جایداد منقولہ متعلق اوس عمارت کے فروخت نکرے جو سات تالاب کے خانہ باغ کے نام سے مشہور ہے

چنانچہ درخواست واسطے حکم انتناعی اور نیز واسطے تقرر ریسیور کے ۱۸ دسمبر ۱۹۰۳ء کو منجانب مدعی دی گئی تھی اور صرف ایک امر جسکی بحث با تجویز برطبق درخواست مذکور کے ہوئی ایک امر متعلق جواز انتقال کے تھا ۲۱ دسمبر کو عدالت ہذا نے ایک حکم مشعر استقرار اس امر کے کہ دستاویز انتقال ناجایز ہے اور مسٹر ... ریسیور جایداد کے جسکو اختیار دیا گیا تھا کہ فوراً قبضہ جایداد کا لے صادر کیا حکم ۲۱ دسمبر ۱۹۰۳ء کا اپیل کیا گیا وجہ اپیل صرف یہہ تھی کہ عدالت نے یہ تجویز غلط کی ہے کہ دستاویز انتقال ناجایز ہے ۱۶ مارچ کو عدالت ہذا کے اجلاس صیغہ اپیل نے جسنے اپیل کی سماعت کی بذریعہ اکثریت رائے کے حکم عدالت ہذا کو بحال رکھا اور اپیل کو ڈسمس کیا بعد ازان ایک اپیل مزید پریوی کونسل مین بابت ان احکام عدالت ہذا کے ہوا۔

دوران اپیل پریوی کونسل مین منجملہ کارروائیات مقدمہ مین کی گئین ایڈمنسٹریٹر جنرل سے مدعی نے درخواست کی کہ اپنا بیان تحریری داخل کرے جو اوسنے داخل نہین کیا مسٹران سکاٹ ونہرس و کمپنی بحیثیت اٹرنیان سے جنہون نے منجانب تمام مدعا علیہم کے اوسوقت یا اوسکے قریب کارروائی کی تھی اٹرنی مدعی کو اطلاع دی کہ ہم لوگ منجانب مدعا علیہم اوسپر عمل کرنے سے برخاست کر دیئے گئے اور بعد ازان برطبق نوٹس بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل اور ... کے درخواست عدالت ہذا مین کی گئی کہ انتقال مقدمہ ہذا کا عام فہرست مقدمات سے فہرست مقدمات بلاجوابدہی مین کر دیا جائے چونکہ مدعا علیہم برطبق درخواست مذکور حاضر نہین ہوئے لہذا حکم واسطے انتقال کے صادر کیا گیا اور ۷ مئی ۱۹۰۵ء کو مقدمہ واسطے سماعت کے بطور مقدمہ بلاجوابدہی کے پیش ہوا اور عدالت نے چونکہ یہ رائے قایم کی کہ مدعی کی وجہ نالش بابت اہتمام جایداد کے بالکل بلاتعلق اور غیر متعلق امر جواز اوس دستاویز انتقال کے ہے جو بحق ایڈمنسٹریٹر جنرل کے ہے لہذا ڈگری واسطے اہتمام جایداد کے یہ ہدایت لیے جانے معمولی حسابات اور کیئے جانے تحقیقات ... اور نیز واسطے کیئے جانے ہدایت واسطے مرتب کرنے ایک تجویز بغرض تعمیل مذہبی امانتون وصیت نامہ ... ڈگری مذکور کے مقدمہ مین کارروائی بطور ایک معمولی مقدمہ اہتمام کے کی گئی ... مستور خفیہ ... ریسیور کو کہ معاہدات بابت ادن ... کے ... متعلقہ ترکہ ... ہو کرے صادر کیئے گئے اور ریسیور کو یہ بھی ہدایت کی گئی کہ ماہواری رقم بابت نان و نفقہ کے

پریم لال ملک بنام سنہونا تھ ...

متر گنا سندری داسی کو بغرض پرورش خود مسماۃ اور اوسکے لیسر کے ادا کیا گیا ہے اور کارروائیات بغرض تکمیل اہتمام جاید اد کے کی گئی ہیں اوصیا رائے اپنے حسابات لائے ہیں اور اونہوں نے اپنا بیان واقعات داخل کیا ہے اشتہارات واسطے دائرینوں کے کہ حاضر عدالت ہو کر اپنے دعاوی ثابت کریں جاری اور مشتہر کئے گئے ہیں)۔

۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۵ء کو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے ایک حکم منسوخی احکام عدالت ہذا مورخہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء و ۲۱ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء صادر فرمایا اور نالش کو بدین ہدایت ڈسمس کیا ہے کہ مشخصہ خرچ طرفین مابین سالیسٹر و موکل جاید اد موصی سے ادا کیا جائے اور ایڈمنسٹریٹر جنرل اپنے پاس رکھ لے اور خرچہ اپیل کا ایڈمنسٹریٹر جاید اد موصی سے ادا کر اور اپنے پاس رکھ لے حکم مذکور حسب ذیل ہے حکام عالیمقام کمیٹی نے بتعمیل عام حکم سپرد گی صادرہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے مرد بانہ درخواست اپیل پر غور کیا ہے اور کونسل سپلانٹ و کونسل رسپانڈنٹ پریم لال ملک کی (کیونکہ منجانب باقی رسپانڈنٹان کے کوئی حاضر نہیں ہوا) سماعت حکام عالیمقام کو آج التماس ہے کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو اپنی رائے سے مودبانہ اطلاع کریں کہ ڈگری ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر عالیمقام فورٹ ولیم واقع بنگال صیغہ اپیل مورخہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء و ڈگری عدالت موصوف صیغہ معمولی ابتدائی دیوانی مورخہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء منسوخ کیجانی چاہئے اور نالش ڈسمس ہونی چاہئے ۔۔

یہ بیان کیا گیا ہے کہ حکم با جلاس کونسل منتظر ڈسمسی نالش غلط فہمی و غلطی سے نسبت منشاء اوس نالش کے جو از روے حکم مذکور معلوم ہوتا ہے کہ ڈسمس کی گئی اور نیز نسبت منشاء اوس اپیل کے جو پریوی کونسل میں بابت دو احکام صادرہ عدالت ہذا کے کیا گیا تھا صادر ہوا تھا اور حوالہ ایک فقرہ تجویز حکام عالیمقام پریوی کونسل کا دیا گیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

"سیل صاحب جسٹس نے جنہوں نے نالش کی تجویز کی بذریعہ ڈگری مورخہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کے تجویز کی کہ وہ انتقال جو معلوم ہوتا ہے کہ اوصیائے امانتداران نے بحق مدعا علیہم ایڈمنسٹریٹر جنرل کے ۱۴ - اگست سنہ ۱۸۹۱ء کو کیا نا جایز تھا"۔

در ... ہو گئی ہے یہ جیات ہے کہ حکم ۲۱ - دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء میں تجویز کیا

سنہ ۱۸۹۵ء
ہم بیم لال ملک
بنام
شنبھو ناتھ ٹہوکر

نسبت او ن مراملات کے نہیں کی گئی جیسے وجہ نالش مقدمہ ہذا بالخصوص قایم ہوتی ہے اور وہ صرف اوکا م پر مشتمل ان امور کے جو نالش مذکور مین پیش کئے گئے ہوتے ہے جو بذریعہ انتظام بین فریقین اور بغرض سہولیت بطریق تحریک بطور امر تنقیح طلب بمذاکہ کے پیش و فیصل کیا گیا اور میرے نزدیک مین یہ کہنے کی دلیری کرسکتا ہون کہ اگر کوئی غلطی یا غلط فہمی حکام عالیمقام پریوی کونسل کو نسبت اون حالات کے ہوئی ہو جن مین امر متنازعہ اپیل حکام ممدوح کے حضور پیش ہوا تو غلطی مذکور کی وجہ دریافت کرنی مشکل نہین ہے -

مقدمہ اپیلانٹ مین جو بحضور پریوی کونسل پیش کیا گیا مین دیکھتا ہون کہ ایک بیان نسبت نوعیت نالش کے کیا گیا ہے جو غیر صحیح ہے اور جس سے بلاشک یہ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ خاص غرض نالش کی یہ تہی کہ حکم مشتمر استقرار نا جوازی اوس دستاویز انتقال کے حاصل کیا جائے جو بحق ایڈمنسٹریٹر جنرل تحریر کی گئی اور وجہ نالش جسکی بابت تہمام کی استدعا تہی اوس مظہرہ ناجایز انتقال پر محدود تہی علاوہ برین اخیر فقرہ مقدمہ کو مین یہ گزارش ہے "اپیلانٹ گذارش کرتا ہے کہ تجویز ہائیکورٹ منسوخ کیجانی چاہیے اور نالش اور حکم ابتدائی معہ خرچہ ڈسمس ہونا چاہیئے"

اس مین کچھہ شک نہین ہو سکتا کہ اگر اپیلانٹ کے مشیران قانونی جو ذمہ دار مقدمہ کے بشکل مرتبہ ہین اور انتظام بین فریقین کے واقف ہوتے جسکے بموجب امر تنقیح طلب متعلقہ ناجوازی انتقال کی تجویز عدالت ہذا سے ہوئی تو مقدمہ اپیلانٹ کا مختلف طور پر مرتب کیا جاتا مین یہ بہی تحریر کرسکتا ہون کہ مقدمہ ریسپانڈنٹ کا صحت کے ساتہ نوعیت نالش و منشائے اپیل متدائرہ بحضور حکام عالیمقام پریوی کونسل کو ظاہر کرتا ہے -

مگر وہ حالات کچہہ ہی ہون جن مین حکم باجلاس کونسل صادر کیا گیا تہا درخواست حال منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل کے واسطے صادر کئے جانے حکم کے بمضمون ذیل ہے -

(اول) کہ حکم ۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۴ء مصدرہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا باجلاس پریوی کونسل لیا اور درامل کیا جاے (دوم) اور تمام کارروائیات جو نالش ہذا مین بعد ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء مذکور کے ہوئی ہین معہ ڈگری ۲ مئی سنہ ۱۸۹۴ء کے منسوخ کیجاوین (سوم) اور مسٹر اسمنڈ ہلی ریسیور جو مقدمہ ہذا مین بموجب اور بذریعہ حکم مذکور ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء

سنہ ۱۸۹۵ء
پریم لال ملک بنام سنبہوناتہہ رای

کئے مقرر ہوا ہے بحیثیت ریسیور مذکور کارروائی مزید کرنے سے برخاست کیا جاوے اور وہ فوراً قبضہ اوس جایداد کا جو اوسکے قبضہ مین ہے سائل ایڈمنسٹریٹر جنرل کو دے۔

منجانب اوصیا کے جبوقت سماعت درخواست ہذا حاضر ہوئے یہ حجت کی گئی کہ اگر حکم اجلاس کونسل متضمن ڈسمسی نالش داخل کیا جاوے تو تدابیر خاص بغرض کرنے انتظام اوس خرچہ کے جو اوصیا کا بعد ڈگری انتہا مدم اپنے حسابات کے حاضر کرنے مین ہوا ہے کیجاوین چاہئین مدعی نسبت اوس حکم کے جسکی استدعا ایڈمنسٹریٹر جنرل نے محض بربنائے اسوجہ کرکی ہے عذر کرتا ہے کہ حکم مذکور پریوی کونسل کا متضمن ڈسمسی نالش صادر ہوا بسبب ایک غلط فہمی کے صادر کیا گیا تھا اور ایک درخواست پریوی کونسل مین واسطے تجویز ثانی حکم مذکور کے عنقریب کیجاویگی اور یہ حجت کی گئی ہے کہ تا فیصلہ درخواست مذکور کے عدالت ہذا کو یہ صحیح اور مناسب ہوگا کہ کارروائی ملتوی کرے اور حکم مذکور کو داخل نکرائے تا وقتیکہ نتیجہ درخواست تجویز ثانی معلوم نہو جاوے دو وجہ واسطے اختیار کرنے اس طریقہ کے بیان کئے گئے ہین اولاً یہ بیان کیا گیا کہ حکم مذکور اگر داخل کیا جاوے اوسکی تاثیر نہ صرف یہ ہوگی کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کو وہ قبضہ جایداد کا واپس کیا جاوے جو مسلماً نتیجہ مقصود حکم مذکور کا تھا بلکہ اوس سے ایک جدید حالت معاملہ پیدا ہوگی یعنے بروئے اوسکے مدعی اپنے حق دادرسی سے بمقابلہ اوصیا کے تا صرار انتظام جایداد سے محروم ہوگا کہ حق مذکور کیبت جواز انتقال موسومہ ایڈمنسٹریٹر جنرل سے کچھ تعلق نہین رکھتا تھا۔

ثانیاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ حکم مذکور اگر داخل کیا جاوے اوسکا نتیجہ لازمی ڈسمسی نالش اور برطرفی ریسیور ہوگا اور جب نالش مذکور ایک مرتبہ ڈسمس ہو جاویگی تو عدالت کے لئے ناممکن ہوگا کہ احکام مزید صادر کرے یا تدابیر ضروری واسطے حفاظت جایداد یا ریسیور کے کرے۔

ان دلایل کی نسبت مین ابھی بعد ازین تجویز کرونگا لیکن مین یہ کہنا ضروری سمجھتا ہون کہ نسبت اوس جزو درخواست کے جس مین استدعا ہے کہ حکم اجلاس کونسل داخل کیا جاوے مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مجہپر اوسکا پذیرا کرنا بطور امر لازمی کے واجب ہے۔

بغرض اجرائے ایسے حکم جناب ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کے جو بر طبق اپیل بنا راضی حکم یا ڈگری عدالت ہذا صادر کیا جاوے لینے اور داخل کرنے مین میری دانست مین عدالت ہذا اختیار تمیزی عملمین نہین لاتی ہے بلکہ ایک خدمت محض عاملانہ قسم کی انجام دیتی ہے دفعہ ۶۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ حکم ہے کہ وہ عدالت جسکو حکم جناب ملکہ معظمہ اجلاس کونسل واسطے اجرا کے بہیجا جاے

۱۸۹۵ع
نرسیم لال ملک
بنام
شیخ مناجہ رائے

وہ اوسکا اجرا بالتفصیل وس طریق سے اور بموجب اون قواعد کے کرے جو کہ اوسکی ابتدائی ڈگریون کے اجرا سے متعلق ہون واضح ہو کہ داخل کرنا اپیل ابتدائی ڈگری عدالت ہذا کا مطابق اوسکے قواعد کے گویا ایک [illegible] ابتدائی واسطے اجرا ڈگری کے ہے ایک فعل معاملاتی ہے اجرا ایک ایسی ڈگری یا ایسے حکم کا جو [illegible] کیا یا فریک مختلف وجوہ پر ملتوی کیا جاسکتا ہے لیکن کوئی امر التوائے اجرائے [illegible] اگر [illegible] بیان کیا جاسکے بر طبق درخواست ہذا کے پیدا نہیں ہوتا ہے اور نہ [illegible] کہ عدالت ہذا کا کیا فرض نسبت ایک ایسے حکم جناب ملکہ معظمہ وام اقبالہا اجلاس کونسل کے جو عدالت ہذا مین ارسال کیا گیا ہو ہے تحریرات پریوی کونسل مندرجہ مقدمہ [illegible] بنام لا قانون [illegible] صفحہ ۳۸۴ مین جیمس کالویل صاحب نے فرمایا ہے جبکہ کسی فیصلہ بورڈ کی رپورٹ جناب ملکہ معظمہ وام اقبالہا کو کردیجاسکے اور منظور ہوجائے اور کسی حکم کونسل مین درج ہو جائے وہ ڈگری یا حکم اخیر عدالت اپیل کا ہوجاتا ہے اور ہر عدالت ماتحت کا جسکے پاس حکم مذکور بھیجا جائے فرض ہے کہ اوسکا اجرا کرے[1]

مگر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر حکم متنازعہ نالش داخل کیا جائے تو مدعی کے حق مین بے انصافی کرینگا جو حکام عالیمقام پریوی کونسل کا ہرگز منشا یا منصو د نہین ہوسکتا تہا جواب یہ ہے کہ حکم کونسل یا تو ساتھ علم کامل اور صحیح واقفیت منشائے غرض نالش مذکور اور محدود نوعیت اوس بحث کے جو اپیل مذکور مین تہی صادر کیا گیا تہا یا وہ بسبب غلطی یا غلط فہمی معاملات کے صادر کیا گیا تہا۔

صورت اول الذکر مین تاثیر حکم مذکور خواہ وہ کچہہ ہی ہو یہ تصور کرنا چاہئے کہ مقصود تہی اور عدالت ہذا دست اندازی کرنے کے لئے بے اختیار ہوگی صورت آخر الذکر مین یہ تصور کرنا چاہئے کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے حضور مین مناسب ظاہر کئے جانے پر حکام ممدوح اپنے حکم مین ضروری تبدیل یا ترمیم جو حکام ممدوح کے نزدیک واسطے انصاف مقدمہ کے ضروری ہوگی فرماوینگے۔

دونون قیاسات مین سے کوئی قیاس ایک صحیح وجہ واسطے نہ داخل کرنے حکم مذکور یا نہ نافذ کرنے نیت اور ہدایات اخیر عدالت اپیل کے جہانتک کہ وہ صریحاً ظاہر کی گئی ہین نہین ہوسکتی بحث نسبت تاثیر حکم کے جو نالش مذکور پر ہوگا ہے ایک ایسی بحث نہین ہے جسکی نسبت بسہولت بر طبق درخواست حال بحث کیجاسکے اور میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ مین کوئی رائے

(۱) رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۴۸۴ (۴۸۳)۔

پریم لال بنام شنبھوناتھ داس

نیت اونسکی بالتفصیل نہ ظاہر کرون مگر اس امر مین بالکل شبہہ نہین ہے کہ حکم عدالت ہذا شعر انفرار
ناجوازی انتقال موسومہ اڈمنسٹریٹر جنرل اور تقرر رسیور کے بذریعہ حکم اجلاس کونسل کے منسوخ ہوا ہے
اور ما کبساتھ صریح اشارہ حکم مذکور مین کیا گیا ہے کہ اڈمنسٹریٹر جنرل کو قبضہ جایداد مذکور کا واپس دیا جائے
حکم ڈسمسی نالش جو منسوخی حکم تقرر رسیور سے لازم آتا ہے صریحاً اثر دیتا ہے رسیور کا رکھنا ہے اور
اوسکا بے اثر رکھنا۔ مقصود تھا لہذا عدالت ہذا کے لئے جسکے قبضہ مین جایداد مذکور ہے یہ باقی رہتا ہے
کہ ضروری تدابیر واسطے حفاظت اور قایم رکھنے جایداد کے بسبب برخاستگی رسیور کے عمل مین لائے
نہ میرے نزدیک داخل کرنا حکم مشعر ڈسمسی نالش کا کسی طرح پر تاثیر مضر بمقابلہ رسیور کے رکھتا ہے
مجہکو اس خیال کا افسوس ہوگا کہ کوئی فی الواقع شبہہ یا غلط فہمی نسبت حیثیت رسیور کے
امر مذکور مین ہو رسیور کو بسبب ڈسمسی اوس نالش کے جس مین وہ مقرر ہوا برخاست ہو جائے
مستحق مطالبہ کا جایداد مذکور پر بابت تمام اپنے ٹھیک عادی اور وظایف کے ہے بمقدمہ بسر منیڈ
بنام ڈولونیز (۱) ماسٹر آف دی رولس نے بصفحہ ۳۴۶ حسب ذیل فرمایا۔ جس صورت مین کہ کوئی منیجر یا
رسیور عدالت سے کسی ایسی نالش مین مقرر کیا جائے جو صحیح طور پر مرتب لگئی ہو منیجر مذکور کی نسبت
تصور کیا جاتا ہے کہ منجانب اون تمام اشخاص کے مقرر ہوا ہے جنکو جایداد مذکور سے تعلق ہے
اور وہ مستحق پانے اپنی معمولی کمیشن و وظیفہ و نیز مطالبہ متعلقہ جایداد کا بمقابلہ اون تمام اشخاص کے
جنکو اوس سے تعلق ہے بابت باقی کے ہے خواہ وہ کچھہ ہی ہو جو اوسکو بر طبق تحقیقات اوسکے
حساب کے واجب الوصول نکلے۔

اور نسبت امر مذکور کے مقدمات فریز بنام برجس (۱) اور ہیٹن بنام ڈیچ و ڈکول و آیر ان کمپنی
(۲) کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

بربنائے اس اصول کے نتیجہ یہ ہے کہ عدالت ایسے رسیور کو جو برخاست ہو گیا ہے مجبور نہ کریگی
کہ اوس جایداد کو جو اوسکے قبضہ مین ہے تا وقتیکہ اوسکا مطالبہ ادا نکیا جائے یا اوسکا انتظام بذریعہ
ایک کافی ابرا کے نکیا جائے حوالہ کرے۔ جو حکم کہ مین اس درخواست پر صادر کرتا ہون یہ ہے۔
۱- یہ کہ حکم جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا اجلاس کونسل مورخہ ۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۵ء لیا اور داخل کیا جائے
۲- یہ کہ رسیور کار روائی حوالہ کرنے اپنے مختتم حسابات کی کرے اور اس امر کے اطمینان پر کہ اوسکے
واجب الادا ہو سکتا ہے اور بر طبق کافی ابرا نسبت اون مطالبات کے جو اوس لئے صحیح

(۱) رپورٹ بیون صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۹ (۲) مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۳ (۳۴۶)
(۲) رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۸ صفحہ ۳۱۷ (۳۲۴)

سنہ ۱۸۹۵ع
پریم لال ملک بنام ششی بہونا تہہ داسے

طور پر دوران اپنے اہتمام جایداد مین کئے وہ قبضہ اڈمنسٹریٹر جنرل کو حوالہ کرے۔

۳- یہ کہ خرچہ اڈمنسٹریٹر جنرل ورسیورا ورمدعی کا درخواست ہذا مین جایداد سے رسیور ادا کرے اور تشخیص خرچہ مذکور کی مابین اٹرنی اور موکل کے کیا جائے الا اگر قبضہ جایداد کا اڈمنسٹریٹر جنرل کو قبل ادا ہونے خرچہ کے حوالہ کیا جائے تو اڈمنسٹریٹر جنرل خرچہ ادا کریگا مین بالفعل کوئی حکم مسٹر وڈراف کی درخواست پر جو منجانب مدعا علیہم اوصیا کے ہے صادر نہین کرسکتا ہون مگر اونکو اختیار ہے کہ وہ کسی موقع پر آیندہ پر جیسا کہ اونکو مشورہ دیا جائے اس قسم کی درخواست کرین۔

اٹرنیان منجانب اڈمنسٹریٹر جنرل بنگال۔ مسٹران کار و تھرس و کمپنی۔

اٹرنی منجانب پریم لال ملک۔ بابو گنیش چیندر چندر۔

اٹرنی منجانب رسیور۔ بابو لکشمی نراین کہتری۔

اٹرنی منجانب اوصیا۔ بابو کیدار ناتہہ متر۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس نارس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس

۱۰ جولائی ۱۸۹۵ع

بردوا کانت چیٹوپادہیا (مدعی) بنام جتیندر نراین رائے و دیگر و دیگر نابالغان بذریعہ اپنے سارٹفیکٹ یافتہ ولی گرو پد و مکھوپادہیا (مدعا علیہم)

دہرمشاستر۔ بیوہ زر واصلات جو بموجب ڈگری موسومہ ہندو بیوہ اور دیگر مدعا علیہم کے واجب الادا ہو۔ نالش بابت حصہ رسدی بنام بیوہ منجانب احد المدعا علیہم جس سے کل تعداد زر واصلات وصول کر لی گئی تہی۔ نیلام بعلت اجرائے ڈگری۔ حقوق مشتری نیلام

مانک منی بیوہ نوبین کرشن ایک ہندو اور کرشن دہن (برادر نوبین) نے بالاشتراک ایک نالش بنام چینک منی اور اوسکے پسران وغیرہ کے واسطے دلاپانے قبضہ بعض جایداد کے جو نوبین اور کرشن کو بذریعہ وراثت کے پہونچی تہی دایر کی اور ایک ڈگری حاصل کی اور قابض کرائے گئے گرش چندر احد الپسران چینک منی نے بعد ازان ایک نالش بنام مانک منی اور قایم مقامان قانونی کرشن کے جو اوس وقت فوت ہوگیا تہا اور نیز بنام جیون گوپال راے جسکے ہاتہہ کرشن نے ایک جزو جایداد مذکور کا بعد ڈگری کے فروخت کیا تہا) دایر کی اور ڈگری

* اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۳ع او پر نافذی ڈگری مصدرہ آر اے انیدرسن صاحب قایم مقام جج ضلع مرشدآباد مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۳ع منسوخی ڈگری مصدرہ بابو دینبدہو رحید رمکرجی منصف برہم پور مورخہ ۹ جنوری سنہ ۱۸۹۳ع

سنہ ۱۸۹۵ع
برودکانت ٹھو
بابو دہیا بنام جگت نرائن راو

معہ زر واصلات بابت اپنے حصّہ جایداد کورسکے حاصل کی گرلش چندر نے بعدازان ڈگری مذکور رام ناتہہ راے کے ہاتہہ فروخت کی جسنے اوسکا اجرا بابت زر واصلات کے بمقابلہ صرف جیون گوپال کے کرایا اور اوس سے کُل زر ڈگری وصول کیا برطبق اسکے جیون گوپال نے دو نالشات بابت حصّہ رسدی کے بنام مانک متی اور قایم مقامان قانونی کرشن کے بابت اوس زر واصلات کے جو اون سے مطابق اونکے جداگانہ حصص کے واجب الادا تہا دایر کین اور ڈگریات حاصل کین ان ڈگریات مین سے جو بنام مانک منی صادر ہوئین ایک کے اجرا مین اوس نے جایداد متنازعہ متعلقہ ترکہ نوبین نیلام کرائی اور اوسکا ایک نصف خود خرید کیا ایک نالش مین جو برطبق وفات مانک منی ورثاے مابعد نوبین نے واسطے دلاپانے قبضہ کے حصّہ جایداد کے جس مین اوسکی بیوہ مانک منی کا صرف حق حین حیاتی تہا اس بیان سے دایر کی کہ صرف مساۃ کا حق حین حیاتی اوسمہ کُل جایداد منتقل ہوئی۔

تجویز ہوئی کہ نالش حصہ رسدی جو جیون گوپال نے دایر کی ایک نالش واسطے دلاپانے قرضہ کے تہی جو ترکہ سے واجب الادا تہا تعداد قرضہ کی ڈگری لشکل زر واصلات بنام مانک منی وغیرہ اطلاقاً بعشان ترکہ و نوبین کرشن ہر کے صادر کی گئی تہی اور بدینوجہ وہ ایک قرضہ ذاتی مانک منی کا نہ تہا چونکہ یہ صورت تہی لہذا مشتری نیلام نے کل حق اسمہ صرف محدود حق بیوہ کا حاصل کیا۔ مقدمہ جوگل کشور بنام جوتندر موہن ٹیگور (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا واسطے غرض رپورٹ ہذا کے تجویز ہایکورٹ مین کافی طور پر مندرج ہین۔

بابو مہیندر نراین متر (منجانب بابو پرموتہا ناتہہ سین) منجانب اپیلانٹ۔

بابو سری ناتہہ داس و بابو سرودا چرن متر منجانب رسپانڈنٹان۔

بابو مہیندر نراین متر۔ بحث یہ ہے کہ آیا ذاتی حق بیوہ کا یا حق قطعی بذریعہ نیلام بصیغہ اجراے اوس ڈگری کے منتقل ہوا جو نالش حصہ رسدی مین جیون گوپال نے حاصل کی تہی اولاً ذمہ داری بیوہ قابض کی کہ زر واصلات ڈگری شدہ گرلش چندر کو ادا کرے خود اسکے تصرف جایداد سے پیدا ہوئی بیوہ چونکہ منافع جایداد پر متصرف تہی لہذا وہ اصالتاً ذمہ دار تہی کہ دعوی زر واصلات کا ایفا کرے لہذا ڈگری زر واصلات کُل جایداد کو پابند نہین کرسکتی اور جو اجرا کہ نالش مابعد حصّہ رسدی مین ہوا اوس سے زیادہ پر موثر نہین ہوسکتا کہ جس قدر حق ذاتی بیوہ کا تہا ثانیاً بہ تسلیم اس امر کے بہی کہ ڈگری زر واصلات جزو اس ڈگری کی تہی جو واسطے دلاپانے قبضہ کے گرلش چندر

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۸۰۔

سنہ ۱۹۰۵ع
بروداکانت
چٹوپادھیا
بنام
جیندر نراین سینہ

نے جانم ہانک منی بیوہ کے در صالیکہ مسماۃ مذکور بابت ترکہ کے جوابدہی کرتی تھی اور نہ بابت من اوسکے حق ذاتی کے حاصل کی تھی لہذا اوسکی پابندی ورثہ پر لازم نہیں تھی مین یہ غرض کرتا ہون کہ وہ نالش جس مین ڈگری جاری ہوئی گو دعوی زر واصلات سے پیدا ہوئی تھی چونکہ وہ ایک نالش واسطے حصہ رسدی کے تھی لہذا وہ بالکل ایک نالش ذاتی بمقابلہ بیوہ کے تھی اور صرف حق ذاتی مسماۃ کا منتقل ہوا صرف نوعیت نالش پر اس امر کے تجویز کرنے مین لحاظ کرنا چاہیئے کہ آیا کل حق محدود حق بیوہ کا منتقل ہوا دیکھو مقدمہ جوگل کشور بنام جو نند موہن ٹیگور (۱) اگر ابتدائی بنائے ذمہ داری ایسی ہی ہو کہ جایداد مذکور ورثاء کی پابند ہو تو نالش واسطے نفاذ ذمہ داری مذکور کے صحیح بغرض پابند کرنے جایداد کے ترتیب دیجانی چاہیئے ورنہ کل جایداد منتقل نہین ہوسکتی دیکھو مقدمات کسٹو منی داسی بنام پرسنو نراین چودہری (۲) ولگند چندر گھوس بنام کامنی داسی (۳) وہما چندر رائے چودہری بنام رام لشوا چارجی چودہری (۴) وعین دوبے بنام بیج بہوکن لال وستی (۵) وکرسٹو گوبند موزمدار بنام ہیم چندر چودہری (۶) ودہرم شاستر ورواج مولفہ مین صاحب طبع پنجم صفحہ ۷۳۹۔

حاکم موصوف نے غلط رائے بنسبت قانون کے قایم کی ہے مقدمہ جوگل کشور بنام جو نند موہن ٹیگور (۷) جسکا حوالہ حاکم موصوف کی تجویز مین دیا گیا ہے قابل امتیاز ہے بوجہ نالش اوس مقدمہ مین بمقابلہ ذات بیوہ کے نہ تھی وہ صرف قایم مقام اپنے شوہر کے حق کی نالش موسومہ خاندان مین تھی علاوہ برین نیلام بعلت اجرائے ڈگری زر واصلات کے اوس نالش مین عملمین آیا جس مین بیوہ قایم مقام اپنے شوہر کے حق کی تھی اور نہ بعلت اجرائے ڈگری ذاتی مابعد موسومہ بیوہ مین کہ جو صورت مقدمہ حال مین ہے۔

بابو مدوداچرن مترمنجانب رسپانڈنٹان ۔ یہ مقدمہ فی الواقع مقدمہ جوگل کشور بنام جو نند موہن (۱) سے قابل امتیاز نہین ہے تمام شرکائے خاندان جوابدہی اوس نالش کی کر رہے تھے جو گرش چندر نے دائر کی تھی مانک منی بیوہ معہ دیگر شرکائے خاندان کے جوابدہی بابت جایداد کے

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۹۸۵ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۳۰۴ (۳) اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۴۱ (۴) بنگال لاء رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۲ و ویکلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۱۴۴۔
(۵) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۱ ولاء رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۲ صفحہ ۲۷۵۔
(۶) ” ” جلد ۱۶ صفحہ ۵۱۱ (۷) ” ” ” جلد ۱۰ صفحہ ۹۸۵۔

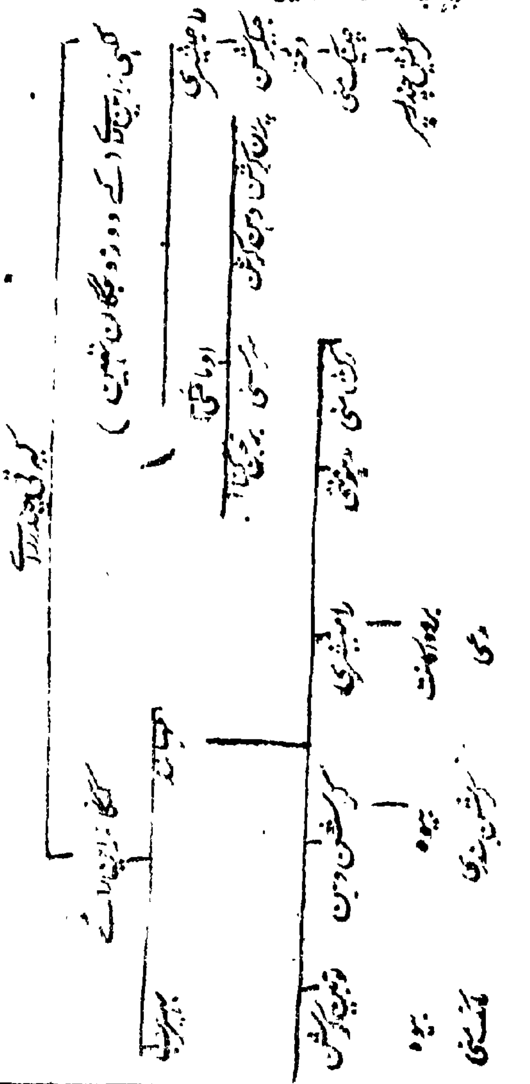
سنہ ۱۹۰۵ع
برودا کانت
چیٹو پادھیا
بنام
جتیندر نرائن

کرتی تھی اور نہ محض اپنے حق ذاتی کی اور نہ وہ صاحب حیثیت تھے جو جایداد مقبوضہ متوفی کے ذمہ واجب الادا تھے نوعیت قرضہ کی اس سبب تبدیل نہیں ہوتی تھی کہ رقم ڈگری جایداد بذریعہ نالش حقیت مدعی سے وصول کیا گیا تھا ازروئے نیلام صیغہ اجراے ڈگری کے کل جایداد منتقل ہوئی اور نہ صرف بیوہ کا حق حین حیاتی۔

بابو مہر چند مترا ابن متر نے جواب دیا۔

تجویز عدالت (مارس صاحب جسٹس و گارڈن صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

جایداد جو متنازعہ نالش ہذا ہے جزو متروکہ گرتی چندر کی تھی جو معمولی طریق پر اوسکے نواسوں پسران کرشن مو دہن کرشن کو پہونچا شجرہ مندرجہ ذیل سے توضیح توریث کی ہوتی ہے۔



پران کرشن اور دہن کرشن کی وفات پر اونکی مان اوما منی وارثہ ہوئی اور مسماۃ مذکور کی وفات پر
جایداد مذکور کرشن داس اور نوبین کرشن کو پہونچی اور اونکے لا ولد فوت ہونے پر نوبین کی بیوہ مانک متی
اوسکے حصّہ جایداد کی وارثہ ہوئی اور کرشن کی بیوہ کرشن سندری اور اوسکی ہمشیرگان رکشا منی
اور مدہومتی اوسکے حصہ کی وارثہ بموجب ایک وصیتنامہ متروکہ نامبردہ کے ہوئین سنہ ۱۸۶۶ء مین کرشن (جو
بعد نوبین کے زندہ رہا) اور مانک منی نے ایک نالش بنام سرستی و براجن گنا چینک متی اور اوسکے پسران
کے واسطے دلاپانے قبضہ جایداد متروکہ پران و دہن کرشن کے دایر کی اور ڈگری حاصل کی اور قبضہ
دلایا گیا اور بعد ازان کرشن نے ایک جزو جایداد مذکور کا جیون گوپال کے ہاتہہ فروخت کیا سنہ ۱۸۷۲ء
مین بعد کرشن کی وفات کے گریش چندرا صدا پسران چینک منی نے مانک منی و کرشن سندری
و رکشا منی و مدہومنی و جیون گوپال پر نالش دلاپانے قبضہ ایک ثلث جایداد متروکہ پران و دہن کرشن
کی اس بنا پر دایر کی کہ اوسکی طرف سے ٹہیک پیروی اوس نالش مین نہین ہوئی تہی
جو اوسکی مان پر سنہ ۱۸۷۹ء مین دایر ہوئی تہی اوسنے ڈگری عدالت اپیل سے واسطے حصہ مندعویہ
زر واصلات و خرچہ کے حاصل کی اوسنے بعد ازان ڈگری مذکور بنام ناتہہ رائے پدر مدعا علیہم کے ہاتہہ
فروخت کی جسنے اوسکا اجرا بابت زر واصلات کے بمقابلہ صرف جیون گوپال کے کرایا اور کل زر ڈگری
اوس سے وصول کیا بعد ازان جیون گوپال نے دو نالشات واسطے حصہ رسدی کے بنام
کرشن سندری و مانک منی و رکشا منی و مدہومتی دایر کین اور ڈگریات حاصل کین اور ان ڈگریات
مین سے ایک ڈگری مورخہ ستمبر ۲۰ سنہ ۱۸۸۳ء کے اجرا مین اوسنے جایداد متنازعہ نیلام کرائی اور اوسکا
ایک نصف خود خرید کر لیا دوسرا نصف رام ناتہہ نے خریدا جسنے بعد ازان وہ نصف بہی خرید لیا
جو جیون گوپال نے خریدا تہا اور اس طرح پر وہ تنہا مالک جایداد متنازعہ کا ہو گیا مانک منی ماہ آسن
سنہ ۱۹۰۱ء بنگلہ مین فوت ہوئی مدعی پسر نوبین کرشن کی بہن ابہسری کا ہے اور اوسنے نالش ہذا
بطور وارث مابعد نوبین کرشن کیواسطے حاصل کرنے قبضہ اوسکے حصہ جایداد کے جسمین اوسکی بیوہ
مانک منی کا حق حین حیاتی ہے اس بنا پر دایر کی ہے کہ صرف مسماۃ کے حق حین حیاتی و نہ کل
جایداد کا نیلام بصیغہ اجرا ڈگری جیون گوپال مین ہوا ہے خاص وجہ جو ابدہی یہ تہی کہ ڈگری محصلہ
جیون گوپال واسطے اوس قرضہ کے تہی جو نوبین کی جایداد سے واجب الادا تہا اور نہ واسطے محض قرضہ ذاتی
بیوہ کے اور بصیغہ اجرا ڈگری کل جایداد مستوجب نیلام تہی اور وہ نیلام مشتری کے حق مین منتقل
ہوئی منصف نے مدعی کے حق مین ڈگری صادر کی حاکم موصوف نے وجوہ اونکی تجویز کے فقرہ مندرجہ

ذیل مین درج ہین۔

"میری قطعی یہ رائے ہے کہ جو نالش مانک منی اور کرشن داس نے واسطے استقرار حق وراثت نسبت جایداد مانکے متروکہ وہین کرشن ویران کرشن کے دایر کی ایک ایسی نالش تھی جس مین مانک منی اپنے شوہر نوبین کرشن کی قایم مقام تھی وہ کامیاب ہوئے جزو جایداد جو اونہون نے اس طرح حاصل کیا کرشن چندر نے کامیابی کے ساتھ حاصل کر لیا یعنی ایک ثلث اور دو ثلث اب بھی یا تو اونکے ہاتھ مین یا اونکے نشیبان و مشتریان و ڈیتی داران کے ہاتھ مین ہے مگر نہ تو کرشن نے نہ اونکے منتقل الیہ نے جایداد ہائے مذکورہ نیلام کرائین بلکہ یہ امر بہ تعلق ڈگری محصل جیون گوپال جو الملیون نالان ڈگری کے ہوا کہ مانک منی کی جایداد نیلام کی گئی اسمقدمہ مین نالش مابین داین اور مدیون کے تھی اور مجکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ مانک منی قایم مقام اپنے شوہر نوبین کرشن کی تھی پس گو جزو اوس نزاع مذکور کا ہر طرح مطابق مقدمات مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ کے ہے جزو آخر بالکل مختلف ہے لہذا میری یہ رائے ہے کہ صرف حق منتقل ہوا اور نہ کل وارثہ نوبین کرشن کا جایداد مانک منی کی بعلت اجرائے ڈگری ایک نالش مین مابین داین اور مدیون کے نیلام ہوئی ہے۔

بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے فیصلہ منصف کو منسوخ کیا حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا۔

"میری دانست مین یہ بخوبی ظاہر ہے مانک منی نہ صرف اوس نالش مین جو واسطے دلا پانے جایداد کے بر خلاف جگنا وغیرہ کے تھی بلکہ تمام منازعت مابعد مین جو نالش مذکور سے پیدا ہوئی اپنے شوہر کی جایداد کی طرف سے کارکن تھی اور محض حق ذاتی نہین رکھتی تھی (مقدمہ جوگل کشور بنام جتندر موہن ٹیگور (۱) ملاحظہ طلب) مسماۃ مذکورہ نہ صرف خود اپنے حق کی بلکہ حقوق وارثان مابعد کی حفاظت کرتی تھی جبکہ واسطے بر خلاف جگنا وغیرہ نالش کی تھی مسماۃ مذکورہ یہی کر رہی تھی جب اوس نے جواب دہی اوس نالش کی کی جو کرشن چندر نے دایر کی تھی اور بہ نتیجہ میرے نزدیک ڈگری واقعتاً صریحاً ایک ایسی ڈگری تھی جسکی پابندی جایداد پر تھی اور نہ صرف ذات مانک منی پر ہم جانتے ہین کہ فی الواقع وارثان مابعد کو اوس نالش سے فایدہ پہونچا ہے جو بنام بر خلاف جگنا دستی وغیرہ دایر کی گئی تھی کیونکہ اونہون نے وہ جو مالک تھی اوسوقت حاصل کرنے مین کامیاب ہوئی بہ منہائی اوس شئے کے جس کو کرشن چندر بلحاظ ازان مسماۃ کو محروم کرنے مین کامیاب ہوا حاصل کیا ہے کرشن چندر کی نالش صریحاً اوس نالش سے پیدا ہوئی جس سے جیسا کہ مین نے ابھی ثابت کیا وارثان مابعد نے فایدہ اوٹھایا ہے۔

اور اسکے بعد حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا ہے۔

"بحث فی الواقع یہ ہے کہ کیا نالش بنام مانک منی محض واسطے ایک ذاتی دعوی بنام مسماۃ یا مسماۃ بابت جایداد یا واسطے ایک ایسی وجہ نالش کے تھی جو محض آیندہ یہ نالش ذاتی نہین تھی مقدمہ جوگل کشور بنام جتندر موہن ٹیگور (۱)

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۹۰۔

۱۸۹۵ء
کانت
اوپادھیا
بنام
مندرا ...

ملاحظہ طلب یہ امر ہی کہ بابت واصلات کے ایک ایسی نالش بابت حصہ کی ہوگئی تہی جسمین مالک منی جوابدہی بابت نہ صرف خود اپنے حق کے بلکہ حق وارثان مابعد کے کررہی تہی اور میرے نزدیک وہ جوابدہی صحیح طور پر کر رہی تہی اگر گریش چندر یا اوسکا منتقل الیہ رامنہ نالیہ رسے جایداد متنازعہ کو بعلت اجرائے ڈگری واصلات کے نیلام کرا نا تو مجکو نہین معلوم ہوتا کہ کس طرح صرف مالک منی کا حق جین حیاتی نیلام ہوتا اسمین کیا فرق ہے کہ جب مالک منی جو منسر کا ذمہ دار بشمول جیون گوپال و کرشن داس سنے بابت کل واصلات کے تہی آیا جیون گوپال سے نالش حصہ رسدی کی اس بنا پر دائر کی کہ نامبردہ کو کل واصلات ادا کرنی پڑی یا نالش نوعیت دعوی بمقابلہ مالک منی تبدیل نہین ہوئی جو کچھ کیا گیا صرف یہہ تہا کہ تعداد مساۃ کے حصہ واصلات کی مقرر کیجاسے ۔"

اپیل وہم مین وکیل اپیلانٹ کیطرف سے درحالیکہ یہ حجت کی کہ مقدمہ سابق مین مالک منی منجانب اپنی جایداد شوہری کے کارکن تہی اور اجرائے ڈگری گریش چندر مین کل جایداد مستوجب نیلام کئے جانے کی تہی کہ بایفائے ڈگری زر واصلات کے نیلام کیجاے یہ حجت مستحکم طور پر کی کہ یہ کافی نہین ہے مسئول الیہ نے یہ دلیل کی کہ جیون گوپال کو اپنی نالش واسطے حصہ رسدی کے اس طریق پر ترتیب دینی چاہیے تہی جس سے ثابت ہوتا کہ اوسکا یہ مقصود تہا کہ کل جایداد پر پابندی ہو اور نہ یہ کہ محض طالبہ ذاتی بمقابلہ بیوہ کے کیا جاے اور بتائید اپنے استدلال کے اوسنے ہمکو مقدمات ذیل دیے بنام برج کشن لال اوستی (۱) وکٹوریہ داسی (۲) بنام بہسنو نرائن چودہری (۲) وگلند چند گہوس بنام کاشی داسی (۳) عکار سکو گتہ ومضار بنام ہیم چند چودہری (۴) و مہا چند رائے چودہری بنام کشو ہاری چودہری (۵) و دہرمشاستر در وراجات مولفہ مین صاحب طبع پنجم صفحہ ۷۳۹ کا حوالہ دیا اور وکیل رسپانڈنٹ نے مقدمہ جوگل کشور بنام جوتندر موہن ٹیگور (۶) کا حوالہ دیا جسکی نسبت مسئول الیہ نے یہ حجت کی کہ مقدمہ حال سے وہ قابل امتیاز نہین ہے ہمنے نظائر محولہ اصالتاً دلائل جو ہمارے روبرو پیش کی گئین غور کیا ہے اور ہماری یہ راے ہے کہ وکیل صاحب جج ضلع نے صحیح راے نسبت قانون کے مقدمہ ہذا مین قایم کی ہے ہمارے نزدیک وہ اصول جو مقد

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۳ و (۲) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ ۔
(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ ... اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۱ ۔
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۵ (۵) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۴۲ ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۱۸۴ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۹۸۵ ۔

سنہ ۱۸۹۵ء
بروملکانت چٹوپادھیا بنام جتندر

جوگل کشور بنام رادہا رمن ٹیگور میں قایم کیا گیا ہے وہ صول ہے جو مقدمہ حال سے متعلق ہے
اوس مقدمہ میں اپنی تجویز میں حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ فرمایا ہے "مقدمہ نوعیت اوس
نالش پر منحصر ہے جس میں ڈگری جاری ہوتی ہے بہت سی نظیرین اس مضمون کی ہین یہ غیرضروری
ہے کہ اونکو بیان کیا جائے اونکا حوالہ چیف جسٹس صاحب نے اپنی تجویز ہائیکورٹ میں دیا ہے
اگر نالش محض واسطے ایک دعوی ذاتی بمقابلہ بیوہ کے ہے تو محض بیوہ کا حق محدود نیلام ہوا ہے
اور حق وارث مابعد پر اوسکا مواخذہ نہین ہے اگر بخلاف اسکے نالش بنام بیوہ بابت جایداد
کے یا بابت ایک ایسی وجہ نالش کے ہے جو محض ایک ذاتی وجہ نالش بمقابلہ بیوہ کے نہین ہے
تو کل جایداد منتقل ہوتی ہے بہت سے مقدمات میں گو حق حقوق ومراثی بیوہ کے نیلام کئے
گئے مگر کل حق واقع جایداد کی نسبت تجویز کیا گیا کہ منتقل ہو گیا اور وارث مابعد اوسکا پابند ہوگا"۔
نالش بابت حصہ رسدی کے جو جیون گوپال نے دایر کی ایک نالش واسطے دلاپانے
قرضہ کے تہی جو جایداد سے واجب الادا نہ تہا بلکہ تعداد زر قرضہ کی بشکل زر واصلات کے ڈگری
مانک منی وغیرہ پر بطور کارپرداز جایداد نوبین کرشن وکرشن داس کے ہوئی تہی اور بتوجیہ
ہماری رائے میں وہ ایک ذاتی قرضہ مانک منی کا نہ تہا یعنے ایک قرضہ جو مسماۃ نے لیا اور
جسکی ذمہ دار مسماۃ اصالتاً تہی ہمارے نزدیک نوعیت قرضہ کی محض اس سبب سے تبدیل نہین
ہوگئی کہ جیون گوپال نے کل زر واصلات ادا کر دیا اور بعد ازان نالش دلاپانے زر مذکور کی
دیگر مدیونان ڈگری سے دایر کی اوسنے کل زر واصلات ادا کر دیا اور بعد ازان یہ نالش دلاپانے
اس زر واصلات کی مانک منی وغیرہ سے کی اندرین صورت ہماری یہ رائے ہے کہ جن مقدمات
کا حوالہ ذلیعلم وکیل اپیلانٹ نے دیا ہے وہ مقدمہ حال سے ٹہیک متعلق نہین ہین
اور فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ جوگل کشور بنام جوتندر موہن ٹیگور اوس سے متعلق ہے۔
اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔ اپیل ڈسمس کیا گیا

سنہ ۱۸۹۳ء
۳ جون

باجلاس بگیٹ صاحب جسٹس واسٹیونس صاحب جسٹس

چنتامنی داسی (مدعاعلیہا) بنام رگہوناتہہ ساہو (مدعی)[1]

اپیل مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۰۸ و ۵۰۹ – ڈگری یکطرفہ

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۹۸۵ † اپیل ڈگری اپیل نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری صادرہ
بابو ہرگوبند کرجی جج ماتحت بہاگلپور مورخہ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۹۲ء مشعر منسوخی ڈگری صادرہ بابو دہیندر ناتہہ رائے
منصف بہاگلپور مورخہ ۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء

١٨٩٥ء
بیرو دا کانت چودہریا
بنام
چندر نراین

حکم مشعر منسوخی ڈگری یکطرفہ۔

الفاظ مقدمہ کی تجویز پر موثر" مو قوعہ دفعہ ١٩٥ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہ مراد ہے کہ تجویز مقدمہ پر بلحاظ اوسکی روئداد کے موثر ہو۔

جس صورت مین ایک ڈگری ایک طرفہ بذریعہ حکم حسب دفعہ ١٠٨ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منسوخ کی گئی تہی اور نالش کی سماعت بربنا روئداد کی گئی اور وہ ڈسمس کی گئی تہی تجویز ہوئی کہ حکم مذکور ایک ایسا حکم نہ تہا جو حسب دفعہ ١٩٥ مقدمہ کی تجویز پر موثر ہو اور اوسکا اپیل بموجب دفعہ مذکور کے نہین ہو سکتا تہا۔

یہ نالش عدالت منصف بہاگلپور مین بابت اوس روپیہ کے جو بر بنائے ایک رہن نامہ کے واجب الوصول تہا دائر کی گئی تہی اوسکی ڈگری یکطرفہ ٢٧ فروری سنہ ١٨٩١ء کو ہوئی اجرائے ڈگری مذکور مین تعمیل اطلاع نامہ کی مدیون پر ١٩ ستمبر سنہ ١٨٩٢ء کو کی گئی اور اشتہار نیلام کا ٧ نومبر بعد کو دیا گیا تہا مدعا علیہ کی درخواست پر منصف نے ڈگری یکطرفہ ٣١ دسمبر سنہ ١٨٩٢ء کو منسوخ کی بعدازان نالش کی سماعت بربنائے روئداد ہوئی اور وہ ڈسمس کی گئی مدعی نے مبینے روبرو جج ماتحت بہاگلپور کے اپیل کیا اپیل مین یہ حجت کی کہ درخواست منسوخی ڈگری یکطرفہ مین ازروئے دفعہ ١٦٤ - ایکٹ حد سماعت کے تمادی عارض تہی اور بدین وجہ ڈگری مذکور منسوخ نہین کیجا سکتی تہی منجانب مدعا علیہ کے بسند مقدمہ سنکلی بنام مرلیدہر (١) یہ حجت کی گئی کہ بحث حد سماعت واقعاتی ہے اور فیصلہ منصف مین نسبت امر مذکور کے بصیغہ اپیل عام دست اندازی نہین کیجا سکتی تہی۔

جج ماتحت بہاگلپور نے ڈگری منصف کو منسوخ کیا اور ڈگری یکطرفہ کو اِس بناء پر بحال رکہا کہ جو حکم حسب دفعہ ١٠٨ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر منسوخی ڈگری یکطرفہ صادر کیا گیا غلط تہا بنا راضی اِس فیصلہ کے مدعا علیہ نے یہ اپیل ہائیکورٹ مین کیا۔

بابو دوارکا ناتھ چکربتی و بابو لکشمی نراین سنگہ منجانب اپیلانٹ۔

بابو لال موہن داس و بابو جوگیندر پال گہوس منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز عدالت ڈگیٹ صاحب جسٹس و اسٹیونس صاحب جسٹس ہگینٹ صاحب جسٹس نے صادر فرمائی۔

(١) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ١٢ صفحہ ٣٠

چنتامنی وغیرہ بنام رگھوناتھ تہہ

پگٹ صاحب جج۔ یہ اپیل بنا راضی فیصلہ جج ماتحت بحالی فیصلہ مشعر منسوخی ڈگری صادرہ منصف کے اس بنا پر ہے کہ جو حکم منصف نے حسب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر منسوخی ایک ڈگری یکطرفہ صادر کیا جو پیشتر حاکم موصوف کے حضور سے بحق مدعی صادر ہوئی تھی غلط تھا منصف نے بعد منسوخ کرنے ڈگری یکطرفہ کے مقدمہ کی سماعت ہمر بنائے روبدادکی اور فیصلہ بحق مدعا علیہ کیا اور نالش کو ڈسمس کیا لہذا فیصلہ جج ماتحت مشعر منسوخی (ہمر بنائے میرٹ سماعت) حکم منصف حسب دفعہ ۱۰۸ اور منسوخی اوس ڈگری کے جو حاکم موصوف نے بوقت سماعت مابعد صادر کی بجائے فیصلہ روبدادی کے ایک فیصلہ یکطرفہ کو قایم کرتا ہے جو پیشتر بالکل بلا سماعت کرنے بیان مدعا علیہ کے کیا گیا تھا۔

جج ماتحت نے ڈگری منصف کو منسوخ کرنے اور ڈگری یکطرفہ کو بحال کرنے مین بلاشک روبداد مقدمہ کو ملاحظہ نہین کیا حاکم موصوف نے تصور کیا کہ وہ حکم جو منصف نے حسب دفعہ ۱۰۸ کے صادر کیا بموجب دفعہ ۵۹۱ کے بر طبق پیش ہونے مقدمہ کے روبرو حاکم موصوف بسبیل اپیل عام کے قابل اپیل تھا اور منجملہ اون مختلف امور کے جو ہمارے روبرو پیش ہوئے ہین یہ امر ہے کہ آیا بموجب دفعہ ۵۹۱ کے جج ماتحت کو یہ جایز تھا یا نہین کہ حکم مذکور متعلقہ دفعہ ۱۰۸ اگر جو منصف نے صادر کیا تھا منسوخ کرے ہماری یہ راے ہے کہ جج ماتحت کو یہ جایز تھا کہ حکم مذکور کو حسب دفعہ ۵۹۱ منسوخ کرے بشرطیکہ وہ مذکورہ حسب الضمن ڈگری کا اپیل نہ ہو تو جایز ہے کہ جو غلطی یا سقم یا بےضابطگی کسی حکم مذکور کی ایسی ہو کہ مقدمہ کی تجویز پر موثر ہو وہ یادداشت اپیل مین بطور ایک وجہ ناراضی کے بیان کیجائے لہذا دیکھنا چاہیے کہ جو غلطی یا سقم یا بےضابطگی جج ماتحت نے حکم منصف مین تجویز کی ہے یہ ہے کہ وہ بعد میعاد کے صادر کیا گیا تھا یعنے بعد گذرنے تیس روز کے جو مدہم ۱۶۴ ایکٹ حد سماعت مین مقرر ہین لیکن اس صورت مین بحث یہ ہے کہ آیا منصف نے اوس حکم کے صادر کرنے مین کہ مقدمہ کی سماعت بر بنائے روبداد کے کیجائے ایک حکم "جو مقدمہ کی تجویز پر موثر تھا" حسب مراد دفعہ ۵۹۱ کے صادر کیا یا نہین ہمارے نزدیک دفعہ مذکور حکم منسوخی ڈگری یکطرفہ سے حسب دفعہ ۱۰۸ کے متعلق نہین ہے غرض دفعہ ۱۰۸ کی یہ ہے کہ اس امر کا یقین دلائے کہ مدعا علیہ کی سماعت کیجائیگی باوجودیکہ وہ اوسوقت حاضر نہین ہوا جب مقدمہ کی پیشی ہوئی اگر اوسپر سمن کی تعمیل نہین کی گئی یا وہ بوجہ کافی حاضر ہونے سے مقصر رہا ہو اول نظر اور مطلب جسکے لئے عدالتین اجلاس کرتی ہین بلاشک یہی ہے کہ فریقین کی

سماعت کرین اور غرض دفعہ ۱۰۸ کی یہ ہے کہ اندر معقول حدود کے بلحاظ اسانی عامہ خلائق کے ۔۔۔ ۱۸۹۵ء پرشاد منی واسی بنام رگھو ناتھ ساہو
یقین اس امر کا ہو کہ ہر مدعا علیہ کی سماعت کیجائیگی حکم حسب دفعہ ۱۰۸ کا اپیل حسب دفعہ ۵۸۸ جسکے
نہیں ہوسکتا ہے بجز اسکے کہ ایک حکم حسب دفعہ مذکور بسبب ہونے ایک ایسے حکم کے جو مقدمہ کی
تجویز پر موثر ہو" قابل اپیل ہو وہ حسب دفعہ ۵۹۱ قابل اپیل نہیں ہے واضح ہو کہ ایک معنے میں وہ
مقدمہ کی تجویز پر موثر ہے کیونکہ اوس سے یقین فیصلہ کا بربنائے رویداد کے ہوتا ہے اور ایک ایسے
فیصلہ کو منسوخ کرتا ہے جو بربنائے رویداد حاصل نہین کیا گیا ہے لیکن ہم یہ خیال نہین کر سکتے
کہ وہ ایک ایسے فیصلہ کو منسوخ کرتا ہے جو بربنائے رویداد حاصل نہین کیا گیا ہے لیکن ہم یہ خیال
نہین کر سکتے کہ وہ ایک تاثیر حسب مراد الفاظ "مقدمہ کی تجویز پر موثر" ہوسکتی ہے ہمارے نزدیک
ان الفاظ سے کہ "مقدمہ کی تجویز پر موثر ہو" یہ مراد تصور کرنی چاہیے کہ مقدمہ کی تجویز پر بلحاظ اوس کی
رویداد کے موثر ہو" اور حکم حسب دفعہ ۱۰۸ جسکی رو سے صرف اس امر کا یقین ہوتا ہے کہ سماعت
بربنائے رویداد ہوگی ایک ایسا حکم جو "مقدمہ کی تجویز پر موثر ہو" حسب دفعہ ۵۹۱ تصور نہین
کیا جاسکتا۔ لہذا ہم فیصلہ جج ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ کو حاکم موصوف کے پاس بغرض
واپس بھیجتے ہین کہ بنظر ثانی سماعت اپیل کی مطابق قانون بربنائے رویداد کے کرے۔ مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

باجلاس بگٹ صاحب جسٹس و اسٹیونس صاحب جسٹس ۱۹ جولائی ۱۸۹۵ء

برولا چرن گھوس (مدعا علیہ) بنام گوبند پرشاد تیواری وغیرہ (مدعیان)†

اپیل - حکم بمنظوری تجویز ثانی - مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۲۹ -

عام اپیل مختتم مین نسبت حکم واسطے تجویز ثانی کے صرف اون وجوہ پر اعتراض کیا جاسکتا ہے
جو دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین مندرج ہین مقدمہ ہرنندن سہاے بنام بہاری سنگھ
(۱) کی تقلید کی گئی۔

یہ نالش عدالت منصف گہائل ضلع مدنا پور مین بابت لگان تعلقہ پٹنی کے کا تک سنہ ۱۲۹۸ سے
لغایت جیٹھ سنہ ۱۲۹۹ بشرح ۵ ۔۔ ۔۔ سکہ یا ۔۔ سکہ کمپنی فی سال معہ ابواب و اخراجات
ڈاک و سود کے دائر کی گئی تھی وہ پٹنی جو بنام کشن گمار موشنہا مدعاعلیہ کے شرکاء کے نام تھی

† اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۴۴ سنہ ۱۸۹۴ء منجانب ڈگری مصدرہ بابو کرونا مئی بنرجی جج ماتحت مدناپور مورخہ
۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء منسوخ کنندہ ڈگری مصدرہ بابو بنود بہاری مترا منصف گہائل مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء
(۱) ۱۷ صفحہ ماقبل۔

سنہ ۱۸۹۵ء
چنتامنی دولائی
بنام
رکھوناتھ

بموجب آئین ۸ سنہ ۱۸۶۹ء نیلام کی گئی اور مدعاعلیہ نے ۲۰ مئی سنہ ۱۸۸۹ء کو خرید کی۔ مدعا علیہ نے یہ حجت کی کہ پٹنی مذکور لفیضاداس کے رشتہ دار انند چرن داس کے تھی جسکی وفات پر وہ لفیضاداس کے پسران نابالغ کل اور سے چندر داس و موہنی سوہن داس کے تھی اور چونکہ مدعیان نے جایداد مذکور بلا علم تعلقہ داران کے نیلام کرائی لہذا نامبردہ (مدعاعلیہ) نے اوسکو نیلام میں واسطے فایدہ نابالغان اور حفاظت اونکے حقوق کے خرید کیا اور اوسکو نامبردگان کے ہاتھ بذریعہ رجسٹری شدہ بیعنامہ کے واپس فروخت کیا اور نامبردہ کا کبھی قبضہ اوسپر نہین ہوا اور ذمہ دار لگان کا نہین ہے اور جمع واجب الادا بابت پٹنی کے لہ للعہ ۱۵ ار ۱ گنڈا ہے اور نہ لعہ ۱۵ ار گنڈا جیسا کہ عرضی دعوی مین بیان کیا گیا ہے اور مدعیان مستحق کسی اخراجات ڈاک کے نہین ہین اور لگان اور ابواب بابت سنہ ۱۲۹۵ منجانب نابالغان کے پورے ادا ہوگئے ہین۔

امور تنقیح طلب مندرجہ ذیل قایم کئے گئے تھے۔

۱۔ آیا مدعاعلیہ ذمہ دار لگان کا ہے یا نہین۔

۲۔ بابت پٹنی مذکور کے کیا جمع سالانہ واجب الادا ہے۔

۳۔ آیا مدعیان مستحق پانے اخراجات ڈاک متدعویہ کے ہین یا نہین۔

۴۔ کیا عذر وصول کا صحیح ہے۔

منصف نے یہ تجویز کی کہ مدعاعلیہ ذمہ دار لگان کا ہے اور جمع لہ للعہ ۱۴ ار ۱ گنڈا ہے اور دعوی بابت اخراجات ڈاک کے ثابت نہین کیا گیا ہے نسبت چہارم امر تنقیح طلب کے ایک رسید لہ ۱۴ ار ۱ گنڈا کی جو معلوم ہوتی ہے کہ مدعی کے مختار عام سے بپشت اشتہار دی تھی شہادت مین مدعاعلیہ نے داخل کی ہے اس رسید کو منصف نے جعلی تجویز کیا ہے چنانچہ منصف نے ڈگری جزوی بحق مدعی صادر کی بنا راضی اس ڈگری کے فریقین نے جج ماتحت مدناپور اپیل کیا حاکم موصوف نے مدعیان کے اپیل کو اس تجویز سے ڈسمس اور مدعاعلیہ کے اپیل کو ڈگری کیا کہ رسید مذکور اصلی ہے اور وہ بابت جمع اوس سے زیادہ شرح کے ہے جسکا دعوی مدعیان نے کیا اور مدعاعلیہ کو وہ تعداد مجرا دی گئی جو رسید مین مندرج تھی مدعیان نے درخواست واسطے تجویز ثانی کے گذرانی جو جج ماتحت نے منظور کی اور حکم ذیل صادر کیا۔ بعد سماعت طرفین کے عدالت ہذا کی یہ راے ہے کہ تجویز عدالت ہذا مین ایسی غلطی ہے

سنہ ۱۸۹۰ء
ستیا چرن گہوس بنام لوہینیہ نتیار

جس سے درخواست تجویز ثانی مین فرق آیا ہوگا غلطی مذکور متعلق اوس تعداد کے ہے جو رسید متنازعہ مین مندرج ہے جسکو عدالت ہذا نے نصف اعلی جمع متدعویہ کا تصور کیا حالانکہ فی الواقع یہ صورت نہتی درخواست تجویز ثانی منظور کیجاتی ہے اور اپیل کی سماعت مکرر صرف نسبت امر متذکرہ کے کیجایگی" برطبق سماعت مکرر اپیل کے جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ وہ رقم وصولی جسکا عذر کیا گیا ثابت نہین کیگئی ہے اور تجویز منصف نسبت امر مذکور کے بحال رکہی ہا لہذا مدعا علیہ نے اپیل ہذا ہائیکورٹ مین بوجوہ ذیل دائر کیا۔

اول یہ کہ۔ عدالت اپیل ماتحت نے تجویز ثانی اپنی تجویز کی بلا صحیح اور کافی وجہ حسب مراد دفعہ ۶۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منظور کی تہی۔

دوم یہ کہ۔ عدالت ماتحت اپیل نے اپنی تجویز سابق برطبق نظر ثانی محض بربنائے غور اوس شہادت کے جسپر تجویز مذکور مین عمل کیا تہا منسوخ کیا حالانکہ عدالت موصوف کو ایسا نہین کرنا چاہیئے تہا۔

سوم یہ کہ۔ عدالت ماتحت اپیل کو نظر ثانی کے طے کرنے مین اوس امر سے باہر نہین جانا چاہیئے تہا جسپر مقدمہ کی سماعت مکرر محدود تہی اور عدالت موصوف نے بلا ذرا بہی غور کرنے اوپر امر مذکور کے اپنی تجویز سابق کو برطبق مکرر کرنے غور اوپر شہادت کے منسوخ کیا۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس ، وبابو مہن بہاری گہوس (جونیر) منجانب اپیلانٹ۔

بابو سری ناتہہ داس ، وبابو پریو ناتہہ سین منجانب رسپانڈنٹان۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس۔ عذرات نسبت حکم منظوری تجویز ثانی کے برطبق اپیل ثانی ڈگری قطعی کے کئے جاسکتے ہین مقدمہ بہیرب چندر سرما چودہری بنام مادہب چندر سرما (۱) ملاحظہ طلب مقدمہ۔ مذکور کا نیصلہ بموجب مجموعہ حال کے وہی ہے اور عملدرآمد یکسان رہا ہے دیکہو مقدمات رائے میگراج بنام بیجے گوبند برال (۲) و بینی مادہب بوس بنام کالی چرن سنگہ (۳) و منیر الدین بنام قادر بخش (۴) و کلیم الدین منڈل بنام سیرن منڈل (۵) و جگیش کرجی بنام مہابتی چرن گہوسال (۶) و چند چرن اگروونی بنام لدن رام دیب (۷) و

(۱) بنگال لاریورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۲۲ و ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۸۴ (۲) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۷ و ویکلی رپورٹر جلد ۲۳ صفحہ ۴۳۸ (۳) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۳۸۷ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۱۴ (۵) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۱۸۶ (۶) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۳ (۷) ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۳۳۴۔

۱۸۹۵ء
ہیرہ لال [illegible]
بنام
گوبند پرشاد [illegible]

موجوہ جنکی بنا پر نسبت حکم منظوری تجویز ثانی کے اعتراض کیا جاسکتا ہے دفعہ ۶۲۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین مندرج ہین اور بنا رضی ایسے حکم کے سواے اوس تجویز کے جو دفعہ مذکور مین محکوم ہے اپیل ناہین ہوسکتا ہے لیکن دفعہ مذکور مین ذکر صرف اون اپیلون کا ہے جو بنا رضی احکام مشعر منظوری تجویز ثانی بلا توسط ہون اور اوسمین یہ مندرج نہین ہے کہ کوئی عذر سواے اون عذرات کے جنکا ذکر کیا گیا ہے اپیل بنا رضی ڈگری اخیر مین نہ کیا جائے مقدمہ زمانہ حال ہرنندن سہاے بنام بہاری سنگہ خلاف میری حجت کے ہے میری دانست مین تجویز مذکور سے بادی النظر مین یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس معاملہ کا تصفیہ کیا گیا متعلق ایک اپیل بنا رضی حکم مشعر منظوری تجویز ثانی کے تہا لیکن رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل مذکور ایک اپیل بنا رضی ڈگری قطعی کے تہا اور فیصلہ مقدمہ مذکور کی تائید مقدمہ بمبئی و پرشیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی بنام ایس ایس زواری (۱) سے جسپر تجویز مذکور مین استدلال کیا گیا ہے نہین ہوتی ہے مقدمہ بمبئی مین اپیل مذکور صریحاً بنا رضی حکم مشعر منظوری تجویز ثانی کے تہا اور یہ تجویز کی گئی تہی کہ کوئی ایسا اپیل سواے بوجوہ مندرجہ دفعہ ۶۲۹ کے منظور نہین کیا گیا تہا یہ منشا نہین ہوسکتا تہا کہ حکم مشعر منظوری تجویز ثانی کو مطابق قانون کے صادر نہ کیا گیا ہو ہرگز قابل عتراض نہین ہے اسمقدمہ مین حکم مطابق قانون کے نہین تہا دیکہو مقدمہ چندر چرن اگر وہتی بنام لالٹ ام وبیہ (۲) مقدمہ گوپالداس بنام الف خان (۳) سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ حکم مشعر و سمی اپیل حسب دفعہ ۶۲۹ پر اپیل بنا رضی ڈگری قطعی مین اعتراض کیا جاسکتا ہے۔

بالو سری ناتہہ داس منجانب رسپانڈنٹان۔ نسبت صحت کسی حکم مشعر منظوری تجویز ثانی کے اپیل قطعی مین اور وجوہ پر سواے وجوہ مندرجہ دفعہ ۶۲۹ کے اعتراض نہین کیا جاسکتا الفاظ "یا وہ عذر اوس اپیل مین کیا جاسے جو مقدمہ کی اخیر ڈگری یا حکم کی نارضی سے ہو" صریحاً وجوہ اپیل کو بنا رضی حکم کے اپیل قطعی مین وجوہ مندرجہ دفعہ مذکور پر محدود کرتے مین مقدمات بمبئی و پرشیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی بنام ایس ایس زواری (۱) و ہرنندن سہاے بنام بہاری سنگہ (۴) بالکل میرے مفید ہین۔

تجویز عدالت (پگٹ صاحب جسٹس و بیٹولش صاحب جسٹس) پگٹ صاحب

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۱ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۴۔
(۳) ،، ،، ،، الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۸۳ (۴) صفحہ ماقبل (۳)۔

سنہ ۱۸۹۵ع
بودا چرن لاکہو
بنام
بندیرسشاد
تیواری

جسٹس نے صادر فرمائی۔

پگٹ صاحب جسٹس۔ صرف ایک امر اپیل ہذا مین یہہ ہے کہ آیا ڈگری عدالت ماتحت اپیل اس سبب سے منسوخ کرنی چاہیئے یا نہین کہ تجویز ثانی اندر اون حالات کے منظور کی گئی تھی جن مین وہ منظور کیگئی تھی وہ بربنائے کسیوجہ منجملہ وجوہ مندرجہ دفعہ ۶۲۹ کے منظور نہین کی گئی تھی اور وہ امر جسکی نسبت ہمارے روبرو بحث کی گئی یہ ہے کہ آیا اپیل قطعی مین یہ جایز ہے یا نہین کہ نسبت صحت حکم مشعر منظوری تجویز ثانی کے بوجوہ علاوہ اون وجوہ کے جو دفعہ ۶۲۹ مین مندرج ہین اعتراض کیا جاوے۔

نسبت اس امر کے مقدمہ ہرنندن سہاے بنام بہاری سنگہ (۱) کا حوالہ ہمارے روبرو دیا گیا اور ہمنے یہ نتیجہ اخذ کیاہے کہ مقدمہ مذکور کی اگر صحیح تعبیر کیجاوے تو یہ تصور کرنا چاہیئے کہ اوسمین یہ تجویز کی گئی ہے کہ عام اپیل قطعی مین حکم تجویز ثانی پر اعتراض سوائے بربنائے وجوہ مندرجہ دفعہ ۶۲۹ کے نہین کیا جاسکتا اور ہم تقلید مقدمہ مذکور کی فیصل کرنے مین اوس امر کے جو ہمارے روبرو خلاف اپیلانٹ کے اور تابید فیصلہ ماتحت اپیل کے ہے کرینگے۔

بمقدمہ ہرنندن سہاے بنام بہاری سنگہ (۱) فیصلہ بمبئی بمقدمہ بمبئی وپرشیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی بنام ایس ایس زواری (۲) بنائے فیصلہ عدالت ہذا تصور کیا گیا تہا اس مین شک نہین کہ مقدمہ بمبئی مین جہانتک کہ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے یہ فیصلہ کیا گیا تہا کہ اپیل صریحاً بنا رضی حکم مشعر منظوری تجویز ثانی صرف صورتہائے مندرجہ دفعہ ۶۲۹ مین ہوسکتا ہے وہ مقدمہ صریحاً بموجب دفعہ ۶۲۹ کے تہا لیکن حکام نے مقدمہ ہرنندن سہاے بنام بہاری سنگہ مین یہ قرار دیا کہ مقدمہ بمبئی اوس مقدمہ سے جو روبرو حکام ممدوح کے تہا صریحاً متعلق ہے واضح ہو کہ مقدمہ کلکتہ مین اپیل مذکور ایک اپیل صریحاً بنا رضی حکم مذکور کے نہ تہا حکم مذکور کی نسبت نزاع اپیل قطعی مین بربنائے وجوہ سوائے اون وجوہ کے کیا گیا تہا جو دفعہ ۶۲۹ مین مندرج ہین کارروائیات جو بعد تجویز ثانی کے ہوئین وہ صاحب جج ضلع نے بوجوہ مذکور منسوخ کی تہین اور مقدمہ مذکور کا فیصلہ حاکم موصوف نے بربنائے اوس شہادت کے کیا جو مسل مین قبل منظوری مدعی کی درخواست تجویز ثانی کے موجود تہی یہ ٹہیک وہی حکم ہے جسکے صادر کرنے کی استدعا ہم سے بربنائے وجوہ علاوہ وجوہ

(۱) صفحہ ماقبل (۳) (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۷۱-

سنہ ۱۸۹۵ء

برودا چرن گہوس بنام گوبند پرشاد تیواری

مصرحہ دفعہ ۲۴۶ کے مقدمہ ہذا مین کی گئی ہے عدالت ہذا نے یہ تجویز کی کہ صاحب جج ضلع سے غلطی کی ہے اور حاکم موصوف کے فیصلہ کو منسوخ کیا اور مقدمہ کو حاکم موصوف کے پاس واسطے فیصلہ دیگر امور کے جو اپیل مذکور مین پیدا ہوئے یعنے واسطے فیصلہ مقدمہ کے بربنائے اوس شہادت کے جو بعد حکم تجویز ثانی کے لی گئی - واپس بہیجا (دیکھو صفحہ ۴ سطر ۷) لہذا مقدمہ مذکور ایک فیصلہ ہے کہ اپیل قطعی مین حکم تجویز ثانی پر اعتراض صرف بربنائے وجوہ مندرجہ دفعہ ۲۳۹ کے ہوسکتا ہے یعنے حسب دلیل ذی علیم وکیل رسپانڈنٹان کے یہ الفاظ مندرجہ دفعہ ۲۲۸ "اگر دوران اپیل مین کیا جائے جو مقدمہ کی اخیر ڈگری یا حکم کی نا راضی سے ہو" وجوہ اپیل کو - بنا راضی حکم اپیل قطعی مین اون حدود اور قیود کو جو اختیارات عدالتہائے ماتحت مین لنسبت منظوری تجویز ثانی کے ہین بابت محدود کرتا ہے لیکن ٹہیک مثل احکام مشعر منسوخی ڈگریات یکطرفہ کے یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ مجموعہ کا یہہ منشا نہو کہ استعمال اون اختیارات کی جبکہ بہرحال یہہ منشا ہے کہ تحقیقات مکمل کیجاے اور مقدمہ پر بربنائے روئداد غور کیا جاے بہت موشگافی کے ساتہہ نگرانی کیجاے۔

لہذا بلحاظ از تغییر مقدمہ سرنندن سہاے بنام بہاری سنگہ کے اوس طریق پر جس طرح ہم نے تفسیر کی ہے اور اوسکی تقلید کرکے جیسا کہ ہم خیال کرتے ہین کہ ہمکو کرنی چاہیے ہمکو فیصلہ مقدمہ ہذا کا بحق رسپانڈنٹان اور اپیل ہذا کو معہ خرچہ ڈسمس کرنا چاہیے۔ اپیل ڈسمس کیا گیا

سنہ ۱۸۹۵ء ۲۱ مئی

باجلاس پگٹ صاحب جسٹس و اسٹیونس صاحب جسٹس

پرسنو کمار ادہکاری وغیرہ (مدعیان) بنام سرو دا پرسنو ادہکاری وغیرہ † (مدعا علیہم)

دہرم شاستر - دیوتر - اختیارات شیبیت - انتقال جایداد دیوتر کا -

جس صورت مین کہ پدر مدعیان نے جو ایک شیبیت بعض جایداد دیوتر کا تہا ایک موروثی مقرری پٹہ جز وجایداد مذکور کا اپنے شیبیت شریک یعنے والد مدعا علیہم کو عطا کیا چونکہ پٹہ مذکور بلا کسی ضرورت قانونی کے عطا کیا گیا تہا لہذا تجویز ہوئی کہ ایسا پٹہ کلیتاً کالعدم ہے

سنہ ۱۲۴۳ (سنہ ۱۸۱۶ء) مین راجہ تلوک نے قریب ۳۰۰ بیگہ اراضی واسطے پوجا مورت شیر تنبو مورتی کے جسکا مندر تلوک مین ہے مخصوص کی ابتدا از ایک یا دو شیبیت مقرر کئے گئے لیکن چونکہ اونکا عہدہ

† اپیل از ڈگری اپیل نمبر ۲۲۶ سنہ ۱۸۹۳ء بنا راضی ڈگری مصدورہ جے پریٹ صاحب جج ضلع مدنا پور مورخہ ۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء منسوخی ڈگری مصدورہ بابو بہی چند گنگولی جج ماتحت درجہ دوم ضلع مذکور مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء۔

سنہ ۱۸۹۵ء
بہاری سیواکاری
بنام
برودا پرشاد سیواکاری

موروثی تہا لہذا اونکی تعداد رفتہ رفتہ بڑہتی گئی یہانتک کہ آخر کار باہم اونکے ایک انتظام ہوا جسکی روسے ہر شبیت کو لازم تہا کہ ہر مہینے مین ایک معین تعداد ایام تک سیوا کیا کرے اور بلا شرکت غیرے ایک جزو اراضی دیوتر کا بعوض سیوا عرصہ اپنے پالہ کے قابض رہے لہذا ایک تقسیم جایداد دیوتر کی ہوئی اور اوس میں سے سلگہ مدعیان کے ایک مورث کے حصہ مین آئے بتاریخ کہ ۲۴ سنہ ۱۲۴۰ (۱۱ اپریل سنہ ۱۸۳۳ء) مین پدر اور عم مدعیان نے باشتراک ایک موروثی مقرری پٹہ سلگہ کا منجمد سلگہ مذکور کے بحق مدن موہن ادہکاری دادا مدعا علیہم کے جو خود ایک شبیت اور قابض ایک دوسرے جزو اراضی دیوتر کا تہا تحریر کیا۔ مدن موہن اور بعد اوسکے اوسکا پسر لکہی نرائن اراضی پٹہ پر بدستور قابض رہا اور مدعا علیہم بعد وفات اپنے باپ لکہی ترائن سے قابض ہین مدعیان کا باپ اپنے بہائیون اور چچا زاد بہائیون کے بعد زندہ رہا اونکے حصص کا وارث ہوا وہ پوس سنہ ۱۲۹۸ (دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء) مین فوت ہوا اور چونکہ مدعیان اس طرح بجائے اوسکے شبیت ہو گئے لہذا اونہون نے نالش بنا عدالت جج ماتحت مدناپور مین واسطے منسوخی موروثی و مقرری اجارہ پٹہ اور دلا پانے قبضہ خاص اراضی مندرجہ پٹہ مذکور کے اس بیان سے دایر کی کہ اونکے پیشیر دان کو بطور شبیت یہ حق نہ تہا کہ پٹہ دوامی بہ لگان معین تحریر کرین عدالت موصوف مین یہ تجویز ہوئی کہ پٹہ مذکور کلیتاً منسوخ نہیں کیا جا سکتا لیکن اوسکی نوعیت مقرری قایم نہین رکہی جا سکتی اور مدعیان مستحق ہین کہ اگر قطعاً ضرورت ہو لگان اوس حد تک اضافہ کرین کہ جس حد تک واسطے اخراجات ٹہاکر سیوا کے ضروری ہو یہ فیصلہ بطبق اپیل صاحب جج ضلع مدناپور نے بحال رکہا اور بنا رضی فیصلہ حاکم موصوف کے مدعیان نے اپیل ہذا ہائیکورٹ مین دایر کیا اور رسپانڈنٹان نے اپیل مخالف دایر کیا۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس و بابو گوارش چندر چودہری (منجانب بابو ہربندر ناتہ مکرجی) منجانب اپیلانٹان۔

بابو سری ناتہ داس و بابو سرت چندر راے چودہری منجانب رسپانڈنٹان۔

ڈاکٹر راش بہاری گہوس۔ عدالت ماتحت اپیل نے مقرری نوعیت پٹہ کی قطع کر دی ہے۔ لیکن اوسکی نوعیت موروثی جس سے یہ مراد ہے کہ پٹہ مذکور قابل توریث رہے قایم رکہنی غلط ہے بصورت ایسے اوقاف کے جیسے کہ اوقاف حال ہین حق امانت دار جانشین کا بالکل بلا تعلق حق اوسکے امانت دار پیشرو کے ہے پیشرو کو یہ حق نہین ہے کہ کوئی تبدیل نوعیت جایداد امانتی مین جیسی کہ وہ ابتداً تہی کرے اور اگر وہ کرے بہی تو وہ کسی طرح پر اوس مانند ایسی

قابل پابندی نہیں ہے جو اوسکا جانشین ہو امر عطا کرنے پٹہ قابل توریث جایداد دیوتر کا بلاشک مثل ایک انتقال کے ہے اور مضر حقوق امانت داران و نیز اہتمام دیوتر کے ہے پس ممنوع ہونا چاہئے اور قبضہ مدعیان کو عطا ہونا چاہئے مشار الیہ نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا مقدمات جگت موہنی داسی بنام سکہی منی داسی (۱) دگولک چندر بوس بنام رگہو ناتہہ سری چندر رائے (۲) ونراین بنام جنتا من رام بابو سری ناتہہ واس منجانب رسپانڈنٹان بموجب نظایر متعلقہ نفقات کے جیسے کہ وہ بالفعل ہین مین تجویز عدالت ماتحت اپیل پر اس سبب سے اعتراض نہیں کرسکتا کہ اوسکی رو سے منفری توجیت عطیہ کی جو ایک انتقال دوامی قسم کا اور اوسکے ساتہہ ہی غالباً مضر وقف کے متصور ہوسکتا تہا رفع کی گئی لیکن عطا کرنا موروثی پٹہ جایداد کا باختیار اضافہ کرنے لگان کے کسی وقت پر کبہی مضر وقف کے نہین ہوسکتا کیونکہ وہ یہ لسنبت اوسکے خراب نہین ہے کہ اراضیات جایداد ستو وہ پر اسامیان کو آباد کیا جائے جسکے لئے قانونی ضرورت کبہی ثابت کرنی ضرور نہین ہے بہ صورت بالخصوص دیگر صورت ہائے انتقال سے اس سبب سے قابل تمیز ہے کہ اسمقدمہ مین انتقال بحق اشخاص غیر بلکہ بحق جانشینان شریک کے کیا گیا ہے علاوہ برین اس مقدمہ مین واقف نے ایک شرح واسطے اخراجات دیوسیوا کے مقرر کی ہے اور جب تک کہ اوس لگان سے جو مدعیان کو بابت پٹہ کے ملے انتظام مناسب واسطے سیوا بحصہ رسدی مدعیان کے پانے کے مطابق شرح کے ہو جاوے کوئی وجہ واسطے یہ خیال کرنے کے نہین ہوسکتی کہ یہ انتقال مضر ہے اور جبکہ تعداد لگان قابل ادا ہر وقت اضافہ ہوسکتی ہے تو وہ کبہی ناکافی واسطے انجام دیئے جانے سیوا مورتون کے نہین ہوسکتی موروثی نوعیت پٹہ کی اوس صورت مین ایک انتقال مضر وقف متصور نہین کیا جاسکتا اور برلاے مقدمات ماقبل مین قایم کی گئی ہے کسی صورت مین مدعیان کو قبضہ خاص نہین دیا جاسکتا مقدمات درگا ناتہہ رائے بنام رام چندر سین (۴) و پرسنوکماری دیبیا بنام گلاب چند بابو (۵) و شبشری دیبیا بنام متہرا ناتہہ اچارج (۶) ملاحظ طلب۔

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۹ و ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۴۱ و اپیہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۹ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۴۴ و بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۳۷ (نوٹ) (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۹۳ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۱ (۵) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۵۰ (۹ ۴۵) و لا رپورٹ اپیہاے ہند جلد ۲ صفحہ ۱۴۵ (۶) اپیہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۰۔

سنہ ۱۸۹۵ع

تجویز عدالت (نکٹ صاحب جسٹس و اسٹیولش صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

اسمقدمہ مین ہمارے نزدیک اپیل سرسبز ہونا چاہیئے۔

جو پٹہ کہ مورث مدعیان نے بحق اپنے ایک شریک شبیت کے عطا کیا جسکے جواز کی نسبت انکی ساعیان مین اعتراض کیا گیا ہے اس سبب سے ناجایز تصور کیا گیا تہا کہ وہ ایک مقرری پٹہ تہا جو بلا کسی ضرورت قانونی کے شبیب وقف نے عطا کیا تہا جسکا عطا کرنا صریحاً ثابت کیا گیا ہے لیکن تجویز عدالت ماتحت اور اوس ڈگری مین جو اوسپر مبنی تہی موروثی نوعیت پٹہ کی اس طرحپر قایم رکہی گئی ہے کہ دوامی نوعیت انتقال جایداد وقف کی قایم رہی گو نسبت لگان کے نوعیت ابتدائی پٹہ کی بذریعہ کاٹ دینے اوسکی مقرری شرط کے اور پٹہ کو قابل اضافہ لگان قرار دینے کے ترمیم کی گئی تہی لیکن ہمارے نزدیک جواز پٹہ کے منظور کرنے مین جہانتک کہ اوسکی رو سے حق موروثی عطا کیا گیا عدالت ماتحت نے غلطی کی ایسی صورتین ہین جن مین ایک شبیت یا مہتمم کو منتقل کرنا جزو جایداد وقف کا جایز ہے لیکن یہ ایسی صورت نہین ہے اوس قسم کی کوئی بات ثابت نہین کی گئی ہے اور ہمارے نزدیک اسمین کچہہ شک نہین کیا جا سکتا کہ جہانتک کہ یہ پٹہ ایک موروثی پٹہ ہے وہ ایک انتقال جایداد وقف کی حد تک پہونچتا ہے اور بحیثیت مذکور ہمارے نزدیک وہ ناجایز متصور ہونا چاہیئے لہذا پٹہ مذکور کلیتاً اور منجملہ بابت اوسکی نوعیت مقرری کے ناجایز قرار دیا جانا چاہیئے۔

بعد ازین مدعیان مستدعی قبضہ خاص کے ہین اور نسبت اوسکے ہمکو کسی قدر دقت نسبت اوس معاملہ کے معلوم ہوتی ہے جو اسمقدمہ مین جو ہمارے روبرو ہے صاف ظاہر نہین ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بہت پیشتر سنہ ۱۸۴۲ع کے (وہ سال جب یہ پٹہ عطا کیا گیا تہا) مختلف شبیتون کے باہم وہ امر ہوا تہا جو تقسیم کہلاتا ہے جسکی ٹہیک نوعیت ہمارے روبرو نہین ہے ہم قیاس کرتے ہین کہ وہ ایک ایسی تقسیم تہی جو کسی طرحپر حق کسی کے فریقہاے تقسیم مذکور سے خارج اوس وقت کی تہی جبکہ وہ امانتداران تہے اور حقوق باہم خود فریقہاے تقسیم مذکور کے حقوق صرف قبضہ یا اہتمام یا حفاظت بابت جزو اراضی دیوتہ کے تہے جو از روے تقسیم مذکور کے اونمین سے ہر ایک اپنے تنہا تہہ و تنہا قبضہ و تنہا حفاظت مین (اوسکو اس استحقاق سے ممیز کرنے کے لئے جو بلاشک ایسے اقرار سے پیدا نہین ہو سکتا تہا) رکہتا تہا ایک جزو اوس اراضی کا جو مدعیان کے بزرگوں کی حفاظت مین بموجب تقسیم مذکور کے

سنہ ۱۹۱۵ء
پرسنو کمار ادہیکاری
بنام
سریندر ناتھ وغیرہ

آیا اراضی متنازعہ نالش ہذا ہے اور مدعیان کا یہ بیان ہے کہ وہ مستحق پانے قبضہ خاص اراضی ہذا کے برطبق اوس پٹہ کے جو اونکے پیشرو نے عطا کیا منسوخ کئے جانے کے اس سبب سے ہین کہ حالت سابق مکرر وجود پذیر ہو جائیگی جبھی کہ وہ پٹہ کہ جسکی وجہسے وہ تبدیل ہوئی ختم کر دیا جائیگا ہمارے روبرو ایسے حالات نہین ہین کہ اونکی بنا پر بخوبی رائے نسبت معاملہ ہذا کے قائم کر سکین نہ وہ ایسے طریق پر پیش کیا گیا کہ ہم اوسکی نسبت تجویز کر سکین یہ بہت ممکن ہے کہ مابین مدعیان اور مدعا علیہم کے مدعیان کسی طرح پر جہانتک کسی حق علیحدہ حفاظت یا تصرف اراضی منقسمہ کو مابین خود مدعیان اور مدعا علیہم کے تعلق ہے مدعیان بمقابلہ مدعا علیہم کے پابند فعل مورث کے اوسوقت کہ تعلقات وقت مذکور مین فرق نہ آئے اور جسقدر کہ ایسے تعلقات کے خلاف نہو اس طور پر ہین کہ قبضہ اوس اراضی کا دین جو بذریعہ پٹہ کے ناجائز طور پر منتقل کی گئی ہے اور اپیل منظور کرنے اور ڈگری عدالت ماتحت کے منسوخ کرنے مین ہمکو چاہیے کہ یہ کارروائی بلا مضرت کسی حق کے کرین جو مابین مدعیان اور مدعا علیہم کے باہم جو نالش ہذا مین متنازعہ نہین ہے اور یہ بوجہ تحریر کرنے پٹہ بیاکہہ سنہ ۱۲۴۲ بابت دس اراضی کے جو اوسمین مندرج ہے اور مدعیان کے حق اوسکے قبض یا تصرف کے بروئے اوس تقسیم کے جسکا ذکر فقرہ ۲ عرضی دعوی مین ہے پیدا ہوا ہو نسبت اوسکے ہم کچھہ نہین کہتے ہین اور کچھہ نہین کہہ سکتے ہین اور ہم اوسکا ذکر صرف اس غرض سے کرتے ہین کہ جہانتک ہم ایسا کر سکتے ہین ہم ایسے حقوق مدعا علیہم متعلق معاملہ مذکور کو اگر کچھہ ہون اس فیصلہ سے بری رکھین لیکن اپیل معہ خرچہ کے منظور ہونا چاہیے اور اپیل مخالف نمبر ۲۴۲۳ معہ خرچہ ضابطہ کے ڈسمس ہونا چاہیے محنتانہ وکیل نہ دلایا جائے۔

اپیل منظور ہوا اپیل مخالف ڈسمس ہوا۔

نظرثانی فوجداری

باجلاس گیٹ صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

پریم نند و نشانا و یک گس دیگر (سائلان) بنام برنداین چپک (فریق مخالف) †

داخلت بیجا مجرمانہ ـ مجموعہ تعزیرات (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعات ۴۴۱ و ۴۵۶ و ۵۰۹ ـ

نقب زنی وقت شب ـ نیت ـ کسی عورت کی خلوت مین گھس جانا ـ

ملزم آدہی رات کو ایک کوٹھڑی مین جس مین چار عورات تہین گھس گیا شور مچانے اور اوسکے پکڑنے کی کوشش کرنے پر وہ بہاگ گیا اوسپر الزام جرم حسب دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات کے لگایا گیا جو عذر کیا گیا اوسپر ہر دو عدالتہائے ماتحت نے اعتبار نہین کیا دونون عدالتون مین سے کسی نے بالتخصیص یہ تجویز نہین کی کہ وہ نیت کیا تہی جس سے ملزم کوٹھڑی مین داخل ہوا لیکن یہ بیان کیا گیا کہ وہ غالباً بوجہ آشنائی ساتھ ایک عورات مذکورہ مین سے داخل ہوا تہا کوئی شہادت اسبیان کی نہی کہ اوسکو مسماۃ نے وہان جانے کو بلایا تہا عدالتہائے ماتحت نے ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۵۶ کے کی یہ حجت کی گئی کہ چونکہ مدعی یہ ثابت کرنے سے قاصر رہا کہ دخل مذکورہ بہ نیت ارتکاب کسی جرم کے کیا گیا تہا لہذا تجویز ثبوت جرم مذکور ناجائز تہی

تجویز ہوئی کہ واقعات ثبتہ عمدہ شہادت نیت کی اور خلوت مین گھس جانے کی حسب مراد دفعہ ۵۰۹ مجموعہ تعزیرات کے تہی اور بدینوجہ نیت ارتکاب جرم کی حسب مراد دفعہ ۴۴۱ کے ثابت کردی گئی تہی مقدمہ یا لمکند سام بنام گنشا م رام (۱) کی تائید کیگئی

۱۷ - اپریل سنہ ۱۸۹۵ع کی رات کو مستغیث برنداین اور اوسکا بہائی اُنکا بہتیجہ جنوبی کوٹھڑی اپنے مکان مین سوتے تہے اور اوسکی مان اور اوسکے بہتیجہ کی زوجہ اور اوسکی بیوہ سالی اوسیدیا جسکو وہ اپنی زوجہ کہتا ہے شمالی کوٹھڑی مین سوتی تہین قریب ۱۰ یا ۱۱ بجے کے مستغیث نے عورت کی کوٹھڑی سے چلانے کی آواز سُنی اور وہ باہر آیا اور دیکھا کہ ملزم شمالی کوٹھڑی کے اندر سے صحن مین کودا اوسنے ملزم کو پکڑا مگر وہ چہوڑا کر بہاگ گیا قیدی کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات کے ہوئی اور ڈپٹی مجسٹریٹ نراین گنج نے

† نظرثانی صیغہ فوجداری نمبر ۴۴۳ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی حکم صادرہ بابو گوبند کرشن دیب سشن جج ڈہاکہ مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۸۹۵ء مشعر ترمیم حکم صادرہ ایل ٹی آر لوکس صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نراین گنج مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۹۱ ـ

سنہ ۱۸۹۵ع
پریم چند شاہ
بنام
مہندر پرشاد جیٹھک

ایک سال کی قید سخت کا حکم سزا صادر کیا گیا بر طبق اپیل سشن جج ڈہاکہ نے تجویز ثبوت جرم کو بحال رکہا مگر حکم سزا گہٹا کر پانچ مہینے کی قید رکہی۔

مسٹر ایم گہوس منجانب قیدی کے بتائید حکم مذکور حاضر ہوا۔

قایم مقام لیگل ریممبرانسر (مسٹر پی ایل سلٹے) منجانب سرکار۔

مسٹر ایم گہوس۔ بغرض جواز تجویز ثبوت جرم کے یہ ظاہر ہونا چاہئے کہ قیدی کوٹہڑی مین بہ نیت ارتکاب کسی جرم کے یعنی کسی ایسے امر کے جو از روئے مجموعہ تعزیرات قابل سزا قرار دیا گیا ہے داخل ہوا اگر وہ کوٹہڑی مین بوجہ آشنائی ساتہہ بدیا کے داخل ہوا تو وہ کوئی جرم نہین ہے کیونکہ وہ بدیا تہا زوجہ منغیث کی نہین ہے نہ وہ کوئی جرم بابت بدیا کی بہن کے ہوگا جو ایک بیوہ ہے دیکہو معاملہ درخواست شنبا تہہ بنرجی (۱) و معاملہ درخواست پنچاب سنگہ (۲) و مقدمہ نظر ثانی صیغہ فوجداری نمبر ۱۰۳ سنہ ۱۸۹۳ع (۳)۔

قایم مقام لیگل ریممبرانسر۔ عدالت ماتحت مین جو جو ابدہی کی گئی وہ یہ تہی کہ ملزم دوسرے مقام پر تہا مگر اسپر اعتبار نہین کیا گیا تہا یہان ایک جدید طریقہ جو ابدہی کا اختیار کیا گیا ہے کوئی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ چارون عورات مین سے کسی نے قیدی کو اوس کمرہ مین آنے کے لئے کہا تہا اور یہ امر کہ چار عورتین اکیلی سوتی تہین ایسے خیال کے امکان کو رفع کرتا ہے لہذا اگر قیدی اوس کوٹہڑی مین جسمین یہہ عورتین تہین بلا بلائے گیا تو وہ اونکی خلوت مین گہس گیا اور یہ ایک جرم حسب دفعہ ۵۰۹ مجموعہ تعزیرات کے ہے

ان عورتون کے چال وچلن پر بہتان بلا تامل بلا کسی ذرا بہی شہادت کے لگایا گیا ہے اگر کسی شخص کے چلن پر الزامات لگائے جائین تو اونکا ثبوت بذریعہ عمدہ اور مضبوط شہادت کے اوسی طرح پر ہونا چاہئے جس طرح پر الزام کسی جرم کا بمقابلہ کسی شخص کے ثابت کیا جاتا ہے بلحاظ حالات مقدمہ کے یہ ظاہر ہے کہ وہ بہ نیت ارتکاب جرم حسب مراد دفعہ ۴۴۱ مجموعہ تعزیرات کے داخل ہوا تہا دیکہو مقدمات کیلاش چندر چکرورتی بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۴) و بالکندرام بنام گنشیارام (۵) و مقدمہ نظر ثانی صیغہ فوجداری نمبر ۴۱۱ سنہ ۱۸۹۱ع (۶)

تجویز ہائیکورٹ (ریگیٹ صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے

---

(۱) ویکلی رپورٹر صیغہ فوجداری جلد ۴ صفحہ ۵۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۵۹۶ (۳) رپورٹ ویر صاحب صفحہ ۳۲۳ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۶۵۷ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۱ (۶) رپورٹ ویر صاحب صفحہ ۳۲۷۔

سنہ ۱۸۹۶ع
ہیم نند ولد شانانا
بنام
برندابن چنگ

قیدی کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوئی ہے اور ہم سے نظر ثانی مین یہ استدعا کی گئی ہے کہ تجویز ثبوت جرم مذکور کو بوجہ قانوناً ناجایز ہونے کے منسوخ کرین۔

مستغیث برندابن ایک مزدور باشندہ موسداپل کا ہے ملزم ایک وکانداراوسی مقام کا ہے برندابن کی باڑی مین دو کوٹھریان ہین ایک شمالی اور جنوبی گھر یا کوٹھری ۷۔ اپریل سنہ ۱۸۹۵ع کی رات کو برندابن اور اوسکا بھتیجہ اور اوسکا بھائی جنوبی گھر مین سوتے تھے اوسکی مان اور بدیا اوسکی زوجہ [یا جو بطور زوجہ کے مشہور ہے] اور اوسکے بھتیجہ کی زوجہ اور اوسکی سالی شمالی گھر مین سوتی تہین قریب دس یا گیارہ بجے کے مستغیث نے اپنی مان کے چلانے کی آواز عورتون کی کوٹھری سے سُنی اور دیگر عورتین بھی چلا رہی تہین مستغیث باہر نکلا اور دیکھا کہ قیدی شمالی کوٹھری کے اندر سے نیچے کودا چنانچہ نامبردہ بھاگا اور اوس نے اوسکو پکڑا۔

اون دیگر واقعات کا ذکر کرنا ضرور نہین ہے جنکی بنا پر یہ تجویز کی گئی ہے کہ قیدی عورت کی کوٹھری مین اس موقع پر گیا تھا اوسکی جوابدہی یہ تھی کہ وہ وہان نہین گیا تھا اسپر اعتبار نہین کیا گیا ہے اور مقدمہ سے خارج ہے۔

قیدی کا مقدمہ بلاشک ہمارے روبرو بلا کسی نزاع نسبت اون تجاویز واقعات کے پیش کیا گیا ہے جو عدالتہاے ماتحت نے کی ہین لیکن یہ حجت کی گئی ہے کہ کوئی جرم اوسپر ازروے تجاویز مذکور اور شہادت کے ثابت نہین ہوتا ہے۔

جو جوابدہی کہ قیدی نے عدالتہاے ماتحت مین کی محض یہ تھی کہ وہ اوس کوٹھری مین ہرگز نہین تھا کوئی کوشش اس امر کی نہین کی گئی کہ وجہ اوسکے وہان موجود ہونے کی جس مین کچھ شک نہین ہے بیان کیجاے۔

جو بیان کہ اوسکی طرف سے ہمارے روبرو کیا گیا ہے یہ ہے کہ وہ اوس کوٹھری مین اون عورتون مین سے جو وہان تہین کسی سے لگاوٹ کرنے گیا ہوگا اور اگر وہ عورت جس سے وہ لگاوٹ کرنا چاہتا تھا بدیا تھی تو کوئی جرم خلاف قانون کرنا اوسکو مقصود نہ تھا کیونکہ گو وہ اپنے آپکو مستغیث کی زوجہ کہتی اور اوسی طرح پر مشہور ہے مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فی الواقع اوسکی زوجہ نہین ہے بلکہ بیوہ ایک شخص بیگھا کی ہے واسطے جواز تجویز ثبوت جرم کے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ قیدی اوس کوٹھری مین بہ نیت ارتکاب جرم کے داخل ہوا یعنی کسی ایسے امر کے جو ازروے مجموعہ تعزیرات قابل سزا ہے لیکن اشتغاثی

۱۸۹۵ء

پریم سندو ملنا بنام برندابن چند

مسماتہ مبیلہ کے کوئی جرم نہین ہے کیونکہ وہ زوجہ نہین ہے ایک اور اور ایک جوان عورت جو کوٹھری مذکور مین تھی یعنے بہابی بہن اوسکی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی بیوہ ہے اور اگر قیدی اوس سے ملنے کو وہان گیا تو وہ بھی کوئی جرم خلاف قانون کے نہوگا لہذا قیدی کی نیت یہ ہوگی کہ کوئی ایسا امر کرے جو از روئے قانون کے جرم نہین ہے اور چونکہ یہ صورت ہے لہذا یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ وہ مرتکب مداخلت بیجا مجرمانہ کا ہوا۔

یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسی شہادت موجود ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ قیدی کوٹھری مذکور مین بہ امداد کسی شخص کے اون اشخاص مین سے جو اندر تہے گیا ہوگا اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وہان بوجہ آشنائی کے گیا تہا جو بیان کی گئی ہے۔

عورتین مطابق شہادت کے مابین سات اور آٹھ کے سوئین بوڑھیا کہتی ہے کہ اوسنے دروازہ بند کیا بدھیا کہتی ہے کہ وہ شمالی مکان مین بعد دروازہ کی کنڈی بند کرنے کے جس سے بلاشبہہ مراد قفل سے ہے سو رہین وہ کہتی ہے کہ دروازہ اندر سے بند تہا ملہ کوئی شہادت یہ ثبوت اس امر کے نہین ہے کہ دروازہ یا کنڈی کو کوئی نقصان پہونچا اور کلہینچی نے بیان کیا کہ بعد اسکے کہ اوسکا پسر نہاتہ مین تہا اوس نے دروازہ پہر بند کر لیا لہذا نتیجہ یہ ہے کہ اوسکو بذریعہ توڑ کر زبردستی گہس جانے کے نقصان نہین پہونچا تہا۔

واضح ہو کہ کوئی شہادت خلاف چلن کسی عورت کے نہین ہے الا بلا شبہہ نسبت بدیا کے کہ وہ فی الواقع بلا بیاہ ہونے کے بطور زوجہ بسر کرتی ہے۔

کوئی ثبوت نہین ہے کہ دروازہ اس طرح پر بند تہا کہ اونکو صرف کوئی شخص کوٹھری کے اندر سے کہول سکتا تہا کوئی شہادت نسبت بناوٹ کنڈی اور اوسکے بند کرنے کے نہین ہے اور نسبت اس امر کے کہ آیا وہ بذریعہ کسی ترکیب کے باہر سے کاٹی یا کہولی نہین جا سکتی تہی بلا اسکے کہ دروازہ توڑا جائے کوئی شہادت نہین ہے بلکہ کوئی ثبوت اسکا نہین ہے کہ کلہینچی نے جب وہ سب سوئین با حتیاط دروازہ بند کیا تہا کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ مابین اوسوقت کے اور ایا اہنیکے کہ دروازہ کسی بالکل بیگانہ غرض سے کسی نے عورات مذکورین سے نہین کہولا تہا اور اس امر سے کہ چار عورات کوٹھری مین تہین یہ خیال کہ اونمین سے کسی نے ملزم کو اوسین واسطے اوس غرض کے جو بحث مین بیان کی گئی ہے اندر آنے دیا تہا بعید خلاف قیاس ہو جاتا ہے۔

سنہ ۱۸۹۵ع
پریم سند و شاہا بنام ہنداین چنگ

امر مذکور کی نسبت تجویز اوسی طرح پر کیجانی چاہیے کہ جس طرح اوس صورت مین ہوتی کہ اوسکا استعمال تا بیدار ارتکاب کسی جرم کے کیا جاتا کیونکہ وہ اس حد کو پہونچتا ہے کہ تجویز نسبت چلن کسی جوان عورات کے بر بنائے ایسی شہادت کے کیجائے کہ جسکا حوالہ دیا گیا ہے وہ اشخاص کم حیثیت ہین لیکن اس سے امر مذکور کم اہم نہین ہوسکتا ہر نہ وہ شرائط تبدیل ہوسکتی ہین جنکے بموجب اوسکی تجویز کرلی چاہیے۔ ہمارے نزدیک واقعات مذکور کی رو سے یہ نتیجہ جایز نہین ہے کہ اون عورات مین سے جو کوٹھڑی مین نہین کسی نے قیدی کو اوس غرض کے لئے جو بیان کی گئی ہے یا کسی غرض سے اندر آنے دیا ہم یہ تجویز یا قیاس کرنیکے مستحق نہین ہین کہ قیدی اوس کوٹھڑی مین اوس رات کو ایک عورت مسماۃ منداشنا سے ملنے گیا تہا۔ لہذا مقدمہ یہ ہوا کہ بہت رات گئے جب عورتین (ایک بچہونے پر جلیسا کہ بیان کیا گیا ہے) سو رہی تہین قیدی ایک غیر شخص کو ہمسایہ ہے اوس کوٹھڑی مین گیا جہان وہ سو رہی تہین اور اوسکی حیثیت اور تمام واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکی غرض وہان جانے سے چوری یا کوئی امر غرض سوائے خود اپنے حظ کے نہ تہی ہمارے نزدیک واسطے مذکور عمدہ شہادت نیت کی اور گہس جانے کی خلوت مین حسب مراد دفعہ ۹۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہین اور بوجہ بہ نیت کار ارتکاب جرم مذکور کا حسب مراد دفعہ ۴۵۴ کے کیا جانا ثابت کردیگئی ہے ہم نظیر مقدمہ بالمکند رام بنام گہنشام رام (۱) کی تقلید کرتے ہین ہم یہ تحریر کرسکتے ہین کہ نظیر مذکور بالکل مطابق مقدمہ نظر ثانی صیغہ فوجداری نمبر ۱۱۴ سنہ ۱۸۹۵ع کے ہے جو روبرو ٹرنر صاحب چیف جسٹس صاحب و کنگڈرسلی صاحب جسٹس کے تہا (۲)

ہم حکم اظہار وجہ منسوخ کرتے تجویز ثبوت جرم کو خارج کرتے ہین۔

لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ تین مہینے کی قید سخت کا حکم سزا کافی ہوگا اور ہم حکم سزا کو اوس حد تک گہٹاتے ہین۔ تجویز ثبوت جرم بحال رکہی گئی اور حکم سزا گہٹایا گیا

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

کیشب چندر رائے (سائل) بنام اکہل میتے (فریق مخالف) †

نظر ثانی۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۴۳۹۔ اختیار عدالت بطبق

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۹ (۲) رپورٹ ویر صاحب صفحہ ۳۰۰ † نظر ثانی صیغہ فوجداری نمبر ۲۳۳ سنہ ۱۸۹۵ع بنا لرضی حکم صادرہ بی سی سیل صاحب سشن جج بردوان مورخہ ۳ جون سنہ ۱۸۹۵ع مشعر بحالی حکم صادرہ بابو پریمو ناتہ کوسی ڈپٹی مجسٹریٹ بردوان مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۵ع۔

سنہ ۱۸۹۵ء
کیلیش چندرائے
بنام
اکہل بیتے

نظرثانی - نظرثانی بربنائے واقعات -

دست اندازی ہائیکورٹ کی بصیغہ نگرانی امورات قانونی پر محدود نہین ہے عدالت ہذا بخوبی مجاز ہے کہ نسبت امورات واقعات کے اگر مناسب سمجھے بحث کرے لیکن محض درخواست کسی فریق کی واسطے جانچنے شہادت کے کسی مقدمہ مین کافی وجہ واسطے ایسا کرنیکے نہوگی ملاحظہ اوس تجویز یا حکم سے جسکی شکایت ہے یا مثل سے کوئی وجہ واسطے اس خیال کی ترغیب کے ہائیکورٹ کو کہ شہادت کی جانچ اس غرض سے کیجائے کہ بے انصافی نہین ہوئی ہے ظاہر ہونی چاہیے لیکن کوئی سخت اور قطعی قاعدہ قرار نہیں دیا جاسکتا ہر مقدمہ مین کارروائی مطابق اوسکے حالات خاص کے کرنی ہوگی۔

جو حال متعلق استغاثہ کے مستغیث نے بیان کیا یہ ہے کہ ایک شخص رجنی باگدی جسکے پاس ایک ڈگری بنام سائل کیلیش رائے کے تہی چپراسی عدالت دیوانی کے ساتھ سائل کے مکان پر گیا جایداد منقولہ بعلت اجرائے اپنی ڈگری کے قرق کرلے گیا اور بعد اسکے تکرار ہوئی مابین چپراسی اور بہوبو تارن کے تکرار ہوئی برطبق اسکے سائل نے چپراسی کا تعاقب ایک نیتی (مچھلی بنانیکے چاقو) سے کیا اور جب مستغیث اکہل بغرض بچانے چپراسی کے درمیان مین آیا تو اوسکے کہنی اکہل کے ہاتھ مین سائل کیلیش رائے نے ضرر پہونچایا۔

بیان منجانب مدعا علیہ کے یہ تہا کہ مابین شام چندرائے کے جسکے فرقہ مین رجنی باگدی او مستغیث اکہل تہا اور لوکنا تہ رائے کے جسکے فرقہ مین سائل کا بہائی پورنا تہا سخت دشمنی تہی اور چونکہ پورنا نے شام چند کے فرقہ مین شامل ہونے سے انکار کیا لہذا شام چند معہ ایک کثیر گروہ ملازمان ومتعلقین کے کہ جن مین مستغیث اکہل داخل تہا پورنا کا مکان لوٹنے کو گئے اور درحالیکہ اکہل کوشش چہین لینے ایک زیور کی زوجہ پورنا کے بازو سے کر رہا تہا پورنا نے اوسکے ایک نیتی (مچہلی بنانیکا چاقو) مارا اور کیلیش سائل کو کوئی تعلق مکان پورنا سے نہ تہا نہ وہ موقع مذکور پر موجود تہا ڈپٹی مجسٹریٹ نے بیان منجانب مدعی کو راست تصور کیا اور سائل کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۲۴ مجموعہ تعزیرات کے کرکے اوسکو حکم سزا چار مہینے کی قید سخت کا دیا اپیل مین صاحب سشن جج نے تجویز ثبوت جرم کو بحال و حکم سزا کو برقرار رکہا تجویز حاکم موصوف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیان مخالف منجانب پورنا کے بشکایت لوٹنے ہوا جو حاکم موصوف کے روبرو اپیل مین پیش ہوا اور جسکو حاکم موصوف نے معتبر تصور نہین کیا

۱۸۹۵ء
کیشب چندرائے
بنام
اکھل مینتے

سائل نے ایک حکم اظہار وجہ ہائیکورٹ سے حاصل کیا۔

مسٹر ارہلین و بابو بیدنا تہہ دت منجانب سائل بتائید حکم اظہار وجہ کے حاضر ہوئے۔

جونیر وکیل سرکار (بابو رام چرن متر) منجانب سرکار حاضر ہوئے۔

مسٹر ارہلین۔ فیصلہ سشن جج مقدمہ ہذا پر بہت زیادہ اثر حاکم موصوف کی تجویز مصدرہ صیغہ اپیل مقدمہ متخالف متدائرہ پورنا کا ہوا حاکم موصوف کی تجویز اوس شہادت پر مبنی نہ تھی جو اوس مقدمہ مین جو روبرو حاکم موصوف کے پیش ہوا پیش کی گئی تھی شہادت اہم کو نظر انداز کیا ہے اور اوسکو کچھ وقعت نہین دیگئی ہے واقعات مقدمہ ہذا ایسے ہین کہ عدالت ہذا کو بطور عدالت نظر ثانی کے اجازت دینی چاہیے کہ واقعات ملاحظہ کیے جاوین یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بالعموم عدالت ہذا بطور عدالت نظر ثانی امور واقعات کے ملاحظہ کرنے سے احتراز کرتی ہے لیکن ایسی نظیرین ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عدالت ہذا کو اختیار ایسا کرنیکا حاصل ہے اور اس اختیار کا استعمال بغرض انصاف کے جب موقع پیش آئے بغرض انسداد بے انصافی کے کیا جانا چاہیے دیکھو مقدمات نوبین کرشن مکرجی بنام رسک لال لاہا (۱) وریڈ بنام رچرڈسن (۲) ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام شیخ صاحب عمادالدین (۳) وبہاؤ جیوا جی بنام مولجی دیال (۴) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جہگن دیارام (۵)۔

بابو رام چرن متر منجانب سرکار۔ عدالت ہذا کو بطور عدالت نظر ثانی کے امور واقعات کو ملاحظہ نہین کرنا چاہیے عدالت کو ایسا کرنیکا اختیار ہے لیکن یہ اختیار تمیزی ہے اور سوائے اندر حالات خاص کے استعمال نہین کیا جانا چاہیے مقدمہ ہذا مین کوئی امر خاص ایسا نہین ہے جس سے ضرورت استعمال کرنے اس اختیار تمیزی کی ہو۔

مسٹر ارہلین کو اجازت دیگئی کہ شہادت مقدمہ کو سنائے اور اوسکی توضیح کرے۔

تجویز عدالت (میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے۔

سائل کیشب چندرائے کی نسبت تجویز ثبوت جرم ڈپٹی مجسٹریٹ بردوان نے بابت جرم پہونچانے ضرر شدید کے ایک شخص مسمی اکھل مینتے کو بذریعہ خطرناک ہتھیار کے کی اور چار مہینے کی قید سخت کا حکم سزا صادر کیا اور چونکہ ڈسٹرکٹ سشن جج نے اوسکے اپیل کو ڈسمس کردیا تھا وہ اب حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ استدعا کرتا ہے کہ تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا دو وجوہ سے منسوخ کیا جائے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۴۷ (۲) " " جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۱ (۳) " " بمبئی جلد ۸ صفحہ ۱۹۷ (۴) " " بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۳ (۵) " " بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۳۳۔

سنہ ۱۸۹۵ع

کپلب چندر در بنام اکہل بیتے

اول فی تعلیم سشن جج کے دلپسایل کے اپیل کو ڈسمس کرنے مین بہت زیادہ اثر اپنی تجویز مصدرہ مقدمہ متخالف کا تہا جو کوئی شہادت مقدمہ ہذا مین نہ تہی اور اس غلطی سے بے انصافی ہوئی ہے۔

دوم یہ کہ تجویز عدالت ہاے ماتحت مقدر بالکل خلاف وقعت شہادت کے ہے کہ وہ منسوخ ہونی چاہیے۔

چونکہ یہ دونون وجوہ واسطے اپنی کامیابی کے اس امر کے ثابت کرنے پر منحصر ہین کہ تجویز ثبوت جرم ازروے شہادت کے جایز نہین ہے اور چونکہ تقریرین بابت کچہ بحث نسبت جواز ہمارے جانچنے شہادت کے صیغہ نظر ثانی مین تہی لہذا ہماری دانست مین مناسب ہے کہ شروع مین مختصر بیان اپنی راے کا نسبت قانون متعلقہ امر ہذا کے کرین۔

دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین یہ حکم ہے کہ ہائیکورٹ کو جایز ہے کہ بصیغہ نظر ثانی زیر تابع بعض قیود کے جنکا ذکر کرنا اب ضروری نہین ہے حسب اتفاق کے اپنی راے کے وہ اختیارات نافذ کرے جو عدالت اپیل کو مفوض ہوے ہین لہذا دست اندازی ہائیکورٹ کی صیغہ نظر ثانی مین معاملات قانونی پر محدود نہین ہے بلکہ عدالت بالکل مجاز ہے کہ نسبت معاملات واقعات کے اگر مناسب سمجہے دست اندازی کرے بخلاف اسکے عدالت موصوف پابند نہین ہے کہ اگر مناسب نہ سمجہے نسبت شہادت کے بحث کرے اور بحث یہ ہے کہ کس صورت مین عدالت موصوف کو استعمال اس اختیار تمیزی کا کرنا چاہیے اور کس صورت مین نہین کرنا چاہیے صریحاً محض درخواست کسی فریق کی واسطے جانچنے شہادت کسی مقدمہ کے کوئی کافی وجہ واسطے ایسا کرنے کے نہوگی دفعہ ۴۴۰ کے بروے جسکے عدالت کو یہ منصب اختیاری حاصل ہے کہ صیغہ نظر ثانی مین فریقین یا انکے وکلا کی سماعت کرے امر ہذا بالکل صاف ہو جاتا ہے بلکہ اگر صورت بہ نوع دیگر ہو تو فی الواقع اپیل دوم بر بناے واقعات ہر ایسے مقدمہ مین ہوگا جس مین فریقین عدالت ہذا مین آئین ہمارے نزدیک واضعان قانون کا یہ منشا نہین ہو سکتا تہا لاحظ اوس تجویز یا حکم سے جسکی شکایت ہے باثل سے کوئی ایسی وجہ ظاہر ہونی چاہیے (جو ضرور نہین ہے کہ ہمیشہ وجہ قانونی ہو) جس سے عدالت ہذا کو یہ خیال کرنے کی ترغیب ہو کہ شہادت کی جانچ بغرض دیکہنے اس امر کے کیجانی چاہیے کہ بے انصافی نہین ہوئی ہے جس صورت مین کہ کوئی ایسی وجہ ہو تو عملدرآمد یہ رہا ہے کہ صیغہ نظر ثانی مین دست اندازی کو امور قانونی پر محدود کیا جاے دیکہو نوبین کرشن مکرجی بنام رانگ لال لاہا (۱) و ریڈینا مم رچرڈسن (۲) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۴۷ (۲) 〃 〃 〃 〃 〃 جلد ۱۴ صفحہ ۳۶۱

سنہ ۱۸۹۵ع
شب چندر رائے
بنام
لہل سیتے

شیخ صاحب بدرالدین (۱) وبہاؤ جیوا جی بنام موہی دیال (۲)، وملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جگشن دیارام (۳) ان تحریرات سے کہ نہین جنکا صرف یہ مقصود ہے کہ عام طور پر وہ امور ظاہر کئے جائین جنپر عدالت ہذا بصیغہ نظر ثانی بنسبت امور واقعات کے غور کریگی یہ نہین سمجھا جانا چاہئے کہ ہم کوئی سخت اور قطعی قاعدہ باب اپنے اختیار تمیزی متعلقہ امر ہذا کے قرار دیتے ہین نہ یہ آسان ہے نہ مناسب ہے کہ کوئی ایسا قاعدہ قرار دیا جائے اور ہر مقدمہ مین تجویز مطابق اوسکے حالات کے کرنی ہوگی۔

چونکہ یہ امر قرار پا چکا لہذا اب ہمکو وہ وجوہ جانچنی چاہئین جو مقدمہ ہذا مین پیش کی گئی ہین بتایکہ وجہ اول کے کونسل ذیعلم سائل نے تجویز ذیعلم سشن جج کے اجزائے مندرجہ ذیل کا حوالہ بثبوت اسکے دیا کہ حاکم موصوف کے دلپر اثر فیصلہ کے صادر کرنے مین اپنی تجویز مصدورہ مقدمہ مخالف کا تھا بعد تحریر کرنے بعض واقعات مقدمہ کے ذیعلم سشن جج نے یہ تحریر کیا ہے "اسطرح پر دو مقدمات متخالف یک گرنہے ایک منجانب پورنا بنام بیٹ لوٹ کے اور دوسرا منجانب اہل ہتی بنام بیٹ صفر کے مقدمہ پورنا کا میرے روبرو اپیل مین پیش ہوا اور مین نے بیان پیش کردہ میرہ کو معتبر نہین سمجھا اور یہ تجویز کی کہ واردات مذکور بہ تعلق اجرائے حکمنامہ قرقی مجریہ حسب درخواست ملکر یار ربنی باگڑی کے وقوع مین آئی تھی ایک نقل تجویز مذکور کی شامل مسل ہے شہادت ثبوت مقدمہ پورنا مین عام طور پر صفائی مقدمہ ہذا مین ہے" بعدازان حاکم موصوف نے یہ امر تحریر کیا "جب مین درخواست ضمانت مقدمہ ہذا پر غور کر رہا تھا مین نے تحریرات ذیل کین دفعات متعلقہ واردات مقدمہ ہذا پر مین نے اپیل مقدمہ مین غور کیا ہے لہذا اس سبب سے مین نے قابل کے ساتھ گفتگو بے وکیل ذیعلم کو یہ دیکھنے کے لئے سماعت کیا کہ آیا وجوہ واسطے تبدیل کرنے اوس رائے کے ہین جو مین نے اوسوقت قایم کی تھی" اور ذرا آگے بڑھکر حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا ہے "گو تجویز مقدمہ سابق کی کوئی شہادت مقدمہ ہذا مین نہین ہے مگر بعض دلائل جنپر تجویز مذکور مبنی ہے واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق ہین اور بوقت شہادت مدعا علیہ کی توضیح مخالف کرتے حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا "بہترین گواہ واسطے ثابت کرنے ایسے امر واقعہ کے موجود عورت تھی لیکن اوسکا اظہار نہین لیا گیا اسکا سبب وہی خیال عزت شرکائے خاندان قسم اناث کا نہین ہے کہ اوسکا اظہار نہین کرایا گیا ہے مقدمہ سابق مین یہ بتلایا گیا ہے کہ مسماۃ مذکور کی شہادت مضر اوس بیان کے تھی جو کیشیہ نے

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۹۰ (۲) ،، ،، ،، جلد ۱۴ صفحہ ۳۶۷ (۳) ،، ،، ،، بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۲

۱۸۷۷ء
کہاشب جیدمنہ
بنام
اکہل سنگھ

کہا تہا اور شہادت کیشب کی ماں کے کیفیت تائید بیان اکہل کی ہوتی تہی اور اسمقدمہ مین اون دونون کے اظہار نہین کرائے گئے ہین "

ان تحریرات فیصلہ سشن جج سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ گو حاکم موصوف نے یہ تقریر کیا ہے کہ تجویز صادرہ مقدمہ سابق کوئی شہادت مقدمہ ہذا مین نہ تہی مگر حاکم موصوف کی طبیعت پر اثر فیصلہ مقدمہ ہذا کے کرنے مین تجویز مذکور کا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ حاکم موصوف نے سماعت مقدمہ ہذا کی (مطابق الفاظ مستعملہ خود حاکم موصوف کے) بغرض دیکھنے اس امر کے کہ آیا وجوہ واسطے تبدیل کرنے اوس رائے کے ہین یا نہین جو حاکم موصوف نے مقدمہ مخالف مین قایم کی حالانکہ حاکم موصوف کو اوسکی سماعت بالکل بلا تعلق رائے مذکور کے اور بلحاظ اوس شہادت کے جو مقدمہ مذکور مین پیش کی گئی ہو کرنی چاہیے تہی معلوم ہوتا ہے کہ حاکم موصوف کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ چونکہ شہادت منجانب مدعی مقدمہ پورنا (یعنے متخالف) مین عام طور پر شہادت صفائی مقدمہ ہذا مین ہے"

عدم کامیابی مدعی کی مقدمہ سابق مین باعث نہ صرف ناکامیابی جوابدہی مقدمہ ہذا مین بلکہ مقدمہ حال مین بہی باعث کامیابی کی منجانب مدعی کے ہوگی حالانکہ حاکم موصوف کو اپنے ذہن مین یہ کہنا چاہیے تہا کہ دونون مقدمات مین مدعیان کی طرف سے اس سبب سے ناکامیابی ممکن تہی کہ جن مقدمات کا بیان کیا گیا ہے دونون جہوٹے ہین۔

چنانچہ تجویز عدالت اپیل کی اس طرح پر بذریعہ ایک غلطی صریح کے خراب ہو جاتی ہے اور بحث یہ ہے کہ کس حد تک غلطی مذکور موثر فیصلہ بربنائے روئداد ہے اس سے ہم دوسرے امر پر پہونچ جاتے ہین جو منجانب سائل پیش کیا گیا ہے اور ہمارے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ شہادت کی جانچ ہم خود کرین۔

بطریق جانچنے شہادت کے باحتیاط تمام اور بعد دینے وقعت مناسب کے آراے عدالت ماتحت کو جو نتیجہ کہ ہم اخذ کرتے ہین یہ ہے کہ از روے شہادت کے تجویز ثبوت جرم بنسبت سائل کے جایز نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ عدالتہاے ماتحت نے شہادت مدعاعلیہ کی تفتیش زیادہ تنگی کے ساتہہ بہ نسبت شہادت مدعی کے کی ہے اور ہمکو یہ تحریر کرنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے کہ صرف جب شہادت مدعی جانچ مین قایم رہتی ہے تب اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ شہادت مدعاعلیہ رد کیا جائے۔

مقدمہ منجانب سرکار جیسا کہ مستغیث نے اپنے اظہار مین مقدمہ ہذا بیان کیا ہے یہ ہے کہ گواہ

سنہ ۱۸۹۵ء

شیام چندر رائے بنام اکہل بیتے

رجنی باگدی جسکے پاس ایک ڈگری بنام ملزم کیلیب کے تہی ایک چپراسی عدالت دیوانی کے ساتہہ ملزم کے مکان پر کچہہ جایداد منقولہ بعلت اجراے اپنی ڈگری کے قرق کرانے گیا اور بعد قرقی کرنے کے مابین چپراسی اور ایک شخص بہو تارن کے تکرار ہوئی بلطبق اسکے ملزم نے چپراسی کا تعاقب ساتہہ ایک لٹہی یا ہنسلی بلند کرکے جانفہ کے کیا اور جب مستغیث اکہل نے چپراسی کے بچانے کے لئے مداخلت کی تو اکہل کے ہاتہہ مین کیلیب نے ضرب پہونچایا مدعاعلیہ کی طرف سے بیان ہے کہ مابین شیام چندر رائے مالک رجنی باگدی اور اکہل بیتے اور لوک ناتہہ داس کے جسکے فرقہ مین کیلیب کا بہائی پورنا ہے سخت عداوت ہے اور چونکہ پورنا نے شیام چندر کے فرقہ مین شامل ہونے سے انکار کیا لہذا شیام چند معہ ایک کثیر گروہ ملازمان ومتعلقین کے جس مین اکہل مستغیث داخل تہا پورنا کا مکان لوٹنے گیا اور جب کہ اکہل کوشش کررہا تہا کہ پورنا کی زوجہ کے بازو سے ایک لید چہینے پورنا نے اوسکے ایک لٹہی ماری اور کیلیب کو کوئی تعلق پورنا کے مکان سے نہ تہا اور نہ وہ بوقت واردات موجود تہا (حکام عالیمقام نے بعد کرنے تجویز نسبت شہادت متقدمہ کے فرمایا) لہذا بعد موازنہ شہادت مدعاعلیہ بمقابلہ اوس شہادت کے جو منجانب مدعی پیش کی گئی ہے اور مدعی کی شہادت مین اختلافات ہم کو ذہن نشین رکہکر ہمکو یہ کہنا چاہیے کہ از روے شہادت مذکور کیلیب چندر رائے کی نسبت تجویز ثبوت جرم جایز نہین ہے اور یہ بیجا ہوگا کہ تجویز ثبوت جرم قایم رکہی جاوے۔

نتیجہ یہ ہے کہ تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ کئے جانے چاہیئین اور سایل بری اور رہا ہو جانا چاہیے۔

تجویز ثبوت جرم منسوخ کی گئی۔

جون ۱۸۹۵ء

باجلاس میکفرسن صاحب جسٹس وبنرجی صاحب جسٹس

اکہل چندر روے وغیرہ کس گیرہ (سایلان) بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (فریق مخالف) +

سپردگی - مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ - ۱۸۸۲ء) دفعات ۱۹۵ و ۴۷۸ - دستاویزات جعلی کا عدالت مین داخل کرنا - حکم سپردگی بغرض تجویز کوئی جرم قسم مذکور مصرحہ دفعہ ۴۷۸ کے معنے۔

بعض دستاویزات بطور ثبوت ایک سوال کے ایک نالش بین داخل کیگئی تہین جو ایک منصف کے روبرو دایر تہی مگر شہادت مین پیش نہین کیگئی تہین منصف نے ایک شتہار سے کہ اونمین جعل بنایا گیا ہے تحقیقات کی اور سایلان کو بغرض تجویز عدالت سشن مین سپرد کیا تجویز ہوئی کہ

+ نظرثانی عیدہ فوجداری نمبر ۲۲ ۴ سنہ ۱۸۹۵ء بنارضی حکم معدورہ بابو مہندر لال اوس ڈپٹی مجسٹریٹ منصف چیٹاگانگ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۹۰۵ء
اکہل چندر دے
بنام
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

کہ وہ ایک مناسب سپردگی حسب دفعہ ۴۷۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیگئی تہی -

الفاظ "کوئی جرم قسم مذکور کا" موقوعہ دفعہ مذکور سے مراد ایسے جرم سے ہے جسکا ذکر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ مذکور مین ہے اور نیز ایسے جرم سے ہے جسکا ذکر دفعہ مذکور مین بلحاظ اون حالات کے ہے جن مین اوسکا ارتکاب ہوا -

ملزم نمبر ۱ اکہل چندر دے نے نالش بنام ایک شخص مسمی بلرام کے واسطے دلا پانے ایک قدر نقد کے جو کلکٹری مین امانت تہی دایر کی بعد ازان اوس نے درخواست ترمیم کیے جانے اپنے عرضی دعوی کی بذریعہ ایک سوال مصدقہ کے کی اور وہ چند دستاویزات داخل کین چند روز بعد عدالت موصوف کو اطلاع ہوئی کہ دستاویزات مذکور مین جعل بنایا گیا ہے بوقت معاینہ اون دستاویزات کے منصف کو یہ شبہہ ہوا کہ دستاویزات مذکور مین جعل بنایا گیا ہے بر طبق اسکے خود حاکم موصوف نے تحقیقات حسب دفعہ ۴۷۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ملزم نمبر ۱ واسطے تجویز عدالت سشن بابت جرایم حسب دفعات ۴۶۷ و ۴۷۱ و دیگر دفعات مجموعہ تعزیرات کے اور ملزم نمبر ۲ بابت اعانت جرایم مذکور کے سپرد کیا جاے -

مسٹر ہنڈرسن (بمعیت مسٹر سپیول) منجانب سائلان حاضر ہوئے -

مسٹر ہنڈرسن نے منصف کو اختیار نہ تہا کہ ملزمان کو حسب دفعہ ۴۷۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سپرد کرے الفاظ "کوئی جرم قسم مذکور کا" موقوعہ دفعہ مذکور سے مراد کسی جرم منجملہ اون جرایم سے ہے جنکا ذکر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ مذکور مین ہے اور بصورت کسی جرایم متذکرہ فقرہ (ج) یعنی ایسے جرم کے جسکی تصریح دفعہ ۴۶۳ مین ہے یا جو قابل سزا حسب دفعات ۴۷۱ و ۴۷۵ و ۴۷۶ مجموعہ مذکور کے ہے جب وہ جرم کسی مقدمہ جو عدالت کے کسی فریق کی طرف سے نسبت کسی دستاویز کے سرزد ہو جو اوس کارروائی مین بطور شہادت کے داخل ہوئی ہو دیکہو مقدمہ عبد القادر بنام میر اکبر (۱) اس مقدمہ مین دستاویزات متنازعہ نالش متدایرہ عدالت منصف مین داخل کیگئی تہین اور شہادت مین داخل نہین کی گئی تہین -

تجویز ہائیکورٹ (میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) حسب ذیل ہے -

ہم اس سپردگی کو صرف بر بناے امر قانونی کے منسوخ کر سکتے ہین سائل کو ایک منصف نے عدالت سشن مقام چٹاگانگ کے بجرم دفعات ۴۶۷ و ۴۷۱ و نیز دیگر دفعات مجموعہ تعزیرات کے

---

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۴ -

سپرد کیا ہے حجت کی گئی ہے کہ بموجب دفعہ ۴۷۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے منصف کو اختیار سپردگی کا نہیں اس سبب سے نہیں تہا کہ اوس جرم کا جسکا الزام لگایا گیا ہے گو دفعہ ۱۹۵ مجموعہ مذکور میں حوالہ ہے مگر کہیں ایسا جرم نہیں جو فقرہ (ج) دفعہ مذکور میں بیان کیا گیا ہے الفاظ کوئی جرم قسم مذکورہ ... دفعہ ۴۷۸ ... مراد ایک ایسے جرم سے ہے جسکا حوالہ دفعہ ۱۹۵ میں ہے اور نہ بصورت جرایم مذکورہ فقرہ (ج) دفعہ ۱۹۵ کے ایسے جرم سے جسکا ذکر دفعہ مذکور میں بقید اون حالات کے ہے جن میں اوسکا ارتکاب ہوا یعنی جب وہ جرم کسی مقدمہ مرجوعہ عدالت کے کسی فریق کی طرف سے نسبت کسی دستاویز کے سرزد ہو جو اوسکی کارروائی میں بطور ثبوت داخل ہوئی ہو کر جیسا فقرہ (ج) دفعہ مذکور میں بیان کیا گیا ہے ہمکو کچھہ شک نہیں ہے کہ تعبیر اول الذکر صحیح ہے اور جرایم مذکورہ دفعہ ۴۷۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری وہ جرایم ہیں جنکا ذکر دفعہ ۱۹۵ میں ہے اگر تعبیر آخر الذکر صحیح ہو تو یہ دستور ہے کہ الفاظ موقوعہ دفعہ ۴۷۸ کے کوئی معنے قایم کئے جائیں یا اوسکی اطلاع کسی عدالت دیوانی یا فوجداری کو اثناے کسی کارروائی عدالتی میں نہ ہو سکے"۔

معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ حال میں وہ دستاویز جسکی بنا پر الزام لگایا گیا ہے ایک ایسی نالش دیوانی میں جو روبرو منصف کے تہی داخل کی گئی تہی اور یہ مقصود تہا کہ بطور ثبوت نالش مذکور میں استعمال کیجاے گو وہ فی الواقع شہادت میں داخل نہ کی گئی اور اطلاع اوس جرم کی جسکا ارتکاب نسبت دستاویز مذکور کے بیان کیا گیا ہے حاکم موصوف کو اثناے کارروائی عدالتی میں کی گئی تہی لہذا ہمارے نزدیک کوئی امر قانونی ایسا نہیں ہے جسکی بنا پر ہم سپردگی مذکور کو منسوخ کریں پس درخواست نامنظور کیجانی چاہئے۔ حکم اظہار وجہ خارج کیا گیا۔

با جلاس میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام سیتا ناتہہ منڈل (ملزم)[۱]

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۲۳۸ و دفعہ ۴۰۳ جرم صغیرہ کی بابت تجویز نسبت جرم بلا پابندی ضابطہ فرد قرارداد جرم کے مجموعہ تعزیرات (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع)

دفعات ۴۷۱ و ۴۶۷ و ۴۷۲ و ۴۷۶ –

[۱] استغاثہ صیغہ فوجداری نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۵ع منجانب ایف ایف ہنڈلی صاحب ڈسٹرکٹ جج ... مورخہ ... جون سنہ ۱۸۹۵ع –

سنہ ۱۸۹۵ء
انگلا ہیا قیدیہ
بنام
سیتا ناتھ بنرجی

ایک جرم حسب دفعہ ۳۶۵ حسب مراد دفعہ ۲۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ایک جرم صغیرہ جرائم حسب دفعہ ۳۶۶ و دفعہ ۳۷۶ مجموعہ تعزیرات کے ہے اور ہائیکورٹ بوقت تجویز مقدمہ حسب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ملزم جرم اول لڑکی نسبت بلا باضابطہ طیار کیے جانے فرد قرارداد جرم کے تجویز ثبوت جرم کرسکتی ہے۔

از بنرجی صاحب جج۔ الفاظ جرم "صغیرہ" کی تعریف قانون مین نہین کیگئی ہے اونکے کوئی خاص معنی تصور کرنے چاہئین بلکہ اونکے معمولی معنے تصور کرنے چاہئین۔

بیان مدعیہ کا یہہ تہا کہ اوس نے ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء کو مجسٹریٹ علی پور سے شکایت کی کہ ملزم نے مداخلت بیجا بخانہ اور حملہ خلاف تہذیب کیا وہ جب علی پور سے جاتی تہی ملزم اور دو آدمی اوسکو راستہ مین آگہیرا اور بہگا لے گئے اور زنا بالجبر کیا مسماۃ کو بعد اسکے بہگا لیجانے کے تیرہ روز تک حبس بیجا مین رکہا مسماۃ کے رشتہ داران نے شکایت حبس بیجا کی حسب دفعہ ۳۴۴ مجموعہ تعزیرات کے روبرو پولیس کے کی جب عورت مذکور چہوڑائی گئی اوسنے شخص کی نسبت زنا کیا اور بہگا لیجانے کی ڈپٹی مجسٹریٹ جسنے تجویز استغاثہ حسب دفعہ ۳۴۴ کے کی قیدی کی نسبت چہہ مہینہ کی قید کا حکم سزا صادر کیا معلوم ہوتا ہے کہ شکایت زنا بالجبر و بہگا لیجانے پر کیا کچہہ لحاظ نہین رہا گیا۔

برطبق اپیل تجویز ثبوت جرم منسوخ کی گئی اور ڈپٹی مجسٹریٹ کو حکم دیا گیا کہ مقدمہ سپرد سشن کیا جلے کیونکہ حاکم موصوف کی تجویز بربنائے شہادت بابت ایسے افعال کے نہین جو بہگا لیجانے اور زنا بالجبر کی حد تک پہونچتی ہین بعد ازان مقدمہ مذکور کی تجویز ایڈیشنل سشن جج علی پور نے بمدد جوری بابت الزامات حسب دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات کے کی اہالی جوری نے سبکو بیگناہی ملزم نسبت دونون الزامات کے دی اور صاحب جج نے رائے مذکور سے اختلاف کرکے مقدمہ واسطے احکام ہائیکورٹ کے حسب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا۔

بابو روپ ناتھ بنرجی منجانب قیدی حاضر ہوا۔

قایم مقام لیگل ریممبرانسر مسٹر پی ایل رائے منجانب سرکار بنابید استصواب۔

قایم مقام ڈپٹی لیگل ریممبرانسر مین یہ حجت نہین کرتا ہون کہ شہادت مشمولہ مسل کی رو سے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۶۶ یا دفعہ ۳۷۶ مجموعہ تعزیرات کے جایز ہے بلکہ کافی شہادت واسطے تجویز ثبوت جرم صغیرہ حسب دفعہ ۳۶۵ کے ہے اور دفعہ ۲۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین یہ حکم ہے کہ جب کسی شخص پر الزام کسی جرم کا لگایا جائے اور ایسے واقعات ثابت ہوجائین جنسے وہ ایک جرم

سنہ ۱۸۹۵ع
ایمپرس قیصر ہند
بنام
ایہیا ناتہہ منڈل

صغیرہ پہنچائے تو جائز ہے کہ جرم صغیرہ اوسپر ثابت قرار دیا جائے گو فرد قرارداد جرم مین وہ جرم قرار نہ دیا گیا ہو ہائیکورٹ کو جائز ہے کہ بوقت تجویز مقدمہ حسب دفعہ ۴۲۳ کے اوس اختیار کو عمل مین لائے جو اندروے دفعہ ۲۳۸ عطا کیا گیا ہے دیکھو مقدمات جاترا شیخ بنام ریاست شیخ (۱) و قیصرہند بنام ہری مروہا (۲) و گورنمنٹ بنگال بنام مہدی (۳)۔

تجاویز مندرجہ ذیل ہائیکورٹ (میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) نے صادر فرمائین۔

میکفرسن صاحب جسٹس۔ ہم بیان مدعیہ کو اس سبب سے پذیرا نہین کر سکتے ہین کہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مستغیثہ کے ساتھہ زنا بالجبر سیتا ناتھہ یا کسی اور شخص نے کیا یا اوسکو اس غرض سے بہگا لے گئے کہ اوسکو مجبور کرین کہ وہ اوسکے ساتھہ یا کسی اور کے ساتھہ خلاف اپنی مرضی کے بطور ناجائز مجامعت کرے خود مسماۃ مذکور کا عمل اور عمل سیتا ناتھہ اور اون کا جنپر اوسکے ساتھہ الزام لگایا گیا خلاف کسی ایسے برتاؤ یا کسی ایسی نیت کی جانب ملزمگان کے ہے اگر مسماۃ مذکور کے ساتھہ زنا بالجبر کیا جاتا یا اوسپر شدید جبر ذاتی کیا جاتا یا اوسکی بے خبری کیجاتی تو یہ خیال کرنا ناممکن ہے کہ وہ کسی نہ کسی سے منجملہ اون اشخاص کے شکایت نکرتی جنسے وہ اوسوقت ملی ہوگی جب وہ اندر حدود عدالت علی پور کے اس غرض سے لائی گئی تھی کہ اوس مقدمہ فوجداری کا تصفیہ کیا جاوے جو مذکورہ نے قبل اسکے کہ اوسکو زبردستی لیگئے دائر کیا تہا لیکن گو مستغیثہ کے بیانات مین بلا شبہہ مبالغہ نسبت اوس برتاؤ کے ہے جو ملزمان نے اوسکے ساتھہ کیا تہا لیکن ہمکو کچھہ شک نہین ہے کہ امر بہگا لیجانے کا صحیح ہے اور جب مسماۃ عدالت مجسٹریٹ سے واپس آتی تہی جہان وہ اپنشر ہلدر کے ساتھہ اپنا استغاثہ دائر کرنے گئی تہی اوسکو پکڑ لیا اور اوسکو لے گئے اور حبس مین رکھا اس امر کے ثابت کرنے کے لئے شہادت کثیر ہے اور ہمکو کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ اوسکی راستی کی نسبت شبہہ کرین لیکن غرض تعدی مذکور کی ہمارے نزدیک یہ نہ تہی کہ مستغیثہ کو خراب کرین بلکہ مستغیثہ کو پیروی اوس استغاثہ کی نکرنے دین جو اوسنے کیا تہا اور مسماۃ کو اوس شخص کے دباؤ مین لے آوین جو اوسکو بہگا لے گیا تہا اور اوسکو اون اشخاص کے دباؤ سے بچائے رکھین جو ممکن ہے کہ اوسکو مجبور کرین کہ استغاثہ کی پیروی کرے اور واسطے غرض مذکور کے یہ ضروری تہا کہ مسماۃ کو حبس مین رکھین لہذا ہمارے نزدیک جوری کی یہ رائے صحیح تہی کہ قیدی کو بابت الزامات دفعات ۳۶۶ و ۳۷۶ کے بری کیا لیکن ہماری رائے مین شہادت سے ارتکاب جرم

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۴۸۳ (۲) ،، ،، ،، جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ (۳) ،، ،، ،، جلد ۵ صفحہ ۱۸

سنہ ۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
سیتاناتھ منڈل

حسب دفعہ ۳۶۶ ثابت ہوتا ہے کوئی باضابطہ الزام حسب دفعہ مذکور نہین لگایا گیا تھا لیکن مقدمہ مذکور کی تجویز مین ہم اون تمام اختیارات کو عملمین لاسکتے ہین جو ہم بطبق اپیل عملمین لاسکتے تھے اور ہمارے نزدیک جرم مذکور داخل مراد دفعہ ۵۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ایک جرم صغیرہ ہے اور ملزم پر جرم مذکور کا باضابطہ فرد قرارداد جرم کے قرار دیا جاسکتا تھا یہ صحیح ہے کہ حبس بیجا کوئی ضروری جز و ارتکاب جرم حسب دفعہ ۳۶۶ نہین ہے لیکن وہ اوسمین اکثر شامل ہونا چاہیے اور کل بیانات مدعیہ صرف یہ نہین ہے کہ بہگا لیے گئے تھے بلکہ حبس بیجا اس غرض سے کیا گیا تھا کہ مستغیثہ کے ساتھہ بطور ناجایز مجامعت کیجائے وہ نیت خاص اصل ودس بیان کی ہے جو ہمارے نزدیک بخوبی ثابت نہین ہوا ہے۔

ہماری رائے مین قیدی کا کوئی نقصان بسبب مرتب کیے جانے فرد قرارداد جرم حسب دفعہ ۴۹۸ کے نہین ہوا ہے یہ ضروری تھا کہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ مذکور کرائی جاتی تاکہ بہگا لیجانا زوجہ شخص غیر ثابت ہوتا یہ کہ امر کہ ایسا حبس ہوا تھا مقدمہ مدعیہ مین شروع سے آخر تک ثابت ہوا ہے لیکن بیان کیا گیا ہے کہ وہ واسطے ایسی غرض سے تھا جو ہمارے نزدیک صحیح طور پر ثابت نہین ہوئی ہے۔

مین صرف یہ اور تحریر کرونگا کہ خود مسماۃ کے عمل ور عمل قیدی مین بہت کچھ واسطے یہ ظاہر کرنے کے ہے کہ غرض وہ نہی جو ہم نے تجویز کی ہے اور تب اوسکو خراب کرنے کی ہم قیدی کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے کرتے ہین اور اوسکی نسبت حکم سزا ایک برس کی قید سخت کا صادر کرتے ہین۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ مین اپنے ذیعلم شریک جلسہ سے یہ خیال کرتے مین اتفاق کرتا ہون کہ الزامات حسب دفعات ۳۶۶ و ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات ہند از روئے شہادت ثابت نہین ہوئے ہین اور اہالی جوری کی یہ رائے صحیح تہی کہ قیدی بابت اون جرایم کے بری کیا جائے جنکی پاداش مین بروئے دفعات مذکور سزا مقرر ہے۔

مجھکو اپنے ذیعلم شریک جلسہ سے یہ خیال کرنے مین بہی اتفاق ہے کہ شہادت سے یہ امر ثابت ہے کہ مستغیثہ کو ملزمان اس غرض سے نہین بہگا لے گئے تہے کہ اوس سے مجامعت بطور ناجایز کرین بلکہ اس غرض سے کہ اوسکو اون اشخاص کے دباؤ سے بچائے رکہین جنہون نے مسماۃ مذکور کو ترغیب دی تہی کہ ملزمان پر استغاثہ کرے اور اس غرض سے بہی کہ مسماۃ مذکورا وس مقدمہ فوجداری

سنہ ۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
سیتاناتھ منڈل

مین صلحنامہ کرلے جو وہ پہنیتر دائر کرچکی تہی بربناے اون واقعات کے جو ثابت ہوے ہین جرم ملزمان ایک ایسا جرم ہے کہ جو بموجب دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات کے قابل سزا ہے اور بحث یہ ہے کہ آیا گو فرد قرارداد جرم بموجب دفعہ مذکور کے ترتیب نہین دی گئی تہی مگر عدالت ہذا کو یہ منصب ہے یا نہین کہ مقدمہ مذکور کی تجویز حسب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کرنے مین ملزمان کی نسبت تجویز ثبوت جرم مذکور کی کرے دفعہ ۳۰۷ مین یہ حکم ہے کہ اوس مقدمہ کے طے کرنے مین جو سشن جج نے حسب دفعہ مذکور ارسال کیا ہو ہائیکورٹ اون اختیارات مین سے جو وہ بصیغہ اپیل عمل مین لاسکتی ہے کسی اختیار کو عمل مین لاوے مگر ہائیکورٹ مجاز ہوگی کہ شخص ملزم کو کسی ایسے جرم سے بری کرے یا اوسپر جرم ثابت قرار دے جو اہالی جوری باعتبار فرد قرارداد جرم کے جو اونکے روبرو رکہی گئی تہی اوسپر ثابت قرار دیسکتے تہے" اور بدینوجہ بحث کہٹکر صرف یہ رہجاتی ہے یعنے آیا اہالی جوری بربناے فرد قرارداد جرم مرتبہ کے ملزمان پر جرم حسب دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ثابت قرار دیسکتے تہے یا نہین واضح ہو کہ دفعہ ۲۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے فقرہ ۲ مین مندرج ہے جب کسی شخص کی نسبت جسپر کوئی جرم قرار دیا گیا ہو ایسے حالات ثابت ہوون جن سے وہ گہٹکر ایک جرم صغیرہ رہجاے تو جایز ہے کہ ناسبرده پر جرم صغیرہ ثابت قرار دیا جاے گو اوسپر فرد قرارداد جرم مین وہ جرم نہ قایم کیا گیا ہو" پس اگر جرم قابل سزا حسب دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات صحیح طورپر ایک جرم صغیرہ" بمقابلہ اوس جرم کے جو حسب دفعہ ۳۶۶ قابل سزا ہے متصور ہوسکتا تو صریحاً بموجب دفعہ ۲۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اہالی جوری ملزم پر جرم حسب دفعہ ۳۶۶ ثابت قرار دیسکتے تہے گو اوسپر جرم حسب دفعہ مذکور قایم نہین کیا گیا تہا اس امر کی کہ کونسا جرم بمقابلہ دوسرے جرم کے جرم صغیرہ متصور کرنا چاہیے قانون مین تعریف نہین کیگئی ہے اور میرے نزدیک ہم الفاظ "جرم صغیرہ" کے معمولی معنی لے سکتے ہین اور اگر ان الفاظ کے معمولی معنے لیے جائین تو جرم حسب دفعہ ۳۶۵۔ ایک جرم صغیرہ بمقابلہ اوس جرم کے ہوگا جو حسب دفعہ ۳۶۶ قابل سزا ہے اور جو بلاشک زیادہ شدید قسم کا ہے وہ دونون جرایم بہگا لیجانے کے ہین لیکن ایک صورت مین غرض بہگا لیجانے کی ایسی شدید نہین ہے جیسی کہ دوسری صورت مین ہے بمقدمہ جانز اشیخ بنام ریاضت شیخ (۱) جرم قابل سزا حسب دفعہ ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات کے ایک جرم صغیرہ بمقابلہ اوس جرم کے جو حسب دفعہ ۳۶۶ قابل سزا ہے متصور کیا گیا تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۴۸۳۔

سنہ ۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
ستیا ناتھ منڈل

"مین یہ نہین کہتا کہ مین اوس حد تک بحث کرنیکو آمادہ ہون جس حد تک مقدمہ مذکور مین بحث کی گئی ہے لیکن مین مقدمہ مذکور کا حوالہ بہ ثبوت اس امر کے دیتا ہون کہ الفاظ "جرم صغیرہ" کے کوئی خاص معنے تصور نکرنے چاہئین بلکہ اونکو معمولی معنی تصور کرنے چاہئین چونکہ یہ صورت ہے لہذا میرے نزدیک عدالت ہذا مجاز ہے کہ مقدمہ کو حسب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے طے کرنے مین ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۶۵ مجموعہ تعزیرات کے کرے گو نمبر پر الزام کسی جرم قسم مذکور کا نہ لگایا گیا ہو بلکہ ایک جرم قابل سزا حسب دفعہ ۳۶۶ کے قایم کیا ہو کسی جرم قسم مذکور کا نہ لگایا گیا ہو بلکہ ایک جرم قابل سزا حسب دفعہ ۳۶۶ کے قایم کیا گیا ہو۔

مین یہ بھی تحریر کرسکتا ہون کہ وہ دیگر مقدمات سے بھی جنکا حوالہ اثناے بحث مین دیا گیا اوس راے کی تائید ہوتی ہے جو ہم قایم کرتے ہین یہ مقدمات قیصر ہند بنام ہری مروہا (۱) و گورنمنٹ بنگال بنام مہدی (۲) ہین۔

مین اتفاق کرتا ہون کہ ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۶۵ مجموعہ تعزیرات کے کیجائے اور اوسکی نسبت ایک برس کی قید سخت کا حکم سزا حسب دفعہ مذکور صادر کیا جائے۔

۵ و ۶ و ۷ اگست سنہ ۱۸۹۵ء

پریوی کونسل

بمعاملہ درخواست پریم لال بلک

ایڈمنیسٹریٹر جنرل بنگال (اپلانٹ) بنام پریم لال بلک (مسئول علیہ)(۳) †

(برطبق درخواست متعلقہ حکم جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا اجلاس کونسل کے بصیغہ اپیل از ہائیکورٹ مقام کلکتہ)۔

اپیل بحضور پریوی کونسل - تاثیر حکم پریوی کونسل متعلقہ رسمی نالش - اختیار ہائیکورٹ بابت صادر کرنے احکام کے نالش مین - درخواست واسطے ترمیم حکم اجلاس کونسل متعلقہ رسمی نالش کے رسیور کی ذمہ داری سمجھانے حساب کی - حقوق مابین ایڈمنیسٹریٹر جنرل وردوسیا کے متعلق منتقل کرنے جایداد کے نامبردہ کو (دفعہ ۳۱ - ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۴ء) اور سائل کو جسکا تعلق جایداد مذکور سے تہا۔

ایک عدالت کو جس نے مقدمہ مین رسیور مقرر کیا ہو بہ منصب متعلق اپنے اختیار سماعت کے حاصل ہے

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۹ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۸۷۱۔

(۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۷۸۸ و لارپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۷۔

† اجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر آر کوچ صاحب۔

سنہ ۱۸۹۵ء
اڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک

کہ اوسکو حکم واسطے سمجہانے حساب کے دے گو مقدمہ اب زیر تجویز نہو جایداد مذکور اوسکے ہاتہہ مین ہے اور ریسیور عدالت موصوف کا اہلکار ہے اور ڈسمس نالش کی عدالت اپیل سے اوس صورت معاملہ کو تبدیل نہین کرتی ہے عدالت ابتدائی ایسے مقدمہ مین اشخاص متعلق کو اجازت دیسکتی ہے کہ نسبت امور متعلقہ حسابات کے عذرات اور نسبت خرچہ اور دیگر امور کے فیصلہ کر سکتی ہے۔

نالش مرجوعہ مدعی مین جسکو جایداد مذکور سے تعلق تہا کہ وہ نالش بالکل نہو جاوے جو اوس انتقال جایداد کو منسوخ کرے جو وصیت نامہ مندرجہ وصیت نامہ نوشتہ ایک شخص نے بحق اڈمنسٹریٹر جنرل (ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۴ء دفعہ ۳۱) کیا تہا ہائیکورٹ کے صیغہ ابتدائی اپیل سے ڈگری بابت تقسیم کی صادر کی گئی تہین مگر جوڈیشل کمیٹی نے انتقال مذکور کو جائز تجویز کیا تہا اور نالش جو بنام اڈمنسٹریٹر جنرل اور ورثاء وصیان بطور مدعا علیہم شریک کے دایر کی گئی تہی ڈسمس ہوئی تہی۔

برطبق درخواست مدعی واسطے ایسی ترمیم حکم منظور ڈسمسی نالش کے جسکے ذریعہ سے وہ حکم بحال رہے جو عدالت ماتحت سے نسبت حسابات کے صادر ہوا تہا اور جسکے ذریعہ سے ہائیکورٹ معاملات متنازعہ کو ختم کر سکے تجویز ہوئی کہ کوئی وجہ واسطے ایسی ترمیم کے نہین ہے۔

حکام عالیمقام کی یہ رائے ہوئی کہ ہائیکورٹ کسی اختیار سے جو دربارہ تاوان بسبب ڈسمسی نالش کے محروم نہوگی اگر یہ واسطے تعمیل انتقال کے ضروری ہوتا کہ اڈمنسٹریٹر جنرل کاروائیات کی توثیق ہو ایسا کرسکتا تہا احکام بنام ریسیور عدالت کے جاری کرنا داخل اختیارات عدالت محدودہ کے تہا اور ریسیور یا اوصیاء واسطے سمجہانے حساب مزید کے بلا اسکے کہ سائل کے مقابلہ مین عذر القضیہ ماقبل معاملہ مذکور کیا جائے طلب کئے جاسکتے ہین۔

(دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

درخواست واسطے ترمیم حکم اجلاس کونسل ۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۵ء جسکی رو سے تجویز (۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء) جوڈیشل کمیٹی کی نافذ کی گئی تہی۔

از روئے حکم اجلاس کونسل متذکرہ بالا کے نالش ڈسمس کیگئی تہی جس مین سائل حال مدعی تہا یعنی پریم لال ملک بنام اڈمنسٹریٹر جنرل بنگال (۱) اور از روئے حکم مذکور جسکے ذریعہ سے تجویز کمیٹی مصدرہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء (۲) نافذ کی گئی تہی اور ڈگریات ایک جو عدالت مرافعہ اولی نے ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو صادر کی تہی اور دوسری جسکے ذریعہ سے وہ برطبق اپیل ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء کو بحال کیگئی تہی منسوخ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۴ و انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۷۸۸ (۲) " " " جلد ۲۲
صفحہ ۷۸۸ و لاء رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۷۔

سنہ ۱۸۹۵ع
ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک

کی گئی تہیں، دندو وے ڈگری ابتدائی کے ایک حکم امتناعی بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل عطا کیا گیا تہا کہ بذریعہ انتقال اوصیاے مندرجہ وصیت نامہ نندو لال ملک متوفی سے جایداد موصی کی نہ لے بہر و بعد انہا کے ماتحت اسے یہ تجویز کی تہی کہ دفعہ ۳۱ ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل ۱۸۷۴ع جایداد نندو موصی سے غیر متعلق ہے اوسی ڈگری مین یہ ہدایت تہی کہ اوصیاے مذکور حساب سمجہا دین اور بر طبق درخواست مزید عدالت نے ایک رسیور جایداد مذکور کا مقرر کیا بغرض ردخواست حال مرخلہ ۳ جولائی ۱۸۹۵ع حکام عالیمقام کی راے مین منقح امر جو اب پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ حکم کونسل موصوفہ اسی بحیز اسکے کہ وہ ترمیم کیا جاے ہائیکورٹ کو اس اختیار سے کہ تصفیہ کلی حساب کا مابین سائل یا ایڈمنسٹریٹر جنرل ایک جانب اور اوصیا ہی جانب دیگر کے کرے محروم کرتا ہے یا نہیں اشخاص آخر الذکر ایڈمنسٹریٹر جنرل کے نزدیک مدعا علیہم اس مقدمہ مین بنائے گئے تہے جواب مسہولہ اور اوس نالش مین اونپر یہ الزام لگایا گیا تہا کہ انہون نے بعض جایداد کا حساب ٹہیک نہین سمجہایا ہے درخواست مذکور مین مندرج تہا کہ بعد تجویز ہائیکورٹ کے جو ۱۲ مارچ ۱۸۹۳ع کو صادر کی گئی تہی عدالت مرافعہ اولی سے احکام مسلسل جو ۷ مئی ۱۸۹۳ع سے شروع ہوتے تہے متعلق انتظام جایداد موصی کے صادر کئے ۸ جون ۱۸۹۳ع کو رسیور کو یہ حکم ہوا تہا کہ بعض اخراجات جایداد کے امدنان و نفقہ سائل اور اوسکی مان کا ادا کرے ۲۰ اگست ۱۸۹۳ع کو اوصیاے کو یہ حکم ہوا کہ حساب داخل کرین اس حکم کی تعمیل باقیماندہ اوصیا و قایم مقامان دیگر اوصیاء متوفی نے کی ۱۱ دسمبر ۱۸۹۳ع کو دعاوی بمقابلہ جایداد موصی کے کئے گئے تہے ۲۰ مئی ۱۸۹۵ع کو رسیور کو حکم دیا گیا تہا کہ اخراجات مرمت جایداد ادا کرے ان معاملات کی اطلاع کمیٹی کو نہین کی گئی تہی نہ وہ اصل اپیل سے ظاہر ہوتے تہے جس مین ڈگری ہائیکورٹ مصدرہ تاریخ مندرجہ بالا سے آگے کچہہ نہین لکہا تہا۔

مسٹر جے ایچ اے برینن منجانب سائل حاضر ہوا۔

مسٹر آرسے فلپس منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل مختصراً وجوہ واسطے اسی درخواست کے یہ ہین کہ چونکہ نالش بحکم اجلاس کونسل موصوفہ اوسی کے طے کرنے انتظام واسطے تکمیل ان کارروائیات کے جو نسبت حسابات بمقابلہ اوصیاے کے شروع ہوچکی تہین ڈسمس ہوئی تہی لہذا ممکن اور قرین قیاس ہے کہ تعمیل بیشی آئین حکم مذکور کی ترمیم بدین پیرایہ فیصلہ پر مجدود کئے جانیکے کیجاے کہ انتقال حق ایڈمنسٹریٹر جنرل بموجب دفعہ ۳۱ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۴ع کے جایز تہا اور حسابات بمقابلہ اوصیاے رکہا تی ہین اور فیصلہ کئے جائین ہائیکورٹ نے علاوہ مقرر کرنے رسیور جایداد کے یہ حکم دیا تہا کہ حسابات داخل کئے جائین اور یہ واسطے اوس الزام کے جو نالش موسومہ اوصیاے مندرجہ وصیت نامہ مین لگایا گیا تہا کہ انہون نے

سنہ ۱۸۹۵ع
ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک

صحیح طور پر حساب بابت تمام جایداد موصی کے نہین سمجھا یا تہا اہم تہے اگر حکم اپیل ولیبا ہی ہوتا جیسا وہ تہا تو غالباً یہ سمجھا جایگا کہ جو کارروائی ہائیکورٹ مین کیگئی تہی منسوخ کیگئی تہی گو یہ صحیح ہے کہ رسیور اوس وقت تک بری نہوگا جب تک کہ اوسکا حساب منظور نہ کیا جائے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ اوس نالش مین جو اب ڈسمس ہوئی ہے کیونکہ وہ ختم ہوگئی ہے نہ اوس نالش جدید مین جس مین یہ جوابدہی کیجائے کہ امر تجویز شدہ ہے تحقیقات مذکور کیجا سکتی ہے بلاشک رسیور بطور اہلکار خود عدالت موصوف کے تابع احکام عدالت موصوف کے رہے گا لیکن بمقابلہ اوصیاء کے کارروائیات مذکور ایڈمنسٹریٹر جنرل پر منحصر ہونگی جو ممکن ہے کہ ایسی حالت مین نہو کہ کارروائی مزید کرے۔

ہندوستان مین بہی بعد اسکے کہ اپیل مذکور از روئے حکم مابہ البحث طے کیا گیا خرچہ عاید ہوا تہا یہ اطلاع حکام عالیمقام کی رائے کی کہ نتیجہ مذکور سے ہائیکورٹ کو کسی ایسے اختیار سماعت سے محروم کریگا جو بصورت نہونے حکم اپیل کے عدالت موصوف کو نسبت حسابات و خرچہ متعلقہ مقدمہ مذکور کے حاصل ہوتا کافی ہوگی صرف اسقدر ضروری تہا کہ ہائیکورٹ مقدمہ کا فیصلہ فی الواقع کرسکے۔

مسٹر اسے فلپس کی سماعت منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل کے کی گئی جسنے بیان کیا کہ وہ ایسے اظہار رائے پر قانع ہوگا جسکا ظاہر کرنا حکام عالیمقام مناسب تصور فرمائین ہائیکورٹ کو پورا اختیار اپنے رسیور پر حاصل تہا۔

لارڈ واٹسن صاحب نے فرمایا کہ حکام عالیمقام بعد ازین اظہار اپنی رائے کا فرماوینگے چنانچہ بعدہ رائے حاکم عالیمقام نے ۷۔ اگست کو سنائی۔

لارڈ واٹسن صاحب۔ یہ درخواست منجانب پریم لال ملک بغرض ترمیم حکم جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا اجلاس کونسل مورخہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء مشعر منسوخی دو ڈگریات ہائیکورٹ کلکتہ جو بصیغہ اپیل اور بصیغہ معمولی ابتدائی دیوانی ایک ایسی نالش مین صادر کی گئی تہین جو سائل نے بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال و بنام دو اشخاص جنکو اوصیا اپنے وصیتنامہ کا سائل کے باپ نند و لال ملک متوفی نے مقرر کیا تہا اور نیز مشعر ڈسمسی نالش معہ خرچہ عدالتہاے ماتحت کے ہے جو سائل و ایڈمنسٹریٹر جنرل کیحیثیت سے ایڈمنسٹریٹر اور موکل کے جایداد موصی سے دلایا گیا۔

اوصیا نامزدہ مدعی نے عہدہ مذکور قبول کیا اور ڈہائی برس تک بعد اوسکی وفات کے عہدہ مذکور پر قایم رہے اور اوس وقت اونہون نے ایک دستاویز انتقال جایداد مذکور اور اوسکے اہتمام کی بحق ایڈمنسٹریٹر جنرل تحریر کی جو معلوم ہوتی تہی کہ مطابق احکام ایکٹ ایڈمنسٹریٹر جنرل مصدرہ سنہ ۱۸۷۴ء (ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۴ء) کے تہی از روے عبارت وصیت نامہ کے اوصیا کو یہہ ہدایت کی گئی تہی کہ جایداد مذکور پر امانتاً منجانب سائل وسکے بالغ ہونے تک تابع توضیح وصیت حیاتی بیوہ موصی کے قابض رہین سائل کی نالش کلکتہ مظہرہ ناجوازی انتقال منجانب اوصیا موسومہ ایڈمنسٹریٹر جنرل پر مبنی تہی اور اوسکے عرضی دعوی مین مختلف نتائج مندرج تہے اور وہ یہہ ہے (اول) واسطے تقرر ایک ریسیور کے (دوم) واسطے اجراے حکم امتناعی بنام ایڈمنسٹریٹر جنرل کہ وہ جایداد یا اوسکے اہتمام مین مداخلت نکرے (سوم) واسطے برخاستگی اوصیا نامزدہ شدہ اور تقرر جدید اوصیا یا امانت داران اور مرتب کرنے ایک عدالتانہ تجویز واسطے اونکے اہتمام کے (چہارم) واسطے حساب کی کارروائی کے جو اوصیاء نامزدہ شدہ نے نسبت جایداد کے کی اور (پنجم) عدالت سے مقرر کئے جانے نان و نفقہ کے جو سائل اور اوسکی مان کو واجب الادا ہو۔

بنا بریں درخواست کے کونسل سائل نے بیان کیا کہ نسبت دوسری نالش کے عدالت ماتحت اختیار سماعت اور فیصل کرنے مختلف امور متنازعہ متعلقہ نالش مذکور سے محروم ہوگی اور نیز نامزدہ کا نہایت نقصان ہوگا مثلاً اوس کیفیت مین جو ساتہہ مدعا علیہم اوصیاے نامزدہ ہوتی ہو جنپر وہ الزام بداعمالی کا متعلق اونکے عہدہ کے اپنی عرضی نالش مین لگاتا ہے۔ بیان کونسل معلوم ہوا کہ نسبت حسابات ریسیور کے جسکو حاکم عدالت مرافعہ اولی نے دوران نالش مقرر کیا ہے جسکو بسبب حکم جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے لازم ہے کہ جو باقی اوسکے ہاتہہ مین رہا ایڈمنسٹریٹر جنرل کو منتقل کرے ممکن ہے کہ اعتراضات پیدا ہوں یا ہونگے اور سائل کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر کوئی نالش جدید بابت حساب کے بنام اوصیاے نامزدہ کے دایر کیجاتی تو ممکن ہے کہ دوسری نالش سے اونکو ایک عمدہ جواب یہی امر تجویز شدہ کی حالت ہو چنانچہ یہ عرض کیا گیا کہ حکم اجلاس کونسل اس طور پر ترمیم کیا جاوے کہ اوسکی منشاے صرف ایک امر متعلقہ جواز انتقال موسومہ ایڈمنسٹریٹر جنرل پر محدود ہو اور تمام دیگر امور کو جو عرضی دعوی مین پیش کئے گئے ہین چہوڑ دیا جاوے کہ اونکو عدالت ماتحت دوران نالش مین طے کرے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ایڈمنسٹریٹر جنرل
بنگال بنام
...یم لال ملک

حکام عالیمقام کی صریح یہ رائے ہے کہ دونون وجوہ مین سے جو سائل نے واسطے ترمیم حکم اجلاس کونسل کے پیش کئے ہین کوئی صحیح نہین ہے۔

ان وجوہ مین سے اول وجہ کی نسبت گو ایک ریسیور مقرر ہو گیا ہے جو جایداد موصی پر اب قابض ہے اور اوسکا اہتمام کرتا ہے مگر وہ محض اہلکار عدالت کا ہے اور جایداد مذکور واسطے جملہ اغراض قانونی کے عدالت کے ہاتھ مین تصور کیجانی چاہئے حکام عالیمقام کے نزدیک یہ عرض کرنا داخل مبالغہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کو اختیار کثیر بلا امداد کارروائی زیر تجویز کے حاصل نہین ہے کہ خود اپنے اہلکار سے حساب طلب کرے اور اشخاص متعلق کو یہ اجازت دے کہ ان حسابات کی جانچ مین عذر کرین اور مناسب طریقہ اپنے اہلکار کو واسطے اوسکے اہتمام کے دلاے اور تصفیہ تمام امور خرچہ متعلقہ تحقیقات اوسکے حسابات مابین نامبردہ اور کسی ایسے اشخاص متعلق کے کرے جسکو اجازت دیجاے کہ حاضر ہو اور اوسمین شریک ہو۔

نسبت ناکافی ہونے دلیل دوم کے حکام عالیمقام کو بہت کم شک ہے نتائج واسطے سمجھانے حساب کے جنکا تعلق نہ بمقابلہ ایڈمنسٹریٹر جنرل بلکہ بمقابلہ ادصیاے نامزد شدہ کے ہے جنہون نے اوسکے حق مین انتقال کیا ہے محض متعلقات اون عظیم نتائج عرضی دعوی کے ہین جو اون سے پہلے مندرج ہین وہ بطور مناسب بغرض تحقیق کرنے تفصیل اوس جایداد منقولہ وغیر منقولہ کے مرتب کئے گئے ہین جو بہ اوصیاے نامزد شدہ اون امانتداران کو ادا یا حوالہ کرتے جنکو بجاے اونکے مقرر کرنے کی استدعا عدالت سے کی گئی ہے یہ قیاس کرنا چاہئے کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل (دو امع ہوکر انتقال بحق موصی الیہ جو ایک انتقال کل جایداد متوفی کا ہے) اپنا فرض مثل کے معمول کرنے مین خواہ وہ بقیہ اوصیاے نامزد شدہ کے یا رسیور عدالت کے ہو ادا کریگا اگر اوصیاے نامزد شدہ اوسکو یا رسیور کو وہ روپیہ یا جایداد حوالہ کرنے سے قاصر رہین جسکو اپنے پاس رکھنے کا حق اونکو نہین ہے تو سائل کو جسکو بالآخر حق انتفاعی جایداد مذکور مین حاصل ہے اختیار رہیگا کہ اس غرض سے اون سے حساب طلب کرے کہ روپیہ یا جایداد مذکور ایڈمنسٹریٹر جنرل کو ادا یا منتقل کیجاے حکام عالیمقام یہ خیال نہین فرما سکتے کہ قسمی اون نتائج کی جو واسطے ایسی خاص اور محدود غرض کے پیش کئے گئے ہین کوئی صحیح وجہ جوابدہی کی اوصیا نامزد شدہ کو کسی نالش قسم مذکور مین ہو سکتی ہے۔

ان حالات مین حکام عالیمقام جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو بعجز و انکسار یہ مشورہ دینگے کہ اس درخواست پر کوئی حکم نہ دیا جاے خرچہ ہر دو فریق کا بابت درخواست ہذا کے بابت لیبر طرد...

سنہ ۱۸۹۵ء

ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک

اور معہ کل سکے نیرکہ سود کے ادا کیا جانا چاہیئے۔

سالیسیٹران منجانب سائل۔ مسٹران ٹی ای ایل ولسن وکمپنی۔

سالیسیٹر منجانب ایڈمنسٹریٹر جنرل۔ مسٹر جے ایف واٹکنس۔

اجلاس کامل

۱۸۹۵ء ۲۰ دسمبر

باجلاس سر ڈبلیو کومر پیتھرم صاحب چیف جسٹس و پرنسپ صاحب جسٹس و پگٹ صاحب جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند (برطبق استغاثہ گنجو پرمانک) بنام ہری چرن چینگلو †

٦٣

سرقہ۔ استحصال ناجائز۔ نقصان ناجائز۔ مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعات ۳۷۸ و ۴۲۴ دائن کا مدیون کے مال کو بغرض جبراً وصول کرنے قرضہ کے لیجانا۔ کارروائیات واضعان قانون۔ تعبیر اسٹیٹیوٹ۔

اگر کوئی دائن اپنے مدیون کی مال منقولہ اوسکے قبضہ سے بلا اوسکی رضامندی کے اس نیت سے لیجاوے کہ وہ اوسکا قرضہ ادا کرنے پر مجبور ہو تو دائن مرتکب جرم سرقہ کا حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۳۷۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوتا ہے۔ دفعات ۳۷۸ و ۴۲۴ مجموعہ تعزیرات ہند پر بحث کی گئی اور اونکی توضیح کی گئی۔

مقدمہ پرسنو کمار تیر بنام اودے سنت (۱) منسوخ کیا گیا۔

از پگٹ صاحب جسٹس۔ کارروائیات واضعان قانون کے ملاحظے سے جائز طور پر مدد تعبیر کسی ایکٹ میں نہیں لیجا سکتی۔

مقدمہ ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک (۲) کی تقلید کی گئی۔

مستغیث یعنے گنجو پرمانک کی بہن کی شادی ایک شخص مسمی کرشنا پرمانک سے ہوئی تہی۔ اوسکے شوہر نے مبلغ ۵ روپیہ بابو ہری ناتھ باگچی سے قرض لیا اور یہ قرضہ معہ اوسکے سود بڑہ کر ۱۶ روپے ہو گیا۔ کرشنا پرمانک نے اوس روپیہ کی بابت ایک تمسک تحریر کیا۔ قریب ایک سال کے گذرا کہ وہ ایک بیوہ اور ایک طفل چھوڑ کر فوت ہوا اوسنے نیز ایک بہینسا اور ایک بیل چھوڑا تہا بعد اوسکی وفات کے اوسکی بیوہ اپنے بہائی گنجو پرمانک کے پاس رہنے کے لئے گئی اور اپنے ساتہ بہینسا اور بیل لیگئی۔ گنجو پرمانک اور لوگوں کا کہیت ہل سے جوتا کرتا تہا اور ہل میں اپنی بہن کا بہینسا اور بیل استعمال کرتا تہا جسروز کا ذکر ہے

(۱) صفحہ ماقبل ۲۲۹ (۲) صفحہ ماقبل ۸۷۰ و لا رپورٹس بیانے جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۔

۱۹۰۵ء
بلاسندر فقیر سنیہ
بنام
ہری چرن چکو

اوس دن وہ ایک شخص مسمی گلندا کی ارہتی جوتنے کے واسطے مجتبیر لو گیا تہا اوسکو اس کام کی اجرت ملنے والی تہی جب وہ ارہتی مذکور طیار کر رہا تہا بابو ہری ناتہ باگچی کے ملازمان آئے اور زبردستی وہ بہنسا اور بیل ہری بابو کی کچہری مین لے گئے ہری بابو نے اوس بیل کو روک رکہا اور کہا کہ مین اوسکو اوسوقت تک نہ چہوڑونگا جب تک کہ کنجو کے بہنوئی متوفی کا قرضہ ادا نہ کیا جاویگا۔ اسمقدمہ مین اجلاس کامل سے میکلفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس نے منصوابکیا یہ منصوابسشن جج ندیا نے کیا جنہون نے مقدمہ ہائیکورٹ مین حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے صدور احکام کے ارسال کیا۔ سشن جج کی چٹہی منصواب حسب ذیل تہی۔

"اس مقدمہ مین ملزم نے اون اصول پر استدلال کیا ہے جو ہائیکورٹ کلکتہ کی ہدایات در جامع تجویز مقدمہ سینوکماریشر بنام اودے سنت مین بیان کیے گئے ہین اور یہ دعوی کیا ہے کہ بیل ور بہینسے کا لیجانا جسکے متعلق یہہ مقدمہ ہے چوری کی حد تک نہین پہونچتا ہے چنانچہ حکام عالیمقام ہائیکورٹ نے نظیر محولہ بالا مین یہی تجویز کی تہی۔

"شہادت مقدمہ مستغیث کے بیان اور ملزم کے اقبال پر مشتمل ہے۔ جائینٹ مجسٹریٹ نے اپنی کیفیت مین کل حالات مقدمہ تحریر کیے ہین اور مستغیث کی شہادت بلا تائیدی اور اس خیال پر استدلال کرکے کہ مویشی کو لیگئے تہے ملزم پر تجویز ثبوت جرم صادر کی اور اوسکو ۵ روپیہ جرمانہ ادا کرنیکا حکم حسب دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے دیا اور نیز مبلغ عصہ معاوضہ مستغیث کو دلایا۔ اب یہہ حجت کی گئی ہے کہ اگر مستغیث کا بیان باور کیا جاوے تو مویشیان کا لیجانا بعد اونکا اس غرض سے روک رکہنا کہ مالک اور نہ مستغیث دین جائیزا ادا کرے چوری کی حد تک نہین پہونچتا لہذا تجویز ثبوت جرم خلاف قانون ہے اور حکم سزا منسوخ ہونا چاہیے۔

"مین یہہ خیال نہین کرتا کہ نظیر جسکا حوالہ ملزم کیطرف دیا ہے جملہ امور مین اسمقدمہ سے متعلق ہے لیکن چونکہ جو اصول اوس نہایت معقول فیصلہ مین قایم کیے گئے ہین جنکی تائید رواج مروجہ اس ملک سے ہوتی ہے اسمقدمہ سے متعلق ہین لہذا مین یہ خیال کرنے پر مایل ہون کہ اس طور پر لیجانا اور روک رکہنا مویشیون کا جرم فوجداری نہ سمجہا جانا چاہیے اور فعل مذکور سرقہ خیال کیا جانا چاہیے مدعا علیہ بوجہ ایسے فعل کے جو اوسنے مطابق حکم اپنے آقا کے کیا تہا جسکا مسلما دعوی مالک مویشی پر تہا سارق کے نام سے بدنام نہین ہو سکتا۔

"مویشی مسلما مستغیث کے بہنوئی کا تہا وہ شخص یہ اقرار کرکے فوت ہوا کہ مدعا علیہ کے مبلغ ...روپیہ اوسپر واجب ہین جو روپیہ مدعا علیہ کے آقا سے قرض لیے تہے جسکے واسطے وصول یابی اپنے قرضہ کے اپنے ملازم مدعا علیہ کو بہیجا اور بیل اس غرض سے لا کے لیے بہیجا کہ مستغیث کی بہن یا متوفی کے وارثان روپیہ جو اوسکا واجب تہا ادا کرنے پر مجبور ہون۔ مویشی فروخت نہین کیے گئے تہے بلکہ صرف روک رکہے گئے تہے مدعا علیہ یا تو نہین خیال

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
سری چرن چنگو

کیا جا سکتا کیونکہ اوس نے حکم کی تعمیل کی تھی کسی غرض ناجائز کے واسطے مویشی کا روک رکہنا اور اوسکا لیجانا بلا کسی اور غرض یا نیت کے بجز اسکے کہ مدیون روپیہ ادا کرنے پر مجبور ہو جرم خیال نہیں کیا جاتا - یہ عذر کیا جا سکتا ہے -
طور پر مویشی کے روک رکہنے سے مستغیث کو زیان ناجائز پہونچا لہذا لیجانا بددیانتی خیال کیا جائیگا - جائنٹ مجسٹریٹ نے یہ دلیل کی ہے یا اس طرح پر امر مذکور کی نسبت دلیل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ حکام عالیمقام نے الفاظ زیان ناجائز کی تعریف مقدمہ مذکور میں نہیں کی ہے لیکن اونہوں نے صاف طور پر اوسکی نسبت صفحہ ۲۷۶ (فقرہ ۲) نظیر مذکور میں بحث کی ہے میں قیاس کرتا ہون کہ زیان عارضی جیسا کہ اس شخص مستغیث کو ہوا فقرہ محولہ بالا میں داخل ہے لہذا میری یہ رائے ہے کہ مدعا علیہ پر الزام نیت بددیانتی کا نہیں لگایا جا سکتا اس امر پر کہ وہ کس حد تک مستوجب نالش ہرجہ دیوانی کا ہے یہان بحث کرنا ضرور نہیں ہے لیکن بہ نسبت اوس نقصان کے جو ناجائز طور پر نہیں ہوا (اگر کچھہ ہوا ہو) اوسکو روبرو عدالت فوجداری کے کوئی استحقاق حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ وہ مستحق پانے ہرجہ کا مدعا علیہ سے ہے جو اوسکا مال بلا کسی نیت بددیانتی کے لے گیا نہ صرف ہرجہ دلایا گیا بلکہ بموجب رائے جائنٹ مجسٹریٹ مہر لوہے کے مستغیث مستحق اس امر کا ہے کہ اوسکے نقصان کی تلافی بذریعہ لیجانے والے کو بموجب ضابطہ فوجداری کے سزا دینے کے کیجائے یہ امر میری دانست میں بالکل بیجا ہے -

پس میں یہ مقدمہ پاس حکام عالیمقام ہائیکورٹ کے واسطے صدور ایسے احکام کے ارسال کرتا ہون جو حکام ممدوح ضروری اور قرین انصاف تصور فرماوین میں یہ بھی کہنا چاہتا ہون کہ حکم بہ نسبت اس امر کے کہ مستغیث کو جرمانہ میں سے معاوضہ دیا جاوے مطابق قانون کے نہین ہے مجموعہ ضابطہ فوجداری میں اس قسم کی کارروائی کی مقدمہ سرقہ میں کبھی اجازت نہیں دی گئی ہے اور حکم مذکور خلاف ضابطہ ہے"۔

اسمقدمہ کے روبرو **میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس** پیش ہوئے

پر حکام موصوف نے اجلاس کامل میں وہ سوال ارسال کیا جو حکم استصواب ذیل میں بیان کیا گیا ہے -
یہ استصواب سیشن جج نداہا نے کیا ہے جنہون نے یہ مقدمہ حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے صدور احکام مناسب کے ارسال کیا ہے -

ملزم پر اسمقدمہ میں بتجویز ثبوت جرم سرقہ حسب دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند بوجہ مستغیث کے قبضہ سے بیلا اوسکی مرضی کے ایک بیل اس غرض سے لیجانے کے جو اوسکی بہنوئی کرشنا پرمانک متوفی کا تہا کہ قرضہ جو مستغیث سے آقا کا مرحوم کرشنا پرمانک پر واجب تہا جبراً وصول کیا جائے صادر کی گئی ہے -
جائنٹ مجسٹریٹ ذیعلم نے اپنی تجویز میں یہ لکھا ہے کہ ملزم اقبال جرم کرتا ہے جسکا اوسپر الزام لگایا گیا ہے

۱۸۹۵ء — ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ہری چرن چنگو

وہ ایک ملازم ہری بابو کا ہے جسکا فرزند مستغیث کا بہنوئی بوقت اپنی وفات کے تہا جو ڈیڑہ برس قبل واقع ہوئی تہی ہری بابو نے اپنا روپیہ وصول کرنا چاہا اور اوس نے اپنے ملازم کو واسطے پکڑنے بہینسا اور بیل کے جن سے مستغیث کہیت جوت رہا تہا اور جو ملکیت اوسکے بہنوئی کی بیوہ کے تہے بہیجا۔ زر قرضہ صرف دو سو تہا لیکن ہری بابو نے ایسی قلیل رقم کے واسطے اوس ذریعہ جزو مستغیث کو جسکا ذریعہ معاش و پرورش اپنی بہن اور اوسکے لڑکے سے محروم کیا یہ جرم اصطلاحی ہے میں ملزم یعنے ہری چرن چنگو کو مجرم جرم مصرحہ دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا تجویز کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ وہ مبلغ [illegible] جرمانہ ادا کرے اور در صورت نہ ادا کرنے جرمانہ کے دو ماہ تک قید سخت رہے۔"

"ہمکو تجویز میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملزم نے اقبال اوس جرم کا کیا جسکا اوسپر الزام لگایا گیا تہا تاہم چونکہ مجسٹریٹ نے بلحاظ اپنے اختیار تمیزی کے محض اقبال بر حسب دفعہ ۲۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تجویز ثبوت جرم صادر نہیں کی بلکہ تجویز ثبوت جرم واقعات مجوزہ پر مبنی کی پس ہم خیال کرتے ہیں کہ ملزم کو اختیار یہ حجت کرنیکا ہے بشرطیکہ یہ حجت اور طور پر قابل منظوری ہو کہ بربنائے واقعات مجوزہ تجویز ثبوت جرم قانوناً غلط ہے علاوہ بریں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اتفاقاً یہہ ظاہر ہے کہ ملزم کی مراد اقبال جرم کرنے سے جسکا اوسپر الزام لگایا گیا تہا یہ نہ تہی کہ سرقہ کا اقبال کرے بلکہ یہ مراد تہی کہ محض جانوروں کا لیجانا تسلیم کرے۔

بربنائے واقعات مجوزہ کے جو امر فی الحقیقت واسطے غور کے پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا اگر کوئی شخص مال منقولہ جو واسطے مدیون متوفی کا ہو قبضہ سے قایم مقام قانونی مدیون کے بلا اسکی مرضی کے لیجاوے تو وہ مرتکب جرم سرقہ کا حسب تعریف دفعہ ۳۷۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوا یا نہیں۔ امر مذکور کی نسبت متناقض فیصلجات ہو چکے ہیں مقدمہ پرسنو کمار بنام اودے سنت (۱) موافق اس رائے کے ہے کہ اسطرح چیز لینا سرقہ نہیں ہے لیکن مقدمات ملکہ معظمہ بنام مداری (۲) و ملکہ معظمہ بنام پربوناتہ بنرجی (۳) و معاملہ درخواست نانی پرشاد بنرجی (۴) سے اسکے خلاف رائے کی تائید ہوتی ہے۔ اندرین حالات ہم امر مبینہ بالا کی نسبت اجلاس کامل سے استصواب کرینگے۔"

ایڈوکیٹ جنرل (سر چارلس پال) منجانب سرکار۔ اس ملک میں نیت سرقہ ایسا رکن ضروری نہیں ہے جیسا کہ وہ انگلستان میں ہے فقرہ اول دفعہ ۳۷۸ مجموعہ تعزیرات ہند اور تمثیل (ل) دفعہ ۳۷۸ سے یہ امر صاف ظاہر ہے مقدمہ مندرجہ کتاب ویہ صاحب (طبع سوم) صفحہ ۳۰۳ میں فرق ظاہر کیا گیا ہے دیکہو مقدمات ملکہ معظمہ بنام مداری (۲) و ملکہ معظمہ بنام پربوناتہ بنرجی (۳) و معاملہ درخواست نانی پرشاد بنرجی (۴)۔ کوئی شخص بوقت سماعت منجانب ملزم حاضر نہیں ہوا۔

(۱) [illegible] ۲۲۹ (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible]

سنہ ۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
سری چرن چنگہ

تجاویز ذیل اجلاس کامل (پیتھرم صاحب چیف جسٹس و پرنسپ صاحب جسٹس و پگٹ صاحب جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس) نے صادر فرمائین۔

پیتھرم صاحب چیف جسٹس۔ میری یہ راے ہے کہ ملزم پر صحیح طور پر تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی اور کوئی وجہ واسطے دست اندازی اس عدالت کے اس مقدمہ مین نہین ہے

تجویز مقدمہ پرسنو کمار بنرجی بنام اودے سنت (۱) کو جبکہ تعریفات مندرجہ دفعہ ۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند سے مقابلہ کرنے پر یہ ظاہر ہوگا کہ تجویز مذکور مین دو اخیر فقرات دفعہ مذکور کا لحاظ نہین کیا گیا۔

تجویز مذکور اس قیاس پر مبنی ہے کہ جب الفاظ مندرجہ تعریف مذکور ساتھہ دفعہ ۳۷۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے پڑہے جاوین تو بجاے لفظ بددیانتی کے دفعہ مذکور اس طرح پڑہی جائیگی کہ جو کوئی شخص اس نیت سے کہ وہ ناجائز وسیلون سے وہ مال حاصل کرے جسکا وہ قانوناً مستحق نہین ہے مال مذکور کی تبدیل جاے کرے تو اوسکی نسبت یہ کہا جاویگا کہ اوسنے سرقہ کا ارتکاب کیا یہ ظاہر ہے کہ اس امر کے فرض کرنے مین اخیر دو فقرات دفعہ ۲۳ نظر انداز ہوگئے ہین اگر فقرات مذکور اور نیز فقرہ اول پر مشمول دفعہ ۳۷۸ نظر کیجاے تو وہ حسب ذیل پڑہے جاوینگے جو کوئی شخص کسی مال کے ناجائز طور پر حاصل کرنے کی نیت سے اوس مال کی تبدیل جاے کرے یا جو شخص رکہہ چہوڑنے کی نیت سے کسی مال کے ناجائز طور پر لینے کے لیئے حیلے حاصل کرنے کی اوسکی نیت نہو اوس مال کی تبدیل جاے کرے یا جو کوئی شخص کسی مال کی تبدیل جاے بغرض اوسکے لینے کے کرے اس نیت سے کہ وہ شخص جو اوسکے قبضہ کا مستحق ہے ناجائز وسیلون سے اوس سے محروم رکہا جاے تو اگرچہ اوسکی نیت نہو کہ شخص آخر الذکر کو ہمیشہ کے واسطے اوس مال سے محروم کرے اوسکی نسبت یہ کہا جائیگا کہ اوسنے سرقہ کا ارتکاب کیا"۔ جب دفعہ مذکور اس طرح پر پڑہی جاے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ بموجب دفعہ مذکور مال اوس شخص کے قبضہ سے لینا جو اوسکا مستحق ہو اس غرض سے کہ وہ کچہہ عرصہ تک بیدخل رہے سرقہ ہے اگرچہ لینے والے کی نیت نہو کہ اوس مال کا خود تصرف کرے یا کلیتاً اوس سے مالک کو محروم کرے۔ یہ خاص وہ امر ہے جو وہ داین کرتا ہے جو جبراً یا بدطور پر اپنے مدیون کا مال اوسکے قبضہ سے خلاف اوسکی مرضی اس نیت سے لے کہ اوسپر دباؤ ڈالکر اپنا زرمنہ وصول کرے اور اوسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جو شخص ایسا کرے وہ مجرم سرقہ کا بموجب احکام تعزیرات ہند کے ہوگا برینائے ان وجوہ کے مین خیال

سنہ ۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
ہری چرن چکو

کرتا ہون کہ مقدمہ پرسنو کمارتپر بنام اودے سنت (۱) غلط طور پر فیصل کیا گیا۔

پگٹ صاحب جسٹس (پرنسپ صاحب جسٹس و میکفرسن صاحب جسٹس

متفق الرائے) ہم اس رائے سے اتفاق کرتے ہین کہ مقدمہ پرسنو کمارتپر بنام اودے سنت (۱) کا فیصلہ غلط ہوا۔ ہم خیال کرتے ہین کہ بربنائے واقعات مقدمہ مذکور کے ملزم پر صحیح طور پر تجویز ثبوت جرم سرقہ صادر کی گئی۔

ہماری رائے مین ارتکاب جرم سرقہ کے واسطے یہ ثابت کرنا ضروری نہین ہے کہ ملزم (باستعمال الفاظ صفحہ ۷۶ ۹ باقبل) کی نیت حاصل کرنا اوس شے کی جسکی تبدیل جائے کی گئی واسطے استعمال حاصل کنندہ" کے تہی بلکہ یہ ثابت کرنا کافی ہے کہ اوسپر کچھہ عرصہ کے واسطے بطور عارضی قبضہ حاصل کرنے کی نیت تہی۔ ہم خیال کرتے ہین کہ جو بیان مجموعہ تعزیرات ہند مولفہ مین صاحب (طبع چہارم) مین بصفحہ ۲۴۰ کیا گیا ہے صحیح ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ "یہ ثابت کرنا کافی ہے کہ مال کے کسی شخص کے قبضہ سے بلا اوسکی مرضی کے بددیانتی سے لینے کی نیت تہی اور یہ کہ بغرض مذکور اوسکی تبدیل جائے کی گئی اگر بددیانتی کی نیت اور رضامندی کا نہونا اور تبدیل جائے کیا جانا ثابت ہو جائے تو جرم مذکور پورا ہو جاتا ہے گو کیسے ہی عارضی طور پر مال روک رکھا گیا ہو"۔

"ہماری رائے مین یہ بیان مطابق تعریف سرقہ مندرجہ دفعہ ۳۷۸ مجموعہ مذکور کے ہے اور یہی تجویز مقدمات ملکہ معظمہ بنام مداری (۲) و ملکہ معظمہ بنام پریوناتہہ بنرجی (۳) و معاملہ درخواست نانی پرشاد بنرجی (۴) اور اوس مقدمہ مین ہوئی ہے جو ویر صاحب نے اپنی رپورٹ مین بصفحہ ۲۳۳ (طبع سوم) تحریر کیا ہے اور جسکا حوالہ مقدمہ پرسنو کمارتپر بنام اودے سنت (۱) مین دیا گیا ہے مقدمات مندرجہ رپورٹ ویر صاحب (طبع سوم) صفحات ۲۳۵ و ۲۴۷ و ۲۴۵ مین دیا گیا ہے، ہم خیال کرتے ہین کہ فیصلجات اس عدالت کا جنکا اوپر حوالہ دیا گیا یہ منشا نہین ہے کہ وہ اون صورتون پر محدود ہون جو تمثیل (ل) دفعہ ۳۷۸ مین داخل ہون بلکہ اوس وسیع تر تعبیر دفعہ مذکور کے قائم رکہنے کا جو فقرات کتاب مین صاحب مذکورہ بالا مین درج ہے اور جسکو ہم صحیح قرار دیتے ہین جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے منشا ہے اور وہ تعبیر قائم کی گئی ہے۔

(۱) صفحہ ماقبل ۹۶۶ (۲) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۳ صفحہ ۲ (۳) " " " جلد ۵ صفحہ ۶۸
(۴) " " جلد ۹ صفحہ ۸

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
سری چرن چنگو

ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ تاریخ مجموعہ تعزیرات ہند پر مسودہ ابتدائی سے لیکر جو لارڈ میکالے صاحب نے سنہ ۱۸۳۷ء مین تحریر کیا تہا اوسوقت تک غور کرین کہ جب وہ سنہ ۱۸۶۰ء مین قانون ہوگیا۔ حکام عدالت پریوی کونسل نے ایک مقدمہ حال یعنی مقدمہ ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال بنام پریم لال ملک (۱) مین یہ تجویز کی ہے کہ یہ جایز نہین ہے کہ دفعات قانون کی کارروائی کو بطور مدد جایز تعبیر کسی قانون کے دیکہا جائے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ ملزم کا یہ منشا کہ قبضہ مال اوسکا لیا گیا ہو اس غرض سے حاصل کیا جائے کہ اوسکا قرضہ ادا ہوجائے اگر ایسی غرض سے حاصل کیا جائے کوئی تعلق بحث نیت بددیانتی حسب مجموعہ تعزیرات ہند سے نہین رکہتا یہ تجویز کرنا کہ بوجہ ایسی غرض کے وہ فعل جرم نہوگا جو اور طور پر حسب معنے دفعہ ۲۴ استحصال ناجایز ہے سادہ ہی تسلیم کرنے اس حق ہر شخص کے ہوگا کہ قرضہ مطہرہ بذریعہ لیجانے مال اپنے مدیون مبینہ کے وصول کرے اور نتیجہ یہہ ہوگا کہ ہر شخص کو یہ استحقاق حاصل ہوگا کہ اگر وہ کافی قوت رکہتا ہو تو اخلیار قانون اپنے ہاتہہ مین لے۔

ہماری رائے مین یہہ تبلانا ضروری ہے اور شاید زیادہ تر بلحاظ اوس رائے کے ضروری ہے جو قایم مقام سشن جج نے اپنی چٹہی مین ظاہر کی ہے جسکے ذریعہ سے اونہون نے بموجب احکام دفعہ ۴۳۴ کے یہ مقدمہ اس عدالت مین ارسال کیا ہے۔

پرنسپ صاحب جسٹس اور سیکفرسن صاحب جسٹس نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

بنرجی صاحب جسٹس جو امر کہ واسطے تنقیح کے اسمقدمہ مین پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا اگر کوئی شخص اپنے مدیون کا کوئی مال منقولہ اوسکے قبضہ سے بلا اوسکی مرضی کے اس نیت سے لے کہ وہ اوسکا قرضہ ادا کرنے پر مجبور ہو تو وہ مرتکب جرم سرقہ کا ہوتا ہے یا نہین جسکی تعریف دفعہ ۳۷۸ مجموعہ مذکور مین کیگئی ہے۔

جرم سرقہ کے پورے ہونے کے لئے جسکا ذکر دفعہ مذکور مین ہے۔

(۱) کسی مال منقولہ کے لینے کی نیت ضرور ہے۔

(۲) لینے کی نیت بددیانتی سے ہونی چاہئے۔

(۳) کسی اور شخص کے قبضہ سے بلا اوسکی مرضی کے لینا چاہئے۔

(۴) مال مذکور کی تبدیل جائے بغرض اس طور پر لینے کے کیجانی چاہئے۔

اسمقدمہ مین اگر لینے کی نیت حسب مراد دفعہ مذکور تہی تو شرائط نمبر ۳ و ۴ صریحاً پوری ہوگئین کیونکہ مویشی مدیون کے قبضہ سے بلا اوسکی مرضی کے نکالکر لے جائے گئے تہے۔ پس دو امور قابل لحاظ ہین کہ اولاً لینے کی نیت حسب مراد دفعہ مذکور تہی یا نہین اور دوم یہ کہ بددیانتی سے لینے کی نیت تہی یا نہین۔ اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ مویشی لئے گئے تہے لیکن یہہ کہا جاسکتا ہے کہ دفعہ مذکور کے منشا مین ہمیشہ کے

(۱) دیکھو انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۷، ...

سنہ ۱۹۰۹ء
سرکار قیصر ہند
بنام
سرہچاپرن چنگو

واسطے لیا داخل ہے اور نہ محض عارضی طور پر لینا (جیسی کہ صورت مقدمہ ہذا مین ہے) بغرض مجبور کرنے
مالون کے کہ وہ اپنا زر مطالبہ ادا کرے مین یہ خیال نہین کرتا ہون کہ اس قسم کی رائے صحیح ہے تمثیل (ل)
دفعہ مذکور سے صاف ظاہر ہے کہ کسی شئے کا محض تہوڑے عرصہ تک رکہنے کی نیت سے لینا حسب مراد دفعہ
مذکور کے لینا ہے - اب خیال کرنا باقی ہے کہ آیا اس مقدمہ مین بددیانتی سے بموجب تعریف لفظ بددیانتی
مندرجہ دفعہ ۲۴ کے لینا ہوا یا نہین یعنے مویشی اس نیت سے لئے گئے تہے یا نہین کہ کسی شخص کو استحصال
ناجائز کرایا جائے یا کسی شخص کو زیان ناجائز پہونچایا جائے مین خیال کرتا ہون کہ اس سوال کا جواب
اثبات مین دیا جانا چاہئے کیونکہ دا بن نے جانورون کو اس نیت سے لیا اور کہا تہا کہ خود اوسکو
حسب مراد دفعہ ۲۳ - استحصال ناجائز ہوا اور مدیون کو زیان ناجائز پہونچے کیونکہ اوسنے وسایل
ناجائز سے وہ مال اپنے پاس رکہا تہا جسکا وہ قانونًا مستحق نہتا اور اوس نے ناجائز طور پر مدیون کو
اوس مال سے بیدخل اور محروم رکہا جسکا وہ قانونًا مستحق تہا استحصال ناجائز بموجب تعریف مندرجہ
دفعہ ۲۳ نہ صرف بذریعہ ناجائز طور پر حاصل کرنے مال کے ہوتا ہے (جو مطابق معنے معمولی الفاظ مذکور
کے ہے) بلکہ نیز مال مذکور کے ناجائز طور پر رکہنے سے ہوتا ہے گو اس طور پر رکہنے سے اوسکے
رکہنے والے کو کچہہ فائدہ نہو اسی طرح پر زیان ناجائز نہ صرف بذریعہ ناجائز طور پر مال سے محروم
کرنے کے بلکہ نیز بذریعہ ناجائز طور پر مال مذکور سے بیدخل رکہنے کے ہوتا ہے -

اور حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۲۴ کے کسی شئے کا بددیانتی سے کیا جانا نہ صرف اوسوقت کہا جاتا ہے
کہ جب وہ بہ نیت استحصال ناجائز کرانے کسی شخص کے حسب معنے اول الفاظ استحصال ناجائز کے کیجاے
(اور یہ مطابق معمولی اور عام فہم معنے الفاظ مذکور کے ہے) بلکہ اوس صورت مین بہی کہا جاتا ہے
کہ جب وہ بہ نیت استحصال ناجائز کرانے کے حسب معنے دوم کیجائے گو اس قسم کے زیان سے جو کسی شخص کو
پہونچایا جائے کسی دوسرے شخص کو استحصال ناجائز نہوتا ہو -

بوجہ اس جامع نوعیت تعریف لفظ بددیانتی مندرجہ مجموعہ تعزیرات ہند کے تعریف لفظ سرقہ
مین وہ صورتین بہی داخل ہوتی ہین جو از روئے معمولی اور عام فہم معنے لفظ مذکور کے داخل نہین ہو سکتین
اور اسیوجہ سے ایسے الفاظ کا استعمال شروع ہوا جیسے کہ الفاظ سرقہ اصطلاحی ہین -

سزا سے سرقہ کو قید سخت تین سال اور ایسے جرمانہ سے لیکر جسکی تعداد صرف عدالت
تجویزہ مقدمہ کے اختیار سے محدود ہے جرمانہ برائے نام تک قایم کرنیکے ذریعہ سے مجموعہ تعزیرات ہند
مین بلاشک اس جامع تعریف سرقہ سے سختی پیدا ہونے کی احتیاط کی گئی ہے لیکن ایک وقت

۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصرہ
بنام
سری پرن چند

یہ ایسی ہے کہ جو از روے قانون فوجداری متعلقہ امر ہذا کے رفع نہین کی گئی - جرم سرقہ ایک جرم ناقابل ضمانت قرار دیا گیا ہے (دیکھو ضمیمہ ۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری) پس گو وہ شخص جسپر الزام سرقہ لگایا گیا ہو بعد تجویز ثبوت جرم کے محض جرمانہ دیکر چھوٹ سکتا ہے اگر اوسکا جرم خفیف ہو لیکن قبل صدور تجویز ثبوت جرم کے اوسے دوران مقدمہ مین یہہ ضرور ہے کہ وہ حراست مین رہے بجز اسکے کہ مقدمہ سے دفعہ ۴۹۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری متعلق ہو یا کوئی عدالت اعلیٰ حسب دفعہ ۴۹۸ دست اندازی کرے۔

تحریرات بالا کے کرنے مین مجھپر فرض ہے کہ یہہ خیال پیدا نہونے دون کہ مین اس قسم کے جرم کو جسکا ارتکاب مقدمہ ہذا مین کیا گیا کم سنگین سمجھتا ہون۔

جو راے کہ مین نے ظاہر کی ہے یعنے یہہ کہ اس مقدمہ مین ملزم کا فعل تعریف سرقہ مندرجہ دفعہ ۳۷۸ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل ہے مطابق عام اتفاق راے عدالت ہذا اور ہائیکورٹ ہاے مدراس اور بمبئی کے ہے - یعنی صرف مقدمات ملکہ معظمہ بنام مادی (۱) و ملکہ معظمہ بنام پریونا تھہ برمی (۲) و بمعاملہ درخواست نارائن پرشاد بنرجی (۳) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ناگپا (۴) اور اوسمقدمہ مدراس کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہون جو قانون جرایم و مجموعہ ضابطہ فوجداری (طبع سوم) صفحہ ۲۲۳ ریپورٹ ویر صاحب مین مندرج ہے) ان اسناد کے خلاف مقدمہ پرسنو کما پتر بنام اودے سنت (۵) ہے جس مین بلا شک اسکے خلاف راے ظاہر کی گئی چونکہ وہ اس امر کے متعلق اخیر مقدمہ ہے اور اوسی کی وجہ سے یہ استصواب اجلاس کامل سے کیا گیا ہے لہذا اوسپر غور کرنا ضروری ہے۔

وجوہ فیصلہ مقدمہ پرسنو کمار پتر بنام اودے سنت (۵) مختصراً حسب ذیل تین ہین -

۱- حسب منشاے دفعہ ۳۷۸ مجموعہ تعزیرات ہند با نوعیت بیجا کے لئے لینا یا بطور عارضی بدنیتی لینا ہے کہ وہ شے جو لی گئی ہے لینے والے کے استعمال مین آوے -

(۲) تعریف لفظ بددیانتی سے اگر وہ دفعہ ۳۷۸ کے ساتھہ پڑہی جاے ظاہر ہوتا ہے کہ استحصال ناجائز اوس شے سے جسکی تبدیل جاے کی گئی ہو مراد استحصال اوس شے کے واسطے استعمال حاصل کنندہ کے ہے اور نہ محض اوسپر واسطے کسی غرض عارضی کے قبضہ حاصل کرنے سے -

---

(۱) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۲ صفحہ ۲ (۲) " " " جلد ۵ صفحہ ۶۱ (۳) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۶ -

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۴ (۵) صفحہ ماقبل صفحہ ۱۲۹ -

سنہ ۱۸۹۰ء
غلام مصطفیٰ
بنام
[illegible]

(۳) مجموعہ مذکور میں جیسا کہ وہ صادر کیا گیا ہے چند احکام کے متروک کرنے سے جو مسودہ مجموعہ مذکور میں داخل کئے گئے تھے اوس رائے کی تائید ہوتی ہے جو وجہ اول میں مندرج ہے۔ میں ثابت کر چکا ہوں کہ وجہ اول صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ خلاف تشریح (ل) دفعہ ۳۸۷ کے ہے۔

وجہ دوم محض ایک جزو تعریف لفظ بددیانتی سے متعلق ہے یعنے اوس جزو سے جس میں استحصال ناجایز کا منجملہ دو معنیوں کے جس میں الفاظ مذکور استعمال کئے گئے ہیں ایک کا ذکر ہے اور اوس میں کوئی ذکر دوسرے جزو کا نہیں ہے جو زیان ناجایز سے متعلق ہے اور نہ دوسرے معنی استحصال ناجایز کا ذکر ہے لیکن جیسا کہ میں نے پیشتر ظاہر کیا ہے بددیانتی ان دونوں امور میں سے ہر ایک سے پیدا ہوتی ہے جبکہ ان دونوں معنیوں میں سے کوئی ایک تعلق ہو اور اس امر میں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں استحصال ناجایز منجر زیان ناجایز ہر دو کے کرنے کی نیت تھی۔

نسبت تیسری وجہ کے یہ کہنا کافی ہے کہ اگر تعریف مندرجہ مجموعہ مذکور میں جیسا کہ وہ نافذ ہے صاف طور پر اس مقدمہ پر داخل ہوتا ہے جیسا کہ یہ ہے اور میری دانست میں وہ داخل ہوتا ہے تو اوس سے چند احکام کے متروک ہونے سے جو مسودہ مجموعہ مذکور میں تھے کوئی صحیح نتیجہ خلاف اسکے اخذ نہیں ہو سکتا۔

بربنائے ان وجوہ کے میں عام طور پر اوس رائے سے اتفاق کرتا ہوں جو کہ چیف صاحب جسٹس نے ظاہر کی ہے بابت فیصلہ مقدمہ پرسنو کمار بنام اوسے سنت (۱) سے موءدبانہ اختلاف رائے کرتا ہوں اور اوس سوال کا جواب جو ہمارے پاس ارسال کیا گیا ہے اثبات میں دیتا ہوں۔

چونکہ میری یہ رائے ہے لہذا مجھ پر یہ تجویز کرنا لازم ہے کہ ملزم کی نسبت اس مقدمہ میں صحیح طور پر تجویز ثبوت جرم سزا صادر کی گئی اور چونکہ کوئی وجہ یہ خیال کرنے کی نہیں ہے کہ سزا ضرورت سے زیادہ سخت ہے لہذا میں تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا دونوں کو بحال کرتا ہوں۔

(۱) صفحہ ماقبل ۲۲۹-